سلسلة خدمة الحديث النبوي 25

اردو ترجمہ و شرح

# مسند حمیدی

تالیف: امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر حمیدی رحمہ اللہ


ترجمہ: مولانا محمد احمد دلپذیر — تحقیق و تخریج: نصیر احمد کاشف

حواشی: ابو معیذ محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی — نظر ثانی: حافظ شبیر صدیق

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ





انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

# فہرست مضامین

# فقہی فہرست

حدیث نمبر

## کتاب الایمان

## كتاب السنة والعلم

## طہارت کے مسائل

### پانی اور نجاست:



### قضائے حاجت کے آداب:

## وضو کا بیان:

## مسواک کا بیان:



## غسل کا بیان:



## تیمّم کا بیان:



## حیض کے مسائل:

## مستحاضہ کا بیان:



# نماز کے مسائل

## مساجد کے احکام:

## نماز کے مسائل کا بیان

## سترہ کا بیان:



## اوقات نماز کا بیان

## اذان کے مسائل



## صف بندی کے مسائل:



## نماز کا طریقہ: تکبیر سے سلام تک

## نماز کے بعد کے اذکار:



## سجدہ سہو:



## جماعت اور امامت کے مسائل:

## سنتوں اور نوافل کا بیان:

## جمعہ کا بیان:



## عیدین کی نماز و مسائل:

## نماز قصر:



## نماز استسقاء:



## نماز کسوف:



## نماز تہجد:

## وتر کا بیان:



## تراویح:



# زکاۃ کے مسائل

## جنازے کے مسائل

## روزوں کا بیان

## حج کا بیان

## نکاح کا بیان

## رضاعت کا بیان

## طلاق کا بیان



## تجارت ولین دین

## مزارعت کا بیان



## ہبہ کا بیان



## فیصلے اور احکام

## قصاص و دیت کے احکام



## حدود کا بیان

## شکار اور ذبیحہ کا بیان

## قربانی کا بیان



## قسم اور نذر کے احکام

## غلام آزاد کرنا



## جہاد کا بیان

## غزوات اور لڑائیوں کا بیان

## کتاب السیر : غنیمت وغیرہ کے احکام

## امارت وحکومت کا بیان



## لباس کا بیان

## کھانے پینے کا بیان

## طب کا بیان

## نیکی اور صلہ رحمی کا بیان

## آداب واخلاق کا بیان

## سلام اور اجازت لینے کے آداب:

## دلوں کی نرمی کے امور



## تقدیر کا بیان

## دعا واستغفار کا بیان

## خواب اور اُن کی تعبیر



## وصیت اور وراثت کا بیان

## مثالوں کا بیان



## قرآن مجید کے فضائل



## تفسیر کا بیان

## رسول مکرم ﷺ کی صفات اور معجزات

## فضائل ومناقب اور تاریخ کا بیان

## فتنوں اور علامات قیامت کا بیان

## قیامت، حشر، جنت اور جہنم کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# عرضِ ناشر

الحمد الله الذى علّم الإنسان مالم يعلم، وكتب التقادير بالقلم، له الفضل والكرم، والإحسان والنعم، والصلوة والسلام على رسوله الأكرم الأفضل، وعلى آله وأصحابه هم أولوا العزم والعلم۔ أما بعد!

ہماری اساسِ دین کتاب اللہ اور سنت صحیحہ ہے، جس کی تبلیغ و دعوت ہم پر فرض ہے اور فہم اسلام میں سلف کے فہم و تعامل کی پابندی کلیدی اہمیت کی حامل ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴾ (الكهف : 110)

''پس جسے بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔''

تابعی جلیل فضیل بن عیاض نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد اخلاص وللّٰہیت اور اتباع سنت ہے، یعنی کسی بھی عمل کی عنداللہ قبولیت کی دو شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ وہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لیے کیا جائے۔ اور دوسری یہ کہ وہ عمل سنتِ رسولؐ کے مطابق ہو، اس کو موصوف نے "اَخْلَصَهٗ وَاَصْوَبَهٗ" کی تعبیر سے واضح کیا ہے۔

کتب حدیث کی اشاعت کا مقصد یہی ہے کہ ان کتب کے ذریعے توحید وسنت کی شاہراہ پر چلنا عام مسلمانوں کے لیے آسان ہو جائے گا، صرف سچی طلب، صالح نیت اور عزم وحوصلے کی ضرورت ہے۔

یہ حدیث کی عظیم کتاب امام حمیدی رحمہ اللہ کی مسند ہے، جسے تحقیق وترجمہ، شرح اور تخریج کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ کر کے قارئین کے پیش خدمت کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ہی یہ موقع فراہم ہو سکا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اقدس سے جھڑے ہوئے وہ موتی ہیں جنہیں امام عبداللہ بن زبیر حمیدی رحمہ اللہ (متوفی 219ھ) نے مسند کی صورت میں جمع فرمایا۔

مسند حمیدی کا زیر نظر نسخہ ڈاکٹر حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق کے ساتھ دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان سے طبع شدہ ہے۔ جناب مولانا محمد احمد دلپذیر حفظہ اللہ نے ''مسند حمیدی'' کے ترجمے کو سلیس اور عام فہم پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور احادیث مبارکہ کی شرح کا کام جناب ابو رمیثہ محمد ابراہیم بن بشیر بن یعقوب بن عمر الحسینوی نے بڑے عالمانہ اور محققانہ انداز میں انجام دیا، جس میں انہوں نے محدثین کرام، شارحین حدیث اور اہل علم کے وضاحتی بیانات سے مدد لی ہے۔ احادیث کی علمی تحقیق وتخریج کا کام جناب نصیر احمد کاشف حفظہ اللہ نے بڑی دقیق نظر سے انجام دیا۔ نیز انھوں نے قارئین کی سہولت کے لیے احادیث کے شروع میں مناسب عناوین آویزاں کر دیے۔ اور ابتدا میں امام حمیدی رحمہ اللہ کے حالات

زندگی پر ایک تفصیلی شذرہ قلم بند کر دیا ہے، جس سے ان کے زہد و ورع اور حدیث کے لیے وقیع خدمات کا علم ہوتا ہے اور اس میدان میں ان کی جلالت شان اور قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے۔

کتاب پر نظر ثانی کا کام جناب حافظ شبیر صدیق صاحب (ایڈیٹر مؤقر مجلّہ ضیائے حدیث) نے بڑی عرق ریزی سے سرانجام دیا۔ اللہ رب العزت ان تمام علمائے کرام کی خدمت حدیث قبول و منظور فرمائے۔

انتہائی ناسپاسی ہوگی اگر میں یہاں جناب محمد رمضان محمدی حفظہ اللہ کا ذکر نہ کروں کہ جن کی توجہ اور نگرانی میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

ہم عصر حاضر کی عظیم شخصیت فضیلۃ الشیخ عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود ادارہ کی سرپرستی کر رہے ہیں، ان کی ترغیب، تشجیع اور اشراف کا ہی نتیجہ ہے کہ کتب حدیث زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ رہی ہیں اور ساتھ میں علمی و اصلاحی تقریظ تحریر کر کے ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ کثر اللہ أمثاله فی العالم.

ممبران ادارہ جناب ابو یحیٰی محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، محمد ناظر سدھو، ظفر اقبال، محمد نادر، فیصل جاوید، فیصل خان، اسجد محمود منج، محمد عرفان، اختر علی، شوکت حیات، انتصار، عبدالوحید، زاہد حسین چیپا، محمد مشتاق، ماسٹر الطاف، عندلیب اور ادارہ کی مجلس شوریٰ جناب محمد شاہد انصاری، حاجی نوید آصف، شمشیر اشرف، محمد اکرم سلفی، مرزا ذاکر احمد اور ابوطلحہ صدیقی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کے تعاون سے کتب حدیث کا مبارک کام جاری و ساری ہے۔

جناب انکل ابومؤمن منصور احمد حفظہ اللہ، اور ان کے دست و بازو محمد رمضان محمدی محمد سلیم جلالی صاحب کی تمام کوششیں اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیونکہ ان کے تعاون سے ان کتابوں کی اشاعت ہو رہی ہے۔ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ مَنْ لَّا يَشْكُرِ اللّٰهَ.

جناب ابوحفص محمد حسن خان صاحب نے دیدہ زیب و جاذب نظر کمپیوٹر ڈیزائننگ بطریق احسن سرانجام دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور اس کام کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

اللہ کے حضور سربسجود ہو کر دعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کا نفع عام کر دے، ادارہ کو تا روزِ قیامت باقی رکھے۔ تاکہ اسلام دشمن قوتوں کے خلاف محدثین اور فقہاء کی علمی تراث کو منصۂ شہود پر لایا جا سکے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ.

وکتبہ

**ابوحمزہ عبد الخالق صدیقی**

رئیس: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

# تقریظ

الحمد للّٰه رب العالمين، والصلاة والسلام علٰى رسول اللّٰه، وعلٰى آله وأصحابه وبعد!

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی جانے والی آخری پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر آخری کتاب ہے اور حدیث رسول اس کی اوّلین تشریح وتفسیر ہے۔ اور دین اسلام کی بنیاد بھی انہی دو چیزوں (قرآن وحدیث) پر ہے۔ اسلام کو بطور دین اختیار کرنے کا حکم ہے تو گویا تمسک بالکتاب والسنۃ کا حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴾ (الاعراف: 170)

''اور جو لوگ کتاب کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں اور انہوں نے نماز قائم کی (انہیں ہم اجر دیں گے) بے شک ہم نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ.)) [1]

''اسلام کی ابتدا اجنبیت میں ہوئی اور عنقریب وہ حالت اجنبیت میں عود کر آئے گا پس اجنبی (اسلام پسندوں) کے لیے طوبیٰ ہے۔''

مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

((اَلْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَالْهِجْرَةِ إِلَيَّ.)) [2]

''غارت گری کے دور میں عبادت کرنا ایسے ہی ہے جیسا کہ میری طرف ہجرت کرنا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی قیامت تک کے لیے ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری پیغمبر ہیں: ((بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ.)) [3] جو قیامت سے قبل بھیجے گئے اور جن کی نبوت کا سورج تا قیام قیامت طلوع رہے گا اور قائم رہے گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع فرض ہے اور نافرمانی ناجائز ہے۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴾ (محمد: 33)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔''

---

[1] صحيح مسلم، حديث: 145، 146.
[2] جامع الترمذی، حديث: 2201.
[3] مسند احمد: 2/ 50.

جس کا واضح معنی یہی ہے کہ تم اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کرو اور اگر تمہارا عمل اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے دائرے میں ہوگا تو وہ اللہ کے ہاں قابل قبول ہوگا اور اگر تمہارا عمل، تمہارا قول، تمہارا عقیدہ یا منہج اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کے دائرے سے خارج ہوگا تو وہ مردود ہوگا۔

((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ . )) ❶

''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی پس وہ مردود ہے۔''

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ أَحْدَثَ فِي الْإِسْلَامِ حَدَثًا . )) ❷

''جس شخص نے اسلام میں کسی ایک بدعت کو جاری کر دیا اس پر (دن رات) اللہ کی لعنتیں برستی ہیں۔''

رسول اکرم ﷺ کی اتباع ہر حال میں فرض ہے۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمُنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ . )) ❸

''ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر سمع واطاعت کی بیعت کر رکھی تھی۔ آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے ہر حال میں آسانی ہو یا تنگی ہو۔''

اس حدیث کا مفہوم اور وسیع ہوسکتا ہے۔ اس وقت چونکہ مقتدا، امت کے قائد محمد رسول اللہ ﷺ تھے، اس لیے ہم نے یہ محدود ترجمہ کیا کہ سمع واطاعت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کے پیغمبر کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی تھی۔ ہر عسر و یسر میں، ہر تنگی اور آسانی میں، ہر خوشی اور غمی میں، اور یہ اطاعت جس شخص کو یا جس خاندان کو یا جس قوم اور قبیلے کو حاصل ہو جائے وہ دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے مالا مال ہو جاتا ہے۔

﴿ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴾ (النساء : 66)

''اگر یہ لوگ صرف وہ کام کریں جن کاموں کی انہیں اللہ کے پیغمبر نصیحت کرتے ہیں تو ان کے لیے خیر ہے۔''

ہر قسم کی خیر ہے۔ کوئی شر نہیں ہوگا۔ ﴿ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ﴾ اور دشمن کے مقابلے میں ان کو ثابت قدم، نصرت اور تائید عطا فرمائیں گے۔ ﴿ وَإِذًا لَّآتَيْنَاهُم مِّن لَّدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ﴾ اجر عظیم عطا فرما دیں گے جو ان کی اخروی سعادت کی ضمانت ہوگا۔ اللہ رب العزت نے اس اجر کو عظیم کے ساتھ موقوف فرمایا۔ وہ اللہ کے پیغمبر کی اطاعت کا ثمرہ ہے اور ساتھ ساتھ ﴿ وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴾ صراط مستقیم کی ہدایت پر قائم رکھیں گے۔ یہ ایک ضمانت اور ایک عظیم بشارت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

❶ صحيح مسلم، حديث : 1718 . ❷ مسند الربيع بن حبيب، حديث : 42 .

❸ صحيح البخاري، حديث : 7199 .

((اِنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ .)) ❶

''تمام بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہیں۔ اللہ رب العزت ان دلوں کو جس طرف چاہے اور جب چاہے پھیر دے۔''

لیکن یہاں ضمانت دی کہ اگر تم میرے پیغمبر کی اطاعت اور پیروی کرتے رہو گے تو صراط مستقیم پر قائم رہو گے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَّا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا أَبَداً؛ كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهٖ .)) ❷

''تمہارے بیچ جو کچھ میں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اسے تھامے رہو گے دنیا کی کوئی طاقت تمہیں اللہ کے دین سے برگشتہ نہیں کر سکتی۔''

تو کوئی بھی حالت ہو، کوئی بھی کیفیت ہو اللہ کے پیغمبر ﷺ کا اتباع ہمارا نصب العین اور ہمارا حاصل حیات ہونا چاہیے۔ جیسی بھی گھڑی ہو، تنگی ہو، ترشی ہو، خوشی ہو، غمی ہو، مشکل ہو، آسانی ہو، حتی کہ اگر سر پر تلوار لٹک رہی ہو، جان کو خطرہ ہو، مال کو خطرہ ہو، لیکن کلمۂ حق، سنت کی اتباع سے کوئی انکار نہ ہو۔ ایسے لوگ موجود رہیں گے جو اللہ کے پیغمبر کی سنت کو تھامیں گے اور سنت کا اتباع کریں گے اور وہ لوگ عظیم ہوں گے۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((اِنَّ مِنْ وَّرَائِكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ .)) ❸

''تمہارے پیچھے کچھ ایام صبر ہیں۔''

اور یہ اللہ کے مقرب بندوں کا حصہ ہیں۔

((أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ .)) ❹

مزید فرمایا کہ ایسے مشکل دن اور ایسے مشکل حالات ہوں گے کہ ان مشکلات حالات میں میری سنت کو تھامنے والا ایسا ہوگا:

((اَلْعَامِلُ فِيْهِنَّ كَالْقَابِضِ الْجَمَرِ .))

''جیسے اپنی مٹھی میں آگ کا جلتا ہوا انگارا دبانے والا۔''

سنت پر عمل کرنا اور دین پر چلنا یقیناً اس قدر مشکل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

❶ الأربعين النووية : 1/ 22 .

❷ المستدرك للحاكم : 1/ 37 .

❸ سنن أبي داود ، حديث : 4341 .

❹ صحيح البخاري ، حديث : 5648 .

((اَلْمُتَمَسَّكُ فِيْهِنَّ يَوْمَئِذٍ...... لَهُ كَأَجْرِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ . )) ❶

''جو شخص اس دور میں، ان مشکل گھڑیوں میں اس چیز کو تھام لے جس پر پہ آج تم ہو۔ (کتاب وسنت) تو اس کے لیے تمہارے پچاس لوگوں جیسا اجر ہے۔''

ایک دفعہ تورات کے کچھ ورق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آ گئے تو اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انار کے دانے کی طرح سرخ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمُتَهَوِّكُوْنَ أَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى؟)) ❷

''کیا تم یہود ونصاریٰ کی طرح بربادی مول لینا چاہتے ہو؟''

شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اس امت کے افضل ترین انسان تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

((كُنَّا نَقُولُ وَالنَّبِيُّ حَيٌّ أَفْضَلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ أَبُوبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ . )) ❸

ایک دفعہ کچھ لوگوں نے ان کا حوالہ دے کر حج تمتع کی مشروعیت سے انکار کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

((يُوشِكُ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ حِجَارَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ أَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ وَتَقُوْلُوْنَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ . )) ❹

''مجھے ڈر ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر نہ برسیں۔ میں اللہ کے پیغمبر کا فرمان پیش کر رہا ہوں اور تم اس کے مقابلے میں ابوبکر وعمر کی بات کر رہے ہو۔''

یہ صحابہ کا منہج تھا۔ اب دیکھیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دین پیش کی۔ خود آپ کی برادری نے انکار کر دیا۔ آپ کی قوم نے نہیں مانا۔ بلکہ اس دعوت کے راستے میں کانٹے بچھائے، رکاوٹیں کھڑی کیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو وہ صادق وامین کہتے کہتے تھکتے نہیں تھے، انہیں تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور کر کے رکھ دیا۔

کیسی اجنبیت؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی آپ سے پوچھتا ہے: ((مَنْ مَّعَكَ عَلٰى هٰذَا؟)) ''یا رسول اللہ! اب تک کتنے لوگ آپ کے ساتھ جڑے؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((عَبْدٌ وَّحُرٌّ)) ''ایک آزاد اور ایک غلام ہے۔'' ❺

آزاد ابوبکر اور غلام بلال رضی اللہ عنہ۔ ایسی اجنبیت۔ لوگوں نے ان کی حیات کو تنگ کیا، سوشل بائیکاٹ کیا، پتھر مارے، طرح طرح کے القاب رکھے، گالیاں دیں لیکن انہوں نے دین کو نہیں چھوڑا۔ اللہ کے پیغمبر کی غلامی کا راستہ نہیں چھوڑا۔

❶ المعجم الكبير للطبراني : 12/ 44.
❷ شرح السنة : 1/ 270، حديث : 126.
❸ المعجم الكبير للطبراني : 10/ 427.
❹ موسوعة الرد على الصوفية : 25/ 31.
❺ مسند أحمد : 4/ 112.

یہ وصف ہے غرباء کا۔ یہ حقیقت میں اہل الحدیث کی شان ہے۔

یونس بن عبید فرمایا کرتے تھے: ((لَیْسَ شَیْءٌ أَغْرَبَ مِنْ سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ وَأَغْرَبَ مِنْهَا مَنْ یَّعْرِفُهَا)) ❶ ''اس کائنات میں اللہ کے پیغمبر کی سنت سے بڑھ کو کوئی چیز اجنبی نہیں ہے۔'' کلمہ گو مسلمان، سنت کو رد کرنے کے لیے قاعدے بناتا ہے۔((لَوْ عَمِلْنَا بِكُلِّ حَدِیْثٍ لَّسُدَّ بَابُ الرَّأْيِ)) ''اگر ہم نے ہر حدیث پر عمل کرنا شروع کر دیا تو رائے کا دروازہ بند ہو جائے گا۔''

یہ سنت کی اجنبیت اور غربت ہے کہ اس کے رد کے لیے قاعدے بناتے ہیں یہ قاعدہ بدعت ہے۔ سنت کا اتباع ہر حال میں اپنے پیش نظر رکھیے۔ سنت کو پیش کرنے کا اہتمام کیجئے۔ یہ مختلف لوگ جو سنت کی اس عظیم الشان راہ پر مختلف وار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارا طریق سنت کو پیش کرنا ہو اور سنت کے ذریعے سمجھانا ہو۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ((أَهْلُ الرَّأْيِ هُمْ أَعْدَاءُ السُّنَنِ)) ❷ ''یہ رائے والے سنت کے دشمن ہیں۔'' ((یَأْتُونَكُمْ وَیُجَادِلُوْنَكُمْ بِالْقُرْآنِ فَجَادِلُوْهُمْ بِالسُّنَنِ)) ❸ ''تمہارے پاس آئیں گے، تم سے قرآن پاک پڑھ پڑھ کے جھگڑیں گے تم ان کو اللہ کے پیغمبر کی سنت سے جواب دو۔''

یہ لوگ درحقیقت سنت کو یاد کرنے سے، حدیثوں کو پڑھنے پڑھانے سے اور حدیثوں پر عمل کرنے سے عاجز آ چکے ہیں، تھک چکے ہیں۔ یہ ان کا ردعمل ہے۔ تو جیسے بھی حالات ہوں گے اللہ کے پیغمبر کی سنت کے ساتھ تمسک ہمارا نصب العین ہونا چاہیے، جیسا کہ محدثین کرام کا تھا۔ انہوں نے کس طرح سنت کا اہتمام کیا اور اپنی عمریں اس راہ میں کھپا دیں۔ اس کی خاطر طویل وعریض سفر کیے۔ کئی کئی مہینوں کا سفر۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مصر کا سفر، خالد بن مخلد رضی اللہ عنہ کے پاس صرف ایک حدیث سننے گئے کہ اللہ کے پیغمبر نے ایک حدیث سنائی تھی، میں سمجھتا ہوں کہ جس جس نے سنی تھی وہ سب فوت ہو چکے، صرف تم زندہ ہو۔ تم سے سننے کے لیے مدینے سے آ رہا ہوں، حالانکہ اس کا متن یاد ہے لیکن جس شخصیت نے اللہ کے پیغمبر سے سنی تھی، اس سے سننا چاہتے تھے تاکہ سند عالی مل جائے۔ اس کے لیے کہ سندِ عالی کا ذوق، شوق اور جستجو، یہ محدثین کی سیرتوں کا خلاصہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں نے اللہ کے پیغمبر سے سنا تھا: ((مَنْ سَتَرَ عَلٰى أَخِیْهِ عَوْرَةً فَكَأَنَّمَا أَحْیَا مَوْءُوْدَةً)) ''جس شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کر دی، اس کے عیب کو چھپا لیا تو اللہ اس کو اتنا اجر دے گا کہ جیسا نے جاہلیت کے دور کی کسی زندہ درگور بچی کو قبر سے اٹھا کر زندہ کر دیا ہو۔''

حدیثوں کی خاطر سفر، سند عالی کی جستجو، یحییٰ بن معین موت کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔ کسی نے پوچھا: ((مَا تَشْتَهِي؟))

---

❶ مفتاح الجنة للسیوطی : 1/ 64.
❹ الفقیه والمتفقه للخطیب : 2/ 104.
❺ تاریخ بغداد : 14/ 286، رقم : 7581.

''کیا چاہتے ہو؟'' کہا کہ ((بَيْتٌ خَالٍ وَّسَنَدٌ عَالٍ))''خالی گھر مل جائے اور اللہ کے پیغمبر تک سند عالی مل جائے۔''

خالی گھر کیوں؟ تاکہ مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے اور میں خالی گھر میں بیٹھ کر پیغمبر ﷺ کی حدیثیں پڑھوں اور ان کو حفظ کروں، یہ نور اپنے سینے میں پہنچاؤں اور کوئی مخل نہ ہو اور سند عالی اگرچہ میں ضعیف ہو چکا ہوں، چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوں، پھر بھی اس سند عالی کو حاصل کرنے کے لیے چل پڑوں گا۔

أَهْلُ الْحَدِيْثِ هُمُوْ أَهْلُ النَّبِيِّ وَاِنْ لَّمْ
يَصَحَبُوا نَفْسَهُ أَنْفَاسَهُ صَحِبُوْا

''اہل الحدیث ہی درحقیقت اہل النبی ہیں۔ ان کو اگرچہ نبی کی ذات کی صحبت یا شرف میسر نہیں ہوا لیکن پیغمبر ﷺ کی مبارک سانسوں کے دن رات کے ساتھی بنے۔''

صبح و شام قال رسول اللہ، قال رسول اللہ۔ ایسے لوگوں کا انجام، ایسے لوگوں کا سفر، ایسے لوگوں کی زندگی بڑی مبارک ہوتی ہے۔ وہ تاحیات اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور سعادت میں رہتے ہیں۔ دیکھیں امام احمد بن حنبل کا حال، ان کا بیٹا بیان کرتا ہے کہ سکرات الموت میں ہیں، چونکہ وضو کی فضیلت ہے، ہم نے سوچا کہ اپنے باپ کو اس وقت باوضو کریں۔ وضو کرا رہے تھے۔ ہاتھ دھوئے، کلی کرائی، چہرہ دھویا، بازو دھوئے، پاؤں دھو رہے تھے۔ امام احمد اپنی زبان سے کچھ بولے۔ ہم نے اپنے کان قریب کیے تو فرما رہے تھے: ((خَلِّلُوا بَيْنَ الْأَصَابِعِ .))[1] ''میری انگلیوں کا خلال کرو۔'' اللہ سکرات الموت میں عمل بالسنہ کی توفیق دے رہا ہے۔

امام ابو زرعہ الرازی عبید اللہ بن عبدالکریم عالم نزع میں ہیں اور کچھ محدثین ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جن میں ان کا رفیق خاص محمد بن ادریس ابو حاتم الرازی بھی تھا۔ یہ دونوں مقام رے کے عظیم محدث تھے۔ عالم نزع ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو کلمے کی تلقین کریں۔ بے ہوشی کے دورے پڑ رہے ہیں۔ ہمیں بڑی فکر کہ اللہ رب العزت انہیں کلمہ پڑھنے کی توفیق دے دے۔ لیکن زبان نہیں چل رہی۔ ہم نے سوچا کہ ہم وہ حدیث پڑھتے ہیں جس میں کلمے کا ذکر ہے۔ پوری زندگی جو درس حدیث کا سلسلہ رہا شاید زبان پر وہ حدیث آ جائے اور کلمہ بھی ساتھ آ جائے۔ چنانچہ ہم نے وہ حدیث پڑھنی شروع کر دی۔ سند کا اعلیٰ حصہ پڑھا اور رک گئے، ابو زرعہ الرازی نے اپنی آنکھیں کھولیں اور وہ حدیث خود پڑھنی شروع کر دی:

((حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِيْ عَرِيْبٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

[1] حلية الاولياء لأبی نعيم: 9/ 183.

اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ . ))

یہ حدیث پوری کی اور وفات پا گئے۔ ❶

یہ شغف بالسنہ، اشتغال بالحدیث کی برکت کہ اللہ نے حدیث پڑھنے کی برکت سے زبان کھول دی اور کلمہ نصیب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”جس کو موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کلمہ پڑھنے کی توفیق دے دے، وہ جنتی ہے۔“ ❷

صحیح مسلم میں حدیث ہے:

((مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ . ))❸

”جس شخص کو موت سے قبل لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا علم ہو، وہ جنتی ہے۔“

((وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ . ))❹

جو احادیث ہم پڑھتے ہیں اور ان کا نور ہم اپنے سینوں میں اتارتے ہیں، یہ عمل کرنے کے لیے ہیں۔ تو عمل کا کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیں اور جیسا مرضی موقف آ جائے ہم سنت رسول کا اتباع کریں، اسے ہر چیز پر فوقیت اور ترجیح دیں۔ صحابہ کرام کی زندگی اسی چیز کی آئینہ دار ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی وفات سے قبل شام کے بعض علاقوں کے لیے ایک لشکر ترتیب دیا جو جیش اسامہ کے نام سے معروف ہے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ((أَنْفِذُوا جَيْشَ أَسَامَةَ)) ”جیش اسامہ کو بھیج دو۔“ لشکر چل پڑا۔ مدینے سے کچھ فاصلے پر تھا کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ لشکر کو بھی اطلاع مل گئی۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کے چہرے پر آخری نگاہ ڈالنے کے لیے، اللہ کے پیغمبر کا جنازہ پڑھنے کے لیے واپس پلٹ آئے، چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ نے خلیفہ بنتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ جیش اسامہ کو روانہ کرنے کا حکم دیا۔ بڑے اجلہ صحابہ نے امیر عمر کے ذریعے عرض کی: جیش اسامہ بھیجنے کا یہ وقت مناسب نہیں ہے۔ بہت سے قبائل عرب ارتداد اختیار کر چکے ہیں اور بنو تمیم کے بعض لوگ زکاۃ کا انکار کر چکے ہیں۔ ان سے جنگ ہو سکتی ہے۔ یہ ہم پر حملہ کر سکتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی سازشیں اپنے عروج پر ہیں۔ اگر ایک طاقت باہر چلی گئی تو یہ لوگ مدینہ میں ہماری اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ یہ وقت مناسب نہیں ہے۔ لشکر کو روک لیجیے۔ فرمایا: ((كَيْفَ أَحْبِسُ جَيْشًا أَنْفَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ . )) ”اس لشکر کو کیسے روکوں جس کو اللہ کے پیغمبر بھیجنے کا حکم دے چکے تھے۔“ مجھ میں یہ طاقت نہیں، حالانکہ بڑے مشکل حالات ہیں سارے صحابہ ایک طرف ہیں لیکن فرمایا کہ لشکر ضرور جائے گا اور فرمایا: تم کیا بات کرتے ہو۔ اگر یہ قبائل ہم پر حملہ کر دیں، ہم کو ذبح کر دیں اور فضاؤں میں اڑنے والے پرندے نوچ کر ہماری

---

❶ تهذيب الكمال : 13/ 14 . ❷ سنن أبي داؤد، حديث : 3116 .

❸ صحيح مسلم، حديث : 26 .

بوٹی بوٹی کر دیں، یہ لشکر پھر بھی جائے گا۔ حتی کہ صحابہ کو خاموش ہونا پڑا۔ ❶

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی استقامت! کچھ لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے لشکر بھیج دیجئے لیکن اسامہ ایک نوجوان شخص ہے۔ کسی عمر رسیدہ صحابی کو امیر بنا دیں۔ فرمایا کہ جس کو اللہ کے پیغمبر نے امیر بنایا ہے، ابوبکر اس کو تبدیل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ امیر وہی رہے گا جو کو اللہ کے پیغمبر نے منتخب کیا ہے۔

یہ سنت کا اتباع ہے، حالانکہ موقف بڑا شدید ہے، حالات سخت ہیں۔ لیکن عمل بالسنہ کا وتیرہ تھا۔ کچھ لوگوں نے زکوٰۃ کا انکار کیا، کچھ لوگ مرتد ہوئے۔ فرمایا کہ سب سے لڑوں گا۔ امیر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو مرتد ہوئے ان سے قتال تو بجا ہے۔ لیکن منکرین زکاۃ کلمہ گو ہیں، ان سے قتال کیوں کرو گے؟ اللہ کے پیغمبر کی حدیث پیش کی کہ ((اِلَّا بِحَقِّهَا))اور زکاۃ، مال کا حق ہے۔

((وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِی عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَی مَنْعِهَا .)) ❷

''اللہ کے پیغمبر کے دور میں اگر وہ زکوٰۃ میں اونٹ کے گلے میں ڈالی جانے والی ایک رسی بھی دیتے تھے۔ آج اگر وہ رسی روک لیں گے تو میں ان سے قتال کروں گا۔''

اللہ کے پیغمبر کے مال کی تقسیم کا اختلاف اٹھا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا اللہ کے پیغمبر کی لخت جگر، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آتی ہے اور اپنے ورثے کے حصے کا مطالبہ کرتی ہیں۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

((نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ .)) ❸

''ہم انبیاء کی جماعت، ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔''

یہ ورثہ کیسے ہو؟ فرماتے ہیں:

((لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَیَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِی .)) ❹

''پیغمبر کی قرابت کو جوڑنا مجھے اپنی قرابت سے زیادہ عزیز ہے۔''

بعض محدثین کو لکھنا پڑا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پوری امت پر یہ احسان ہے۔ کیونکہ وہ اکیلے تھے اور پوری امت ایک طرف تھی۔

---

❶ السيرة النبوية ، شمس الدين بن عثمان الذهبی : 3/ 182 .

❷ صحيح البخاری ، حديث : 7284 .

❸ صحيح البخاری ، حديث : 3712 ، مسند الربيع بن حبيب : 1/ 261 .

❹ صحيح البخاری ، حديث : 3712 .

قرآن پاک میں ایک جماعت کا ذکر ہے جنہوں نے سَاعَةُ الْعُسْرَہ میں اللہ کے پیغمبر کی اتباع کی۔ کیا ان کی شان اور کیا ان کا مقام!

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ (التوبہ : 117)

''اللہ نے معاف کر دیا نبی کو، مہاجرین کو، انصار کو جنہوں نے اپنے پیغمبر کی مشکل گھڑی میں اتباع کی۔''

یہ سَاعَةُ الْعُسْرَہ جنگ تبوک کا موقع ہے۔ اللہ کے پیغمبر کا امر تھا کہ ہم نے تبوک جانا ہے۔ ملک شام میں جا کر لڑنا ہے لیکن حالات بڑے تنگ تھے۔ ایک تو شدید گرمی۔ منافقین کہتے تھے:

﴿لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ﴾ (التوبہ : 81)

''ارے بڑی گرمی ہے مت جاؤ۔''

اور دوسری طرف مدینے کے پھل پک چکے تھے۔ پھل کھانے کا وقت ہے۔ ان کو چھوڑ کر چلے جائیں، سواریاں میسر نہیں ہیں، پیسے کی تنگی۔ پیسوں اور وسائل کے انبار لگا دیئے۔ اللہ کے پیغمبر کی زبان سے ایک بار نکلا کہ جیش عسرہ کون تیار کرے گا؟ صحابہ اٹھے، مال لے کر آ گئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے سینکڑوں اونٹ اور پچاس گھوڑے پیش کر دیئے کہ ان کی پشتوں پر بیٹھ کر صحابہ جہاد کے لیے جائیں۔ ایک ہزار سونے کے سکے اللہ کے پیغمبر کی جھولی میں ڈال دیئے۔

عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک سو اوقیے سونا اللہ کے پیغمبر کو پیش کرتے ہیں۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گئے کہ ابوبکر ہر موقع پر مجھ سے بڑھ جاتے ہیں، آج میں ان کو بڑھنے نہیں دوں گا۔ اپنے گھر گئے، سارا سامان دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ آدھا گھر کے لیے چھوڑا، آدھا اللہ کے پیغمبر کے پاس لے آئے۔ اللہ کے پیغمبر نے پوچھا:

((مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟)) ''عمر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟''

فرمایا: ((مِثْلَهُ)) ''آدھا آپ کو پیش کر دیا، آدھا گھر چھوڑ آیا ہوں۔''

تھوڑی دیر میں ابوبکر بھی آ گئے۔ اپنا مال سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ اللہ کے پیغمبر نے پوچھا: ابوبکر!

((مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟)) ''گھر میں کیا چھوڑا؟''

فرمایا: ((أَبْقِيتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ)) [1] ''گھر میں اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔''

ایک انصاری ابو عقیل بڑا پریشان کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ میں کیا پیش کروں؟ رات اپنے باغ میں گزارتے ہیں۔ ایک ایک کھجور کو ٹٹولتے ہیں کہ کوئی کھانے کے قابل ہو، وہ توڑ لوں۔ اس طرح کوئی ڈیڑھ کلو کھجوریں توڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر اپنے پیغمبر کو دے دی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تھوڑی سی کھجوریں قبول کرتے ہیں۔ فرمایا کہ

[1] سنن أبي داؤد، حديث : 1678.

ابوعقیل انصاری کی کھجوروں کو چاندی اور سونے کے ان ڈھیروں پر پھیلا دو، مجھے یہ بات بڑی پسند آ رہی ہے۔ ہمارا بھی یہ نصب العین ہونا چاہیے۔ کٹھن ترین سفر، کبھی پہاڑ، کبھی وادیاں، کبھی خاردار جھاڑیاں، گرمی، پانی نہیں ملتا، پیاس اتنی کہ بعض صحابہ نے اپنے اونٹ ذبح کر دیئے کہ اونٹوں کے پیٹوں میں جو پانی جمع ہے اسی کو پئیں۔ مگر اللہ کے پیغمبر کی نافرمانی نہیں کی۔

اللہ کے پیغمبر روانہ ہو چکے ہیں۔ کچھ صحابی پیچھے رہ گئے جن میں ابوخیثمہ بھی تھے۔ اپنے گھر گئے۔ دو بیویاں ہیں، دونوں نے استقبال کیا، ٹھنڈا پانی پیش کیا، کھجوریں پیش کیں، کھانے کے لیے بیٹھے۔ دل میں خیال آیا کہ اللہ کے پیغمبر تو تبوک کے سفر پر ہیں اور میں اپنی دو خوبصورت بیویوں کے بیچ میں بیٹھ کر پھل کھا رہا ہوں اور ٹھنڈا پانی پی رہا ہوں۔ ایسا ممکن نہیں۔ ان کو چھوڑا، پھل اور پانی چھوڑا، سواری لی اور روانہ ہو گئے۔

ایک صحابی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ سے پیچھے رہ گئے۔ اللہ کے پیغمبر واپس آئے، منافقین آ کر عذر پیش کر رہے ہیں۔ کوئی بیماری کا عذر پیش کر رہا ہے، کوئی اپنے اہل کی بیماری کا عذر پیش کر رہا ہے۔ اللہ کے پیغمبر ((غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ .)) ''اللہ تجھے معاف کر دے۔'' دعائیں دے کہ ان کے عذر قبول کر رہے ہیں۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی آئے، سوچ رہے ہیں اگر سچ بولوں تو رسوائی ہے اور اگر جھوٹ بولوں تو ان منافقین کی طرح میں بچ سکتا ہوں، طعن و ملامت سے میرا دامن محفوظ رہے گا۔ کعب بن مالک فرماتے ہیں: میں اتنا بڑا قادر الکلام تھا، اتنا بڑا خطیب تھا کہ اپنی زبان سے ہر طرح کا بیان دے سکتا تھا۔ لیکن میں نے سوچا کہ یہاں اللہ کے پیغمبر کی اتباع کرنی ہے، سچ بولنا ہے جھوٹ نہیں بولنا۔ ''مومن اور گناہ کر سکتا ہے جھوٹ نہیں بول سکتا۔'' ❶

لہٰذا سچ بتا دیا کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں۔ صحت بھی ہے، وسائل بھی ہیں، مال بھی ہے، کوئی بیماری بھی نہیں ہے۔ تیاری بھی کر رکھی تھی لیکن سستی کی بنا پر نہیں جا سکا۔ پھر پچاس دن پورے مدینہ میں ان کا بائیکاٹ ہوا۔ حتی کہ بیوی تک کو الگ کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ پچاس دن اکیلے پھرتے رہے۔ کوئی مسکرا کر نہیں دیکھ رہا، کوئی بات نہیں کر رہا۔ اس تنگی اور سختی کو برداشت کیا لیکن سچائی کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اللہ کے پیغمبر کی غلامی اور اللہ کے پیغمبر کی اتباع ہر چیز پر مقدم رکھی۔ بالآخر پچاس دن کے بعد اللہ رب العزت نے توبہ قبول کی۔ اللہ کے پیغمبر نے بلا کر بشارت دی۔ آپ پوچھتے ہیں:

((أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ؟))

''یا رسول اللہ! یہ توبہ کی قبولیت کی خبر آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے ہے؟''

❶ شعب الايمان للبيهقی: 6/ 456، الموطا للامام مالك، حديث: 1795.

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر ساتھ ہی فرماتے ہیں:

((إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي .))

اللہ نے میری توبہ قبول کی، (میں اللہ کا شکریہ اس طرح ادا کرتا ہوں کہ) میں اپنے پورے مال سے دستبردار ہو جاتا ہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ .))

''کچھ مال اپنے پاس روک لے۔''

یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ فرمایا کہ ٹھیک ہے، جنگ خیبر کا جو حصہ میرے پاس ہے، وہ روک لیتا ہوں، اور ساتھ ہی فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے مجھے میری سچائی کی برکت سے نجات دی۔''

فرماتے ہیں کہ میری توبہ کی ایک نشانی اور ایک تقاضا یہ ہے کہ آج کے بعد میں صرف سچ ہی بولوں گا۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر فرمان حرف بہ حرف درست ہے، پتھر پر لکیر ہے۔ جو اس کے ثمرات اور نتائج ہیں، سب کے سب حاصل ہوں گے۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔ ان کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی پریشان ہیں اور مصیبت کے پہنچتے وقت جو دعا اللہ کے پیغمبر سے سن رکھی تھی، اس دعا کو پڑھ رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ صبر دے دے۔

((إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ .))

اور ساتھ ہی پڑھا:

((اَللّٰهُمَّ أْجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا .))

''اے اللہ! مجھے اس مصیبت پر صبر کا اجر دے دے اور مجھے اس سے بہتر عطا فرما دے۔''

اور جب یہ پڑھنے لگیں:

((وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا .))

''کہ اس سے بہتر عطا فرما دے۔''

اس کو پڑھنے سے پہلے زبان رک گئی اور کہتی ہیں:

---

[1] صحيح البخاري، حديث: 4418.

((أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِّنْ أَبِي سَلَمَةَ؟)) ❶

''ابوسلمہ سے اچھا کون ہوسکتا ہے؟''

لیکن پھر سوچا کہ اللہ کے پیغمبر کا امر ہے، دعا کو پڑھ لینا چاہیے۔ دعا پڑھ لی اور جب عدت ختم ہوئی تو محمد رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آ گئیں۔

جناب رسول کریم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے۔ ابورافع رضی اللہ عنہ ہنڈیا میں گوشت پکا رہے ہیں۔ فرمایا: ابورافع! کیا پکا رہے ہو؟ فرمایا: پورا بکرا ہے۔ آپ کو دستی پسند تھی۔ فرمایا کہ اس کی دستی نکال کر دو، ہم کھائیں گے۔ دستی نکال کر دی۔ آپ نے تناول فرمائی۔ فرمایا: ابورافع! ایک دستی اور دو۔ انہوں نے دوسری بھی نکال دی۔ وہ بھی تناول فرمائی۔ ابورافع! ایک دستی اور دو۔ عرض کی کہ بکرے کی دو ہی دستیاں ہوتی ہیں۔ فرمایا کہ میرے کہنے پر تلاش کرتے تو تیسری بھی مل جاتی۔ ❷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جہاد کے موقع پر بھوک اور فاقہ تھا۔ سات سات کھجوریں دن بھر کے لیے مجاہدین کے حصے میں آئیں۔ مجھے بھی سات مل گئیں۔ وہ سات کھجوریں اس طرح تھیں کہ ان میں ایک حشفہ تھی۔ یعنی ردّی کھجور جو کھائی جانے کے قابل نہیں ہوتی۔ میں نے سوچا: پہلے ہی بھوک ہے، سات کھجوریں، اوپر سے ایک حشفہ ہے۔ کیوں نہ اللہ کے پیغمبر کے پاس جاؤں اور یہ تبدیل کرا لوں، پھر سوچا کہ نہیں، اللہ کے پیغمبر کے مبارک ہاتھ سے ملی ہے۔ یہ سوچ کہ میں نے وہ کھجور کھالی۔ ❸

اس طرح کی مثالیں آپ کو ذخیرہ حدیث میں بے شمار ملیں گی، تو اللہ کے پیغمبر کے فرامین پر عمل کرنا موجب سعادت ہے۔ اللہ رب العزت کی رضا اور اس کی محبت کی اساس ہے۔

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝﴾

(آل عمران : 31)

''اللہ کے پیغمبر کہہ دیجیے کہ لوگو! اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا، اللہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔''

کتنا بڑا ثمرہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر کی اتباع سے اللہ کی محبت حاصل ہوجاتی ہے۔

((إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ .))

---

❶ صحيح مسلم، حديث: 918. ❷ مسند أحمد: 2/ 48.

❸ صحيح البخاري، حديث: 5411، مسند أحمد: 2/ 324.

''اللہ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو خبر دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں۔''

پس جبریل اس سے محبت کرتا ہے اور جبریل کی محبت ان فرشتوں تک پہنچتی ہے جو حاملین عرش ہیں۔ وہ محبت شروع کر دیتے ہیں۔ حاملین عرش کی محبت ساتویں آسمانوں تک پہنچتی ہے۔ وہ بھی محبت کرتے ہیں۔ پھر چھٹا، پھر پانچواں، پھر چوتھا، پھر تیسرا، دوسرا، پہلا۔ الغرض ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور حدیث کے آخری الفاظ ہیں:

((ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ .)) ❶

''پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کی قبولیت کے جھنڈے زمین پر گاڑ دیتا ہے۔''

اسی محبت اور قبولیت کے حصول کے لیے سلسلہ خدمۃ الحدیث النبوی ﷺ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ہمارے انتہائی شکریہ اور نیک دعاؤں اور تمناؤں کے مستحق ابوحمزہ عبد الخالق صدیقی حفظہ اللہ بھی ہیں، حدیث اور اہل حدیث سے محبت ان کا بہت بڑا تمیز ہے، سلف صالحین کی تراث کی طباعت واشاعت اُن کے پروگرام کا بنیادی حصہ ہے۔

اس سلسلے کی ایک کڑی امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر حمیدی کی مرتب کردہ ''مسند'' ہے۔ جو اس وقت زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر آپ کے ہاتھوں میں پہنچی ہے۔ امامِ حمیدی کی عظمت وشان کا اندازہ صرف اس ایک بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کے بڑے شیوخ میں سے ایک ہیں، امام ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور امام دارمی جیسے کبار محدثین نے بھی آپ سے روایات نقل کی ہیں جو کہ آپ کی ثقاہت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اگرچہ کتاب میں صرف 1300 روایات ہیں اور حجم وضخامت کے اعتبار سے کتاب بڑی نہیں لیکن علماء محدثین اس کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔

امام صاحب نے کتاب کو ''مسند'' کی ترتیب پر جمع کیا ہے یعنی ہر صحابی سے منقول روایات کو الگ باب میں نقل کیا کیونکہ مسانید میں صرف یہ بات مدنظر رکھی جاتی ہے کہ یہ روایت کون سے صحابی سے مروی ہے۔ اس کے برعکس ''جامع'' اور ''سنن'' میں موضوعاتی ترتیب کی رعایت کی جاتی ہے اور کتاب کے آخر میں عقیدہ اہل سنت والجماعت سے متعلق جامع خط تحریر کیا۔ یعنی امام صاحب نے فقہ اور عقیدہ کا ایک عظیم الشان مجموعہ مرتب کیا۔

برصغیر میں 200 سال سے اسلام کے تعارف کا کام ہو رہا ہے۔ ہماری اساس دین کتاب اللہ اور سنت صحیحہ ہے، جس کی تبلیغ و دعوت ہم پر فرض ہے اور فہم اسلام میں سلف کے فہم وتعامل کی پابندی کلیدی اہمیت کی حامل شرط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ادارہ انصار السنۃ پبلی کیشنز نے ہمیشہ یہ کوشش کی کہ کتب احادیث کو پورے اہتمام کے ساتھ شائع کیا جائے،

❶ صحيح البخاری، حديث: 6040.

اس سے قبل چوبیس (24) کتب احادیث کو ان کے شایان شان شائع کیا، نشر حدیث کے جذبے کے تحت اس وقت بھی ستر 70 سے زائد کتب حدیث کے تراجم، حواشی اور تعلیقات تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ اوّلاً: اس نے مجھے اس خدمت حدیث کی طرف متوجہ کیا "وما كنا لنتهدي لولا أن هدانا الله" اور ثانیاً: اس کے لیے ضروری اسباب و وسائل فراہم کیے۔ اللہ تعالیٰ ان بابرکت جہود کو قبول و منظور فرمائے اور ہمارے لیے اور ہمارے اساتذہ، شیوخ اور والدین کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ والله ولي التوفيق والسداد.

وصلى على نبينا محمد وبارك وسلم

وكتبه
عبداللہ ناصر رحمانی
سرپرست: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

# مقدمہ

## امام حمیدی کے حالات

**نام:**

ابوبكر عبدالله بن زبير بن عيسى بن عبيدالله بن أسامه القرشى الأسدى الحميدى المكى.

**لقب:** صاحب المسند.

**ولادت:** تاریخ ولادت معلوم نہیں۔

**شیوخ کرام:**

آپ نے بہت سارے محدثین سے علم حاصل کیا جن میں سے چند یہ ہیں: فضیل بن عیاض، وکیع بن جراح، ولید بن مسلم، یعلی بن عبید، مروان الفزاری وغیرھم، آپ نے سب سے زیادہ امام سفیان بن عیینہ سے استفادہ کیا۔ یہاں تک کہ امام شافعی نے کہا کہ امام حمیدی کو امام سفیان بن عیینہ کی دس ہزار احادیث زبانی یاد ہیں، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ اور امام بخاری نے انھیں ''امام'' کے لقب سے یاد کیا ہے اور یہ مکہ مکرمہ میں امام شافعی کے ہم پلہ لوگوں میں سے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ امام حمیدی اپنے استاد امام ابن عیینہ کے ساتھ 19 سال رہے۔ (التاريخ الكبير : 44/5)

**تلامذہ:**

امام حمیدی سے بہت سارے طلاب علم نے فائدہ اٹھایا جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: امام بخاری، بلکہ امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری کی پہلی حدیث اپنے انھی استاذ محترم سے روایت کی ہے۔ اسی طرح ان کے شاگردوں میں سے امام ابوحاتم رازی، امام ابوزرعہ رازی، محمد بن یحییٰ الذھلی، یعقوب بن سفیان، بشر بن موسی الاسدی اور ابوبکر محمد بن ادریس المکی وغیرھم اور بشر بن موسی جو مسند حمیدی اور اصول السنہ کے راوی ہیں

**وفات:**

آپ 219ھ میں مکہ میں فوت ہوئے۔ (الجرح والتعديل لابن ابى حاتم : 112/11، 113، سير اعلام النبلاء : 616/10۔ 621)

**مقام ومرتبہ:**

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: الحميدى عندنا امام۔ (السير : 619/10)

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: امام فی الحدیث. (السیر : 619/10)

امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے کہا: ابن عیینہ کے شاگردوں میں سب سے زیادہ ثقہ ہیں اور ابن عیینہ کے شاگردوں میں سے سردار ہیں اور وہ ثقہ امام ہیں۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 112/11، 113)

یعقوب الفسوی نے کہا: ہم سے حمیدی نے بیان کیا اور میں کسی ایسے شخص سے نہیں ملا جو ان سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کا خیر خواہ ہو۔ (السیر: 616/10۔ 621)

اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ ہمارے زمانے میں ائمہ یہ ہیں شافعی، حمیدی اور ابوعبید۔ (السیر : 616/10، 621)

حاکم نے کہا کہ جب امام بخاری کوئی حدیث حمیدی سے لے لیتے تھے تو پھر وہ کسی اور کے پاس اس حدیث کے بارے میں نہیں جاتے تھے۔ (تقریب التهذیب، ص : 506)

آپ کو امام ابومحمد حرب الکرمانی (اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیه : 371/1) امام لالکائی (شرح اصول الاعتقاد : 36/1) اور امام ابن تیمیہ (منهاج السنة : 244/7) وغیرہ نے سنت کا امام قرار دیا ہے۔

## امام حمیدی امام الجرح والتعدیل تھے:

بسا اوقات بعض راویوں پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے حکم لگاتے ہیں، مثلاً:

(1)......مسند حمیدی کی حدیث نمبر 526 میں سلیمان بن ابی مسلم الاحول کے بارے لکھتے ہیں: "وكان ثقة۔"

مسند حمیدی کی حدیث نمبر 767 میں امام شعبہ کے متعلق لکھتے ہیں: "وكان ثقة۔"

مسند حمیدی کی حدیث نمبر: 907 میں معتب التیمی کے بارے لکھتے ہیں: "وكان ثقة خيارا۔"

(2)......امام بخاری رحمہ اللہ التاریخ الکبیر میں کئی ایک مقامات پر اپنے شیخ امام حمیدی سے جرح وتعدیل کے متعلق آراء نقل کی ہیں مثلاً محمد بن سلیمان بن معمول کے بارے امام بخاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے: "كان الحميدى يتكلم فيه" امام حمیدی اس کے بارے کلام (یعنی جرح) کرتے تھے۔ (التاريخ الكبير : 51/1، ضعفاء الصغير للبخاري رقم : 321)

محمد بن عبدالرحمٰن بن البیلمانی کے بارے میں امام بخاری لکھتے ہیں: "كان الحميدى يتكلم فيه." (التاريخ الكبير : 88/1، نیز دیکھیں : 46/2) زید بن طلحہ التیمی کے بارے میں امام بخاری لکھتے ہیں کہ اس کی نسبت ہم سے امام حمیدی نے بیان کی ہے۔ (التاريخ الكبير : 153/3) عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد المکی کے بارے میں امام بخاری لکھتے ہیں کہ امام حمیدی اس کے متعلق کلام (یعنی جرح) کرتے تھے۔ (التاريخ الكبير : 41/6)

مسلم بن یسار المکی کے بارے میں امام بخاری لکھتے ہیں کہ امام حمیدی نے اپنے استاد امام ابن عیینہ سے بیان کیا

کہ وہ مسلم بن یسار بن شکرہ تھے۔(التاریخ الکبیر : 118/7)

(3)......الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم میں بھی کافی جگہوں پر امام حمیدی کی جرح و تعدیل کے متعلق آراء منقول ہیں۔مثلا ج 6،ص 51، ج 11،ص 288، ج 13،ص 106۔

ان تین حوالوں سے معلوم ہوا کہ امام حمیدی جرح تعدیل کے ماہر تھے اور رواۃ کے احوال سے اچھی طرح واقف تھے۔

## امام حمیدی کے وراق:

محمد بن ادریس ابوبکر آپ کے وراق تھے۔(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 263/15)

**تنبیہ** :......حبیب الرحمٰن الاعظمی دیوبندی حنفی صاحب نے امام حمیدی کو مغلوب الغضب قرار دیا ہے۔(مقدمہ مسند الحمیدی بتحقیق حبیب الرحمن الاعظمی : 7/1- 8) اور یہ امام صاحب پر ظالمانہ الزام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔کتب جرح وتعدیل اور کتب حدیث ان کے ذکر خیر سے بھری پڑی ہیں جن کی موجودگی میں حبیب الرحمٰن الاعظمی صاحب کا الزام بے بنیاد، خودساختہ اور مذہبی تعصب کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

## تصانیف:

آپ بہت بڑے محدث تھے۔ساری زندگی قرآن وحدیث کی خدمت میں گزاری۔آپ نے کئی ایک کتب تصنیف کیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:❁: مسند حمیدی ❁: اصول السنة ❁: الرد على النعمان ❁: التفسير (الرد على النعمان اور التفسير کو امام حمیدی سے محمد بن عمیر ابوبکر الطبری نے روایت کیا ہے۔الجرح والتعدیل : 76/16) ❁: الدلائل (هدية العارفين : 439/1) ان میں سے صرف دو کتب متداول ہیں ان پر تبصرہ پیش خدمت ہے۔

## مسند حمیدی

مسند حمیدی کی نسبت امام حمیدی کی طرف ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔اس پر بے شمار دلائل جمع کیے جا سکتے ہیں جن میں چند ایک کا ذکر ضروری ہے مثلاً:

(1)......امام حمیدی کی بیان کردہ احادیث کو محدثین نے انھی کی سند سے اپنی کتب حدیث میں درج کیا ہے مثلاً: امام بخاری اپنی صحیح البخاری میں 85 احادیث امام حمیدی سے لائے ہیں اور الادب المفرد میں اپنے شیخ امام حمیدی سے درج ذیل احادیث لائے ہیں: رقم 25، 51، 114، 130، 766، 1053، 1063، 1140۔

اور تاریخ صغیر میں امام حمیدی سے 15 اور تاریخ کبیر میں بہت زیادہ روایات لائے ہیں بلکہ ایسی روایات بھی لائے ہیں جو امام بخاری نے تنہا امام حمیدی سے سنی ہیں۔

(2)...... امام ابن نقطہ کہتے ہیں کہ محمد بن ابی القاسم نے ابن الدجاجی سے ایک جماعت کے ساتھ مسند حمیدی سنی۔(التقیید لمعرفۃ السنن والمسانید ص : 37)

اور محمد بن عماد نے بھی ابن الدجاجی سے مسند حمیدی کو سنا (ایضاً ص:66) محمد بن محمد نے ابونعیم سے مسند حمیدی سنی (ایضاً، ص : 70) محمد بن ناصر نے ابومنصور سے مسند حمیدی کو بیان کیا ہے۔(ایضاً، ص: 77)

اسی طرح احمد بن عبدالغنی نے بھی ابومنصور سے مسند حمیدی کو روایت کیا۔(ایضاً، ص : 107) اور محدثین کی ایک جماعت نے مسند حمیدی کو اپنے شیوخ سے سنا اور روایت کی۔ نیز دیکھیں:(تہذیب الکمال للمزی : 512/14، سیر اعلام النبلاء : 616/10)

## مسند حمیدی میں منہج:

امام حمیدی رحمہ اللہ نے جو منہج اپنی مسند میں اپنایا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) سب سے پہلے خلفاء اربعہ کی احادیث لائے ہیں پھر عشرہ مبشرہ کی پھر دیگر صحابہ کی۔ رضی اللہ عنہم

(2) علوم حدیث پر بحث۔

(3) مرسل کی وضاحت: امام حمیدی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں بعض دفعہ علوم حدیث پر بھی بحث کرتے ہیں مثلاً حدیث نمبر 348 کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ مرسل ہے۔

منسوخ پر بحث: امام حمیدی رحمہ اللہ بعض دفعہ منسوخ کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ دیکھیے حدیث نمبر: 8۔

بسا اوقات امام حمیدی بعض راویوں پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے بھی کلام کرتے ہیں جس کی ضروری تفصیل ماقبل بحث (امام حمیدی امام الجرح والتعدیل تھے) میں گزر چکی ہے۔

(3)...... امام سفیان بن عیینہ کی علوم حدیث اور فقہ کے متعلق آراء نقل کرنا : جس طرح امام ترمذی اپنی سنن میں اپنے شیوخ خصوصاً امام بخاری کی بہت زیادہ آراء نقل کرتے ہیں اسی طرح امام حمیدی اپنے شیخ امام سفیان بن عیینہ کی فقہ الحدیث اور علوم حدیث کے متعلق بہت زیادہ آراء نقل کرتے ہیں۔ مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: 4، 1، 8، 12، 17، 18، 22۔ اس مسئلہ پر تو ایک مستقل مقالہ لکھا جا سکتا ہے جس کا نام (آراء الامام سفیان بن عیینہ فی مسند الحمیدی) ہوسکتا ہے۔

## (2) اصول السنۃ:

یہ بھی امام حمیدی کی تصنیف ہے۔ اس میں انھوں نے اختصار کے ساتھ اپنا عقیدہ ومنہج بیان کیا ہے۔ اس رسالے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حمیدی رحمہ اللہ سلف کے منہج پر تھے اور ان کا عقیدہ ومنہج قرآن وحدیث کے مطابق تھا۔ والحمدللہ

## رسالہ اصول السنۃ کی امام حمیدی کی طرف نسبت:

یہ رسالہ امام حمیدی کی تصنیف ہے۔ اس پر بے شمار دلائل پیش کیے جا سکتے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1:......اس رسالے کو محدثین کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہے کہ یہ امام حمیدی کا رسالہ ہے۔

2:......مسند حمیدی کے تمام قلمی مخطوطات کے آخر میں یہ رسالہ موجود ہے پھر جن محدثین نے اس رسالہ کو سنا ان کے سماعات بھی موجود ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ امام حمیدی کا ہے جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

3:......اس رسالہ کی سند موجود ہے جس کو محدثین نے اپنی کئی ایک کتب میں نقل کیا۔

4:......کئی ایک معتبر محدثین نے اس رسالے کو امام حمیدی کی طرف منسوب کیا ہے مثلاً

امام ابن قدامہ المقدسی نے ذم التاویل، ص: 93 میں اپنی سند سے اس رسالہ کو بیان کیا ہے۔ اس میں امام حمیدی کا بھی ذکر ہے پھر اس سے کچھ چیزیں بیان کی ہیں۔

5:......شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس رسالے کو امام حمیدی سے ثابت کیا ہے۔ (مجموع الفتاوی : 6/4)

6:......امام ابن قیم الجوزیہ نے بھی اس رسالے سے کچھ نقل کیا ہے۔ (اجتماع جیوش الاسلامیہ ص : 86)

7:......امام ذہبی نے بھی اس رسالے کو امام حمیدی کی طرف منسوب کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ : 414/2، ترجمہ : 419، العلو، ص :180، الاربعین فی صفات رب العالمین، ص : 77)

## رسالے کا نام:

بشر بن موسی نے اپنے استاد محترم امام حمیدی سے اس رسالے کا نام (اصول السنۃ) بیان کیا ہے۔

## رسالے کی اہمیت

یہ رسالہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہیں کیونکہ یہ سلفی واہل الحدیث کے عقائد پر مشتمل ہے۔ ایک بہت بڑے امام کی تالیف ہے۔ عقیدے کے باب میں بہت زیادہ محدثین نے اس رسالے پر اعتماد کیا ہے اور امام حمیدی کے اقوال کو اپنی کتب کی زینت بنایا ہے۔ اس میں امام حمیدی کے اپنے عقیدے و منہج کا بیان ہے۔ یہ رسالہ سلف صالحین کے ہاں مقبول تھا اور اولین محدثین میں سے ایک محدث کا ہے۔

امام حمیدی رحمہ اللہ کے مزید حالات کے لیے دیکھیں تقریب التهذيب : 415/1، خلاصة تهذيب الكمال : 56/2، الكاشف : 86/2، التاريخ الصغير للبخاری : 339/2، الوافی بالوفيات : 179/17، طبقات الحفاظ للسيوطی : 181/450، ترتيب المدارك للقاضی عياض : 522/2، حسن المحاضره : 437/1،

شذرات الذهب : 45/2، طبقات ابن سعد : 386/5، طبقات الشافعيه للسبكى : 140/2، طبقات الشيرازى، رقم : 99، العبر للذهبى : 297/1، البداية والنهاية لابن كثير : 282/10، النجوم الزاهره : 132/2.

## مسند حمیدی کے فوائد لکھنے میں ہمارا منہج :

ادارہ نے ناچیز کے ذمہ احادیث پر فوائد لکھنے کا کہا تھا۔اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے ہم نے کچھ فوائد جمع کرنے کی ادنی سی کاوش کی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

ہم نے ان فوائد میں درج ذیل منہج اپنایا ہے:

1:......امام حمیدی رحمہ اللہ کے حالات قلم بند کیے ہیں۔

2:......رواۃ صحابہ کا مختصر تعارف کروایا گیا ہے

3:......فوائد حدیث لکھتے وقت عام فہم اور سلیس اردو زبان کا انتخاب کیا گیا ہے تاکہ پرائمری پاس بچہ بھی فوائد پڑھ سکے اور سمجھ سکے۔

4:......فوائد میں مزید صحیح دلائل کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

5:......راجح و مرجوح کا اہتمام کیا گیا ہے۔

6:......کسی بھی ضعیف روایت سے استدلال کرنے سے کلی پرہیز کیا گیا ہے۔

7:......اختصار و جامعیت کو اپنایا گیا ہے بے جا طوالت سے بچا گیا ہے۔

8:......اختلافی مسائل میں دلیل کی بنا پر ترجیح دی گئی ہے۔

9:...... مسند حمیدی کے آخر میں اصول السنہ کے نام سے امام حمیدی کا مختصر رسالہ بھی ہے۔اس رسالہ کی ہم نے مفصل شرح اپنے ادارے سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ برمنگھم، لاہور کی طرف سے شائع کی تھی والحمدللہ۔اسے من وعن آخر میں جمع کر دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے اس عمل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے ہمارے لیے، ہمارے والدین اور اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر کرے۔آمین! نیز میری اولاد رمیثہ، شمیسہ، عاتقہ، محمد ناصر الدین، محمد بدیع الدین، تیمیہ وغیرہ کو دین کا خادم بنائے۔آمین

خويدم الحديث النبوى الشريف

**ابو رميثه محمد ابراهيم بن بشيربن يعقوب بن عمر الحسينوى**

خادم جامعہ امام احمد بن حنبل، قصور و ابن حنبل اوپن یونیورسٹی

14 مارچ 2020ء

بسم الله الرحمن الرحيم وبه نستعين

الحمد لله رب العالمين۔ والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وآله وصحبه أجمعين

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ الْحَرَّانِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ ، أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ سَعْدُ اللّٰهِ بْنُ نَصْرِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الدَّجَّاجِيِّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ بِبَغْدَادَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْخَيَّاطِ ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ زَيْدٍ الْمُؤَدِّبُ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ إِسْحَاقَ الصَّوَّافُ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ بِشْرُ بْنُ مُوسَى بْنِ صَالِحِ بْنِ شَيْخِ بْنِ عُمَيْرَةَ الْأَسَدِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ بْنِ عِيسَى الْحُمَيْدِيُّ ،

## أَحَادِيثُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات زندگی مندرجہ ذیل ہیں:

نام عبداللہ، کنیت ابوبکر، لقب صدیق اور عتیق تھا۔ والد کا نام عثمان اور ان کی کنیت ابو قحافہ تھی۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے: عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔ والدہ کا نام سلمیٰ اور ان کی کنیت ام الخیر تھی، ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے مردوں میں اسلام لائے۔ انھیں غار ثور میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت ملی۔ اس واقعہ کو قرآن کریم نے "اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ" کے نام سے یاد کیا اور ہجرت مدینہ میں بھی آپ نے حق وفاداری نبھایا۔ نبی ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ کو مسجد نبوی کا امام مقرر کر دیا تھا۔ بے شمار غزوات میں شریک ہوئے، اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی اور مسماۃ سجاح جیسے مدعیان نبوت کا قلع قمع کرنے کے لیے فوج کشی کی اور انھیں نیست و نابود کر دیا۔ قرآن کریم کو ایک جلد میں جمع کرنے کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عراق اور شام میں بے شمار معرکے لڑے جس کے نتیجے میں بہت سے شہروں پر فتح حاصل کی۔ آپ کی خدمات دین اسلام میں اس قدر ہیں کہ ان کو شمار کرنا ناممکن ہے، آپ کو جو اعزاز نصیب ہوئے ان میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ کے سسر، خلیفہ اول اور جنتی ہیں، آپ نے 2 برس 3 ماہ اور گیارہ دن خلافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ 22 جمادی الثانی 13ھ بروز سوموار مغرب اور عشاء کے درمیان فوت ہوئے اور آپ کو نبی کریم ﷺ کے پہلو میں دفنایا گیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل تھے، ان سے اور باقی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت

ایمان میں سے ہے۔اس موقع پر سعید بن مسیّب کا قول پیش خدمت ہے، وہ فرماتے ہیں: اسمع یا زھری!من مات محباً لأبی بکر وعمر وعثمان وعلی، وشھد للعشرة بالجنة وترحم علی معاویة کان حقا علی اللّٰه ألا یناقشه الحساب ۔اے زہری! سنو، جو حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے محبت کرے، عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے کی شہادت دے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کرے، اللہ تعالیٰ کے لیے حق ہے کہ اس سے حساب کتاب نہ لے۔ (البدایه: 139/8)

اس حدیث میں یہ وضاحت ملتی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کس قدر مقام و مرتبہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ انھیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت پر اتنا یقین تھا کہ ان کی بیان کی ہوئی حدیث بے خوف تسلیم کر لیتے تھے۔ افسوس ان لوگوں پر جو آل بیت سے جھوٹی محبت کے دعوے کا اظہار کرتے ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا بھلا کہتے ہیں، حالانکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت ایمان میں سے ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے ''صدیق'' کہا ہے۔ (صحیح البخاری: 3675) اس پر بے شمار دلائل موجود ہیں لیکن تفصیل کا یہ محل نہیں ہے۔ خلاصہ یہی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت کا نبی کریم ﷺ نے بھی اقرار کیا ہے، اور اسی صداقت کو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور امت مسلمہ نے تسلیم کیا ہے۔ والحمد للّٰہ علی ذٰلك۔

[1]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَبُو مُحَمَّدٍ، ثنا مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِبِيِّ، عَنْ أَسْمَاءِ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه يَقُولُ: كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي مِنْهُ، وَإِذَا حَدَّثَنِي غَيْرُهُ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ، فَحَدَّثَنِي

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں بالمشافہ رسول کریم ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ جو چاہتے اس سے مجھے نفع دیتے اور جب کوئی دوسرا آدمی مجھے حدیث بیان کرتا تو میں اس کو قسم دیتا، سو اگر وہ قسم کھاتا تو میں اس کی تصدیق کرتا تھا، مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا: انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب کوئی بندہ گناہ کا مرتکب ہوجائے، پھر وہ اچھی طرح وضو

(1) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار، حدیث: 1521۔ سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی الصلاۃ عند التوبة، حدیث: 406۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاۃ، باب ما جاء فی ان الصلاۃ کفارۃ، حدیث: 1395۔ عمل الیوم واللیلة للنسائی: 414، 417۔ مسند احمد: 2/1۔

أَبُـو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـولُ: ((لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَـقُـومُ فَيَتَـوَضَّـأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْـعَتَيْـنِ ثُـمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ)) . قَـالَ سُـفْيَـانُ وَحَـدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَـنِ الـنَّبِـيِّ ﷺ وَزَادَ فِيـــهِ إِلَّا أَنَّـــهُ قَـالَ: ((وَيَتَبَرَّرُ)) يَعْنِي يُصَلِّي

کرے اور دو رکعات نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتے ہیں۔‘‘ سفیان رحمہ اللہ نے کہا: ہم سے عاصم الاحول نے، انھوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور اس نے یہ الفاظ زائد بیان کیے: ”ویتبرر“ وہ نماز پڑھے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ حدیث کو لینے یا اس کو آگے بیان کرنے میں مکمل احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہ احتیاط خصوصاً حدیث لینے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی سے شروع ہوگئی تھی، اب اہل علم نے اس احتیاط کو چھوڑ دیا ہے، اور حدیث وعلوم حدیث کی طرف توجہ چھوڑ دی ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وضو، نماز اور استغفار سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

[2]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ الدِّمَشْقِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ بْـنِ جَـابِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَوْسَطَ الْبَجَلِيَّ وَهُوَ عَلَى مِنْبَرِ حِمْصٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى مِـنْبَـرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَـقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ خَنَقَتْهُ الْعَبْرَةُ ثُمَّ عَادَ فَخَنَقَتْهُ الْعَبْرَةُ ثُـمَّ قَـالَ: سَـمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُولُ عَامَ الْأَوَّلِ: ((سَـلُـوا الـلّٰـهَ الْـعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أُوتِيَ عَبْدٌ بَعْدَ يَقِينٍ شَيْئًا خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ))

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، پھر روتے روتے ان کی آواز حلق میں اٹک گئی، دوبارہ بیان کرنا چاہا، تو دوبارہ روتے روتے ان کی آواز حلق میں اٹک گئی، پھر انھوں نے کہا: میں نے پچھلے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرو، کیونکہ کسی بندے کو یقین کے بعد جو بھلائی دی گئی ہے وہ عافیت ہی ہے۔“

---

(2) صحیح، مسند احمد : 3/1، 5۔ الادب المفرد للبخاری: 724۔ عمل الیوم واللیلۃ للنسائی : 881۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب الدعاء بالعفو والعافیۃ، حدیث : 3849۔ مصنف ابن ابی شیبۃ : 530/8۔ مسند الطیالسی : 5۔ مسند ابی یعلٰی : 121 .

[3]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ [المائدة: 105] وَإِنَّا سَمِعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ يُوشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ)) .

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر کہا: اے لوگو! تم یہ آیت تلاوت کرتے ہو: ''اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمھارا کوئی نقصان نہیں۔'' (المائدۃ : 105) اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے دیکھ کر اس کا ہاتھ نہیں پکڑیں گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر عذابِ عام نازل کردے۔''

**فائدہ** :...... خطبہ میں حمد وثنا کا اہتمام کرنا مسنون ہے۔ خطبہ قرآن وحدیث سے مزین ہونا چاہیے اور بدعات وخرافات کی بھرپور انداز سے تردید کرنی چاہیے۔ اس حدیث میں موجود آیت کریمہ کے متعلق سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: یہ وہ وقت نہیں، آج تو تمھاری باتیں مان لی جاتی ہیں، لیکن ہاں ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ نیک باتیں کہنے اور بھلائی کا حکم کرنے والوں کے ساتھ ظلم وزیادتی کی جائے گی، اور اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی، اس وقت تم صرف اپنے نفس کی اصلاح میں لگ جانا۔ (تفسیر عبدالرزاق: 199/1، تفسیر ابن جریر: 141/1) حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حسن بصری نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے، اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد : 22/7)

سعید بن مسیّب تابعی فرماتے ہیں: جب تم نے اچھی بات کی نصیحت کر دی اور بری بات سے روک دیا، پھر بھی کسی نے برائیاں کیں اور نیکیاں چھوڑ دیں تو اس کا تمھیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ (تفسیر الطبری: 148/11، تفسیر ابن کثیر: 399/5، طبع دارعالم الکتب)

---

(3) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب الامر والنهی، حدیث : 4338۔ سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی نزول العذاب اذ لم یغیر المنکر، حدیث : 2168۔ سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر، حدیث : 4005۔ سنن الکبری للنسائی : 11092۔ مسند احمد : 1، 5/2۔ مسند ابی یعلٰی : 132۔ صحیح ابن حبان : 304.

بعض لوگ اس آیت کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ انسان خود نیکی پر قائم رہے، دوسروں کی گمراہی اس کو کوئی نقصان نہیں دے سکتی، یہ مفہوم درست نہیں ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا صحیح مفہوم واضح فرما دیا کہ اپنے آپ کو نیک اعمال میں مصروف رکھو تا کہ گمراہیوں کا تم پر اثر واقع نہ ہو، لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے رہیں اور گناہوں سے روکتے رہیں ورنہ تم خود اس سے متاثر ہو کر گمراہی میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ آج لوگوں نے نہی عن المنکر پر عمل چھوڑ رکھا ہے، جس کے نتیجے میں عذاب عام نازل ہو رہے ہیں، اور ایمان والے خود بھی انھی گمراہیوں میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں۔

[4]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، ثنا مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِبِيِّ، عَنْ أَسْمَاءِ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللّٰهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ، فَإِذَا حَدَّثَنِي غَيْرُهُ اسْتَحْلَفْتُهُ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَنِي وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ)) قَالَ مِسْعَرٌ ((ثُمَّ يُصَلِّي)) وَقَالَ سُفْيَانُ ((ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ))

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ جو چاہتے مجھے نفع بخشتے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور حدیث نبوی مجھے سناتا تو میں اس سے قسم لیتا، اگر وہ قسم اٹھاتا تو میں اس کی تصدیق کرتا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی اور انھوں نے سچ کہا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی گناہ کرے، پھر وہ اچھی طرح وضو کرے، مسعر رحمہ اللہ نے کہا: پھر وہ نماز پڑھے، اور سفیان نے کہا: پھر وہ دو رکعات نماز پڑھے، پھر وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتے ہیں۔

[5]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثنا سَعْدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھ سے جب کسی بیان کرنے والے نے ایسی کوئی حدیث بیان کی جو میں نے بذات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہو، تو میں نے اس کو یہی حکم دیا کہ

(4) صحيح، سنن ابی داود : 1521۔ سنن الترمذی : 406۔ سنن ابن ماجة : 1395۔ وتقدم برقم : 1 .

(5) اسناده ضعيف، سعد بن سعید المقبری لین الحدیث ہے، تاہم مفہوم صحیح ہے، دیکھے حدیث سابق، مسند البزار : 6۔ تفسير الطبری : 7854۔ الكامل لابن عدی : 1190/3 العلل للدار قطنی : 180/1 .

طَالِبٍ يَقُولُ: مَا حَدَّثَنِي مُحَدِّثٌ حَدِيثًا لَمْ أَسْمَعْهُ أَنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا أَمَرْتُهُ أَنْ يُقْسِمَ بِاللّٰهِ لَهُوَ سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ لَا يَكْذِبُ، فَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا ذَكَرَ عَبْدٌ ذَنْبًا أَذْنَبَهُ فَقَامَ حِينَ يَذْكُرُ ذَنْبَهُ ذَلِكَ فَيَتَوَضَّأُ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ لِذَنْبِهِ ذَلِكَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ))

وہ اس بات کی قسم اٹھائے کہ اس نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو میں نے قسم نہیں دی۔ یقیناً وہ جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے۔ مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب کسی بندے کو اپنا گناہ یاد آئے، جو اس نے کیا ہے، تو وہ اٹھ کر اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعات پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتے ہیں۔''

[6]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَهُوَ يَتَغَيَّظُ عَلَى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ مَنْ هَذَا الَّذِي تَغَيَّظُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: وَلِمَ تَسْأَلُ عَنْهُ؟ قُلْتُ: أَضْرِبُ عُنُقَهُ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ لَأَذْهَبَ غَضَبَهُ مَا قُلْتُ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا كَانَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ))

حضرت ابو برزہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا، تو وہ اس وقت اپنے کسی رفیق پر غصے ہو رہے تھے، میں نے کہا: اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کون آدمی ہے جس پر آپ غصے ہو رہے ہیں؟ تو انھوں نے کہا: تم اس کے بارے میں کیوں پوچھتے ہو؟ میں نے کہا: میں اس کی گردن مارتا ہوں (قتل کرتا ہوں۔) حضرت ابو برزہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میری بات سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غصہ ہی جاتا رہا۔ پھر انھوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے۔

**فائدہ**: ...... یہ مفصل حدیث سنن أبي داود: 4363 میں ہے، جس سے مفہوم حدیث واضح ہو جاتا ہے، وہ درج ذیل ہے: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، وہ کسی آدمی پر ناراض ہو رہے تھے، وہ اس پر بہت زیادہ ناراض ہوئے۔ میں نے کہا: اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن مار

(6) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب النبى صلى الله عليه وسلم، حديث: 4363۔ سنن النسائى، كتاب التحريم، باب الحكم فيمن سب النبى صلى الله عليه وسلم، حديث: 4078، باب ذكر الاختلاف على الاعمش فى هذا الحديث، حديث: 4078۔ مسند احمد: 1، 10/9۔ مسند ابى يعلٰى: 80۔ مستدرك للحاكم: 354/3۔ سنن البيهقى: 60/7.

ڈالوں؟ تو میری اس بات نے ان کا سارا غصہ زائل کر دیا۔ پھر وہ وہاں سے اٹھ کر گھر چلے گئے اور مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا: تم نے ابھی ابھی کیا کہا تھا؟ میں نے کہا کہ میں نے کہا تھا: مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن مارتا ہوں، انھوں نے فرمایا: اگر میں تمھیں ایسے کہہ دیتا تو کیا واقعی تم ایسا کر گزرتے؟ میں نے کہا: ہاں، انھوں نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی انسان کو یہ مقام حاصل نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کوئی حق نہیں کہ کسی کو قتل کرائے، سوائے اس کے کہ تین میں سے کوئی ایک بات ہو، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے: ایمان کے بعد کفر، شادی شدہ ہونے کے بعد زنا اور کسی جان کو کسی جان کے بدلے قتل کرنا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حق تھا کہ وہ کسی کو قتل کر ڈالیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سختی سے قرآن وحدیث پر کار بند تھے، اور مختصر حدیث کی شرح میں مفصل حدیث سے بہت زیادہ مدد ملتی ہے۔

[7]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ الرَّصَاصِيُّ، ثنا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ خُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ رَجُلًا مِنْ حِمْيَرَ يُحَدِّثُ عَنْ أَوْسَطَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَوْسَطَ الْبَجَلِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْأَوَّلِ مَقَامِي هَذَا ثُمَّ بَكَى فَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّهُ مَعَ الْبِرِّ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُورِ وَإِنَّهُمَا فِي النَّارِ، وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ عَبْدٌ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ)) قَالَ: ((وَلَا تَقَاطَعُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا)) .

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گزشتہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کھڑے ہونے کی اسی جگہ پر کھڑے ہوئے تھے، پھر وہ رو پڑے اور انھوں نے فرمایا: تم اپنے اوپر سچائی لازم کر لو، یقیناً سچائی نیکی کے ساتھ ہے، اور سچائی اور نیکی دونوں جنت میں لے جاتی ہیں۔ اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کہ جھوٹ گناہوں کے ساتھ ہے اور وہ دونوں جہنم میں لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو، کیونکہ کسی انسان کو یقین کے بعد عافیت سے زیادہ بہتر کوئی نعمت نہیں دی گئی۔ مزید فرمایا: آپس میں قطع کلامی نہ کرو، ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ، (کہ تنگدستی کے وقت بے یار و مددگار چھوڑ دو)، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، باہم حسد نہ کرو، اور اللہ کے بندو! باہم بھائی بھائی بن جاؤ۔

**فائدہ**: ......اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نرم دل آدمی تھے۔ بعض اہم مواقع

(7) صحیح، مسند احمد (1/ 3، 5)۔ الأدب المفرد للبخاری: 724۔ سنن ابن ماجة: 3849 وتقدم برقم: 2.

پر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے ایام میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام بنا کر لوگوں کو جماعت کروانے کا حکم دیا تو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ انھیں حکم نہ دیں، وہ انتہائی نرم دل آدمی ہیں۔ (صحیح البخاری : 678، صحیح مسلم : 418)

اس حدیث میں تربیت انسان کے بعض اہم پہلوؤں پر زور دیا گیا ہے، مثلاً: نیکی اور سچائی کو لازم پکڑنا، اور یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ نیک انسان سچ بولے گا اور سچا انسان نیکیوں کی تلاش میں رہے گا۔ ان دونوں وصفوں میں سے ایک بھی نہ ہو تو دوسرا وصف ممکن نہیں رہے گا۔ اسی طرح جھوٹا انسان گناہ کرے گا، جھوٹ اور گناہ لازم وملزوم ہیں۔ جھوٹ بولنے والے سے کسی بھی گناہ کی توقع ممکن ہے، اس لیے سچ اور نیکی اختیار کرنے والا جنت کا مستحق ہو گا اور جھوٹ اور گناہ میں ملوث ہونے والا جہنم کا مستحق ٹھہرے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم سے محفوظ فرمائے، آمین۔

اسی طرح عافیت کو لازم پکڑنے کی تاکید کی گئی ہے، بغیر کسی شرعی عذر کے لوگوں سے سوال کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ افسوس کہ جس قدر عافیت کی اہمیت زیادہ تھی، اسی قدر لوگوں نے اس کو چھوڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت میں رہنے کا سوال کرتے رہنا چاہیے۔ اس حدیث مبارکہ میں مسلمانوں کی عزت کی حفاظت کرنے پر بھی توجہ دلائی گئی ہے، مثلاً: رشتہ داریوں کو توڑنا حرام ہے اور صلہ رحمی کرنا فرض ہے۔ کوئی آپ سے دوری اختیار کرنا چاہے، آپ پھر بھی اس سے تعلق جوڑ کر رکھیں، اصل یہی صلہ رحمی ہے، اور کسی سے قطع تعلقی کی حد تین دن ہے۔

اس میں حسد سے روکا گیا ہے، اس کے متعلق امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَهُوَ تَمَنِّي زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ صَاحِبِهَا سَوَاءٌ كَانَتْ نِعْمَةَ دِينٍ أَوْ دُنْيَا ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (النساء : 54) اور یہ (حسد) کسی صاحب نعمت سے زوال نعمت کی آرزو کرنے کا نام ہے، وہ نعمت دینی ہو یا دنیاوی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا وہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں، اس نعمت پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔ (ریاض الصالحین:قبل الحدیث : 1569) حسد کرنا حرام ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ایک مشہور روایت بیان کی جاتی ہے کہ ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے'' (سنن أبی داود : 4903)، اس کی سند ابراہیم بن اسید کے دادا کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ البتہ دو آدمیوں پر حسد (رشک) کرنا درست ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف دو آدمیوں پر حسد (رشک) کرنا جائز ہے، ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا کیا (یعنی اسے حفظ کرنے کی توفیق عطا فرمائی)، پس وہ اس کے ساتھ رات اور دن کے اوقات میں قیام کرتا ہے، اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال ودولت سے نوازا، وہ اسے اللہ کی راہ میں رات اور دن کے اوقات میں خرچ کرتا ہے۔ (صحیح البخاری : 5025، وصحیح مسلم : 815)

رشک میں کسی نعمت کے زائل ہونے کی تمنا نہیں ہوتی بلکہ وہ نعمت اس کے پاس بھی رہے اور اللہ تعالیٰ مجھے بھی دے دے، کی تمنا کی جاتی ہے۔

## أَحَادِيْثُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

## حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرویات

### تعارف راوی حدیث

نام: عمر بن خطاب بن نُفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قُرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب القرشی العدوی، کنیت: اَبوحفص، لقب: فاروق۔ آپ عام الفیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے، آپ دراز قد، سرخ وسفید رنگ، بارعب چہرہ، گھنی داڑھی، رعب دار مونچھیں، فن سپہ گری، پہلوانی اور نسب دانی کے ماہر۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دعائیں کیں۔ جب مسلمان ہوئے تو کفار کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔ ان کی وجہ سے اسلام کی تبلیغ کھلم کھلا ہونے لگی۔ وہ عظیم المرتبت شخصیت جس نے اپنے دور خلافت میں پہلی مرتبہ مرکزی بیت المال کا نظام قائم کیا، جنھوں نے انصاف کی خاطر عدالتیں قائم کیں، اپنے دور حکومت میں کوفہ، بصرہ، موصل، حیرہ اور فسطاط جیسے بڑے بڑے شہر آباد کیے، امیرالمومنین خلیفہ ثانی کا اعزاز حاصل کیا، 539 احادیث کے راوی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت اور سیاسی بصیرت کا غیروں نے بھی اعتراف کرتے ہوئے برملا کہا کہ اگر روئے زمین پر ایک اور عمر رضی اللہ عنہ آجاتا تو دنیا سے کفر اور ظلم ختم ہو جاتا۔ اپنے دور حکومت میں بے شمار علاقے فتح کیے، جن میں دمشق، فحل، اسکندریہ، طرابلس، مصر، لیبیا، کرمان، مکران، ہمذان، آذربائیجان، اصطخر اور بیت المقدس کے نام قابل ذکر ہیں۔ آپ نے دس سال، چھ ماہ اور چند دن حکومت کی۔ نماز فجر کی امامت کروا رہے تھے کہ ابولولو فیروز مجوسی نے خنجر کے وار کیے اور آپ 23ھ میں 63 سال کی عمر میں وفات پا گئے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تفصیلی حالات کے لیے ڈاکٹر علی محمد صلابی کی کتاب "عمربن الخطاب شخصيته وعصره" کا مطالعہ کریں۔ یہ کتاب عربی سے اردو ترجمہ میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

[8]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ بْنُ

ابوعبید کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عید میں

(8) صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب الصوم يوم الفطر، حديث: 1990۔ صحيح مسلم، كتاب الصوم، باب النهى عن صوم يوم الفطر ويوم الاضحىٰ، حديث: 1137۔ سنن ابی داود، كتاب الصيام، باب فى صوم العيدين، حديث: 2416۔ سنن الترمذی، كتاب الصوم، باب كراهية الصوم يوم الفطر والنحر، حديث: 771۔ سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب النهى عن صيام يوم الفطر والاضحىٰ، حديث: 1722۔ سنن الكبرىٰ للنسائی: 2801، 2802۔ مسنداحمد: 24/1۔ مؤطا امام مالك، ص: 131۔ مصنف ابن ابی شيبة: 3، 104/103۔ مسند ابی يعلٰی: 152۔ الروايات مطولة ومختصرة۔

عُيَيْنَةَ ، ثنا الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدٍ يَقُولُ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ ، وَيَوْمِ الْأَضْحَى ، فَأَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ ، وَأَمَّا يَوْمُ الْأَضْحَى فَكُلُوا فِيهِ مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَوَافَقَ ذَلِكَ يَوْمَ جُمُعَةٍ ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ هَذَا يَوْمٌ اجْتَمَعَ فِيهِ عِيدَانِ لِلْمُسْلِمِينَ فَمَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي فَأَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَقَدْ أَذِنَّا لَهُ ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَمْكُثَ فَلْيَمْكُثْ)) ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ: ((لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ مِنْ لَحْمِ نُسُكِهِ فَوْقَ ثَلَاثٍ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ الْحُمَيْدِيُّ قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّهُمْ يَرْفَعُونَ هَذِهِ الْكَلِمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ سُفْيَانُ لَا أَحْفَظُهَا مَرْفُوعَةً وَهِيَ مَنْسُوخَةٌ .

شامل ہوا،انھوں نے خطبہ سے پہلے نماز عید ادا کی ، پھر کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو ایام،عید الفطر اور عید الاضحیٰ ، میں روزہ رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ یوم فطر کو تم اپنے روزوں سے فارغ ہو کر افطار کرتے ہو،اور قربانی کے دن تم اپنی قربانی کا گوشت کھاؤ۔ پھر میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عید میں شامل ہوا اور اتفاقاً وہ جمعہ کا دن تھا،تو انھوں نے بھی خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھائی، پھر فرمایا: آج اہل اسلام کے لیے دو عیدیں جمع ہیں،اگر یہاں کوئی شخص دیہات سے آنے والا ہے،تو وہ اگر چاہے تو چلا جائے اور اگر وہ ٹھہرنا چاہے تو یہاں ( نماز جمعہ کے لیے ) ٹھہر جائے۔ پھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا،انھوں نے بھی خطبہ سے پہلے نماز عید ادا کی ، پھر فرمایا:تم میں سے کوئی شخص اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے اوپر نہ کھائے۔ ابوبکر حمیدی رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سفیان سے پوچھا: یہ لوگ ان الفاظ کی نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف کرتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا: میں نے تو ان الفاظ کو مرفوعاً حفظ نہیں کیا اور یہ حکم بھی منسوخ ہو چکا ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث مبارکہ میں عید کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے،اس کی اہم وجوہات میں سے چند ایک یہ ہیں: ( الف ): یہ دونوں دن خوشی کے ہیں۔ ( ب ) عید الفطر کا دن روزوں کے اختتام پر آتا ہے،اگر کوئی اس دن بھی روزہ رکھے گا تو گویا وہ اختتام رمضان کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اس پر اضافہ کر رہا ہے۔ ( ج ): عید الاضحیٰ کے دن قربانی کی جاتی ہے،اور قربانی کا گوشت وافر موجود ہوتا ہے،اس گوشت سے کھانا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنے کے مترادف ہے،اس لیے اس دن بھی روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ ( د ): اہم بات یہ ہے کہ مسلمان پر اتباع فرض ہے، چاہے کسی کام کی حکمت معلوم ہو یا نہ ہو۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر عید کے دن جمعہ بھی ہو تو خطیب جمعہ کا خطبہ

دے گا اور عامۃ الناس کو رخصت ہے، جو پڑھنا چاہیں پڑھ لیں اور جو نہ پڑھنا چاہیں وہ نہ پڑھیں، اگر تمام محلے والے اتفاق کر لیں کہ ہم جمعہ ادا نہیں کریں گے، تب خطیب بھی جمعہ کا خطبہ نہ دے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کے دن عید آئی تو انھوں نے عید پڑھائی اور جمعہ نہ پڑھایا، اس واقعہ کی خبر جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو انھوں نے فرمایا: ان کا یہ عمل سنت کے موافق ہے۔ (اس کو ابن خزیمہ (1465) نے صحیح اور حاکم (296/1) نے علی شرط الشیخین کہا ہے)، نیز دیکھیں (البدر المنیر: 106/5، القول المقبول، ص: 619، 620)، اس صورت میں نماز جمعہ نہ پڑھنے والے نماز ظہر ادا کریں گے۔ اس حدیث میں ہے کہ قربانی کا گوشت تین دنوں سے اوپر کھانا منع ہے، یاد رہے کہ پہلے یہی حکم تھا، لیکن بعد میں اس کی اجازت مل گئی تھی، اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا تھا، جیسا کہ امام حمیدی نے خود اس کی وضاحت کر دی ہے، اس کی مزید وضاحت صحیح مسلم (1972) میں موجود ہے۔

[9]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَرْجِسَ يَقُولُ: رَأَيْتُ الْأُصَيْلِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَى الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ فَقَبَّلَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ))

عبداللہ بن سرجس بیان کرتے ہیں: میں نے ''آگے سے کم بالوں والے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہی تو ہے، نہ نفع دیتا ہے اور نہ نقصان، اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو میں ہرگز تیرا بوسہ نہ لیتا۔

**فائدہ**: ...... طواف کعبہ کے دوران حجر اسود کا بوسہ لینا مسنون ہے، ضروری نہیں ہے جیسا کہ بعض عامی لوگوں کا خیال ہے۔ اگر آسانی سے بوسہ دینا ممکن ہو تو بہتر ہے، ورنہ چھڑی یا ہاتھ حجر اسود کو لگا کر اسے بوسہ دیا جائے، اگر یہ صورت بھی ناممکن ہو، تب حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے گزر جانا چاہیے۔ اس صورت میں اپنے ہاتھ کو بوسہ نہ دیا جائے۔ نیز اس حدیث میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عقیدہ توحید کے ایک اہم مسئلہ کو بھی حل کر دیا کہ جو لوگ بتوں یا مزاروں، درختوں یا بزرگوں کی طرف منسوب چیزوں کو حصول برکت کے لیے چھوتے ہیں، یہ ان کی غلطی ہے۔ مسلمان حجر اسود کو چھوتے ہیں، یہ صرف اس مقصد کے لیے چھوتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوا ہے، اس سے صرف اتباع سنت

(9) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب الرمل فی الحج والعمرة، حديث: 1605۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، حديث: 1270۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الاسود فی الطواف، حديث: 1270/250۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب استلام الحجر، حديث: 2943۔ سنن الكبریٰ للنسائی: 3904۔ مسند احمد (34/1)۔ مصنف عبدالرزاق: 9033۔ مسند الطيالسی: 50۔ من طريق عبداللّٰه بن سرجس عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، صحيح ابن خزيمه: 2711 من طريق اسلم عن عمر رضی اللہ عنہ.

مقصود ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ حجر اسود کے سوا بیت اللہ کے کسی بھی حصے کو چومنا درست نہیں ہے، رکن یمانی کو صرف چھونا مسنون ہے۔

[10]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا يَحْيَى بْنُ صَبِيحٍ الْخُرَاسَانِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: إِنِّي أَحْسَبُ أَنَّكُمْ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ يَعْنِي خَبِيثَتَيْنِ الْبَصَلَ وَالثُّومَ فَإِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ فَاعِلِينَ فَاقْتُلُوهُمَا بِالنُّضْجِ ثُمَّ كُلُوهُمَا فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَجِدُ رِيحَهُ مِنَ الرَّجُلِ فَيَأْمُرُ بِهِ فَيَخْرُجُ إِلَى الْبَقِيعِ .

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گمان کرتا ہوں کہ تم ان بدبودار دو پودوں کو کھاتے ہو: لہسن اور پیاز کو، اگر تم کھانا ہی چاہو تو پکا کر ان کی بوختم کر لیا کرو، پھر ان کو کھا سکتے ہو، میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب کسی آدمی سے اس کی بدبو محسوس کرتے، تو اس کو جنت البقیع کی طرف نکل جانے کا حکم دیتے تھے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں لہسن اور پیاز کا ذکر ہے، اور صحیح مسلم (564) میں الکراث (گیندنا) کا بھی ذکر ہے جو پیاز کے مشابہ ہوتا ہے۔ ان چیزوں کا استعمال حرام نہیں ہے، ورنہ انھیں پکا کر کھانے کا حکم نہ دیا جاتا، ان کے کھانے سے چونکہ منہ میں بو پیدا ہوتی ہے، جس سے ساتھ والے نمازی کو کراہت محسوس ہوتی ہے، اس لیے ان چیزوں کو کچا کھا کر مسجد میں آنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہاں پر بطور تنبیہ عرض ہے کہ حقہ، سگریٹ وغیرہ کی بو لہسن اور پیاز کی بو سے زیادہ سخت ہے، اور یہ دونوں (حقہ اور سگریٹ وغیرہ) مطلقاً حرام ہیں، ان کو استعمال کر کے مسجد میں آنا بالا ولیٰ منع ہے۔ کوئی اس حدیث سے یہ نہ سمجھے کہ بدبودار چیز کے کھانے سے باجماعت نماز چھوڑنا درست ہے، اس حدیث کا یہ معنیٰ ہرگز نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا وقت قریب ہو تو ان چیزوں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔

[11]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا حُصَيْنٌ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ يُحَدِّثُ

سالم بن ابی الجعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مندرجہ بالا حدیث کی مثل بیان کیا ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

(10) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی من اکل ثوما اوبصلا او کراثا----، حدیث: 567۔ سنن النسائی، کتاب المساجد، باب من یخرج من المسجد، حدیث: 709۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلواة، باب من اکل الثوم فلا یقربن المسجد، حدیث: 1014۔ مسند احمد: 15/1۔ صحیح ابن خزیمه: 1666۔ صحیح ابن حبان: 2091۔ مسند ابی یعلٰی: 256۔ الروایات مطولة ومختصرة۔

(11) صحیح مسلم: 567 وانظر الحدیث السابق۔

عَـنْ عُـمَـرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِثْلَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَلَمْ يَذْكُرْ حُصَيْنٌ مَعْدَانَ .

[12]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَوَّلًا قَبْلَ أَنْ نَلْقَى الزُّهْرِيَّ عَنِ ابْـنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْـحَـدَثَـانِ قَـالَ: أَتَيْـتُ بِـمِائَةِ دِينَارٍ أَبْغِي بِهَا صَـرْفًا ، فَقَالَ طَلْحَةُ: عِنْدَنَا صَرْفٌ انْتَظِرْ يَأْتِي خَازِنُنَا مِنَ الْغَابَةِ وَأَخَذَ مِنِّي الْمِائَةَ دِينَارٍ فَقَالَ لِـي عُـمَرُ: لَا تُفَارِقْهُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُولُ: ((الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَا وَهَا ، وَالْبُـرُّ بِـالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَا وَهَا ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًـا إِلَّا هَـا وَهَـا ، وَالتَّـمْـرُ بِـالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَا وَهَـا)) فَلَمَّا جَاءَ الزُّهْرِيُّ لَمْ يَذْكُرْ هَذَا الْكَلَامَ وَسَـمِـعْـتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَوْسِ بْـنِ الْـحَـدَثَـانِ النَّصْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُـمَـرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُولُ: ((الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَا وَهَا ، وَالْبُـرُّ بِـالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَا وَهَا ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًـا إِلَّا هَـا وَهَـا ، وَالتَّـمْـرُ بِـالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَا وَهَا)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: قَالَ سُفْيَانُ: وَهَذَا أَصَحُّ

کرتے ہیں، مگر حصین نے سند میں معدان راوی کا ذکر نہیں کیا۔

مالک بن اوس بن حدثان کہتے ہیں: میں ایک سو دینار ساتھ لے کر چاندی خریدنے مدینہ منورہ آیا۔ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے پاس چاندی موجود ہے، انھوں نے مجھ سے سو دینار لے کر کہا: انتظار کرو، ہمارا خزانچی مقام غابہ سے واپس آ جائے (تو چاندی وصول کر لینا)، مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے جدا نہ ہونا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: سونا اور چاندی ادھار فروخت کرنا سود ہے، اِلَّا یہ کہ اس ہاتھ دو اور اس ہاتھ لو، گندم بدلے گندم کے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ، جو بدلے جو کے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ، اور کھجور بدلے کھجور کے فروخت کرنا سود ہے مگر اس ہاتھ دو اور اس ہاتھ لو، پھر جب زہری آئے تو انھوں نے یہ بات بیان نہیں کی، میں نے زہری کو بیان کرتے سنا، انھوں نے کہا: میں نے مالک بن اوس بن حدثان نصری رحمہ اللہ سے سنا، انھوں نے کہا: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: سونا چاندی کے بدلے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ، گندم کو گندم کے بدلے فروخت کرنا سود ہے، مگر ہاتھوں ہاتھ، جو بدلے جو کے سود ہے مگر

(12) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب ما يذكر فی بيع الطعام والحكرة، حديث : 2134، كتاب المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدا، حديث : 1586۔ سنن ابی داود، كتاب البيوع، باب فی الصرف، حديث : 3348۔ سنن الترمذی، كتاب البيوع، باب ما جاء فی الصرف، حديث : 1243۔ سنن النسائی، كتاب البيوع، باب بيع التمر بالتمر متفاضلا، حديث : 4562۔ سنن ابن ماجه، كتاب التجارة، باب صرف الذهب بالورق، حديث: 2260۔ مسند احمد : 45/1۔ مؤطا امام مالك ، ص : 394، 395۔ سنن الدارمی : 2581 .

حَدِيثٍ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِـي هَذَا يَعْنِي فِي الصَّرْفِ.

ہاتھوں ہاتھ' کھجور بدلے کھجور کے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔ حمیدی نے بیان کیا کہ سفیان نے کہا: یہ سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے جو اس نوعیت کی بیع (یعنی بیع صرف) کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں خرید وفروخت کے بعض اہم مسائل بیان ہوئے ہیں، جن کی ضروری تفصیل درج ذیل ہے۔ سونے اور چاندی کی ایک دوسرے کے بدلے خرید وفروخت کرنے میں فوری ادائیگی شرط ہے، ورنہ سود ہے، یعنی ان دونوں جنسوں کے باہمی تبادلے میں ادھار منع ہے، اور یہ ادھار خواہ تھوڑی مدت کے لیے ہو یا زیادہ مدت کے لیے ہو۔ اسی طرح گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، اور کھجور کے بدلے کھجور ادھار فروخت کرنا منع ہے اور یہ سود ہے۔

[13]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي طَاوُسٌ سَمِعَ ابْنَ عَبَّـاسٍ يَقُولُ: بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنَّ سَمُرَةَ بَـاعَ خَـمْرًا فَقَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ سَمُرَةَ أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُـولَ اللّٰـهِ ﷺ قَـالَ: ((لَـعَـنَ اللّٰـهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا))

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ سمرہ رضی اللہ عنہ نے شراب فروخت کی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ سمرہ کو ہلاک کرے، کیا وہ نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے، ان پر چربی حرام کی گئی تو انھوں نے اس کو پگھلا کر فروخت کر دیا۔ (فجملوها سے مراد أذابوها ـ "انھوں نے اس کو پگھلا دیا۔")

**فائدہ** :...... اس حدیث میں سمرہ سے مراد صحابی رسول سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ ہیں، سمرہ بن جنادہ نہیں۔ (فتح الباری، احکام الاحکام لابن دقیق: 293/2) سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے شراب فروخت کیوں کی، اس کے مختلف جوابات دیے گئے ہیں، اظہر یہ جواب معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے سرکے کی صورت میں شراب فروخت کی، اور ان کا خیال تھا کہ شراب سے سرکہ بنا کر اسے فروخت کرنا درست ہے، اس بات کا جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو انھوں نے ڈانٹا اور یہ حدیث بیان کی۔ تفصیل کے لیے فتح الباری (700/5، 702) ملاحظہ فرمائیں، واللہ اعلم بالصواب۔

(13) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه، حديث: 2223- صحيح مسلم، كتـاب المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام، حديث: 1582- سنن النسائى، كتاب الفرع والـعتيـرة، باب النهى عن الانتفاع بما حرم الله عزوجل، حديث: 4262- سـنن ابن ماجه، كتاب الاشربة، باب التـجارة فى الخمر، حديث: 3382- مسند احمد: 25/1- سنن الدارمى: 2110- مصنف عبدالرزاق: 14854- مصنف ابن ابى شيبة: 444/6.

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حسب ضرورت قیاس کر لیا کرتے تھے، اس حدیث میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کے حرام ہونے کو چربی کے حرام ہونے پر قیاس کیا۔ (احکام الاحکام: 293/2) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس چیز کا کھانا حرام ہے اس کی قیمت بھی حرام ہے۔ جب ایک چیز کے دو یا دو سے زیادہ نام ہوں، تو اس کا نام بدلنے سے اس کا حکم نہیں بدلتا۔ گوشت سے حاصل ہونے والی چربی کو "شــحــم" اور پگھلائی ہوئی چربی کو "وَدَكَ" کہتے ہیں، حقیقت میں شحم اور ودک دونوں ایک ہی ہیں۔

دین اسلام میں اتباع واطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو اتباع کو چھوڑ کر مختلف حیلوں سے کام لیتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ حیلہ یہودیوں کا فعل ہے۔ حافظ ابن القیم الدمشقی رحمہ اللہ نے "اعلام الموقعین" میں بعض لوگوں کے حیلوں کی خوب خبر لی ہے۔

[14]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْـدِيُّ ثـنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْـنَةَ، ثـنـا مِسْعَرٌ، ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَـالَ: أَخْبَرَنِي فُـلَانٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ بِيَدِهِ عَلَى الْـمِنْبَرِ هَكَذَا - يَعْنِي يُحَرِّكُهَا يَمِينًا وَشِمَالًا - عُـوَيْـمِـلٌ لَـنَـا بِالْعِرَاقِ، عُوَيْمِلٌ لَنَا بِالْعِرَاقِ خَـلَـطَ فِـي فَـيْءِ الْـمُـسْـلِـمِـينَ أَثْمَانَ الْخَمْرِ وَالْـخَـنَازِيرِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَنَ الـلّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا)) يَعْنِي أَذَابُوهَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انھوں نے منبر پر اپنے ہاتھ سے دائیں بائیں اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ہمارا عراق میں چھوٹا سا عامل ہے، ہمارا عراق میں چھوٹا سا عامل ہے، اس نے مسلمانوں کے مال فے میں شراب اور خنزیر کی قیمت خلط ملط کر دی ہے، اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے ان پر چربی حرام کی گئی تو انھوں نے اس کو (پگھلا کر کے) فروخت کر دیا، یعنی پگھلا کر۔

[15]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک غازی کو فی سبیل

(14) صحيح، تقدم تخريجه فى الحديث السابق، واخرجه البيهقى: 205/9، 206۔ ابو نعيم فى الحلية: 245/7 من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد۔

(15) صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب الجعائل والحملان فى السبيل، حديث: 2970۔ صحيح مسلم، كتاب الحصباة، باب كراهية شراء الانسان ما تصدق به ممن تصدق عليه، حديث: 1620۔ سنن النسائى، كتاب الزكاة، باب شراء الصدقة، حديث: 2616۔ سنن ابن ماجه، كتاب الصدقات، باب الرجوع فى الصدقة، حديث: 2390۔ مسند احمد: 25/1۔ مؤطا امام مالك، ص: 194۔ صحيح ابن حبان: 5125۔ مسند البزار: 266.

سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَرَأَيْتُهُ يُبَاعُ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَشْتَرِيهِ؟ فَقَالَ ((لَا تَشْتَرِهِ، وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ)).

اللہ گھوڑا دیا، پھر میں نے دیکھا کہ وہ گھوڑا بازار میں فروخت کیا جا رہا ہے۔ میں نے اس کو خریدنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو نہ خرید اور اپنے صدقہ کو واپس نہ لے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کی ہوئی چیز اگر بازار میں فروخت ہو رہی ہو تو صدقہ کرنے والا اس کو نہیں خرید سکتا، حالانکہ خریدنا اور چیز ہے اور صدقہ کو واپس لینا اور ہے، چونکہ ظاہری اور عمومی طور پر اس (صدقہ کی ہوئی چیز) کو خریدنا بھی واپس لینے میں شامل ہے، اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے، تاکہ یہ صدقہ واپس لینے کا حیلہ نہ بن جائے۔ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی کو اپنے گھوڑے پر سوار کرنا گویا اس کو مالک بنانا ہے، جس طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، جب سوار اس کو قبضے میں لے لے تو اس میں رجوع جائز نہیں ہے۔ (فتح الباری: 492/6)

امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث پر یوں باب باندھا ہے: "بَابٌ إِذَا حَمَلَ رَجُلًا عَلَى فَرَسٍ فَهُوَ كَالْعُمْرَى وَالصَّدَقَةِ" جب کوئی آدمی کسی کو گھوڑا سواری کے لیے ہدیہ کر دے تو وہ عمریٰ اور صدقے کی طرح ہوتا ہے (یعنی اسے واپس نہیں لیا جا سکتا۔) (صحیح البخاری، قبل حدیث: 2636) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کس قدر سخی انسان تھے کہ گھوڑا بھی صدقہ کر دیا۔

[16]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ، سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ السِّخْتِيَانِيِّ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: رَآهَا تُبَاعُ أَوْ بَعْضَ نِتَاجِهَا.

ابن سیرین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث سابق کے روایت کرتے ہیں مگر اس حدیث میں یہ بیان بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس گھوڑی کو فروخت ہوتے یا اس کے بچے کو فروخت ہوتے دیکھا تھا۔

[17]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَاصِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْعُمَرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرے مسلسل کرتے رہا کرو کیونکہ انھیں پے درپے ادا

(16) صحیح البخاری: 2970۔ صحیح مسلم: 1620 وانظر الحدیث السابق۔

(17) صحیح، سنن ابن ماجه، کتاب المناسك، باب فضل الحج والعمرة، حدیث: 2887۔ مسند ابی یعلٰی 198۔ تفسیر ابن جریر: 3961۔ مسند احمد: 25/1۔ الکامل لابن عدی: 1868/5۔ تاریخ دمشق لابن عساکر: 258/25، 259۔ من طریق عاصم بن عبیدا للّٰه۔

بْـنِ عَـامِـرِ بْنِ رَبِيعَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْـخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَابِعْ مَا بَيْـنَ الْـحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّ مُتَابَعَةً بَيْنَهُمَا يَزِيدَانِ فِي الْأَجَلِ ، وَيَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيـرُ الْـخَبَـثَ)) قَالَ سُفْيَانُ: هَذَا الْحَدِيثُ حَدَّثَنَاهُ عَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ ، عَنْ عَبْدَةَ ، عَنْ عَـاصِمٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدَةُ أَتَيْنَاهُ لِنَسْأَلَهُ عَنْهُ فَقَالَ: إِنَّـمَـا حَـدَّثَـنِيـهِ عَـاصِمٌ وَهَذَا عَاصِمٌ حَاضِرٌ فَـذَهَبْـنَا إِلَى عَاصِمٍ فَسَأَلْنَاهُ فَحَدَّثَنَا بِهِ هَكَذَا ، ثُـمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَمَرَّةً يَقِفُهُ عَلَى عُمَرَ وَلَا يَـذْكُرُ فِيهِ عَنْ أَبِيهِ وَأَكْثَرُ ذَلِكَ كَانَ يُحَدِّثُهُ عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ سُـفْيَانُ وَرُبَّمَا سَكَتْنَا عَنْ هَذِهِ الْـكَـلِـمَةِ يَـزِيدَانِ فِي الْأَجَلِ فَـلَا نُحَدِّثُ بِهَا مَـخَافَةَ أَنْ يَحْتَجَّ بِهَا هَؤُلَاءِ - يَعْنِي الْقَدَرِيَّةَ - وَلَيْسَ لَهُمْ فِيهَا حُجَّةٌ .

کرنے سے عمر بڑھتی ہے،اور یہ فقر وفاقہ اور گناہ کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی میل کچیل کو دور کرتی ہے۔ سفیان نے کہا: یہ حدیث ہم سے عبدالکریم جزری نے بیان کی اور وہ عبدہ سے اور وہ عاصم سے روایت کرتے ہیں۔ جب عبدہ لوٹ کر آئے تو ہم نے اس کے متعلق ان سے سوال کیا تو انھوں نے کہا: مجھ سے عاصم نے بیان کیا ہے اور عاصم یہاں موجود ہے۔ ہم لوگ عاصم کے پاس گئے اور ہم نے ان سے پوچھا تو انھوں نے اسی طرح بیان کیا، پھر بعد ازاں ہم نے کئی بار ان سے یہ حدیث سنی،کبھی تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر موقوف کرتے اور عن ابیہ کا ذکر نہ کرتے ، اکثر وہ عبداللہ بن عامر عن ابیہ کہہ کر روایت کرتے تھے، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں،سفیان نے کہا: کبھی ہم یہ الفاظ بیان کرنا ترک کر دیتے تھے۔"یـزیـدان فی الاجل" ہم اس ڈر سے بیان نہیں کرتے تھے کہ قدر یہ اس سے دلیل نہ پکڑ لیں اور ان کی اس میں دلیل نہیں ہے۔

**فائدہ** :......(1) اس حدیث میں حج وعمرہ مسلسل کرنے پر رغبت دلائی گئی ہے،اگر کسی نے عمرہ کیا ہے تو وہ حج کرے اور اگر کسی نے حج کیا تو وہ عمرہ کرے۔عمرہ اور حج اگرچہ زندگی میں ایک بار فرض ہیں،لیکن اپنے مال کو حج اور عمرہ کے سفر میں خرچ کرنا بہت زیادہ اہمیت والاعمل ہے، لہٰذا پوری زندگی جب بھی موقع میسر آئے حج یا عمرہ کرتے رہنا چاہیے۔بعض لوگ صرف عمرہ کرتے ہیں اور زندگی میں بہت زیادہ عمرے کرتے رہتے ہیں لیکن حج نہیں کرتے۔یہ بات غلط ہے۔جو کئی بار عمرے کر سکتا ہے،گویا اس کے پاس حج کی بھی طاقت ہے،تو وہ حج کے فریضے کو اول فرصت میں ادا کرے۔(2) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے۔حج وعمرہ کا خرچہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے۔اس لیے اس سے بھی مال میں اضافہ ہوتا ہے۔اور فقر وفاقہ سے نجات ملتی ہے۔(3) حج اسلام کا بنیادی رکن ہے اور عمرہ بھی ایک قسم کا حج ہی ہے۔اس لیے اسے "حج اصغر" (چھوٹا حج) بھی کہتے ہیں ان دونوں کا ثواب بہت زیادہ ہے

اور یہ بہت گناہوں سے معافی کا باعث بنتے ہیں۔

[18]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ حَفِظْنَاهُ مِنْهُ غَيْرَ مَرَّةٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ يَقُولُ كَثِيرًا مَا يَقُولُ: ذَهَبْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ إِلَى الصُّبَيِّ بْنِ مَعْبَدٍ نَسْتَذْكِرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ الصُّبَيُّ: كُنْتُ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمْتُ فَخَرَجْتُ أُرِيدُ الْحَجَّ فَلَمَّا كُنْتُ بِالْقَادِسِيَّةِ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا، فَسَمِعَنِي سَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ فَقَالَا: لَهَذَا أَضَلُّ مِنْ بَعِيرِ أَهْلِهِ، فَكَأَنَّمَا حُمِلَ عَلَيَّ بِكَلِمَتِهِمَا جَبَلٌ، فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمَا فَلَامَهُمَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: ((هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ)) فَقَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي أَنَّهُ قَدْ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَجَازَهُ وَلَيْسَ أَنَّهُ فَعَلَهُ هُوَ.

صبی رحمہ اللہ نے کہا: میں پہلے عیسائی تھا پھر مسلمان ہوا، میں حج کے ارادہ سے چل کر قادسیہ پہنچا اور حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھا تلبیہ کہا تو سلمان بن ربیعہ رحمہ اللہ اور زید بن صوحان رحمہ اللہ نے میرے الفاظ سن کر کہا: یہ تو اپنے گھر کے اونٹ سے زیادہ جاہل ہے۔ ان دونوں کے یہ الفاظ میرے لیے پہاڑ سے زیادہ بھاری تھے۔ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان دونوں کے وہ الفاظ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے تو ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان کو ملامت کی، پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: تو نے اپنے نبی ﷺ کی سنت پالی ہے، تو نے اپنے نبی ﷺ کی سنت پالی ہے۔ سفیان کہتے ہیں: اس کا مطلب ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج وعمرہ جمع کر کے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ادا کیا ہے اور اس کو جائز قرار دیا ہے اور یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود تنہا یہ عمل کیا ہو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج قران (ایک ہی احرام میں حج اور عمرہ کرنا، درمیان میں حلال نہ ہونا) مسنون ہے۔ علم سے ناواقف لوگ بعض دفعہ بے تکی باتوں پر لوگوں کو ملامت کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کو سخت تنبیہ کرنی چاہیے، جس طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے غلط مسئلہ بتانے والوں کو ڈانٹا تھا۔

نیت کا تعلق دل سے ہے، خواہ نیت حج وعمرہ کی ہو یا نماز وغیرہ کی۔ بعض لوگ "لبيك حجا" کو نیت سے تعبیر کرتے ہوئے حج یا عمرہ کی نیت کو زبان کے ساتھ کرنے پر دلیل بناتے ہیں، حالانکہ "لبيك حجا" نماز کے شروع میں

(18) صحيح، سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب فى الاقران، حديث: 1798، 1799، سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب القران، حديث: 2720، 2721۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب من قرن الحج والعمرة، حديث: 2970۔ مسند احمد: 25/1۔ صحيح ابن خزيمه: 3069۔ صحيح ابن حبان: 3911.

اللہ اکبر کی مثل ہے، جس طرح اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہوتے ہیں۔ اسی طرح حج میں "لبیك حجا" کہہ کر داخل ہوتے ہیں۔ یہ حدیث مفصل سنن أبي داود (1799) میں ہے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ صُبی رحمہ اللہ نے کہا: حتیٰ کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: اے امیر المومنین! میں ایک بدوی نصرانی آدمی تھا اور میں مسلمان ہوگیا ہوں۔ جہاد پر جانے کا حریص ہوں، مگر میں نے دیکھا کہ حج اور عمرہ بھی مجھ پر واجب ہو چکا ہے، تو میں اپنی قوم کے ایک آدمی کے پاس آیا، اس نے مجھے کہا: حج اور عمرہ اکٹھے کر لو اور جو میسر ہو قربانی کر لو۔ چنانچہ میں نے ان دونوں کا اکٹھے تلبیہ پکارا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھیں تمھارے نبی ﷺ کے طریقے کی ہدایت ملی ہے۔

حج کی تینوں قسمیں (افراد، تمتع، قران) جائز ہیں، ان کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر آئے گی، ان شاء اللہ۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غلطی کرنے والے کو اچھے طریقے سے اس کی غلطی پہ متنبہ کرنا چاہیے ورنہ اسے پریشانی ہوتی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صبی بن معبد رحمہ اللہ کی موجودگی میں دونوں حضرات کو سخت لہجے میں تنبیہ فرمائی تاکہ حضرت صبی رحمہ اللہ کی جو دل آزاری ہوئی ہے۔ اس کی تلافی ہو جائے اور دونوں بزرگ بھی آئندہ فتوی دینے میں احتیاط سے کام لیں۔

[19]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، وَبِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا: ثنا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: ثني يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، ثني عِكْرِمَةُ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ بِوَادِي الْعَقِيقِ: أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي، فَقَالَ: صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی عقیق میں یہ فرماتے ہوئے سنا: آج رات میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا اور اس نے پیغام دیا اور کہا: اس مبارک وادی میں نماز ادا کرو اور یہ کہو کہ میں نے حج کے ساتھ عمرے کی بھی نیت کی ہے۔

**فائدہ**: ...... وادی عقیق کو مبارک کہا گیا ہے۔ یہ وادی مدینہ منورہ کے قریب چھ میل کے فاصلے پر بقیع کے قریب واقع ہے اور ذوالحلیفہ کے پاس ہے۔ اس حدیث میں یہ بھی واضح بیان ہے کہ قرآن کریم کی طرح حدیث رسول ﷺ بھی وحی الٰہی ہے۔ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ کے دو مفہوم ہیں۔ (1) حج کے ساتھ عمرہ کی بھی نیت کر لیں، یعنی حج

(19) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: العقيق واد مبارك، حديث: 1534۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب في الاقران، حديث: 1800۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب التمتع بالعمرة الى الحج، حديث: 2976۔ مسند احمد: 24/1۔ مسند عبدبن حميد: 16۔ صحيح ابن خزيمه: 2617۔ صحيح ابن حبان: 3790۔ سنن الكبرىٰ للبيهقى: 14/5.

قران کرلیں، حج قران میں حج اور عمرہ کے لیے ایک ہی احرام، ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے، یعنی حج کے ارکان ادا کرنے سے عمرے کے تمام ارکان خود بخود ادا شدہ سمجھے جائیں گے، واللہ اعلم۔ (2) حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرنا جائز ہے، جبکہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اس کو جائز نہیں سمجھتے تھے، اس باطل بات کی تردید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے فرمائی۔

[20]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي ، سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَاهُنَا ، وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَاهُنَا ، وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ)) .

عاصم بن عمر بن خطاب اپنے باپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رات یہاں تک آجائے اور دن یہاں تک چلا جائے اور سورج غروب ہوجائے تو روزے دار کے افطار کا وقت ہوجاتا ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں روزہ افطار کرنے کا وقت بتایا گیا ہے، اور وہ ہے سورج کا غروب ہونا، بعد از غروب مزید انتظار یا احتیاط سنت کی مخالفت ہے۔ ایک دوسری حدیث میں افطاری میں جلدی کرنے کی تاکید وارد ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا يَزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى يُؤَخِّرُوْنَ)) دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے، کیونکہ یہود ونصاریٰ تاخیر سے افطار کرتے ہیں۔ (اسناده حسن ، سنن أبي داود : 2353، سنن ابن ماجه : 1698 ، اس کو ابن خزیمہ (2060) اور ابن حبان (889) نے صحیح اور حاکم (431/1) نے علی شرط المسلم کہا ہے۔)

[21]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، عَنْ

ابن سعدی سے مروی ہے کہ وہ شام سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

(20) صحيح البخاری ، كتاب الصوم ، باب متى يحل فطر الصائم ، حديث : 1954۔ صحيح مسلم ، كتاب الصيام ، باب بيان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار ، حديث : 1100۔ سنن ابی داود ، كتاب الصيام ، باب وقت فطر الصائم ، حديث : 2351۔ سنن الترمذی ، باب ماجاء اذا اقبل الليل وادبر النهار فقدافطر الصائم ، حديث: 698۔ سنن الكبرٰى للنسائی : 3296۔ مسند احمد : 48/1۔ سنن الدارمی : 1707۔ صحيح ابن خزيمه : 2058۔ مصنف عبدالرزاق : 7595۔ سنن الكبرٰى للبيهقی : 416/4 .

(21) صحيح البخاری ، كتاب الاحكام ، باب رِزْقِ الْحُكَّامِ والعاملين عليها ، حديث : 7163۔ صحيح مسلم ، كتاب الزكاة ، حديث : 1045۔ سنن ابی داود ، كتاب الزكاة ، باب فی الاستعفاف حديث : 1647۔ سنن النسائی ، كتاب الزكاة ، باب من آتاه الله عزوجل مالا من غير مسالة ، حديث : 2606۔ مسند احمد : 17/1۔ سنن الدارمی : 1655۔ صحيح ابن خزيمه : 2365۔ مسند البزار : 244 .

مَعْمَرٍ وَغَيْرِهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ حُوَيْطِبِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى، عَنِ ابْنِ السَّعْدِيِّ، أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ الشَّامِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَلِي أَعْمَالًا مِنْ أَعْمَالِ الْمُسْلِمِينَ فَتُعْطَى عُمَالَتَكَ فَلَا تَقْبَلُ، فَقُلْتُ: أَجَلْ إِنَّ لِي أَفْرَاسًا أَوْ لِي أَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ، وَأُرِيدُ أَنْ يَكُونَ عَمَلِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ عُمَرُ: فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي قَدْ أَرَدْتُ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْتَ وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَحْوَجُ مِنِّي، وَإِنَّهُ أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ: ((يَا عُمَرُ مَا أَتَاكَ اللّٰهُ بِهِ مِنْ هَذَا الْمَالِ عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافِ نَفْسٍ فَخُذْهُ، فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ، وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ)).

کے پاس آئے، تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرے متعلق مجھے علم ہوا ہے کہ تو مسلمانوں کی کوئی خدمت انجام دیتا ہے اور وہ تجھے (بیت المال سے) تیری اجرت دیتے ہیں اور تو قبول نہیں کرتا ہے؟ میں نے کہا: ایسا ہی ہے، میرے پاس گھوڑے ہیں، (یا کہا:) میرے پاس غلام ہیں اور میں بہتر حالت میں ہوں، میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل مسلمانوں پر صدقہ رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کر، میں نے بھی ایسے ہی ارادہ کیا تھا، جیسا تو نے کیا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھے عطیہ (اجرت) دیتے تو میں کہتا: مجھ سے زیادہ کسی محتاج کو دے دیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مجھے مال دیا تو میں نے کہا: مجھ سے زیادہ کسی محتاج کو دے دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! سوال کرنے اور لالچ کی نگاہ سے دیکھے بغیر اگر اللہ تعالیٰ تجھے مال عطا کرے، تو اسے لے لو اور اس کا مالک بننے کے بعد اسے صدقہ کردو اور جو اس طرح نہ ملے تو اس کے پیچھے اپنے آپ کو نہ لگا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں دینی امور کی ملازمت میں اجرت لینے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ انسان کو لالچی نہیں ہونا چاہیے کہ وہ لوگوں کے مالوں پر نظر رکھے اور ہر موقع پر ان سے مانگتا پھرے، اور اپنی تنخواہ کو بڑھانے کا مطالبہ ہی کرتا پھرے۔ اس طرز عمل سے انسان لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے، اور اپنا مقام کھو بیٹھتا ہے، کیونکہ رزق جو مقدر میں لکھا ہے، اس سے نہ زیادہ ملے گا اور نہ کم۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لالچی نگاہوں سے محفوظ رکھے، آمین

اس کے برعکس بعض لوگوں کی صورت حال غنا کی ہوتی ہے، ان کو لوگ دینا بھی چاہیں تو وہ لینے سے انکار کر دیتے ہیں، یہ بھی صورت حال محل نظر ہے، بلکہ بغیر مطالبے کے کوئی دے تو اس کو لے لینا چاہیے، جب انسان کے پاس مال و دولت وافر ہوگی تو لوگوں پر خرچ کرے گا۔

اگر اللہ تعالیٰ رزق کی فراوانی کرے تو دین کی نشر و اشاعت میں پیسہ صرف کرنا چاہیے، جس طرح مجدد العصر علامہ

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے کیا، اور ہمارے زمانے میں بھی بعض لوگ کر رہے ہیں۔ فجزاهم الله خيرا۔

[22]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَـمْرُو بْنُ دِينَارٍ، وَمَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَـمِـعَ مَـالِكَ بْـنَ أَوْسِ بْـنِ الْـحَدَثَانِ يَقُولُ: سَـمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: ((إِنَّ أَمْوَالَ بَـنِـي الـنَّضِيرِ كَانَتْ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ مِـمَّـا لَـمْ يُـوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَـابٍ)) فَـكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خَالِصَةً، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ مِنْهُ نَفَقَةَ سَـنَةٍ وَمَا بَقِي جَعَلَهُ فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ عُدَّةً فِـي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَكَانَ سُفْيَانُ إِنَّمَا قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: يَحْبِسُ مِنْهُ نَفَقَةَ سَنَةٍ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (یہودی قبیلہ) بنونضیر کا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ مال فے تھا۔ اس پر مسلمانوں نے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ سواریاں، پس یہ مال خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے اپنے اہل و عیال کا سال کا خرچ علیحدہ کر کے بقیہ مال گھوڑے اور ہتھیار حاصل کرنے پر صرف فرماتے، جو (فی سبیل اللہ) جہاد میں کام آتے (صاحب مسند) ابو بکر نے کہا: سفیان اس حدیث میں کبھی (ينفق على اهله منه نفقة سنة کی بجائے) يحبس منه نفقة سنة روایت کرتے تھے۔

**فائدہ**: ......سنن أبي داود (2963) میں اس حدیث میں ایک لمبا واقعہ ہے، جس کا حدیث کو سمجھنے میں اہم تعلق ہے، ہم اس کو ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں تا کہ قارئین کے سامنے مفصل حدیث ہو۔

سیدنا مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا، جبکہ دن چڑھ آیا تھا۔ میں ان کے پاس آیا تو دیکھا کہ کھری چارپائی پر بیٹھے ہیں (اس پر کوئی بچھونا نہیں ہے)، انھوں نے میرے داخل ہوتے ہی کہا: اے مالک! تیری قوم کے کچھ لوگ اپنے اہل وعیال سمیت آہستہ آہستہ چلتے ہوئے میرے پاس پہنچے ہیں، میں نے ان کے لیے کسی قدر مال کا کہہ دیا ہے، تو وہ ان میں تقسیم کر دو۔ میں نے کہا: اگر آپ یہ کام میرے سوا کسی اور سے کہہ دیں (تو بہتر ہے۔) انھوں نے کہا: تم ہی اسے کرو، اتنے میں (ان کا خادم) یرفأ آ گیا۔ اس نے کہا: اے امیر

(22) صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب المجن ومن يترس بترس صاحبه، حديث: 2904۔ صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب حكم الفيء، حديث: 1757۔ سنن ابى داود، كتاب الخراج، باب فى صفايا رسول الله ﷺ من الاموال، حديث: 2965۔ سنن الترمذى، كتاب الجهاد، باب فى الفيء، حديث: 1719۔ سنن النسائى، كتاب قسم الفيء، حديث: 4145۔ مسند احمد: 25/1۔ مسند الشافعى: 123/2۔ مسند البزار: 255۔ سنن الكبرٰى للبيهقى: 295/6.

المومنین! حضرت عثمان بن عفان، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں، تو انھوں نے کہا: ہاں، اور ان کے لیے اجازت دے دی، اور وہ اندر آ گئے۔ یرفأ پھر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین! حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما آئے ہیں۔ آپ نے کہا: ہاں، ہاں اور ان کے لیے اجازت دے دی، تو وہ بھی اندر آ گئے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! میرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان فیصلہ کر دیں۔ اہل مجلس میں سے کچھ نے کہا: ہاں، اے امیر المومنین! ان کے درمیان فیصلہ کر دیں، اور انھیں راحت دیں۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ ان دونوں ہی نے دیگر حضرات کو اس مقصد کے لیے بھیجا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ذرا ٹھہرو، اور اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تمھیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہم (انبیاء) لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو بھی چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہوتا ہے؟ ان سب نے کہا: ہاں (یہ سچ ہے)، پھر آپ سیدنا علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تمھیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہم (انبیاء) لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو بھی چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہوتا ہے؟ ان دونوں نے کہا: ہاں (یہ سچ ہے)۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خصوصیت عطا فرمائی تھی، جو عام لوگوں میں سے کسی اور کو عطا نہیں کی گئی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَآ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (الحشر : 6)

''اور ان کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف پھیر دیا ہے، اس پر تم نے نہ گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بنونضیر کے اموال دیے تھے، تو اللہ کی قسم! وہ آپ نے لوگوں کو چھوڑ کر اپنے لیے مختص نہیں کیے تھے، اور نہ تمھارے بغیر خود ہی رکھے تھے کہ تمھیں اس میں سے کچھ نہ دیا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے اپنا ایک سال کا خرچ اور اپنے گھر والوں کا ایک سال کا خرچ لیا کرتے تھے اور باقی ماندہ کو دیگر اموال کی طرح خرچ کرتے تھے۔ پھر وہ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تم لوگ یہ جانتے ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں، پھر وہ سیدنا عباس اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تم لوگ یہ جانتے ہو؟ ان دونوں نے کہا: ہاں۔ (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی (ان کی طرف سے معاملے کا ذمہ دار) ہوں تو تم (سیدنا عباس رضی اللہ عنہ) اور یہ سیدنا (علی رضی اللہ عنہ) ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تم اپنے بھتیجے کی وراثت سے اپنا حصہ اور میراث مانگتے تھے، اور یہ اپنی بیوی (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) کا ان کے والد کی میراث سے حصہ طلب کر رہے تھے، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہم کوئی وراثت نہیں چھوڑتے، ہم جو بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) سچے اور صالح تھے، ہدایت یافتہ اور حق کے تابع تھے، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس مال کے نگران بنے رہے، جب ان کی وفات ہوگئی تو میں نے کہا: میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہوں، سو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا، اس کا نگران اور منتظم رہا ہوں، پھر تم اور یہ آئے اور تم دونوں متفق تھے اور تمھاری بات بھی ایک تھی کہ اس کا مجھ سے مطالبہ کر رہے تھے، تو میں نے کہا: اگر تم چاہو تو میں یہ اموال تمھارے حوالے کر دیتا ہوں، مگر تمھیں اللہ کے نام کا عہد دینا ہوگا کہ اس کا انتظام اسی طرح کرو گے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے، اس عہد پر تم نے مجھ سے اسے لیا، اس کے بعد تم دونوں میرے پاس آئے ہو کہ تم دونوں میں دوسرا فیصلہ کروں، اللہ کی قسم! میں تمھارے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کروں گا، خواہ قیامت آ جائے۔ اگر تم اس کا انتظام سنبھالنے سے عاجز ہو تو مجھے واپس کر دو۔

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دونوں حضرات کا سوال یہ تھا کہ اس کا انتظام باقاعدہ طور پر ان دونوں کے مابین آدھا آدھا کر دیا جائے، یہ بات نہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے لاعلم تھے، کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم چھوڑ جائیں، وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔ وہ دونوں بھی حق وصواب ہی چاہتے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس مال پر تقسیم کا نام نہیں دوں گا، میں اسے ایسے ہی رہنے دوں گا جیسے کہ یہ ہے۔ اس حدیث میں اختلاف کی تفصیل بھی موجود ہے، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سمجھانے کا حکیمانہ انداز اور ان کا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت قدمی اختیار کرنے کا بھی واضح ثبوت ہے۔

اختلاف کی صورت میں قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنا فرض ہے۔

[**23**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! عورتوں کا حق مہر زیادہ نہ بڑھاؤ۔ اگر یہ چیز دنیا میں باعث عزت یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ شمار ہوتی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے

(23) حسن صحيح، سنن ابى داود، كتاب النكاح، باب الصداق، حديث: 2106- سنن الترمذى، كتاب النكاح، باب منه، حديث: 1114- سنن النسائى، كتاب النكاح، باب القسط فى الاصدقة، حديث: 3351- سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب صداق النساء، حديث: 1887- مسند احمد: 48/1- سنن الدارمى: 220- مصنف عبدالرزاق: 10399- سنن الكبرٰى للبيهقى: 234/7.

بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: أَلَا لَا تُغْلُوا صُدُقَ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا، أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللّٰهِ كَانَ أَوْلَاكُمْ أَوْ أَحَقَّكُمْ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ، مَا عَلِمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ، وَلَا أَنْكَحَ ابْنَةً مِنْ بَنَاتِهِ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً، وَإِنَّ أَحَدَكُمُ الْيَوْمَ لَيُغْلِي بِصَدَقَةِ الْمَرْأَةِ حَتَّى تَكُونَ لَهَا عَدَاوَةً فِي نَفْسِهِ يَقُولُ: كَلِفْتُ إِلَيْكِ عَلَقَ الْقِرْبَةِ قَالَ: وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا فَلَمْ أَدْرِ مَا عَلَقُ الْقِرْبَةِ قَالَ: وَأُخْرَى تَقُولُونَهَا لِبَعْضِ مَنْ يُقْتَلُ فِي مَغَازِيكُمْ هَذِهِ قُتِلَ فُلَانٌ شَهِيدًا، أَوْ مَاتَ فُلَانٌ شَهِيدًا، وَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ قَدْ أَوْقَرَ دُفَّ رَاحِلَتِهِ أَوْ عَجُزَهَا ذَهَبًا، وَقَامَ يَلْتَمِسُ التِّجَارَةَ فَلَا تَقُولُوا ذَاكُمْ، وَلَكِنْ قُولُوا كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، أَوْ كَمَا قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: ((مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ)) قَالَ سُفْيَانُ: كَانَ أَيُّوبُ أَبَدًا يَشُكُّ فِيهِ هَكَذَا أَوْ قَالَ سُفْيَانُ: فَإِنْ كَانَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَ بِهِ هَكَذَا وَإِلَّا فَلَمْ يَحْفَظْ.

زیادہ لائق اور حق دار تھے، مجھے نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی زوجہ محترمہ سے نکاح کرتے وقت یا اپنی کسی بیٹی کو نکاح میں دیتے وقت بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر تجویز کیا ہو۔تم لوگ آج کل مہر زیادہ مقرر کرتے ہوحتیٰ کہ خاوند کے دل میں عورت کی عداوت پیدا ہوتی ہے،وہ کہتا ہے: میں تیری طرف مشکیزے کی رسی لٹکنے کی طرح مصائب اٹھا کر آیا ہوں۔راوی نے کہا: میں چھوٹی عمر کا تھا،"علق القربة" (كلفت اليك علق القربة، یہ عربی محاورات میں سے ہے کہ مصائب اٹھا کر مقصد تک پہنچنا) کا مفہوم نہ سمجھ سکا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ایک اور بات کہا کرتے ہو کہ جب کوئی آدمی جنگ میں قتل ہوجائے تو کہتے ہو: فلاں شہید ہوا،فلاں شہادت کی موت مرا۔ممکن ہے وہ سواری سے گرا ہو یا وہ اپنے آپ کو بچا نہ سکا ہو یا وہ سونے اور چاندی کی تجارت کے ارادہ سے گیا ہو،لہٰذا تم اس طرح نہ کہا کرو بلکہ وہ کہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو راہ باری تعالیٰ میں قتل ہوا،وہ جنت میں ہے۔ سفیان نے کہا: ایوب ہمیشہ شک کا اظہار کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قال رسول اللہ کہا یا قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا۔ سفیان نے کہا: حماد بن زید نے اسی طرح بیان کیا ہے، یا پھر اس نے یاد نہ رکھا ہوگا۔

**فائدہ**: ......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ انتہائی مدبر اور زیرک انسان تھے۔وہ ہر معاملے پر کڑی نظر رکھتے تھے،حتیٰ کہ ازدواجی معاملات میں آنے والی ہر پریشانی کی وجوہات کو بھی احسن انداز سے حل فرما دیا کرتے تھے،مثلاً: لوگوں نے حق مہر زیادہ مقرر کرنا شروع کر دیا اور اس کی وجہ سے میاں بیوی کی باہم ناچاکیاں شروع ہونے لگیں،اور خاوند کی طرف سے بیوی کو طعنے ملنے شروع ہو گئے، یہاں تک کہ بعض خاوند جنھوں نے حق مہر زیادہ مقرر کیا تھا کہنے لگے: میں نے

تمھاری خاطر محنت مزدوری کی اور اتنا حق مہر مقرر کیا۔اس وجہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حق مہر زیادہ مقرر کرنے سے منع کر دیا۔البتہ قرآن وحدیث میں اس کی کم یا زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

اس حدیث میں یہ مسئلہ بھی بیان ہوا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی کو شہید نہ کہا جائے،اور یہی بات حق اور سچ ہے،امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے کہ "بَابٌ لَّا يُقَالُ فُلَانٌ شَهِيْدٌ" (صحیح البخاری، قبل حدیث: 2898) یہ نہ کہا جائے کہ فلاں شہید ہے،اس کی تفصیل فتح الباری (175/7، 176) میں دیکھی جاسکتی ہے۔

[24]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثني عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: أَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى شَيْخٍ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ مِنْ أَهْلِ دَارِنَا قَدْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ فَجِئْتُ مَعَ الشَّيْخِ إِلَى عُمَرَ وَهُوَ فِي الْحِجْرِ، فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ وِلَادٍ مِنْ وِلَادِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ الشَّيْخُ: أَمَّا النُّطْفَةُ فَمِنْ فُلَانٍ، وَأَمَّا الْوَلَدُ فَعَلَى فِرَاشِ فُلَانٍ، فَقَالَ عُمَرُ صَدَقْتَ ((وَلَكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى بِالْفِرَاشِ)) فَلَمَّا وَلَّى الشَّيْخُ دَعَاهُ عُمَرُ فَقَالَ أَخْبِرْنِي عَنْ بِنَاءِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ إِنَّ قُرَيْشًا تَقَرَّبَتْ لِبِنَاءِ الْكَعْبَةِ فَعَجَزُوا وَاسْتَقْصَرُوا فَتَرَكُوا بَعْضًا فِي الْحِجْرِ فَقَالَ عُمَرُ: صَدَقْتَ .

عبید اللہ بن ابی یزید نے کہا: مجھے میرے باپ نے خبر دی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے خاندان بنی زہرہ کے ایک بوڑھے آدمی کو بلا بھیجا،جس نے اسلام سے قبل کا زمانہ دیکھا ہوا تھا۔ میں بھی اس بوڑھے کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں آیا،جبکہ وہ حطیم کعبہ میں تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے متعلق پوچھا کہ وہ کس کی اولاد ہے؟ بوڑھے نے کہا: نطفہ فلاں کا ہے اور فلاں کے فرش ( گھر) میں پیدا ہوا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے سچ کہا،لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فراش (بستر) کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔ جب وہ بوڑھا واپس لوٹا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پھر بلایا اور کہا: مجھے تعمیر کعبہ کی خبر سنا۔ اس نے کہا: قریش نے کعبہ کی تعمیر شروع کی تو وہ پوری تعمیر نہ کر سکے۔انھوں نے حطیم کی جگہ چھوڑ دی،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔

**فائدہ**:......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کبھی کبھار زیادہ عمر والے لوگوں کو،جنھوں نے زمانہ جاہلیت دیکھا ہوتا تھا،بلا کر مختلف باتیں پوچھا کرتے تھے،اور بعض بوڑھے بہت دانا اور عقلمند ہوتے ہیں۔ان کی باتیں ان کے تجرباتِ زندگی سے مزین ہوتی ہیں۔اگر کوئی زیادہ عمر والا شخص مل جائے تو اس سے گفتگو کرنی چاہیے،کیونکہ اس نے ایک زمانہ اپنی آنکھوں

---

(24) صحیح، سنن ابن ماجه، کتاب النکاح، باب الولد للفراش وللعاهر الحجر، حدیث: 2005۔ مسند احمد: 25/1۔ مصنف عبدالرزاق: 9152۔ مصنف ابن ابی شیبه: 415.4۔ مسند ابی یعلٰی: 199۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 104/3۔ سنن الکبرٰی للبیهقی: 402/7۔ اخبار مکة للارزقی: 158/1.

سے دیکھا ہوتا ہے۔ بوڑھے نے پہلے سوال کا جو جواب دیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ (بچے کا جو کسی غیر کے نطفے سے پیدا ہوا) بستر والے کے لیے کیا ہے۔

اس حدیث میں ''بستر والے'' سے مراد عورت کا شوہر یا لونڈی کا مالک ہے۔ بیٹا اسی کا شمار ہوگا جس کے گھر میں پیدا ہوا ہے، اور وہ وراثت میں برابر کا حق دار ہوگا، اس بچے کا بدکاری کرنے والے مرد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْـوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ'' ''لڑکا بستر والے کا ہے، اور زانی کے لیے پتھر ہے'' (یعنی زانی کو رجم کر دیا جائے گا۔) (صحیح مسلم: 1458) بوڑھے نے جو دوسرے سوال کا جواب دیا کہ حطیم اس لیے چھوڑا گیا ہے کہ قریش مکہ کا مال ختم ہو گیا تھا، اس کی تفصیل صحیح البخاری (1584) میں موجود ہے۔

[25]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا مَـعْـمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰـهِ بْـنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ بَـعَـثَ مُـحَـمَّدًا بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكَـانَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ فَرَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ)) قَالَ: فَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ الـزُّهْـرِيِّ بِطُولِهِ فَحَفِظْتُ مِنْهُ أَشْيَاءَ وَهَذَا مِمَّا لَمْ أَحْفَظْ مِنْهَا يَوْمَئِذٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور ان پر کتاب نازل کی، اس کتاب میں رجم کرنے کا حکم بھی تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کو رجم کیا اور ان کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ سفیان نے کہا: میں نے زہری سے طویل حدیث سنی ہے، جس میں سے کچھ تو میں نے یاد رکھی اور کچھ میں نے اس وقت یاد نہیں رکھی تھی۔

فائدہ: ...... یہ حدیث مختصر ہے، جبکہ مفصل سنن أبي داود (2553) میں اس طرح ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ لوگوں پر کچھ عرصہ گزرنے پر کوئی شخص یہ بھی کہنے لگے گا: مجھے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رجم کا ذکر نہیں

(25) صحيح البخارى، كتاب الحدود، باب رجم الحبلٰى فى الزنا اذا احصنت، حديث: 6830۔ صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب رجم الثيب فى الزنى، حديث: 1691۔ سنن ابى داود، كتاب الحدود، باب فى الرجم، حديث: 4418۔ سنن الترمذى، كتاب الحدود، باب فى تحقيق الرجم، حديث: 1431۔ سنن الكبرٰى للنسائى: 7118۔ سنن ابن ماجه، كتاب الحدود، باب الرجم، حديث: 2553۔ مسنداحمد: 40/1۔ مؤطا امام مالك، ص: 506۔ سنن الدارمى: 2327۔ مصنف ابن ابى شيبه: 75/10، 76۔ مصنف عبدالرزاق: 13329، سنن الكبرٰى للبيهقى: 213/8۔ مسندابى يعلٰى: 151 الروايات مطولة ومختصرة.

ملتا، اس طرح وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا ایک فریضہ ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے۔ سنو! رجم حق ہے، جبکہ مرد شادی شدہ ہو، اور گواہی ثابت ہو جائے، یا حمل یا اعتراف موجود ہو، میں نے (قرآن کریم میں) یہ آیت پڑھی ہے: اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ بڑی عمر کا مرد اور بڑی عمر کی عورت جب بدکاری کریں تو انھیں ضرور رجم کردو، (بعد میں یہ آیت تو منسوخ ہوگئی لیکن اس کا حکم باقی ہے،) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شادی شدہ بدکاری کرنے والوں کو) رجم کی سزا دی تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے بھی رجم کی سزا دی۔ اگر زنا کرنے والا مرد اور عورت دونوں شادی شدہ ہوں گے تو دونوں کو رجم کیا جائے گا، اور اگر مرد شادی شدہ اور عورت کنواری ہے تو مرد کو رجم کیا جائے گا اور عورت کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلا وطن کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر عورت شادی شدہ ہے اور مرد کنوارہ ہے تو عورت کو رجم کیا جائے گا اور مرد کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلا وطن کیا جائے گا۔ رجم کا حکم بائبل میں بھی ہے، دیکھیے: (کتاب احبار، باب: 20، فقرہ: 100)، رجم پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اس کے قائل تھے، اور رجم کرتے تھے۔ اس سنہری اصول میں عزتوں کی حفاظت موجود ہے۔ افسوس کہ بعض لوگوں نے رجم کا انکار کر دیا ہے۔ اس بات کی طرف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا تھا۔ ان گمراہ نظریات کے تفصیلی رد کے لیے (انکار حدیث کا نیا روپ: 275/1، 103۔ الاحکام لابن حزم، ص: 408، 453) کا مطالعہ کریں۔

[26]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: أَتَيْنَا الزُّهْرِيَّ فِي دَارِ ابْنِ الْجَوَازِ، فَقَالَ: إِنْ شِئْتُمْ حَدَّثْتُكُمْ بِعِشْرِينَ حَدِيثًا، وَإِنْ شِئْتُمْ حَدَّثْتُكُمْ بِحَدِيثِ السَّقِيفَةِ وَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَاشْتَهَيْتُ أَنْ لَا يُحَدِّثَ بِهِ لِطُولِهِ فَقَالَ الْقَوْمُ: حَدِّثْنَا بِحَدِيثِ السَّقِيفَةِ فَحَدَّثَنَا بِهِ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ فَحَفِظْتُ مِنْهُ أَشْيَاءَ، ثُمَّ حَدَّثَنِي بَقِيَّتَهُ بَعْدَ ذَلِكَ مَعْمَرٌ.

زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر تم چاہو تو میں تمھیں بیس احادیث سنا دوں اور اگر تم چاہو تو حدیث سقیفہ تم کو سنا دوں؟ (راوی سفیان نے کہا:) میں ان میں چھوٹی عمر کا تھا، مجھے یہ پسند تھا کہ طویل حدیث کو بیان نہ کریں تو بہتر ہے، مگر دوسرے لوگوں نے کہا: حدیث سقیفہ ہی بیان کریں، تو زہری نے وہ حدیث بیان کی، وہ روایت کرتے ہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں سے بعض اشیاء کو میں نے یاد رکھا اور بقیہ حدیث معمر نے بعد ازاں مجھ سے بیان کی۔

(26) صحيح البخاري: 6830۔ صحيح مسلم: 1691 وانظر الحديث السابق.

[27]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے حد سے نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم کو حد سے بڑھایا ہے۔ بلا شبہ میں اللہ کا بندہ ہوں، پس تم کہو: اس کا بندہ اور اس کا رسول (ﷺ)۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں انبیاء علیہم السلام کی ذاتوں میں غلو کرنے سے منع کیا گیا ہے، محبت اور عقیدت کے بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ اصول مقرر کیے ہیں، انھی اصولوں کی روشنی میں ہر برگزیدہ شخصیت سے محبت ہونی چاہیے۔ پہلے جو قومیں گمراہ ہوئیں ان میں عیسائی بھی شامل ہیں کہ جنھوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق غلو کیا حتیٰ کہ انھیں خدا کا درجہ دے دیا اور ان کی والدہ مریم کو بھی خدا کہہ دیا۔ حالانکہ یہ ان کی صریح گمراہی تھی، اس طرح کے غلو سے آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے کہ ان کی طرح میری ذات کے بارے میں بھی غلو نہ کرنا، پس میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول (ﷺ) ہوں۔ کچھ گمراہ فرقے آپ ﷺ کو نُـــوْرٌ مِـــنْ نُـــوْرِ اللّٰہِ کہتے ہیں، جس کا مطلب واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات سے جدا ہوئے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات نور ہے، اور انھوں نے ہمارے پیغمبر ﷺ کو بھی نور کہنا شروع کر دیا ہے جو کہ صریح جہالت ہے۔ اور بعض نے آپ ﷺ کو مختار کل اور مشکل کشا سمجھ لیا ہے، حالانکہ یہ صفات صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔ حقیقت اور انصاف سے دیکھیں تو یہ لوگ قرآن وحدیث کی مخالفت میں ڈٹے ہوئے ہیں، اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشق کے جھوٹے دعوے دار ہیں، آپ ﷺ سے محبت وحی الٰہی کی روشنی میں کرنی چاہیے۔

[28]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منبر پر یہ بیان کیا کہ انھوں

(27) هو طرف من الحديث السابق، وهو فى صحيح البخارى، كتاب احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى ﴿واذكر فى الكتاب مريم اذا نتبذت۔۔۔﴾، حديث: 3445۔ شمائل الترمذى: 331۔ سنن الدارمى: 2788۔ مسند احمد: 23/1۔ مسند ابى يعلى: 153۔ صحيح ابن حبان: 6239۔ مصنف عبدالرزاق: 20524۔ مختصرا بهذا اللفظ.

(28) صحيح البخارى، كتاب بدء الوحى، باب كيف كان بدء الوحى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث: 1۔ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب قوله ﷺ: انما الاعمال بالنية، حديث: 1907۔ سنن ابى داود، كتاب الطلاق، باب فى ما عنى به الطلاق والنيات، حديث: 2201۔ سنن الترمذى، كتاب فضائل الجهاد، باب فيمن يقاتل رياء وللدنيا، حديث: 1647۔ سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب النية فى الوضوء، حديث: 75۔ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب النية، حديث: 4227۔ مسند احمد: 25/1۔ صحيح ابن خزيمه: 142۔ صحيح ابن حبان: 288.

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَلَى الْمِنْبَرِ يُخْبِرُ بِذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ))

نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: یقیناً اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ تحقیق ہر آدمی کے لیے وہی کچھ ہوگا جو اس نے نیت کی ہوگی۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف ہجرت کی پس اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف شمار ہوگی، اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو کہ وہ اس کو پائے گا یا عورت کی طرف ہو کہ وہ اس سے نکاح کرے گا، تو اس کی ہجرت اسی طرف ہوگی جس طرف اس نے ہجرت کی ہے۔

**فائدہ:** ......اس مبارک حدیث کی شرح ہم نے اپنی شرح صحیح مسلم اور شرح صحیح البخاری میں کر دی ہے۔ یہاں شرح صحیح البخاری سے کچھ فوائد نقل کر رہے ہیں۔

امام ابن عساکر نے اس حدیث کو اہمیت دیتے ہوئے اپنی کتاب اربعین میں اس باب کے تحت نقل کیا ہے: "البلد الاول مكةاولا التعريف بالبلد مكة حرسها اللّٰه تعالىٰ وهى البلد الامين ثانيا الحديث راويـــه" (ص: 28) ابن عساکر نے اپنے شیخ عبداللہ بن محمد بن اسمٰعیل المکی سے یہ حدیث مکہ میں بیت اللہ کے سامنے باب ابراہیم خلیل کی طرف بیٹھ کر سنی۔ اور پھر اسی سند میں ہے کہ کریمہ بنت احمد نے یہ حدیث مکہ میں ہی بیان کی۔ علامہ بغدادی نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ ابوسلیمان بن اشعث نے کہا کہ فقہ کا دارومدار ہے ان میں ایک "انما الاعمال بالنيات" بھی ہے۔ (الجامع لاخلاق الراوی: ج 5 ص 174) امام ابن المنذر اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "لايجزى التيمم ولا اداء شىء من الفرائض الا بنية" (الاوسط، ج 2، ص: 155) خطیب بغدادی نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ امام شافعی نے کہا: فقہ کے ستر ابواب میں یہ حدیث داخل ہوتی ہے۔ (الجامع لاخلاق الراوی، ج 5، ص 175)

## نیت کی اہمیت:

ابن مبارک کے شیخ جعفر بن حیان نے کہا: "ملاك هذه الاعمال النيات فان الرجل يبلغ بنيته مالا يبلغ بعمله" (الزهد للمروزی: ص 63)

**تنبیہ**: ...... یہ حدیث صرف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد نے غلطی کرتے ہوئے اس کو ابوسعید خدری سے بیان کر دیا ہے۔ (الارشاد للخلیلی: ج 1 ص 133۔ 167، اعلام الحدیث للخطابی: ج 1ص: 111، حلیة الاولیاء، ج 6 ص342) اور یہ بات باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ ابوحاتم (علل الحدیث ح: 362) نے اس کو باطل کہا ہے اور دیگر محدثین کے تبصرے پڑھنے کے لیے (الارشادات فی تقویة الاحادیث بالشواهد والمتابعات ص 209) کا مطالعہ کریں۔ تنبیہ: تمام طرق میں مرکزی راوی یحییٰ بن سعید ہے لیکن سہل بن صقیر نے اس کو، دراوردی، ابن عیینہ اور انس بن عیاض کے واسطے سے محمد بن عمرو بن علقمہ عن محمد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے حالانکہ مذکورہ تینوں راوی اس حدیث کو یحییٰ بن سعید سے ہی بیان کرتے ہیں یہ سہل بن صقیر کی فحش غلطی ہے۔ (علل الدار قطنی، ج 2، ص192)

**فقہ السنہ:**

محمد بن ابراہیم التیمی ثقہ مشہور راوی ہے اس کے باوجود امام احمد نے ان کے متعلق کہا: یروی احادیث منكرة، حالانکہ یہ انما الاعمال بالنیات کا مرکزی راوی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے امام احمد تفرد پر بھی منکر کا اطلاق کر دیتے ہیں یعنی یہ راوی حدیث بیان کرنے میں اکیلا ہے۔ فافهم (الرفع والتكميل، ص 13) (2) یحییٰ بن سعید الانصاری سے بے شمار راوی اس حدیث کو بیان کرتے ہیں، مثلاً: ابن عیینہ، یزید بن ہارون، مالک، سفیان ثوری، حماد بن زید، عبدالوہاب، لیث بن سعد، ابوخالد الاحمر، حفص بن غیاث، عبداللہ بن مبارک (المسند الجامع المعلل، ج: 33، ص: 45) سفیان ثوری، حماد بن سلمہ، شعبہ، یحییٰ بن سعید القطان، ایک مخلوق جن کا شمار ناممکن ہے، محمد بن علی الخشاب نے کہا: اس حدیث کو یحییٰ بن سعید الانصاری سے دوسو پچاس راوی بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعبداللہ الانصاری کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث یحییٰ بن سعید الانصاری کے سات سو شاگردوں سے لکھی ہے۔ (البدر المنير لابن الملقن، 654/1، 655) اس پر حافظ ابن حجر تبصرہ کرتے ہیں کہ میں اس کو صحیح نہیں سمجھتا اور فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے حدیث کو طلب کرنا شروع کیا ہے اس وقت سے لے کر اب تک میں جمع کرتا رہا ہوں میں سو بھی مکمل نہیں کر سکا۔ (فتح الباری: 11/1) ابن الملقن نے اس کی بہت عمدہ شرح بھی کی ہے۔ (البدر المنير لابن الملقن: 654/1، 665) (3) سیدنا عمر سے صرف علقمہ بیان کرتے ہیں اور علقمہ سے صرف محمد بن ابراہیم اور ان سے صرف یحییٰ بن سعید الانصاری بیان کرتے ہیں۔ ان سے آگے بے شمار لوگ بیان کرتے ہیں۔ اسی کو بالجزم بیان کیا ہے ترمذی، نسائی، بزار، ابن سکن، اور الکنانی نے۔ (فتح الباری: 11/1) علامہ خطابی نے کہا ہے یہ حدیث صرف اسی سند سے ہی پہچانی جاتی ہے اس کے علاوہ اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن حجر فرماتے ہیں: یہ بات اسی طرح ہے جس طرح انھوں

نے کہی ہے مگر دو قیود کے ساتھ، پہلی قید: صحیح ہونا کیونکہ یہ حدیث کئی معلول طرق سے بھی مروی ہے جن کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ دوسری قید: سیاق کے اعتبار سے اس کے معنی میں بے شمار روایات موجود ہیں جو مطلق کے متعلق ہیں مثلاً: من قاتل لتكون كلمة الله هى العليا فهو فى سبيل الله ۔اس طرح نیت کے متعلق بے شمار روایات صحیح ثابت ہیں۔لیکن انما الاعمال بالنیات کے سیاق سے صرف ایک ہی ہے۔(فتح الباری : 11/1) ابن مندہ نے اس حدیث کو کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہونے کا دعوی کیا ہے۔(المعرفة لابن منده بحواله البدر المنير لابن الملقن : 656/1) جو کہ درست نہیں۔اسی طرح انھوں نے متابعات بھی ذکر کیے ہیں جو کہ ثابت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ۔ابن مندہ کی یہ تحقیق معتبر محدثین کے خلاف ہے۔ راجح بات یہی ہے کہ یحییٰ بن سعید الانصاری تک یہ سند منفرد ہی ہے اور انما الاعمال بالنیات کے سیاق سے صرف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔علامہ فاکہانی لکھتے ہیں:"قد روى من حديث ابى سعيد الخدرى وابى هريرة وابن عباس وابن عمر و معاوية وقالوا: لايصح مسندا الا من حديث عمر بن الخطاب" (رياض الاحكام شرح عمدة الاحكام : 15/1) تحقیق یہ حدیث سیدنا ابوسعید الخدری، سیدنا ابوہریرہ، سیدنا ابن عباس، سیدنا ابن عمر اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے اور محدثین نے کہا ہے کہ مسند صرف سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی سے صحیح ثابت نہیں ۔

## اصول حدیث: اس حدیث سے ثابت ہونے والے اصول :

پہلا اصول:......ابواسحاق الابناسی (المتوفی : 802) کہتے ہیں کہ امام ترمذی کے نزدیک حسن یہ ہے کہ وہ روایت کسی دوسری سند سے بھی مروی ہے، یہ شرط صحیح حدیث میں نہیں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ جو حدیث صحیح ہوگی امام ترمذی کے نزدیک وہ حسن نہیں ہوگی جیسے انما الاعمال بالنیات ہے۔ یہ صحیح ہے اس کی دوسری سند نہیں ہے اس لیے امام ترمذی کے نزدیک یہ حسن نہیں ہوگی۔(الشذ الفياح من مقدمه ابن الصلاح : 126/1)

دوسرا اصول:......صحیح حدیث کے لیے دو سندوں کا ہونا شرط لگانا درست نہیں ہے بلکہ ایک سند بھی ہو لیکن وہ صحیح ہو تو اس حدیث کا قبول کرنا فرض ہے۔

تیسرا اصول:......خبر واحد جو صحیح ثابت ہو وہ یقین کا فائدہ دیتی ہے نہ کہ ظن کا جس طرح بعض نے باور کروایا ہے۔ یاد رہے جو بھی حدیث صحیح ثابت ہو جائے وہ یقین کا فائدہ دیتی ہے خصوصا صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث صحیح ہیں اور علم یقین کا فائدہ دیتی ہیں۔تفصیل کے لیے (احاديث الصحيحين بين الظن واليقين لحافظ ثناء اللہ الزاہدی)

چوتھا اصول:......امام ترمذی جس حدیث کو حسن صحیح کہیں اس کا مطلب راجح قول کے مطابق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس حدیث کی دو سندیں ہیں ایک صحیح ہے اور دوسری حسن یا اس کو بعض محدثین نے صحیح کہا ہے اور بعض نے حسن۔لیکن

حدیث انما الاعمال بالنیا ت کو بھی امام ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور یہ خود اقرار بھی کیا ہے کہ لا نعرفه الا من حديث يحيى بن سعيد الانصاری ۔(سنن الترمذی : 1647) راقم کی نظر میں اس کو کسی بھی محدث نے حسن نہیں کہا اور اس کی سند بھی ایک ہے اس کے باوجود امام ترمذی صاحب اس کو حسن صحیح فرما رہے ہیں !!! تو کہنا پڑے گا کہ یہ امام ترمذی کی اپنی خاص اصطلاح ہے۔

اس حدیث کا ذکر صحیح بخاری پر لکھے ہوئے مستدرکات میں نہیں ملا۔ فائدہ: امام بخاری نے یہ حدیث اپنے شیخ امام حمیدی سے بیان کی اور امام حمیدی اس حدیث کو اپنی مسند (28) میں لائے ہیں۔ یاد رہے کہ مسند حمیدی میں فمن كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله الفاظ موجود ہیں لیکن امام بخاری ان کو نہیں لائے۔ اور امام بخاری نے اس حدیث کو امام حمیدی ہی کی سند سے بیان کیا ہے۔ علامہ خطابی کہتے ہیں: امام حمیدی کے بعض اثبات شاگردوں نے اس زیادتی کو بیان کیا ہے، ابو یحییٰ بن ابی میسرہ اور بشر بن موسی۔ دیکھیے (اعلام الحديث فی شرح صحيح البخاری للخطابی : 109/1) اور بطور فائدہ عرض ہے کہ چونکہ امام بخاری اختصار کے قائل تھے اس لیے انھوں نے اختصار سے کام لیتے ہوئے امام حمیدی سے یہ لفظ چھوڑ دیے ہیں اور اپنے استاد عبداللہ بن مسلمہ سے جب یہ روایت بیان کی ہے تب یہ الفاظ بھی بیان کر دیے ہیں۔ دیکھیے (صحيح البخاری: 54)

## حدیث سے اخذ ہونے والے مسائل:

یہ حدیث درج ذیل فوائد پر مشتمل ہے: (1) تمام عبادات و معاملات کا دارو مدار نیتوں پر ہے، نیت درست عمل بھی درست، نیت خراب تو عمل بھی خراب اور بے فائدہ۔ (2) ہر ہر عمل میں نیت کرنا ضروری ہے۔ (3) ہجرت تب کار آمد ہے جب صحیح نیت سے کی جائے۔ (4) شادی کروانا صاحب استطاعت پر فرض ہے لیکن اگر اس کی ہجرت کا مقصد صرف عورت سے شادی کرنا تھی تو اس کو ہجرت کا اجر نہیں ملے گا لیکن اس کی قرآن وحدیث کے مطابق کی ہوئی شادی درست ہے۔ (5) ہر ہر انسان کی نیت ایک جیسی ناممکن ہے، اچھی نیت میں خیر کثیر ہی نہیں بلکہ خیر ہی خیر ہے اور اسے لازم پکڑنا چاہیے۔ (6) روایت بالمعنی بیان کرنا درست ہے جب معنی میں کوئی خرابی لازم نہ آئے۔ (7) حدیث کا اختصار کرنا بھی جائز ہے جب کوئی خرابی لازم نہ آئے۔

حدیث کا صحیح مفہوم: استاد محترم المحدث النقاد حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اس حدیث کی صحیح شرح میرے نزدیک یہ ہے کہ "انما الاعمال بالنيات" میں ذوات دینیہ کی نفی مراد ہے (یعنی نیتوں کے بغیر شرعی اعمال کا کوئی وجود نہیں) اور "بالنيات" میں شرعی نیتیں مراد ہیں اور اعمال، اعمال صالحہ پر محمول ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے "انما الاعمال بالنيات" میں جس چیز کو مجمل بیان کیا ہے اسی کی تفصیل (فمن كانت هجرته

.......... فهجرته الى ما هاجر اليه) میں بیان کی ہے، پس ہجرت عمل صالح ہے اور پہلے مہاجر [اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے والے کی] کی نیت شرعی نیت ہے اور دوسرے مہاجر [دنیا یا عورت کی طرف ہجرت کرنے والے] کی نیت غیر شرعی ہے، پس پہلی ہجرت نیت شرعیہ کے ساتھ ملی تو شریعت کے ہاں اس کا وجود ثابت ہو گیا دوسری ہجرت نیت شرعیہ کے ساتھ نہ ملی تو اس کا وجود شرع میں ثابت نہ ہوا، جس طرح نماز شرعی نیت کے ساتھ ثابت اور موجود ہوتی ہے اور اس کے بغیر موجود نہیں ہوتی۔ پس جن اعمال میں نیت ہے اور جن میں نیت نہیں دونوں حدیث کے مدلول میں شامل اور داخل ہیں، بغیر نیت والے اعمال کو حدیث کے مدلول سے نکالنا اور وضو بالنية اور بغير النية کے صحیح ہونے کو قیاس کی طرف سونپنا بالکل ہی باطل ہے اور کئی دلائل سے غلط ہے۔" (ارشاد القاری الی نقد فیض الباری :127/1، 128 مترجم)

[29]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا يَحْيَى بْنُ صَبِيحٍ الْخُرَاسَانِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ دِيكًا نَقَرَنِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَوْ نَقَرَنِي ثَلَاثَ نَقَرَاتٍ فَقُلْتُ: أَعْجَمِيٌّ وَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُ هَذَا الْأَمْرَ بَعْدِي إِلَى هَؤُلَاءِ السِّتَّةِ الَّذِينَ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ عُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَالزُّبَيْرُ، وَطَلْحَةُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَمَنِ اسْتُخْلِفَ فَهُوَ الْخَلِيفَةُ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ مرغ نے تین بار مجھے ٹھونگے مارے یا تین ٹھونگیں ماریں، تو میں نے کہا: کوئی عجمی ہوگا؟ اور میں امر خلافت ان چھ افراد پر چھوڑے جاتا ہوں جن سے بوقت وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی تھے: حضرت عثمان، علی، زبیر، طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم، ان میں سے جو بھی خلیفہ بنایا گیا، وہی خلیفہ ہوگا۔

**فائدہ** :...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے چند دن پہلے آپ رضی اللہ عنہ کو یہ خواب آیا تھا اور آپ نے اس کی تعبیر یہ کی تھی کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے، اور ایسا ہی ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری ایام میں آپ کے

(29) تقدم طرفه برقم: 10۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهى من اكل ثوما او بصلا، حديث: 567۔ مسند احمد: 15/1۔ طبقات ابن سعد: 335/3۔ مسند البزار: 314۔ مسند ابی یعلٰی: 256۔ مسند ابی عوانة: 408/1۔ صحيح ابن حبان: 2091.

ساتھ جو کچھ پیش آیا، آپ کی وفات کے متعلق وہ حسب ذیل ہے: (1) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آخری ایام میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فتنوں کے متعلق حدیث پوچھی......اس میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے اور فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ ہے، جب وہ ٹوٹ جائے گا تو پھر فتنوں کا آغاز ہوگا، اور اس دروازے سے مراد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ (صحيح البخاري : 7096)۔ (2) آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری حج 23ھ میں اپنے متعلق یہ دعا کی تھی: ((اَللّٰهُمَّ كَبُرَتْ سِنِّي، وَضَعُفَتْ قُوَّتِي وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِيْ فَاقْبِضْنِي غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلَا مُفَرِّطٍ)) آپ نے یہ دعا منٰی سے واپسی پر ابطح مقام پر کی تھی۔ (تاريخ مدينه : 872/3، واسناده صحيح الى سعيد بن المسيب) ۔(3) آپ رضی اللہ عنہ نے آخری دنوں میں اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا اس طرح کی تھی: ((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِي سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ نَبِيِّكَ)) (طبقات ابن سعد: 331/3، واسنادہ حسن) (4) سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو آپ کی وفات کے متعلق خواب آیا تھا۔ (طبقات ابن سعد : 332/3، واسناده صحيح) (5) آپ کا آخری خطبہ جمعہ: آپ نے زندگی کا آخری خطبہ جمعہ 21 ذوالحجہ 23ھ کو دیا، اس میں آپ نے اپنا خواب بیان کیا کہ ایک مرغے نے مجھ پر تین بار حملہ کیا ہے۔ (مسند حمیدی، یہی حدیث جس کی شرح کی جارہی ہے۔) اس میں آپ نے فرمایا: اگر مجھے موت جلدی آجائے تو خلافت کے لیے ان چھ میں سے چن لینا۔ (6) آپ کی شہادت کی تفصیل صحیح البخاری (3700) میں موجود ہے۔ نیز دیکھیں: عمر بن خطاب شخصيته وعصره للصلابی : 546 تا 555۔

[**30**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ ((كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا صَلَّى صَلَاةً جَلَسَ لِلنَّاسِ فَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ كَلَّمَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ حَاجَةٌ قَامَ فَدَخَلَ)) قَالَ: فَصَلَّى صَلَوَاتٍ لَا يَجْلِسُ لِلنَّاسِ فِيهِنَّ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَحَضَرْتُ الْبَابَ فَقُلْتُ: يَا يَرْفَأُ أَبِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ شَكَاةٌ؟ فَقَالَ: مَا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ شَكْوَى فَجَلَسْتُ، فَجَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَجَلَسَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو لوگوں کی خاطر بیٹھ جاتے تھے۔ جس کا کوئی کام ہوتا وہ ان سے گفتگو کرتا، اگر کسی کو بھی ضرورت نہ ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر (گھر) تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک دفعہ چند نمازوں کے بعد وہ لوگوں کی خاطر نہیں بیٹھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ان کے دروازے پر گیا اور یرفا کو میں نے کہا: کیا امیر المؤمنین کو کچھ تکلیف ہے؟ تو اس نے کہا: امیر المومنین کو تکلیف (بیماری) نہیں ہے، میں بیٹھ گیا اور اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی

(30) صحيح، مسند البزار : 209۔ طبقات ابن سعد : 288/3۔ مسند عمر ليعقوب بن شيبة، ص : 88، 89.

فَخَرَجَ يَرْفَأُ فَقَالَ: قُمْ يَا ابْنَ عَفَّانَ ، قُمْ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَدَخَلْنَا عَلَى عُمَرَ فَإِذَا بَيْنَ يَدَيْهِ صُبَرٌ مِنْ مَالٍ عَلَى كُلِّ صُبْرَةٍ مِنْهَا كِنَفٌ فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي نَظَرْتُ فِي أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَجَدْتُكُمَا مِنْ أَكْثَرِ أَهْلِهَا عَشِيرَةً ، فَخُذَا هَذَا الْمَالَ فَاقْتَسِمَاهُ ، فَمَا كَانَ مِنْ فَضْلٍ فَرُدَّا ، فَأَمَّا عُثْمَانُ فَحَثَا وَأَمَّا أَنَا فَجَثَوْتُ لِرُكْبَتَيَّ ، وَقُلْتُ: وَإِنْ كَانَ نُقْصَانٌ رَدَدْتَ عَلَيْنَا ، فَقَالَ عُمَرُ ((نَشْنَشَةٌ مِنْ أَخْشَنَ - يَعْنِي حَجَرًا مِنْ جَبَلٍ - أَمَا كَانَ هَذَا عِنْدَ اللّٰهِ إِذْ مُحَمَّدٌ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ الْقَدَّ)) فَقُلْتُ: بَلَى وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ هَذَا عِنْدَ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٌ ﷺ حَيٌّ ، وَلَوْ عَلَيْهِ فُتِحَ لَصَنَعَ فِيهِ غَيْرَ الَّذِي تَصْنَعُ ، قَالَ: فَغَضِبَ عُمَرُ وَقَالَ: ((أَوْ صَنَعَ مَاذَا؟)) قُلْتُ: إِذًا لَأَكَلَ وَأَطْعَمَنَا ، قَالَ: فَنَشَجَ عُمَرُ حَتَّى اخْتَلَفَتْ أَضْلَاعُهُ ، ثُمَّ قَالَ ((وَدِدْتُ أَنِّي خَرَجْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِيَ وَلَا عَلَيَّ))

تشریف لے آئے اور بیٹھ گئے۔(حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غلام) یرفا باہر آیا اور کہنے لگا: اے (عثمان) ابن عفان رضی اللہ عنہ! اٹھو، اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! اٹھو، تو ہم اٹھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے مال کے ڈھیر پڑے ہیں، ہر ڈھیر پر برتن رکھا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اہل مدینہ میں غور وفکر کیا تو تم دو کو سب سے زیادہ کنبہ والے پایا ہے۔تم یہ مال لے جاؤ اور اپنے اپنے لوگوں پر تقسیم کرو، جو بچ جائے وہ واپس کر دینا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چند مٹھی مال اٹھایا اور میں نے زانوں پر ٹیک لگا کر کہا: اگر یہ مال تقسیم کرنے میں کم رہا تو کمی تم ہی پوری کرو گے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہاڑ سے بڑا پتھر ہے، کیا یہ مال اللہ کے پاس اس وقت نہ تھا؟ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب خشک گوشت کھاتے تھے (یعنی یہ اچھی چیز تو نہیں ہے۔) تو میں نے کہا: ہاں یہ مال اللہ کے پاس موجود تھا جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے، اور اگر یہ مال ان کی زندگی میں کھولا گیا ہوتا تو آپ اس سے وہ معاملہ نہ کرتے جو (اے عمر! رضی اللہ عنہ) تم کر رہے ہو، راوی بیان کرتے ہیں: کہ اس بات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور انھوں نے کہا: وہ کیا کرتے؟ میں نے کہا: وہ کھاتے اور ہمیں بھی کھلاتے، وہ بیان کرتے ہیں: پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کانپ گئے یہاں تک کہ ان کی پسلیاں حرکت کرنے لگیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں پسند کرتا ہوں کہ اس دنیا سے پورا پورا بچ کر نکل جاؤں، نہ مجھے ثواب ملے اور نہ عذاب۔

**فائدہ**: ......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تمام لوگوں پر ہر طرح نظر رکھتے تھے، اور جس کا اہل وعیال زیادہ ہوتا تھا، اس کو زیادہ مال وغیرہ دیتے تھے، سبحان اللہ۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کس قدر لوگوں کے خیر خواہ تھے، افسوس کہ یہ خیر خواہی آج ختم ہو چکی ہے، ہر طرف ملازمین کا استحصال ہو رہا ہے، خصوصاً علمائے دین جن کی زندگیاں دین کے لیے وقف ہیں، ان کے ساتھ تو بہت ظلم کیا جا رہا ہے، اکثر علمائے کرام کے اہل وعیال زیادہ ہوتے ہیں، اور ان کی تنخواہیں سب سے تھوڑی ہوتی ہیں، بس

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے، اور تمام ملازمین کا خصوصی خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اس حدیث میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے۔ اگر کوئی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اختلاف کرتا تو اس کی مکمل بات بڑے حوصلے سے سنتے اور اگر مخالف اپنی بات میں سچا ہوتا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فوراً حق کو قبول فرما لیتے تھے۔

[31]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مِسْعَرٍ وَغَيْرِهِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: لَوْ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ، وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي، وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ [المائدة: 3] لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا، فَقَالَ عُمَرُ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَفِي يَوْمِ جُمُعَةٍ))

ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا: اگر یہ آیت ہم پر اتاری جاتی جو تم پر نازل کی گئی ہے: آج ہم نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔ تو ہم اس دن کو اپنا تہوار (عید کا دن) بناتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی ہے۔ یہ (نو ذوالحجہ کو) عرفہ کے دن بروز جمعہ نازل ہوئی۔

**فائدہ**:...... اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں: (1) عید الاضحیٰ (2) عید الفطر۔ ان کے علاوہ اسلام نے کسی اور دن کو عید نہیں کہا۔ مسلمانوں کو قرآن و حدیث کی تابعداری کرنی چاہیے، آج کل بعض لوگوں نے دین کے نام پر بدعات و خرافات کو عروج دے رکھا ہے، آئے دن بڑی سے بڑی بدعت ایجاد کر لیتے ہیں، انھی بدعات میں سے عید میلاد النبی بھی ہے، کس طرح نام نہاد ''اہل سنت'' اسلام سے مذاق کر رہے ہیں، الامان والحفیظ۔

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ (المائدہ: 3) واقعتاً عظیم المرتبت آیت ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے تین اہم باتیں ارشاد فرمائی ہیں: (1) دین مکمل ہو گیا ہے، اس میں کسی قسم کے اضافے یا کمی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ کسی اُمت کے لیے تکمیل دین ایک بہت بڑا اعزاز و انعام ہے جو اُمت محمدیہ کو نصیب ہوا۔ (2) دین اسلام ایک نعمت باری

(31) صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، حدیث: 7268۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، باب فی تفسیر آیات متفرقة، حدیث: 3017۔ سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة المائدة، حدیث: 3043۔ سنن النسائی، کتاب الایمان، باب زیادة الایمان، حدیث: 5015۔ مسند احمد: 28/1۔ تفسیر ابن جریر الطبری: 11098۔ صحیح ابن حبان: 185۔الشریعة للآجری: 105۔ سنن الکبری للبیهقی: 118/5.

تعالیٰ ہے، اس کی ہمیں قدر کرنی چاہیے۔ (3) دین اسلام اللہ تعالیٰ کی پسند ہے تو مسلمانوں کو بھی پسند ہونا چاہیے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ قرآن مجید کے ماہر تھے، حتیٰ کہ کوئی آیت کریمہ کہاں اور کب نازل ہوئی ہے، اس کا بھی علم رکھتے تھے۔

[32]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنِ ابْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ خَطَبَ لِلنَّاسِ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَقِيَامِي فِيكُمْ فَقَالَ: ((أَكْرِمُوا أَصْحَابِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَظْهَرُ الْكَذِبُ حَتَّى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَلَمْ يُسْتَشْهَدْ، وَيَحْلِفُ وَلَمْ يُسْتَحْلَفْ، أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ، أَلَا وَمَنْ سَرَّتْهُ بَحْبَحَةُ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذِّ وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ، أَلَا وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ))

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ میں لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تھے جیسا میں تمھارے درمیان کھڑا ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب کا احترام کرنا، پھر ان کا جو اصحاب سے ملے ہوں، پھر ان کا جو اِن سے ملے ہوں، پھر جھوٹ ظاہر ہوگا حتیٰ کہ گواہی طلب کیے بغیر آدمی گواہی دے گا، اور قسم لینے کے بغیر آدمی قسم اُٹھائے گا، خبردار! کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے، کیونکہ تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوگا۔ خبردار! جو جنت کے وسط میں پہنچنا چاہے تو وہ جماعت کو لازم پکڑ لے، تنہا کا ساتھی تو شیطان بن جاتا ہے، دو افراد سے شیطان دور رہتا ہے۔ خبردار! جس کو اپنی نیکی اچھی معلوم ہو اور اس کو اپنی بدی ناپسند ہو، تو وہ ایماندار ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں بیان کردہ اہم چیزیں درج ذیل ہیں: (1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام کرنا فرض ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((دَعُوا لِي أَصْحَابِي، لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي)) میری خاطر میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے درگزر کرو، میرے صحابہ کو بُرا بھلا مت کہو۔ (مسند بزار: 294/3، حدیث: 2779، كشف الأستار، قال الهيثمي: رجاله رجال الصحيح، مجمع الزوائد: 10/21) ایک دوسری حدیث میں ہے جو سیدنا

(32) صحيح، مسند الشافعي: 504/2، 506۔ شرح السنة للبغوي: 2253، من طريق ابن ابى لبيد به۔ سنن الترمذي، كتاب الفتن، باب ماجاء فى لزوم الجماعة، حديث: 2165۔ سنن الكبرىٰ للنسائي: 9225، مسند احمد: 18/1۔ كتاب السنة لابن ابى عاصم: 897۔ مسند البزار: 166۔ من طريق ابن عمر عن عمر رضی اللہ عنہ۔ سنن ابن ماجه، كتاب الاحكام، باب كراهية الشهادة لمن لم يستشهد، حديث: 2363۔ مسند احمد: 26/1۔ مسند الطيالسي: 31۔ مسند ابى يعلىٰ: 141۔ صحيح ابن حبان: 4576 من طريق جابر بن سمرة عن عمر رضی اللہ عنہما۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا ذُکِرَ أَصْحَابِی فَأَمْسِکُوا، وَاِذَا ذُکِرَ النُّجُوْمُ فَأَمْسِکُوا، وَاِذَا ذُکِرَ الْقَدْرُ فَأَمْسِکُوا)) جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو خاموش رہو، جب ستاروں کا ذکر کیا جائے تو خاموش رہو، اور جب تقدیر کا ذکر کیا جائے تو خاموش رہو۔ (طبرانی، الصحیحہ: 34) اس اہم بحث پر میرے شیخ محترم محدث العصر ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی کتب میں سے ''مقام صحابہ'' ''مشاجرات صحابہ'' اور ''عدالت صحابہ'' انتہائی اہم ہیں۔ ان میں بعض بے بنیاد شکوک وشبہات کا تحقیقی ازالہ بھی کیا گیا ہے۔ (2) اس حدیث میں تابعین اور تبع تابعین کے احترام کی تلقین بھی کی گئی ہے، اور انھی تین ادوار کو بہترین کہا گیا ہے، ان سنہری تین ادوار کے بعد جھوٹ اور فتنے وفساد عام ہو جائیں گے۔ (3) جماعت سے مراد موجود کاغذی تنظیمیں نہیں ہیں، بلکہ اس سے مراد وہ جماعت ہے جو خلیفۃ المسلمین کے تحت ہوگی، اور پوری دنیا کے مسلمانوں کا ایک ہی خلیفہ ہوگا، جس طرح خلفائے اربعہ کا زمانہ تھا۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو وہ خلیفہ ہوں گے، اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے۔

## أَحَادِيْثُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ

## سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

آپ کا نام عثمان بن عفان بن أبی العاص بن أمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب، آپ کی والدہ کا نام أروی بنت کُرَیز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، آپ عام الفیل سے چھ سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ کو ذوالنورین کا لقب ملا، اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے دو بیٹیوں سے شادی ہوئی۔ آپ بہت بڑے تاجر تھے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ مال خرچ کیا۔ پہلے حبشہ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر سفیر بنے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے، ستر ہزار درہم، ایک ہزار دینار اور وافر مقدار میں اناج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ ان کے دور خلافت میں پہلی بار بحری بیڑے کو استوار کیا گیا، اور انھی کے دور خلافت میں اسکندریہ، لیبیا، تیونس، مراکش، جزیرہ قبرص، خراسان، سجستان، طبرستان، کابل، آذربائیجان، اور آرمینیہ جیسے مشہور علاقوں پر اسلامی جھنڈے نصب کیے گئے۔

پہلی بار انھوں نے تاریخ میں جدہ کے ساحل پر بندرگاہ بنانے کا حکم اپنے دور خلافت میں صادر فرمایا۔ انھیں کاتب وحی ہونے کا اعزاز ملا، انھوں نے قرآن مجید کے متعدد نسخے تیار کر کے مختلف علاقوں کے مرکزی دفاتر میں بھیجے، ان کے جنتی ہونے کی کئی بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت سنائی تھی۔ آخر کار آپ رضی اللہ عنہ پر بلوائیوں نے قید وبند کی صورت حال پیدا کر دی، اور آپ کو 35ھ میں شہید کر دیا گیا، اس وقت آپ کی عمر 82 سال تھی۔ ان کی شہادت میں کسی بھی صحابی کا کوئی بھی

عمل دخل نہیں تھا۔ تفصیل کے لیے محمد الصلابی کی کتاب ''عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ'' کا مطالعہ کریں۔

[33]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا أَيُّـوبُ بْـنُ مُـوسَـى ، أَخْبَـرَنِي نُبَيْهُ بْنُ وَهْبٍ الْـحَـجِّـيُّ أَنَّـهُ سَمِعَ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ يُـحَـدِّثُ عَـنْ أَبِيـهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُحْرِمُ لَا يَنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ))

ابان بن عثمان اپنے باپ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احرام والا نہ نکاح کرے اور نہ ہی منگنی کا پیغام بھیجے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں حالت احرام میں منگنی اور نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ حکم مطلقاً ہے کہ کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، کیونکہ حالت احرام ایک مخصوص عبادت کے ساتھ خاص ہے اور اس حالت میں بیوی بھی حرام ہو جاتی ہے، یعنی اس سے جماع کرنا حرام ہو جاتا ہے۔ جب صورت حال یہاں تک ہے تو اس حالت میں نئی شادی کرنا کیونکر درست ہوسکتا ہے۔ اور ان امور سے انسان دیگر کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ جس مقصد کے لیے سفر کیا تھا، اس میں کمی واقع ہو جاتی ہے، اس لیے حالت احرام میں شادی یا منگنی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

**تنبیہ**: ......بعض احادیث میں آتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((أَنَّ النَّبِيَّ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ)) ''بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں تھے۔''

(صحيح البخاری : 4258)

اس حدیث کے متعلق عرض ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو وہم لاحق ہوا ہے۔ انھوں نے حالت احرام میں نکاح کو نقل کر دیا ہے، حالانکہ صاحب واقعہ اپنے واقعہ کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہوتا ہے۔ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا خود بیان فرماتی ہیں کہ ((تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَنَحْنُ حَلَالَانِ بِسَرِفَ)) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مقام سرف میں نکاح کیا تھا اور ہم دونوں حلال تھے۔'' (صـحـيـح مسـلـم : 1411) یہ بھی یاد رہے کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح سات ہجری میں عمرۃ القضاۃ کے موقع پر ہوا تھا۔

(33) صـحـيح مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهية خطبته، حديث : 1409۔ سنن ابی داود، كتـاب الـمـناسك، باب المحرم يتزوج، حديث : 1841۔ سـنـن التـرمذی، كتاب الحج، باب ما جاء فی كراهية تزويج المحرم، حديث : 840۔ سـنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب النهی عن ذلك، حديث : 2847۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب المحرم يتزوج، حديث : 1966۔ مسند احمد : 69/1۔ سنن الدارمی : 2204۔ مؤطا امام مالك، ص : 236۔ مسند الشافعی : 316/1۔ المنتقٰی لابن الجارود : 444۔ صحيح ابن خزيمه : 2649۔ سنن الكبرٰی للبيهقی : 210/7.

[34]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنِي نُبَيْهُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: اشْتَكَى عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ عَيْنَهُ بِمَلَلٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ يَسْأَلُهُ بِأَيِّ شَيْءٍ يُعَالِجُهُ فَقَالَ لَهُ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ: اضْمُدْهُمَا بِالصَّبِرِ فَإِنِّي سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يُخْبِرُ بِذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يُضَمِّدُهَا بِالصَّبِرِ))

مقام ملل میں عمر بن عبید اللہ بن معمر کی آنکھیں خراب ہوئیں تو انھوں نے آدمی بھیج کر ابان بن عثمان بن عفان سے پوچھا کہ وہ آنکھوں کا کس چیز سے علاج کریں جبکہ انھوں نے احرام باندھا ہوا ہے؟ ابان بن عثمان نے کہا: صبر (گھیکوارے کے گودے کا خشک کیا ہوا رس کا ایلوا) کے ساتھ پٹی باندھ کر رکھو، بے شک میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: وہ ایلوے (صبر) کے ساتھ پٹی باندھ کر بند رکھے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت احرام میں ایلوے کا لیپ کرے۔ سرمہ لگانے سے پرہیز، کیونکہ سرمہ رنگ والی زینت ہے اور احرام میں ہر قسم کی زینت منع ہے۔ ایلوے کے لیپ سے تکلیف دور ہو جائے گی اور زینت سے بھی بچت ہو جائے گی۔ دوائی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور سرمہ ڈالنا بھی درست ہے، ہاں یہ خیال ضروری ہے کہ اس دوائی یا سرمے میں خوشبو نہیں ہونی چاہیے۔

[35]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ: تَوَضَّأَ عُثْمَانُ عَلَى الْمَقَاعِدِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام حمران بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تختہ پر بیٹھ کر تین تین بار وضو کیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو میں نے اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے، پھر انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو آدمی اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز پڑھے تو

(34) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جواز مداواة المحرم عينيه، حديث: 1204۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب يكتحل المحرم، حديث: 1838۔ سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء فی المحرم يشتكی عينه فيضمدها بالصبر، حديث: 952۔ سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب الكحل للمحرم، حديث: 2712۔ مسند احمد: 68/1۔ سنن الدارمی: 1971۔ صحيح ابن خزيمه: 2654۔ صحيح ابن حبان: 3953۔ سنن الكبریٰ للبيهقی: 62/5.

(35) صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، حديث: 159، 160۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، حديث: 227۔ سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب ثواب من توضا كما امر، حديث: 146۔ مسند احمد: 57/1۔ مؤطا امام مالك، ص: 47۔ صحيح ابن خزيمه: 2۔ مسند الطيالسی: 76۔ مصنف عبدالرزاق: 141۔ مصنف ابن ابی شيبه: 388/2۔ صحيح ابن حبان: 1041.

یَقُولُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يُصَلِّي إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى حَتَّى يُصَلِّيَهَا))

دوسری نماز پڑھنے تک درمیان کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں وضو کے اعضاء تین تین بار دھونے کا ذکر ہوا ہے، اس سے زیادہ دفعہ دھونا ممنوع ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز گناہوں کا کفارہ ہے۔ ایک نماز پڑھنے سے لے کر دوسری نماز پڑھنے تک درمیان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ صحیح البخاری (159) میں یہ حدیث مفصل ہے، اس میں ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مکمل وضو کر کے دکھایا، پھر یہ حدیث بیان کی۔ نماز پڑھنے کی فضیلت پر بے شمار احادیث ہیں، جن میں سے صرف ایک روایت ذکر کی جاتی ہے: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُولُ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ)) ''مجھے بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہائے، تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اس کے بدن پر کوئی میل کچیل نہیں رہے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا)) ''یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان نمازوں کے ذریعے سے گناہ مٹا دیتا ہے۔'' (صحيح البخاری : 528، صحيح مسلم : 667)

[36]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، ثني عِكْرِمَةُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى بِأَهْلِ مِنًى أَرْبَعًا فَأَنْكَرَ النَّاسُ عَلَيْهِ ذَلِكَ فَقَالَ: إِنِّي تَأَهَّلْتُ بِأَهْلِي بِهَا لَمَّا قَدِمْتُ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: ((إِذَا تَأَهَّلَ الرَّجُلُ فِي بَلَدٍ فَلْيُصَلِّ بِهِ صَلَاةَ الْمُقِيمِ))

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مقام منیٰ میں چار رکعات نماز پڑھائی تو لوگوں نے ان پر اعتراض کیا۔ انھوں نے کہا: میں یہاں اپنے اہل و عیال سمیت ٹھہرا ہوا ہوں، جب سے میں آیا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص کسی جگہ اہل و عیال سمیت کسی شہر میں ٹھہرے تو وہ مقیم آدمی والی نماز پڑھے۔

(36) ضعیف، اس کی سند میں عکرمہ بن ابراہیم الباھلی اور عبدالرحمٰن بن ابی ذباب غیر معروف و مجہول راوی ہیں۔ الضعیفہ : 4570، 2415۔ مسند احمد : 62/1۔ احاديث المختارة للضياء المقدسی : 136/1۔ المقصد الاعلی فی زوائد ابی یعلیٰ موصلی : 353۔ سنن عبدالغنی المقدسی : 62/1۔ مسند الديلمی : 156/1۔

**فائدہ** :...... یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔ اس میں ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ منی میں پوری نماز پڑھتے تھے اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے تھے کہ میں یہاں اپنے اہل وعیال سمیت ٹھہرا ہوا ہوں، جب سے میں یہاں آیا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص کسی جگہ اپنے اہل وعیال سمیت کسی شہر میں ٹھہرے تو وہ مقیم آدمی والی نماز پڑھے۔ یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے، لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ منیٰ میں پہلے دو رکعت ہی پڑھا کرتے تھے، لیکن خلافت کے کچھ عرصہ بعد وہ منیٰ میں پوری نماز پڑھنے لگے تھے۔ (صحیح البخاری : 1082، 1083، 1084)، اس پر سیر حاصل بحث کے لیے (فتح الباری : 470/3، 472) کا مطالعہ کریں۔ صحیح بات یہی ہے کہ منیٰ میں دو رکعت ہی پڑھنی چاہیے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پڑھا کرتے تھے۔

## أَحَادِيْثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ

## حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب یوں ہے: علی بن ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی قرشی، ہاشمی، آپ بعثت نبوی سے دس سال پہلے پیدا ہوئے۔

آغوش نبوت میں تعلیم وتربیت حاصل کرنے والے، پہلے اسلام قبول کرنے والے افراد میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہارون موسیٰ علیہ السلام کا اعزاز پانے والے، امیر المومنین خلیفہ اربعہ پر سرفراز رہے، خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سرتاج، لسان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی بار جنت کی خوشخبری پانے والے، عظیم سپہ سالار اور باہمت نوجوان جن کے ہاتھوں میں اس قدر طاقت تھی کہ اگر کسی کا بازو پکڑ لیتے تو اس کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے۔ بت شکن، فاتح خیبر، قاضی یمن، مبلغ اسلام اور نمائندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، مختلف غزوات میں آپ نے بے شمار کفار کو جہنم رسید کیا، غزوہ بدر میں ولید بن عقبہ، غزوہ خندق میں عرب کے مشہور شہسوار عمرو بن عبد کو قتل کر کے ذلیل کیا، غزوہ خیبر میں یہودیوں کے مشہور جرنیل اور خیبر کے حکمران مرحب کو خاک آلود کیا۔ آپ کو بے شمار اعزاز حاصل ہیں، مثلاً: آپ کی دکھتی آنکھوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب ڈالا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو اپنے ہاتھوں سے غسل دینے، کفنانے اور دفنانے کا موقع ملا۔ آپ کو کاتب وحی کا بھی شرف حاصل ہوا۔ اپنے دور حکومت میں کوفہ اور کئی ایک علاقوں کو فتح کیا۔ آخر کار ابن ملجم نے آپ پر تلوار سے وار کیا اور آپ اس کے نتیجے میں 20 رمضان 40ھ کو جام شہادت نوش کر گئے، اس وقت آپ کی عمر 63 سال تھی۔

[37]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا الزُّهْرِيُّ، أَخْبَرَنِي حَسَنٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا، أَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: ((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ)) قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي أَنَّهُ نَهَى عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ لاَ يَعْنِي نِكَاحَ الْمُتْعَةِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرمایا: تحقیق رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ سے منع کیا ہے، اور فتح خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کیا، سفیان نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے مراد یہ نہیں ہے کہ نکاح متعہ سے زمانہ خیبر میں منع کیا گیا بلکہ یہ مراد ہے کہ گھریلو گدھوں کے گوشت سے فتح خیبر کے دن منع کیا گیا۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں، جن کی ضروری تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) نکاح متعہ حرام ہے: بعض امور پہلے مباح تھے لیکن بعد میں ہماری شریعت میں انھیں منسوخ کر دیا گیا۔ ان میں سے ایک نکاح متعہ بھی ہے۔ نکاح متعہ کا معنی رافضیوں کی معتبر کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ ایک عورت کو مقررہ وقت کے لیے مقررہ اجرت کے عوض جماع کی خاطر ٹھیکے پر لینے کا نام متعہ ہے۔ (کافی : 291/2) متعہ حرام ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے، یہ زنا اور بدکاری ہے، اسلام کے دشمنوں نے عیش پرستی کی خاطر اس کو جائز رکھا ہوا ہے۔ اپنی ماں، بہو، اور بیٹی سے زنا کرواتے پھرتے ہیں، اب ہم زنا اور متعہ کا جامع موازنہ کرنا چاہتے ہیں، جس سے آپ پر واضح ہوگا کہ متعہ اور زنا میں کچھ بھی فرق نہیں ہے۔

(1) زنا میں اجرت پیشگی دی جاتی ہے، متعہ میں بھی اجرت پیشگی دی جاتی ہے۔ (تنبیہ المنکرین، ص : 29)

(2) زنا میں اجرت کا تعین نہیں ہوتا، متعہ میں بھی ایک مٹھی گندم یا ایک لقمہ کھانے سے لے کر لاتعداد رقم نقد ہوسکتی ہے۔ (الکافی : 194/2) (3) زنا میں تنہائی اور پوشیدگی ضروری ہے، متعہ کے لیے بھی اشتہار واعلان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (تھذیب الاحکام : 261/7) (4) زنا میں بیک وقت عورتوں کی تعداد متعین نہیں ہوتی، متعہ کے لیے بھی تعداد کا کوئی تعین نہیں ہے، خواہ ہزار عورتوں سے متعہ کرو، کیونکہ وہ تو ٹھیکے کی چیزیں ہیں۔ (الکافی : 191/2) (5) زنا بغرض رفع

(37) صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب غزوة خيبر، حديث : 4216ـ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب نكاح المتعة، حديث : 1407ـ سنن الترمذی، كتاب النكاح، باب ماجاء فی تحريم نكاح المتعة، حديث : 1121ـ سنن النسائی، كتاب الصيد، باب تحريم اكل لحوم الحمر الانسية، حديث : 4339ـ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب النهی عن نكاح المتعة، حديث : 1961ـ مسند احمد : 79/1ـ مؤطا امام مالك، ص : 341ـ سنن الدارمی : 1996ـ صحيح ابن حبان : 4143ـ سنن الكبرٰی للبيهقی : 201/7.

حاجت شہوانی ہوتا ہے نہ کہ بقائے نسل انسانی کے لیے، متعہ کا مقصد بھی یہی ہے، بلکہ متعہ میں منی کا اخراج اور اس کا پھینکنا مقصد ہوتا ہے، خواہ مرد بوقت انزال منی عورت کے رحم سے باہر گرا دے۔ (تنبیہ المنکرین، ص: 6) (6) زنا میں جس وقت مرضی مرد چاہے بغیر طلاق دیے اپنے آپ کو عورت سے الگ کر سکتا ہے، یہی صورت حال بعینہ متعہ میں بھی پائی جاتی ہے، طلاق کی ضرورت یہاں بھی نہیں ہوتی۔ (جامع عباسی، ص:135) (7) زنا میں کوئی کسی کا وارث نہیں بنتا، متعہ میں بھی کوئی کسی کا وارث نہیں بنتا۔ (فروع کافی: 193/3) (8) زنا میں عورت کا نان ونفقہ مرد کے ذمے نہیں ہوتا، متعہ میں بھی یہی صورت حال ہے۔ (جامع عباس، ص:135) اس مسئلے پر شیخ الحدیث محمد علی جانباز رحمہ اللہ کی قیمتی کتاب ''حرمت متعہ'' کا مطالعہ مفید ہے۔ متعہ کب منسوخ ہوا؟ اس کے متعلق مختلف روایات ہیں، بعض میں ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر حرام ہوا لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ (فتح الباری: 170/9) صحیح موقف یہی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حرام ہوا، اس موقع پر بہت بڑا مجمع تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ غزوہ خیبر پر اس کے حرام ہونے کا اعلان فرمایا۔ (فتح الباری: 170/9) بعض راویوں نے غلط فہمی کی بنا پر غزوہ اوطاس کا موقع بتایا ہے، حالانکہ غزوہ اوطاس فتح مکہ کے فوراً بعد ہوا ہے، اس لیے بعض راویوں نے فتح مکہ کی بجائے غزوہ اوطاس کا ذکر کیا ہے۔ (فتح الباری: 170/9) (2) گھریلو گدھوں کا گوشت حرام ہے: پہلے جائز تھے لیکن بعد میں حرام ہو گیا تھا۔

[38]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَرَدْتُ أَنْ أَخْطُبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ابْنَتَهُ ثُمَّ ذَكَرْتُ أَنَّهُ لَا شَيْءَ لِي فَذَكَرْتُ عَائِدَتَهُ وَفَضْلَهُ فَخَطَبْتُهَا فَقَالَ لِي: ((هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُعْطِيهَا إِيَّاهُ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ ((فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ الَّتِي أَعْطَيْتُكَهَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا؟)) قُلْتُ: هِيَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی بیٹی سے نکاح کا پیغام دینا چاہا، تو مجھے یہ بھی احساس ہوا اور یاد آیا کہ میرے پاس تو مال وغیرہ کچھ نہیں ہے، میں نے آپ کی مہربانی و کرم گستری پر نظر رکھتے ہوئے پیغامِ نکاح دے ہی دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے پاس کچھ ہے جو اپنی مخطوبہ کو دے سکتا ہے؟ میں نے عرض کی: کچھ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تیری حطمی درع کہاں ہے جو فلاں دن میں نے تجھے دی تھی؟ میں نے عرض کی: وہ

(38) حسن، مسند احمد: 80/1۔ سنن الكبرٰى للبيهقى: 234/7 من طريق سفيان بهذا الاسناد۔ سنن النسائى، كتاب النكاح، باب نحلة الخلوة حديث: 3377، من طريق ابن عباس عن على رضی اللہ عنہ۔ سنن ابى داود، كتاب النكاح، باب فى الرجل يدخل بامراته قبل ان ينقدها شيئا، حديث: 2125۔ سنن النسائى، كتاب النكاح، باب نحلة الخلوة، حديث: 3378۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

عِنْدِی، قَالَ ((فَأْتِ بِهَا)) قَالَ: فَجِئْتُ بِهَا فَأَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا فَزَوَّجَنِيهَا فَلَمَّا أَدْخَلَهَا عَلَيَّ قَالَ: ((لَا تُحْدِثَا شَيْئًا حَتَّى آتِيَكُمَا)) فَجَاءَ نَا وَعَلَيْنَا كِسَاءٌ أَوْ قَطِيفَةٌ، فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ تَخَشْخَشْنَا فَقَالَ: ((مَكَانَكُمَا)) فَدَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ فَدَعَا فِيهِ ثُمَّ رَشَّهُ عَلَيْنَا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَهِيَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ أَنَا؟ قَالَ: ((هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْكَ، وَأَنْتَ أَعَزُّ عَلَيَّ مِنْهَا)) قَالَ أَبُو عَلِيٍّ الصَّوَّافُ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَصْرِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ الرَّمَادِيُّ، ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

میرے پاس ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہی لے آ، تو میں لے کر حاضر ہوا اور میں نے وہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ آپ ﷺ نے میرا نکاح ان سے کر دیا۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے گھر لائی گئیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے آنے تک تم کوئی نئی بات نہ کرنا، پھر آپ ﷺ تشریف لائے تو ہمارے اوپر بڑا کمبل یا چادر تھی۔ ہم نے آپ ﷺ کو آتے دیکھا تو اٹھنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی جگہ پر رہو، پھر برتن میں پانی منگوا کر اس پر دعا کی اور ہم پر چھڑکا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو یہ زیادہ محبوب ہیں یا میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تجھ سے زیادہ محبوب ہے، اور تو اس سے زیادہ میرے لیے قابل قدر ہے۔ بسند دیگر مروی ہے کہ یہ واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر کوفہ پر بیان کیا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شادی کا ذکر ہے کہ کس سادگی کے ساتھ ان کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی ہوئی، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حق مہر جتنا میسر ہو وہی مقرر کرنا چاہیے۔ موجودہ دور میں شادیاں کس طرح قرآن وسنت کی سنہری تعلیمات کے خلاف ہو رہی ہیں، ہم کوئی بھی رسم ورواج چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ کاش مسلمان نبی کریم ﷺ کی زندگی کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کریں، اس میں امن ہی امن ہے۔ جب جنت کی سردار خاتون امام الانبیاء کی لخت جگر کی شادی اتنی سادگی سے ہو سکتی ہے تو ہماری بیٹیوں کی شادیاں اتنی شان وشوکت، فضول خرچی، ہندوانہ رسم ورواج کے ساتھ کیوں ہوں؟ افسوس کہ آج کے مسلمان نے شادیاں مہنگی اور زنا کو آسان کر دیا ہے۔

[39]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا

عائش بن انس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر

(39) حسن صحيح، سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب ما ينقض الوضوء ومالا ينقض......، حديث: 154۔ مسند احمد: 320/4۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 47/1۔ التمهيد لابن عبدالبر: 203/21 من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد۔ اس کی سند میں عائش بن انس راوی مجہول ہے، تاہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی بہت سی سندیں ہیں۔ دیکھیے: صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء الا من المخرجين، حديث: 178۔ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب المذی، حديث: 303۔ وغيره۔

عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ سَمِعْتُ عَائِشَ بْنَ أَنَسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: ((كُنْتُ أَجِدُ مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً)) فَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتِ ابْنَتُهُ عِنْدِي فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ، فَأَمَرْتُ عَمَّارًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((إِنَّمَا يَكْفِي مِنْهُ الْوُضُوءُ))

کوفہ پر بیان کرتے سنا کہ مذی سے میں شدید تکلیف پاتا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھنا چاہا، مگر آپ ﷺ کی بیٹی میری زوجہ تھی، اس لیے مجھے پوچھنے میں شرم و حیا مانع ہوئی۔ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انھوں نے پوچھا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: (مذی) سے وضو ہی کافی ہے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ داماد کو اپنے سسر اور ان کے اہل وعیال کے سامنے شرم وحیا کے مسائل بیان نہیں کرنے چاہئیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ مذی کے نکلنے کی وجہ سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ صحیح مسلم (33) میں ہے: ((يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ)) وہ اپنی شرمگاہ کو دھوئے اور وضو کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذی نکلنے کی وجہ سے شرم گاہ کو بھی دھونا چاہیے۔ مذی کپڑے کے جس حصے کو لگی ہو، وہاں پانی کا چھینٹا ماردینا کافی ہے۔ (سنن أبي داؤد: 210، حسن) اور اس پر اجماع ہے کہ مذی ناپاک ہے۔ (المجموع للنووی: 552/2)

[40]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا مُطَرِّفُ بْنُ طَرِيفٍ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو جُحَيْفَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: هَلْ عِنْدَكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْءٌ سِوَى الْقُرْآنِ؟ فَقَالَ: لَا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِلَّا أَنْ يُعْطِيَ اللّٰهُ عَبْدًا فَهْمًا فِي كِتَابِهِ، أَوْ مَا فِي الصَّحِيفَةِ قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ؟

ابو جحیفہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کے پاس کتاب اللہ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی اور حکم بھی موجود ہے؟ انھوں نے کہا: قسم اس ذات کی جو دانا پھاڑتا، اور جرثومہ پالتا ہے! ایسی کوئی چیز نہیں ہے، ہاں یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اپنی کتاب میں فہم وادراک عطا فرمادے یا احادیث ضرور ہیں جو صحیفہ میں درج ہیں۔ میں نے کہا: صحیفہ میں کیا ہے؟ انھوں نے کہا: قصاص کے احکام، قیدی

(40) صحيح البخاری، كتاب العلم، باب كتابة العلم، حديث: 111۔ سنن الترمذی، كتاب الديات، باب ما جاء لا يقتل مسلم بكافر، حديث: 1412۔ سنن النسائی، كتاب القسامة، باب سقوط القود من المسلم للكافر، حديث: 4748۔ سنن ابن ماجه، كتاب الديات، باب لا يقتل مسلم بكافر، حديث: 2658۔ مسند احمد: 79/1۔ سنن الدارمی: 2361۔ مسند الشافعی: 104/2۔ مسند ابی يعلٰی: 451۔ سنن الكبرٰی للبيهقی: 28/8۔ من طريق مطرف بهذا الاسناد۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبی ﷺ فيها بالبركة، حديث: 1370۔سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب فی تحريم المدينة، حديث: 2034۔من طريق اخری عن علی رضی اللہ عنہ۔

قَالَ: الْعَقْلُ، وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ، وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

آزاد کرنے کے احکام اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

فائدہ: ......اس حدیث میں یہ ذکر ہوا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کے دور میں بھی بعض لوگوں نے غلط باتیں مشہور کر دی تھیں۔ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں ''علم باطن'' عطا فرمایا تھا۔اس غلط عقیدے کی تردید سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خود فرمائی اور وضاحت کر دی کہ میرے پاس قرآن مجید کا فہم ہے،اور کچھ احادیث میرے پاس ہیں۔ان میں یہ چیزیں موجود ہیں: قصاص کے احکام،قیدی آزاد کرنے کے احکام،اور یہ کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔اسی طرح بعض لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف ''علم جفر'' بھی منسوب کیا ہے،جس کے ذریعے لوگ اپنے خیال میں ماضی اور مستقبل کی غیب کی باتیں معلوم کرتے ہیں۔یہ سب توہم پرستی اور بے بنیاد چیزیں ہیں جن کا قرآن وحدیث میں کہیں ذکر نہیں ہے۔گمراہ فرقے اپنے باطل افکار ونظریات کو ثابت کرنے کے لیے کس طرح عجیب وغریب من گھڑت واقعات کا سہارا لیتے ہیں،اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے محفوظ رکھے،آمین۔

[41]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ، وَأَنْ أُقَسِّمَ جِلَالَهَا وَجُلُودَهَا، وَأَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَازِرَ مِنْهَا شَيْئًا، وَقَالَ: نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عِنْدِنَا.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کی نگرانی کروں اور ان کی رسیاں اور کھالیں بھی صدقہ کردوں اور گوشت بنانے والوں کو یہ چیزیں نہ دوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم ان کی اجرت اپنے پاس سے ادا کریں گے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قربانی کے جانوروں کا جھول،نکیل اور رسی بھی تقسیم کر دینی چاہیے،بعض لوگ صرف چمڑا تقسیم کرتے ہیں،دیگر مذکورہ چیزیں تقسیم نہیں کرتے۔اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جانوروں کو سردی سے بچانے کے لیے یا اس پر سخت چیز لادنے کے لیے اس پر جھول ڈالنا درست ہے۔نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی

(41) صحيح البخارى، كتاب الحج، باب لا يعطى الجزار من الهدى شيئا، حديث: 1716م۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فى الصدقة بلحوم الهدى وجلودها وجلالها، حديث: 1317۔ سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب كيف نحر البدن، حديث: 1769۔ سنن الكبرٰى للنسائى: 4132۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب من جلل البدنة، حديث: 3099۔ مسند احمد: 79/1۔ سنن الدارمى: 1946، مصنف ابن ابى شيبه 217/3۔ مسند ابى يعلٰى: 298۔ صحيح ابن خزيمه: 2922۔ من طريق سفيان عن عبدالكريم الجزرى به۔

کے جانور کا گوشت، جھول یا کھال اجرت میں قصاب کو دینا جائز نہیں ہے بلکہ اس کی مزدوری اپنی جیب سے دینی چاہیے۔ جس چیز کو صدقہ کرنا ہے، وہ کسی اور کے سپرد بھی کی جاسکتی ہے۔ صدقہ وخیرات والی چیز کو تقسیم کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

[**42**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: ((أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ، وَأَنْ أُقَسِّمَ جِلَالَهَا وَجُلُودَهَا)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: قَالَ سُفْيَانُ: لَمْ يَزِدْنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَلَى هَذَا فَأَمَّا عَبْدُ الْكَرِيمِ فَحَدَّثَنَا أَتَمَّ مِنْ هَذَا.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کی نگرانی کروں اور ان کی رسیاں اور کھالیں صدقہ کر دوں۔ حمیدی نے کہا: سفیان نے بروایت ابن ابی نجیح میں اتنا ہی بیان کیا ہے، اور عبدالکریم نے ہم سے اس سے زیادہ پوری حدیث بیان کی ہے۔

[**43**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ مُجَاهِدًا يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى يُحَدِّثُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((تَسْأَلُهُ خَادِمًا)) فَقَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ سے خادم کا سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ چیز نہ بتا دوں جو خادم سے زیادہ بہتر ہے؟ تو سوتے وقت تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھا کر۔ پھر سفیان نے کہا: ان کلمات میں کوئی ایک

(42) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب لا يعطى الجزار من الهدى شيئا، حديث: 1716- صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فى الصدقة بلحوم الهدى وجلودها وجلالها، حديث: 1317- سنن الكبرىٰ للنسائى: 4133- مسند احمد: 143/1- صحيح ابن خزيمه: 2919- سنن الكبرىٰ للبيهقى: 233/5- من طريق سفيان عن ابن ابى نجيح به بهذا الاسناد.

(43) صحيح البخاري، كتاب النفقات، باب خادم المراة، حديث: 5362- صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التسبيح اول النهار وعند النوم، حديث: 2727- سنن ابى داود، كتاب الادب، باب التسبيح عند النوم، حديث: 5061- عمل اليوم والليلة للنسائى: 814- مسند احمد: 80/1- مسند ابى يعلٰى: 578- صحيح ابن خزيمه: 5529- عمل اليوم والليلة لابن السنى: 740- سنن الدارمى: 2788.

هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْهُ تُسَبِّحِينَ اللّٰهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ، وَتَحْمَدِينَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ، وَتُكَبِّرِينَ اللّٰهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ)) ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ: إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ ، قَالَ عَلِيٌّ فَمَا تَرَكْتُهَا مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا لَهُ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ ، قَالَ: ((وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ)) .

چونتیس بار پڑھنے کا حکم ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے جب سے یہ سنا ہے یہ کلمات ترک نہیں کیے۔ لوگوں نے کہا: صفین کی رات بھی نہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صفین کی رات بھی ترک نہیں کیے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں یہ ذکر ہوا ہے کہ سوتے وقت ذکر واذکار کا خاص اہتمام کرنا چاہیے، اور وہ اذکار کافی زیادہ ہیں، اس حدیث میں جو ذکر بیان ہوا ہے وہ 33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمد للہ اور 34 بار اللہ اکبر ہے۔ عورت اپنے خاوند کے گھر میں گھریلو کام کرے گی، مثلاً: آٹا گوندنا، روٹی پکانا، کپڑوں اور گھر کی صفائی کرنا وغیرہ، بعض لوگ عورت کے ذمے صرف جماع لگاتے ہیں، ان کی یہ بات درست نہیں ہے، اگر ممکن ہو سکے تو عورت خاوند کے بیرونی کاموں میں بھی شرعی پردہ میں رہ کر معاونت کرے گی، جس طرح سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما اپنے خاوند سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے بیرونی کاموں میں بھی معاونت کرتی تھیں۔ (صحیح البخاری : 5224) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی شرح میں مفصل بحث کی ہے۔ (فتح الباری : 672/11) عورت کو گھریلو کام حتی الوسع خود کرنے چاہئیں اور خادم رکھنے سے گریز کرنا چاہیے۔ اگر عورت گھریلو کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتی، مثلاً: بیمار ہے، تو ایسی صورت میں خاوند کو چاہیے کہ وہ گھر میں خادمہ کا اہتمام کرے۔ یاد رہے کہ عورت کے خادم کا نفقہ شوہر کے ذمے ہوگا۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خادم کا مطالبہ کیا تو آپ نے اس کے جواب میں سوتے وقت ذکر کی تلقین کی، اس کے مختلف جوابات دیے گئے ہیں، مثلاً: (1) تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا سے انسان کو قوت مل جاتی ہے، جس سے سارے دن کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ (2) ذکر واذکار کا فائدہ آخرت کے ساتھ ہے، جبکہ خادم کا فائدہ دنیا کے ساتھ مختص ہے۔ آخرت دنیا کے مقابلے میں زیادہ بہتر اور دائمی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ ان اذکار کا اہتمام ہر رات سونے سے پہلے کرنا چاہیے، اس میں مرد وعورت سب شامل ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ متبع سنت تھے، جو بات سنتے تھے، اس پر عمل کرتے تھے۔

[**44**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ

(44) صحيح ، مسند احمد : 79، 106، 107/1۔ طبقات ابن سعد : 25/8۔ مصنف ابن ابی شیبة : 232/10، 233۔ مسند البزار : 757۔ شعب الایمان للبیهقی : 3480۔ واصله فی سنن النسائی ، کتاب النکاح ، باب جهاز الرجل ابنته ، حدیث : 3386۔ وسنن ابن ماجه ، کتاب الزهد ، باب ضجاع آل محمد ﷺ ، حدیث : 4152 .

عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه: أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ: ((لَا أُعْطِيكِ خَادِمًا، وَأَدَعُ أَهْلَ الصُّفَّةِ تُطْوَى بُطُونُهُمْ مِنَ الْجُوعِ، أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْهُ)) ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ الْأَوَّلِ إِلَى آخِرِهِ.

کے پاس آئیں اور خدمت گار کا سوال کرنے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے خادم نہیں دوں گا، اہل صفہ کو بھوکا چھوڑوں کہ وہ خالی پیٹ ہیں، کیا تجھے خادم سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ پھر عبید اللہ والی سابقہ حدیث کی مثل آخر تک بیان کی۔

[45]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ثنا حُصَيْنٌ عَمَّنْ حَدَّثَهُ قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُتْبَةَ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ قَالَ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ ذَكَرْتُهَا مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ.

عبد اللہ بن عتبہ نے کہا: صفین کی رات بھی نہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: صفین کی رات بھی کلمات ترک نہیں کیے، اور (ان کلمات کے پڑھنے کا) اس رات کے آخری حصہ میں مجھے یاد آیا۔

[46]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُخَيْمِرَةَ يُحَدِّثُ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ: ائْتِ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَاسْأَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ لِلْمُقِيمِ، وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ لِلْمُسَافِرِ))

شریح بن ہانی کہتے ہیں: میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کرنے کا پوچھا تو انھوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، وہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:) مقیم کے لیے ایک دن اور رات ہے، اور تین دن اور رات مسافر کے لیے ہیں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں موزوں اور جرابوں پر مسح کی مدت بیان ہوئی ہے کہ مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں، یعنی اتنی مدت مسح کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سائل کو

(45) اسنادہ ضعیف، اس کی سند راوی کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(46) صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين، حدیث: 276۔ سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين للمقيم، حدیث: 128، 129۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب ما جاء في التوقيت في المسح للمقيم والمسافر، حدیث: 552۔ مسند احمد: 133، 134۔ سنن الدارمی: 720۔ صحیح ابن خزیمه: 194۔ مصنف ابن ابی شیبة: 177/1۔ مسند ابی یعلیٰ: 264۔ سنن الکبریٰ للبیهقی: 272/1.

اپنے سے بڑے عالم کے پاس جانے کو کہنا علم چھپانا نہیں ہے، بلکہ اہل علم کی قدر اور شریعت کے امور میں غلطی سے بچنے کا باعث ہے، اور اس سے تواضع کا اظہار ہوتا ہے۔

[47]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا أَبُو السَّوْدَاءِ عَمْرُو النَّهْدِيُّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَمْسَحُ ظُهُورَ قَدَمَيْهِ، وَيَقُولُ: ((لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى ظُهُورِهِمَا لَظَنَنْتُ أَنَّ بُطُونَهُمَا أَحَقُّ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنْ كَانَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَهُوَ سُنَّةٌ، وَإِنْ كَانَ عَلَى غَيْرِ الْخُفَّيْنِ فَهُوَ مَنْسُوخٌ.

عبد خیر نے کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دونوں پاؤں کی پشت پر مسح کرتے دیکھا ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے: اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں کی پشت پر مسح کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں گمان کرتا کہ مسح کرنے کا زیادہ حق دار ان کا نیچے کا حصہ ہے۔ ابو بکر نے کہا: اگر اس سے مراد موزوں پر مسح کرنا ہے تو وہ سنت ہے اور اگر موزوں کے بغیر پاؤں پر مسح کرنے کا ذکر ہے تو وہ منسوخ ہے۔

**فائدہ:** ......موزوں اور جرابوں پر مسح میں طریقہ کار یہ ہے کہ ان کے اوپر گیلا ہاتھ پھیرا جائے، موزوں اور جرابوں کے نیچے مسح کرنا ثابت نہیں ہے۔ مسح کرنے کا طریقہ معین نہیں ہے، جس پر مسح کا اطلاق ہو، وہ مسح ہے، خواہ پاؤں کے اوپر سے انگلیوں کی طرف کیا جائے یا انگلیوں کی طرف سے شروع کرے اور اوپر کو کرے، واللہ اعلم بالصواب۔ پاؤں پر مسح کرنا قرآن وحدیث سے مذاق ہے، افسوس کہ بعض اسلام دشمن لوگ خود شریعت سازی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت عطا فرمائے۔

[48]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا ((بِأَيِّ شَيْءٍ بُعِثْتَ فِي الْحِجَّةِ)) قَالَ: ((بُعِثْتُ بِأَرْبَعٍ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ

زید بن یثیع کہتے ہیں: ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو حج کے موقع پر کون سا حکم دے کر بھیجا گیا تھا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چار باتیں دے کر مجھے بھیجا گیا تھا: جنت میں ایماندار ہی داخل ہوں گے، آئندہ ننگے بدن

(47) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب کیف المسح، حدیث: 162۔ سنن الکبریٰ للنسائی: 118، 119۔ مسند احمد: 95/1، 14۔ سنن الدارمی: 721۔ مصنف عبدالرزاق: 57۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: 118/1۔ سنن الدارقطنی: 199/1۔ سنن الکبریٰ للبیھقی: 292/1، من طریق عن عبد خیر عن علی۔

(48) صحیح، سنن الترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء فی کراھیۃ الطواف عریانا، حدیث: 871۔ مسند احمد: 79/1۔ سنن الدارمی: 1925، مسند ابی یعلی: 452۔ سنن الکبریٰ للبیھقی: 207/9۔ مسند البزار: 785۔ مستدرک للحاکم: 178/4.

مُـؤْمِـنَةٌ ، وَلَا يَـطُـوفُ بِـالْبَيْتِ عُرْيَـانٌ ، وَلَا يَـجْتَـمِـعُ مُسْلِمٌ وَمُشْرِكٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بَـعْـدَ عَـامِهِمْ هٰذَا ، وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَهْـدٌ فَـعَهْـدُهُ إِلَى مُدَّتِهِ ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَهْدٌ فَأَجَلُهُ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ))

کوئی طواف نہیں کرے گا،اس سال کے بعد مسجد حرام میں مسلمان اور مشرک جمع نہیں ہوں گے،اور یہ کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جس کا جو معاہدہ ہے،وہ اس کی مدت تک پورا کیا جائے گا اور جس کا کوئی معاہدہ نہ ہو اس کو چار ماہ کی مہلت ہے۔

**فائدہ:** ......موقع کی مناسبت سے لوگوں کو تبلیغ کرنی چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقع پر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چار اہم حکم دیے،اور ہر ہر صحابی تک پہنچانے کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگائی تا کہ وہ لوگوں میں چلتے پھرتے اعلان کر دیں۔(1) جنت میں ایمان دار داخل ہوگا۔ایمان سے عاری شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ہمیں بُرے کام سے پرہیز کرنا چاہیے جو ایمان کو کم کر دے یا اس کو ختم کر دے تا کہ جنت میں داخلہ میسر ہو سکے۔(2) ننگے بدن طواف کرنا حرام ہے۔مشرکین مکہ پہلے ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔اس میں اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ توہین تھی اور اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر میں بے حیائی کو عام کرنا تھا،لہٰذا ہماری شریعت نے ستر کو ڈھانپنا صرف نماز کی حالت میں ہی نہیں بلکہ ہر حالت میں فرض قرار دیا ہے۔بعض بے دین لوگوں نے ننگے رہنے والوں کو پیر اور ولی کا عہدہ دے رکھا ہے۔ان کی وفات کے بعد ان کی قبر پر مزار و عمارت بنا کر انھیں ولی کامل کا لقب دے کر عرس اور میلہ لگانا شروع کر دیتے ہیں۔یوں لوگوں کے ایمانوں اور عقائد کو ضائع کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو ہدایت عطا فرمائے۔(3) معاہدوں کی پاسداری ضروری ہے۔اس پر اسلام نے بہت زور دیا ہے۔(4) خبر واحد عقائد، احکام وغیرہ میں حجت ہے۔

[49]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا عَـمْـرُو بْنُ دِينَارٍ ، أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْـنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَـمِـعَ عُبَيْـدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْـنَ أَبِـي طَـالِـبٍ بَعَثَنِي مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا ، وَالزُّبَيْرُ ، وَالْمِقْدَادُ فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتَّى

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: محمد رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ تم روضۂ خاخ تک چلے جاؤ، وہاں ایک عورت اونٹ پر سوار جارہی ہے۔اس کے پاس ایک خط ہے وہ پکڑ کر لاؤ۔ہم روانہ ہوئے،گھوڑے ہمیں تیز رفتار لے جارہے تھے، یہاں تک کہ ہم روضۂ خاخ جا پہنچے، وہاں ایک عورت ملی تو ہم نے کہا: تیرے پاس جو خط ہے وہ

(49) صحيح البخاری : 4890۔ صحيح مسلم : 2494۔ سنن ابی داود : 2650۔ سنن الترمذی : 3305.

تَـأْتُـوا رَوْضَةَ خَـاخٍ بِهَـا ظَـعِيـنَـةٌ مَعَهَا كِتَابٌ فَـخُذُوهُ مِنْهَا)) فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْـكِتَـابَ، فَقَالَتْ: مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ، فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِينَ الثِّيَابَ، فَأَخْرَجَتْهُ مِـنْ عِـقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا فِيهِ مِـنْ حَـاطِـبِ بْـنِ أَبِـي بَـلْتَعَةَ إِلَى نَـاسٍ مِنَ الْـمُشْـرِكِيـنَ مِـمَّنْ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ الـنَّبِيِّ ﷺ فَـقَـالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَـا هٰذَا يَـا حَـاطِـبُ؟)) فَـقَالَ حَاطِبٌ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُـولَ الـلّٰهِ فَإِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَـمْ أَكُـنْ مِـنْ أَنْفُسِهِمْ، وَكَانَ مَنْ كَانَ مَعَكَ مِـنَ الْـمُهَـاجِـرِيـنَ لَهُـمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهَـالِيهِـمْ وَأَمْـوَالِهِـمْ بِمَكَّةَ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِـنَ الـنَّسَـبِ فِيهِـمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَـحْـمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ ذَا كُفْرًا، وَلَا ارْتِـدَادًا عَـنْ دِيـنِـي، وَلَا رِضًـا بِـالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ)) فَـقَـالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ دَعْنِي أَضْرِبُ عُنُقَ هَـذَا الْـمُنَافِقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْـلِ بَدْرٍ فَقَالَ: ((اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَـكُـمْ)) قَـالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: وَنَزَلَتْ فِيهِ ﴿يَا أَيُّهَـا الَّـذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ

نکال کر دے دے۔اس نے کہا: میرے پاس خط نہیں ہے۔ہم نے کہا: یا تو تُو خط دے دے ورنہ ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے۔اس نے چوٹی کے بالوں سے خط نکال کر ہمیں دے دیا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (خط پڑھا) تو اس میں حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مکہ کے مشرک لوگوں کے نام رسول اللہ ﷺ کے بعض امور کی راز افشائی کی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: یہ کیا ہے؟ حاطب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ ﷺ میرے متعلق جلدی نہ کریں، یا رسول اللہ ﷺ! میں قریش میں باہر سے آیا تھا اور ان میں سے نہ تھا، آپ ﷺ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی مکہ میں قرابت داری ہے، جس کی وجہ سے اہل مکہ ان کے اہل وعیال اور اموال کی حفاظت کرتے ہیں۔میں نے چاہا کہ میرا مکہ والوں سے نسبی تعلق نہیں ہے تو میں ان پر کچھ احسان ہی کردوں تاکہ وہ میرے قرابت داروں کی حفاظت کریں۔ یہ کام میں نے نہ تو کفر اختیار کر کے کیا ہے، اور نہ اپنے دین سے مرتد ہوا ہوں اور نہ اسلام لانے کے بعد کفر کو پسند کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے ٹھیک ٹھیک کہہ دیا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بدر میں حاضر تھا، اور تجھے کیا معلوم کہ اللہ عزوجل نے اہل بدر کو رحمت کی نگاہ سے دیکھا' اور فرمایا: تم جو چاہے عمل کرو ہم نے تمھیں بخش دیا ہے۔عمرو بن دینار نے کہا: اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی

أَوْلِيَـاءَ﴾ [الممتحنة: 1] الْآيَةَ قَـالَ سُفْيَانُ: فَلَا أَدْرِي أَذٰلِكَ فِي الْحَدِيثِ أَمْ قَوْلًا مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

ہے:اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ(الآیۃ)راوی سفیان کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ یہ الفاظ حدیث میں شامل ہیں یا یہ عمرو بن دینار کا قول ہے۔

فائدہ :......اس واقعے سے سیدنا حاطب بن اَبی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی سچ گوئی ثابت ہوتی ہے کہ ان سے اجتہادی غلطی سرزد ہوئی تھی تو انھوں نے اسے مکمل وضاحت اور صاف گوئی سے بیان کر دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ نے خاص مقام عطا فرمایا ہے،اور تمام بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی بھی منافق نہیں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات کا زبردست رد کرتے ہوئے سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا دفاع کیا۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بعض روافض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتراض کرتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مرتد ہو گئے تھے۔ حالانکہ یہ اعتراض درست نہیں ہے۔اس کے جواب میں شیخنا محدث ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ لکھتے ہیں: ''مگر یہ اعتراض بھی درست نہیں ہے، بلکہ صحابی کی تعریف کو پیش نظر نہ رکھنے کا نتیجہ ہے،صحابی کی تعریف یہ ہے کہ جس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو،اور وہ اسلام پر فوت ہوا ہو۔ (الاصابہ: 8/1 وغیرہ) اور جو کوئی اسلام سے مرتد ہو گیا، اسے صحابی شمار نہیں کیا جاتا، جیسے عبداللہ بن خطل جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر وہ بیت اللہ کے غلاف کے نیچے بھی چھپا ہوا ہو تو اسے قتل کر دو، چنانچہ اُسے اسی حالت میں قتل کر دیا گیا، یا جیسے عبداللہ بن جحش جو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا خاوند تھا۔دونوں نے ہجرت حبشہ کی۔حبشہ میں عبداللہ عیسائی ہو گیا۔بعض وہ بھی تھے جو مرتد ہوئے،مگر پھر اسلام میں پلٹ آئے،وہ بھی صحابی شمار ہوتے ہیں، جیسے اشعث بن قیس، قرہ بن ہبیرہ، عمرو بن معدیکرب وغیرہ،لہٰذا جب صحابی کی تعریف میں یہ بات شامل ہے کہ وہ اسلام پر فوت ہوا ہو،تو اس روایت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان پر قائم نہ رہنے پر استدلال کیونکر ہو سکتا ہے،حافظ ابن حجر اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَلَا شَكَّ أَنَّ مَـنِ ارْتَـدَّ سُـلِبَ اسْمُ الصُّحْبَةِ لِأَنَّهَا نِسْبَةٌ شَرِيْفَةٌ إِسْلَامِيَّةٌ فَلَا يَسْتَحِقُّهَا مَنِ ارْتَدَّ بَـعْـدَ أَنِ اتَّصَفَ بِهَا . '' (فتح الباری : 490/6) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو مرتد ہو گیا،اس سے ''صحابی'' کا لقب سلب ہو گیا، کیونکہ صحابی اسلام کی مہتم بالشان نسبت ہے۔صحابی ہونے کے بعد جو اسلام سے مرتد ہوا،وہ اس لقب کا مستحق نہیں۔ (مقام صحابہ از ارشاد الحق اثری،ص:96 تا 98)

[50]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَخْبَرَةَ الْأَزْدِيِّ قَالَ: كَانُوا عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَقَامُوا لَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا هَذَا؟ فَقَالُوا أَمَرَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّمَا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً وَاحِدَةً وَلَمْ يَعُدْ.

ابومعمر کہتے ہیں: لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، اس وقت ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگ اس کے لیے کھڑے ہوگئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے یہ کیا کیا؟ لوگوں نے کہا: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صرف ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کیا تھا، (یعنی کھڑے ہوئے)، پھر دوبارہ نہیں کیا۔

فائدہ: ......اس حدیث میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ پہلے حکم یہی تھا کہ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جاتے لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (جنازہ دیکھ کر) کھڑے ہوئے، تو ہم لوگ بھی کھڑے ہوئے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تو ہم بھی بیٹھے رہے۔ (صحیح مسلم: 962) مسند احمد: 82/1 میں ہے کہ ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَأَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ)) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جنازہ (دیکھ کر) کھڑے ہونے کا حکم فرمایا تھا، پھر بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم فرماتے۔ ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا ضروری نہیں ہے۔ پہلے یہ حکم تھا لیکن بعد میں یہ منسوخ ہوگیا۔

[51]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا قَامَ مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ لَمْ يَعُدْ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ الْحُمَيْدِيُّ: وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا حَدَّثَنَا بِهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، وَلَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ فَإِذَا وَقَفْنَاهُ عَلَيْهِ يُدْخِلُ فِي حَدِيثِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک بار (جنازہ کے لیے) کھڑے ہوئے تھے پھر کبھی نہیں کھڑے ہوئے۔ ابوبکر حمیدی کہتے ہیں: سفیان بسا اوقات ہم سے حدیث بیان کرتے تو بروایت ابن ابی نجیح اور لیث، وہ مجاہد سے، وہ ابومعمر سے بیان کرتے، جب اس پر ہم توقف کرتے تو وہ ابن ابی نجیح کی سند میں ابومعمر کو داخل کردیتے، اور وہ حدثنا نہیں کہتے تھے، مگر وہ یہ کہتے کہ: ان ہر دو سے مروی ہے۔

(50) صحيح، سنن النسائي : 1924۔ مسند احمد : 141/1۔142۔ مسند الطيالسي : 162۔ مسند ابي يعلى:266 .
(51) صحيح مسلم : 962۔ سنن ابي داود : 3175۔ سنن الترمذي : 1044۔ سنن النسائي : 2001 .

ابْـنِ أَبِـي نَـجِيحٍ أَبَا مَعْمَرٍ وَكَانَ لَا يَقُولُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا .

[52]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَـاصِـمُ بْـنُ كُلَيْبٍ سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ أَبِي مُوسَى قَـالَ: سَـمِـعْـتُ عَلِيًّا وَبَعَثَ أَبَا مُوسَى وَأَمَرَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَاجَتِهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَـا عَلِيُّ سَلِ اللّٰهَ الْهُدَى وَالسَّدَادَ وَأَعْـنِـي بِـالْهُـدَى هِـدَايَةَ الـطَّرِيقِ، وَالسَّدَادِ تَسْدِيدَكَ لِلسَّهْمِ)) قَالَ: ((وَنَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَـنِ الْـقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَأَنْ أَلْبَسَ خَاتَمِي فِي هَذِهِ أَوْ فِي هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَى السَّبَّابَةِ وَالْـوُسْـطَـى)) قَـالَ الْحُمَيْدِيُّ: وَكَانَ سُفْيَانُ يُـحَـدِّثُ بِهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْـنِ أَبِي مُوسَى فَقِيلَ لَهُ: إِنَّمَا يُحَدِّثُونَهُ عَنْ أَبِي بُـرْدَةَ فَقَالَ: أَمَّا الَّذِي حَفِظْتُ أَنَا فَعَنْ أَبِي بَكْرٍ فَإِنْ خَالَفُونِي فِيهِ فَاجْعَلُوهُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُوسَى فَـكَانَ سُفْيَانُ بَعْدَ ذَلِكَ رُبَّمَا قَالَ: عَنِ ابْنِ أَبِي مُـوسَـى وَرُبَّمَا نَسِيَ فَحَدَّثَ بِهِ عَلَى مَا سَمِعَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ .

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے لیے روانہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور سیدھا ہونا مانگو اور یہ کہ میں ہدایت سے اس طریقہ کی ہدایت مراد لوں اور سیدھا ہونے سے تیر کی مانند سیدھا ہونا مراد لوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسی، میثرہ اور حمراء( نامی ریشمی ) لباس پہننے سے منع فرمایا ہے، اور مجھے منع فرمایا کہ میں انگوٹھی اس اور اس انگلی میں پہنوں اور شہادت والی انگلی اور درمیانی بڑی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ حمیدی کہتے ہیں: سفیان اس حدیث کو بروایت عاصم بن کلیب عن ابی بکر بن ابی موسیٰ بیان کرتے تھے تو ان کو کہا گیا کہ دوسرے راوی تو اس حدیث کو ابو بردہ سے روایت کرتے ہیں۔سفیان نے کہا: جو سند میں نے حفظ کی ہے اس میں تو ابو بکر سے مروی ہے، پس اگر وہ میری روایت کے خلاف روایت کرتے ہیں تو وہ ابن ابی موسیٰ کہتے ہیں۔ پھر اس کے بعد سفیان کہتے: عن ابن ابی موسیٰ، اور یہ بات بھول جاتے تو حدیث اس سند کے مطابق بیان کرتے

(52) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن التختم فی الوسطی والتی تلیها، حدیث: 2078- و کتاب الذکر والدعاء، حدیث: 2725- سنن ابی داود، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی خاتم الحدید، حدیث: 4225- سنن الترمذی، کتاب اللباس، باب کراهية الخاتم فی اصبعين، حدیث: 1786-سنن النسائی، کتاب الزينة، باب النهی عن الخاتم فی السبابة، حدیث: 5215- سنن ابن ماجه، کتاب اللباس، باب التختم فی الابهام، حدیث: 3648- مسند احمد: 134/1- مسند ابی یعلی: 419- مصنف ابن ابی شیبة: 504/8- کلهم من طريق عاصم بن کلیب عن ابی بردة بن موسى عن علی رضی اللہ عنہ-الروايات مطولة ومختصرة-

جوانھوں نے ابوبکر سے سنی ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انسان کو ہمیشہ ہدایت اور صراط مستقیم کا طلب گار ہونا چاہیے۔ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ (الفاتحہ : 5) سے یہی مطالبہ کرتے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ مرد پر ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تَـلْبَسُوا الْحَرِيْرَ ، فَإِنَّ مَنْ لَبِسَه' فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ)) ریشم کا لباس مت پہنو،اس لیے کہ جو مرد اسے دنیا میں پہنے گا وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا۔(صحیح البخاری : 5834۔ صحیح مسلم : 2069) حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: (1) اس نہی کے مخاطب مسلمان مرد ہیں، کیونکہ عورتوں کو ریشمی لباس پہننے کی اجازت ہے۔مردوں کے لیے یہ اس لیے حرام ہے کہ اس میں زیب وزینت کا پہلو ہے، جو عورتوں کا وصفِ خاص ہے۔(2) مردوں کے لیے یہ اس لیے بھی پسندیدہ نہیں ہے کہ اس سے مرد کی مردانہ خصوصیات ،شجاعت،شہامت وتہوُّر وغیرہ متاثر ہوتی ہیں۔(3) اس میں تکبر ورعونت کا بھی اظہار ہے،اور یہ بھی ناپسندیدہ ہے۔(4) مشرکین وکفار سے مشابہت ہے۔(5) اس کا استعمال اُس سادگی کے خلاف ہے جو اسلام ایک مسلمان کے اندر دیکھنا پسند کرتا ہے،اور جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے،((اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الْإِيْمَانِ)) بذاذہ ایمان کا حصہ ہے۔(سنن أبی داود : 4161) بذاذہ کا مطلب ہے کہ پُر تکلف لباس،قیمتی پوشاک اور آرائش وزیبائش کی بجائے سادہ اور بے تکلف رہن سہن اختیار کرنا۔(ریاض الصالحین ، مترجم : 715/1) یاد رہے کہ جس مرد کو خارش ہو وہ ریشم استعمال کرسکتا ہے۔(صحیح البخاری : 5839، صحیح مسلم : 2067) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انگوٹھی شہادت والی اور درمیانی انگلی میں پہننا ممنوع ہے،اور چھنگلی انگلی میں پہننا مسنون ہے۔

[**53**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ سَمِعَهُ مِنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: أَتَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَقَدْ أَدْخَلْتُ رِجْلِي فِي الْغَرْزِ فَقَالَ لِي: أَيْنَ تُرِيدُ؟ فَقُلْتُ: الْعِرَاقَ فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّكَ إِنْ جِئْتَهَا لَيُصِيبُكَ بِهَا ذُبَابُ السَّيْفِ)) فَقَالَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پاس حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس وقت آئے جب میں اپنا پاؤں چمڑے کی رکاب میں رکھ چکا تھا۔انھوں نے کہا: تم کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا: عراق جانے کا،حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم عراق گئے تو وہاں تمھیں تلوار کی دھار لگے گی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے اس سے پہلے ہی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سن لیا تھا۔ابو

(53) صحیح ، مسند ابی یعلٰی : 491۔ صحیح ابن حبان : 6723۔ مسند البزار : 718 .

عَلِيٌّ: ((وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَهُ يَقُولُهُ)) فَقَالَ أَبُو حَرْبٍ فَسَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: فَعَجِبْتُ مِنْهُ وَقُلْتُ: رَجُلٌ مُحَارِبٌ يُحَدِّثُ بِمِثْلِ هَذَا عَنْ نَفْسِهِ

حرب (بن ابی الاسود) کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے اس پر تعجب ہوا اور میں نے کہا: ایک مرد جنگ لڑنے والا بھی ہے اور اپنے متعلق ایسی باتیں بھی بیان کرتا ہے؟

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عراق کی سرزمین پُرفتن تھی اور وہ حق کو قبول کرنے والے نہ تھے، بلکہ حق کی بات کرنے والے کو قتل کر دیتے تھے، اور یہ حقیقت ہے کہ یہ سرزمین فتنوں کی زمین رہی ہے۔

[54]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ تَجَاوَزْتُ لَكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ))

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکاۃ تمھیں معاف کی ہے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو گھوڑے ذاتی کام کے لیے ہوں، اسی طرح جو غلام خدمت کے لیے ہوں، ان کی زکاۃ دینا فرض نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص گھوڑوں یا غلاموں کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتا ہے، تو اسے عام مال تجارت کی طرح قیمت کا اندازہ کر کے ان کی زکاۃ ادا کرنا ہوگی۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بھی تاجروں سے مال تجارت پر زکاۃ وصول کرنے کے احکامات جاری کیے تھے۔ (مؤطا امام مالک: 235/1، وسنده حسن)

[55]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ سگے بھائی، ایک ماں کے بیٹے وارث ہوں

(54) صحيح، سنن ابن ماجه، كتاب الزكاة، باب زكاة الورق والذهب، حديث: 1790۔ مسند احمد: 132/1۔ مسند عبد بن حميد: 65۔ مسند البزار: 840۔ سنن الكبرٰى للبيهقى: 118/4۔ مسند الطيالسى: 124۔ مسند ابى يعلٰى: 299۔ مصنف ابن ابى شيبة: 152/3 من طريق ابى اسحاق عن الحارث عن على۔ سنن ابى داود، كتاب الزكاة، باب فى زكاة السائمة، حديث: 1574۔ سنن الترمذى، كتاب الزكاة، باب ماجاء فى زكاة الذهب والورق، حديث: 620۔ سنن النسائى، كتاب الزكاة، باب زكاة الورق، حديث: 2479۔ مسند احمد: 92/1۔ سنن الدارمى: 1636۔ صحيح ابن خزيمه: 2284 من طريق ابى اسحاق عن عاصم بن حمزة عن على رضی اللہ عنہ.

(55) اسناده ضعيف، حارث الاعور راوی ضعیف ہے۔ نیز ابو اسحٰق السبیعی مدلس راوی کے سماع کی صراحت نہیں ہے۔ سنن الترمذى، كتاب الفرائض، باب ماجاء فى ميراث الاخوة من الاب والام، حديث: 2094، 2095۔ سنن ابن ماجه، كتاب الوصايا، باب الدين قبل الوصية، حديث: 2715۔ مسند احمد: 79/1۔ مسندابى يعلٰى: 179۔ مصنف ابن ابى شيبة: 160/10۔ مصنف عبدالرزاق: 19003۔ مستدرك للحاكم: 336/4.

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((قَضَى أَنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَّاتِ))

گے، سوتیلے بھائی نہیں۔

[56]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: ((قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَأَنْتُمْ تَقْرَءُونَ الْوَصِيَّةَ قَبْلَ الدَّيْنِ))

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کو وصیت سے مقدم رکھا ہے، جبکہ تم قرآن میں وصیت (کا لفظ) قرض (کے لفظ) سے پہلے پڑھتے ہو۔

فائدہ: ...... اس سے معلوم ہوا کہ میت کے مال کی تقسیم میں قرض پہلے ادا کرنا چاہیے، پھر اس کے بعد وصیت کو پورا کرنا چاہیے۔ قرآن کریم میں وصیت کو قرض پر مقدم کیا گیا ہے، اس لیے کہ تاکید مراد ہے، کیونکہ وصیت پوری کرنے میں عموماً غفلت کی جاتی ہے۔ حدیث میں قرض کا مقدم ہونا ثابت ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم آیت میں پڑھتے ہو ((مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ)) حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت سے پہلے قرض کی ادائیگی کا فیصلہ فرمایا ہے۔ (سنن الترمذی: 2122) امام ترمذی فرماتے ہیں: تمام اہل علم کا یہی موقف ہے کہ وصیت سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا۔

[57]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مِسْعَرٍ، وَابْنِ أَبِي لَيْلَى، وَشُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: لَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ جُنُبًا.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے حالت جنابت کے کوئی حالت قرآن پڑھنے سے مانع نہیں ہوتی تھی۔

فائدہ: ...... اس حدیث مبارکہ میں یہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت کے علاوہ ہر حالت

(56) ضعیف، سنن الترمذی: 2094، 2095۔ سنن ابن ماجة: 2715۔ مسند احمد: 79/1 وانظر الحدیث السابق۔

(57) سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب فی الجنب یقرأ القرآن، حدیث: 229۔ سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی الرجل یقرأ القرآن علی کل حال مالم یکن جنب، حدیث: 146۔ سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب جب الجنب من قراء ة القرآن، حدیث: 265۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب ماجاء فی قراء ة القرآن علی غیر طهارة، حدیث: 594۔ مسند احمد: 83/1، 134۔ صحیح ابن خزیمه: 208۔ صحیح ابن حبان 799۔ مصنف ابن ابی شیبة: 101/1، 102۔ مسند البزار: 706.

میں قرآن کریم پڑھتے تھے۔ یہی بات راجح ہے اور اسی میں احتیاط ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقع پر احتیاط پر عمل کیا ہے، مثال کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے وضو ہونے کی حالت میں سلام کا جواب نہیں دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت کے بعد سلام کا جواب دیا۔ ان دلائل کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ عدم طہارت کی حالت میں تلاوت قرآن کریم سے پرہیز کرنا بہتر ہے، جبکہ جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

[58]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ عِيسَى، ثنا الْأَعْمَشُ، ثنا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ((لَقَدْ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ الْأُمِّيُّ أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ))

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پختہ عہد دیا ہے کہ تحقیق تجھ سے صرف ایماندار ہی محبت کرے گا اور تجھ سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔

**فائدہ** :...... تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرتبہ قرآن و حدیث میں مسلمہ ہے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت جزوِ ایمان ہے۔ مسلمان کبھی کسی صحابی کے بارے میں غلو نہیں کرتا بلکہ ہر ایک سے محبت رکھتا ہے۔ اس حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا ذکر ہے اور الحمد للہ تمام مسلمانوں کو ان سے محبت ہے، اس حدیث کے فوائد میں مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ لکھتے ہیں: محبت سے مراد وہ غلو نہیں ہے جو بعض اہل بدعت میں پایا جاتا ہے، مثلاً بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبیوں علیہم السلام کی طرح معصوم قرار دے دیا ہے، بعض نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل قرار دیا ہے، بعض ان میں خدائی صفات کے قائل ہیں، اور بعض نے انھیں ہی خدا قرار دے دیا ہے، جو انسانی صورت میں زمین پر اتر آیا ہے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کی نذر و نیاز یا مصائب و مشکلات میں انھیں پکارنا، یا علی، یا علی مدد کے نعرے لگانا اور نادعلی وغیرہ کے اذکار پڑھنا، ہاتھ کے ایک پنجے کی شکل بنا کر اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیتے ہوئے ان مشکلات کے حل کا باعث سمجھنا، سب شرکیہ اعمال ہیں، جن کا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے اور نہ ہی وہ ان سے راضی ہیں، ان امور کا اس محبت سے کوئی تعلق نہیں ہے جو ایمان کی علامت ہے۔ (سنن ابن ماجه، مترجم : 181/1، طبع دارالسلام)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین جو اختلافات ہوئے ہیں ان پر تبصرہ و تنقید کرنے کی کسی کو جرأت نہیں کرنی چاہیے، اللہ

(58) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان حب الانصار وعلی رضی اللہ عنہ من الایمان، حدیث : 78۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب : 21، حدیث : 3736۔ سنن النسائی، کتاب الایمان، باب علامة الایمان، حدیث : 5021۔ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث : 114۔ مسند احمد : 84/1۔ مصنف ابن ابی شیبة : 56/12۔ مسند البزار: 560۔ مسندابی یعلی : 291۔ صحیح ابن حبان: 6924۔

تعالیٰ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے راضی ہے، والحمد للہ۔

[59]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، ثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيُّ ، ثنا أَبُو كَثِيرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَيِّدِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ قَتَلَ أَهْلَ النَّهْرَوَانِ فَكَانَ النَّاسُ قَدْ وَجَدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ مِنْ قَتْلِهِمْ فَقَالَ عَلِيٌّ أَيُّهَا النَّاسُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنِي ((أَنَّ نَاسًا يَخْرُجُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ، وَلَا يَعُودُونَ فِيهِ أَبَدًا أَلَا وَإِنَّ آيَةَ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا أَسْوَدَ مُجَدَّعَ الْيَدِ إِحْدَى يَدَيْهِ كَثَدِي الْمَرْأَةِ لَهَا حَلَمَةٌ كَحَلَمَةِ الْمَرْأَةِ)) قَالَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ ((حَوْلَهَا سَبْعُ هُلْبَاتٍ فَالْتَمِسُوهُ فَإِنِّي لَا أَرَاهُ إِلَّا فِيهِمْ)) فَوَجَدُوهُ عَلَى شَفِيرِ النَّهْرِ تَحْتَ الْقَتْلَى فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَإِنَّ عَلِيًّا لَمُتَقَلِّدٌ قَوْسًا لَهُ عَرَبِيَّةً يَطْعَنُ بِهَا فِي مَخْدَجَتِهِ قَالَ فَفَرِحَ النَّاسُ حِينَ رَأَوْهُ وَاسْتَبْشَرُوا وَذَهَبَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَجِدُونَ .

ابو کثیر نے کہا: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب اہل نہروان سے انھوں نے جنگ کی، لوگوں کو ان خارجیوں کے قتل کرنے پر افسوس ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ کچھ لوگ دین سے اس طرح خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر وہ کبھی بھی دین میں واپس نہیں آئیں گے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ ہاتھ کٹا مرد ہوگا۔ اس کا ہاتھ عورت کے پستان جیسا ہوگا، ہاتھ میں عورت کے پستان کے سر کی مانند نشان ہوگا۔ اور انھوں نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ انھوں نے کہا: اس کے گرد سات بال ہوں گے تم اس کو تلاش کرو، میرا خیال یہی ہے کہ وہ انھی میں موجود ہے، پس لوگوں کو نہر کے کنارے مقتولوں میں وہ شخص مل گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: (صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس عربی کمان تھی، اس سے انھوں نے اس کے ناقص خلقت والے ہاتھ پر ٹھوکر لگائی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے جب اسے دیکھا تو انھیں بہت زیادہ خوشی ہوئی اور جو انھیں فکر لاحق تھی وہ جاتی رہی۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں خارجیوں کا ذکر ہے، ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان کا کچھ تعارف ہو جائے: خارجیوں کے مختلف نام اور القابات ہیں۔ انھیں خارجی اس لیے کہا جاتا ہے کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج

---

(59) صحیح ، مسنداحمد : 88/1- مسندابی یعلی : 478- مسند ابن ابی عمر کما فی المطالب العالیة : 4501 من طریق اسماعیل بن مسلم بهذا الاسناد- اس کے کئی شواہد ہیں، دیکھیے صحیح مسلم ، کتاب الزکاة ، باب ذکر الخوارج وصفاتهم ، حدیث : 1063 ، 1064- وغیره

کیا تھا۔انھیں حکمیہ بھی کہا جاتا ہے، اس لیے کہ انھوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو حاکم (فیصل) ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ان کا کہنا تھا کہ حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان دو کو فیصل مان لیا تھا۔ان کو حروریہ بھی کہا جاتا ہے، اس لیے کہ اس گروہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ کر حروریہ مقام پر پڑاؤ ڈالا تھا۔انھیں شراۃ بھی کہا جاتا ہے، اس لیے کہ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم نے اللہ کے رستے میں اپنی جانیں فروخت کر دی ہیں۔انھیں مارقہ بھی کہا جاتا ہے، اس لیے کہ یہ دین سے نکلے ہوئے تھے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں خبر دی تھی کہ یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر یہ دین میں واپس نہیں آسکیں گے، لہٰذا یہ لوگ دین اسلام، ملت اور جمعیت اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں۔حکومت اسلامیہ کے باغی ہیں۔خلفاء کے خلاف انھوں نے تلواریں سونت لی ہیں۔ان کے مال وخون کو حلال قرار دیا ہے۔اپنے مخالفین کو کافر قرار دیا ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دین کے مددگاروں کو بُرا بھلا کہا، ان سے بیزاری کا اظہار کیا، انھیں کفر اور کبائر کا مرتکب قرار دیا۔ان کی مخالفت کو جائز سمجھا۔عذاب قبر اور حوض کوثر کی نفی کی، شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا، گناہ گار مسلمانوں کو دائمی جہنمی خیال کیا اور کہا: جس کسی نے جھوٹ بولا، صغیرہ یا کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا اور بلا توبہ فوت ہو گیا تو وہ کافر اور جہنمی ہے، ان کا دعویٰ ہے کہ جماعت امام کے علاوہ کسی اور کے پیچھے نہیں ہوتی، ان کے پندرہ فرقے ہیں۔تفصیل کے لیے غنیۃ الطالبین (ص: 4، 216) کا مطالعہ کریں۔

اس حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں کا قلع قمع کرنے میں کردار بیان ہوا ہے کہ انھوں نے ان کو قتل کیا ہے۔ لوگوں میں خارجیوں کے سردار کا نام ''حرقوس'' مشہور تھا، (سنن أبی داود: 4770، اسنادہ حسن)، اس شخص کے حالات کی کچھ وضاحت سنن أبی داود (4770، اسنادہ حسن) میں اس طرح ہے:

ابومریم نے کہا کہ یہ لنجا (خارجی) آدمی ان دنوں ہمارے ساتھ مسجد میں ہوتا تھا۔ دن رات ہم اس کے ساتھ بیٹھتے تھے۔فقیر آدمی تھا۔ میں نے اسے ان مسکینوں کے ساتھ دیکھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوا کرتے تھے جو وہ لوگوں کے ساتھ تناول فرمایا کرتے تھے۔ابومریم نے کہا: اس لنجے کا نام نافع ذوالثدیہ (پستان والا) تھا۔اس کے بازو عورت کے پستان کی طرح تھے، اور اس کے سر پر بھٹنی بھی تھی، اور اس پر بلی کی مونچھوں کی طرح کچھ بال تھے۔آج کے دور کے داعش بھی خارجی ہیں۔ نیز ''الرمیۃ، کا معنی کمان کیا جاتا ہے جو کہ درست نہیں بلکہ عام کتبِ لغت میں اس کا معنی شکار لکھا ہوا ہے اور یہی معنی درست ہے۔

# أَحَادِيثُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَامِ رضی اللہ عنہ

## حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

نام،نسب،خاندان: زبیر نام،ابوعبداللہ کنیت،حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقب،والد کا نام عوام اور والدہ کا نام صفیہ تھا، پورا سلسلہ نسب یہ ہے،زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی القرشی الاسدی،حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب قصی بن کلاب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

سیدنا زبیر بن عوام ابوعبداللہ قرشی کی کنیت سے مشہور ہیں۔عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، چوتھی پشت ''قصی'' پر پہنچ کر ان کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب ایک ہو جاتا ہے،ان کی والدہ ماجدہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا عبدالمطلب کی بیٹی اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی حضرت اسماء ان کی زوجیت میں تھیں، انھوں نے اور ان کی والدہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے ایک ساتھ حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔اس وقت ان کی عمر 16 سال اور ایک روایت کے مطابق 25 سال تھی۔سیدنا زبیر وہ خوش نصیب شخصیت ہیں جنھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فداک ابی و امی ،تجھ پر میرے ماں باپ قربان جائیں ۔سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جنگ احزاب کے موقع پر مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو عورتوں میں چھوڑ دیا گیا تھا ( کیونکہ یہ دونوں حضرات بچے تھے ) میں نے اچانک دیکھا کہ زبیر رضی اللہ عنہ ( آپ کے والد ) اپنے گھوڑے پر سوار بنی قریظہ (یہودیوں کے ایک قبیلہ کی ) طرف آ جا رہے ہیں۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا، پھر جب میں وہاں سے واپس آیا تو میں نے عرض کیا، ابا جان! میں نے آپ کو کئی مرتبہ آتے جاتے دیکھا۔ انھوں نے کہا: بیٹے! کیا واقعی تم نے بھی دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کے متعلق) اطلاع میرے پاس لا سکے۔ اس پر میں وہاں گیا اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فرط مسرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ:''میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔'' (صحیح بخاری : 3720 )

اور اس اعزاز کو پانے والے دوسرے خوش نصیب سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں ،امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے : امام سعیدؒ بن مسیّب نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوہ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کے تیر مجھے نکال کر دیے اور فرمایا کہ خوب تیر برسائے جا۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔(صحیح بخاری : 4055 ) اور سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ان بلند بخت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں جنھیں نام لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں جنت کی بشارت دی ۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ:

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد جنتی ہیں، سعید (سعید بن زید) جنتی ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہیں (رضی اللہ علیہم اجمعین) (جامع الترمذی: 3747)

جنگ جمل (جو 10 جمادی الاول سنہ 36 ھ کو ہوئی) اس میں سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے، جنگ کے بعد واپس جاتے ہوئے، جناب علی رضی اللہ عنہ کے ایک سپاہی عمیر بن جرموز نے بصرہ کے قریب انھیں شہید کردیا اور ان کا سر کاٹ کر جناب علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا، آٹھویں صدی کے حدیث اور تاریخ کے مشہور امام شمس الدین أبوعبداللہ الذہبی (المتوفی: 748ھ) نے (سیراعلام النبلاء) میں نقل فرمایا ہے کہ: ایک اعرابی (ابن جرموز سیدنا زبیر بن عوام کو قتل کر کے ان کا سر مبارک) جناب علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا تو علی رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: اے اعرابی! تو اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے، کیونکہ مجھے جناب رسول کریم ﷺ نے بتایا تھا کہ زبیر کا قاتل جہنم میں جائے گا۔

(سیراعلام النبلاء کی تحقیق میں علامہ شعیب الارناؤط اس روایت کے تحت لکھتے ہیں: رجال الاسناد ثقات)

نیز امام ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں انھی الفاظ سے نقل فرمائی ہے، اور مستدرک حاکم جہاں امام حاکم اور امام ذہبیؒ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے: امام زر بن حبیشؒ کہتے ہیں کہ میں جناب علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا کہ ان کے پاس سیدنا زبیر بن عوام کا سر مبارک لایا گیا، اور ساتھ ہی سیدنا زبیر کا قاتل بھی تھا، (جس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو) جناب علی نے اسے بلا کر لانے والے کو کہا کہ پیغمبر اکرم کے پھوپھی زاد زبیر کے قاتل کو جہنم کی بشارت دے دو، میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر نبی کا ایک خاص حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔ (امام حاکم اور امام الذھبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ احادیث صحیح ہیں) [مستدرك حاكم: 5588 التعليق من تلخيص الذهبي]

[60]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا مُـحَـمَّـدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْـدِ الـرَّحْـمَنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الـزُّبَيْـرِ قَـالَ: قَالَ الزُّبَيْرُ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَـوْمَ الْـقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾ [الزمر:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے۔'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا دوبارہ ہمارے درمیان جھگڑا ہوگا جبکہ دنیا میں بھی ہو چکا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تو میں نے کہا: پھر تو معاملہ

(60) حسن، سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة الزمر، حدیث: 3236۔ مسند احمد: 164/1، 167۔ مسند البزار: 964۔ مسند ابی یعلٰی: 668، 687۔ حلیة الاولیاء: 91/1، 92۔ مستدرك للحاكم: 435/2۔ تفسیر ابن جریر: 30138۔

31] قَالَ الزُّبَيْرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُكَرَّرُ عَلَيْنَا الْخُصُومَةُ بَعْدَ الَّذِي كَانَ بَيْنَنَا فِي الدُّنْيَا فَقَالَ ((نَعَمْ)) فَقُلْتُ: إِنَّ الْأَمْرَ إِذًا لَشَدِيدٌ.

سخت تر ہوگا۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی تفسیر بھی سمجھا کرتے تھے۔ دین اسلام ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ حدیث نبوی قرآن مجید کی تشریح وتوضیح ہے، حدیث مبارکہ کے بغیر قرآن کو سمجھنا بہت بڑی گمراہی ہے۔ أَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ کا بھی یہی تقاضا ہے کہ قرآن حکیم کی طرح حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستقل اپنی اتھارٹی اور مقام رکھتی ہے۔ جو حدیث کا منکر ہے، وہ حقیقت میں قرآن کا منکر ہے کیونکہ حدیث ہی نے یہ بتایا ہے کہ یہ قرآن ہے۔

[61]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ الزُّبَيْرُ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَأَيُّ نَعِيمٍ نُسْأَلُ عَنْهُ؟ وَإِنَّمَا هُمَا الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ قَالَ ((إِمَّا أَنَّ ذٰلِكَ سَيَكُونُ)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ فَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قَالَ: قَالَ الزُّبَيْرُ وَرُبَّمَا قَالَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ثُمَّ يَقُولُ فَقَالَ الزُّبَيْرُ.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''پھر تم سے نعمتوں کے متعلق سوال ہوگا۔'' تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس نعمت کا سوال ہوگا؟ ہمارے پاس تو دو سیاہ، کھجوریں اور پانی، ہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو ہو کر رہے گا۔ حمیدی نے کہا: سفیان کبھی تو کہتے: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اور کبھی کہتے: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حدیث قرآن مجید کی تشریح وتوضیح ہے، نیز دیکھیں (شرح حدیث:60) ہر نعمت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں اور جنوں پر کی ہے، روز قیامت ہر نعمت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اگر خالق ومالک چاہے تو بغیر حساب وکتاب جنت میں بھیج دے لیکن اگر وہ چاہے تو ایک ایک سانس اور چھوٹی سے چھوٹی نعمت کا بھی سوال کرے، اسے کون پوچھنے والا ہے؟ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کو ہمیشہ صابر وشاکر رہنا

(61) حسن، سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة (الهٰكم التكاثر)، حدیث: 3356۔ سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب معیشة اصحاب النبی ﷺ، حدیث: 4158۔ مسند احمد: 164/1۔ مسند البزار: 963۔ مسند ابی یعلٰی: 676.

چاہیے، کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور ناشکری نہیں کرنی چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فقیری بھی واضح ہو رہی ہے کہ بسا اوقات وہ پانی اور کھجور پر ہی گزارا کرتے تھے، سبحان اللہ۔

[62]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا أَبُو ضَمْرَةَ أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ اللَّيْثِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾ [الزمر: 31] قَالَ الزُّبَيْرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُكَرَّرُ عَلَيْنَا الَّذِي كَانَ بَيْنَنَا فِي الدُّنْيَا مَعَ خَوَاصِّ الذُّنُوبِ فَقَالَ ((نَعَمْ حَتَّى تُؤَدُّوا إِلَى كُلِّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ))

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے۔'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا دوبارہ ہمارے درمیان وہ جھگڑا ہوگا جو دنیا میں بھی ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ ہی خصوصی گناہوں کا بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، یہاں تک کہ ہر حق دار کو تم اس کا حق ادا کردو گے۔

[63]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ، ثني مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِنْسَانٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ لَيْلَةٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا عِنْدَ السِّدْرَةِ وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى طَرَفِ الْقَرْنِ الْأَسْوَدِ حَذْوَهَا فَاسْتَقْبَلَ نَخِبًا بِبَصَرِهِ وَوَقَفَ حَتَّى اتَّقَفَ النَّاسُ ثُمَّ قَالَ ((أَنَّ صَيْدَ وَجٍّ وَعِضَاهَهُ حَرَمُ مُحَرَّمِ اللّٰهِ)) وَذَلِكَ قَبْلَ نُزُولِهِ الطَّائِفَ وَحِصَارِهِ ثَقِيفًا.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم (مقام) لیلہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس لوٹ کر جب بیری کے درخت کے پاس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ پتھر کے پاس، اس کے برابر کھڑے ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام نخب کی طرف اپنی آنکھیں پھیر کر وہاں ہی کھڑے رہے، یہاں تک کہ سب لوگ پہنچ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مقام) وج کا شکار اور اس کے بڑے کانٹے دار درخت اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے سے حرام ہیں، اور یہ بات طائف پہنچنے اور قوم ثقیف کا محاصرہ کرنے سے پہلے بیان فرمائی۔

---

(62) حسن، سنن الترمذی: 3356۔ سنن ابن ماجه: 4158 وانظر رقم الحديث: 60.

(63) اسناده ضعيف، ابومحمد عبداللہ بن انسان لین الحدیث راوی ہے۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب، حديث: 2032۔ مسنداحمد: 165/1۔ مسندالشاشی: 48۔ الضعفاء للعقيلی: 93/4۔ سنن الكبرٰی للبيهقی: 200/5.

# أَحَادِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ
## حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان آٹھ خوش نصیب صحابہ میں سے ایک ہیں جنھیں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان دس جلیل القدر صحابہ میں رضی اللہ عنہم سے ایک جنھیں دُنیا میں جنت کی بشارت دی گئی۔ ان چھ ذیشان صحابہ میں سے ایک جنھیں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ منتخب کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ ان جید علماء صحابہ میں سے ایک جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں فتویٰ جاری کرنے کی اجازت تھی۔ زمانۂ جاہلیت میں ان کا نام عبدعمرو تھا، جب اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا، جو بعد میں عبدالرحمٰن بن عوف کے نام سے مشہور ہوئے۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ ارقم میں بیٹھ کر تعلیم و تربیت کا آغاز کرنے سے پہلے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اِسلام قبول کرنے کے دو روز بعد اِسلام قبول کرلیا تھا۔ اِسلام کی راہ میں وہ تمام مصیبتیں برداشت کیں جو صفِ اوّل کے مسلمانوں نے جھیلی تھیں لیکن آپ نے کمال صبر وتحمل سے کام لیا۔ آپ راہِ حق وصداقت میں ثابت قدم رہے۔ آپ نے دِین کی حفاظت کے لیے صفِ اوّل کے مسلمانوں کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کا سفر اختیار کیا۔ جب کفار کی جانب سے پہنچنے والی تکالیف کی کوئی انتہا نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ کو مدینہ طیبہ ہجرت کرجانے کی اجازت دے دی تو یہ ان عالی مقام مُہاجر صحابہ میں سرِ فہرست تھے، جو سوئے مدینہ دیوانہ وار چلے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارے کی فضاء قائم کی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ربیع کے مابین رشتہ اخوت قائم ہوا۔ حضرت سعد بن ربیع نے اپنے دینی بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا: بھائی جان! میں اہلِ مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، میرے دو باغ ہیں اور دو بیویاں ان میں سے جو باغ آپ کو پسند ہے میں اسے آپ کے نام ہبہ کردیتا ہوں اور ایک بیوی کو طلاق دے دیتا ہوں تاکہ آپ اس سے شادی کرکے اپنا گھر بسالیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے اہل وعیال اور مال میں برکت عطا فرمائے۔ آپ مجھے منڈی کا پتہ بتادیں، میں وہاں محنت کرکے کماؤں گا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے مدینہ طیبہ کی منڈی میں تجارت کا پیشہ اپنایا، اور اس کاروبار میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت عطا فرمائی کہ تھوڑے ہی عرصے میں اچھی خاصی رقم جمع ہوگئی۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ومن مناقبه أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم شهدله بالجنة، وأنه من أهل بدر

الذين قيل لهم: اعملوا ماشئتم---"إلخ اور آپ کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی، اور آپ بدری صحابیوں میں سے ہیں جن کے بارے میں (اللہ تعالیٰ نے )فرمایا: جو چاہو سو کرو(تمھاری مغفرت کر دی گئی ہے )(سير اعلام النبلاء : 78/1)

اس زمین پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دیکھا کہ نماز کی اقامت ہو چکی ہے اور (سیدنا) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ لوگوں کو (امام بن کر) نماز پڑھا رہے ہیں۔ وہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جب عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو احساس ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے ہیں تو مصلیٰ امامت سے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو۔ پس انھوں نے نماز پڑھائی، جب سلام پھیرا تو کیا ہوا؟ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیں:((فلما سلّم قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقمت فركعنا الركعة التي سبقتنا)) ''پھر جب (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے) سلام پھیرا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور میں کھڑے ہو گئے۔ ہماری جو رکعت رہ گئی تھی وہ پڑھی [پھر سلام پھیرا]۔(صحيح مسلم : 274/81 وترقيم دار السلام : 633) امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امتی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ پوری امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا شرف صرف آپ کو ہی حاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں۔(سنن الترمذی: 3747 و إسناده صحيح )

ایک حدیث میں آیا ہے کہ (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیا جب تک (سیدنا) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی نہ دے دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجر (علاقے) کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔(صحيح بخاری : 3156، 3157) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا:"فأنت عندنا عدل" پس آپ ہمارے (تمام صحابہ کے) نزدیک عادل (ثقہ، قابلِ اعتماد) ہیں۔(مسند ابی یعلیٰ : 153/2 ح : 839 و سنده حسن) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن الربیع (الانصاری رضی اللہ عنہ) کے درمیان رشتۂ اخوت (بھائی چارا) قائم کروا دیا۔(صحيح بخاری : 2408) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔(دیکھیے صحیح بخاری: 3700) آپ ان چھ اراکین مجلسِ شوریٰ میں سے ایک ہیں جنھیں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلافت کا مستحق چنا تھا۔(دیکھیے صحیح بخاری: 3700) سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ 32ھ کو مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات پر امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عوف! جاؤ، تم نے دنیا کا بہترین حصہ پا لیا اور گدلے (مٹی والے) حصے کو چھوڑ دیا۔(المستدرك للحاكم : 308/3، ح : 5347 وسنده صحيح)

[64]...... حدثنا الحمیدی، حدثنا سفیان، حدثنا عمرو بن دینار، قال: سمعت بجالة یقول: لَمْ یَکُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْجِزْیَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتَّی شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ أَهْلِ هَجَرَ۔

بجالہ کہتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجوسی قوم سے جزیہ نہیں لیتے تھے، یہاں تک کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (مقام) ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا تھا۔

**فائدہ**:...... اگر مسلمانوں کے ملک میں ذمی کفار ہیں تو ان سے جزیہ لینا درست ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بسا اوقات جب کوئی نئی حدیث سنتے تو جس سے حدیث سنتے اس سے گواہ مانگتے تھے۔ اگر وہ گواہ پیش کر دیتا تو اس حدیث کو قبول فرما لیتے تھے، تحقیق حدیث کا خوب اہتمام کرتے تھے۔ اس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عدالت پر کوئی جرح لازم نہیں آتی، کیونکہ وہ تمام عادل اور صادق تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ احتیاط کے پہلو پر عمل کرتے تھے۔ حدیث کی تحقیق کی غرض سے کبھی کبھار گواہ کا مطالبہ کر لیتے اور خصوصاً اس وقت جب وہ حدیث پہلی بار سنتے تھے۔ وہ اپنے اس عمل سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت مسلمہ کو سمجھانا چاہتے تھے کہ غیر ثابت شدہ بات کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرنا دین میں اضافہ کرنا ہے، جو کہ حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

[65]...... حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ، ثنا سُفْیَانُ، ثنا الزُّهْرِیُّ، عَنْ أَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: اشْتَکَی أَبُو الرَّدَّادِ فَعَادَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ أَبُو الرَّدَّادِ: إِنَّ أَخْیَرَهُمْ وَأَوْصَلَهُمْ مَا عَلِمْتُ أَبُو مُحَمَّدٍ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

ابو رداد بیمار ہو گئے، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو رداد کی تیمار داری کی تو ابو رداد نے کہا: ان لوگوں میں بہتر اور صلہ رحمی کرنے والا، جو میں جانتا ہوں، ابو محمد ہیں۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

(64) صحیح البخاری، کتاب الجزیة، باب الجزیة والموادعة مع اهل الذمة والحرب، حدیث: 3156۔ سنن ابی داود، کتاب الخراج، باب فی اخذ الجزیة من المجوس، حدیث: 3043۔ سنن الترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی اخذ الجزیة من المجوس، حدیث: 1587۔ سنن الکبریٰ للنسائی: 8715۔ مسند احمد: 190، 191۔ سنن الدارمی: 2504۔ مصنف عبدالرزاق: 9973۔ مصنف ابن ابی شیبة: 243/12۔ سنن الکبریٰ للبیهقی: 247/8، 248۔ الروایات مطولة ومختصرة۔

(65) صحیح، الادب المفرد للبخاری: 53۔ سنن ابی داود، کتاب الزکاة، باب فی صلة الرحم، حدیث: 1694، 1695۔ سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی قطیعة الرحم، حدیث: 1907۔ مسند احمد: 194/1۔ مسند البزار: 992۔ مسند ابی یعلیٰ: 840۔ مستدرك للحاکم: 158/4 مصنف ابن ابی شیبة: 535/8، 536.

عَوْفٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَقُولُ اللّٰهُ أَنَا اللّٰهُ وَأَنَا الرَّحْمَنُ ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَاشْتَقَقْتُ لَهَا اسْمًا مِنِ اسْمِي فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ ، وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ))

میں اللہ ہوں، میں رحمٰن ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اس کے لیے اپنے نام سے نام نکالا ہے، پس جو رحم کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا، اور جو اس کو توڑے گا، میں اس کو بالکل توڑ کر رکھ دوں گا۔

فائدہ:...... صلہ رحمی کی اہمیت وفضیلت ثابت ہوتی ہے، آج کل صلہ رحمی کا یہ مطلب سمجھا جاتا ہے کہ جو آپ سے رشتہ داری جوڑنا چاہے، آپ بھی اس سے رشتہ داری جوڑ لیں، حالانکہ صلہ رحمی میں یہ صورت بھی شامل ہے، البتہ دوسری صورت جو اس سے بھی کئی گنا اہم ہے، وہ بھی شامل ہے اور وہ یہ ہے کہ جو آپ سے رشتہ داری توڑنا چاہے، آپ پھر بھی اس سے رشتہ داری قائم کریں۔ لفظ رحم ''رحمٰن'' سے ہے، اور لفظ ''رحمٰن'' اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

# أَحَادِيثُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ

## سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

### نام ونسب:

آپ کا نام ونسب یہ ہے۔ سعد بن مالک بن وہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن کنانہ القرشی الزہری۔ آپ کی والدہ کا نام، حمنہ بنت ابی سفیان بن امیہ ہے۔ [اسد الغابہ ، باب السین والعین ، ج : 1/ ص: 438]ھ

### حالات زندگی:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان دس مقدس صحابہ میں سے ہیں جنھیں حضور رحمت عالم ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت سنائی اور ان چھ صحابہ میں سے ایک ہیں جن کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجلس شوری قائم کی تھی اور جن کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ وصال کے وقت ان سے راضی تھے۔ بدر، اُحد، خندق اور اس کے علاوہ تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر رہے۔ یہ وہ صحابی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے راہ خدا میں دشمن کا خون بہایا اور سب سے پہلے اسلام کے تحفظ کے لیے دشمن کی طرف تیر چلایا۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نماز پڑھنے کے بعد پہاڑ کی گھاٹیوں میں اپنی قوم کے خوف سے چھپ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک گھاٹی میں حضرت سعد چند صحابہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ اچانک کچھ مشرکین آ گئے۔ انھوں نے مسلمانوں کو بُرا بھلا کہا اور ان کے دین کی مذمت کی پھر ان سے لڑائی چھڑ گئی، حضرت سعد نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی سے مار کر ایک مشرک کا

سر پھاڑ دیا۔ اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون بہایا گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایران کے خلاف جو فوج بھیجی اس کا امیر حضرت سعد کو بنایا تھا۔ حضرت سعد نے ایرانیوں کو قادسیہ کے مقام پر شکست دی۔ حضرت سعد نے ہی مدائن کسری کو عراق میں فتح کیا۔ قیس بن حازم حضرت سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! سعد کی دعاؤں کو قبول فرما، حضرت سعد جب بھی دعا کرتے تھے ان کی دعا قبول ہوتی تھی، لوگوں کو اس بات کا علم تھا اور سارے لوگ آپ کی بد دعا سے ڈرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب مسلمانوں کے دو گروہ کے درمیان جنگ ہوئی تو یہ اس سے الگ رہے۔ ان کے بیٹے اور بھتیجے نے یہ چاہا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد حضرت سعد لوگوں کو اپنی خلافت کی دعوت دیں لیکن انھوں نے یہ بات نہ مانی اور سلامتی کو طلب کیا۔ حضرت امیر معاویہ نے انھیں اپنے ساتھ ملانا چاہا لیکن حضرت سعد نے انکار کر دیا۔

## وفات:

55 ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ مروان نے پڑھائی۔ مہاجرین صحابہ میں سے فوت ہونے والے آپ آخری صحابی تھے۔ (اسد الغابه 438/1۔ 440) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: مدینہ منورہ آنے کے بعد ایک رات رسول اللہ ﷺ بیدار ہوگئے اور آپ نے فرمایا: کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک شخص آج رات میری حفاظت کرتا، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ابھی ہم اسی حال میں تھے کہ ہم نے ہتھیاروں کی آہٹ سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا: سعد بن ابی وقاص۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا: میرے دل میں آپ کے متعلق مجھے اندیشہ ہوا تو میں آپ کی حفاظت کے لیے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے ان کو دعا دی اور پھر آپ سو گئے۔ [صحیح مسلم : 2410] حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ جنگ اُحد کے دن اُن سے فرما رہے تھے: ''تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں، دشمنوں کو تیر مارو۔'' (صحیح مسلم : 2411) حضرت قیس بن حازم بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت سعد کے لیے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! سعد کی دعاؤں کو قبول فرما جب وہ دعا کریں۔ (ترمذی : 3751، سندہ صحیح)

[66]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں فتح مکہ کے موقع پر بیمار ہوا

(66) صحيح البخاری، كتاب الفرائض، باب ميراث البنات، حديث : 6733۔ صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب الوصية بالثلث، حديث : 1628۔ سنن ابی داود، كتاب الوصايا، باب ما جاء فيما لا يجوز للموصى فى ماله، حديث : 2864۔ سنن الترمذی، كتاب الوصايا، باب ما جاء فى الوصية بالثلث، حديث : 2116۔ سنن النسائی، كتاب الوصايا، باب الوصية بالثلث، حديث : 3656۔ سنن ابن ماجه، كتاب الوصايا، باب الوصية بالثلث، حديث : 2708۔ مسند احمد : 179/1۔ سنن الدارمی : 3199۔ مؤطا امام مالك، ص : 469۔ الادب المفرد للبخاری : 752.

الزُّهْرِيُّ، أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرِضْتُ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا أُشْفِيتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَأَتَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُنِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا، وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ ((لَا)) قُلْتُ: فَالشَّطْرُ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: فَالثُّلُثُ قَالَ: ((الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ إِنْ تَتْرُكْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى اللُّقْمَةُ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُخَلَّفُ عَلَى هِجْرَتِي فَقَالَ ((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي فَتَعْمَلَ عَمَلًا تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ رِفْعَةً وَدَرَجَةً وَلَعَلَّكَ إِنْ تُخَلَّفْ بَعْدِي حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرُّ بِكَ آخَرُونَ، اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ)) وَلٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ قَالَ سُفْيَانُ وَسَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ.

اور موت کے قریب پہنچ گیا۔ میرے پاس رسول کریم ﷺ تیمارداری کے لیے تشریف لائے، تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس بہت سا مال ہے اور میری صرف ایک ہی بیٹی وارث ہے تو کیا میں دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: پھر نصف؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: تیسرا حصہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیسرا حصہ، مگر تیسرا حصہ بھی زیادہ ہے۔ اگر تو اپنے ورثاء کو غنی چھوڑ جائے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ تو ان کو مفلس چھوڑ جائے اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔ تو جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے اس پر تجھے اجر ملتا ہے، یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تُو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے وہ بھی باعث اجر ہے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں مؤخر چھوڑا جاؤں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھیں مجھ سے ہرگز پیچھے نہیں کیا جائے گا، تو میرے بعد جو بھی عمل کرے گا جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر رکھے گا تو تجھے درجات اور بلندی ہی حاصل ہوگی۔ امید ہے کہ تو میرے بعد زندہ رہے گا تا کہ تجھ سے کچھ لوگ نفع پائیں، اور دوسرے کچھ لوگ ضرر اٹھائیں۔ یا اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت ثابت رکھنا، اور ان کو ان کی ایڑیوں پر اُلٹے پاؤں نہ پھیرنا، مگر افسوس حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ پر ہے، آپ ﷺ اس لیے سوگ کرتے تھے کہ وہ مکہ میں فوت ہوگئے تھے۔ سفیان نے کہا: حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ بنو عامر بن لؤی میں سے تھے۔

فائدہ :......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخی لوگ تھے، اور وہ دنیا و ما فیہا سے بے رغبتی اختیار کرنے والے تھے۔ ورثاء تھوڑے ہوں یا زیادہ کوئی بھی انسان اپنے مال سے زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں کیونکہ ہر نیکی کے کام میں اتباع قرآن وحدیث شرط ہے۔ اسلام کے قوانین کس قدر پیارے ہیں کہ وہ کسی کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا، اس سے ہر ممکن طریقے سے بچنا چاہیے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اولاد کو اپنے پیچھے فقیر چھوڑنے سے کئی گنا بہتر ہے کہ انھیں خوشحال چھوڑا جائے۔ اس حدیث سے ہجرت کی اہمیت بھی ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ثابت قدمی کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

[67]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَعْظَمُ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ أَمْرٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَى النَّاسِ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ))

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے کوئی بات پوچھی جس کی وجہ سے لوگوں پر (وہ) چیز حرام ہوگئی ہو (جو ان پر اس کے پوچھنے سے پہلے جائز تھی)۔

فائدہ :......اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ بے جا فضول قسم کے سوالات کرنا ناپسندیدہ عمل ہے، اگرچہ حلال وحرام کا تعلق زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے، اب کسی کے سوال کرنے سے کوئی چیز حلال یا حرام نہیں ہوگی، کیونکہ حلال وحرام واضح ہے، لیکن اس کے باوجود فضول سوال کرنا مکروہ عمل ہے۔

[68]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ،

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم کیا تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں کو بھی

(67) صحيح البخارى، كتاب الاعتصام، باب ما يكره من كثرة السؤال، حديث: 7289۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب توقيره ﷺ وترك اكثار سؤاله، حديث: 2358۔ سنن ابى داود، كتاب السنة، باب من دعا الى السنة، حديث: 4610۔ مسند احمد: 179/1۔ مسند البزار: 1084۔ مسند الشافعى: 19/1۔ صحيح ابن حبان: 110.

(68) صحيح البخارى، كتاب الايمان، باب اذا لم يكن الاسلام على الحقيقة، حديث: 27۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تالف قلب من يخاف على ايمانه لضعفه، حديث: 150۔ سنن ابى داود، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانه، حديث: 4683۔ سنن النسائى، كتاب الايمان، باب تاويل قوله عزوجل ﴿قالت الاعراب آمنا﴾، حديث: 4995۔ مسند احمد: 176/1۔ مسند البزار: 1087۔ صحيح ابن حبان: 163۔ مسند ابى يعلى: 714.

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَسْمًا)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْطِ فُلَانًا فَإِنَّهُ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْ مُسْلِمٌ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْطِ فُلَانًا فَإِنَّهُ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْ مُسْلِمٌ؟)) ثُمَّ قَالَ ((لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مَخَافَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ))

مال دیں وہ مومن ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وہ مومن ہے؟) یا وہ مسلم ہے۔ میں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! فلاں کو بھی عنایت فرمائیں و ہ مومن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا وہ مسلم ہے۔میں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! فلاں کو بھی عنایت فرمائیں وہ مومن ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا وہ مسلم ہے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں جب کسی کو کچھ دیتا ہوں تو اس سے دوسرا آدمی میرے نزدیک بہتر ہوتا ہے اور یہ اس لیے تا کہ وہ آگ میں نہ گرے۔

**فائدہ** :...... نئے مسلمان کی تالیف قلب انتہائی اہم ہے،اور اسی کے پیش نظر نبی کریم ﷺ بعض نئے مسلمانوں کو عطیات وغیرہ دیتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کا ہر فیصلہ حتمی ہوتا ہے۔اس کا ماننا فرض ہوتا ہے۔ ہاں اشکال کو حل کرنے کے لیے اعتراض کرنا درست ہے۔ایمان اور اسلام آپس میں لازم وملزوم ہیں،لیکن ایمان باطنی اعمال (مثلاً تصدیق قلب)اور ظاہری اعمال (مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکاۃ) کا نام ہے،جبکہ اسلام کا تعلق ظاہری اعمال سے ہے۔کسی کے ظاہری اعمال کو دیکھ کر اس کو مسلمان تو کہہ سکتے ہیں،مگر مومن نہیں کہہ سکتے، کیونکہ ہم تصدیق قلب کی صحیح حقیقت کو نہیں جانتے، نیز دیکھیں حدیث (69)۔

[**69**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ هَذَا الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَنَرَى أَنَّ الْإِسْلَامَ الْكَلِمَةُ ، وَأَنَّ الْإِيمَانَ الْعَمَلُ .

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث کی مانند ایک روایت کی گئی ہے اور اس کے کچھ الفاظ زائد ہیں۔ زہری نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ اسلام کلمہ شہادت ہے اور ایمان عمل ہے۔

**فائدہ** :......امام زہری کے قول کا مطلب یہ ہے کہ باطنی اور ظاہری اعمال کا نام ایمان ہے،لیکن اگر صرف زبان سے اقرار کیا ہے تو ہم اسے اسلام کہہ سکتے ہیں،ایمان نہیں، نیز دیکھیں: شرح حدیث: 68۔

---

(69) صحیح ، سنن ابی داود ، کتاب السنة ، باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه ، حدیث : 4683۔ صحیح ابن حبان : 163۔ شرح اصول الاعتقاد للالکائی : 1495۔ وانظر الحدیث السابق۔

[70]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ ، وَأَبُو ضَمْرَةَ قَالَا: ثنا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ))

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھائے تو اس دن اس کو زہر اور جادو تکلیف نہیں دے گا۔

فائدہ :...... عجوہ کھجور کی اہمیت وفضیلت ثابت ہوتی ہے، سبحان اللہ! زہر اور جادو کس قدر خطرناک چیزیں ہیں لیکن اللہ رب العزت نے ہر ہر بیماری کا علاج بھی نازل کیا ہے۔اسی طرح حفظ ماتقدم کے تحت بعض چیزوں کو بعض بیماریوں کے لیے آڑ بنایا ہے، جس طرح عجوہ کھجوریں زہر اور جادو کے لیے آڑ ہیں۔صحیح مسلم (2048) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور میں شفاء ہے، اور بے شک اس کو صبح کھانا تریاق ہے۔ مسند احمد (5/31)، سنن ابن ماجہ (3456) میں صحیح ثابت ہے کہ عجوہ کھجور جنت سے ہے، لیکن ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا: تم دل کے مریض ہو، تم بنو ثقیف کے حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ، وہ طبابت کرتا ہے، اسے چاہیے کہ مدینہ کی عجوہ کھجوروں میں سے سات کھجوریں لے کر انھیں گٹھلیوں سمیت کوٹ لے اور پھر تمھیں کھلا دے۔ (سنن أبي داود: 3875) اس کی سند میں ابن ابی نجیح مدلس راوی ہے، اور وہ عن سے بیان کر رہا ہے، لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔ نیز اس حدیث اور دیگر احادیث سے صبح کے وقت کا خیر وبرکت والا ہونا بھی ثابت ہے۔

[71]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: تحقیق رسول اللہ ﷺ نے

(70) صحيح البخاري، كتاب الطب، باب الدواء بالعجوة للسحر، حديث: 5768- صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب فضل تمر المدينة، حديث: 2047- سنن ابى داود، كتاب الطب، باب فى تمرة العجوة، حديث: 3876- سنن الكبرىٰ للنسائى: 6680- مسند احمد: 181/1- مصنف ابن ابى شيبة: 18/8- مسندابى يعلٰى: 717- سنن الكبرىٰ للبيهقى: 345/9.

(71) صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل على ابن ابى طالب رضی اللہ عنہ، حديث: 2404- سنن الترمذى، كتاب المناقب، باب: 20، حديث: 3730- سنن الكبرىٰ للنسائى: 8139- مسند احمد: 179/1- طبقات ابن سعد: 24/3- تاريخ الكبير للبخارى: 115/1- معجم الكبير للطبرانى: 333- مسند ابى يعلى: 739- من طريق سعيد بن المسيب عن سعد- صحيح البخارى، كتاب فضائل اصحاب النبى ﷺ، باب مناقب على بن ابى طالب القرشى، حديث: 3706- صحيح مسلم: 2404- سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل على بن ابى طالب رضی اللہ عنہ، حديث: 115- وغيرها من طريق ابراهيم بن سعد عن ابيه-

عَـلِـيُّ بْـنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْـنَ الْـمُسَيِّـبِ يَقُولُ: بَلَغَنِي عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّـاصٍ الْـحَدِيثُ ثُمَّ لَقِيتُ سَعْدًا فَحَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ((أَمَا تَـرْضَـى أَنْ تَـكُـونَ مِـنِّـي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى))

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہ ہوگا کہ تو مجھ سے اس مرتبہ پر ہو جس درجہ پر ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زبردست فضیلت ثابت ہوتی ہے۔اس حدیث کا مفصل سبب ورود (صحیح البخاری:4416) میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ حدیث اس وقت بیان فرمائی تھی جب آپ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تھے۔اور مدینہ منورہ میں عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تھا۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جہاد سے پیچھے رہنے کا افسوس ہوا تو وہ کہنے لگے:(اے اللہ کے نبی ﷺ!) آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں،اس وقت آپ ﷺ نے مذکورہ ارشاد فرمایا تھا۔بعض لوگوں کا اس حدیث سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلافصل ثابت کرنا باطل ومردود ہے،کیونکہ مقیس علیہ سیدنا ہارون علیہ السلام ہیں،ان کی خلافت عارضی تھی اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں تھی۔اسی طرح مقیس سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی عارضی تھی اور صرف نبی کریم ﷺ کی زندگی میں تھی۔اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل تسلیم کیا جائے تو قرآن وحدیث اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بہتان لازم آتا ہے،بس اللہ تعالیٰ گمراہ فرقوں کو ہدایت دے،آمین۔

[**72**]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَبْـدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ السُّـوَائِـيَّ يَـقُـولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَـقُولُ لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: وَاللّٰهِ لَقَدْ شَكَاكَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى زَعَمُوا أَنَّكَ لَا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کہا: اللہ کی قسم! اہل کوفہ تیرے متعلق ہر بات کی شکایت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں کہ آپ نماز درست نہیں پڑھاتے۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں انھیں نماز پڑھانے میں رسول اللہ ﷺ کی نماز سے کوئی کمی نہیں چھوڑتا،ظہر اور عصر

(72) صحيح البخاري، كتاب الاذان، باب وجوب القراءة للامام والماموم، حديث: 755ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة فى الظهر والعصر، حديث: 453ـ سنن ابى داود، كتاب الصلاه، باب تخفيف للاخريين، حديث: 803ـ سنن النسائى، كتاب افتتاح الصلاة، باب الركود فى الركعتين الاوليين، حديث: 1004ـ مسند احمد: 179/1ـ صحيح ابن خزيمه: 508ـ مسند ابى يعلٰى: 743ـ مسند البزار: 1063ـ صحيح ابن حبان: 1937.

تُحْسِنُ تُصَلِّي بِهِمْ فَقَالَ سَعْدٌ: ((أَمَا وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ آلُو بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ أَرْكُدُ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ)) قَالَ: فَسَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: ذَلِكَ الظَّنُّ بِكَ، ذَلِكَ الظَّنُّ بِكَ .

کی نماز میں اول دو رکعات کو طویل کرتا ہوں اور پچھلی دو رکعات کو مختصر کرتا ہوں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرے متعلق ہمارا یہ حسن ظن ہے،تجھ سے ہمیں یہی نیک گمان ہے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔امیر اور حکمران کو ایسا ہی ہونا چاہیے کہ اسے اگر کسی عامل یا ملازم کے متعلق شکایت موصول ہوتو وہ اس کی تحقیق کرے۔ اگر شکایت غلط ثابت ہوتو اس کی تردید کرے اور جس کے خلاف شکایت ہوئی تھی اس کی تحسین کرے، نیز دیکھیں (حدیث: 73)۔افسوس کہ ہمارے زمانے میں تحقیق کا ذوق ختم ہو چکا ہے۔ چاپلوسیاں کرنے والے جو بات بھی امیر یا مدیر کو جا کر بتا دیں، وہ بغیر تحقیق کے اس پر یقین کر کے فتنہ اور طوفان بدتمیزی برپا کر دیتے ہیں۔جس کے خلاف شکایت لگی ہو اس کو نشان عبرت بنا دیتے ہیں،خواہ وہ سو فیصد اس الزام سے بری ہو۔اللہ تعالیٰ تمام کو ہدایت عطا فرمائے، آمین۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ظہر اور عصر کی نماز میں پہلی دو رکعات لمبی کرنا اور آخری دو رکعات مختصر کرنا مسنون ہے اور ان کی تفصیل حدیث میں موجود ہے۔

[**73**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ذَلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ زَادَ فِيهِ سُفْيَانُ فَأَمَرَ بِهِ عُمَرُ أَنْ يُوقَفَ لِلنَّاسِ، فَجَعَلَ لَا يَمُرُّ عَلَى قَبِيلَةٍ إِلَّا أَثْنَوْا خَيْرًا حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ لِبَنِي عَبْسٍ فَانْبَرَا شَقِيٌّ مِنْهُمْ يُكْنَى أَبَا سَعْدَةَ فَقَالَ: أَنَا أَعْلَمُهُ لَا يَعْدِلُ فِي الرَّعِيَّةِ، وَلَا يَخْرُجُ فِي

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سابق کی مثل منقول ہے،مگر اس میں اس طرح ہے کہ تیرے ساتھ یہی گمان ہے،اے ابو اسحاق!اور اس میں سفیان کی روایت سے مزید یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ گزرنے والوں کے سامنے کھڑے ہوں۔ جو خاندان بھی گزرتا وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی خوبیاں ہی بیان کرتا، یہاں تک کہ بنو عبس کی مجلس سے ایک بدنصیب نے اعتراض کیا جس کی کنیت ابو سعدہ تھی۔وہ کہنے لگا: میں اس کو جانتا

(73) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، حديث: 453- مسند احمد: 180/1- صحيح ابن حبان: 1859- دلائل النبوة للبيهقي: 189/6- اخبار مكة للدورقي: 2- من طريق جرير بن عبدالحميد به- وانظر تخريج الحديث السابق-

السَّرِيَّةِ، وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، فَقَالَ سَعْدٌ: أَمَّا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ كَذَّابًا فَأَطِلْ عُمْرَهُ، وَأَكْثِرْ وَلَدَهُ، وَابْتَلِهِ بِالْفَقْرِ وَافْتِنْهُ، قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ شَيْخًا كَبِيرًا يَغْمِزُ الْجَوَارِيَ فِي الطُّرُقِ، فَيُقَالَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَيَقُولُ: شَيْخٌ كَبِيرٌ فَقِيرٌ مَفْتُونٌ أَصَابَتْهُ دَعْوَةُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ سَعْدٍ لَا تَكُونُ فِتْنَةٌ إِلَّا وَثَبَ فِيهَا.

ہوں، یہ رعیت میں انصاف نہیں کرتا، فوجی مہم میں نہیں نکلتا، اور برابر تقسیم نہیں کرتا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! (یہ جھوٹا ہے)، میں اس کے خلاف تین بددعائیں کرتا ہوں: یا اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی عمر طویل کر، اس کی اولاد کثیر ہو اور اس کو افلاس اور فتنے میں ڈال دے۔ عبد الملک بن عمیر نے کہا: یہ آدمی بہت بوڑھا ہو چکا تھا اور کم عمر لڑکیوں کو راستے میں آنکھیں مارا کرتا تھا، اس پر اگر ملامت کی جاتی تو وہ کہتا: میں بہت بوڑھا، مفلس ہوں، فتنے میں پڑا ہوا ہوں مجھے ایک مرد صالح حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بد دعا لگی ہے، وہ آدمی ہر فتنے میں کود پڑتا تھا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مظلوم بددعا کر سکتا ہے اور مظلوم کی بددعا رد نہیں ہوتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مظلوم کی بددعا سے بچو، بے شک مظلوم کی بددعا رد نہیں ہوتی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے، نیز دیکھیں، شرح حدیث: 72۔

[**74**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا الْعَلَاءُ بْنُ أَبِي الْعَبَّاسِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الطُّفَيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ بَكْرِ بْنِ قَرْوَاشٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَا الثُّدَيَّةِ فَقَالَ: ((شَيْطَانُ الرَّدْهَةِ رَاعِي الْجَبَلِ أَوْ رَاعٍ لِلْجَبَلِ يَحْتَدِرُهُ رَجُلٌ مِنْ بَجِيلَةَ يُقَالُ لَهُ الْأَشْهَبُ أَوِ ابْنُ الْأَشْهَبِ عَلَامَةٌ فِي قَوْمٍ ظَلَمَةٍ)) قَالَ سُفْيَانُ فَأَخْبَرَنِي عَمَّارٌ الدُّهْنِيُّ أَنَّهُ جَاءَ بِهِ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ الْأَشْهَبُ أَوِ ابْنُ الْأَشْهَبِ.

حضرت سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالثدیہ (خارجی) کا ذکر کیا تو فرمایا: شیطانی جماعت کا فرد ہے، گھوڑوں کا چرواہا ہے، یا پہاڑ کا چرواہا ہے، بنو بجیلہ میں سے ایک آدمی اُس کو اتارے گا جس کو اشہب یا ابن اشہب کہا جائے گا، وہ ظالم قوم کی علامت ہوگا۔ سفیان نے خبر دی کہ ایک شخص اشہب یا ابن الاشہب نامی اِس (ذو الثدیہ) کو لایا تھا۔

(74) اسناده ضعيف، بکر بن قرواش مجہول الحال ہے۔ الضعيفة ( 3750)۔ مسند احمد : 179/1۔ مصنف ابن ابی شيبة : 322/15، 323۔ السنة لابن ابی عاصم : 920، مستدرك للحاكم : 521/4۔ مسند ابی يعلٰی : 753.

[75]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ قَالَ: تَبَايَعَ رَجُلَانِ عَلَى عَهْدِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ بِسُلْتٍ وَشَعِيرٍ فَقَالَ سَعْدٌ تَبَايَعَ رَجُلَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِتَمْرٍ وَرُطَبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ؟)) قَالُوا نَعَمْ قَالَ ((فَلَا إِذَا))

ابن عیاش سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے عہد امارت میں دو آدمیوں نے صاف جو اور غیر صاف جو باہم فروخت کر دیئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں دو آدمیوں نے خشک کھجور اور تازہ کھجور کا تبادلہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تازہ کھجور خشک ہونے پر وزن میں کم ہوتی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، (کم تو ہوتی ہے۔) آپ ﷺ نے فرمایا: پھر یہ بیع جائز نہیں ہے۔

**فائدہ** :...... قیاس اور اجتہاد کرنا درست ہے، صاف جَو اور غیر صاف جَو کو ملا کر بیع کرنے کی ممانعت کا ذکر قرآن وحدیث میں نہیں ہے، لیکن خشک کھجور اور تازہ کھجور کو ملا کر فروخت کرنے کی دلیل موجود ہے، اور اس میں علت ضرر اور غرر ہے، اور یہی علت صاف جَو اور غیر صاف جَو میں بھی موجود ہے، اس لیے اس پر قیاس کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بھی فقیہ، مجتہد اور صاحب بصیرت صحابی تھے۔

[76]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَهِيكٍ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ)) قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي يَسْتَغْنِي بِهِ .

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو شخص قرآن کو اچھی آواز کے ساتھ نہ پڑھے۔ سفیان نے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن خوش الحانی سے پڑھنا چاہیے۔

---

(75) حسن ، سنن ابی داود ، کتاب البیوع ، باب التمر بالتمر ، حدیث : 3359۔ سنن الترمذی ، کتاب البیوع ، باب ما جاء فی النهی عن المحاقلة والمزابنة ، حدیث : 1225۔ سنن النسائی ، کتاب البیوع ، باب اشتراء التمر بالرطب ، حدیث: 4550- ۔ سنن ابن ماجه ، کتاب التجارات ، باب بیع الرطب بالتمر ، حدیث : 2264- مسند احمد : 179/1۔ مؤطا امام مالک ، ص: 387۔ مصنف عبد الرزاق : 14186۔ مصنف ابن ابی شیبة : 182/6۔ مسند الشافعی : 159/2۔ صحیح ابن حبان : 4997 .

(76) صحیح ، سنن ابی داود ، کتاب الوتر ، باب استحباب الترتیل فی القراء ة ، حدیث : 1469 ، 1470۔ مسند احمد : 179/1۔ سنن الدارمی : 1498۔ مصنف ابن ابی شیبة : 464/10۔ مسند ابی یعلٰی : 748۔ مستدرك للحاكم : 569/1۔ سنن الکبرٰی للبیهقی : 230/10 .

[77]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَهِيكٍ قَالَ: لَقِيَنِي سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي السُّوقِ فَقَالَ: اتِّجَارُ كَسْبَةٍ اتِّجَارُ كَسْبَةٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ)).

ابن نہیک کہتے ہیں: حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ سے بازار میں میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے کہا: کیا تُو کسب کے طور پر تجارت کرتا ہے؟ کیا تُو کسب کے طور پر تاجر ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن مجید کو اچھی آواز سے نہ پڑھے۔

فائدہ: ......ان دونوں احادیث (حدیث نمبر: 76، 77) میں ایک مسئلہ بیان ہوا ہے کہ قرآن مجید کو اچھی آواز میں پڑھنا چاہیے۔ اس فن کو علم تجوید کہتے ہیں۔ اس کے متعلق امام جزری فرماتے ہیں: اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ جس طرح امت مسلمہ کے لیے قرآن مجید کے معانی کا جاننا اور حدود کا قائم رکھنا ضروری ہے، بعینہٖ قرآن مجید کے الفاظ کی تصحیح اور حروف کو ان صفات کی ادائیگی کے ساتھ ادا کرنا بھی ضروری ہے جو صفات ائمہ قراء نے نبی کریم ﷺ سے متصل سند کے ساتھ حاصل کی ہیں، ان کی مخالفت کسی صورت بھی جائز نہیں ہے۔ یہاں پر ایک تنبیہ ضروری ہے کہ بعض پیشہ ور قراء تکلف اور غلط انداز میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ جو کہ درست نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

[78]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: ((أَنَا أَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَابِعَ سَبْعَةٍ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا الْحُبْلَةَ وَوَرَقَ السَّمُرَ

حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں پہلا آدمی ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر پھینکا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے آپ کو ساتواں فرد پایا ہے۔ ہمارے کھانے کے لیے کیکر کی پھلیاں اور اس کے پتوں کے بغیر کچھ نہ تھا۔ اس سے ہماری باچھیں زخمی ہو گئیں تھیں حتی کہ ہم ایسی مینگنیاں کرتے جیسا کہ بکری کی مینگنیاں

---

(77) صحيح، مستدرك للحاكم: 569/1- مصنف عبدالرزاق: 4170- تاريخ الكبير للبخارى: 401/5، تعليقاً من طريق ابن جريج به- وانظر الحديث السابق-

(78) صحيح البخارى، كتاب فضائل اصحاب النبى ﷺ، باب مناقب سعد بن ابى وقاص الزهرى رضي الله عنه، حديث: 3728- صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر، حديث: 2966- سنن الترمذى، كتاب الزهد، باب ماجاء فى معيشة اصحاب النبى ﷺ، حديث: 2366- سنن الكبرىٰ للنسائى: 8218- سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل سعد بن ابى وقاص رضي الله عنه، حديث: 131- مسند احمد: 181/1- سنن الدارمى: 2420- مسند ابى يعلىٰ: 732- صحيح ابن حبان: 6989.

حَتَّى لَقَدْ قَرِحَتْ أَشْدَاقُنَا حَتَّى إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَضَعُ مِثْلَ مَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الدِّينِ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَخَابَ عَمَلِي)).

ہوتی ہیں اور پاخانہ ملا ہوا نہ ہوتا تھا۔ اب تو بنو اسد بھی مجھے دین کے بارے میں عیب لگاتے ہیں، پھر تو میں گمراہ ہوا اور میرا عمل ضائع ہو گیا۔

فائدہ : ......اس میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے ابتدائی حالات بیان کیے ہیں کہ ہم نے پہلے دور میں کس قدر تکالیف کا سامنا کیا ہے۔ بوقت ضرورت (خصوصاً جب کوئی انسان ذلیل کرنے کی کوشش کر رہا ہو) اپنے خیر کے کام بتانا درست ہے، اس میں ریا کاری یا فخر مقصود نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ساتویں نمبر پر مسلمان ہوئے۔

[79]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا أَبُو يَعْفُورَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَطَبَّقْتُ فَنَهَانِي وَقَالَ ((قَدْ كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِينَا يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ))

حضرت مصعب بن سعد نے کہا: میں نے اپنے باپ کے پہلو میں نماز پڑھی تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھ لیے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے منع کیا اور فرمایا: ہم اس طرح کرتے تھے پھر ہمیں منع کیا گیا، یعنی نبی کریم ﷺ نے منع فرما دیا۔

فائدہ : ......تطبیق کا مفہوم یہ ہے کہ رکوع میں دونوں ہاتھوں کو ملا کر انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر رانوں کے درمیان رکھنا۔ پہلے رکوع اس طرح کیا جاتا تھا لیکن پھر یہ طریقہ منسوخ ہو گیا، اور اب رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر اس طرح رکھا جائے جس طرح گھٹنوں کو پکڑا جاتا ہے۔ (سنن ابی داود : 730، سندہ صحیح ۔جامع ترمذی : 304)

[80]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم

(79) صحيح البخاري، كتاب الاذان، باب وضع الاكف على الركب في الركوع، حديث: 790- صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب الندب الى وضع الايدي على الركب في الركوع، حديث: 535- سنن ابي داود، كتاب الصلاة، باب وضع اليدين على الركبتين، حديث: 867- سنن الترمذي، كتاب الصلاة، باب ماجاء في وضع اليدين على الركبتين، حديث: 259- سنن النسائي، كتاب التطبيق، باب نسخ ذلك، حديث: 1033-سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب وضع اليدين على الركبتين، حديث: 873- مسند احمد: 181/1- سنن الدارمي: 1308- مسند ابي يعلى: 812- صحيح ابن خزيمه: 596- صحيح ابن حبان: 1882.

(80) صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، حديث: 2698- سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب: 58، حديث: 3463- عمل اليوم والليلة للنسائي: 152- مسند احمد: 174/1- مسند ابي يعلى: 829- مصنف ابن ابي شيبة: 294/10- معجم الكبير للطبراني: 1703.

مُـوسَى الْجُهَنِيِّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيـهِ قَـالَ: قَـالَ رَسُولُ اللّٰـهِ ﷺ: ((أَيَـعْـجِزُ أَحَـدُكُـمْ أَنْ يَـكْسِـبَ كُـلَّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ)) فَسَـأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا فِـى كُـلِّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ ((يُسَبِّحُ مِائَةً أَوْ يُكَبِّرُ مِائَةً فَهِىَ أَلْفُ حَسَنَةٍ)).

میں سے کوئی شخص ہر دن میں ہزار نیکیاں حاصل کرنے سے بھی عاجز ہوسکتا ہے؟ اہل مجلس میں سے کسی نے عرض کی: ہم میں سے کوئی ایک ہر روز ہزار نیکی کس طرح حاصل کرسکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو سو بار سبحان اللہ کہے، یا سو بار اللہ اکبر کہے، تو یہ ہزار نیکی ہے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں سبحان اللہ اور اللہ اکبر کے ذکر کی فضیلت بیان کی جا رہی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سو بار سبحان اللہ یا سو بار اللہ اکبر کہنے سے ایک ہزار نیکی ملتی ہے۔ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پاکیزگی نصف ایمان ہے، اور الحمد للہ ترازو کو بھر دیتا ہے، اور سبحان اللہ والحمد للہ کہنا ترازو کو بھر دیتا ہے، یا فرمایا: آسمانوں اور زمین کے درمیانی حصے کو بھر دیتے ہیں۔ (صحیح مسلم : 223)

اس حدیث کی شرح میں مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ لکھتے ہیں: نیز مذکورہ اذکار کی فضیلت اور اجر کا بیان ہے کہ ان کلمات کو اگر جسم عطا کیا جائے تو ترازو آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کو بھر دے گا، یہ گویا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وسعت اور اس کی بے پایاں رحمت کا بیان ہے۔ (ریاض الصالحین : 342/2)

# أَحَادِيثُ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ الْعَدَوِيِّ رضی اللہ عنہ

## سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی رضی اللہ عنہ: آپ کا مکمل نام اس طرح ہے سعید نام، ابوالاعور کنیت، والد کا نام زید اور والدہ کا نام فاطمہ بنت بعجہ تھا، سلسلہ نسب یہ ہے، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی القرشی العدوی۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، انھیں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے، آپ سابقین اولین اور بدری صحابیوں میں سے تھے جن سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ آپ (تمام) غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ آپ دمشق کے محاصرے اور فتح کے وقت (وہاں) موجود تھے۔ آپ کو (سیدنا) ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے دمشق کا والی بنایا اور اس امت میں دمشق کے سب سے پہلے نائب آپ رہے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء : 124/1، 125) آپ قدیم الاسلام ہیں، سیدنا ابو الاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی العدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ: اللہ کی قسم! مجھے وہ وقت یاد ہے جب عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کرنے سے پہلے، مجھے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے باندھ رکھا تھا۔تم لوگوں نے (سیدنا) عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اگر اس کی وجہ سے احد (کا پہاڑ) اپنی جگہ سے ہٹ جاتا تو یہ اس کے مستحق تھا کہ ہٹ جائے۔(صحیح البخاری : 3862) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا:"وسعيد بن زيد فى الجنة" اور سعید بن زید جنتی ہے۔(سنن الترمذی : 3747 و سنده صحيح، نیز دیکھیں مسند حمیدی 84) ایک موقع پر آپ نے عشرہ مبشرہ میں سے آٹھ کے نام گنوائے اور آگے کہا کہ میں نویں کو بھی جانتا ہوں،اس کا نام لے سکتا ہوں۔۔لوگوں نے آوازیں بلند کیں اور کہا کہ ضرور بتائیں تو فرمایا: نواں میں ہوں۔(مسند احمد، ح : 1629 و اسناده صحيح) محمد بن اسحاق بن یسار نے کہا: غزوۂ بدر کے مالِ غنیمت میں آپ کا حصہ مقرر کیا گیا تھا (جس کی وجہ سے آپ کو بدری کہا جاتا ہے۔(معرفة الصحابة لابى نعيم الاصبهانى : 141/1) سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے، اس پر ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔ اَرْوٰی بنت اویس نامی ایک عورت نے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر مروان بن الحکم الاموی کی عدالت میں جھوٹا دعویٰ کردیا کہ انھوں نے میری زمین پر قبضہ کرلیا ہے۔عدالت میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنا کر فرمایا:((اللهم إن كانت كاذبة فعم بصرها و اقتلها فى أرضها)) اے میرے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اسے اندھا کردے اور اسے اس کی زمین میں ہلاک کر۔اس حدیث کے راوی عروہ کہتے ہیں کہ: وہ عورت مرنے سے پہلے اندھی ہوگئی اور پھر وہ ایک دن اپنی زمین پر چل رہی تھی کہ ایک گڑھے (کنویں) میں گر کر مرگئی۔(صحیح مسلم : 1610 و ترقيم دارالسلام : 4134) اولیاء اللہ سے دشمنی کا یہ انجام انتہائی عبرتناک ہے مگر پھر بھی لوگ باز نہیں آتے۔سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بہت کم روایات ہم تک پہنچی ہیں جن میں دو حدیثیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں۔ایک دفعہ کوفہ کی بڑی مسجد میں کسی (ظالم اور بدنصیب) شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا کہا تو سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اس پر سخت انکار کیا اور وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث سنائی جس میں عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کا ذکر ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((أبو بكر فى الجنة، وعمر فى الجنة و عثمان فى الجنة، على فى الجنة...... إلخ)) ''ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں اور علی جنتی ہیں......الخ'' سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی معرکے میں حاضر رہا ہے اور اس کے چہرے پر غبار پڑا ہے وہ تمھارے تمام (نیک) اعمال سے افضل ہے اگرچہ تمھیں نوح علیہ السلام کی عمر بھی مل جائے۔(مسند احمد ح : 1629 و اسناده صحيح) نافع (تابعی) فرماتے ہیں کہ آپ (50ھ یا 52ھ میں) عقیق (مدینہ سے باہر ایک مقام) پر فوت ہوئے، پھر آپ کو مدینہ لایا گیا اور آپ (مدینہ میں) دفن کیے گئے۔ (طبقات ابن سعد: 384/3 وسندہ حسن) آپ جمعہ کے دن فوت ہوئے تھے، آپ کی وفات کی خبر پہنچی تو (سیدنا) ابن عمر رضی اللہ عنہما

عقیق چلے گئے اور (مصروفیت کی وجہ سے) نماز جمعہ چھوڑ دی۔ (ابن سعد: 384/3 وسندہ صحیح)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انھیں حنوط (خوش بو) لگایا اور اُٹھا کر مسجد لے گئے، پھر آپ کا جنازہ پڑھا اور دوبارہ وضو نہ کیا۔ (طبقات ابن سعد 384/3 و سنده صحيح) نافع سے روایت ہے کہ سعید بن زید بدری صحابی تھے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ وہ (سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ) جمعہ کے دن بیمار ہیں تو انھوں نے سورج بلند ہونے اور نماز جمعہ قریب ہونے کے باوجود جمعہ چھوڑ دیا اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ (صحيح البخاری : 399)

[81]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ))

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الکماۃ) کھمبی مَنْ میں سے ہے، جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث میں کھمبی کی اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ کھمبی کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے۔ سبحان اللہ! اللہ رب العزت نے تمام بیماریوں کے علاج بھی نازل فرمائے ہیں، ہمیں ان چیزوں سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔

[82]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ، وَالْعَجْوَةُ نَزَلَ بَعْلُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيهَا شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ))

شہر بن حوشب نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھمبی مَنْ سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے اور عجوہ کا اصل جنت سے ہے اور اس میں زہر سے شفا ہے۔

(81) صحيح البخاری، كتاب الطب، باب المن شفاء للعين، حديث : 5708- صحيح مسلم، كتاب الاطعمة، باب فضل الكماة ومداواة العين بها، حديث : 2049- سنن الترمذی، كتاب الطب، باب ما جاء فی الكماة والعجوة، حديث : 2067- سنن الكبرٰى للنسائی : 6668- سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب الكماة والعجوة، حديث: 3454- مسند احمد : 187/1- مسند ابی يعلٰى : 965- مصنف ابن ابی شيبة : 89/8 .

(82) اسناده مرسل سنن الترمذی (2068)- سنن ابن ماجه (3455) من طريق شهر عن أبی هريرة رضی الله عنه، وانظر الحديث السابق والحديث صحيح .

[83]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا الزُّهْرِيُّ، أَخْبَرَنِي طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ ابْنُ أَخِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شِبْرًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ)) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يُدْخِلُ بَيْنَ طَلْحَةَ وَبَيْنَ سَعِيدٍ رَجُلًا فَقَالَ سُفْيَانُ: مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ أَدْخَلَ بَيْنَهُمَا أَحَدًا.

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک بالشت زمین ظلم سے حاصل کی اس کو سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا، اور جو اپنے مال (کی حفاظت) کی وجہ سے قتل کیا گیا وہ شہید ہے۔ حمیدی نے کہا: سفیان کو کہا گیا کہ معمر حضرت طلحہ اور سعید رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک اور شخص کا ذکر کرتے تھے۔ سفیان نے کہا: میں نے زہری سے نہیں سنا کہ انھوں نے ان دونوں کے درمیان کسی کو داخل کیا ہو۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں ظلم کی ایک قسم کا بیان ہے کہ جس نے کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کیا، وہ زمین خواہ ایک بالشت کے برابر ہی کیوں نہ ہو، حرام ہے۔ اس کے بدلے میں روز قیامت ہتھیانے والے کے گریبان میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔ کس قدر یہ سنگین جرم ہے، اور کس قدر ذلت آمیز فعل ہے کہ قیامت کے دن پوری انسانیت کے سامنے زمینیں اس کے گریبان میں ہوں گی، اور وہ کیسے چلے گا؟ اس قدر زیادہ بوجھ کیسے اٹھائے گا؟ جہنم میں جانے سے پہلے کس قدر بڑا عذاب اس کو دیا گیا ہے۔ اس میں ہر انسان کے لیے عبرت ہے کہ ایک پائی بھی ناجائز حاصل نہ کرے، ہر معاملے میں تقویٰ اختیار کرے، قرآن و حدیث کو لازم پکڑے اور علماء کے قریب بیٹھ کر علم وحی سیکھے تاکہ آخرت کے عذابوں سے محفوظ رہ سکے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو گیا، وہ شہید ہے۔ یہ بات معلوم شدہ ہے کہ عزت، مال اور جان کی حفاظت کرنا فرض ہے۔ ان پر اگر کوئی حملہ کر دے تو اس کا دفاع بھی ضروری ہے۔ جب مال پر حملہ آور ہونے والے کے ساتھ لڑنا جائز ہے تو عزت اور جان پر حملہ آور ہونے

(83) صحیح، مسند احمد: 187/1۔ مسند ابی یعلٰی: 949۔ مسند الشاشی: 204۔ مسند البزار: 1260۔ مساوی الاخلاق للخرائطی: 659۔ بھذا اللفظ۔ صحیح البخاری: 2452۔ صحیح مسلم: 1610 بالشطر الاول وسنن النسائی، حدیث: 4095۔ سنن ابن ماجہ، حدیث: 2580۔ مختصرا بلفظ "من قتل دون مالہ فھو شھید"۔ وللحدیث طرق۔ (83م) صحیح سنن الترمذی، کتاب الدیات، باب ماجاء فیمن قتل دون مالہ فھو شھید، حدیث: 1418۔ مسند احمد: 188/1۔ مسند عبد بن حمید: 105۔ مصنف عبدالرزاق: 18564۔ مساوی الاخلاق للخرائطی: 658۔ صحیح ابن حبان: 3159۔من طریق عبدالرزاق عن معمر بہ۔

والے کے خلاف لڑنا بالا ولیٰ ضروری ہے۔اس صورت میں شہید ہونے والے کا درجہ راہ جہاد میں شہید ہونے والے شخص سے کم ہے۔اس کو باقاعدہ کفن اور غسل دیا جائے گا، جبکہ معرکے میں شہید ہونے والے کو کفن اور غسل نہیں دیا جائے گا۔

[84]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ ، عَنِ ابْنِ ظَالِمٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَشَرَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِي الْجَنَّةِ أَنَا فِي الْجَنَّةِ ، وَأَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ)) ثُمَّ سَكَتَ سَعِيدٌ فَقَالُوا مَنِ الْعَاشِرُ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا .

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش میں سے دس آدمی جنتی ہیں: میں محمد رسول اللہ ﷺ جنت میں ہوں، ابو بکر رضی اللہ عنہ جنت میں، عمر رضی اللہ عنہ جنت میں، عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں، علی رضی اللہ عنہ جنت میں، زبیر رضی اللہ عنہ جنت میں، طلحہ رضی اللہ عنہ جنت میں، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنت میں، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں۔ پھر حضرت سعید رضی اللہ عنہ خاموش ہوگئے تو لوگوں نے کہا: دسواں کون ہے؟ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ میں ہوں۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں نو افراد کا ذکر ہے، دسویں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ان دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ''عشرہ مبشرہ'' کہا جاتا ہے، اور یہ تمام قریش میں سے تھے۔یہ دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر بے شمار صحابہ کرام کو جنتی کہا ہے، بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنتی ہیں۔اس پر قرآن وحدیث میں بے شمار دلائل ہیں۔ایک دلیل یہ ہے کہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ۔ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو وہ جنت میں جائے گا، اور تمام صحابہ کرام سے اللہ رب العزت راضی ہیں، والحمد للہ۔اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے ایک ہی موقع پر حراء پہاڑ پر کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام گنوائے کہ یہ لوگ جنتی ہیں۔اس حدیث میں جو ترتیب نبی کریم ﷺ سے ثابت

---

(84) صحيح ، سنن ابى داود ، كتاب السنة ، باب فى الخلفاء ، حديث : 4648۔ سنن الترمذى ، كتاب المناقب ، باب مناقب سعيد بن زيد بن عمرو رضی اللہ عنہ حديث : 3757۔ سنن الكبرىٰ للنسائى : 8134۔ سنن ابن ماجه ، المقدمة ، باب فضائل العشرة رضی اللہ عنہم ، حديث : 134۔ مسند احمد : 188/1 ، 189۔مسند الطيالسى : 235۔ مسند ابى يعلىٰ : 969۔ صحيح ابن حبان : 6996 .

ہے،اس پر ہمارا ایمان ہے۔خلیفہ اول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ،خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ،خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ،اور خلیفہ رابع حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔راقم کی تحقیق میں کسی بھی حدیث میں اس ترتیب کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے، بلکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا نام لیا،تب بھی پہلے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا۔اس ترتیب سے اختلاف درست نہیں ہے۔

## مُسْنَدُ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ

## ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے: عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر قریشی،کنیت ابوعبیدہ تھی۔فہر پر آپ کا سلسلہ نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے۔آپ کا والد مسلمان نہیں ہوا تھا۔ بلکہ غزوہ بدر میں اپنے ہی بیٹے کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا تھا۔سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر 29 برس کی عمر میں مسلمان ہوئے۔اور آپ نویں نمبر پر مسلمان ہوئے تھے۔آپ دراز قد، دبلے پتلے، لمبے چہرے،ابھرے سینے اور چوڑی داڑھی والے تھے۔رخساروں پر گوشت نہیں تھا،اور سامنے کے دو دانت غزوہ احد میں ٹوٹ گئے تھے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران سے عاقت اور سید (دو عیسائی) آئے۔ وہ آپ سے مباہلہ کرنا چاہتے تھے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: ایسا نہ کر، اللہ کی قسم !اگر وہ نبی ہوئے اور ہم نے مباہلہ کرلیا تو ہم اور ہماری اولاد کبھی کامیاب نہ رہے گی۔ انھوں نے کہا: آپ جو چاہتے ہیں ہم آپ کو دیتے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ ایک امین آدمی بھیج دیں، امین (امانت دار) کے سوا دوسرا کوئی شخص نہ بھیجیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمھارے ساتھ وہ امین بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھنے لگے تو آپ نے فرمایا: ابوعبیدہ بن جراح اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں۔ (صحیح بخاری: 4380) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یمن والے (مسلمان) آئے تو کہا: "ابعث معنا رجلاً يعلّمنا السنة والاسلام" آپ ہمارے ساتھ ایسا آدمی بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام سکھائے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں۔ (صحیح مسلم: 2419/54 و ترقیم دارالسلام: 6253) اللہ اکبر زبان نبوت سے یہ فضیلت صرف سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان وحی سے فرمایا: ((وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة)) اور ابوعبیدہ بن الجراح جنتی ہیں۔ (سنن الترمذی: 3747 و سنده صحيح) عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے

(سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے کون آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زیادہ محبوب تھا؟ انھوں نے فرمایا: ابوبکر، میں نے پوچھا: پھر کون (زیادہ محبوب) تھا؟ انھوں نے فرمایا: عمر، میں نے پوچھا: پھر کون (زیادہ محبوب) تھا؟ انھوں نے فرمایا: ابوعبیدہ بن الجراح۔ میں نے پوچھا: پھر کون؟ تو آپ (رضی اللہ عنہا) خاموش ہوگئیں۔ (سنن الترمذی: 3657 وقال: هذا حديث حسن صحيح) آپ اٹھارہ ہجری (18ھ) کو طاعون عمواس میں بیمار ہوئے اور انتہائی صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا۔ دیکھیے کتاب الزہد لابن المبارک (ح 882 وسندہ حسن) اسی بیماری میں آپ 18ھ کو اٹھاون (58) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ابن سعد کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے ابوعبیدہ مسلمان ہوئے اور حبشہ کی طرف ہجرت کے دوسرے سفر میں ہجرت فرمائی پھر (مدینہ) واپس آئے تو بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ (طبقات ابن سعد 384/7) آپ نے 18 ہجری میں طاعونِ عمواس میں وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً 58 برس تھی۔ آپ کی نماز جنازہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ آپ کی اولاد میں صرف دو بیٹے یزید اور عمیر تھے۔ والدہ کا نام ہند بنت جابر تھا۔

[85]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ مَوْلَى آلِ سَمُرَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَخْرِجُوا يَهُودَ الْحِجَازِ مِنَ الْحِجَازِ))

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حجاز کے یہودیوں کو حجاز سے نکال دو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں ذکر ہے کہ یہودیوں کو سرزمین حجاز (طائف، مکہ اور مدینہ) سے نکال دو۔

## مُسْنَدُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ

## عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حالات: ذہین وفطین اور صاحب الرائے انسان جن کے چہرے پر عیاں آثارِ فطانت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں اس وقت پڑیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کے نواح میں ان کے پاس سے گزرے۔ اس وقت حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ عقبہ بن ابی معیط کے مویشی چرا رہے تھے، آغاز شباب

(85) صحيح، مسنداحمد: 195/1- سنن الدارمي: 2501- تاريخ الكبير للبخاري: 57/4- مسند البزار: 1278- مسند ابى يعلٰى: 872- مسند الطيالسي: 229- سنن الكبرٰى للبيهقي: 208/9.

تھا۔ دونوں حضرات نے ان سے کہا: اولڑ کے! تمھارے پاس ہمیں پلانے کے لیے دودھ ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میرے یہ مویشی کسی کی امانت ہے، اس لیے میں آپ حضرات کونہیں پلاسکتا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تمھارے پاس کوئی ایسی اونٹنی ہے جس سے سانڈ نے ابھی تک جفتی نہ کی ہو؟ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اثبات میں جواب دیا، دونوں حضرات اونٹنی کے پاس چلے گئے۔حضور ﷺ نے اس کے پاؤں باندھ کرتھن پر دستِ مبارک پھیرا اور اللہ سے دعا کی، چنانچہ اونٹنی کا تھن دودھ سے لبریز ہوگیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پیالہ نما پتھر لے آئے، اس میں اونٹنی کا دودھ نکالا گیا اور دونوں حضرات نے اسے نوش فرمایا پھر حضور ﷺ نے تھن کوسکڑ جانے کے لیے کہا، چنانچہ تھن سکڑ گیا اور اپنی اصلی حالت پرعود کر آیا۔ اس کرشمۂ قدرت اور معجزۂ رسول ﷺ نے آنحضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دل پر بے حد اثر کیا، آگے بڑھے اور عرض کیا: مجھے بھی یہ ''قول سکھا دیجیے'' ان کی مراد وہ دعا تھی جو حضور ﷺ نے مانگی تھی، آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ''اِنَّکَ غُلَامٌ مُعَلَّمٌ'' یعنی تم نے تو بہت کچھ سیکھ رکھا ہے۔ (اسدالغابہ: 394/3، 395۔ صفوۃ الصفوۃ: 395/1) حضور ﷺ کے اس معجزہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی آنکھیں خیرہ کر دیں اور آپ جلد ہی رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والوں میں شامل ہوگئے، جس میں آپ کا چھٹا نمبر تھا۔ (بحوالہ سابق)

## حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بحیثیت فقیہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اول درجے کے فقیہ تھے۔ اس بات کی گواہی اہل علم اور اہل فضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دی ہے اور باوجود اس حقیقت کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ستارہ مدینہ منورہ میں اس قدر نہیں چمکا جس قدر عراق میں چمکا تھا۔ کچھ تو اس لیے کہ مدینہ منورہ میں فتویٰ دینے والے بڑے بڑے اہل علم صحابہ رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد موجود تھی اور کچھ اس لیے کہ مدنی معاشرہ کی اس حالت میں کوئی بڑا تغیر نہیں آیا تھا جس پر حضور ﷺ اسے چھوڑ گئے تھے مگر اس کے باوجود مدینہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حیثیت ایک ایسے عالم کی تھی جن کی طرف لوگوں کی نظریں اٹھتی تھیں۔ جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے عراق منتقل ہوگئے تاکہ وہاں کے تہذیبی طوفان کا مقابلہ کریں اور نئے نئے مسائل جو وہاں پیدا ہوں انھیں حل کرسکیں، تو آپ کی حیثیت سب سے بڑے اور سر برآوردہ عالم کی ہوگئی اور لوگ آپ کے چشمۂ علم سے فیضیاب ہونے کے لیے آپ کے گرد جمع ہوگئے۔ اہل عراق کے بڑوں اور سر برآوردہ لوگوں نے آپ کو اپنی ذات کے لیے منتخب کرلیا۔ آپ کو ان سے الفت ہوگئی اور انھیں آپ سے اور ان میں آپ کو اپنی ذات اور اپنی شخصیت کا پھیلاؤ نظر آنے لگا، اور آپ نے انھیں اپنی محبت سے نوازا۔ ان کے متعلق آپ کہا کرتے تھے ''تم میرے دل کی جلا ہو'' (صفۃ الصفوۃ: 413/1) آپ ان میں علم بانٹنے میں کبھی بخل نہ کرتے جس کے نتیجے میں آپ کے ہاتھوں فقہاء کی ایک پوری جماعت تیار ہوگئی، جن میں نمایاں ترین آپ کے وہ مشہور فقہاء ہیں جن کے نام یہ ہیں: علقمہ بن

قیس نخعی، اسود بن یزید نخعی، عبیدہ سلمانی، مسروق بن الاجدع، عمر بن شرحبیل ہمدانی اور حارث بن قیس جعفی رحمہ اللہ (ابن ابی شیبہ: 165/2) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگردوں سے فوقیت لے گئے تھے؛ حتیٰ کہ شعبی کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے اتنے شاگرد نہیں تھے جتنے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تھے۔ (مصنف عبد الرزاق: 269/10) آپ کا انتقال 32ھ میں ہوا۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ جناب عثمان بن مظعون کے پہلو میں دفن کیا جائے اور کہا تھا کہ بے شک عثمان ابن مظعون فقیہ تھے۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت عمار بن یاسر نے پڑھائی اور مدینہ میں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ (اسد الغابہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بڑے جلیل القدر صحابی ہیں، صحیح احادیث میں آپ کے متعلق بڑے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ قرآن چار آدمیوں سے پڑھو۔ ان میں سب سے پہلے آپ کا ہی نام لیا تھا اور ایک مرتبہ بطور خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے ابن مسعود مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ تو انھوں نے سورہ نساء تلاوت کر کے سنائی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل میں آپ کی پنڈلی مبارک کی فضیلت بھی وارد ہے۔ مسند احمد کی روایت ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ پیلو پر مسواک توڑنے چڑھے اور وہ پتلی پنڈلیوں والے تھے تو ہوا انھیں ادھر ادھر جھکانے لگی، اس پر قوم (صحابہ) ہنسنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم لوگ کس لیے ہنس رہے ہو؟ تو انھوں نے جواب دیا: اے اللہ کے نبی! ان کی پنڈلیوں کی باریکی کی وجہ سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ دونوں پنڈلیاں میزان میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہیں۔ (مسند أحمد: 6/ 39) قال الهيثمي: رجاله رجال الصحيح۔ (مجمع الزوائد: 292/9) وقال ابن کثیر: جید وقوی۔ (البدایہ والنہایہ: 2/ 29) وحسنه الالبانی۔ (ارواء الغليل: 1/ 104)

[**86**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْبَيْتِ ثَلَاثُ مِائَةٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ ایک لکڑی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی، اس سے مارتے جاتے تھے اور ان آیات

(86) صحيح البخاری، كتاب التفسير، سورة بنی اسرائیل، باب ﴿وقل جاء الحق وزهق الباطل﴾، حدیث: 4720۔ صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب ازالة الاصنام من حول الكعبة، حدیث: 1781۔ سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة بنی اسرائیل، حدیث: 3138۔ سنن الكبرٰی للنسائی: 11297۔ مسند احمد: 377/1۔ مسند ابی یعلٰی: 4967۔صحيح ابن حبان: 5862.

وَسِتُّونَ نُصُبًا ((فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ)) وَيَقُولُ: ((جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِءُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ، جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا))

کی تلاوت کرتے جاتے تھے: ''حق آ چکا، باطل نہ تو پہلے کچھ کر سکا اور نہ آگے کچھ کر سکے گا۔'' ''حق آ گیا اور باطل جاتا رہا اور یقیناً باطل جانے والا تھا۔''

**فائدہ** :......اس حدیث مبارکہ میں فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ کے اردگرد سے بتوں کو ختم کرنے کا ذکر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام طاقت سے ہی غالب آتا ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے، اس کو کوئی بھی مغلوب نہیں کر سکتا۔ بتوں کو توڑنا فرض ہے کیونکہ یہ شرک کے اڈے ہوتے ہیں۔ یہی توحید کی غیرت ہے، اور دین ابراہیم علیہ السلام کی تجدید بھی ہے۔ جو چیز غلط ہواس کے خلاف ہاتھ، زبان اور قلم استعمال کرنا فرض ہے، تاکہ احقاق حق اور ابطال باطل ثابت کیا جا سکے۔ امت مسلمہ سوئی ہوئی ہے، بزدل بن چکے ہیں، جرأت ختم ہو چکی ہے، حالانکہ انقلاب کے لیے استقامت، حوصلہ اور جرأت چاہیے۔

[87]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ - ﷺ - بِشِقَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ - ﷺ -: ((اشْهَدُوا اشْهَدُوا)) . حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ قَالَ سُفْيَانُ أَثْبَتَ لَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گواہ ہو جاؤ، گواہ ہو جاؤ۔ حمیدی کہتے ہیں کہ سفیان نے کہا: یہ دونوں حدیثیں ہم نے ابن ابی نجیح سے بروایت معمر جانی ہیں۔

**فائدہ** :......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شق القمر کے معجزے پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اگر ایسا ہوا بھی ہے تو اس کا مشاہدہ پوری دنیا میں ہونا چاہیے تھا اور تاریخ کی کتابوں میں بھی اس کا تذکرہ ہونا چاہیے تھا۔

**تبصرہ** :......اگر اس معجزے کے وقت کا اندازہ کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ چاند کا پوری دنیا میں دیکھا جانا ناممکنات میں سے تھا۔ کیونکہ اس وقت چاند صرف عرب اور اس کے مشرقی ممالک میں نکلا ہوا تھا۔ پھر اس معجزے کا

(87) صحيح البخارى، كتاب المناقب، باب سؤال المشركين ان يريهم النبى ﷺ آية، حديث: 3636۔ صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب انشقاق القمر، حديث: 2800۔ سنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة القمر، حديث: 3287۔ سنن الكبرىٰ للنسائى: 11553۔ مسند احمد: 377/1۔ مسند ابى يعلىٰ: 468۔ دلائل النبوة للبيهقى: 264/2.

وقت بھی طویل نا تھا اور اس روایت کے مطابق کوئی دھماکہ یا تیز روشنی کا اخراج بھی نہیں ہوا اور نا ہی اس کے اثرات زمین پر کسی قسم کے پڑے کہ لوگ خصوصی طور پر گھروں سے نکل آتے اور اس منظر کو دیکھ پاتے۔ظاہر ہے کہ یہ ایک متوقع معجزہ نہیں تھا کہ تمام دنیا کی نظریں چاند پر ہوتیں۔ اسی لیے یہ معجزہ صرف انھی لوگوں نے دیکھا جنھوں نے معجزے کا مطالبہ کیا تھا۔لیکن پھر بھی بہت سے ایسے آثار موجود ہیں جو اس واقعے کی گواہی دیتے ہیں، ہم چند کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کو بھی اس قسم کے کچھ ایسے شواہد ملے ہیں جو معجزہ شق القمر کو بخوبی واضح کرتے ہیں، ، کچھ غیر ملکی اخبار نے ایک خبر نشر کی تھی جس کا عربی ترجمہ آستانہ سے نکلنے والے عربی اخبار 'الانسان' میں شائع ہوا تھا۔اس کا خلاصہ یہ ہے کہ چین کی ایک قدیم عمارت سے کچھ پتھر نکلے ہیں جن پر لکھا ہوا ہے کہ اس مکان کی تعمیر فلاں سال میں ہوئی، جس سال کہ ایک بہت بڑا آسمانی حادثہ اس طور پر رونما ہوا تھا کہ چاند دو حصوں میں بٹ گیا، ماہرین نے اس پتھر پر لکھی ہوئی تاریخ کا جب حساب لگایا تو ٹھیک وہی تاریخ تھی جب مولانا وسیدنا رسول اللہ ﷺ کے انگلیوں کے اشارہ سے 'معجزہ شق القمر' رونما ہوا تھا!!(باکورۃ الکلام، بحوالہ محمد ﷺ ص: 383، مطبعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، سنہ 5791) انگریز دور میں پادری فنڈر نے مشہور عالم مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے ساتھ مناظرہ میں بھی یہ سارے اشکالات پیش کیے تھے۔مولانا کے جوابات سے لاجواب ہُوا (یہ جوابات مولانا کیرانوی کی مشہور زمانہ کتاب اظہار الحق کی اردو شرح 'بائبل سے قرآن تک' از مفتی تقی عثمانی صاحب کی تیسری جلد میں صفحہ 115 پر بھی دیکھے جا سکتے ہیں)۔اس کے علاوہ مفتی عنایت اللہ رحمہ اللہ نے رسالہ الکلام المبین میں بھی بعض اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ یہاں اُس کی نقل کی گنجائش نہیں، مفتی صاحب نے بعض راجاؤں کے دیکھنے کے بھی مستند حوالے دیے ہیں۔اس طرح مولانا رفیع الدین صاحب کا ایک مستقل رسالہ ان عتراضات کے جواب میں ہے۔(اسلام اور عقلیات صفحہ: 294)

اس حدیث میں ایک عظیم معجزے کا ذکر ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ یہ کافروں کے مطالبے پر ہوا تھا۔لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر حراء پہاڑ پر گرا۔ایک ٹکڑا پہاڑ کی اس طرف اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کی اُس طرف۔اس معجزے پر کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے،سب کا اتفاق ہے۔معجزات دیکھ کر بھی لوگ ضد پر قائم رہتے ہیں۔

[**88**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین آدمی کعبہ میں

---

(88) صحيح البخارى، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ ﴿وما كنتم تستترون ان يشهد عليكم ـــ﴾ حديث: 7521ـ صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب صفات المنافقين واحكامهم، حديث: 2775ـ سنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة حم السجدة، حديث: 3248ـ سنن الكبرىٰ للنسائى 11468ـ مسند احمد: 443/1ـ مسندابى يعلىٰ: 5246ـ الاسماء والصفات للبيهقى، ص: 177.

ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ ، أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ قَلِيلٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ ، كَثِيرٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَتَرَوْنَ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ؟ فَقَالَ الْآخَرُ: يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا ، وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا ، فَقَالَ الْآخَرُ: إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا ، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ﴾ [فصلت: 22] الْآيَةَ وَكَانَ سُفْيَانُ أَوَّلًا يَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: ثنا مَنْصُورٌ أَوِ ابْنُ نَجِيحٍ أَوْ حُمَيْدٌ الْأَعْرَجُ أَحَدُهُمْ أَوِ اثْنَانِ مِنْهُمْ ثُمَّ ثَبَتَ عَلَى مَنْصُورٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ .

جمع ہوئے: دو قریشی اور (ایک) ثقفی یا دو ثقفی اور ایک قریشی تھا۔ ان کے دل زیادہ ناسمجھ تھے اور ان کے پیٹ زیادہ چربی والے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: تمھارا کیا خیال ہے اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سنتا ہے؟ دوسرے نے کہا: جب ہم بلند آواز سے کلام کرتے ہیں تو سنتا ہے اور جب خفیہ بات کریں تو نہیں سنتا۔ تیسرے نے کہا: اگر بلند گفتگو سنتا ہے تو خفیہ کلام بھی سنتا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ''اور تم (اپنی بد اعمالیاں) پوشیدہ نہیں رکھ سکتے، اس لیے کہ تم پر تمھارے کان اور تمھاری آنکھیں گواہی دیں گی۔'' سفیان اس روایت میں پہلے کہا کرتے تھے کہ اسے منصور یا ابن ابونجیح یا حمید نے بیان کیا ہے، یا ان میں سے کسی ایک نے، یا ان میں سے کسی دو نے بیان کیا ہے، لیکن بعد میں وہ یقین سے کہنے لگے کہ یہ روایت منصور سے مروی ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح کی بات سنتا ہے، وہ خفیہ ہو یا اونچی آواز میں۔ بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ تو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے اور کل کائنات کی نقل وحرکت سے بخوبی واقف ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾. یہ بھی ثابت ہوا کہ روز قیامت انسان کا جسم خود گواہی دے گا، سبحان اللہ۔

[89]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَبْدِ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس بندے کے چہرے کو تروتازہ

(89) صحیح ، سنن الترمذی ، کتاب العلم ، باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع ، حدیث : 2658۔ سنن ابن ماجہ ، المقدمة ، باب من بلغ علما ، حدیث : 232۔ مسند احمد: 436/1۔ الرسالة للشافعی : 1102۔ مسند الشاشی : 277۔ معرفة علوم الحدیث للحاکم ، ص : 260۔ شرح السنة للبغوی : 112۔ مسند ابی یعلٰی : 5296۔ صحیح ابن حبان : 66۔ الروایات مطولة ومختصرة۔

الـرَّحْـمَـنِ بْـنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ قَـالَ: قَـالَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ: نَـضَّـرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَـمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا فَحَفِظَهَا وَبَلَّغَهَا، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُـوَ أَفْـقَـهُ مِـنْـهُ، ثَلَاثٌ لَا يُـغَلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْـلِـمٍ: إِخْلَاصُ الْـعَـمَـلِ، وَمُنَاصَحَةُ أَئِمَّةِ الْـمُسْـلِـمِيـنَ، وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ فَإِنَّ الدَّعْوَةَ تُحِيطُ مَنْ وَرَاءَ هُمْ.

رکھے، جس نے میرا قول سنا اور اس کو حفظ کیا اور اس کو دوسروں تک پہنچا دیا۔ کتنے ہی فقہ کے حامل غیر فقیہ ہوتے ہیں۔ کتنے لوگ فقہ کو یاد رکھنے والے ہیں جو اپنے سے زیادہ فقیہ لوگوں کو پہنچا دیتے ہیں۔ مسلمان کا دل تین چیزوں پر کینہ سے سینے کو پُر نہیں کرتا: خالص عمل اور مسلمان حاکم کی خیر خواہی اور جماعت کا لازم پکڑنا، پس تحقیق دعوتِ (اسلام) ان کے پیچھے سے احاطہ کرتی ہے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں اس شخص کے لیے بشارت ہے جس نے احادیث کو سنا، انھیں یاد کیا اور پھر انھوں نے اگلے لوگوں تک پہنچا دیا۔ علومِ حدیث کو سیکھنے والا اور فریضۂ تبلیغ ادا کرنے والا شخص انتہائی خیر و برکت والا ہوتا ہے، لیکن یہ تب ہے جب اس کی نیت بھی درست ہو اور بدعات و خرافات اور احادیث ضعیفہ وموضوعہ سے کلی اجتناب کرنے والا ہو۔

علم کے کئی درجات ہیں، ہر کسی کے پاس علم برابر نہیں ہوتا، کم علم والا یہ نہ سمجھے کہ میرے پاس تو علم کم ہے، میں تبلیغ کیوں کروں، بلکہ بسا اوقات استاد کم علم والا ہوتا ہے اور اس کا شاگرد اس سے آگے بڑھ جاتا ہے، اسی لیے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((بَـلِّـغُـوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً)) ، اگر کسی کے پاس ایک آیت کا بھی علم ہے، تو وہ اس کو بھی آگے پہنچا دے۔ فقہ سے مراد قرآن و حدیث ہے۔ تمام کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فقیہ تھے، ان کی فقاہت صرف قرآن وحدیث پر مشتمل تھی، اور اسی میں نجات ہے۔ افسوس کہ بعض الناس نے اپنے ائمہ کے اقوال کو فقہ سمجھ لیا ہے، خواہ وہ قرآن وحدیث کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں، یاد رہے کہ ہر وہ بات مردود ہے جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو۔ الـرامهـرمـزی نے کتاب المحدث الفاصل میں اس حدیث پر زبردست بحث کی ہے۔ تفصیل کا طالب اس کی طرف رجوع کرے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دل کو کینہ وحسد سے پاک صاف رہنا چاہیے۔ خصوصاً خالص عمل (اس سے مراد وہ عمل ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو)، مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی (اس سے مراد ان کی قرآن وحدیث کے مطابق راہنمائی کرتے رہنا تا کہ وہ راہ راست پر قائم رہیں) کرنی چاہیے۔ اس حدیث میں اہل حدیث کی زبردست فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان کا کام پوری زندگی حدیث سے منسلک ہوتا ہے۔ کبھی حدیث پڑھ رہے ہیں، کبھی پڑھا رہے ہیں، کبھی زبانی یاد کر رہے ہوتے ہیں اور کبھی سنا رہے ہوتے ہیں۔ یہ

فضیلت ان لوگوں کو نہیں مل سکتی جن کا اوڑھنا اور بچھونا فقہ اور منطق وغیرہ ہے۔

[90]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَابِرُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَاجِدٍ الْحَنَفِيَّ يَقُولُ كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ بِشَارِبٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ تَرْتِرُوهُ أَوْ مَزْمِزُوهُ وَاسْتَنْكِهُوهُ قَالَ فَتَرْتَرُوا وَمَزْمَزُوهُ وَاسْتَنْكَهُوهُ فَإِذَا هُوَ سَكْرَانُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ: احْبِسُوهُ، فَحُبِسَ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ جِيءَ بِهِ، وَجِئْتُ فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ بِسَوْطٍ فَأُتِيَ بِسَوْطٍ لَهُ ثَمَرَةٌ فَأَمَرَ بِهَا فَقُطِعَتْ ثُمَّ دَقَّ طَرَفَهُ حَتَّى آضَتْ لَهُ مِخْفَقَةٌ، قَالَ فَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ كَذَا، وَقَالَ لِلَّذِي يَضْرِبُ: اضْرِبْ وَأَرْجِعْ يَدَكَ، وَأَعْطِ كُلَّ عُضْوٍ حَقَّهُ، وَجَلَدَهُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ وَإِزَارٌ، وَقَمِيصٌ وَسَرَاوِيلُ، ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِوَالِي أَمْرٍ أَنْ يُوتَى بِحَدٍّ إِلَّا أَقَامَهُ اللّٰهُ عَفُوٌّ يُحِبُّ الْعَفْوَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّهُ لَابْنُ أَخِي وَمَالِيَ مِنْ وَلَدٍ، وَإِنِّي لَأَجِدُ لَهُ مِنَ اللَّوْعَةِ مَا أَجِدُ لِوَلَدِي، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: بِئْسَ لَعَمْرُ اللّٰهِ إِذًا وَالِي الْيَتِيمِ أَنْتَ مَا أَحْسَنْتَ الْأَدَبَ، وَلَا امْتَرْتَ الْخَرِبَةِ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: إِنِّي لَأَعْلَمُ أَوَّلَ رَجُلٍ قَطَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ سَرَقَ فَقَطَعَهُ، فَكَأَنَّمَا أُسِفَّ فِي وَجْهِ رَسُولِ

ابو ماجد الحنفی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شرابی آدمی کو پکڑ کر لایا گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو ہلاؤ، اس کو الٹ پلٹ کرو اور اس کو حرکت دو۔ لوگوں نے اس کو ہلایا اور الٹ پلٹ کیا اور حرکت دی، تو معلوم ہوا کہ وہ نشہ میں ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو بند کر دو، تو اس کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ جب اگلا دن آیا تو اس کو لایا گیا، راوی نے کہا: میں بھی حاضر ہوا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کوڑا منگوایا۔ ان کی خدمت میں ایک ایسا کوڑا لایا گیا جس پر پھل لگا ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو اس پھل کو اتار دیا گیا، پھر اس کے کنارے کو باریک کر دیا گیا، حتی کہ وہ ہلکا سا ہو گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انگلی سے اشارہ کر کے مارنے کا حکم دیا اور مارنے والے کو کہا: مار اور اپنا بازو موڑے رکھ، سیدھا نہ کر، اور اس کے تمام اعضاء کو مار کا حصہ دے، اور اس کی کھال کو بھی، اس آدمی پر قمیض اور تہبند تھی، یا قمیض اور شلوار تھی۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حاکم پر لازم ہے کہ جب بھی اس پر مجرم حد کے لیے پیش کیا جائے تو وہ ضرور حد لگائے۔ اللہ معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اور میرا اپنا کوئی بیٹا نہیں ہے اور میں اس کے لیے وہی دلی تکلیف محسوس کرتا ہوں جو میں اپنے بیٹے کے لیے تکلیف محسوس کرتا ہوں۔

(90) اسناده ضعيف، یحییٰ الجابر ضعیف اور ابو ماجد مجہول ہے۔ مسند احمد : 619/1۔ مسند ابی یعلی : 5155.

اللّٰهِ ﷺ الرَّمَادُ، وَأَشَارَ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ إِلَى وَجْهِهِ وَقَبَضَهَا شَيْئًا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَأَنَّكَ فَقَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِي أَنْ تَكُونُوا أَعْوَانًا لِلشَّيْطَانِ عَلَى أَخِيكُمْ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِوَالِي أَمْرٍ أَنْ يُؤْتَى بِحَدٍّ إِلَّا أَقَامَهُ، وَاللّٰهُ عَفُوٌّ يُحِبُّ الْعَفْوَ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ [النور: 22] قَالَ سُفْيَانُ: أَتَيْتُ يَحْيَى الْجَابِرَ فَقَالَ لِي: أَخْرِجْ أَلْوَاحَكَ، فَقُلْتُ: لَيْسَتْ مَعِي أَلْوَاحٌ فَحَدَّثَنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَأَحَادِيثَ مَعَهُ فَلَمْ أَحْفَظْ هَذَا الْحَدِيثَ حَتَّى أَعَادَهُ عَلَيَّ، قَالَ سُفْيَانُ فَحَفِظْتُهُ مِنْ مَرَّتَيْنِ.

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم یتیم کے بدترین سرپرست ہو، نہ تو تم نے اس کو اچھا ادب سکھایا اور نہ اس کی عیب پوشی کی۔ پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس آدمی کو جانتا ہوں جس کا رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے ہاتھ کاٹا تھا، انصار کا ایک آدمی لایا گیا جس نے چوری کی تھی، تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا، پھر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس متغیر ہوا، گویا راکھ پڑی ہو۔ سفیان نے اپنی مٹھی بند کر کے اپنے چہرے کی طرف اشارہ کیا، تو لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کو ہاتھ کاٹنا ناپسند تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اور کیا چیز ہے جو مجھے روکے؟ تم لوگ اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے معاون نہ بنو، حاکم کے لیے مناسب نہیں ہے کہ حدود میں تعطل پیدا کرے۔ جب کسی کو حد لگانے کے لیے لایا جائے تو حاکم حد کا قیام کرے، اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے، وہ معافی کو پسند کرتا ہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''اور وہ معاف کریں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں بخش دے۔'' [النور: 22] سفیان نے کہا: میں یحییٰ جابر کے پاس گیا تو اس نے مجھے کہا: اپنی کاپی نکال۔ میں نے کہا: میرے پاس کاپی وغیرہ نہیں ہے، پھر اس نے حدیث سابق بیان کی اور کچھ دیگر احادیث بھی بیان کیں، مجھے یہ حدیث یاد نہ رہی حتیٰ کہ اس نے دوبارہ سنائی۔ سفیان نے کہا: میں نے دو بار میں اس کو یاد کیا۔

**فائدہ**: ......متن میں جو مسئلہ بیان ہوا ہے، وہ بالکل درست ہے، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس مسلمان پر کسی جرم کے ثابت ہونے کی وجہ سے حد لاگو ہو تو اس میں درگزر نہیں کرنا چاہیے، بلکہ حد نافذ کر دینی چاہیے۔ افسوس کہ آج کل اکثر مسلمانوں نے حدود کو نافذ کرنا چھوڑ دیا ہے، اور حکمرانوں نے اسلامی حدود سے مذاق کرنا شروع کر دیا ہے، کیونکہ حکمران خود دین کے باغی ہوتے ہیں، وہ کس طرح حدود کو نافذ کریں گے؟

## چور کی سزا اس کا ہاتھ کاٹنا ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت، تم ان دونوں کے ہاتھوں کو کاٹو۔ (المائدہ: 38)

[91]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ وَكُنَّا لَقِينَاهُ بِمَكَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ أَعُودُهُ، فَأَرَادَ غُلَامٌ لَهُ أَنْ يُدَاوِيَهُ فَنَهَيْتُهُ، فَقَالَ: دَعْهُ فَإِنِّي سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ دَوَاءً)) وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ ((شِفَاءٌ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ))

عطاء بن سائب بیان کرتے ہیں: ہم عبدالرحمٰن سلمی کی خدمت میں عیادت کے لیے حاضر ہوئے تو ان کے غلام نے ان کو دوائی دینے کا ارادہ کیا۔ میں نے اسے منع کر دیا تو وہ بولے: تم اسے کرنے دو، کیونکہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو بیماری نازل کی، اس کی دوا بھی نازل کر دی ہے۔ سفیان کبھی کہتے تھے: شفا (نازل کی ہے)، جس نے جان لیا سو اس نے جان لیا، اور جو ناواقف رہا، سو وہ ناواقف رہا۔

**فائدہ**: ...... اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اسی محبت کا نتیجہ ہے کہ ہر بیماری کے ساتھ اس کا علاج بھی نازل کیا ہے۔ بیماری اور شفا دونوں منجانب اللہ ہوتی ہیں، سنن أبی داود : 3855 اور سنن ابن ماجہ: 3436 میں اس مسئلہ کی وضاحت ہے کہ ایک اعرابی نے سوال کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا ہمیں اس بات کا گناہ ہو گا کہ ہم بیماری سے شفا کے لیے دوا استعمال نہ کریں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندو! شفا کے لیے دوا استعمال کرو، اللہ تعالیٰ نے جو بیماری بنائی ہے، اس سے شفا کے لیے دوا بھی بنائی ہے، سوائے شدید بڑھاپے کے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی بیماری لاعلاج نہیں ہے بلکہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔ یہ انسان کی محنت، سمجھ اور توجہ پر مبنی ہے کہ مرض کی اچھی طرح تشخیص کرے اور مناسب غذا اور دوا کا اہتمام کرے۔ کچھ چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے شفا ڈالی ہے، مثلاً: شہد (النحل: 69)، زمزم (سنن ابن ماجہ : 3062، سندہ حسن)، کلونجی (صحیح البخاری : 5688)۔ ان چیزوں کا استعمال از حد ضروری ہے، اللہ تعالیٰ ضرور شفا عطا فرماتا ہے۔

[92]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ الَّذِي حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس قرآن کی حفاظت کرو، یہ بہت جلدی لوگوں کے سینوں سے بھاگتا

(91) صحيح، سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب ما انزل الله داء الا انزل له شفاء، حديث: 3438۔ مسند احمد : 377/1۔ مسند ابى يعلى : 5183۔ صحيح ابن حبان : 6062.

(92) صحيح البخارى، كتاب فضائل القرآن، باب نسيان القرآن، حديث: 5039۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الامر بتعهد القرآن، حديث : 790۔ سنن الترمذى : 2942۔ سنن النسائى : 944.

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: تَعَاهَدُوا هَذَا الْقُرْآنَ فَلَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ))

ہے، جیسے چوپائے باندھنے کی رسی سے بھاگتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: یہ کہنا بری بات ہے کہ کوئی کہے: فلاں اور فلاں آیت میں بھول گیا ہوں، بلکہ یہ کہے: میں بھلایا گیا ہوں۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں قرآن کریم کو حفظ کرنے کے بعد یاد رکھنے کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔جس طرح قرآن کریم یاد کرنا اہم ہے،اسی طرح اس کو یاد رکھنا بھی بہت اہم ہے، لہٰذا حافظ قرآن کو قرآن کریم کی خاطر خصوصی طور پر قبل از فجر یا بعد از فجر بلا ناغہ وقت نکالنا چاہیے تا کہ قرآن کریم بھولنے نہ پائے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی آیت کا بھول جانا قابل ملامت نہیں۔کوئی بھی انسان نہیں چاہتا کہ قرآن کریم مجھے بھلا دیا جائے بلکہ انسان بہت کمزور ہے، یاد کی ہوئی چیز بھول ہی جاتی ہے،اور انسان جب کوئی آیت بھول جائے تو اُسے اِس طرح کہنا چاہیے کہ میں فلاں آیت بھلا دیا گیا ہوں،اور بھلانا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ کسی کو قرآن کریم یاد رہے۔

[93]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا مَنْصُورٌ نا ذَرٌّ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ وَائِلِ بْنِ مَهَانَةٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ)) فَقَامَتِ امْرَأَةٌ لَيْسَتْ مِنْ عِلْيَةِ النِّسَاءِ فَقَالَتْ: لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لِأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ)) ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: ((مَا وُجِدَ مِنْ نَاقِصِ الْعَقْلِ وَالدِّينِ أَغْلَبَ لِلرِّجَالِ ذَوِي الرَّأْيِ عَلَى أُمُورِهِمْ مِنَ النِّسَاءِ)) قَالَ: فَقِيلَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمَا نُقْصَانُ عَقْلِهَا وَدِينِهَا؟

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے خواتین کی جماعت! صدقہ دو،خواہ اپنے زیور میں سے ہی کرو، کیونکہ خواتین جہنم میں زیادہ تعداد میں جائیں گی۔ایک عورت اٹھی، جو بڑی عورتوں میں سے نہیں تھی، اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ تم زیادہ تر لعنت کرتی ہو اور خاوند کی نا شکری کرتی ہو۔پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک صاحب دانش مرد پر غالب آنے والی چیز کوئی نہیں ہے سوائے عورتوں کے، جو ناقص عقل اور ناقص دین ہوتے ہوئے بھی مرد پر غالب آتی ہیں۔راوی نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! عورتوں کی عقل اور دین کی کمی ونقصان کس بنا

(93) حسن، سنن الكبرىٰ للنسائي: 9257۔ مسند احمد: 376/1۔ مصنف ابن ابی شیبة: 110/3۔ مسند ابی یعلٰی: 5112۔ مستدرك للحاكم: 190/2۔ صحیح ابن ابن حبان: 3223۔ سنن الدارمی: 1012.

قَـالَ: ((أَمَّـا نُـقْصَانُ عَقْلِهَا فَجَعَلَ اللّٰهُ شَهَادَةَ امْـرَأَتَيْـنِ بِشَهَـادَـةِ رَجُلٍ ، وَأَمَّا نُقْصَانُ دِينِهَا فَإِنَّهَا تَمْكُثُ كَذَا يَوْمًا لَا تُصَلِّي لِلّٰهِ سَجْدَةً))

پر ہے؟ انھوں نے کہا: ''عورتوں کی عقل کا نقصان تو اس بنا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر رکھی ہے، اور ان کے دین کی کمی اس سے واضح ہوتی ہے کہ ایک عورت حیض کے ایام میں نماز ادا نہیں کرتی۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں صدقے کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اس میں مرد وعورت دونوں شامل ہیں، اگر چہ یہ خطاب صرف عورتوں ہی کو تھا۔ عورتوں کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال کرنا چاہیے۔ انھیں دینی علوم وفنون پڑھائے جائیں تاکہ ان میں اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا ہو، اور وہ جہنم سے بچ سکیں۔ خواتین میں دو بُری خصلتیں عام ہوتی ہیں: (1) لعنت کرنا۔ (2) خاوندوں کی ناشکری کرنا۔ اور یہ دونوں بدترین خصلتیں ہیں۔ مرد عورتوں سے طاقت ور ہیں، اور دین اور عقل کے لحاظ سے عورتوں پر فائق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت کا عظیم شرف مردوں کے حصے میں آیا ہے نہ کہ عورتوں کے حصے میں۔ اسی طرح قیادت وسیادت کا اہل بھی مرد ہیں نہ کہ عورتیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ کم عقل اور کم علم جب اہل علم سے جھگڑا کرتا ہے، تو اہل علم مہذب ہوتا ہے، لیکن کم علم حماقتوں سے بھری باتیں کرتا ہے، اس لیے غالب رہتا ہے، یہی صورت حال عورتوں کی ہے۔ عورت حالت حیض میں نماز نہیں پڑھے گی، اور نہ ہی روزہ رکھے گی، لیکن بعد میں روزوں کی قضائی دے گی، جبکہ نماز کی قضائی نہیں دے گی۔ جب یہ بات ثابت شدہ ہے کہ عورتیں کم عقل ہیں، تو اس لیے ان کی تعلیم وتربیت کی اشد ضروری ہے۔ افسوس کہ ان کی اخلاقیات کو سکولوں وکالجز میں مزید خراب کیا جا رہا ہے، اور ایسی خطرناک صورت حال بن چکی ہے کہ جس کو بیان کرنے کی قلم اجازت نہیں دیتا۔

[**94**]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا جَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ ، عَـنْ أَبِـي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَـالَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ: مَـا مِـنْ أَحَدٍ لَا يُؤَدِّي

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی اپنے مال کی زکاۃ ادا نہیں کرتا، اس کا مال خطرناک گنجے سر والے سانپ کی شکل میں ہوگا اور روزِ قیامت اس کے گلے میں طوق بن جائے گا۔ پھر رسول

(94) صحیح، سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة آل عمران، حدیث: 3012۔ سنن النسائی، کتاب الزکاة، باب التغلیظ فی حبس الزکاة، حدیث: 2443۔ سنن ابن ماجه، کتاب الزکاة، باب ما جاء فی منع الزکاة، حدیث: 1784۔ مسند احمد: 377/1۔ صحیح ابن خزیمه: 2256۔ مسندا لشافعی: 222/1۔ سنن الکبریٰ للبیهقی: 81/4.

زَكَاةَ مَالِهِ إِلَّا مُثِّلَ لَهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ [آل عمران: 180] الْآيَةَ

اللہ ﷺ نے اس کی تصدیق کتاب اللہ سے آیت پڑھ کر سنائی: ''جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے، وہ اس میں کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لیے نہایت بدتر ہے۔عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔''

**فائدہ**: ...... وہ مال جو زکاۃ کے نصاب کو پہنچ چکا ہو ،اس کی زکاۃ ادا کرنا فرض ہے،ورنہ عذاب الیم ہے۔فرائض کو ادا کرنے میں کنجوسی سے کام لینا منع ہے، بلکہ یہ کنجوسی روز قیامت ذلالت کا سبب ثابت ہوگی۔ جو مال سے محبت کی وجہ سے زکاۃ ادا نہیں کرتا ،اس کو سمجھنے میں غلطی لگ گئی ہے، کیونکہ یہ مال نہیں ہے بلکہ یہ تو سانپ ہے جو قیامت کے دن اس کے گلے میں ڈالا جائے گا،استغفر اللہ۔اس لیے زکاۃ ادا کرنے میں غفلت نہیں برتنی چاہیے، بلکہ خوشی سے وقت پر مکمل ادا کی جائے۔

[95]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا عَاصِمُ بْنُ أَبِي النَّجُودِ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ نَأْتِيَ أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا ، فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ ، فَأَخَذَنِي مَا قَرُبَ وَمَا بَعُدَ ، فَجَلَسْتُ حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ سَلَّمْتُ عَلَيْكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حبشہ جانے سے پہلے ہم لوگ نماز میں رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے تھے تو آپ ہمیں سلام کا جواب دیتے تھے۔جب ہم حبشہ سے واپس آئے تو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نماز میں تھے،آپ ﷺ نے جواب نہ دیا۔ مجھے قریب و بعید تمام پریشانیوں نے آ پکڑا، اور میں وہیں بیٹھ رہا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ !میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تھا، جب آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ نے سلام

(95) حسن ، سنن ابی داود ، کتاب الصلاة ، باب رد السلام فی الصلاة ، حدیث : 924۔ سنن النسائی ، کتاب السهو ، باب الكلام فی الصلاة ، حدیث : 1222۔ مسند احمد : 377/1۔ مسند الشافعی : 119/1۔ مصنف عبدالرزاق : 3594۔ مصنف ابن ابی شیبة : 73/2۔ مسند ابی یعلٰی : 4971۔ صحیح ابن حبان : 2243 .

السَّلَامَ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّهُ مِمَّا أَحْدَثَ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ)) قَالَ سُفْيَانُ: هَذَا أَجْوَدُ مَا وَجَدْنَا عِنْدَ عَاصِمٍ فِي هَذَا الْوَجْهِ

کا جواب نہیں دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے امر (دین) میں جو چاہے نیا حکم دیتا ہے، اور اس نے جو نئے حکم نازل کیے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ نماز میں کلام مت کرو۔ سفیان نے کہا: یہ اس سند سے زیادہ عمدہ ہے، جو ہم نے عاصم کے ہاں پائی ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے دوران نماز سلام کا جواب زبان سے دینا درست تھا۔ اسی طرح نماز میں باتیں کرنا بھی درست تھا، لیکن بعد میں نماز میں سلام کا جواب زبان سے دینا یا کسی سے بات کرنا منع کر دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ یاد رہے دوران نماز سلام کا جواب انگلی یا ہاتھ کے اشارے سے دینا درست ہے۔ (سنن أبي داود: 925، 927 صحيح) نماز میں زبان سے سلام کا جواب دینا منع ہے۔

[96]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ، وَجَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينٍ كَاذِبَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ﴾ [آل عمران: 77] الْآيَةَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا مال حاصل کرے گا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوں گے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ سے یہ آیت پڑھ کر اس کی تصدیق کی ''بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں۔''

فائدہ: ...... اسلام کس قدر مکمل دین ہے کہ اس نے لوگوں کے مال کی حفاظت کے بھی قوانین بنائے ہیں۔ جھوٹی قسم اٹھانا کبیرہ گناہ ہے۔ پھر جھوٹی قسم کے ذریعے لوگوں کا مال حاصل کرنا دوہرا جرم ہے، ایک جھوٹی قسم اٹھانا اور دوسرا ناجائز مال حاصل کرنا۔ افسوس کہ لوگوں کے ذہنوں میں مال کی ہوس اس قدر زیادہ ہو چکی ہے کہ ہر وقت مال اکٹھا

---

(96) صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ ﴿وجوه يومئذ ناضره﴾، حديث: 7445۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، حديث: 138۔سنن الترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، حديث: 3012۔ سنن الكبرىٰ للنسائي: 10997۔ مسند احمد: 377/1۔ مصنف ابن ابي شيبة: 3/7۔ سنن الكبرىٰ للبيهقي: 178/10.

کرنے کی حرص میں نظر آتے ہیں۔اس کو جمع کرنے کی خاطر چوری، ڈاکہ اور دھوکا وغیرہ سے کام لیا جا رہا ہے، اور سود جیسی لعنت میں لوگ ملوث نظر آتے ہیں، حالانکہ یہ تمام ذرائع جہنم کے راستے ہیں، جن کو چھوڑنا فرض ہے، اور رزق حلال تلاش کرنا عبادت ہے۔

[97]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا مَنْصُورٌ غَيْرَ مَرَّةٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ ((سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَجَدَهَا بَعْدَ السَّلَامِ)) قَالَ سُفْيَانُ وَكَانَ طَوِيلًا فَهَذَا الَّذِي حَفِظْتُ مِنْهُ

جناب علقمہ بیان کرتے ہیں کہ تحقیق حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سلام کے بعد دو سجدہ سہو ادا کیے، اور حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام کے بعد سجدہ سہو ادا کیا تھا، سفیان نے کہا: سجدہ سہو طویل تھا مجھے یہ یاد ہے۔

**فائدہ**: ...... نماز میں کمی یا بیشی ہو جاتی ہے۔شریعت نے اس کا حل بتایا ہے کہ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کر لیے جائیں تاکہ نماز کی کمی یا بیشی دور ہو جائے۔سجدہ سہو سلام کے بعد بھی درست ہیں، جس طرح سلام سے پہلے بھی درست ہے۔(مسند احمد : 483/2، سنن ابن ماجه : 1217، حسن) ہر ممکن طریقے سے نماز میں خیالات پر کنٹرول پانا چاہیے، تاکہ نماز کا مقصد فوت نہ ہو، اور خشیت الٰہی کا حصول ہو۔اس کے لیے نماز کا ترجمہ یاد کرنا بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

[98]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَتَتِ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَتْ لَهُ:

علقمہ بیان کرتے ہیں: بنی اسد کی ایک عورت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اس نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے اس طرح اور اس طرح داغ لگانے اور داغ

(97) صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب السهو فى الصلاة والسجود له، حديث : 572، 95۔ سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ماجاء فى سجدتى السهو بعد السلام والكلام، حديث : 393۔ سنن النسائى، كتاب السهو، باب سجدة السهو بعد السلام والكلام، حديث : 1330۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن سجدهما بعد الكلام، حديث : 1218۔ مسند احمد : 376/1۔ صحيح ابن خزيمه : 1058.

(98) صحيح البخارى، كتاب التفسير، سورة الحشر، باب ﴿وما آتاكم الرسول فخذوه﴾، حديث : 4886۔ صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم فصل الواصلة والمستوصلة، حديث : 2125۔ سنن ابى داود، حديث : 4169۔ سنن الترمذى، حديث: 2782۔ سنن النسائى، كتاب الزينة، باب المتنمصات، حديث : 5114۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب الواصلة والواشمة، حديث : 1989۔ مسند احمد : 431/1۔ سنن الدارمى : 2650۔ مصنف عبدالرزاق : 5103۔ صحيح ابن حبان : 5504۔

بَلَغَنِي أَنَّكَ لَعَنْتَ ذَيْتَ وَذَيْتَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَإِنِّي قَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَلَمْ أَجِدِ الَّذِي تَقُولُ، وَإِنِّي لَأَظُنُّ عَلَى أَهْلِكَ مِنْهَا فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ: فَادْخُلِي وَانْظُرِي، فَدَخَلَتْ وَنَظَرَتْ، فَلَمْ تَرَ شَيْئًا قَالَ: فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ: أَمَا قَرَأْتِ ﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ [الحشر: 7] قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: ((فَهُوَ ذَلِكَ))

لگوانے والی عورت پر لعنت کی ہے؟ اور میں نے دو تختیوں کے درمیان سارا قرآن پڑھا ہے اور مجھے وہ کچھ نہیں ملا جو آپ نے کہا ہے، اور میرا گمان ہے کہ آپ کے اپنے گھر میں آپ کے اہل پر وہ چیز موجود ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو میرے گھر میں داخل ہو کر دیکھ لے، وہ داخل ہوئی اور دیکھا تو اسے کچھ بھی نظر نہ آیا۔ راوی نے کہا: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو کہا: کیا تو نے نہیں پڑھا: ''تمھیں اللہ کا رسول جو دے وہ لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔'' تو اس عورت نے کہا: ہاں! حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پس یہ وہی چیز ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں اہم امور درج ذیل ہیں: پہلے دور کی عورتیں قرآن کریم پر مکمل عبور رکھتی تھیں۔ اگر کسی مسئلے پر بحث کرنا ہوتی تھی تو وہ ہچکچاتی نہیں تھیں۔ کاش! آج کی مسلمان عورت بھی قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر پر عبور حاصل کر لے تاکہ خواتین میں فتنے وفساد کم ہوں اور وہ جہنم سے بچ کر جنت کی راہ پر گامزن ہوں۔ سوال کرنے والی عورت کا نام ''ام یعقوب'' تھا۔ (صحیح مسلم : 2125، سنن ابن ماجه : 1989)

غیر محرم عورت کی آواز پردہ نہیں ہے، وہ غیر محرم مرد سے دینی مسائل پر گفتگو کر سکتی ہے۔ الواشمہ سے مراد ''کھال کو سوئی سے گود کر نیل چھڑکنا'' ہے۔ اکمال المعلم (329/6) میں ہے کہ خواہ یہ ہاتھ میں ہو یا جسم کے کسی بھی حصے میں ہو۔ مسند حمیدی میں یہ حدیث مختصر ہے اور سنن ابن ماجہ (1989) میں مفصل ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والیوں پر، گدوانے والیوں پر، بال نوچنے والیوں پر، حسن کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔'' یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم دین کو خود اور اپنے اہل وعیال کے اعمال کا خاص خیال رکھنا چاہیے، کیونکہ اس کی غلطی دوسروں کے لیے سند جواز گمان کر لی جاتی ہے، حالانکہ یہ بات غلط ہے، کیونکہ عالم دین نبی نہیں ہوتا بلکہ عام انسان ہوتا ہے۔ گناہ کا سرزد ہو جانا اس سے ممکن ہے اور اسے اس کے اہل وعیال کے عمل کی وجہ سے ڈانٹنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس کی ذمہ داری انھیں تبلیغ کرنا ہے، اگر کوئی اہل وعیال میں سے نہیں مانتا تو اس کی سزا اس پر ہے نہ کہ عالم دین پر۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث حجیت کے اعتبار سے برابر ہیں۔ اگر کسی بھی انسان کے متعلق غلط فہمی پیدا ہو جائے تو اسے جلد از جلد دور کرنا چاہیے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خود بھی دین پر کاربند تھے اور ان کے اہل وعیال بھی پابند

تھے۔وہ دین پر عمل کرنے میں سستی سے کام نہیں لیتے تھے،جس طرح کہ ہمارے دور میں ہے۔اے اللہ! ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو دین اسلام پر چلا اور دینی احکام ومسائل کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرما،آمین۔بیوی کو نیکی کے کاموں میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے،ورنہ ایسی بیوی سے جدائی بہتر ہے۔

[99]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا إِبْرَاهِيمُ الْهَجَرِيُّ أَبُو إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْأَحْوَصِ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ تُعْبَدَ الْأَصْنَامُ بِأَرْضِكُمْ هَذِهِ أَوْ بِبَلَدِكُمْ هَذَا، وَلَكِنَّهُ قَدْ رَضِيَ مِنْكُمْ بِالْمُحَقَّرَاتِ مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَاتَّقُوا الْمُحَقَّرَاتِ فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْمُوبِقَاتِ أَوَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَثَلِ ذَلِكَ مَثَلُ رَكْبٍ نَزَلُوا فَلَاةً مِنَ الْأَرْضِ لَيْسَ بِهَا حَطَبٌ فَتَفَرَّقُوا فَجَاءَ ذَا بِعُودٍ، وَجَاءَ ذَا بِعَظْمٍ، وَجَاءَ ذَا بِرَوْثَةٍ حَتَّى أَنْضَجُوا الَّذِي أَرَادُوا فَكَذَلِكَ الذُّنُوبُ))

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق شیطان مایوس ہو چکا ہے، اس بات سے کہ تمھاری اس سرزمین میں یا تمھارے ملک میں بتوں کی عبادت ہو،مگر وہ راضی ہوا تمھارے چھوٹے چھوٹے گناہوں سے۔پس چھوٹے اور حقیر گناہوں سے اپنے آپ کو بچاؤ، بے شک یہ مہلک ہیں، کیا میں تمھیں اس کی مثال نہ دوں؟ جیسا کہ قافلے والے جا رہے ہوں، جب وہ ویران علاقہ میں اتریں تو وہاں ایندھن نہیں تھا، وہ پھیل گئے،کوئی لکڑی لایا،کوئی ہڈی اٹھا لایا ،اور کوئی گوبر اٹھا لایا، یہاں تک کہ انھوں نے پکایا جس کا انھوں نے ارادہ کیا تھا، پس گناہوں کا بھی یہ ہی حال ہے۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں ارض حجاز کی فضیلت بیان کی گئی ہے،کہ اس میں اسلام کے نفاذ کے بعد بتوں کی کبھی دوبارہ پوجا نہیں کی جائے گی۔یہ بات برحق ثابت ہوئی کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے ارض حجاز بتوں سے لبریز تھی،لیکن ایک وہ بھی وقت آیا کہ بتوں کے نام ونشان بھی ختم کر دیے گئے،اور قیامت تک بُت کا وجود وہاں پر نہیں ہوگا،والحمدللہ۔اس میں اسلام کی حقانیت کا ثبوت بالکل واضح موجود ہے۔مومنوں کو چھوٹے گناہوں سے بھی اس طرح بچنا چاہیے،جس طرح بڑے گناہوں سے بچا جاتا ہے،صغیرہ گناہ بھی بعض اوقات ہلاکت کا باعث ثابت ہوتے ہیں۔اہل علم کو چاہیے کہ عوام کو اہم بات مثال سے سمجھائیں۔یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جو شخص صغیرہ گناہوں کی پروا نہیں کرتا۔وہ کبیرہ گناہ میں بھی واقع ہو جاتا ہے۔صغیرہ گناہوں پر اصرار انسان کو فاسق بنا دیتا ہے۔

---

(99) مسند ابی یعلی : 5122۔ مستدرك للحاكم : 27/2۔ من طریق ابی الاحوص به۔ مسند احمد : 402/1، 403۔ مسند الطیالسی : 400۔ شعب الایمان للبیهقی : 285.

[100]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَلَى غَيْرِ مَا حَدَّثَنَا بِهِ الزُّهْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا أَوْ يُعَلِّمُهَا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں ہے حسد مگر دو چیزوں میں: ایک وہ آدمی کہ اللہ نے اس کو مال دیا، تو وہ اس کو حق کے مواقع میں خرچ کرنے لگا اور دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم وحکمت دی، تو وہ اس کے مطابق فیصلہ بھی کرتا ہے اور دوسروں کو تعلیم بھی دیتا ہے۔

فائدہ: ......حسد کی تعریف یہ ہے کہ ''کسی کی خوشحالی پر جلنا اور اس کی تمنا کرنا کہ اس کی نعمت وخوشحالی اس سے دور ہو کر اسے مل جائے۔'' (القاموس الوحید: 336) اس حدیث میں حسد سے مراد ''رشک کرنا'' ہے، یعنی یہ خواہش اور تمنا کرنا کہ جو اچھی خصلت فلاں میں ہے، وہ مجھ میں بھی پیدا ہو جائے اور یہ جائز ہے۔ بلکہ جس کی وجہ سے نیکی کا جذبہ پیدا ہوا ہے، اس کو بھی برابر کا ثواب ملے گا۔ سب سے اچھی خوبیاں دو ہیں: سخاوت اور علم۔ یہ تب اچھی ہیں جب ان میں اخلاص ہو اور ریا کاری نہ ہو۔ سخاوت اور علم کی فضیلت پر بہت زیادہ دلائل مروی ہیں، اللہ تعالیٰ ان دونوں چیزوں سے محبت عطا فرمائے، آمین۔

[101]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: ((كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ مَعَنَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے اور ہمارے ساتھ ہماری عورتیں نہیں تھیں، پس ہم نے اپنے آپ کو خصی کرنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے اس سے ہمیں منع کر دیا۔

(100) صحيح البخاري، كتاب العلم، باب الاغتباط فى العلم والحكمة، حديث: 73- صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه، حديث: 8161- سنن الكبرٰى للنسائى: 5840- سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الحسد، حديث: 4208- مسند احمد: 385/1- مسندابى يعلٰى: 5078- صحيح ابن حبان: 90- سنن الكبرٰى للبيهقى: 88/10.

(101) صحيح البخارى، كتاب النكاح، باب ما يكره من التبتل والخصاء، حديث: 5075- صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب نكاح المتعة، حديث: 1404- سنن الكبرٰى للنسائى: 11150- مسند احمد: 385/1- مسند الشافعى: 13/2- مصنف عبد الرزاق: 14048- مسند ابى يعلٰى: 5382- سنن الكبرٰى للبيهقى: 79/7.

نِسَاءٌ فَأَرَدْنَا أَنْ نَخْتَصِيَ فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ))

فائدہ: ......مسلمان کے لیے خصی ہونا حرام ہے۔ کیونکہ اس میں ضرر بھی ہے اور نسل کا سلسلہ بھی منقطع ہوجاتا ہے۔ اس حدیث میں نکاح متعہ کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ اجازت عارضی تھی، بعد میں اس نکاح کو مستقل طور پر حرام قرار دیا گیا۔

[102]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا الْمَسْعُودِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ: ((اقْرَأْ)) فَقَالَ: أَقْرَأُ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: ((إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)) قَالَ: فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ [النساء: 41] اسْتَعْبَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَكَفَّ عَبْدُ اللّٰهِ. حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: سُفْيَانُ: قَالَ الْمَسْعُودِيُّ: وَحَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرمایا: قرآن پڑھ۔ انھوں نے عرض کی: میں پڑھوں اور (قرآن) آپ ﷺ ہی پر نازل کیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ میں دوسرے سے سنوں۔ انھوں نے کہا: پھر میں نے سورۃ النساء تلاوت کی اور اس آیت تک پہنچا: ''کیا حال ہوگا جب ہم ہر قوم میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ہم تجھے ان لوگوں پر گواہ لائیں گے۔'' تو رسول اللہ ﷺ کے آنسو بہنے لگے اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ تلاوت سے رک گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ان پر گواہ ہوں جب تک میں ان میں ہوں، پس جب تو نے مجھے قبضہ میں لے لیا، تو تُو ہی ان پر نگران ہے۔

(102) اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ المسعودی مختلط راوی ہے، نیز قاسم کی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے، پس سند منقطع ہے۔ تاہم یہ دیگر طرق سے صحیح ثابت ہے، مثلاً، صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب من احب ان یستمع القرآن من غیره، حدیث: 5049۔ صحیح مسلم، کتاب المسافرین، باب فضل استماع القرآن وطلب القراءة من حافظ، حدیث: 800۔ سنن ابی داود، کتاب العلم، باب فی القصص، حدیث: 3668۔ سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة النساء، حدیث: 3064۔ سنن الکبرٰی للنسائی: 8021۔ مسند احمد: 380/1۔ مصنف ابن ابی شیبة: 563/10۔ مسند ابی یعلٰی: 5069۔ صحیح ابن حبان: 735۔ من طریق ابراھیم عن عبیدة عن عبداللّٰه بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الحزن والبکاء، حدیث: 4194۔ صحیح ابن خزیمه: 1453۔ من طریق ابراهیم عن علقمة عن عبداللّٰه بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب فضل استماع القرآن، حدیث: 800/248۔ مسند ابی یعلٰی: 5020۔ معجم الکبیر للطبرانی: 9781۔ مسند ابی عوانة (اتحاف المهرة: 139025) من طریق جعفر بن عمرو به.

كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ [المائدة: 117]

**فائدہ:** ......پہلی حدیث میں مفضول سے قرآن کریم سننے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ غیر سے قرآن کریم سننے کے کچھ مقاصد ہوتے ہیں، مثلاً: (1) قرآن کریم پر زیادہ غور وفکر کیا جا سکے۔ (2) قرآن کریم کو دوسرے پر پیش کر کے سنت ثابت کرنا۔ قرآن کریم پر غور وفکر کرنا امت نے چھوڑ دیا ہے، ورنہ امت آج جہاں تک پہنچ چکی ہے، یہاں تک کبھی نہ پہنچتی۔ قرآن کریم جس قدر بلند مقام والی کتاب ہے، اسی قدر امت مسلمہ نے اس سے دوری اختیار کر رکھی ہے۔ قرآن کریم سن کر رونا درست ہے، اور خشیت الٰہی کی دلیل ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ہر امت میں اس کا پیغمبر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گواہی دے گا کہ اے اللہ! ہم نے تو تیرا پیغام اپنی قوم کو پہنچا دیا تھا، اب انھوں نے نہیں مانا تو اس میں ہمارا کیا قصور؟ پھر ان سب پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیں گے کہ اے اللہ! یہ انبیاء کرام علیہم السلام سچے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ گواہی اس قرآن کی وجہ سے دیں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ جس میں گزشتہ انبیاء اور ان کی قوموں کی سرگزشت بھی حسب ضرورت بیان کی گئی ہے۔ یہ ایک سخت مقام ہوگا، اس کا تصور ہی لرزہ براندام کر دینے والا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ گواہی وہی دے سکتا ہے جو سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھے، اس لیے وہ "شہید" (گواہ) کے معنی "حاضر و ناظر" کے کرتے ہیں۔ یوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "حاضر و ناظر" باور کراتے ہیں، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنا، یہ آپ کو اللہ کی صفت میں شریک کرنا ہے جو شرک ہے، کیونکہ حاضر و ناظر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ "شہید" کے لفظ سے ان کا استدلال اپنے اندر کوئی قوت نہیں رکھتا، اس لیے کہ شہادت یقینی علم کی بنیاد پر بھی ہوتی ہے، اور قرآن میں بیان کردہ حقائق وواقعات سے زیادہ یقینی علم کس کا ہو سکتا ہے؟ اسی یقینی علم کی بنیاد پر خود امت محمدیہ کو بھی قرآن نے شُهَدَاءُ عَلَى النَّاسِ (تمام کائنات کے لوگوں پر گواہ) کہا ہے، اگر گواہی کے لیے حاضر و ناظر ہونا ضروری ہے تو پھر امت محمدیہ کے ہر فرد کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔ بہرحال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ مشرکانہ اور بے بنیاد ہیں۔ (تفسیر احسن البیان، ص: 239، 240)

دوسری حدیث پہلی حدیث کا تتمہ ہے، اس میں مزید کچھ اضافہ ہے، جس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں بھی ہر جگہ حاضر و ناظر تھے اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ اس کی خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفی فرما دی ہے، صرف اللہ تعالیٰ تمام بندوں پر نگران ہے۔

# الجزء الثانی

دوسرا حصہ

## مِنْ مُسْنَدِ أَبِي بَكْرٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيِّ

[103]...... أَخْبَرَنَا أَبُو الطَّاهِرِ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ زَيْدٍ الْمُؤَدِّبُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي سَنَةِ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ فَأَقَرَّ بِهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ ابْنُ الصَّوَّافِ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فَأَقَرَّ بِهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ بِشْرُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ شَيْخًا مِنَ النَّخْعِ يُسَمَّى عَمْرًا وَيُكْنَى بِأَبِي مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا))

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے کہا: پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز وقت پر ادا کرنا۔ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ماں باپ سے حسن سلوک کرنا۔ میں نے کہا: بڑے گناہوں میں کون سا گناہ بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے جبکہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے بیٹے کو اس لیے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا، میں نے کہا: پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر یہ کہ کوئی اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

---

(103) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب البر والصلة، حدیث: 5970۔ الادب المفرد للبخاری: 1۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الایمان باللّٰہ تعالٰی افضل الاعمال، حدیث: 85۔ سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی الوقت الاول من الفضل، حدیث: 173۔ سنن النسائی، کتاب المواقیت، باب فضل الصلاة لمواقیتها، حدیث: 611، 612۔ مسند احمد: 442/1، 409۔ سنن الدارمی: 1228۔ صحیح ابن خزیمه: 327۔ مختصرا بالشطر الاول۔ وفی صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة البقرة، باب قوله تعالٰی: ﴿فلا تجعلوا للّٰہ انداد﴾، حدیث: 4477۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الشرک اقبح الذنوب، حدیث: 86۔ سنن ابی داود: 2310۔ سنن الترمذی: 3182۔ سنن النسائی: 4018۔ من طریق عمرو بن شرحبیل عن عبداللّٰہ بن مسعود بالشطر الثانی۔

قُـلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ: فَـأَيُّ الْـكَبَـائِـرِ أَكْبَرُ؟ قَالَ ((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُـوَ خَـلَقَكَ)) قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تَـقْتُـلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ)) قُلْتُ: ثُـمَّ أَيٌّ؟ قَـالَ: ((ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ)) ثُـمَّ تَـلَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ [الفرقان: 68] الْآيَةَ

''وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، اور نہ وہ ایسے نفس کو قتل کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ وہ زنا کرتے ہیں، اور جو کوئی یہ کام کرے گا وہ گناہ کی سزا پائے گا۔''

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں افضل ترین اعمال میں سے کچھ کا ذکر ہوا ہے۔ مختلف احادیث میں مختلف افضل ترین اعمال بیان کیے گئے ہیں۔ اس کی کئی ایک وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ موقع محل اور سائل کی مناسبت سے آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف جوابات دیے۔ حقیقت میں وہ تمام اعمال ہی افضل ہیں جن کا صحیح احادیث میں ذکر آیا ہے۔ اس حدیث کے دوسرے حصے میں کچھ کبیرہ گناہوں کا ذکر بھی موجود ہے، مثلاً شرک، ناحق قتل اور زنا۔ یہ تینوں گناہ ظلم کی اعلیٰ ترین شکلیں ہیں۔ شرک اللہ رب العالمین کے ساتھ ظلم ہے اور دوسرے دو گناہوں (ناحق قتل اور زنا) کا تعلق حقوق الناس سے ہے۔ افسوس کہ جس قدر یہ کبیرہ گناہ تھے، اتنے ہی زیادہ کیے جا رہے ہیں۔ شیطان کبیرہ گناہوں کو آسان کر کے پیش کرتا ہے، حالانکہ یہ مشکل ترین کام ہیں، اور انسان کی دنیا و آخرت کو تباہ کر دیتے ہیں اور آخر جہنم میں عذاب الیم کا مستحق بنا دیں گے۔

[104]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَـاضٍ، عَـنْ مَـنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْـنِ مَسْـعُـودٍ قَـالَ: قَـالَ رَسُولُ اللّٰـهِ ﷺ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔

(104) صحيح البخارى، كتاب الادب، باب ما ينهى من السباب واللعن، حديث: 6044۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان قول النبى ﷺ: سباب المسلم فسوق، حديث: 64۔ سنن الترمذى، كتاب البر والصلة، باب: 52، حديث: 1983۔ سنن النسائى، كتاب تحريم الدم، باب قتال المسلم، حديث: 4116۔ سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب سباب المسلم فسوق، حديث: 3939۔ مسند احمد: 439/1۔ مسندابى يعلىٰ: 4988۔ صحيح ابن حبان: 5939۔ سنن الكبرىٰ للبيهقى: 20/8.

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ))

فائدہ: ......اس حدیث میں دو گناہوں کا ذکر ہے: (1) مسلمان کو گالی دینا: یہ عمل بہت عام ہے۔ ہر بات پر گالی دی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ گناہ کا عمل ہے۔ اس سے بہت سے فتنے وفساد نمودار ہوتے ہیں، اور بعض دفعہ قتل وغارت کا سبب بھی بنتا ہے۔ بلکہ ہماری مقدس شریعت میں مطلقاً گالی دینے سے منع کیا گیا ہے، حتیٰ کہ شیطان کو بھی گالی نہیں دینی چاہیے، کیونکہ اس سے منع کیا گیا ہے۔ (ابو طاهر المخلص : 2/196/9، الصحيحة : 2422) (2) مسلمان کو قتل کرنا یا اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔ کفر کے کئی درجات ہیں، کیونکہ ''کفر دون کفر'' ایک مستقل اصول ہے۔ ہر گناہ (خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ) جس کے ارتکاب پر لفظ ''کفر'' استعمال ہوا ہو، اس سے مراد ہر جگہ پر حقیقی کافر نہیں ہوتا، بلکہ دیکھا جائے گا کہ یہاں کفر سے کفر کا کون سا درجہ مراد ہے۔ بطور مثال عرض ہے کہ بیوی کا اپنے خاوند کی ناشکری کرنے کو بھی ''کفر'' کہا گیا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو بیوی اپنے خاوند کی ناشکری کرے، وہ کافر ہو جاتی ہے۔ آج کل تکفیری لوگ عام ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کے لیے وبال جان بنے ہوئے ہیں، یہ ایک فتنہ ہے جس کا رد حکمت ودانائی کے ساتھ ضروری ہے، اور ایسے لوگوں سے دور رہنا فرض ہے۔

[**105**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَهُ أَبِي: أَأَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((النَّدَمُ تَوْبَةٌ)) فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَنَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((النَّدَمُ تَوْبَةٌ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ، وَالَّذِي حَدَّثَنَا بِهِ عَبْدُ الْكَرِيمِ أَحَبُّ إِلَيَّ لِأَنَّهُ أَحْفَظُ مِنْ أَبِي سَعْدٍ.

عبداللہ بن معقل بیان کرتے ہیں، میں اپنے والد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میرے والد نے اُن سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پشیمانی توبہ ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ پشیمانی توبہ ہے۔ سفیان نے کہا: بسند دیگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مثل روایت کی ہے، جو راوی مجھے یہ روایت عبدالکریم سے روایت کرتا ہے، وہ مجھے زیادہ پسند ہے کیونکہ وہ ابوسعد سے زیادہ حافظ ہیں۔

(105) حسن، سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، حديث : 4252ـ مسنداحمد : 376/1ـ مصنف ابن ابی شيبة : 361/9ـ مسند ابی يعلٰی : 4969ـ مستدرك للحاكم : 234/4ـ مسند الشهاب : 13ـ سنن الكبرٰی للبيهقی : 154/10.

فائدہ: ...... گناہ سرزد ہو جانے کے بعد پشیمانی توبہ کا اہم جز ہے۔ اگر گناہ کے بعد انسان پشیمان ہو جائے تو توبہ ممکن ہے۔ اگر صورت حال اس کے خلاف ہو کہ انسان گناہ کر کے خوش ہو اور گناہ پر گناہ کرتا جائے تو ایسے انسان کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے، اور اس کی حس ختم ہو جاتی ہے۔

توبہ کا دوسرا جز یہ ہے کہ صدق دل سے توبہ کرے، اور تیسرا جز یہ ہے کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے۔

[**106**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَارٍ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ [المرسلات: 1] فَأَخَذْتُهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا فَمَا أَدْرِي بِأَيَّتِهَا خَتَمَ ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾ [المرسلات: 50] أَوْ ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ﴾ [المرسلات: 48] قَالَ: فَخَرَجَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ مِنْ جُحْرٍ فَأَفْلَتَتْنَا وَدَخَلَتْ جُحْرًا آخَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ وُقِيتُمْ شَرَّهَا، وَوُقِيَتْ شَرَّكُمْ))

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھا، پس آپ ﷺ پر سورت ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ نازل ہوئی، تو میں نے یہ سورت آپ ﷺ کے منہ سے حفظ کی۔ آپ ﷺ کا منہ مبارک اس کی تلاوت سے تر تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ سورت کی کون سی آیت پر آپ نے تلاوت ختم کی، آپ ﷺ نے یہ آیت ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾ یا یہ آیت ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ﴾ پر ختم کی، کہ اتنے میں سوراخ سے ایک سانپ ہمارے سامنے آیا، ہمارے ہاتھ سے تیزی کے ساتھ نکل گیا اور دوسرے سوراخ میں داخل ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اس کے شر سے بچائے گئے ہو اور وہ تمھارے شر سے بچایا گیا ہے۔

فائدہ: ...... قرآن مجید منزل من اللہ وحی ہے، اس پر ہمارا ایمان ہے، اسی طرح حدیث رسول ﷺ بھی وحی ہے، قرآن وحدیث دونوں قطعی الثبوت ہیں، والحمدللہ۔ کیونکہ یہ شریعت ہیں، یاد رہے ظنی چیز شریعت نہیں ہوتی۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان بات بھول بھی جاتا ہے، کیونکہ انسان نِسیان سے ہے۔ اس حدیث میں سانپ کو شر سے تعبیر کیا گیا ہے، کیونکہ اس کا زہر جان لیوا ثابت ہوسکتا ہے۔ اور سانپ کو دیکھ کر ڈرنا نہیں چاہیے، بلکہ اس کو قتل کر دینا

(106) مسند احمد : 377/1- مصنف عبدالرزاق : 8389- مسندابی یعلٰی : 4970- معجم الكبير للطبرانی : 10154- صحیح ابن حبان : 707 - مستدرك للحاكم : 251/2 من طريق عاصم عن زر عن عبدالله بن مسعود- صحيح البخاری، كتاب جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، حديث : 1830- صحيح مسلم، كتاب السلام، باب قتل الحيات وغيرها، حديث : 2234- سنن النسائی : 2886- من طريق الاسود عن عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنہ-

چاہیے، بلکہ بعض صحیح احادیث میں ہے کہ جو شخص سانپ کو دیکھ کر ڈر گیا (اور اس کو نہ مارا،)وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(سنن ابی داود : 5249 سندہ صحیح)

[**107**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ يَقُولُ: كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَأَتَانَا يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ النَّخَعِيُّ فَقَالَ: مَا لَكُمْ؟ قُلْنَا: نَنْتَظِرُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ: أَيْنَ تَرَوْنَهُ؟ قُلْنَا: فِي الدَّارِ ، قَالَ: أَفَلَا أَذْهَبُ فَأُخْرِجَهُ إِلَيْكُمْ؟ قَالَ فَذَهَبَ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا وَمَعَهُ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنِّي لَأُخْبَرُ بِمَجْلِسِكُمْ فَمَا يَمْنَعُنِي أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ أُمِلَّكُمْ ، وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا)) .

ابو وائل شقیق بن سلمہ کہتے ہیں: ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ یزید بن معاویہ النخعی ہمارے پاس آئے اور انھوں نے کہا: تمھیں کیا ہے؟ ہم نے کہا: ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا: تم نے انھیں کہاں دیکھا ہے؟ ہم نے کہا: گھر میں۔ انھوں نے کہا: کیا میں نہ جاؤں کہ انھیں تمھاری طرف نکالوں؟ راوی کہتے ہیں: تو وہ گئے ، وہ (زیادہ دیر) نہیں ٹھہرے حتیٰ کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نکل آئے، حتی کہ وہ کھڑے ہوگئے۔حضرت عبدا للہ رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے آئے، ان کے ساتھ یزید بن معاویہ نخعی بھی تھے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تمھارا اس مجلس میں انتظار مجھے بتایا گیا تھا، تمھاری طرف آنے میں مجھے کوئی مانع بھی نہ تھا مگر میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ تمھیں تھکا دوں، تحقیق رسول اللہ ﷺ کئی کئی دنوں تک وعظ ونصیحت (و تعلیم) سے ہمیں خالی چھوڑتے تھے ، (بوجہ) ہمارے تھک جانے کو ناپسند کرتے ہوئے۔

**فائدہ** :...... ہر کام میں اعتدال ضروری ہے، جب بھی کوئی کام اعتدال کی حد کو عبور کر جاتا ہے، تب نقصان شروع ہو جاتا ہے۔ واعظین اور خطباء کو ایسا انداز نہیں اپنانا چاہیے کہ جو لوگوں کو تھکا دے، اور لوگوں کو دین کے قریب

---

(107) صحيح البخاری، کتاب العلم، باب ماکان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یتخولنا بالموعظة ، حدیث : 68۔ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب الاقتصاد بالموعظة ، حدیث : 2821۔ سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی الفصاحة والبیان، حدیث: 2855۔ سنن الکبرٰی للنسائی : 5889۔ مسنداحمد : 377/1۔ معجم الکبیر للطبرانی : 10430۔ مسندابی یعلٰی : 5137۔ صحیح ابن حبان : 4524۔ شرح السنة للبغوی : 145۔

کرنے کی بجائے دین سے دور کر دے۔لمبی لمبی تقاریراور لمبے لمبے جلسے اور کانفرنسیں اور اکثر پروگرام لوگوں کو دین کے قریب کرنے کی بجائے دور کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔لہٰذاانداز خطابت تبدیل کرنے کی ضرورت ہے،اور اہل علم حضرات کومنبر ومحراب کا مالک بنانا ضروری ہے،کیونکہ خطیب نے لوگوں کے سامنے شریعت پیش کرنی ہے،وہ تب ہی کر سکے گا جب علم وحی میں ماہر ہوگا۔افسوس کہ آج کل لوگ ان پڑھ،سریلی اور ترنم والی آواز نکالنے والے کومنبر ومحراب کا مالک بنائے ہوئے ہیں،اور وہ غیر ثابت شدہ اور جھوٹی روایات بڑے زور وشور سے بیان کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں،الامان والحفیظ۔ہمیں ہر کام قرآن وحدیث کے مطابق کرنا چاہیے،اس میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔

[108]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا كَانَ مِنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ فَقَالَ ((مَنْ أَحْسَنَ مِنْكُمْ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، وَمَنْ أَسَاءَ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ))

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: عرض کی گئی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! زمانہ جاہلیت میں جو گناہ ہم سے صادر ہوئے، ان پر ہم سے مؤاخذہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم میں سے خالص نیک بن گیا، اس سے جاہلیت کے اعمال کا مؤاخذہ نہ ہوگا اور جو بدکار ہی رہا، وہ اول وآخر گناہوں پر پکڑا جائے گا۔

**فائدہ**:......اس حدیث میں نیک اعمال کی اہمیت وفضیلت ثابت ہوتی ہے،خواہ وہ کفر کی حالت میں ہی کیے جائیں یا اسلام کی حالت میں،اور بُرے اعمال کی مذمت ثابت ہوتی ہے،خواہ وہ کسی بھی حالت میں کیے جائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اسلام اپنے سے پہلے (گناہوں) کومٹا دیتا ہے۔(صحیح مسلم : 121)اور زمانہ جاہلیت میں سرزد ہونے والے گناہوں کا مواخذہ نہیں ہوگا۔جوشخص اسلام قبول کرنے کے بعد بھی زمانہ جاہلیت والے بُرے اعمال ترک نہیں کرتا،تو ایسے شخص نے حقیقت میں اسلام قبول نہیں کیا،دل سے مخلص نہیں ہے،اس لیے اس کے دونوں زمانوں (زمانہ کفر اور زمانہ اسلام) کے گناہوں کا مواخذہ ہوگا۔ یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ اگر کوئی انسان مسلمان ہو جائے اور خلوص دل سے مسلمان ہو،لیکن انسان ہونے کے ناطے اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس گناہ کی وجہ سے وہ کافر نہیں ہوگا، بلکہ وہ اپنے گناہ سے توبہ کرلے،ورنہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے،وہ چاہے تو اس کو

---

(108) صحيح البخاری، كتاب استتابة المرتدين، باب اثم من اشرك بالله وعقوبته فى الدنيا والآخرة، حديث: 6921ـ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب هل يؤاخذ باعمال الجاهلية، حديث: 120ـ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر الذنوب، حديث: 4242ـ مسند احمد: 379/1، 409ـ سنن الدارمی: 1ـ مسندابی يعلٰى: 5113ـ صحيح ابی عوانة: 71/1ـ

معاف کر دے، یا چاہے تو عذاب دے۔

[109]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ فَإِنَّ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ))

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دو آدمی اپنے تیسرے رفیق سے علیحدہ ہو کر خفیہ بات نہ کریں، اس طرز عمل سے وہ پریشان ہوگا۔

فائدہ: ...... کسی بھی صورت میں مسلمان کی دل آزاری کرنا جائز نہیں ہے، خواہ وہ دل آزاری زبان سے ہو، یا عمل سے۔ دانائی سے کام لے کر زندگی گزارنی چاہیے، اس میں بڑا سکون واطمینان ہوتا ہے۔ جب کسی کو آپ سے تکلیف نہیں ہوگی تو وہ بھی آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائے گا، ورنہ زندگی پریشانیوں میں ہی گزرے گی۔ بدگمانی فساد کی جڑ ہوتی ہے، اس سے ہر صورت بچنا چاہیے۔ جب تین شخص اکٹھے ہوں تو ظاہر ہے کہ ان کے آپس میں اچھے تعلقات ہیں، لیکن جب ان میں سے دو الگ ہو کر باتیں کریں گے تو بدگمانیوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، اور نقصان ہوگا۔ اس لیے شریعت اسلامیہ نے کس قدر عمدہ اصول بنائے ہیں، کاش! مسلمان ان اصولوں کے مطابق زندگی بسر کریں۔

[110]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ: فَمَا مَلَكْتُ نَفْسِي أَنْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ، أَوْ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے کچھ مال تقسیم کیا تو ایک آدمی نے کہا: یہ ایسی تقسیم ہے جس سے رضائے الٰہی مطلوب نہیں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں یہ بات سن کر اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر آپ ﷺ کو خبر دے دی۔ آپ ﷺ کا چہرہ اقدس متغیر ہو گیا، یا

(109) صحيح البخاري، كتاب الاستئذان، باب اذا كانوا اكثر من ثلاثة فلا باس بالمسارة والمناجاة، حديث: 6490- صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث، حديث: 2184- سنن ابى داود، كتاب الادب، باب فى التناجى، حديث: 4851- سنن الترمذى، كتاب الادب، باب ما جاء لا يتناجى اثنان دون ثالث، حديث: 2825- مسند احمد: 430/1- الادب المفرد للبخارى: 1171- سنن الدارمى: 2660- مسندابى يعلٰى: 5255-

(110) صحيح البخاري، كتاب المغازى، باب غزوة الطائف فى شوال، حديث: 4335- صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب اعطاء المؤلفة قلوبهم على الاسلام، حديث: 1062- الادب المفرد للبخارى: 390- مسند احمد: 380/1- مسند ابى يعلٰى: 5206- صحيح ابن حبان: 2917- شرح السنة للبغوى: 3671- دلائل النبوة للبيهقى: 184/5-

قَالَ لَوْنُهُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَتَمَنَّيْتُ أَنِّي كُنْتُ أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ أُوذِيَ مُوسَى بِأَشَدَّ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ))

فرمایا: آپ ﷺ کا رنگ (متغیر ہو گیا)۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دل میں تمنا کی کہ آج میں (خبر پہنچانے سے) بچا ہوتا۔ انھوں نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ ایذا دی گئی تھی، پس انھوں نے صبر کیا۔''

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر اعتراض معتبر نہیں ہوتا، بلکہ بعض اعتراضات فضول اور ردی ہوتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ انسان کو بے جا اعتراض سے پریشانی لازم آتی ہے اور سننے والے لوگ بھی پریشان ہوتے ہیں، اس لیے کسی کو بے جا پریشان کرنا درست نہیں ہے۔ علم وعمل دور دور تک نہیں ملتا ہے، جبکہ شکوک و شبہات اور بدگمانیاں عام ہیں۔ علم وعمل کے بغیر معاشرہ اسلامی نہیں بن سکتا۔ کوئی تکلیف دے تو اس پر صبر کرنا چاہیے، انبیاء کرام علیہم السلام کے ورثاء علمائے کرام کو اکثر تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، تو انھیں ان پر صبر سے کام لینا چاہیے۔ جب انبیائے کرام علیہم السلام تکالیف سے نہیں بچ سکے تو علمائے کرام کیسے بچ سکیں گے؟

[111]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ يَقُولُ: لَا تَقُولُوا سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَلَا سُورَةُ كَذَا فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ، أَنَّهُ مَشَى مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي بَطْنِ الْوَادِي فَلَمَّا أَتَى الْجَمْرَةَ جَعَلَهَا عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ اعْتَرَضَهَا فَرَمَاهَا، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ

اعمش بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف نے کہا: تم سورۃ البقرۃ اور سورۃ فلاں فلاں نہ کہو، میں نے ابراہیم بن یزید نخعی سے یہ ذکر کیا، تو وہ کہنے لگے: مجھے عبدالرحمٰن بن یزید نے خبر دی کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ بطن وادی میں جا رہے تھے، جب وہ جمرہ تک پہنچا تو اس کو اپنے دائیں طرف چھوڑا اور پھر اس طرف سامنے سے کنکر مارے۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کچھ لوگ جمرے کو اس کے اوپر سے کنکر مارتے ہیں تو انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم!

(111) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب يكبر مع كل حصاة، حديث: 1750۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب رمی جمرة العقبة من بطن الوادی حديث: 1296۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب فی رمی الجمار، حديث: 1974۔ سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ماجاء كيف ترمی الجمار، حديث: 901۔ سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب المكان الذی يرمی منه جمرة العقبة، حديث: 3075۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب من اين ترمی جمرة العقبة، حديث: 3030۔ مسنداحمد: 408/1۔ مصنف ابن ابی شيبة: 184/4۔ مسند ابی يعلٰی: 5067۔ صحيح ابن خزيمه: 2879۔ صحيح ابن حبان: 3873۔

الرَّحْمَنِ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا ، فَقَالَ ((مِنْ هَاهُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ رَأَيْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ رَمَاهَا)) .

جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں نے دیکھا اس شخصیت کو جس پر سورۃ البقرہ نازل کی گئی ہے کہ انھوں نے یہاں سے کنکر مارے تھے۔

**فائدہ** :......حجاج بن یوسف بعض دفعہ اہل علم سے علمی بحث کرتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بعض مسائل میں غلطیاں بھی کرتے تھے۔ اس حدیث میں رمی کرنے کے بعض مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ رمی کرتے وقت کنکریاں ایک ایک کر کے مارنی چاہئیں۔ ہر رمی کرتے وقت اللہ اکبر پڑھنا چاہیے۔ (بخاری : 175)

کنکریاں مارتے وقت کس طرف منہ کرنا چاہیے، سنن ابن ماجہ (3030) میں ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کیا جائے، جبکہ صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیت اللہ کو بائیں طرف اور منیٰ کو دائیں طرف رکھتے تھے۔ (حدیث : 1749) اس میں راجح بات صحیح بخاری والی ہے، اور یاد رہے کہ جہاں بھی کھڑے ہو کر رمی کی جائے، جائز ہے، خواہ اس کی طرف منہ کرے، یا اسے دائیں یا بائیں رکھے، اس کے اوپر کی سمت سے کنکریاں پھینکے یا نیچے کی سمت سے یا درمیان سے۔ (فتح الباری : 734/3)

اس حدیث میں صحابی نے سورہ بقرہ کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ اس سورہ میں حج کے اکثر مسائل مذکور ہیں۔ وہ یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (جن پر قرآن نازل ہوا ہے) سے بڑھ کر کون ہے، جو دین کے مسائل سمجھتا ہو۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ سورۃ البقرہ، سورۃ الناس وغیرہ کہنا حدیث سے ثابت ہے۔ حجاج بن یوسف کو غلطی لگ گئی تھی، جس طرح ان کو لوگوں کے قتل کرنے میں غلطی لگ گئی تھی۔

[**112**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَدِمَ عَبْدُ اللَّهِ الشَّامَ فَقَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: مَا هَكَذَا أُنْزِلَتْ ، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَيْحَكَ أَوْ وَيْلَكَ قَرَأْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَحْسَنْتَ)) فَبَيْنَا هُوَ يُرَاجِعُهُ إِذْ وَجَدَ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ شام گئے اور سورت ''یوسف'' تلاوت کی تو ایک آدمی نے کہا: یہ سورت اس طرح تو نہیں اتاری گئی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرے لیے افسوس ہے یا کہا: تیرے لیے ہلاکت ہے، میں نے اس سورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: تو نے بہتر پڑھا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دوران گفتگو

---

(112) صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم، حدیث : 5001- صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب فضل استماع القرآن، حدیث : 801- سنن الکبریٰ للنسائی : 8080- مسند احمد : 378/1- مصنف عبدالرزاق : 17041-

عَبْدُ اللّٰہِ مِنْهُ رِیحَ خَمْرٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ أَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُكَذِّبُ بِالْقُرْآنِ؟ لَا أَبْرَحُ حَتَّى تُجْلَدَ فَجُلِدَ.

اس سے شراب کی بو محسوس کی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تو شراب بھی پیتا ہے اور اللہ کی کتاب کی تکذیب بھی کرتا ہے؟ میں یہیں رہوں گا یہاں تک کہ تجھے درّے لگائے جائیں، پھر اُس آدمی کو درّے لگائے گئے۔

**فائدہ** :......اس سے ثابت ہوا کہ اہل علم سے بعض دفعہ اختلاف کرنے والے بیوقوف ہوتے ہیں یا نشے کی حالت میں ہوتے ہیں، تو اس چیز کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ اختلاف کرنے والا کس حالت میں ہے۔ اگر وہ قرآن وحدیث کی تکذیب کر رہا ہو تو اس کو سخت ڈانٹ پلانی چاہیے۔ شراب پینے والے کو دُرّے لگائے جائیں گے۔ اس کی حالت دیکھ کر حاکم وقت اور قاضی فیصلہ کرے گا کہ کتنے کوڑے لگائے جائیں، 40۔ 80 یا کم۔ شراب پینا حرام ہے۔ اگر فیصلہ عدالت میں پہنچ جاتا ہے تو قرآن وحدیث کے مطابق اس کا فیصلہ کرنا چاہیے، اور اگر وہ فعل حد کو پہنچتا ہو تو حد کو نافذ کرنا فرض ہے۔

[**113**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خَلِيلٍ مِنْ خِلِّهِ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ لَخَلِيلُ اللّٰہِ)) يَعْنِي نَفْسَهُ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ہر دوست کی دوستی سے بری الذمہ ہوں، اگر میں کسی کو دوست بناتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ لوگو! تمھارا یہ رفیق اللہ ہی کا دوست ہے، رفیق سے مراد ''آپ ﷺ کی ذات گرامی'' ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبردست فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ خلیل کا معنی ہے: دلی دوست، خیر خواہ، ہمدرد۔ (القاموس الوحید: 471) مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خلیل کے معنی ہیں کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اس طرح راسخ ہو جائے کہ کسی اور کے لیے اس میں جگہ نہ رہے۔ خلیل بروزن فعیل بمعنی فاعل ہے، جیسے علیم بمعنی عالم ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ بمعنی مفعول ہے، جیسے حبیب بمعنی محبوب ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یقیناً اللہ تعالیٰ کے محبّ بھی تھے اور محبوب بھی۔ (فتح القدير) (تفسير احسن البيان: 267) محبت کے اعلیٰ درجے کو ''الخلّة'' کہتے ہیں، جس میں دنیا و مافیہا سے محبت نہیں ہوتی، بلکہ تمام محبت اللہ تعالیٰ

(113) صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابى بكر الصديق رضی اللہ عنہ، حديث: 2383- سنن الترمذى، كتاب المناقب، باب مناقب ابى بكر الصديق رضی اللہ عنہ، حديث: 3655- سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل ابى بكر رضی اللہ عنہ، حديث: 93- سنن الكبرٰى للنسائى: 8105- مسنداحمد: 377/1- مسندابى يعلٰى: 5180- صحيح ابن حبان: 6755- مصنف ابن ابى شيبة: 473/11- طبقات ابن سعد: 176/3-

سے ہوتی ہے، اور یہی وصفِ عظیم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا، اور یہ درجہ محنت واجتہاد سے نہیں ملتا، کیونکہ یہ کسبی نہیں ہے، بلکہ اس عظیم درجے پر اللہ تعالیٰ اس کو خاص کرتا ہے، جسے چاہتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ دنیا میں کوئی بھی کسی کا خلیل نہیں ہے۔ یہ فقط ہمارے پیارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، بالفاظ دیگر انسانیت میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ (النساء: 125) ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے صرف دو کو اپنا خلیل بنایا ہے: (1) سیدنا ابراہیم علیہ السلام (2) سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل پکڑے ہیں، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے جلیل القدر صحابی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیل بنانا چاہتے تھے، سبحان اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اپنے یار غار کا تزکیہ بیان فرما رہے ہیں۔

[114]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: ((مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِوَقْتِهَا إِلَّا بِالْمُزْدَلِفَةِ فَإِنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَصَلَّى الصُّبْحَ يَوْمَئِذٍ فِي غَيْرِ وَقْتِهَا)) وَقَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي فِي غَيْرِ وَقْتِهَا الَّذِي كَانَ يُصَلِّيهَا فِيهِ قَبْلَ ذَلِكَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز وقت پر ہی پڑھتے دیکھا ہے مگر مزدلفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء دو نمازیں جمع کیں اور صبح بھی اس دن غیر وقت میں پڑھی۔ سفیان کہتے ہیں: اس سے مراد اس وقت سے ہٹ کر جس میں اس سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

**فائدہ**: ...... ہر نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا چاہیے، افسوس کہ اکثر لوگ اس میں سستی کا شکار ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری سُستیاں دور فرمائے، آمین۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھا جائے گا۔ نحر والے دن صبح کی نماز زیادہ اندھیرے میں، عام نماز فجر کے وقت سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے۔

(114) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب من يصلی الفجر بجمع، حديث: 1682۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب زيادة التغليس بصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة، حديث: 1689۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب الصلاة بجمع، حديث: 1934۔ سنن النسائی، كتاب المواقيت، باب الجمع بين المغرب والعشاء، حديث: 609۔ مسند احمد: 434/1۔ صحيح ابن خزيمه: 2854۔ مصنف عبدالرزاق: 4420۔ مسند ابی يعلٰی: 5264۔

[115]...... حَـدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَنْكِحْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَا فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ))

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو جماع کی قوت رکھتا ہے وہ شادی کرے، یہ امر آنکھ کو زیادہ قابو میں رکھتا اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے، اور جو (شادی) نکاح نہ کر سکے تو وہ روزے رکھے کہ روزہ اس کی خواہش بند کرتا ہے۔

**فائدہ**: ......(سنن ابن ماجه: 1845) میں اس حدیث میں ایک واقعہ بیان ہوا ہے کہ علقمہ بن عاص تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں منیٰ میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان کو الگ لے گئے۔ میں پاس بیٹھا تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا: کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں ایک کنواری لڑکی سے آپ کی شادی کروا دوں، جس سے آپ کو گزرے وقت کی کچھ باتیں یاد آ جائیں؟ جب سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اِس کے سوا کوئی کام نہیں، (جس کی وجہ سے وہ انھیں الگ لے کر گئے تھے) تو مجھے ہاتھ سے اشارہ کیا، میں حاضر ہوا، تو وہ فرما رہے تھے: اگر آپ نے یہ بات کہی ہے تو بالکل درست کہی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... پھر انھوں نے یہ حدیث بیان کی۔

اس مطول حدیث سے کچھ باتیں ثابت ہوتی ہیں: اس حدیث سے زندگی کا ایک اہم پہلو اجاگر ہوتا ہے کہ نوجوانوں کو شادی کی ترغیب دلانی چاہیے، تاکہ معاشرہ درست رہے۔ الباءۃ سے مراد جماع اور نان ونفقہ ہے۔ اگر انسان میں قوت جماع نہیں ہے تو اس کو نکاح کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر قوت جماع ہے، لیکن نان ونفقہ کی استطاعت نہیں ہے، تو ان کے حصول تک برائی سے بچنے کی خاطر نفلی روزوں سے کام لے۔ شادی کے بے شمار مقاصد ہیں، دو کا ذکر اِس حدیث میں ہوا ہے: (1) نظروں کی حفاظت (2) شرم گاہ کی حفاظت۔

(115) صحيح البخارى، كتاب النكاح، باب من لم يستطع الباءة فليصم، حديث: 5066۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه، حديث: 1400۔ سنن الترمذى، كتاب النكاح، باب ماجاء فى فضل التزويج، حديث: 1081۔ سنن النسائى، كتاب الصيام، باب ذكر الاختلاف على محمد بن ابى يعقوب، حديث: 2244۔ مسنداحمد: 422/1۔ سنن الدارمى: 2171۔ مصنف عبدالرزاق: 10380۔ مصنف ابن ابى شيبة: 126/4، 127۔ سنن الكبرىٰ للبيهقى: 296/4۔من طريق الاعمش بهذا الاسناد۔

[116]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ أَوْ أُخْبِرْتُ عَنْهُ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ يَعْنِي عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قِيلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ إِنَّ فِي الْمَسْجِدِ رَجُلًا يَقُولُ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَصَابَ النَّاسَ دُخَانٌ يَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْكُفَّارِ وَيَأْخُذُ الْمُؤْمِنِينَ كَالزَّكْمَةِ قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ لِمَا لَمْ يَعْلَمِ اللّٰهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنْ عِلْمِ الْمَرْءِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللّٰهُ أَعْلَمُ، وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهِ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ إِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَئُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ)) فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ، وَحَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [الدخان: 11] قَالَ اللّٰهُ ﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہا گیا کہ مسجد میں ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو دھوئیں کا سامنا کرنا ہوگا، جس سے کفار کی قوت سماعت جاتی رہے گی اور اہل اسلام کو زکام لگے گا۔راوی کہتے ہیں: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے، پس وہ اٹھ بیٹھے اور کہا: لوگو! جو تم میں سے کچھ جانتا ہو وہ بیان کرے، اور جو نہ جانتا ہو تو اس کے متعلق کہہ دے! اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ انسان کا یہ بھی علم ہے کہ جو چیز وہ نہیں جانتا اس کے متعلق کہہ دے: واللہ اعلم، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو کہا ہے:'' آپ کہہ دیں :میں تم سے اس پر اجرت نہیں طلب کرتا اور میں تکلف کرنے والوں سے نہیں ہوں۔'' قوم قریش نے جب ایمان لانے میں تاخیر کی تو نبی کریم ﷺ نے کہا: یا اللہ! ان پر سات سال تک ایسا قحط مسلط کر دے جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانے کا سات سالہ قحط تھا۔ تو اہل قریش پر قحط آیا اور اس نے ہر چیز کو گھیر لیا، یہاں تک کہ انھوں نے ہڈیاں کھائیں اور یہاں تک کہ کوئی آدمی جب آسمان کی طرف دیکھتا تو اپنے اور آسمان کے درمیان دھوئیں جیسی چیز دیکھتا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:'' پس انتظار کر جس دن آسمانوں پر واضح دھواں آئے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا، یہ درد ناک عذاب ہوگا۔'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:'' ہم دور کرتے ہیں

(116) صحيح البخاری، كتاب التفسير، سورة يوسف، باب قوله ﴿وراودته التي هو في بيتها﴾، حديث: 4693۔ صحیح مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب الدخان، حديث: 2798۔ سنن الكبرٰی للنسائی: 11481۔ مسند احمد: 380/1۔ مسند الطيالسی: 293۔ صحیح ابن حبان: 6585۔ معجم الكبير للطبرانی: 9046۔ دلائل النبوة للبيهقی: 324/2، 325۔

[الدخان: 15] كَانَ هَذَا فِي الدُّنْيَا أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ، وَمَضَى اللِّزَامُ وَمَضَى الْقَمَرُ، وَمَضَى الرُّومُ وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ

عذاب کو تھوڑی دیر کے لیے اور تم لوٹنے والے ہو۔'' یہ دنیا میں عذاب تھا، کیا ان کفار سے آخرت میں عذاب دور کیا جائے گا؟ پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تحقیق دخان (دھواں) لزام (قیامت کی ایک نشانی) قمر (چاند) روم اور بطشہ سب گزر چکے ہیں (واقعہ شق قمر اور رومیوں کا اہل فارس پر غالب آنا بالاتفاق گزر چکا ہے، دخان، لزام اور بطشہ کے گزرنے کا قول تسلیم نہیں کیا گیا، والعظمة لله العظيم)

فائدہ: ...... اس حدیث میں قیامت کی بعض علامتیں بیان ہوئی ہیں۔ حدیث کے شروع میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو ڈانٹ پلائی ہے جو بغیر علم کے کچھ کہتا ہے اور یہ بات سمجھائی کہ وہی کہو جس کا تم کو علم ہے۔ جس چیز کا علم نہیں ہے تو واضح کہہ دینا چاہیے ''واللہ اعلم'' نہ کہ تکلف سے کام لیتے ہوئے غلط مسائل بتائے۔ یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما تھے، قحط کی شدت کا یہ عالم تھا کہ قحط زدہ علاقے ویران ہو گئے تھے۔ بعد میں بعض کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر رحم کی اپیل کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، پھر جا کر قحط ختم ہوا۔ تینوں نشانیاں پوری ہو چکی ہیں۔ کافروں کے لیے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں عذاب ہے، دنیا میں تھوڑا اور آخرت میں حقیقی عذاب سے دو چار ہوں گے۔

[117]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ مَسْرُوقٍ فِي دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ فَرَأَى مَسْرُوقٌ فِي صُفَّتِهِ تَمَاثِيلَ فَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ))

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ کہتے سنا ہے: تحقیق شدید عذاب قیامت والے دن تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں تصاویر کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اس سے ہر صورت بچنا چاہیے اور یہ تقویٰ

(117) صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، حديث: 5950- صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، حديث: 2109- سنن النسائى، كتاب الزينة، باب ذكر اشد الناس عذابا، حديث: 5366- مسنداحمد: 426/1- مصنف ابن ابى شيبة: 483/8- مسندابى يعلٰى: 5209- شرح معانى الآثار للطحاوى: 286/4- سنن الكبرٰى للبيهقى: 268/7.

میں سے ہے۔افسوس کہ تصویر بنانا اور بنوانا لوگوں نے اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنا رکھا ہے۔صرف اس کی اتنی گنجائش ہے کہ جہاں اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو،مثلاً شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ کے لیے۔

تصویر سے مراد ہر طرح کی تصویر ہے،خواہ وہ کیمرے سے ہو یا ہاتھ سے بنی ہوئی ہو،"ما يطلق عليه اسم التصوير فهو تصوير" جس چیز پر تصویر کا اطلاق کیا جاتا ہے،پس وہ تصویر ہے۔کسی حرام چیز کو مختلف حیلوں کے ذریعے جائز قرار دینا جائز نہیں ہے،اس کو واجب قرار دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔اس موقع پر بطور نصیحت مختلف مسالک کے علمائے کرام کی عبارتیں پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ تصویر کے متعلق صحیح نقطہ نظر واضح ہو سکے۔

اس سلسلے میں جو موقف ہمیں درست لگتا وہ ہم نے ماقبل بیان کر دیا ہے اب اس کی تائید میں اہل الحدیث علمائے کرام کے فتاوی جات بھی بیان کیے جاتے ہیں۔

## اہلِ حدیث علماء

❁:......نماز وغیرہ سیکھنے سکھانے کے لیے فوٹو لے کر رسالہ شائع کرنے کی اجازت پوچھنے پر مشہور اہل حدیث عالم فقیہ العصر محدث عبداللہ روپڑی نے لکھا: "تصویر کا بنانا تو کسی صورت درست نہیں اور (پہلے سے) بنی ہوئی کا استعمال دو شرطوں سے درست ہے ایک یہ کہ مستقل نہ ہو، کپڑے وغیرہ میں نقش ہو۔دوم نیچے رہے بلند نہ لٹکائی جائے۔"

(فتاویٰ اہلحدیث، ج3 ص345)

❁:...... جماعت اہل حدیث کے محدث العصر شیخ محبّ اللہ شاہ راشدی فرماتے ہیں: "آپ ﷺ نے جاندار کی تصویر بنانے سے منع فرمایا ہے اور جو ایسا کرتا ہے اس پر لعنت فرمائی ہے اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ تصویر بنانے والے اللہ کی مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں...... اور یہ عمل کبیرہ تباہ کرنے والا گناہ ہے اگر چہ یہ آج پورے عالم اسلام میں بھی پھیلا ہوا ہے۔" (فتاویٰ راشدیہ،ص495،نعمانی کتب خانہ لاہور)

❁:......مشہور اہل حدیث مفتی مبشر احمد ربانی لکھتے ہیں: "یہ بات درست ہے کہ شریعت اسلامیہ نے جاندار اشیاء کی تصاویر کو حرام قرار دیا ہے۔تصاویر کو مٹانے کے حکم کے ساتھ جاندار اشیاء کی تصاویر بنانے والے پر لعنت کی گئی ہے اور قیامت کے دن کے سخت ترین عذاب کی وعید سنائی گئی ہے......" (احکام ومسائل،ص625، دارالاندلس لاہور)

❁:......سوال کیا جاتا ہے کہ: "تصویر کے بارے میں شریعت نے سختی سے روکا ہے۔بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس جدید دور میں جو تصویر کیمرہ کے ساتھ لی جاتی ہے وہ اس ضمن میں نہیں آتی بلکہ یہ ممانعت ان تصاویر کے بارہ میں ہے جو ہاتھ سے بنائی جاتی ہیں اور کیمرہ کی تصویر تو ایک عکس ہے۔لہٰذا یہ جائز ہے؟"

اس کے جواب میں جماعت اہل حدیث کے نامور شیخ الحدیث ومفتی حافظ ثناء اللہ مدنی صاحب فرماتے ہیں:

''اسلام میں بلا استثناء ہر ذی روح کی تصویر حرام ہے۔ چاہے جونسی بھی صورت میں تصویر کشی کی جائے۔۔۔۔معلوم ہوا کہ سائے دار یا غیر سائے دار ہر طرح کی تصویر حرام ہے۔ کیمرہ سے بنی ہو یا غیر کیمرہ سے۔'' (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ، ج 1 ص 533، دارالارشاد لاہور)

❀:...... نامور اہل حدیث عالم و مفتی حافظ عبدالمنان نور پوری فرماتے ہیں: ''ٹی وی، وی سی آر اور فلموں کا کاروبار شرعاً درست نہیں کیونکہ ان میں جاندار کی تصویر بنتی ہے اور تصویر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بالکل واضح ہیں کہ تصویروں والے روزِ قیامت عذاب دیے جائیں گے۔'' (احکام و مسائل، ج 1 ص 377، المکتبۃ الکریمیہ لاہور)

مزید ایک جگہ حافظ نور پوری لکھتے ہیں: ''ہر ذی روح کی تصویر خواہ ہاتھ سے بنائی گئی ہو خواہ کیمرہ سے ممنوع تصویر میں شامل ہے۔'' (احکام و مسائل، ج 2 ص 771)

❀:...... جماعت اہل حدیث کے معتبر مفتی شیخ عبدالستار الحماد لکھتے ہیں: ''شریعت میں تصویر کشی حرام ہے، اس بنا پر فوٹو گرافی کا پیشہ اختیار کرنا بھی حرام ہے، حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے سنگین عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔'' (فتاویٰ اصحاب الحدیث، ج 3 ص 470، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

مزید ایک جگہ لکھتے ہیں: ''آج امت مسلمہ جن فتنوں میں بڑی شدت سے مبتلا ہے، ان میں ایک فتنہ تصویر بھی ہے حالانکہ دینِ اسلام میں تصویر کشی کی بہت حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ صورت مسئولہ میں سیاسی راہنماؤں کی قد آور تصاویر آویزاں کرنا انتہائی گھناؤنا فعل ہے، علماء حضرات بھی اس فتنہ میں پوری طرح ملوث ہیں، اضطراری و مجبوری کی بات زیر بحث نہیں کیونکہ بوقت ضرورت تو خنزیر اور مردار بھی کھایا جا سکتا ہے، اگرچہ اس کی بھی حدود و قیود ہیں، تاہم پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور کرنسی نوٹوں کی آڑ میں شوقیہ تصاویر کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ (فتاویٰ اصحاب الحدیث، ج 1 ص 450)

## سعودی علماء:

❀:......سعودی عرب میں شیخ عبدالعزیز بن باز، شیخ محمد بن صالح عثیمین اور شیخ عبداللہ الجبرین جیسے کبار علماء پر مشتمل وزیر نگرانی کام کرنے والی فتویٰ کمیٹی "اللجنة الدائمة للافتاء والارشاد" نے لکھا: ''ہر جاندار کی تصویر حرام ہے خواہ وہ انسان ہو یا حیوان اور تصویر خواہ برش سے بنائی جائے یا بُن کر یا رنگ سے یا کیمرہ سے یا کسی اور چیز سے اور خواہ وہ مجسم ہو یا غیر مجسم۔ تصویر ہر طرح حرام ہے، کیونکہ تصویر کی حرمت پر دلالت کرنے والی احادیث کے عموم سے یہی ثابت ہے۔'' (فتاویٰ اسلامیہ، ج 4 ص 384، دارالسلام ریاض)

❀:...... یہ فتویٰ کمیٹی مزید ایک جگہ لکھتی ہے: ''جس طرح دلائل تصویریں بنانے والوں پر لعنت اور آخرت میں ان کے لیے جہنم کی وعید کے بارے میں ہیں، اسی طرح یہ تمام دلائل اس شخص کے لیے بھی ہیں جو اپنے آپ کو تصویر بنوانے

کے لیے پیش کرے۔'' (فتاویٰ اسلامیہ، ج4 ص384)

[**118**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا لِأَنَّهُ سَنَّ الْقَتْلَ أَوَّلًا))

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی انسان ظلماً قتل کیا جاتا ہے، تو آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو اس گناہ کا حصہ ملتا ہے، اس لیے کہ اسی نے سب سے پہلے قتل کرنے کا طریقہ ایجاد کیا تھا۔

[**119**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا فِي إِحْدَى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، أَوْ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ نَفْسٌ بِنَفْسٍ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان گواہی دیتا ہے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور یہ کہ میں محمد اللہ کا رسول ہوں، تو اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، مگر تین وجوہات کی بنا پر: (1) وہ آدمی جو اسلام لانے کے بعد کافر ہوا (2) وہ جو شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے۔ (3) جان کے بدلے جان۔

(118) صحيح البخاری، كتاب الاعتصام، باب اثم من دعا الى ضلالة او سن سنة سيئة، حديث: 3721۔ صحيح مسلم، كتاب القسامة، باب بيان اثم من سن القتل، حديث: 1677۔ سنن الترمذی، كتاب العلم، باب ما جاء ان الدال على الخير كفاعله، حديث: 2673۔ سنن النسائی، كتاب تحريم الدم، باب تحريم الدم، حديث: 3990۔ سنن ابن ماجه، كتاب الديات، باب التغليظ فی قتل مسلم ظلما، حديث: 2616۔ مسنداحمد: 430/1۔ مصنف عبدالرزاق: 19718۔ مصنف ابن ابی شيبة: 364/9۔ صحيح ابن حبان: 5983۔ مسندابی يعلٰی: 5179۔

(119) صحيح البخاری، كتاب الديات، باب قول الله تعالٰی (ان النفس بالنفس والعين بالعين)، حديث: 6878۔ صحيح مسلم، كتاب القسامة، باب ما يباح به دم المسلم، حديث: 1676۔ سنن ابی داود، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن ارتد، حديث: 4352۔ سنن الترمذی، كتاب الديات، باب ما جاء لا يحل دم امری ء مسلم الا باحدی ثلاث، حديث: 1402۔ سنن النسائی، كتاب تحريم الدم، باب ما يحل به دم المسلم، حديث: 4021۔ سنن ابن ماجه، كتاب الحدود، باب لا يحل دم امری ء مسلم الا فی ثلاث، حديث: 2534۔ مسنداحمد: 382/1۔ سنن الدارمی: 2303۔ مصنف عبدالرزاق: 18704۔ مصنف ابن ابی شيبة: 270/14۔ مسند ابی يعلٰی: 5202۔ صحيح ابن حبان: 4408۔ سنن الكبرٰی للبيهقی: 19/8۔

[120]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: أَمَا أَنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ يَعْنِي أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ، فَقِيلَ جُعِلَتْ فِي أَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ تَحْتَ الْعَرْشِ، تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّكَ اطِّلَاعَةً، فَقَالَ: هَلْ تَسْتَزِيدُونِي شَيْئًا فَأَزِيدُكُمْ؟ فَقَالُوا: وَمَا نَسْتَزِيدُكَ وَنَحْنُ فِي الْجَنَّةِ نَسْرَحُ مِنْهَا حَيْثُ نَشَاءُ؟ ثُمَّ اطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّكَ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ: ((هَلْ تَسْتَزِيدُونِي شَيْئًا فَأَزِيدُكُمْ؟)) فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُ لَا بُدَّ أَنْ يَسْأَلُوهُ، قَالُوا: تَرُدُّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا فَنُقْتَلُ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے شہداء کی روحوں کے بارے میں پوچھا، تو کہا گیا: ان کو سبز پرندوں میں ڈال کر عرش عظیم کے نیچے قندیلوں میں جگہ دی جاتی ہے اور وہ جنت میں جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔ان کے سامنے اللہ عزوجل ظہور کرتے ہیں،اور فرماتے ہیں: کیا تمھیں مزید کوئی ضرورت ہے کہ میں مزید دے دوں؟ تو وہ کہتے ہیں: ہم مزید کیا طلب کریں، جبکہ ہم جنت میں آتے جاتے ہیں جہاں بھی ہم چاہتے ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ ان پر ظاہر ہوتے ہیں خاص ظاہر ہونا،اور فرماتے ہیں: کیا مزید تمھیں کوئی ضرورت ہے جو تمھیں زیادہ دے دوں؟ تو شہداء سوچتے ہیں کہ شاید مزید طلب کرنا ضروری ہے،تو وہ کہتے ہیں: ہماری ارواح کو ہمارے اجسام میں واپس کر دے،تاکہ تیری راہ میں دوبارہ قتل کیے جائیں۔

**فائدہ** :...... اس حدیث مبارکہ میں شہداء کی زبردست فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ انھیں کس طرح احترام کے ساتھ جنت میں بلند مقام ملے گا،اور اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی ہوگا اور وہ دنیا میں آکر دوبارہ شہید ہونے کی خواہش کریں گے،سبحان اللہ۔ جنت برحق ہے اور اس کی نعمتیں برحق ہیں۔ **تنبیہ**: جو شخص معرکہ میں مارا جائے،اس کو قطعی طور پر یقینی شہید کہنا درست نہیں ہے، بلکہ اس طرح کہنا چاہیے: ''اِن شاء اللہ شہید ہے''۔موجودہ دور میں بعض لوگوں نے شہداء کے متعلق کئی ایک بدعات نکال رکھی ہیں،اللہ تعالیٰ انھیں صحیح منہج پر گامزن کرے،آمین۔

[121]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ:

ابوعبیدہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث سابق

(120) صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب بيان ان ارواح الشهداء فى الجنة، حديث: 1887۔ سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة القرآن، حديث: 3011۔ سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب فضل الشهادة فى سبيل الله، حديث: 2801۔ سنن الدارمی: 2415۔ مصنف ابن ابی شيبة: 309، 308/5۔ مسند الطيالسی: 289۔ سنن الكبرٰی للبيهقی: 163/9۔ مصنف عبدالرزاق: 9554۔ سنن سعيد بن منصور: 2559.

(121) اسناده ضعيف، ابوعبیدہ نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا، سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، حديث: 3011۔ مصنف عبدالرزاق: 9555۔ معجم الكبير للطبرانی: 9025۔ تفسير ابن جرير الطبری: 8219۔

ثنا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ وَزَادَ ((وَتُقْرِءُ نَبِيَّنَا مِنَّا السَّلَامَ ، وَتُخْبِرُ قَوْمَنَا أَنْ قَدْ رَضِينَا وَرُضِيَ عَنَّا))

کی مثل روایت کی اور اس میں یہ زیادہ بیان کیا کہ شہداء کہتے ہیں: اے اللہ! ہمارے نبی کو ہمارا سلام پہنچا اور ہماری قوم کو یہ خبر دے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوا۔

**فائدہ**: ...... یہ روایت ضعیف ہے،اور ضعیف روایت کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے، دین قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کا نام ہے۔بعض لوگ اپنے باطل نظریات وعقائد کی بنیاد ضعیف روایات پر رکھتے ہیں، جو کہ سراسر غلط ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شہید سے راضی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید ہے۔

[**122**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ ، عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سَعْدِ بْنِ الْأَخْرَمِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوا فِي الدُّنْيَا)) ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَبِرَاذَانَ مَا بِرَاذَانَ وَبِالْمَدِينَةِ مَا بِالْمَدِينَةِ .

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کھیتی اور کاشتکاری (پیشہ) میں نہ لگو، تم دنیا کو پسند کرنے لگو گے۔ پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: براذان اور براذان کیا ہے اور مدینہ کے قریب اور مدینہ کے قریب کیا ہے۔

**فائدہ**: ...... کھیتی باڑی کرنا مباح ہے،لیکن اگر اس کی خاطر دین سے دوری ہو تو درست نہیں ہے۔کھیتی باڑی بہت ہی مشقت والا کام ہے اوراس میں بہت زیادہ وقت درکار ہوتا ہے،اس لیے کسان بھائیوں کو دین پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

[**123**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، عَنْ مِسْعَرٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ

ابو عبیدہ بن عبد اللہ نے کہا: مجھے مسروق نے کہا: تیرے باپ نے مجھے خبر دی کہ ایک درخت نے نبی کریم ﷺ کو

(122) سنن الترمذی ، کتاب الزهد ، باب : 20 ، حديث : 2328۔ مسنداحمد : 377/1۔ مسندالطیالسی : 379۔ مسند علی بن الجعد : 1335۔ مستدرك للحاكم : 322/4۔ مسندابی یعلٰی : 5200۔ صحیح ابن حبان : 710۔ شرح السنة للبغوی : 4035۔

(123) مسند الهیثم بن کلیب : 405۔ من طریق سفیان بن عیینة بهذا الاسناد۔ صحیح البخاری ، کتاب مناقب الانصار ، باب ذکر الجن ، حدیث : 3859۔ صحیح مسلم ، کتاب الصلاة ، باب الجهر بالقراء ة فی الصبح ، حدیث : 450۔ مسند البزار : 1984۔ من طریق معن بن عبدالرحمن قال سالت ابی قال سالت مسروقا به۔

قَالَ: قَالَ لِي مَسْرُوقٌ، أَخْبَرَنِي أَبُوكَ، ((أَنَّ شَجَرَةً أَنْذَرَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِنِّ))

جن کی اطلاع دی۔

**فائدہ:** ......اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر چیز بات کرسکتی ہے، خواہ درخت ہو یا پتھر۔

[124]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ ((مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَدْ أُوتِيَ نَبِيُّكُمْ عِلْمَهُ إِلَّا مِنْ خَمْسٍ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ))

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھارے نبی کو ہر چیز کا علم دیا گیا ہے، ماسوا ان پانچ کے پھر آیت تلاوت کی: ''تحقیق قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے......'' آخر سورت تک تلاوت کی۔

**فائدہ:** ...... ہر وہ علم جو نبی کریم ﷺ کو دیا گیا ہے، وہ وحی کے ذریعے تھا، اور جو چیز بتا دی جائے تو وہ غیب نہیں رہتی۔ قرآن و حدیث میں بے شمار دلائل ہیں کہ نبی کریم ﷺ غیب نہیں جانتے تھے۔ پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی بھی نہیں بتایا، ان چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

[125]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ الْيَشْكُرِيِّ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: اللّٰهُمَّ أَمْتِعْنِي بِزَوْجِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَبِأَبِي أَبِي سُفْيَانَ وَبِأَخِي مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعَوْتِ اللّٰهَ لِآجَالٍ مَضْرُوبَةٍ، وَلِآمَادٍ مَبْلُوغَةٍ، وَلِأَرْزَاقٍ مَقْسُومَةٍ لَا يَتَقَدَّمُ مِنْهَا شَيْءٌ قَبْلَ أَجَلِهِ، وَلَا يَتَأَخَّرُ مِنْهَا شَيْءٌ بَعْدَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے دعا کی کہ یا اللہ! میرے خاوند رسول اللہ ﷺ سے، میرے باپ ابوسفیان سے اور میرے بھائی معاویہ رضی اللہ عنہ سے مجھے فائدہ دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے دعا کی مقررہ مدتوں کے لیے اور پہنچی ہوئی غایات کے لیے اور تقسیم شدہ روزیوں کے لیے اور اگر تو سوال کرتی کہ اللہ تعالیٰ تجھے عذابِ جہنم یا (کہا) عذابِ قبر سے نجات دے، تو یہ زیادہ بہتر اور زیادہ افضل ہوتا۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے ان بندروں اور خنزیروں کے متعلق سوال کیا گیا جن کو

(124) صحیح لغیرہ، مسند احمد: 386/1۔ مسندابی یعلی: 5153۔ مسندالطیالسی: 385۔ مسندالشاشی: 887۔ تفسیر ابن جریر: 28183۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: 477/11۔

(125) صحیح مسلم، کتاب القدر، باب ان الآجال والارزاق وغیرھا لا یزید ولا تنقص، حدیث: 2663۔ عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: 264۔ مسنداحمد: 445/1۔ السنۃ لابن ابی عاصم: 263۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: 190/10، 191۔ مسند ابی یعلیٰ: 5313۔ شرح السنۃ للبغوی: 1362۔ مسندالبزار: 1919۔

حِلِّهِ ، وَلَوْ كُنْتِ سَأَلْتِ اللّٰهَ أَنْ يُنْجِيَكِ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ ، وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ كَانَ خَيْرًا أَوْ أَفْضَلَ)) قَالَ: وَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ تَرَاهُمْ مِنْ نَسْلِ الَّذِينَ كَانُوا مُسِخُوا أَوْ مِنْ شَيْءٍ كَانَ قَبْلَ ذَلِكَ فَقَالَ: ((لَا بَلْ مِنْ شَيْءٍ كَانَ قَبْلَ ذَلِكَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَمْ يُهْلِكْ قَوْمًا قَطُّ فَيَجْعَلُ لَهُمْ نَسْلًا وَلَا عَاقِبَةً ، وَلَكِنَّهُمْ مِنْ شَيْءٍ كَانَ قَبْلَ ذَلِكَ))

آپ دیکھتے ہیں کہ کیا یہ مسخ شدہ لوگوں کی نسل سے ہیں یا پہلے سے موجود ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ پہلے سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی قوم کو ہلاک کر کے ان کی نسل اور انجام کو باقی نہیں رکھا۔ لیکن یہ (بندر اور خنزیر) پہلے سے موجود ہیں۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں ایک مسئلہ دعا کے متعلق ہے کہ دعا میں ہر لحاظ سے جامعیت ہونی چاہیے، اور مخصوص افراد کے فائدے کی دعا کرنا ایک محدود دعا ہے۔ عذاب جہنم اور عذاب قبر سے نجات کی دعا اکثر کرتے رہنا چاہیے، اور اس میں ہر لحاظ سے جامعیت بھی ہے۔ اس حدیث میں دوسرا مسئلہ یہ بیان ہوا ہے کہ بندر اور خنزیر ایک مستقل مخلوق ہیں، جو بہت پہلے سے ہیں، ان کو بنی اسرائیل کی بگڑی ہوئی قوم قرار دینا درست نہیں ہے۔ ہاں، وہ بھی بندر اور خنزیر کی شکل میں تبدیل ہوئے تھے، لیکن وہ تین دن کے بعد مر گئے تھے۔

[126]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ: إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ، فَيَكُونَ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ إِلَيْهِ الْمَلَكَ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَقُولُ اكْتُبْ عَمَلَهُ ، وَأَجَلَهُ ،

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم سے رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی اور وہ سچے مانے گئے ہیں، تحقیق تم میں سے ہر ایک کا تخلیقی مادہ ماں کے بطن میں چالیس ایام تک جمع رکھا جاتا ہے، پھر وہ اسی قدر خون بن کر رہتا ہے، پھر وہ اتنا ہی عرصہ گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے، پھر اللہ فرشتہ بھیجتا ہے، اس کے لیے چار کلمات کے ساتھ اور حکم دیتا ہے کہ لکھ: اس کا عمل، اس کی موت کا وقت اور وہ خوش نصیب ہے یا بدنصیب ہے۔ پھر اس میں روح پھونک دی

(126) صحيح البخاری، كتاب القدر، باب: 1، حديث: 6594- صحيح مسلم، كتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمی، حديث: 2643- سنن ابی داود، كتاب السنة، باب فی القدر- سنن الكبرىٰ للنسائی: 11182- سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فی القدر، حديث: 76- مسنداحمد: 382/1- مصنف عبدالرزاق: 20093- مسندابی يعلى: 5157- صحيح ابن حبان: 6174- سنن الكبرىٰ للبيهقی: 421/7-

وَشَقِيًّا أَوْ سَعِيدًا، ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلَ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَلْيَسْبِقْ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلَ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلَهَا، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا.

جاتی ہے۔ پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی آدمی اہل دوزخ جیسے اعمال کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ہاتھ کے برابر فاصلہ باقی رہتا ہے اور اس پر تقدیر غالب آ جاتی ہے تو وہ جنتیوں جیسے عمل کر کے جنت میں داخل ہوجاتا ہے اور کوئی آدمی اہل جنت جیسے اعمال کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کے برابر فاصلہ باقی رہتا ہے اور اس پر تقدیر غالب آتی ہے تو وہ دوزخیوں جیسے عمل کر کے دوزخ میں داخل ہوجاتا ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں انسان کی تخلیق کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ عدم سے ''احسن تقویم'' اور ''اشرف المخلوقات'' انسان کو وجود بخشتا ہے، سبحان اللہ۔ اس حدیث میں تقدیر کا بھی بیان ہے، تقدیر کا مفہوم یہ ہے کہ جو کام انسان نے کرنے تھے، وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں، اور وہی علم لکھا گیا ہے، اس کا نام تقدیر ہے۔ تقدیر برحق ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے، اس میں بحث وجدال منع ہے۔

[127]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ مِنْ صَلَاتِهِ جُزْءًا يَرَى أَنَّ حَتْمًا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ يَعْنِي إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ وَقَدْ ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَكْثَرُ مَا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی بھی شخص نماز میں سے شیطان کے لیے کوئی حصہ مقرر نہ کرے، وہ یہ ہے کہ وہ یہ تصور کرے کہ نماز کے بعد دائیں طرف پھرنا لازم ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر اوقات بائیں طرف پھرتے دیکھا ہے۔

(127) صحيح البخاری، کتاب الاذان، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال، حديث : 752۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال، حديث : 707۔ سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب كيف الانصراف من الصلاة، حديث : 1042۔ سنن النسائی، كتاب السهو، باب الانصراف من الصلاة، حديث : 1361۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب الانصراف من الصلاة، حديث : 930۔ مسند احمد : 373/1۔ سنن الدارمی : 1357۔ صحيح ابن خزيمه : 1714۔ مسند ابی يعلٰی : 5174۔ صحيح ابن حبان : 1997۔

يَنْصَرِفُ عَنْ شِمَالِهِ)) .

فائدہ : ......امام نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دونوں طرف سے ہی پھر سکتا ہے، دائیں طرف سے یا بائیں طرف سے، اس حدیث میں بائیں طرف پھرنے کا ذکر ہے، لیکن دوسری احادیث میں دائیں طرف پھرنے کا ذکر بھی ہے۔ (صحیح مسلم : 708) جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، انھوں نے اسی طرح اس کو بیان کر دیا۔

## مُسْنَدُ أَبِی ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ رضی اللہ عنہ
## ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

**نام ونسب:**

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے۔ جندب بن جنادہ بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار بن ملیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔ ان کی کنیت ابوذر اور ان کا تعلق قبیلہ غفار سے تھا۔ اسی لیے انھیں ابوذر غفاری کہا جاتا ہے۔ (اسد الغابہ : 190/1)

**قبول اسلام:**

وہ نفوس قدسیہ جنھوں نے اسلام کو شروع میں قبول کیا اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کا مردانگی سے مقابلہ کیا۔ ان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام سر فہرست ہے۔ آپ طبعی طور سے کفر وشرک سے دل برداشتہ تھے اور کفار ومشرکین کے طور طریقے کو ناپسند کرتے تھے۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو آپ نے اپنے بھائی اُنیس کو معلومات حاصل کرنے کے لیے مکہ بھیجا۔ انھوں نے آکر بتایا کہ وہ شخص لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ نے اُسے مخلوق کی رہنمائی کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

سارے حالات سننے کے بعد آپ نے بذات خود مکہ جانے کا ارادہ کر لیا۔ چلتے وقت ان کے بھائی نے نصیحت کی کہ مکہ میں احتیاط سے رہنا کیونکہ وہاں کے لوگ ان کے بڑے مخالف ہیں۔ اگر انھیں معلوم ہوا کہ تم ان کے پاس آئے ہو تو وہ تمھیں سخت تکلیف پہنچائیں گے۔ بہر حال آپ نے ایک توشہ دان میں کھانے پینے کا سامان رکھا اور پیدل ہی مکہ شریف روانہ ہو گئے۔

آپ فرماتے ہیں: جب میں مکہ پہنچا تو وہاں میری کسی سے جان پہچان نہ تھی۔ اس لیے میں سیدھا حرم شریف چلا گیا۔ میں اس شخص کو نہیں جانتا تھا جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا اور جس کی زیارت کے شوق میں پیدل اپنے قبیلے سے

چل کر مکہ آیا تھا۔ اور میں کسی سے پوچھنا بھی مناسب نہ سمجھتا تھا کہ کہیں کسی مشکل میں نہ پھنس جاؤں۔ چنانچہ میں انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ رات ہوگئی۔ میں وہی لیٹ گیا۔ مجھے حضرت علی نے دیکھا تو آپ سمجھ گئے کہ میں اجنبی مسافر ہوں اور میرا یہاں کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ اس لیے آپ نے مجھے اپنے پیچھے چلنے کا اشارہ کیا۔ تو میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ راستے میں نہ آپ نے کچھ پوچھا اور نہ میں نے خود سے کچھ بتایا۔ رات آپ کے یہاں گزارا پھر صبح کو مسجد حرام میں چلا آیا۔ دوسرا دن بھی گزر گیا لیکن حضور کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔

شام ہوئی تو چادر بچھا کر لیٹ گیا پھر کل کی طرح حضرت علی نے مجھے دیکھا تو اپنے گھر لے گئے لیکن کوئی بات چیت نہ ہوئی۔ میں نے رات ان کے یہاں گزاری پھر مسجد حرم میں آ گیا۔ جب تیسرا دن بھی گزر گیا تو پھر شام کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی طرح مجھے اپنے گھر لے گئے۔ اور مجھ سے پوچھا کہ: تم یہاں کیوں آئے ہو؟ میں نے اُن سے کہا: آپ مجھ سے وعدہ کیجیے کہ میرا راز فاش نہیں کریں گے اور میری رہبری کریں گے تو میں اپنے آنے کا مقصد بیان کرتا ہوں۔ انھوں نے مجھے یقین دلایا تب میں نے اپنی ساری بات ان کے سامنے رکھی۔ میری بات سن کے حضرت علی نے فرمایا: بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ صبح میں تمھیں ان کی خدمت میں لے چلوں گا۔ صبح ہوئی تو وعدے کے مطابق آپ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: اگر راستے میں مجھے کوئی خطرہ محسوس ہوا تو میں اس طرح کھڑا ہو جاؤں گا جیسے کوئی پانی بہاتا ہے، اور اگر میں چلتا رہا تو تم میرے پیچھے پیچھے چلتے رہنا اور جہاں میں داخل ہوں تم بھی وہاں داخل ہو جانا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس طرح میں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں جو میرے دل میں بیٹھ گئیں اور میں نے اسی جگہ اسلام قبول کر لیا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا: تم اپنی قوم میں واپس چلے جاؤ، اور وہاں دین کی تبلیغ کرو یہاں تک کہ تمھارے پاس میرا حکم پہنچ جائے۔ میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے، میں مکہ والوں کے سامنے اپنے ایمان کا اعلان کروں گا۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ وہاں سے مسجد میں آئے اور پورے زور کے ساتھ اعلان کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو غصے میں سارے لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کو مارتے مارتے لٹا دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو بچایا اور کہا: افسوس ہے تم پر، کیا تمھیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار کا ہے اور ملک شام سے تمھاری تجارت کا راستہ ان کے پاس سے گزرتا ہے۔ دوسرے دن پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ لوگ پھر ان کو مارنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو چھڑایا۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ، حدیث: 2474)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے عہد لیا تھا کہ وہ حق بات بولنے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے چاہے وہ بات کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو۔آپ اس عہد پر قائم رہے اور ہمیشہ بغیر کسی کی ملامت کی پروا کیے ہوئے حق بات بولتے رہے۔ آپ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جن پر نیلگوں آسمان سایہ فگن ہے اور جنھیں گرد زمین اٹھائے ہوئے ہے،ان میں سب سے زیادہ سچا ابوذر ہے۔(ترمذی ، کتاب المناقب ، باب مناقب ابی ذر رضی اللہ عنہ ، حدیث : 3801)

## وصال:

سن 32 ہجری میں ربذہ کے جنگل میں جہاں آپ نے اللہ کے لیے پوری دنیا سے جدا ہوکر اقامت اختیار کرلی تھی آپ کا وصال ہوا۔نماز جنازہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔(اسد الغابہ ، باب الجیم والنون ، جندب بن جنادہ : 191/1)

[**128**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصَى)) قَالَ سُفْيَانُ: فَقَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: مَنْ أَبُو الْأَحْوَصِ؟ كَالْمُغْضَبِ عَلَيْهِ حِينَ حَدَّثَ عَنْ رَجُلٍ مَجْهُولٍ لَا يَعْرِفُهُ فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِيُّ: أَمَا تَعْرِفُ الشَّيْخَ مَوْلَى بَنِي غِفَارٍ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِي الرَّوْضَةِ؟ وَجَعَلَ يَصِفُهُ لَهُ وَسَعْدٌ لَا يَعْرِفُهُ .

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو،تو رحمت ربانی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے، لہٰذا وہ کنکر نہ چھوتا رہے۔سفیان نے کہا: ان سے سعد بن ابراہیم نے کہا: ابوالاحوص کون ہے؟ گویا وہ اس پر غضبناک ہو رہے تھے، جب انھوں نے ایک مجہول شخص سے بیان کیا جس کو وہ نہیں جانتے تھے،تو امام زہری نے کہا: کیا تم بنی غفار کے بزرگ مولیٰ کو نہیں جانتے، جو روضہ میں نماز پڑھا کرتا تھا اور وہ اس کے اوصاف بیان کرنے لگے، اور سعد اسے نہیں پہچانتے تھے۔

**فائدہ** :......نماز میں ہر وہ کام کرنا منع ہے جس سے انسان کی توجہ کسی اور طرف مشغول ہو جائے۔ہاں اگر صف پر مٹی وغیرہ ہوتو اُس کو نماز میں ایک دفعہ صاف کرنا درست ہے۔اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نمازی پر رحمت باری

(128) صحیح ، سنن ابی داود ، کتاب الصلاۃ ، باب مسح الحصی فی الصلاۃ ، حدیث : 945۔ سنن الترمذی ، کتاب الصلاۃ ، باب ما جاء فی کراھیۃ مسح الحصی فی الصلاۃ ، حدیث : 379۔ سنن النسائی ، کتاب السھو ، باب النھی عن مسح الحصی فی الصلاۃ ، حدیث : 1192۔ سنن ابن ماجہ ، کتاب اقامۃ الصلوات ، باب مسح الحصی فی الصلاۃ ، حدیث : 1027۔ مسند احمد : 149/5 ، 150۔ سنن الدارمی : 1395۔ صحیح ابن خزیمہ : 913۔ صحیح ابن حبان : 2273۔ مصنف ابن ابی شیبۃ : 411 ، 410/2۔ مصنف عبدالرزاق : 2399۔

تعالیٰ متوجہ ہوتی ہے، کیسے ہیں وہ مسلمان جو نماز سے غافل ہیں، گویا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے لاپروائی کر رہے ہیں۔

[129]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ جُعْدُبَةَ اللَّيْثِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مِخْرَاقٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ فِي الْجَنَّةِ رِيحًا بَعْدَ الرِّيحِ تِسْعَ سِنِينَ، وَإِنَّ مِنْ دُونِهَا بَابًا مُغْلَقًا، وَإِنَّمَا يَأْتِيكُمُ الرِّيحُ مِنْ خَلَلِ ذَلِكَ الْبَابِ وَلَوْ فُتِحَ لَأَذْرَتْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ وَهِيَ عِنْدَ اللّٰهِ الْأَزْيَبُ وَهِيَ فِيكُمُ الْجَنُوبُ))

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت میں ہوا پیدا کرنے کے سات سال بعد ایک اور ہوا پیدا کی اور اس کے پیچھے دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ تمھارے پاس جو ہوا آتی ہے وہ اس دروازے کے سوراخوں سے چھوڑی جاتی ہے، اگر دروازہ کھولا جائے تو آسمان و زمین کی ہر چیز کو اڑا لے جائے، وہ اللہ کے حکم کے تحت لمبی (پانی بہانے والی) ہے اور تمھارے بارے میں ''جنوبی ہوا'' ہے۔

**فائدہ**: ...... یہ جھوٹی (من گھڑت) روایت ہے، جس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسی روایات کو لوگوں کے درمیان بیان نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں، ان کے ضعف وکذب کو بیان کرنے کی غرض سے بیان کرنا درست ہے، تاکہ لوگوں کو تنبیہ کی جائے کہ وہ ایسی بے بنیاد روایات سے بچیں۔

[130]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ بَرَكَةَ هَلْ رَأَيْتَ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيَّ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْنَا فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَ مِنْهُ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیادہ چل رہا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتادوں؟ میں نے کہا: ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' ''نہیں ہے بدی

(129) اسنادہ موضوع، عبدالرحمٰن بن مخراق مجہول اور یزید ابن عیاض بن جعدبۃ کذاب راوی ہے۔ الضعیفہ: 3074۔ مسند البزار: 4063۔ تاریخ الکبیر للبخاری: 347/5۔ الکامل لابن عدی: 2718/7۔ سنن الکبریٰ للبیھقی: 364/3۔ علل الحدیث لابن ابی حاتم: 2132۔

(130) صحیح، عمل الیوم واللیلۃ: 14۔ مسند احمد: 150/5۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: 516/13۔ زوائد علی زھد لابن المبارک: 1122۔ صحیح ابن حبان: 820۔ من طریق عمرو بن میمون بہ۔ مسند احمد: 145/5۔ عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: 43۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب ما جاء فی لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ: 3825۔ من طریق عبدالرحمن بن ابی لیلٰی عن ابی ذر رضی اللہ عنہ۔

أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: كُنْتُ أَمْشِي خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا أَبَا ذَرٍّ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟)) فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ))

سے بچنے کی طاقت اور نہ بھلائی حاصل کرنے کی قوت، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔"

**فائدہ**: ...... سبحان اللہ! اسلام کس قدر پیارا دین ہے کہ چھوٹے سے عمل کو جنت کا خزانہ قرار دے دیا ہے، اس لیے چھوٹے سے عمل کو بھی حقیر سمجھ کر چھوڑ نہیں دینا چاہیے۔ یہاں بطور فائدہ عرض ہے کہ اذان کے جواب میں لا حول ولا قوة الا بالله کہا جاتا ہے، اور باقی اذان کے وہی الفاظ جواب میں دہرائے جاتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ "حی علی الصلاة" میں نماز کے آنے کی طرف دعوت دی جاتی ہے، جس سے شیطان روکتا ہے، کہ اے انسان! تو نماز نہ پڑھ۔ شیطان کی باطل پالیسی کو رد کرنے کے لیے کہا جاتا ہے "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" یعنی اے اللہ! تو ہی نماز ادا کرنے کی توفیق دے سکتا ہے۔

[131]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ الْغِفَارِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ)) قَالَ: قُلْتُ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَغْلَاهَا أَثْمَانًا وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا)) قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَقْدِرْ عَلَى ذَلِكَ؟ قَالَ: ((فَتُعِينُ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ)) قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ ذَلِكَ؟ قَالَ ((فَتَكُفُّ أَذَاكَ عَنِ النَّاسِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ))

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ انھوں نے کہا: میں نے کہا: کون سی گردن اچھی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو اور گھر والوں کو وہ زیادہ پسند ہو۔ میں نے کہا: اگر میں ایسا کرنے پر قادر نہ ہوسکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو مدد کر کسی کام کرنے والے کی یا کسی بے کار کی مدد کر۔ میں نے کہا: اگر میں ایسا بھی نہ کرسکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو اپنی ایذا سے بچا کہ یہ بھی صدقہ ہے، جو تو اپنے اوپر صدقہ کرتا ہے۔

(131) صحيح البخاري، كتاب العتق، باب اى الرقاب افضل، حديث: 2518- صحيح مسلم، كتاب الايمان، بـاب بيـان كـون الايمان بالله تعالٰى افضل الاعمال، حديث: 84- سنن الكبرٰى للنسائى: 4894- سنن مجتبٰى، كتاب الجهاد، باب ما يعدل الجهاد فى سبيل الله عزوجل، حديث: 3131- سنن ابن ماجه، كتاب العتق، باب العتق، حديث: 2523- مسنداحمد: 150/5- سنن الدارمى: 274- الادب المفرد للبخارى: 220- مصنف عبدالرزاق: 20299- مصنف ابن ابى شيبة: 285/5- صحيح ابن حبان: 152-

فائدہ : ......مختلف احادیث میں مختلف اعمال کو افضل قرار دیا گیا ہے، انسان کو ہمیشہ افضل اعمال کی تلاش میں رہنا چاہیے، اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس حدیث میں زندگی گزارنے کے بعض اہم اُصول بیان کیے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ انسان فرائض کی ادائیگی کے بعد اگر کچھ بھی نہ کر سکے، صرف لوگوں کو اپنی ایذا سے محفوظ رکھے، تو یہ بھی نیکی اور صدقہ ہے، سبحان اللہ۔ ''حقوق اللہ اور حقوق الناس کا خیال رکھنا''، مکمل دین کا خلاصہ ہے۔

[132]...... حَـدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، عَنْ يَـحْيَـى بْـنِ سَعِيدٍ ، عَنِ الْمُرَقَّعِ ، عَنْ أَبِى ذَرٍّ قَـالَ: ((إِنَّـمَـا كَانَ فَسْخُ الْحَجِّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَنَا خَاصَّةً))

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حج منسوخ کرنا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے صرف ہمارے لیے خاص تھا۔

فائدہ : ......اس حدیث میں جو حج کو عمرہ میں تبدیل کیا گیا تھا، اُس کا ذکر ہے، اِس کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ حج کے مہینوں میں عمرے کو مکروہ خیال کیا جاتا تھا، اس غلط نظریے کی تردید کی غرض سے نبی کریم ﷺ نے اِس طرح کیا تھا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں (عون المعبود : 209/10)

[133]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْـدِيُّ ، ثنا بِشْرُ بْنُ عَـاصِمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيُّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِى ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ سَبَقَ أَهْلُ الْأَمْوَالِ الـدُّثُـرِ بِـالْأَجْرِ يَقُولُونَ كَمَا نَقُولُ ، وَيُنْفِقُونَ وَلَا نُـنْـفِـقُ ، فَـقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفَـلَا أَدُلُّكَ عَـلَـى عَـمَـلٍ إِذَا أَنْـتَ قُلْتَهُ أَدْرَكْتَ مَنْ قَبْلَكَ وَفُتَّ مَنْ بَعْدَكَ ، إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ قَوْلِكَ تُسَبِّحُ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَـلَاثًا وَثَـلَاثِينَ ، وَتَحْمَدُ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مال و دولت والے اجر میں آگے جا چکے ہیں، وہ وہی کہتے ہیں جو ہم کہتے ہیں اور وہ خرچ کرتے ہیں اور ہم خرچ نہیں کرتے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تجھے ایسا عمل نہ بتادوں جب تو وہ کلمات کہے گا تو پہنچے گا ان کو جو تجھ سے پہلے جا چکے ہیں اور آگے چلا جائے گا جو تجھ سے بعد میں ہیں، ماسوائے اس کے کہ وہ وہی کہے جو تو کہے: ہر نماز کے بعد سبحان اللہ 33 بار، الحمدللہ 33 بار اور اللہ اکبر

(132) سنن الدارقطنی: 232/2- شرح معانی الآثار للطحاوی : 194/2- سنن الکبریٰ للبیهقی : 245/4- من طریق یحیٰی بن سعید بهذا الاسناد- صحیح مسلم : 1224- سنن النسائی : 2812- من طریق آخر ابی ذر رضی اللہ عنہ .

(133) صحیح سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما یقال بعد التسلیم، حدیث : 927- مسنداحمد : 157/5- صحیح ابن خزیمه : 748- مسند البزار : 4054- مسند الشامیین للطبرانی : 810- زوائد علی الزهد لابن المبارک : 1157-

اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ، وَتُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ ، وَعِنْدَ مَنَامِكَ مِثْلُ ذَلِكَ .

34 بار کہا کر۔ حمیدی کہتے ہیں کہ پھر سفیان نے کہا: ان میں سے ایک چونتیس بار ہے، اور اسی طرح تو سوتے وقت کر۔

فائدہ: ......اس حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نیکیوں پر حریص ہونے کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ وہ نیکیوں میں کس طرح طمع کرتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ غربت کی وجہ سے دین سے دور ہو جانا سراسر حماقت ہے۔ غربت میں رہ کر یہ جذبات ہونے چاہئیں کہ اے اللہ! جب تو مجھے دے گا، میں امیروں کی طرح خرچ کروں گا۔ نماز کے بعد مسنون اذکار کی زبردست فضیلت ہے۔ کسی بھی ذکر کی تعداد کو اپنی طرف سے متعین کرنا درست نہیں ہے، جو تعداد شریعت میں مقرر ہو، اس کی پاس داری کرنی چاہیے، اپنی طرف سے تعداد میں اضافہ یا کمی نہیں کرنی چاہیے۔

[134]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ أَبِي فَقَرَأَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَوَّلُ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى)) قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: ((أَرْبَعُونَ سَنَةً)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ حَيْثُ أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ فَإِنَّ الْأَرْضَ كُلَّهَا مَسْجِدٌ))

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سی مسجد زمین پر پہلے تعمیر کی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد حرام۔ میں نے کہا: پھر کونسی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد اقصیٰ، میں نے کہا: ان دونوں کے درمیان کتنی مدت تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیس سال۔ میں نے کہا: پھر کون سی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر جہاں نماز کا وقت آئے تو نماز پڑھ، بے شک ساری زمین ہی مسجد ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد حرام سب سے پہلی مسجد ہے، اور دوسرے نمبر پر مسجد اقصیٰ بنائی گئی، اور دونوں کے درمیان 40 سال کا وقفہ ہے۔ تمام زمین کو مسجد بنا دیا گیا ہے، یہ صرف امت مسلمہ کا خاصہ ہے، پہلے کسی امت کو یہ اعزاز نہیں دیا گیا۔ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا چاہیے، غفلت اور سستی دنیاوی امور میں ہو،

(134) صحيح البخاری ، كتاب احاديث الانبياء ، باب : 10 ، حديث : 3366۔ صحيح مسلم ، كتاب المساجد ، باب المساجد و مواضع الصلاة ، حديث : 520۔ سنن النسائی ، كتاب المساجد ، باب ذكر ای مسجد وضع اولا ، حديث : 691۔ سنن ابن ماجه ، كتاب المساجد ، باب ای مسجد وضع اولا ، حديث : 753۔ مسند احمد : 150/5۔ صحيح ابن خزيمه : 787۔ مصنف عبدالرزاق : 1578۔ صحيح ابن حبان : 6628۔

لیکن افسوس کہ دینی امور میں سستی اور دنیاوی اُمور میں چستی مسلمانوں نے اپنا شعار بنالیا ہے۔

[135]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْمُرَقَّعِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّمَا كَانَ فَسْخُ الْحَجِّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَنَا خَاصَّةً))

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: حج منسوخ کرنا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہمارے لیے خصوصی اجازت تھی۔

فائدہ: ......اس حدیث پر فوائد، ح: 132 میں گزر چکے ہیں۔

[136]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، وَحَكِيمُ بْنُ جُبَيْرٍ، سَمِعَاهُ مِنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنْ أَخْوَالِهِ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْحَوْتَكِيَّةِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَنْ حَاضِرُنَا يَوْمَ الْقَاحَةِ إِذْ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِأَرْنَبٍ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: أَنَا أَتَى أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ ﷺ بِأَرْنَبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي رَأَيْتُهَا تَدْمَا قَالَ ((فَكَفَّ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَأْكُلْ، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَأْكُلُوا)) وَاعْتَزَلَ الْأَعْرَابِيُّ فَلَمْ يَطْعَمْ فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا صَوْمُكَ؟)) قَالَ ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ فَقَالَ: ((أَيْنَ أَنْتَ عَنِ الْبِيضِ الْغُرِّ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ))

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے ساتھ بنی تمیم سے مقام قاحہ کے دن کون حاضر تھا، جب نبی کریم ﷺ کے پاس خرگوش لایا گیا تھا؟ تو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں وہاں تھا، ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس خرگوش لایا تھا، تو اس نے کہا تھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اس کی مادہ کو دیکھا کہ وہ (حیض کا) خون پھینکتی تھی۔ نبی کریم ﷺ اس کے کھانے سے رک گئے اور آپ ﷺ نے نہ کھایا۔ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ کھائیں تو اعرابی علیحدہ رہا اور اس نے نہیں کھایا، اس نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیرا کون سا روزہ ہے؟ اُس نے کہا: میں ہر ماہ تین روزے رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ایام بیض کے تین روزے رکھا کر، تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کے۔

فائدہ: ......اس سے ثابت ہوا کہ خرگوش حلال ہے۔ حدیث تقریری بھی حجت ہے۔

---

(135) صحیح، سنن الدارقطنی: 232/2۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 194/2 وقد تقدم برقم: 132۔

(136) حسن، سنن النسائی، کتاب الصید، باب الارنب، حدیث: 4316۔ مسنداحمد: 150/5۔ صحیح ابن خزیمہ: 2127۔ مصنف عبدالرزاق: 7874۔ مسندالطیالسی: 44۔ مسند ابی یعلٰی: 185۔

[137]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ ابْنَ الْحَوْتَكِيَّةِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مثل حدیثِ سابق روایت کی ہے، مگر اس کی سند میں ابن حوتکیہ نامی راوی کا ذکر نہیں کیا۔

[138]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ أُرَاهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَدِيعَةَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اغْتَسَلَ فَأَحْسَنَ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، أَوْ تَطَهَّرَ فَأَحْسَنَ الطُّهُورَ، ثُمَّ لَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهِ، وَمَسَّ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ طِيبِ أَهْلِهِ، ثُمَّ رَاحَ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)).

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن اچھی طرح غسل کیا، یا طہارت اچھی طرح کی، اپنے عمدہ کپڑے پہنے، وہ خوشبو لگائی جو اللہ نے دی ہو گھر والوں کی خوشبو میں سے اور پھر جمعہ پڑھنے کو چلا اور دو آدمی جدا نہ کیے، تو اس کے دو جمعوں کے درمیان کے اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

فائدہ: ...... جمعہ کے دن غسل کی اہمیت ثابت ہوتی ہے، اور جمعہ کے دن خوشبو لگانا بھی مسنون ہے، اور ہر چیز اپنی ہی استعمال کرنی چاہیے، بطور ضرورت کسی سے چیز مانگ لینا درست ہے، لیکن حتی الوسع پرہیز کرنا چاہیے۔ غسل جمعہ راجح قول کے مطابق مستحب ہے۔

[139]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(137) حسن، سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی صوم ثلاثة ایام من کل شهر، حدیث: 761- سنن النسائی، کتاب الصیام، باب ذکر اختلاف علی موسیٰ بن طلحة، حدیث: 2326- مسنداحمد: 162، 7152/5- صحیح ابن خزیمه: 2128- صحیح ابن حبان: 3655- مسند الطیالسی: 475- سنن الکبریٰ للبیهقی: 294/4.

(138) صحیح، سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی الزینة یوم الجمعة، حدیث: 1097- مسند احمد: 177/5- صحیح ابن خزیمه: 1763- مستدرك للحاکم: 291، 290/1.

(139) صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب الوصیة بالجار والاحسان الیه، حدیث: 2625/142-سنن الکبریٰ للنسائی: 6690- سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب من طبخ فلیکثر ماء، حدیث: 3362- الادب المفرد للبخاری: 114- مسنداحمد: 149/5- سنن الدارمی: 2085-مسندالبزار: 3961- صحیح ابن حبان: 523- شرح السنة للبغوی: 1689-

عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ قَالَ: ثنا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا طَبَخْتَ فَأَكْثِرِ الْمَرَقَةَ، وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ أَوِ اقْسِمْ فِي جِيرَانِكَ))

اے ابوذر! جب تو گوشت پکائے، تو شوربا زیادہ تیار کر، اور اپنے ہمسایوں کو ہدیہ دے یا اپنے ہمسایوں میں تقسیم کر۔

**فائدہ** :...... (1) ہمسایوں میں اچھے تعلقات قائم رکھنے لیے تحفے تحائف کا لین دین بہت اچھا طریقہ ہے۔ (2) قیمتی تحائف کی بجائے ایسی چیز دینا بہتر ہے جو فوری استعمال میں آ جائے۔ (3) جب کوئی خاص کھانا تیار کیا جائے۔ تو کچھ نہ کچھ ہمسایوں کے ہاں بھی بھیجا جائے۔ (4) عام سادہ کھانا بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ (5) معمولی ہدیہ ملے تو قبول کر لینا چاہیے اور شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ (6) گوشت میں پانی زیادہ ڈال کر کچھ سالن ہمسایوں کے ہاں بھیج دینا ایسا طریقہ ہے جس کے لیے خاص طور پر اضافی خرچ کرنا نہیں پڑتا۔ اس قسم کی اور چیزیں بھی ہو سکتی ہیں۔

[**140**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((هُمُ الْأَسْفَلُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْأَكْثَرُونَ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا وَقَلِيلٌ مَا هُمْ))

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا: وہ پست رہیں گے، رب کعبہ کی قسم! میں نے عرض کی: وہ کون ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو زیادہ مالدار ہیں، مگر وہ جس نے اپنا مال اس طرح، اس طرح اور اس طرح خرچ کیا اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

**فائدہ** :...... مال دار لوگ جو کنجوس ہیں، وہ بدقسمت ہیں، اور پستی میں ہیں، ہاں وہ مال دار جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، ان کا مقام و مرتبہ بہت زیادہ ہے، اور مومنوں کی ایک نشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مال کو اپنے راستے میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

---

(140) صحيح البخارى، كتاب الايمان والنذور، باب كيف كانت يمين النبى صلى الله عليه وسلم، حديث : 6638- صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدى الزكاة، حديث : 990- سنن الترمذى، كتاب الزكاة، باب ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى منع الزكاة من التشديد، حديث : 617- سنن النسائى، كتاب الزكاة، باب التغليظ فى حبس الزكاة، حديث : 2442- مسنداحمد : 152/5- صحيح ابن خزيمه : 2251- مسندالبزار : 3993- سنن الكبرىٰ للبيهقى : 97/4-

# مُسْنَدُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رضی اللہ عنہ

## عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی احادیث

### تعارف راوی حدیث

عامر نام، ابوعبداللہ کنیت اور والد کا نام ربیعہ تھا، پورا سلسلہ نسب یہ ہے: عامر ابن ربیعہ بن کعب مالک بن ربیعہ بن عامر بن سعد بن عبداللہ بن الحارث بن رفیدہ بن عنز بن وائل۔ ان کے سلسلہ نسب میں سخت اختلاف ہے تاہم ارباب سیر عام طور پر ان کو عنزی لکھتے ہیں۔ عنز وائل کے لڑکے اور بکر و تغلب کے بھائی تھے جن کی خونریز معرکہ آرائیاں اب تک زبان زد خاص و عام ہیں۔ ان کا خاندان عمر فاروق کے والد خطاب کا حلیف تھا جنھوں نے فرط محبت سے عامر کو متبنّٰی کر لیا تھا، یہی وجہ ہے کہ وہ پہلے عامر بن الخطاب کے نام سے مشہور تھے لیکن جب قرآن شریف نے ہر ایک کو اپنے اصلی آباء و اجداد کی طرف انتساب کا حکم دیا تو اس زمانہ سے عامر بھی خطاب کی بجائے اپنے نسبی والد ربیعہ کی نسبت سے زبان زد ہوئے۔

حضرت عامر بن ربیعہ کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ وہ اسلام کی حقانیت پر ایمان لانے والے اٹھائیسویں فرد تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دار ارقم میں تشریف نہ لائے تھے۔ حضرت عامر نے زمانۂ جاہلیت کے موحد زید بن عمرو بن نفیل سے نبی موعود صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور ان کی نشانیاں سن رکھی تھیں، یہی وجہ ہے کہ انھیں اسلام کی طرف سبقت کرنے میں کوئی تامل نہ ہوا۔ زید نے کہا تھا کہ میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد، بنوعبدالمطلب میں ایک نبی کی آمد کا انتظار کر رہا ہوں۔ اگر تمھیں زندگی نے مہلت دی اور انھیں دیکھنے کا اتفاق ہوا تو میرا سلام کہہ دینا۔ چنانچہ عامر مسلمان ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زید کا سلام پہنچایا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا، زید کے لیے دعائے رحمت کی اور فرمایا: میں انھیں جنت میں ناز و انداز کے ساتھ چلتے پھرتے دیکھ رہا ہوں۔

حضرت عامر بن ربیعہ کی اہلیہ لیلیٰ بیان کرتی ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہمارے حلیف عمر بن خطاب نے ہم پر بہت سختی کی۔ میں حبشہ جانے کے لیے اونٹ پر سوار تھی، عامر کسی کام سے نکلے تھے کہ عمر آ گئے اور مجھ سے پوچھا: ام عبداللہ! کہاں جا رہی ہو؟ میں نے جواب دیا: تم لوگوں نے ہمیں دین میں بہت ایذائیں دی ہیں، ہم اللہ کی اس سرزمین میں جا رہے ہیں جہاں اس کی بندگی کرنے پر ہمیں ایذا نہ پہنچائی جائے گی۔ مجھے عمر کے لہجے میں نرمی نظر آئی، انھوں نے کہا: ''تمھارے ساتھ رہے'' اور وہاں سے چل دیے۔ حضرت عامر آئے تو میں نے کہا: آپ نے عمر کی غیر معمولی نرمی تو دیکھی ہوتی۔ انھوں نے پوچھا: تمھیں توقع ہے کہ وہ اسلام قبول کر لیں گے؟ میں نے کہا: ہاں۔ عمر کی درشتی سے نالاں حضرت عامر نے کہا: واللہ، جب تک خطاب کا گدھا ایمان نہ لائے، وہ مسلمان نہ ہوں گے۔

بعثت محمدی ﷺ کے دسویں سال، حج کے موقع پر مدینۂ یثرب کے باسی اللہ کی توفیق سے اسلام کی طرف راغب ہوئے۔ حضرت ابوسلمہ اسی وقت مدینہ منتقل ہو گئے اور پہلے مہاجر ہونے کا شرف حاصل کیا۔ 11 نبوی میں بیعت عقبۂ اولیٰ کے بعد آں حضرت ﷺ نے اہل ایمان کو مدینہ ہجرت کرنے کا اذن عام دے دیا، تب حضرت عامر بن ربیعہ، ان کی اہلیہ لیلیٰ، حضرت عبداللہ بن جحش، ان کی اہلیہ اور بھائی ابواحمد عبد بن جحش دار ہجرت پہنچے۔ خود ان سے روایت ہے کہ مجھ سے پہلے صرف ابوسلمہ بن عبدالاسد ہی مدینہ آئے تھے، البتہ حضرت عامر کی اہلیہ لیلیٰ بنت ابوحثمہ مدینہ پہنچنے والی پہلی خاتون تھیں۔ حضرت عامر، ابوسلمہ اور بنوجحش (جحش کا کنبہ) مدینہ کے مضافات قبا میں بنوعمرو بن عوف کے محلّہ میں مبشر بن عبدالمنذر کے ہاں مقیم ہوئے۔ حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ اور حضرت عمار بن یاسر بھی اسی زمانے میں وہاں منتقل ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے یزید بن منذر انصاری (عبادہ: ابن جوزی) سے حضرت عامر بن ربیعہ کی مواخات قائم فرمائی۔ 2ھ، جمادی الثانی یا رجب کے مہینے میں نبی ﷺ نے قریش کی سرگرمیوں کی خبر لینے کے لیے حضرت عبداللہ بن جحش کی سربراہی میں نو (واقدی کے مطابق بارہ) مہاجرین کا ایک سریہ روانہ کیا۔ حضرت عبداللہ کے علاوہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، حضرت عکاشہ بن محصن، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خالد بن بکیر اور حضرت سہیل بن بیضا اس میں شامل تھے۔ یہ چھ اونٹوں پر سوار تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ کو ایک خط دے کر فرمایا: مدینہ سے مکہ کی جانب دو دن کا سفر (اٹھائیس میل کی مسافت) طے کر لینے کے بعد وادیٔ ملل پہنچ کر اسے پڑھنا۔ آپ کی ہدایت کے مطابق انھوں نے خط کھولا تو لکھا پایا: ''مکہ اور طائف کے بیچ واقع مقام نخلہ کی طرف سفر جاری رکھو، وہاں پہنچ کر قریش کی نگرانی کرو اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔'' حضرت عبداللہ نے فرمان نبوی پر سمع و طاعت کہا اور ساتھیوں کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کسی کو زبردستی آگے لے جاؤں۔ جو شہادت چاہتا ہے، چلے۔ سب چل پڑے، کوئی پیچھے نہ رہا۔ دستہ بحران کے مقام پر پہنچا تو عتبہ بن غزوان اور سعد کا مشترکہ اونٹ کھو گیا۔ دونوں اسے تلاش کرنے لگ گئے، ابن جحش باقی ساتھیوں کو لے کر چلتے رہے اور نخلہ پہنچ گئے۔ کشمش، کھالیں اور دوسرا سامان تجارت لے کر چار افراد پر مشتمل قریش کا قافلہ گزرا۔ عکاشہ نے سر منڈا یا نہ ہوتا تو اہل قافلہ انھیں دیکھ کر خوف زدہ ہو جاتے، وہ مغالطہ میں رہے کہ مسلمان عمرہ کے لیے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر قافلے والوں کو آج کی رات چھوڑ دیا تو یہ حدود حرم میں داخل ہو کر مامون ہو جائیں گے اور اگر قتال کیا تو یہ حرام مہینے میں ہوگا۔ کچھ پس وپیش کے بعد انھوں نے حملے کا فیصلہ کیا۔ مشرک کھانا پکانے میں مصروف تھے، واقد بن عبداللہ نے تیر مار کر قافلے کے سردار عمرو بن حضرمی کو قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا۔ نوفل

بن عبداللہ فرار ہو گیا۔ہجرت مدینہ کے بعد یہ ساتویں مہم اور پہلا سریہ تھا جس میں کامیابی ملی،عمرو عہد اسلامی کا پہلا قتیل اورعثمان اور حکم پہلے اسیر تھے۔حضرت عبداللہ بن جحش نے تاریخ اسلامی میں حاصل ہونے والے پہلے مال غنیمت کی اپنے طور پر تقسیم کر کے 5/1 حصہ نبی ﷺ کے لیے رکھ لیا، حالانکہ خمس کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔سریۂ عبداللہ بن جحش جنگ بدر کے وقوع کا سبب بنا، کیونکہ اس سے قریش کی معیشت کو سخت دھچکا لگا۔ان کی تمام تر خوش حالی شام سے تجارت پر موقوف تھی، حبشہ اور یمن سے تجارت کا اتنا حجم نہ تھا کہ وہ اس پر انحصار کر لیتے۔اس مہم کا دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ قریش پر مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی عسکری قوت کا رعب بیٹھ گیا۔حضرت عامر نے جنگ بدر، جنگ احد اور تمام غزوات میں حصہ لیا۔(اصحاب بدر،صفحہ 100،قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور)

[141]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا لَا أُحْصِي يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ))

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بحالت روزہ اتنی بار مسواک کرتے دیکھا ہے کہ میں شمار ہی نہیں کر سکتا۔

فائدہ:......روزے کی حالت میں مسواک کرنا درست ہے۔روزے دار دن کے کسی بھی حصے میں مسواک کر سکتا ہے۔اگرچہ یہ روایت ضعیف ہے۔

[142]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ))

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ تم اس سے پیچھے رہ جاؤ یا وہ زمین پر رکھ دیا جائے۔

---

(141) اسناده ضعيف، عاصم بن عبید اللہ راوی ضعیف ہے۔سنن ابی داود، كتاب الصيام، باب السواك للصائم، حديث : 2364۔ سنن الترمذی، كتاب الصوم، باب ما جاء فی السواك للصائم، حديث : 725۔ مسنداحمد : 445/3۔ صحیح ابن خزیمه : 2007۔ مسندابی یعلٰی : 7193۔ سنن الدارقطنی : 202/2۔ مصنف عبدالرزاق : 7379۔

(142) صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة، حديث : 1307۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة، حديث : 958۔ سنن ابی داود، كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة، حديث : 3172۔ سنن الترمذی، كتاب الجنائز، باب ما جاء فی القيام للجنازة، حديث : 1042۔ سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب الامر بالقيام للجنازة، حديث : 1542۔ مسنداحمد : 446/3۔ مسندالشافعی : 213/1۔ مصنف ابن ابی شيبة : 356/3۔ مسند ابی یعلٰی : 7200۔ صحیح ابن حبان : 3051۔ سنن الكبرٰی للبيهقی : 25/4۔

فائدہ: ......اس حدیث میں ہے کہ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جاؤ، لیکن یہ حدیث منسوخ ہے، اس کی ناسخ حدیث سنن أبي داود (2719) اور سنن ابن ماجہ (1545) ہے، اب جنازہ دیکھ کر بیٹھے رہنا درست ہے۔

## مُسْنَدُ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضي الله عنه

## عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حالات: اللہ تعالیٰ نے اس امت کو نبی کے صحابہ عنایت کر کے بہت عظیم احسان فرمایا، تمام صحابہ کرام سب سے زیادہ نیکوکار، علمی گہرائی کے مالک، اور پاکیزہ ترین سیرت کے مالک تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے جید سند کے ساتھ مسند احمد (3589) میں نقل کیا ہے: ”عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کی چھان بین کی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو سب سے بہترین پایا، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے لیے چن لیا، اور انھیں پیغام رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا، پھر دوبارہ لوگوں کے دلوں کی چھان بین کی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے دلوں کو سب سے بہتر پایا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے نبی کے لیے وزراء منتخب فرمایا، جو کہ دین محمدی کے لیے قتال کرتے ہیں۔“

میمونی رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: ”ابوالحسن! جب تم کسی شخص کو صحابہ کرام کا تذکرہ نامناسب انداز سے کرتے ہوئے پاؤ تو اس کا اسلام مشکوک سمجھو“ انتہی (البدایۃ والنھایۃ (8 / 148)

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے محبت ایمان کا حصہ ہے، اور صحابہ کرام سے بغض رکھنا منافقت ہے، خصوصا علم و دین نشر کرنے والے کبار صحابہ کرام کے بارے میں بغض رکھنا بہت زیادہ سنگین جرم ہے۔ انہی صحابہ کرام میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے والدین سے بھی راضی ہو۔

آپ کا نام ونسب یہ ہے: عمار بن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن وذیم، آپ کی کنیت ابو یقظان تھی، آپ کی نسبت: ”عنسی“ ہے، مکہ کے رہنے والے اور بنی مخزوم کے موالی میں سے تھے۔ آپ کا شمار ابتدائے اسلام میں مسلمان ہونے والے ان چند مسلمانوں میں ہوتا ہے جو جنگ بدر میں شامل ہوئے تھے، آپ کی والدہ محترمہ کا نام سمیہ تھا، آپ بھی بنی مخزوم کے موالی میں شامل تھیں، اور آپ کی والدہ کا شمار بھی عظیم صحابیات میں ہوتا ہے۔

امام بخاری نے (3660) میں روایت کیا ہے کہ ہمام کہتے ہیں: میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت سنا تھا جب آپ پر ایمان لانے والوں میں پانچ غلام اور دو خواتین سمیت ابو بکر رضی اللہ عنہم تھے“

راہِ الٰہی میں آپ کے والد اور والدہ کو بہت زیادہ سزائیں دی گئیں۔ ابن ماجہ: (150) میں ہے کہ عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''سب سے پہلے اسلام کا اعلان کرنے والوں میں سات افراد شامل ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمار، عمار کی والدہ: سمیہ، صہیب، بلال، اور مقداد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابو طالب کی وجہ سے محفوظ فرمایا اور ابوبکر کو اللہ تعالیٰ نے ان کے قبیلے کی وجہ سے محفوظ فرمایا، جبکہ دیگر تمام افراد کو مشرکین نے پکڑ لیا، انھیں لوہے کی زرہیں پہنا کر سلگتی دھوپ میں چھوڑ دیا'' اس حدیث کو البانی نے ''صحیح ابن ماجہ'' میں حسن کہا ہے۔ منصور، مجاہد سے نقل کرتے ہیں: ''ایک بار ابوجہل سمیہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں بکتا ہوا ان کے پاس آیا، اور اپنے نیزے کے ذریعے ان کے نچلے حصے میں اتنی ضربیں لگائیں کہ آپ کو قتل کر کے دم لیا، اور آپ اسلام کی پہلی شہید خاتون قرار پائیں۔''

عمر بن حکم کہتے ہیں: ''عمار رضی اللہ عنہ کو اتنی سزائیں دی جاتیں کہ انھیں خود معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں، یہی حال صہیب رضی اللہ عنہ کا تھا، انھی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا....﴾ ''جن لوگوں نے ظلم ڈھائے جانے کے بعد راہِ الٰہی میں ہجرت کی.....'' [النحل : 41] ''عمار رضی اللہ عنہ نے بدر سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی، آپ نے پہلے حبشہ کی جانب ہجرت کی اور پھر مدینہ کی جانب ہجرت کی۔'' (سير أعلام النبلاء (3/ 247)

آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پناہ دی ہوئی تھی: چنانچہ صحیح بخاری: (3287) میں علقمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں ملک شام گیا، تو وہاں جا کر میں نے پوچھا: یہاں کون [سی نامور شخصیت] موجود ہے؟ تو انھوں نے بتلایا: ابو درداء رضی اللہ عنہ ہیں، پھر انھوں نے کہا: کیا تم میں ایسا شخص نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی شیطان سے پناہ دی ہے؟ ان کی مراد عمار بن یاسر تھے۔ آپ سراپا ایمان تھے، آپ کی رگ رگ، گوشت پوست اور ہڈی ہڈی ایمان سے لبریز تھی۔ امام نسائی نے (5007) میں روایت کیا ہے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عمار مشاشہ [ہڈی کا وہ نرم حصہ جسے چبایا جا سکتا ہے] تک ایمان سے بھرا ہوا ہے)'' اسے البانی نے ''صحیح ابن ماجہ'' میں صحیح قرار دیا ہے۔

مناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''ایمان عمار رضی اللہ عنہ کے رگ و پے، اور ہڈیوں میں اس طرح رچ بس گیا کہ اسے اب جدا کرنا ناممکن ہے، اس لیے کفار مکہ کی طرف سے دی جانے والی شدید جسمانی سزاؤں کی وجہ سے مجبوراً کلمہ کفر انھیں نقصان نہیں دے گا، اور ''فتح الباری'' میں ہے کہ یہ خوبی صرف اسی شخص میں پیدا ہو سکتی ہے جسے اللہ تعالیٰ شیطان مردود سے محفوظ فرما لے۔'' انتہی (فيض القدير (6/ 4) بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے نقش قدم پر چلنے، اور ان کا طریقہ اپنانے کی رہنمائی فرمائی۔ جامع ترمذی: (3799) میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: (مجھے نہیں معلوم کہ میں تمھارے درمیان کتنی دیر رہوں گا۔ چنانچہ تم میرے بعد

لوگوں کی اقتدا کرنا -آپ نے ابوبکر اور عمر کی جانب اشارہ فرمایا - اور عمار کے طریقے کو اپنانا، اور جو تمھیں ابن مسعود احادیث بیان کریں، ان کی تصدیق کرنا)'' البانی نے اسے ''صحیح ترمذی'' میں صحیح قرار دیا ہے۔

صاحب کتاب: ''تحفۃ الأحوذی'' (10 / 204) کہتے ہیں: ''[حدیث میں مذکور عربی لفظ] "هــدى" سے مراد سیرت اور طریقہ ہے، مطلب یہ ہے کہ عمار کے طریقے کے مطابق چلو، اور اسی کا انداز اپناؤ'' انتہی

عمار رضی اللہ عنہ فقیہ اور زاہد تھے: چنانچہ شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''عمار رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلے کے بارے میں پوچھا گیا، تو انھوں نے وضاحت طلب کی: ''کیا یہ مسئلہ درپیش ہو چکا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''نہیں'' تو آپ نے جواب دیا: ''اسے چھوڑ دو! جب پیش آئے گا تو دیکھ لیں گے، اور تمھیں اس کا حکم بھی بتلا دیں گے۔''

عبداللہ بن ابو ہذیل رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو ایک درہم کے بدلے راشن خریدتے ہوئے دیکھا، پھر انھوں نے راشن اپنی کمر پر اٹھالیا، حالانکہ وہ اس وقت کوفہ کے امیر تھے۔'' ابونوفل بن ابوعقرب کہتے ہیں: ''عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بہت کم بات کرتے اور زیادہ خاموش رہتے تھے۔'' (سير أعلام النبلاء (3/ 256)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ عمار رضی اللہ عنہ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا: چنانچہ بخاری رحمہ اللہ نے (2812) میں ابوسعید سے نقل کیا ہے: ''ہم مسجد کے لیے ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے، اور عمار دو، دو اینٹیں اٹھا کر لاتے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمار کے قریب سے گزرے، تو آپ نے عمار کے سر سے مٹی صاف کی، اور فرمایا: ''جیتے رہو! عمار تمھیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا، عمار انھیں اللہ کی طرف بلائے گا، اور وہ عمار کو جہنم کی طرف بلاتے ہوں گے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اور ان کے والدین کو جنت کی خوشخبری بھی سنائی: چنانچہ حاکم: (5666) کی روایت کے مطابق جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمار اور ان کے اہل خانہ کے پاس سے گزرے، انھیں سزائیں دی جا رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (آل عمار اور آل یاسر خوش ہو جاؤ، تمھارے ساتھ جنت کا وعدہ ہے)'' حاکم رحمہ اللہ نے اسے نقل کرنے کے بعد کہا: ''یہ حدیث صحیح مسلم کی شرائط پر ہے، اور بخاری و مسلم نے اسے روایت نہیں کیا'' ان کی اس بات پر امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی موافقت کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ آپ علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ صفین میں سن 37 ہجری میں داغِ مفارقت دے گئے، ان کی اس وقت 93 سال عمر تھی، اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ آپ ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ ﴾ (النحل : 106) انتہی مزید کے لیے دیکھیں: سير أعلام النبلاء (3/ 245-259)، الإصابة (4/ 473-474)، تهذيب الكمال (21/ 215-221)

[143]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: ((تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَنَاكِبِ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَضَرْتُ سُفْيَانَ وَسَأَلَهُ عَنْهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ فَحَدَّثَهُ وَقَالَ فِيهِ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ ثُمَّ قَالَ: حَضَرْتُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ أُمَيَّةَ أَتَى الزُّهْرِيَّ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ النَّاسَ يُنْكِرُونَ عَلَيْكَ حَدِيثَيْنِ تُحَدِّثُ بِهِمَا فَقَالَ: مَا هُمَا؟ قَالَ تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَنَاكِبِ فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمَّارٍ قَالَ: وَحَدِيثُ عُمَرَ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْإِبِطِ، فَرَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ كَأَنَّهُ أَنْكَرَهُ، وَقَدْ كَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَبْلَ ذَلِكَ فَذَكَرْتُهُ لِعَمْرٍو فَقَالَ: بَلَى قَدْ حَدَّثَنَا بِهِ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شانوں تک تیمّم کیا۔

ابوبکر نامی راوی کہتے ہیں: میں سفیان کے پاس موجود تھا یحییٰ بن سعید القطان نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے یہ حدیث سنائی اور اس میں یہ بات بیان کی کہ زہری نے یہ بات بیان کی ہے۔ پھر انہوں نے یہ بات بیان کی میں اسماعیل بن امیہ کے پاس موجود تھا وہ زہری کے پاس آئے اور بولے: اے ابوبکر! (یہ ابن شہاب زہری کی کنیت ہے) لوگ آپ کی بیان کردہ دو احادیث پر اعتراض کرتے ہیں زہری نے دریافت کیا: وہ کون سی ہیں، تو انہوں نے بتایا: یہ روایت کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں کندھوں تک تیمّم کیا کرتے تھے، تو زہری نے کہا: عبداللہ بن عبداللہ نے اپنے والد کے حوالے سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت مجھے سنائی ہے۔

**فائدہ**: ......راجح بات یہ ہے کہ تیمّم ہاتھوں کی کلائی تک ہے نہ کہ بغلوں تک۔ اہل علم کا آپس میں اختلاف ہو جانا کوئی بُری بات نہیں ہے، اس اختلاف کو کفر و اسلام کی جنگ نہیں سمجھنا چاہیے۔

(143) صحیح، سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب الاختلاف فی کیفیة التیمم، حدیث: 316۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی التیمم، حدیث: 566۔ مسندالشافعی: 44/1۔ مسندابی یعلٰی: 1631۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 110/1، 111۔ صحیح ابن حبان: 1310۔ سنن الکبرٰی للبیهقی: 208/1۔ من طریق الزهری عن عبید الله بن عبدالله عن ابیه عن عمار۔ سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب التیمم، حدیث: 318۔ سنن ابن ماجه، حدیث: 565۔ مسنداحمد: 320/4۔ من طریق الزهری عن عبید الله عمار به۔ سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب التیمم، حدیث: 320۔ مسنداحمد: 263/4۔ من طریق الزهری عن عبید الله بن عبدالله عن ابن عباس عن عمار بن یاسر۔ وحدیث عمر: اخرجه عبدالرزاق فی المصنف: 405۔ والبیهقی: 138/1۔

[144]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي خِفَافٍ نَاجِيَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ: أَمَا تَذْكُرُ إِذْ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ فِي الْإِبِلِ فَأَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ فَتَمَعَّكْتُ كَمَا تَمَعَّكُ الدَّابَّةُ، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ مِنْ ذَلِكَ التَّيَمُّمُ)).

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا: کیا تمھیں یاد نہیں جب میں اور تم اونٹوں (کی حفاظت کرنے) میں (مصروف) تھے، تو مجھے جنابت لاحق ہوئی، پس میں خاک میں اس طرح لوٹ پوٹ ہوا جیسا کہ چوپایا ہوتا ہے۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور ہم نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے تیمّم ہی کافی تھا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غسل جنابت کا نائب بھی تیمم ہے، سبحان اللہ! اسلام کس قدر آسان دین ہے۔ تیمّم کا طریقہ ایک ہی ہے، خواہ وہ وضو کی جگہ ہو یا غسل کی جگہ۔ مجتہد سے اجتہادی غلطی ممکن ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی حسب ضرورت اجتہاد کرلیا کرتے تھے، اور اجتہاد قیامت تک جاری ہے۔

[145]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَنَمَةَ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَجُلًا رَأَى عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يُصَلِّي صَلَاةً أَخَفَّهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَهُ أَبَا الْيَقْظَانِ: لَقَدْ صَلَّيْتَ صَلَاةً أَخْفَفْتَهَا فَقَالَ: هَلْ رَأَيْتَنِي نَقَصْتُ مِنْ رُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا شَيْئًا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: بَادَرْتُ السَّهْوَ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:

ایک آدمی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا کہ وہ ہلکی سی نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو اس نے انھیں کہا: اے ابو یقظان! آپ نے بہت ہلکی نماز پڑھی ہے؟ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو نے مجھے رکوع اور سجود میں کچھ کمی کرتے بھی دیکھا ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں سہو لگنے سے پہلے فارغ ہونا چاہتا تھا، اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی جب نماز پڑھتا ہے، پھر سلام پھیرتا ہے، تو اس کے لیے نماز

(144) اسناده ضعيف لانقطاعه، والحديث صحيح۔ سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب التيمم فی الحضر، حديث: 314۔ مسند احمد: 263/4۔ مسندالطيالسی: 640۔ مصنف ابن ابی شيبة: 156/1۔ مسند ابی يعلٰی: 165۔ مصنف عبدالرزاق: 914۔ سنن الكبرٰی للبيهقی: 216/1۔

(145) اسناده ضعيف لانقطاعه والحديث حسن۔ سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب ما جاء فی نقصان الصلاة، حديث: 796۔ سنن الكبرٰی للنسائی: 615۔ مسنداحمد: 321/4۔مسندالبزار: 1421۔ سنن الكبرٰی للبيهقی: 281/2۔ من طريق سعيد المقبری عن عمر بن الحكم عن عبدالله بن عنمة به۔

((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ فَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ مِنْهَا إِلَّا عُشْرُهَا ، تُسْعُهَا ، ثُمْنُهَا ، سُدْسُهَا ، خُمْسُهَا ، رُبْعُهَا ، ثُلُثُهَا ، نِصْفُهَا)) .

کا اجر صرف دسواں حصہ، یانواں حصہ، آٹھواں حصہ، ساتواں حصہ، چھٹا حصہ، پانچواں حصہ، چوتھا حصہ تیسرا حصہ یا نصف حصہ ہی لکھا جاتا ہے۔

فائدہ : ......امام سمجھ دار ہونا چاہیے، وہ لوگوں کا خیال کر کے نماز پڑھائے، نماز نہ مختصر ہو اور نہ لمبی ہو، بس درمیانی نماز پڑھائے۔ تمام نمازیوں کو برابر کا ثواب نہیں ملتا، بلکہ اپنی اپنی نیت، خلوص اور خشوع وخضوع کے مطابق ثواب ملتا ہے۔

[146]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ أَبِي أُمَيَّةَ ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ: رُئِيَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ مُتَوَضِّئًا يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ ، فَقِيلَ لَهُ: أَتُخَلِّلُ لِحْيَتَكَ؟ فَقَالَ: ((وَمَا يَمْنَعُنِي وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ؟))

حسان بن بلال مزنی فرماتے ہیں: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا گیا کہ وہ اپنی داڑھی کا خلال کرتے تھے۔ ان سے کہا گیا: کیا آپ اپنی داڑھی کا خلال کرتے ہیں؟ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے لیے کون سی چیز مانع ہے؟ تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی داڑھی کا خلال کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ : ......داڑھی کا خلال کرنا فرض ہے، نبی کریم ﷺ نے اپنی داڑھی کا خلال کیا، پھر فرمایا: ''هكذا أمرني ربي'' اسی طرح میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے۔ (سنن أبي داود: 451، حسن۔ وانظر: الارواء: 135/1) امر وجوب کے لیے آتا ہے۔ اس حدیث سے داڑھی رکھنے کی فرضیت بھی ثابت ہوتی ہے۔ افسوس کہ امت مسلمہ اس عظیم فرض کی یہود ونصاری کے پیچھے چل کر مخالفت کر رہی ہے۔

[147]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ ، عَنْ عَمَّارٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ .

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث سابق کے مروی ہے۔

---

(146) صحيح لغيره، سنن الترمذی، كتاب الطهارة، باب ما جاء فی تخليل اللحية، حديث: 29۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب ما جاء فی تخليل اللحية، حديث: 429۔ مصنف ابن ابی شيبة: 12/1۔ مسندا لطيالسی: 645۔ مسندابی يعلٰی: 1604۔ مستدرك للحاكم: 149/1۔ من طريق عبدالكريم بن امية به۔

(147) صحيح، سنن الترمذی، كتاب الطهارة، باب ما جاء فی تخليل اللحية، حديث: 30۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب ما جاء فی تخليل اللحية، حديث: 429۔ مستدرك للحاكم: 149/1۔

# مُسْنَدُ صُهَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
## حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرویات

### تعارف راوی حدیث

**نام ونسب:**

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں کہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: صہیب بن سنان بن مالک بن عبد عمرو بن عقیل بن عامر بن جندلہ بن خزیمہ بن کعب بن سعد بن اسلم۔ آپ کی والدہ کا نام سلمی بنت قعید تھا اور آپ کی کنیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابویحییٰ رکھی تھی۔ (اسد الغابہ، باب الصاد والھاء، صہیب بن سنان: 25/2)

**مختصر حالات زندگی:**

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا اصلی وطن موصل کے قریب ایک گاؤں تھا جو دریائے دجلہ کے کنارے واقع تھا۔ ان کے والد اور چچا بادشاہ ایران کسریٰ کی طرف سے ایلہ کے عامل تھے۔ ابھی ان کی عمر صرف چند سال ہی کی تھی کہ رومی فوجیوں نے ایلہ پر چڑھائی کی اور مال غنیمت میں ان کو بھی اٹھا کر لے گئے۔ حضرت صہیب رومیوں ہی میں پرورش پا کر جوان ہوئے، قبیلہ بنو کلب کے ایک شخص نے ان کو خرید کر مکہ پہنچایا اور ان سے عبد اللہ بن جدعان نے خرید کر ان کو آزاد کر دیا۔ جب اسلام کا ظہور ہوا تو یہ آستانہ نبوت پر حاضر ہونے کے ارادے سے چل پڑے۔ اتفاق سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی اسی وقت اسی ارادے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہے تھے، ملاقات ہوئی اور دونوں نے آپس میں اپنا منشاء ظاہر کیا، پھر دونوں ایک ساتھ جا کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت صہیب اسلام قبول کرنے والے پہلے رومی تھے، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صہیب روم کا پہلا پھل ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا برملا اظہار فرما دیا تھا جس کی وجہ کفاران مکہ نے آپ پر بڑا ظلم وستم کیا، جس کو آپ نے انتہائی صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ (المستدرك على الصحيحين للحاكم، ذكر صهيب بن سنان رضی اللہ عنہ، حديث: 5698)

**ہجرت:**

جب کفاران مکہ کا ظلم وستم اپنی تمام تر حدود کو پار کر گیا، تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت عطا فرمائی، پھر گروہ در گروہ مسلمان آہستہ آہستہ مدینہ منورہ کی طرف چلے گئے۔ مگر کفاران مکہ نے آپ کے پیچھے بہت سارے جاسوس متعین کر دیے تھے۔ جو آپ پر ہر وقت نگاہ رکھتے تھے۔ اس وجہ سے آپ نکل نہیں پائے یہاں تک کہ سارے صحابہ کرام اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت کر کے مدینہ شریف چلے گئے اور مکہ میں صرف آپ اکیلے بچ گئے۔ آپ ہر وقت مدینہ شریف نکلنے کی تدبیر سوچتے رہتے تھے مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ سخت ٹھنڈک کی رات تھی، اس رات

آپ بار بار اس طرح باہر نکل رہے تھے جس سے کسی کو یہ پتہ چلے کہ وہ قضائے حاجت کے لیے نکل رہے ہیں، جب جاسوسوں نے دیکھا کہ آپ بار بار قضائے حاجت کے لیے نکل رہے ہیں اور پھر لوٹ کر آ جا رہے ہیں تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ: تم لوگ خوش ہو جاؤ، ہمارے معبود لات وعزیٰ نے اس کے پیٹ کو خراب کر دیا ہے۔ پھر وہ لوگ سونے کے لیے چلے گئے۔حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے تیر وکمان لٹکایا اور ہاتھ میں تلوار لے کر نکل گئے۔ ابھی آپ کچھ ہی دور گئے تھے کہ جاسوسوں کو آپ کے نکلنے کی خبر ہوئی۔ وہ لوگ گھبرائے ہوئے اٹھے اور جلدی جلدی اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر آپ کا پیچھا کرنے کے لیے نکل پڑے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپ کو دیکھ لیا، جب آپ کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ اب ہم پکڑے جائیں گے تو آپ ایک اونچی جگہ پر رک کر کھڑے ہو گئے اور اپنے ترکش سے تیر نکال لیا ۔اور ان لوگوں سے کہا: اے قریش کے لوگو! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں ایک بڑا ہی نشانہ باز آدمی ہوں اور تیر چلانے میں میرا کوئی جواب نہیں، بخدا تم لوگ مجھ تک نہیں پہنچ پاؤ گے یہاں تک کہ میرے پاس جتنے تیر ہیں اس سے تمھارے ایک ایک آدمی کو نہ مار ڈالوں گا پھر جب تک میرے ہاتھ میں تلوار رہے گی۔ اس سے تم کو ماروں گا۔ ان لوگوں نے کہا: ہم ہرگز تم کو اپنی جان اور مال بچا کر کامیابی کے ساتھ جانے نہیں دیں گے، تم مکہ میں ایک غلام کی حیثیت سے مفلس ہو کر آئے تھے اور اب تم مالدار ہو گئے تو یہاں سے جانا چاہتے ہو۔حضرت صہیب نے کہا: اچھا یہ بتاؤ کہ اگر میں اپنا سارا مال تم لوگوں میں چھوڑ دوں تو تم مجھے جانے دو گے، ان لوگوں نے کہا: ہاں، تب تمھیں جانے دیں گے، آپ نے اپنے خزانے کی چابی ان لوگوں کی طرف پھینک کر اپنے خزانے کا پتہ بتا دیا، پھر وہ لوگ واپس چلے گئے اور آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے شوق میں اپنی زندگی بھر کی کمائی ہوئی مال ودولت لٹا کر بے سروسامانی کے عالم میں انتہائی مشقتوں کا سامنا کرتے ہوئے آخر کار مدینہ شریف پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر جب آپ نے اپنا سارا قصہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ربح البيع يا ابا يحيىٰ ، اے ابو یحییٰ تم نے نفع بخش تجارت کی۔ پھر آپ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ﴾ (البقره : 208) " کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کی رضا کے لیے اپنی جان بیچ ڈالتے ہیں، اور اللہ اپنے بندوں پر بڑی مہربانی فرمانے والا ہے۔'' (صور من حياة الصحابه ، ص: 202 تا 204)

## غزوات میں شرکت:

حضرت صہیب تیر اندازی میں بڑا کمال رکھتے تھے، غزوہ بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نہایت حسن ظن رکھتے تھے، آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت عمر کی یہ وصیت تھی کہ جب تک مجلس شوریٰ خلیفہ کے بارے میں کسی نتیجے پر نہ پہنچ جائے

حضرت صہیب نماز پڑھائیں، اس طرح آپ تین دن تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ رہے۔
(الغابہ، باب الصاد والهاء، صهيب بن سنان : 27/2)

## وصال:

سن 38 ہجری میں بہتر سال کی عمر میں مدینہ منورہ کی سرزمین پر آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں آپ کو دفنایا گیا۔ (المستدرك على الصحيحين للحاكم، ذكر صهيب بن سنان رضی اللہ عنہ، حديث : 5698)

## فضائل ومناقب:

آپ کے فضائل ومناقب سے متعلق متعدد روایتیں کتب احادیث میں موجود ہیں، ان میں سے کچھ بطور اختصار یہاں پر قارئین کی نذر کی جاتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دین حق کے بارے میں سبقت لے جانے والے اور دوسروں سے آگے بڑھ جانے والے چار لوگ ہیں۔ میں عرب والوں سے سبقت لے جانے والا ہوں، صہیب روم والوں سے، سلمان فارس والوں سے اور بلال حبشہ والوں سے۔ (المستد رك على الصحيحين للحاكم، كتاب معرفة الصحابه، ذكر بلال بن رباح، موذن رسول الله ﷺ، حديث : 5243)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس وقت آپ کھجور تناول فرما رہے تھے۔ تو میں بھی آگے بڑھ کر کھانے لگا، حالانکہ میری ایک آنکھ میں بیماری ہوگئی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کھجور کھا رہے ہو، حالانکہ تمہیں آشوب چشم کی بیماری ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ میں اس آنکھ کے حصے سے کھا رہا ہوں جو صحیح ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ (المستدرك على الصحيحين للحاكم، ذكر صهيب بن سنان رضی اللہ عنہ، حديث : 5703) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: صہیب سے غصہ نہ کرو، اس سے ایسی محبت کرو جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے سے بےلوث محبت کرتا ہے۔ (المستدرك على الصحيحين للحاكم، ذكر صهيب بن سنان رضی اللہ عنہ، حديث: 5709۔ 5710)

[**148**]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثـنـا زَيْـدُ بْـنُ أَسْلَمَ بِمِنًى قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کی مسجد میں قبا میں تشریف لے گئے تاکہ اس مسجد میں

(148) صحيح، سنن النسائي، كتاب السهو، باب رد السلام بالاشارة فى الصلاة، حديث : 1188۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب المصلى يسلم عليه كيف يرد، حديث : 1017۔ مسنداحمد : 10/2۔ سنن الدارمى : 1369۔ صحيح ابن خزيمه : 888۔ صحيح ابن حبان : 2258۔ مسندالشافعى : 119/1۔ مصنف عبدالرزاق : 3597۔ مصنف ابن ابى شيبة : 281/14۔ مسندابى يعلٰى : 5638۔

ذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَا لِيُصَلِّيَ فِيهِ ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ رِجَالُ الْأَنْصَارِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ ، فَسَأَلْتُ صُهَيْبًا وَكَانَ مَعَهُ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي؟ فَقَالَ صُهَيْبٌ: ((كَانَ يُشِيرُ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ)) قَالَ سُفْيَانُ: فَقُلْتُ لِرَجُلٍ سَلْهُ أَسَمِعْتَهُ مِنِ ابْنِ عُمَرَ؟ فَقَالَ: يَا أَبَا أُسَامَةَ أَسَمِعْتَهُ مِنَ ابْنِ عُمَرَ؟ فَقَالَ: أَمَّا أَنَا فَقَدْ كَلَّمْتُهُ وَكَلَّمَنِي وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ .

نماز پڑھیں، تو انصار میں سے چند مرد آپ ﷺ کے پاس سلام کرنے کے لیے آئے ۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بھی تھے، تو میں نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جب لوگ آپ کو سلام کہتے تو رسول اللہ ﷺ بحالت نماز سلام کا جواب کیسے دیتے تھے؟ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ ان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے۔

**فائدہ** : ......اس سے ثابت ہوا کہ اگر جماعت ہو رہی ہو تو باہر سے آنے والا اونچی آواز میں السلام علیکم کہہ سکتا ہے اور نمازی نماز کے اندر ہی اپنے ہاتھ کے اشارے سے جواب دے سکتا ہے۔ بعض لوگوں کا مسجد میں آ کر السلام علیکم کہنے سے منع کرنا قرآن وحدیث کی صریح مخالفت ہے۔ شیخ عبدالولی حقانی حفظہ اللہ کی قیمتی کتاب ''سلام کے احکام'' مولانا عبدالغفور اثری رحمہ اللہ کی ''السلام علیکم'' کے احکام وآداب۔ میں اس مسئلے پر تفصیلی بحث کی گئی ہے، فجزاہ اللہ خیرا۔

## مُسْنَدُ بِلَالِ بْنِ رِبَاحٍ رضی اللہ عنہ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

## مؤذن رسول اللہ ﷺ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

**نام، نسب:**

بلال نام، ابوعبداللہ کنیت، والد کا نام رباح اور والدہ کا نام حمامہ تھا، یہ حبشی نژاد غلام تھے؛ لیکن مکہ ہی میں پیدا ہوئے، بنی جمح ان کے آقا تھے۔ (اسد الغابہ : 206/1)

**اسلام:**

حضرت بلال رضی اللہ عنہ صورت ظاہری کے لحاظ سے تو ایک سیاہ فام حبشی تھے، تاہم آئینۂ دل شفاف تھا، اس کو ضیائے ایمان نے اس وقت منور کیا جب کہ وادیٔ بطحاء کی اکثر گوری مخلوق غرورِ حسن وزعمِ شرافت میں ضلالت وگمراہی کی ٹھوکریں کھا رہی تھی، جن معدودے چند بزرگوں نے داعیِ حق کو لبیک کہا تھا ان میں صرف سات آدمیوں کو اس کے اعلان کی

توفیق ہوئی تھی جن میں ایک یہ غلام حبشی بھی تھا، سچ ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

## ابتلاء واستقامت:

کمزور ہمیشہ سب سے زیادہ ظلم وستم کی آماجگاہ رہتا ہے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جو ذاتی حالت تھی، اس کے لحاظ سے وہ اور بھی اس ناموس جفا کے شکار ہوئے، گونا گوں مصائب اور طرح طرح کے مظالم سے ان کے استقلال واستقامت کی آزمائش ہوئی، تپتی ہوئی ریت، جلتے ہوئے سنگریزوں اور دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹائے گئے، مشرکین کے لڑکوں نے گلے مبارک میں رسیاں ڈال کر بازیچۂ اطفال بنایا؛ لیکن ان تمام روح فرسا آزمائشوں کے باوجود توحید کی مضبوط رسی کو ہاتھ سے نہ چھوڑا، ابوجہل ان کو منہ کے بل سنگریزوں پر لٹا کر اوپر سے پتھر کی چکی رکھ دیتا اور جب آفتاب کی تمازت بیقرار کر دیتی تو کہتا، بلال اب بھی محمد کے خدا سے باز آ، لیکن اس وقت بھی دہن مبارک سے یہی احد احد نکلتا۔ (اسد الغابہ: 206/1) ستم پیشہ مشرکین میں امیہ بن خلف سب سے زیادہ پیش پیش تھا، اس کی جدت طرازیوں نے ظلم وجفا کے نئے طریقے ایجاد کیے تھے، وہ ان کو طرح طرح سے اذیتیں پہنچاتا، کبھی گائے کی کھال میں لپیٹتا، کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر جلتی ہوئی دھوپ میں بٹھاتا اور کہتا: تمہارا خدا لات اور عزیٰ ہے، لیکن اس وارفتۂ توحید کی زبان سے احد احد کے سوا اور کوئی کلمہ نہ نکلتا، مشرکین کہتے کہ تم ہمارے ہی الفاظ کا اعادہ کرو تو فرماتے کہ میری زبان ان کو اچھی طرح ادا نہیں کر سکتی۔ (طبقات ابن سعد قسم اول جزء ثالث: 165)

## آزادی:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک روز حسبِ معمول وادیٔ بطحاء میں مشقِ ستم بنائے جا رہے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس طرف سے گزرے تو یہ عبرت ناک منظر دیکھ کر دل بھر آیا اور ایک گرانقدر رقم معاوضہ دے کر آزاد کر دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا، ابوبکر تم مجھے اس میں شریک کر لو، عرض کیا یا رسول اللہ میں آزاد کرا چکا ہوں۔ (ایضاً وبخاری)

## ہجرت:

وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو حضرت سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ کے مہمان ہوئے۔ حضرت ابورویحہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن خثعمی رضی اللہ عنہ سے مواخات ہوئی، ان دونوں میں نہایت شدید محبت پیدا ہوگئی تھی، عہدِ فاروق میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے شامی مہم میں شرکت کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بلال رضی اللہ عنہ تمہارا وظیفہ کون وصول کرے گا؟ عرض کیا: ابورویحہ رضی اللہ عنہ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں میں جو برادرانہ تعلق پیدا کر دیا ہے وہ کبھی منقطع نہیں ہوسکتا۔

(طبقات ابن سعد قسم اول جزوثالث: 167)

## موذن:

مدینہ کا اسلام مکہ کی طرح بے بس اور مجبور نہ تھا، یہاں پہنچنے کے ساتھ شعارِ اسلام و دین متین کی اصولی تدوین وتکمیل کا سلسلہ شروع ہوا، مسجد تعمیر ہوئی، خدائے لایزال کی عبادت و پرستش کے لیے نماز پنجگانہ قائم ہوئی اور اعلان عام کے لیے اذان کا طریقہ منتخب کیا گیا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ سب سے پہلے وہ بزرگ ہیں جو اذان دینے پر مامور ہوئے۔

(بخاری باب بدو الاذان)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز نہایت بلند و بالا و دلکش تھی، ان کی ایک صدا توحید کے متوالوں کو بے چین کر دیتی تھی، مرد اپنا کاروبار، عورتیں شبستان حرم اور بچے کھیل کود چھوڑ کر والہانہ وارفتگی کے ساتھ ان کے اردگرد جمع ہو جاتے، جب خدائے واحد کے پرستاروں کا مجمع کافی ہو جاتا تو نہایت ادب کے ساتھ آستانہ نبوت پر کھڑے ہو کر کہتے حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح، الصلوۃ یا رسول اللہ! یعنی یا رسول اللہ نماز تیار ہے، غرض آپ تشریف لاتے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی صدائے سامعہ نواز تکبیر اقامت کے نعروں سے بندگانِ توحید کو بارگاہِ ذوالجلال والاکرام میں سربسجود ہونے کے لیے صف بصف کھڑا کر دیتی۔ (طبقات ابن سعد قسم اول جزء ثالث :176)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اگر کسی روز مدینہ میں موجود نہ ہوتے تو حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ان کی قائم مقامی کرتے تھے، صبح کی اذان عموماً کچھ رات رہتے ہوئے دیتے تھے، یہی وجہ ہے کہ صبح کے وقت دو اذانیں مقرر کی گئی تھیں، آخری اذان حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ دیتے تھے، چونکہ وہ نابینا تھے، اس لیے ان کو وقت کا پتہ نہ تھا، جب لوگ ان سے کہتے کہ صبح ہوگئی تو اُٹھ کر ندائے تکبیر بلند فرماتے تھے، اسی بنا پر رمضان میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کے بعد کھانا پینا جائز تھا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بلال رضی اللہ عنہ کی اذان صرف اس لیے ہے کہ جو لوگ رات بھر عبادتِ الٰہی میں مصروف رہے ہیں وہ کچھ آرام کریں اور جو تمام رات خواب راحت میں سرشار رہے ہیں وہ بیدار ہو کر نماز صبح کی تیاری کریں، لیکن وہ صبح کا وقت نہیں ہوتا؛ بلکہ کچھ رات باقی رہتی ہے۔ (بخاری باب الاذان بعد الفجر وباب اذان الاعمی)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سفر و حضر ہر موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن خاص تھے، ایک دفعہ سفر درپیش تھا، ایک جگہ رات ہوگئی، بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ اگر اسی جگہ پڑاؤ کا حکم ہوتا تو بہتر تھا، ارشاد ہوا، مجھے خوف ہے کہ نیند تم کو نماز سے غافل کر دے گی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اپنی شب بیداری پر اعتماد تھا، انھوں نے بڑھ کر ذمہ لیا کہ وہ سب کو بیدار کر دیں گے، غرض پڑاؤ کا حکم ہوا اور سب لوگ مشغولِ راحت ہوئے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مزید احتیاط کے خیال سے شب زندہ داری کا ارادہ کر لیا اور رات بھر اپنے کجاوہ پر ٹیک لگائے بیٹھے رہے، لیکن اس حالت میں بھی آنکھ لگ گئی اور ایسی

غفلت طاری ہوئی کہ طلوعِ آفتاب تک ہوشیار نہ ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب راحت سے بیدار ہوکر سب سے پہلے ان کو پکارا اور فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ تمھاری ذمہ داری کیا ہوئی؟ عرض کیا یارسول اللہ آج کچھ ایسی غفلت طاری ہوئی کہ مجھے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا، ارشاد ہوا، بے شک خدا جب چاہتا ہے تمھاری روحوں پر قبضہ کر لیتا ہے اور جب چاہتا ہے تم میں واپس کر دیتا ہے اچھا اُٹھو، اذان دو اور لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرو۔ (بخاری باب الاذان بعد ذهاب الوقت)

## غزوات:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ تمام مشہور غزوات میں شریک تھے، غزوۂ بدر میں انھوں نے امیہ بن خلف کو تہِ تیغ کیا جو اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا اور خود ان کی ایذارسانی میں بھی اس کا ہاتھ سب سے پیش پیش تھا۔ (اسدالغابہ: 207/1)

فتح مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اس مؤذن خاص کو معیت کا فخر حاصل تھا۔ (کتاب المغازی باب دخول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اعلی مکہ) انھیں حکم ہوا کعبہ کی چھت پر کھڑے ہوکر توحید کی پرعظمت صدائے تکبیر بلند کریں، خدا کی قدرت وہ حریم قدس جو کہ ابوالانبیاء ابراہیم علیہ السلام نے خدائے واحد کی پرستش کے لیے تعمیر کیا تھا، مدتوں صنم خانہ رہنے کے بعد پھر ایک حبشی نژاد کے نغمہ توحید سے گونجا۔ (طبقات ابن سعد قسم اول جزء ثالث: 167)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے محسن وولی نعمت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا' یا خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اللہ کے لیے آزاد کیا ہے یا اپنی مصاحبت کے لیے، فرمایا اللہ کے لیے، بولے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ راہِ خدا میں جہاد کرنا مومن کا سب سے بہتر کام ہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ پیامِ صوت تک اسی عمل خیر کو لازمہ حیات بنالوں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلال رضی اللہ عنہ! میں تمھیں اللہ اور اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے اس عالم پیری میں داغِ مفارقت نہ دو، اس مؤثر فرمان نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو عہد صدیقی کے غزوات میں شریک ہونے سے باز رکھا۔ (بخاری وطبقات ابن سعد قسم اول جزء ثالث: 168)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت پر قدم رکھا تو انھوں نے پھر شرکتِ جہاد کی اجازت طلب کی، خلیفہ اول کی طرح خلیفہ دوم نے بھی ان کو روکنا چاہا؛ لیکن جوشِ جہاد کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا، بے حد اصرار کے بعد اجازت حاصل کی، اور شامی مہم میں شریک ہوگئے۔ (بخاری وطبقات ابن سعد قسم اول جزء ثالث صفحہ 168) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے 16 ھ میں شام کا سفر کیا تو دوسرے افسرانِ فوج کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بھی مقام جابیہ میں ان کو خوش آمدید کہا اور بیت المقدس کی سیاحت میں ہمرکاب رہے، ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اذان دینے کی فرمائش کی تو بولے گو میں عہد کر چکا ہوں کہ حضرت خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے اذان نہ دوں گا، تاہم آج

آپ کی خواہش پوری کروں گا یہ کہہ کر اس عندلیب توحید نے کچھ ایسے لحن میں خدائے ذوالجلال کی عظمت وشوکت کا نغمہ سنایا کہ تمام مجمع بیتاب ہوگیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی بے اختیار رو رہے تھے، غرض سب کے سامنے عہد نبوت کا نقشہ کھینچ گیا اور تمام سامعین نے ایک خاص کیفیت محسوس کی۔ (تاریخ طبری و اسد الغابہ : 208/1)

## شام میں توطن:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ملک شام کی سرسبز وشاداب زمین پسند آ گئی تھی، انھوں نے خلیفہ دوم سے درخواست کی کہ ان کو اوران کے اسلامی بھائی حضرت ابورديحہ رضی اللہ عنہ کو یہاں مستقل سکونت کی اجازت دی جائے، یہ درخواست منظور ہوئی تو ان دونوں نے قصبہ خولان میں مستقل اقامت اختیار کرلی اور حضرت ابوالدرداء انصاری رضی اللہ عنہ کے خاندان سے جو پہلے ہی یہاں آ کر آباد ہوگیا تھا، رشتہ ومناکحت کی سلسلہ جنبانی فرماتے ہوئے کہا، ہم دونوں کافر تھے، خدا نے ہماری ہدایت کی، ہم غلام تھے، اس نے آزاد کرایا، ہم محتاج تھے، اس نے مالدار بنایا، اب ہم تمھارے خاندان سے پیوستہ ہونے کی آرزو رکھتے ہیں، اگر تم رشتہ ازدواج سے یہ آرزو پوری کروگے تو خدا کا شکر ہے، ورنہ کوئی شکایت نہیں، اسلام نے کالے، گورے حبشی اور عربی کی تفریق مٹادی تھی، انصار رضی اللہ عنہم نے نہایت خوشی کے ساتھ ان کے اس پیام کو لبیک کہا اور اپنی لڑکیوں سے شادی کردی۔ (اسد الغابہ :208/1)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک عرصہ تک شام میں متوطن رہنے کے بعد ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں: بلال رضی اللہ عنہ! خشک زندگی کب تک؟ کیا تمھارے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ہماری زیارت کرو؟ اس خواب نے گزشتہ زندگی کے پرلطف افسانے یاد دلائے، عشق ومحبت کے مرجھائے ہوئے زخم پھر ہرے ہوگئے، اسی وقت مدینہ کی راہ لی اور روضہ اقدس پر حاضر ہوکر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے، آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا، اور مضطربانہ جوش ومحبت کے ساتھ جگر گوشگانِ رسول یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو چمٹا چمٹا کر پیار کررہے تھے، ان دونوں نے خواہش ظاہر کی کہ آج صبح کے وقت اذان دیجیے گو ارادہ کرچکے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ اذان نہ دیں گے؛ تاہم ان کی فرمائش ٹال نہ سکے، صبح کے وقت مسجد کی چھت پر کھڑے ہوکر نعرۂ تکبیر بلند کیا تو تمام مدینہ گونج اٹھا، اس کے بعد نعرۂ توحید نے اس کو اور بھی پرعظمت بنادیا؛ لیکن جب ”اشھد ان محمد رسول اللّٰہ“ کا نعرہ بلند کیا تو عورتیں تک بیقرار ہوکر پردوں سے نکل پڑیں اور تمام عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار آنسوؤں سے تر ہوگئے، بیان کیا جاتا ہے کہ مدینہ میں ایسا پراثر منظر کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ (ایضاً)

## وفات:

20ھ میں اس مخلص باوفا نے اپنے محبوب آقا کی دائمی رفاقت کے لیے دنیائے فانی کو خیر باد کہا، کم وبیش ساٹھ برس کی عمر پائی، دمشق میں باب الصغیر کے قریب مدفون ہوئے۔ (اسدالغابہ : 209/1)

## اخلاق:

محاسنِ اخلاق نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پایہ فضل وکمال کو نہایت بلند کردیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدنا واعتق سیدنا یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں، اورانھوں نے سردار بلال رضی اللہ عنہ کوآزاد کیا ہے۔

(مستدرك حاكم : 284/3)

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری ان کا مخصوص مقصدِ حیات تھا، ہر وقت بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں باہر تشریف لے جاتے تو خادم جان نثار کی طرح ہمراہ ہوتے، عیدین واستسقاء کے مواقع پر بلّم لے کر آگے آگے چلتے۔ (طبقات ابن سعد قسم اول جزء ثالث میں 168) وعظ وپند کی مجلسوں میں ساتھ جاتے، افلاس وناداری کے باوجود ان کو جو کچھ میسر آجاتا اس کا ایک حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کے لیے پس انداز کرتے، ایک دفعہ برنی کھجوریں (جو نہایت خوش ذائقہ ہوتی ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، آپ نے تعجب سے پوچھا، بلال رضی اللہ عنہ یہ کہاں سے؟ عرض کیا میرے پاس جو کھجوریں تھیں وہ نہایت خراب قسم کی تھیں، چونکہ مجھے حضور کی خدمت میں پیش کرنا تھا اس لیے میں نے دوصاع دے کر یہ ایک صاع اچھی کھجوریں حاصل کیں، ارشاد ہوا، اُف! اُف ایسا نہ کرو، یہ تو عین ربا ہے، اگر تمھیں خریدنا تھا تو پہلے اپنی کھجوروں کوفروخت کرتے پھر اس کی قیمت سے اس کو خرید لیتے۔ (بخاری: 311/1)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ مکہ کی زندگی میں جن عبرتناک مظالم ومصائب کے متحمل ہوئے، اس سے ان کی غیر معمولی استقامت واستقلال کا اندازہ ہوا ہوگا، تواضع وخاکساری ان کی فطرت میں داخل تھی، لوگ ان کے فضائل ومحاسن کا تذکرہ کرتے تو فرماتے، میں صرف ایک حبشی ہوں جوکل تک معمولی غلام تھا۔ (طبقات ابن سعد قسم اول جزء ثالث: 169) صداقت، بےلوثی اور دیانت داری نے ان کو نہایت معتمد علیہ بنادیا تھا، ان کے ایک بھائی نے جو بزعم خود اپنے آپ کو عرب سمجھتے تھے، ایک عربی خاتون کے پاس نکاح کا پیام بھیجا، اس کے خاندان والوں نے جواب دیا کہ اگر بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آکر تصدیق کریں گے تو ہم کو بخوشی منظور ہے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا، صاحبو! میں بلال بن رباح رضی اللہ عنہ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، میں جانتا ہوں کہ اخلاق ومذہب کے لحاظ سے یہ بُرا آدمی ہے، اگر تم چاہو تو اس سے بیاہ دو ورنہ انکار کرو، انھوں نے کہا: بلال رضی اللہ عنہ! تم جس کے بھائی ہوگے اس سے تعلق پیدا کرنا ہمارے لیے عار نہیں۔

(مستدرك حاكم :283/3)

## مذہبی زندگی:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن خاص تھے، اس بنا پر اس کو ہمیشہ خانۂ خدا میں حاضر رہنا پڑتا تھا، معاملات دنیاوی سے سروکار نہ ہونے کے باعث عبادت وشب زندہ داری ان کا خاص مشغلہ تھا، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم کوکس عملِ خیر پر سب سے زیادہ ثواب کی امید ہے،عرض کیا میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا ہے،البتہ ہر طہارت کے بعد نماز ادا کی ہے۔(بخاری : 24/1/2) نماز میں سب سے پہلے آمین کہتے تھے،لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے سبقت نہ کیا کرو۔(اصابة تذکرہ بلال رضی اللہ عنہ بحوالہ بخاری)

ایمان کوتمام اعمال حسنہ کی بنیاد سمجھتے تھے،ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ سب سے بہتر عمل کیا ہے؟ بولے خدا اوراس کے رسول پر ایمان لاؤ، پھر جہاد، پھر حج مبرور۔(بخاری : 1142/2)

## حلیہ:

حلیہ یہ تھا، قدنہایت طویل،جسم لاغر، رنگ نہایت گندم گوں؛ بلکہ مائل بہ سیاہی،سر کے بال گھنے،خمدار اوراکثر سفید تھے۔(طبقات ابن سعد قسم اول جزء ثالث ، :170)

## ازواج:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے متعدد شادیاں کیں، ان کی بعض بیویاں عرب کے نہایت شریف ومعزز گھرانوں سے تعلق رکھتی تھیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کرادیا تھا، بنی زہرہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے خاندان میں بھی رشتہ مصاہرت قائم ہوا تھا،لیکن کسی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔(طبقات ابن سعد قسم اول جزء ثالث :169)

[149]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ لِبِلَالٍ أَيْنَ صَلَّى فِي الْبَيْتِ؟ فَقَالَ ((بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ)) وَنَسِيتُ أَنْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر کس جگہ نماز پڑھی ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگلے دو ستونوں کے درمیان اور میں ان سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ کتنی (نماز)

(149) صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب الابواب والغلق للكعبة والمساجد، حديث : 468۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره، حديث : 1329۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب الصلاة فی الكعبة، حديث : 2023۔ سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب دخول الكعبة، حديث : 2908۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب دخول الكعبة، حديث : 3063۔ مسند احمد : 15/6۔ سنن الدارمی : 1873۔ صحيح ابن خزيمه : 3010۔ مؤطا امام مالك، ص : 266۔ مصنف عبدالرزاق : 9064۔ صحيح ابن حبان : 3204۔

أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى؟ پڑھی تھی؟

فائدہ: ...... بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنا درست ہے، اس صورت میں جس طرف مرضی چہرہ کر کے نماز پڑھ لی جائے۔ حطیم بھی بیت اللہ کا حصہ ہے، جس نے وہاں نماز پڑھی گویا اس نے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ نے راقم ناچیز کو جون 2013ء کو پہلی بار اپنے مقدس گھر ''بیت اللہ'' کی زیارت کا موقع دیا، اس دوران کئی دفعہ حطیم میں نماز پڑھنے کا موقع دیا، ان شاء اللہ کسی وقت بیت اللہ کا دروازہ بھی کھول کر اندر داخل ہو کر نماز پڑھنے کا موقع ملے گا۔

[150]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا أَبَانُ بْنُ تَغْلِبَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ بِلَالٍ قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ))

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر اور عمامہ پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: ...... اس سے ثابت ہوا کہ موزوں اور پگڑی پر مسح کرنا درست ہے۔ پگڑی پر مسح کرنا سنت ہے چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

دلیل نمبر [1]: ...... عن عمرو بن أميه قال: رأيت النبي ﷺ يمسح على عمامته و خفيه. سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ نے اپنی پگڑی اور دونوں موزوں پر مسح فرمایا۔ (صحيح بخاری، ح: 205)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (323۔ 311ھ) اس حدیث پر یوں تبویب کرتے ہیں: باب الرخصة فى المسح على العمامة. پگڑی پر مسح کرنے کی رخصت کا بیان۔ (صحيح ابن خزيمه: 91/1، ح: 181)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (م 345ھ) فرماتے ہیں: "ذكر الاباحة للمرء أن يمسح على عمامته كما كان يمسح على خفيه سواء دون الناصية" اس بات کا بیان کہ آدمی کے لیے صرف اپنی پگڑی پر مسح کرنا بھی جائز ہے، اگرچہ پیشانی پر مسح نہ بھی کرے، جیسا کہ موزوں پر مسح جائز ہے۔ (صحيح ابن حبان: 174/3، ح 1343)

(150) سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب المسح على العمامة، حديث: 106۔ مسند احمد: 15/6۔ مسند الطيالسى: 1116۔ مسند البزار: 1368۔ مصنف عبدالرزاق: 735۔ المعجم الكبير للطبرانى: 1087۔ من طريق الحكم عن عبدالرحمن بن ابى ليلى عن بلال رضی اللہ عنہ۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، حديث: 275۔ سنن الترمذى، حديث: 101۔ سنن النسائى، حديث: 105۔ سنن ابن ماجه، حديث: 561۔ من طريق الحكم عن عبد الرحمن بن أبى ليلى عن كعب بن عجرة عن بلال رضی اللہ عنہ.

امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی رحمہ اللہ (181۔255ھ) نے یوں باب بندی کی ہے: "بـاب المسح عـلى العمامة" پگڑی پر مسح کا بیان۔ نیز ان سے پوچھا گیا کہ آپ اس حدیث پر عمل کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: جی ہاں! اللہ کی قسم۔ (مسند الدارمی : 554/1، ح : 7370)

دلیل نمبر[2]:......عن بلال : أن رسول اللّٰه ﷺ مسح على الخفين و الخمار . سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے موزوں اور پگڑی پر مسح فرمایا۔ (صحیح مسلم ، ح 275)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اس حدیث (صحیح مسلم 275) سے بھی صرف پگڑی پر مسح کرنا ثابت کیا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ : 91/1، ح : 180)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "باب ماجاء فی المسح علی العمامة" ان روایات کا بیان جو پگڑی پر مسح کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ (جامع ترمذی ، ح : 101)

دلیل نمبر[3]:......عن ثوبان قال: بعث رسول اللّٰه ﷺ سرية ، فأصابهم البرد ، فلما قدموا على رسول اللّٰه ﷺ أمرهم أن يمسحوا على العصائب و التساخين . سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، ان کو سردی لگی، جب وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان کو پگڑیوں اور موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔ (مسند الامام احمد : 277/5، سنن أبی داود : 146، وسنده صحيح) اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (169/1) نے ''صحیح'' کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ نیز جناب تقی عثمانی دیوبندی صاحب نے بھی اس کی سند کے صحیح ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ (درس ترمذی از تقی عثمانی : 337/1)

دلیل نمبر[4]:......عن المغيرة بن شعبة، عن أبيه قال : توضأالنبی ﷺ ، ومسح على الخفين ، والعمامة . سیدنا مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے وضو فرمایا اور اپنے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔ (مسندالامام احمد: 248/4، جامع الترمذی : 100)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1514) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (1347) نے صحیح کہا ہے۔ نیز جناب تقی عثمانی صاحب نے اس کی سند کے صحیح ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ (درس ترمذی از تقی : 337/1)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا مغیرہ بن شعبہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ بہت سے اہل علم صحابہ کرام کا یہ قول ہے۔ ان میں سے سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ امام اوزاعی ، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ پگڑی پر مسح کیا جاسکتا ہے۔ (جامع الترمذی :

تحت حدیث : 100) سلف کے چند آثار بھی ملاحظہ فرمائیں : عاصم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں : میں نے دیکھا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنی پگڑی پر اور موزوں پر مسح کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ : 182/1، مصنف عبدالرزاق : 189/1، وسندہ صحیح) ابو غالب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوامامہ کو پگڑی پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ : 21/1، الاوسط لا بن المنذر : 468/1، وسندہ صحیح)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے جارود بن معاذ کو سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ میں نے وکیع بن جراح رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: پگڑی پر مسح کو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جائز قرار دیتی ہے۔ (جامع الترمذی ، تحت حدیث : 110، وسندہ صحیح)

## مُسْنَدُ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ رضی اللہ عنہ

## حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدنا خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کے حالات : خباب نام، ابوعبداللہ کنیت، نسب نامہ یہ ہے، خباب بن ارت بن جندلہ ابن سعد بن حزیمہ بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم، زمانہ جاہلیت میں غلام بنا کر مکہ میں فروخت کیے گئے۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے زمانہ میں اسلام کا اظہار مکہ میں اتنا بڑا جرم تھا کہ اس جرم کے بدلے مال، دولت، عزت و ناموس سب کچھ کھونا پڑتا تھا لیکن حضرت خباب بن ارت نے اس کی پروانہیں کی اور بہادری سے اسلام کا اظہار کیا۔ یہ غلام تھے اور کوئی آدمی ان کی مدد کرنے والا نہیں تھا، اس لیے کفار نے ان کو مشقِ ستم بنایا اور ان کو بڑی دردناک سزائیں دیتے اور ان کو ننگی پیٹھ کر کے دہکتے انگاروں پہ لٹا دیتے اور اوپر ایک بھاری پتھر رکھ دیتے۔ اوپر سے ایک آدمی مسلتا رہتا اور اس وقت تک کباب ہوتے جب زخموں کی رطوبت خود آگ کو ٹھنڈا نہیں کر دیتی تھی۔ ان سب سختیوں کے باوجود زبان کلمہ حق سے نہ پھرتی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کسمپرسی میں تالیف قلب فرماتے تھے۔ لیکن ان کا آقا اتنا سنگ دل تھا کہ اتنا سا سہارا بھی برداشت نہیں کر سکا اور اس کی سزا میں لوہے کو آگ میں تپا کر ان کے سر کو داغا گیا۔ حضرت خباب بن ارت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے اس عذاب سے نجات دلائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور حضرت خباب بن ارت کو اپنے سنگ دل آقا سے نجات مل گئی۔ حضرت خباب بن ارت نے مُدتوں بعد اپنی پیٹھ کھول کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دکھائی تو تپائے ہوئے سونے کی طرح سنگ دل قریش کے ظلم وستم کا سکہ آپ کی پیٹھ پر چمک رہا تھا۔ (سیرت صحابہ جلد 4)

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کا شمار سابقین اولین میں ہوتا ہے۔ آپ مشرک اور اسلام دشمن عورت اُم انمار بنت

سباع الخزعیہ کے غلام تھے۔ جب اسے پتہ چلا کہ شمع ایمان آپ کے سینے میں روشن ہوچکی ہے اور وہ چوری چھپے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے رہتے ہیں تو اس نے اس نور کو بجھانے کے لیے ظلم و بربریت کی حد کر دی۔ وہ آپ کے سر کو لوہا تپا کر داغتی لیکن اسے کیا خبر تھی کہ جو ایک دفعہ محبوب کی زلفوں کا اسیر ہو جائے وہ ایسی سزاؤں کو خاطر میں نہیں لاتا۔ کسی نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی حالتِ زار کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ان کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: اللھم! انصر خباباً۔ (حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 1: 482) ''اے اللہ! خباب کی مدد فرما!'' ہمہ وقت مستجاب الدعوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا فوری اثر یہ ہوا کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی مالکہ اُم انمار کو سر میں شدید درد کے دورے پڑنے شروع ہوگئے اور اس کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ شدت درد سے کتے کی طرح بھونکتی تھی۔ کسی نے اسے مشورہ دیا کہ اس میں کمی کے لیے سر کو داغنا کارگر ہوگا۔ اس مشورہ پر عمل کرنے کے لیے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو اس کام پر مامور کیا گیا اور وہ اس کو لوہے کی گرم سلاخ سے داغتے رہے۔ اس کشتۂ وفا کو دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہونے سے روکنے کے لیے طرح طرح کے حربے آزمائے جاتے رہے لیکن ان کے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہ آئی۔ انھیں شدت کی گرمی میں لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں پھینک دیا جاتا اور کبھی برہنہ بدن جھلستی ہوئی ریت پر چت لٹا دیا جاتا، جس سے ان کی کمر کا گوشت تمازتِ آفتاب سے جھلس کر رہ جاتا مگر ایمان کی قندیل جو حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے دل میں فروزاں تھی اس کی لَو ذرا مدھم نہ ہوئی۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ پیشہ کے اعتبار سے لوہار تھے۔ ایک دفعہ عاص بن وائل نامی مشرک نے ان سے لوہے کا کام عاریتاً کرایا لیکن جب انھوں نے طے شدہ رقم ادا کرنے کا مطالبہ کیا تو عاص بن وائل نے نہایت ڈھٹائی سے یہ کہہ کر کچھ رقم ادا کرنے سے انکار کر دیا کہ میں اس وقت تک واجب الادا رقم نہیں دوں گا جب تک تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے سے انکار نہیں کر دیتے۔ اگر تم منحرف ہوگئے تو تمھیں تمھارا واجب الادا قرض لوٹا دوں گا ورنہ نہیں۔ اس پر اس پیکرِ وفا نے یہ کہہ کر اس کافر کا منہ بند کر دیا: "إني لن أكفر بمحمدٍ ﷺ حتى تموت ثم تبعث" میں ہرگز ہرگز حبیبِ خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کروں گا حتی کہ تو مر کر دوبارہ زندہ کیا جائے۔ (بخاری، الصحیح، 4: 1761، کتاب التفسیر، رقم: 24455، مسلم، الصحیح، 4: 2153، کتاب صفات المنافقین و احکامھم، رقم: 32795) اس پر وہ لعین بولا کہ جب میں دوبارہ اپنے مال و اولاد کے ساتھ زندہ ہو کر آؤں گا تو تجھے تیرا ادھار ادا کر دوں گا۔ اس کی کفر آمیز گفتگو کی مذمت میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات نازل ہوئیں:

﴿اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوۡتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ؕ اَطَّلَعَ الۡغَیۡبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَہۡدًا ۙ کَلَّا ؕ سَنَکۡتُبُ مَا یَقُوۡلُ وَ نَمُدُّ لَہٗ مِنَ الۡعَذَابِ مَدًّا ۙ وَّ نَرِثُہٗ مَا یَقُوۡلُ وَ

يَأۡتِيۡنَا فَرۡدًا﴾ (مريم : 77 تا 80)

''کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اور کہنے لگا کہ مجھے (قیامت کے روز بھی اسی طرح) مال و اولاد ضرور دیے جائیں گے۔ وہ غیب پر مطلع ہے یا اُس نے (خدائے) رحمٰن سے (کوئی) عہد لے رکھا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں! اب ہم وہ سب کچھ لکھتے رہیں گے جو وہ کہتا ہے اور اس کے لیے عذاب (پرعذاب) خوب بڑھاتے چلے جائیں گے۔ اور (مرنے کے بعد) جو یہ کہہ رہا ہے اس کے ہم ہی وارث ہوں گے اور وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا (اس کے مال و اولاد ساتھ نہ ہوں گے)''

ائمہ حدیث اور مفسرین نے ان آیات قرآنیہ کے شانِ نزول میں محولہ بالا واقعہ درج کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی اس وفاداری بشرطِ اُستواری کے باعث ان سے بہ دل و جاں محبت کرتے تھے۔ ایک دفعہ انھوں نے آپ کو اپنی مسند پر بٹھانے کا اعزاز بخشا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کفار کے ہاتھوں پہنچنے والی اذیت کی تفصیل دریافت کی تو انھوں نے اپنی کمر سے قمیص ہٹا کر امیر المؤمنین کو وہ داغ اور نشانات دکھائے جو اس ظلم وتشدد کا نتیجہ تھے۔ خلیفۃ المسلمین نے ان کی کمر دیکھ کر فرمایا: "ما رأيت كاليوم ظهر رجل" ''میں نے تو آج تک کسی کی ایسی کمر نہیں دیکھی۔'' اس کے جواب میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے یہ تفصیل آپ رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کی: "لقد أوقدت ناراً و سحبت عليها ، فما أطفأها إلا ودك ظهري" مجھے آگ کے انگاروں پر ڈال کر گھسیٹا جاتا تھا حتی کہ میری کمر کی چربی (اور خون) سے وہ آگ بجھتی تھی۔ (ابن سعد ، الطبقات الكبرىٰ ، 3 : 164 ، 2165 ، ابو نعيم ، حلية الاولياء ، 1 : 3144)

یہ حسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کشش اور دلآویزی تھی کہ جو ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفِ گرہ گیر کا اسیر ہو جاتا پھر خواہ اس کا جسم پرزے پرزے کیوں نہ کر دیا جاتا تو اسے کوئی پروا نہ ہوتی، عشق کا نشہ ایسا نہیں تھا کہ جسے کوئی ترشی اتار سکتی۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے 37ھ میں وفات پائی اور کوفہ میں دفن ہوئے۔ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان کی قبر سے گزر ہوا تو انھوں نے اس عاشقِ زار کی شان میں ارشاد فرمایا: "رحم الله خباباً ، أسلم راغباً ، و هاجر طائعاً ، و عاش مجاهداً ، و ابتلى فى جسمه" اللہ تعالیٰ حضرت خباب پر رحم فرمائے، اپنی خوشی سے اسلام لائے اور خوشی سے ہجرت کی اور جہاد میں زندگی گزار دی اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے پر کفار و مشرکین کی طرف سے) جسمانی اذیتیں برداشت کیں۔ (هيثمى ، مجمع الزوائد ، 9 : 299 ، ابن حجر عسقلانى ، الاصابه ، 2 : 258 ، رقم : 32212)

[151]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ قَالَ: دَخَلَ نَاسٌ عَلَى خَبَّابٍ يَعُودُونَهُ، فَقَالُوا: أَبْشِرْ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ تَرِدُ عَلَى مُحَمَّدٍ الْحَوْضَ، فَقَالَ: فَكَيْفَ بِهَذَا وَهَذَا؟ وَأَشَارَ إِلَى بُنْيَانِهِ وَإِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ وَجَانِبَيْهِ وَقَالَ: وَكَيْفَ بِهَذَا؟ وَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِي أَحَدَكُمْ مِنَ الدُّنْيَا مِثْلُ زَادِ الرَّاكِبِ))

یحیٰی بن جعدہ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی تیمار داری کے لیے ان کے پاس گئے،تو انھوں نے کہا: اے ابوعبداللہ! تجھے بشارت ہو! آپ محمد ﷺ کے پاس اور حوض پر وارد ہوں گے۔ انھوں نے کہا: اس کا کیا ہوگا اور اس کا کیا ہوگا؟ اور انھوں نے ہاتھ سے ان کے مکان اور گھر کی چھت اور اس کی اطراف کی طرف اشارہ کیا اور کہا: اس چیز کا کیا ہوگا؟ جبکہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: تم میں سے ہر ایک کو دنیا سے اتنا ہی کافی ہے جتنا کہ مسافر کا سامانِ سفر ہوتا ہے۔

فائدہ: ...... انسان کا دنیا کے لالچ میں پڑنا درست نہیں ہے۔ انسان کو بس مسافر کی طرح زندگی گزارنی چاہیے، جتنا سامان مسافر کے پاس ہوتا ہے، اتنا سامان ہر آدمی کو کافی خیال کرنا چاہیے۔ موجودہ دور کا سب سے بڑا فتنہ حرص اور خودغرضی ہے۔ یہ دونوں چیزیں پیسے کی محتاج ہیں اور پیسہ یہودیوں کے کنڑول میں ہے۔ اس کے خاتمے کا حل یہ ہے کہ انسانوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کی جائے، اور فکر آخرت پیدا کی جائے، قناعت اور ایثار کا مادہ پیدا کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((تُحِبُّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لِلنَّاسِ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ)) ''لوگوں کے لیے وہی پسند کر جو تو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے۔ جو تو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے، وہ لوگوں کے لیے بھی ناپسند کر''۔ جب لوگوں میں قناعت آئے گی تو پیسے سے دور ہوں گے، تھوڑے پر گزارا کریں گے، جس کے نتیجے میں آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور آئی ایس بی جن کے پاس پوری دنیا کے پیسے کا کنڑول ہے، ان سے بغاوت کر دیں گے، اور ان کی پالیسیوں سے بچ سکیں گے۔

[152]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے گرم ریت کا رسول

(151) صحیح، مسند ابی یعلٰی : 7214۔ معجم الکبیر للطبرانی : 3695۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم : 360/1۔ مصنف ابن ابی شیبۃ : 219/13۔ شعب الایمان للبیھقی : 10401۔

(152) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب تقدیم الظھر فی اول الوقت، حدیث : 619۔ سنن النسائی، کتاب المواقیت، باب اول وقت الظھر، حدیث : 498۔ مسنداحمد : 110، 108/5۔ مصنف عبدالرزاق : 2055۔ معجم الکبیر للطبرانی : 3698۔ شرح معانی الآثار للطحاوی : 185/1۔ مسندالطیالسی : 1052۔ سنن الکبرٰی للبیھقی : 438/1، 439۔

عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: ((شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا))

اللہ ﷺ سے شکوہ کیا، تو آپ ﷺ نے ہماری شکایت دور نہ کی۔

[**153**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا وَكِيعٌ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ ((شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الرَّمْضَاءَ فَلَمْ يُشْكِنَا))

حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے گرم ریت کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے شکایت دور نہ کی۔

**فائدہ**: ......دیگر احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گرمی میں نماز ظہر کو کچھ ٹھنڈا کر کے پڑھنا چاہیے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ (الدیباج : 6/53) اور ابراد والی حدیث ناسخ ہے۔

[**154**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: ثنا قَيْسٌ قَالَ: عُدْنَا خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى فِي بَطْنِهِ سَبْعًا فَقَالَ ((لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ))، ثُمَّ قَالَ: ((فَإِنَّهُ قَدْ مَضَى قَبْلَنَا أَقْوَامٌ لَمْ يَنَالُوا مِنَ الدُّنْيَا شَيْئًا، وَإِنَّا قَدْ بَقِينَا بَعْدَهُمْ حَتَّى نِلْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا لَا يَدْرِي أَحَدُنَا فِي أَيِّ شَيْءٍ يَضَعُهُ إِلَّا فِي التُّرَابِ، وَإِنَّ الْمُسْلِمَ يُؤْجَرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ

قیس نے کہا: ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کی، انھوں نے پیٹ میں سات داغ لگوائے ہوئے تھے، تو انھوں نے فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ نے موت کی دعا سے منع نہ کیا ہوتا تو میں مرنے کی دعا کرتا۔ پھر انھوں نے فرمایا: کچھ لوگ ہم سے پہلے چل بسے ہیں انھوں نے دنیا سے کچھ نہ لیا، اور ہم ان کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ ہم نے دنیا سے بہت کچھ پایا۔ ہم نہیں جانتے کہ اس کو کہاں استعمال کریں ماسوا اس کے کہ مٹی میں ڈالیں (مکانات تعمیر کریں) اور مسلمان کو ہر قسم کے خرچ کرنے پر اجر ملتا ہے، مگر نہیں ملتا

---

(153) صحيح، سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، حديث : 675- معجم الكبير للطبراني : 3676- شرح معاني الآثار للطحاوي : 185/1- مسندالبزار : 2136- بهذا الاسناد- صحيح مسلم : 620 من طريق آخر .

(154) صحيح البخاري، كتاب المرضى، باب تمني المريض الموت، حديث : 5672- صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب كراهة تمني الموت لضر نزل به، حديث : 2681- سنن النسائي، كتاب الجنائز، باب الدعاء بالموت، حديث : 1824- الادب المفرد للبخاري : 687، 454- مسنداحمد : 109/5- مصنف ابن ابي شيبة : 437/10- صحيح ابن حبان : 2999- سنن الكبرىٰ للبيهقي : 377/3- من طريق قيس عن خباب رضي الله عنه- سنن الترمذي، حديث : 2483- سنن ابن ماجه، حديث : 4163 من طريق آخر .

یُنْفِقُهُ، إِلَّا فِيمَا أَنْفَقَ فِي التُّرَابِ)) تو اس پر جو وہ مٹی میں خرچ کر دے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ موت کی تمنا کرنا منع ہے۔صرف اتنی اجازت ہے کہ اگر انسان زندگی کی آزمائشوں میں مبتلا ہو تو اس طرح دعا کر سکتا ہے: "اَللّٰهُمَّ أحيِنِيْ كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّي ، وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي" اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب وفات میرے لیے بہتر ہو تو مجھے فوت کر دے۔'' اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مکان تعمیر کرنے میں زیادہ پیسہ صرف کرنا فضول کام ہے، بس مناسب گھر ہونا چاہیے۔ اولاد یا کسی اور پر خرچ کرنا باعث اجر ہے، ان پر انسان کو ہمیشہ خرچ کرتے رہنا چاہیے۔

[155]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ: أَتَيْنَا خَبَّابًا نَعُودُهُ فَقَالَ: إِنَّا هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نُرِيدُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ ((فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَأَنْ نَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنْ إِذْخَرٍ)) وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

ابو وائل کہتے ہیں: ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے آئے تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، ہم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ارادہ کرتے تھے، پس ہمارا اجر اللہ کے نزدیک ثابت ہوا۔ پھر ہم میں سے وہ ہے جو چل بسا اور اپنے اجر وثواب میں سے کچھ نہ کھایا، ان لوگوں میں سے ایک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ احد کی جنگ میں شہید ہوئے، انھوں نے ایک دھاری دار چادر چھوڑی، جب ہم ان کے پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا اور جب سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سر ڈھانپ دیں اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں۔ اور ہم میں سے وہ ہیں کہ اس کے پھل وثمرات اس کے لیے پکا کر تیار کر دیے گئے ہیں، تو وہ اس کے پھل چنتا ہے۔

(155) صحيح البخارى، كتاب المناقب، باب هجرة النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه الى المدينة، حديث : 3897۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فى كفن الميت، حديث : 940۔ سنن ابى داود، كتاب الوصايا، باب ما جاء فى الدليل على ان الكفن من جميع المال، حديث : 2876۔ سنن الترمذى، كتاب المناقب، باب مناقب مصعب بن عمير رضي الله عنه، حديث : 3853۔ سنن النسائى، كتاب الجنائز، باب القميص فى الكفن، حديث : 1904۔ مسند احمد : 109/5۔ مصنف ابن ابى شيبة : 260/3۔ مصنف عبدالرزاق : 6195۔ صحيح ابن حبان : 7019۔ المعجم الكبير للطبرانى : 3657۔ السنن الكبرٰى للبيهقى : 7/4۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مخلص ترین ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی خاص طور پر فضیلت ثابت ہوتی ہے، جو کہ شہزادے تھے مگر دین کی وجہ سے جب فوت ہوئے تو دنیاوی امور سے دور تھے۔ اس قدر غریب تھے کہ جب فوت ہوئے تو ان کے پاس اتنا بھی کپڑا نہیں تھا کہ مکمل جسم ڈھانپ دیا جاتا، سبحان اللہ، کس قدر فضیلت ہے اس شخص کی جو اپنا سب کچھ دین پر خرچ کر دیتا ہے، اللھم اجعلنا منھم۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کفن میت کے مال سے ہی ہونا چاہیے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ میت کے جسم کو مکمل ڈھانپ کر دفن کرنا چاہیے، خواہ کپڑے کے علاوہ کسی اور چیز ہی سے ڈھانپ دیا جائے۔

**[156]**...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: سَأَلْنَا خَبَّابًا هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ ((نَعَمْ)) فَقُلْنَا: بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذَلِكَ؟ قَالَ ((بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ))

ابو معمر بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نماز ظہر و عصر میں قراءت کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ ہم نے کہا: آپ کس طرح ان کی قراءت معلوم کرتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ کی داڑھی کی حرکت سے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مقتدی دورانِ نماز امام کی طرف دیکھ سکتا ہے، نیز ظہر و عصر میں قراءت کرنا ہوگی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں داڑھی کے حرکت کرنے سے نماز میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ داڑھی ہو گی تو حرکت کرے گی، افسوس کہ امت مسلمہ نے داڑھی کی توہین کی اور فیشن کے پیچھے پڑ کر ایک فرض کو چھوڑ دیا، داڑھی رکھنا فرض ہے، امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے، داڑھی تمام شریعتوں میں فرض تھی۔

**[157]**...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس

(156) صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب رفع البصر الى الامام فی الصلاة، حديث: 746۔ سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب القراءة فی الظهر، حديث: 801۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب القراءة فی الظهر والعصر، حديث: 826۔ سنن الكبرٰی للنسائی: 535۔ مسند احمد: 109/5۔ صحيح ابن خزيمه: 505۔ صحيح ابن حبان: 1826۔ السنن الكبرٰی للبيهقی: 37/2۔

(157) صحيح البخاری، كتاب مناقب الانصار، باب ما لقی النبی صلی الله عليه وسلم واصحابه من المشركين بمكة حديث: 3852۔ سنن ابی داود، كتاب الجهاد، باب فی الاسير يكره علی الكفر، حديث: 2649۔ سنن النسائی، كتاب الزينة، باب لبس البرد، حديث: 5322۔ سنن الكبرٰی للنسائی: 5862۔ مسند احمد: 109/5۔ مسند ابی يعلٰی: 7213۔ صحيح ابن حبان: 2897۔ المعجم الكبير للطبرانی: 2639۔ السنن الكبرٰی للبيهقی: 5/9۔

قَالَ: ثنا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَا: سَمِعْنَا قَيْسًا يَقُولُ: سَمِعْتُ خَبَّابًا يَقُولُ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً شَدِيدَةً فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لَنَا؟ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ فَقَالَ: ((إِنْ كَانَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ أَحَدُهُمْ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عَظْمِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيُوضَعُ الْمِنْشَارُ عَلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ)) زَادَ بَيَانٌ ((وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ))

آیا، آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں اپنی چادر کا تکیہ بنائے ہوئے تھے۔ ہمیں مشرکین کی طرف سے شدید تکلیف پہنچی تھی۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا نہیں کرتے؟ آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھے اور آپ کا چہرہ اقدس سرخ ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے وہ لوگ بھی تھے کہ ان میں سے ایک کے گوشت اور پٹھوں کو ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیوں سے چھیدا جاتا، اور اس پر بھی وہ اپنے دین سے نہیں پھرتا تھا اور اس کو سر کی مانگ پر آرہ رکھ کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا تو اس پر بھی وہ اپنے دین سے نہیں پھرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس امر (دین) کو مکمل کرے گا یہاں تک کہ ایک سوار تنہا مقام صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔ بیان رحمہ اللہ نے زائد بیان کیا کہ بکریوں پر بھیڑیے کا کچھ فکر نہیں ہوگا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں اسلام کی خاطر آنے والی تکالیف پر صبر کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ پہلی امتوں پر کیے گئے ظلم وستم بیان کیے گئے ہیں۔ کفار نے ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر ظلم کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور امت مسلمہ کو دین اسلام پر استقامت عطا فرمائے، آمین۔

[**158**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: عَادَتْ خَبَّابًا بَقَايَا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالُوا: أَبْشِرْ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ؛ تَرِدُ عَلَى إِخْوَانِكَ الْحَوْضَ، فَقَالَ: ((وَعَلَيْهَا رِجَالٌ إِنَّكُمْ ذَكَرْتُمْ لِي أَقْوَامًا، وَسَمَّيْتُمْ لِي

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے محمد ﷺ کے جو اصحاب زندہ باقی تھے وہ گئے، انھوں نے اُن کو کہا: اے ابو عبداللہ! آپ کو بشارت ہو، آپ اپنے بھائیوں کے پاس حوض پر وارد ہوں گے، تو انھوں نے کہا: اس حوض پر مرد بھی موجود ہیں، تم لوگوں نے میرے سامنے ان لوگوں کا ذکر کیا، اور میرے ان بھائیوں کا نام لیا ہے جو چلے گئے ہیں اور

(158) صحیح، المعجم الکبیر للطبرانی: 3616۔ حلیة الاولیاء: 146، 145/1۔ معرفة الصحابة لابی نعیم: 3253۔

إِخْوَانَا مَضَوْا لَمْ يَنَالُوا مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَإِنَّا بَقِينَا بَعْدَهُمْ حَتَّى نِلْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا نَخَافُ أَنْ يَكُونَ ثَوَابُنَا لِتِلْكَ الْأَعْمَالِ))

انھوں نے اپنے اجر سے کچھ بھی نہیں وصول کیا۔اور ہم لوگ ان کے بعد زندہ رہے یہاں تک کہ دنیا پائی ،جس سے ہمیں خطرہ ہے کہ ہمارے ان اعمال کا اجر وثواب یہی ہے۔

**فائدہ** :......سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کس قدر اللہ تعالی کی نعمتوں پر فکر مند ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو ہم نے نیک اعمال کیے ہیں، ان کا اجر وثواب دنیا میں ہی مل گیا ہو۔ حالانکہ اللہ تعالی مومنوں کو دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے،اب تو لوگوں کو دنیا کا غم لگا ہوا ہے،آخرت کی فکر ختم نظر آتی ہے،الامن رحم ربی۔

## مُسْنَدُ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْوُضُوءِ

## ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو سے متعلقہ مرویات

### تعارف راوی حدیث

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات : ولادت : حضرت ام رومان کا پہلا نکاح عبداللہ ازدی سے ہوا تھا۔ عبداللہ کے انتقال کے بعد وہ ابوبکر کے عقد میں آئیں ۔حضرت ابوبکر کے دو بچے تھے ۔عبدالرحمٰن اور عائشہ ۔حضرت عائشہ کی تاریخ ولادت سے تاریخ وسیر کی تمام کتابیں خاموش ہیں ۔ان کی ولادت کی صحیح تاریخ نبوت کے پانچویں سال کا آخری حصہ ہے۔

**نام:**

نام عائشہ تھا ۔ان کا لقب صدیقہ تھا ۔ام المومنین ان کا خطاب تھا ۔ نبی مکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنت الصدیق سے بھی خطاب فرمایا ہے ۔اور کبھی کبھار حمیرا سے بھی پکارتے تھے۔

**کنیت:**

عرب میں کنیت شرافت کا نشان ہے ۔ چونکہ حضرت عائشہ کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی ۔اس لیے کوئی کنیت بھی نہ تھی۔ ایک دفعہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حسرت کے ساتھ عرض کیا کہ اور عورتوں نے تو اپنی سابق اولادوں کے نام پر کنیت رکھ لی ہے، میں اپنی کنیت کس کے نام پر رکھوں؟ فرمایا: اپنے بھانجے عبداللہ کے نام پر رکھ لو۔ چنانچہ اسی دن سے ام عبداللہ کنیت قرار پائی۔

**نکاح:**

ہجرت سے 3 برس پہلے سید المرسلین سے شادی ہوئی۔ 9 برس کی عمر میں رخصتی ہوئی ۔سیدہ عائشہ کے علاوہ کسی کنواری خاتون سے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی نہیں کی ۔ابھی ان کا بچپن ہی تھا کہ جبریل علیہ السلام نے ریشم کے کپڑے میں

لپیٹ کر ان کی تصویر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلائی اور بتایا کہ یہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا وآخرت میں رفیقۂ حیات ہے۔ سیدہ عائشہ کا مہر بہت زیادہ نہ تھا صرف 500 درہم تھا۔

## فضائل وکمالات:

حضرت عمرو بن عاص نے ایک دفعہ رسول اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ۔ عرض کی مردوں میں کون ہے؟ فرمایا: اس کا باپ۔ ایک دفعہ حضرت عمر نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ ام المومنین کو سمجھاتے ہوئے کہا: بیٹی! عائشہ کی ریس نہ کیا کرو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس کی قدر ومنزلت بہت زیادہ ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں بہت کامل گزرے لیکن عورتوں میں سے مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی اور عائشہ کو عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر۔ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ سیدہ عائشہ پوری امت کی عورتوں سے زیادہ عالمہ، فاضلہ، فقیہہ تھیں۔ عروہ بن زبیر کا قول ہے: میں نے حرام وحلال، علم وشاعری اور طب میں ام المومنین عائشہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں فخر نہیں کرتی بلکہ بطور واقعہ کے کہتی ہوں کہ اللہ نے دنیا میں 9 باتیں ایسی صرف مجھ کو عطا کی ہیں جو میرے سوا کسی کو نہیں ملیں۔ (1) خواب میں فرشتے نے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری صورت پیش کی۔ (2) جب میں سات برس کی تھی تو آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا۔ (3) جب میرا سن 9 برس کا ہوا تو رخصتی ہوئی۔ (4) میرے سوا کوئی کنواری بیوی آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ تھی۔ (5) آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے بستر پر ہوتے تب بھی وحی آتی تھی۔ (6) میں آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین بیوی تھی۔ (7) میری شان میں قرآن کی آیتیں اتریں۔ (8) میں نے جبریل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (9) آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گود میں سر رکھے ہوئے وفات پائی۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور احادیث نبوی:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو علمی صداقت اور احادیث روایت کرنے کے حوالے سے دیانت وامانت میں امتیاز حاصل تھا۔ سیدہ عائشہ کا حافظہ بہت قوی تھا۔ جس کی وجہ سے وہ حدیث نبوی کے حوالے سے صحابہ کرام کے لیے بڑا اہم مرجع بن چکی تھیں۔ حضرت عائشہ حدیث حفظ کرنے اور فتویٰ دینے کے اعتبار سے صحابہ کرام سے بڑھ کر تھیں۔ سیدہ عائشہ نے دو ہزار دو سو دس (2210) احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ دور نبوی کی کوئی خاتون ایسی نہیں جس نے سیدہ عائشہ سے زیادہ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ہو۔ صدیقہ کائنات سے ایک سو چوہتر (174) احادیث ایسی مروی ہیں جو بخاری ومسلم میں ہیں۔

## حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علم وزُہد کی چند مثالیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائے جانے کے بعد جب آیت براءت نازل ہوگئی جس واقعہ سے رسول اللہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تمام اہل خانہ کو شدید صدمہ پہنچا تھا، اس وقت جب سارے لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول براءت کی بشارت دی تو حضرت عائشہ کے والدین نے ان سے فرمایا: بیٹی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کو بوسہ دو اور آپ کا شکریہ ادا کرو، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: میں صرف اپنے رب کی شکرگزار بنوں گی جس نے میری براءت نازل فرمائی، اس کے علاوہ کسی کی شکرگزاری نہیں بنوں گی، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عرفت الحق لاهله" انھوں نے حق کو صاحب حق کے لیے پہچان لیا، اس ربانی خاتون کے پاس کون سا علم تھا؟ اور اس خاتون سے زیادہ کس کا علم وفضل گہرا ہوسکتا تھا کہ جس کی براءت آسمان سے نازل ہورہی ہے اور اسے اس کی بشارت دی جارہی ہے، خوش خبری سنانا امر حسن ہے، اور ان سے کہا جارہا ہے کہ اس کے قدم چومے اور اس کی ممنون ہو جس نے خوش خبری سنائی ہے تو وہ سمجھتی ہیں اس میں سارا فضل واحسان صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں، اور وہ کہتی ہیں: میں صرف اللہ کی شکرگزار بنوں گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ان کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عرفت الحق لاهله۔ انھوں نے حق صاحب حق کے لیے پہچان لیا اور اسی کو علم حقیقی کہتے ہیں، نہ کہ آج کل کا سطحی علم جو ڈگریوں اور ملازمتوں کے لیے حاصل کیے جاتے ہیں تاکہ ان خواتین پاکیزہ پر برتری کا اظہار کیا جائے جو خانہ نشین ہیں۔

## زہد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی وفات کے بعد ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ اسی ہزار درہم بطور ہدیہ بھیجے، وہ اس دن روزے سے تھیں، چنانچہ انھوں نے اسے لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کردیا، شام ہونے تک ایک درہم بھی باقی نہیں رہ گیا تھا، افطار کے وقت باندی سے فرمایا: میرے افطار کا انتظام کرو، چنانچہ ایک روٹی اور تھوڑا تیل لے کر حاضر ہوئی اور کہنے لگی: آپ نے آج جو کچھ تقسیم کیا ہے اس میں سے ایک درہم کا گوشت خرید لیتیں تو اس سے افطار کرلیتیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ناراض نہ ہو، اگر تو مجھے یاد دلاتی تو شاید میں ایسا کر لیتی۔

## کرم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں، فرماتے ہیں، میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو ستر ہزار درہم تقسیم کرتے دیکھا ہے جبکہ وہ خود پیوند لگا کپڑا استعمال کرتی تھیں اور نیا نہیں پہنتی تھیں۔

## خشیت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

اسی طرح قاسم بن محمد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں، فرماتے ہیں کہ میں روزانہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں سلام

کرنے جاتا تھا، ایک دن جب پہنچا تو دیکھا کہ وہ نماز میں اس آیت کو بار بار پڑھ کر رو رہی ہیں: ﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ﴾ (الطور: 27) ''سو اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالیا۔''

چنانچہ میں وہاں کھڑے کھڑے تھک گیا اور اپنے کام سے بازار چلا گیا۔ جب دوبارہ واپس آیا تو دیکھا کہ اسی طرح نماز پڑھ رہی ہیں اور اس میں زار و قطار رو رہی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خاتون اسلام کا یہ علم اور زہد اور خوف و خشیت اور جود و کرم کے اعلیٰ نمونے ہیں، تو اے مسلمان بہن! آپ کیوں نہیں اپنی ماں کی اس میں نقل و تقلید کرتیں؟

(المرأۃ المسلمۃ تالیف: ابوبکر الجزائری، ترجمہ: سعید احمد قمر الزماں)

## وفات:

سن 58 ہجری کے ماہ رمضان میں حضرت عائشہ بیمار ہوئیں اور انھوں نے وصیت کی کہ انھیں امہات المومنین اور رسول اللہ محمد ﷺ کے اہل بیت کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ ماہ رمضان کی 17 تاریخ منگل کی رات ام المومنین عائشہ نے وفات پائی۔ وفات کے وقت ان کی عمر 66 برس تھی۔ 18 سال کی عمر میں بیوہ ہوئی تھیں۔ حضرت ابوہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

[159]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: ثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک بڑے پیالے میں جسے فرق کہا جاتا تھا اسی میں تھا، رسول اللہ ﷺ غسل کرتے اور آپ ﷺ اور میں ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔

فائدہ: ...... غسل کرنا ہو یا وضو یا کوئی اور کام تو پانی کو مکمل ذمہ داری سے استعمال کرنا چاہیے۔ اس کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اس حدیث کا یہ مقصود ہرگز نہیں ہے کہ ماپ کر تین صاع پانی لیا جائے، اور اس سے غسل کیا جائے، بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تھوڑے سے پانی سے غسل فرما لیا کرتے تھے، اور تین صاع تقریباً

(159) صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب غسل الرجل مع امراته، حدیث: 250۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابة، حدیث: 319۔ سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب مقدار الماء الذی یجزیء به الغسل، حدیث: 238۔ سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب ذکر القدر الذی یکتفی به الرجل من الماء للغسل، حدیث: 229۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب الرجل والمراة یغتسلان من اناء واحد، حدیث: 376۔ مسند احمد: 37/6۔ مؤطا امام مالك، ص: 55۔ مسندالشافعی: 38/1۔ مصنف ابن ابی شیبة: 35/1۔ مسند ابی یعلٰی: 4546۔ صحیح ابن حبان: 1201۔

ساڑھے سات کلو وزن بنتا ہے، فرق سولہ رطل کا پیمانہ ہے چونکہ ایک صاع 1/3-5 رطل کا ہوتا ہے اس لیے فرق میں تین صاع پانی آتا تھا اور ایک صاع تقریباً اڑھائی کلو کا ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک فرق ساڑھے سات کلو کا ہوا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ میاں بیوی اکٹھے غسل کر سکتے ہیں۔

[**160**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِـنْـتَ جَـحْـشٍ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ، فَسَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّمَا ذَلِكَ عِـرْقٌ وَلَيْسَـتْ بِـالْـحَيْضَةِ، وَأَمَرَهَا أَنْ تَـغْتَسِـلَ وَتُصَلِّي، فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَتَجْلِسُ فِي الْمِرْكَنِ فَيَعْلُوَ الدَّمُ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سات سال مرض استحاضہ میں مبتلا رہیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے۔ اور اس کو حکم دیا کہ وہ غسل کرے اور نماز پڑھتی رہے۔ وہ ہر نماز کے لیے غسل کرتی تھیں اور وہ پانی کے ٹب میں بیٹھتیں تو خون اوپر آ جاتا تھا۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مستحاضہ کا جب حیض ختم ہوگا تو وہ غسل کرے گی، پھر نماز وغیرہ شروع کر دے گی، اور یہ عورت خاوند کے لیے بھی حلال ہے، کیونکہ استحاضہ ایک رگ ہے، جس کے پھٹ جانے کی وجہ سے خون جاری ہوتا ہے۔ اگر کوئی عورت استحاضہ کی حالت میں ہر نماز سے پہلے غسل کر سکتی ہو تو ایسا ہی کرے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن شریعت نے اس کی پابندی نہیں لگائی۔ یاد رہے کہ استحاضہ اور ودی کا ایک ہی حکم ہے، یعنی ہر نماز کے لیے الگ وضو کیا جائے گا، اگر کوئی اپنی مرضی سے ہر نماز کے لیے غسل کرنا چاہتا ہے تو وہ کرے، لیکن شریعت نے اسے اس کا مکلف نہیں بنایا۔

[**161**]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے

(160) صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب عرق الاستحاضة، حدیث: 327۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها حدیث: 334۔ سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب من قال اذا اقبلت الحیضة تدع الصلاة، حدیث: 285۔ سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب ذکر الاقراء، حدیث: 211۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی المستحاضة اذا اختلط علیها الدم، حدیث: 626۔ مسنداحمد: 187/6۔ سنن الدارمی: 788۔ مسند الشافعی: 46/1، 47۔ مسند ابی یعلٰی: 4410۔

(161) صحیح، سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب غسل العراقیب، حدیث: 452۔ مسند احمد: 40/6۔ مسند الشافعی: 33/1۔ مصنف عبد الرزاق: 69۔ العلل الکبیر للترمذی: 118/1۔ مسندابی یعلٰی: 4426۔ صحیح ابن حبان: 1059۔ مصنف ابن ابی شیبة: 26/1۔ من طریق ابی سلمة بن عبدالرحمٰن عن عائشة۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب وجوب غسل الرجلین بکمالهما، حدیث: 240۔ من طریق سالم بن شداد عن عائشة۔

قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: تَوَضَّأَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: أَسْبِغِ الْوُضُوءَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ؛ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ))

پاس وضو کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن! اچھی طرح وضو کر، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ویل (ہلاکت) ہے ایڑیوں کے لیے آگ سے۔

**فائدہ** :......وضو مکمل کرنا چاہیے، وضو کے اعضاء سے ذرہ بھر جگہ بھی خشک نہیں رہنی چاہیے، ورنہ وضو نہیں ہو گا۔ جب وضو ہی نہیں ہوا تو نماز بھی نہیں ہوگی، جب نماز نہیں ہوئی تو انسان جہنم میں جائے گا۔ خلیفہ کو لوگوں کے وضو پر بھی نظر رکھنی چاہیے کہ کہیں وہ وضو غلط تو نہیں کر رہے۔ ہمارے دور میں ہمیں کچھ ایسے لوگوں سے واسطہ ہے جو دین سے دور ہیں، اور وضو، نماز اور دیگر اعمال کو حقیر سمجھتے ہیں، اور اس پر علمائے کرام پر طنز کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت دے۔ وضو میں پاؤں کی ایڑیوں کو بھی دھونا چاہیے، یہ بھی پاؤں سے ہی ہیں، اور وضو میں پاؤں پر مسح باطل ہے اور دھونا فرض ہے، جرابوں اور موزوں پر مسح کرنا درست ہے۔

[**162**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک منہ کے لیے طہارت اور رب کی خوشنودی ہے۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں مسواک کی اہمیت بیان ہوئی ہے کہ اس کے دو بڑے فائدے ہیں: (1) منہ بدبو سے پاک صاف رہتا ہے۔ (2) اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسواک کرنا سنت ہے، اور سنت پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں۔

[**163**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل

---

(162) صحیح، سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب الترغيب فی السواك، حدیث: 5۔ مسند احمد: 47/6۔ مسند الشافعی: 30/1۔ سنن الکبرٰی للبیهقی: 34/1۔ مسندابی یعلٰی: 4598۔ معجم الاوسط للطبرانی: 278۔ حلية الاولياء: 159/7۔ شرح السنة للبغوی: 200۔

(163) صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب هل يدخل الجنب يده فی الاناء، حدیث: 262۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب صفة غسل الجنابة، حدیث: 316۔ سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب فی الغسل ⇦

قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي الْإِنَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُشْرِبُ شَعْرَهُ الْمَاءَ ثُمَّ يُحْثِي عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ))

جنابت کا ارادہ کرتے تو ہاتھ دھونے سے ابتدا کرتے، اس کے بعد ہاتھ برتن میں داخل کرتے، پھر اپنی شرمگاہ کو دھوتے، پھر نماز جیسا وضو کرتے، پھر اپنے بالوں کو سیراب کرتے، پھر تین چلو سر پر ڈالتے تھے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں غسل جنابت کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، غسل جنابت کی ضروری تفصیل درج ذیل ہے: استنجاء کیا جائے گا، دونوں ہاتھوں کو مٹی وغیرہ سے اچھی طرح صاف کیا جائے گا، پھر کلی کی جائے گی اور ناک میں پانی چڑھایا جائے گا، پھر چہرہ دھویا جائے گا، دونوں بازوؤں کو کہنیوں سمیت دھویا جائے گا، غسل جنابت کے وضو میں سر کا مسح ثابت نہیں ہے، سنن النسائی کی (422) حدیث صحیح ہے، اس میں بھی ہے کہ "حَتَّى إِذَا بَلَغَ رَأْسَهُ لَمْ يَمْسَحْ"، غسل جنابت کے وضو میں جب سر پر پہنچے تو آپ ﷺ نے سر کا مسح نہیں کیا، اور یہی راجح ہے۔ نیز کان سر سے ہے، جب سر ہی کا مسح نہیں ہے تو کانوں کا بھی مسح نہیں کیا جائے گا، اور پاؤں بھی نہیں دھوئے جائیں گے۔ پاؤں غسل کے بعد دھوئے جائیں گے غسل والی جگہ سے الگ ہوکر۔

[**164**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس چھوٹے بچے لائے جاتے تو آپ ﷺ ان کے لیے دعا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ ﷺ

⇐ من الجنابة، حديث: 242۔ سنن الترمذی، كتاب الطهارة، باب ماجاء فی الغسل من الجنابة، حديث: 104۔ سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب ذكر وضوء الجنب قبل الغسل، حديث: 248۔ مسنداحمد: 101، 52/6۔ سنن الدارمی: 754۔ موطا امام مالك، ص: 55۔ صحيح ابن خزيمه: 242۔ صحيح ابن حبان: 1196۔ مسندابی يعلٰی: 4430۔

(164) صحيح البخاری، كتاب الدعوات، باب الدعاء للصبيان بالبركة ومسح رؤوسهم، حديث: 6355۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله، حديث: 286۔ سنن ابی داود، كتاب الادب، باب فی الصبی يولد فيؤذن فی اذنه، حديث: 5106۔ سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب بول الصبی الذی لم ياكل الطعام، حديث: 304۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب ما جاء فی بول الصبی الذی لم يطعم، حديث: 523۔ مسند احمد: 52، 46/6۔ مؤطا امام مالك، ص: 65۔ مسندابی يعلی: 4623۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 93/1۔ مصنف ابن ابی شيبة: 120/1۔

فَيَدْعُوَ لَهُمْ ، فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَتْبَعَ بَوْلَهُ الْمَاءَ))

پر پیشاب کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب پر پانی ڈال دیا۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے بچوں سے خاص شفقت کرتے تھے، اور ان کے لیے دعا بھی کیا کرتے تھے۔ دودھ پیتا بچہ اگر پیشاب کر دے تو اس پر پانی چھڑکنا درست ہے، اور اگر دودھ پیتی بچی پیشاب کر دے تو اس کو دھونا چاہیے۔

[165]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَقَطَتْ قِلَادَتُهَا لَيْلَةَ الْأَبْوَاءِ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فِي طَلَبِهَا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَلَمْ يَدْرِيَا كَيْفَ يَصْنَعَانِ؟ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ فَكَرِهْتِهِ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مَخْرَجًا ، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ خَيْرًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے گلے کا ہار ابواء کی رات گر گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرد مسلمان اس کی تلاش میں روانہ کیے۔ (اسی اثناء میں) نماز کا وقت آ گیا اور پانی ان دونوں کے پاس نہیں تھا، تو ان دونوں کو علم نہیں تھا کہ وہ کیا کریں، پھر آیت تیمّم نازل ہوئی۔ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ام المؤمنین! اللہ آپ کو جزائے خیر دے، جب بھی آپ کو کوئی کام پیش آتا ہے اور آپ کو وہ ناپسند ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے مخرج (نکلنے کا راستہ) پیدا کر دیتا ہے اور مسلمانوں کے لیے اس میں بہتری پیدا کر دیتا ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے تیمّم کا واضح ثبوت ملتا ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبردست فضیلت ثابت ہوتی ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دین آسان ہے۔

[166]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہڈی

(165) صحيح البخاري ، كتاب التيمم ، باب اذا لم يجد ماء ولا ترابا ، حديث : 336۔ صحيح مسلم ، كتاب الحيض ، باب التيمم ، حديث : 367۔ سنن ابي داود ، كتاب الطهارة ، باب التيمم ، حديث : 317۔ سنن النسائي ، كتاب الطهارة ، باب فيمن لم يجد الماء ولا الصعيد ، حديث : 324۔ سنن ابن ماجه ، كتاب الطهارة ، باب ما جاء في التيمم ، حديث : 568۔ مسنداحمد : 57/6۔ سنن الدارمي : 752۔ صحيح ابن خزيمه : 261۔ صحيح ابن حبان : 1709۔ سنن الكبرٰى للبيهقي : 214/1۔

(166) صحيح مسلم ، كتاب الحيض ، باب غسل الحائض راس زوجها ، حديث : 300۔ سنن ابي داود ، كتاب الطهارة ، باب في مؤاكلة الحائض ومجامعتها ، حديث : 259۔ سنن النسائي ، كتاب الطهارة ، باب الانتفاع بفضل الحائض ، حديث : 283۔ سنن ابن ماجه ، كتاب الطهارة ، باب ما جاء في مؤاكلة الحائض وسؤرها ، ⇦⇦

قَالَ: ثنا مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِينِي الْعَظْمَ وَأَنَا حَائِضٌ فَأَتَعَرَّقُهُ، ثُمَّ يَأْخُذُهُ فَيُدِيرُهُ حَتَّى يَضَعَ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فَمِي))

پکڑاتے اور میں حالت حیض میں ہوتی تو میں اس ہڈی سے گوشت کھاتی تھی۔ پھر آپ ﷺ وہ ہڈی لے کر اسی جگہ کو پھیر کر وہاں ہی منہ مبارک رکھتے جہاں میں نے منہ رکھا تھا۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حائضہ کا جوٹھا پاک ہے، اور حالت حیض میں بیوی سے نفرت نہیں کرنی چاہیے، بلکہ بیوی کے ساتھ تمام امور میں نرمی کرنی چاہیے، اسلام نے عورت کو کتنا احترام دیا ہے، اس پر خواتین کو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے۔

[**167**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَجَبِيُّ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْغُسْلِ فِي الْحَيْضَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرِي بِهَا)) فَقَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: ((تَطَهَّرِي بِهَا)) قَالَ قُلْتُ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِي بِهَا وَاسْتَتَرَ بِثَوْبِهِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَرَفْتُ الَّذِي أَرَادَ فَاجْتَذَبْتُهَا، وَقُلْتُ لَهَا: تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے غسل حیض کے متعلق پوچھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کستوری کا ٹکڑا لے کر اس سے طہارت حاصل کر۔ اس نے کہا: طہارت کیسے کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے ساتھ طہارت حاصل کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے کہا: اس کے ساتھ کیسے طہارت کروں؟ آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا: سبحان اللہ، اس طرح طہارت حاصل کر اور آپ ﷺ نے شرم سے اپنے کپڑے سے اپنے اوپر پردہ کرلیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں سمجھ گئی جو آپ ﷺ نے ارادہ کیا تھا، تو میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ کر کہا: خون کے نشان پر لگا۔

⇦ حدیث: 634۔ مسند احمد: 64/6۔ سنن الدارمی: 1066۔

(167) صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب دلك المراة نفسها اذا تطهرت من المحيض، حديث: 314۔ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب استحباب استعمال المغتسلة من الحيض، حديث: 332۔ سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب ذكر العمل فى الغسل من الحيض، حديث: 252۔ مسنداحمد: 122/6۔ مسندالشافعی: 49، 48/1۔ صحيح ابن حبان: 1199۔ سنن الكبرىٰ للبيهقى: 183/1۔ شرح السنة للبغوى: 252۔ مسندابى يعلىٰ: 4733۔

فائدہ : ...... اس سے معلوم ہوا کہ جب عورت غسل حیض سے فارغ ہو تو مخصوص جگہ پر خوشبو استعمال کرے، تاکہ بدبو وغیرہ ہر طرح سے ختم ہو جائے اور خاوند اپنی بیوی کے پاس آنے سے کراہت محسوس نہ کرے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ شرم وحیا کے مسائل کنایہ سے بیان کرنے چاہئیں، ہر گاؤں میں ایک معلّمہ ضرور ہونی چاہیے جو خواتین کو شرم وحیا کے مسائل سمجھائے۔ یادر ہے حیض اور نفاس کا ایک ہی حکم ہے۔

[168]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ)) وَرُبَّمَا قَالَ لِي ((أَبْقِ لِي، أَبْقِ لِي))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''میرے لیے باقی رہنے دے، میرے لیے باقی رہنے دے۔''

فائدہ : ......میاں بیوی اکٹھے غسل کر سکتے ہیں، اور دوران غسل بات کرنا بھی درست ہے۔

[169]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي صَفِيَّةُ بِنْتُ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: ((إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيَضَعُ رَأْسَهُ فِي حِجْرِ إِحْدَانَا فَيَتْلُو الْقُرْآنَ وَهِيَ حَائِضٌ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر ہم میں سے ایک کی گود میں رکھتے، پھر قرآن کی تلاوت کرتے اور وہ حائضہ ہوتی تھی۔

فائدہ : ......اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ حائضہ قرآن مجید کی تلاوت سن سکتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حائضہ کی گود میں سر رکھ کر تلاوت کرنا درست ہے، نیز اس بات کا بھی علم ہوا کہ لیٹ کر بھی قرآن کی تلاوت کرنا درست ہے۔

(168) صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابة، حدیث: 321/46۔ سنن النسائی، کتاب الطهارة باب الرخصة فی ذلک، حدیث: 240۔ مسنداحمد: 171/6۔ صحیح ابن خزیمه: 236۔ مسند الشافعی: 20/1۔ مسندالطیالسی: 1678۔ سنن الکبریٰ للبیهقی: 188/1۔ مسندابی یعلیٰ: 4547۔ صحیح ابن حبان: 1195۔

(169) صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم (الماهر بالقرآن مع سفرة الکرام البررة)، حدیث: 7549۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها، حدیث: 301۔ سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب فی مؤاکلة الحائض و مجامعتها، حدیث: 260۔ سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب فی الذی یقرا القرآن وراسه فی حجر امراته، حدیث: 275۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب الحائض تتناول الشیء من المسجد، حدیث: 634۔ مسنداحمد: 148/6۔ مصنف عبدالرزاق: 1252۔ مسندابی یعلیٰ: 4727۔ صحیح ابن حبان: 1366۔ سنن الکبریٰ للبیهقی: 312/1۔

## أَحَادِيثُ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي الصَّلَاةِ

## ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ ﷺ سے نماز کے متعلقہ مرویات

[170]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ عَلَيْهَا بَعْدُ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز عصر پڑھتے جبکہ سورج کی دھوپ میرے حجرے میں موجود ہوتی اور ابھی سایہ ظاہر نہیں ہوا ہوتا تھا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز عصر پڑھنے میں جلدی کرنی چاہیے، نماز عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہو جاتا ہے۔ نیز اس سے سایہ کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ اس کے ذریعے نمازوں کے اوقات معلوم کیے جاتے ہیں۔ آج کل گھڑیاں عام ہوگئی ہیں، اس لیے کوئی سائے سے وقت کی تعیین نہیں کرتا۔ نیز اللہ تعالیٰ کے نظام شمسی کے مربوط ہونے کا یقین حاصل ہوتا ہے کہ زمانہ نبوی ﷺ سے ہی نہیں بلکہ روز اول سے لے کر اب تک اللہ کے حکم کے مطابق مسلسل اپنی منزلیں طے کر رہے ہیں، سبحان اللہ، اس کو اور ساری کائنات کے نظام کو چلانے والا اللہ ہے، ہمیں صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ نظام کائنات کو چلانے والا وہ صرف ایک ہی ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

[171]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ رات کو نماز

(170) صحيح البخارى، كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت العصر، حديث: 546۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب اوقات الصلوات الخمس، حديث: 611۔ سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب وقت العصر، حديث: 407۔ سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى تعجيل العصر، حديث: 159۔ سنن النسائى، كتاب المواقيت، باب تعجيل العصر، حديث: 506۔ سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، باب وقت صلاة العصر، حديث: 683۔ مسند احمد: 37/6۔ مؤطا امام مالك، ص: 33۔ صحيح ابن خزيمه: 332۔ صحيح ابن حبان: 1521۔ مسند ابى يعلٰى: 4450۔ سنن الدارمى: 1189۔

(171) صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب الصلاة على الفراش، حديث: 383۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الاعتراض بين يدى المصلى، حديث: 512۔ سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب من قال المراة لا تقطع الصلاة، حديث: 714۔ سنن النسائى، كتاب القبلة، باب الرخصه فى الصلاةخلف النائم، حديث: 760۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب من صلى وبينه وبين القبلة شىء، حديث: 956۔ مسنداحمد: 37/6۔ سنن الدارمى: 1420۔ صحيح ابن خزيمه: 822۔ صحيح ابن حبان: 2341۔ مسند الشافعى: 69/1۔ مسندابى يعلٰى: 4490۔

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجِنَازَةِ))

پڑھتے اور میں آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیان اس طرح لیٹی ہوتی جیسے جنازہ (امام کے سامنے) ہوتا ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوئے ہوئے مرد یا عورت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا درست ہے، جبکہ وہ قبلہ اور نمازی کے درمیان حائل ہو۔

[172]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ)) فَقَالَ ((شَغَلَتْنِي أَعْلَامُ هَذِهِ فَاذْهَبُوا بِهَا إِلَى أَبِي جَهْمٍ بِأَنْبِجَانِيَّتِهِ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نقش والی قمیص میں نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی گلکاری اور نقوش نے مجھے مصروف کیا ہے، اس کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور اس کے بدلے انجانیہ (کُرتا) لاؤ۔

**فائدہ**: ...... اس میں یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو نمازی کو نماز سے مشغول کر دے اس کو دور کرنا ضروری ہے۔ موجودہ دور میں مختلف ڈیزائنوں کے جائے نماز اور قالین اس حکم میں آتے ہیں، جائے نماز اور قالین بالکل سادہ ہونے چاہئیں۔ اسی طرح مساجد میں مختلف ڈیزائنوں کے محراب بھی اس حکم میں آتے ہیں، افسوس کہ امت مسلمہ مساجد و مدارس کی تعمیر میں بعض فضول کاموں میں لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے صرف کرتے ہیں، لیکن مسجد و مدرسہ میں کام کرنے والے عالم دین کو معقول تنخواہ نہیں دیتے، اور اکثر یہی صورت حال ہے۔ اس طرح کے لوگوں سے بطور تنبیہ عرض ہے کہ کبھی مسجد نے آپ کو قرآن مجید نہیں پڑھایا، اور نہ ہی اس نے درس حدیث دیا ہے، اور نہ ہی وہ آپ کے پیچھے چل کر جاتی ہے۔ ہاں وہ شخص جو مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کو قرآن وحدیث کی دعوت دیتا ہے، وہ آپ کے گھر چل کر دینی دعوت کی غرض سے آتا ہے، اس کا احترام کریں اور اس کی ضروریات پر خصوصی توجہ دیں، مساجد پر بطور فخر پیسہ خرچ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

---

(172) صحيح البخارى، كتاب الاذان، باب الالتفات فى الصلاة، حديث: 752۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب كراهة الصلاة فى ثوب له اعلام، حديث: 556۔ سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب النظر فى الصلاة، حديث: 914۔ سنن النسائى، كتاب القبلة، باب الرخصة فى الصلاة فى خميصة لها اعلام، حديث: 772۔ سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب اللباس رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث: 3550۔ مسند احمد: 37/6۔ صحيح ابن خزيمه: 928۔ صحيح ابن حبان: 2337۔

[173]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي لَبِيدٍ وَكَانَ مِنْ عُبَّادِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ أَخْبِرِينِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّيْلِ وَعَنْ صِيَامِهِ فَقَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ صَامَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ، وَمَا رَأَيْتُهُ صَائِمًا فِي شَهْرٍ قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ فِي شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ، بَلْ كَانَ يَصُومُهُ إِلَّا قَلِيلًا، وَكَانَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ))

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، اور عرض کی کہ امی جان! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کے متعلق بتایئے، تو انھوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب افطار نہیں کریں گے، اور افطار کرتے یہاں تک کہ ہم کہتے اب روزے نہیں رکھیں گے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ماہ میں شعبان سے زیادہ روزہ دار نہیں پایا (گویا) پورا شعبان ہی روزے رکھتے مگر تھوڑے ایام، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان اور غیر رمضان میں تیرہ رکعات نماز ہی ہوا کرتی تھی، جس میں صبح کی دو سنتیں بھی ہوتی تھیں۔

**فائدہ**: ......نفلی روزوں کا اہتمام کرتے رہنا چاہیے، اور شعبان میں نفلی روزوں کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔ رمضان اور غیر رمضان میں نماز تہجد، نماز تراویح گیارہ رکعات ہیں، وتروں سمیت، اور صبح کی سنتوں کو ساتھ ملائیں تو تیرہ رکعات بنتی ہیں، جس طرح کہ اس حدیث میں وضاحت ہے۔ یاد رہے نماز تراویح اور نماز تہجد ایک ہی ہیں۔ 20 رکعات تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین وغیرہ سے ثابت نہیں ہے۔

[174]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مومنات خواتین اپنی چادروں

(173) صحيح البخارى، كتاب الصوم، باب صوم شعبان، حديث: 1969- صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب صيام النبى ﷺ فى غير رمضان، حديث: 1156/176- سنن ابى داود، كتاب الصيام، باب كيف كان يصوم النبى ﷺ، حديث: 2434- سنن الترمذى، كتاب الصوم، باب ماجاء فى وصال شعبان برمضان، حديث: 373- شمائل ترمذى: 307- سنن النسائى، كتاب الصيام، باب ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشة فيه، حديث: 2181- سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب ما جاء فى صيام النبى ﷺ، حديث: 1710- مسنداحمد: 39/6- مؤطا امام مالك، ص: 211- مسندابى يعلىٰ: 4860- مصنف ابن ابى شيبة: 103/3- سنن الكبرىٰ للبيهقى: 292/4، 6/3-

(174) صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب فى كم تصلى المراة من الثياب، حديث: 372- صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح فى اول وقتها، حديث: 645- سنن النسائى، كتاب ⇦⇦

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كُنَّ نِسَاءٌ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ يُصَلِّينَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصُّبْحَ وَهُنَّ مُتَلَفِّعَاتٌ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى أَهْلِيهِنَّ وَمَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ))

میں لپٹی ہوئی ،نماز فجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ کر اپنے گھروں کو لوٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انھیں کوئی نہیں پہچانتا تھا۔

فائدہ : ......اس حدیث میں یہ وضاحت ہے کہ عورتیں بھی نماز باجماعت مسجد میں آ کر پڑھ سکتی ہیں،لیکن وہ باپردہ ہوکر آئیں گی اور مردوں کے پیچھے نماز پڑھیں گی،لیکن عورت کی افضل نماز گھر میں ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز فجر اندھیرے میں پڑھنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز فجر اندھیرے میں پڑھی، پھر دوسری مرتبہ روشن کر کے پڑھی، پھر وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اندھیرے ہی میں رہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اسے روشن کر کے نہیں پڑھا۔ (سنن أبی داود : 394۔صحیح ابن خزیمہ : 352)

[175]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَبُو النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي، وَإِلَّا اضْطَجَعَ حَتَّى يَقُومَ إِلَى الصَّلَاةِ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی دو سنتیں پڑھ کر میرے ساتھ گفتگو فرماتے اگر میں بیدار ہوتی، ورنہ لیٹ جاتے حتی کہ نماز کے لیے اٹھتے۔

فائدہ : ......نماز فجر سے پہلے سنتوں کی ادائیگی کے بعد دائیں جانب لیٹنا مستحب ہے،خواہ سنتیں گھر میں ادا کی جائیں یا مسجد میں، اس کی دلیل اس حدیث میں بالکل واضح ہے،افسوس کہ یہ پیاری سنت لوگوں نے چھوڑ دی ہے۔ سنت موکدہ وغیر موکدہ کا بھی اہتمام کرنا چاہیے، نیز سنتوں کا گھر میں اہتمام کرنا چاہیے۔

---

⇦⇨ المواقیت، باب التغلیس فی الحضر، حدیث : 547۔ سنن ابن ماجه، کتاب الصلاة باب وقت صلاة الفجر، حدیث : 669۔ مسند احمد : 37/6۔ سنن الدارمی : 1219۔ صحیح ابن خزیمه : 350۔ مسندالشافعی : 51/1۔ مصنف ابن ابی شیبة : 320/1۔ مسند ابی یعلٰی : 4416۔

(175) صحیح البخاری، کتاب التهجد، باب من تحدث بعد الرکعتین ولم یضطجع، حدیث : 1161۔ صحیح مسلم، کتاب صلاةالمسافرین، باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی صلی الله علیه وسلم، حدیث : 743۔ سنن ابی داود، حدیث : 1262۔ سنن الترمذی : 418۔ مسند احمد : 35/4۔ 36۔ صحیح ابن خزیمه : 112۔ مصنف عبدالرزاق : 4718۔ مصنف ابن ابی شیبة : 249/2۔ سنن الدارمی : 1453۔ مسندابی یعلٰی : 4630۔

[**176**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ الْخُرَاسَانِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَتَّابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

ابو سلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

[**177**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ اللَّيْثِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ حَرَّكَنِي بِرِجْلِهِ، وَكَانَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ، فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي، وَإِلَّا اضْطَجَعَ حَتَّى يَقُومَ إِلَى الصَّلَاةِ)) وَكَانَ سُفْيَانُ يَشُكُّ فِي حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ يَضْطَرِبُ فِيهِ، وَرُبَّمَا شَكَّ فِي حَدِيثِ زِيَادٍ وَيَقُولُ: يَخْتَلِطُ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ لَنَا غَيْرَ مَرَّةٍ: حَدِيثُ أَبِي النَّضْرِ كَذَا، وَحَدِيثُ زِيَادٍ كَذَا، وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ كَذَا عَلَى مَا ذَكَرْتُ كُلَّ ذَلِكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قبلہ کے درمیان میں لیٹی ہوتی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے پاؤں کے ساتھ حرکت دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی دوسنتیں پڑھ کر اگر میں بیدار ہوتی تو میرے ساتھ بات چیت کرتے، ورنہ لیٹ جاتے یہاں تک کہ نماز کے لیے اٹھتے۔ سفیان نامی راوی نے نضر کے حوالے سے منقول روایت میں شک کا بھی اظہار کیا ہے اور اضطراب بھی ظاہر کیا ہے بعض اوقات وہ زیادہ سے بھی منقول روایت میں شک کا اظہار کردیتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں: یہ روایت مجھ سے خلط ملط ہوگئی ہے، پھرانہوں نے کئی مرتبہ ہم سے یہ کہا: ابونضر کی حدیث اس طرح ہے، جبکہ زیاد سے منقول روایت اس طرح ہے اور محمد بن عمرو کے حوالے سے منقول روایت اس طرح ہے (امام حمیدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:) یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے میں نے ذکر کردیا ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے نماز وتر کی اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ اگر معلوم ہو کہ فلاں سونے والے نے وتر

(176) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی اللیل، حدیث: 743۔ سنن ابی داود، کتاب التطوع، باب الاضطجاع بعدھا، حدیث: 1263۔ مسنداسحاق بن راھویہ: 1053۔ صحیح ابی عوانۃ: 277/2۔ السنن الکبریٰ للبیھقی: 406/3۔

(177) حسن، سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب من قال المراۃ لاتقطع الصلاۃ، حدیث: 714۔ مصنف عبدالرزاق: 4718۔ المعرفۃ والتاریخ للفسوی: 297/2۔مسند ابی یعلٰی: 4888۔ صحیح ابن حبان: 2346۔ السنن الکبریٰ للبیھقی: 276/2۔

نہیں پڑھے،تو اس کو اذان فجر سے پہلے بیدار کر دینا چاہیے۔بعض لوگ نماز وتر کو واجب کہتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''یہ احادیث اس بات پر دلیل ہیں کہ وتر کو بندوں پر واجب قرار دینے والا ان پر چھ نمازیں واجب کرنے والا ہے۔(صحیح ابن خزیمہ: 137/2) امام ابن حبان نے دس احادیث سے استدلال کیا ہے کہ نماز وتر فرض نہیں ہے۔ وہ ان احادیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: وتر فرض نہیں ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے چند دن پہلے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تھا کہ وہ انھیں بتلائے: بے شک اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں،اگر وتر فرض ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی لوگوں کے لیے واضح کر دیتے۔(صحیح ابن حبان:5/65، 66)

[178]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مَا لَا أُحْصِي عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ عُمَّالَ أَنْفُسِهِمْ فَكَانُوا يَرُوحُونَ بِهَيْئَتِهِمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقِيلَ لَهُمْ: لَوِ اغْتَسَلْتُمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگ اپنے کام کاج کرنے والے تھے،تو وہ اسی حالت میں نماز جمعہ کے لیے چلے آتے تھے،پس ان کو کہا گیا: اگر تم غسل کر کے آتے (تو بہتر ہوتا)۔

فائدہ :...... اس حدیث سے جمعہ کے غسل کی اہمیت ثابت ہوتی ہے،راجح موقف یہی ہے کہ غسل جمعہ مستحب ہے۔

[179]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَمْرَةَ تُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَتْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور اس نے کہا: اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: کیا ہمیں قبروں

(178) صحيح البخاری، كتاب الجمعة، باب وقت الجمعةاذا زالت الشمس، حديث: 903۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال، حديث: 847۔ سنن ابی داود، كتاب الطهارة، باب الرخصة فی ترك الغسل يوم الجمعة، حديث: 352۔ مسنداحمد: 630، 62/6۔ مسندالشافعی: 135/1۔ مصنف عبدالرزاق: 5315۔ مصنف ابن ابی شيبة: 95/2۔ صحيح ابن حبان: 1236۔ سنن الكبرٰى للبيهقی: 189/3۔

(179) صحيح البخاری، كتاب الكسوف، باب صلاة الكسوف فی المسجد، حديث: 1056، 1055۔ صحيح مسلم، كتاب الكسوف، باب ذكر عذاب القبر فی صلاةالخسوف، حديث: 903۔ سنن النسائی، كتاب الكسوف۔ مؤطا امام مالك، ص: 137۔ صحيح ابن خزيمه: 1378۔ مسندالشافعی: 166/1۔ مصنف عبدالرزاق: 4934۔ سنن الكبرٰى للبيهقی: 323/3۔

يَهُودِيَّةٌ فَقَالَتْ: أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنُعَذَّبُ فِي قُبُورِنَا؟ فَقَالَ كَلِمَةً أَيْ ((عَائِذٌ بِاللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ)) قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِي مَرْكَبٍ فَكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَخَرَجْتُ أَنَا وَنِسْوَةٌ بَيْنَ الْحُجَرِ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَرْكَبِهِ سَرِيعًا حَتَّى ((قَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَكَبَّرَ وَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ، ثُمَّ سَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ السُّجُودِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ فَعَلَ فِي الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ فَكَانَ صَلَاتُهُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ)) قَالَتْ: فَسَمِعْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ كَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ أَوْ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ))

میں عذاب دیا جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کلمہ کہا، یعنی میں اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سواری کے ساتھ گئے اور سورج کو گرہن لگا تو میں اور عورتیں حجروں سے نکلیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے جلد (نیچے) آئے حتیٰ کہ سواری سے اترے اور مصلّی پر کھڑے ہوئے، تکبیر کہہ کر طویل قیام کیا، پھر طویل رکوع کیا۔ پھر اٹھ کر طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا' پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا' پھر اٹھے' پھر طویل سجدہ کیا اور پھر اٹھے پھر طویل سجدہ کیا اور وہ پہلے سجدے سے کم تھا' پھر دوسری رکعت میں اسی طرح کیا' پس اس نماز میں (دو رکعات) چار رکوع اور چار سجدے تھے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس کے بعد میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم قبور میں اس طرح فتنے میں ڈالے جاؤ گے جیسا کہ مسیح الدجال کا فتنہ ہوگا۔''

**فائدہ:** ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عذاب قبر برحق ہے، قبر عالم برزخ ہے، اس کی کیفیات کو عالم دنیا پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، جس نے بھی عالم برزخ کو عالم دنیا پر قیاس کیا، وہ گمراہ ہو گیا، دنیا الگ ہے، قبر الگ ہے، قبر کے معاملات کو دنیا کے معاملات پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

نیز اس حدیث میں نماز کسوف کا طریقہ بیان ہوا ہے، اور عذاب قبر سے ہمیشہ پناہ مانگنی چاہیے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ فتنہ دجال بہت بڑا فتنہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے، آمین۔

[180]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ قَالَ سُفْيَانُ وَلَمْ يَذْكُرْ غَيْرَ ذَلِكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ سے اس کی مثل روایت کرتی ہیں کہ چار رکوع اور چار سجدے کیے۔

[181]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: ((إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَأَقُولُ هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ مِنَ التَّخْفِيفِ؟))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ صبح کی دوسنتیں پڑھتے اور تخفیف کی وجہ سے میں کہتی: کیا آپ ﷺ نے فاتحہ پڑھی ہوگی؟

**فائدہ**:...... نماز فجر کی دوسنتیں ہلکی پڑھنی چاہئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قطعاً مقصد نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سنتوں میں سورہ فاتحہ پڑھی ہی نہیں، بلکہ ان رکعتوں کے خفیف ہونے کی طرف اشارہ کر رہی ہیں، فافهم۔ دیگر احادیث نے بھی وضاحت کر دی ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

[182]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب رات کا کھانا سامنے ہو

(180) صحيح البخاري، كتاب الكسوف، باب الصدقة فى الكسوف، حديث: 1044۔ صحيح مسلم، كتاب الكسوف، باب صلاة الكسوف، حديث: 901۔ سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب الصدقة فيها، حديث: 1191۔ سنن النسائى، كتاب الكسوف، باب نوع آخر منه عن عائشة حديث: 1475۔ مسنداحمد: 33، 32/6۔ سنن الدارمى: 1537۔ مؤطا امام مالك، ص: 136۔ صحيح ابن خزيمه: 1378۔ صحيح ابن حبان: 2845۔ مسند الشافعى: 166/1۔

(181) صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب ما يقرافى ركعتى الفجر، حديث: 1171۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتى سنة الفجر والحث عليهما، حديث: 724۔ سنن ابى داود، كتاب التطوع، حديث: 1255۔ سنن النسائى، كتاب الافتتاح، حديث: 947۔ مسند احمد: 40/6۔ صحيح ابن خزيمه: 1113۔ صحيح ابن حبان: 2466۔ سنن الكبرٰى للبيهقى: 43/3، 44۔ شرح السنة للبغوى: 882۔

(182) صحيح البخاري، كتاب الاطعمة، باب اذا حضر العشاء فلا يعجل عن عشائه، حديث: 5465۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام، حديث: 558۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب اذا حضر الصلاة ووضع العشاء، حديث: 935۔ مسند احمد: 39/6، 40۔ سنن الدارمى: 1684۔ مسند الطيالسى: 1445۔ مسند ابى يعلٰى: 4431۔ معجم الاوسط للطبرانى۔

قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ))

اور نماز کھڑی کر دی جائے تو پہلے عشائیہ تناول کرو۔

فائدہ: ...... کھانا سامنے ہو اور نماز کی اقامت کہی جائے تو پہلے کھانا کھانا چاہیے، تاکہ نماز کے خشوع و خضوع میں فرق نہ پڑے، اور نماز مکمل یکسوئی کے ساتھ ادا کی جائے۔ یہ ضابطہ تمام نمازوں کے لیے ہے۔ چونکہ نماز مغرب یا عشاء کے وقت کھانا کھایا جاتا ہے اسی لیے احادیث میں ان کا ذکر ہے۔ امام صاحب اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ اس نے نماز پڑھانی ہوتی ہے۔ دیکھیے: صحيح البخاري : 675، الأذان ، الإمام إلى الصلاة وبيده مايأكل ـ

[**183**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَصِيرٌ يَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ، وَإِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ يُحَجِّزُهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى فِيهِ، فَسَعَى لَهُ نَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ، قَالَ: فَفَطِنَ فِيهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَرَكَ ذَلِكَ، وَقَالَ: ((إِنِّي حَسِبْتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيهِمْ أَمْرٌ لَا يُطِيقُونَهُ)) ثُمَّ قَالَ: ((اكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا)) قَالَ: وَكَانَ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا دُومَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ، وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَثْبَتَهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی چٹائی تھی، جس کو آپ دن کے وقت بچھاتے اور رات کو اس سے پردہ بناتے یا رکاوٹ کرتے۔ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی، تو کچھ لوگ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سمجھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ ان کے بارے میں کوئی حکم نازل ہو گا جو ان کے لیے مشکل ہو گا۔ پھر فرمایا: تم وہی عمل اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو، اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم ہی تھک جاتے ہو۔ راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی عمل پسند تھا جو ہمیشہ کیا جائے' خواہ وہ تھوڑا ہی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نفل نماز پڑھتے تو اس کو (باقاعدگی سے) پڑھتے رہتے تھے۔

---

(183) صحيح البخارى، كتاب الاذان، باب صلاة الليل، حديث: 730ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل، حديث: 782ـ سنن ابى داود، كتاب التطوع، باب ما يؤمر به من القصدفى الصلاة، حديث: 1368ـ سنن النسائى، كتاب القبلة، حديث: 763ـ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما يستر المصلى، حديث: 942ـ مسنداحمد: 40/6ـ صحيح ابن خزيمه: 1626ـ صحيح ابن حبان: 2571ـ مسنداسحاق بن راهوية: 1045ـ تاريخ بغداد: 244/3ـ الروايات مطولة ومختصرة۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز چٹائی یا صف وغیرہ پر پڑھنی چاہیے، اگر کہیں میسر نہ ہوں تو زمین پر بھی درست ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کس قدر سنت کی پیروی کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کا اہتمام کرتے تو صحابہ کرام بھی اس کا اہتمام کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سمجھاتے کہ میانہ روی سے چلو، اپنی طاقت کے مطابق نفلی عبادت کرو، ایسا نہ ہو کہ تم تھک جاؤ، عمل خواہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو لیکن اس پر دوام ہونا چاہیے۔ چند دن انسان بہت زیادہ کام کرے اور پھر اس کو چھوڑ دے، ایسے کام کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسلام میانہ روی کا درس دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نماز تراویح کی باجماعت ادا کرنے کا خطرہ نہیں تھا اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے باجماعت نماز تراویح ادا کرنے کا حکم دیا جو آج تک جاری ہے۔ والحمد للہ۔

[**184**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُعْتَكِفًا فِي الْمَسْجِدِ وَأَخْرَجَ إِلَيَّ رَأْسَهُ فَغَسَلْتُهُ وَأَنَا حَائِضٌ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر میری طرف نکالا اور میں نے اس کو دھویا جبکہ میں حائضہ تھی۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ معتکف غسل کر سکتا ہے، کپڑے تبدیل کر سکتا ہے، بعض لوگوں نے اعتکاف میں بھی بدعات شروع کر رکھی ہیں، مثلاً: اعتکاف کی حالت میں غسل نہیں کرنا، سرمہ نہیں ڈالنا، اپنے چہرے کو چھپا کر رکھنا، یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حائضہ کے ہاتھ پاک ہوتے ہیں، وہ آٹا گوندھے گی، روٹی پکائے گی، اور اپنے خاوند کا سر بھی دھو سکتی ہے۔ خواتین پر اپنے خاوند کی خدمت فرض ہے۔

[**185**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(184) صحیح البخاری، کتاب الاعتکاف، باب غسل المعتکف، حدیث: 2031۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها، حدیث: 297۔سنن ابی داود، کتاب الصیام، باب المعتکف یدخل البیت لحاجته، حدیث: 2449۔ سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب غسل الحائض راس زوجها، حدیث: 277-279۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب الحائض تتناول الشئی من المسجد، حدیث: 633۔ شمائل ترمذی: 32۔ مسنداحمد: 204/6۔ سنن الدارمی: 1064۔ صحیح ابن خزیمه: 2232۔ مصنف ابن ابی شیبة: 202/1۔ منتقٰی ابن ابی الجارود: 104۔

(185) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء من النوم، حدیث: 212۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب امر من نعش فی صلاته او استعجم علیه القرآن، حدیث: 786۔ سنن ابی داود، کتاب التطوع، باب النعاس فی الصلاة، حدیث: 1310۔ سنن الترمذی، کتاب الصلاة باب ما جاء فی الصلاة عندالنعاس، ⇦⇦

قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَنْفَتِلْ فَإِنَّهُ لا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهُ أَوْ قَالَ فَيَدْعُوَ عَلَى نَفْسِهِ))

فرمایا: جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آئے، تو نماز پڑھنا چھوڑ دے۔ اس کو کیا معلوم کہ وہ استغفار کر رہا ہو اور وہ اپنے آپ کو بُرا بھلا کہہ رہا ہو۔ یا کہا: اپنے آپ کے لیے بددعا کر رہا ہو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز چستی اور ہوش وحواس کی حالت میں پڑھنی چاہیے، سونے اور کام کی روٹین اس طرح ہونی چاہیے کہ اس میں نماز متاثر نہ ہو۔ فرضی نماز ہر صورت وقت پر ادا کرنی چاہیے، اگر نیند آ رہی ہو تو غسل کر لینا چاہیے، یا کوئی اور طریقہ اختیار کر لیا جائے جس سے اونگھ ختم ہو جائے۔ نفلی نماز میں اگر نیند آ رہی ہو تو سو جانا چاہیے۔ نیند اور اونگھ انسان کو غافل کر دیتی ہے، اور انسان کو پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کا ترجمہ ہر کسی کو آنا چاہیے، تا کہ اسے معلوم ہو سکے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ ہر کام سمجھ داری سے کرنا چاہیے، کوئی بھی کام غفلت میں نہیں کرنا چاہیے۔ وہ کام جس میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عبادت کرنی ہو، اس میں تو ہمیں اس کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔

[**186**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ ثنا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: ضَافَ عَائِشَةَ ضَيْفٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تَدْعُوهُ، فَقَالُوا لَهَا إِنَّهُ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ فَذَهَبَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: ((وَلِمَ غَسَلَهُ؟ إِنِّي كُنْتُ لَأَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ))

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی آدمی مہمان ٹھہرا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ لوگوں نے کہا: اس کو احتلام ہوا تھا، وہ اپنا کپڑا دھونے چلا گیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ دھوتا کیوں ہے؟ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کھرچ دیا کرتی تھی۔

---

⇐⇐ حدیث: 355۔ سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب النعاس، حدیث: 162۔ مسنداحمد: 56/6۔ مؤطا امام مالك، ص: 93۔ سنن الدارمی: 1390۔ صحیح ابن خزیمه: 907۔ صحیح ابن حبان: 2584۔ سنن الکبرٰی للبیھقی: 16/3۔ معجم الاوسط للطبرانی: 8134۔

(186) صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب حکم المنی، حدیث: 288۔ سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب المنی یصیب الثوب، حدیث: 371۔ سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب ما جاء فی المنی یصیب الثوب، حدیث: 116۔ سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب فرك المنی من الثوب، حدیث: 298۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطھارۃ، باب فرك المنی من الثوب، حدیث: 538، 537۔ مسنداحمد: 135/6۔ صحیح ابن خزیمه: 288۔ مسند الشافعی: 26/1۔ مصنف عبدالرزاق: 1439۔ سنن الکبرٰی للبیھقی: 417/2۔ شرح السنة للبغوی: 298۔ الروایات مطولة ومختصرة۔

فائدہ : ......اس حدیث سے واضح ہوا کہ منی کو دھونا ضروری نہیں ہے، کھر چنا کفایت کر جاتا ہے، اور راجح موقف بھی یہی ہے کہ منی پاک ہے، ایک دلیل یہی حدیث ہے، جانبین کے دلائل پر راقم نے مفصل بحث شرح صحیح مسلم میں کر دی ہے۔

[187]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثنا أَبُو يَعْفُورَ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ مُسْـلِـمِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَـالَـتْ: ((كَـانَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَـلَتِ الْـعَشْـرُ الْأَوَاخِـرُ مِـنْ شَهْرِ رَمَضَانَ أَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَأَحْيَا اللَّيْلَ، وَشَدَّ الْمِيزَرَ)) قَالَ فَقَالَ غَيْرُهُ: وَجَدَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے لوگوں کو بیدار کرتے، خود رات بیدار رہتے اور تہبند کس لیتے، اور خوب عبادت کرتے۔

فائدہ : ...... اس سے ثابت ہوا کہ رمضان کے آخری عشرے میں رات کی عبادت کا خاص اہتمام کرنا چاہیے، اس میں اپنے اہل وعیال کو بھی شریک کرنا چاہیے، اور انھیں رات کو بیدار کر دینا چاہیے۔ انسان کی نیکیوں کا موسم بہار رمضان ہے، اور رمضان میں آخری عشرے کو خاص مقام حاصل ہے۔

[188]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثنا أَبُو يَعْفُورَ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((مِنْ كُلِّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رات کے ہر وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے۔ آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر سحری کے وقت پر جا پہنچے تھے۔

(187) صحيح البخاری، كتاب فضل ليلة القدر، باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان، حديث: 2024- صحيح مسلم، كتاب الاعتكاف، باب الاجتهادفی العشر الاوخر من شهر رمضان، حديث: 1174- سنن ابی داود، كتاب شهر رمضان، باب فی قيام شهر رمضان، حديث: 1376- سنن النسائی، كتاب قيام الليل، باب الاختلاف على عائشة فی احياء الليل، حديث: 1640- سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب فی فضل العشر الاواخر من شهر رمضان، حديث: 1767- مسنداحمد: 40، 41/6- صحيح ابن خزيمه: 2214- مصنف عبدالرزاق: 7704- سنن الكبرٰى للبيهقی: 313/4- شرح السنة للبغوی: 1829-

(188) صحيح البخاری، كتاب الوتر، باب ساعات الوتر، حديث: 996- صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبی صلی الله عليه وسلم فی الليل، حديث: 745- سنن ابی داود، كتاب الوتر- سنن النسائی، كتاب قيام الليل، باب وقت الوتر، حديث: 1682- سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی الوتر آخر الليل، حديث: 1185- مسنداحمد: 46/6- سنن الدارمی: 1595- مسندالشافعی: 195/1- سنن الكبرٰى للبيهقی: 35، 34/3-

اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ))

فائدہ : ...... اس حدیث میں نماز وتر کے وقت کا بیان ہے کہ نماز عشاء کے ادا کرنے سے لے کر صبح کی اذان تک رات کے کسی بھی حصے میں اس کو ادا کیا جا سکتا ہے۔

[189]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: ((مَا أَلْفَى النَّبِيُّ ﷺ السَّحَرَ الْآخِرَ قَطُّ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سحری کے آخر میں نہیں پائے گئے مگر سوئے ہوئے۔

فائدہ : ...... اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے آخری معمول کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد اور وتر سے فارغ ہو کر سحری کے آخری وقت میں تھوڑی دیر کے لیے سو جاتے تھے، اور یہ اکثریت پر محمول ہے۔

[190]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ خَالَتِهَا عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((هَلْ مِنْ طَعَامٍ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ قَعْبًا فِيهِ حَيْسٌ خَبَّأْنَاهُ لَهُ ((فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا: کیا کھانا موجود ہے؟ میں نے کہا: ہاں، پھر میں نے ایک پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کیا جس میں حیس نامی حلوہ تھا جو ہم نے آپ کے لیے بچا رکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ڈالا اور کھایا اور فرمایا: میں روزے سے تھا۔

(189) صحيح البخارى، كتاب التهجد، باب من نام عند السحر، حديث: 1133- صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبى صلى الله عليه وسلم فى الليل، حديث: 742- سنن ابى داود، كتاب التطوع، باب وقت قيام النبى صلى الله عليه وسلم من الليل، حديث: 1318- سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فى الضجعة بعد الوتر، حديث: 1197- مسنداحمد: 137/6- مسند اسحاق بن راهوية: 1051- مسندابى يعلٰى: 4662- سنن الكبرٰى للبيهقى: 3/3-

(190) صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب جواز صوم النافلة بنية من النهارقبل الزوال، حديث: 1154- سنن ابى داود، كتاب الصيام، باب فى الرخصه فى ذلك، حديث: 2455- سنن الترمذى، كتاب الصوم، باب صيام المتطوع بغير تبييت، حديث: 734، 733- سنن النسائى، كتاب الصيام، باب النية فى الصيام، حديث: 2327، 2326- مسند احمد: 49/6- صحيح ابن خزيمه: 2141- صحيح ابن حبان: 3630- مسند ابى يعلٰى: 4596- سنن الدارقطنى: 175/2- سنن الكبرٰى للبيهقى: 203/4-

فَأَكَلَ)) وَقَالَ ((أَمَّا أَنَا قَدْ كُنْتُ صَائِمًا))

**فائدہ** : ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نفلی روزہ دعوت کے قبول کرنے کی غرض سے چھوڑنا درست ہے۔ فرضی روزہ توڑنا منع ہے۔

[191]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ خَالَتِهَا عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ ((هَلْ مِنْ طَعَامٍ؟)) فَقُلْتُ: مَا عِنْدَنَا مِنْ طَعَامٍ قَالَ ((فَأَنَا صَائِمٌ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک دن میرے پاس آئے اور فرمایا: کھانا ہے؟ میں نے عرض کی: ہمارے پاس کھانا نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں روزے سے ہوں۔

**فائدہ** : ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نفلی روزے کی نیت دن کو بھی کرنا درست ہے، اس کی شرط یہ ہے کہ اذان سے لے کر دن کے اس وقت تک کوئی چیز نہ کھائی ہو اور نہ پی ہو۔ بے شمار محدثین نے اس حدیث سے یہی مسئلہ اخذ کیا ہے۔

[192]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ قَائِمًا فَلَمَّا أَسَنَّ صَلَّى جَالِسًا فَإِذَا بَقِيتْ عَلَيْهِ ثَلَاثُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ رَكَعَ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے، جب آپ ﷺ عمر رسیدہ ہوگئے تو بیٹھ کر پڑھا کرتے، اور جب تیس یا چالیس آیات باقی رہتیں تو کھڑے ہو کر ان کی تلاوت کرتے پھر رکوع کرتے۔

**فائدہ** : ...... اس حدیث میں ذکر ہے کہ نفلی نماز بھی کھڑے ہو کر پڑھنی چاہیے۔ بعض لوگوں نے معمول بنا

---

(191) صحيح مسلم : 1154۔ سنن ابی داود : 2455 وانظر الحديث السابق۔

(192) صحيح البخاری، كتاب التفسير، باب اذا صلى قاعدا ثم صح او وجد خفة تمم ما بقى، حديث : 1118۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائما وقاعدا، حديث : 731۔ سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب فى صلاة القاعد، حديث : 953۔ سنن النسائی، كتاب قيام الليل، باب كيف يفعل اذا افتتح الصلاة قائما، حديث : 1650۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب فى صلاة النافلة قاعدا، حديث : 1227۔ مسند احمد : 52/6، 127۔ مؤطا امام مالك، ص : 107۔ صحيح ابن خزيمه : 1240۔ صحيح ابن حبان : 2509۔ مسند ابی يعلى : 4722۔

لیا ہے کہ وہ نفلوں کو بیٹھ کر ہی پڑھتے ہیں، اور تندرست بھی ہوتے ہیں، یہ خلاف سنت بیماری یا کمزوری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ عذر نہ ہونے پر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔

[193]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا: ((إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيضِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي)) أَوْ قَالَ ((اغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت فاطمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہوا کرتا تھا' تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ (عرق) رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے' جب مدت حیض آ جائے تو نماز ترک کر دیا کر' اور جب مدت حیض ختم ہو جائے تو غسل کر اور نماز پڑھ، یا فرمایا: اپنے آپ سے خون دھو اور نماز پڑھ۔

**فائدہ**: ...... حالت حیض میں نماز پڑھنا منع ہے، لیکن حالت استحاضہ میں نماز پڑھی جائے گی، اور حالت حیض میں دیگر ممنوعہ امور بھی حالت استحاضہ میں کیے جائیں گے۔ یاد رہے کہ استحاضہ میں ایک رگ سے خون جاری ہوتا ہے۔

[194]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعات میرے پاس کبھی ترک نہیں کیں۔

---

(193) صحيح البخارى، كتاب الحيض، باب اقبال المحيض وادباره، حديث: 320- صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، حديث: 333- سنن ابى داود، كتاب الطهارة، باب من روى ان الحيضة اذا ادبرت لا تدع الصلاة، حديث :283 ، 282- سنن الترمذى، كتاب الطهارة، باب ما جاء فى المستحاضة، حديث: 125- سنن النسائى، كتاب الطهارة، حديث: 213- سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، حديث: 621- مسنداحمد: 194/6- سنن الدارمى: 781، 780- مؤطا امام مالك، ص: 64- مسند الشافعى: 46/1- صحيح ابن حبان: 1350- مسند ابى يعلٰى: 4486- سنن الكبرٰى للبيهقى: 344/1-

(194) صحيح البخارى، كتاب مواقيت الصلاة، باب ما يصلى بعدالعصر من الفوائت ونحوها، حديث: 591- صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبى صلى الله عليه وسلم بعد العصر، حديث: 835/299- سنن النسائى، كتاب المواقيت، باب الرخصة فى الصلاة بعد العصر، حديث: 576- مسند احمد: 5/6- سنن الدارمى: 1442-صحيح ابن حبان: 1573.

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا مسنون ہیں، اور جو اس کو خاصہ قرار دے، اس پر دلیل لازم ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی عصر کے بعد دو رکعات پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے، تفصیل کے لیے المحلیٰ لابن حزم (2/34ـ40) کا مطالعہ کریں۔ ان دو رکعتوں کی وجہ صحیح مسلم (كتاب الصلاة ، باب صلاة المسافرين وقصرها ، حديث : 835) میں موجود ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آپ نماز عصر کے بعد دو رکعت کیوں پڑھتے ہیں، اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں یہ دو رکعتیں نماز ظہر کے بعد پڑھتا تھا، میرے پاس مال آیا، مال نے مجھے مشغول کر دیا، میں وہی دونوں رکعتیں اب پڑھتا ہوں۔

[195]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ رکعات وتر پڑھتے تھے' قعدہ نہ کرتے تھے مگر ان کے آخر میں۔

[196]...... قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ)) فَسَمِعْتُ بِذَلِكَ فَاسْتَأْذَنْتُهُ ((فَأَذِنَ لِي)) ثُمَّ اسْتَأْذَنَتْهُ حَفْصَةُ ((فَأَذِنَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کا ارادہ کیا، میں نے سنا تو میں نے بھی اجازت طلب کی، تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی، پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اجازت چاہی تو اس کو بھی اجازت دے دی' پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے

(195) صحيح مسلم ، كتاب صلاة المسافرين ، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبى صلى الله عليه وسلم فى الليل ، حديث : 737ـ سنن ابى داود ، كتاب التطوع ، باب فى صلاة الليل ، حديث : 1338ـ سنن الترمذى ، كتاب الوتر ، باب ما جاء فى الوتر بخمس ، حديث : 458ـ سنن النسائى ، كتاب قيام الليل ، باب ما جاء فى لم يصل بالليل ، حديث : 1359ـ مسنداحمد : 50/6ـ صحيح ابن خزيمه : 1076ـ صحيح ابن حبان : 2437ـ سنن الدارمى : 1581ـ مسند الشافعى : 194/1ـ مسند ابى يعلى : 4526ـ

(196) صحيح البخارى ، كتاب الاعتكاف ، باب اعتكاف النساء ، حديث : 2033ـ صحيح مسلم ، كتاب الاعتكاف ، باب متى يدخل من اراد الاعتكاف فى معتكفه ، حديث : 1172ـ سنن الترمذى ، كتاب الصوم ، باب ما جاء فى الاعتكاف ، حديث : 791ـ سنن النسائى ، كتاب المساجد ، باب الخباء فى المساجد ، حديث : 710ـ سنن ابن ماجه ، كتاب الصيام ، باب ما جاء فيمن يبتدء الاعتكاف ، حديث : 1771ـ مسنداحمد : 84/6ـ صحيح ابن خزيمه : 2217ـ صحيح ابن حبان : 3667ـ مسندابى يعلى : 4506ـ سنن الكبرىٰ للبيهقى : 315/4ـ مؤطا امام مالك ، ص : 215ـ

لَهَا)) ثُمَّ اسْتَأْذَنَتْهُ زَيْنَبُ ((فَأَذِنَ لَهَا)) قَالَتْ: فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ دَخَلَ فِي مُعْتَكَفِهِ)) فَلَمَّا صَلَّى الصُّبْحَ رَأَى فِي الْمَسْجِدِ أَرْبَعَةَ أَبْنِيَةٍ فَقَالَ: ((مَا هَذَا؟)) قَالُوا: لِعَائِشَةَ، وَحَفْصَةَ، وَزَيْنَبَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((آلْبِرَّ يُرِدْنَ بِهَذَا؟)) فَلَمْ يَعْتَكِفْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْعَشَرَةَ ((فَاعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: آلْبِرَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ؟

اجازت چاہی تو اس کو بھی اجازت دے دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جاتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی تو دیکھا کہ چار جگہ بنائی گئی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: حضرت عائشہ، حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہن کے لیے خیمے ہیں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس سے ان کا نیکی کا ارادہ ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرہ میں معتکف نہ ہوئے اور شوال کے (کسی) عشرہ کا اعتکاف کیا۔ ابوبکر نے کہا: اور بسا اوقات سفیان اس حدیث میں کہتے: ''کیا تم ان کے اس کام کو نیکی کہتے ہو؟''

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیوی اعتکاف بیٹھنے سے پہلے اپنے خاوند سے اجازت لے گی اگر اجازت مل جائے تو بیٹھے گی ورنہ نہیں بیٹھے گی۔ دکھاوے کی غرض سے اعتکاف کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ ریا کاری گناہ بن جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب نہیں جانتے تھے، اس لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ خیمے کن کے ہیں؟ خواتین بھی اعتکاف مسجد میں ہی کریں گی۔ اگر کسی وجہ سے رمضان میں اعتکاف نہ ہو سکے تو سال کے کسی بھی عشرے میں اعتکاف کرنا درست ہے۔ اس حدیث سے ایک اہم مسئلہ یہ بھی ثابت ہوا کہ نیت کر لینے سے اعتکاف واجب نہیں ہوتا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((وفيه أن الاعتكاف لا يجب بالنية)) ''اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ نیت کر لینے سے اعتکاف واجب نہیں ہوتا''۔ (فتح الباری: 349/4) نیت کا تعلق دل سے ہے نہ کہ زبان سے۔

## مُسْنَدُ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الصَّوْمِ

## ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزے سے متعلقہ مرویات

**[197]**...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

علقمہ رحمہ اللہ نے کہا: ہم حج کرنے نکلے تو ایک قوم نے آپس

(197) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب بیان ان القبلة فی الصوم لیست محرمة، حدیث: 1106/66۔ سنن الکبریٰ للنسائی: 3085۔ مسند احمد: 40/6۔ مصنف عبدالرزاق: 7441۔ منتقی لابن الجارود: 391۔ سنن الکبریٰ للبیہقی: 233/4۔ من طریق ابراهیم عن علقمة عن عائشة۔ سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء ⇦⇦

قَالَ: ثنا مَنْصُورٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَتَذَاكَرَ الْقَوْمُ الصَّائِمَ يُقَبِّلُ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: نَعَمْ، وَقَالَ آخَرُ: قَدْ صَامَ سَنَتَيْنِ، وَقَامَ لَيْلَهُمَا لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آخُذَ قَوْسِي هَذِهِ فَأَضْرِبُكَ بِهَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ فَقَالُوا: يَا أَبَا شِبْلٍ سَلْهَا، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ أَرْفُثُ عِنْدَهَا سَائِرَ الْيَوْمِ، فَسَمِعَتْ مَقَالَتَهُمْ فَقَالَتْ: مَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ؟ إِنَّمَا أَنَا أُمُّكُمْ، فَقَالُوا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ الصَّائِمُ يُقَبِّلُ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِأَرَبِهِ))

میں مذاکرہ کیا کہ کیا روزہ دار بوسہ لے سکتا ہے؟ تو ایک آدمی نے قوم میں سے کہا: جی ہاں، اور دوسرے نے کہا، اس نے دو سال روزے رکھے اور ان کی راتوں کا قیام بھی کیا تھا، تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنی کمان پکڑوں اور اس سے تمھیں ماروں۔ جب ہم مدینہ حضرت عائشہ ﷞ کے پاس آئے تو قوم نے کہا: اے ابوشبل! ان سے سوال کرو، تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں کبھی بھی حضرت عائشہ ﷞ کے پاس فحش گوئی نہیں کروں گا، تو حضرت عائشہ ﷞ نے ان کا کلام سن لیا اور فرمایا: تم کیا کہتے ہو (تم کس موضوع پر بات کر رہے ہو)؟ میں تمھاری ماں ہوں، تو لوگوں نے عرض کی: اے ام المؤمنین! روزہ دار (بیوی کا) بوسہ لے سکتا ہے؟ تو حضرت عائشہ ﷞ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بوسہ لیتے اور بدن سے چمٹتے تھے اور تم سب سے زیادہ اپنے آپ کو قابو میں رکھنے پر قادر بھی تھے۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا درست ہے، لیکن اگر شہوت پر کنٹرول ہو تو درست ہے، لیکن جو شخص کنٹرول نہ کر سکے تو وہ روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ نہ لے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے اوپر بہت زیادہ کنٹرول تھا، سبحان اللہ۔ سیدہ عائشہ ﷞ شرعی مسائل بیان کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتی تھیں، بعض لوگ عورت کی آواز کو بھی پردہ خیال کرتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔

[**198**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ — سفیان کہتے ہیں: میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے پوچھا: کیا

⇦ فی مباشرۃ الصائم، حدیث: 729۔ من طریق ابراهیم عن علقمة والاسود عن عائشة، مختصرا۔ صحیح البخاری، کتاب الصوم، حدیث: 1927۔ سنن الدارمی: 775۔ من طریق ابراهیم عن الاسود عن عائشة۔

(198) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب بیان ان القبلة فی الصوم لیست محرمة، حدیث: 1102/63۔ سنن الکبریٰ للنسائی: 3052۔ مسند احمد: 39/6۔ سنن الدارمی: 640۔ صحیح ابن خزیمه: 2000۔ مسند ابی یعلیٰ: 4696۔ سنن الکبریٰ للبیهقی: 233/4۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 91/2۔

قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ؟)) فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: نَعَمْ

تیرے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی اور تو نے سنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بحالت روزہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بوسہ لیتے تھے؟ وہ کچھ دیر خاموش رہے، پھر کہا: ہاں۔

[**199**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ نِسَائِهِ وَهُوَ صَائِمٌ)) ثُمَّ تَضْحَكُ

عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بعض ازواج کا بوسہ لیتے اور وہ روزے سے ہوتے تھے۔سفیان راوی نے کہا: پھر ام المؤمنین ہنس دیں۔

[**200**]...... قَالَ حَدَّثَنَا سُمَيٌّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يُدْرِكُهُ الصُّبْحُ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ يَوْمَهُ ذَلِكَ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنابت سے ہوتے تھے کہ صبح ہو جاتی، پھر آپ ﷺ غسل کرتے اوراس دن کا روزہ رکھتے تھے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت جنابت میں روزہ رکھنا درست ہے۔

---

(199) صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب القبلة للصائم، حديث: 1928- صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب بيان ان القبلة فی الصوم ليست محرمة، حديث: 1106- سنن الكبرٰی للنسائی: 3054- مسند احمد: 192/6- مسند عبد بن حميد: 1501- موطا امام مالك، ص: 200- مسند الشافعی: 256/1- صحيح ابن حبان: 3537- مسند ابی يعلٰی: 4428- سنن الدارمی: 1722-

(200) مسنداحمد: 38/6- مسند الشافعی: 259/1- مسندابی يعلٰی: 4551- سنن الكبرٰی للنسائی: 2981- صحيح ابن خزيمه: 2009- منتقٰی لابن الجارود: 392- مختصرا- صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب الصائم يصبح جنبا، 1926، 1925- صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، حديث: 1109- سنن الترمذی، كتاب الصوم، باب ما جاء فی الجنب يدركه الفجر وهو يريد الصوم، حديث: 779- سنن الكبرٰی للنسائی: 2971- مسنداحمد: 36/6- مؤطا امام مالك، ص: 199- من طريق ابی بكر بن عبدالرحمٰن عن عائشة وام سلمة رضی الله عنهما، وفی الحديث قصة-

[201]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ كَانَ يَسْرُدُ الصَّوْمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْرُدُ الصَّوْمَ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ ((إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ مسلسل روزے رکھتے تھے' تو انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں مسلسل روزے رکھتا ہوں' تو کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو چاہے تو روزہ رکھ اور اگر چاہے تو افطار کرلے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ حالت سفر میں روزے کی رخصت ہے،اس کی قضائی بعد میں ادا کی جائے گی۔

[202]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ كِلَاهُمَا عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمًا يُصَامُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ شَهْرُ رَمَضَانَ، فَلَمَّا نَزَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: عاشورہ کا روزہ زمانہ جاہلیت میں بھی رکھا جاتا تھا اور رمضان کا حکم نازل ہونے سے پہلے بھی۔ پھر جب رمضان کے روزے کا حکم نازل ہوا تو جس نے چاہا (عاشورہ کا) روزہ رکھا، اور جس نے چاہا (عاشورہ کا) روزہ نہ رکھا۔

**فائدہ**: ...... یوم عاشورہ کا روزہ پہلے فرض تھا،لیکن جب رمضان فرض ہوگیا،تب یوم عاشورہ کی فرضیت ختم

(201) صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب الصوم فی السفر والافطار، حديث: 1943- صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب التخيير فی الصوم والفطر فی السفر، حديث: 1121- سنن الترمذی، كتاب الصوم، باب ما جاء فی الرخصة فی الصوم فی السفر، حديث: 811- سنن النسائی، كتاب الصيام، باب سرد الصيام، حديث: 2386- سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، حديث: 1662- مسند احمد: 46/6- سنن الدارمی: 1714- صحيح ابن خزيمه: 2028- صحيح ابن حبان: 3560- مسندابی يعلٰی: 4502- مسند الشافعی: 267/1-

(202) صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب صيام يوم عاشوراء، حديث: 2002- صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب صيام يوم عاشوراء، حديث: 1125- سنن ابی داود، كتاب الصيام، باب فی صوم يوم عاشوراء، حديث: 2442- سنن الترمذی، كتاب الصوم، باب ما جاء فی الرخصة فی ترك صوم يوم عاشوراء، حديث: 753- سنن الكبرىٰ للنسائی: 2851- سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب صيام يوم عاشوراء، حديث: 1733- مسند احمد: 29/6، 30- مؤطا امام مالك، ص: 205، 204- سنن الدارمی: 1770- صحيح ابن خزيمه: 2080- مصنف عبدالرزاق: 7844- مسند ابی يعلٰی: 4638- صحيح ابن حبان: 3621-

ہوگئی۔ عاشوراء دسویں محرم کو کہتے ہیں ۔ رمضان کے بعد افضل ترین روزے محرم کے قرار دیے گئے ہیں ۔ (صحیح مسلم : 1131) اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کی قوم کو فرعون سے اسی عاشوراء کے دن نجات دی تھی تو بنی اسرائیل اس خوشی میں بطور شکرانہ روزہ رکھتے تھے ۔ (صحیح البخاری : 2004) یہودی صرف روزہ ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ خوشی و مسرت کا اظہار بھی کرتے ، چنانچہ حدیث میں ہے کہ اہل خیبر اس دن جشن مناتے اور اپنی عورتوں کو زیورات اور سامان زینت سے مزین کرتے ۔ (صحیح مسلم : 1134) اب ہم نے نو محرم کا روزہ رکھنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نو محرم کا روزہ ضرور رکھوں گا ۔ (صحیح مسلم : 1134)

## أَحَادِيْثُ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضي الله عنها عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحَجِّ
## ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حج سے متعلقہ مرویات

[**203**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ فَذَكَرْتُ حَيْضَتَهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَحَابِسَتُنَا هِيَ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا حَاضَتْ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ، قَالَ: ((فَلْتَنْفِرْ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو طواف افاضہ کے بعد حیض آیا، تو انھوں نے (اپنے زوج مکرم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے حائضہ ہونے کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس نے ہمیں روک دیا ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ طواف افاضہ کے بعد حائضہ ہوئی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر جا سکتی ہے۔

**فائدہ** :...... حالت حیض میں بیت اللہ کا طواف منع ہے۔ طواف الوداع واجب ہے لیکن حائضہ سے ساقط ہوجاتا ہے۔

[**204**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مثل اس کے روایت ہے مگر اس

(203) صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب حجة الوداع، حديث : 4401۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، حديث : 1211/382۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب الحائض تخرج بعد الافاضة، حديث : 2003۔ سنن الكبرٰی للنسائی : 4186۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، حديث : 3072۔ مسنداحمد : 38/6۔ صحيح ابن خزيمه : 3002۔ صحيح ابن حبان : 3903۔ مسند الشافعی : 367/1۔ سنن الكبرٰی للبيهقی : 162/5۔ وفی بعضهم عن الزهری عن ابی عروة عن عائشة۔

(204) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب اذا حاضت المراة بعد ما افاضت، حديث : 1757۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، حديث : 1211/383۔ سنن الترمذی، كتاب الحج، حديث : 943 سنن الكبری للنسائی : 4193۔ مسند احمد : 39/6۔ مؤطا امام مالك، ص : 274۔ مسند الشافعی : 367/1۔ صحيح ابن حبان : 3902۔ سنن الكبرٰی للبيهقی : 162/5۔ شرح السنة للبغوی : 1974۔

قَـالَ: ثـنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَـنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِـمِثْـلِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ((فَـلا إِذًا))

میں پھر نہیں (اب کوئی حرج نہیں ہے)، کے الفاظ ہیں۔

[205]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنـا الـزُّهْـرِيُّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ أَرَادَ أَنْ يُهِـلَّ مِنْكُمْ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ ، وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُهِـلَّ بِـحَجٍّ فَلْيُهِلَّ ، وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُهِلَّ بِـعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: ((فَأَهَلَّ رَسُولُ اللّهِ ﷺ بِـالْحَجِّ)) وَأَهَلَّ بِهِ نَاسٌ مَعَهُ ، وَأَهَلَّ نَـاسٌ بِـالْـعُـمْـرَةِ ، وَكُنْتُ فِيمَنْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ قَـالَ: قَـالَ سُـفْيَـانُ: ثُـمَّ غَلَبَنِي الْحَدِيثُ فَهَذَا الَّذِي حَفِظْتُ مِنْهُ .

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم (حج کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم میں سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرنا چاہے تو کرلے، اور جو صرف حج کی نیت کرنا چاہے تو کرلے اور جو صرف عمرہ کی نیت کرنا چاہے تو کرلے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کی نیت کی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ حج کی نیت کی اور کچھ لوگوں نے عمرہ اور حج کی نیت کی اور کچھ لوگوں نے صرف عمرہ کی نیت کی۔ میں ان لوگوں میں سے تھی جنھوں نے عمرہ کی نیت کی تھی۔سفیان نے کہا: میں اس حدیث کا اس قدر حصہ ہی حفظ کرسکا ہوں۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں حج کی بعض اقسام بیان کی گئیں ۔ حج کی کل تین اقسام ہیں ان کی ضروری تفصیل درج ذیل ہے۔

حجِ افراد: یعنی حج کے دنوں میں صرف حج کی ادائیگی کے لیے احرام باندھنا اور عمرہ نہ کرنا ، اس میں قربانی واجب نہیں۔

حجِ تمتع: ایک ہی سفر میں پہلے عمرے کا احرام باندھا۔طواف وسعی کے بعد حلق کر کے اس احرام سے فارغ ہوگیا۔ پھر حج کا وقت آیا تو حج کا احرام باندھا۔کیونکہ ایک ہی سفر میں دو عبادتیں جمع کرنے کا فائدہ اٹھالیا اسے حج تمتع کہتے ہیں اور حج تمتع کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں اور اس پر شکرانے کی قربانی واجب ہوتی ہے۔ پاکستانی عازمینِ حج عموماً حج تمتع

(205) صحيح البخاری، کتاب الحج، باب کيف تهل الحائض والنفساء، حديث : 1556۔ صحيح مسلم، کتاب الحج، باب بيان وجوه الاحرام، حديث : 1211۔ سنن ابی داود، کتاب المناسك، باب فی افراد الحج، حديث : 1781۔ سنن النسائی، کتاب مناسك الحج، باب فی المهلة بالعمرة تحيض وتخاف فوت الحج، حديث : 2765۔ مسند احمد : 37/6، 177۔ مؤطا امام مالك، ص : 265۔ صحيح ابن خزيمه : 2605۔ صحيح ابن حبان : 3912۔ سنن الکبریٰ للبيهقی : 353/4۔ شرح السنة للبغوی : 1887۔

ہی کرتے ہیں۔

حج قران: ایک ساتھ ہی حج وعمرہ کا احرام باندھا، پہلے عمرہ کے ارکان ادا کیے، چنانچہ عمرے کی سعی کے بعد حلق یا قصر نہیں کیا بلکہ طواف قدوم اور حج کی سعی کرنے کے بعد بدستور حالتِ احرام میں رہا یہاں تک کہ ایامِ حج میں حج کے ارکان ادا کر کے حلق یا قصر کرایا اور احرام سے فارغ ہوا۔ حج قران کرنے والے پر بھی قربانی واجب ہوتی ہے۔

[206]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ، وَأَفْرَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْحَجَّ وَلَمْ يَعْتَمِرْ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم میں سے عمرہ کی نیت کرنا چاہے تو وہ کرلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج (اِفراد) کی نیت کی اور عمرہ کی نیت نہیں کی۔

[207]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا أَبُو ضَمْرَةَ أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ اللَّيْثِيُّ، ثنا أَبُو الْأَسْوَدِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَتِيمُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمِنَّا مَنْ أَفْرَدَ وَمِنَّا مَنْ قَرَنَ وَمِنَّا مَنِ اعْتَمَرَ، فَأَمَّا مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَلَّ، وَأَمَّا مَنْ أَفْرَدَ أَوْ قَرَنَ فَلَمْ يُحِلَّ حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے تو ہم میں سے بعض نے مفرد حج کیا' اور بعض نے حج قران کیا' اور بعض نے عمرہ کی نیت کی' اور بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی کر کے احرام کھول دیا۔ وہ لوگ جنھوں نے حج مفرد یا حج قران کیا، انھوں نے احرام نہ کھولا یہاں تک کہ جمرات کو کنکر مارے۔

**فائدہ**: ...... حج قران کے ذمہ صرف ایک ہی سعی ہونے کی کئی ایک دلیلیں ہیں جن میں سے کچھ ذیل میں دی جاتی ہیں: (1) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج قران کیا اور طواف قدوم کے بعد صفا مروہ کے مابین صرف ایک ہی سعی کی۔

(206) اسناده ضعيف، والحديث صحيح دون قولها: ولم يعتمر۔ مسنداحمد: 92/6۔ صحيح ابن خزيمه: 3079۔ سنن الدار قطنی: 228/2۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 140/2۔

(207) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب التمتع والقران والافراد، حديث: 1562۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب الحج، باب بيان وجوه الاحرام، حديث: 1211/118۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب فی افراد الحج، حديث: 1779۔ سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب افراد الحج، حديث: 2717۔ مسند احمد: 36/6، 104۔ مؤطا امام مالك، ص: 227۔ سنن الكبریٰ للبيهقی: 2/5۔ شرح السنة للبغوی: 1874۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفا مروہ کے مابین ایک ہی سعی کی۔ صحیح مسلم (1215)

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام نے ایک ہی سعی کی) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ میں سے جو حج قران کرنے والے صحابہ تھے انھوں نے صفا مروہ کے مابین صرف ایک ہی سعی کی، اور جو حج تمتع کرنے والے تھے انھوں نے دو بار سعی کی ایک سعی عمرہ کے لیے اور دوسری سعی یوم النحر (عید کے دن) اپنے حج کے لیے۔ اس حدیث میں واضح طور پر امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے موافقین کی دلیل پائی جاتی ہے کہ حج قران کرنے والے پر صرف ایک ہی طواف افاضہ اور ایک ہی سعی ہے۔

(2) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: جنھوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا (اور وہ حج تمتع کرنے والے تھے) انھوں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کے مابین سعی کی اور پھر احرام کھول دیا اور جب منی سے واپس آئے تو پھر ایک اور طواف کیا اور جنھوں نے حج اور عمرہ کو جمع کیا تھا (اور حج قران کرنے والے ہیں) انھوں نے صرف ایک ہی طواف کیا تھا۔ (صحیح بخاری (1556) صحیح مسلم (1211). سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حج قران کر رہی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے انھیں فرمایا: (تیرا بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرنا تیرے حج اور عمرے کے لیے کافی ہے) سنن ابی داود (1897) علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الصحيحة (1984) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ نیز دیکھیں شرح حدیث 205۔

[**208**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ: ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ لَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِسَرَفٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے حج کے موقع پر نکلے۔ ہم صرف حج ہی کا سوچ رہے تھے۔ جب میں مقام سرف میں یا اس کے قریب پہنچی تو میں حائضہ ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا تو حیض سے ہے؟ میں نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ

(208) صحيح البخاری، كتاب الحيض، باب الامر بالنفساء اذا نفسن، حديث: 294۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب بيان وجوه الاحرام، حديث: 1211/119۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب فی افراد الحج، حديث: 1782۔ سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب ترك التسمية عند الاهلال، حديث: 2742۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الحائض تقضی المناسك الا الطواف، حديث: 2963۔ مسنداحمد: 39/6۔ مؤطا امام مالك، ص: 273۔ سنن الدارمی: 1853۔ صحيح ابن خزيمه: 2905۔ صحيح ابن حبان: 3824۔ مسندابی يعلٰی: 4719۔

مَالَكِ أَنُفِسْتِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ ((إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ)) قَالَتْ: ((وَضَحَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ))

ایک چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے، پس تو کرتی جا جو کچھ حاجی کریں مگر تو طواف نہ کرنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کی قربانی دی تھی۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض اور نفاس کے احکام ایک ہی طرح کے ہیں، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض پر نفاس کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دوران حج میں حائضہ منی، عرفات اور مزدلفہ میں مناسک حج ادا کرسکتی ہے، صرف بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی نہیں کرسکتی۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کرسکتا ہے۔اس حدیث میں حیض بنات آدم پر لکھ دیا گیا ہے کا بھی ذکر ہے۔ بعض نے کہا کہ حیض بنواسرائیل کی عورتوں سے شروع ہوا۔ اس کی تردید کرتے ہوئے امام بخاری فرماتے ہیں: حیض کی ابتداء کیسے ہوئی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: حیض ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیوں کے لیے مقرر فرمادی ہے۔'' بعض حضرات کہتے ہیں: حیض پہلے پہلے بنی اسرائیل پر مسلط کیا گیا تھا۔۔ابوعبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تمام عورتوں کو شامل ہے۔(صحیح البخاری قبل ح 294) امام بخاری نے حیض کی ابتدا کے متعلق جو اثر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حیض بنی اسرائیل کی طرف پہلے مسلط کیا گیا تھا۔ یہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو (صحیح ابن خزیمه 1700، المختاره لضياء المقدسی ح 9516) میں ہے۔ امام ابن خزیمہ یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: الخبر موقوف غیر مسند۔امام بخاری رحمہ اللہ نے موقوف کے مقابلے میں مرفوع حدیث کو ترجیح دی ہے۔ یہی راجح ہے کہ روز اول سے ہی حیض بنات آدم پر لکھ دیا گیا تھا اور اہل الحدیث کا یہی منہج ہے کہ وہ ہر موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا تقاضا ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث سے پینتیس مسائل اخذ کیے ہیں۔ جن کی تفصیل ہم نے اپنی شرح انوار القلوب للقاری بفوائد صحیح البخاری میں بیان کردی ہے۔ يسر الله لنا اتمامه۔

[**209**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ذوالقعدہ کی پانچ راتیں باقی

(209) صحیح البخاری، کتاب الحج، باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير امرهن، حديث: 1709۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان وجوه الاحرام، حدیث: 1211/125۔ سنن النسائی، کتاب مناسك الحج، باب اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدى، حديث: 2806۔ سنن ابن ماجه، کتاب المناسك، باب فسخ الحج، حديث: 2981۔ مسنداحمد: 194/6۔ مؤطا امام مالك، ص: 263۔ صحيح ابن خزيمه: 2904۔ صحيح ابن حبان: 3929۔ مسندالشافعی: 368/1۔ سنن الكبرىٰ للبيهقى: 5/5۔

قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ)) فَلَمَّا كُنَّا بِسَرَفٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا ((أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً)) فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى أُتِيتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: ذَبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرَ قَالَ يَحْيَى: فَحَدَّثْتُ بِهِ الْقَاسِمَ فَقَالَ: جَاءَ تْكَ وَاللّٰهِ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ

تھیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، ہمارا صرف حج ہی کا ارادہ تھا، جب ہم مقام سرف یا اس کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس قربانی نہ ہو تو وہ عمرہ کرے۔ پھر جب ہم منیٰ میں تھے' ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا، میں نے کہا: یہ کیسا ہے؟ تو لوگوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے گائے ذبح کی ہے۔ یحییٰ نے کہا: میں نے یہ حدیث قاسم کو سنائی تو اس نے کہا: ام المؤمنین نے تجھے پوری حدیث سنا دی ہے۔

[**210**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ ثُمَّ لا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہدی (قربانی کے جانور) مدینہ رہ کر مکہ کو روانہ کرتے، ان کی پٹیاں میں اپنے ان ہاتھوں سے تیار کرتی (بٹتی) تھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں سے اجتناب نہیں کرتے تھے جن سے حاجی اجتناب کرتا ہے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قربانی کے اونٹوں اور گایوں کو ہار پہنائے جاتے ہیں یہ بطور علامت ہے کہ یہ اونٹ یا گائے مکہ مکرمہ جا رہی ہے اور حاجیوں نے انھیں حج میں قربانی کرنا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں سے ہار تیار کرتی تھیں، اس لیے عورت کے لیے اس قسم کے صنعت وحرفت کے کام کرنا معیوب نہیں۔ نیز ہدی کو روانہ کرنے سے حالت احرام کے مسائل لاگو نہیں ہوتے۔ حالت احرام کے مسائل اس وقت لاگو ہوں گے جب میقات سے احرام پہن لیا جائے۔ (نیز دیکھیں مسند حمیدی ح 211)

(210) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب فتل القلائد للبدن والبقر، حديث: 1698- صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب بعث الهدى الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه، حديث: 1321- سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب من بعث بهدية واقام، حديث: 1758- سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب هل يوجب تقليد الهدى احراما، حديث: 2796- سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب تقليد البدن، حديث: 3094- مسند احمد: 36/6- صحيح ابن خزيمه: 2573- سنن الدارمى: 1942- صحيح ابن حبان: 4012- مسند الطيالسى: 1441- وبعضهم قرن عمرة بنت عبدالرحمن مع عروة.

[211]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: نا سُفْيَانُ قَالَ: نا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ يُخْبِرُ بِهِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ ثُمَّ لَا يَعْتَزِلُ شَيْئًا مِمَّا يَعْتَزِلُهُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَتْرُكُهُ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: وَمَا نَعْلَمُ الْحَاجَّ يُحِلُّهُ شَيْءٌ إِلَّا الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی (قربانی کے جانور) کی رسی (پٹی) اپنے ان دونوں ہاتھوں سے تیار کرتی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ نہ رہتے ان چیزوں سے جن سے احرام والا پرہیز کرتا ہے اور نہ اس کو چھوڑتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اور ہم نہیں جانتے کہ حاجی بیت اللہ کا طواف کرنے کے بغیر کسی دوسری چیز کے ساتھ احرام سے نکل سکتا ہے۔

[212]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَبَسَطَتْ يَدَهَا فَقَالَتْ: ((أَنَا طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ لِحَرَمِهِ حِينَ أَحْرَمَ، وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَذَا الَّذِي نَأْخُذُ بِهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ پھیلا کر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے ان دونوں ہاتھوں سے خوشبو تیار کی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا، اور احرام کھولنے کے لیے بھی طواف کعبہ سے پہلے۔ ابوبکر (حمیدی) فرماتے ہیں: اسی پر ہم عمل کرتے ہیں۔

[213]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اپنے ان دونوں

(211) صحيح البخارى، كتاب الحج، باب القلائد من العهن، حديث: 1705۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب بعث الهدى الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه، حديث: 1321/361۔ باب هل يوجب تقليد الهدى احراما، حديث: 2797۔ مسنداحمد: 85/6۔ مسند ابى يعلٰى: 4659۔ سنن الكبرٰى للبيهقى: 232/5۔

(212) صحيح البخارى، كتاب الحج، باب الطيب بعد رمى الجمار، حديث: 1754۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب الطيب قبل الاحرام فى البدن، حديث: 1189/32۔ سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب الطيب عند الاحرام، حديث: 1745۔ سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء فى الطيب عندالاحلال قبل الزيارة، حديث: 917۔ سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب اباحة الطيب عند الاحرام، حديث: 2693، 2692۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، حديث: 2926۔ مسنداحمد: 39/6۔ سنن الدارمى: 1810۔ صحيح ابن خزيمه: 2581۔ صحيح ابن حبان: 3766۔ مؤطا امام مالك، ص: 222۔ مسندابى يعلٰى: 4712۔

(213) صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب ما يستحب من الطيب، حديث: 5928۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب الطيب قبل الاحرام فى البدن، حديث: 1189۔ سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب اباحة الطيب عند الاحرام، حديث: 2690، 2689۔ مسند احمد: 38/6۔ سنن الدارمى: 1809۔ مسند الشافعى: 279/1۔ سنن الكبرٰى للبيهقى: 34/5۔ مسندابى يعلٰى: 4391۔ شرح معانى الآثار للطحاوى: 130/2۔

قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ لِحَرَمِهِ حِينَ أَحْرَمَ، وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَهَذَا مِمَّا لَمْ يَكُنْ يُحَدِّثُ بِهِ سُفْيَانُ قَدِيمًا عَنِ الزُّهْرِيِّ فَوَقَفْنَاهُ عَلَيْهِ فَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ

ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا' اور طواف کعبہ سے پہلے احرام کھولنے کے لیے بھی۔ ابوبکر (حمیدی) نے کہا: اوائل میں سفیان بروایت زہری یہ حدیث ہم سے بیان نہیں کرتے تھے۔ پھر ہم نے ان کو مطلع کیا تو انھوں نے کہا: میں نے زہری سے سنا ہے۔

[214]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ((إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ، وَذَبَحْتُمْ، وَحَلَقْتُمْ فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيبَ)) قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: ((طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِحَرَمِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَلِحِلِّهِ بَعْدَ مَا رَمَى الْجَمْرَةَ، وَقَبْلَ أَنْ يَزُورَ)) قَالَ سَالِمٌ: وَسُنَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ تُتَّبَعَ.

سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم جمرہ کو کنکر مارو، قربانی ذبح کرو اور سر منڈواؤ تو عورتوں اور خوشبو کے سوا تم پر باقی تمام چیزیں حلال ہوگئیں۔ سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی، احرام باندھنے سے پہلے اور احرام کھولنے کے لیے جمرہ کو کنکر مارنے کے بعد اور کعبہ کی زیارت کرنے سے پہلے۔ سالم نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی زیادہ مستحق ہے۔

[215]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثني عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ: ((طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِحَرَمِهِ وَحِلِّهِ)) قُلْتُ: أَيُّ الطِّيبِ؟ قَالَتْ: بِأَطْيَبِ الطِّيبِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے کے لیے اور احرام کھولنے کے لیے میں نے خوشبو لگائی تھی۔ راوی نے کہا: کیسی خوشبو لگائی تھی؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بہت عمدہ خوشبو لگائی۔

---

(214) صحيح، سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب اباحة الطيب عند الاحرام، حديث: 2685۔ سنن الكبرٰی للنسائی: 4166۔ مسند احمد: 106/6۔ صحيح ابن خزيمه: 2938۔ مسندالشافعی: 299، 298/1۔

(215) صحيح البخاری: 5928۔ صحيح مسلم: 1189 وقد تقدم: 213.

[216]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ فَقَالَ لِي عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ: مَا يَرْوِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا عَنِّي .

حمیدی نے حدیث بیان کی اور کہا کہ سفیان نے کہا: پس مجھے عثمان بن عروہ نے کہا کہ ہشام بن عروہ اس حدیث کو میری سند سے ہی روایت کرتا ہے۔

[217]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: ((رَأَيْتُ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر کی مانگ میں تیسرے دن کے بعد بھی خوشبو کی چمک دیکھی ہے، جبکہ آپ ﷺ احرام میں تھے۔

[218]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ عِنْدَ إِحْرَامِهِ؟ فَقَالَ: مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا يَنْضَخُ مِنِّي رِيحُ الطِّيبِ ، وَلَأَنْ أَتَمَسَّحَ بِالْقَطِرَانِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ قَالَ أَبِي فَأَرْسَلَ بَعْضُ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ إِلَى عَائِشَةَ؛ لِيُسْمِعَ إِيَّاهُ مَا قَالَتْ فَجَاءَ الرَّسُولُ فَقَالَ: قَالَتْ: ((طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ)) فَسَكَتَ ابْنُ عُمَرَ .

محمد بن منتشر فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا محرم احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگائے گا؟ تو انھوں نے کہا: میں تو پسند نہیں کرتا کہ احرام باندھوں اور مجھ سے خوشبو کی مہک آ رہی ہو اور اگر میں گندھک لگالوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے۔ میرے باپ نے کہا: عبداللہ کے بعض بیٹوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کیا تا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو وہ حدیث سنائیں جو وہ کہتی ہیں' پھر قاصد واپس آیا تو اس نے کہا: وہ کہتی ہیں: میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی ہے، پس حضرت عبداللہ بن

(216) صحيح البخاری : 5928۔ صحيح مسلم : 1189 وقد تقدم برقم : 213 .

(217) صحيح البخاری ، كتاب الحج ، باب الطيب عندالاحرام ، حديث : 1538۔صحيح مسلم ، كتاب الحج ، باب الطيب للمحرم عند الاحرام ، حديث : 1190۔ سنن ابی داود ، كتاب المناسك ، باب الطيب عند الاحرام ، حديث : 1746۔ سنن النسائی ، كتاب مناسك الحج ، باب موضع الطيب ، حديث : 2703۔ سنن ابن ماجه ، كتاب المناسك ، باب الطيب عند الاحرام ، حديث : 2928۔ مسنداحمد : 264، 41/6۔ صحيح ابن خزيمه : 2587۔ مسند الشافعی : 296/1۔ سنن الكبرٰی للبيهقی : 35/5۔ صحيح ابن حبان : 3767۔

(218) صحيح البخاری ، كتاب الغسل ، باب اذاجامع ثم عاد ، حديث : 270، 267۔ صحيح مسلم ، كتاب الحج ، باب الطيب للمحرم عندالاحرام ، حديث : 1192۔ سنن النسائی ، كتاب مناسك الحج ، حديث : 2706۔ مسند احمد : 175/6۔ صحيح ابن خزيمه : 2588۔ معجم الاوسط للطبرانی : 239۔ سنن الكبرٰی للبيهقی : 35/5۔

عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے ۔

**فائدہ** : ...... 213 تا 218 ایک ہی حدیث مختلف اسانید سے بیان کی گئی ہے، متن میں معمولی اختلاف ہے ۔ بعض احادیث میں اس خوشبو کا نام ذریرہ ہے ۔ (صحیح البخاری : 5930) یہ وہ خوشبو ہے جو مختلف خوشبوؤں سے مل کر تیار کی جاتی ۔ ویسے سب سے بہترین خوشبو کستوری ہے ۔ (صحیح مسلم : 2252) احرام باندھنے سے پہلے اور منی میں رمی سے فارغ ہو کر طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگانا درست ہے ۔ بعض نے اس صحیح مسلم کی حدیث کو سنن ابی داود کی طرف منسوب کیا ہے جو کہ درست نہیں ہے ۔ مانگ نکالنا مسنون ہے اور مانگ پر خوشبو لگانا بھی سنت ہے ۔ احرام سے قبل لگائی گئی خوشبو کے اثرات اگر حالت احرام میں بھی رہیں تو کوئی حرج نہیں ۔ آپس میں اختلاف ممکن ہے لیکن دلیل ملتے ہی مخالفت چھوڑ کر خاموش ہو جانا چاہیے مخالفت برائے مخالفت نری جہالت وعداوت ہے ۔

[**219**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَهْدَى مَرَّةً غَنَمًا)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ زَادَنِي أَبُو مُعَاوِيَةَ فِيهِ ((فَقَلَّدَهَا))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری بطور ہدی (قربانی کا جانور) کعبہ روانہ کی ۔ حمیدی نے کہا: زیادہ کیا اس میں ابو معاویہ نے کہ اس کو پٹی باندھی ۔

**فائدہ** : ...... ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حرم مکی کی طرف روانہ کیا جائے اور وہ جانور بکری، اونٹ یا گائے میں سے ہوگا ۔ ہدی کو ہار پہنانا درست ہے ۔ بکری کمزور جانور ہے اسے زخمی نہ کیا جائے لیکن بکری کو ہدی کے طور پر قلادہ (ہار) پہنایا جاسکتا ہے ۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے: "باب تقليد الغنم" اس کے تحت (4) احادیث لائے ہیں ۔ 1701 تا 1404 ۔ نیز دیکھیں فتح الباری : 692/3۔

[**220**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا جَرِيرُ بْنُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی

(219) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب تقليد الغنم، حديث: 1701۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب بعث الهدى الى الحرم، حديث: 1321۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب فی الاشعار، حديث: 1755۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب تقليد الغنم، حديث: 3096۔ مسنداحمد: 41/6۔ سنن الدارمی: 1917۔ منتقی لابن الجارود: 426۔ مسندابی يعلٰی: 4889۔ سنن الكبرٰی للبيهقی: 232/5۔

(220) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب تقليد الغنم، حديث: 1703۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب بعث الهدى الى الحرم، حديث: 1321/365۔ سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب تقليد الغنم، حديث: 2791۔ وباب هل يوجب تقليد الهدى احراما، حديث: 2799۔ مسنداحمد: 174، 91/6۔ صحيح ابن خزيمه: 2608۔ صحيح ابن حبان: 4011۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 266/2۔

عَبْدِ الْحَمِيدِ الضَّبِّيُّ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْغَنَمِ ثُمَّ لا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ))

(قربانی کے جانور) کی پٹی بناتی تھی، پھر آپ ﷺ اجتناب نہ کرتے ان اشیاء سے جن سے احرام باندھنے والا اجتناب کرتا ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہدی کا جانور تیار کر کے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ کر دینے سے حج نہ کرنے والے پر حالت احرام کے احکام لازم نہیں آتے۔ اس پر تب ہی حالت احرام کا حکم نافذ ہوگا جب وہ حج کی نیت کر کے احرام باندھے گا۔ نیز دیکھیں: صحیح البخاری: 1702۔

[221]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: قَرَأْتُ عِنْدَ عَائِشَةَ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [البقرة: 158] فَقُلْتُ: مَا أُبَالِي أَ لَّا أَطَّوَّفَ بِهِمَا، قَالَتْ: بِئْسَمَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي إِنَّمَا كَانَ مَنْ أَهَلَّ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [البقرة: 158] ((فَطَافَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَطَافَ الْمُسْلِمُونَ)) قَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ:

عروہ نے کہا: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ آیت تلاوت کی ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا....﴾ ”تحقیق صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو کوئی حج کرے بیت اللہ کا یا وہ عمرہ کرے پس نہیں گناہ اس پر کہ وہ طواف کرے ان دونوں کا۔“ تو میں نے کہا: مجھے فکر نہیں اگر میں ان دونوں کا طواف نہ کروں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے میری بہن کے بیٹے! تو نے بری بات کہی ہے، جو لوگ مناۃ بت کے پجاری تھے جو مقام مشلل میں رکھا تھا، وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ

(221) صحيح البخارى، كتاب التفسير، سورةوالنجم، باب (ومناة الثالثةالآخرى)، حديث: 4861۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب بيان ان الصفا والمروة ركن لايصح الحج الا به، حديث: 1288۔ سنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، حديث: 2965۔ سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب ذكر الصفا والمروة، حديث: 2971، 2970۔ مسنداحمد: 162/144/6۔ صحيح ابن خزيمه: 2766۔ صحيح ابن حبان: 3840۔ مسند ابى يعلٰى: 4730۔ سنن الكبرٰى للبيهقى: 97، 96/5۔

وَكَانَتْ سُنَّةً ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الْعِلْمُ ، وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ: إِنَّمَا كَانَ مَنْ لا يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُولُونَ: إِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ ، وَقَالَ آخَرُونَ مِنَ الْأَنْصَارِ إِنَّمَا أُمِرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: 158] قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: فَلَعَلَّهَا نَزَلَتْ فِي هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ .

بِهِمَا....﴾ پس طواف کیا رسول اللہ ﷺ نے اور طواف کیا مسلمانوں نے۔سفیان نے کہا: اور مجاہد نے کہا کہ یہ سنت ہے۔زہری نے کہا: میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے یہ حدیث بیان کی تو ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے کہا: یہ درحقیقت علم ہے۔اور میں نے سنا چند اہل علم سے جو کہتے تھے: تحقیق جو عرب لوگ طواف نہیں کرتے تھے صفا اور مروہ کے درمیان، وہ کہتے تھے: ان دونوں کے درمیان طواف کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے،اور انصار کہا کرتے تھے: تحقیق ہمیں بیت اللہ کے طواف کا حکم دیا گیا ہے اور ہمیں صفا و مروہ کے درمیان طواف کا حکم نہیں دیا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے کہا: شاید یہ ان لوگوں اور ان لوگوں سب ہی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صفا ومروہ کا طواف حج اور عمرہ کے ارکان میں سے ہے۔زمانہ جاہلیت میں لوگ صفا ومروہ کی سعی نہیں کیا کرتے تھے،کیونکہ انھوں نے صفا ومروہ کے درمیان بت رکھا ہوا تھا اور اس کی پوجا کرتے تھے۔بعض لوگوں نے صفا ومروہ کو بتوں کی نشانی سمجھ کر ان کے طواف کو گناہ سمجھا،اس پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید کرتے ہوئے صفا ومروہ کو اپنی نشانیاں قرار دیا، نیز دیکھیں صحیح البخاری: 4496۔

نیز اہل علم کا اختلاف ہو جانا کوئی بری بات نہیں ہے، ہاں اختلاف کی خاطر کوئی فتنہ برپا کر دینا بری بات ہے۔مسند احمد (421/6، حدیث: 27435) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اسعوا، ان اللّٰه کتب علیکم السعی)) ''سعی کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض کر دی ہے۔

## أَحَادِيثُ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْجَنَائِزِ

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنائز سے متعلقہ مرویات

[222]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: حَضَرْتُ جَنَازَةَ أُمِّ أَبَانَ بِنْتِ عُثْمَانَ فِي الْجَنَازَةِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَجَلَسْتُ بَيْنَهُمَا فَبَكَى النِّسَاءُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنَّ بُكَاءَ الْحَيِّ لِلْمَيِّتِ عَذَابٌ لِلْمَيِّتِ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَدَرْنَا مَعَ عُمَرَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَكْبٍ نُزُولٍ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَقَالَ: اذْهَبْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ فَانْظُرْ مَنِ الرَّكْبُ فَالْحَقْنِي قَالَ: فَذَهَبْتُ ثُمَّ جِئْتُ، فَقُلْتُ: هَذَا صُهَيْبٌ مَوْلَى ابْنِ جُدْعَانَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيَلْحَقْنِي، فَلَمَّا قَدِمَا الْمَدِينَةَ لَمْ يَلْبَثْ عُمَرُ أَنْ طُعِنَ فَجَاءَ صُهَيْبٌ وَهُوَ يَقُولُ وَا أُخَيَّاهُ وَا صَاحِبَاهُ فَقَالَ عُمَرُ مَهٍ يَا صُهَيْبُ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ: يَرْحَمُ اللّٰهُ عُمَرَ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں: میں ام ابان بنت عثمان کے جنازہ میں حاضر ہوا، جنازہ میں حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا تھا، عورتیں رونے لگیں، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: زندہ کا مردہ کے لیے رونا مردے کے لیے عذاب (کا باعث) ہے۔ ابن اُبی ملیکہ راوی نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہے تھے، جب ہم مقام بیداء میں پہنچے تو ایک درخت کے نیچے قافلہ والے اترے ہوئے پائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: عبداللہ! جاؤ دیکھو، یہ قافلے والے کون ہیں؟ پھر میرے پاس آؤ۔ میں گیا اور واپس آیا اور میں نے کہا: صہیب رومی مولیٰ ابن جدعان ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو حکم دے کہ مجھے ملے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صہیب مدینہ آ کر زیادہ نہیں ٹھہرے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا۔ صہیب یہ کہتے ہوئے آئے: ہائے بھائی ہائے میرے ساتھی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: صہیب! ٹھہر جا، تحقیق میت کو اس پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

(222) صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب قول النبی صلی الله عليه وسلم (يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه)، حديث: 1288، 1286۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء اهله عليه، حديث: 928/23، وما بعده۔ سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب النياحة على الميت، حديث: 1859۔ مسند احمد: 41/1، 42۔ صحيح ابن حبان: 3136۔ سنن الكبریٰ للبيهقی: 73/4۔ مصنف عبدالرزاق: 6675۔

عَلَيْهِ، وَقَدْ قَضَى اللّٰهُ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ [الأنعام: 164]

کے پاس گیا اور ان سے پوچھا،تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کافر پر مزید عذاب کرتا ہے اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے' اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے فیصلہ صادر فرما دیا ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ [الأنعام: 164] ''اور نہیں بوجھ اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔''

**فائدہ**: ......میت پر صرف رونا درست ہے،زبان سے چیخ وپکار نہیں ہونی چاہیے۔وہ رونا مذموم ہے جس میں رونے کے ساتھ زبان کے ساتھ زمانہ جاہلیت کے بول بولے جائیں،یاد رہے انسان کو اپنی زندگی ہی میں اپنے اہل وعیال کو یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھا دینا چاہیے کہ جب میں فوت ہوں تو میرے مرنے پر صبر کو لازم پکڑنا، نیز اس حدیث میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بھی ذکر ہے۔

[**223**]...... ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِيَهُودِيَّةٍ وَهُمْ يَبْكُونَ عَلَيْهَا ((إِنَّ أَهْلَهَا الْآنَ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی عورت کے بارے میں کہا جبکہ اس کے گھر والے اس پر رو رہے تھے: اس کے گھر والے اب اس پر رو رہے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے۔کافر کے کفر کی وجہ سے بھی اسے عذاب قبر ہوگا اور کافر کی میت پر اس کے اہل وعیال کے رونے اور واویلہ کرنے کی وجہ سے بھی اسے عذاب قبر ہوتا ہے۔قرآن وحدیث کے تمام انسان مکلّف ہیں،خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر۔

[**224**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(223) صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ (يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه)، حديث: 1289۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء اهله عليه، حديث: 932/27۔ سنن الترمذی، كتاب الجنائز، حديث: 1006۔ سنن النسائی، كتاب الجنائز، حديث: 1857۔مسنداحمد: 39/6۔ مؤطا امام مالك، ص: 166۔ صحيح ابن حبان: 3137۔ سنن الكبرٰی للبيهقی: 72/4۔

(224) صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب من صلى عليه مائة شفعوا فيه، حديث: 947۔ سنن الترمذی، كتاب الجنائز، باب كيف الصلاة على الميت والشفاعة له، حديث: 1029۔ سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب ⇦⇦

قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ - رَضِيعٌ لِعَائِشَةَ - عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ يَبْلُغُوا أَنْ يَكُونُوا مِائَةً فَيَشْفَعُوا لَهُ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ))

فرمایا: جس میت پر ایک جماعت لوگوں کی نماز جنازہ پڑھے جو ایک سو کی تعداد تک پہنچتے ہوں، وہ اس کے لیے شفاعت کریں تو ان کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ لوگوں کا کسی میت پر نماز جنازہ پڑھنا اس کے حق میں سفارش ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ مومنوں کی اہل توحید کے لیے کی گئی سفارش کو قبول کرتے ہیں۔ اس حدیث میں نماز جنازہ پڑھنے والوں کی سو تعداد کا ذکر ہے، لیکن بعض احادیث میں 40 کا بھی ذکر ہے، ملاحظہ فرمائیں: صحیح مسلم (948)، لیکن اس حدیث میں شرط یہ ہے کہ جنازہ پڑھنے والے مشرک نہ ہوں بلکہ اہل توحید ہوں، مشرک خواہ کروڑ بھی جنازہ پڑھیں اور سفارش کریں، ان کا جنازہ پڑھنا بالکل رائیگاں ہے۔

[**225**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ حُمَّ أَصْحَابُهُ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَبِي بَكْرٍ يَعُودُهُ فَقَالَ: ((كَيْفَ تَجِدُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ:

كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَدَخَلَ عَلَى عَامِرِ بْنِ فُهَيْرَةَ فَقَالَ ((كَيْفَ تَجِدُكَ)) فَقَالَ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو بخار ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تیمار داری کے لیے تشریف لے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تیرا کیا حال ہے؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا:

كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

''ہر آدمی اپنے گھر میں صبح کرتا ہے تو موت اس کے جوتے کے تسمہ سے زیادہ قریب ہوتی ہے''

---

⇦⇦فضل من صلى عليه مائة، حديث: 1994، 1993- مسند احمد: 40، 32/6- مصنف ابن ابى شيبة: 221/3- مسندابى يعلٰى: 4398- صحيح ابن حبان: 3081- شرح مشكل الآثار للطحاوى: 264-

(225) صحيح البخارى، كتاب فضائل المدينة، باب 12، حديث: 6372، 1889- صحيح مسلم، كتاب الحج، باب الترغيب فى سكنى المدينة، حديث: 1376- مختصرا- سنن الكبرٰى للنسائى: 7495- مسند احمد: 260/6- مؤطا امام مالك، ص: 547- الادب المفرد للبخارى: 525- صحيح ابن حبان: 3724- سنن الكبرى للبيهقى: 382/3-

وَجَدْتُ طَعْمَ الْمَوْتِ قَبْلَ ذَوْقِهِ
إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ
كَالثَّوْرِ يَحْمِي جِلْدَهُ بِرَوْقِهِ

قَالَتْ: وَدَخَلَ عَلَى بِلَالٍ فَقَالَ ((كَيْفَ تَجِدُكَ؟)) فَقَالَ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِفَخٍّ
وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ بِوَادِي . . .
وَحَوْلِي إِذْخَرٌ وَجَلِيلُ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدَكَ وَخَلِيلَكَ دَعَاكَ لِأَهْلِ مَكَّةَ وَأَنَا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ أَدْعُوكَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ مِثْلَ مَا دَعَاكَ لِأَهْلِ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا)) قَالَ سُفْيَانُ وَأَرَى فِيهِ ((وَفِي فَرَقِنَا، اللّٰهُمَّ حَبِّبْهَا إِلَيْنَا مِثْلَ مَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَصَحِّحْهَا، وَانْقُلْ وَبَاءَهَا وَحُمَّاهَا إِلَى خُمٍّ أَوْ إِلَى الْجُحْفَةِ))

اور آپ ﷺ حضرت عامر بن فہیرہ ﷛ کے پاس گئے تو فرمایا: تو کس حال میں ہے؟ انھوں نے کہا:

وَجَدْتُ طَعْمَ الْمَوْتِ قَبْلَ ذَوْقِهِ
إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ
كَالثَّوْرِ يَحْمِي جِلْدَهُ بِرَوْقِهِ

''میں نے موت آنے سے پہلے اس کا ذائقہ چکھا، تحقیق بزدل اپنے بستر پر ہی مر جاتا ہے، اس بیل کی مانند جو اپنی کھال کا اپنے سینگ سے تحفظ کرتا ہے۔''

حضرت عائشہ ﷞ نے فرمایا: پھر آپ ﷺ حضرت بلال ﷛ کے پاس گئے اور فرمایا: تم کس حال میں ہو؟ تو حضرت بلال ﷛ نے کہا:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِفَخٍّ
وَحَوْلِي إِذْخَرٌ وَجَلِيلُ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

''خبردار! میری جان پر افسوس ہے، کیا میں ایک رات وادی میں بسر کر سکوں گا؟ کہ میرے آس پاس اذخر اور جلیل نامی گھاس ہو' کیا میں کسی دن مجنہ کے پانیوں پر اتر سکوں گا' اور میرے سامنے شامہ اور طفیل نامی پہاڑیاں ظاہر ہوں گی؟

تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! تیرے بندے اور تیرے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لیے دعا کی ہے اور میں تیرہ بندہ اور رسول ہوں، تجھ سے مدینہ والوں کے لیے دعا کرتا ہوں مثل اس کے کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی اہل مکہ کے لیے، اے اللہ! برکت ڈال ہمارے مد میں اور برکت کر ہمارے صاع میں اور برکت کر ہمارے مدینہ میں۔ سفیان نے کہا: اس دعا میں یہ بھی ہے: برکت کر ہمارے بڑے ٹوکرے میں اور مدینہ کو ہمارے لیے اسی طرح پسندیدہ کر دے جیسا تو نے مکہ ہمارے لیے پسندیدہ کیا ہے یا اس سے بھی زیادہ، اس کو ہمارے لیے درست کر دے اور

اس کی وبا کو اور اس کے بخار کو مقام خُم یا مقام جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔

**فائدہ**: ...... اچھے شعر پڑھنا درست ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موت کو بہت زیادہ یاد رکھتے تھے، نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کسی علاقے میں بیماری کی وبا عام ہو جائے تو اس خاص علاقے کے لیے دعا کرنی چاہیے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے بڑی محبت تھی، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لیے دعا کی تھی، وہی دعا اور اس سے بہتر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے لیے کی۔

راجح بات یہ ہے کہ مکہ افضل ہے اور مدینہ کو بہت زیادہ فضیلت حاصل ہے۔دعا جامع انداز میں کرنی چاہیے، اور اس حدیث میں نہایت جامع و مانع انداز سے دعا کی گئی ہے۔اس موقع پر راقم فقیر ابن بشیر الحسینوی عفی عنہ بھی ایک دعا کرنا چاہتا ہے، یا رب العالمین! میں تجھ سے وہ مانگتا ہوں جو تیرے برگزیدہ بندوں نے مانگا، مثلاً محدثین، مفسرین، شارحین، ناشرین، اور ائمہ حرمین نے جو تجھ سے مانگا ہے، وہ ہمیں بھی دے دے، اور اس کی مثل اور بھی عطا فرما، آمین۔

[**226**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ الْآنَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَقٌّ، وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهِ ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ [النمل: 80]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ (بدر کے مقتول کفار) اب جانتے ہیں کہ میں ان کو دنیا میں جو کچھ کہتا تھا وہ حق تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: ”تو نہیں سنا سکتا مردوں کو“ [النمل: 80]

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مردے ہماری باتیں نہیں سنتے۔مولانا عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”حقیقت یہ ہے کہ جب مردے کی جان نکل گئی، نبض بند ہو گئی، تمام طاقتیں ختم ہو گئیں، احساس تک جاتا رہا، تو اب وہ کیسے سن سکتا ہے؟ مردہ وہ تو نہیں ہوتا جس میں سننے کی طاقت ہو، لیکن بولنے کی طاقت نہ ہو، مردہ تو وہ ہوتا ہے جو کچھ بھی نہ کر سکے، قرآن کریم نے اس آیت میں مردوں ہی کا نقشہ کھینچا ہے:

﴿اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا﴾ (الاعراف: 195)

”کیا (اب) ان کے ایسے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چل پھر سکیں، یا ایسے ہاتھ ہیں جن کے ساتھ وہ پکڑ

---

(226) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قتل ابي جهل، حديث: 3989، 3978۔ صحيح مسلم، كتاب، مصنف ابن ابي شيبة: 377/14۔ معجم الكبير للطبراني: 13263۔ مسند ابي يعلى: 4518۔

سکیں، یا ایسی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھ سکیں، یا ایسے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سن سکیں۔''

مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد آدمی یہ اعضاء رکھتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ جسم میں جان نہیں ہوتی، اور اگر اعضاء بھی نہ رہیں، انھیں آگ یا مٹی کھا جائے تو پھر سننے اور بولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ پھر سنے گا تو کس چیز سے اور بولے گا تو کس چیز سے؟ اللہ تعالیٰ تو اس حالت میں بھی سنا سکتا ہے، لیکن مردے کے بولنے یا سننے کا سوال ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ نہ کان ہیں اور نہ زبان اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

﴿فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ﴾ (الروم: 52)

''اے نبی ﷺ! آپ (ﷺ) مردوں کو نہیں سنا سکتے، اور نہ ہی بہروں کو سنا سکتے ہیں، جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں۔''

بہرے کے کان تو ہوتے ہیں لیکن سننے کی طاقت نہیں ہوتی، جب بہرہ نہیں سن سکتا تو پھر مردہ کیا سنے گا، جس میں نہ سننے کی طاقت رہی اور نہ سننے کا آلہ، ہاں اللہ تعالیٰ اس حالت میں بھی اس کے ذرات کو سنا سکتا ہے، (لیکن) کسی اور کی طاقت نہیں کہ وہ ایسا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ﴾ (فاطر: 22) بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہے سنا سکتا ہے، اور آپ ان کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں، (یعنی مردہ ہیں) اب اس قدر وضاحت کے بعد کوئی کہہ سکتا ہے کہ مردے سنتے ہیں؟ (مسئلہ سماع موتی، ص: 9، 10)

[**227**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ وَلِقَاؤُهُ اللَّهَ بَعْدَ الْمَوْتِ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ کی اس سے ملاقات بعد از موت ہے۔

(227) صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب من احب لقاء الله احب الله لقاءه، حديث: 2684- مسند احمد: 44/6- مسند اسحاق بن راهوية: 1571- شرح السنة للبغوی: 1450- كتاب الزهد لوكيع: 89- المعرفة والتاريخ للفنسوی: 79/3- من طريق شريح بن هانی به- وفی سنن الترمذی، كتاب الجنائز، باب ما جاء فيمن احب لقاء الله احب الله لقاءه، حديث: 1067- سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب فيمن احب لقاء الله، حديث: 1839- سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر الموت والاستعداد له، حديث: 4264- صحيح ابن حبان: 3010- من طريق سعد بن هشام عن عائشة۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی چاہت رکھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بھی مومن بندے سے ملنے کی چاہت رکھتے ہیں۔ یہ تب ہی ممکن ہے جب انسان قرآن وسنت کے مطابق زندگی بسر کرے۔ جو انسان بے عمل ہے اس کو اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں، اگر محبت ہوتی اور ملنے کی چاہت ہوتی تو باعمل ہوتا، بے عمل انسان اللہ تعالیٰ سے دور ہے، اور اللہ تعالیٰ بھی فاسق وفاجر سے دور ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں نیک بنائے، آمین۔

## احادیث ام المومنین عائشة ﵂ فی الطلاق

## ام المؤمنین عائشہ ﷞ کی طلاق سے متعلقہ مرویات

[228]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي، فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ، فَبَسِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ ((أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ)) قَالَتْ: وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ، فَنَادَى فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَسْمَعُ إِلَى مَا تَجْهَرُ بِهِ هَذِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قِيلِ

ام المومنین حضرت عائشہ ﷞ نے فرمایا کہ حضرت رفاعہ قرظی ﷜ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں رفاعہ قرظی کے نکاح میں تھی تو اس نے مجھے طلاق بَتّہ (یعنی آخری تیسری طلاق) دے دی تو میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر ﷜ سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ ایسا ہے جیسا کپڑے کے ساتھ پُھندنا ہوتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے تبسم کیا (مسکرائے) اور فرمایا: کیا تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کی طرف لوٹ جائے؟ ہرگز نہیں، یہاں تک کہ تو اس کی اور وہ تیری مٹھاس چکھ لے (یعنی باہم جماع کریں)۔ حضرت عائشہ ﷞ نے فرمایا: حضرت ابوبکر ﷜ نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے اور خالد بن سعید بن العاص ﷜ دروازے پر اجازت ملنے کا انتظار کر رہے تھے۔ انھوں نے آواز دی

(228) صحيح البخاری، كتاب الشهادات، باب شهادة المختبى، حديث: 2639۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حديث: 1433۔ سنن الترمذی، كتاب النكاح، باب ما جاء فيمن يطلق امراته ثلاثا فيتزوجها آخر، حديث: 1118۔ سنن النسائی، كتاب النكاح، باب النكاح الذی تحل به المطلقة ثلاثا لمطلقها، حديث: 3285۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب الرجل يطلق امراته ثلاثا فتزوج فيطلقها، حديث: 1932۔ مسند احمد: 37/6۔ سنن الدارمی: 2272۔ مسندا لشافعی: 35، 34/2۔ مصنف ابن ابی شيبة: 274/4۔مسندابی يعلٰی: 4423۔ سنن الكبری للبيهقی: 333/7۔

لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَالِكًا لَا يَرْوِيهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِنَّمَا يَرْوِيهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ رِفَاعَةَ فَقَالَ سُفْيَانُ: لَكِنَّا قَدْ سَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ كَمَا قَصَصْنَاهُ عَلَيْكُمْ

اور کہا: اے ابوبکر! کیا تو نہیں سنتا کہ یہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی کھلی بات کر رہی ہے؟ سفیان کو کہا گیا: مالک نے اس کو زہری سے روایت نہیں کیا، اس نے مسور بن رفاعہ سے روایت کی ہے، تو سفیان نے کہا: لیکن ہم نے زہری سے ایسا ہی سنا ہے جیسا ہم نے تم سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ طلاق بتہ آخری طلاق کو کہتے ہیں۔ اگر بیوی کو اس کے خاوند نے شریعت کے مطابق الگ الگ تین طلاقیں دیں ہیں، تو وہ عورت آگے شادی کر سکتی ہے۔ دوسرے خاوند سے زندگی گزارنے کی نیت سے شادی ہونی چاہیے، ایک رات یا تھوڑی مدت کے لیے نہیں۔ مروجہ حلالہ بدکاری اور کبیرہ گناہ ہے، جس میں عورت کا نکاح کچھ وقت کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عورت دوسرے خاوند سے اگر کسی شرعی عذر کی بنا پر طلاق لینا چاہے اور دوبارہ پہلے خاوند سے شادی کرنا چاہے تو ان کا آپس میں ایک دوسرے سے لذت حاصل کرنا شرط ہے، یعنی دوسرا خاوند اپنی بیوی سے مجامعت کرے گا، پھر قرآن وحدیث کے اصولوں کے مطابق خلع یا طلاق ہو گی، ورنہ عورت پہلے خاوند سے دوبارہ شادی نہیں کر سکتی۔ عورت اپنے خاوند کی مردانہ کمزوری کو حکمران کے سامنے بیان کر سکتی ہے، لیکن یہ غیبت نہیں ہے۔

[229]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ)) فَقِيلَ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، فَقَالَ سُفْيَانُ لَمْ يَقُلْ لَنَا هَذَا الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ، إِنَّمَا قَالَهُ لَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى فِي حَدِيثِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی عورت کے لیے جائز نہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ میت پر تین دن سے زائد سوگ کرے مگر خاوند پر، تو سفیان کو کہا گیا کہ اس حدیث میں یہ بھی ہے؟ عورت اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرتی ہے، تو سفیان نے کہا: ہم سے زہری نے یہ نہیں بیان کیا' یہ الفاظ ہم سے ایوب بن موسیٰ نے اپنی روایت سے بیان کیے ہیں۔

(229) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب وجوب الاحداد فی عدۃالوفاۃ، حدیث: 1491۔ سنن النسائی، حدیث: 2085۔ مسند احمد: 37/6۔ سنن الدارمی: 2288۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: 279/5۔ صحیح ابن حبان: 4303۔ سنن الکبریٰ للبیہقی: 438/7۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں یہ ہے کہ جب کوئی مرد فوت ہو جائے تو اس کی قریبی رشتے دار عورتیں تین دن تک سوگ کر سکتی ہیں، یعنی تین دن تک رنگیلے کپڑے نہیں پہنیں گی، سادگی ہی میں تین دن گزاریں گی۔ بعض لوگوں کا سوگ کو مردوں کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں ہے، سوگ کا تعلق صرف عورتوں کے ساتھ ہے، جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ چار مہینے دس دن سوگ منائے گی۔

[**230**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمُزَنِيُّ قَالَا: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَإِنْ أَصَابَهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا، فَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے۔ اگر مرد نے اس سے ہمبستری کی تو عورت کے لیے مہر ہے' کیونکہ اس نے اس کی شرمگاہ کو حلال کیا ہے، پھر اگر ولی باہم جھگڑا کریں تو حاکم ولی ہے اس کا جس کا کوئی ولی نہ ہو۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ولی کے بغیر نکاح باطل ہے۔ آج کل عدالتوں میں بغیر ولی کے شادیاں بہت زیادہ ہو رہی ہیں، جبکہ اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ جو نکاح عدالتوں میں بغیر ولی کے ہو رہے ہیں، حقیقت میں وہ نکاح نہیں ہیں، وہ لڑکا لڑکی ساری عمر بدکاری کریں گے، اور ان کی اولاد حرامی ہوگی۔ ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ لڑکی کا کوئی ولی نہیں ہے تو اس کا ولی حاکم وقت ہے۔ (1)...... نکاح میں جس طرح لڑکی کی رضا مندی ضروری ہے، اسی طرح اس کے سرپرست کی اجازت بھی ضروری ہے۔ (2)...... ولی کی اجازت کے بغیر نکاح شرعاً غیر قانونی ہے، لہٰذا اگر سرپرست اجازت دینے سے انکار کر دے تو میاں بیوی میں جدائی کروا دی جائے گی۔ (3)...... مقاربت کے بعد جدائی ہونے کی صورت میں مرد کے ذمے پورا حق مہر ادا کرنا لازم ہوگا۔

---

(230) صحيح، سنن ابى داود، كتاب النكاح، باب فى الولى، حديث: 2083۔ سنن الترمذى، كتاب النكاح، بـاب ما جاء لا نكاح الا بولى، حديث: 1102۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب لانكاح الا بولى، حديث: 1879۔ سنن الكبرىٰ للنسائى: 5373۔ مسنداحمد: 165، 47/6۔ سنن الدارمى: 2190۔ مسندالشافعى: 11/2۔ مصنف ابن ابى شيبة: 128/4۔ صحيح ابن حبان: 4075۔ سنن الكبرىٰ للبيهقى: 105، 104/7۔

(4)...... اسلامی سلطنت میں بادشاہ کو نکاح کے معاملات میں مداخلت کا حق حاصل ہے،اسی طرح بادشاہ کے نائب مقامی حکام بھی یہ حق رکھتے ہیں،موجودہ حالات میں اس قسم کے فیصلے عدالتیں کرتی ہیں، پنچایت میں بھی یہ معاملہ حل کیا جا سکتا ہے۔(5)......اگر کوئی بچی لاوارث ہو اور اس کا کوئی قریبی رشتے دار نہ ہو جو سرپرست کے طور پر اس کے مفادات کا خیال رکھ سکے، تو اس صورت میں بھی اسلامی سلطنت کو سرپرست کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ مسئلہ ولایت نکاح کی مزید تحقیق وتفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب ''مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں'' از حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ۔

[231]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَفْلَحُ بْنُ أَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ، فَلَمْ آذَنْ لَهُ، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ((إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِي لَهُ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرا رضاعی چچا افلح بن ابی قعیس حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت طلب کرنے لگا تو میں نے اجازت نہ دی، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تیرا چچا ہے، اس کو اجازت دے دیا کرو۔

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رضائی چچا سے کوئی پردہ نہیں ہے،ان کو گھر میں آنے کی اجازت دے دینی چاہیے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن شریعت پر سختی سے کاربند تھیں،اور پردے کا خاص اہتمام کرتی تھیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بہنوں کو پردے کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

[232]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل روایت مروی ہے اور اس میں یہ زیادہ ہے کہ ام المؤمنین نے کہا: میں نے عرض

(231) صحيح البخاری، كتاب التفسير، سورة الاحزاب، باب قوله(ان تبدوا شئيا او تخفوه)، حديث : 4796۔ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، حديث : 1445/4۔ سنن النسائی، كتاب النكاح، باب لبن الفحل، حديث : 3318۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب لبن الفحل، حديث : 1948۔ مسند احمد : 36/6، 37۔ مسند الشافعی : 24/2۔ مصنف ابن ابی شيبة : 288/4۔ مؤطا امام مالك، ص : 375، 374۔من طريق الزهری بهذا الاسناد۔

(232) صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب ما يحل من الدخول والنظر الى النساء فی الرضاع، حديث : 5239۔ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، حديث : 1445/7۔ سنن ابی داود، كتاب النكاح، باب فی لبن الفحل، حديث : 2057۔ سنن الترمذی، كتاب الرضاع، باب ما جاء فی لبن الفحل، حديث : 1148۔ سنن النسائی، كتاب النكاح، باب لبن الفحل، حديث : 3319۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب لبن الفحل، حديث : 1949۔ مسند احمد : 38/6، 194۔

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ أَنَّهَا قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَرِبَتْ يَمِينُكِ هُوَ عَمُّكِ فَأْذَنِي لَهُ))

کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے نہیں پلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، وہ تیرا چچا ہے، اس کو اجازت دے۔

[233]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ وَكَانَ مِنْ جَيِّدِ مَا يَرْوِيهِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ، وَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعٍ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عقد کیا تب میں چھ یا سات سال کی تھی اور جب میں ان کے گھر آئی تو میں نو سال کی تھی۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نو (9) سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رخصتی کا ذکر ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تھوڑی عمر میں بھی لڑکی کی شادی کرنا درست ہے، بشرطیکہ وہ شادی کے اہل ہو، امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ انھیں کھجور اور مکھن کھلاتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میری والدہ مجھے موٹا کرنے کی تدبیر کرتی تھیں تا کہ میری رخصتی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کریں، لیکن کسی تدبیر سے یہ مقصد حاصل نہ ہوا حتیٰ کہ میں نے تازہ کھجوروں کے ساتھ ککڑی کھائی تو میں انتہائی مناسب انداز کی فربہ ہو گئی۔ (سنن ابی داود: 3093۔ سنن ابن ماجه: 3324) یہ حدیث صحیح ہے۔ قصاء سے مراد کھیرا اور ککڑی ہے، اور ککڑی کو پنجابی میں تر کہتے ہیں۔ بعض منکرین حدیث کا صحیح حدیث پر بے جا اعتراض کرنا فضول ہے، صحیح حدیث پر ایمان لانا فرض ہے، اور منکرین حدیث کا رد کرنا جہاد ہے، امام ابوبکر عبداللہ بن الزبیر الحمیدی (متوفی 219ھ) نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں ان لوگوں سے جہاد کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث رد کرتے ہیں، تو میرے نزدیک ان جیسے (کافر) ترکوں سے جہاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(233) صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب نكاح الرجل ولده الصغار، حديث: 5133۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب تزويج الاب البكر الصغيرة، حديث: 1422۔ سنن ابی داود، كتاب النكاح، باب فی تزويج الصغار، حديث: 2121۔ سنن النسائی، كتاب النكاح، باب البناء بابنة تسع، حديث: 3380۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب نكاح الصغار يزوجهن الآباء، حديث: 1876۔ مسنداحمد: 118/6۔ سنن الدارمی: 2266۔ مسند الشافعی: 29/2۔ طبقات ابن سعد: 61، 60/8۔ مسندابی يعلٰی: 4897۔ صحيح ابن حبان: 7097۔ سنن الكبرٰی للبيهقی: 9/7، 148۔ الروايات مطولة ومختصرة۔

[234]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ الْمَرْزُبَانِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَعَلَيَّ حَوْفٌ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ تَزَوَّجَنِي فَأَلْقَى عَلَيَّ الْحَيَاءَ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَالْحَوْفُ ثِيَابٌ مِنْ سُيُورٍ تُلْبِسُهُ الْأَعْرَابُ أَبْنَاءَ هُمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو میں نے دھاری دار کپڑا پہنا ہوا تھا، اور مجھ پر شرم و حیا ڈالا گیا۔ سفیان کہتے ہیں: ''حوف'' اس دھاری دار کپڑے کو کہتے ہیں جس کو اعراب اپنے بچوں کو پہناتے ہیں۔

[235]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ وَكَانَ طَوِيلًا فَحَفِظْتُ مِنْهُ هَذَا قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّهْ أَخْبِرِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَتْ: ((عَلِقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ يَنْفُثُ كَمَا يَنْفُثُ آكِلُ الزَّبِيبِ، وَكَانَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ، فَلَمَّا ثَقُلَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَهُنَّ فِي أَنْ يَكُونَ عِنْدِي فَأَذِنَّ لَهُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے کہا: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: اے امی جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی مجھے خبر دیجیے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض میں تھوکنے لگے جیسا زبیب (منقّی) کھانے والا تھوکتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے پاس باری باری ٹھہرتے رہے، جب بوجھل ہو گئے اور مرض شدت اختیار کر گیا تو ان سے اجازت لے کر میرے پاس ہی ٹھہر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر آئے، آپ کو دو مرد سہارا دے رہے تھے، ایک ان میں سے حضرت عباس

(234) اسناده ضعيف، ابوسعد، سعید بن المرزبان ضعیف راوی ہے۔ مسند ابی یعلٰی: 4822۔ معجم الكبير للطبراني: 26/23، 27۔ مستدرك للحاكم: 9/4۔ مسند ابن ابی عمر کما فی المطالب العالية: 459/8 برقم: 4096۔ مسند البزار، كشف الاستار: 2659۔

(235) صحيح البخاری، كتاب الهبة، باب هبة الرجل لامراته والمراة لزوجها، حديث: 2588۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض، حديث: 418/91۔ سنن الكبرٰى للنسائی: 7088۔ سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء فی ذكر مرض رسول الله صلی الله عليه وسلم، حديث: 1618۔ مسند احمد: 38/6۔ مسند ابی عوانه: 113/2۔ مستدرك للحاكم: 56/3۔ دلائل النبوة للبيهقی: 173/7، 174۔ شرح السنة للبغوی: 3825۔

مُتَّكِئٌ عَلَى رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ الْعَبَّاسِ فَقَالَ لَمْ تُخْبِرْكَ بِالْآخَرِ؟ فَقُلْتُ: لَا قَالَ الْآخَرُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے، عبیداللہ نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ حدیث سنائی تو انھوں نے کہا: تجھے دوسرے مرد کی خبر نہیں دی؟ میں نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: دوسرے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے قریب سخت بیمار ہونے کا ذکر ہے۔ سیدہ عائشہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ شدت مرض کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر مبارک کھینچ کر بار بار اپنے رُخ انور پر ڈالتے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھبراہٹ ہوتی تو اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل یہود کو اپنی رحمت سے دور کرے، جنھوں نے اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ سیدہ عائشہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ (دراصل) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مشابہت سے ڈرا رہے تھے۔

(صحيح البخاری:3453)

بیماری کے دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف ارشادات فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اس بات سے بری کر دیا گیا ہے کہ تم میں سے میرا کوئی خلیل ہو، میرے رب نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنا لیا تھا۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیل بناتا۔ خبردار! بے شک تم سے پہلے لوگوں نے اپنے انبیاء کرام اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا، پس تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمھیں اس سے منع کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم: 532)

[**236**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: سَمِعْتُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو اختیار دیا اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کر لیا، تو کیا یہ طلاق تھی؟

---

(236) صحيح البخاری، كتاب الطلاق، باب من خير ازواجه، حديث: 5263۔ صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب بيان أن تخير امرأته لا يكون طلاقا إلا بالنية، حديث: 1477۔ سنن الترمذی، كتاب الطلاق، باب ما جاء فی الخيار، حديث: 1179۔ سنن النسائی، كتاب النكاح، باب ما افترض الله عزوجل على رسوله عليه السلام، حديث: 3205۔ مسنداحمد: 97/6۔ سنن الدارمی: 2274۔ صحيح ابن حبان: 4267۔ سنن الكبرٰی للبيهقی: 340/7، من طريق عن اسماعيل بن ابی خالد بهذا الاسناد۔ سنن ابی داود، كتاب الطلاق، باب فی الخيار، حديث: 2203۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب الرجل يخير امراته، حديث: 2052، من طريق ابی الضحی عن مسروق به۔

عَائِشَةَ تَقُولَ ((قَدْ خَيَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءَهُ فَاخْتَرْنَهُ، أَوْ كَانَ ذٰلِكَ طَلَاقًا))

**فائدہ:** ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاوند کا بیوی کو اختیار دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے بیویوں کو اختیار دیا تھا، طلاق نہیں دی تھی۔

[**237**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرٌو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: ((مَا مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَحَلَّ لَهُ النِّسَاءَ))

حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نہیں فوت ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے لیے (مزید) عورتوں سے نکاح جائز قرار دے دیا گیا۔

[**238**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثُونَا عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِشَعِيرٍ)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ فَوَقَفْنَا سُفْيَانُ فَقَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ.

حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض ازواج کا جو کی روٹی سے ولیمہ کیا۔ حمیدی کہتے ہیں: ہم نے سفیان کو بتایا تو انھوں نے کہا: میں نے نہیں سنا۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں ولیمے کا ذکر ہے کہ جو میسر ہو پکا دینا چاہیے، تکلفات میں پڑھنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

[**239**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ

حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(237) صحیح، سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة الاحزاب، حدیث: 3216- سنن النسائی، کتاب النکاح، باب ما افترض اللہ عزوجل علی رسوله علیه السلام، حدیث: 3206- مسنداحمد: 41/6- طبقات ابن سعد: 194/8- مصنف ابن ابی شیبة: 269/4- سنن الکبریٰ للبیهقی: 54/7- من طریق سفیان بن عیینة بهذا الاسناد- سنن النسائی: 3207- سنن الدارمی: 2247- مسنداحمد: 180/6- من طریق ابن جریج عن عطاء عن عبید بن عمیر عن عائشة-

(238) صحیح، سنن الکبریٰ للنسائی: 6606- مسنداحمد: 113/6- مسندابی یعلیٰ: 4686- سنن الکبریٰ للبیهقی: 260/7- من طریق منصور عن امه صفیة بنت شیبة عن عائشة- مصنف ابن ابی شیبة: 313/4- صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من اولم باقل من شاة، حدیث: 5172- سنن الکبریٰ للنسائی: 6607- من طریق منصور عن امه صفیة-لیس فیه:عن عائشة-

(239) اسناده ضعیف، *محمد بن عثمان بن صفوان راوی ضعیف ہے*-هدایة الرواة: 1733- تخریج مشکلة الفقر: 63- ⇦⇦

عُثْمَانَ بْنِ صَفْوَانَ الْجُمَحِيُّ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا خَالَطَتِ الصَّدَقَةُ مَالًا قَطُّ إِلَّا أَهْلَكَتْهُ)) قَالَ: قَدْ يَكُونُ قَدْ وَجَبَ عَلَيْكَ فِي مَالِكَ صَدَقَةٌ فَلَا تُخْرِجُهَا فَيُهْلِكَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالْحَالِ.

جس مال میں زکاۃ مل جائے وہ اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ راوی نے کہا: جب تیرے مال میں زکاۃ واجب ہو اور تو زکاۃ نہ دے تو وہ مالِ حرام حلال مال کو تباہ کر دیتا ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ زکاۃ ضرور نکالنی چاہیے، ورنہ حلال مال بھی تباہ ہو جاتا ہے اور اس میں برکت نہیں رہتی۔ افسوس کہ آج کل اکثر لوگ زکاۃ نہیں دیتے، یہی وجہ ہے کہ کروڑ پتی لوگوں کے مالوں میں بھی برکت نہیں رہی۔

## الجزء الثالث

## من مسند أبى بكر عبد اللّٰه بن الزبير الحميدى

## فى الأقضية عن عائشة رضي الله عنها

## عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی فیصلوں کا بیان

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ زَيْدٍ الْمُؤَدِّبُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ مِنْ سَنَةِ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، فَأَقَرَّ بِهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الصَّوَّافِ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، فَأَقَرَّ بِهِ، قَالَ: ثنا أَبُو عَلِيٍّ بِشْرُ بْنُ مُوسَى قَالَ:

انھوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابو طاہر عبدالغفار بن محمد بن جعفر بن زید المؤدب رحمہ اللہ نے ان کے سامنے پڑھا گیا اور انھوں نے اقرار کیا کہ میں نے سنا 10 ذوالحجہ 427ھ میں۔ انھوں نے کہا: ہمیں خبر دی أبو علی محمد بن احمد بن حسن بن الصواف رحمہ اللہ نے ان پر پڑھا گیا اور میں نے سنا اور انھوں نے اقرار کیا' کہا: ہم سے بیان کیا ابو علی بشر بن موسی رحمہ اللہ نے' انھوں کہا: حدثنا الحمیدی-

[**240**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

(240) صحيح البخارى، كتاب الخصومات، باب دعوى الوصي للميت، حديث: 2421- صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب الولد للفراش وتوقى الشبهات، حديث: 1457- سنن ابى داود، كتاب الطلاق، باب الولد للفراش، حديث: 2273- سنن النسائى، كتاب الطلاق، باب فراش الامة، حديث: 3517- سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب الولد للفراش وللعاهر الحجر، حديث: 2004- مسند احمد: 37/6- سنن الدارمى: 2242- مؤطا امام مالك، ص: 455، 456- مسندابى يعلى: 4419- صحيح ابن حبان: 4105- سنن الكبرى للبيهقى: 412/7.

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ: اخْتَصَمَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ فِي ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَخِي عُتْبَةَ أَوْصَانِي فَقَالَ: إِذَا قَدِمْتَ مَكَّةَ فَانْظُرِ ابْنَ أَمَةِ زَمْعَةَ فَاقْبِضْهُ فَإِنَّهُ ابْنِي، وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخِي وَابْنُ أَمَةِ أَبِي، وَوُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي فَرَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ وَقَالَ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ)) فَقِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَالِكًا يَقُولُ: وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، فَقَالَ سُفْيَانُ لَكِنَّا لَمْ نَحْفَظْ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہما زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کا جھگڑا لے کر حاضر ہوئے۔ سعد نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے بھائی عتبہ نے مجھے وصیت کی اور کہا: جب تو مکہ جائے تو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھتے ہی قبضہ میں لے لینا، وہ میرا بیٹا ہے۔حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر اس لڑکے میں عتبہ کے نقوش پائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ بن زمعہ! وہ تیرا ہے، بچہ اسی کا ہے جس کے فراش (بستر) پر پیدا ہوا ہو۔ اے سودہ! تو اس لڑکے سے پردہ کرنا۔ سفیان کو پوچھا گیا کہ امام مالک نے کہا ہے: زانی کے لیے پتھر ہیں، تو سفیان نے کہا: اس حدیث میں امام زہری سے ہم نے یہ الفاظ نہیں سنے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا، نیز اس حدیث میں بیان کردہ، زانی کے لیے پتھر ہیں، یہ حدیث سے صحیح ثابت ہے۔ اس مسئلہ پر تفصیل ایک جگہ گزر چکی ہے، نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اختلافی مسئلہ میں مکمل تحقیق کرنی چاہیے۔ کفار سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے نسب کے بارے میں باتیں کرتے تھے، کیونکہ یہ سخت سیاہ تھے، اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ سخت سفید تھے۔ قیافہ شناس اگر ایسی بات کردے جس کے صحیح ہونے پر ایک قرینہ مل جائے تو اس کی بات مانی جائے گی، اس موقع پر قیافہ شناس کی بات سن کر رسول اللہ ﷺ کا خاموش رہنا اس کی بات کے صحیح ہونے پر دلیل ہے، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ضروری نہیں کہ اولاد میں سے تمام بچے اپنے والدین کے نقش ونگار اور ان کی رنگت پر ہوں۔

[**241**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس

(241) صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب القائف، حديث: 6771- صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب العمل بإلحاق القائف الولد، حديث: 3603- سنن ابي داود، كتاب الطلاق، باب في القافة، حديث: ⇦⇦

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُورًا فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تُرِي أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأَى زَيْدًا وَأُسَامَةَ وَعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُءُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا، فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامُ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ

ایک دن پر مسرت حالت میں آئے اور کہا: اے عائشہ! تو نہیں جانتی کہ مجزز مدلجی زید اور اسامہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور وہ دونوں چادر سے سر ڈھانپے ہوئے تھے اور ان کے قدم ننگے تھے تو اس نے کہا: یہ بعض قدم بعض میں سے ہے۔

[**242**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا وَقَالَ سُفْيَانُ: وَسَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ بِهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ فَقَالَ فِيهِ: ((أَلَمْ تَرَى أَنَّ مُحَرِّزًا الْمُدْلِجِيَّ)) فَقُلْتُ: يَا أَبَا الْوَلِيدِ إِنَّمَا هُوَ مُجَزِّزٌ الْمُدْلِجِيُّ فَانْكَسَرَ وَرَجَعَ.

حمیدی کہتے ہیں کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا اور کہا: میں نے ابن جریج سے سنا ہے، وہ زہری سے روایت کرتے ہیں، اس حدیث میں انھوں نے فرمایا: کیا تو نہیں جانتی کہ محرز مدلجی۔ تو میں نے کہا: اے ابوالولید! وہ مجزز مدلجی ہے، اس نے انکسار کے ساتھ رجوع کیا۔

[**243**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَأُعْتِقَهَا فَاشْتَرَطَ عَلَيَّ مَوَالِيهَا أَنْ أَعْتِقَهَا وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لَهُمْ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا، فَإِنَّمَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے بریرہ کو خریدنا چاہا تا کہ میں اس کو آزاد کر دوں، تو اس کے مالکان نے یہ شرط رکھ دی کہ میں آزاد کروں اور (وہ اس کے وارث ہوں گے) ولاء ان کی رہے گی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس کو خرید اور آزاد کر، ولاء تو آزاد کرنے والے کی ہے۔

⇦⇨ 2267۔ سنن الترمذی، کتاب الولاء والهبة، باب ما جاء فی القافة، حدیث: 2129۔ سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب القافة، حدیث: 3524۔ سنن ابن ماجه، کتاب الاحکام، باب القضاء بالقرعة، حدیث: 2349۔ مسند احمد: 38/6۔ مصنف عبد الرزاق: 13834۔ مسندابی یعلٰی: 4422۔ صحیح ابن حبان: 7057.

(242) صحیح، المؤتلف والمختلف للدارقطنی: 2064/4، 2065۔ تصحیفات المحدثین للعسکری: 1028/2، 1029.

(243) صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب المکاتب وما لا یحل من الشروط، حدیث: 2735۔ سنن الکبرٰی للنسائی: 6407۔ مسند احمد: 135/6۔ سنن الکبرٰی للبیهقی: 337/10۔ مؤطا امام مالك، ص: 480۔ صحیح ابن حبان: 4326۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 242/4، 43، ۔ صحیح مسلم: 1504۔ سنن ابی داود: 393، 3929، 2235۔ سنن الترمذی: 2124۔ سنن النسائی: 4659۔ سنن ابن ماجه: 2521۔ من طریق اخری عن عائشة.

الْـوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: ((مَـا بَـالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَـابِ اللّٰهِ؟ فَمَنْ شَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰـهِ فَـلَيْـسَ لَـهُ ، وَإِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ ، إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) .

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: کچھ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرائط رکھتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں؟ پس جو شرط کتاب اللہ میں نہ ہو وہ شرط قابل عمل نہیں ہوگی، خواہ سو شرائط بھی ہوں، ولاء کا حقدار وہ ہے جس نے آزاد کیا ہو۔

**فائدہ** : ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ باطل شرط نہیں مانی جائے گی، اور باطل شرط پر کی گئی بیع درست نہیں ہوگی۔ وَلاء سے مراد وہ تعلق اور نسبت ہے جو مالک اور غلام کے درمیان ہوتی ہے اور اس تعلق کا حق دار آزاد کرنے والا ہی ہوتا ہے، یہ حدیث بہت زیادہ فوائد پر مشتمل ہے، بعض محدثین نے اس کی شرح میں مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

[**244**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِـنْـدَ بِنْتَ عُتْبَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَـقَالَتْ: يَا رَسُـولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ لِي مِنْهُ إِلَّا مَا أُدْخِلَ بَيْتِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ)) .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہند بنت عتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان کنجوس آدمی ہے، مجھے اس کے مال سے وہی ملتا ہے جو وہ میرے گھر میں لائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قدر اس کے مال سے لے لیا کر جو تیرے لیے اور تیرے بچوں کے لیے کفایت کرتا ہو۔

**فائدہ** : ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیوی اپنے خاوند کی شکایت حاکم وقت کو کر سکتی ہے، اور یہ غیبت نہیں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی و بچوں کا نان ونفقہ خاوند کے ذمے ہے، اگر وہ اس میں سستی کرے اور کنجوسی کا مظاہرہ کرے تو بیوی معروف طریقے سے اپنے خاوند کے مال سے اس سے پوچھے بغیر اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے کچھ لے سکتی ہے۔ یہ تب ہے جب خاوند صاحب مال ہو، لیکن اگر وہ غریب ہے تو بیوی کو بھی اُس کا احساس کرنا چاہیے۔

---

(244) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب من اجری امر الامصار علی ما یتعارفون بینھم، حدیث: 2211۔ صحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب قضیة ھند، حدیث: 1714۔ سنن ابی داود، کتاب الاجارة، باب فی الرجل یاخذ حقه من تحت یده، حدیث: 3532۔ سنن النسائی، کتاب آداب القضاء، باب قضاء الحاکم علی الغائب اذا عرضه، حدیث: 5422۔ سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب ما للمراة من مال زوجها، حدیث: 2293۔ مسند احمد: 39/6۔ سنن الدارمی: 2264۔ مسندالشافعی: 64/2۔ صحیح ابن حبان: 4255۔ مسند ابی یعلٰی: 4636۔ سنن الکبرٰی للبیهقی: 466/7۔ من طریق عن هشام بن عروة بهذا الاسناد۔

[245]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ لَتَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا مِنْ أَجْرٍ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَحَفِظَهُ النَّاسُ عَنْ هِشَامٍ كَلِمَةً لَمْ أَحْفَظْهَا أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أُمِّي افْتَلَتَتْ نَفْسُهَا فَمَاتَتْ وَلَمْ أَحْفَظْ مِنْ هِشَامٍ إِنَّمَا هَذِهِ الْكَلِمَةُ أَخْبَرَنِيهَا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ عَنْ هِشَامٍ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میری والدہ فوت ہوگئی ہے، میرا گمان ہے کہ اگر وہ کلام کرتی تو ضرور صدقہ کرتی، تو کیا اس کو ثواب ملے گا اگر اس کی طرف سے میں صدقہ دے دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ سفیان کہتے ہیں: لوگوں نے ہشام سے ایک کلمہ یاد رکھا جس کو میں یاد نہیں رکھ سکا، انھوں (ہشام) نے (اپنی حدیث میں) کہا: میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا ہے، لیکن مجھے ہشام سے یہ کلمہ یاد نہیں ہے، مجھے یہ کلمہ ایوب سختیانی نے ہشام سے بیان کیا ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر اولاد اپنے والدین کی طرف سے صدقہ کرے تو ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ یاد رہے ثواب پہنچنا اور ہے اور پہنچانا اور، جیسے ایصال ثواب کے لیے کہا جاتا ہے، اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ افسوس کہ بعض لوگوں نے بہت زیادہ غیر شرعی ایصال ثواب کے طریقے بنا رکھے ہیں، جن کا قرآن وحدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

## جَامِعُ اَحَادِيْثِ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

## مختلف موضوعات سے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول روایات

[246]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرض کے غالب آنے سے پناہ مانگتے تھے۔

---

(245) صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب موت الفجاءة البغتة، حديث: 1388- صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب وصول الثواب الصدقات عن الميت اليه، حديث: 1004- سنن ابی داود، حديث: 3679- سنن ابن ماجه، حديث: 2717- مسند احمد: 51/6- مؤطا امام مالك، ص: 367- صحيح ابن خزيمه: 2499- صحيح ابن حبان: 3353- مسند ابی يعلٰی: 4424- سنن الكبرٰی للبيهقی: 277/6، 278.

(246) حسن، أمالی ابن بشران- الجزء الثانی: 981- مشيخة قاضي المارستان: 461 عن عائشة رضي الله عنها- سنن النسائی، كتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من غلبة الدين، حديث: 5477- مسند احمد: 173/2- عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه-

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قرضہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ ہر ممکن طریقے سے اس سے بچتے رہنا چاہیے، لیکن مجبوری کی وجہ سے قرضہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر قرض لیا جائے تو قرض ادا کرنے کی نیت بھی ہو، اللہ تعالیٰ قرضہ اتار ہی دیتا ہے، اور انسان کو ہمیشہ یہ دعا بھی کرتے رہنا چاہیے، "اللهم انی اعوذ بك من غلبة الدَّين"

[**247**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَلَمْ يَسْمَعْهُ سُفْيَانُ مِنَ الزُّهْرِيِّ.

حمیدی نے کہا: ہم سے سفیان نے حدیث بیان کی، وہ زہری سے روایت کرتے ہیں، وہ عروہ سے، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مثل اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کرتی ہیں' ابوبکر نے کہا: سفیان نے زہری سے نہیں سنا۔

[**248**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمَّةٍ لَهُ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِكُمْ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھاری اولاد تمھارے بہترین کسب میں سے ہے، پس تم اپنے کسب سے کھاؤ۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ والدین اپنے بیٹے کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر کھا سکتے ہیں۔

[**249**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

عروہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت

---

(247) حسن، مسندابی یعلٰی: 4545۔ التقیید لمعرفة رواة السنن والاسانید لابن نقطة، ص: 247.

(248) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الاجارة، باب فی الرجل یاکل من مال ولده، حدیث: 3528۔ سنن الترمذی، کتاب الاحکام، باب ما جاء ان الوالد یاخذ من مال ولده، حدیث: 1358۔ سنن النسائی، کتاب البیوع، باب الحث علی الکسب، حدیث: 4455۔ سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب ما للرجل من مال ولده، حدیث: 2290۔ مسند احمد: 41/6۔ سنن الدارمی: 2540۔ تاریخ الکبیر للبخاری: 407/1۔ مستدرك للحاکم: 46/2۔ سنن الکبرٰی للبیهقی: 479/7، 480.

(249) صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ، حدیث: 3567۔ صحیح مسلم، کتاب الشرکة، باب هل یقرع فی القسمة والاستهام فیه: 2493۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: 6، حدیث: 3639۔ عمل الیوم واللیلة للنسائی: 413۔ مسند احمد: 118/6، 138۔ مسند ابی یعلی: 4677۔ صحیح ابن حبان: 7153۔ ⇦⇦

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: جَلَسَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي فَجَعَلَ يُحَدِّثُ وَيَقُولُ: اسْمَعِي يَا رَبَّةَ الْحُجْرَةِ، فَلَمَّا قَضَتْ صَلَاتَهَا، قَالَتْ لِي: يَا ابْنَ أُخْتِي أَلَا تَعْجَبُ إِلَى هَذَا وَإِلَى حَدِيثِهِ ((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ أَحْصَاهُ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَمْ يَسْمَعْهُ سُفْيَانُ مِنَ الزُّهْرِيِّ.

عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس آ کر بیٹھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز پڑھ رہی تھیں۔ وہ حدیث بیان کرتے اور کہتے جاتے: سن اے ماں! اس حجرہ والی! جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نماز مکمل کی، تو مجھے کہا: اے میری بہن کے بیٹے! کیا تو اس پر اور اس کے حدیث بیان کرنے پر تعجب نہیں کرتا؟ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح حدیث بیان کرتے تھے کہ اگر گننے والا گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔ ابوبکر نے کہا: یہ حدیث سفیان نے زہری سے نہیں سنی۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تدریس اور خطبے کے دوران بات آہستہ آہستہ کرنی چاہیے، تا کہ سامعین بات کو اچھی طرح سمجھ لیں، بعض لوگوں کا تدریس اور خطابت میں تیز تیز بولنا درست نہیں ہے۔

[**250**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَهْطًا مِنَ الْيَهُودِ دَخَلُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)) قَالَتْ: قُلْتُ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا قَالُوا؟ قَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ: ((قَدْ قُلْتُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: یہود کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی، اور انھوں نے کہا: السام علیك ابا القاسم (اے ابوالقاسم! تم پر موت واقع ہو)، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وعلیکم)) تم پر، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: بل علیکم السام واللعنة (بلکہ تم پر موت اور لعنت ہو)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! ہر کام میں اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے نہیں سنا جو انھوں نے کہا ہے؟ انھوں نے کہا:

⇦⇨ المدخل للبیهقی : 592.

(250) صحیح البخاری، کتاب استتابة المرتدین، باب اذا عرض الذمی او غیره بسب النبی ﷺ، حدیث: 6927۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام، حدیث : 2165۔ سنن الترمذی، کتاب استئذان، باب ما جاء فی کراهیة التسلیم علی الذمی، حدیث : 201۔ سنن ابن ماجه، کتاب الادب، باب الرفق، حدیث : 3689۔ عمل الیوم واللیلة للنسائی : 381۔ مسند احمد : 37/6۔ الادب المفرد : 462۔ مسند ابی یعلٰی : 4421۔ مسند الشهاب : 1065۔ شعب الایمان : 8099.

عَـلَيْكُمْ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قَالَ فِـي هَـذَا الْـحَـدِيـثِ ((وَعَلَيْكُمْ)) فَإِذَا وَقَفَ عَلَيْهِ تَرَكَ الْوَاوَ .

السام علیکم ۔آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے کہہ دیا تھا: ((علیکم)) تم پر۔ابوبکر فرماتے ہیں: سفیان اس حدیث میں وعلیکم کہتے تھے،لیکن جب ان کو اس پر تنبیہ کی گئی تو انھوں نے ''و'' کوترک کر دیا۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر غیر مسلم سلام کہے تو اس کے جواب میں وعلیکم کہنا چاہیے، نیز اس حدیث میں تمام معاملات میں نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

[251]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الـزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّـهُ سَمِعَهَا تَقُولُ: اسْتَـأْذَنَ عَـلَـى رَسُولِ اللّـهِ ﷺ رَجُـلٌ فَـقَالَ رَسُـولُ اللّـهِ ﷺ: ((ايـذَنُـوا لَــهُ فَبِئْـسَ ابْنُ الْـعَشِيـرَةِ)) أَوْ قَـالَ: ((أَخُـو الْعَشِيرَةِ)) فَلَمَّا دَخَـلَ عَـلَيْهِ أَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ، فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ: يَـا رَسُـولَ اللّٰهِ قُلْتُ لَهُ الَّذِى قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْـقَـوْلَ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِـنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ)) أَوْ قَالَ ((وَدَعَـهُ الـنَّـاسُ اتِّـقَاءَ فُحْشِهِ)) قَالَ سُفْيَانُ: فَـقُـلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ: رَأَيْتُكَ أَنْتَ أَبَدًا تَشُكُّ فِى هَذَا الْحَدِيثِ .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی،تو آپ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی اور کہا: خاندان کا بدتر بیٹا ہے یا برا بھائی ہے،جب وہ آپ ﷺ کی مجلس میں آیا تو آپ نے اس کے ساتھ نرم بات کی، جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اس کے متعلق کہا جو کہا،پھر آپ نے اس کے ساتھ نرم کلام کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! قیامت کے دن بدترین آدمی اللہ کے نزدیک وہ ہوگا جس کی بدکلامی کی وجہ سے لوگوں نے اس کو ترک کیا ہو یا اس سے علیحدہ ہوئے ہوں۔ سفیان نے کہا: میں نے محمد بن منکدر کو کہا: تم ہمیشہ اس حدیث میں شک کا لفظ ((أو)) بیان کرتے ہو۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ فن جرح وتعدیل بالکل ٹھیک ہے،اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا

(251) صـحيـح البخاري، كتاب الادب، باب مايجوز من اغتياب اهل الفساد والريب، حديث: 6054۔ صحيح مسـلـم، كتاب البر والصلة، باب مدارة من يتقى فحشه، حديث: 2591۔ سـنن ابى داود، كتاب الادب، باب فى حسـن العشرة، حديث: 4791۔ سـنـن الترمذى، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فى المداراة، حديث: 1996۔ شمائل الترمذى: 350۔ الادب المفرد: 1311۔ مسند احمد: 38/6۔ مسند الطيالسى: 1455۔ صحيح ابن حبان: 4538۔ سنن الكبرى للبيهقى: 245/10.

کہ اگر کسی شخص میں کوئی کمی وکوتاہی ہے، اور وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے، تو اس سے نرم بات کی جائے۔ بدکردار آدمی کو چھوڑنا درست ہے، اور غلط کریکٹر والا انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت ہی بُرا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے، آمین۔

[252]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا نَفَعَنَا مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنَا مَالُ أَبِي بَكْرٍ)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: فَقِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يَقُولُهُ عَنْ سَعِيدٍ فَقَالَ: مَا سَمِعْنَا مِنَ الزُّهْرِيِّ إِلَّا عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں کسی مال سے اتنا فائدہ نہیں ہوا جتنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے ہوا۔ حمیدی بیان کرتے ہیں: سفیان سے کہا گیا کہ (دوسرے راوی اس حدیث کو) سعید سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا: میں نے اس حدیث کو زہری سے نہیں سنا مگر وہ عروہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ......اس حدیث میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بہت زیادہ سخی ہونے کا بیان ہے، انھوں نے اپنے مال کو اسلام کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

[253]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدِ اسْتَتَرْتُ بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ هَتَكَهُ، وَقَالَ ((إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُشَبِّهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) قَالَ سُفْيَانُ فَلَمَّا جَاءَ نَا عَبْدُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں داخل ہوئے، میں نے پردے لٹکا رکھے تھے جن پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ متغیر ہوگیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پھاڑ دیا اور فرمایا: اللہ کے نزدیک قیامت کے دن شدید عذاب ان کو ہوگا جو اللہ عزوجل کی مخلوق کی شبیہ بناتے ہیں۔ سفیان نے کہا: جب عبدالرحمٰن بن قاسم آئے تو انھوں نے اس سے بھی عمدہ الفاظ میں حدیث بیان کی اور کہا:

(252) صحيح، فضائل الصحابة لاحمد: 28- مسندابى يعلٰى: 4905، 4418- تاريخ دمشق لابن عساكر: 30/57-58.

(253) صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب ما ولى من التصاوير، حديث: 5954- كتاب الادب، باب ما يجوز من الغضب والشدة لامر الله تعالٰى، حديث: 6109- صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، حديث: 2107- سنن النسائى، كتاب الزينة، باب ذكر اشد الناس عذابا، حديث: 5358، 5359- سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب الصور فيما يوطا، حديث: 3653- مسند احمد: 172، 36/6- سنن الدارمى: 2665- صحيح ابن خزيمه: 844- مسندابى يعلٰى: 4524- سنن الكبرٰى للبيهقى: 267/7- شرح السنة للبغوى: 3215.

الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا بِأَحْسَنَ مِنْهُ وَأَرْخَصَ ، وَقَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ سُتِرْتُ عَلَى سَهْوَةٍ لِي بِقِرَامٍ لِي فِيهِ تَمَاثِيلُ ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَزَعَهُ ، وَقَالَ: ((إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)) قَالَتْ: فَقَطَعْنَا مِنْهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ .

میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے تو میں نے اپنے ایک چبوترے پر سرخ پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصاویر تھیں، جب اس کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو کھینچ کر اتار دیا اور فرمایا: اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی مخلوق کی تصاویر بناتے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم نے اس کو پھاڑ کر ایک یا دو تکیے بنائے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں تصویروں کی مذمت بیان کی گئی ہے۔تصویر سے ہر وہ تصویر مراد ہے جسے تصویر کہا جاتا ہو،خواہ وہ ہاتھ سے بنی ہو،خواہ کیمرے سے بنی ہو،خواہ مٹی سے بنی ہو۔موجودہ دور میں تصویر ایک بہت بڑا فتنہ بن چکی ہے،ہر طرف لڑکیوں کی ایسی ننگی تصویریں ہیں جو ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہیں۔فتنہ تصویر کے خلاف بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تصویر کو دیکھ کر اسے پھاڑ دینا چاہیے، نیز اس حدیث سے فوٹو گرافر کی بہت زیادہ مذمت ثابت ہوتی ہے، جو بغیر کسی ڈر کے دن رات لوگوں کی تصویریں بنا رہے ہیں۔

[**254**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ ، أَوْ كَانَتْ بِهِ قُرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِإِصْبَعِهِ هَكَذَا)) وَوَضَعَ أَبُو بَكْرٍ سَبَّابَتَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا ((بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب کسی انسان کو کسی طرح کی شکایت ہوتی، پھوڑا ہوتا یا زخم ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنی انگلی سے اس طرح کرتے، پھر کہتے: بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا۔ ''اللہ کے نام سے جو ہمارا رب ہے، خاک ہماری زمین کی، ہمارے بعض کے تھوک کے ساتھ، ہمارے رب کے حکم سے ہمارا بیمار شفایاب ہوا ۔ اور ابوبکر نے اپنی شہادت کی انگلی

(254) صحيح البخاری ، كتاب الطب ، باب رقية النبی ﷺ ، حديث : 5745۔ صحيح مسلم ، كتاب السلام ، باب استحباب الرقية من العين والنملة ، حديث : 2194۔ سنن ابی داود ، كتاب الطب ، باب كيف الرقی ، حديث: 3895۔ سنن ابن ماجه ، كتاب الطب ، باب ما عوذ به النبی ﷺ ، حديث : 3521۔ عمل اليوم والليلة للنسائی : 1023۔ مسند احمد : 93/6۔ مصنف ابن ابی شيبة : 45/8۔ مسند ابی يعلی : 4527۔ صحيح ابن حبان : 2973۔ مستدرك للحاكم : 412/4 .

يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا)).

زمین پر رکھی اور پھر اٹھائی۔

فائدہ: ......اس حدیث سے دم کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، پھوڑے اور زخم پر دم کرتے وقت تشہد والی انگلی کو زمین پر رکھنا چاہیے، اور یہ دعا پڑھ کر انگلی زخم پر لگا لینی چاہیے۔

[255]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهُ كَانَ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں کچھ (محدثون) الہام کیے ہوئے ہوا کرتے تھے، اگر اس امت میں بھی کوئی ہوا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، نیز اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النّبیین ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

[256]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ زَيْدٍ التَّيْمِيُّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ حَبَشٌ يَلْعَبُونَ بِحِرَابٍ لَهُمْ فَكُنْتُ أَنْظُرُ مِنْ بَيْنَ أُذُنَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حبشی اپنے نیزوں سے کھیل رہے تھے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کانوں اور گردن کے پیچھے سے دیکھ رہی تھی، یہاں تک کہ میں نے خود ہی دیکھنا ترک کیا۔ یعقوب بن زید نے اس حدیث میں یہ زیادہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے ہر فرد

---

(255) صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر بن الخطاب رضي الله عنه، حديث: 2398- سنن الترمذى، كتاب المناقب، باب: 57، حديث: 3693- سنن الكبرٰى للنسائى: 8119- مسند احمد: 55/6- صحيح ابن حبان: 6894- مستدرك للحاكم: 6894- شرح مشكل الآثار للطحاوى، حديث: 1648.

(256) صحيح مسلم، كتاب صلاة العيدين، باب الرخصة فى اللعب الذى لا معصية فيه، حديث: 892- سنن النسائى، كتاب صلاة العيدين، باب اللعب بين يدى الامام يوم العيد، حديث: 1595- مسند احمد: 56/6- سنن الكبرٰى للنسائى: 8954- من طريق هشام بن عروة به- صحيح البخارى، كتاب العيدين، باب اذا فاته العيد يصلى ركعتين، حديث: 987، 988- مسند احمد: 84/6، 177- مصنف عبدالرزاق: 19721- معجم الكبير للطبرانى: 282/23- سنن الكبرٰى للبيهقى: 92/7- من طريق الزهرى عن عروة به-

وَعَاتِقِهِ حَتَّى كُنْتُ أَنَا الَّتِي صَدَدْتُ، زَادَ يَعْقُوبُ بْنُ زَيْدٍ فِي حَدِيثِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا الشَّيْطَانُ آخِذٌ بِثَوْبِهِ، يَقُولُ: انْظُرْ فَلَمَّا جَاءَ عُمَرُ تَفَرَّقَتِ الشَّيَاطِينُ قَالَتْ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْعَبُوا يَا بَنِي أَرْفَدَةَ تَعْلَمَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى أَنَّ فِي دِينِنَا فُسْحَةً)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمْ أَحْفَظْ مِنْ قَوْلِهِمْ غَيْرَ هَذِهِ الْكَلِمَةِ أَبُو الْقَاسِمِ طَيِّبٌ أَبُو الْقَاسِمِ طَيِّبٌ.

کے کپڑے کو شیطان نے پکڑ رکھا تھا اور وہ (اُن کو) کہتا تھا: دیکھ تو جب عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو شیاطین منتشر ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھیلو! اے بنی اُرفدہ! یہود اور نصاریٰ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ان حبشیوں کی میں نے یہ بات ہی یاد رکھی ہے کہ انھوں نے کہا: ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم بہت اچھے ہیں، ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم بہت عمدہ ہیں۔

**فائدہ** :...... مسجد کے اندر جنگی تیاری کی مشق کرنا درست ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا صحابہ کا کھیل دیکھتی رہیں۔ یہ پردے کی آیات نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے، نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان ڈرتا تھا۔ ہر ایسا کھیل کھیلنا جائز ہے جو قرآن وحدیث کے خلاف نہ ہو اور جس میں نماز وغیرہ کو ضائع نہ کیا جائے اور جس میں فضول خرچی بھی نہ ہو۔

[**257**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْبِطِّيخِ وَالرُّطَبِ فَيَأْكُلُهُ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تربوز اور تازہ کھجور ملا کر کھاتے تھے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں تربوز اور ککڑی کو تر کھجور کے ساتھ ملا کر کھانے کا ذکر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میری والدہ (حضرت ام رومان زینب رضی اللہ عنہا) مجھے موٹا کرنے کی تدبیر کرتی تھیں، تاکہ میری رخصتی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کریں، لیکن (کسی تدبیر سے) یہ مقصد حاصل نہ ہوا، حتیٰ کہ میں

---

(257) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الاطعمة، باب فی الجمع بین لونین فی الاکل، حدیث: 3836۔ سنن الترمذی، کتاب الاطعمة، باب ما جاء فی اکل البطیخ بالرطب، حدیث: 1843۔ شمائل ترمذی: 198۔ سنن الکبری للنسائی: 6687۔ صحیح ابن حبان: 5247۔ حلیة الاولیاء: 367/7۔ سنن الکبریٰ للبیهقی: 281/7۔ شرح السنة للبغوی: 2894.

نے تازہ کھجوروں کے ساتھ ککڑی کھائی تو میں انتہائی متناسب انداز کی فربہ ہوگئی۔ (سنن ابی داود : 3903- سنن ابن ماجه : 3324- یہ حدیث صحیح ہے)

[258]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ: ((يَأْتِينِي أَحْيَانًا فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ فَيَفْصِمُ عَنِّي، وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ، وَهُوَ أَشَدُّ مَا يَأْتِينِي، وَيَأْتِينِي أَحْيَانًا فِي مِثْلِ صُورَةِ الْفَتَى فَيَنْبِذُهُ إِلَيَّ فَأَعِيهِ، وَهُوَ أَهْوَنُهُ عَلَيَّ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کیسے آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبھی گھنٹی کی آواز کی مانند آتی ہے اور جب وہ میرے سے جدا ہوتی ہے تو میں اس کو یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ یہی شدید کیفیت ہے جو میرے پاس آتی ہے اور کبھی انسان کی صورت میں امین وحی آتا ہے اور مجھے کلمات کہہ دیتا ہے اور میں یاد کر لیتا ہوں اور یہ کیفیت میرے لیے آسان تر ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں وحی کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں اور وہ چار ہیں۔ (1) اللہ تعالیٰ براہ راست اپنے رسول سے بات کرے۔ (2) فرشتہ اللہ کا پیغام لے کر رسول کی طرف آئے۔ (3) دل پر القا ہو۔ (4) سچے خواب دکھائی دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کبھی ایک صورت میں وحی آتی تھی اور کبھی دوسری صورت میں، نیز اس حدیث سے علم وحی کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

[259]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ أَحَبَّ الشَّرَابِ إِلَى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ مشروب ٹھنڈا اور میٹھا تھا۔

(258) صحيح البخاري، كتاب بدء الوحى، باب كيف كان بدء الوحى الى رسول الله ﷺ، حديث : 2- صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب عرق النبى ﷺ فى البرد، حديث : 2333- سنن الترمذى، كتاب المناقب، باب ما جاء كيف كان ينزل الوحى على النبى ﷺ، حديث : 3634- سنن النسائى، كتاب الافتتاح، باب جامع ما جاء فى القرآن، حديث : 934، 935- فضائل القرآن للنسائى : 4- خلق افعال العباد للبخارى : 55- مسند احمد : 58/6، 256- مؤطا امام مالك، ص : 147- طبقات ابن سعد : 198/1، صحيح ابن حبان : 38.

(259) اسناده ضعيف، ابن شہاب الزہری مدلس راوی ہے، اور تصریح بالسماع ثابت نہیں ہے۔ انوار الصحيفة- سنن ترمذى، كتاب الاشربة، باب ما جاء اى الشراب كان احب الى رسول الله ﷺ، حديث : 1895- شمائل ترمذى : 204- سنن الكبرىٰ للنسائى: 6844- مسند احمد : 38/6- مسند ابى يعلىٰ : 4516- مستدرك للحاكم : 137/4- شعب الايمان : 5928- شرح السنة للبغوى : 3026- اخلاق النبى ﷺ لابى الشيخ، ص : 227، 228.

رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْحُلْوُ الْبَارِدُ)).

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی پینے کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ یہ رسول للہ ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھا۔سخت گرمی کے موسم میں ٹھنڈے پانی کی اہمیت سب پر عیاں ہوتی ہے،نیز سنن الترمذی (3358) میں ہے،سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:بے شک قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نعمتوں کے بارے میں جوسوال کیا جائے گا وہ یہ ہے کہ اسے کہا جائے گا:((أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنَرْوِيْكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ)) کیا ہم نے تیرے لیے تیرے جسم کو تندرستی نہیں دی تھی،اور ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟ (شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن کہا ہے،صحیح الجامع الصغیر: 2022)

[**260**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مُنْتَصِرًا مِنْ مَظْلِمَةٍ ظُلِمَهَا قَطُّ مَا لَمْ تُنْتَهَكْ مَحَارِمُ اللّٰهِ فَإِذَا انْتُهِكَ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ شَيْءٌ كَانَ أَشَدَّهُمْ فِي ذَلِكَ غَضَبًا، وَمَا خُيِّرَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ مَأْثَمًا)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی ذاتی انتقام لیا ہو،جب تک اللہ تعالیٰ کے محارم کو نہ توڑا گیا ہو،اور جب اللہ تعالیٰ کی حدود توڑی جاتیں تو آپ ﷺ اس پر سب سے زیادہ غضبناک ہوتے اور آپ ﷺ کو نہیں اختیار دیا گیا دو امور میں مگر آپ ﷺ نے آسان تر کو اختیار کیا جبکہ اس میں گناہ نہ ہو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی ظلم کرے تو اُس کو معاف کر دینا چاہیے،اور ذاتی انتقام نہیں لینا چاہیے۔نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حدود کی مخالفت برداشت نہیں کرتے تھے۔آپ ﷺ بہت ہی نرم دل تھے،لیکن اگر کوئی چوری کرتا پکڑا جاتا تو اس کا ہاتھ ضرور کاٹتے تھے،نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت آسان ہے،لیکن شیطان لوگوں کو دین مشکل بنا کر پیش کرتا ہے۔

[**261**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے

(260) صحيح البخارى، كتاب المناقب، باب صفة النبى ﷺ، حديث: 3560۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب مباعدته ﷺ للآثام، حديث: 2327۔ سنن ابى داود، كتاب الادب، باب فى التجاوز فى الامر، حديث: 4785۔ شمائل ترمذى: 349۔ مسند احمد: 115/6۔ الادب المفرد: 274۔ مؤطا امام مالك، ص: 555۔ مسند ابى يعلٰى: 4352۔ سنن الكبرٰى للبيهقى: 41/7۔ شعب الايمان: 8067۔ معجم الاوسط للطبرانى: 4278.

(261) صحيح البخارى، كتاب الادب، باب قول الله تعالٰى ﴿ان الله يامر بالعدل والاحسان﴾، حديث: 6063۔ ⇦⇦

قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَكَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَّا كَذَا وَكَذَا يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلَا يَأْتِيهِمْ قَالَتْ: فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ: يَا عَائِشَةُ أَعَلِمْتِ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَفْتَانِي فِي أَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ، أَتَانِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلِي، وَالْآخَرُ عِنْدَ رَأْسِي فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلِي لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي: مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ قَالَ: وَفِيمَ؟ قَالَ: فِي جَفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ قَالَتْ: فَجَاءَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((هَذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا كَأَنَّ رُءُوسَ نَخْلِهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ، وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ)) قَالَتْ: فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأُخْرِجَ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَهَلَّا قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي تَنَشَّرْتَ فَقَالَ ((أَمَا وَاللّٰهِ فَقَدْ شَفَانِي، وَأَمَّا أَنَا فَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا)) قَالَتْ وَلَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِيَهُودَ قَالَ سُفْيَانُ وَكَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَاهُ أَوَّلًا قَبْلَ أَنْ نَلْقَى هِشَامًا فَقَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ آلِ عُرْوَةَ

درمیان ایک عرصہ ٹھہرے کہ آپ ﷺ کو گمان ہوتا کہ وہ اپنے گھر گئے ہیں جبکہ وہ نہیں گئے ہوتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک بار فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تمھیں پتہ ہے کہ میں جان گیا ہوں کہ میں نے جو اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا، وہ مجھے بتا دیا گیا ہے؟ میرے پاس دو آنے والے آئے تو ایک شخص میرے پاؤں کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے سر کے پاس۔ جو میرے پاؤں کے پاس تھا اس نے سر کے پاس والے کو کہا: اس شخص کو کیا ہوا ہے؟ تو اس نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے، اس نے کہا: کس نے کیا ہے؟ پہلے نے کہا: لبید بن اعصم نے۔اس نے کہا: کس چیز میں؟ اُس نے کہا: کنگھی کے بالوں کو نر کھجور کے چھلکے میں ڈال کر، جس کو ذروان کے کنوئیں کے پتھر کے نیچے رکھ کر جادو کیا ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ وہاں گئے اور کہا: یہی وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا تھا، گویا اس کی کھجوروں کے سر ایسے تھے جیسے کہ شیطانوں کے سر ہوتے ہیں اور پانی مہندی کے پانی کی مانند تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو وہ مواد نکالا گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اسے نشر کیوں نہیں کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تو اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی ہے اور میں لوگوں میں اس شر کی تشہیر کروں پسند نہیں کرتا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: لبید بن اعصم

⇦⇨ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب السحر، حدیث: 2189۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطب، باب السحر، حدیث: 3545۔ سنن الکبریٰ للنسائی: 7615۔ مسند احمد: 57/6۔ مصنف ابن ابی شیبة: 30/8۔ صحیح ابن حبان: 6584۔ معجم الاوسط للطبرانی: 5922۔ سنن الکبری للبیهقی: 135/8.

فَلَمَّا قَدِمَ هِشَامٌ حَدَّثَنَاهُ . بنو رزیق سے یہود کا حلیف تھا۔

فائدہ: ......اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ پر کیے گئے جادو کا ذکر ہے، اور جادو کا ہو جانا حق ہے۔ جادو میں تاثیر ہوتی ہے۔ جبکہ جادو کرنے والا کافر ہے۔ غیر مسلم مسلمانوں کے دشمن ہیں، وہ جادو کے ذریعے بھی مسلمانوں پر حملہ کرتے رہتے ہیں۔ انسانی بالوں پر جادو بڑی جلدی اثر کرتا ہے، مرد وخواتین کنگھی کرنے کی وجہ سے گرنے والے بالوں کو چھپا کر رکھیں یا انھیں دفن کر دیں، تاکہ کوئی ظالم ان بالوں کے ذریعے جادو نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے جادو کا دم بھی نازل کیا ہے، جادو کے لیے قرآن کریم کی آخری دونوں صورتیں پڑھ کر دم کرنا مسنون ہے، اسی طرح احادیث میں بھی کچھ صحیح دعاؤں کا ذکر ہے۔ یہاں پر بطور تنبیہ عرض ہے کہ آج کل عامل حضرات ہر مریض کو جادو کا اثر ہی بتاتے ہیں اور ان سے پیسے بٹورنے کی خاطر کئی کئی مہینے دم کرتے رہتے ہیں، اور اس کے ذریعے لوگوں کے مالوں اور عزتوں پر ڈاکا ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان جاہل عاملوں سے محفوظ فرمائے، جادو کا دم ہر انسان، خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو، کر سکتا ہے۔

[262]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ الْعَبُ بِهَذِهِ الْبَنَاتِ، وَكُنَّ جَوَارِيَ يَأْتِينَنِي يَلْعَبْنَ مَعِي بِهَا، فَلَمَّا رَأَيْنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَقَمَّعْنَ ((فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ)).

حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: میں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی، میری سہیلیاں بھی آ کر میرے ساتھ کھیلتی تھیں، وہ جب رسول اللہ ﷺ کو آتے دیکھتیں تو اٹھ جاتیں، رسول اللہ ﷺ خود ان کو میرے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بچے کاغذ اور کپڑے کی بنی ہوئی گڑیوں سے کھیل سکتے ہیں۔

[263]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے

(262) صحيح البخاری، كتاب الادب، باب الانبساط الى الناس، حديث: 6130۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فی فضل عائشة ﷝، حديث: 4931۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب حسن معاشرة النساء، حديث: 1982۔ سنن الكبرٰى للنسائی: 5569۔ الادب المفرد: 368۔ مسند احمد: 57/6۔ مسند الشافعی: 29/2۔ طبقات ابن سعد: 58/8، 59۔ صحيح ابن حبان: 5865۔

(263) صحيح، سنن ابی داود، كتاب الجهاد، باب فی السبق علی الرجل، حديث: 2578۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب حسن معاشرة النساء، حديث: 1979۔ سنن الكبرٰى للنسائی: 8942۔ مسند احمد: 39/6۔ صحيح ابن حبان: 4691۔ شرح مشكل الآثار للطحاوی: 1880۔ صحيح ابن حبان: 4691۔ معجم ⇦⇦

قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: سَابَقْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَبَقْتُهُ، فَلَمَّا حَمَلْتُ مِنَ اللَّحْمِ سَابَقَنِي فَسَبَقَنِي فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ هَذِهِ بِتِلْكَ)).

مقابلہ میں دوڑ لگائی تو میں آگے نکل گئی۔ جب میرے اوپر گوشت آ گیا (یعنی تنو مند ہوگئی) تو پھر دوڑ لگائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آگے نکل گئے اور فرمایا: یہ اس کے بدلے ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی پردے میں رہ کر آپس میں دوڑ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ ایک فطری بات ہے کہ جب کوئی ٹیم شکست کھا جاتی ہے تو وہ اس کے بدلے میں جیتنے کی بہت کوشش کرتی ہے۔ آج کل لڑکیوں کے مقابلے ننگے بدن اور پوری دنیا کے سامنے ہو رہے ہیں، یہ سراسر گمراہی اور شیطانی کام ہیں، مثلاً میراتھن دوڑ اور لڑکیوں کی لڑکیوں سے کبڈی وغیرہ۔ اپنی اولاد اور دیگر احباب کو اس طرح کی فحاشی سے محفوظ رکھیں، افسوس کہ جو باپردہ مسلمان عورت تھی وہ آج ننگی ہو کر شیطانی کردار ادا کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

[264]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنِّي خَبِيثُ النَّفْسِ وَلَكِنْ لِيَقُلْ إِنِّي لَقِسُ النَّفْسِ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہو گیا ہے مگر یہ کہے کہ میرا نفس (دل) سست یا پریشان ہو گیا ہے۔

فائدہ: ...... معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے لیے ایسے الفاظ کا چناؤ کرنا چاہیے جو اس کی عزت کے منافی نہ ہوں۔ لفظ خبیث اور لفظ نفس کا ظاہری مفہوم ایک ہی ہے لیکن لفظ خبیث اور اسی کا ظاہری معنی انسانی وقار کے خلاف تھے اس لیے اپنے لیے یہ لفظ استعمال کرنے سے روکا گیا ہے۔ (فتح الباری: 692/10)

[265]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا: اے میری

⇦⇦ الكبير للطبراني: 47/23۔ مسند الطيالسي: 1462.

(264) صحيح البخاري، كتاب الادب، باب لا يقل خبثت نفسي، حديث: 6179۔ صحيح مسلم، كتاب الالفاظ من الادب، باب كراهة قول الانسان خبثت نفسي، حديث: 2250۔ سنن ابى داود، كتاب الادب، باب لا يقال خبثت نفسي، حديث: 4979۔ عمل اليوم والليلة للنسائى: 1049۔ مسنداحمد: 51/6، 209۔ الادب المفرد: 809۔ مصنف ابن ابى شيبة: 67/9۔ صحيح ابن حبان: 5724۔ معجم الاوسط للطبرانى: 2633۔ شعب الايمان: 5210.

(265) صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب ﴿الذين استجابوا لله والرسول﴾، حديث: 4077۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبير، حديث: 2418۔ سنن ابن ماجه، كتاب المقدمة، بـاب فضل الزبير رضی اللہ عنہ، حديث: 124۔ مستدرك للحاكم: 298/3۔ دلائل النبوة للبيهقى: 312/3۔ تفسير ابن ⇦⇦

قَـالَ: ثـنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ لِـي عَـائِشَةُ: ((يَا ابْنَ أُخْتِي إِنْ كَانَ أَبَوَاكَ لَمِنَ الَّـذِيـنَ اسْتَـجَـابُـوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَـابَهُـمُ الْقَرْحُ . . . . . أَبُو بَكْرٍ، وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ)).

بہن کے بیٹے! تیرا باپ ان لوگوں میں سے تھا جن کے متعلق کہا گیا ہے: ﴿الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ....﴾ ''وہ جنھوں نے حکم مانا اللہ اور رسول کا اس کے بعد کہ ان کو زخم آئے۔'' یعنی ابوبکر اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما۔

فائدہ: ...... یہ جنگ احد سے اگلے روز کا واقعہ ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ احد سے ہٹ کر جب مشرکین چند منزل دور چلے گئے تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے یہ کیا حماقت کی کہ مسلمانوں کا پوری طرح خاتمہ کیے بغیر واپس چلے آئے ہیں۔ تو انھوں نے مدینہ پر دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ کیا جب اس بات کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ڈرانے کے لیے ستر آدمیوں کا قافلہ ان کے پیچھے روانہ کیا ان میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (نیز دیکھیں: صحیح البخاری: 4077، صحیح مسلم: 4018 اور سنن الکبری للنسائی: 11/17)

[266]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنـا جَـامِـعُ بْـنُ أَبِـي رَاشِدٍ، عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ امْرَأَةٍ عَنْ عَـائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا ظَهَرَ السُّـوءُ فِـي الْأَرْضِ أَنْـزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِأَهْلِ الْأَرْضِ بَـأْسَـهُ)) قَـالَـتْ: فَقُلْتُ: أَنَهْلِكُ وَفِينَا أَهْـلُ طَـاعَةِ الـلّٰهِ قَالَ: ((نَعَمْ ثُمَّ تَصِيرُونَ إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب زمین پر بدی غالب آتی ہے تو اللہ تعالیٰ زمین پر اپنا عذاب نازل کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں: میں نے عرض کی: کیا ہم ہلاک کیے جائیں گے جبکہ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے موجود ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، پھر تم اللہ کی رحمت کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

فائدہ: ...... یہ روایت سند کے لحاظ سے ضعیف ہے۔ اس حدیث میں گناہوں کے عام ہونے پر وعید شدید بیان کی گئی ہے کہ گناہوں کا غالب ہونا اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ موجودہ دور کی یہی صورت حال ہے

---

⇦⇦ جریر: 8239۔ سنن سعید بن منصور: 2915۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: 93/12.

(266) اسنادہ ضعیف سند میں امراۃ راویہ مجہول ہے۔ مسند احمد: 41/6۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: 42/15، 43۔ مسند اسحاق بن راھویۃ: 1108۔ شعب الایمان: 7599.

کہ ہر طرف بدی عام ہے، اور غالب ہے، یہی وجہ ہے کہ مختلف قسم کے عذاب بھی نازل ہو رہے ہیں، جس کی لپیٹ میں نیک اور بد تمام لوگ آئے ہوئے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ انصاف کو پسند کرتے ہیں، نیکوں پر ظاہری طور وہ عذاب مسلط ہو گا، لیکن پھر انھیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت (جنت) کی طرف بلا لے گا۔ یہاں سے یہ بات بھی سمجھ لگی کہ جب کسی بستی یا شہر پر عذاب آئے اور اس میں نیک لوگ بھی ہوں، تو لوگ عامۃ الناس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں پر بھی بدوں جیسا حکم لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ فلاں فلاں پر بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا ہے، اور طرح طرح کی باتیں بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمیں اس طرح کی سوچ وفکر سے پرہیز کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو خوب جانتا ہے، اور ان کی نیکی اور تقویٰ کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ ان کے فوت ہونے کے بعد انھیں ان کی نیتوں کے مطابق اُٹھائے گا۔

[**267**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ خَالَتِهَا عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِصَبِيٍّ مِنْ صِبْيَانِ الْأَنْصَارِ لِيُصَلِّي عَلَيْهِ فَقُلْتُ: طُوبَى لَهُ عُصْفُورٌ مِنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلْ سُوءًا قَطُّ، وَلَمْ يُدْرِكْهُ ذَنْبٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ الْجَنَّةَ وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا وَخَلَقَهُمْ وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ، وَخَلَقَ النَّارَ وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا وَخَلَقَهُمْ وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ)).

ام المومنین حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: انصار کا ایک بچہ نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا تاکہ آپ ﷺ اس پر نماز جنازہ پڑھیں، تو میں نے کہا: مبارک ہو اس کو، یہ جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے، اس نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے، نہ کوئی گناہ اس کو پہنچا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا اس کے سوا بھی (ہوسکتا تھا)؟ اے عائشہ ﷞! اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا اور اس کے رہنے والے بھی پیدا کیے ہیں، اور انھیں پیدا کیا جبکہ وہ اپنے آباء واجداد کی پشت میں تھے۔ اور جہنم اور اس کے اہل کو پیدا کیا اور ان کو جہنمی پیدا کیا جبکہ وہ اپنے آباء واجداد کی پشت میں تھے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو معصوم بچے فوت ہوں گے، وہ جنت میں جائیں گے، نیز تقدیر برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ جہنم میں کون جائے گا اور جنت میں کون جائے گا۔ ہمیں جنت اور جہنم میں

---

(267) صحيح مسلم، كتاب القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة، حديث: 2662۔ سنن ابى داود، كتاب السنة، باب في ذرارى المشركين حديث: 4713۔ سنن النسائى، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الصبيان، حديث: 1949۔ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب في القدر، حديث: 82۔ مسند احمد: 41/6۔ مصنف عبدالرزاق: 20095۔ صحيح ابن حبان: 6173۔ تاريخ بغداد: 110/11، 111.

لوگوں کے داخلے کا حق نہیں دیا گیا ہے کہ فلاں جنتی ہے فلاں جہنمی ہے اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

[268]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ إِلَى عَائِشَةَ أَنِ اكْتُبِي إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتِيهِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَكَتَبَتْ إِلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّهُ مَنْ يَعْمَلْ بِغَيْرِ طَاعَةِ اللّٰهِ يَعُودُ حَامِدُهُ مِنَ النَّاسِ ذَامًّا)).

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ میری طرف کوئی حدیث لکھ بھیجیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، تو ام المؤمنین نے لکھ بھیجا: میں نے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر عمل کرے گا اس کے مدح خواں اس کی مذمت کرنے لگیں گے۔

**فائدہ**: ......اس سے ثابت ہوا کہ زمانہ صحابہ میں ایک دوسرے کی طرف احادیث لکھ کر بھیجی جاتی تھیں، بلکہ زمانہ نبوی میں ہی کتابت حدیث کا آغاز بڑے زور وشور سے ہو چکا تھا، والحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے حفاظت قرآن وحدیث کے لیے صحابہ، تابعین اور محدثین کی جماعتیں پیدا کیں ۔جن الفاظ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث بیان کیں ، وہ انھی الفاظ کے ساتھ محفوظ ہیں۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث کی اطاعت کے بغیر عمل دنیا وآخرت میں ذلت کا باعث ہے۔ عارضی طور پر اگر کوئی تعریف کر بھی دے گا لیکن آخر کار وہ بھی اس کی مذمت کرے گا۔ اس حدیث میں ہمیں قرآن وحدیث کے مطابق زندگی گزارنے کا درس دیا گیا ہے۔

[269]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((مَا بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً قَطُّ فِيهِمْ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ إِلَّا أَمَّرَهُ عَلَيْهِمْ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی لشکر (سریہ) نہیں بھیجا کہ اُس میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شامل ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھی کو ان پر امیر مقرر کیا۔

(268) ضعیف موقوفا مرفوعاً، عامر شعبی کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت مرسل ومنقطع ہے۔ مصنف ابن ابی شیبة : 123/11۔ اخبار القضاة لوكيع : 38/1۔ الزهد الكبير للبيهقى : 886۔ من طريق الشعبى به۔ مسند البزار، الكشف : 3568۔ معجم ابن الاعرابى : 832۔ مسند الشهاب : 498۔ الكامل لابن عدى : 2076/6۔ اس کا موقوف ہونا امام ابن حبان کے نزدیک راجح ہے، کیونکہ اکثر رواۃ نے اسے موقوفاً بیان کیا ہے۔

(269) حسن لغيره، مستدرك للحاكم : 218/3۔ من طريق الشعبى عن مسروق عن عائشة۔ مسنداحمد : 226/6، 227۔ مصنف ابن ابى شيبة : 140/12۔ سنن الكبرىٰ للنسائى : 8182۔ مستدرك للحاكم : 215/3۔ من طريق آخر .

**فائدہ** :......اس حدیث میں سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت واہلیت ثابت ہوتی ہے کہ ان میں جنگ کی کس قدر صلاحیت موجود تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں امیر لشکر مقرر فرماتے تھے۔

[**270**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي سَهْلَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ((وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي)) فَقُلْتُ: أَلَا نَدْعُو لَكَ أَبَا بَكْرٍ؟ قَالَ ((لَا)) ثُمَّ قَالَ ((وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي)) فَقُلْتُ أَلَا نَدْعُو لَكَ عُمَرَ؟ قَالَ ((لَا)) ثُمَّ قَالَ ((وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي)) فَقُلْتُ: أَلَا نَدْعُو لَكَ ابْنَ عَمِّكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ؟ قَالَ: ((لَا)) ثُمَّ قَالَ: ((وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي)) فَقُلْتُ: أَلَا نَدْعُو لَكَ عُثْمَانَ؟ فَسَكَتَ، قَالَتْ: فَأَمَرْتُ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَهُ خَلَا بِهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ لَهُ وَوَجْهُ عُثْمَانَ يَتَلَوَّنُ قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثُونِي، عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي سَهْلَةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: فَلَمْ أَحْفَظْ مِنْ قَوْلِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ((وَإِنْ سَأَلُوكَ أَنْ تَنْخَلِعَ مِنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے یہ پسند ہے کہ میرے پاس کوئی میرا صحابی ہو۔ میں نے کہا: کیا آپ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: مجھے یہ پسند ہے کہ میرے پاس میرا کوئی صحابی موجود ہو، میں نے کہا: کیا میں آپ کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: مجھے پسند ہے کہ میرے پاس میرا کوئی صحابی ہو، میں نے کہا: کیا میں آپ کے لیے آپ کے چچا کے بیٹے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرا کوئی صحابی موجود ہو، تو میں نے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے انھیں بلانے کا حکم دیا اور وہ بلائے گئے۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں علیحدہ لے کر کچھ کہنے لگ گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چہرہ متغیر ہوتا گیا۔ سفیان کہتے ہیں کہ انھوں نے مجھے ابن ابی خالد سے، انھوں نے قیس سے، انھوں نے ابوسہلہ سے

---

(270) صحيح، مسند احمد : 51/6، 52- فضائل الصحابةله : 804- مسند ابى يعلى : 4805- مستدرك للحاكم : 99/3- دلائل النبوة للبيهقي : 391/6- السنة لابن ابى عاصم : 1176- من طريق قيس عن ابى سهلة عن عائشة- سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل عثمان بن عفان رضي الله عنه، حديث : 113- صحيح ابن حبان : 6918- حلية لاولياء : 58/1- من طريق قيس عن عائشة -ليس فيه ابو سهلة .

قَمِيصٍ قَمَّصَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَفْعَلْ)) .

بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں یہ بھی بیان کیا کہ میں صرف اتنی بات یاد کرسکی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ تجھے اس قمیص کو اتارنے کا حکم دیں جو اللہ تعالیٰ نے تجھے پہنائی ہو، تو ایسا نہ کرنا۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں خلیفہ ثالث سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ثبوت اور ان کی خلافت کے دور میں فتنے برپا ہونے کا بیان ہے، قمیص سے مراد خلافت ہے، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ڈٹ کر فتنوں کا قلع قمع کیا، آخر کار مظلومانہ شہید کر دیے گئے، رضی اللہ عنہ۔

[**271**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ فَإِذَا الْمَعَاصِي ظَهَرَتْ فَلَمْ تُغَيَّرْ أُخِذَتِ الْعَامَّةُ وَالْخَاصَّةُ)) .

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اللہ عزوجل عام لوگوں کو خاص لوگوں کے اعمال کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا، اور جب نافرمانی کھلے طور ظاہر ہونے لگے اور اس کو تبدیل نہ کیا جائے تو پھر عام وخاص سب ہی گرفت میں آ جاتے ہیں۔

[**272**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا مُطِرْنَا قَالَ: ((اللّٰهُمَّ سَيِّبًا نَافِعًا)) قَالَ سُفْيَانُ هَكَذَا حَفِظْتُهُ سَيِّبًا، وَالَّذِي حَفِظُوا أَجْوَدُ صَيِّبًا .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب بارش ہوتی تو آپ ﷺ اس طرح دعا کرتے ((اَللّٰهُمَّ سَيِّبًا نَافِعًا)) ''اے اللہ! موسلا دھار برسنے والی، نفع والی ہو'' سفیان کہتے ہیں: میں نے تو (سیبا) ہی حفظ کیا ہے اور جو دوسرے لوگوں نے (صیبا) محفوظ کیا ہے، وہ بہت عمدہ ہے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں بارش کے نزول کے وقت کی دعا کا ذکر ہے کہ جب بارش ہونا شروع ہو جائے تو ہمیں یہ دعا: ''اَللّٰهُمَّ سَيِّبًا نَافِعًا'' پڑھنی چاہیے تا کہ بارش نفع کا باعث بنے، نقصان اور عذاب بن کر نہ

(271) صحيح، مؤطا امام مالك، ص : 607- الزهد لابن المبارك : 1351 .

(272) صحيح، الادب المفرد للبخارى : 686- سنن ابى داود، كتاب الادب، باب ما يقول اذا هاجت الريح، حديث : 5099- سنن النسائى، كتاب الاستسقاء، باب القول عند المطر، حديث : 1524- سنن ابن ماجه، كتاب الدعاء، باب ما يدعو به الرجل اذا راى السحاب والمطر، حديث: 3889- عمل اليوم والليلة للنسائى : 914- مسند احمد : 41/6- من طريق مقدام بن شريح بهذا الاسناد- صحيح البخارى، كتاب الاستسقاء، باب ما يقال اذا مطرت، حديث: 1032- سنن ابن ماجه :3890- مسند احمد : 90/6 -من طريق القاسم بن محمدعن عائشة -

آئے۔یہی بارش اگر مناسب وقت میں مناسب مقدار سے نازل ہوتو رحمت بن جاتی ہے،اور یہ بارش اگر غیر مناسب وقت میں غیر مناسب مقدار میں نازل ہوتو زحمت بن جاتی ہے۔

[273]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ مِيرَاثِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: أَعَنْ مِيرَاثِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَسْأَلُ؟ ((مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ، وَلَا شَاةً، وَلَا بَعِيرًا، وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً، وَلَا ذَهَبًا، وَلَا فِضَّةً)).

زر بن حبیش نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی میراث کے متعلق سوال کیا، تو انھوں نے کہا: کیا تم رسول اللہ ﷺ کی میراث پوچھتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے نہ زرد چھوڑا نہ سفید، نہ بکری، نہ اونٹ، نہ غلام، نہ لونڈی، نہ سونا، نہ چاندی۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں،اور جب آپ فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے پیچھے عام گھریلو قیمتی اشیاء نہیں چھوڑیں۔

[274]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: ذُكِرَ لِعَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَيْنِ فَقَالَتْ ((لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَةَ النِّسَاءِ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ایک عورت کا ذکر کیا گیا کہ وہ (مردوں والے) نعلین پہنتی ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مردوں والا لباس پہننے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں عورتوں کا مردوں کی مشابہت کرنے سے منع کیا گیا ہے، یہاں تک کہ عورت مردوں والی جوتی اور ان جیسے کپڑے بھی نہیں پہن سکتی۔ اگرحدیث بلحاظ سند ضعیف ہے لیکن اپنے شاہد کی وجہ سے صحیح ہے۔شاہد کے لیے دیکھیے (سنن ابی داؤد:4098) یہ شاہد صحیح ثابت ہے ۔ والحمد للہ۔ گھر کے اندر عورت کا مردوں کی جوتی پہننا اور مرد کا عورتوں کی جوتی پہننا بھی اس حدیث کے عموم کی وجہ سے منع ہے،لیکن اگر باتھ وغیرہ میں جاتے وقت پہن لی جائے ، بشرطیکہ اپنی جوتی نہ مل رہی ہو،تو اس کی گنجائش ہے۔ایک تو بامر مجبوری ہے اور دوسرا وہ اپنے گھر میں ہی ہے،

---

(273) حسن ، شمائل ترمذی : 405۔ مسند احمد : 136/6 ، 137۔ طبقات ابن سعد : 316/2۔ صحیح ابن حبان : 6606۔ حلیة الاولیاء : 249/7 ، 150۔ دلائل النبوة للبیهقی : 247/7۔ شعب الایمان : 10437 م۔

(274) اس کی سند میں ابن جریج راوی مدلس ہے۔ سنن ابی داود ، کتاب اللباس ، باب فی لباس النساء ، حدیث : 4099۔ مسندابی یعلی : 4880 .

عورت کی جوتی پہن کر باہر نہیں جا رہا کہ کوئی اُسے عورت تصور کرنا شروع کر دے گا۔ موجودہ دور میں خواتین مردوں کی مشابہت کی خاطر اور مرد عورتوں کی مشابہت کی خاطر بہت زیادہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، بس اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی اصلاح فرمائے۔ آمین۔

[**275**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَا ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ ناپسندیدہ بندہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو بڑا جھگڑالو ہو۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں زیادہ جھگڑنے والے کی مذمت بیان کی گئی ہے، جو بات بات پر لڑتا ہے۔ اسلام بھائی چارے کا درس دیتا ہے، ایک دوسرے کے ساتھ نرمی برتنے کا حکم دیتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نقشہ قرآن کریم میں اس انداز میں کھینچا ہے: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾

[**276**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ فَأَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((عَلَى الصِّرَاطِ يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (جس دن تبدیل ہوگی زمین اس زمین کے بغیر) تو لوگ کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صدیق کی بیٹی رضی اللہ عنہا! وہ (پل) صراط پر ہوں گے۔

---

(275) صحيح البخاری، كتاب التفسير، سورة البقرة، باب وهو الد الخصام، حديث: 4523۔ صحيح مسلم، كتاب العلم، باب فی الالد الخصام، حديث: 2668۔ سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، حديث: 2976۔ سنن النسائی، كتاب آداب القضاء، باب الالد الخصم، حديث: 525۔ مسند احمد: 55/6، 63۔ صحيح ابن حبان: 5697۔ سنن الكبرٰی للبيهقی: 108/10۔ شعب الايمان: 8429۔ شرح السنة للبغوی: 2499.

(276) صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب فی البعث والنشور، حديث: 2791۔ سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة ابراهيم، حديث: 3121۔ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر البعث، حديث: 4279۔ مسند احمد: 35/6۔ سنن الدارمی: 2812۔ صحيح ابن حبان: 331۔ مستدرك للحاكم: 352/2۔ تفسير ابن جرير: 20960.

فائدہ : ......اس حدیث میں روز قیامت کی شدت کا تذکرہ ہے کہ اس دن ہر چیز حتیٰ کہ زمین بھی بدل دی جائے گی۔ نیز اس حدیث میں پل صراط کا ثبوت بھی ہے، اور یہ وہ مقام ہے جہاں سے ہر کسی کو گزر کر جانا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا" . احادیث قرآن کریم کی تفسیر ہیں، ان کے بغیر قرآن کو سمجھنا ناممکن ہے۔

[277]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: أَبَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ [المؤمنون: 60] أَهُمُ الَّذِينَ يَزْنُونَ، وَيَسْرِقُونَ، وَيَشْرَبُونَ الْخَمْرَ؟ قَالَ: ((لَا يَا ابْنَةَ الصِّدِّيقِ وَلَكِنَّهُمُ الَّذِينَ يُصَلُّونَ، وَيَصُومُونَ، وَيَتَصَدَّقُونَ)) .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق سوال کیا: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوْا وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ "وہ لوگ جو دیتے ہیں، وہ چیز جو انھیں دی گئی اور ان کے دل خوف زدہ ہیں۔" کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو زانی، چور اور شراب پینے والے ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صدیق کی بیٹی رضی اللہ عنہا! (یہ وہ) نہیں (ہیں بلکہ) یہ وہ لوگ ہوں گے جو نماز پڑھتے، روزہ رکھتے اور صدقہ دیتے ہوں گے۔

فائدہ : ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس چیز کا علم نہ ہو، اس کا اہل علم سے سوال کر لینا چاہیے۔ اہل علم کو علوم وفنون میں پختہ ہونا چاہیے، تاکہ وہ لوگوں کے سوالوں کا جواب دے سکیں۔ قرآن مجید کی اس آیت سے ثابت ہوا کہ صدقہ وخیرات وہی شخص کرے گا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا، اور یہ مومن لوگ ہی کرتے ہیں، اور وہی صدقہ کرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے، اور جس کا مال اللہ تعالیٰ کو پسند ہو، ورنہ کتنے ہی لوگ ہیں جن کے پاس مال ہے لیکن وہ ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کرتے۔

[278]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(277) حسن لغيره، سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة المؤمنون، حديث: 3175- سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب التوقى على العمل، حديث: 4198- مسند احمد: 159/6، 205- مستدرك للحاكم: 393/2، 394- شعب الايمان: 762- تفسير ابن جرير: 25560 .

(278) صحيح البخاری، كتاب الزكاة، باب اجر الخادم اذا تصدق بامر صاحبه غير مفسد، حديث: 1437- صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب اجر الخازن الامين والمراة، حديث: 1024- سنن ابی داود، كتاب الزكاة، باب المراة تصدق من بيت زوجها، حديث: 1685- سنن الترمذی، كتاب الزكاة، باب فی نفقة المراة من بيت زوجها، حديث: 672- سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب ما للمراة من مال زوجها، حديث: 2294- سنن الكبرٰی للنسائی: 1954- مسند احمد: 44/6- مصنف ابن ابی شيبة: 582/6- مصنف عبدالرزاق: 7275- سنن الكبرٰی للبيهقی: 192/4- شرح السنة للبغوی: 1692 .

قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهُ بِمَا اكْتَسَبَ، وَكَانَ لَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ)).

جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے فساد کے بغیر کچھ خرچ کرے، تو خاوند کو اس کے کسب کا اور عورت کو اس کے خرچ کرنے کا اجر ملے گا اور خزانچی کا بھی یہی اجر ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اپنے خاوند کی ملکیت سے جب کوئی عورت اس کی اجازت کے بغیر صدقہ دیتی ہے، تو تین شخصوں کو برابر ثواب ملتا ہے: خاوند جس نے پیسے کمائے، بیوی جس نے خرچ کیے اور خزانچی جس نے رقم جمع کی اور اس کی حفاظت کی۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ بیوی اپنے خاوند کے گھر سے مناسب مقدار میں چیز صدقہ کر سکتی ہے۔ بیوی کو اپنے خاوند کی طبیعت کا علم ہوتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کثرت صدقہ کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہو جائے، اس کو حدیث میں "غَيْرُ مُفْسِدَةٍ" (بغیر فساد کے) تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن اگر بیوی اپنی الگ جائداد کی مالک ہو تو اس سے جتنا مرضی خرچ کر سکتی ہے۔

[279]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: رَأَيْتُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاضِعًا يَدَكَ عَلَى مِعْرَفَةِ فَرَسٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ تُكَلِّمُ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ فَقَالَ ((وَقَدْ رَأَيْتِيهِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ ((فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ وَهُوَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ)) قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْ زَايِرٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ گھوڑے کے بالوں پر ہاتھ رکھے دحیہ کلبی سے کچھ باتیں کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبرائیل علیہ السلام ہیں، تجھے سلام کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، ملاقات کو آنے والے کو اللہ تعالیٰ بہتر جزا عطا فرمائے اور اس کو بھی جس کے پاس وہ آتے ہیں، ساتھی بھی

(279) اسناده ضعيف، مجالد بن سعید ضعیف راوی ہے۔ مسند احمد: 74/6، 146۔ معجم الكبير للطبرانی: 36/23، 37۔ حلية الاولياء: 46/2۔ تاريخ بغداد: 140/7۔ من طريق مجالد بن سعيد بهذا الاسناد۔ طبقات ابن سعد: 67/8، 68۔ مستدرك للحاكم: 7/4۔ مصنف ابن ابی شيبة: 130/12، 131۔ من طريق مجالد عن الشعبی عن مسروق عن عائشة به۔ اس سیاق کے بغیر یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھیے: صحيح البخاری، كتاب الاستئذان، باب اذاقال فلان يقرئك السلام، حديث: 6253۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فی فضل عائشة رضی اللہ عنہا، حديث: 2447۔ سنن ابی داود: 5232۔ سنن الترمذی: 2693۔ سنن ابن ماجه: 3696.

وَمِنْ دَخِيلٍ فَنِعْمَ الصَّاحِبُ، وَنِعْمَ الدَّخِيلُ. اچھا اورآنے والا بھی۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبردست فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام بھی انھیں سلام بھیجتے ہیں۔ کبھی کبھی جبرائیل علیہ السلام سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں بھی وحی لے کر آتے تھے۔ مرد کسی غیر محرم عورت کو نیک نیتی سے سلام بھیج سکتا ہے، غائبانہ سلام کا جواب اس انداز میں دینا چاہیے: "وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" یادرہے کہ عَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ کہنا ثابت نہیں ہے۔

[280]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ كَرَاهِيَةً فَقَالَ ((أَرْضِعِيهِ)) فَقَالَتْ كَيْفَ أُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ؟ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ ((قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ)) قَالَتْ: فَأَرْضَعَتْهُ، ثُمَّ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: مَا رَأَيْتُ فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ شَيْئًا أَكْرَهُهُ مُنْذُ أَرْضَعْتُهُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَقَدْ شَهِدَ بَدْرًا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اس نے کہا: میں حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھتی ہوں، وہ سالم رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہونے کو ناپسند کرتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس کو اپنا دودھ پلا، اس نے کہا: میں اس کو کیسے دودھ پلاؤں وہ تو بڑا مرد ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: تو اس کو اپنا دودھ پلا دے، میں جانتا ہوں کہ وہ بڑا مرد ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس عورت نے اس مرد کو دودھ پلا دیا، پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا: میں نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناگواری کے آثار نہیں دیکھے جب سے میں نے سالم رضی اللہ عنہ (مولیٰ حذیفہ) کو دودھ پلایا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا: سالم رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر تھے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں رضاعت کبیر کا بیان ہے، اب یہ منسوخ ہے، بعض نے اس کو سالم کے ساتھ خاص واقعہ قرار دیا ہے۔ (اکمال المعلم: 330/4۔ فتح الباری: 134/9) رضاعت ثابت ہونے کی عمر 2 سال تک ہے، اس کے بعد اگر کوئی دودھ پی لے تو اس کی رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف وہی رضاعت حرمت ثابت کرتی ہے جو انتڑیوں کو کھول دے (وکان قبل الفطام) اور

(280) صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب رضاعة الكبير، حديث: 1453۔ سنن النسائى، كتاب النكاح، باب رضاع الكبير، حديث: 3322۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب رضاع الكبير، حديث: 1943.

دودھ چھڑانے کی مدت (یعنی دو سال کی عمر) سے پہلے ہو (سنن الترمذی: 1152، یہ حدیث صحیح ہے)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا رضاع بعد فصال ویتم بعد احتلام" (دودھ چھڑانے کی مدت کے بعد رضاعت ثابت نہیں ہوتی، اور احتلام کے بعد کسی کو یتیم نہیں سمجھا جائے گا)۔ (المعجم الصغیر للطبرانی: 158/2، یہ حدیث حسن ہے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "لا رضاع الا فی الحولین" (کوئی رضاعت معتبر نہیں ہے سوائے اس رضاعت کے جو دو سال کے دوران ہو)۔ (سنن دارقطنی: 173/4)

[281]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دینار کی چوتھائی یا کچھ زائد (چوری کرنے) پر ہاتھ کاٹا ہوتا ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں چوری کی حد بیان ہوئی ہے کہ جب چور کم از کم ربع دینار کی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر معمولی رقم کی چیز چوری کرلے جس کی قیمت ربع دینار سے کم ہو تو اتنی مقدار چوری کے عوض اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ ربع دینار ایک ماشہ ایک رتی یعنی 1.0935 گرام کے مساوی سونا ہوگا۔ نیز یاد رہے کہ چور کو حاکم وقت کے پاس لے جانے سے پہلے معاف کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور کو لایا گیا جس نے ایک چادر چرائی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، چادر کے مالک سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا ارادہ یہ نہیں تھا (کہ اس کا ہاتھ کٹوا دوں) میری چادر اس پر صدقہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اسے میرے پاس لانے سے پہلے (صدقہ) کیوں نہ کیا؟ (اب تُو عدالت میں لے آیا ہے اور اب اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا)۔ (سنن ابی داود: 4394، سنن ابن ماجہ: 2595، یہ حدیث صحیح ہے) بعض لوگوں نے چوری کی حد کو ختم کرنے کے لیے مختلف

(281) صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب قول اللّٰہ تعالٰی (والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما)، حدیث: 6789۔ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد السرقۃ ونصابھا، حدیث: 1684۔ سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب ما یقطع فیہ السارق، حدیث: 4383۔ سنن الترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فی کم تقطع ید السارق، حدیث: 1445۔ سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب ذکر الاختلاف علی الزھری، حدیث: 4925۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب حد السارق، حدیث: 2585۔ مسند احمد: 36/6۔ مسند الشافعی: 83/2۔ صحیح ابن حبان: 4459۔ مسند ابی یعلٰی: 4411۔ سنن الکبرٰی للبیھقی: 254/8۔

حیلوں سے سہارا لیا ہے، جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ہمیں قرآن وحدیث کے خلاف کوئی حیلہ تلاش نہیں کرنا چاہیے، اور جو قرآن وحدیث کے خلاف حیلہ تلاش کرتا ہے، وہ صراط مستقیم سے ہٹا ہوا ہے۔

[282]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ وَحَدَّثَنَاهُ أَرْبَعَةٌ عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ لَمْ يَرْفَعُوهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَرُزَيْقُ بْنُ حَكِيمٍ الْأَيْلِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ وَالزُّهْرِيُّ أَحْفَظُهُمْ كُلُّهُمْ إِلَّا أَنَّ فِي حَدِيثِ يَحْيَى مَا دَلَّ عَلَى الرَّفْعِ مَا نَسِيتُ وَلَا طَالَ عَلَيَّ الْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

حمیدی فرماتے ہیں: سفیان نے کہا: ہم سے ان چار افراد نے بیان کیا جو بروایت عمرہ عن عائشہ بیان کرتے ہیں مگر انھوں نے حدیث کو مرفوع بیان نہیں کیا: عبداللہ بن ابی بکر نے، زریق بن حکیم ایلی، یحییٰ بن سعید اور عبدربہ بن سعید نے، زہری ان سب سے زیادہ قوی الحفظ ہیں مگر یحییٰ کی روایت میں مرفوع بیان کرنے کا قرینہ موجود ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں بھولی نہیں اور نہ مجھ پر زیادہ لمبا عرصہ گزرا اور چوتھائی دینار یا کچھ زائد پر قطع ید (ہاتھ کاٹنا) تو یقینی امر ہے۔

[283]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ)) فَقِيلَ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّ مَالِكًا وَغَيْرَهُ يَذْكُرُونَ الْبِتْعَ فَقَالَ: مَا قَالَ لَنَا ابْنُ شِهَابٍ الْبِتْعَ مَا قَالَ لَنَا ابْنُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مشروب جو نشہ دے وہ حرام ہے۔ سفیان کو کہا گیا کہ مالک اور دوسرے لوگوں نے بتع کا ذکر کیا ہے۔ سفیان نے کہا: ابن شہاب نے ہم سے بتع (شہد کی نبیذ) کا ذکر نہیں کیا' انھوں نے اسی قدر بیان کیا جو میں نے تمھیں بتا دیا ہے۔

(282) صحيح، سنن النسائی، كتاب قطع السارق، باب ذكر الاختلاف على الزهری، حديث: 4928، 4931- سنن الكبرىٰ للنسائی: 7413- شرح معانی الآثار للطحاوی: 165/3- معرفة السنن والآثار للبيهقی: 370/12، 371- - الاستذكار لابن عبدالبر: 158/24.

(283) صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب لا يجوز الوضوء بالنبيذ ولا المسكر، حديث: 242- صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب بيان ان كل مسكر خمر وان كل خمر حرام، حديث: 2001- سنن ابی داود، كتاب الاشربة، باب النهی عن المسكر، حديث: 3682- سنن الترمذی، كتاب الاشربة، باب ما جاء فی كل مسكر حرام، حديث: 1863- سنن النسائی، كتاب الاشربة، باب تحريم كل شراب اسكر، حديث: 5594- سنن ابن ماجه، كتاب الاشربة، باب كل مسكر حرام، حديث: 3386- مسند احمد: 36/6- مؤطا امام مالك، ص: 520- سنن الدارمی: 2103- مسندابی يعلٰی: 4523- صحيح ابن حبان: 5397.

شِهَابٍ إِلَّا كَمَا قُلْتُ لَكَ .

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر وہ چیز جو آدمی کو نشے میں مبتلا کر دے وہ حرام ہے، اب یہ عام ہے، ہر شراب کو شامل ہے، خواہ وہ کسی بھی چیز سے تیار کی گئی ہو۔

[284]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ قِرَاءَةَ أَبِي مُوسَى فَقَالَ: ((لَقَدْ أُوتِيَ هَذَا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ)) وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا شَكَّ فِيهِ فَقَالَ: عَنْ عَمْرَةَ أَوْ عُرْوَةَ لَا يَذْكُرُ فِيهِ الْخَبَرَ ثُمَّ ثَبَتَ عَلَى عُرْوَةَ وَذَكَرَ الْخَبَرَ فِيهِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَتَرَكَ الشَّكَّ .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قراءت سنی تو فرمایا: اس کو اہل داؤد کی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔ سفیان اس حدیث میں کبھی شک کرتے تھے اور کہتے تھے کہ عمرہ نے بیان کیا یا عروہ نے بیان کیا، تاہم وہ اس روایت کے الفاظ ذکر نہیں کرتے تھے، پھر اس کے بعد انھوں نے اعتماد کے ساتھ عروہ سے متعدد بار ذکر کیا اور انھوں نے شک کو چھوڑ دیا۔

[285]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ذَهَبًا كَانَتْ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَتَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ وَهِيَ أَكْثَرُ مِنَ السَّبْعَةِ وَأَقَلُّ مِنَ التِّسْعَةِ فَلَمْ يُصْبِحْ حَتَّى قَسَّمَهَا ثُمَّ قَالَ: ((مَا ظَنُّ مُحَمَّدٍ بِرَبِّهِ لَوْ مَاتَ وَهَذِهِ عِنْدَهُ)) قَالَ سُفْيَانُ: أُرَاهَا صَدَقَةً كَانَتْ أَتَتْهُ أَوْ حَقًّا لِإِنْسَانٍ خَشِيَ أَنْ يَتْوَى .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونا آیا جو سات دینار سے زیادہ اور نو (دینار) سے کم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس رات، صبح تک بیدار رہے اور تقسیم کر کے دم لیا، پھر فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب سے کیا گمان ہے کہ اگر مر جاتا اور اس کے پاس یہ سونا موجود ہوتا۔ سفیان کہتے ہیں: یہ (سونا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقے (زکاۃ) کا آیا تھا، یا پھر کسی ایسے انسان کا حق تھا جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں وہ ضائع نہ ہو جائے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صدقے کے مال کو جلدی سے جلدی اس کے اہل تک پہنچا دینا چاہیے اور صدقے کے مال کو تقسیم کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔ خیانت حرام اور کبیرہ گناہ ہے، خواہ صدقات میں

(284) صحيح، سنن النسائى، كتاب الافتتاح، باب تزيين القرآن بالصوت، حديث: 1021۔ سنن الكبرىٰ للنسائى: 1093۔ مسند احمد: 37/6۔ سنن الدارمى: 1497۔ مصنف عبدالرزاق: 4177۔ مصنف ابن ابى شيبة: 463/10۔ قيام الليل للمروزى، ص: 58، 59۔ شرح مشكل الآثار للطحاوى: 1158۔ طبقات ابن سعد: 344/2.

(285) صحيح، مسند احمد: 49/6۔ طبقات ابن سعد: 238/2۔ مصنف ابن ابى شيبة: 238/3۔ صحيح ابن حبان: 3212۔ شرح السنة للبغوى: 1656۔ الزهد لهناد: 622۔ تهذيب الآثار للطبرى، مسند ابن عباس، حديث: 438.

ہی کی جائے یا کسی دوسرے معاملے میں کی جائے۔

[286]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ عَنِ ابْنِهِ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا ((يَا عَائِشَةَ إِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَلَمَّ بِذَنْبٍ ثُمَّ تَابَ، وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ ((إِنْ كُنْتَ بِذَنْبٍ أَلْمَمْتَ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ فَإِنَّ التَّوْبَةَ النَّدَمُ وَالْإِسْتِغْفَارُ)) وَأَكْثَرُ ذٰلِكَ يَقُولُ عَلَى الْأَوَّلِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اگر تو نے گناہ کیا ہوتو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر، کیونکہ بندہ جب گناہ کرے پھر توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے تو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ ابوبکر رحمہ اللہ نے کہا: بسا اوقات سفیان کہتے: اگر تو گناہ کرے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر، بے شک توبہ، ندامت (پشیمانی) اور بخشش ہے، پہلے کی نسبت اکثر یہ کہتے تھے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں بیان ہے کہ جب ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اوپر بہتان لگا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر تجھ سے گناہ ہوا ہے تو توبہ کر لے اور اپنے گناہ کی معافی مانگ لے۔ یہ مفصل حدیث (صحیح البخاری: 475) میں موجود ہے۔ واقعہ افک کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے "خیرا لکم" قرار دیا ہے۔ یہ واقعہ حقیقت میں کئی لحاظ سے بہتر ثابت ہوا ہے، اس کی تفصیل حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ کے قلم سے لکھی جاتی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ (1) اس واقعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والدین اور صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کو جو رنج وغم پہنچا اور مسلسل ایک ماہ تک وہ شدید کرب میں مبتلا رہے، اس کرب پر صبر اور بہتان لگانے والوں سے درگزر کا یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت اجر ملا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ" (صرف صبر کرنے والوں کو ہی ان کا اجر بغیر کسی شمار کے دیا جائے گا)، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے سے تمام بہتان لگانے والوں کی گردنیں تن سے جدا ہو سکتی تھیں، اس اجر کے علاوہ براءت کی آیات نازل

---

(286) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب حديث الافك، حديث: 4141۔ صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في حديث الافك، حديث: 2770۔ سنن ابي داود، كتاب السنة، باب في القران، حديث: 4335۔ سنن الكبرٰى للنسائي: 8929۔ مسند احمد: 194/6۔ مصنف عبد الرزاق: 9748۔ صحيح ابن حبان: 4212۔ مسند ابي يعلٰى: 4927۔ سنن الكبرٰى للبيهقي: 302/7۔ الروايات مطولة ومختصرة.

ہونے پر ان تمام حضرات کو اتنی ہی خوشی ہوئی جتنا صدمہ پہنچا تھا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیات اترنے پر ہنس رہے تھے، اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والدین، صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمانوں کو حد درجہ خوشی ہوئی تھی۔ (2) ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعے سے جو عزت ملی، امت مسلمہ میں سے کسی کو حاصل نہ ہوئی، کہ ان کی بریت کے لیے قرآن مجید اترا، تو قیامت تک تمام دنیا میں پڑھا جاتا رہے گا، اور قرآن نے ان کی جو بریت بیان فرمائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزہ زندگی اس کی سچی دلیل ہے، کہ وہ ہر بہتان سے پاک ہیں، اس سے قرآن کا اعجاز بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کی کوئی پیش گوئی غلط ثابت نہیں ہوئی ہے، اور نہ ہو گی۔ اس واقعہ میں یہ بھی خیر ہے کہ بہتان لگانے والے مخلص مسلمانوں پر حد لگنے سے وہ گناہ سے پاک ہو گئے، اور منافقین کا نفاق واضح ہو گیا، جس سے آئندہ ان کے نقصانات سے بچنا آسان ہو گیا۔ اس واقعہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نیک نفسی اور پاک طینتی بھی ثابت ہوتی ہے کہ مسلسل ایک ماہ کے پروپیگنڈے کے باوجود مخلص مسلمانوں میں سے صرف تین آدمی، حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم، اس پروپیگنڈے کا شکار ہوئے۔ باقی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس بدگمانی سے پوری طرح محفوظ رہے، ازواج مطہرات میں سے کسی نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بدنامی میں حصہ نہیں لیا، حتیٰ کہ زینب بنت جحش نے جو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوکن تھیں، سوکن ہونے کے باوجود قسم کھا کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاک ہونے کی شہادت دی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بہتان لگانے کے باوجود مسطح سے حسن سلوک ان کی خشیت الٰہی اور صبر کا بہترین نمونہ ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بہتان لگانے کے باوجود حسن سلوک اور ان کی عزت افزائی کرنا ان کے عالی نفس ہونے کی دلیل ہے۔ اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں تھے، ورنہ آپ ایک ماہ تک مسلسل کرب میں مبتلا نہ رہتے، اس سے غلو کی جڑ کٹ گئی ہے، جس میں اس سے پہلے یہود و نصاریٰ مبتلا ہوئے اور جس میں بعض نادان مسلمان بھی مبتلا ہیں۔ اس واقعہ کے نتیجے میں زنا اور قذف کی حد بھی نازل ہوئی، اور قیامت تک کے لیے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی عصمت و آبرو و عفت بہتان طرازوں سے محفوظ کر دی گئی، اور مسلم معاشرے میں بے حیائی کی اشاعت کا سد باب کر دیا گیا۔

(تفسیر القرآن الکریم از حافظ عبدالسلام بن محمد: 3/87، 88)

[**287**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(287) صحيح، خلق افعال العباد للبخارى، ص: 69۔ فضائل الصحابة للنسائى: 129۔ مسند احمد: 36/6۔ مسندابى يعلى: 4425۔ صحيح ابن حبان: 7014۔ مستدرك للحاكم: 208/3۔ شرح السنة للبغوى: 3418۔ جامع عبدالله بن وهب۔

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيهَا قِرَاءَةً، فَقُلْتُ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَقَالُوا: حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ ((كَذَالِكُمُ الْبِرُّ، كَذَالِكُمُ الْبِرُّ)) فَقِيلَ لِسُفْيَانَ: هُوَ عَنْ عَمْرَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ لَا شَكَّ فِيهِ كَذٰلِكَ قَالَ الزُّهْرِيُّ.

میں جنت میں داخل ہوا، میں نے (جنت میں) قراءت کی آواز سنی، تو میں نے کہا: یہ کون ہے؟ تو کہا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں، یہ تمھارے نیکوکار ہیں، یہ تمھارے نیک لوگ ہیں۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام قربانیاں قبول فرمائی ہیں۔

# مُسْنَدُ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہا

## حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

امّ المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا: حفصہ نام، قریش کے خاندان عدی سے تھیں۔نسب نامہ یہ ہے: حفصہ بنت عمر فاروق بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرطہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لُوء۔ والدہ حضرت زینب بنت مظعون رضی اللہ عنہا تھیں، جو بڑی جلیل القدر صحابیہ تھیں۔عظیم المرتبت صحابی حضرت عثمان بن مظعون حضرت حفصہ کے ماموں اور فقیہ اسلام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کے حقیقی بھائی تھے۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ پہلا نکاح حضرت خنیس بن حذیفہ بن قیس بن عدی رضی اللہ عنہ سے ہوا جو بنوسہم سے تھے، وہ دعوت حق کی ابتدا میں شرف اسلام سے بہرہ ور ہوگئے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ ہی سعادت اندوز اسلام ہوگئیں۔حضرت خنیس رضی اللہ عنہ سنہ 6 بعد بعثت میں ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ ہجرت نبوی سے کچھ عرصہ پہلے مکہ واپس آئے اور پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ وہ راہ حق کے جانباز سپاہی تھے۔سنہ 2 ہجری میں غزوہ بدر پیش آیا تو وہ اس میں بڑے جوش وجذبے کے ساتھ شریک ہوئے، پھر سنہ 3 ہجری میں غزوہ اُحد میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور مردانہ وار لڑتے ہوئے شدید زخمی ہوگئے۔اسی حالت میں انھیں مدینہ لے جایا گیا لیکن جانبر نہ ہوسکے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئیں۔ جب ان کی عدت کا زمانہ پورا ہوگیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان کے نکاح ثانی کی فکر ہوئی۔ایک دن رسول اللہ ﷺ نے تخلیہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت حفصہ کا ذکر کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا۔ چنانچہ انھوں نے حضرت ابوبکر کو حفصہ سے نکاح کر لینے کے لیے کہا وہ خاموش رہے،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نا گوار گزرا۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اسی زمانے میں حضرت رقیّہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنی لخت جگر سے نکاح کر لینے کے لیے کہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ابھی نکاح نہیں کرنا چاہتا۔ اب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام حالات بیان کیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''حفصہ کا نکاح ایسے شخص سے کیوں نہ ہوجائے جو ابوبکر اور عثمان دونوں سے بہتر ہے۔''

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''حفصہ کی شادی اس شخص سے ہوگی جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان کا نکاح اس سے ہوگا جو حفصہ سے بہتر ہے۔'' اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا اور اپنی دوسری بیٹی حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کردیا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو امّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش کے ہاں معمول سے زیادہ دیر ہوگئی کیونکہ حضور ﷺ وہاں شہد کھانے میں مصروف رہے جو کسی نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ہدیہ میں بھیجا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہ تقاضائے فطرت رشک ہوا، ان میں اور حضرت حفصہ میں بہنا پا تھا، چنانچہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں، صورت واقعہ بیان کی اور کہا کہ جب حضور ﷺ تمھارے پاس تشریف لائیں تو ان سے کہنا۔ ''یا رسول اللہ کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟''

یہ ایک لطیف اشارہ ہے۔ مغافیر ایک قسم کا پھول ہے جب شہد کی مکھی اسے چوستی ہے اس سے جو شہد بنتا ہے اس میں ذرا ناگوار سی بو ہوتی ہے، اور رسول اللہ ﷺ کو ہر قسم کی بو ناپسند تھی۔ مقصد یہ کہ حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں سے جو شہد کھایا اس کی وجہ سے مغافیر کی بو دہن مبارک سے آتی ہے۔ حضرت حفصہ نے حضور ﷺ سے ویسا ہی کہا۔ حضور ﷺ نے اسے سخت ناپسند فرمایا کہ مغافیر کی بو آپ کے دہن مبارک سے آئے۔ فرمایا: ''آئندہ میں کبھی شہد نہ کھاؤں گا۔ اس بات پر آیت تحریم نازل ہوئی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

(التحریم : 1)

''اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کردیا ہے اسے آپ کیوں حرام کرتے ہیں؟ کیا آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

بعض ارباب سیر آیت ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کوئی راز کی بات کہی اور وہ انھوں نے فاش کردی، قاضی سلمان پوری نے ''رحمۃ للعالمین'' میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ جب ربّ العزت کو اپنے حبیب کے گھرانے کی عزت وحرمت کا اتنا پاس ہے کہ کسی کا نام نہیں لیا تو ہم کو بھی اس بارے میں جرأت نہیں کرنی چاہیے۔

صحیح بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں کسی قدر تیزی تھی اور وہ کبھی کبھار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بے باکی سے جواب دے دیا کرتی تھیں، ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے حضرت حفصہ سے پوچھا: ''میں نے سنا ہے کہ تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر کا جواب دیتی ہو کیا یہ ٹھیک ہے؟''

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''بے شک میں ایسا کرتی ہوں۔'' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ''بیٹی خبردار! میں تمھیں اللہ کے عذاب سے ڈراتا ہوں، تم اس خاتون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ریس نہ کرو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اپنے حسن پر ناز ہے۔'' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر قسم کے مسائل پوچھنے میں بھی بے باک تھیں۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اصحاب بدر و حدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔''

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''یا رسول اللہ! اللہ تو قرآن میں فرماتا ہے: ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ تم میں سے ہر ایک وارد جہنم ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں مگر یہ بھی تو ہے: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا﴾ ''پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔''

مزاج کی فطری تیزی کے باوجود حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نہایت خدا ترس تھیں اور اپنا بیشتر وقت عبادت الٰہی میں گزارتی تھیں۔ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے ''الاستیعاب'' میں یہ حدیث ان کی شان میں بیان کی ہے ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہے: وہ بہت عبادت کرنے والی، بہت روزے رکھنے والی ہیں، (اے محمد) وہ جنت میں بھی آپ کی زوجہ ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم کا خاص بندوبست فرمایا۔ مسند احمد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت شفاء بنت عبداللہ عدویہ نے ان کو لکھنا سکھایا۔ امام احمد نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت شفاء نے ان کو چیونٹی کے کاٹنے کا منتر بھی سکھایا۔ بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کے تمام کتابت شدہ اجزاء کو یکجا کر کے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھوا دیا۔ یہ اجزاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تا زندگی ان کے پاس رہے۔ یہ ایک عظیم الشان شرف تھا جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا دجال کے شر سے بہت ڈرتی تھیں۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ مدینہ میں ایک شخص ابن صیاد تھا۔ اس میں دجال کی بعض علامات پائی جاتی تھیں۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو راستے میں مل گیا، انھوں نے اس کی بعض حرکتوں پر اظہار نفرت کیا۔ عبداللہ ابن صیاد حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا، انھوں نے اسے پیٹنا شروع کر دیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی تو بھائی سے کہنے لگیں: ''تم اس سے کیوں الجھتے ہو، تمھیں معلوم نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دجال کے خروج کا محرّک اس کا غصہ ہوگا۔''

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے سنہ 45 ہجری میں مدینہ میں وفات پائی۔ مدینہ کے گورنر مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک جنازہ کو کندھا دیا۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنازہ کو قبر تک لے گئے پھر امّ المؤمنین کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور بھتیجوں نے قبر میں اتارا۔ وفات سے پہلے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ ان کی غابہ کی جائداد کو صدقہ کر کے وقف کر دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا علم وفضل کے لحاظ سے بھی بڑے مرتبے پر فائز تھیں۔ ان سے ساٹھ احادیث مروی ہیں۔ ان میں چار متفق علیہ ہیں۔ چھ صحیح مسلم میں اور باقی دیگر کتب احادیث میں ہیں۔

[**288**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أُمَيَّةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ الْجُمَحِيُّ قَالَ سَمِعْتُ جَدِّي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ صَفْوَانَ فِي إِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ بِالْحِجْرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ حَفْصَةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيَؤُمَّنَّ هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُونَهُ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوْسَطِهِمْ، فَيُنَادِي أَوَّلُهُمْ آخِرَهُمْ فَلَا يُفْلِتُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ)) فَقَالَ رَجُلٌ لِجَدِّي: فَاشْهَدْ أَنَّكَ لَمْ تَكْذِبْ عَلَى حَفْصَةَ وَأَنَّ حَفْصَةَ لَمْ تَكْذِبْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ عُمَيْرُ بْنُ قَيْسٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ أُمَيَّةَ وَكُنْتُ لَا أَجْتَرِءُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْهُ، كَانَ يُجَالِسُ خَالِدَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت اللہ کو، جب اس پر ایک فوج چڑھائی کرے گی، بچایا جائے گا اور جب وہ مقام بیداء میں پہنچے گی، تو اللہ ان کے درمیان والوں کو زمین میں دھنسا دے گا، اور وہ اپنے اگلے اور پچھلے لوگوں کو بلائیں گے اور ان کی طرف کوئی بھی توجہ نہیں کرے گا، مگر ایک بھاگا ہوا ہوگا جو ان کی خبر دے گا۔ ایک آدمی نے میرے دادے کو کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹ نہیں کہا اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں کہا۔ سفیان کہتے ہیں: عمیر بن قیس (اس حدیث کو) امیہ سے روایت کرتے ہیں، لیکن مجھے ان سے (اس بارے میں) سوال کرنے کی جرأت نہ ہوئی، وہ خالد بن محمد اور عبداللہ بن شیبہ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے اور وہ اس زمانے میں کبائر قریش میں سے تھے، اور وہ لوگ اس زمانے

---

(288) صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب الخسف بالجيش الذى يؤم البيت، حديث: 2883۔ سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب حرمة الحرم حديث: 2883۔ سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب جيش البيداء، حديث: 4063۔ مسند احمد: 285/6، 286۔ تاريخ اوسط للبخارى: 142/1، 143۔ مسند ابى يعلٰى: 7043۔ معجم الكبير للطبرانى: 202/23۔ مستدرك للحاكم: 429/4۔ اخبار مكة للفاكهى: 757.

بْـنَ شَيْبَةَ وَكَانُوا مِنْ أَكْبَرِ قُرَيْشٍ يَوْمَئِذٍ وَكَانُوا يَـجْـلِسُـونَ فِـى سُوقِ اللَّيْلِ وَهُمْ يَوْمَئِذٍ عَلَى بَـابِ الْمَسْجِدِ، وَاسْتَعَانَنِى أُمَيَّةُ أَنْظُرُ لَهُ خَالِدَ بْـنَ مُـحَـمَّدٍ فَمَا أَدْرِى وَجَدْتُهُ لَهُ أَمْ لا، فَلَمَّا اسْتَعَانَنِى اجْتَرَأْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِى بِهِ .

میں رات کے بازار میں بیٹھا کرتے تھے جو مسجد کے دروازے پر منعقد ہوتا تھا۔امیہ نے مجھ سے مدد چاہی کہ میں ان کے لیے خالد بن محمد سے گنجائش حاصل کروں کہ کیا مجھے ان کے لیے یہ چیز مل جائے گی کہ نہیں؟ جب انھوں نے مجھ سے مدد طلب کی تو میں نے اس حوالے سے جرأت کی اور اُن سے اس بارے میں سوال کیا،تو انھوں نے مجھے یہ حدیث بیان کی۔

**فائدہ**: ...... بیت اللہ کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے،قیامت کے قریب بیت اللہ ویران ہوگا،اور آخر کار گرا دیا جائے گا،اور یہ قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے ہوگا۔

[**289**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِىُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنا مَنْصُورٌ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ شُتَيْـرِ بْـنِ شَـكَـلٍ، عَـنْ حَـفْصَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَـنَـالُ مِنْ وَجْهِ بَعْضِ نِسَائِهِ وَهُوَ صَائِمٌ .

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ اپنی بعض ازواج کے منہ کا بوسہ وغیرہ لیتے جبکہ آپ ﷺ روزے سے ہوتے تھے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حالت روزہ میں بیوی کا بوسہ لینا درست ہے۔یاد رہے کہ جس شخص کو اپنے اوپر کنٹرول ہو،وہ لے سکتا ہے،اور جو شخص اپنے اوپر کنٹرول نہ کرسکتا ہو،وہ بوسہ نہیں لے سکتا،کہ کہیں وہ دورانِ روزہ گناہ کا ارتکاب نہ کر بیٹھے،جس سے اس پر کفارہ لازم آئے۔

[**290**]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِىُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب صبح روشن ہوتی تو رسول

---

(289) صـحـيـح مسـلـم، كتـاب الصيام، باب بيان ان القبلة فى الصوم ليست محرمة، حديث: 1107- سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب ما جاء فى القبلة للصائم، حديث: 1685- سنن الكبرىٰ للنسائى: 3083- مسند احمد: 286/6- مسند الطيالسى: 1586- مـصنف ابن ابى شيبة: 60/3- مسـنـدابى يعلٰى: 7051- صـحيح ابن حبان: 3542- معجم الكبير للطبرانى: 204/23- سنن الكبرٰى للبيهقى: 23/4.

(290) صـحـيـح البـخـارى، كتـاب الاذان، باب الاذان بعد الفجر، حديث: 618-صـحـيـح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتى الفجر حديث: 723- سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ماجاء انه يصليهما فى البيت، حديث: 433- سـنن النسائى، كتاب قيام الليل، باب وقت ركعتى الفجر، حديث: 1761- سنن ابن ⇦⇦

قَالَ: ثنا مَنْ لا أُحْصِي مِنْ أَصْحَابِ نَافِعٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: وَأَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ)).

اللہ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے۔

## أَحَادِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَاسْمُهَا هِنْدُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيِّ رضي الله عنها

## ام سلمہ نبی ﷺ کی بیوی جن کا نام ہند بنت ابی امیہ مخزومی رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

امّ المومنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا: نام ہند، کنیت امّ سلمہ، قریش کے خاندان مخزوم سے تھیں۔ نسب نامہ یہ ہے: ہند بنت ابی امیّہ (سہیل یا حذیفہ) بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

ماں کا نام عاتکہ بنت عامر تھا اور وہ خاندان فراس سے تھیں۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد ابو امیہ ایک دولت مند اور فیاض آدمی تھے۔ ان کی سخاوت اور دریا دلی کی شہرت ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ اگر کبھی سفر کرتے تو اپنے تمام ہمراہیوں کی خوراک اور دوسری ضروریات کی کفالت زانھی کے ذمے ہوتی۔ ان فیاضیوں کی بدولت لوگوں نے انھیں ''زاد الراکب'' کا لقب دے رکھا تھا اور وہ تمام قبائل قریش میں نہایت عزّت واحترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ان کے چچازاد بھائی ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد سے ہوا۔ وہ نہایت سلیم الطبع نوجوان تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ حق کا آغاز فرمایا تو ناممکن تھا کہ ان کی پاکباز طبیعت اس سے متاثر نہ ہوتی۔ انھوں نے اپنے قبیلے کی مخالفت اور دوسرے مصائب کے علی الغم فی الفور اسلام قبول کرلیا۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا بھی اسی زمانے میں اسلام کی دولت سے بہرہ یاب ہوگئیں۔ اس طرح یہ دونوں میاں بیوی ان عظیم پاک فطرت انسانوں میں شامل ہوگئے جنھیں سابقون الاوّلون بننے کا شرف حاصل ہوا۔ ان سعید روحوں نے اسلام کی خاطر بڑی مصیبتیں اٹھائیں لیکن جادہ حق سے ان کے قدم ذرّہ برابر بھی نہیں ڈگمگائے۔ جوں جوں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی کفار بھی اپنی ایذا رسانیوں میں اضافہ کرتے جاتے تھے۔ جب ان کا ظلم حد سے گزر گیا تو رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو اجازت دے دی کہ جو شخص اپنے دین اور جان کے بچاؤ کے لیے ہجرت کرنا چاہے وہ حبشہ چلا جائے جہاں ایک نیک دل عیسائی بادشاہ

---

⇐⇐ ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فى الركعتين قبل الفجر، حديث: 1145۔ مسنداحمد (283/6، 284)۔ مؤطا امام مالك، ص: 101۔ سنن الدارمى: 1451۔ صحيح ابن خزيمة: 1197)، شمائل ترمذى: 284۔مسند ابى يعلٰى: 7032.

کی حکومت ہے۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اس وقت اسلام قبول کر چکے تھے چنانچہ (بعض روایتوں کے مطابق) وہ بھی دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ عازم حبش ہوئے۔ کچھ دن وہاں گزارنے کے بعد واپس آگئے اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کا قصد کیا۔ اس وقت حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔ اس پر انھوں نے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور اپنے ننھے بچے سلمہ کو سوار کرایا اور خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر پاپیادہ ہی چل پڑے۔ ابھی چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کے لوگوں یعنی بنومغیرہ کو پتہ چل گیا۔ انھوں نے اونٹ کو گھیر لیا اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا تم جا سکتے ہو لیکن ہماری لڑکی تمھارے ساتھ نہیں جاسکتی۔ یہ کہہ کر انھوں نے اونٹ کی نکیل ابوسلمہ کے ہاتھ سے چھین لی اور امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو زبردستی اپنے ساتھ لے چلے۔ اتنے میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے لوگ بنوعبدالاسد آپہنچے۔ انھوں نے امّ سلمہ کے بچے سلمہ پر قبضہ کر لیا اور بنومغیرہ سے کہا کہ اگر تم اپنی لڑکی کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہیں جانے دیتے تو ہم اپنے قبیلے کے بچے کو تمھارے پاس نہیں چھوڑیں گے اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا ''تو اکیلا جہاں جی چاہے جاسکتا ہے۔'' اس وقت صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا اذن مل چکا تھا، حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیوی بچے کے بغیر ہی مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا بنومغیرہ کے پاس اور ان کا بچہ بنوعبدالاسد کے پاس تھے، گویا دین حق کی خاطر تینوں باپ، بیٹا اور بیوی جدائی کی مصیبتیں برداشت کر رہے تھے۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو شوہر اور بچے کی جدائی کا فطری طور پر بہت صدمہ تھا۔ وہ روزانہ صبح کے وقت گھر سے نکلتیں اور سارا دن ایک ٹیلے پر بیٹھ کر گریہ وزاری کرتی رہتیں، پورا ایک سال ایسے ہی گزر گیا۔ ایک دن بنومغیرہ کے ایک صاحب اثر اور رحم دل آدمی نے انھیں اس حال میں دیکھا تو اس کا دل پسیج گیا۔ اس نے اپنے قبیلے کو اکٹھا کیا اور کہا: ''یہ لڑکی ہمارا خون ہے ہم کب تک اس بے کس کو اپنے شوہر اور بچے سے جدا رکھیں گے۔ اے بنو مغیرہ بخدا ہمارا قبیلہ بڑا شریف اور شجاع ہے جو ظلم کو دوست نہیں رکھتا۔'' اس نیک آدمی کی تقریر سن کر دوسرے لوگوں کو بھی رحم آ گیا۔ انھوں نے امّ سلمہ کو اجازت دے دی کہ وہ مدینے جاسکتی ہیں، جب بنوالاسد نے یہ واقعہ سنا تو انھیں بھی ترس آ گیا اور انھوں نے سلمہ کو اپنی ماں کے پاس بھیج دیا۔ اب حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے بچے کو گود میں لیا اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ روانہ ہوئیں۔ راستے میں تنعیم کے مقام پر انھیں ایک شریف النفس آدمی عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ ملے۔ انھوں نے جب حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو تنہا بچے کے ہمراہ سفر کرتے دیکھا تو دل میں آیا ''اے عثمان یہ مردانگی سے بعید ہے کہ قریش کی یہ عورت تنہا سفر کرے اور تو اس کی مدد نہ کرے۔'' انھوں نے امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی نکیل پکڑی اور کشاں کشاں مدینہ کی جانب چل پڑے۔ جب کہیں پڑاؤ ہوتا تو وہ کسی درخت کی اوٹ میں ہو جاتے اور چلتے وقت اونٹ تیار کر کے لے آتے۔ غرض یونہی چلتے چلاتے وہ قبا پہنچے۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ یہیں مقیم تھے، عثمان بن طلحہ یہاں سے مکے واپس چلے گئے اور امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات اپنے بچھڑے ہوئے شوہر سے ہوئی۔ وہ اپنی نیک سیرت بیوی اور بچے کو پا کر اللہ کا شکر بجا

لائے۔حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عثمان بن طلحہ کی نیکی کو ہمیشہ یاد رکھا۔ان کا قول تھا:''میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ ساتھ دینے والا شریف آدمی کوئی نہیں دیکھا۔'' سنہ 3 ہجری میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جنگ اُحد میں شریک ہوئے اور نہایت پامردی سے دادشجاعت دی۔ان کا ایک بازو ایک زہریلے تیر سے زخمی ہوگیا۔علاج سے وقتی طور پرصحت یاب ہوگئے لیکن چند ماہ بعد یہ زخم پھر ہرا ہوگیا اور اسی تکلیف سے واصل بحق ہو گئے۔حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو ان کی وفات سے سخت صدمہ پہنچا۔بار بار پکارتی تھیں''ہائے ہائے غربت میں کیسی موت آئی ہے۔'' جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ملی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے گھر تشریف لے گئے اور امّ سلمہ کو صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا: ''ابوسلمہ کی مغفرت کی دعا مانگو۔حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں وفات کے وقت کھلی رہ گئی تھیں،حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے خود ان کی آنکھیں بند کیں۔ان کی نماز جنازہ پڑھتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوتکبیریں کہیں،لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ نے نوتکبیریں کیسے کہیں؟ فرمایا: ابوسلمہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بڑے عظیم المرتبت صحابی تھے۔ان کی زندگی میں ایک بار امّ سلمہ نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا:'' میں نے سنا ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر اس کی زندگی میں فوت ہوجائے اور وہ عورت اس کے بعد دوسرا نکاح نہ کرے تو اللہ اسے بھی جنت میں داخل کرتا ہے۔اسی طرح کسی مرد کی زندگی میں اس کی بیوی فوت ہوجائے اور وہ مرد دوسرا نکاح نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس مرد کو بھی فردوس بریں میں جگہ دیتا ہے۔آؤ ہم عہد کریں کہ ہم میں سے جو پہلے مرے دوسرا اس کے بعد مجرد زندگی گزارے۔''حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''کیا تم میرا کہا مانو گی؟'' حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:''کیوں نہیں،اس سے بڑھ کر میرے لیے کیا سعادت ہوسکتی ہے۔''

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''تو سنو! اگر میں پہلے مرجاؤں تو تم میرے بعد نکاح ضرور کرلینا۔'' پھر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی:''اے مولائے کریم! اگر میں امّ سلمہ کی زندگی میں مرجاؤں تو تو اسے مجھ سے بہتر جانشین دے۔''

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر تعزیت کے لیے حضرت امّ سلمہ کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت امّ سلمہ کو تلقین کی کہ اے امّ سلمہ! ابوسلمہ کے حق میں دعائے خیر مانگو اور اللہ سے التجا کرو کہ وہ تمھیں ابوسلمہ سے بہتر جانشین دے۔'' حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سوچا کرتیں کہ ابوسلمہ سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے تا آنکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آگئیں۔ابن سعد کا بیان ہے کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے کچھ عرصے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی کسمپرسی کے خیال سے انھیں نکاح کا پیغام بھیجا لیکن انھوں نے انکار کردیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت امّ سلمہ کی کسمپرسی اور بے مایگی سے بہت متاثر تھے اور ابوسلمہ نے راہ حق میں جو مصیبتیں اٹھائی تھیں،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا بے حد احساس تھا۔چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی معرفت امّ

سلمہ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے قبول کر لیا اور شوال سنہ 4 ہجری میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آ گئیں۔ نکاح کے بعد وہ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں لائی گئیں جو وفات پا چکی تھیں۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے پہلے ہی دن اپنے ہاتھ سے کھانا تیار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو خرمے کی چھال سے بھرا ہوا ایک چرمی تکیہ، دو مشکیزے اور دو چکیاں عطا فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد بھی انھوں نے اپنے پہلے شوہر کی اولاد کی پرورش نہایت شفقت اور توجہ سے کی۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''یا رسول اللہ! کیا مجھے ان بچوں کی پرورش کا اجر ملے گا؟'' فرمایا: ''ہاں! ملے گا۔'' حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، انھوں نے سفینہ کو اس شرط پر آزاد کر دیا کہ وہ زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کریں گے۔

مسند احمد میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات سن کر منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ علامہ ابن سعد کا بیان ہے کہ سنہ 11 ہجری میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہو گئے تو حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کی خبر گیری کے لیے اکثر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جاتی تھیں۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت علیل دیکھا تو ان کی چیخ نکل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مصیبت میں چیخنا مسلمانوں کے لیے مناسب نہیں۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی نہایت زاہدانہ تھی، عبادت الٰہی سے بڑا شغف تھا۔ ہر مہینے میں تین روزے بالالتزام رکھتی تھیں۔ (رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ) اوامر و نواہی کی بھی بے حد پابند تھیں۔

ایک مرتبہ ایک ہار پہن لیا جس میں کچھ سونا بھی شامل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند فرمایا تو اس کو اتار ڈالا (یا توڑ دیا)۔ مسند احمد بن حنبل میں روایت ہے کہ سنہ 61 ہجری میں جس دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے عظیم المرتبت رفقاء کے ساتھ دشت کربلا میں جام شہادت نوش کیا، حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، سر اور ریش مبارک غبار آلود ہیں اور بہت غمزدہ ہیں۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! کیا حال ہے؟'' فرمایا: ''حسین کے مقتل سے آ رہا ہوں۔'' حضرت امّ سلمہ کی آنکھ کھل گئی، بے اختیار رونے لگیں اور بلند آواز سے فرمایا، عراقیوں نے حسین کو قتل کیا خدا انھیں قتل کرے، انھوں نے حسین سے دغا کی، خدا ان پر لعنت کرے۔'' (مسند احمد: 98/6) حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے والدین کی مانند بے حد سخی تھیں۔ دوسروں کو بھی سخاوت کی ترغیب دیا کرتی تھیں۔ ناممکن تھا کہ کوئی سائل ان کے گھر سے خالی ہاتھ چلا جائے۔ زیادہ نہ ہوتا تو تھوڑا یا جو کچھ بھی ہوتا سائل کو دے ڈالتیں۔ ایک مرتبہ چند مساکین جن میں عورتیں بھی تھیں ان کے گھر آئے اور بڑی لجاجت سے سوال کیا۔ امّ الحسن رضی اللہ عنہا ان کے پاس بیٹھی تھیں، انھوں نے ان کو سخت سست کہا۔ حضرت امّ سلمہ نے ان کو روکا اور فرمایا: ہم کو اس کا حکم نہیں۔ پھر لونڈی کو

حکم دیا کہ ان کو خالی ہاتھ نہ جانے دو اور کچھ نہ ہو تو ایک ایک چھوارا ہی ان کے ہاتھ پر رکھ دو۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے 378 احادیث مروی ہیں۔ فضل و کمال میں حضرت عائشہ کے بعد ان ہی کا درجہ مانا جاتا ہے۔ قرآن کی تلاوت نہایت عمدہ طریقے سے کرتی تھیں اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قراء ت سے مشابہت رکھتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں خوبروئی، علم، ذہانت، اور اصابت رائے کی نعمتوں سے کافی حصہ دیا تھا۔

علامہ ابن قیم کا بیان ہے کہ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ سے ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہوسکتا ہے۔ ان کے فتاویٰ بالعموم متفق علیہ ہیں۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے سنہ 63 ہجری میں 84 برس کی عمر میں وفات پائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ چار بچے (دولڑکے اور دولڑکیاں) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں: (1) سلمہ رضی اللہ عنہ حبشہ میں پیدا ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دختر امامہ رضی اللہ عنہا کا نکاح انہی سے کیا تھا۔ (2) عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بحرین اور فارس کے عامل تھے۔ (3، 4) زینب اور درّہ (بروایت دیگر رقیہ) رضی اللہ عنہا صاحبزادیاں تھیں۔

[**291**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَبْهَانُ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتِبٌ وَكَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ)) قَالَ سُفْيَانُ انْتَهَى حِفْظِي مِنَ الزُّهْرِيِّ إِلَى هَذَا فَأَخْبَرَنِي بَعْدُ مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ نَبْهَانَ قَالَ: كُنْتُ أَقُودُ بِأُمِّ سَلَمَةَ بَغْلَتَهَا، فَقَالَتْ لِي: يَا نَبْهَانُ كَمْ بَقِيَ عَلَيْكَ مِنْ مُكَاتَبَتِكَ؟ فقُلْتُ: أَلْفَ دِرْهَمٍ قَالَ: فَقَالَتْ: أَفَعِنْدَكَ مَا تُؤَدِّي؟ قُلْتُ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی ایک کے پاس مکاتب (وہ غلام جس نے اپنے آقا سے اپنی آزادی کے لیے لکھت پڑھت کی ہو) ہو اور اس کے پاس اس قدر مال ہو کہ وہ اپنی کتابت ادا کر سکے، تو پھر تم اس سے پردہ کیا کرو۔ زہری نے نبہان سے روایت کی کہ وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خچر ہانک رہا تھا، تو انھوں نے کہا: اے نبہان! تیرے اوپر مکاتبت کا کتنا حصہ باقی رہتا ہے؟ میں نے کہا: ہزار درہم، تو انھوں نے کہا: کیا تیرے پاس اتنا کچھ ہے کہ تو ادا کر سکے؟ میں نے کہا: ہاں، تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: خچر کی لگام فلاں میرے بھائی کو

(291) اسناده ضعيف، *نبہان راوی مجہول ہے*۔ سنن ابی داود، كتاب العتق، باب فی المكاتب يؤدی بعض كتابة فيعجز او يموت، حديث: 3928۔ سنن الترمذی، كتاب البيوع، باب ما جاء فی المكاتب اذا كان عنده ما يؤدی، حديث: 1261۔ سنن ابن ماجه، كتاب العتق، باب المكاتب، حديث: 2520۔ سنن الكبرٰى للنسائی: 5012۔ مسند احمد: 289/6۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 331/4۔ صحيح ابن حبان: 4322۔ معجم الكبير للطبرانی: 399/23، 400.

نَـعَمْ ، قَالَتْ: فَادْفَعْهَا إِلَى فُـلَانٍ أَخٍ لَهَا أَوِ ابْنُ أَخٍ لَهَـا وَأَلْـقَـتِ الْـحِـجَـابَ وَقَالَتْ: السَّلَامُ عَـلَيْكَ يَـا نَبْهَـانُ هَذَا آخِرُ مَا تَرَانِي إِنَّ رَسُولَ الـلّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((إِذَا كَـانَ لِإِحْـدَاكُنَّ مُكَاتِبٌ وَعِـنْـدَهُ مَـا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ)) فَقُلْتُ: مَا عِنْدِي مَا أُؤَدِّي وَلَا أَنَا مُؤَدٍّ .

دے دے یا کہا: اس کے بیٹے کو دے دے اور اپنے اوپر انھوں نے پردہ لٹکالیا اور کہا: اے نبہان! تجھ پر سلامتی ہو، یہ آخری وقت ہے جو تو نے مجھے دیکھا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جب تمھارا کوئی مکاتب ہو جس کے پاس اس قدر مال ہو کہ وہ مکاتبت ادا کرسکتا ہو، تو تم اس سے حجاب کرو، نبہان نے کہا: میں نے عرض کی کہ (اے ماں!) نہ تو میرے پاس کچھ ہے وہ جو میں ادا کروں اور نہ ہی میں نے ادا کرنی ہے۔

[**292**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنا عَمَّارٌ الدُّهْنِيُّ لَمْ نَجِدْهُ عِنْدَ غَيْرِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ سَـلَـمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَقَوَائِمُ مِنْبَرِي رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ)) .

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور میرے منبر کے پائے جنت کے اوپر قائم ہیں۔

[**293**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَـا قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ: غَرِيبٌ وَبِأَرْضِ غُرْبَةٍ لَأَبْكِيَنَّهُ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو میں نے کہا: مسافر تھا زمینِ سفر میں فوت ہوا، میں اس پر اتنی روؤں گی کہ قصہ بیان کیا جائے گا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پس میں رونے کے لیے تیار تھی کہ

(292) صـحـيـح ، سنن النسائى ، كتاب المساجد ، باب فضل مسجد النبى ﷺ والصلاة فيه ، حديث : 697- سنن الـكبرٰى للنسائى : 775- مسند احمد : 289/6- شـرح مشكل الآثار للطحاوى : 2872- مـعجم الكبير للطبرانى: 254/23- مصنف عبدالرزاق : 5242- دلائل النبوة للبيهقى : 564/2- سنن الكبرٰى للبيهقى : 248/5- طبقات ابن سعد : 253/1 .

(293) صـحـيح مسلم ، كتاب الجنائز ، باب البكاء على الميت ، حديث : 922- مسند احمد : 289/6- مصنف ابن ابى شيبة : 391/3- مسـند ابى يعلٰى : 6948- صحيح ابن حبان : 3144- مـعجم الكبير للطبرانى : 277/23-سنن الكبرٰى للبيهقى : 63/4 .

يُحَدَّثُ عَنْهُ قَالَتْ: فَتَهَيَّأْتُ لِلْبُكَاءِ، وَجَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الصَّعِيدِ تُرِيدُ أَنْ تُسْعِدَنِي، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَلَقَّاهَا وَقَالَ: ((تُرِيدِينَ أَنْ تُدْخِلِي الشَّيْطَانَ بَيْتًا قَدْ أَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ، أَتُرِيدِينَ أَنْ تُدْخِلِي الشَّيْطَانَ بَيْتًا قَدْ أَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ)) قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَتَرَكْتُ الْبُكَاءَ فَلَمْ أَبْكِ.

عوالی مدینہ سے ایک عورت میرے پاس آئی تا کہ رونے میں میری مدد کرے، جب رسول اللہ ﷺ نے سامنے سے آتی اس عورت کو دیکھا تو کہا: کیا تو یہ ارادہ کرتی ہے کہ جس گھر سے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو نکال دیا ہے تو اس میں دوبارہ داخل کر دے؟ آپ ﷺ نے دوبارا اسی طرح فرمایا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رونا ترک کر دیا اور میں نہ روئی۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں میت پر آہ وبکا کرنے والی عورت کو روکنے کا بیان ہے کہ اس کو روک دینا چاہیے، تا کہ وہ صبر سے کام لے، اور گناہ کے کام کے ارتکاب سے بچ سکے۔ میت پر رونے کے حوالے سے قدرے تفصیل سے بحث گزر چکی ہے۔

[294]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَحَدَّثَنَاهُ مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدَ بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا وَقَعَ مِنَ الْفِتَنِ؟ وَمَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ، فَأَيْقِظُوا صَوَاحِبَاتِ الْحِجْرِ فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات فرمایا: سبحان اللہ! آج رات کتنے ہی فتنے نازل ہوئے، اور کتنے خزانے کھولے گئے، حجروں والی ازواج مطہرات کو بیدار کرو، بہت سی دنیا میں پہننے والیاں قیامت کے دن برہنہ (ننگی) ہوں گی۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ فتنوں کا نزول حق ہے۔ اسی طرح خزانوں کا کھولا جانا بھی حق ہے، جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو مصیبت میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو ان پر بعض فتنے ڈال دیتے ہیں، اور جب اللہ تعالیٰ کسی پر

---

(294) صحيح البخارى، كتاب العلم، باب العلم واليقظة بالليل، حديث: 115ـ سنن الترمذى، كتاب الفتن، باب ما جاء انه تكون فتنة القاعد فيها خير من النائم، حديث: 2196ـ مسند احمد: 297/6ـ مصنف عبدالرزاق: 20748ـ صحيح ابن حبان: 691ـ معجم الكبير للطبرانى: 356/23ـ معجم الاوسط: 9200ـ شعب الايمان: 10489ـ مستدرك للحاكم: 58/4.

رحم وکرم فرمانا چاہتے ہیں تو ان پر رحمت ورزق کے دروازے کھول دیتے ہیں، اور تمام خزانوں کی چابیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں، وہ جب چاہتا ہے، اور جن پر چاہتا ہے، انھیں اپنی مرضی سے عطا فرماتا ہے۔

[**295**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهِ، وَلَا بَشَرِهِ شَيْئًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ قِيلَ لِسُفْيَانَ: إِنَّ بَعْضَهُمْ لَا يَرْفَعُهُ قَالَ: لَكِنِّي أَنَا أَرْفَعُهُ .

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب (ذوالحجہ کا پہلا) عشرہ داخل ہو، اور تم میں سے کوئی آدمی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو، تو وہ اپنے بال اور کھال میں سے کچھ بھی نہ کٹوائے۔ ابوبکر نے کہا: سفیان کو کہا گیا کہ اس حدیث کو تو دیگر محدثین مرفوع بیان نہیں کرتے، تو انھوں نے کہا: میں تو مرفوع بیان کرتا ہوں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہے، وہ ذوالحجہ کا چاند طلوع ہونے کے بعد اپنے جسم کے کسی بھی حصے سے بال وغیرہ نہ کٹوائے، اور نہ ناخن تراشے۔ یاد رہے کہ ایک قربانی گھر میں موجود تمام افراد کی طرف سے کی جاتی ہے تو ان دس دنوں میں کوئی بھی فرد بال نہ کٹوائے اور نہ کوئی ناخن تراشے۔ جنھوں نے قربانی نہیں کرنی ان پر دس دنوں میں بال نہ کٹوانے کی کوئی پابندی نہیں ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ جس نے قربانی نہیں کرنی، اگر وہ بھی ان دس دنوں میں بال وغیرہ نہ کٹوائے تو اسے بھی مکمل قربانی کا ثواب مل جائے گا۔ (سنن ابی داود: 2789، اسناده صحیح)

(295) صحيح مسلم، كتاب الاضاحى، باب نهى من دخل عشر ذى الحجة، حديث: 1977- سنن النسائى، كتاب الضحايا، باب من اراد ان يضحى فلا ياخذ من شعره، حديث: 4369- سنن ابن ماجه، كتاب الاضاحى، باب من اراد ان يضحى فلا ياخذ فى العشر من شعره، حديث: 3149- مسند احمد: 289/6- سنن الدارمى: 1954- مسند الشافعى: 160/1- معجم الكبير للطبرانى: 267/23- سنن الكبرٰى للبيهقى: 266/9- من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد- سنن ابى داود، كتاب الضحايا، حديث: 2791- سنن الترمذى، كتاب الاضاحى، حديث: 1523- من طريق عمرو بن مسلم عن سعيد بن المسيب به-

(296) صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، حديث: 330- سنن ابى داود، كتاب الطهارة، باب فى المراة هل تنقض شعرها عند الغسل، حديث: 251- سنن الترمذى، كتاب الطهارة، باب هل تنقض المراة شعرها عند الغسل، حديث: 105- سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب ذكر ترك المراة نقض ضفر راسها، حديث: 242- سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، حديث: 603- مسند احمد: 289/6- صحيح ابن خزيمه: 246- صحيح ابن حبان: 1198- مسند الشافعى: 39/1، 40- مسند ابى يعلٰى: 6957.

[296]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضُفُرَ رَأْسِي أَفَأَنْقُضُهُ لِغَسْلِ الْجَنَابَةِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لا إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ تُفِيضِي عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِي)) أَوْ قَالَ: ((فَإِذَا أَنْتِ قَدْ طَهُرْتِ)).

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: میں زیادہ بالوں والی اور سر گندھنے والی ہوں تو کیا غسل جنابت کے وقت اپنے گیسو (مینڈیاں) کھول دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تجھے یہی کافی ہے کہ اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالے اور پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہائے، طہارت ہو جائے گی یا فرمایا: پس تو نے طہارت کر لی۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حیض یا نفاس کے ختم ہونے پر غسل کرتے وقت عورت کا سر کے بالوں کو کھولنا واجب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر یوں باب باندھا ہے: "باب نقض المرأة شعرها عند غسل المحيض" حائضہ عورت کا غسل کرتے وقت اپنے بالوں کو کھولنے کا بیان''۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غسل حیض کے لیے بال کھولنا ضروری ہے۔ (تهذيب السنن : 165/1۔ 168) یاد رہے کہ جنبی عورت کا غسل جنابت میں اپنے سر کے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے سر کے بال اچھی طرح مضبوطی سے گوندھتی ہوں، کیا میں انھیں غسل جنابت کے وقت کھولا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا کھولنا ضروری نہیں ہے، تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تین چلو پانی اپنے سر پر ڈالے، پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہائے، پس تو پاک ہو جائے گی۔ (صحيح مسلم : 230) اہل علم نے غسل حیض و جنابت میں فرق کی توجیہ بیان کی ہے کہ حالت جنابت چونکہ بکثرت ہوتی ہے، لہٰذا اس کے لیے ہر مرتبہ سر کے بالوں کو کھولنا باعث مشقت ہے، جبکہ حیض تو ایک ماہ میں ایک بار ہی آتا ہے، اور نفاس تو سالوں میں کبھی کبھار آتا ہے، ان میں چوٹی اور مینڈھیاں کھولنا باعث مشقت نہیں ہے۔ (المغنی لابن قدامه: 227/1۔ عارضة الاحوذی: 160/1)

[297]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما مدینہ آئے اور

(297) صحيح، سنن النسائی، كتاب المواقيت، باب الرخصة فى الصلاة بعد العصر، حديث: 580۔ سنن الكبرىٰ للنسائی: 1556۔ مسند احمد : 293/6، 310۔ صحیح ابن خزیمه : 1277۔ مسند الشافعی : 56/1۔ مصنف عبدالرزاق : 3971۔ معجم الكبير للطبرانی : 259/23۔ شرح السنةللبغوی : 781.

قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي لَبِيدٍ وَكَانَ مِنْ عُبَّادِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَكَانَ يَرَى الْقَدَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ الْمَدِينَةَ فَبَيْنَا هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذْ قَالَ لِكَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ: اذْهَبْ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَسَلْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: فَذَهَبْتُ مَعَهُ، وَبَعَثَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ مَعَنَا فَقَالَ: اذْهَبْ فَاسْمَعْ مَا تَقُولُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: فَجَاءَ هَا فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ: لَا عِلْمَ لِي وَلَكِنِ اذْهَبْ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَاسْأَلْهَا فَذَهَبْتُ مَعَهُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَصَلَّى عِنْدِي رَكْعَتَيْنِ، وَلَمْ أَكُنْ أَرَاهُ يُصَلِّيهِمَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتَ صَلَاةً لَمْ أَكُنْ أَرَاكَ تُصَلِّيهَا قَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَإِنَّهُ قَدِمَ عَلَيَّ وَفْدُ بَنِي تَمِيمٍ أَوْ صَدَقَةٌ فَشَغَلُونِي عَنْهُمَا فَهُمَا هَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ)).

وہ منبر پر تھے کہ کثیر بن صلت کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس نمازِ عصر کے بعد رسول اللہ ﷺ کے دو رکعتیں پڑھنے کی بابت دریافت کرنے روانہ کیا۔ ابوسلمہ نے کہا: میں بھی اس کے ساتھ ہولیا اور ابن عباس نے ہمارے ساتھ عبداللہ بن حارث کو روانہ کیا اور کہا: تو بھی جا کر سن جو ام المؤمنین کہتی ہیں۔ ابوسلمہ نے کہا: وہ قاصد گیا اور ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا: مجھے کوئی علم نہیں مگر تم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر پوچھو۔ انھوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک دن عصر کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے پس دو رکعتیں پڑھیں، میں نے اس سے پہلے یہ نماز پڑھتے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا' تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے آج جو نماز پڑھی' میں نے آپ کو اس سے پہلے یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا، اور آج بنوتمیم کا وفد آیا تھا یا فرمایا: ان کی زکاۃ آئی تو مجھے انھوں نے مصروف رکھا، پس یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا مسنون ہے، جو ان رکعات کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص کرتے ہیں، ان سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اس کے خاص ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے، جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی ان دو رکعتوں کا پڑھنا ثابت ہے، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نماز عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ (صحیح البخاری: 1231) نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نفلی اور مسنون رکعات کی قضائی دینا بھی درست ہے۔ اس حدیث سے مسنون رکعات کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا مسنون

رکعات کا اہتمام نہ کرنا درست نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ سے زندگی میں ایک بار ہی نماز ظہر کے بعد والی دو رکعات رہی تھیں، لیکن آپ نے ان کی بھی قضائی دی، اور پھر مستقل نماز عصر کے بعد پوری زندگی دو رکعات ادا کرتے رہے۔ اگر ایک نماز کی مسنون رکعتیں کسی عذر کی وجہ سے رہ جائیں تو ان کو اگلی نماز سے پہلے یا بعد میں، ہر دو صورت میں ادا کرنا درست ہے۔

[298]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَيُّكُمْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ بِشَيْءٍ فَلَا يَأْخُذْ بِهِ؛ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ بِهِ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ)).

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً میں بشر ہوں اور تم میرے پاس اپنے مقدمات لاتے ہو، ممکن ہے تمھارا بعض اپنی بات کہنے میں زیادہ چالاک ہو بعض سے، تم میں سے جس کے حق میں میرا فیصلہ ہو تو وہ اپنے بھائی کے مال میں سے ناحق وصول نہ کرے، درحقیقت میں اس کے لیے جہنم کا قطعہ کاٹ رہا ہوں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قاضی اور جج فیصلہ کرتے وقت طرفین کے بیانات سن کر مکمل تحقیق کرنے کے بعد لوگوں کے بیانات پر اعتبار کرتے ہوئے فیصلہ دے گا۔ فریقین کو صاف گوئی سے کام لینا چاہیے، اپنے فریق مخالف پر ظلم وستم نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ آج اگر رشوت دے کر یا جھوٹ بول کر فیصلہ اپنے حق میں کروا بھی لیا جائے تو صرف عارضی سزا سے بچا جا سکتا ہے، لیکن قیامت قائم ہونے والی ہے، اس دن انصاف ہوگا، کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا، ہمیں اس دن کے حساب سے ڈرتے ہوئے دنیا میں کسی بھی انسان پر ظلم وزیادتی نہیں کرنی چاہیے۔ بالفرض اگر دنیا میں چرب زبانی یا جھوٹ بول کر کسی کی چیز کا مالک بن بھی جائے گا تو وہ حقیقی کامیابی نہیں ہے، بلکہ دونوں جہانوں کی ناکامی ہے۔

(298) صحيح البخاری، كتاب الحيل، باب : 10، حديث : 6967- صحيح مسلم، كتاب الاقضية، باب الحكم بالظاهر واللحن بالحجة، حديث: 1713- سنن ابی داود، كتاب الاقضية، باب فی قضاء القاضی اذا اخطا، حديث: 3583- سنن الترمذی، كتاب الاحكام، باب ماجاء فی التشديد على من يقضين له بشيء، حديث : 1339- سنن النسائی، كتاب آداب القضاة، باب الحكم بالظاهر ، حديث : 5403- سنن ابن ماجه، كتاب الاحكام، باب قضية الحاكم لا تحل حراما ولا تحرم حلالا، حديث : 2317- مسند احمد : 203/6- مؤطا امام مالك، ص: 444، مسند الشافعی : 78/2- صحيح ابن حبان : 5072-مسندابی يعلٰی : 6880.

[299]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ فَسَمِعَهُ يَقُولُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَعَلَيْكُمْ بِابْنَةِ غَيْلَانَ؛ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَدْخُلَنَّ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ)) قَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اسْمُهُ هَيْتٌ.

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میرے پاس ایک ہیجڑا تھا، جو عبداللہ (بن ابی امیہ، برادر ام سلمہ) سے کہہ رہا تھا: اے عبداللہ! اگر کل تم کو اللہ تعالیٰ طائف کی فتح دے دے تو تو بنت غیلان کو اپنے لیے حاصل کرنا، وہ آگے سے چار اور پیچھے سے آٹھ ظاہر ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ہیجڑے لوگ تم خواتین کے پاس نہ آیا کریں۔ سفیان نے کہا: جریج نے کہا ہے: اس ہیجڑے کا نام ہیت ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر وہ کام جس سے فحاشی پھیلے، نہیں ہونا چاہیے، اور جو اس کا سبب بنے اس پر کڑی نظر رکھنی چاہیے۔ نیز اس حدیث میں ہیجڑوں کی ایک بری عادت کا ذکر ہے کہ وہ عورتوں پر نظر رکھتے ہیں کہ فلاں عورت کیسی ہے اور فلاں عورت کیسی ہے، لیکن سارے برابر بھی نہیں ہوتے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ان کو عورتوں سے میل میلاپ سے منع کرنا چاہیے۔ ہیجڑے کو معروف زبان میں خواجہ سرا اور کھسرے کہا جاتا ہے۔

[300]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام سلیم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ حق بتانے

(299) صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب غزوة الطائف، حديث: 4324۔ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب منع المخنث من الدخول على النساء الا جانب، حديث: 2180۔ سنن ابى داود، كتاب الادب، باب الحكم فى المخنثين، حديث: 4929۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب فى المخنثين، حديث: 1902۔ سنن الكبرىٰ للنسائى: 9201۔ مسند احمد: 290/6۔ مسندابى يعلىٰ: 6960۔ سنن الكبرىٰ للبيهقى: 223/8، 224۔ مصنف ابن ابى شيبة: 63/9.

(300) صحيح البخارى، كتاب العلم، باب الحياء فى العلم، حديث: 130۔ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب وجوب الغسل على المراة بخروج المنى منها، حديث: 313۔ سنن الترمذى، كتاب الطهارة، باب ما جاء فى المراة ترى فى منامها ما يرى الرجل، حديث: 122۔ سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب غسل المراة فى منامها ما يرى الرجل، حديث: 200۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب فى المراة ترى فى منامها ما يرى الرجل، حديث: 600۔ مسند احمد: 292/6۔مؤطا امام مالك۔

بِنْتِ أَبِی سَلَمَةَ ، عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ)) فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَهَلْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَرِبَتْ يَمِينُكِ فَبِمَ يَكُونُ الشَّبَهُ؟

سے شرم نہیں کرتے، کیا عورت پر غسل لازم ہے جب اس کو احتلام ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی منی (انزال) کا پانی دیکھے تو غسل کرے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، بچے کی ماں سے مشابہت کیسے ہوتی ہے؟

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حق بات سے شرمانا درست نہیں ہے، آج کی کی ہوئی حق بات بہتوں کو فائدہ دے گی، ان شاء اللہ۔ عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے، اس کا بھی مرد کی طرح حکم ہے کہ جاگنے پر منی کی تری کپڑے یا جسم پر دیکھے تو ضرور غسل کر لے، اگر وہ تری نہ پائے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

[**301**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ الثَّوْرِيُّ ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ ، عَنْ مَوْلًى لِأُمِّ سَلَمَةَ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَعْدَ الصُّبْحِ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا ، وَرِزْقًا طَيِّبًا ، وَعَمَلًا مَقْبُولًا)).

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ صبح کے بعد یہ کہتے تھے: اے اللہ میں تجھ سے نافع علم کا، پاکیزہ رزق کا اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں صبح کے اذکار میں سے ایک ذکر کا بیان ہے، صبح وشام کے اذکار ہوں یا دیگر مواقع کے اذکار ہوں، ان کو پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نیز اس ذکر سے نافع علم، پاکیزہ رزق اور ایسا عمل جو مقبول ہو، کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ نفع والے علم سے مراد، قرآن وحدیث والا علم ہے، جو انسان کو خالق ومالک کے قریب کرتا

---

(301) اسناده ضعيف ، والحديث صحيح۔ سنن ابن ماجه ، كتاب اقامة الصلوات ، باب ما يقال بعد التسليم ، حديث: 925۔ عمل اليوم والليلة للنسائى : 102۔ مسند احمد : 294/6۔ مصنف عبد الرزاق : 3191۔ معجم الكبير للطبرانى : 305/23۔ كتاب الدعاء للطبرانى : 669 ۔ مصنف ابن ابى شيبة : 234/10۔ مسندابى يعلٰى : 6950۔ مسند الطيالسى : 1605۔ عمل اليوم والليلة لابن السنى : 110 .

ہے، اوراس پر عمل بھی کیا جائے۔

[302]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ - رَجُلٌ مِنْ وَلَدِ أُمِّ سَلَمَةَ - أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ خَاصَمَ رَجُلًا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ((فَقَضَى النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ)) فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّمَا قَضَى لَهُ لِأَنَّهُ ابْنُ عَمَّتِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [النساء: 65].

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ایک سلمہ نامی مرد نے بیان کیا کہ زبیر بن عوام ایک شخص سے جھگڑا کا فیصلہ کروانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے زبیر کے حق میں فیصلہ دیا' تو اُس شخص نے کہا: یقیناً اس کے حق میں آپ ﷺ نے اس لیے فیصلہ دیا کہ وہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ تیرے رب کی قسم! وہ ایماندار نہ ہوں گے جب تک کہ ان کے آپس کے جھگڑوں میں آپ ﷺ کو حاکم نہ بنائیں، پھر اپنے اندر کوئی تنگی محسوس نہ کریں اس سے جو آپ ﷺ فیصلہ دیں اور اچھی طرح تسلیم کریں۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے فیصلے کو من وعن تسلیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے، مسلمانوں کے تمام معاملات میں حاکم قرآن وحدیث ہے، ورنہ انسان مومن نہیں ہوسکتا۔

[303]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ - رَجُلٌ مِنْ وَلَدِ أُمِّ سَلَمَةَ - عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے عورتوں کی ہجرت کے متعلق اللہ عزوجل کا ارشاد نہیں سنا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

---

(302) اسناده ضعيف والحديث صحيح۔تفسير سعيد بن منصور : 660۔ تفسير ابن جرير : 9919۔ ذم الكلام للهروى: 308۔ معجم الكبير للطبرانى : 295/23، 294۔ مسند ابن ابى عمر كما فى اتحاف الخيرة : 6669۔ تعظيم قدر الصلاة للمروزى : 708۔ وعند بعضهم عن سلمة رجل من ولد ام سلمة عن ام سلمة۔صحيح البخارى، كتاب المساقاة، باب سكر الانهار، حديث : 2359۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ، حديث : 2357۔ وغيرها من طريق عروة بن الزبير عن عبدالله بن الزبير به۔

(303) حسن، سنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، حديث : 3023۔ مسندابى يعلى : 6958۔ تفسير ابن جرير : 8368۔ مستدرك للحاكم : 300/2۔ معجم الكبير للطبرانى : 294/23۔ اسباب النزول للواحدى، ص : 103۔ تفسير عبد الرزاق : 498۔ تفسير سعيد بن منصور : 552.

قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَا أَسْمَعُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ ذَكَرَ النِّسَاءَ فِي الْهِجْرَةِ بِشَيْءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى﴾ [آل عمران: 195] الْآيَةَ.

کردی: ﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى﴾ پس ان کی دعا اللہ نے قبول کی کہ میں نہیں ضائع کروں گا کسی عمل کرنے والے کا عمل وہ مرد ہو یا وہ عورت ہو۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام نیکی کے اعمال میں مرد وعورت برابر کے شریک ہیں الا کہ فرق کی دلیل مل جائے۔ نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت ہجرت کرے یا مرد، دونوں کو برابر کا ثواب ملے گا، قرآن وحدیث کے مطابق کیا ہوا عمل کبھی بھی ضائع نہیں ہوگا۔

[**304**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((إِنَّهُ لَيْسَ بِالْحَيْضَةِ، وَلَكِنَّهُ عِرْقٌ وَأَمَرَهَا أَنْ تَدَعَ الصَّلَاةَ قَدْرَ أَقْرَائِهَا أَوْ قَدْرَ حَيْضَتِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ، فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَذْفَرَتْ بِثَوْبٍ وَصَلَّتْ)).

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: فاطمہ بنت ابی حبیش کو مرض استحاضہ ہوتا تھا، تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ حیض نہیں ہے لیکن وہ رگ کا خون ہے اور آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ حیض کے اندازہ سے نماز ترک کر دے یا اپنے حیض کے اندازے کے مطابق نماز ترک کرے پھر غسل کرے اور اگر خون کا غلبہ ہو تو کپڑے کا پارچہ باندھ لے اور نماز پڑھے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حالت حیض میں عورت پر نماز فرض نہیں ہے، لیکن حالت استحاضہ میں وہ نماز ادا کرے گی۔ اسی طرح حالت حیض میں عورت روزے نہیں رکھے گی، لیکن بعد میں ان کی قضائی دے گی۔ یاد رہے کہ استحاضہ والی عورت کی تین حالتیں ہیں: (1) استحاضہ کا خون آنے سے پہلے اسے ماہواری آتی ہو اور اس کا معلوم ہو، ایسی عورت اپنے حیض کی مدت معلومہ میں نماز وروزہ کی ادائیگی نہیں کرے گی، اور ان ایام میں حیض کے احکام لاگو ہوں گے۔ اور ان ایام کے علاوہ استحاضہ کا خون شمار ہوگا، اور اس پر استحاضہ کے احکام لاگو ہوں گے۔ اس حدیث میں اس

(304) صحيح لغيره، سنن ابی داود، كتاب الطهارة، باب فی المراة تستحاض ومن قال تدع الصلاة، حديث: 274، 278۔ سنن النسائی، كتاب الطهارة، حديث: 209۔ سنن ابن ماجه، حديث: 623۔ مؤطا امام مالك، ص: 64۔ شرح مشكل الآثار للطحاوی: 2723۔ معجم الكبير للطبرانی: 385/23 سنن الكبرىٰ للبيهقی: 234/1.

صورت کا ذکر ہے۔ (2) استحاضہ آنے سے پہلے اسے ماہواری نہیں آتی تھی، وہ اس طرح کہ ابتدا ہی سے اسے استحاضہ کا خون آرہا ہو، جب سے خون آنا شروع ہوا، اسی وقت استحاضہ بھی شروع ہوگیا، تو ایسی صورت میں خون کی رنگت، کیفیت اور بُو کے ساتھ حیض اور استحاضہ میں فرق کرے گی کہ اگر خون سیاہ ہو یا گاڑھا ہو، یا پھر اس کی بدبو ہو تو یہ حیض کا خون ہے، اس وقت اُس پر حیض کے احکام لاگو ہوں گے، اور اس کے علاوہ صفات والے خون کے آنے پر استحاضہ کے احکام لاگو ہوں گے۔ (3) تیسری صورت یہ ہے کہ نہ تو اس کی ماہواری کے ایام معلوم ہوں اور نہ ہی خون کی کوئی امتیازی علامت ہو، جس سے استحاضہ کی پہچان ہو سکے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اسے بلوغت کے ساتھ ہی استحاضہ آنا شروع ہوگیا، پھر خون بھی ایک طرح کا ہے یا کئی صفات کا ہے۔ لیکن اس کا حیض ہونا ممکن نہ ہو تو یہ عورت عام عورتوں کی طرح عمل کرے گی، یعنی عام عورتوں کو جتنے دن ماہواری آتی ہے، وہ اس کی ماہواری شمار ہوگی۔ (الشیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ)

[**305**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا فُضَيلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَزِلَّ، أَوْ أَضِلَّ، أَوْ أَظْلِمَ، أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ، أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ)).

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے نکلتے تو یہ کہتے: "اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَزِلَّ، أَوْ أَضِلَّ، أَوْ أَظْلِمَ، أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ، أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ." اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ذلیل ہونے اور گمراہ ہونے سے اور کسی پر ظلم کرنے اور ظلم کیے جانے سے اور کسی پر جہالت کرنے سے اور اس سے کہ کوئی میرے اوپر جہالت کرے۔

[**306**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

(305) اسناده ضعيف لانقطاعه، عامر الشعبی نے ام سلمہ سے نہیں سنا، انوار الصحيفة۔ سنن ابى داود، كتاب الادب، باب ما يقول اذا خرج من بيته، حديث: 5094۔ سنن الترمذى، كتاب الدعوات، باب منه، حديث: 3427۔ سنن النسائى، كتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من الضلال، حديث: 5488۔ عمل اليوم والليلة للنسائى: 85۔ سنن ابن ماجه، كتاب الدعاء، باب ما يدعوبه الرجل اذا خرج من بيته، حديث: 3884۔ مسند احمد: 306/6۔ مصنف ابن ابى شيبة: 211/10۔ كتاب الدعاء للطبرانى: 413۔ سنن الكبرٰى للبيهقى: 251/5.

(306) صحيح البخارى، كتاب الطلاق، باب الكحل للعادة، حديث: 5338۔ صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب وجوب الاحداد فى عدة الوفاة، حديث: 1488۔ سنن ابى داود، كتاب الطلاق، باب احداد المتوفى عنها زوجها، حديث: 2299۔ سنن الترمذى، كتاب الطلاق، باب ما جاء فى عدة المتوفى عنها زوجها، حديث: 1197۔ سنن النسائى، كتاب الطلاق، باب النهى عن الكحل للعادة، حديث: 3569، 3570۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب كراهية الزينة للمتوفى عنها زوجها، حديث: 2084۔ مسند احمد: 291/6۔ مؤطا امام مالك، ص: 371، 372۔ مسند الطيالسى: 1596۔ صحيح ابن حبان: 4304۔ سنن الكبرٰى للبيهقى: 439/7.

قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَـنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَـقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ ابْـنَتِـي مَـاتَ عَـنْـهَـا زَوْجُهَا وَإِنَّهَا تَشْتَكِي عَيْنَهَا، أَفَتَكْتَحِلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ كَـانَـتْ إِحْـدَاكُـنَّ لَتَـرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْـحَـوْلِ وَإِنَّمَا هِيَ الْآنَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ)) قَـالَ يَـحْيَى فَقُلْتُ لِحُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ مَا قَوْلُهُ: إِنْ كَـانَـتْ إِحْـدَاكُـنَّ لَتَـرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْـحَـوْلِ؟ فَـقَـالَ: كَـانَـتِ الْمَرْأَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَـلْبَـسُ مِـنْ ثِيَابِهَا أَطْمَارَهَا مِنْ أَدْنَى ثِيَابِهَا ثُمَّ تَـدْخُلُ أَدْنَى بُيُوتِهَا فَإِذَا كَانَ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ أَخَـذَتْ بَـعْرَةً فَرَمَتْ بِهَا عَلَى ظَهْرِ غَيْرِهَا كَذَا وَرُبَّـمَـا قَـالَ أَبُـو بَكْرٍ: إِلَى خَلْفٍ وَقَالَتْ: قَدْ حَلَلْتُ.

ایک عورت آئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میری بیٹی کا خاوند فوت ہوا ہے اوراس کی آنکھ دکھتی ہے تو کیا وہ سرمہ ڈال سکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی عورت زمانہ جاہلیت میں سال کے آخر میں اونٹ کی مینگنی پھینکتی تھی اور اب تو (اسلام آنے سے) صرف چار ماہ دس دن عدت ہے۔ یحییٰ کہتے ہیں: میں نے حمید بن نافع کو کہا آپ ﷺ کے اس قول کا کیا مطلب ہے کہ تم میں کوئی عورت سال کے آخر میں مینگنی پھینکتی تھی، انھوں نے کہا: جاہلیت میں عورت عدت کے دوران کام کاج والے ادنیٰ تر کپڑے پہن کر ادنیٰ تر مکان میں داخل ہو جاتی، جب خاوند کے فوت ہونے کو سال پورا ہونے لگتا تو ایک مینگنی لے کر کسی دوسرے کے پشت پر مارتی یا کہا کہ اپنے پیچھے کی جانب پھینکتی اور کہتی: میں عدت سے خارج ہوئی۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں زمانہ جاہلیت میں سوگ والی عورت (یعنی جس کا خاوند فوت ہوگیا ہو) کی حالت بیان کی گئی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں جس کا خاوند فوت ہو جاتا تھا، وہ ایک سال تک عدت میں رہتی تھی لیکن اسلام نے چار ماہ دس دن کی عدت مقرر کر دی، یعنی اسلام نے عورت سے بہت زیادہ مشقتوں کو دور کر دیا ہے۔ والحمد للہ!

## أَحَادِيثُ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

## ام حبیبہ بنت ابوسفیان (نبی کریم ﷺ کی بیوی) رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

نام رملہ اور کنیت امّ حبیبہ تھی۔ نسب نامہ یہ ہے۔ امّ حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا، جو حضرت عثمان غنی کی پھوپھی تھیں۔ گویا حضرت امّ حبیبہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ وہ بعثت نبوی سے سترہ سال قبل مکہ میں پیدا ہوئیں۔ حضرت امّ حبیبہ کا پہلا نکاح

عبید اللہ بن جحش سے ہوا۔ دونوں نے بعثت کے ابتدائی دور میں اکٹھے اسلام قبول کیا۔ حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد اس وقت اسلام کے سخت ترین دشمن تھے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی تو عبید اللہ بن جحش اور امّ حبیبہ بھی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ حبشہ پہنچنے کے چند دن بعد عبید اللہ تو مرتد ہو گئے اور عیسائی مذہب اختیار کر کے شراب نوشی شروع کر دی۔ حضرت امّ حبیبہ نے شوہر کو بہت سمجھایا کہ کیوں اپنی عاقبت برباد کرتے ہو لیکن اللہ نے ان کے دل پر مہر لگا دی تھی۔ کوئی اثر نہ ہوا اور عیسائیت میں زندگی بسر کرتے ہوئے وفات پائی۔ عبید اللہ کی صلب سے حضرت امّ حبیبہ کی ایک بیٹی حبیبہ کے نام سے تھیں۔ ان کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ انھی کے نام کی نسبت سے حضرت رملہ کی کنیت امّ حبیبہ مشہور ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب عالم غربت میں حضرت امّ حبیبہ کے بیوہ ہونے کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کے ایّام عدّت پورے ہونے کے بعد حضرت عمرو بن امیّہ ضمری کو نجاشی شاہ حبش کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امّ حبیبہ کو نکاح کا پیغام دے دیں۔ نجاشی نے ایک لونڈی کے ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح حضرت امّ حبیبہ کے پاس بھیجا۔ انھیں بے حد مسرّت ہوئی۔ اظہار تشکر کے طور پر لونڈی کو چاندی کے دو کنگن اور نقرئی انگوٹھیاں عطا کیں اور حضرت خالد بن سعید بن العاص کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ شام کو نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمانوں کو بلا کر خود نکاح پڑھایا۔ رسم نکاح سے فراغت کے بعد حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے سب کو کھانا کھلا کر رخصت کیا۔ نکاح کے کچھ عرصے بعد حضرت امّ حبیبہ حبش سے مدینہ منورہ آ گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں خیبر کی مہم پر تشریف لے گئے تھے۔ یہ اواخر سنہ 6 ہجری یا اوائل 7 ہجری کا واقعہ ہے۔

حضرت امّ حبیبہ بڑی نیک فطرت اور صالحہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں قدیم الاسلام ہونے کا شرف عطا کیا حالانکہ ان کے والد فتح مکہ تک مشرکین کی قیادت کرتے رہے۔ اسلام کی خاطر انھوں نے طویل سفر صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں اور حبش میں غربت کی زندگی اختیار کی، حالانکہ ان کا گھرانہ تموّل اور ریاست کے لحاظ سے قریش میں بہت ممتاز تھا۔ حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا حسن ظاہری سے بھی متصف تھیں، صحیح مسلم کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کے حسن و جمال پر فخر کیا کرتے تھے۔ مسند احمد میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بارہ رکعت نفل روزانہ پڑھے گا اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔'' حضرت امّ حبیبہ سن رہی تھیں۔ اس کے بعد ساری زندگی بارہ رکعت نفل روزانہ نہایت پابندی سے پڑھتی رہیں۔ جب ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو تین دن بعد خوشبو منگا کر رخساروں اور بازوؤں پر ملی اور فرمایا: ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ایماندار عورت کے لیے تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ جائز نہیں، سوائے خاوند کے کہ اس کی موت پر چار مہینہ دس دن بیوی کو سوگ کرنا

چاہیے۔''امّ المومنین حضرت امّ حبیبہ نے سنہ 44 ہجری میں 73 سال کی عمر میں (اپنے بھائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں) وفات پائی۔ وفات سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور کہا:''میرے اور آپ کے درمیان سوکنوں کے تعلقات تھے، اگر کوئی غلطی مجھ سے ہوئی ہو تو معاف کر دیجئے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا''میں نے معاف کیا۔'' پھر ان کے لیے دعا مانگی۔ حضرت امّ حبیبہ نے فرمایا:''آپ نے مجھے خوش کیا اللہ آپ کو خوش رکھے۔'' حضرت امّ حبیبہ سے 65 احادیث مروی ہیں جن کے راویوں میں کئی جلیل القدر صحابہ اور تابعین شامل ہیں۔

[307]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَا: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ شَوَّالٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: ((كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نُغْلِسُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى)) قَالَ سُفْيَانُ وَسَالِمُ بْنُ شَوَّالٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَمْ نَسْمَعْ أَحَدًا يُحَدِّثُ عَنْهُ إِلَّا عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ هَذَا الْحَدِيثَ.

ام حبیبہ ام المؤمنین کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم منیٰ کی طرف مزدلفہ سے اندھیرے میں چل پڑتے تھے۔ سفیان نے کہا: راوی سالم بن شوال مکہ کا رہنے والا ہے، اس سے روایت کرتا ہم نے کسی کو نہیں سنا، البتہ عمرو بن دینار نے اس سے یہ روایت کی ہے۔

[308]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ أَبِي سُفْيَانَ مِنَ الشَّامِ دَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ

جب شام سے ابوسفیان بن حرب کی موت کی خبر پہنچی تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے تیسرے دن کچھ خوشبو منگوا کر اپنی کان پٹیوں پر اور بازوؤں پر لگائی اور کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی، مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ کسی عورت کے

(307) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعيفة من النساء وغيرهن، حديث: 1292۔ سنن النسائی، کتاب مناسك الحج، باب تقديم النساء والصبيان الى منازلهم بمزدلفة۔شرح معانی الآثار للطحاوی: 219/2۔ معجم الكبير للطبرانی: 481/23۔ سنن الكبرىٰ للبيهقی: 124/5۔ من طريق سفيان بن عيينة به۔

(308) صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب احداد المراة على غير زوجها، حديث: 1280۔ صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب وجوب الاحداد فی عدة الوفاة، حديث: 1486۔ سنن ابی داود، كتاب الطلاق، باب احداد المتوفى عنها زوجها، حديث: 2299۔ سنن الترمذی، كتاب الطلاق، باب ماجاء فی عدة المتوفى عنها زوجها، حديث: 1195۔ سنن النسائی، كتاب سقوط الاحداد عن الكتابية المتوفى عنها زوجها، حديث: 3557۔ مسند احمد: 325/6، 326۔ مؤطا امام مالك، ص: 371۔ سنن الدارمی: 2289۔ مسند الشافعی: 61/2۔ سنن سعيد بن منصور: 2136۔ صحيح ابن حبان: 4304.

بِصُفْرَةٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَمَسَحَتْ بِهِ عَارِضَيْهَا وَذِرَاعَيْهَا ، وَقَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ عَنْ هَذَا لَغَنِيَّةٌ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)) فَقِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَالِكًا يَقُولُ فِيهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَعَنْ صَفِيَّةَ ، وَأُمِّ حَبِيبَةَ فَقَالَ سُفْيَانُ مَا قَالَ لَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى إِلَّا أُمَّ حَبِيبَةَ .

لیے جائز نہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، مگر خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ ہے۔

[309]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِي دُرَّةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ؟ قَالَ ((فَأَفْعَلُ مَاذَا)) ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: تَنْكِحُهَا قَالَ: ((أَوَتُحِبِّينَ ذَلِكَ)) ؟ قُلْتُ: لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ يُشْرِكُنِي فِيكَ أُخْتِي قَالَ: ((فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي)) قُلْتُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ: ((ابْنَةُ أُمِّ سَلَمَةَ)) ؟ قُلْتُ: نَعَمْ

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کو درہ بنت ابی سفیان میں رغبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس کے متعلق کیا کروں؟ میں نے کہا: آپ ﷺ اس سے نکاح کریں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ تو میرے لیے (تیرے ہوتے) جائز نہیں ہے۔ میں نے عرض کی: مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ ﷺ زینب بنت ام سلمہ کو پیغام نکاح دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ اللہ کی قسم! اگر وہ میری بیوی کی بیٹی اور میرے گود کی بچی نہ بھی ہوتی تب بھی میرے لیے حلال نہ تھی اس لیے کہ اس کے باپ کو اور مجھے ثویبہ

---

(309) صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب (وربائبكم التي في حجوركم من نسائكم)، حديث : 5106۔ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب تحريم الربيبة واخت المراة، حديث : 1449۔ سنن النسائي، كتاب النكاح، باب تحريم الجمع بين الاختين، حديث : 3289۔ سنن ابن ماجه كتاب النكاح، باب يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب، حديث: 1939۔ مسند احمد : 291/6۔ مسند الشافعي : 20/2۔ مصنف عبد الرزاق : 13947۔ صحيح ابن حبان : 4110۔ سنن الكبرٰى للبيهقي : 75/7، 453 .

قَالَ: ((فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ لِي لَقَدْ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)).

نے دودھ پلایا ہے، تم اپنی بیٹیاں اور اپنی بہنیں نکاح کے لیے مجھ پر پیش نہ کیا کرو۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رضاعت سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے، اور رضاعی بہن سے شادی کرنا حرام ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ رضاعی رشتوں کو یاد رکھنا چاہیے، اور ان کا علم ہونا ضروری ہے، تاکہ کہیں غلطی سے رضاعی بہن سے شادی نہ ہو جائے۔

## مُسْنَدُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ الْأَسَدِيَّةِ رضی اللہ عنہا
## زینب بنت جحش الاسدیہ رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

نام زینب، کنیت امّ الحکم ہے۔ ان کا تعلق قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے: زینب بنت جحش بن رماٴب بن یعمر بن صبرة بن مرة بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ اس لحاظ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھیں جنھوں نے سابقون الاولون بننے کا شرف حاصل کیا۔ سن 13 ہجری بعد بعثت میں اپنے اہل خاندان کے ہمراہ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئیں۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بے حد محبوب رکھتے تھے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ علامہ ابن سعد رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت زینب کو بعض وجوہات کی بناء پر یہ رشتہ پسند نہ تھا، اس لیے انھوں نے نکاح سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: ''یا رسول اللہ! میں زید کو اپنے لیے پسند نہیں کرتی۔'' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس نکاح میں بہتری سمجھتے تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کے مطابق حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا عقد حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہو گیا۔ لیکن دونوں میں نباہ نہیں ہو سکا۔ تقریباً ایک برس بعد حضرت زید نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی ''کہ یا رسول اللہ! زینب مجھ سے زبان درازی کرتی ہے میں اس کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سمجھایا کہ طلاق اللہ کے نزدیک پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ چنانچہ سورۃ احزاب کی اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے:

﴿وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ﴾

(الاحزاب: 37)

''اور جبکہ تم اس شخص سے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا، یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو نکاح میں رکھو اور اللہ سے ڈرو۔''

بہر حال حضرت زید رضی اللہ عنہ کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نباہ نہ ہو سکا، اور حضرت زید نے بالآخر حضرت زینب کو طلاق دے دی۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا ایام عدّت پورے کر چکیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان سے نکاح کرنا چاہا لیکن عرب میں اس وقت تک رسوم جاہلیت کا اثر باقی تھا اور لوگ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کے برابر سمجھتے تھے۔ چونکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے اور لوگوں میں زید بن محمد کے نام سے مشہور تھے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عام لوگوں (اور بالخصوص منافقوں) کے اعتراض کے خیال سے اس نکاح میں تامّل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ جاہلیت کی رسوم کو مٹانا مقصود تھا اس لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَاهُ﴾ (الاحزاب: 37)

''تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جس کو اللہ ظاہر کر دینے والا ہے اور لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں معترضین کو متنبہ کیا۔

﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ (الاحزاب: 40)

''لوگو! محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔''

پھر حکم ہوا: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ (الاحزاب: 5) ''لوگوں کو ان کے (حقیقی) باپ کے نام سے پکارو۔''

اب کوئی امر مانع نہ تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خدمت حضرت زید رضی اللہ عنہ کو ہی تفویض کی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا پیغام لے کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس جائیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور کہا: ''زینب! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے نکاح کے خواہشمند ہیں۔''

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: ''میں اللہ کے حضور استخارہ کرتی ہوں۔'' یہ کہہ کر مصلے پر کھڑی ہوگئیں، ادھر اللہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی: ﴿فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا﴾ (الاحزاب: 37) ''پھر جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے وہ (مطلقہ خاتون) تیرے نکاح میں دے دی۔''

گویا اللہ تعالیٰ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب کے مکان پر تشریف لے گئے اور بلا استیذان اندر چلے گئے۔ صبح کو دعوت ولیمہ ہوئی جس میں روٹی اور سالن کا انتظام کیا

گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو بلانے کے لیے بھیجا، تین سو آدمی دعوت میں شریک ہوئے۔ دس دس کی ٹکڑیوں میں آتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ چند لوگ کھانا کھا کر باتوں میں مشغول ہو گئے اور اٹھنے کا خیال ہی نہ رہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ازراہ مروّت انھیں اٹھنے کے لیے نہ فرماتے اور بار بار اندر آتے اور باہر جاتے۔ اسی مکان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی دیوار کی طرف منہ کیے بیٹھی تھیں۔ جب بہت دیر ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل کی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلاَّ أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ وَاللَّهُ لا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ (الاحزاب: 53)

''اے ایمان والو! جب تک تمھیں اجازت نہ دی جائے تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو کھانے کے لیے ایسے وقت میں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو بلکہ جب بلایا جائے جاؤ اور کھانے کے بعد نکل کھڑے ہو، وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو۔ نبی کو تمھاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ لحاظ کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بیان) حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا، جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کی اوٹ سے طلب کرو۔''

اس آیت کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان کے دروازے پر پردہ لٹکا دیا اور لوگوں کو گھر کے اندر داخل ہونے کی ممانعت ہو گئی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کئی خصوصیات کا مظہر تھا۔

(1) جاہلیت کی رسم کہ متبنّیٰ حقیقی بیٹے کا درجہ رکھتا ہے، مٹ گئی۔ (2) لوگوں کو حکم ہوا کہ کسی کو حقیقی باپ کے علاوہ دوسرے (منہ بولے باپ) سے منسوب نہ کرو۔ (3) اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح وحی کے ذریعے کیا۔ (4) نہایت شاندار ولیمہ کیا گیا جس میں بکری کا گوشت اور روٹی حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا کا بھیجا ہوا مالیدہ شامل تھا۔ بکثرت لوگوں نے سیر ہو کر کھایا۔ (5) اس موقع پر آیت حجاب نازل ہوئی اور پردے کا رواج ہوا۔

یہی خصوصیات تھیں جن کی بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہمسری کا دعویٰ تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نہایت دیندار، پرہیزگار، حق گو اور مخیّر تھیں۔ ان کی عبادت و زہد کا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعتراف تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''الاصابہ'' میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت میں مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی اس موقع پر موجود تھیں۔ انھوں نے کوئی ایسی بات کہی جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ناگوار گزری۔ انھوں

نے ذرا تلخ لہجے میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو دخل دینے سے منع کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمر! ان سے کچھ نہ کہو یہ اوّاہ (یعنی بڑی عبادت گزار اور اللہ سے ڈرنے والی ہیں)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کے متعلق فرمایا ہے: ''میں نے دین کے معاملے میں زینب سے بہتر کوئی عورت نہیں دیکھی۔''

واقعہ افک میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش بھی غلط فہمی کا شکار ہوگئی تھیں، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق استفسار کیا تو انھوں نے صاف صاف کہہ دیا: ''میں عائشہ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں پاتی۔'' ابن سعد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا: تم میں سے مجھے وہ جلد ملے گی جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہوگا۔'' لمبے ہاتھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد فیاضی تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بے حد فیاض اور مخیّر تھیں۔ چنانچہ اس پیشگوئی کا مصداق ثابت ہوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج میں سب سے پہلے انھوں نے ہی وفات پائی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا خود اپنے دست و بازو سے روزی کماتی تھیں۔ وہ فن دباغت جانتی تھیں، اس سے جو آمدنی ہوتی تھی اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتی تھیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں تمام امہات المؤمنین کا خطیر وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا یہ وظیفہ ملتے ہی حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ سالانہ وظیفہ ملا تو اس کو اپنے رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر کے دعا کی: ''اے اللہ! آئندہ یہ مال مجھ کو نہ ملے کیونکہ یہ فتنہ ہے۔''

حضرت عمر کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: ''زینب بڑی مخیّر ہیں۔'' پھر مزید ایک ہزار درہم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجے، انھوں نے وہ بھی فوراً خیرات کر دیے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے 53 سال کی عمر میں سنہ 20 ہجری میں وفات پائی۔ ان کے انتقال سے مدینہ کے فقراء اور مساکین میں حشر برپا ہوگیا، کیونکہ وہ ان کی مربّی و دستگیر تھیں۔ وفات کے وقت سوائے ایک مکان کے کوئی ترکہ نہ چھوڑا، سب کچھ اپنی زندگی میں راہ خدا میں لٹا چکی تھیں۔ وفات سے کچھ دیر پہلے وصیت کی کہ مجھے تابوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اٹھایا جائے، چنانچہ ان کی وصیت پوری کی گئی۔ وفات کے دن شدید گرمی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبر کی جگہ خیمہ لگوا دیا۔ نماز جنازہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش، اسامہ بن زید، عبداللہ بن ابی احمد اور محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی وفات کے موقع پر فرمایا: "ذَهَبَتْ حَمِيْدَةُ فَقِيْدَةُ مُفَزِّعَةُ الْيَتَامىٰ وَالاَرْمَلَةِ" وہ نیک بخت بے مثل خاتون چلی گئیں اور یتیموں اور بیواؤں کو بے چین کر گئیں۔'' حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے گیارہ احادیث مروی ہیں جن کے راویوں میں حضرت امّ حبیبہ اور زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہ شامل ہیں۔

[310]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ لَا نَحْتَاجُ فِيهِ إِلَى أَحَدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَوْمٍ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ وَهُوَ يَقُولُ ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ؛ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ)) وَعَقَدَ سُفْيَانُ عَشَرَةً، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ)) قَالَ سُفْيَانُ: أَحْفَظُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَرْبَعَ نِسْوَةٍ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَقَدْ رَأَيْنَ النَّبِيَّ ﷺ ثِنْتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِهِ أُمُّ حَبِيبَةَ وَزَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ وَثِنْتَيْنِ رَبِيبَتَاهُ زَيْنَبُ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ وَحَبِيبَةُ بِنْتُ أُمِّ حَبِيبَةَ أَبُوهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَحْشٍ مَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ .

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا: لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) عربوں کے لیے مصیبت ہے آج دیوارِ ذوالقرنین میں جس میں یاجوج ماجوج ہیں اس قدر سوراخ ہوا ہے۔ ابوسفیان نے دس عدد کی گرہ لگائی، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ہلاک کیے جائیں گے جبکہ ہم میں صالح اور نیکوکار بھی موجود ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! جب خباثت زیادہ ہو گی۔ سفیان نے کہا: اس سند میں چار خواتین زہری نے ذکر کی ہیں جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، دو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں' ام حبیبہ اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ (گود میں پلنے والی) ہیں، زینب بنت ام سلمہ اور حبیبہ بنت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، اس کے باپ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ حبشہ میں فوت ہوئے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یاجوج ماجوج کا فتنہ برحق ہے، بعض لوگوں کا ان کی تاویل کرنا یا انکار کرنا درست نہیں ہے۔

---

(310) صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب اقتراب الفتن، حدیث : 2880۔ سنن الترمذی، کتاب الفتن۔ مسند احمد: 428/6۔ مصنف ابن ابی شیبة : 42/15۔ مسندابی یعلٰی : 7155۔ معجم الکبیر للطبرانی: 52/24، 53۔ سنن الکبرٰی للبیهقی : 93/10۔ من طریق سفیان بهذا الاسناد۔ صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قصة یاجوج وماجوج، حدیث : 3346۔ صحیح مسلم : 2880۔ من طریق الزهری به، ولیس فیه ذکر حبیبة۔

# مُسْنَدُ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، رضی اللہ عنہا

## میمونہ بنت حارث زوجہ نبی کریم ﷺ، رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

اصل نام برّہ تھا۔ نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آنے کے بعد میمونہ نام رکھا گیا۔قبیلہ قیس بن عیلان سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے: میمونہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبۃ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصیفۃ بن قیس بن عیلان بن مضر۔ والدہ کا نام ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حطامۃ بن جرش تھا اور وہ قبیلہ حمیر سے تعلق رکھتی تھیں۔ پہلا نکاح مسعود بن عمرو عمیر ثقفی سے ہوا۔ انھوں نے کسی وجہ سے طلاق دے دی۔ پھر ابورُہم بن عبدالعزّٰی کے نکاح میں آئیں۔ سنہ 7 ہجری میں انھوں نے وفات پائی اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئیں۔ اسی سال رسول کریم ﷺ عمرہ کے لیے مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کے عم محترم حضرت عباس بن عبد المطلب نے میمونہ سے نکاح کر لینے کی تحریک کی۔ حضور ﷺ راضی ہو گئے، چنانچہ احرام کی حالت میں ہی شوال سنہ 7 ہجری میں 500 درہم حق مہر پر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔ عمرہ سے فارغ ہوکر رملہ سے دس میل کے فاصلے پر بمقام سرف حضور ﷺ نے قیام فرمایا۔ حضور ﷺ کے غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو لے کر اسی جگہ آ گئے اور یہیں رسم عروسی ادا ہوئی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی آخری بیوی تھیں۔ یعنی ان سے نکاح کے بعد حضور ﷺ نے اپنی وفات تک کوئی اور نکاح نہیں کیا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نہایت خدا ترس اور متّقی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: ''میمونہ ہم میں سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کا خیال رکھنے والی تھیں۔'' مدینہ میں ایک بار ایک عورت سخت بیمار ہوئی، اس نے منّت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں بیت المقدس جا کر نماز پڑھوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی اور اس نے اپنی منت پوری کرنے کے لیے سفر کا ارادہ کر لیا۔ سفر پر روانہ ہونے سے قبل حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہونے آئی اور تمام ماجرا بیان کیا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اسے سمجھایا کہ مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کا ثواب ہزار گنا زیادہ ہے۔ تم بیت المقدس جانے کی بجائے مسجد نبوی میں ہی نماز پڑھ لو ثواب بھی زیادہ ہوگا اور منت بھی پوری ہو جائے گی کہ مسجد نبوی اللہ کو بیت المقدس سے زیادہ محبوب ہے۔ (طبقات سعد: 92/8)

ایک دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کی خدمت میں اس حالت میں آئے کہ سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ پوچھا: ''بیٹے پراگندہ مو کیوں ہو؟'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ''میری بیوی ایام کی حالت میں ہے، وہی میرے سر میں کنگھا کیا کرتی تھی لیکن اب اس حالت میں ہونے کی وجہ سے میں نے اس سے یہ کام لینا مناسب نہیں سمجھا۔'' حضرت

میمونہ نے فرمایا: ''واہ بیٹے کبھی ہاتھ بھی ناپاک ہوتے ہیں۔ ہم اس حالت میں ہوتی تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری گود میں سر رکھ کر لیٹتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے اور پھر ہم اسی حالت میں مصلیٰ اٹھا کر مسجد میں رکھ آتی تھیں۔'' ایک اور موقع پر بھی انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو نہایت بلیغ پیرائے میں سمجھایا کہ عورتیں اس حالت میں ہوں تو ان کے چھونے سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ ایک مرتبہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا ایک قریبی رشتہ دار ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی۔ وہ سخت غضبناک ہوئیں اور اسے سختی سے جھڑک کر کہا: ''آئندہ کبھی میرے گھر میں قدم نہ رکھنا۔'' ایک دفعہ انھوں نے ایک لونڈی کو راہ خدا میں آزاد کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تم کو جزا دے۔'' حضرت میمونہ نہایت مخیّر اور فیاض تھیں۔ اس لیے وقتاً فوقتاً قرض لینے کی نوبت آ جاتی تھی۔ ایک مرتبہ بہت زیادہ رقم قرض لے لی۔ کسی نے پوچھا: ''امّ المؤمنین اتنی زیادہ رقم کی واپسی کی کیا صورت ہوگی؟'' فرمایا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص قرض ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کا قرض ادا کرنے کے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔'' حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے سرف کے مقام پر (جہاں ان کی رسم عروسی ادا ہوئی تھی) وفات پائی۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جنازہ کو زیادہ حرکت نہ دو، یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات تھیں۔ ادب کے ساتھ آہستہ آہستہ چلو۔'' حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اتارا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے چھیالیس اور بقول بعض 76 احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے 7 متفق علیہ ہیں، ایک بخاری میں اور پانچ مسلم میں منفرد ہیں۔ ان کے راویوں میں حضرت عبداللہ ابن عباس، عبداللہ بن شداد، عبدالرحمٰن بن سائب، عبید اللہ الخولائی اور عطا بن یسار رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت امّ الفضل رضی اللہ عنہا حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن تھیں۔ اس رشتے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے بھانجے تھے۔

[**311**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے میمونہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔

---

(311) صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب القدر المستحب من الماء فى غسل الجنابة، حديث: 322۔ سنن الترمذى، كتاب الطهارة، باب فى وضوء الرجل والمراة من اناء واحد، حديث: 62۔ سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب ذكر اغتسال الرجل والمراة من نسائه من اناء واحد، حديث: 237۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب الرجل والمراة يغتسلان من اناء واحد، حديث: 377۔ مسند احمد: 329/6۔ مسند الشافعى: 39/1۔ مسند ابى يعلٰى: 7080۔ مصنف عبدالرزاق: 1032۔ مصنف ابن ابى شيبة: 35/1۔ معجم الكبير للطبرانى: 426/23۔ من طريق سفيان به۔ وفى صحيح البخارى، كتاب الغسل، باب الغسل بالصاع ونحوه، حديث: 253۔ عن ابن عباس۔

أَبُـو الشَّعْثَاءِ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَـقُولُ: أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ ((أَنَّهَـا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِـيَ وَالـنَّبِيُّ ﷺ مِـنْ إِنَـاءٍ وَاحِدٍ)) ثُمَّ قَـالَ سُـفْيَـانَ: هَـذَا الْإِسْـنَـادُ كَـانَ يُعْجِبُ شُعْبَةَ سَـمِـعْتُ، أَخْبَرَنِي، سَمِعْتُ، أَخْبَرَنِي كَأَنَّهُ اشْتَهَى تَوْصِيلَهُ.

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ میاں بیوی ایک ہی برتن سے اکٹھے غسل کر سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[312]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مَنْبُوذٌ الْمَكِّيُّ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: كُنَّا عِنْدَ مَيْـمُـونَةَ فَـدَخَلَ عَلَيْهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَتْ: أَيْ بُنَيَّ مَالِي أَرَاكَ شَعِثًا رَأْسُكَ؟ قَالَ: إِنَّ مُرَجِّلَتِي أُمَّ عَمَّارٍ حَايِضٌ فَقَالَتْ: أَيْ بُنَيَّ وَأَيْنَ الْحَيْضَةُ مِـنَ الْيَـدَيْـنِ؟ ((كَـانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيَـضَعُ رَأْسَـهُ فِـي حِجْرِ إِحْدَانَا وَهِيَ حَائِضٌ ثُمَّ يَتْلُو الْقُرْآنَ، وَإِنْ كَانَتْ إِحْدَانَا لَتَقُومُ إِلَيْهِ بِخُمْرَتِهِ فَتَبْسُـطُهَا لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَيُصَلِّي عَلَيْهَا)) أَيْ بُنَيَّ فَأَيْنَ الْحَيْضَةُ مِنَ الْيَدِ؟

ام منبوذ بیان کرتی ہیں: ہم میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو میمونہ نے کہا: بیٹا کیا بات ہے، تیرے سر کے بال پراگندہ ہیں؟ انھوں نے کہا: میری کنگھی کرنے والی ام عمار حائضہ ہے تو انھوں نے کہا: بیٹا ہاتھوں میں حیض کہاں ہوتا ہے؟ نبی کریم ﷺ ہم میں سے کسی ایک کی گود میں سر مبارک رکھ کر تلاوت کرتے جبکہ وہ حیض سے ہوتی اور ہم میں سے کوئی حیض سے ہوتی اور آپ ﷺ کی چٹائی بچھاتی اور آپ نماز پڑھتے، بیٹا حیض ہاتھوں میں کہاں ہے؟

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حائضہ عورت خاوند کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے، خاوند کے بالوں اور کپڑوں وغیرہ کو خود دھو سکتی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ خونِ حیض جس جگہ یا کپڑے کے جس حصے کو لگا ہو، وہ ناپاک ہے، باقی تمام جسم اور کپڑا حکماً پاک ہی ہیں۔

(312) حسن، سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب بسط الحائض الخمرة فی المسجد، حدیث: 274۔ سنن الکبریٰ للنسائی: 267۔ مسنداحمد: 33/6۔ مصنف ابن ابی شیبة: 202/1۔ مسندابی یعلیٰ: 7081۔ معجم الکبیر للطبرانی: 14/24۔مصنف عبدالرزاق: 1249۔

[313]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ أَوْ يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ سُفْيَانَ الَّذِى يَشُكُّ عَنْ مَيْمُونَةَ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّى عَلَى الْخُمُرِ))

میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز پڑھتے تھے۔

[314]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِى عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِى سَمْنٍ فَمَاتَتْ، فَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهَا، فَقَالَ: ((أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَقِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ سُفْيَانُ: مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُهُ إِلَّا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مِرَارًا.

ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے آس پاس کو پھینک دو اور بقیہ کھا لو۔

---

(313) صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب اذا اصاب ثوب المصلى امراته اذا سجد، حديث: 379- سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة على الخمرة، حديث: 656- سنن النسائى، كتاب المساجد، باب الصلاة على الخمرة، حديث: 739- سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب الصلاة على الخمرة، حديث: 1028- مسند احمد: 330/6- صحيح ابن خزيمه: 1007- مسندابى يعلٰى: 7090- مصنف ابن ابى شيبة: 398/1-من طريق الشيبانى عن عبدالله بن شداد بدون الشك، الروايات مطولة ومختصرة-

(314) صحيح البخارى، كتاب الذبائح والصيد، باب اذا وقعت الفارة فى السمن الجامد، حديث: 5538- سنن ابى داود، كتاب الاطعمة، باب فى الفارة تقع فى السمن، حديث: 3841- سنن الترمذى، كتاب الاطعمة، باب الفارة تقع فى السمن، حديث: 1798-سنن النسائى، كتاب الفرع، باب الفارة تقع فى السمن، حديث: 4263- مسند احمد: 329/6- سنن الدارمى: 744- مؤطا امام مالك، ص: 596- مسند ابى يعلٰى: 7078- صحيح ابن حبان: 1392.

فائدہ: ......اس حدیث میں اس صورت کا بیان ہے کہ اگر گھی منجمد (جما ہوا) ہو تو اس جگہ سے اور اردگرد سے تھوڑا سا گھی پھینک دیا جائے، باقی کو کھایا جا سکتا ہے، لیکن اگر گھی مائع ہے تو اس تمام گھی کو بہا دیا جائے گا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ چوہا ناپاک ہے، اور حرام بھی ہے۔ بعض لوگ اپنے ہوٹلوں میں چوہے کا قیمہ بنا کر سموسوں وغیرہ میں ڈالتے ہیں، جو کہ کبیرہ گناہ ہے، اور مسلمانوں سے دھوکا ہے، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں میں اپنا ڈر پیدا فرمائے، آمین۔

[315]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْـنِ شَـدَّادِ بْـنِ الْهَـادِ، عَـنْ مَيْمُونَةَ قَـالَـتْ: ((صَـلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِـي ثَوْبٍ مِرْطٍ كَانَ بَعْضُهُ عَلَيْهِ وَبَعْضُهُ عَلَيَّ، وَأَنَا حَائِضٌ)).

میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی چادر میں نماز پڑھی، اس کا کچھ حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا اور کچھ حصہ مجھ پر تھا اور میں حائضہ تھی۔

[316]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثنا أَبُو سُلَيْمَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنُ أَخِـي يَـزِيـدَ بْنِ الْأَصَمِّ الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا عَنْ عَمِّهِ يَـزِيـدَ بْـنِ الْأَصَمِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّهَـا قَـالَـتْ: ((كَـانَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَـجَدَ لَوْ أَرَادَتْ بَهْمَةٌ أَنْ تَمُرَّ مِنْ تَحْتِهِ لَمَرَّتْ مِمَّا يُجَافِي)).

میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بطن مبارک کو جدا رکھتے تھے۔

فائدہ: ......اس حدیث میں سجدے کی کیفیت کا بیان ہے کہ سجدہ میں پیٹ کو اس قدر رانوں سے جدا رکھنا چاہیے کہ اگر نیچے سے بکری کا بچہ بھی گزرنا چاہے تو گزر جائے۔ مرد و عورت کے سجدہ کرنے کے طریقے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

---

(315) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب الرخصۃ فی ذلک، حدیث: 369۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ، باب الصلاۃ فی ثوب الحائض، حدیث: 653۔ مسند احمد: 330/6۔ صحیح ابن خزیمہ: 768۔ صحیح ابن حبان: 2329۔ مسند الشافعی: 64/1۔ مسند ابی یعلٰی: 7095۔ سنن الکبرٰی للبیھقی: 409/2۔

(316) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یجمع صفۃ الصلاۃ وما یفتح بہ، حدیث: 496۔ سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ السجود، حدیث: 898۔ سنن النسائی، کتاب التطبیق، باب التجافی۔ مسند احمد: 331/6۔ سنن الدارمی: 1337۔ صحیح ابن خزیمہ: 657۔ مسند الشافعی: 91/1، 92۔ مسندابی یعلٰی: 7097۔ سنن الکبرٰی للبیھقی: 114/2۔

[317]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ لِمَوْلَاةِ مَيْمُونَةَ قَدْ أُعْطِيَتْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ مَيِّتَةً فَقَالَ: ((مَا عَلَى أَهْلِ هَذِهِ لَوْ أَخَذُوا إِهَابَهَا فَدَبَغُوهُ، فَانْتَفَعُوا بِهِ)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ: إِنَّهَا مَيِّتَةٌ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا)) فَقِيلَ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّ مَعْمَرًا لَا يَقُولُ فِيهِ ((فَدَبَغُوهُ)) وَيَقُولُ: كَانَ الزُّهْرِيُّ يُنْكِرُ الدِّبَاغَ، فَقَالَ سُفْيَانُ: لَكِنِّي قَدْ حَفِظْتُهُ، وَإِنَّمَا أَرَدْنَا مِنْهُ هَذِهِ الْكَلِمَةَ الَّتِي لَمْ يَقُلْهَا غَيْرُهُ ((إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا)) وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مَيْمُونَةَ فَإِذَا وَقَفَ عَلَيْهِ قَالَ فِيهِ مَيْمُونَةُ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، انھوں نے اپنے موالی کو ایک بکری جو صدقہ کی تھی، دی اور وہ مرگئی۔ نبی ﷺ کا مردہ بکری کے پاس سے گزر ہوا، تو فرمایا: بکری والوں پر کوئی حرج نہیں تھا اگر وہ اس کی کھال اتار کر دباغت کر کے اس سے فائدہ اٹھاتے، (جائز تھا)، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ مردار ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا کھانا حرام ہے۔ سفیان سے کہا گیا کہ معمر اس روایت کو ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ ذکر نہیں کرتے کہ وہ اس کی دباغت کر لیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ زہری بھی ان الفاظ کا انکار کرتے ہیں۔ سفیان نے کہا کہ ہم نے یہ الفاظ یاد کیے ہیں اور بطور خاص ان الفاظ کو از بر کیا ہے کہ اس کا کھانا حرام قرار دیا ہے۔ سفیان کبھی اس حدیث میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں کرتے تھے مگر جب ان کی توجہ اس طرف دلائی گئی تو پھر اس میں سیدہ میمونہ کا تذکرہ کرتے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ماکول اللحم (حلال) جانور اگر مر جائے تو اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھانے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کو رنگا جائے۔ یاد رہے کہ غیر ماکول اللحم (حرام) جانوروں کا چمڑا رنگنے سے بھی پاک نہیں ہوتا، تفصیلی بحث کے لیے دیکھیں، راقم کی قیمتی کتاب ''جانوروں کے احکام''۔

[318]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنابت

---

(317) صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب طهارة جلود المیتة بالدباغ، حدیث: 363۔ سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی اصب المیتة، حدیث: 4120۔ سنن النسائی، کتاب الفرع والعتیرة، باب جلود المیتة، حدیث: 4239۔ سنن ابن ماجه، کتاب اللباس، باب لبس جلود المیتة اذا دبغت، حدیث: 3610۔ مسنداحمد: 329/6۔ مسند ابی یعلٰی: 7079۔ مصنف ابن ابی شیبة: 379/8۔ صحیح ابن حبان: 1285، سنن الکبرٰی للبیهقی: 16/1۔من طریق سفیان بن عیینة بهذا الاسناد۔صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب الصدقة علی موالی ازواج النبی ﷺ، حدیث: 1492۔ صحیح مسلم: 363/101۔ من حدیث ابن عباس، لیس فیه میمونة۔

(318) صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب مسح الید بالتراب لتکون انقی، حدیث: 2601۔ صحیح مسلم، ⇦⇦

قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ((اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ دَلَّكَ بِهَا الْحَائِطَ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ غَسَلَ رِجْلَيْهِ)).

سے غسل کیا تو پردے کی جگہ (یعنی شرمگاہ کو) اپنے ہاتھ سے دھویا' پھر ہاتھ کو دیوار پر رگڑا' اور پھر دھویا' پھر غسل کیا' اور ایسا وضو کیا جیسا نماز کے لیے کرتے تھے، جب غسل مکمل کر چکے' تو پاؤں کو دھویا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں غسل جنابت کا طریقہ بیان ہوا ہے۔ یاد رہے کہ غسل جنابت کے وضو میں دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا چاہیے،لیکن اس کے بعد سر اور کانوں کا مسح نہیں کرنا چاہیے،اور نہ ہی پاؤں دھونے چاہئیں،اس کی مفصل حدیث سنن النسائی (422) میں ہے،جس میں وضاحت ہے کہ غسل جنابت میں سر کا مسح نہیں کرنا چاہیے،اور یہ بات معلوم ہے کہ کان سر میں سے ہیں، جب سر کا ہی مسح نہیں ہے تو کانوں کا مسح بھی نہیں کیا جائے گا۔ امام نسائی نے اس حدیث پر یوں باب باندھا ہے "باب ترك مسح الرأس فى الوضوء من الجنابة" (غسل جنابت کے وضو میں سر کا مسح نہ کرنے کا بیان)۔

# مُسْنَدُ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا
# ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کی مرویات

## تعارف راوی حدیث

برّہ نام، قبیلہ خزاعہ کے خاندان مُصطلِق سے تھیں۔نسب نامہ یہ ہے: برّہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ (مصطلق)۔

پہلا نکاح اپنے ابن عم مسافع بن صفوان (ذی شغر) سے ہوا۔حضرت جویریہ کے والد حارث بنومصطلق کے سرادر تھے۔انھوں نے قریش کے اشارے پر اپنے قبیلے کو مدینہ پر حملے کے لیے تیار کیا۔رسول کریم ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ سنہ 5 ہجری 2 شعبان کو مجاہدین کی ایک جمعیت کے ہمراہ مدینے سے بنومصطلق کی طرف روانہ ہوئے۔حارث کو

⇦ كتاب الحيض، باب صفة غسل الجنابة، حديث: 317۔ سنن ابى داود، كتاب الطهارة، باب فى الغسل من الجنابة، حديث: 245۔ سنن الترمذى، كتاب الطهارة، باب ما جاء فى الغسل من الجنابة، حديث: 103۔ سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب ازالة الجنب عند قبل افاضة الماء عليه، حديث: 418۔ سنن ابن ماجه كتاب الطهارة، باب ما جاء فى الغسل من الجنابة، حديث: 573۔ مسند احمد: 329/6، 330۔ سنن الدارمى: 753۔ صحيح ابن خزيمه: 241۔ صحيح ابن حبان: 1190۔ سنن الكبرٰى للبيهقى: 173/1۔ سنن الدارقطنى: 114/1.

مسلمانوں کی پیش قدمی کی اطلاع ملی تو وہ بھاگ گئے۔ رسول کریم ﷺ نے مریسیع میں قیام کیا۔ یہاں کے لوگوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی۔ ان کے گیارہ آدمی مارے گئے اور چھ سو کے قریب گرفتار ہوئے۔ ان اسیروں میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ جب مال غنیمت کی تقسیم ہوئی تو وہ حضرت ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں۔ چونکہ قبیلے کے رئیس کی بیٹی تھیں، لونڈی بن کر رہنا گوارا نہ ہوا۔ حضرت ثابت سے گزارش کی مجھ سے کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دو، وہ راضی ہو گئے اور 19 اوقیہ سونے کا مطالبہ کیا۔

اب حضرت جویریہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: ''مصیبت زدہ ہوں، آزاد ہونا چاہتی ہوں، از راہ کرم میری مدد فرمایئے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ میں تمھارا زر مکاتبت ادا کر دوں اور تم سے نکاح کرلوں۔'' حضرت جویریہ فوراً راضی ہوگئیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ان کا زر مکاتبت ادا کر کے ان سے نکاح کر لیا اور ان کا پہلا نام برّہ بدل کر جویریہ نام رکھا۔ ان کے حرم نبوی میں داخل ہوتے ہی صحابہ کرام نے قرابت نبوی کا پاس کرتے ہوئے تمام اسیران جنگ رہا کر دیے۔ ابن اثیر کا بیان ہے کہ اس موقع پر بنو مصطلق کے سو خاندان آزادی کی نعمت سے بہرہ مند ہوئے۔ اس واقعہ سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے جویریہ سے بڑھ کر کسی عورت کو اپنے قبیلے کے لیے باعث رحمت نہیں پایا۔''

ابن اثیر کا بیان ہے کہ حضرت جویریہ کے والد کو خبر ملی کہ بیٹی لونڈی بنالی گئی تو وہ بہت سا مال و اسباب اونٹوں پر لاد کر بیٹی کی رہائی کے لیے عازم مدینہ ہوئے۔ راستے میں دو اونٹ جو ان کو بہت پسند تھے، عقیق کے مقام پر کسی گھاٹی میں چھپا دیے اور باقی اسباب اور اونٹ لے کر مدینہ پہنچے۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''آپ میری بیٹی کو قید کر لائے ہیں، یہ تمام مال و اسباب لے لیں اور اسے رہا کر دیں۔'' حضور ﷺ کو غیب سے اطلاع ملی کہ یہ شخص دو اونٹ چھپا آیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو اونٹ جو تم چھپا آئے ہو وہ کہاں ہیں؟''

حارث یہ سن کر حیران رہ گئے۔ اسی وقت نبی اکرم ﷺ کے قدم چومے اور بطیّب خاطر اسلام قبول کر لیا۔ جب انھیں بتایا گیا کہ جویریہ لونڈی نہیں بنائی گئی ہیں بلکہ حرم نبوی میں داخل کر لی گئی ہیں تو بے حد مسرور ہوئے اور شاداں و فرحاں بیٹی سے مل کر گھر واپس گئے۔ ایک اور روایت کے مطابق حارث نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں رئیس عرب ہوں، میری بیٹی لونڈی نہیں بن سکتی، آپ اس کو آزاد کر دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''بہتر یہ ہے کہ معاملہ تمھاری بیٹی پر چھوڑ دیا جائے۔'' حارث نے بیٹی سے کہا کہ محمد نے تیری مرضی پر رکھا ہے، دیکھنا مجھے ذلیل نہ کرنا۔ انھوں نے کہا: میں رسول اللہ کی غلامی کو پسند کرتی ہوں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ حارث نے بیٹی کا زر فدیہ ادا کیا اور جب وہ آزاد ہوگئیں تو حضور ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو عبادت سے نہایت شغف تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تو انھیں اکثر عبادت میں مشغول پاتے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں صبح کے وقت مسجد میں عبادت کرتے دیکھا۔ دوپہر کو پھر ادھر سے گزرے تو حضرت جویریہ کو اسی حالت میں پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ''کیا تم ہمیشہ اسی طرح عبادت کرتی ہو؟'' انھوں نے جواب دیا: ''بے شک یا رسول اللہ۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کلمات پڑھا کرو ان کو تمھاری نفلی عبادت پر ترجیح حاصل ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضٰى نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضٰى نَفْسِهِ وَزِنَتَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِه . ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور پوچھا: ''کچھ کھانے کو ہے؟'' عرض کیا: ''میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا، بس وہی موجود ہے۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لے آؤ جس کو صدقہ دیا گیا تھا اس کو پہنچ چکا۔'' حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو عزت نفس کا بھی بہت خیال تھا۔ چنانچہ اسیر ہونے پر اپنی آزادی کے لیے انھوں نے حتی الامکان پوری کوشش کی۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے 65 سال کی عمر میں سنہ 50 ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے چند احادیث منقول ہیں جن کے راویوں میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ شامل ہیں۔

[319]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ السَّبَّاقِ أَنَّهُ سَمِعَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ تَقُولُ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((هَلْ مِنْ طَعَامٍ؟)) فَقُلْتُ: لَا إِلَّا عَظْمٌ قَدْ أُعْطِيَتْهُ مَوْلَاةٌ لَنَا مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((قَرِّبِيهِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَعْنِي لَيْسَ هِيَ الْآنَ صَدَقَةً .

جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس کے پاس آئے اور فرمایا: کیا کھانا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، مگر ہڈی گوشت کی ہے، وہ کسی نے ہمارے غلام کو صدقہ دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہی قریب کر، اپنے مقام و محل پر وہ پہنچ چکی ہے (یعنی ہمارے لیے اب وہ صدقہ نہیں ہے)۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بھوک کی صورت میں میزبان سے کھانے کا خود مطالبہ کر لینا

(319) صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب اباحة الهدى للنبى ﷺ وبنى هاشم، حديث: 1073- مسند احمد: 429/6- مسند ابى يعلٰى: 7067- صحيح ابن حبان: 5118- معجم الكبير للطبرانى: 64/24- الآحاد والمثانى لابن ابى عاصم: 3109.

درست ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ صدقے کی چیز نہیں کھاتے تھے، لیکن اگر کسی کو صدقہ ملا ہے تو وہ چیز اگر آل رسول ﷺ کو دی جائے تو ان کے لیے کھانا درست ہے، کیونکہ اب وہ آل رسول ﷺ کے لیے صدقہ نہیں ہے بلکہ صدقہ تو کسی اور پر کیا گیا تھا۔

## مُسْنَدُ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

## اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ: جس رات کو سرورِ کائنات ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے غارِ ثور میں تشریف فرما ہوئے، مشرکین ساری رات کاشانہ نبوّت کے گرد گھیرا ڈال کر اس بات کا انتظار کرتے رہے کہ حضور ﷺ کب باہر تشریف لائیں اور وہ اپنا ناپاک منصوبہ پورا کریں۔ لیکن ان بدبختوں کو معلوم نہیں تھا کہ اللہ نے رات کو ان کی آنکھیں پٹم کر دی تھیں اور سرورِ کونین ﷺ سورہ یٰسین کی ابتدائی آیات پڑھتے ہوئے ان کے درمیان سے نکل کر مکہ معظّمہ کو الوداع کہہ چکے تھے۔ سپیدہ سحر نمودار ہوا اور انھوں نے حضور ﷺ کے بستر اقدس پر حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ کو استراحت فرما دیکھا تو سر پیٹ کر رہ گئے۔ ساری بات ان کی سمجھ میں آ گئی لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ ان کا سرخیل ابوجہل اپنے منصوبے کی ناکامی پر غم و غصہ سے دیوانہ ہو گیا اور سیدھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ کر زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔

اندر سے ایک نوجوان خاتون باہر آئیں۔ ابوجہل نے کڑک کر پوچھا: ''لڑکی تیرا باپ کدھر ہے؟'' خاتون نے جواب دیا: ''میں کیا بتا سکتی ہوں۔'' یہ سن کر ابوجہل نے خاتون کے چہرے پر اس زور کا تھپڑ مارا کہ ان کے کان کی بالی ٹوٹ کر دور جا گری۔ مظلوم خاتون بڑے صبر اور خاموشی کے ساتھ گھر کے اندر چلی گئیں اور ابوجہل بکتا جھکتا وہاں سے دفع ہو گیا۔ یہ خاتون جنھوں نے فرعونِ قریش ابوجہل کے قہر و غضب کی مطلق پروا نہ کی اور ہجرت کے پرخطر راز کو اپنے نہاں خانہ دل میں محفوظ رکھا سیّد المرسلین ﷺ کے یارِ غار صدیق اکبر کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا تھیں۔ حضرت اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا (بن ابوقحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ بن کعب بن لوی القرشی) کا شمار نہایت بلند رتبہ صحابیات میں ہوتا ہے۔ والدہ کا نام قتیلہ بنتِ عبدالعزّیٰ تھا۔ نانا عبدالعزّیٰ قریش کے نامور رئیس تھے۔ امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت اسماء کی سوتیلی بہن تھیں اور عمر میں ان سے چھوٹی تھیں، حضرت عبداللہ بن ابی بکر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہجرت نبوی سے ستائیس سال قبل مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئیں۔ والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روزِ اوّل ہی سے نہایت اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ اوصاف کے حامل تھے ظاہر

ہے ایسے پاکباز اور فرشتہ سیرت باپ کے زیر سایہ ان کی تربیت کیسی ہوئی ہوگی۔

قبول اسلام کے لحاظ سے بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو امتیازی خصوصیت حاصل ہے۔ وہ اوائل بعثت میں اس وقت سعادت اندوز اسلام ہوئیں جب صرف سترہ نفوس قدسی مخفی طور پر ایمان لائے تھے۔ اس طرح سابقون الاوّلون کی صف میں ان کا نمبر اٹھارواں ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ہوا جو اصحاب مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور امّ المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھتیجے تھے۔

چوتھے سال بعثت کے اوائل میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ تبلیغ حق کا آغاز فرمایا تو مشرکین قریش کے قہر وغضب کا آتش فشاں پوری قوت سے پھٹ پڑا اور انھوں نے پرستارانِ حق پر ایسے دلدوز مظالم ڈھانے شروع کر دیے کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ گئی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایسے کئی مظالم اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ مسند ابویعلی میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے ہاتھوں جو تکالیف پہنچیں آپ نے ان میں سے کون سی تکلیف زیادہ سخت محسوس دیکھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ: ''ایک دن بہت سے مشرکین مسجد حرام میں بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنے دل کی بھڑاس نکال رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ محمد نے ہمارے معبودوں کو یہ اور یہ کہا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے۔ تمام مشرکین حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھپٹ پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک ان کے شوروغوغا کی آواز پہنچی۔ اس وقت وہ گھر میں ہمارے پاس بیٹھے تھے۔ کسی نے آکر بتایا کہ قریش محمد کے قتل پر آمادہ ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد حرام کی طرف بھاگ کر گئے۔ اس وقت ان کے سر پر چار زلفیں تھیں اور وہ کفار سے کہہ رہے تھے، تمھارا ناس جائے کیا تم اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمھارے پاس اپنے رب کی جانب سے واضح دلائل لے کر آیا ہے، مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے، اتنا زدوکوب کیا کہ وہ بے ہوش ہوگئے۔ جب انھیں اٹھا کر گھر لائے تو زخموں کی وجہ سے ان کی یہ حالت تھی کہ ہم سر کی جس مینڈھی کو ہاتھ لگاتے تھے بال جھڑ جاتے تھے اور حضرت ابوبکر کہہ رہے تھے: تَبَارَكْتَ يَا ذَالجَلاَلِ وَالْإِكْرَام۔'' اپنے آقا مولا، شفیق والد گرامی اور دوسرے اہل حق پر ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹتے دیکھ کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے دل پر جو گزرتی ہوگی اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں، تاہم وہ نہایت صبر واستقامت کے ساتھ یہ روحانی کلفت سہتی رہیں تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ سفر ہجرت میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پدرِ گرامی کو ''رفاقتِ خیر البشر'' کا مہتم بالشان شرف حاصل تھا۔ شب ہجرت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بستر مبارک پر اپنے جاں نثار ابن عم حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سلایا اور خود سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیات پڑھتے ہوئے دشمنوں کے درمیان سے گزر کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے۔ مشرکین کو اللہ تعالیٰ نے ایسا غافل کیا

کہ انھیں خبر ہی نہ ہوئی کہ حضور ﷺ کب اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لے گئے۔حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مل کر فوراً سامان سفر درست کیا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دو تین دن کا کھانا تیار کر رکھا تھا۔اسے ایک تھیلے میں ڈالا اور ایک مشکیزے میں پانی ڈالا۔اتفاق سے تھیلے اور مشکیزے کا منہ باندھنے کے لیے گھر میں کوئی رسّی موجود نہیں تھی اور وقت کا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فوراً اپنا کمر بند (نطاق) کھول کر اس کے دو ٹکڑے کیے۔ایک سے کھانے کے تھیلے کا منہ باندھا اور دوسرے سے مشکیزے کا۔رحمت عالم ﷺ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی اس خدمت سے بہت خوش ہوئے اور انھیں ''ذات النطاقین'' کا لقب عطا فرمایا۔

بعض روایتوں میں اس واقعے کو ایک دوسری صورت میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ کہ شب ہجرت میں حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیّت میں مکے سے نکل کر غارِثور میں نزول اجلال فرمایا۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس راز سے آگاہ تھیں۔وہ روزانہ رات کو اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن ابی بکر کے ساتھ خفیہ طور پر غارِثور میں تشریف لے جاتیں اور حضور ﷺ اور اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تازہ کھانا کھلا کر واپس آتیں۔تیسری رات کے آخری حصے میں عبداللہ بن اریقط جسے رہنمائی کے لیے مقرر کیا گیا تھا حسبِ ہدایت دو اونٹنیاں لے کر غارِثور پہنچ گیا، اسی وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی ایک تھیلی میں کھانا ڈال کر آ پہنچیں۔جلدی میں گھر سے چلتے وقت اس کو باندھنے کے لیے کوئی چیز ساتھ لانے کا خیال نہ رہا۔چنانچہ انھوں نے اپنا نطاق (وہ رومال یا کپڑا جو عورتیں اس زمانے میں قمیص کے اوپر کمر پر لپیٹتی تھیں) کھول کر اسے پھاڑا۔ایک حصے سے زادِراہ کے تھیلے کا منہ باندھ کر ایک اونٹنی کے کجاوے کے ساتھ لٹکا دیا اور دوسرا حصہ اپنی کمر کے ساتھ لپیٹ لیا۔اسی لیے انھیں ذات النِطاقین کہا جاتا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا اپنا بیان یہ ہے کہ جب توشہ دان کو باندھنے کے لیے اور کوئی چیز نہ ملی تو میرے والد نے مجھے اپنا نِطاق پھاڑنے کا حکم دیا۔اسی وجہ سے میرا نام ذات النِطاقین رکھا گیا۔بعض روایتوں میں ان کا لقب ذات النطاق بھی بیان کیا گیا ہے۔صحیح بخاری باب الہجرہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے نطاق کا ایک ٹکڑا پھاڑا اور اس کو تھیلی کے منہ پر لپیٹا اسی لیے ان کا نام ''ذات النطاق'' پڑ گیا۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، ابن زبیر کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ان کی ماں ذات النطاق ہیں۔ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ''ذات النِطاقین'' بھی کہتے تھے اور ''ذات النِطاق'' بھی۔

واقعہ کی صورت خواہ کچھ بھی ہو، اس خدمت کی بدولت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو بارگاہِ رسالت سے جو لقب مرحمت ہوا وہ آج چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود زندہ ہے اور تا ابد زندہ رہ کر ان کے عزّ وشرف پر مہر تصدیق ثبت کرتا رہے گا۔

شبِ ہجرت کی صبح کو وہ واقعہ پیش آیا جس کا ذکر اوپر آیا ہے۔جب ابوجہل بکتا جھکتا چلا گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے نابینا والد ابوقحافہ (جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر بولے۔ ''بیٹی! ابوبکر نے تمھیں دوہری مصیبت میں ڈالا ہے خود بھی چلا گیا اور سارا مال بھی ساتھ لے گیا۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واقعی گھر میں رکھا ہوا سارا روپیہ ساتھ لے گئے تھے، لیکن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ضعیف العمر اور نابینا دادا کا دل توڑنا مناسب نہ سمجھا اور جواب دیا: ''نہیں دادا جان انھوں نے خیر کثیر ہمارے لیے چھوڑی ہے۔''

پھر انھوں نے ایک تھیلے میں کچھ پتھر ڈالے اور اور اس گڑھے یا طاق میں رکھ دیے جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا مال رکھا کرتے تھے۔ اس کے بعد وہ ابوقُحافہ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں لے گئیں اور کہا: ''دادا جان، آپ ہاتھ لگا کر دیکھ لیں یہ کیا رکھا ہے۔'' ابوقحافہ نے اس کپڑے کی پوٹلی پر ہاتھ رکھا تو مطمئن ہو گئے اور بولے: ''ابوبکر نے اچھا کیا تمھارے لیے کافی انتظام کر گیا۔''

ہجرت کے بعد رحمتِ عالم ﷺ نے چند دن قبا میں قیام فرمایا اور پھر مدینہ منورہ کو اپنے قدومِ میمنت لزوم سے مشرّف فرمایا۔ چند ماہ بعد حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو مکے بھیجا کہ وہ آپ ﷺ کے اہل خانہ اور متعلقین کو مدینہ لے آئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے ساتھ عبداللہ بن اریقط کو اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام خط دے کر بھیجا کہ وہ بھی اپنی والدہ (امّ رومان رضی اللہ عنہا) اور بہنوں کو مدینہ لے آئیں۔ چنانچہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ امّ المؤمنین حضرت سودہ، حضرت فاطمہ الزہراء، حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہن اور حضرت امّ ایمن (زوجہ حضرت زید رضی اللہ عنہ) اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لے آئے اور حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ حضرت امّ رومان رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو لے کر مدینہ منورہ پہنچے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے چند دن بعد اپنے شوہر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور خوشدامن حضرت صفیّہ بنتِ عبدالمّطلب کے ساتھ ہجرت کی اور قُبا میں قیام کیا لیکن جمہور اربابِ سیر نے پہلی روایت کو ترجیح دی ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت نبوی ﷺ سے کچھ عرصہ پہلے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ایک تجارتی قافلے کے ہمراہ شام گئے تھے۔ حضور ﷺ کے سفر ہجرت کے دوران وہ شام سے پلٹ رہے تھے۔ راستے میں کسی جگہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ انھوں نے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (اپنے خسر) کی خدمت میں کچھ سفید کپڑے تحفۃً پیش کیے اور آپ یہی کپڑے زیبِ تن فرما کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ مکہ واپس پہنچ کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی تیاری کی اور اپنی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آ گئے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے قباء میں مستقل اقامت اختیار کی اور وہیں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو بھی (خاص مدینہ منورہ شہر سے) بلا لیا۔ ہجرت کے بعد اتفاق سے عرصہ تک کسی مہاجر کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ اس پر یہود

مدینہ نے مشہور کر دیا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اور ان کا سلسلہ نسل منقطع کر دیا ہے۔ یہی دن تھے کہ سنہ 1 ہجری میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ گویا ہجرت کے بعد وہ مسلمانوں کے مولودِ اوّل تھے۔ مسلمانوں کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت پر بے حد مسرت ہوئی اور انھوں نے فرط انبساط میں اس زور سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے کہ دشت وجبل گونج اٹھے۔ یہودی سخت شرمندہ ہوئے کیونکہ ان کے چل تلبیس کا پردہ چاک ہو گیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (بچے) حضرت عبداللہ کو گود میں لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو اپنی آغوش مبارک میں لے لیا۔ ایک کھجور اپنے دہن مبارک میں ڈال کر چبائی اور پھر اسے اپنے لعابِ دہن کے ساتھ ملا کر ننھے عبداللہ کے منہ میں ڈالا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کے لیے دعائے خیر وبرکت مانگی۔ امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے انھی بھانجے کے نام پر اپنی کنیت ''امّ عبداللہ'' رکھی تھی۔

مدینہ منورہ (قباء) میں اقامت گزین ہونے کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے پہلے چند سال بڑی تنگی ترشی سے بسر کیے۔ اس زمانے میں ان کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بہت مفلس اور تنگدست تھے اور ان کی ساری متاع لے دے کے ایک گھوڑے اور ایک اونٹ پر مشتمل تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں نخلستان بنی نضیر میں کچھ زمین بطور جاگیر عطا فرمائی تھی چنانچہ شروع شروع میں وہ اس کی کاشت کر کے اپنی معاش کا سامان پیدا کرتے تھے۔ یہ زمین مدینہ منورہ سے تین فرسخ دور تھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا روزانہ وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں جمع کر کے لاتیں، انھیں کوٹ کوٹ کر اونٹ کو کھلاتیں، گھوڑے کے لیے گھاس مہیا کرتیں، پانی بھرتیں، مشک پھٹ جاتی تو اس کو سیتیں۔ ان کاموں کے علاوہ گھر کا دوسرا سب کام بھی خود انجام دیتی تھیں۔ روٹی اچھی طرح پکا سکتی تھیں۔ پڑوس میں چند انصاری خواتین تھیں، وہ ازراہِ محبت واخلاص ان کی روٹیاں پکا دیتیں تھیں۔ صحیح بخاری میں خود حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''زبیر نے مجھ سے نکاح کیا، اس وقت ان کے پاس نہ تو زمین تھی نہ غلام، نہ کچھ اور سوائے ایک اونٹ اور ایک گھوڑے کے۔ میں ان کے گھوڑے کو دانہ کھلاتی تھی، پانی بھرتی تھی، ڈول سیتی تھی، آٹا گوندھتی تھی۔ انصار کی کچھ عورتیں جو میری ہمسایہ تھیں، روٹی پکا دیتی تھیں، وہ عورتیں مخلص تھیں، میں زبیر کی زمین سے جو انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی، سر پر گٹھلیاں رکھ کر لاتی تھی۔ یہ زمین میرے گھر سے تین فرسخ کی مسافت پر تھی۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اور طبرانی نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی تنگدستی کے زمانے کا ایک دلچسپ واقعہ بھی بیان کیا ہے جو خود حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی زبانی مذکور ہے۔ وہ کہتی ہیں ''ایک مرتبہ میں اس زمین میں تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی، یہ بنونضیر کی زمین کہلاتی تھی۔ ایک دن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہیں باہر گئے۔ ہمارا ایک یہودی پڑوسی تھا، اس نے ایک بکری ذبح کی اور بھونی۔ اس کی خوشبو میری

ناک تک پہنچی تو مجھے ایسی سخت اشتہا پیدا ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ ان دنوں میری بیٹی خدیجہ پیدا ہونے والی تھی، مجھ سے صبر نہ ہو سکا، میں یہودی عورت کے پاس آگ لینے گئی اس ارادہ سے کہ شاید وہ مجھ سے کھانے کی بات پوچھے ورنہ مجھے آگ کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ وہاں پہنچ کر خوشبو سے میری اشتہا میں اور اضافہ ہو گیا لیکن یہودیہ نے مجھ سے کھانے کی بات ہی نہ کی۔ میں آگ لے کر اپنے گھر آ گئی اور کچھ دیر بعد پھر یہودیہ کے گھر گئی پھر بھی اس نے کھانے کی بات نہ کی۔ تیسری مرتبہ پھر میں نے اس کے گھر پھیرا ڈالا لیکن کسی نے بات نہ پوچھی۔ اب میں اپنے گھر میں بیٹھ کر رونے لگی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی میری اشتہا کا سامان مہیا کر دے۔ اتنے میں یہودیہ کا شوہر اپنے گھر آیا اور آتے ہی پوچھا، کیا تمھارے پاس کوئی آیا تھا؟ یہودیہ نے کہا، ہاں پڑوس کی عرب عورت آئی تھی۔ یہودی نے کہا: جب تک اس گوشت میں سے تو اس کے پاس کچھ نہ بھیجے گی میں ہرگز اس کو نہ کھاؤں گا۔ (کیونکہ اس کو ڈر تھا کہیں کھانے کو نظر نہ لگ گئی ہو) چنانچہ اس نے میرے پاس گوشت کا ایک پیالہ بھیج دیا۔ (اس زمانے میں) میرے لیے اس جگہ اس سے زیادہ پسندیدہ اور عجیب کوئی کھانا نہ تھا۔''

یہ روایت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی صاف گوئی پر دلالت کرتی ہے۔ اس میں انھوں نے اپنی عسرت اور ایک بشری کمزوری کا حال صاف صاف بیان کر دیا ہے۔ اسی زمانے میں ایک دن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کھجور کی گٹھلیوں کا گٹھا سر پر لادے چلی آ رہی تھیں کہ راستے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اصحاب کے ہمراہ مل گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور چاہا کہ اسماء رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہو جائیں لیکن حضرت اسماء شرم کی وجہ سے اونٹ پر نہ بیٹھیں اور گھر پہنچ کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ انھوں نے کہا: ''سبحان اللہ سر پر بوجھ لادنے سے شرم نہیں آئی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ پر بیٹھنے میں شرم مانع ہوئی۔''

کچھ عرصہ بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک غلام عطا کیا جس نے گھوڑے اور اونٹ کی نگہداشت سنبھال لی اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی مصیبت کچھ کم ہوئی۔ شروع شروع میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا افلاس کی وجہ سے ہر چیز ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں۔ سرکارِ دو عالم کو معلوم ہوا تو آپ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اسماء ناپ تول کر مت خرچ کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی نپی تلی روزی دے گا۔''

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو جزِ جان بنا لیا اور کھلے دل سے خرچ کرنے لگیں۔ خدا کی قدرت اسی وقت سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی آمدنی بڑھنے لگی اور تھوڑی سی مدت میں ان کے گھر میں دولت کی ریل پیل ہو گئی۔ آسودہ حالی کے بعد بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنی سادہ وضع نہ ترک کی ہمیشہ روکھی سوکھی روٹی سے شکم پری کرتیں اور موٹا جھوٹا کپڑا پہنتیں، البتہ اپنی دولت کو خیر خیرات کے کاموں میں بے دریغ خرچ کرتیں تھیں۔ جب کبھی بیمار ہوتیں تمام غلاموں

کو آزاد کر دیتیں۔ اپنے بچوں کو ہمیشہ ہدایت کرتی تھیں کہ مال جمع کرنے کے لیے نہیں ہوتا بلکہ حاجت مندوں کی امداد کے لیے ہوتا ہے۔ اگر تم بخل کرو گے تو اللہ بھی تمھیں اپنے فضل و کرم سے محروم رکھے گا، ہاں جو صدقہ کرو گے اور راہِ خدا میں خرچ کرو گے وہ تمھارے کام آئے گا اس ذخیرہ کے ضائع ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنی سادہ اور درویشانہ وضع آخری دم تک برقرار رکھی۔ علامہ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ ان کی زندگی کے آخری دور میں ان کے صاحبزادے منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ عراق کی فتح کے بعد لڑائی کے میدان سے واپس آئے تو ان کے مالِ غنیمت کے حصے میں کچھ قیمتی زنانہ کپڑے بھی تھے۔ انھیں لے کر اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ کپڑے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ''بیٹا مجھے تو موٹا کپڑا پسند ہے۔'' چنانچہ منذر رضی اللہ عنہ ان کے لیے موٹے کپڑے لائے جو انھوں نے خوشی سے قبول کر لیے۔ اور فرمایا: ''بیٹا مجھے ایسے ہی کپڑے پہنایا کرو۔'' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنی ماں سے بڑھ کر کسی کو فیاض نہیں دیکھا۔ ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ عائشہ اور والدہ اسماء رضی اللہ عنہما سے زیادہ سخی اور کریم النفس کسی کو نہیں دیکھا۔ فرق یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ذرا جوڑ جوڑ کر جمع کرتی تھیں اور جب کچھ رقم جمع ہو جاتی تو سب کی سب راہِ خدا میں لٹا دیتی تھیں اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جو کچھ پاتی تھیں اسی وقت تقسیم کر دیتی تھیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ترکے میں ایک جائداد پائی تھی۔ اس کو انھوں نے ایک لاکھ درہم پر فروخت کر دیا اور ساری رقم قاسم بن محمد اور ابن ابی عتیق کو (جو ان کے قرابت دار تھے) دے دی کیونکہ وہ حاجت مند تھے۔ (یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کا ہے)۔

باوجود کشادہ دستی اور فیاضی کے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے گھر بار کی حفاظت انتہائی دیانتداری سے کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری میں ایک سوداگر آیا اور ان کے دروازے پر کھڑے ہو کر التجا کی کہ اپنے گھر کی دیوار کے سائے میں مجھے سودا بیچنے کی اجازت دیجیے۔ بولیں: ''اگر میں اجازت دے دوں اور زبیر انکار کریں تو بڑی مشکل بن جائے گی۔ تم زبیر کی موجودگی میں آ کر اجازت طلب کرنا۔''

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے تو سوداگر پھر آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر درخواست کی: ''امّ عبداللہ! میں مسکین آدمی ہوں، آپ کی دیوار کے سائے میں کچھ سودا بیچنا چاہتا ہوں، اجازت مرحمت فرمائیں۔'' بولیں: ''میرے گھر کے سوا تمھیں مدینہ میں کوئی اور گھر نہ ملا؟'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تمھارا کیا بگڑتا ہے جو ایک مسکین کو بیع اور شراء سے روکتی ہو۔'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فوراً اجازت دے دی کیونکہ ان کا دلی منشاء بھی یہی تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا دستِ سخاوت بے حد کشادہ تھا لیکن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں ذرا سختی تھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سے پوچھا: ''یا رسول اللہ! کیا میں شوہر کے مال سے ان کی اجازت کے بغیر یتیموں اور مسکینوں کو کچھ دے سکتی ہوں؟''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں دے سکتی ہو۔'' ایک مرتبہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ مال صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ تمام صحابہ کرام نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ارشادِ نبوی کی تعمیل کی۔ صحابیات نے اپنے زیور تک اتار کر دے دیے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس ایک لونڈی تھی، انھوں نے اسے فروخت کر دیا اور پیسہ لے کر بیٹھ گئیں۔ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے تو انھوں نے حضرت اسماء سے روپیہ مانگا۔ انھوں نے فرمایا: ''میں نے صدقہ کر دیا ہے۔'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ خاموش ہوگئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے وہ بھی طالب تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نہایت راسخ العقیدہ مسلمان تھیں لیکن ان کی والدہ قُتیلہ بنتِ عبدالعزیٰ شرف اسلام سے بہرہ یاب نہ ہوئیں۔ اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو ہجرت سے پہلے طلاق دے دی تھی۔ (ایک روایت کے مطابق طلاق کے بعد انھوں نے کسی دوسرے شخص سے شادی کر لی تھی) صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دفعہ قُتیلہ مدینہ منورہ آئیں اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے کچھ روپے مانگے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ان کی مدد کرنا چاہتی تھیں لیکن ان کے شرک کی وجہ سے روپے دینے میں متامّل ہوئیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ''یا رسول اللہ! میری والدہ مشرک ہیں اور وہ مجھ سے روپے مانگتی ہیں، کیا میں ان کی مدد کر سکتی ہوں اور ان کے سوال کو پورا کر سکتی ہوں؟''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''ہاں'' (یعنی اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو) ایک اور روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ صلہ رحمی سے نہیں روکتا۔''

طبقات ابن سعد اور مسندِ احمد بن حنبل میں ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ قتیلہ ان کے لیے کچھ تحائف لے کر ملنے آئیں، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی غیرت دینی نے گوارا نہ کیا کہ اپنی مشرک ماں کے تحائف قبول کریں یا انھیں اپنے مکان میں ٹھہرائیں۔ چنانچہ انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی معرفت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اس موقع پر میرے لیے کیا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے تحائف قبول کرلو اور ان کو اپنے گھر میں مہمان رکھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت ملنے پر انھوں نے اپنی والدہ کو اپنے مکان میں ٹھہرنے کی اجازت دے دی اور ان کے تحفے قبول کر لیے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کمال درجے کی عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ کثرت عبادت کی وجہ سے ان کے تقدّس کا عام شہرہ ہو گیا تھا اور طرح طرح کے مریض ان کے پاس دعائے خیر کرانے آتے تھے۔ اگر کوئی بخار کا مریض آتا تو اس کے لیے دعا کرتیں اور پھر اس کے سینے پر پانی چھڑکتیں، اللہ تعالیٰ اسے شفا دے دیتا۔ فرمایا کرتی تھیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بخار نارِ جہنم کی گرمی ہے۔ اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔''

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جبّہ امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تحویل میں تھا۔ جب ان کی وفات کا وقت

قریب آیا تو انھوں نے یہ جبّہ مبارک حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا۔ انھوں نے اسے سر آنکھوں پر رکھا اور جب تک زندہ رہیں اسے اپنی جان کے ساتھ رکھا۔ اگر کبھی گھر میں کوئی علیل ہو جاتا تو اس جبّہ مبارک کو دھو کر اس کا پانی مریض کو پلا دیتی تھیں۔ اس کی برکت سے مریض کو شفا ہو جاتی تھی۔ خود حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو کبھی دردِ سر ہوتا تو اپنے سر کو ہاتھ میں پکڑ کر کہتیں۔ ''الٰہی اگرچہ میں بہت خطا کار ہوں لیکن تیری رحمت اور فضل بے پایاں ہے۔'' اللہ تعالیٰ انھیں آرام دے دیتا۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسوف کی نماز پڑھا رہے تھے۔ متعدد صحابیات جن میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں، آپ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو کئی گھنٹے طول دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی طبیعت کچھ کمزور تھی، تھک کر چور چور ہو گئیں لیکن بڑے استقلال سے کھڑی رہیں۔ جب نماز ختم ہوئی تو غش کھا کر گر پڑیں۔ چہرے اور سر پر پانی چھڑکا گیا تو ہوش میں آئیں۔ صحیح بخاری میں خود حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''ایک دفعہ سورج کو گرہن لگا تو میں عائشہ رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گئی۔ وہاں دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور عائشہ بھی نماز میں مشغول تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا: لوگوں کو کیا ہوا؟ انھوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا، سبحان اللہ۔ میں نے پوچھا: کیا یہ خدائی نشانی ہے؟ انھوں نے اشارے سے اثبات میں جواب دیا۔ چنانچہ میں بھی نماز کے لیے کھڑی ہو گئی۔ (نماز اتنی طویل ہوئی کہ تھکاوٹ کے مارے) مجھے غش آ گیا اور بعد میں میں نے اپنے سر پر پانی ڈالا۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ''میں نے ابھی جو کچھ بھی دیکھا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ دوزخ اور جنّت بھی میرے مشاہدے میں آئے۔ مجھے بتایا گیا کہ تم لوگ قبروں میں آزمائش میں ڈالے جاؤ گے جیسا کہ فتنہ دجّال کے موقعے پر تمھاری آزمائش ہوگی۔ فرشتے تم میں سے ہر ایک کی طرف آئیں گے اور (میری صورت دکھا کر) پوچھیں گے، کیا تم ان کو جانتے ہو؟ مومن جواب دے گا۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہماری طرف واضح حق اور ہدایت کے ساتھ آئے۔ ہم ان پر ایمان لائے اور ان کی متابعت کی۔ پس فرشتے ان سے کہیں گے تم اب چین کی نیند سو جاؤ کیونکہ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم مومن ہو۔ اس کے برعکس ایک منافق یا شک رکھنے والا آدمی جواب دے گا کہ مجھے نہیں معلوم لیکن میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا اور میں نے بھی (ان کے دیکھا دیکھی) اسی طرح کہہ دیا (پس وہ فرشتوں کے عتاب کی زد میں آ جائے گا۔)''

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں کئی حج کیے۔ صحیحین میں ہے کہ انھوں نے پہلا حج سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا اور اس کی ذرا ذرا تفصیل ان کو یاد تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک دفعہ حج کے لیے گئیں اور مزدلفہ میں ٹھہریں تو رات کو نماز پڑھی۔ چاند ڈوبنے کے بعد رمی کے لیے گئیں اور پھر صبح کی نماز پڑھی۔ غلام نے جو ساتھ تھا کہا آپ نے بڑی جلدی کی ہے، فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ نشینوں کو اس کی اجازت دی ہے، جب حجون سے گزرتیں تو فرماتیں کہ ہم

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہاں ٹھہرے تھے۔ اس وقت ہمارے پاس بہت کم سامان تھا، ہم نے اور عائشہ اور زبیر نے عمرہ کیا تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بہت نڈر اور شجاع تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد وہ اپنے شوہر اور فرزند کے ساتھ شام کے میدانِ جہاد میں تشریف لے گئیں اور کئی دوسری خواتین کے طرح یرموک کی ہولناک لڑائی میں جنگی خدمات انجام دیں۔

حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے دور امارت میں مدینہ منورہ میں بہت بدامنی پھیل گئی اور کثرت سے چوریاں ہونے لگیں۔ اس زمانے میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے سرہانے خنجر رکھ کر سویا کرتی تھیں۔ لوگوں نے پوچھا، آپ ایسا کیوں کرتی ہیں تو جواب دیا، اگر کوئی چور یا ڈاکو میرے گھر آئے گا تو اس خنجر سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بڑا قوی حافظہ عطا کیا تھا اور وہ کبھی کبھی اپنے بچپن اور جوانی کے واقعات بڑی صحت کے ساتھ بیان کیا کرتی تھیں۔ ''واقعہ فیل'' تاریخ کا مشہور واقعہ ہے اور اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ اس واقعہ میں یمن کے حبشی ابرہہ نے ایک جرار لشکر کے ساتھ مکہ معظّمہ پر فوج کشی کی تھی۔ اس کے لشکر میں ''محمود'' نامی ایک دیوپیکر ہاتھی اور چند دوسرے (سات آٹھ یا بروایتے بارہ) ہاتھی بھی شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس لشکر پر خاص قسم کے پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیے جو ''اصحاب الفیل'' پر کنکریاں برسانے لگے اور آن کی آن میں ان کو کھائے ہوئے بھوسے (عصف مأکول) کی مانند کر کے رکھ دیا۔ خدا کی قدرت سے اس لشکر میں سے دو فیل بان (ایک مہاوت اور ایک چرکٹا یعنی ہاتھی کے لیے چارہ لانے والا) کسی طرح بچ گئے لیکن ان کی زندگی موت سے بھی بدتر تھی کیونکہ وہ اندھے اور لُنجے ہو گئے تھے۔ قیاس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں نشان عبرت بنانے کے لیے زندہ چھوڑ دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ان دونوں لُنجے فیل بانوں کو اساف اور نائلہ (بتوں) کے پاس بیٹھے دیکھا ہے کہ بھیک مانگا کرتے تھے۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی زید بن عمرو بن نفیل العدوی القرشی ان مستقیم الفطرت انسانوں میں تھے جو کفر و شرک کے ظلمت کدہ (جاہلی عرب) میں توحید کے علمبردار تھے۔ انھیں حضور ﷺ کی بعثت سے قبل کسی نے بلادِ لخم میں قتل کر ڈالا تھا۔ ایک مرتبہ ان کی حضور ﷺ سے ملاقات بھی ہوئی تھی اور حضور ﷺ ان کے عقیدہ توحید اور محاسن اخلاق کے مدّاح تھے۔ حضرت سعید بن مُسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، زید کے فرزند سعید رضی اللہ عنہ (جو عشرہ مبشّرہ میں سے ہیں) کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا رسول اللہ! زید کے خیالات کا آپ کو علم ہے کیا ہم ان کے لیے دعائے مغفرت کریں۔''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ زید بن عمرو کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم کرے ان کی وفات دین ابراہیم پر ہوئی۔'' ایک اور روایت میں زید کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ وہ قیامت کے دن تنہا ایک

امت کی حیثیت سے اٹھیں گے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے لڑکپن میں زید کو دیکھا تھا اور ان کے محاسن اخلاق کا اچھی طرح مشاہدہ کیا تھا۔ صحیح بخاری میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا، کعبہ کی دیوار کا سہارا لیے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے: اے گروہِ قریش! واللہ! میرے سوا تم میں سے کوئی دینِ ابراہیم پر نہیں ہے۔ وہ مَوؤدہ کو جِلا لیتے تھے (یعنی زندہ رکھتے تھے) جب کوئی شخص اپنی لڑکی کو مارنا چاہتا تھا تو وہ کہتے تھے اسے مت قتل کرو میں اس کا بار اٹھاؤں گا، یہ کہہ کر لے جاتے تھے جب جوان ہو جاتی تھی اس کے باپ سے کہتے تھے کہ اگر تم چاہو تو اس کو لے جا سکتے ہو ورنہ میرے پاس رہنے دو۔ میں اس کے اخراجات برداشت کروں گا۔

طویل عرصہ کی ازدواجی زندگی کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ایک افسوسناک واقعہ رونما ہوا یعنی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے انھیں طلاق دے دی۔ مؤرخین نے طلاق کی مختلف وجوہات بیان کی ہیں لیکن اصل سبب اللہ ہی کو معلوم ہے۔ قیاسِ غالب یہ ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے درمیان بعض خانگی معاملات میں اختلاف کی وجہ سے کشیدگی پیدا ہوگئی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں کچھ درشتی تھی۔ ایک دن کسی بات پر غصہ میں آ گئے اور حضرت اسماء کو زدوکوب کرنا چاہا۔ ان کے بڑے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اتفاق سے گھر میں موجود تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان سے مدد چاہی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ کو دخل اندازی سے منع کیا اور کہا کہ اگر تم نے اپنی ماں کی حمایت کی تو اسے طلاق ہے۔ حضرت عبداللہ کو گوارا نہ ہوا کہ اپنی آنکھوں کے سامنے والدہ کو تشدّد کا شکار ہوتا دیکھیں، آگے بڑھے اور ان کا بازو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔ اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے درمیان ہمیشہ کے لیے علیحدگی ہوگئی اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا مستقل طور پر فرزند اکبر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے لگیں۔ وہ اپنی والدہ کے بے حد خدمت گزار تھے اور زندگی کی آخری سانس تک ان کے کفیل رہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بڑی فراخ حوصلہ اور نیک دل خاتون تھیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے علیحدگی کے بعد بھی وہ ہمیشہ انھیں عزت واحترام سے یاد کرتی تھیں اور ان کی خوبیوں کی مدح وتوصیف کیا کرتی تھیں۔ سنہ 36 ہجری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ''جنگِ جمل'' کا افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس جنگ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پرجوش حامیوں میں سے تھے لیکن جب لڑائی شروع ہونے سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد یاد دلایا تو وہ میدان جنگ سے کنارہ کش ہو کر پلٹ پڑے۔ واپسی کے سفر میں وادی سباع میں پہنچے اور بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہوئے تو ایک شخص عمرو بن جرموز نے انھیں شہید کر دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ان کی شہادت کی خبر سن کر سخت صدمہ پہنچا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ انھوں نے اس موقع پر یہ اشعار کہے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

ابن جرموز نے لڑائی کے دن ایک بلند ہمت شہسوار سے دغا کی جبکہ وہ نہتا اور بے سروسامان تھا۔ اے عمرو اگر تو

اپنے ارادے سے زبیر کو پہلے مطلع کر دیتا تو ان کو ایک نڈر اور بے خوف شخص پاتا۔ خدا تجھے غارت کرے تو نے ایک مسلمان کو (ناحق) قتل کیا۔ خدا کا عذاب تجھ پر ضرور نازل ہوگا۔

یہ اشعار درمنثور میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے منسوب کیے گئے ہیں لیکن علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ اشعار حضرت زبیر رضی اللہ عنہا کی ایک دوسری بیوی حضرت عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل نے کہے تھے جو شعروشاعری میں کافی درک رکھتی تھیں۔ اس کے برعکس حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے شعروشاعری میں درک رکھنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ بہرصورت اس بات پر سب اہل سیر کا اتفاق ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سخت غم واندوہ کا اظہار کیا۔

ابن ابی ملیکہ ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ میں سب سے پہلا شخص تھا جس نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش ان کے حوالے کیے جانے کی بشارت دی۔ انھوں نے مجھے حکم دیا کہ اسے غسل دو۔ لاش کا جوڑ جوڑ الگ ہو چکا تھا۔ ہم ایک ایک حصہ بدن کو غسل دے کر کفن میں لپیٹتے جاتے تھے۔ جب سارے اعضاء کا غسل ہو چکا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے لخت جگر کے لیے دعائے مغفرت کی پھر ہم نے جنازہ پڑھ کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو حجون میں سپردِ خاک کر دیا۔ اس سے پہلے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ الٰہی مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک میں اپنے فرزند کا جثہ کفنا دفنا کے مطمئن نہ ہو جاؤں۔ اس واقعہ کے سات دن (یا بعض روایتوں کے مطابق بیس دن یا سو دن) کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بھی پیکِ اجل کو لبیک کہا۔ وفات کے وقت ان کی عمر سو برس کے لگ بھگ تھی لیکن سارے دانت سلامت تھے اور ہوش وحواس بالکل درست تھے۔ قد دراز اور جسم فربہ تھا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اخیر عمر میں بصارت جاتی رہی تھی اس لیے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ شہادت بچشم خود نہیں دیکھا بلکہ کچھ ٹٹول ٹٹول کر یا پوچھ پوچھ کر ہر کیفیت سے آگاہ ہوتی تھیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں عطا کی تھیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ عبداللہ، عروہ، منذر، مہاجر اور عاصم رضی اللہ عنہم۔ خدیجۃ الکبریٰ، امّ الحسن اور عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ان میں سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عروہ رضی اللہ عنہ نے تاریخ میں لازوال شہرت حاصل کی۔

[**320**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنـا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ:

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری والدہ (کافرہ) قریش کے عہد میں (میری صلہ رحمی کی امید پر) میرے

(320) صحيح البخارى، كتاب الادب، باب صلة الوالد لمشرك، حديث: 5978۔ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، بـاب فضل النفقة والصدقة على الاقربين، حديث: 1003۔ سـنـن ابى داود، كتاب الزكاة، باب الصدقة على اهل الـذمة، حديث: 1668۔ الادب الـمـفـرد للبخارى: 25۔ مسـند احمد: 344/6۔ مسـنـد الشافعى: 187/2۔ مسند الطيالسى: 1643۔ مصنف عبدالرزاق: 9932۔ صحيح ابن حبان: 452۔

أَخْبَرَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَتْ: أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَصِلُهَا؟ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ سُفْيَانُ وَفِيهَا نَزَلَتْ ﴿لا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ﴾ [الممتحنة: 8] الْآيَةَ .

پاس آئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ سفیان نے کہا: اسی واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ''اللہ تعالیٰ تمھیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جو تم سے لڑتے نہیں ہیں۔''

**فائدہ** :...... اس حدیث میں کافر عزیز و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کا درس دیا گیا ہے، اسی طرح ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ایک ریشمی حلہ عطا فرمایا، انھوں نے وہ اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا جو کہ مکہ میں رہتا تھا۔ (صحیح البخاری: 5981) اس آیت میں ان کفار کا تذکرہ ہے جو کافر تو تھے لیکن غیر جانبدار بن کر رہے۔ مسلمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دیتے تھے، اس طرح کے لوگ مکہ کے اردگرد کے کچھ قبائل تھے، جیسے بنوخزاعہ اور بنو حارث وغیرہ، جو مسلمانوں کے حلیف تھے، یا کفار قریش کے مقابلے میں مسلمانوں سے ہمدردی رکھتے تھے۔

[**321**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ امْرَأَتَهُ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ تُحَدِّثُ عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يَنَلْ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ)) .

اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو نہ دیا جائے اسی کا خوب بڑھا کر اظہار کرنے والا تو وہ جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی مانند ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں جھوٹ کی ایک قسم کا بیان ہے کہ انسان ظاہری اعتبار سے وہ ظاہر کرے جو حقیقت میں اس کے پاس نہ ہو، یہ جھوٹ ہے اور کبیرہ گناہ ہے۔ یہ جھوٹ کی عام قسم ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

[**322**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: ثنا بِشْرٌ قَالَ: ثنا

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول

(321) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب المتشبع بما لم ینل وما ینهی من افتخار العزة، حدیث: 5219۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن التزویر فی اللباس وغیره، حدیث: 2130۔ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی المتشبع بما لم یعط، حدیث: 4997۔ سنن الکبریٰ للنسائی: 8872۔ مسند احمد: 345/6۔ صحیح ابن حبان: 5739۔ معجم الکبیر للطبرانی: 120/24۔ مسند الشهاب: 308۔ سنن الکبریٰ للبیهقی: 307/7.

(322) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب غسل الدم، حدیث: 227، 307۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب نجاسة الدم وکیفیة غسله، حدیث: 291۔ سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب المراة تغسل ⇦⇦

الْـحُـمَيْـدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَنَّـهُ سَـمِـعَ امْـرَأَتَـهُ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ تُحَدِّثُ أَ نَّهَـا سَـمِـعَـتْ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ تَـقُولُ: إِنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((حُتِّيـهِ ثُـمَّ اقْـرُصِيـهِ بِـالْمَاءِ ثُمَّ رُشِّيهِ بِالْمَاءِ وَصَلِّي فِيهِ)) .

اللہ ﷺ سے اس خونِ حیض کے متعلق سوال کیا جو کپڑے کے ساتھ لگ جائے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو خوب مل، پھر کھرچ، پانی ڈال کر، پھر اس پر پانی چھڑک اور اس میں نماز پڑھ۔

**فائدہ** : ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس کپڑے کو حیض کا خون لگا ہو، اس کو اچھی طرح تسلی سے دھونا چاہیے کیونکہ حیض کا خون ناپاک ہے۔

[323]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَ نَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْـمُـنْـذِرِ تَـقُولُ سَمِعْتُ أَسْمَاءَ تَقُولُ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ ابْـنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَأَمْرَقَ شَعْرُهَا ، وَإِنِّي زَوَّجْتُهَـا أَفَـأَصِـلُ فِيـهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ)) .

اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری بیٹی کو پھوڑے نکلے تو اس کے سر کے بال گر گئے، میں اس کی شادی کر رہی ہوں تو کیا غیر کے بال اس کے بالوں میں ملاؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پیوند لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت کی ہے۔

**فائدہ** : ...... اس حدیث میں وِگ (بناوٹی بال) لگوانے سے منع کیا گیا ہے۔ بعض لوگ اس شخص یا اس

⇦⇦ الحيض من الثوب، حديث: 138۔ سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب دم الحيض يصيب الثوب، حديث: 294۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب ماجاء فی دم الحيض يصيب الثوب، حديث: 629۔ مسند احمد :345/6۔ سنن الدارمی: 1021۔ مؤطا امام مالك، ص: 63۔ صحيح ابن خزيمه: 275۔ صحيح ابن حبان: 1396۔ مسند الشافعی: 24/1.

(323) صحيح البخاری، كتاب اللباس، باب الواصلة، حديث: 5941۔ صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة، حديث: 2122۔ سنن النسائی، كتاب الزينة، باب الواصلة، حديث: 5097۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب الواصلة والواشمة، حديث: 1988۔ مسند احمد: 345/6۔ مسند الشافعی: 187/2۔ مصنف عبدالرزاق: 5097۔ معجم الاوسط للطبرانی: 8688۔ معجم الكبير: 114/24۔ سنن الكبرٰی للبيهقی: 426/2.

عورت کے لیے گنجائش نکالتے ہیں جس کا مکمل سر گنجا ہو جائے، اور دلیل ازالہ عیب بتاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک راجح بات یہی ہے کہ اگر کسی کے سر کے مکمل بال ختم ہو جائیں تو وہ ازالہ عیب کے لیے مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر وِگ نہیں لگا سکتا: (1) احادیث میں باصراحت بالوں کے ساتھ بال جوڑنے (یعنی وِگ) سے منع کیا گیا ہے۔ (2) قطعی نص کی موجودگی میں قیاس سے مسئلہ اخذ کرنا محل نظر ہے۔ جب نص موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو مصنوعی بال (وِگ) لگانے سے منع کر دیا تھا، حالانکہ اس کے سر کے تمام بال گر گئے تھے، اب اس کی موجودگی میں اس حدیث پر قیاس کرنا جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو سونے کی ناک لگانے کی اجازت دی تھی، جب اس کی ناک جنگ میں کٹ گئی تھی محل نظر ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر آدمی کی ناک کٹ جائے تو نئی بناوٹی ناک لگوانا جائز ہے، کیونکہ اس کا جواز مل رہا ہے، اور اس سے منع نہیں کیا گیا، لیکن مصنوعی بال (وِگ) لگوانے کی ممانعت موجود ہے۔ اب وہ دلیل مطلوب ہے جس میں مصنوعی بال لگوانے کی اجازت ہو۔ (3) فیشن کی شرط لگانا بھی محل نظر ہے، کیونکہ اس کے لیے بھی نص صریح چاہیے۔ اگر کوئی کہے کہ وِگ فیشن کی وجہ سے لگانا حرام ہے اور فیشن کی غرض سے نہ ہو تو وِگ کا استعمال درست ہے، یہ فرق درست نہیں ہے، کیا یہ فرق قرآن وحدیث میں ہے؟ (اِذْ لَيْسَ فَلَيْسَ) (4) جب گنجے پن کو ختم کرنے کا علاج (پیوندکاری) موجود ہے جس کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے تو اِس علاج کی موجودگی میں حرام اور ممنوع فعل (وِگ لگانا) کو مباح قرار دینا درست نہیں ہے۔ (بالوں کا معاملہ از راقم الحروف، ص: 45۔ 51)

[**324**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ قَالَتْ: ((نَحَرْنَا فَرَسًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَكَلْنَاهُ)).

اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہم نے ایک گھوڑا ذبح کیا اور اس کو کھایا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے گھوڑے کی حلت ثابت ہوتی ہے، گھوڑا حلال ہے، کیونکہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: "نحرنا فرسا على عهد رسول الله ﷺ فأكلناه" ''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں گھوڑا ذبح کیا، پھر اس کو کھالیا۔'' (صحيح البخارى : 829/2، ح : 5519، صحيح مسلم : 150/2،

(324) صحيح البخارى، كتاب الذبائح والصيد، باب لحوم الخيل، حديث: 5519۔ صحيح مسلم، كتاب الصيد والذبائح، باب اباحة اكل لحم الخيل، حديث: 1942۔ سنن النسائى، كتاب الضحايا، باب نحر ما يذبح، حديث: 4425۔ سنن ابن ماجه، كتاب الذبائح، باب لحوم الخيل، حديث: 3190۔ مسنداحمد: 345/6۔ سنن الدارمى: 1998۔ مسند الشافعى: 172/2۔ مصنف عبدالرزاق: 8731۔ مصنف ابن ابى شيبة: 255/8، 256۔ صحيح ابن حبان: 5271.

ح : 1942) سنن نسائی [4426، وسنده صحيح] کی روایت میں ہے:"ونحن بالمدينة، فأكلناه "ہم اس وقت مدینہ میں تھے، پھر ہم نے اسے کھایا۔" حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ [701ء۔ 477ھ] یہ روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:"فهذه ادل وأقوى و أثبت، و إلى ذلك صار جمهور العلماء، مالك، والشافعي، و أحمد، و اصحابهم، و اكثر السلف والخلف" یہ حدیث زیادہ بہتر دلیل، زیادہ قوی اور زیادہ ثابت ہے، جمہور علمائے کرام، جیسے امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ اسی طرف گئے ہیں اور اکثر سلف و خلف کا یہی مذہب ہے۔[تفسیرابن کثیر : 34/ 4، بتحقیق عبدالرزاق المهدی] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:"إن رسول الله ﷺ نهى يوم خيبرعن لحوم الحمر الأهلية، وأذن فى لحوم الخيل" "بے شک رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت فرمائی۔"(صحيح البخاری : 829/2، ح : 5520، صحيح مسلم : 150/2، ح : 1941) علامہ سندھی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: "یہ حدیث گھوڑے کے گوشت کے حلال ہونے پر دلالت کرتی ہے، جمہور کا یہی مذہب ہے۔" [حاشية السندی علی سنن النسائی : 201/7] امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"رايت أصحاب المسجد، أصحاب ابن الزبير ياكلون الفرس والبرذون قال : و أخبرنی أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبدالله يقول : أكلنا زمن خيبر الخيل و حمير الوحش، و نهانا النبی ﷺ عن أكل الحمار." "میں نے اس مسجد والوں، یعنی (صحابی رسول) سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ عربی اور عجمی گھوڑا کھاتے تھے، نیز مجھے ابوالزبیر نے بتایا کہ انھوں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہم خیبر کے زمانے میں گھوڑے اور وحشی (جنگلی) گدھے کھاتے تھے، نبی اکرم ﷺ نے ہمیں گھریلو گدھوں کو کھانے سے منع فرمایا تھا۔" (مصنف عبدالرزاق : 8837، وسنده صحيح، صحيح مسلم : 150/ 2، ح : 1941) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑے کے گوشت کو کھانے کا فرمایا۔(المعجم الكبير للطبرانی : 1282، سنن الدارقطنی : 290/ 1، 1941، وسنده حسن) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو "قوی" کہا ہے۔[فتح الباری لابن حجر : 650/9] حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "اس کے سارے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں، سوائے محمد بن عبید المحاربی کے اور وہ ثقہ ہے۔" [مجمع الزاوائد : 47/5] اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:"كان لنا فرس على عهد رسول الله ﷺ، فارادت أن تموت، فذبحناها، فاكلناها" "رسول کریم ﷺ کے عہد مبارک میں ہمارا ایک گھوڑا تھا، وہ مرنے لگا تو ہم نے اسے ذبح کرلیا، پھر اس کو کھالیا۔" [سنن الدارقطنی : 289/4، ح : 3739،

وسنده حسن] اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:"ذبحنا فرسا على عهد رسول الله ﷺ فأكلنا نحن و أهل بيته" ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں گھوڑا ذبح کیا، پھر ہم نے بھی اسے کھایا اور آپ ﷺ کے اہل بیت نے بھی۔'' [سنن الدارقطني : 289/4، ح : 3741، حسن] امام ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :"نحر أصحاب عبدالله فرسا، فقسموه بينهم" سیدنا عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے شاگردوں نے گھوڑا ذبح کیا، پھر اسے آپس میں تقسیم کر لیا۔[مصنف ابن ابی شیبة : 256/8، وسنده صحيح] نیز فرماتے ہیں:"إن الأسود أكل لحم الفرس" ''امام اسود بن یزید تابعی رحمہ اللہ نے گھوڑے کا گوشت کھایا۔'' [مصنف ابن ابی شیبة : 256/8، وسنده صحيح] امام حکم بن عتیبہ بیان کرتے ہیں:"إن شريحا أكل لحم فرس" امام شریح رحمہ اللہ نے گھوڑے کا گوشت کھایا۔[مصنف ابن ابی شیبة : 256/8، وسنده صحيح] عبداللہ بن عون کہتے ہیں:"سالت محمد عن لحوم الخيل، فلم يربها بأسا" ''میں نے امام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ سے گھوڑوں کے گوشت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے اس میں کوئی حرج خیال نہیں کیا۔'' [مصنف ابن ابی شیبة : 25/8، وسنده صحيح] امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''گھوڑے کے گوشت کو کھانے میں کوئی حرج نہیں۔'' [مصنف ابن ابی شیبة : 257/8، وسندهٗ صحيح]

ان صحیح احادیث و آثار سے ثابت ہوا کہ گھوڑا حلال ہے۔ ان احادیث کے بارے میں : امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (238ـ 321ھ) کا ارشاد بھی سن لیں:"فذهب قوم إلى هذه الآثار، فأجازوا أكل لحوم الخيل، و ممن ذهب إلى ذٰلك أبو يوسف و محمد رحمهما الله، و احتجوا بذلك بتواتر الآثار فى ذلك و تظاهرها، ولو كان ذلك مأخوذا من طريق النظر لما كان بين الخيل الأهلية فرق، و لكن الآثار عن رسول الله ﷺ إذا صحت و تواترت أولى أن يقال بها من النظر، ولا سيما إذ قد أخبر جابر بن عبدالله رضي الله عنه فى حديث أن رسول الله ﷺ اباح لهم لحوم الخيل فى وقت منعه إياهم من لحوم الحمر الأهلية، فدل ذلك على اختلاف حكم لحومهما" ''ایک گروہ کا مذہب ان آثار کے مطابق ہے، لہٰذا انھوں نے گھوڑوں کے گوشت کو حلال قرار دیا ہے، ان لوگوں میں سے ابو یوسف اور محمد بن حسن الشیبانی رحمہما اللہ بھی ہیں، ان لوگوں نے ان آثار کے متواتر و متظاہر ہونے کی وجہ سے استدلال کیا ہے، اگر یہ معاملہ عقل و قیاس سے طے کیا گیا ہوتا تو گھریلو گھوڑوں اور گھریلو گدھوں میں کوئی فرق نہ ہوتا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی احادیث جب صحیح ثابت ہو جائیں اور تواتر کو پہنچ جائیں تو قیاس کرنے سے ان پر عمل کرنا اولیٰ ہے، خصوصاً جب سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث میں بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے گھوڑے کے گوشت کو اسی وقت حلال

قرار دیا تھا، جب آپ ﷺ نے گھریلو گدھے کے گوشت سے منع کیا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں کے گوشت میں فرق ہے۔'' [شرح معانی الآثار للطحاوی 210/4]

**الحاصل**: ......گھوڑا حلال ہے، کیونکہ اس کے حرام ہونے پر قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں، اس کے برعکس اس کی حلت پر قوی احادیث موجود ہیں۔

جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: ''گھوڑے کا کھانا جائز ہے، لیکن بہتر نہیں۔'' [بہشتی زیور از تھانوی: حصہ سوم، صفحہ نمبر 56، مسئلہ نمبر 2]

جناب مفتی کفایت اللہ دہلوی دیوبندی صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

**سوال**: ......کن جانوروں کا جوٹھا پانی پاک ہے؟

**جواب**: ......آدمی اور حلال جانوروں کا جوٹھا پانی پاک ہے، جیسے گائے، بکری، کبوتر، گھوڑا! [تعلیم الاسلام از کفایت اللہ: 36] (گھوڑا حلال ہے از شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ سے ماخوذ)

[**325**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنِ ابْنِ تَدْرُسَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾ [المسد: 1] أَقْبَلَتِ الْعَوْرَاءُ أُمُّ جَمِيلٍ بِنْتُ حَرْبٍ وَلَهَا وَلْوَلَةٌ وَفِي يَدِهَا فِهْرٌ وَهِيَ تَقُولُ: مُذَمَّمٌ أَبَيْنَا، وَدِينَهُ قَلَيْنَا، وَأَمْرَهُ عَصَيْنَا، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ قَرَأَ قُرْآنًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ فَلَمَّا رَآهَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ أَقْبَلَتْ وَأَنَا أَخَافُ أَنْ تَرَاكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا لَنْ تَرَانِي)) وَقَرَأَ قُرْآنًا اعْتَصَمَ بِهِ، كَمَا قَالَ وَقَرَأَ ﴿وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا

اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب سورت اللھب نازل ہوئی تو آنکھ سے کانی ام جمیل بنت حرب گھومتی پھرتی آئی۔ اس کے ہاتھ میں گول پتھر تھا: وہ کہتی جاتی کہ مذمم کا ہم نے انکار کیا اور اس کا دین ہم نے ناپسند کیا اور اس کے حکم کی نافرمانی کی۔ رسول اللہ ﷺ مسجد میں قرآن پڑھ رہے تھے، ان کے ساتھ ابوبکر بھی تھے، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو دیکھا تو کہا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ سامنے سے آ رہی ہے اور خوف ہے کہ آپ کو دیکھ لے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھے گی، پھر آپ ﷺ نے قرآن کے ذریعہ اپنے آپ کو بچایا اور یہ پڑھا: ﴿وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا﴾ ''اور جب تو

(325) حسن لغیره، مسندابی یعلٰی: 53- مستدرك للحاكم: 361/2- دلائل النبوة للبيهقى: 195/2، 196- غوامض الاسماء المبهة: 191/3.

يُـؤْمِـنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا﴾ [الإسراء: 45] فَأَقْبَلَتْ حَتَّى وَقَفَتْ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَلَمْ تَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا أَبَا بَكْرٍ إِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ صَاحِبَكَ هَجَانِي فَقَالَ: لَا وَرَبِّ هَذَا الْبَيْتِ مَا هَجَاكِ قَالَ: فَوَلَّتْ وَهِيَ تَقُولُ: قَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ أَنِّي بِنْتُ سَيِّدِهَا قَالَ فَقَالَ الْوَلِيدُ فِي حَدِيثِهِ أَوْ قَالَ غَيْرُهُ: تَعَثَّرَتْ أُمُّ جَمِيلٍ وَهِيَ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ: تَعِسَ مُذَمَّمٌ فَقَالَتْ أُمُّ حَكِيمِ ابْنَةُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: إِنِّي لَحَصَانٌ فَمَا أُكَلَّمُ ، وَثَقَافٌ فَمَا أُعَلَّمُ ، فَكِلْتَانَا مِنْ بَنِي الْعَمِّ قُرَيْشٍ بَعْدُ أَعْلَمُ .

قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر، پوشیدہ پردہ کر دیتے ہیں۔'' وہ عورت آئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کھڑی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو اس نے نہ دیکھا، اس نے کہا: اے ابوبکر! مجھے خبر ملی ہے کہ تیرے رفیق نے میری ہجو بیان کی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کعبہ کے رب کی قسم! انھوں نے تیری ہجو نہیں بیان کی، تو وہ لوٹ گئی اور کہتی جاتی تھی: قریش خوب جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں، ولید نے یا دوسرے راوی نے یہ بھی کہا ہے کہ ام جمیل اپنی چادر میں لپٹی ہوئی کعبہ کا طواف کر رہی تھی کہ اس کو ٹھوکر لگی تو اس نے کہا: ہلاک ہو مذمم۔ تو ام حکیم بنت عبدالمطلب نے کہا: میں پاکدامن ہوں پس مجھ سے کلام کون کرتا ہے اور میں دانشمند ہوں مجھے کون تعلیم دے گا، اور ہم ہر دو باہم چچا کی بیٹیاں ہیں اور قریش بعد ازاں خوب جانتے ہیں۔

**فائدہ**: ...... ابولہب کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا، یہ واحد کافر ہے جس کا قرآن کریم میں نام لے کر مذمت بیان کی گئی ہے۔ سورہ لہب کا شان نزول اس طرح سے ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سورہ شعراء کی آیت ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (اے نبی ﷺ! اپنے سب سے قریبی خاندان والوں کو ڈرا) اتری تو نبی کریم ﷺ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور آواز دی، اے بنی فہر! اے بنی عدی! اور قریش کے مختلف قبیلوں کے نام لے کر پکارا، یہاں تک کہ وہ جمع ہو گئے، اگر کوئی آدمی خود نہ آ سکا تو اس نے اپنی جگہ پر کسی اور کو بھیج دیا تاکہ دیکھے کہ کیا بات ہے۔ ابولہب اور قریش کے دوسرے لوگ بھی آ گئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بتاؤ، اگر میں تمھیں اطلاع دوں کہ وادی میں ایک لشکر تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے، تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ انھوں نے کہا: ہاں، ہم نے آپ ﷺ سے سچ کے علاوہ کبھی کوئی اور تجربہ نہیں کیا، (یعنی ہمیشہ آپ ﷺ کو سچا پایا ہے۔) آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں تمھیں ایک سخت عذاب کے آنے سے ڈرانے والا ہوں۔ ابولہب کہنے لگا: سارا دن تیرے لیے ہلاکت ہو، تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا ہے؟ تو اس موقع پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (صحيح البخاري: 4770)

[326]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ ، عَنِ ابْنِ تَدْرُسَ ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَ نَّهُمْ قَالُوا لَهَا: مَا أَشَدَّ مَا رَأَيْتِ الْمُشْرِكِينَ بَلَغُوا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ الْمُشْرِكُونَ قَعَدُوا فِي الْمَسْجِدِ يَتَذَاكَرُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا يَقُولُ فِي آلِهَتِهِمْ ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامُوا إِلَيْهِ ، وَكَانُوا إِذَا سَأَلُوا عَنْ شَيْءٍ صَدَقَهُمْ ، فَقَالُوا: أَلَسْتَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ: ((بَلَى)) فَتَشَبَّثُوا بِهِ بِأَجْمَعِهِمْ فَأَتَى الصَّرِيخُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقِيلَ لَهُ: أَدْرِكْ صَاحِبَكَ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِنَا ، وَإِنَّ لَهُ غَدَايِرَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَهُوَ يَقُولُ: وَيْلَكُمْ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ ، قَالَ: فَلَهَوْا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَقْبَلُوا عَلَى أَبِي بَكْرٍ فَرَجَعَ إِلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ فَجَعَلَ لَا يَمَسُّ شَيْئًا مِنْ غَدَايِرِهِ إِلَّا جَاءَ مَعَهُ وَهُوَ يَقُولُ: تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ .

اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگوں نے انھیں کہا: تو نے شدید امر جو دیکھا ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کو مشرکین کی طرف سے پہنچا ہو، وہ بیان کر، اور آپ ﷺ نے ان کے معبودوں کے متعلق جو بیان کیا ہے وہ بھی، تو انھوں نے کہا: مشرکین مسجد میں جمع ہو کر بیٹھے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا ایک دوسرے سے ذکر کیا اور یہ بھی کہ آپ ﷺ ان کے معبودوں کو کیا کیا کہتے ہیں؟ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی مسجد میں داخل ہوئے، جب وہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات پوچھتے تھے تو آپ ﷺ سچ بتا دیتے تھے، انھوں نے اٹھ کر آپ ﷺ سے پوچھا: کیا آپ نے یہ اور یہ نہیں کہا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اب تو وہ سب ہی ٹوٹ پڑے، ایک آواز دینے والا آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہا: اپنے رفیق کو پہنچ، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے نکل گئے، ابوبکر کے بالوں کے گیسو تھے وہ مسجد میں داخل ہوئے اور کہا: لوگو! تم اس آدمی کو کیوں قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اور تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر آیا ہے۔ راوی نے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ سے غافل ہو گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہو گئے، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور جب وہ اپنے بالوں کے گیسو چھوتے تو بال ساتھ ہی آ جاتے اور وہ کہتے: برکت والا ہے تو اے عزت اور اکرام والے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں کفار کی طرح سے مسلمانوں کو دی جانے والی بعض تکلیفوں کا ذکر ہے، اسلام کی خاطر تکالیف کو صبر وتحمل سے برداشت کرنا چاہیے، پریشانی نہیں لینی چاہیے، دل برداشتہ ہو کر مشن اسلام کو چھوڑ دینا بہت بڑا خسارا ہے۔

---

(326) حسن لغیرہ، مسندابی یعلٰی : 52 .

[327]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا: ((يَا أَسْمَاءُ لَا تُوكِي فَيُوكَا عَلَيْكِ)) .

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اسماء! رزق باندھ کر نہ رکھنا، پس تجھ پر باندھ دیا جائے گا۔

فائدہ: ......اس کنجوسی سے مراد ہے کہ رزق کو تالے میں رکھنا اور غریبوں پر خرچ نہ کرنا، یہ درست عمل نہیں ہے۔ جو انسان کنجوسی کرے گا، اس پر اللہ تعالیٰ بھی اپنی رحمت کے دروازے بند کر دے گا، لہٰذا سخاوت کی صفت کو اپنانا چاہیے، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ بھی انسان پر سخاوت کرتا ہے۔

[328]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَبُو الْمُحَيَّاةِ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَتَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ دَخَلَ الْحَجَّاجُ عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهَا: يَا أُمَّهْ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَوْصَانِي بِكِ، فَهَلْ لَكِ مِنْ حَاجَةٍ؟ قَالَتْ: مَالِي مِنْ حَاجَةٍ وَلَسْتُ لَكَ بِأُمٍّ وَلَكِنِّي أُمُّ الْمَصْلُوبِ عَلَى رَأْسِ الثَّنِيَّةِ وَلَكِنِ انْتَظِرْ أُحَدِّثْكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ مِنْ ثَقِيفٍ

جب حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تو وہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور انھیں کہا: اے ماں! امیر المؤمنین نے مجھے تیرے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے، تو کیا تیری کوئی ضرورت ہے؟ انھوں نے کہا: نہ تو میری کوئی ضرورت ہے اور نہ میں تیری ماں ہوں، مگر میں اس کی ماں ہوں جو مدینہ کی گھاٹی پر لٹکایا گیا ہے۔ سن! میں تیرے سامنے وہ حدیث بیان کرتی ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، بنو ثقیف میں سے ایک جھوٹا اور ایک ہلاک کرنے والا نکلے گا، جھوٹا تو ہم نے دیکھ لیا کہ مختار ثقفی ہے

(327) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الزکاة، باب فی الشح، حدیث: 1699۔ سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی السخاء، حدیث: 2960۔ سنن الکبریٰ للنسائی: 9148۔ مسند احمد: 344/6۔ مصنف عبدالرزاق: 16614۔ معجم الکبیر للطبرانی: 93/24۔ من طریق ابن ابی ملیکة عن اسماء۔ صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب الصدقة فیما استطاع، حدیث: 1434۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، حدیث: 1029۔ سنن النسائی، کتاب الزکاة، باب الاحصاء فی الصدقة، حدیث: 2552۔ من طریق ابن ابی ملیکة عن عباد بن عبداللّٰہ بن الزبیر عن اسماء، له طرق اخری عن اسماء، انظر المسند الجامع: 19/19۔ 22.

(328) صحیح، تاریخ الکبیر للبخاری: 416/8۔ اخبار مکة للفاکهی: 1674۔ معجم الکبیر للطبرانی: 101/13۔ طبقات المحدثین باصبهان لابی الشیخ: 3۔ حلیة الاولیاء: 333/1، 334۔ دلائل النبوة للبیهقی: 481/6، 482۔ من طریق ابی المحیاة یحییٰ بن یعلیٰ بن حرملة عن ابیه عن اسماء۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، حدیث: 2545۔ مستدرك للحاکم: 553/3۔ من طریق ابی نوفل بن ابی عقرب عن اسماء۔

كَـذَّابٌ وَمُبِيرٌ)) فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَقَدْ رَأَيْنَاهُ يَعْنِي الْمُخْتَارَ وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَأَنْتَ فَقَالَ الْحَجَّاجُ: مُبِيرٌ لِلْمُنَافِقِينَ .

اور ہلاک کرنے والا تو ہے، تو حجاج نے کہا: منافقوں کا خون بہانے والا ہوں۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بہادر اور نڈر خاتون تھیں۔اس حدیث سے حجاج بن یوسف کے سفاک ہونے کا واضح ثبوت بھی ملتا ہے۔حجاج بن یوسف کے ظلم کی داستان تفصیل طلب ہے۔اور رہا مختار ثقفی تو وہ ایک بدترین غدار تھا،اس نے حکومت کی خاطر خروج کیا تھا۔اور جھوٹا مدعی نبوت تھا۔

[329]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنا أَخُو الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ أَسْـمَـاءَ بِـنْـتَ أَبِي بَكْرٍ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَـا مَـعْشَـرَ الْـمُـؤْمِنَاتِ لَا تَرْفَعَنَّ امْرَأَةٌ مِـنْـكُـنَّ رَأْسَهَا قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهُ؛ مِنْ ضِيقِ ثِيَابِ الرِّجَالِ)) .

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مؤمن عورتوں کی جماعت! تم میں سے کوئی عورت امام کے سر اٹھانے سے پہلے اپنا سر نہ اٹھائے، مردوں کے لباس کی قلت کی وجہ سے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتیں مردوں کے پیچھے صفیں بنا کر نماز پڑھ سکتی ہیں،اور یہ تب ہے جب کسی فتنے کا ڈر نہ ہو۔رزق کی تنگی عبادت میں آڑے نہیں آنی چاہیے۔

## مُسْنَدُ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مَعِيطٍ رضی اللہ عنہا

## ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

ام کلثوم بنت عقبہ صحابیہ ہیں۔ والد عقبہ بن ابی معیط قبیلہ امیہ کا ایک ممتاز شخص تھا۔ اسے اسلام سے سخت عداوت تھی۔آپ عثمان غنی کی سوتیلی بہن ہیں۔ 7ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ام کلثوم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور خزاعہ نامی ایک شخص کے ہمراہ مکہ سے پا پیادہ روانہ ہوئیں۔ مدینہ پہنچیں تو دوسرے روز ان کے بھائی بھی پہنچ گئے اور انھوں نے ام کلثوم کی واپسی کا مطالبہ کیا۔صلح نامہ کی شرائط میں بھی مرقوم تھا کہ قریش کا کوئی آدمی مدینے آیا تو واپس کر دیا جائے۔مگر اسی وقت یہ آیت اتری: ''مسلمانو! جب تمھارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کو جانچ لو۔

(329) صحیح لغیرہ، سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب رفع النساء اذا کن مع الرجال رؤوسھن من السجدۃ، حدیث: 851۔ مسند احمد: 148/6۔ مصنف عبد الرزاق: 5109۔ سنن الکبریٰ للبیھقی۔

خدا ان کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اب اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہیں تو ان کو کافروں کے ہاں واپس مت بھیجو۔'' اس حکم کے بعد رسول خدا نے ام کلثوم کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ اور ان کا نکاح زید بن حارثہ سے کر دیا۔ جب زید نے غزوہ موتہ میں شہادت پائی تو زبیر بن العوام کے نکاح میں آئیں۔ انھوں نے طلاق دے دی تو عبدالرحمٰن بن عوف سے نکاح کر لیا۔ ان کی وفات کے بعد عمرو بن العاص سے نکاح پڑھایا اور یہ ان کا آخری نکاح تھا۔ آپ عہد فاروقی تک زندہ رہیں۔ زید اور عمرو بن العاص سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ زبیر سے زینب اور عبدالرحمٰن بن عوف سے ابراہیم، حمید، محمد اور اسماعیل پیدا ہوئے۔

## قبول اسلام اور ازدواجی زندگی:

یہ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئیں اور چونکہ مفلسی کی وجہ سے سواری کا انتظام نہ ہو سکا اس لیے پیدل چل کر انھوں نے ہجرت کی اور مدینہ منورہ پہنچ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئیں مدینہ میں ان سے زید بن حارثہ نے نکاح فرمالیا پھر جب وہ موتہ میں شہید ہو گئے تو ان سے زبیر نے نکاح کر لیا، پھر طلاق دے دی تو دوسرے صحابی عبدالرحمٰن بن عوف نے ان سے نکاح فرما لیا۔ پھر جب عبدالرحمٰن بن عوف کی وفات ہوگئی تو فاتح مصر عمرو بن العاص نے ان سے نکاح کیا اور چند مہینے زندہ رہ کر وفات پا گئیں۔ یہ عثمان غنی کی ماں کی طرف سے بہن ہیں۔

[330]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: أَخْبَرُونِي عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أُمِّهِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مَعِيطٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي الرَّحِمِ الْكَاشِحِ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: الْكَاشِحُ الْعَدُوُّ.

ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ افضل صدقہ وہ ہے جو دشمن قرابت دار پر کیا جائے، ابوبکر نے کہا: الکاشح سے مراد دشمن ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دشمن پر بھی صدقہ وخیرات کرنا چاہیے، خصوصاً جب دشمن قریبی رشتہ داروں میں سے ہو۔ مناظر اسلام حافظ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ پر کسی نے قاتلانہ حملہ کیا تو آپ شدید زخمی ہو گئے، جب طبیعت کچھ ٹھیک ہوئی تو قاتل کے احوال کا پتہ کیا، تو لوگوں نے بتایا کہ وہ تو جیل میں ہے، اور اس کے گھر میں بچے

(330) صحیح، سفیان کی متابعت معمر نے کی ہے، صحیح ابن خزیمه : 2386۔ مستدرك للحاكم : 406/1۔ مسند الشهاب : 1282۔ سنن الكبرٰى للبيهقی : 27/7۔ شعب الايمان : 3427۔ معجم الكبير للطبرانی : 80/25.

ہیں،ان کو کما کر دینے والا کوئی نہیں ہے، یہ بات سنتے ہی مناظر اسلام امرتسری رحمہ اللہ نے اپنے گھر سے کافی سامان اس کے گھر میں پہنچا دیا اور مسلسل ان کا خیال رکھتے رہے، جب تک کہ وہ جیل سے رہا نہیں ہو گیا۔

[331]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ هَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَكْذِبَ أَهْلِي؟ قَالَ: ((لَا فَلَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْكَذِبَ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَسْتَصْلِحُهَا وَأَسْتَطِيبُ نَفْسَهَا قَالَ: ((لَا جُنَاحَ عَلَيْكَ)).

عطاء بن یسار (تابعی) سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ پر اللہ رحمت فرمائے، اگر اپنے گھر والوں سے میں غلط بیانی کروں تو مجھے گناہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہ بولنا، اللہ تعالیٰ جھوٹ کو پسند نہیں کرتا، اس نے کہا: میں ان کی اصلاح کرتا اور ان کا دل خوش کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تجھے گناہ نہ ہو گا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیوی کے ساتھ مصلحت کی خاطر جھوٹ بولنا درست ہے، اس کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ یہ بات تجربہ شدہ ہے کہ بعض معاملات میں بطور اصلاح بیوی کے ساتھ جھوٹ بولنا پڑتا ہے، تو یہ جھوٹ درست ہے۔ اسی طرح دو آدمیوں کے درمیان صلح کروانے کی خاطر بھی جھوٹ بولنا درست ہے۔

## مُسْنَدُ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

## اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

غزوہ خیبر (محرّم سنہ 7ھ) کے چند دن بعد کا ذکر ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی امّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ملنے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اجنبی خاتون حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے محوِ گفتگو تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''یہ بی بی کون ہیں؟''

(331) اسناده صحيح لكنه مرسل- التمهيد: 247/16- الاستذكار لابن البر: 572/8- من طريق سفيان بن عيينة عن صفوان عن عطاء مرسلا- مؤطا امام مالك، ص: 606- كتاب الكلام، عن صفوان بن سليم معضلا-وقال ابن عبدالبر: لااعلم هذا الحديث بهذا اللفظ يستند الى النبى ﷺ من وجه من الوجوه-صحيح البخارى، كتاب الصلح، باب ليس الكاذب الذى يصلح بين الناس، حديث: 2692- صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الكذب وبيان المباح منه، حديث: 2605- سنن ابى داود: 4920، 4921- سنن الترمذى: 1938- الادب المفرد: 385-مسند احمد: 403/6، 404- من طريق الزهرى عن حميد بن عبدالرحمن عن ام كلثوم، ولفظه "ليس الكذاب الذى يصلح بين الناس"-

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''یہ اسماء بنت عمیس زوجہ جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہا ہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں وہ حبش والی (حبشیہ) وہ سمندر والی (بحریہ)؟''

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''ہاں وہی''۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شاید (از راہِ خوش طبعی) فرمایا: ''ہم نے تم سے پہلے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، اس لیے ہم تم سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق ہیں۔''

یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو غصہ آ گیا، بولیں: ''جی ہاں آپ نے بجا فرمایا، لیکن حقیقت حال یہ ہے آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے اور جاہلوں کو تعلیم دیتے تھے، لیکن ہمارا حال یہ تھا کہ ہم حبش کی دور ترین، مغبوض ترین، سرزمین میں غریب الوطنی کی خاک چھان رہے تھے، ہم کو ایذا دی جا رہی تھی، ہم خائف رہتے تھے اور یہ سب کچھ اللہ اور اللہ کے رسول کی رضا جوئی کی خاطر تھا۔ خدا کی قسم جو کچھ آپ نے کہا ہے، جب تک اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کرلوں گی، نہ کھاؤنگی نہ پانی پیونگی۔۔۔۔۔ خدا کی قسم، کسی قسم کا جھوٹ نہ بولوں گی، کج روی نہ اختیار کرونگی اور اس واقعہ یں کوئی اضافہ نہ کرونگی۔'' یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، عمر یوں کہتے ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تو تم نے انھیں کیا جواب دیا؟'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بولیں: ''میں نے انھیں یوں اور یوں کہا۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ تم سے زیادہ میرے مستحق نہیں ہیں۔ عمر اور ان کے ساتھیوں کی صرف ایک ہجرت ہے اور تم اہل کشتی کی دو ہجرتیں ہیں۔'' (یعنی ایک مکہ سے حبشہ کی طرف اور دوسری حبشہ سے مدینہ کی جانب)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اس قدر مسرّت ہوئی کہ ان کی زبان بے اختیار تکبیر و تہلیل جاری ہوگئی۔ جب اس گفتگو کو چرچا پھیلا تو مہاجرین جوق در جوق حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آتے، ان سے اس واقعہ کی تفصیل سنتے اور خوش ہوتے تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حبشہ کے مہاجروں کے لیے دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے بڑھ کر حوصلہ افزا اور مسرّت انگیز کوئی شے نہ تھی۔ یہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جن کی فضیلت کی تصدیق ان کے ذوالہجرتین ہونے کی بنا پر خود سیّد الانام فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، قبیلہ خثعم کی چشم چراغ تھیں اور ان جلیل القدر خواتین میں سے تھیں جنھوں نے دعوت حق کے بالکل ابتدائی زمانے میں سخت نامساعد حالات اور مہیب خطرات سے بے پرواہ ہو کر قبول اسلام کی سعادت حاصل کی تھی۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے والد عُمیس کے سلسلہ نسب کے بارے میں موّرخین میں سخت اختلاف ہے۔ کسی نے عُمیس کے والد کا نام معبد بن تمیم لکھا ہے اور کسی نے معد بن حارث، والدہ کا نام بالاتفاق ہند (خولہ) بنت عوف تھا۔ امّ المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث بھی ان کے بطن سے تھی اس نسبت سے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ کی اخیافی بہن تھیں۔

علامہ ابن سعد اور ابن ہشام کا بیان ہے کہ جس زمانے میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سعادت اندوز اسلام ہوئیں، اس وقت صرف تین نفوس شرف اسلام سے بہرہ ور ہوئے تھے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دار ارقم میں مقیم نہیں ہوئے تھے۔ اس لحاظ سے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو ''السابقون الاوّلون'' کی مقدس جماعت میں بھی امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ اسکے علاوہ تاریخ اسلام میں ان کو اس بنا پر بھی بڑی شہرت حاصل ہوئی کہ ان کا نکاح یکے بعد دیگرے تین ایسی عظیم المرتبت ہستیوں سے ہوا جو قصر اسلام کے عظیم الشان ستون تھیں اور رہبر انسانیت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد محبوب تھیں۔

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عمّ حضرت جعفر طیّار ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان کی شہادت کے بعد دوسرا نکاح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان کی وفات کے بعد تیسرا نکاح شیر خدا، فاتح خیبر حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور ان کے پہلے شوہر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا زمانہ ایک ہی ہے۔

اوائل سنہ 4 بعد بعثت میں جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ لوگوں کو حق کی طرف بلانا شروع کیا تو مشرکین مکہ فرط غضب سے دیوانے ہو گئے اور انھوں نے دعوت حق قبول کرنے والوں پر بے پناہ ظلم ڈھانے شروع کر دیے۔ جب یہ مظالم ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئے تو سنہ 5 بعد بعثت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ وہ حبش (ایتھوپیا) کو ہجرت کر جائیں جہاں کا بادشاہ ایک نیک دل اور انصاف پسند عیسائی تھا چنانچہ پہلی بار 11 مردوں اور چار عورتوں کا ایک قافلہ بندرگاہِ شعیبہ سے جہاز میں سوار ہو کر حبش روانہ ہو گیا۔ سنہ 6 بعد بعثت کے آغاز میں 80 سے زیادہ مردوں اور 19 خواتین پر مشتمل ایک اور قافلہ مکہ سے نکلا اور حبش کا رخ کیا۔ اس قافلہ میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور کچھ ایسے اصحاب بھی جو پہلی ہجرت کے بعد حبش سے مکہ آ گئے تھے لیکن یہاں کی فضا کو بدستور ناسازگار پا کر دوبارہ ہجرت کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ قریش مکہ نے ان اصحاب کا سمندر تک تعاقب کیا، لیکن وہ ان کے پہنچنے سے پہلے ہی کشتیوں میں بیٹھ کر روانہ ہو چکے تھے۔

حبش پہنچ کر یہ لوگ امن کی زندگی بسر کرنے لگے لیکن غریب الوطنی آخر غریب الوطنی ہوتی ہے۔ مہاجرین کو طرح طرح کی مصیبتیں پیش آتی تھیں۔ (بیماری، تنگدستی وغیرہ) لیکن وہ ان سب کو صبر واستقامت سے برداشت کرتے تھے۔ قریش مکہ کو اتنی دور بیٹھے ہوئے بھی مسلمانوں کا یہ امن چین گوارا نہ تھا۔ انھوں نے نجاشی (شاہ حبشہ) کے پاس ایک وفد تحفے تحائف دے کر اس مقصد کے لیے روانہ کیا کہ وہ بادشاہ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکائیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کو اپنے ملک سے نکال دے۔ اس وفد کی قیادت عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ کر رہے تھے جو زیرک اور منجھے ہوئے سیاستدان تھے۔ انھوں نے حبش پہنچ کر نجاشی کے درباریوں کو تحفے تحائف دے کر رام کر لیا اور نے وعدہ کیا کہ بادشاہ کے

سامنے وہ وفد قریش کی حمایت کرینگے۔ اسکے بعد وہ نجاشی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تحائف پیش کر کے عرض کیا کہ ہمارے چند سادہ لوح آدمیوں نے ایک نیا مذہب گھڑ لیا ہے جو ہمارے اور آپکے دین کے خلاف ہے۔اس لیے ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کیا جائے جو ہمارے پاس سے بھاگ کر آئے ہیں اور اب آپ کے ملک میں گمراہی پھیلا رہے ہیں۔ بطارقہ اور درباریوں نے وفد قریش کی بھرپور حمایت کی لیکن نجاشی ایک انصاف پسند اور رحم دل بادشاہ تھا، اس نے کہا کہ جب تک میں خود ان لوگوں کو بلا کر تحقیقِ احوال نہ کرلوں، انھیں تمھارے حوالے نہیں کر سکتا چنانچہ اس نے تمام مہاجرین کو اپنے دربار میں بلا بھیجا۔

دوسرے دن تمام مسلمان نجّاشی کے دربار میں حاضر ہوئے۔ ان سب نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنا ترجمان بنایا۔نجاشی نے ان سے پوچھا: ''اے لوگو! وہ کون سا مذہب ہے جس کے لیے تم نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا ہے؟''

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی طرف سے جواب دیا: ''اے بادشاہ ہم سخت جہالت میں مبتلا تھے، بتوں کو پوجتے تھے،مردار کھاتے تھے، اپنی لڑکیاں زندہ دفن کر دیتے تھے، رشتہ داروں اور ہمسایوں کو ستاتے تھے، انسانیت سے عاری تھے، کوئی قاعدہ اور قانون نہ تھا۔ ایسی حالت میں اللہ نے خود ہم میں سے ایک صاحب کو اپنا رسول بنایا جس کے حسب نسب، سچائی، شرافت، دیانتداری اور پاکبازی سے ہم خوب واقف تھے۔ اس نے ہم کو توحید کی دعوت دی۔ سچ بولنے، وعدہ پورا کرنے، امانت میں خیانت نہ کرنے، بت پرستی ترک کرنے، بدکاری اور فریب سے بچنے، ہمسایوں سے نیک سلوک کرنے، نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، زکوٰۃ دینے کی تعلیم دی۔ہم اس کی تعلیم پر چلے، ایک خدا کی پرستش کی، حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا۔ اس پر ہماری قوم ہم سے بگڑ بیٹھی ہم کو طرح طرح کی اذیتیں دے کر پھر بت پرستی اور بدکاریوں میں مبتلا کرنا چاہا۔ہم ان کے ظلم وستم سے تنگ آ کر آپ کی حکومت میں چلے آئے۔''

نجاشی یہ تقریر سن کر بہت متاثر ہوا۔اس نے حضرت جعفر سے کہا: ''تمھارے نبی پر جو کتاب نازل ہوئی ہے اس کا کچھ حصہ مجھے سناؤ۔'' حضرت جعفر بڑے نکتہ رس تھے۔انھیں معلوم تھا کہ نجاشی اہل کتاب میں سے ہے اور دین عیسوی کا پیرو ہے۔ انھوں نے سورۃ مریم کا وہ ابتدائی حصہ سنایا جو حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے متعلق ہے۔اس کو سن کر نجاشی پر رقّت طاری ہوگئی اور وہ اس قدر رویا کہ اسکی داڑھی تر ہوگئی۔ پھر وہ بے ساختہ پکار اٹھا:

''خدا کی قسم تمھارے نبی کی کتاب اور انجیل مقدس ایک ہی نور کی کرنیں ہیں۔ میں تمھیں ان لوگوں کے حوالے ہرگز نہ کروں گا۔'' اس کے بعد اس نے قریش کے وفد سے مخاطب ہو کر کہا: ''واللہ میں ان لوگوں کو کبھی اپنے ملک سے نہیں نکالوں گا اور نہ تمھارے سپرد کروں گا۔'' قریش کے وفد نے ایک دفعہ پھر کوشش کی کہ بادشاہ کا دل مسلمانوں سے

پھیر دے، چنانچہ دوسرے دن وہ پھر دربار میں گیا اور بادشاہ سے کہا:

''اے بادشاہ یہ لوگ آپ کے نبی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے متعلق بہت برا عقیدہ رکھتے ہیں، کیا آپ اس عقیدے کے لوگوں کو پناہ دینگے؟'' نجاشی نے مسلمانوں کو دوبارہ دربار میں طلب کیا اور پوچھا: ''تمھارا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی نسبت کیا عقیدہ ہے؟''

حضرت جعفر نے جواب دیا: ''اے بادشاہ ہم عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو خدا کا نبی اور روح اللہ مانتے ہیں۔'' نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا: ''واللہ جو کچھ تم نے عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں کہا، وہ اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہیں۔'' غرض قریش کی سفارت بے نیل ومرام واپس ہوگئی۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مجلس میں ہم نے نجاشی کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کیا، اسی میں نجاشی نے سوال و جواب کے بعد ہم سے پوچھا: ''کیا میرے ملک میں تمھیں کوئی تکلیف تو نہیں دیتا؟'' ہم نے کہا: ''ہاں یہاں کے لوگ ہمیں ستاتے ہیں۔'' اس پر بادشاہ نے منادی کرادی کہ ''جو شخص ان لوگوں میں سے کسی کو ستائے گا، اس پر چار درہم جرمانہ کیا جائے گا۔'' پھر نجاشی نے ہم سے دریافت کیا: ''کیا یہ جرمانہ کافی ہے؟'' ہم نے کہا نہیں۔ اس پر اس نے جرمانہ دگنا کر دیا۔ (ابن عساکر اور طبرانی)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفارت کے آنے سے پہلے مہاجرین حبشہ بالکل مامون ومحفوظ نہیں تھے اور حبش کے لوگ ان کو ستاتے رہتے تھے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، ان کے شوہر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور بہت سے دوسرے مہاجرین حبش میں چودہ برس تک غریب الوطنی کی زندگی گزارتے رہے۔ اس دوران میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے اور بدر، اُحد، خندق اور خیبر کے معرکے گزر چکے۔ محرم سنہ 7 ہجری میں خیبر فتح ہوا، تو سارے مسلمان حبش سے مدینہ آ گئے۔ ان میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ خیبر کی فتح سے مسلمان پہلے ہی خوش تھے، اپنے بھائیوں کی آمد سے ان کو دوہری خوشی ہوئی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا ان کی پیشانی چومی اور فرمایا:

''میں نہیں جانتا مجھ کو جعفر کے آنے سے زیادہ خوشی ہوئی یا خیبر کی فتح سے۔''

اسی زمانے میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا امّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ملنے ان کے گھر گئیں جہاں وہ واقعہ پیش آیا جس کی تفصیل اوپر آ چکی ہے۔ اس وقت بعض صحابہ کا خیال تھا کہ حقیقی مہاجرین اوّلین وہی ہیں، جنھوں نے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمادی کہ جن اصحاب نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، ان کو دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا اور اس اعتبار سے مہاجرین

مدینہ کومہاجرین حبشہ پر فضیلت نہیں دی جا سکتی۔ چونکہ یہ وضاحت حضور ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے استفسار پر فرمائی تھی اس لیے مہاجرینِ حبشہ بار باران کے پاس آتے تھے اور یہ حدیث سن کر مسرور ہوتے تھے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر نامدار کو مدینہ آئے ہوئے ایک ہی سال گزرا تھا کہ ایک بار پھران کی آزمائش کا وقت آ گیا۔

سنہ 8 ہجری میں شام کے ایک قصبہ موتہ کے رئیس شرجیل بن عمرو غسانی نے رسول اکرم ﷺ کے سفیر حضرت حارث بن عمیر ازدی کو شہید کر دیا جوحضور صلی اللہ علیہ وسل کا نامہ مبارک لے کر حاکم بُصریٰ حارث بن شمر غسانی کو پہنچانے جا رہے تھے۔ شرجیل کی یہ حرکت رسول اللہ ﷺ کوسخت نا گوار گزری اور آپ ﷺ نے حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے تین ہزار مجاہدین کا ایک لشکر مُوتہ کی جانب روانہ کیا۔ اس لشکر کہ قیادت حِبّ النّبی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کر رہے تھے اور اس میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو رخصت کرتے وقت فرمایا: ''اگرلڑائی میں زید شہید ہو جائیں تو جعفر امیر ہو نگے، اگر جعفر بھی شہادت پا جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ان کی جگہ لیں گے۔''

مؤتہ کے علاقے میں ان دنوں اتفاق سے ہرقل شاہ روم بھی آیا ہوا تھااور بلقا میں مقیم تھا۔ شرجیل نے اس سے مدد مانگی۔ ہرقل نے ایک بھاری لشکر اسکی مدد کے لیے بھیج دیا۔ قیس، جذام، لخم وغیرہ کے جنگجو عیسائی قبائل بھی شرجیل کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے، اسطرح تین ہزار مسلمانوں کے مقابلے میں دشمن کی تعداد ایک لاکھ سے بھی اوپر تھی۔ مؤتہ مدینہ منورہ سے بہت دور تھا اس لیے مزید کمک طلب کرنا ممکن نہ تھا اور پیچھے ہٹنا باعث ننگ، مسلمان اللہ کے بھروسے پر غنیم کے ٹڈی دل سے نبرد آزما ہوئے۔ مؤتہ کے میدان میں نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ امیر لشکت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مردانہ وارلڑتے ہوئے شہید ہو گئے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا اور اس جرأت اور پامردی سے لڑے کہ شجاعت بھی آفرین پکار اٹھی۔ تقریباً نوّے زخم اس مردِ حق نے اپنے بدن پر کھائے جن میں کوئی بھی پشت پر نہ تھا۔ ایک ہاتھ قلم ہو گیا تو دوسرے ہاتھ سے علم کو سنبھالا، دوسرا ہاتھ شہید ہوا تو دانتوں میں علم پکڑ لیا۔ دشمن کا ہر طرف سے نرغہ تھا، تیروں اور تلواروں کی بارش ہو رہی تھی۔ آخر رسول اکرم ﷺ کا یہ بازو اور دینِ حق کا یہ سچا علمبردار شہید ہو گیا۔ اب علم حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے سنبھالا، وہ بھی دادِ شجاعت دے کر شہید ہوئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا اور مسلمانوں کو للکار کر کہا:

''اے غازیانِ دین! جنّت الفردوس تمھارا انتظار کر رہی ہے اور پیچھے ہٹنے والوں کے لیے جہنّم کے شعلے دہک رہے ہیں۔ آگے بڑھو اور رضائے الٰہی کو پالو۔'' مسلمانوں نے اب کمر سے کمر جوڑ لی اور ایک نئے عزم اور ولولے کے ساتھ

حملہ شروع کیا۔لڑتے لڑتے حضرت خالد بن ولید ﷜ کے ہاتھ سے نوتلواریں ٹوٹیں اور بالآخر غازیان دین کی بے پناہ شجاعت نے اپنے سے چالیس گنا جمیعت کو پسپا ہونے پر مجبور کردیا۔غنیم کے پسپا ہوجانے کے بعد حضرت خالد بن ولید ﷜ لشکرِ اسلام کو نہایت وقار کے ساتھ بچا کر واپس لے آئے۔جس وقت لڑائی کی آگ زور سے بھڑک رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ کا نقشہ حضور ﷺ کے سامنے کردیا۔حضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام کو لڑائی کے حالات اسطرح بتا رہے تھے گویا وہ بالکل آپ کے سامنے ہو رہی ہے جب حضرت جعفر ﷜ کے دونوں بازو شہید ہو گئے اور انھوں نے جام شہادت پیا تو حضور ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور آپ نے فرمایا: ''میں جنّت میں حضرت جعفر ﷜ کو دو نئے بازوؤں کے ساتھ پرواز کرتے دیکھ رہا ہوں۔'' حضور ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق حضرت جعفر ''طیّار'' اور ''ذوالجناحین'' کے القاب سے مشہور ہوئے۔اس کے بعد جب حضرت خالد ﷜ نے علم سنبھالا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے علم سنبھالا ہے۔'' چنانچہ اس دن سے حضرت خالد ﷜ سیف اللہ کے خطاب سے پکارے گئے۔''

اس واقعے کے بعد حضور ﷺ حضرت اسماء بنت عُمیس ﷞ کے گھر تشریف لے گئے، وہ اس وقت آٹا گوندھ چکی تھیں اور بچوں کو نہلا دھلا کر کپڑے پہنا رہی تھیں۔آپ ﷺ نے آبدیدہ ہوکر فرمایا۔جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت اسماء ﷞ نے بچوں کو خدمت اقدس میں پیش کیا۔حضور ﷺ نے نہایت غم واندوہ کی حالت میں بچوں کو گلے لگایا اور ان کی پیشانیاں چومیں۔حضرت اسماء ﷞ حضور ﷺ کے آبدیدہ ہونے سے پریشان ہوگئیں اور دریافت کیا: ''یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ غمگین کیوں ہیں؟ کیا جعفر کے بارے میں کوئی خبر آئی ہے؟''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہاں وہ شہید ہو گئے ہیں۔'' اس سانحہ جانگداز کی خبر سنتے ہی حضرت اسماء ﷞ کی چیخ نکل گئی، ان کی گریہ وزاری سن کر پاس پڑوس کی خواتین جمع ہوگئیں۔رحمت عالم ﷺ واپس تشریف لے گئے اور ازواج مطہّرات کو ہدایت فرمائی کے آل جعفر کا خیال رکھنا وہ اپنے ہوش میں نہیں ہیں، انھیں سینہ کوبی اور بین سے منع کرنا۔

سیّدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء ﷞ کو بھی اپنے شجاع چچا کی مفارقت کا شدید صدمہ ہوا اور وہ ''واعماہ واعماہ'' کہہ کر روتی ہوئی بارگاہ نبوّت میں حاضر ہوئیں۔حضور ﷺ نے باچشم پُرنم فرمایا: ''بیشک جعفر جیسے شخص پر رونے والیوں کو رونا چاہیے۔'' اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ جعفر کے بچوں کے لیے کھانا تیار کرو، کیونکہ اسماء آج سخت غمزدہ ہے۔'' تیسرے دن حضور ﷺ پھر حضرت اسماء ﷞ کے گھر تشریف لے گئے اور ان کو صبر کی تلقین فرمائی۔

حضرت جعفر ﷜ کی شہادت کے چھ ماہ بعد سنہ 8 ہجری (غزوہ حنین کے زمانے) میں حضور ﷺ نے حضرت اسماء بنت عُمیس کا نکاح اپنے محبوب رفیق حضرت ابوبکر ﷜ سے پڑھا دیا۔دو برس بعد حضرت ابوبکر ﷜ کی صلب سے محمد بن

ابی بکر پیدا ہوئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حج کے لیے مکہ آئی ہوئی تھیں کہ ذوالحلیفہ میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ''یا رسول اللہ اب میں کیا کروں۔'' آپ نے فرمایا: ''غسل کر کے احرام باندھ لو۔''

سنہ 11 ہجری میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا، تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پر رنج وغم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، ان سے بھی بڑھ کر صدمہ سیّدۃ فاطمہ الزہراء کو ہوا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بڑے ضبط سے کام لیا اور اپنے وقت کا بیشتر حصہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی دلجوئی میں صرف کرنے لگیں۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد سیّدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا وقت آخر بھی آ پہنچا۔ علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ اپنی وفات سے پہلے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس کو بلا بھیجا اور ان سے فرمایا: ''میرا جنازہ لے جاتے وقت اور تدفین کے وقت پردہ کا پورا لحاظ رکھنا اور سوائے اپنے اور میرے شوہر (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے اور کسی سے میرے غسل میں مدد نہ لینا۔'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: ''یا بنت رسول اللہ! میں نے حبش میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر ایک ڈولے کی صورت بنا لیتے ہیں اور اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔'' پھر انھوں نے کھجور کی چند شاخیں منگوائیں، انھیں جوڑا اور ان پر کپڑا تان کر سیّدہ بتول کو دکھایا۔ انھوں نے اسے پسند فرمایا اور بعد وفات ان کا جنازہ اسی طریقے سے اٹھا۔ محدث ابن جوزی اور بعض دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ سیّدہ فاطمہ الزہراء کی میّت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور حضرت سلمٰی امّ رافع رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔

سنہ 13 ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو وفات سے پہلے وصیت کی کہ ان کی میت کو اسماء غسل دیں چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اسی کے مطابق عمل کیا۔ صدیق اکبر کی وفات کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ محمد بن ابی بکر کی عمر اس وقت تین برس کی تھی۔ وہ بھی اپنی ماں کے ساتھ آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ ہی پرورش پائی۔

ایک دن عجیب لطیفہ ہوا۔ محمد بن جعفر اور محمد بن ابی بکر اس بات پر جھگڑ پڑے کہ دونوں میں سے کس کا باپ افضل تھا اور کون زیادہ معزّز ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں بچوں کی دلچسپ گفتگو سنی تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''تم اس جھگڑے کا فیصلہ کرو۔'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: ''میں نے نوجوانانِ عرب میں جعفر سے بڑھ کر اعلیٰ اخلاق کا حامل کسی کو نہیں پایا اور بوڑھوں میں ابوبکر سے اچھا کسی کو نہیں دیکھا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسکرا کر فرمایا: ''تم نے ہمارے لیے تو کچھ بھی نہ چھوڑا۔'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صلب سے ایک فرزند یحییٰ پیدا ہوئے۔ سنہ 38 ہجری میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے جوان فرزند محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مصر میں قتل ہوئے اور ان کے مخالفین نے ان کی نعش گدھے کی کھال میں جلائی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ روح فرسا خبر سنی تو

سکتے میں آگئیں، لیکن نہایت صبر وشکر سے کام لیا اور مصلّے بچھا کر عبادت میں مشغول ہوگئیں۔

سنہ 40 ہجری میں حضرت علی ﷜ نے شہادت پائی اور ان کے جلد ہی بعد حضرت اسماء ﷞ نے بھی پیک اجل کو لبیک کہا۔ انھوں نے اپنے پیچھے چار لڑکے چھوڑے، عبداللہ، محمد اور عون حضرت جعفر کی صلب سے اور یحییٰ حضرت علی مرتضیٰ ﷜ کی صلب سے۔ بعض اہل سیَر نے لکھا ہے کہ حضرت جعفر ﷜ کی صلب سے دو لڑکیاں بھی ہوئیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر ﷜ نے اپنی فیاضی اور سخاوت کی بدولت تاریخ میں شہرت پائی۔ سرور کونین ﷺ ان سے بڑی محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''الٰہی عبداللہ کو جعفر کے گھر کا صحیح جانشین بنا، ان کی بیعت میں برکت عطا فرما اور میں دنیا اور آخرت دونوں میں آل جعفر کا والی ہوں۔'' پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''عبداللہ صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہیں۔''

حضرت اسماء بنت عمیس کا شمار بڑی جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ وہ نہایت سلیم الفطرت اور زیرک خاتون تھیں۔ دعوت حق کی ابتداء میں جب کفار مکہ کے قہر وغضب کی بجلیاں تڑپ تڑپ کر مسلمانوں کے خرمن عافیت پر برس رہی تھیں انھوں نے لوائے حق کے تھامنے میں مطلق تامّل نہیں کیا اور بلا کشان اسلام کی اس مقدس صف میں شامل ہو گئیں جس کو ربّ ذوالجلال نے کھلے لفظوں میں اپنی خوشنودی کی بشارت دی ہے۔ یہ ان کے اوصاف ومحاسن ہی تھے کہ رحمت عالم ﷺ کے شفیق ومربی چچا رئیس بنو ہاشم جناب ابوطالب نے انھیں اپنی بہو بنایا۔ وہ حضرت جعفر بن ابی طالب کی اہلیہ ہونے کی حیثیت سے سرور عالم ﷺ کی بھاوج ہوتی تھیں۔ امّ المؤمنین حضرت میمونہ ﷞ کی اخیافی بہن ہونے کی نسبت سے آپ ﷺ کی سالی بھی ہوتی تھیں۔

رحمت عالم ﷺ ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے اور ان کو بھی حضور ﷺ سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی۔ انھوں نے محض اللہ اور اللہ کے رسول کی خوشنودی کی خاطر چودہ برس تک حبش میں غریب الوطنی کی زندگی گزاری۔

مسند احمد بن حنبل میں روایت ہے کہ حضرت اسماء ﷞ نے حضور ﷺ سے براہ راست فیض حاصل کیا۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے انھیں ایک دعا بتائی اور فرمایا کہ مصیبت اور تکلیف کے وقت اس کو پڑھا کرو۔

سرور عالم ﷺ حضرت اسماء ﷞ کے بچوں سے بڑی محبت کرتے تھے۔ امام حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے کمسن فرزند حضرت عبداللہ بن جعفر ﷜ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، حضور ﷺ ادھر سے گزرے تو ان کو اٹھا کر اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیا۔

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت اسماء ﷞ کے بچوں (حضرت جعفر ﷜) کی اولاد کو دبلا پایا تو حضرت اسماء ﷞ سے پوچھا یہ اس قدر کمزور کیوں ہیں؟ انھوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! ان کو نظر بہت لگتی

ہے۔'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''ان پر دم کیا کرو۔'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک خاص کلام پڑھ کر حضور ﷺ کو سنایا اور پوچھا: ''یا رسول اللہ! یہ نظر لگنے کے لیے مفید بتایا جاتا ہے کیا یہ پڑھ لیا کروں؟''

چونکہ اس کلام میں شرک کی آمیزش نہیں تھی، اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا: ''اچھا یہی سہی۔''

امام بخاری اور علامہ ابن سعد کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کی وفات سے ایک دن پہلے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کا مرض ذات الجنب تشخیص کیا اور آپ ﷺ کو دوا پلانی چاہی۔ حضور ﷺ دوا پینے کے عادی نہیں تھے، انکار فرمادیا۔ اسی اثنا میں آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔ ان دونوں نے دہان مبارک کھول کر دوا پلادی۔ تھوڑی دیر بعد حضور ﷺ کی غشی دور ہوئی، تو فرمایا: ''یہ تدبیر اسماء نے بتائی ہوگی، وہ حبشہ سے اپنے ساتھ یہی حکمت لائی ہیں۔ عباس رضی اللہ عنہ کے سوا سب کو یہ دوائی پلائی جائے۔'' چنانچہ تمام ازواج مطہرات اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو یہ دوا پلائی گئی۔

حافظ ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں لکھا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا تعبیر رویا میں بھی درک رکھتی تھیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے اکثر خوابوں کی تعبیر پوچھا کرتے تھے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ساٹھ احادیث مروی ہیں۔ ان کے راویوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت موسیٰ اشعری جیسے جلیل القدر صحابہ اور کئی بلند مرتبہ تابعین شامل ہیں۔

[**332**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ بَنِي جَعْفَرٍ تُصِيبُهُمُ الْعَيْنُ أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ، لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقُ الْقَدَرِ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ)).

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! جعفر بن ابی طالب کے بیٹوں کو نظر لگتی ہے تو کیا میں ان کو دم کر دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اگر کوئی چیز قضا و قدر پر سبقت کر سکتی تو وہ نظر لگنا ہوتی۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے دم کا جواز ثابت ہوتا ہے، نظر یا کسی بھی بیماری کا دم سے علاج کرنا مسنون ہے۔ بعض لوگوں نے دم کو ذریعہ آمدنی بنا رکھا ہے، وہ فی دم (300) روپے لیتے ہیں، اور بعض مریضوں کو ڈرا دھمکا کر

(332) صحيح، سنن الترمذی، كتاب الطب، باب ما جاء فی الرقی من العين، حديث: 2059۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب من استرقی من العين، حديث: 3510۔ مسند احمد: 438/6۔ مصنف ابن ابی شيبة: 56/8۔ معجم الكبير للطبرانی: 143/24۔ سنن الكبرٰی للبيهقی: 348/9۔ شرح السنة للبغوی: 3243.

اور غائب کا دعویٰ کر کے 30 ہزار تک ایک دم کا بٹورتے ہیں۔ایسے دم کرنے والوں سے دور رہنا چاہیے، یہ آپ کے ایمان اور مال کو لوٹنے والے ہیں۔ تقدیر برحق ہے، یہ بھی ثابت ہوا کہ تقدیر سے کوئی چیز سبقت نہیں لے جا سکتی، جو کچھ بندوں نے کرنا تھا، وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، اور وہی لکھا ہوا ہے، اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔

## مُسْنَدُ أُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنها

## ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

فاختہ بنت ابی طالب یا ہند بنت ابی طالب المعروف ام ہانی علی ابن ابی طالب کی بہن تھیں۔ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائیں۔ چونکہ ان کے خاوند ہبیرہ بن ابی وہب اسلام نہیں لائے اس لیے ان میں جدائی ہوگئی۔ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مکان پر غسل فرمایا اور کھانا نوش فرمایا، پھر آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرمائی۔ آپ کے ذمے کچھ عرصہ کے لیے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تربیت بھی کی گئی تھی۔

### شادی:

ام ہانی بنت ابی طالب کی شادی ہبیرہ بن ابی وہب سے ہوئی جو قبیلہ مخزوم کے سردار اور شاعر تھے۔ ام ہانی کے 4 بچے تھے ہانی، جن کی وجہ سے ان کی کنیت ام ہانی پڑی، یوسف، عمر اور جعدہ کے علاوہ صحیح بخاری میں اُن کے پانچویں بچے کا نام فلاں بھی لکھا ہوا ہے تاہم یہ معلوم نہیں کہ یہ پانچواں بیٹا ہے یا چار بچوں میں سے ہی کسی کا متبادل نام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو طالب سے ام ہانی سے شادی کے لیے کہا تھا مگر حضرت ابوطالب نے اس کی شادی ہبیرہ بن ابی وہب سے کردی۔

[**333**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي

ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے خاوند کا کوئی رشتہ دار فتح مکہ کے دن میرے پاس آیا تو میں نے اس کو امن دے دیا، پھر

---

(333) صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب الصلاة فی ثوب واحد ملتحفًا به، حديث: 357۔ وكتاب الجزية، باب امان النساء وجوارهن، حديث: 3171۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحیٰ، حديث: 336/82۔ سنن الترمذی، كتاب السير، باب ما جاء فی امان المراة والعبد، حديث: 1579۔ وكتاب الاستئذان، باب ما جاء فی مرحبا، حديث: 2734۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب المنديل بعد الوضوء وبعد الغسل، حديث: 465۔سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب ذكر الاستتار عند الاغتسال، حديث: 226۔سنن الكبریٰ للنسائی: 8684۔ مسند احمد: 341/6، 343۔ سنن الدارمی: 1461، 2505۔ مؤطا امام مالك، ص: 116۔ الادب المفرد: 1045۔ مستدرك للحاكم: 52/4، 53۔ الروايات مطولة ومختصرة۔

سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلٍ عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ قَالَتْ: أَتَانِي يَوْمَ الْفَتْحِ حَمْوَانِ لِي فَأَجَرْتُهُمَا فَجَاءَ عَلِيٌّ يُرِيدُ قَتْلَهُمَا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي قُبَّتِهِ بِالْأَبْطَحِ بِأَعْلَى مَكَّةَ فَلَمْ أَجِدْهُ وَوَجَدْتُ فَاطِمَةَ فَلَهِيَ كَانَتْ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ عَلِيٍّ فَقَالَتْ تُؤْوِينَ الْكُفَّارَ وَتُجِيرِينَهُمْ وَتَفْعَلِينَ وَتَفْعَلِينَ، فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَى وَجْهِهِ رَهْجَةُ الْغُبَارِ فَقَالَ ((يَا فَاطِمَةُ اسْكُبِي لِي غُسْلًا)) فَسَكَبَتْ لَهُ غُسْلًا فِي جَفْنَةٍ لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَثَرِ الْعَجِينِ فِيهَا ثُمَّ سَتَرَتْ عَلَيْهِ بِثَوْبٍ ((فَاغْتَسَلَ ثُمَّ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُخَالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ)) مَا رَأَيْتُهُ صَلَّاهَا قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَجَرْتُ حَمَوَيْنِ لِي، وَإِنَّ ابْنَ أُمِّي عَلِيٌّ أَرَادَ قَتْلَهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ ذَلِكَ لَهُ إِنَّا قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ، وَأَمَّنَّا مَنْ أَمَّنْتِ)).

علی رضی اللہ عنہ آ گئے وہ اس کو قتل کرنا چاہتے تھے، تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، آپ ﷺ مقام ابطح (اعلی مکہ) میں اپنے خیمہ میں تھے، مجھے آپ گھر میں نہ ملے فاطمہ رضی اللہ عنہا ملی تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ سخت پایا، انھوں نے کہا: تو کفار کو امن دیتی ہے؟ اپنے ہاں ٹھہراتی ہے اور یہ اور وہ، پس میں تھوڑا وقت ہی ٹھہری تھی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر گرد کے آثار تھے، تو آپ ﷺ نے فاطمہ کو فرمایا: میرے لیے پانی رکھ، تو اس نے ایک صحنک (بڑے پیالے ٹب) میں پانی رکھا، مجھے صحنک پر آٹے کا اثر گویا اب بھی نظر آتا ہے، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کپڑے سے آپ ﷺ کے لیے پردہ کیا اور آپ ﷺ نے غسل کیا' اور ایک کپڑے کو دو اطراف سے پھیر کر باندھا اور اسی میں آٹھ رکعات پڑھیں، میں نے اس سے پہلے اور بعد یہ نماز (چاشت) پڑھتے نہیں دیکھا، جب نماز سے فارغ ہوئے' تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنے خاوند کے دو رشتہ داروں کو امن دیا ہے اور میری ماں کا بیٹا علی ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو اس کے لیے جائز نہیں' ہم نے پناہ دی' جس کو تو نے پناہ دی۔

[334]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فتح مکہ کے دن میں نے رسول

---

(334) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ الضحیٰ، حدیث: 336/81۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی صلاۃ الضحیٰ، حدیث: 1379۔ سنن الکبریٰ للنسائی: 485۔ مسند احمد: 342/6۔ صحیح ابن خزیمه: 1235۔ صحیح ابن حبان: 1187۔ سنن الکبریٰ للبیهقی: 48/3۔ معجم الکبیر للطبرانی: 422/4، 423.

قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ صَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُخَالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ)).

اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں جس کی اطراف مختلف سمت سے لا کر باندھی گئی تھیں آٹھ رکعات نماز (چاشت) پڑھتے دیکھا۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز چاشت کی آٹھ رکعات پڑھنا بھی مسنون ہے۔ فتح مکہ ایک عظیم انعام باری تعالیٰ تھا، اس کے شکرانے میں آپ ﷺ نے نماز چاشت کی آٹھ رکعات ادا کیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سفر وحضر میں نماز چاشت کا اہتمام کرنا چاہیے، نماز چاشت کی دو رکعات بھی ثابت ہیں۔ (صحیح البخاری: 721) بلکہ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو تین باتوں کی وصیت کی تھی، جن میں ایک یہ بھی تھی کہ میں چاشت کی دو رکعتوں کو کبھی نہ چھوڑوں۔ (صحیح ابن خزیمہ: 7083) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آدمی کے ہر جوڑ پر ہر صبح صدقہ ہوتا ہے، اور ان سب اعضاء (جوڑوں) کا صدقہ نماز چاشت کی دو رکعتیں ہیں۔ (صحیح مسلم: 720) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ طلوع آفتاب کے بعد دو رکعتیں پڑھنے والے کو مکمل حج وعمرہ کا ثواب ملے گا۔ (سنن ترمذی: 586، اسنادہ صحیح) نماز چاشت اور نماز اشراق دو الگ الگ نمازیں ہیں، اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے: نبی کریم ﷺ سورج طلوع ہونے کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے، پھر وقفہ کرتے، یہاں تک کہ چاشت کے وقت تک آفتاب بلند ہو جاتا، تو پھر چار رکعت پڑھتے تھے۔ (سنن ترمذی: 475، سندہ حسن) یاد رہے کہ سورج طلوع ہونے سے نماز اشراق کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور جب سورج کی گرمی کچھ تیز ہو جائے تو نمازِ چاشت کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور سورج کے زوال تک رہتا ہے۔

**[335]**...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْكَرِيمِ أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ وَلَمْ يَقُلْ لَنَا فِيهِ سَمِعْتُ قَالَ: سَأَلْتُ عَنْ صَلَاةِ الضُّحَى فِي إِمَارَةِ عُثْمَانَ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُتَوَافِرُونَ فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا أَثْبَتَ لِي صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا أُمُّ هَانِئٍ قَالَتْ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّاهَا

عبداللہ بن حارث نے کہا: میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں چاشت کی نماز کے بارے میں سوال کیا جبکہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب بکثرت زندہ موجود تھے؛ تو مجھے کوئی نہ ملا جو مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز چاشت کی خبر دیتا مگر ام ہانی نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو اس نے ایک بار فتح مکہ کے دن آٹھ رکعات پڑھتے دیکھا تھا، آپ ﷺ نے ایک ہی کپڑے کی اطراف کو دو جانب سے ادھر ادھر سے لا کر باندھا

(335) صحيح لغيره، مستدرك للحاكم: 53/4۔معجم الكبير للطبراني: 425/24۔وانظر تخريج الحديث السابق.

مَـرَّةً وَاحِدَةً يَوْمَ الْفَتْحِ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُـخَـالِفًا بَيْنَ طَرَفَيهِ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأَمُرُّ عَـلَـى هَـذِهِ الْآيَةِ ﴿يُسَبِّـحْـنَ بِـالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ﴾ فَأَقُولُ: أَيُّ صَلَاةٍ صَلَاةُ الْإِشْرَاقِ فَهَذِهِ صَلَاةُ الْإِشْرَاقِ .

ہوا تھا۔عبداللہ بن حارث نے کہا: میں نے اس کا بیان ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا، تو انھوں نے فرمایا: جب میں اس آیت کو پڑھتا ہوں: ﴿يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ﴾ ''ہر چیز تسبیح کہتی ہے شام اور چاشت کے وقت۔'' تو میں کہتا: یعنی چاشت کی نماز، پس یہ ہے نمازِ چاشت۔

## مُسْنَدُ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ امْرَأَةِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

## خولہ بنت حکیم زوجہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

خولہ بنت حکیم عثمان ابن مظعون کی زوجہ کا نام ہے، جونہایت نیک صالحہ بی بی ہیں۔

**نام ونسب:**

خولہ نام، اُمّ شریک کنیت، قبیلہ سُلیم سے تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ ہوتی ہیں۔نسب نامہ یہ ہے: خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص بن مرّہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بُہثہ بن سُلیم۔خدیجۃ الکبریٰ کے انتقال سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت پریشانی ہوئی، کیونکہ گھر بار، بال بچوں کا انتظام ان ہی سے متعلق تھا۔ یہ دیکھ کر خولہ بنت حکیم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نکاح کر لیجیے، فرمایا: کس سے؟ خولہ نے عائشہ وسودہ کا نام لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے خواستگاری کی اجازت دے دی۔خولہ، سودہ بنت زمعہ کے پاس گئیں اور کہا کہ اللہ عزوجل نے تم پر کیسی خیروبرکت نازل فرمائی ہے۔سودہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے! خولہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آپ کے پاس بغرض خواستگاری بھیجا ہے، انھوں نے کہا کہ مجھے منظور ہے مگر میرے باپ سے بھی دریافت کرلو۔ چنانچہ وہ ان کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریق پر سلام کیا یعنی انعم صباحا کہا۔انھوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ خولہ نے اپنا نام بتایا پھر نکاح کا پیغام سنایا۔انھوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شریف کفو ہیں مگر سودہ سے بھی دریافت کرلو۔خولہ نے کہا کہ وہ راضی ہیں۔ یہ سن کر زمعہ نے کہا کہ نکاح کے لیے آجائیں۔مسلمان ہوکر مدینہ کو ہجرت کی 2ھ ہجری میں غزوۂ بدر کے بعد عثمان بن مظعون نے وفات پائی تو خولہ نے دوسرا نکاح نہیں کیا، اکثر پریشان رہتی تھیں، صحیح بخاری میں روایت آئی ہے کہ انھوں نے اپنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

[336]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي سُوَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: زَعَمَتِ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ وَهُوَ مُحْتَضِنٌ أَحَدَ بَنِي ابْنَتِهِ وَهُوَ يَقُولُ ((وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَتُجَهِّلُونَ، وَتُجَبِّنُونَ، وَتُبَخِّلُونَ، وَإِنَّكُمْ لَمِنْ رَيْحَانِ اللّٰهِ وَإِنَّ آخِرَ وَطْأَةٍ وَطِئَهَا رَبُّ الْعَالَمِينَ بِوَجٍّ)).

خولہ بنت حکیم زوجہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے، آپ ﷺ نے اپنی بیٹی کے ایک بیٹے کو گود میں لے رکھا تھا اور فرماتے جا رہے تھے: اللہ کی قسم! تم دوسروں پر غصہ دلاتے، بزدل کرتے، اور بخیل بناتے ہو، تم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت میں سے ہو، بے شک تمام جہانوں کا پروردگار (کفار پر) آخری گرفت ''وج کے مقام پر کرے گا۔

[337]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِنْسَانَ يَعْنِي ابْنَ إِنْسَانَ بَطْنٌ مِنَ الْعَرَبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: إِنَّ وَجًّا مُقَدَّسٌ مِنْهُ عَرَجَ الرَّبُّ إِلَى السَّمَاءِ يَوْمَ قَضَى خَلْقَ الْأَرْضِ، قَالَ الْحُمَيْدِيُّ وَجٌّ بِالطَّائِفِ.

ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ کعب نے کہا: وج مقدس مقامات میں سے ہے، اسی جگہ سے رب العلمین نے زمین کو پیدا کرنے کے بعد آسمانوں کا قصد فرمایا۔ حمیدی نے کہا: ''وج'' طائف میں ہے۔

## مُسْنَدُ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہا

## ام خالد بنت خالد بن سعید العاص رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

ام خالد: یہ صحابیہ ہیں۔ جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو یہ حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ جب ان کے

(336) اسناده ضعيف، محمد بن ابی سوید مجہول راوی ہے، نیز سند میں انقطاع ہے۔ سنن الترمذی، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فی حب الولد، حديث: 1910۔ مسند احمد: 409/6.

(337) ضعيف، محمد بن عبداللہ بن انسان راوی ضعیف ہے۔ مصنف عبدالرزاق: 20126 مختصرا من قول سعيد بن المسيب۔

والدین حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو ان کے باپ ان کو لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں گئے۔ یہ اس وقت پیلے رنگ کا کپڑا پہنے ہوئے تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ بہت اچھا لباس ہے بہت اچھا کپڑا ہے پھر ایک پھولدار چادر جو بہت ہی خوب صورت تھی آپ ﷺ نے پیار ومحبت سے ان کو اوڑھا دی اور یہ فرمایا کہ اس کو پرانی کر۔ اس کو پھاڑ۔ یہ بہت اچھی لگتی ہے۔ اس دعا کا مطلب یہ تھا کہ تیری عمر خوب بڑی ہوتا کہ اس کو اوڑھتے اوڑھتے پرانی کردے اور بالکل پھٹ جائے، چنانچہ اس دعاء نبوی کا یہ اثر ہوا کہ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا کی عمر اس قدر لمبی ہوئی کہ ان کی بڑی عمر کا لوگوں میں چرچا ہوتا تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم نے نہیں سنا کہ جتنی لمبی عمر انھوں نے پائی ہے اتنی بڑی عمر مدینہ میں کسی نے پائی ہو۔ (الاصابة فی تمییز الصحابة، رقم 12004، اُمّ خالدبنت خالد، 8، ص385)

[**338**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا إِسْحَاقُ قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ تَقُولُ ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) قَالَ مُوسَى وَلَمْ أَسْمَعْ مِنْ أَحَدٍ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَهَا .

ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: آپ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عذاب قبر حق ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ عذاب قبر کے اثبات میں بے شمار احادیث ہیں، مثلاً: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نعم ، عذاب القبر حق (ہاں، عذاب قبر حق ہے) (متفق علیہ)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قبر میں) کافر سے کہا جائے گا: تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہے گا: مجھے معلوم نہیں ہے، تو وہ اُسی وقت گونگا، بہرا اور اندھا ہو جائے گا، تو اُس کو ایک ایسے ہتھوڑے سے مارا جائے گا کہ اگر اس کو کسی پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے، انسانوں اور جنوں کے علاوہ ہر کوئی اس کی چیخ کو سنتا ہے۔

(سنن ابی داود: 4750، سنن ترمذی: 3120، قال الألبانی:صحیح)

یاد رہے کہ محض عقل فاسد کی بنا پر قرآن وحدیث سے ثابت شدہ مسئلے کا انکار کرنا یا تاویل کرنا بہت بڑی گمراہی

---

(338) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر، حدیث: 6364۔ مسند احمد: 365/6۔ سنن الکبریٰ للنسائی: 7720، مصنف ابن ابی شیبة: 193/10۔ صحیح ابن حبان: 1001۔ معجم الکبیر للطبرانی: 94/25۔ مصنف عبدالرزاق: 6743۔ مستدرك للحاکم: 67/4.

ہے، اور اپنی آخرت تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ عذاب قبر عقیدے کا مسئلہ ہے، ہمارا عقیدہ ہے کہ عذاب قبر حق ہے۔

[339]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ السَّعِيدِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ: قَدِمْتُ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَأَنَا جُوَيْرِيَةٌ فَكَسَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَمِيصَةً لَهَا أَعْلَامٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ الْأَعْلَامَ بِيَدِهِ، وَيَقُولُ ((سَنَاهُ سَنَاهُ)) قَالَ أَبُوبَكْرٍ يَعْنِي حَسَنٌ حَسَنٌ.

ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میں ملک حبشہ سے واپس آئی تو میں کم سن بچی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اوڑھنے کے لیے پھولدار چادر عنایت فرمائی۔ آپ نے اس کے نقش و نگار پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: بہت خوب صورت، بہت خوب صورت۔ امام حمدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حَسن حسن (مراد ہے)۔

## مُسْنَدُ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا
## اُم فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

ام الفضل حضرت لبابہ بنت حارث: نبی اکرم ﷺ کو اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت بھی تھی اور ان کا بے حد احترام بھی کرتے تھے۔ وہ آنحضور ﷺ کے لیے بمنزلہ باپ تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے ''عباس عمی وصنوابی'' کہ عباس میرے چچا ہیں اور میرے لیے باپ کا درجہ رکھتے ہیں۔

حضرت عباس کا اپنا بھی بلند مقام تھا۔ قبیلہ قریش میں اہم مناصب اور ذمہ داریوں کی جو تقسیم تھی اس کے مطابق حضرت عباس رضی اللہ عنہ چشمہ زم زم کے ناظم ونگران تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل بلا شبہ ذاتی تھے لیکن اس سے بھی انکار ممکن نہیں کہ انھیں ان کی اہلیہ لبابہ بنتِ حارث (المعروف ام الفضل) کا شوہر ہونے کی وجہ سے بھی بڑا مقام حاصل ہوا تھا۔ انسان کے مقام و مرتبہ کو گھٹانے اور بڑھانے میں خاتون خانہ کا کردار ہوتا ہے۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان جیسی عورتیں شاذ و نادر ہی جنم لیا کرتی ہیں۔ حضرت ام الفضل آنحضور ﷺ کی زوجہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن تھیں۔ ان کی ایک اور بہن حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا شیر خدا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں جبکہ ان کی ماں شریک بہن سیدہ اسماء بنتِ عمیس حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی نامور زوجہ تھیں۔ یہ چاروں بہنیں نہ صرف درجہ صحابیت پر

(339) صحيح البخاری، كتاب مناقب الانصار، باب هجرة الحبشة، حديث: 3874 ـ سنن ابی داود، كتاب اللباس، باب ما جاء في ما يدعى لمن لبس ثوبا جديدا، حديث: 4024 ـ مسنداحمد: 6 / 364 ـ طبقات ابن سعد: 8/ 134 ـ مستدرك للحاكم: 2 / 63 ـ معجم الكبير للطبرانی: 25 / 94 ـ

فائز ہوئیں بلکہ امت کے اعلیٰ ترین افراد کے گھروں میں ملکہ بن کر آئیں۔ لوگ ان کے والدین پر رشک کیا کرتے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ شروع سے آنحضور ﷺ سے مانوس بھی تھے اور دل سے اسلام کے قدردان بھی لیکن قبول اسلام کا اعلان فتح مکہ سے کچھ عرصہ قبل ہی کر سکے۔ جنگ بدر میں وہ نہ چاہتے ہوئے بھی کافروں کے اصرار پر لشکر قریش میں شامل ہوئے اور جنگ کے بعد جنگی قیدی بنا لیے گئے۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بالکل ابتدائی ایام میں مسلمان ہو گئیں۔ اگرچہ ان کے شوہر نامدار نے اسلام قبول کرنے میں کافی تاخیر کی لیکن چونکہ وہ اسلام کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے اس لیے ام الفضل کو اپنے قبول اسلام کی وجہ سے گھر میں کبھی کوئی مشکل اور دقت پیش نہ آئی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کا اعلان کر دیا تو حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے اصرار کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کا فیصلہ کر لیا۔ وہ جانتی تھیں کہ فتح سے قبل ہی ہجرت کا مقام اور درجہ ہے۔ آنحضور ﷺ مدینہ منورہ میں اپنے چچا کے گھر اکثر تشریف لے جاتے تھے اور دوپہر کو قیلولہ بھی وہیں کرتے اور کھانا بھی آل عباس کے ساتھ تناول فرماتے۔ ایسے مواقع پر حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوا کرتی تھیں۔ مکے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کی بڑی دوستی تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے ہی وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئی تھیں۔ یہ بھی ایک وجہ تھی کہ آنحضور ﷺ اپنی اس چچی سے بے پناہ محبت کیا کرتے تھے۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی کنیت ان کے بیٹے فضل بن عباس کی نسبت سے ہے۔

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے آنحضور ﷺ کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا اور اکثر و بیشتر انھیں اپنے گھر رکھا کرتی تھیں۔ حضرت حسین کو دیکھنے کے لیے بھی آنحضور ﷺ ان کے ہاں اکثر تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت ام الفضل بڑی جرات مند خاتون تھیں۔ مکے میں ہونے اور ابتدائی ایام میں ہجرت سے محروم رہنے کی وجہ سے وہ اگرچہ جنگوں میں شریک نہ ہو سکیں مگر مکے میں رہتے ہوئے بھی انھوں نے جرات کے کارنامے سرانجام دیے۔ جنگ بدر میں ان کے خاوند کافروں کی طرف سے شریک تھے اور وہ گرفتار بھی ہو گئے لیکن انھوں نے مکے میں فتح کی خوشخبری سنی تو بہت مسرور ہوئیں۔ حضرت عباس کے زیر کفالت ایک کمزور مسلمان ابورافع مکے میں مقیم تھے۔ وہ نیزے سیدھے کرنے کا کام کرتے تھے اور حضرت عباس کے لیے وہ اس حرفت میں بڑے مد تھے۔ جنگ بدر کے حالات بنو ہاشم کے فرد ابوسفیان بن حارث کی زبانی اہل مکہ کے سامنے پہنچے تو ان کا لب لباب یہ تھا کہ: مسلمانوں نے ہمیں گاجر مولی کی طرح کاٹا اور بھیڑ بکریوں کی طرح باندھ لیا۔ ہمارے مدمقابل جو لوگ لڑ رہے تھے ان کے ساتھ ہم نے عجیب قسم کی مخلوق دیکھی۔ یہ سرخ وسفید رنگ کے نوجوان ابلق گھوڑوں پر سوار زمین وآسمان کے درمیان معلق نظر آ رہے تھے۔

ابولہب اپنے بھتیجے کی زبانی یہ رپورٹ سن کر پریشان ہو گیا۔ ابھی اس نے کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا کہ چاہ زم زم کے قریب ایک حجرے میں بیٹھے ابورافع پردہ سرکا کر بولے: خدا کی قسم یہ عجیب مخلوق اللہ کے فرشتے تھے۔ ابولہب نے ان کی

زبانی یہ بات سنی تو بپھر گیا۔ان پر جھپٹا اور انھیں گرا کر ان کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔حضرت ام الفضل نے یہ منظر دیکھا تو دوڑ کر آئیں اور ابولہب کے سر پر ایک چوب دے ماری اور اسے سخت الفاظ میں ڈانٹتے ہوئے کہا اس مسکین پر کیوں ظلم ڈھاتے ہو، اس کا کیا قصور ہے۔

ابولہب کا حوصلہ تو پہلے ہی پست ہو چکا تھا اور فطری طور پر تھا بھی بزدل آدمی۔اس ضرب کاری نے رہی سہی کسر بھی نکال دی۔اس واقعہ کے تھوڑے عرصے بعد ابولہب ذلت و رسوائی کے ساتھ موت کی وادی میں اتر گیا۔اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کے اندر جرات بھی تھی اور غیرت ایمانی بھی۔خاندانی عصبیت کے بت پاش پاش کرنا آسان نہیں ہوتا لیکن انھوں نے یہ کارنامہ کر دکھایا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر حجۃ الوداع اور جملہ مناسک کی تفصیلات حدیث میں ملتی ہیں۔اس میں ایک بہت دلچسپ واقعہ یہ بھی ہے کہ عرفہ کے دن لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا ہوا ہے۔عرفہ کے دن کا روزہ بلاشبہ بڑی فضیلت رکھتا ہے لیکن فی الحقیقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ نہیں رکھا تھا۔اس میں حکمت یہ تھی کہ حج شدید گرم موسم میں بھی آتا ہے اور ایسے موسم میں عرفہ کا دن خاصا سخت اور لمبا ہوتا ہے۔اگر یہ مشہور ہو جاتا کہ آپ نے روزہ رکھا ہوا ہے تو بعد میں بھی اکثر لوگ اس کا اہتمام کرتے اور انھیں خاصی زائد مشقت اٹھانا پڑتی۔حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے اسی حکمت کے تحت اس روز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا جسے آپ نے لوگوں کے سامنے نوش فرمایا۔یوں لوگوں کا شک دور ہو گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی ام الفضل سے پیدا ہوئی اور اللہ کی رحمت سے یہ سبھی شہرت و بلندی کے آسمان پر ستارے بن کر چمکے۔حضرت ام الفضل کے بیٹے اکثر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کے دوران آپ کی سواری کے پیچھے بیٹھے دیکھے گئے۔حجۃ الوداع میں فضل بن عباس آپ کے پیچھے سوار تھے۔ان میں سب سے زیادہ معروف تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں لیکن باقی یعنی عبیداللہ، عبدالرحمٰن، قثم اور معبد بھی شہرت کی بلندیوں پر فائز تھے۔بیٹی ام حبیبہ بھی صحابیہ ہیں۔حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا مدینہ میں مقیم ہوگئی تھیں۔اگرچہ مکے میں بھی ان کا گھر موجود تھا مگر ان کا دل مدینہ ہی میں لگتا تھا۔مدینہ ہی میں ان کی وفات ہوئی۔وہ مدینۃ النبی سے دور رہنا پسند نہیں کرتی تھیں۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کی وفات کے وقت زندہ تھے۔خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں وہ آسودہ خاک ہوئیں۔

[340]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ  ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(340) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب القراۃ فی المغرب، حدیث: 763 ـ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب القراءۃ فی الصبح، حدیث: 462ـ سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، حدیث: 810ـ سنن الترمذی، حدیث: ⇦⇦

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّهِ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ [المرسلات: 1] فَقِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ تَمَّامُ بْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَطُّ ذَكَرَ تَمَّامًا، مَا قَالَ لَنَا إِلَّا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّهِ.

کو میں نے مغرب کی نماز میں پڑھتے سنا ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾. سفیان سے یہ کہا گیا: لوگ تو یہ کہتے ہیں: تمام بن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کی ہے تو سفیان نے کہا: میں نے تو زہری کو کبھی تمام بن عباس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں سنا۔ انہوں نے تو ہمیشہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ان کی والدہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

[341]...... حدثنا الحميدی' حدثنا سفيان' حدثنا سالم أبو النصر: أنه سمع عميراً مولىٰ أم الفضل يحدث' عن أم الفضل قالت: شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِإِنَاءٍ فِيْهِ لَبَنٌ، فَشَرِبَ وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَمَا قَالَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ: يَشُكُّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أُمُّ الْفَضْلِ...... فَإِذَا وَقَفَ عَلَيْهِ، قَالَ: هُوَ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ۔

اُم فضل رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے عرفہ کے دن کے روزہ سے متعلق شک کیا تو میں نے آپ ﷺ کی طرف ایک دودھ کا برتن بھیجا تو آپ ﷺ نے پی لیا۔ کبھی سفیان رحمہ اللہ اس حدیث میں اس طرح فرماتے: لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے عرفہ کے دن کے روزہ کے بارے میں شک کیا تو آپ ﷺ کی طرف ام فضل رضی اللہ عنہا نے بھیجا...... تو یہ موقوف ہے' راوی نے کہا: وہ ام الفضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حاجی حضرات میدان عرفات میں 9 ذوالحجہ کو روزہ نہیں رکھیں گے، کیونکہ حاجیوں کا یہ دن بہت زیادہ مصروفیات والا ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو میدان عرفات میں نہیں ہیں، اگر 9 ذوالحجہ کا روزہ رکھیں گے تو اس کی احادیث میں بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عرفات کے دن کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (صحیح مسلم: 1162) ہر ہر بات کی تحقیق کرنی چاہیے، تاکہ شک اور

308۔ سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب القراء ة فی المغرب بالمرسلات، حدیث: 987۔سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب القراءة فی صلاةالمغرب، حدیث: 831۔مسنداحمد: 6/ 338۔سنن الدارمی: 1298۔مؤطاامام مالك، ص: 72، 71۔ صحیح ابن خزیمه: 519۔صحیح ابن حبان: 1832۔

(341) صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب شرب اللبن، حدیث : 5604۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب الفطر للحاج یوم عرفة، حدیث : 1123 .

وہم کی بنا پر غلط فہمی پیدا نہ ہو جائے۔

## مُسْنَدُ أُمِّ أَيُّوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

## ام ایوب رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

اصل نام معلوم نہیں اپنی کنیت ''امّ ایوب'' سے مشہور ہیں۔ میزبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں۔ ہجرت نبوی سے قبل اپنے شوہر کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو سات ماہ تک حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام فرمایا۔ اس دوران میں حضرت امّ ایوب رضی اللہ عنہا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا تیار کیا کرتی تھیں۔ ابتدا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے مکان کی زیریں منزل میں قیام فرمایا۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور امّ ایوب رضی اللہ عنہا اگر چہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق بالا خانہ میں منتقل ہو گئے تھے لیکن دونوں میاں بیوی کو ہر وقت یہ خیال مضطرب رکھتا تھا کہ وہ تو بالائی منزل میں مقیم ہیں اور مہبطِ وحی و رسالت نچلی منزل میں۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ ایک روز بالا خانے پر پانی سے بھرا ہوا برتن پھوٹ گیا۔ میاں بیوی اس خیال سے بے قرار ہو گئے کہ پانی بہہ کر نیچے جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوگی۔ گھر میں اوڑھنے کا ایک ہی لحاف تھا انھوں نے فی الفور یہ لحاف گھسیٹ کر پانی پر ڈال دیا تا کہ بہتا ہوا پانی لحاف میں جذب ہو جائے۔ جب پانی کے نیچے بہنے کا امکان نہ رہا تو میاں بیوی نے اطمینان کا سانس لیا۔ ایک دن اپنے بالائی منزل میں مقیم رہنے کا احساس اس قدر شدّت اختیار کر گیا کہ دونوں میاں بیوی چھت کے ایک کونے میں سمٹ کر بیٹھ گئے اور ساری رات اسی حالت میں جاگ کر گزار دی۔ صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم ساری رات چھت کے ایک کونے میں بیٹھ کر جاگتے رہے۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سبب دریافت فرمایا تو عرض کیا: ''ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، ہر لحظہ یہ خیال سوہان روح رہتا ہے کہ آپ تو زیریں منزل میں تشریف رکھتے ہیں اور ہم بالا خانہ میں مقیم ہیں۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، آپ بالا خانہ پر تشریف لے چلیے، حضور کے غلاموں کے لیے آپ کے قدموں کے نیچے رہنا ہی باعث سعادت ہے۔'' سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول فرما لی اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور حضرت امّ ایوب رضی اللہ عنہا نے بکمال مسرت نچلی منزل میں اقامت اختیار کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خانہ اقدس میں منتقل ہو جانے کے بعد بھی کبھی کبھی حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ دونوں میاں بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پر تپاک خیر مقدم کرتے تھے اور جو کچھ میسر ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کی حالت میں خانہ اقدس سے نکلے۔ راستے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم بھی مل گئے۔ سرور کونین ان دونوں کو ساتھ لے کر حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر رونق افروز ہوئے۔ اس وقت

حضرت ابو ایوب اپنے مکان سے متصل کھجوروں کے باغ میں تھے اور گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ حضرت امّ ایوب رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو اہلاً وسہلاً کہا۔ حضور ﷺ نے پوچھا: ''ایوب کہاں ہے؟''

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی آواز سنی تو کھجوروں کا ایک گچھا توڑ کر دوڑے ہوئے گھر آئے اور یہ گچھا مہمانانِ گرامی کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے ساتھ ہی فوراً ایک بکری ذبح کی۔ حضرت امّ ایوب رضی اللہ عنہا نے آدھے گوشت کا سالن بنایا اور آدھے کے کباب بنائے اور حضور ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ حضور ﷺ نے ایک روٹی پر کچھ سالن رکھ کر فرمایا۔ ''اسے فاطمہ کو بھیج دو اس پر کئی دن کا فاقہ ہے۔'' حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے تعمیل ارشاد کی اور حضور ﷺ نے اپنے رُفقاء کرام کے ساتھ کھانا کھایا۔ قیاس یہ ہے کہ حضرت امّ ایوب نے کئی اور مواقع پر بھی اسی طرح حضور ﷺ کی خدمت کی ہوگی۔ حضرت امّ ایوب رضی اللہ عنہا سے کئی احادیث بھی مروی ہیں۔ ان کے بطن سے حضرت ایوب رضی اللہ عنہ کی جو اولاد ہوئی ان میں سے ایوب، خالد، محمد تین بیٹوں اور ایک بیٹی عمرہ کے نام معلوم ہیں۔ حضرت امّ ایوب رضی اللہ عنہا کے سالِ وفات کے بارے میں کتبِ سیر خاموش ہیں۔

[342]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، أَنَّ أُمَّ أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: نَزَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَكَلَّفْنَا لَهُ طَعَامًا فِيهِ مِنْ بَعْضِ هَذِهِ الْبُقُولِ فَكَرِهَهُ وَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((كُلُوا فَإِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُوذِيَ صَاحِبِي)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: قَالَ سُفْيَانُ وَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّوْمِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ هَذَا الَّذِي يُحَدَّثُ بِهِ عَنْكَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ ((فَقَالَ)) حَقٌّ .

ام ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں مہمان تھے، ہم نے آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا، اس میں بعض سبزیاں بھی ڈالیں، (لہسن و پیاز) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو فرمایا: تم کھاؤ! میں تم جیسا نہیں ہوں، میں اپنے رفیق (جبریل علیہ السلام) کو تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں۔ حمیدی کہتے ہیں کہ سفیان نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نیند میں دیکھا تو میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا خیال ہے جو وہ آپ ﷺ سے بیان کرتا ہے کہ بے شک فرشتے ایذا محسوس کرتے ہیں جس سے ابن آدم ایذا محسوس کرتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (حق) سچ ہے۔

(342) صحيح، سنن الترمذی، کتاب الاطعمة، باب ما جاء فی الرخصة فی الثوم مطبوخا، حدیث: 1810۔سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة، حدیث: 3364۔مسنداحمد: 6/ 433۔سنن الدارمی: 2060۔صحیح ابن خزیمه: 1671۔صحیح ابن حبان: 2093۔ مصنف ابن ابی شیبة: 2/ 511۔معجم الكبير للطبرانی: 25/ 136۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر وہ چیز کھانا یا استعمال کرنا ناپسندیدہ ہے جس سے منہ سے بدبو آنا شروع ہو جائے، مثلاً: پیاز، لہسن، حقہ، سگریٹ وغیرہ۔ یاد رہے کہ پیاز اور لہسن کو پکا کر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اس سے بوختم ہو جاتی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جبرائیل امین علیہ السلام میں بھی اللہ تعالیٰ نے قوتِ حس رکھی ہے، اس لیے تو وہ بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ بعض محدثین اور تابعین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیدار ہوا ہے۔ بعض لوگ خود ہی جھوٹے خواب بنا کر لوگوں کو مرعوب کرتے پھرتے ہیں، ان کی فریب کاریوں میں نہیں آنا چاہیے۔

[343]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: نَزَلْتُ عَلَى أُمِّ أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّةِ فَأَخْبَرَتْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ أَيَّهَا قَرَأْتَ أَصَبْتَ)).

ام ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کا نزول سات حروف پر کیا گیا ہے جو بھی تو نے پڑھا' وہی ٹھیک ہے۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے قراءت سبعہ کا ثبوت ملتا ہے، اور یہ حجت ہے، اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، اس سے مراد قراء تیں ہیں، اورفن قراءت ایک مستقل فن ہے، اس کی مفصل اور مختصر بہت زیادہ کتب ہیں، قدیم قراء نے اس پر بہت زیادہ کام کیا ہے، ہر ہر قراءت باسند ثابت ہے۔ والحمد للہ!

## مُسْنَدُ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رَقِيقَةَ نَسِيبَةِ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

## امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا (جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قریبی رشتہ دار تھیں) کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

اُمیمۃ بنت رقیقۃ بنت عبد ویقال عبداللہ بن بجاد بن عمیر بن الحارث بن حارثۃ بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لؤی بن غالب۔ رقیقۃ ان کی والدہ کا مکمل نام رقیقۃ بنت خویلد بن اُسد ہے جو کہ ام المومنین سیدہ خدیجۃ بنت خویلد زوج النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - کی حقیقی بہن تھیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: رقيقة بنت صيفي بن هاشم بن عبد مناف أم مخرمة بن نوفل اهـ (تحفة الأشراف ج 11/ ص .864)

(343) صحيح، مسند احمد: 6/ 433۔مصنف ابن ابی شيبة: 10/ 515۔تفسير ابن جرير: 30/1۔شرح مشكل الآثار للطحاوی: 3100۔ الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 3320۔معرفة الصحابة لابی نعيم: 7920۔

[344]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَيْمَةَ بِنْتَ رَقِيقَةَ تَقُولُ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي نِسْوَةٍ فَقَالَ: ((فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ)) فَقُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَايِعْنَا فَقَالَ ((إِنِّي لَا أُصَافِحُكُنَّ إِنَّمَا قَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ فِيهِ أُمَيْمَةُ بِنْتُ رَقِيقَةَ نَسِيبَةُ خَدِيجَةَ فَقَالَ سُفْيَانُ هِيَ نَسِيبَةُ خَدِيجَةَ وَلَمْ يَقُلْهُ لَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ .

امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے عورتوں میں شامل ہوکر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو تمھیں قوت اور طاقت ہو،تو میں نے کہا: اللہ اوراس کا رسول ہم پر ہمارے اپنے آپ سے زیادہ مہربان ہے، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم سے بیعت لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے ہاتھ نہیں ملاؤں گا، یقیناً میرا سو عورت کو کہنا اور ایک عورت کو کہنا ایک جیسا ہے۔ ابوبکر نے کہا: سفیان کو کہا گیا: کچھ راوی سند میں اُمیمہ بنت رقیقہ نسیبہ خدیجہ کہتے ہیں،تو انھوں نے کہا: وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رشتہ دار تو ہیں،لیکن یہ ابن منکدر نے ہمیں نہیں کہا۔

**فائدہ** :...... ''قوت اورطاقت'' میں تمام فرائض وواجبات آتے ہیں،اور ان سے زائد امور میں انسان صرف اُسی کا مکلّف ہے جن کے کرنے کی وہ طاقت رکھتا ہو۔کوئی کم عقل یہ نہ سمجھے کہ مجھ میں تو تین نمازیں پڑھنے کی طاقت ہے، لہٰذا میں تین ہی پڑھ لیا کروں گا، یہ واضح گمراہی ہے، اور قرآن وحدیث سے بغاوت ہے۔ بیعت صرف محمد رسول اللہ ﷺ یا خلیفہ وقت کی مشروع ہے،اب کوئی خلیفہ نہیں ہے، لہٰذا اب کسی کی بیعت نہیں ہوگی۔آج کل بعض نے اپنے ماتحتوں سے بیعت لینے کا ڈھونگ رچا رکھا ہے جو کہ درست نہیں ہے،اورعورت سے بیعت زبانی ہوگی، نہ کہ ہاتھ کے ساتھ ہاتھ ملا کر۔غیر محرم عورت سے جسم چھُو کرنا حرام اورکبیرہ گناہ ہے۔

## مُسْنَدُ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ رضی اللہ عنہا
## ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا: رُبَیع بنت مُعَوِّذ بن عفراء صحابیہ رسول اور راویہ حدیث ہیں۔

(344) صحیح، سنن الترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی بیعة النساء۔حدیث: 1597۔سنن النسائی، کتاب البیعة، باب بیعة النساء، حدیث: 4195، 4186۔سنن ابن ماجه، کتاب الجهاد، باب بیعة النساء، حدیث: 2873۔ مسند احمد: 6/ 357۔مؤطا امام مالك، ص: 602۔ معجم الكبير للطبرانی: 24/ 187۔مصنف عبدالرزاق: 9826۔صحیح ابن حبان: 4553۔

## نام ونسب:

ربیع نام۔قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں،سلسلہ نسب یہ ہے۔ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار، والدہ کا نام ام تزید تھا۔ جو قیس بن زعورا کی بیٹی تھی، ربیع اور ان کے تمام بھائی عفراء کی اولاد مشہور ہیں،عفراء ان لوگوں کی دادی ہیں۔

## اسلام:

ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔

## نکاح:

ایاس بن بکر لیثی سے شادی ہوئی،صبح کو پیغمبر اسلام ان کے گھر تشریف لائے اور بستر پر بیٹھ گئے،لڑکیاں دف بجا بجا کر شہدائے بدر کے مناقب میں اشعار پڑھ رہی تھیں،اس ضمن میں آپ ﷺ کی شان میں بھی کچھ اشعار پڑھے۔جن میں ایک مصرع یہ تھا،اور ہم میں وہ نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے،(اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو وحی کے بغیر کل کا علم غیب نہیں تھا) آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ نہ کہو(اور اس کے علاوہ جو کہتی تھیں وہ کہو۔

## عام حالات:

غزوات میں شرکت کرتی تھیں،زخمیوں کا علاج کرتیں،لوگوں کو پانی پلاتیں اور مقتولین کو مدینہ پہنچاتیں اور فوج کی خدمت کرتی تھیں غزوہ حدیبیہ میں بھی موجود تھیں،جب بیعت رضوان کا وقت آیا تو انھوں نے بھی آکر بیعت کی۔سنہ 35 ہجری میں اپنے شوہر سے علیحدہ ہوئیں،شرط یہ تھی کہ جو کچھ میرے پاس ہے اس کو لے کر مجھ سے دستبردار ہو جاؤ، چنانچہ اپنا تمام سامان ان کو دے دیا،صرف ایک کُرتی رہنے دی لیکن شوہر کو یہ بھی گوارا نہ ہوا، جا کر عثمان غنی کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا، چونکہ ربیع نے کل چیزوں کی شرط کی تھی،عثمان غنی نے فرمایا تم کو اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیے۔اور شوہر سے فرمایا کہ تم ان کے جوڑا باندھنے کی دھجی تک لے جا سکتے ہو۔

## وفات:

ربیع کی وفات کا سال نامعلوم ہے۔

## اولاد:

اولاد میں محمد مشہور ہیں۔

## فضل وکمال:

ربیع سے اکیس حدیثیں مروی ہیں،علمی حیثیت سے ان کا یہ پایہ تھا کہ عباس اور زین العابدین ان سے مسائل

دریافت کرتے تھے۔ راویوں میں بہت سے لوگ ہیں مثلاً عائشہ بنت انس بن مالک، سلیمان بن یسار، ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن نافع، عبادہ بن الولید، خالد بن ذکوان، عبداللہ بن محمد بن عقیل، ابوعبیدہ بن محمد (عمار بن یاسر کے پوتے) محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان۔

## اخلاق:

جوش ایمان اس سے ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ اسماء بنت مخربہ جو ابوربیعہ مخزومی کی بیوی تھی اور عطر بیچتی تھی چند عورتوں کے ساتھ ربیع کے گھر آئی اور ان کا نام ونسب دریافت کیا، چونکہ ربیع کے والد نے ابوجہل کو بدر میں قتل کیا تھا اور اسماء قریش کے قبیلے سے تھی بولی، تو تم ہمارے سردار کے قاتل کی بیٹی ہو؟ ربیع کو ابوجہل کی نسبت سردار کا لفظ نہایت ناگوار ہوا۔ اور بولیں سردار نہیں بلکہ غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں۔ اسماء کو ابوجہل کی شان میں یہ گستاخی پسند نہ آئی، جھنجھلا کر کہا مجھ کو تمھارے ہاتھ سودا بیچنا حرام ہے۔ ربیع نے برجستہ کہا، مجھ کو تم سے کچھ خریدنا حرام ہے، کیونکہ تمھارا عطر، عطر نہیں بلکہ گندگی ہے۔ محمد ﷺ سے بے انتہا محبت تھی، آپ ان کے گھر اکثر تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ تشریف لائے اور ان سے وضو کے لیے پانی مانگا۔ ایک مرتبہ دو طباقوں میں چھوہارے اور انگور لے کر گئیں، تو آپ نے زیور یا سونا مرحمت فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کا ایک مرتبہ کسی نے حلیہ پوچھا تو بولیں بس یہ سمجھ لو کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔

[345]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أَرْسَلَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ إِلَى الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ؛ أَسْأَلُهَا عَنْ وُضُوءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَهَا فَأَتَيْتُهَا فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ إِنَاءً يَكُونُ مُدًّا أَوْ مُدًّا وَرُبْعًا بِمُدِّ بَنِي هَاشِمٍ فَقَالَتْ ((بِهَذَا كُنْتُ أُخْرِجُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْوَضُوءَ فَيَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الْإِنَاءَ، ثُمَّ

عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب نے کہا: مجھے علی بن حسین نے ربیع بنت معوذ بن عفراء کے پاس روانہ کیا کہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کا وضو معلوم کر کے آؤں' اس لیے کہ آپ ﷺ ان کے پاس وضو کیا کرتے تھے۔ میں ان کے پاس گیا تو انھوں نے میرے سامنے ایک برتن نکالا جو ایک سیر یا سوا سیر کے برابر ہوگا، ابن ہشام کے سیر سے' تو انھوں نے کہا: اس برتن میں رسول اللہ ﷺ کے لیے میں پانی نکال رکھتی، آپ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے تین بار ہاتھ دھوتے تھے' پھر آپ ﷺ کلی کرتے' اور ناک

(345) اسناده ضعيف، عبداللہ بن محمد بن عقیل ضعیف راوی ہے۔ مسنداحمد: 6/ 358۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب ماجاء في غسل القدمين، حديث: 458۔ سنن ابی داود، كتاب الطهارة، باب صفة وضوء النبی ﷺ، حديث: 127۔ معجم الكبير للطبراني: 268، 24/ 267۔ سنن الدارقطني: 1/ 96۔ سنن الكبرٰى للبيهقي: 1/ 72۔

يَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْثِرُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ يَمْسَحُ بِرَأْسِهِ مُقْبِلًا وَمُدْبِرًا، وَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا)) قَالَتْ: وَقَدْ جَاءَنِي ابْنُ عَمَّتِكَ فَسَأَلَنِي عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: مَا عَلِمْنَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ إِلَّا غُسْلَيْنِ وَمَسْحَتَيْنِ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَوَصَفَ لَنَا سُفْيَانُ الْمَسْحَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى قَرْنَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا إِلَى جَبْهَتِهِ، ثُمَّ رَفَعَهُمَا وَوَضَعَهُمَا عَلَى قَرْنَيْهِ مِنْ وَسَطِ رَأْسِهِ، ثُمَّ مَسَحَ إِلَى قَفَاهُ قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ ابْنُ عَجْلَانَ حَدَّثَنَاهُ أَوَّلًا عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ فَزَادَ فِي الْمَسْحِ قَالَ: ثُمَّ مَسَحَ مِنْ قَرْنَيْهِ عَلَى عَارِضَيْهِ حَتَّى بَلَغَ طَرَفَ لِحْيَتِهِ، فَلَمَّا سَأَلْنَا ابْنَ عَقِيلٍ عَنْهُ، لَمْ يَصِفْ لَنَا فِي الْمَسْحِ الْعَارِضَيْنِ، وَكَانَ فِي حِفْظِهِ شَيْءٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَلْقَنَهُ.

چھنکتے تین تین بار، منہ دھوتے تین تین بار، پھر بازو دھوتے تین تین بار، پھر سر کا مسح کرتے آگے سے پیچھے اور پیچھے سے آگے کو اور پاؤں کو دھوتے تین تین بار۔ پھر انھوں نے کہا: تیرے چچا کا بیٹا میرے پاس آیا، اس نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اسے بتایا' تو اس نے کہا: ہمیں تو اللہ کی کتاب میں دو اعضاء کو دھونا اور دو اعضاء کا مسح کرنا ہی معلوم ہوتا ہے۔ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ ابو بکر نے کہا: ہمیں سفیان نے مسح کی کیفیت بتلائی تو انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ سر کے دونوں کناروں پر رکھے، پھر ان دونوں ہاتھوں سے پیشانی کا مسح کیا، پھر ان کو اٹھایا اور انھیں سر کے دونوں کناروں سینگوں والی جگہ پر رکھا اور پھر گدی تک مسح کیا۔ سفیان نے کہا: ابن عجلان نے ہمیں پہلے بیان کیا ،وہ ابن عقیل سے اور وہ ربیع سے روایت کرتے ہیں اور اس میں مسح کی زیادتی ہے، فرمایا: پھر مسح کیا سر کے کناروں سے رخساروں تک حتی کہ اپنی داڑھی کے کنارے تک پہنچ گئے، جب ہم نے ابن عقیل سے سوال کیا تو انھوں نے ہمیں رخساروں کے مسح کے متعلق بیان نہیں کیا۔

## مُسْنَدُ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيَّةِ أَسَدِ خُزَيْمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

## اُم قیس بنت محصن اسدیہ اسد خزیمہ رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

حضرت امّ قیس بنتِ محصن: بنو اسد بن خزیمہ سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے: امّ قیس بنت محصن بن حرثان بن قیس بن مرّہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ حضرت امّ قیس رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی حضرت عُکاشہ بن محصن اور حضرت عمرو بن محصن رضی اللہ عنہم ہجرت نبوی سے پہلے سعادت اندوز اسلام ہوئے۔ ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا اِذن دیا تو حضرت امّ قیس بھی اپنے بھائیوں اور دوسرے قدح خوارانِ توحید کے ساتھ مدینہ پہنچیں۔

حضرت امّ قیس رضی اللہ عنہا سے 124 احادیث مروی ہیں۔ مزید حالات معلوم نہیں۔ رضی اللہ عنہا

[346]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيَّةَ تَقُولُ: ((دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِابْنٍ لِي لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَاءٍ فَرَشَّهُ عَلَيْهِ)).

ام قیس بنت محصن اسدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا بیٹا لے کر گئی جو ابھی روٹی نہیں کھاتا تھا، اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا' پس رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر چھڑک دیا۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر دودھ پیتا بچہ پیشاب کر دے تو اس پر پانی چھڑکنا کافی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّمَا يُغْسَلُ من بول الأنثى وَيُنْضَحُ من بول الذكر" (لڑکی کا پیشاب دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے گا)۔ (سنن ابی داود: 375، صحیح) سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی یہی کہا کرتے تھے۔ (سنن ابی داود: 377، صحیح) اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے جلیل القدر تابعی امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک وہ دونوں کھانا نہ کھاتے ہوں، جب وہ کھانا کھانے لگ جائیں تو دونوں کا پیشاب دھویا جائے گا۔" (سنن ابی داود: 378، صحیح) اس فرق کی کئی ایک وجوہات بیان کی گئی ہیں، ان کی علت قرآن وحدیث میں بیان نہیں کی گئی، اس کی علت کے بارے میں مختلف اہل علم کی مختلف آراء ہیں۔

[347]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے

(346) صحيح البخارى، كتاب الطب، باب السعوط بالقسط الهندى والبحرى، حديث: 5693۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع، حديث: 287۔ سنن ابى داود، كتاب الطهارة، باب بول الصبى يصيب الثوب، حديث: 374۔ سنن الترمذى، كتاب الطهارة، باب ما جاء فى نضح بول الغلام، حديث: 71۔ سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب بول الصبى الذى لم ياكل الطعام، حديث: 302۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب ما جاء فى بول الصبى الذى لم يطعم، حديث: 524۔ مسنداحمد: 6/ 355۔ سنن الدارمى: 747۔ مؤطا امام مالك، ص: 65۔ صحيح ابن خزيمه: 285۔ مصنف ابن ابى شيبة: 1/ 20۔ صحيح ابن حبان: 1373۔

(347) صحيح البخارى، كتاب الطب، باب السعوط الهندى والبحرى، حديث: 5692۔ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب التداوى بالعود الهندى حديث: 2214۔ سنن ابى داود، كتاب الطب، باب العلاق، حديث: 3877۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطب، حديث: 3462۔ سنن الكبرىٰ للنسائى: 7539۔ مسند احمد: 6/ 355۔ مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 8۔ مصنف عبد الرزاق: 1486۔ معجم الكبير للطبرانى: 25/ 178۔ سنن الكبرىٰ للبيهقى: 7/ 465۔

قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ تَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِابْنٍ لِي وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْعَلَاقِ؟ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ يُسَعَّطُ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيَلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَسَّرَ لَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ اثْنَيْنِ وَلَمْ يُفَسِّرْ لَنَا خَمْسَةً قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: الْعُودُ الْهِنْدِيُّ هُوَ الْقُسْطُ .

پاس اپنا ایک بیٹا لے کر گئی اس کے گلے کا کوا ٹٹولہ ہوا تھا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بچوں کے گلے کیوں دباتی ہو اس کے لٹکانے سے؟ تم اس ہندی لکڑی سے علاج کیا کرو، اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے، حلق کے درد میں اسے ناک میں ڈالا جاتا ہے، اور سینہ کے درد میں اسے چبایا جاتا ہے۔ زہری نے کہا: عبیداللہ نے دو کو ہمارے سامنے بیان کیا اور پانچ بیماریوں کو بیان نہ کیا اور حمیدی نے کہا: (عود ہندی) قسط ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے کے حلق کی تکلیف کا علاج مسنون طریقے سے کیا جائے، اور وہ یہ ہے کہ عود ہندی کو ناک میں ڈالا جائے، اس سے حلق کی بیماری دور ہو جاتی ہے، لیکن بعض لوگ بچے کے حلق کو انگلی سے دباتے ہیں، حالانکہ اس سے بچے کو تکلیف کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے، اور انسان سنت کی مخالفت کا بھی مرتکب ہو جاتا ہے۔ عوف ہندی کو پیس کر پانی یا تیل میں ملایا جائے اور اسے ناک میں ڈالا جائے۔ اس طرح دوا خود بخود حلق تک پہنچ جاتی ہے اور بچے کو سکون پہنچ جاتا ہے۔ نیز اس حدیث سے عود ہندی کی اہمیت وفضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس میں کئی ایک بیماریوں کی شفا رکھی گئی ہے، عود ہندی ایک خوشبودار لکڑی ہے اس میں معمولی سا کھردرا پن ہوتا ہے اس کے چبانے سے دانتوں کی اصلاح ہو جاتی ہے نیز اس کے استعمال سے پیشاب اور حیض کھل کر آتا ہے۔ مسلمانوں کو طب میں قرآن وحدیث کی پابندی کا خیال رکھنا چاہیے۔

## مُسْنَدُ أُمِّ كُرْزٍ الْخُزَاعِيَّةِ رضی اللہ عنہا
## ام کرز خزاعیہ رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

"بضمّ الكاف، وسكون الراء، بعدها زايٌ- الخُزَاعيّة، ثم الكعبيّة المكيّة، صحابيّة، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث بیان کی ہیں۔ ان کے شاگردوں میں عطاء، وطاوس، ومجاہد، وسباع بن ثابت، و عُروۃ بن الزبیر، وغیرہم پائے جاتے ہیں۔ (نیز دیکھیں: تحفۃ الأشراف 13 / 99-100) سنن اربعہ میں ان کی احادیث ہیں۔

[348]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ سِبَاعَ بْنَ ثَابِتٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ كُرْزٍ الْكَعْبِيَّةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ لَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أَمْ إِنَاثًا)).

اُم کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کافی ہے، نر یا مادہ کا کوئی فکر تمھیں نہیں ہونا چاہیے۔

[349]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ مَيْسَرَةَ الْفِهْرِيَّةِ مَوْلَاتَهُ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ أُمَّ كُرْزٍ الْخُزَاعِيَّةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((فِي الْعَقِيقَةِ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَأَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ)).

اُم کرز خزاعیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں جو ہم عمر ہوں، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کافی ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں مسئلہ عقیقہ بیان ہوا ہے، اور بہت زیادہ مسلمان لاکھوں، کروڑوں پتی بھی اس واجبی حکم پر عمل نہیں کرتے۔ اس کی اہمیت وفرضیت اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بچہ اپنے عقیقے کے عوض گروی ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے (جانور) ذبح کیا جائے گا، اور اس کے سر کے بال اتارے جائیں گے، اور اس کا نام رکھا جائے گا۔'' (سنن ابی داود: 2838، سنن الترمذی: 1522، حسن صحیح سنن ابن ماجہ: 3165)

---

(348) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الضحايا، باب فى العقيقة، حديث: 2836۔سنن النسائى، كتاب العقيقة، باب كم يعق عن الجارية، حديث: 4222۔ سنن الدارمى: 1974۔من طريق عبيد الله بن ابى يزيد عن سباع بن ثابت عن ام كرز۔ سنن ابن ماجه، كتاب الذبائح، باب العقيقة، حديث: 3162۔سنن ابى داود: 2835۔عن عبيد اللّٰه بن يزيد عن ابيه عن سباع به۔سنن الترمذى، كتاب الاضاحى، باب الاذان فى اذن المولود، حديث: 1516۔ مسند احمد: 6/ 422۔ مصنف عبدالرزاق: 7954۔من طريق عبيد الله بن ابى يزيد عن سباع بن ثابت۔

(349) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الضحايا، باب فى العقيقة، حديث: 2834۔سنن النسائى، كتاب العقيقة، باب العقيقة عن الجارية، حديث: 4221۔ مسنداحمد: 6/ 422۔مصنف عبدالرزاق: 7953۔صحيح ابن حبان: 5313۔سنن الكبرٰى للبيهقى: 9/ 301۔

اگر کسی میں ساتویں دن طاقت نہیں ہے تو جب اس کے پاس طاقت ہو تو وہ بعد میں عقیقہ کر لے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود نبوت ملنے کے بعد عقیقہ کیا تھا (الصحیحہ للألبانی: 6203) اس حدیث کو امام ضیاء مقدسی نے صحیح کہا ہے۔ (المختارہ: 54/2۔ 351/2، حدیث: 1833) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فالحدیث قوی الاسناد (پس یہ حدیث سند کے اعتبار سے مضبوط ہے) کہا ہے۔ (فتح الباری: 595/9) اور استاد محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس کو حسن لذاتہ کہا ہے۔ (مقالات: 206/5)

**تنبیہ**: ......بعض روایتوں میں عقیقہ کے متعلق چودہویں اور اکیسویں دن کا ذکر ہے، لیکن وہ روایت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں اسماعیل بن مسلم راوی ضعیف ہے۔ امام ابن حزم اندلسی فرماتے ہیں: اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کیا جا سکے تو اس کے بعد جب بھی اس فرض کی ادائیگی کی استطاعت رکھے تو عقیقہ کر لے۔ (المحلیٰ: 226/6)، اس بات سے ثابت ہوا کہ عقیقہ ساتویں دن کرنا چاہیے، اگر ساتویں دن گنجائش نہ ہو تو بعد میں کر لینا چاہیے۔ مُكَافِئَتَانِ سے مراد ہم عمر ہیں، جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔ (سنن ابی داود: 2834) یاد رہے کہ قربانی کے جانور کی شرائط عقیقے کے جانور پر لگانا درست نہیں ہے، امام محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری فرماتے ہیں: کسی صحیح یا ضعیف حدیث سے (قربانی والی) شرائط لگانا ثابت نہیں ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: 99/5)

[**350**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ سِبَاعَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أُمَّ كُرْزٍ الْكَعْبِيَّةَ تَقُولُ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ أَطْلُبُ مِنْهُ مِنْ لُحُومِ الْهَدْيِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((أَقِرُّوا الطَّيْرَ عَلَى مَكِنَاتِهَا)).

اُم کرز الکعبیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقام حدیبیہ میں ان سے قربانی کا گوشت لینے آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: پرندوں کو ان کی جگہ پر رہنے دو (مال لینے کے لیے نہ اڑاؤ)۔

[**351**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ام کرز رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

(350) صحيح، سنن ابی داود، كتاب الضحايا، باب فی العقيقة، حديث: 2835۔صحيح ابن حبان: 6126۔التوكل لابن ابی خزيمة كما فی اتحاف المهرة: 18/ 301، برقم: 23666۔ سنن الشافعی: 410۔سنن الكبرٰى للبيهقی: 9/ 311۔ شرح السنة للبغوی: 2818۔

(351) حسن، سنن ابن ماجه، كتاب تعبير الرؤيا الصالحة يراها المسلم او ترى له، حديث: 3896۔مسنداحمد: 6/ 381۔ سنن الدارمی: 2138۔ صحيح ابن حبان: 6047۔التوكل لابن خزيمه كما فی اتحاف المهرة: 18/ 300، برقم: 23665۔ تفسير ابن جرير: 17732۔

قَالَ: ثَنِی عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِی يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنِی أَبِی أَنَّهُ سَمِعَ سِبَاعَ بْنَ ثَابِتٍ يُحَدِّثُ: أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ كُرْزٍ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ)) وَكَانَ سُفْيَانُ يُحَدِّثُ بِهٰذَا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا زَمَانًا، ثُمَّ حَدَّثَ بِهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سِبَاعٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ وَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ يَتْرُكُ إِسْنَادَهُ حَتَّى أَثْبَتَهُ بَعْدُ.

نبوت جاتی رہی (ختم ہوئی) اور مبشرات باقی ہیں۔ سفیان ﷫ یہ حدیث عبید اللہ کے طریق سے ایک زمانہ تک نبی کریم ﷺ سے مرسل بیان کرتے رہے، پھر انھوں نے یہ روایت اپنے والد سے، انھوں نے سباع سے، انھوں نے ام کرز ﷞ سے بیان کی، اور فرمایا: انھوں نے اس سند کو ترک کیا تھا، پھر بعد میں اسے ثابت رکھا۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبوت کا دروازہ بند ہے، اور مبشرات سے مراد اچھے خواب ہیں، کیونکہ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مومن کو کسی ملنے والی نعمت کی خبر دیتا ہے یا کسی آنے والی مصیبت سے متنبہ کر دیتا ہے تاکہ انسان اس سے بچنے کی دعا اور تدبیر کر لے۔

## الجزء الرابع

## من مسند أبی بكر عبد الله بن الزبير القرشی المكی الحميدی

## مُسْنَدُ أُمِّ حَرَامٍ ﵂

## ام حرام ﷞ کی مرویات

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْعَالِمُ الزَّاهِدُ الْحَافِظُ تَقِيُّ الدِّينِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ سُرُورٍ الْمَقْدِسِيُّ أَحْسَنَ اللّٰهُ تَوْفِيقَهُ: ثنا أَبُو الْحَسَنِ سَعْدُ اللّٰهِ بْنُ نَصْرِ بْنِ الدَّجَّاجِيِّ، وَأَبُو الْمَعَالِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْغَنِيِّ ابْنِ حَنِيفَةَ الْبَاجِسْرَائِيُّ بِبَغْدَادَ قَالَا: ثنا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقْرِءُ الْمَعْرُوفُ بِالْخَيَّاطِ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زَيْدٍ الْمُؤَدِّبُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ، وَأَنَا أَسْمَعُ فِی سَنَةِ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ فَأَقَرَّ بِهِ، قَالَ: ثنا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الصَّوَّافُ: ثنا بِشْرٌ قَالَ:

### تعارف راوی حدیث

ام حرام ﷞ بنت ملحان بن خالد الانصاریہ ہے، یہ ام سُلَیم ﷞ کی بہن اور سیدنا انس ﷜ کی خالہ تھیں، اور سیدنا عبادہ بن صامت ﷜ کی بیوی تھیں۔ یہ مدینہ منورہ کے ان لوگوں میں سے تھیں جو پہلے اسلام لائے تھے۔ یہ سیدنا عثمان

بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں 28ھ کو فوت ہوئیں۔

[352]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: ثنا هِلَالُ بْنُ مَيْمُونِ الْجُهَنِيُّ الرَّمْلِيُّ، عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ حَرَامٍ قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غُزَاةَ الْبَحْرِ لِلْمَائِدِ أَجْرُ شَهِيدٍ، وَلِلْغَرِيقِ أَجْرُ شَهِيدَيْنَ قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ)) فَغَزَتِ الْبَحْرَ فَلَمَّا خَرَجَتْ رَكِبَتْ دَابَّتَهَا فَسَقَطَتْ فَمَاتَتْ.

ام حرام رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندری غازیوں کا ذکر فرمایا کہ قے والے کو ایک شہید کا اور غرق ہونے والے کو دو شہید کا اجر وثواب ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ! اس کو ان میں سے کر دے۔ انھوں نے بحری غزوہ میں شمولیت کی اور جب سمندر سے نکل کر سواری کے کجاوہ پر سوار ہوئی تو گر گئیں اور وفات پا گئیں۔

**فائدہ** :...... شہادت کے مختلف درجات ہیں، سب سے افضل ترین شہید وہ ہے جو معرکہ میں کفار کے ہاتھوں شہید ہوا۔ اس کے علاوہ حدیث میں مختلف بیماریوں سے فوت ہونے والے کو بھی شہید کہا گیا ہے، نیز اس حدیث سے سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

## مُسْنَدُ أُمِّ شَرِيكٍ رضی اللہ عنہا
## ام شریک رضی اللہ عنہا کی حدیث

### تعارف راوی حدیث

**نام ونسب:**

خولہ نام، ام شریک کنیت، قبیلہ سلیم سے تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ ہیں۔ [مسند ج6 ص409] نسب نامہ یہ ہے۔ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم۔

**نکاح:**

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے، نکاح ہوا۔

---

(352) حسن، سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فضل الغزو فی البحر، حديث: 2493۔معجم الكبير للطبرانی : 25/ 133، 134۔ سنن الكبرى للبيهقی: 4/ 335۔التمهيد لابن عبد البر: 1/ 239۔

## عام حالات:

مسلمان ہو کر مدینہ کو ہجرت کی۔ سن دو ہجری میں غزوہ بدر کے بعد حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے دوسرا نکاح نہیں کیا، اکثر پریشان رہتی تھیں، صحیح بخاری میں روایت آئی ہے کہ انھوں نے اپنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ [بخاری ج 2 ص 76، باب هل للمرأة ان تهب نفسها لأحد و تهذیب ج 2 ص 215]

## فضل وکمال:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ حدیثیں روایت کیں، راویان حدیث میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیّب، بشیر بن سعید، عروہ اور ربیع بن مالک داخل ہیں۔

## اخلاق:

اسد الغابہ میں ہے "كانت امرأة صالحة" وہ ایک نیک بی بی تھیں۔ مسند میں ہے، تصوم النهار و تقوم الليل یعنی دن کو روزہ رکھتی اور رات کو عبادت کرتی تھیں۔ ابتداءً زیور کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر طائف فتح ہو تو آپ مجھ کو فلاں عورت کا زیور دے دیجیے گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ اس کی اجازت نہ دے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ [اصابہ ج 8 ص 70] أم شريك العامرية، ويقال: الأنصارية، ويقال: الدوسيّة، ان کا نام غُزیّۃ تھا، اور یہ بھی کہا گیا ہے: غُزیلۃ بنت دودان بن عمرو بن عامر بن رواحۃ بن منقذ بن عمرو بن مُعَیص بن عامر بن لؤی۔ ابن سعد نے کہا: غُزیّۃ بنت جابر بن حکیم اور کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنا نفس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کیا تھا۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احادیث بیان کی ہیں اور ان سے جابر بن عبد اللہ، وسعید ابن المسیّب، وعروۃ بن الزبیر، وشہر بن حوشب۔ ان کی احادیث کتب ستہ میں ہیں سوائے سنن ابوداود کے۔ (ذخيرة العقبى: 134/25)

[**353**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثَنِى عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ الْحَجَبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ يَقُولُ:

ام شریک رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی مارنے کا حکم دیا ہے۔

---

(353) صحيح البخارى، كتاب بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال، حديث: 3307۔ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ، حديث: 2237۔ سنن النسائى، كتاب المناسك۔ مسند احمد: 6/ 462۔ سنن الدارمى: 2006۔ مصنف عبدالرزاق: 8395۔مصنف ابن ابى شيبة: 5/ 401۔

أَخْبَرَتْنِي أُمُّ شَرِيكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاغِ)).

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ چھپکلی مارنا فرض ہے، نیز اس کو پہلی ضرب سے مارنے کے بدلے میں 100 نیکیاں بھی ملتی ہیں۔ (صحیح مسلم: 5847/2240) اس کو مارنے کی وجہ بھی حدیث میں موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آتش نمرود میں ڈالے گئے تو زمین کا ہر جانور اسے بجھانے کی کوشش کرتا تھا، البتہ چھپکلی اسے پھونکیں مار، مار کر تیز کرنے میں کوشاں تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے مار دینے کا حکم دیا۔'' (سنن ابن ماجہ: 3231۔ حسن) یاد رہے کہ قواعد فقہیہ میں سے ہے کہ جس جانور کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہو، یا جس جانور کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہو، اس کا کھانا حرام ہے۔

## مُسْنَدُ بَقِيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

## بقیرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث

### تعارف راوی حدیث

حضرت بقیرہ رضی اللہ عنہا: یہ خاتون مقاع بن ابو حدرد اسلمی کی بیوی تھیں، ابن ابی خیثمہ کا قول ہے کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ اسلمیہ تھیں یا نہیں۔

[354]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ بَقِيرَةَ امْرَأَةِ الْقَعْقَاعِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((يَا هَؤُلَاءِ إِذَا سَمِعْتُمْ بِجَيْشٍ قَدْ خُسِفَ بِهِ قَرِيبًا فَقَدْ أَظَلَّتِ السَّاعَةُ)).

بقیرہ قعقاع بن ابی حدرد اسلمی کی بیوی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ممبر پر فرماتے سنا: اے لوگو! جب سنو کہ قریب صحراء میں ایک فوج زمین میں دھنسا دی گئی ہے، تو پھر قیامت کے قریب آنے کو یقینی سمجھو۔

---

(354) حسن، مسنداحمد: 378/6، 379۔ معجم الكبير للطبراني: 203/24۔ 204۔ اسد الغابة لابن الاثير: 7/ 41۔ معرفة الصحابة لابي نعيم: 7575۔ من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد۔ مسنداحمد: 6/ 379۔ معجم الكبير للطبراني: 24/ 204۔ الآحاد والمثاني لابن ابي عاصم: 3466۔ معرفة الصحابة لابي نعيم: 7576۔ من طريق محمد بن اسحاق عن محمد بن عمرو بن عطاء عن بقيرة۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں قیامت کی علامات کبریٰ میں سے ایک علامت کا ذکر ہے۔''قریب ہی دھنسا دیا جائے گا'' کا مطلب ہے کہ اس لشکر کو سرزمین مدینہ یا مکہ کے قریب ہی زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔اس کی تفصیل اس حدیث میں ملاحظہ فرمائیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ایک پناہ لینے والا بیت اللہ میں پناہ لے گا،اس کی طرف ایک لشکر ارسال کیا جائے گا،وہ لشکر جب ایک کھلے میدان میں ہوگا تو اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔میں نے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! ان کا کیا ہوگا جو مجبوراً اس لشکر میں شامل کیے گئے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں بھی لشکر کے ساتھ ہی دھنسا دیا جائے گا،مگر روز قیامت ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔'' (صحیح مسلم: 2882)

# مُسْنَدُ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

## بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کے حالات: بسرة بنت صفوان بن نوفل بن أسد بن عبد العزى، الأسدية صحابیہ انھوں نے ہجرت کی تھی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہیں۔صفوان بن نوفل کی بیٹی بسرہ سے اولاد ہوئی۔ یہ معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص کی ماں تھیں اور عبدالملک بن مروان کی دادی تھیں۔انھوں نے نبی کریم ﷺ سے احادیث بیان کیں اور ان سے أم كلثوم بنت عقبة بن أبي معيط، ولها صحبة، وعبد الله بن عمرو بن العاص، ومروان بن الحكم، وعروة ابن الزبير، وحميد بن عبد الرحمٰن بن عوف نے احادیث بیان کیں۔قال ابن عبد البر: جس نے انھیں کنانہ سے شمار کیا ہے اس کی بات درست نہیں ہے بلکہ درست یہ ہے کہ یہ بنی اسد سے تھیں۔امام ابن حبان نے کہا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کے باپ کی پھوپھی تھیں اور یہ ان عورتوں میں شریک تھیں جنھوں نے بیعت کی تھی اور قدیم الاسلام تھیں۔ان کی احادیث کتب ستہ میں ہیں۔(ذخيرة العقبى 509/3)

[**355**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: تَذَاكَرَ أَبِي وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ مَا يُتَوَضَّأُ مِنْهُ، فَذَكَرَ عُرْوَةُ

مروان بن حکم نے کہا کہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے ذکر (شرمگاہ) کو ہاتھ لگائے تو وہ وضو کرے۔عروہ نے مروان سے فرمایا: میں

(355) حسن، سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب الوضوء من مس الذکر، حدیث: 181۔سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب الوضوء من مس الذکر، حدیث: 82۔سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب الوضوء من مس الذکر، حدیث: 163، 164۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب الوضوء من مس الذکر، حدیث: 479۔ مسند احمد: 6/ 406۔ مؤطا امام مالك، ص: 54۔سنن الدارمی: 752۔صحیح ابن خزیمه: 33۔ صحیح ابن حبان: 112۔ سنن الکبری للبیهقی: 1/ 128۔

مَسَّ الذَّكَرِ ، فَقَالَ أَبِي: إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ مَا سَمِعْتُ بِهِ قَالَ عُرْوَةُ: بَلَى ، أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَمِعَ بُسْرَةَ بِنْتَ صَفْوَانَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ)) فَقُلْتُ لِمَرْوَانَ فَإِنِّي أَشْتَهِي أَنْ تُرْسِلَ إِلَيْهَا ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا ، وَأَنَا شَاهِدٌ رَجُلًا ، أَوْ قَالَ حَرَسِيٍّ فَجَاءَ الرَّسُولُ مِنْ عِنْدِهَا فَقَالَ: إِنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ)) .

چاہتا ہوں کہ تم اس خاتون کو پیغام بھیجو، اس نے پیغام بھجوایا اور میں بھی اس وقت وہاں موجود تھا، اس نے کسی شخص کو یا کسی فوجی کو بھیجا، تو ان (بسرہ) کے پاس سے وہ قاصد واپس آیا اور کہنے لگا: انھوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے ذکر کو چھوئے تو وہ وضو کرے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرم گاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس مسئلہ میں ایک حدیث ہے کہ شرمگاہ تمھارے جسم کا ایک حصہ ہے (اس کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔) (سنن ابی داود: 182، سنن الترمذی: 85، یہ حدیث صحیح ہے) بظاہر ان دونوں احادیث میں تعارض ہے، ان میں تطبیق اس طرح سے دی جائے گی کہ اگر کپڑے کے اوپر سے شرمگاہ (آلہ تناسل) کو چھوا جائے تب وضو نہیں ٹوٹے گا، لیکن اگر شرم گاہ کو بغیر کسی حائل (کپڑے، دستانے وغیرہ) کے چھوا جائے گا تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

## مُسْنَدُ خولَةَ بِنْتِ قَيْسٍ امْرَأَةِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضي الله عنهما

## خولہ بنت قیس زوجہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا: حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے چچا حضرت حمزہ سے بہت پیار تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آغاز اسلام میں مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن کفر و شرک کی حالت میں ہونے کے باوجود وہ بھی آنحضور سے بہت پیار کرتے تھے۔ ابوجہل کی چیرہ دستیوں نے جب حدود سے تجاوز کرنا شروع کیا تو حضرت حمزہ کو اس پر بہت غصہ آیا۔ اس موقع پر انھوں نے ابوجہل پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا تھا۔ جب انھوں نے حضور کو اس کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے محبوب چچا مجھے اس بات سے کوئی خاص خوشی نہیں ہوئی ہاں البتہ اگر آپ اسلام قبول کر لیں تو مجھے بے پناہ مسرت ہو گی۔ چنانچہ حضرت حمزہ نے اس موقع پر کلمہ شہادت پڑھ کر دین حق قبول کر لیا۔

حضرت حمزہ کی ایک اہلیہ مدینہ کے معروف خاندان بنو نجار کی عظیم بیٹی خولہ بنت قیس تھیں۔ یہ خوش بخت خاتون بھی

اپنے شوہر نامدار کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہوگئیں ۔ یہ نبوت کا چھٹا سال تھا ۔ دونوں میاں بیوی نے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت اور پھر جہاد وقتال فی سبیل اللہ کا شرف حاصل کیا ۔ حضرت حمزہ تو غزوہ احد میں شہادت کے مقام پر سرفراز ہو گئے جبکہ حضور کی اس چچی نے لمبی عمر پائی ۔ حضرت حمزہ جو ابوعمارہ کی کنیت سے معروف تھے ،تو ان کا بیٹا عمارہ ان کی اس بیوی حضرت خولہ ہی کے بطن سے پیدا ہوا ۔

حدیث اور سیرت کی کتابوں میں حضرت خولہ کے مناقب میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے جس سے آنحضور کی عظمت بھی ظاہر ہوتی ہے مگر آپ کی چچی کی رفعت شان بھی سامنے آ جاتی ہے ۔ آنحضور ﷺ نے فقر کو بخوشی اختیار فرمایا اور اس پر فخر کا اظہار بھی کیا تھا جیسا کہ دنیا دار لوگ مال و دولت کے پندار میں مبتلا ہو کر مادی چیزوں پر فخر کا اظہار کرتے ہیں ۔ آپ نے دنیا کمانے اور جمع کرنے کی بجائے آخرت میں کامیابی پانے اور مقام محمود پر فائز ہونے کی تمنا اور دعا کی تھی ۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو دنیا میں اس مسافر کی سی زندگی گزار رہا ہوں جو اپنی سواری سے اتر کر گھڑی بھر کے لیے کسی درخت کے سائے میں ستاتا ہے اور پھر جانب منزل چل پڑتا ہے ۔ مجھے دنیوی مال و دولت اور مادی ساز و سامان سے کیا لینا دینا ہے ۔ کبھی کبھار آپ کو اپنی گھریلو ضروریات اور اصحاب صفہ کی دال روٹی کا انتظام کرنے کے لیے قرض بھی لینا پڑتا تھا ۔ کبھی تو یہ قرض نقدی کی صورت میں ہوتا ،کبھی غلے اور اجناس کی شکل میں ۔ عموماً یہودیوں سے قرض لیا جاتا تھا مگر کبھی کبھار عرب شخصیات اور بدوقبائل سے بھی قرض حاصل کیا جاتا تھا ۔ ایک مرتبہ آنحضور کو ایک بدوی سے کھجوریں قرض لینا پڑیں ۔ ایک دن وہ بدو آنحضور کے پاس آیا اور بڑی درشتی سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا ۔ صحابہ کرام بھلا ایسی گستاخی کیونکر برداشت کر سکتے تھے ۔ انھوں نے اس شخص کو ڈانٹ ڈپٹ کی تو جواب میں اس نے کہا کہ اللہ کے بندو میں کوئی ناروا مطالبہ تو نہیں کر رہا اپنا حق ہی مانگ رہا ہوں ۔

آنحضور ﷺ کس قدر بلند اخلاق کے مالک اور حق وصداقت کے علمبردار تھے ،اس کا اندازہ اس موقع پر آپ کی گفتگو سے بخوبی ہوتا ہے ۔ آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ یہ شخص اپنا مطالبہ پیش کرنے میں حق بجانب ہے تم لوگوں کو بھی اس کی حمایت کرنا چاہیے تھی ۔ تم نے الٹا اسے ڈانٹنا شروع کر دیا ہے ۔ گویا آنحضور ﷺ کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ کے قرآنی حکم کی تشریح فرما رہے تھے ۔ اس شخص کو کوئی انصاری صحابہ نے آنحضور کی طرف سے اس کے مطالبے کے مطابق کھجوریں دینے کا ارادہ ظاہر کیا مگر اتفاق سے ان میں سے کسی کی کھجوریں بھی اسے اپنی اعلیٰ کھجوروں کی ہم پلہ نظر نہ آئیں اس لیے اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا ۔ آنحضور کی چچی حضرت خولہ بنت قیس مالدار خاتون تھیں ۔ ان کے پاس مدینہ کے باہر باغات تھے جہاں اعلیٰ درجے کی کھجوریں پیدا ہوتی تھیں ۔ جب انھیں صورتحال کا پتہ چلا تو انھوں نے آنحضور سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ،آپ کو جس قدر کھجوروں کی

ضرورت ہو آپ لے لیں۔ بدو نے حضرت خولہ کی کھجوروں کو بہت اعلیٰ پایا اور قبول کر لیا۔ آپ نے اس بدو کو اس کے مطالبے اور حق کے مطابق کھجوریں عطا کیں اور ساتھ کھانا بھی کھلایا۔ وہ آپ کے حسن اخلاق، حسن معاملہ اور مہمان نوازی سے بہت متاثر ہوا۔ آنحضور نے کچھ عرصہ بعد اپنی چچی کو اچھی کھجوریں واپس کیں۔

یہ بھی ایک اہم اور ذہن نشین کرنے والی بات ہے کہ انصار کو اللہ نے بڑے دل عطا فرمائے تھے۔ فیاضی وسخاوت، ایثار وقربانی اور بے لوث عطا ان کے خصوصی اوصاف تھے۔ قرآن نے بھی ان کی تعریف کی ہے۔ بالخصوص سورہ الحشر کی آیت نمبر 9 ان کی شان میں حرف آخر ہے۔ اسی طرح حدیث میں بھی ان لوگوں کی بڑی تعریف آئی ہے۔ یہ صفت اہل مدینہ میں آج تک موجود ہے۔ مدینہ اور اہل مدینہ واقعی عظمت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اسی لیے تو یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ابدی مسکن قرار پایا ہے۔

[**356**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ عُبَيْدٍ سَنُوطَا قَالَ: سَمِعْتُ خَوْلَةَ بِنْتَ قَيْسٍ امْرَأَةَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُذَاكِرُ حَمْزَةَ الدُّنْيَا فَقَالَ: ((إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ فَإِنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا بُورِكَ لَهُ فِيهَا، وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِي مَالِ اللّٰهِ وَمَالِ رَسُولِهِ لَهُ النَّارُ يَوْمَ يَلْقَاهُ)) وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ ((يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے دنیا کا تذکرہ کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا: دنیا میٹھی اور سرسبز ہے، اگر حق کے مطابق حاصل کی جائے تو اس میں برکت ڈالی جاتی ہے اور بہت سے اللہ اور اس کے رسول کے مال میں غوطہ لگاتے ہیں، ان کے لیے جب اللہ تعالیٰ سے ملیں گے تو آگ کے سوا کچھ نہ ہوگا، اور کبھی سفیان کہتے تھے: قیامت کے دن۔

**فائدہ**:...... حدیث میں ''حق کے مطابق'' کا مطلب ہے کہ حلال آمدنی جو حلال ذرائع سے حاصل کی جائے، اس میں برکت ہی برکت ہے، لیکن اگر کوئی ناجائز اور حرام طریقوں سے روزی کماتا ہے تو اس میں خیر وبرکت نہیں ہوگی، بلکہ دنیا وآخرت میں اللہ کی رحمت سے دور ہوگا، اور آخر کار اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگا۔

---

(356) حسن، سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب ما جاء فی اخذ المال بحقه، حدیث: 2374۔ مسند احمد: 6/ 363۔ مصنف ابن ابی شیبة: 13/ 242۔ الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 3262۔ معجم الکبیر للطبرانی: 24/ 229، 130۔ صحیح ابن حبان: 4512۔ مسند الشهاب: 1143۔

# مُسْنَدُ كَبْشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

## کبشہ رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

حضرت کبشہ بنت رافع: جلیل القدر صحابی، صدیق انصار سید الاوس حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، والد کا نام رافع بن عبید تھا اور ان کا تعلق خاندان خدرہ سے تھا۔ اہل سیر کا ان کے اسلام پر اتفاق ہے یہ شرف انھیں ہجرت نبوی سے قبل حاصل ہوا۔ بڑی باوقار خاتون تھیں اور شعر وشاعری میں بھی درک رکھتی تھیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رشتہ مؤدت قائم تھا۔ غزوہ احزاب میں بنو حارث کی گڑھی میں ان کے پاس بیٹھی تھیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ رجز پڑھتے ہوئے ان کے سامنے سے گزرے۔ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے پکار کر کہا، بیٹے دوڑ کر جا تو نے بڑی دیر کر دی، اس غزوہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کاری زخم لگا۔ جس کی وجہ سے چند دن بعد رتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے سعادت مند بیٹے کی وفات کا سخت غم ہوا ورانھوں نے ان کی یاد میں رو رو کر بہت سے ماتمی اشعار پڑھے جن میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بے انتہا تعریف کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سنے تو فرمایا: جتنی رونے والی عورتیں ہیں جھوٹ بولتی ہیں لیکن ام سعد سچ کہتی ہیں۔ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بہت عرصہ تک زندہ رہیں۔

[357]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ جَدَّتِهِ كَبْشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ((فَشَرِبَ مِنْ فِي قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ وَهُوَ قَائِمٌ)) قَالَتْ: فَقَطَعْتُ فَمَ الْقِرْبَةِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ كَبْشَةُ أَوْ كُبَيْشَةُ وَأَكْثَرُ ذَلِكَ يَقُولُ كُبَيْشَةُ.

کبشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے گھر تشریف لائے اور ایک لٹکی ہوئی مشک سے کھڑے ہو کر پانی پیا تو میں نے مشکیزہ کو منہ مبارک لگنے کی جگہ سے کاٹ دیا۔ سفیان کبھی کبشہ اور کبھی کبیشہ کہتے تھے، اور اکثر کبیشہ کہتے تھے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بسا اوقات کھڑے ہو کر پانی پی لینا درست ہے، اور جن احادیث میں ممانعت ہے، وہ مکروہ پر محمول ہیں، یعنی کھڑے ہو کر پانی پینا خلافِ اولیٰ ہے۔

---

(357) حسن، سنن الترمذی، كتاب الاشربة، باب ما جاء فی الرخصة فی ذلك، حديث: 1892- سنن ابن ماجه، كتاب الاشربة، باب الشرب قائما، حديث 3423- مسنداحمد: 6/ 434- شمائل ترمذی: 212- صحيح ابن حبان: 5318- معجم الكبير للطبرانی: 25/ 15- مسند الشاميين: 639- شرح السنة للبغوی: 3042-

## مُسْنَدُ عَمَّةِ حُصَيْنِ بْنِ مِحْصَنٍ رَحِمَهَا اللّٰهُ تَعَالَى
## حصین بن محصن کی پھوپھی کی احادیث

[358]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ مِحْصَنٍ، عَنْ عَمَّةٍ لَهُ قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَقَالَ ((يَا هَذِهِ أَذَاتُ بَعْلٍ أَنْتِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ ((فَأَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ؟)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ؟ قَالَ ((فَأَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ؟ فَإِنَّهُ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ)).

حصین بن محصن اپنی ایک پھوپھی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: کسی کام کے لیے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں عورت! کیا تو خاوند والی ہے؟ تو میں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس سے غافل کیوں ہو؟ میں نے کہا: مجھے اس کی کوئی پروا نہیں مگر میں اس سے تنگ آ چکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس سے کیوں غافل ہے، وہ تیری جنت یا تیری جہنم ہے۔

## مُسْنَدُ أُمِّ مَعْبَدٍ رضی اللہ عنہا
## اُم معبد رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

جس زمانے میں آفتاب اسلام فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہو رہا تھا مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ جانے والے راستے پر قدید نام کی ایک چھوٹی سی بستی صحرا کے متصل واقع تھی۔ اس میں ایک مختصر سا غریب خاندان اپنی زندگی کے دن بڑے عجیب انداز میں گزار رہا تھا۔ اس گھرانے کی ساری متاع لے دے کے ایک خیمے، بکریوں کے ایک ریوڑ، گنتی کے چند برتنوں اور مشکیزوں پر مشتمل تھی۔ خاندان کا سربراہ ایک جفاکش بدوی تمیم بن عبدالعزیٰ خزاعی تھا۔ اس کا بیشتر وقت بکریاں چرانے میں گزرتا تھا۔ تمیم کی اہلیہ اس کی بنت عم عاتکہ بنت خالد (بن خلیف بن منقذ بن ربیعہ بن احرم بن خبیس بن حرام بن حبیشہ بن سلول بن کعب بن عمرو) تھی۔ دونوں کا تعلق بنوخزاعہ کی شاخ بنی کعب سے تھا۔ عاتکہ ایک پاک دامن، باوقار اور بلند حوصلہ خاتون تھی۔ اور اپنی کنیت ''امّ معبد'' سے مشہور تھی۔ وہ عربوں کی روایتی مہمانداری سے خاص طور پر متصف تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایثار اور خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ افلاس اور تنگدستی کے باوجود وہ قدید سے گزرنے والے مسافروں کی نہایت خوشدلی سے میزبانی کیا کرتی تھی۔ اور ان کی خدمت اور تواضع میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتی تھی۔ پانی، دودھ، کھجوریں، گوشت جو کچھ میسر ہوتا مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیتی تھیں۔

---

(358) حسن، السنن الکبریٰ للنسائی : 8693۔ مسند احمد 341/4۔ مستدرك الحاكم : 189/2 .

جب کوئی مسافر اس کے خیمے میں ستا کر آگے روانہ ہوتا تو اس کی زبان پر امّ معبد کے لیے تعریف و تحسین اور دعائیں ہی ہوتی تھی، اس طرح امّ معبد کا نام مسافروں کی بے لوث خبر گیری اور خدمت و تواضع کی بدولت دور دور تک مشہور ہو گیا تھا اور لوگ اس کی عالی حوصلگی اور شرافت کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے۔

بعثت نبوی کے تیرہویں سال تک امّ معبد کو خلقِ خدا کی خدمت کرتے سالہا سال گزر چکے تھے اور وہ جوانی کی منزلوں سے گزر کر پختہ عمر کو پہنچ چکی تھی۔ اس وقت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے صحرانشینوں میں ''صاحب قریش'' کے لقب سے مشہور تھے۔ تمیم اور امّ معبد کے کانوں میں بھی ''صاحب قریش'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی بھنک پڑ چکی تھی، تاہم وہ زندگی کی ڈگر پر اپنے معمول کے مطابق چلتے رہے۔ ان غریب اور سادہ مزاج بدویوں کے لیے یہ بڑا کٹھن کام تھا کہ ایسی باتوں کی تحقیق کے لیے دور دراز کی خاک چھانتے پھریں تھیں لیکن انھیں کیا معلوم تھا کہ ایک دن ان کی صحرائی قیام گاہ صاحب قریش کی طلعت اقدس سے جگمگا اٹھے گی اور کائنات ارضی اور سماوی کا ذرہ ذرہ اس کے مکینوں کی خوش بختی پر رشک کرے گا۔

ربیع الاوّل سنہ 13 بعثت میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارضِ مکہ کو الوداع کہا اور تین راتیں غار ثور میں گزار کر عازم مدینہ ہوئے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ آپ کے ہم رکاب تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹنی پر سوار تھے اور وہ دونوں دوسری اونٹنی پر۔ اس مقدس قافلے کے آگے آگے عبداللہ بن اریقط لیثی پیدل چل رہا تھا۔ وہ غیر مسلم ہونے کے باوجود ایک قابل اعتماد شخص تھا اور مکہ سے مدینے جانے والے تمام راستوں سے واقف تھا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ بتانے کے لیے اسے اجرت پر اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سانڈنی پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سوار تھے اور دوسری پر حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن اریقط۔ یہ مختصر قافلہ قدید کے مقام پر پہنچا تو حضرت اسما رضی اللہ عنہا (ذات النطاقین) بنت صدیق اکبر نے غار سے روانگی کے وقت جو کھانا ساتھ کیا تھا وہ ختم ہو چکا تھا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو بھوک اور پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت امّ معبد رضی اللہ عنہا کی شہرت سن رکھی تھی اور انھیں یقین تھا کہ اس کی قیام گاہ پر کھانے پینے کا کچھ انتظام ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ مقدس قافلہ امّ معبد کے خیمے پر جا کر رکا۔ وہ اس وقت اپنے خیمے کے آگے صحن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ ان دنوں خشک سالی نے سارے علاقے پر قیامت ڈھا رکھی تھی اس وجہ سے امّ معبد کے گھرانے پر پیغمبری وقت آن پڑا تھا۔ بڑی تنگی ترشی سے گزر بسر ہو رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امّ معبد سے فرمایا: ''دودھ، گوشت، کھجوریں، کھانے کی کوئی چیز تمھارے پاس ہو تو ہمیں دو، ہم اس کی قیمت ادا کریں گے۔'' امّ معبد نے بصد حسرت جواب دیا: اللہ کی قسم اس وقت کوئی چیز ہمارے گھر میں آپ کو پیش کرنے کے لیے موجود نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو فوراً حاضر کر دیتی۔'' اتنے میں

حضور ﷺ کی نظر ایک مریل سی بکری پر پڑی جو خیمے میں ایک طرف کھڑی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''معبد کی ماں اگر اجازت ہو تو اس بکری کا دودھ دوہ لیں۔'' امّ معبد نے کہا: '' آپ بڑے شوق سے دودھ دوہ لیں مگر مجھے امید نہیں کہ یہ دودھ کا ایک قطرہ بھی دے۔'' اب وہ بکری حضور ﷺ کے سامنے لائی گئی۔ آپ ﷺ نے اس کے پاؤں باندھے اور اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر دعا کی: ''الٰہی اس عورت کی بکریوں میں برکت دے۔'' اس کے بعد چشم فلک نے ایک تحیّر خیز نظارہ دیکھا۔ سید المرسلین فخر موجودات ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر جونہی بکری کے تھنوں کو چھوا، تھن فی الفور دودھ سے بھر گئے اور بکری ٹانگیں پھیلا کر کھڑی ہوگئی۔ حضور ﷺ نے ایک بڑا برتن منگا کر دودھ دوہنا شروع کر دیا، جلد ہی یہ برتن لبالب بھر گیا۔ آپ ﷺ نے پہلے یہ دودھ امّ معبد کو پلایا، اس نے خوب سیر ہو کر پیا، پھر آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو پلایا، جب وہ بھی سیر ہو گئے تو آخر میں آپ نے خود پیا اور فرمایا: '' سَاقِیْ الْقَومِ آخِرُهُمْ '' (لوگوں کو پلانے والا خود آخر میں پیتا ہے) اس کے بعد حضور ﷺ نے دوبارہ دودھ دوہنا شروع کیا یہاں تک کے برتن پھر لبالب بھر گیا۔ یہ دودھ رحمت عالم ﷺ نے امّ معبد کے لیے چھوڑ دیا اور آگے روانہ ہوئے۔

امّ معبد کا بیان ہے کہ جس بکری کا دودھ حضور ﷺ نے دوہا تھا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک ہمارے پاس رہی، ہم صبح وشام اس کا دودھ دوہتے تھے اور اپنی ضرورتیں بخوبی پوری کرتے تھے۔ طبقات ابن سعد کی ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر امّ معبد نے ایک بکری ذبح کر کے حضور ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو کھانا کھلایا اور ناشتہ بھی ساتھ کر دیا۔ لیکن دوسرے اہل سیر نے بکری ذبح کرنے کا ذکر نہیں کیا۔ رحمت عالم ﷺ کے تشریف لے جانے کے تھوڑی دیر بعد امّ معبد کا شوہر اپنے ریوڑ کو لے کر جنگل سے واپس آیا۔ خیمے میں دودھ سے بھرا برتن دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اہلیہ سے پوچھا: ''معبد کی ماں یہ دودھ کہاں سے آیا؟'' امّ معبد نے جواب دیا: ''خدا کی قسم ایک بابرکت مہمان عزیز کا یہاں ورود ہوا۔ انھوں نے بکری کو دوہا۔ خود بھی اپنے ساتھیوں سمیت سیر ہو کر پیا یہ دودھ ہمارے لیے بھی چھوڑ گئے۔''

پھر اس نے تفصیل کے ساتھ سارا واقعہ بیان کیا۔ ابومعبد تمیم نے کہا: ''ذرا اس کا حلیہ تو بیان کرو۔''

امّ معبد نے بے ساختہ سید البشر ﷺ کا جو حلیہ مبارک بیان کیا تاریخ نے اسے اپنے صفحات میں محفوظ کر لیا ہے۔ اس نے کہا: ''پاکیزہ صورت، حسین وجمیل، روشن چہرہ، بدن فربہ نہ نحیف، متناسب الاعضاء، خوبصورت آنکھیں، بال گھنے، سیدھی گردن، آنکھ کی پتلیاں روشن، سرگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش ہوتے تو نہایت باوقار معلوم ہوتے۔ تکلم دل نشین، دور سے دیکھنے میں نہایت سجیلے، اور دلربا۔ قریب سے نہایت شیریں وخوبرو، شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام الفاظ کی کمی بیشی سے پاک، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی (یعنی مسلسل مربوط اور برمحل) میانہ قد کے کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کے آنکھ وحشت زدہ ہو جائے۔ زیبندہ نہال کی شاخ تازہ، زیبندہ منظر،

عالی قدر، رفقا ایسے کہ ہر وقت گرد وپیش رہتے ہیں جب وہ کچھ کہتے ہیں تو بڑی توجہ سے سنتے ہیں اور جب وہ حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لیے لپکتے ہیں۔ مخدوم، مطاع، مالوف، نہ ادھوری بات کرنے والے نہ ضرورت سے زیادہ بولنے والے۔'' ابو معبد یہ صفات سن کر بول اٹھا کہ خدا کی قسم یہ تو وہی صاحب قریش تھے جن کا ذکر ہم سنتے رہتے ہیں، میں ان سے جا کر ملوں گا۔ حضرت امّ معبد کے قبول اسلام کی دو مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ ان کے کانوں میں ''صاحب قریش'' کی بھنک پہلے سے پڑ چکی تھی۔ چنانچہ جب پہلے پہل ان کی نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور پر پڑی تو ان کے دل نے گواہی دی کہ یہ وہی صاحب قریش ہیں جو توحید کے داعی اور نیکی و ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ بکری کا واقعہ دیکھا تو انھیں قطعی یقین ہو گیا کہ مہمان عزیز اللہ کے سچے رسول ہیں چنانچہ وہ اسی وقت سچے دل سے مسلمان ہو گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعائے خیر و برکت فرمائی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے بعد ابو معبد اور امّ معبد دونوں میاں بیوی ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سعادت ایمانی سے بہرہ مند ہوئے۔

[**359**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْبَدُ بْنُ كَعْبٍ، عَنْ أُمِّهِ وَكَانَتْ قَدْ صَلَّتِ الْقِبْلَتَيْنِ قَـالَـتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((يَنْهَى عَنِ الْـخَـلِـيطَيْـنِ التَّـمْـرِ وَالزَّبِيبِ أَنْ يُنْتَبَذَ)) قَالَ ((انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَتِهِ)).

معبد بن کعب رضی اللہ عنہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں، اس نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور اور زبیب (منقیٰ، خشک انگور) سے ملا کر نبیذ تیار کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا: ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ نبیذ تیار کیا کرو۔

**فائدہ**: ...... اسلام کس قدر مکمل دین ہے کہ اس نے تمام چور دروازوں کو بند کر دیا ہے، کھجور اور منقیٰ دونوں کا طبعی مزاج گرم تر ہے۔ جب دونوں کو پانی میں اکٹھا کریں گے تو خمیر زیادہ پیدا ہوگا، اس وجہ سے وہ شراب اور نشہ کی صورت جلد اختیار کر لے گا، اس لیے شریعت نے ان کی الگ الگ نبیذ بنانے کی تاکید کی ہے، اور ان دونوں کو اکٹھا کر کے نبیذ بنانے سے منع کیا ہے۔

[**360**]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ام معبد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(359) حسن، مسند احمد: 6/ 18۔طبقات ابن سعد: 8/ 404۔معجم الکبیر للطبرانی: 25/ 147۔معرفة الصحابة لابی نعیم (8082)۔ التمہید لابن عبدالبر: 5/ 162۔

(360) اسناده ضعیف، محمد بن اسحاق مدلس راوی ہے، اور تصریح بالسماع ثابت نہیں ہے۔ معجم الصحابة لابی نعیم: 8140۔ الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 3396۔اسد الغابة لابن الاثیر: 7/ 431۔

قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَمِّهِ أَوْ عَنْ أُمِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((تَعَلَّمْنَ يَا هَؤُلَاءِ أَنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ)).

اے عورتو! (سیکھ لو) سمجھ لو! کہ فروتنی اور سادہ لباس ایمان سے ہے۔

## مُسْنَدُ أُمِّ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ رضی اللہ عنہا
## اُم سلیمان بن عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہا کی مرویات

[361]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَانَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَرْمِي الْجَمْرَةَ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ وَهُوَ يَقُولُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ لَا يَقْتُلُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَعَلَيْكُمْ مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ)).

ام سلیمان بن عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بطن وادی سے خچر پر سوار ہو کر جمرے پر کنکر مارتے دیکھا ہے' اور اس وقت فرما رہے تھے: لوگو! آرام اور تسکین اختیار کرو' تم ایک دوسرے کو مار نہ ڈالو اور چھوٹی ٹھیکری کی مثل کنکر مارا کرو۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت کو بھی دینی تعلیم حاصل کرنی چاہیے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سادگی کی بہت زیادہ اہمیت ہے، جو لوگ ہر معاملہ میں تکلفات سے کام لیتے ہیں، وہ سراسر خسارے اور دھوکے میں ہیں۔ سادگی قرآن وحدیث کے مطابق ہونی چاہیے نہ کہ رہبانیت اور گندگی سے لت پت لوگوں کی طرح ہونی چاہیے، سادگی ہو مگر نفاست کے ساتھ، صاف ستھرا اور خوبصورت لباس پہننا سادگی کے خلاف نہیں ہے، اور نہ ہی یہ تکبر ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حج سواری پر بیٹھ کر کرنا بھی درست ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ دوران حج وعمرہ یا کسی بھی موقع پر جہاں بھیڑ ہو لوگوں کو تکلیف نہیں دینی چاہیے۔ دوران رمی کنکری استعمال کرنی چاہیے نہ کہ جوتے اور بڑے پتھر۔ اس موقع پر امام ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی قابل تعریف تحقیق پیش خدمت ہے: (رمی کی بدعات) جمرات کی رمی کے لیے غسل، رمی سے پہلے کنکریوں کو دھونا، اللہ اکبر کی جگہ سبحان اللہ یا اس کے علاوہ کوئی اور ذکر کرنا، رمی کے وقت ہر کنکری پھینکتے وقت

---

(361) حسن لغيره، سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب فى رمى الجمار، حديث: 1966۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب قدر حصى الرمى، حديث: 3028۔مسند احمد: 6/ 367۔مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 52، 51۔طبقات ابن سعد: 8/ 306۔ سنن الكبرى للبيهقي: 5/ 130۔

یوں کہنا"بسم اللّٰہ، اللّٰہ اکبر، صدق اللّٰہ وغیرہ، ولوکرہ الکافرون کو مسنون قرار دینا (بدعت ہے)۔ رمی کے لیے بعض کیفیتوں کی پابندی کرنا جیسا کہ کسی نے کہا: اپنے دائیں انگوٹھے کا کنارہ انگشتِ شہادت کے وسط میں رکھے گا، وغیرہ وغیرہ، بدعت ہے۔ رمی کرنے والے کے موقف (کھڑے ہونے کی جگہ) کی تعیین: یہ کہ اس کے اور جس کے رمی کرنی ہے، اس کے درمیان پانچ ہاتھ یا اس سے زائد کا فاصلہ ہو، جمرات کی جوتوں کے ساتھ رمی (چھتر ول) کرنا، یہ تفصیل باحوالہ دیکھنے کے لیے (بدعات کا انسائیکلو پیڈیا: 602،603) دیکھیں۔

## مُسْنَدُ أُمِّ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

## ام حصین رضی اللہ عنہا کی حدیث

### تعارف راوی حدیث

أم الحصين بنت إسحاق الأحمسيّة، شَهِدت خطبة حجة الوداع، وروتها عن النبيّ ﷺ، وغير ذلك وروى عنها ابن ابنها يحيى بن الحصين، والعَيْزار بن حُريث أخرج لها الجماعة، سوى البخاريّ واللّٰه تعالىٰ أعلم. (ذخيرة العقبى : 35/26)

[362]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ، عَنِ الْعِيزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: يَخْطُبُ وَهُوَ مُتَلَفِّعٌ بِبُرْدَةٍ، وَعَضَلَتُهُ تَرْتَجُّ .

ام حصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ اپنی چادر میں لپٹے ہوئے خطبہ دے رہے تھے اور آپ کے اعضاء حرکت کر رہے تھے۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دوران خطبہ جسم حرکت کرے تو اس سے کوئی نقص لازم نہیں آتا ،خطیب کو دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا چاہیے، نہ کہ دونوں ہاتھوں سے۔

---

(362) حسن، سنن الترمذی، کتاب الجهاد، باب ما جاء فی طاعة الامام، حدیث: 1706۔مسنداحمد: 6/ 403۔مستدرك للحاكم : 4/ 186۔ معجم الكبير للطبرانی: 158، 25/ 157۔من طریق العیزار بن حریث عن ام الحصین۔ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة، حدیث: 1838۔سنن النسائی، کتاب البیعة، باب الحض علی طاعة الامراء، حدیث: 4197۔سنن ابن ماجه، کتاب الجهاد، باب طاعة الامام، حدیث: 2861۔ مسند احمد: 6/ 402۔من طریق شعبة عن یحیٰ بن الحصین عن ام الحصین۔

# مُسْنَدُ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رضی اللہ عنہا

## اُم عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

حضرت امّ عطیہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: خلافتِ راشدہ کے عہد باسعادت کا ذکر ہے کہ مدینہ منورہ کی ایک انصاریہ خاتون کے صاحبزادے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ اتفاق سے وہ میدان جنگ میں سخت علیل ہوگئے۔ جوں توں کر کے بصرہ پہنچے کہ علاج معالجہ کرسکیں۔ ان کی والدہ کو بیٹے کی شدید علالت کی خبر ملی تو انھوں نے بیتاب ہوکر مدینہ منورہ سے بصرہ کا عزم کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھا کہ وہ بیٹے کا منہ دیکھ سکیں۔ ابھی راستے ہی میں تھیں کہ ان کے لخت جگر نے داعی اجل کو لبیک کیا۔ بصرہ پہنچ کر جب معلوم ہوا کہ ان کے فرزند ایک دو دن پہلے خالق حقیقی کے حضور پہنچ چکے ہیں، تو شدت الم سے نڈھال ہوگئیں۔ لیکن انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر خاموش ہوگئیں۔ نہ واویلا کیا اور نہ بین۔ تیسرے دن خوشبو منگا کر ملی اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ شوہر کے علاوہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کیا جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اطاعت گزار خاتون، جنھوں نے اپنے محبوب فرزند کی موت پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو پیش نظر رکھا، حضرت ام عطیہ انصاریہ تھیں۔ حضرت ام عطیہ کا شمار بڑی جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ ان کا نام نسیبہ رضی اللہ عنہا تھا اور باپ کا نام حارث تھا جو انصار کے قبیلہ بنونجار سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب ہستیوں میں سے تھیں جو ہجرت نبوی سے پہلے ہی نعمت اسلام سے بہرہ یاب ہوگئی تھیں۔ جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ جوق در جوق سعادت اندوز اسلام ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر دامن اسلام سے وابستہ ہوئے۔ چاہتی تھیں کہ مردوں کی طرح وہ بھی حضور کی بیعت کا شرف حاصل کریں۔ چونکہ سرور عالم غیر عورتوں کے ہاتھ سے اپنا دست مبارک مس نہیں فرماتے تھے، آپ نے بیعت کی خواہش مند عورتوں کو ایک مکان میں جمع ہونے کی ہدایت فرمائی۔ ان خواتین میں حضرت ام عطیہ بھی شامل تھیں۔ جب تمام خواتین اس مکان میں جمع ہوگئیں تو حضور نے حضرت عمر فاروق کو ان کی طرف بھیجا کہ ان شرائط پر بیعت لیں: (1) کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔ (2) اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ (3) چوری نہ کریں گی۔ (4) زنا سے بچیں گی۔ (5) کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگائیں گی۔ (6) اچھی باتوں سے انکار نہ کریں گی۔ بیعت کے بعد حضرت ام عطیہ نے حضرت عمر فاروق سے پوچھا: اچھی باتوں سے انکار نہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ حضرت عمر نے جواب دیا: نوحہ اور بین نہ کرنا۔ سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امّ عطیہ پر بہت شفقت اور اعتماد فرماتے تھے، وہ ان چند خواتین میں سے تھیں جنھیں حضور غزوات میں اپنے ساتھ رکھتے

تھے۔ اہل سیرت نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ وہ سات غزوات میں شریک ہوئیں اور اور قابل قدر خدمات انجام دیں۔ وہ مجاہدین کے لیے کھانا پکاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ اگر لشکر اسلام میں کوئی بیمار ہوجاتا تو نہایت تندہی سے اس کی تیمارداری کرتی تھیں۔

صحیح مسلم میں خود حضرت ام عطیہ سے روایت ہے کہ میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ سات غزوات میں شریک ہوئی، میں مجاہدین کے کجاووں کی دیکھ بھال کے لیے پیچھے رہتی، مجاہدین کے لیے کھانا پکاتی، زخمیوں کا علاج کرتی اور مصیبت زدوں کی نگہداشت کرتی تھی۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام عطیہ طب میں بھی مہارت رکھتی تھیں یا کم از کم زخمیوں کی مرہم پٹیوں کے کام میں مہارت رکھتی تھیں۔ ایک مرتبہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ازراہ شفقت حضرت ام عطیہ کو صدقہ کی ایک بکری بھیجی۔ انھوں نے اسے ذبح کر کے تقسیم کیا تو گوشت کا کچھ حصہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں بھی بھیجا۔ حضور گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ سے کھانا مانگا۔ انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ اور تو کوئی چیز گھر میں موجود نہیں البتہ جو بکری آپ نے نسیبہ (ام عطیہ) کو بھیجی تھی اس کا گوشت گھر میں رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: لاؤ کیونکہ بکری حقدار کے پاس پہنچ چکی۔

8ھ میں رسول کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب نے وفات پائی تو حضرت ام عطیہ نے چند دوسری خواتین کے ساتھ مل کر انھیں آخری غسل دیا۔ حضرت ام عطیہ سرور کائنات کی پوری تعمیل کرتی تھیں اور کوئی کام حضور کی اجازت کے بغیر نہ کرتی تھیں۔ اسی متابعت رسول کی وجہ سے صحابیات میں ان کا بڑا درجہ مانا گیا ہے۔ سرور کائنات کے ساتھ ان کی محبت اور عقیدت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ آپ کے اعزہ واقارب سے بھی محبت رکھتی تھیں۔ علامہ ابن سعد نے طبقات الکبیر میں لکھا ہے کہ حضرت علی کبھی کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور آرام کیا کرتے تھے۔

حضرت ام عطیہ کی زندگی کی زیادہ تفصیلات کتب سیر میں نہیں ملتی اور ان کا سال وفات کسی نے بیان نہیں کیا ہے۔ البتہ اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ وہ عہد خلافت راشدہ میں زندہ تھیں۔ ان کے فرزند کی وفات کا واقعہ خلافتِ راشدہ کے زمانے ہی میں کسی وقت پیش آیا، اس واقعہ کے بعد انھوں نے بصرہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی اور وہیں کسی وقت وفات پائی۔ ان کے ایک فرزند کے سوا کسی دوسری اولاد کا بھی کتابوں میں ذکر نہیں ہے اور نہ کسی نے ان کے شوہر کا تذکرہ کیا ہے۔ علم وفضل کے اعتبار سے حضرت ام عطیہ بڑے اونچے درجے پر فائز ہیں۔ محدثین نے روایت کے لحاظ سے انھیں صحابیات کے چوتھے طبقے میں شمار کیا ہے۔ ان سے اکتالیس احادیث مروی ہیں۔ راویوں میں حضرت انس بن مالک، ابن سیرین، ام شرحبیل، حفصہ بنت سیرین وغیرہ شامل ہیں۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں وہ فرماتی ہیں۔ ہم کو (نبی ﷺ کی طرف سے) ممانعت کی گئی کہ کسی میت پر تین

دن سے زیادہ سوگ کریں، ہاں خاوند کی موت پر (بیوہ عورت) نہ سرمہ لگائے نہ خوشبو ملے نہ عصب (ایک قسم کی یمنی چادر) کے سوا رنگا ہوا کپڑا پہنے۔ صحیح بخاری کی ایک اور حدیث میں روایت کرتی ہیں کہ ہم کو جنازوں کے ساتھ جانے کی ممانعت کردی گئی تھی لیکن زور دے کر منع نہیں کیا گیا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ہمیں عید کے دن عید گاہ کی طرف جانے کا حکم دیا جاتا تھا۔ حائضہ عورتوں کو (عید گاہ سے الگ رہنے کے باوجود) حکم تھا کہ وہ تکبیر کے ساتھ تکبیر کہیں اور دعا کے ساتھ دعا کریں۔ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ (اگر پردہ کا معقول انتظام ہو) تو عورتیں بھی جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شریک ہوسکتی ہیں۔ بلکہ ان کا شریک ہونا سنت ہے۔ حافظ ابن عبدالبر اندلسی نے الاستیعاب میں حضرت ام عطیہ کے بارے میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ صحابیات میں ان کا بڑا مرتبہ تھا۔

[363]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَيُّوبُ بْنُ أَبِي تَمِيمَةَ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نُغَسِّلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: ((اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا، أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي)) فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَهُ فَقَالَ: ((أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ)).

ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے جبکہ ہم آپ کی بیٹی کو غسل (غسلِ میت) دے رہی تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تین بار، پانچ بار یا اس سے زیادہ بار مناسب سمجھو تو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو، اور آخری بار پانی میں کافور ملاؤ، جب تم فارغ ہو لو تو مجھے اطلاع دو، ہم جب فارغ ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف اپنا اندرونی کرتا بھیجا اور فرمایا: اسے اس میں لپیٹ دو۔

[364]...... قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنَاهُ أَيُّوبُ، عَنْ

سفیان نے کہا: کہ ہمیں ایوب نے بیان کیا کہ حفصہ بنت

(363) صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب غسل الميت ووضوئه بالماء والسدر، حديث: 1254، 1253۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فی غسل الميت، حديث: 939۔ سنن ابی داود، حديث: 3142۔ سنن النسائی، حديث: 1882۔ سنن ابن ماجه، حديث: 1457۔ مسند احمد: 6/ 407۔ مؤطا امام مالك، ص: 195۔ مسند الشافعی: 1/ 203۔ مصنف عبدالرزاق: 6089۔ صحيح ابن حبان: 3032۔ من طريق ايوب عن محمد بن سيرين به۔ سنن الترمذی، كتاب الجنائز، باب ما جاء فی غسل الميت، حديث: 990۔ من طريق منصور عن محمد بن سيرين به۔ سنن الترمذی: 990۔ سنن النسائی: 1885۔ سنن ابن ماجه: 1459۔ من طريق عن حفصة بنت سيرين عن ام عطية۔

(364) صحيح البخاری: 1259۔ صحيح مسلم: 939/39۔ سنن ابی داود: 3144۔ وانظر الحديث السابق.

حَـفْـصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِـمِثْـلِـهِ، وَزَادَ فِيهِ قَالَتْ: وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَـلاثَةَ قُرُونٍ.

سیرین ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے مثل سابق روایت بیان کرتی ہیں اور اس میں یہ زیادہ بیان کیا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم نے اس کی تین گت (مینڈیاں) بنائیں۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں عورت کے لیے غسل میت بیان ہو رہا ہے۔ شعار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو انسان کے جسم کے ساتھ لگے، مثلاً بنیان وغیرہ۔ یاد رہے کہ خاتون کو غسل دیتے وقت اس کے بالوں کو اس کی چھاتی پر ڈال دینا درست نہیں ہے، (احکام الجنائز للألبانی: 312، 37) بلکہ اس کی مینڈھیاں بنانی چاہیے۔

[**365**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنـا أَيُّوبُ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ امْرَأَةٍ عَنْ أُخْتِهَا وَكَانَ زَوْجُهَا قَدْ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِـضْـعَ عَشْـرَةَ غَـزْوَةً وَهِيَ مَعَهُ فِي سِتِّ غَـزَوَاتٍ مِـنْـهَـا فَـقَـالَـتْ: كُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمَى وَنَـقُومُ عَلَى الْمَرْضَى، قَالَتْ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَلْ عَلَى إِحْدَانَا جُنَاحٌ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِـلْبَـابٌ أَنْ لا تَشْهَـدَ الْـعِيدَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا، وَتَشْهَدَ الْعِيدَ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ)).

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی اس بہن سے مروی ہے جس کے خاوند نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دس سے اوپر کچھ غزوات میں شمولیت کی، جبکہ چھ غزوات میں وہ بھی اپنے خاوند کے ساتھ تھیں، وہ بیان کرتی ہیں: ہم زخمیوں کا علاج کرتیں اور بیماروں کی نگرانی کرتی تھیں اور کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کیا ہم میں سے جس کے پاس بڑی چادر نہ ہو اور وہ عید گاہ میں نہ جائے تو اس پر گناہ تو نہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی ساتھی کو چاہیے کہ وہ اسے اپنی چادر کا کچھ حصہ پہنا دے اور وہ مسلمانوں کی عید اور دعا میں شامل ہو۔

---

(365) صحيح البخارى، كتاب العيدين، باب التكبير ايام منى، حديث: 971، وباب اذا لم يكن لها جلباب فى العيد، حديث: 980- صحيح مسلم، كتاب صلاة العيدين، باب ذكر اباحة خروج النساء فى العيدين، حديث: 890- سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب خروج النساء فى العيد، حديث: 1138- سنن الترمذى، كتاب الجمعة، باب فى خروج النساء فى العيدين، حديث: 540- سنن النسائى، كتاب صلاة العيدين، باب خروج العواتق وذوات الخدور، حديث: 1559- سنن ابن ماجه، كتاب العيدين، باب ما جاء فى خروج النساء فى العيدين، حديث: 1307- مسند احمد: 5/ 84- سنن الدارمى: 1617- صحيح ابن خزيمه: 1466- صحيح ابن حبان: 2816-

[366]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: فَسَأَلْنَا أُمَّ عَطِيَّةَ هَلْ سَمِعْتِ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ بِأَبَا وَكَانَتْ إِذَا حَدَّثَتْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: بِأَبَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ، وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَلْيَشْهَدْنَ الْعِيدَ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، وَلْيَعْتَزِلِ الْحُيَّضُ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ)).

ہم نے عطیہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا تو نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں ابا، وہ جب حدیث بیان کرتی، تو کہتی: بِأَبَا، یعنی میرا باپ آپ ﷺ پر فدا ہو، وہ کہتی ہیں: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ کو کہ انھوں نے فرمایا: نکالو! نوخیز لڑکیوں اور پردہ نشین عورتوں کو عید کے لیے اور مسلمانوں کی دعا میں شامل ہونے کے لیے اور حیض والی عورتیں مسلمانوں کی نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔

**فائدہ**:...... ان احادیث سے ثابت ہوا کہ بعض شروط کے ساتھ عورت غیر محرم مرد کا علاج کر سکتی ہے، وہ شروط درج ذیل ہیں (1)...... باپردہ حالت میں رہ کر ہو۔ (2)...... اپنے محرم کی موجودگی میں ہو۔ (3)...... تنہائی اختیار نہ کرے (4)...... مرد ڈاکٹروں کی عدم موجودگی ہو۔ نیز یاد رہے کہ غزوات میں بھی خواتین اپنے شوہروں کے ساتھ جا سکتی ہیں، تاکہ وہ بطور ضرورت کام کر سکیں، مثلاً کھانا پکانا وغیرہ اور حسب ضرورت مریضوں کی مرہم پٹی کرنا وغیرہ۔ موجودہ دور میں ہسپتالوں میں ہر طرف خواتین کو ہی رکھا گیا ہے، اور وہ بھی بے پردہ حالت میں، حالانکہ کثیر تعداد میں لڑکے بھی موجود ہیں، ان کی موجودگی میں خواتین کو ہسپتالوں وغیرہ میں کثرت سے رکھنا گناہ ہے، اور حسب ضرورت چند ایک خواتین کو صرف خواتین کی خاطر رکھنا درست ہے، اور وہ بھی مذکورہ شرائط کے مطابق۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواتین کا نماز عید کے لیے عید گاہ میں جانا فرض ہے، ہاں، حیض یا نفاس والی عورتوں کا جانا بھی ضروری ہے، لیکن وہ عید گاہ سے الگ بیٹھی رہیں۔ ''دعوۃ المسلمین'' کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ جب مسلمان دعا کریں تو جن عورتوں نے ماہانہ عذر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی، وہ دعا میں شریک ہو جائیں۔ اس طرح انھیں بھی خیر و برکت میں حصہ مل جائے گا۔ دوسرا مفہوم وعظ و تبلیغ ہے، یعنی نماز نہ پڑھنے کے باوجود وہ خطبہ تو سن سکتی ہیں اور مسائل بیان کیے جائیں ان سے مستفید ہو سکتی ہیں۔ بلکہ دوران خطبہ دعائیں مراد ہیں، اور ہر کوئی دعا کرتا ہے، اپنے دل میں، اپنی زبان کے ساتھ علیحدہ علیحدہ مراد ہے، اجتماعی دعا کا ثبوت نہیں ہے، تفصیل کے لیے دیکھیں (احناف کی چند کتب پر ایک نظر کا پہلا مقالہ از محدث العصر شیخ عبدالروف بن عبدالمنان الاشرفی حفظہ اللہ)

(366) صحیح البخاری: 971۔ صحیح مسلم: 890۔ سنن ابی داود: 1138 وانظر الحدیث السابق۔

# مُسْنَدُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ الْفِهْرِيَّةِ رضی اللہ عنہا
## فاطمہ بنت قیس الفہریہ رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا: فاطمہ نام۔ نسب نامہ اس طرح ہے:

فاطمہ بنتِ قیس بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان محارب بن فہر۔ والدہ کا نام امیمہ بنتِ ربیعہ تھا جو بنی کنانہ سے تھیں۔ ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ سے نکاح ہوا۔ دعوت حق کی ابتدا ہی میں شرف اسلام سے بہرہ ور ہو گئیں اور ہجرت کے دور اوّل میں دوسری خواتین کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

سنہ 10 ہجری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں ایک لشکر لے کر عازم یمن ہوئے۔ اس لشکر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ابو عمرو بن حفص رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ روانگی سے قبل انھوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ (1) وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم عدّت کا زمانہ امّ شریک رضی اللہ عنہا کے ہاں گزارو۔ لیکن امّ شریک رضی اللہ عنہا کے گھر ان کے عزیز و اقارب کے علاوہ دوسرے مہمان بھی بکثرت آتے تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حکم میں ترمیم فرماتے ہوئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مشورہ دیا کہ تم عدّت کا زمانہ اپنے عمّ ابنِ امّ مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں گزارو۔ انھوں نے تعمیل ارشاد کی۔ جب عدّت پوری ہو گئی تو حضرت معاویہ بن ابو سفیان، حضرت ابوجہم اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا خیال تھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود انھیں شرفِ ازدواج بخشیں گے لیکن مصلحتِ خداوندی اس میں نہ تھی۔ چنانچہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے نکاح ثانی کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاویہ مفلس ہے، ابوجہم سخت مزاج ہے، تم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لو۔

حضرت فاطمہ کچھ متامّل ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھیں کیوں عذر ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ اسی میں تمھاری بھلائی ہے۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ وہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس قدر عزیز رکھتے تھے کہ وہ حِبّ النّبی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب) کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کے بعد میں لوگوں میں قابلِ رشک بن گئی۔ سنہ 24 ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی تو مجلس شوریٰ کے اجتماع حضرت فاطمہ بنتِ قیس کے مکان ہی میں ہوتے تھے چونکہ وہ نہایت زیرک، معاملہ فہم اور صائب الرائے خاتون تھیں، اس لیے مجلس شوریٰ کے اراکین ان سے مشورہ کرنا بھی مناسب سمجھتے تھے۔

سنہ 54 ہجری میں حضرت اسامہ بن زید نے وفات پائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سخت صدمہ پہنچا اور انھوں نے اس کے بعد تا زندگی دوسرا نکاح نہیں کیا اور اپنے بھائی ضحاک بن قیس کے پاس رہنے لگیں۔ یزید بن معاویہ نے جب انھیں عراق کا گورنر مقرر کیا تو ان کے پاس کوفہ چلی گئیں اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ صحیح مسلم میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے متعلق ایک خاص واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ مروان بن الحکم کے عہد حکومت میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو ان کے شوہر عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے طلاق دے دی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رشتے میں ان کی خالہ ہوتی تھیں، اس لیے انھوں نے بہ تقاضائے ہمدردی ان کو کہلا بھیجا کہ تم میرے گھر آ جاؤ، مروان کو اس کا علم ہوا تو اس نے قبیصہ کو ان کے پاس بھیجا اور دریافت کیا کہ آپ ایک مطلقہ خاتون کو اس کی عدّت کا زمانہ پورا ہونے سے پہلے کیوں گھر سے نکالتی ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجھے ایّام عدّت میں اپنے عم ابنِ امّ مکتوم رضی اللہ عنہ کے پاس گزارنے کی اجازت دی تھی، اس لیے میں نے بھی اپنی بھانجی کو عدّت پوری ہونے سے پہلے بلا بھیجا ہے۔ مروان نے ان کی بات کو کوئی وقعت نہیں دی اور مطلقہ خاتون کو اپنے گھر میں ہی عدّت گزارنے کا حکم دیا۔

علامہ سیّد سلیمان ندوی نے سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں اس واقعہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اسلام میں حکم ہے کہ مطلقہ عورتیں عدّت کے دن اپنے شوہر ہی کے گھر میں گزاریں اور اس حکم کے خلاف صرف ایک فاطمہ بنتِ قیس رضی اللہ عنہا کی شہادت ہے کہ ان کے شوہر نے ان کو طلاق دے دی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے اپنے شوہر کا گھر چھوڑ کر دوسرے گھر میں جا کر رہیں۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس واقعے کو بیان کر کے اجازتِ انتقال مکان پر استدلال کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عہد میں اسی واقعہ کی سند سے ایک معزّز باپ نے اپنی مطلقہ بیٹی کو شوہر کے یہاں سے بلوا لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عام حکمِ اسلامی کی مخالفت پر سخت اعتراض کیا۔ مروان اس زمانے میں مدینہ کا گورنر تھا، اس کو کہلا بھیجا کہ تم سرکاری حیثیت سے اس معاملے میں دخل دو اور نفسِ مسئلہ کی نسبت فرمایا کہ اس واقعے سے عام استدلال جائز نہیں۔ واقعہ یہ تھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا گھر شہر کے کنارے پر تھا اور رات کو جانوروں کا خوف رہتا تھا۔ اس بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی تھی۔ (بحوالہ صحیح بخاری باب قصہ فاطمہ بنتِ قیس رضی اللہ عنہا)

اہل سیر نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سال وفات کی صراحت نہیں کی البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت مکہ کے زمانے تک زندہ تھیں۔ اربابِ سیر نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ بنتِ قیس رضی اللہ عنہا صورت اور سیرت ہر لحاظ سے ہمہ صفت موصوف تھیں اور نہایت دانا، ذی علم اور باکمال خاتون تھیں۔ مہمانوں کی تواضع کرنے میں ان کو دلی راحت ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ ان کے شاگرد شعبی حاضر خدمت ہوئے تو انھوں نے چھوہاروں اور ستّوؤں سے ان کی تواضع کی۔

[367]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَدِمَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ الْكُوفَةَ عَلَى أَخِيهَا الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ وَكَانَ عَامِلًا عَلَيْهَا، فَأَتَيْنَاهَا فَسَأَلْنَاهَا، فَقَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي، وَخَرَجَ إِلَى الْيَمَنِ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ وَطَلَبْتُ النَّفَقَةَ فَقَالَ بِكُمِّهِ هَكَذَا وَاسْتَتَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ، وَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ كُمَّهُ فَوْقَ رَأْسِهِ، ((اسْمَعِي مِنِّي يَا بِنْتَ آلِ قَيْسٍ، إِنَّمَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ لِلْمَرْأَةِ إِذَا كَانَ لِزَوْجِهَا عَلَيْهَا رَجْعَةٌ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ فَلَا سُكْنَى لَهَا وَلَا نَفَقَةَ)) ثُمَّ قَالَ لِي: ((اعْتَدِّي عِنْدَ أُمِّ شَرِيكٍ بِنْتِ أَبِي الْعَكَرِ)) ثُمَّ قَالَ: ((تِلْكَ امْرَأَةٌ يُتَحَدَّثُ عِنْدَهَا، اعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ مَحْجُوبُ الْبَصَرِ فَتَضَعِينَ ثِيَابَكِ فَلَا يَرَاكِ)).

فاطمہ بنت قیس اپنے بھائی ضحاک بن قیس کے پاس کوفہ آئیں جبکہ وہ کوفہ کے عامل تھے، تو ہم ان سے ملاقات کے لیے آئے اور ہم نے ان سے پوچھا، تو انھوں نے فرمایا: میں ابوعمر بن حفص بن مغیرہ کے نکاح میں تھی وہ یمن گیا، تو مجھے بتّہ کہہ کر طلاق دے دی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی، آپ ﷺ سے اس کا ذکر کر کے نفقہ طلب کیا، تو آپ ﷺ نے اپنے آستین سے منہ مبارک ڈھانپ لیا، ابو بکر نے اپنا آستین سر پر رکھ کر کہا: اے بنت آل قیس! سکنیٰ اور نفقہ عورت کے لیے تب ہوتا ہے جبکہ خاوند کو عورت سے رجوع کرنے کا حق حاصل ہو، اور جب رجوع کا حق نہ ہو تو پھر سکنیٰ و نفقہ عورت کے لیے نہیں ہوتا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو عدت شریک بنت اُبی عکر کے پاس گزار، پھر فرمایا: اس عورت کے پاس باتیں ہوتی ہیں، تو ابن ام مکتوم کے گھر عدت پوری کر، وہ نابینا مرد ہے، جب تو کپڑا اتارے گی تو وہ تجھے نہیں دیکھے گا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رجعی طلاق میں نان ونفقہ اور سکنیٰ خاوند کے ذمے ہے، طلاق

(367) اسناده ضعيف والحديث صحيح، مجالد بن سعيد ضعيف راوی ہے۔ صحیح مسلم، كتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها، حديث: 1480۔ سنن ابی داود، كتاب الطلاق، باب فی نفقة المبتوتة، حديث: 2288۔ سنن الترمذی، كتاب الطلاق، باب ما جاء فی المطلقة ثلاثا لا سكنى لها ولا نفقة، حديث: 1180۔ سنن النسائی، كتاب النكاح، باب الخطبة فی النكاح، حديث: 3229۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب من طلق ثلاثا فی مجلس واحد، حديث: 2036، 2024۔ مسند احمد: 374، 6/ 373۔ سنن الدارمی: 2279۔ طبقات ابن سعد: 8/ 275۔ سنن الكبرىٰ للبيهقی: 474، 7/ 473۔

بائنہ دیتے ہی یہ ذمہ داری خاوند سے ختم ہو جاتی ہے۔ طلاق ملنے پر فساد برپا نہیں کر دینا چاہیے، جس طرح ہمارے ہاں برصغیر میں ہو رہا ہے، کئی کئی سال لڑائیاں چلتی ہیں، اور زمانہ جاہلیت یاد آتا ہے، بلکہ خاموشی کے ساتھ پرسکون طریقے سے سارا معاملہ کرنا چاہیے۔

[368]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَدِمَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ الْفِهْرِيَّةُ الْكُوفَةَ عَلَى أَخِيهَا الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ وَكَانَ قَدِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْهَا فَأَتَيْنَاهَا نَسْأَلُهَا فَقَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَخْطُبْكُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ وَلَكِنْ لِحَدِيثٍ حَدَّثَنِيهِ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ مَنَعَنِي سُرُورُهُ الْقَايِلَةَ حَدَّثَنِي تَمِيمٌ الدَّارِيُّ عَنْ بَنِي عَمٍّ لَهُ أَنَّهُمْ أَقْبَلُوا فِي الْبَحْرِ مِنْ نَاحِيَةِ الشَّامِ فَأَصَابَتْهُمْ فِيهِ رِيحٌ عَاصِفٌ فَأَلْجَأَتْهُمْ إِلَى جَزِيرَةٍ فِي الْبَحْرِ فَإِذَا هُمْ فِيهَا بِدَابَّةٍ أَهْدَبَ الْقُبَالِ فَقُلْنَا: مَا أَنْتِ يَا دَابَّةُ؟ فَقَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ فَقُلْنَا: أَخْبِرِينَا، فَقَالَتْ: مَا أَنَا بِمُخْبِرَتِكُمْ وَلَا مُسْتَخْبِرَتِكُمْ شَيْئًا، وَلَكِنْ فِي هَذَا الدَّيْرِ رَجُلٌ بِالْأَشْوَاقِ إِلَى أَنْ يُخْبِرَكُمْ وَتُخْبِرُونَهُ، فَدَخَلْنَا الدَّيْرَ فَإِذَا

فاطمہ بنت قیس فہریہ اپنے بھائی ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ عامل کوفہ کے پاس آئیں، تو ہم نے ان سے پوچھا، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کے درمیان خطبہ دیا اور فرمایا: رغبت یا رہبت کا خطبہ نہیں دے رہا بلکہ ایک خبر جو تمیم داری نے دی اس کی خوشی نے مجھے قیلولہ کرنے سے باز رکھا ہے، تمھیں وہ سناتا ہوں، تمیم داری رضی اللہ عنہ اپنے چچا زاد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ شام کی طرف سمندری سفر پر نکلے اور انھیں ایک سمندری طوفان نے گھیر لیا اور ان لوگوں کو تیز ہوا نے سمندر کے درمیان ایک ٹاپو تک پہنچا دیا۔ وہاں ایک گنجان بالوں والا جانور ملا تو ہم نے کہا: اے جاندار! تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ (حالات کی تفتیش کرنے والی) ہوں، ہم نے کہا: ہمیں کچھ بتا دے اس نے کہا: نہ میں خبر دیتی ہوں اور نہ تم سے پوچھتی ہوں لیکن اس مکان میں ایک مرد اس اشتیاق میں ہے کہ وہ تمھیں خبر دے اور تم اس کو خبر دو، تو ہم مکان میں داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ ایک کانا مرد زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے بہت پریشانی ظاہر کرتا

(368) اسناده ضعيف والحديث صحيح، مجالد بن سعید راوی ضعیف ہے۔ صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب قصة الجساسة، حديث: 2942۔ سنن ابی داود، كتاب الملاحم، باب فی خبر الجساسة، حديث: 4327، 4326۔ سنن الترمذی، كتاب الفتن، باب: 66، حديث: 2253۔ سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسى بن مريم، حديث: 4074۔ سنن الكبرٰى للنسائی: 4244۔ مسند احمد: 374، 6/ 373۔ مصنف ابن ابی شيبة: 156۔154، مسند الطيالسی: 1646۔ صحيح ابن حبان: 6788۔ وحديث عائشة رضی اللہ عنہا، اخرجه احمد: 6/ 373، 374۔ ابوعوانه كما فی اتحاف الخيرة: 17/ 497۔ برقم: 22686۔ والطبرانی فی الكبير: 24/ 395۔393۔

نَحْنُ بِرَجُلٍ أَعْوَرَ مَوْثُوقٍ بِالسَّلَاسِلِ يُظْهِرُ الْحُزْنَ كَثِيرَ التَّشَكِّي، فَلَمَّا رَآنَا قَالَ: أَفَاتَّبَعْتُمْ، فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ: مَا فَعَلَتْ بُحَيْرَةُ الطَّبَرِيَّةِ؟ قُلْنَا عَلَى حَالِهَا تَسْقِي أَهْلَهَا مِنْ مَائِهَا وَتَسْقِي زَرْعَهُمْ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ نَخْلٌ بَيْنَ عَمَّانَ وَبَيْسَانَ؟ فَقَالُوا: يُطْعِمُ جَنَاهُ كُلَّ عَامٍ، قَالَ: فَمَا فَعَلَتْ عَيْنُ زُغَرَ قَالُوا: يَشْرَبُ مِنْهَا أَهْلُهَا، وَيَسْقُونَ مِنْهَا مَزَارِعَهُمْ قَالَ: فَلَوْ يَبِسَتْ هَذِهِ أَنْفَلِتُ مِنْ وَثَاقِي هَذَا فَلَمْ أَدَعْ بِقَدَمَيَّ هَاتَيْنِ مَنْهَلًا إِلَّا وَطِئْتُهُ إِلَّا الْمَدِينَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَإِلَى هَذَا انْتَهَى سُرُورِي)) ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْهَا شُعْبَةٌ إِلَّا وَعَلَيْهَا مَلَكٌ شَاهِرٌ سَيْفَهُ يَرُدُّهُ مِنْ أَنْ يَدْخُلَهَا)) قَالَ الشَّعْبِيُّ: فَلَقِيتُ الْمُحَرَّرَ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَزَادَ فِيهِ ((وَمَكَّةَ)) وَقَالَ: مِنْ نَحْوِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مِنْ نَحْوِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ قَالَ الشَّعْبِيُّ فَلَقِيتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ.

اور زیادہ کراہ رہا ہے، جب اس نے ہمیں دیکھا، تو کہا: کیا تم نے پیروی کی؟ تو ہم نے اس کو خبر دی، تو اس نے کہا: بحیر طبریہ کس حال میں ہے؟ ہم نے کہا: وہ اپنے حال پر ہے، وہاں کے لوگوں اور کھیتوں کو سیراب کرتا ہے، تو اس نے کہا: عمان اور بیسان میں کھجوروں کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا: ہر سال ان کے پھل توڑے جاتے ہیں، اس نے کہا: چشمہ زغر کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا: وہاں کے لوگ اس سے پیتے اور کھیت سیراب کرتے ہیں، اس نے کہا: جب وہ خشک ہو جائے گا تو میں اس قید سے آزاد ہوں گا اور کوئی قریہ اور کوئی بستی روندے بغیر نہ چھوڑوں گا مگر مدینہ منورہ میں نہ جاسکوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس بات پر مجھے انتہائی خوشی ہوئی ہے اور میں مسرور ہوا ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذاتِ حق کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! مدینہ کی تمام گھاٹیوں پر اپنی تلوار ننگی کیے ہوئے دجال کو داخل ہونے سے روکنے کے لیے فرشتے موجود ہیں۔ شعبی نے کہا: پھر میں محرر بن ابی ہریرہ کو ملا، اور اس نے اپنے باپ کی سند سے یہ بیان کیا کہ مکہ مکرمہ میں بھی دجال داخل نہ ہوگا، اور کہا: مشرق کی طرف سے، مشرق کی طرف کیا حال ہے؟ شعبی نے کہا: میں قاسم بن محمد سے ملا تو اس نے یہ حدیث بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کی، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں فتنہ دجال کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔

# مُسْنَدُ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ سَكَنٍ الْأَشْهَلِيَّةِ رضی اللہ عنہا

## أسماء بنت یزید بن سکن اشہلیہ رضی اللہ عنہا کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

**حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے جہادی سفر:**

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جہاد فی سبیل اللہ کا بہت شوق رکھتی تھیں،ان کا جہاد میں دلچسپ سفر اور طویل محنت ہے، جیسے ہی انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اس وقت سے یہ شرکت جہاد کے لیے مشتاق ہوگئیں۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایسے خاندان میں زندگی گزاری جس کے افراد قربانی اور جہاد سے معروف ہیں، جب سے انھوں نے کلمہ توحید کا اعلان کیا اور جب سے ان کے خالی اور خلوص والے دلوں میں ایمان کا نور چمکا اور ان پر چھا گیا۔ہم جب اس خاندان کو ٹٹولیں گے تو ہمیں اسلام کے علم اور ہیرو مدرسہ نبوت کے شہسوار ملیں گے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کی فضیلت پائی اور شہادت سے سرفراز ہوئے اور جنھیں اللہ تعالیٰ شہادت نصیب فرمائے وہ یقیناً عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ آل سکن کا غزوۂ اُحد میں عظیم کردار ہے۔اسی طرح حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بھی ایمان کی خوشبو اور حبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غماز کردار ملتا ہے۔آیئے ہم اس خاندان کے ہمراہ غزوۂ اُحد میں حاضر ہوتے ہیں جہاں ان کا انمٹ کردار ہے اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور ان کے اقارب کا کردار ملاحظہ کرتے ہیں۔ان کے والد یزید بن السکن انصاری اشہلی رضی اللہ عنہ ہیں جو اُحد کے دن اپنے بیٹے عامر بن یزید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ان کے چچا زیاد بن السکن انصاری اشہلی رضی اللہ عنہ ہیں جو انتہائی بہادر شہسوار ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اللہ کے ہاں بیچ دیا اور غزوۂ اُحد میں اس وقت شہادت حاصل کی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو ہمارے لیے خود کو فروخت کردے؟ یہ سن کر انصار کے پانچ نوجوان میدان میں کود ے۔ان میں سے ایک زیاد بن سکن انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔انھوں نے بڑی بے جگری سے قتال کیا حتیٰ کہ آخر میں صرف زیاد رہ گئے بقیہ سب شہید ہوگئے۔آخر کار لڑتے لڑتے انھیں بڑا کاری زخم آیا جس کے باعث یہ حرکت کے قابل نہیں رہے۔ان کے چچازاد بھائی عمارہ بن زیادہ بن السکن رضی اللہ عنہ تھے یہ بھی غزوۂ احد میں شہید ہوئے اور انھیں چودہ زخم آئے تھے۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو شہید کا اعزاز دیا اور ان میں سے آل سکن بھی تھے،انھوں نے اپنے بعد ایسی خواتین چھوڑیں جن کے دل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز تھے۔ان میں سے ایک اُمّ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہا اور ہمارے ان صفحات کی مہمان حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب انھیں اپنے والد، بھائی اور چچا زاد بھائی کی شہادت کی خبر ملی تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی اور خیریت معلوم کرنے نکل پڑیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد سے واپس تشریف لا رہے تھے جب انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا: ''آپ کے بعد ہر مصیبت آسان ہے۔'' اسی طرح حضرت اُمّ

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہا بھی نکلیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح سلامت دیکھا تو کہنے لگیں: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخیر وعافیت دیکھ لیا تو اب ہر مصیبت آسان ہوگئی ہے۔''

اس غزوہ میں ان کے بیٹے عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ بنو اشہل کے بارہ جوانوں کے ساتھ شہید ہوگئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کے بیٹے کی تعزیت فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''اے اُمّ سعد رضی اللہ عنہ! تمھیں خوشخبری ہو اور اپنے گھر والوں کو بھی بتاؤ کہ ان کے مقتولین جنت میں ان کے ساتھ ہوں گے اور ان کی اپنے گھر والوں کے بارے میں شفاعت قبول کی جائے گی۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور توقیر میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب تمام اشیاء کا احترام کیا جائے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی تمام جگہوں کی توقیر کی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی جگہیں مکہ اور مدینہ میں ہیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور قرآنی حکم:...... قرآن کریم نے بڑے اہتمام سے عورت کے تمام احوال کا ذکر کیا ہے، اس کے کردار، اس کی مشکلات وحقائق کا، اسی طرح اس کے حقوق سے گفتگو کی ہے اور اس کو معتبر ٹھہرایا۔ اس کا مرتبہ بحیثیت، ماں، بہن، بیٹی اور بیوی ہونے کے بیان کیا ہے۔ اسی طرح اس کی فطرت پر بحث کی ہے اس طرح عورت کمال کی منازل پر پہنچ گئی اور اسی طرح عورت کے واجبات یعنی ذمہ داریوں کے بارے میں بھی گفتگو کی ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بھی قرآن میں حصہ ہے اور سبقت کی فضیلت میں یہاں بھی آگے ہیں۔ امام ابوداوَدؒ، ابن حاتمؒ اور بیہقیؒ نے اپنی اپنی سنن میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ''مجھے عہد رسالت میں طلاق ہوگئی اور اس وقت مطلقہ عورت کی عدت نہیں ہوتی تھی۔ جب مجھے طلاق ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے عدت کے احکامات نازل فرمائے۔ (سورۂ بقرہ: 228)

یہ پہلی آیت ہے جس میں مطلقہ عورت کی عدت بیان کی گئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عام عورت کے لیے اعزاز تھا خصوصاً حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے لیے اور یہ ایک سلطنت کے تحفظات اور شائبات سے بچانے اور اس کے محفوظ اور صاف ستھرے رکھنے کے لیے احکام نازل کیے گئے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حدیث نبوی:...... محترم صحابیہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کے مناقب میں یہ اعزاز بھی شامل ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یاد رکھتیں اور انھیں روایت بھی کیا۔ ان کی روایات کی تعداد اکیاسی ہے اور یہ روایات سنن ابی داؤد، ابن ماجہ اور ترمذی میں موجود ہیں۔ ان سے ان کے غلام مہاجر بن ابی مسلم، شہر بن حوشب اور ان کے بھانجے محمود بن عمرو الانصاری وغیرہ نے روایات لی ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا مسلم خواتین میں سے زیادہ روایات نقل کرنے والیوں میں سے ہے اور ان کا نمبر اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے بعد ہے اور اس کی وجہ غالباً یہی ہے کہ یہ صحابیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آتی جاتی رہتی تھیں۔ علامہ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتی تھیں اور یہ اعزاز ان کے علم فقہ اور برکت وفضیلت کو بڑھاتا ہے۔

## حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایات:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ایک روایت یہ ہے وہ فرماتی ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور کوئی پرواہ نہیں کرتا۔'' ان کی ایک روایت یہ ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا اس بات سے بھی تمھارے آنسو خشک اور تمھارا غم نہیں جائے گا کہ تمھارا بیٹا وہ پہلا شخص ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہنسے ہیں اور عرش تھرا اُٹھا ہے۔'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ بھی روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں کے درمیان میں ہے: ﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ اور آل عمران کی پہلی آیت ﴿الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾

[369]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ بْنِ سَكَنٍ تَقُولُ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ فَقَرَّبَ أَمْرَهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَأَعْجِنُ لِأَهْلِيَ الْعَجِينَ فَمَا أَظُنُّ أَنْ يَبْلُغَ حَتَّى يَخْرُجَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ بَعْدِي فَاللّٰهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ)).

اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دجال کا قصہ سنایا اور اس کا وقوع قریب ہی بتایا، تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اہل خانہ کے لیے آٹا گوندھتی ہوں، اور مجھے گمان ہوتا ہے کہ یہ کام مکمل نہ ہوگا کہ وہ نکل کھڑا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نکلا اور میں بقید حیات ہوا تو میں تمھارے آگے اس کا مقابلہ کروں گا، اگر وہ میرے بعد نکلا تو اللہ تعالیٰ میرے پیچھے رہنے والوں میں موجود ہے، وہ ہر مسلمان کی حفاظت کرے گا۔

[370]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ

اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور میں اس وقت عورتوں میں تھی

---

(369) حسن، مسند احمد: 453/6، 454۔ معجم الكبير للطبرانی: 173/24، 174۔ مسند الطيالسی: 1633۔ موضح اوهام الجمع والتفرين للخطيب: 1/ 504، 505۔ مصنف عبدالرزاق: 20821۔ شرح السنة للبغوی: 4263۔

(370) حسن، سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی السلام علی النساء، حديث: 5204۔ سنن الترمذی، کتاب الاستئذان، باب ما جاء فی التسليم علی النساء، حديث: 2697۔ سنن ابن ماجه، کتاب الادب، باب السلام علی الصبيان والنساء، حديث: 3701۔ الادب المفرد للبخاری: 1047۔ مسند احمد: 452/6، 453۔ طبقات ابن سعد: 8/ 10۔ مصنف ابن ابی شيبة: 8/ 634، 635۔ معجم الكبير للطبرانی: 24/ 173۔ سنن الدارمی: 2640۔ شعب الايمان للبيهقی: 8900۔ الروايات مطولة ومختصرة۔

حَـوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ سَكَنٍ أَنَّهُ سَـمِعَهَا تَقُولُ: مَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا فِي نِسْـوَـةٍ فَسَـلَّـمَ عَـلَيْـنَا ثُمَّ قَالَ: ((إِيَّاكُنَّ وَكُفْرَ الْـمُـنْـعِمِينَ)) قُلْتُ: وَمَا كُفْرُ الْمُنْعِمِينَ؟ قَالَ ((لَـعَـلَّ إِحْـدَاكُنَّ أَنْ تَطُولَ أَيْمَتُهَا بَيْنَ أَبَوَيْهَا وَتَـعْـنِـسُ، ثُـمَّ يَـرْزُقُهَـا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ زَوْجًا وَيَـرْزُقُهَـا مِـنْـهُ مَـالًا وَوَلَدًا فَتَغْضَبُ الْغَضْبَةَ فَتَـكْـفُـرَهَـا، فَتَقُولُ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ مَكَانَ يَوْمٍ بِخَيْرٍ قَطُّ)).

تو آپ ﷺ نے ہمیں سلام کہا' پھر فرمایا: تم اپنے خاوندوں کی ناشکری سے بچو، میں نے کہا کہ خاوندوں (احسان کرنے والوں) کی ناشکری سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تم میں سے کوئی ایک لمبا عرصہ اپنے والدین کے ہاں کنواری رہتی ہے، پھر اسے اللہ تعالیٰ نے خاوند کی نعمت سے نوازا اور اسے اس (خاوند) کی وجہ سے مال و اولاد عطا کی' تو وہ (عورت) غصہ ہوتی ہے اور اپنے خاوند کی نعمتوں کا انکار کرتی ہے اور کہتی ہے: میں جب سے تیرے گھر آئی ہوں آج تک کوئی بھلائی میں نے نہیں دیکھی، کبھی بھی۔

[**371**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنـا ابْـنُ أَبِـي الْـحُسَيْـنِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَـوْشَـبٍ قَالَ: أَتَيْتُ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ فَقَرَّبَتْ إِلَـيَّ قِـنَـاعًـا فِيهِ تَمْرٌ أَوْ رُطَبٌ، فَقَالَتْ: كُلْ، فَـقُـلْـتُ: لَا أَشْتَهِيهِ، فَصَاحَتْ بِي كُلْ فَإِنِّي أَنَا الَّتِـي قَيَّنْتُ عَائِشَةَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَأَجْلَسْتُهَا عَنْ يَمِينِهِ، فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ فِيهِ لَبَـنٌ فَشَـرِبَ ثُـمَّ نَـاوَلَهَـا وَطَـأْطَـأَتْ رَأْسَهَـا وَاسْتَـحْيَتْ، فَقُلْتُ: خُذِي مِنْ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَـأَخَـذَتْ فَشَـرِبَـتْ ثُـمَّ قَالَ لَهَا ((نَاوِلِي تِرْبَكِ)) فَقُلْتُ: بَلْ أَنْتَ فَاشْرَبْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُـمَّ نَـاوِلْنِي فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي، فَأَدَرْتُ الْإِنَاءَ

شہر بن حوشب نے کہا: میں اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انھوں نے ایک برتن جس میں خشک اور تازہ کھجوریں تھیں میرے قریب کیا' اور کہا: کھاؤ، میں نے کہا: مجھے طلب نہیں ہے تو انھوں نے زور دے کر کہا: کھاؤ' میں ہی وہ عورت ہوں جس نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو آراستہ کرکے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچایا' اور آپ کے دائیں طرف بٹھایا تھا' آپ ﷺ کے پاس دودھ لایا گیا تو آپ ﷺ نے پیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیا تو انھوں نے شرم کی وجہ سے سر جھکا دیا' تو میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے پکڑ! تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پکڑا اور پیا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ساتھ والی کو دے دے' تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نوش فرمائیں، پھر مجھے دیں، آپ ﷺ نے

(371) حسن، سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب عرض الطعام، حديث: 3289۔ مسند احمد: 453، 6/ 452۔ معجم الكبير للطبراني: 172، 24/ 171۔ اسد الغابة لابن الاثير: 7/ 20۔ حلية الاولياء: 2/ 76۔

لِأَضَعَ فَمِي عَلَى مَوْضِعِ فِيهِ ثُمَّ قَالَ ((أَعْطِي صَوَاحِبَاتِكِ)) فَقُلْنَ: لا نَشْتَهِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لا تَجْمَعْنَ كَذِبًا وَجُوعًا)) قَالَتْ: فَأَبْصَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى إِحْدَاهُنَّ سِوَارًا مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ: ((أَتُحِبِّينَ أَنْ يُسْوِرَكِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَكَانَهُ سِوَارًا مِنْ نَارٍ)) قَالَتْ: فَأَعْتَوْنَا عَلَيْهِ حَتَّى نَزَعْنَاهُ فَرَمَيْنَا بِهِ فَمَا نَدْرِي أَيْنَ هُوَ حَتَّى السَّاعَةِ؟ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا يَكْفِي إِحْدَاكُنَّ أَنْ تَتَّخِذَ جُمَانًا مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ تَأْخُذَ شَيْئًا مِنْ زَعْفَرَانَ فَتُدِيفَهُ ثُمَّ تُلَطِّخَهُ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ ذَهَبٌ)).

پیا اور پھر مجھے دیا، میں نے پیالہ گھما کر اس جگہ منہ رکھا جہاں آپ ﷺ نے رکھا تھا' پھر فرمایا: اپنے ساتھ والی خواتین کو پلا' تو انھوں نے کہا: ہمیں طلب نہیں ہے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم جھوٹ اور بھوک کو یکجا نہ کرو' پھر آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کے ہاتھ پر سونے کا کنگن دیکھا تو فرمایا: کیا تجھے یہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس کی جگہ آگ کا کنگن پہنائے؟ ہم نے اس کو جلدی جلدی نکال پھینکا' اور آج تک نہ جانے وہ کہاں پڑا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی کو یہ کافی نہیں کہ چاندی کا بنوائے' پھر زعفران لے کر پانی ملا کر گرم کر کے گاڑھا کرے، پھر اس میں ملا دے تو وہ سونے جیسا ہوگا۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کھانے پینے کے معاملات میں انسان کو صاف گو ہونا چاہیے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مہمان کو بھوک بھی ہوتی ہے، اور جھوٹ بھی بولتا رہتا ہے کہ نہیں نہیں، مجھے بھوک نہیں ہے۔

[**372**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ تَقُولُ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي نِسْوَةٍ فَقَالَ: ((فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ)) فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَايِعْنَا فَقَالَ: ((إِنِّي لا أُصَافِحُكُنَّ إِنَّمَا آخُذُ عَلَيْكُنَّ مَا أَخَذَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ)).

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عورتوں میں شامل ہو کر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی' تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو تمھاری استطاعت اور طاقت ہو، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم سے آپ ﷺ بیعت لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے مصافحہ نہیں کروں گا' میں تم سے اسی طرح معاہدہ لوں گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

(372) حسن، مسند احمد: 6/ 454۔ طبقات ابن سعد: 8/ 6۔ الكنى للدولابى: 2/ 128۔ معجم الكبير للطبرانى: 24/ 163، 164۔ اخبار اصبهان لابى نعيم: 1/ 293۔

# أَحَادِيثُ رِجَالِ الْأَنْصَارِ انصار کے مردوں کی روایات

## مُسْنَدُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

**نام ونسب:**

آپ کا اسم گرامی معاذ بن جبل بن عمرو ہے اور کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ نسب نامہ یہ ہے: معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن علی بن اسد ابوعبدالرحمٰن الانصاری الخزرجی۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ: ج3ص 1847، رقم الترجمۃ:8040)

**قبول اسلام:**

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا تعلق مدینہ منورہ سے تھا، اس لیے جب مدینہ منورہ میں اسلام کی دعوت شروع ہوئی تو آپ نے اسلام قبول کرلیا۔

**فضائل ومناقب اور قوتِ اجتہاد:**

(1) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی جماعت عطا فرمائی جنھوں نے آپ کے اوصاف کو اپنے اندر محفوظ کیا۔ ہر صحابی میں کوئی ایک صفت نمایاں تھی۔ مثلاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں صفتِ صداقت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں صفتِ عدالت، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں صفتِ سخاوت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں صفتِ شجاعت نمایاں تھی۔ آپ علیہ السلام کی ایک صفت علم اور فقہ بھی تھی۔ آپ علیہ السلام نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حلال وحرام کا سب سے زیادہ جاننے والا قرار دیا ہے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "اعلم بالحلال والحرام معاذبن جبل." (جامع الترمذی: ج 2 ص219 باب مناقب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ) یعنی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ میری امت میں حلال وحرام کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ (2) عہدِ رسالت میں چند حضرات کو قرآن کریم جمع کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہے۔ (جامع الترمذی :ج 2ص 219باب مناقب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ) (3) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو چار صحابہ سے قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے کا حکم دیا۔ فرمان نبوی ہے: "استقروا القرآن من اربعة؛ عبدالله بن مسعود فبدا به وسالم مولىٰ ابى حذيفة وابى بن كعب ومعاذ بن جبل." (صحیح البخاری: ج1ص 531، 537) "چار شخصوں سے تعلیمات قرآن حاصل کرو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل [رضی اللہ عنہم]" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو سارے علم وعمل کے پہاڑ اور فضل وولایت کے سمندر ہیں، ان سب کے پاسِ وضع اور حفظِ مراتب کے باوجود ان چار کو قرآن کے ساتھ خاص کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآنیات

کے سلسلے میں یہ حضرات ممتاز مقام ومرتبہ کے حامل ہیں۔

[373]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، يَقُولُ: اكْشِفُوا عَنِّي سَجْفَ الْقُبَّةِ حَتَّى أُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ إِلَّا أَنْ تَتَّكِلُوا عَنِ الْعَمَلِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ يَقِينًا مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَلَمْ تَمَسَّهُ النَّارَ)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے اس شخص نے خبر دی جو اس وقت موجود تھا جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر موت کا وقت آیا' تو انھوں نے کہا: خیمہ کا پردہ ہٹا دو تاکہ میں وہ حدیث سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، پہلے میں نے اس لیے نہیں سنائی کہ تم اسی پر قناعت کرو گے اور عمل نہ کرو گے، میں نے سنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (لا الہ الا اللہ) دل کے خلوص یا دل کے یقین سے کہے گا وہ جنت میں جائے گا اور آگ میں داخل نہ ہوگا۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عالم دین کو دانا اور عقلمند ہونا چاہیے، موقع محل دیکھ کر خطاب کرے، ایسی بات سے گریز کرے جس سے فتنے میں پڑنے کا خطرہ ہو۔ نیز یاد رہے کہ اکیلا کلمہ پڑھنا مراد نہیں ہے، بلکہ ''مخلصاً'' بھی شرط ہے، اور اس شرط کا تقاضا اعمال صالح ہے، ایمان کے ارکان میں سے ''عمل بالجوارح'' بھی ہے، یعنی جسم کے اعضاء کے ساتھ عمل کرنے سے ایمان مکمل ہوتا ہے۔ اکیلا اقرار کافی نہیں ہے، کیونکہ جو سچے دل سے اقرار کرتا ہے، ہوسکتا ہے کہ وہ اعمال صالحہ سے پیچھے رہے۔ کلمہ چابی ہے اور اعمال صالحہ اس کے دندے ہیں، چابی تب ہی کام کرتی ہے جب اس کے دندے بھی ہوں گے۔ اس سے مراد دل اور زبان کی بات ہے اور دل اور اعضاء کا عمل ہے۔ دیکھئے (مجموع الفتاوی: 171/7) یہ اہل السنۃ کا مسلمہ عقیدہ ہے جس پر اہل السنہ کا اتفاق ہے کہ ایمان قول وعمل ہے جو نیکی کے کاموں سے بڑھتا ہے اور گناہ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ اس پر قرآن وحدیث سے بہت زیادہ دلائل موجود ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ (التوبة: 124) ''اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا ہے سو جو لوگ ایماندار ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور خوش ہو رہے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ

(373) صحيح، مسند احمد: 5/ 236۔ صحيح ابن حبان: 200۔ معجم الكبير للطبرانی: 20/ 41۔

الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ﴾ ''وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون ڈال دیا اور اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں۔'' (الفتح:4) نیز دیکھیں (آل عمران: 173، الانفال: 24، الکھف: 107) اور احادیث میں بھی کثرت سے دلائل ملتے ہیں مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی ستر سے کچھ زائد شاخیں ہیں۔ سب سے اعلیٰ شاخ لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا ہے اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔ (صحیح مسلم: 35، صحیح البخاری مختصر: 19) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم سے ہر ایسا شخص نکل جائے گا جس نے دنیا میں لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر یا رائی کے دانے کے برابر یا ذرہ کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ (صحیح البخاری: 44، صحیح مسلم: 193) اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اضافہ ہے کہ حیاء بھی ایمان کا شعبہ ہے۔ (صحیح مسلم: 58) اور اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ایمان دل کی تصدیق، زبان کے اقرار اور اعضاء وجوارح کے عمل سے بنتا ہے اور یہ تینوں امور ایمان میں داخل ہیں۔ لوگوں کے ایمان میں پائے جانے والے تفاوت ان کے اعمال کے تفاوت کی وجہ سے ہے اور اسی طرح اقوال بھی کیونکہ قول زبان کا عمل ہے۔

اس سلسلے میں حافظ ابن حجر نے امام نووی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انتہائی ظاہر اور محتاط قول کے مطابق تصدیق، جو دل کا کام ہے، میں کثرتِ نظر کی وجہ سے کمی بیشی واقع ہوجاتی ہے، اسی لیے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان دوسروں کے ایمان سے زیادہ قوی تھا۔ لیکن ان کے ایمان میں کسی شبہ کا کوئی شائبہ یا امکان نہیں تھا، ہماری اس بات کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ ہر شخص بذات خود یہ بات جانتا ہے کہ اس کے دل کی کیفیت میں تبدیلی، تفاضل یا کمی بیشی آتی رہتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات دل زیادہ دولتِ یقین واخلاص وتوکل سے معمور ہوتا ہے اور بعض حالات میں یہ کیفیت برقرار نہیں رہتی اسی طرح تصدیق ومعرفت میں بھی دلائل کی قوت وکثرت کی بناء پر کمی بیشی واقع ہوتی رہتی ہے۔'' (فتح الباری: 46/1)

اور جیسا کہ امام حمیدی نے کہا: ایمان قول وعمل ہے۔'' اور ایمان کی تعریف سے عمل کو خارج کرنے والے دو گروہ ہیں (1) مرجئہ الغلاۃ (2) مرجئہ الفقہاء۔ (1) مرجئہ الغلاۃ کا کہنا ہے کہ ہر وہ شخص جو ایمان قبول کرلے، کامل الایمان سے ہوتا ہے یعنی ایمان کی موجودگی میں کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا۔ یہ قول باطل وکفر ہے۔ (2) مرجئہ الفقہاء اکثر اہل کوفہ ہیں اور یہ بھی عمل کو ایمان میں شامل نہیں کرتے۔ ان اور مرجئہ الغلاۃ میں یہ فرق ہے کہ مرجئہ الفقہاء ایمان کی موجودگی میں گناہ نقصان نہیں دیتا کے مخالف ہیں۔

[374]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ الْأَهْوَازِيُّ أَبُو هَمَّامٍ قَالَ: ثنا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ هَصَّانَ بْنِ كَاهِلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ يَرْجِعُ ذَلِكَ إِلَى قَلْبِ مُوقِنٍ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ)).

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اس حال میں فوت ہوا کہ وہ شہادت دیتا ہو کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ تعالیٰ اور یہ کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہوں اور وہ دل میں اس کا یقین بھی رکھتا ہو تو اللہ اس کو بخش دے گا۔

## مُسْنَدُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ
## ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ: حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے: اُبی بن کعب بن قیس بن زید بن معاویہ بن عمرو انصاری نجاری، کنیت ابوالمنذر اور ابوالطفل تھی، سارے غزوات میں شریک ہوئے، آپ فقہائے صحابہ میں بھی شمار ہوتے ہیں، اور بلا اختلاف سید القراء ہیں، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ تم کو قرآن سناؤں، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! یہ سن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرطِ مسرت سے رونے لگے۔ (صحیح بخاری تفسیر سورہ لم یکن) آپ مشہور ومعروف کاتبین وحی میں سے ہیں، دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کتابت کا شرف حاصل کرنے کی صراحت بہت سی کتابوں میں موجود ہے۔ (حوالے کے لیے دیکھیے: تاریخ طبری 17/6، المصباح المضئی 8/ب، تجارب الامم 291/1، تاریخ یعقوبی 80/2، الورزاء والکُتّاب 12، ، اسد الغابہ: 50/1، شرح الفیہ عراقی 245، تہذیب الکمال 240/5، البدایہ والنہایہ 240/5 بحوالہ نقوش 171/4)

---

(374) حسن، سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب فضل لااله الا الله، حديث: 3796۔ عمل اليوم والليلة للنسائی : 1136۔ مسند احمد: 5/ 229۔ معجم الكبير للطبرانی، ج: 20۔ كتاب الدعاء للطبرانی: 1467۔ مسند البزار: 2623۔ مسند الشاشی: 1336۔ التوحيد لابن خزيمه: 793، 2/ 792۔ صحيح ابن حبان: 203۔ شعب الايمان للبيهقی: 128۔

ایک روایت میں ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھ کر (مدینہ منورہ) وحی لکھنے والوں میں آپ سب سے اول ہیں۔ (البدایہ والنہایہ : 240/5) عیون الاثر اور تاریخ ابن الاثیر میں بھی آپ کے سب سے پہلے کاتب ہونے کی صراحت موجود ہے۔ (التاریخ الکامل : 13/2) تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت علی اور حضرت عثمان وحی کی کتابت فرماتے تھے، اور اگر وہ موجود نہ ہوتے، تو حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت وحی کی کتابت فرماتے تھے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحمہ اللہ نے الوثائق السیاسیہ میں کئی ایسے مکاتیب ذکر کیے ہیں، جن میں کاتب کا نام ابی بن کعب درج ہے، مثال کے طور پر دیکھیے: وثیقہ نمبر 63، 64، 76، 120، 121، 124، 163، 174، 206، 244 وغیرہ (الوثائق السیاسیہ بحوالہ نقوش : 142/7) آپ کی وفات علی اختلاف الاقوال 19ھ یا 20ھ یا 22ھ یا 30ھ میں ہوئی۔ (نقوش: 142/7)

## ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

"بَابٌ : قِرَائَةُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الْقُرْآنَ عَلَى غَيْرِهِ" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے پر قرآن پڑھنا" سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا (اور یہ سب قاریوں کے سردار ہیں): "اللہ عزت والے اور بزرگی والے نے مجھے حکم کیا کہ میں تمھارے آگے سورۃ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ....﴾ پڑھوں۔" انھوں نے عرض کی کہ کیا اللہ جل جلالہٗ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! (اللہ تعالیٰ نے میرے آگے تمھارا نام لیا ہے) تو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (خوشی سے) رونے لگے۔ (صحیح مسلم: 2116، صحیح بخاری: 4959)

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی مجلس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا ذکر آیا تو انھوں نے کہا کہ اس وقت سے ان کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی جب سے میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھی کے نام سے ابتداء کی، اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم سے، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے۔ (کتاب مناقب الانصار صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3808)

[**375**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا کہ نوف بکالی کہتے

(375) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة الكهف، باب قوله (واذ قال موسى لفتاه)، حدیث: 4725۔ صحیح مسلم، كتاب الفضائل، باب من فضائل خضر عليه السلام، حدیث: 2380۔ سنن ابی داود، كتاب السنة، باب فی القدر، حدیث: 4707۔ سنن الكبرى للنسائى : 11308، سنن الترمذی، كتاب الزيادات على المسند لعبدالله بن احمد : 5/ 117، 118۔ تفسير عبدالرزاق: 1/ 410-408۔ تفسير ابن جرير : 23208۔ صحیح ابن حبان : 6220۔ مستدرك للحاكم: 2/ 369۔ الاسماء والصفات للبيهقى، ص: 117-115۔

قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنَّمَا هُوَ مُوسَى آخَرُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ؛ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: قَامَ مُوسَى خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ فَقَالَ: أَنَا أَعْلَمُ، فَعَتَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ)) قَالَ مُوسَى أَيْ رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ؟ قَالَ: ((تَأْخُذُ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ ثُمَّ تَنْطَلِقُ، فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَهُوَ ثَمَّ)) فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ حَتَّى إِذَا انْتَهَى إِلَى الصَّخْرَةِ وَضَعَا رُءُوسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ ﴿فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ [الكهف: 61] وَأَمْسَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الْحُوتِ جَرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوسَى نَسِيَ صَاحِبُهُ أَنْ يُخْبِرَهُ بِالْحُوتِ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ ﴿آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا﴾ [الكهف: 62] قَالَ وَلَمْ يَجِدْ

ہیں: موسیٰ جو خضر کے رفیق ہیں، وہ موسیٰ بنی اسرائیل (والے) نہیں ہیں، وہ کوئی دوسرے موسیٰ ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کا دشمن جھوٹ کہتا ہے، ہم سے ابی بن کعب نے حدیث بیان کی؛ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ سب لوگوں سے زیادہ علم والا کون ہے؟ تو انھوں نے کہا: میں زیادہ جاننے والا ہوں؛ تو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ زیادہ جاننے کی نسبت اللہ علیم وخبیر کی طرف کیوں نہیں کی؟ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجمع البحرین میں میرا ایک بندہ ہے؛ جو تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ موسیٰ نے عرض کی: اے رب جلیل! میں اسے کیسے مل سکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایک مچھلی اپنے ٹوکرے میں رکھ، پھر چل پڑ؛ پس جہاں تجھ سے مچھلی گم جائے وہی جگہ ہے، تو موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی لی اور اسے ٹوکرے میں رکھا؛ پس وہ اور ان کا رفیق یوشع بن نون چل پڑے، جب وہ ایک چٹان پر پہنچے تو دونوں سر رکھ کر سو گئے؛ تو مچھلی ٹوکرے میں پھڑکی؛ اور اس سے نکل گئی اور سمندر میں گر گئی اور اس نے سمندر میں خشک راستہ بنایا۔ اللہ نے پانی چلنا روک دیا اور طاق کی مانند خلا رکھا، جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو ان کا رفیق مچھلی کی خبر دینا بھول گیا اور وہ دونوں دن رات چلتے رہے۔ جب اگلا دن آیا تو موسیٰ نے اپنے جوان کو کہا: 'صبح کا کھانا لاؤ ہمیں تو اس سفر میں تھکاوٹ ہوئی ہے' راوی بیان کرتے ہیں کہ اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کو تھکاوٹ نہ ہوا کرتی تھی اور جب اس مقام سے آگے گئے جس کا اللہ

مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِى أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّى نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا﴾ [الكهف: 63] قَالَ وَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَلِمُوسَى وَفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ [الكهف: 64] قَالَ رَجَعَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتَّى إِذَا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًّا ثَوْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَقَالَ الْخَضِرِ وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا، قَالَ الْخَضِرُ: إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا يَا مُوسَى إِنِّى عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ، وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا أَعْلَمُهُ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى ﴿سَتَجِدُنِى إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِى لَكَ أَمْرًا﴾ [الكهف: 69] قَالَ الْخَضِرُ ﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِى فَلَا تَسْأَلْنِى عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ [الكهف: 70] فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمْ سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا السَّفِينَةَ لَمْ يُفْجَأْ مُوسَى إِلَّا

تعالیٰ نے حکم دیا تھا تو تھکاوٹ ہوئی' ان کے رفیق نے کہا: 'آپ کو یاد ہوگا جب ہم نے ایک چٹان پر جگہ پکڑی تھی، وہاں میں مچھلی بھول گیا اور شیطان نے ہی بھلا دیا تھا' میں یہ یاد نہ رکھ سکا کہ مچھلی نے سمندر میں عجیب راستہ بنایا تھا، راوی نے کہا کہ مچھلی کے لیے سرنگ (نالی) کی طرح راستہ تھا، جوموسیٰ اور ان کے جوان کے لیے باعث تعجب تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہم وہی جگہ تو تلاش کرر ہے تھے۔ پھر دونوں اپنے نشانِ قدم تلاش کرتے کرتے اس چٹان تک آ پہنچے' تو دیکھا کہ ایک مرد کپڑا تانے پڑا ہے' تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ہدیۂ سلام پیش کیا' تو خضر نے کہا: اس جگہ سلام کہنے والا تو کون ہے؟ انھوں نے کہا: میں موسیٰ ہوں' خضر نے کہا: موسیٰ بنی اسرائیل؟ کہا: ہاں! میں حاضر ہوا ہوں کہ جو علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے آپ مجھے سکھلائیں، خضر نے کہا: اے موسیٰ! تم میرے ساتھ نہیں رہ سکو گے میں اللہ کے علوم سے ایک علم پر ہوں جو اس نے مجھے سکھایا ہے اور تو اس کو نہیں جانتا اور تم اللہ کے علم پر ہو جو اس نے تمھیں سکھایا ہے اور میں اس کو نہیں جانتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم مجھے صابر پاؤ گے، میں کسی کام میں تمھاری نافرمانی نہیں کروں گا' خضر نے کہا: اگر تم میری پیروی کرتے ہو تو کسی چیز کے متعلق مجھ سے نہ پوچھنا تا آنکہ میں خود اس کو تم سے بیان کروں' پھر وہ چل پڑے، سمندر کے ساحل پر پیادہ چل رہے تھے کہ ان کے پاس سے ایک کشتی گزری تو ان تینوں حضرات نے ان سے سوار کرنے کی بات کی، کشتی والوں نے خضر کو پہچان کر

وَالْخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ بِالْقَدُّومِ فَقَالَ مُوسَى: قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا ﴿لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا﴾ [الكهف: 71] قَالَ الْخَضِرُ: ﴿أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ [الكهف: 72] قَالَ لَهُ مُوسَى ﴿: لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا﴾ [الكهف: 73] قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَكَانَتِ الْأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا، قَالَ: وَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ: مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمِكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ الْعُصْفُورُ مِنْ هَذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ فَبَيْنَمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ إِذْ أَبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ فِي الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ، قَالَ لَهُ مُوسَى: ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا﴾ [الكهف: 74] ﴿قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ [الكهف: 75] وَهَذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُولَى ﴿قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا﴾ [الكهف: 76] قَالَ ﴿فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ

کرائے کے بغیر سوار کرلیا، جب دونوں کشتی پر سوار ہو گئے تو موسیٰ علیہ السلام اچانک ہی کیا دیکھتے ہیں کہ خضر نے کشتی کا ایک تختہ کلہاڑی مار کر توڑ دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ان لوگوں نے بغیر کرایہ ہمیں سوار کیا، تم اٹھے اور کشتی کا تختہ ہی توڑ ڈالا تاکہ تو لوگوں کو غرق کر دے؟ تم نے ناپسندیدہ کام کیا ہے، خضر علیہ السلام نے کہا: میں نے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کرسکو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میری بھول پر گرفت نہ کرو اور مجھے میرے کام میں تنگی نہ دکھاؤ، راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام سے پہلی بار بھول ہوئی تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر سمندر سے چونچ میں پانی لیا تو خضر نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا: میرے اور تیرے علم نے اللہ تعالیٰ کے علم سے اتنا ہی لیا ہے جو چڑیا نے اس سمندر کے پانی سے حصہ لیا ہے' پھر دونوں کشتی سے باہر آ گئے اور ساحل سمندر چل رہے تھے کہ خضر علیہ السلام نے ایک لڑکا دیکھا جو دوسرے لڑکوں میں کھیل رہا تھا' تو خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑا اور اکھاڑ کر ہاتھ ہی سے مار ڈالا۔ موسیٰ نے کہا: ایک بے گناہ بچے کو تو نے کسی جان کے بدلے کے بغیر قتل کیا ہے، یہ نہایت برا ہے، تو خصر علیہ السلام نے کہا: میں نے تو کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کرے گا، یہ بات پہلی سے بھی زیادہ سخت تھی، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اگر اس کے بعد میں کسی چیز کا تم سے سوال کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا' میری جانب سے تمھیں عذر حاصل ہوگا' پھر ہر دو چلنے لگے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے، وہاں کے لوگوں سے کھانا طلب کیا

يَنْقَضَّ﴾ [الكهف: 77] قَالَ: مَائِلٌ، فَقَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ هَكَذَا فَأَقَامَهُ، فَقَالَ مُوسَى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ وَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا﴾ [الكهف: 77] ﴿قَالَ: هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ [الكهف: 78] قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى ﷺ كَانَ صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا)) قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ (وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا) وَكَانَ يَقْرَأُ (وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ)

،لوگوں نے مہمان نوازی سے انکار کر دیا۔ انھوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی تو خضر نے اس طرح ہاتھ کے اشارہ سے سیدھی کر دی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ایک قوم کے پاس ہم آئے، انھوں نے کھانا بھی نہ دیا۔ اگر آپ چاہتے تو اس کام پر اجرت ہی لے لیتے۔ خضر علیہ السلام نے کہا: یہ میرے اور تیرے درمیان جدائی کا وقت ہے، میں تجھے بتاؤں گا وہ کام جن پر تو صبر نہ کر سکا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں یہ پسند ہے کہ اگر موسیٰ صبر کرتے تو ان کے مزید کچھ حالات اللہ تعالیٰ ہم پر بیان کرتے، سعید بن جبیر نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح پڑھتے تھے۔'' اور ان کے آگے ایک بادشاہ تھا، وہ ہر ٹھیک کشتی کو غصب کر کے لے لیتا تھا۔'' اور وہ اسے اس طرح پڑھتے: ''وہ لڑکا کافر تھا اور اس کے ماں باپ مومن تھے۔''

**فائدہ** :...... راقم نے اس حدیث پر قدرے تفصیل سے اپنی شرح صحیح بخاری اور شرح مسلم میں بات کی ہے، اس موقع پر اس حدیث پر صرف ایک فائدہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کو ''عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا'' (ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ ہے، الکہف: 65) کہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کا نام خضر اس لیے پڑا کہ وہ سفید زمین کے ایک قطع پر بیٹھے ہوئے تھے تو وہ ان کے پیچھے سرسبز ہو کر لہلہانے لگا۔ (صحیح البخاری: 3402) یہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے، اس کی دلیل یہ ہے کہ انھوں نے آخر میں فرمایا: میں نے یہ اپنی مرضی سے نہیں کیا۔ (الکہف: 82) بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا، جو وحی کی صورت میں انبیاء پر صادر ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک مفصل حدیث میں ان کا یہ کہنا کہ میرے پاس ایک علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے، تم اسے نہیں جانتے۔ ولی کتنا بھی مقرب ہو، اس کا الہام حجت نہیں ہے، نہ وہ الہام سے کسی کو قتل کر سکتا ہے، ورنہ ہر مومن اللہ کا ولی ہے۔ (البقرہ: 257) وہ اللہ کے امر کا بہانہ بنا کر جسے چاہے گا قتل کر دے گا، جبکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

محقق علماء جن میں امام بخاری، ابن تیمیہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جیسے عظیم ائمہ شامل ہیں، فرماتے ہیں کہ خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے تو سورہ آل عمران کی آیت (81) کے مطابق ان پر لازم تھا کہ وہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ پر ایمان لاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کرتے، جبکہ ان کے آنے کا کہیں ذکر نہیں ہے، نہ کسی صحابی سے ان کے ملنے کا ذکر ہے، صحیح البخاری کی وہ حدیث بھی اس کی دلیل ہے کہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات سے ایک سو سال پورے ہونے تک زمین کی پشت پر جو بھی ہے، کوئی بھی ان میں سے زندہ نہیں رہے گا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ زمین پر نہیں ہیں، بلکہ دریاؤں اور سمندروں میں رہتے ہیں، ان کا رد حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل فرمایا: کوئی بھی جان جو آج پیدا ہو چکی ہے، اس پر سو سال نہیں آئیں گے کہ وہ اس وقت زندہ ہو۔ (صحیح مسلم: 2538)

جو لوگ حضرت خضر علیہ السلام کے زندہ ہونے کے قائل ہیں، ان کے پاس کوئی صحیح دلیل نہیں ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ تمام روایات جن میں خضر علیہ السلام کے اب تک زندہ ہونے کا ذکر ہے، سب جھوٹی ہیں، اس واقعہ پر جامع تبصرہ دیکھنے کے لیے حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ کی کتاب "تفسیر القرآن الکریم" (2/551,560) کا مطالعہ کریں۔

[376]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ الزَّرَّادِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا﴾ [الكهف: 82] قَالَ: ((حَفِظَهُمَا بِصَلَاحِ أَبِيهِمَا مَا ذَكَرَ مِنْهُمَا صَلَاحًا)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے قول'' اور ان دونوں کا باپ نیک مرد تھا۔'' کے متعلق فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی حفاظت ان کے باپ کی صالحیت کی وجہ سے کی اور ان دونوں کی اپنی صالحیت کا ذکر نہیں کیا۔

[377]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَحْفَظُ بِحِفْظِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَلَدَهُ وَوَلَدَ وَلَدِهِ وَدُوَيْرَتَهُ الَّتِي فِيهَا وَالدُّوَيْرَاتِ حَوْلَهُ فَمَا يَزَالُونَ فِي حِفْظٍ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) قَالَ

محمد بن منکدر کا قول ہے کہ اللہ عزوجل نیک آدمی کی وجہ سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کی حفاظت کرتا ہے اور ان گھروں کی جن میں وہ رہتا ہے اور اس کے ارد گرد کے کئی گھروں کی بھی حفاظت کرتا ہے تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتے ہیں۔ سفیان نے کہا: مجھ سے مزید یہ بیان کیا کہ پردہ پوشی کرتا ہے۔

(376) صحيح، مستدرك للحاكم: 2/ 369۔ تفسير ابن جرير: 23272۔ تفسير ابن ابى حاتم: 7/ 2375۔ الزهد لابن المبارك: 332۔

(377) صحيح مقطوع، مصنف ابن ابى شيبة: 7/210۔ الزهد لابن المبارك: 330۔ حلية الاولياء لابى نعيم: 3/ 148۔

سُفْيَانُ: وَزَادَنِي فِيهِ ((وَسِتْرٍ)).

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایمان کا بہت مقام و مرتبہ ہے، جو شخص صحیح معنوں میں مومن ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کی اولاد کو فتنوں سے محفوظ فرماتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (الحج: 38) ''بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی طرف سے دفاع کرتا ہے جو ایمان لائے۔'' نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد خواہ کیسی بھی ہو، گنہگار ہو یا نیک ہو، اگر اس کے والدین نیک ہیں تو اس کی نیکی اور صالحیت اولاد کے کام آئے گی۔

**تنبیہ:** ......''كان أبوهما صالحا'' کی تفسیر میں حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ کا کہنا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اپنے صالح بندوں کی وفات کے بعد بھی ان کی مومن اولاد کی خاص نگہداشت فرماتا ہے۔ (تفسیر القرآن الکریم: 2/560) ''مومن اولاد'' کی شرط لگانا مسند حمیدی میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر (376) کے خلاف ہے، خضر علیہ السلام کے واقعے میں ان لڑکوں کا نیک ہونا ثابت نہیں ہے۔

[378]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ، وَعَاصِمُ ابْنُ بَهْدَلَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ يَقُولُ: سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَحْكِيهِمَا مِنَ الْمُصْحَفِ قَالَ إِنِّي سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قِيلَ لِي ((قُلْ)) فَقُلْتُ: فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

زر بن حبیش نے کہا: میں نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے معوذتین کے متعلق سوال کیا اور کہا: اے ابومنذر! آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں کو مصحف سے محو کر دیتے ہیں تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے کہا گیا ہے 'قل' تو میں نے کہا: 'قل' پس ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ معوذتین قرآن مجید کا حصہ ہیں، اختلاف کی صورت میں قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنا فرض ہے، اور پھر قرآن و حدیث کی بات کو راجح قرار دینے میں ہی نجات ہے۔

(378) صحيح البخاری، کتاب التفسیر، سورة (قل اعوذ برب الناس)، حدیث: 4977- سنن الكبرى للنسائی، التحفة: 19- مسند احمد: 5/ 130- شرح مشكل الآثار للطحاوی: 119- سنن الكبرى للبيهقی: 2/ 393، 394- صحیح ابن حبان: 4429- تفسير عبدالرزاق: 2/ 411- معجم الاوسط للطبرانی: 1143- من طرق عن زر به-

[379]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ، وَعَاصِمُ ابْنُ بَهْدَلَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ يَقُولُ: قُلْتُ لِأُبَيٍّ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ: يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّمَا أَرَادَ أَنْ لا يَتَّكِلَ النَّاسُ، وَلَقَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ ثُمَّ حَلَفَ أُبَيٌّ لا يَسْتَثْنِي أَنَّهَا لَلَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ، فَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ بِأَيِّ شَيْءٍ عَلَّمْتَهُ؟ قَالَ: بِالْآيَةِ أَوْ بِالْعَلَامَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَخْبَرَنَا أَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ صَبِيحَةَ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَا شُعَاعَ لَهَا)).

زر بن حبیش نے کہا: میں نے اُبی کو کہا: آپ کے بھائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص پورا سال راتوں کا قیام کرے گا وہ لیلۃ القدر کو پالے گا۔، تو انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، ان کا ارادہ یہ ہے کہ لوگ اسی پر قناعت و توکل نہ کریں بلکہ عمل کریں اور تحقیق وہ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ رات آخری عشرہ رمضان میں ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے پھر ابی رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر بلا استثنیٰ کہا: وہ ستائیسویں رات ہے، تو ہم نے ان سے کہا: اے ابومنذر! آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ انھوں نے فرمایا: نشانی اور علامت سے جس کی خبر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اس رات کی صبح کو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعائیں نہیں ہوتیں۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ لیلۃ القدر بعض لوگوں کو معلوم ہو جاتی ہے، ان کی نشانیاں وغیرہ دیکھ کر۔

[380]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا ایک چچا زاد تھا جس کا گھر دور تھا، تو میں نے کہا: مسجد کے قریب مکان خرید لو یا گدھا

(379) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح، حدیث: 762۔ سنن ابی داود، کتاب شهر رمضان، باب فی لیلة القدر، حدیث: 1378۔ سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة لیلة القدر، حدیث: 3351۔ سنن الکبرٰی للنسائی: 3406۔ مسند احمد: 5/ 130۔ صحیح ابن خزیمه: 2191۔ صحیح ابن حبان: 3689۔ سنن الکبری۔

(380) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل کثرة الخطا الی المساجد، حدیث: 663۔ سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی فضل المشی الی الصلاة، حدیث: 557۔ سنن ابن ماجه، کتاب المساجد، باب الابعد فالابعد من المسجد اعظم اجرا، حدیث: 783۔ مسند احمد: 5/ 133۔ صحیح ابن خزیمه: 450۔ سنن الدارمی: 1288۔ مسندالطیالسی: 551۔ مصنف ابن ابی شیبة: 2/ 207، 208۔ صحیح ابن حبان: 2041۔ سنن الکبری للبیهقی: 3/ 64۔ من طرق عن ابی عثمان النهدی به۔

النَّهْدِيِّ ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ لِي ابْنُ عَمٍّ شَاسِعُ الدَّارِ فَقُلْتُ: لَوِ اشْتَرَيْتُ بَيْتًا قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ أَوْ حِمَارًا قَالَ: مَا أُحِبُّ أَنَّ بَيْتِي مُطْنَبًا بِبَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَمَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً مُنْذُ أَسْلَمَ كَانَتْ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْهَا فَإِذَا هُوَ يَذْكُرُ الْخَطَأَ ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((إِنَّ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الْمَسْجِدِ دَرَجَةً)) .

لے لو، اس نے کہا: میں تو یہ پسند نہیں کرتا کہ میرا گھر محمد ﷺ کے گھر سے متصل ہو۔ پس اس کے اس قول سے زیادہ بڑا اس کا کوئی لفظ اس کے اسلام لانے کے بعد میں نے نہیں سنا تھا۔ پھر اس نے قدم شمار کرنے شروع کر دیئے اور قدموں کا ذکر کیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس امر کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے ہر قدم جو وہ مسجد کی طرف اٹھاتا ہے ایک درجہ ہے۔

## مُسْنَدُ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ
## ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

خالد بن زید نام، ابوایوب کنیت، مدینہ منورہ کے قبیلۂ خزرج کے خاندان نجار سے تھے، سلسلۂ نسب یہ ہے، خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبدعوف خزرجی، خاندان نجار تو قبائل مدینہ میں خود بھی ممتاز تھا، تاہم رسول اللہ ﷺ کی وہاں نانہالی قرابت تھی اس کو مدینہ کے اور قبائل سے ممتاز کر دیا تھا، ابوایوب اس خاندان کے رئیس تھے۔

**اسلام:**

ابوایوب انصاری ان منتخب بزرگان مدینہ میں ہیں، جنھوں نے عقبہ کی گھاٹی میں جا کر آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی تھی۔ جب مکہ سے دولت ایمان لے کر پلٹے تو ان کی فیاض طبعی نے گوارا نہ کیا کہ اس نعمت کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھیں؛ چنانچہ اپنے اہل وعیال، اعزہ واقربا اور دوست واحباب کو ایمان کی تلقین کی اور اپنی بیوی کو حلقہ اسلام میں داخل کیا۔

**میزبان رسول:**

آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو ہر شخص میزبانی کا شرف حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔ لیکن حضور ﷺ نے فرمایا جس جگہ اونٹنی بیٹھے گی۔ وہیں آپ مقیم ہوں گے۔ اونٹنی ابوایوب انصاری کے دروازے پر بیٹھی۔ ان کا مکان دو منزلہ تھا۔ نبی اکرم نے نیچے قیام فرمایا اور سات ماہ تک یہاں رہے۔ آنحضرت ﷺ جب تک ان کے مکان میں تشریف فرما رہے، عموماً انصار یا خود ابوایوب حضرت ﷺ کی خدمت میں روزانہ کھانا بھیجا کرتے تھے، کھانے سے جو کچھ

بچ جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوایوب کے پاس بھیج دیتے تھے، ابوایوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشان دیکھتے اور جس طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا ہوتا وہیں انگلی رکھتے اور کھاتے، ایک دفعہ کھانا واپس آیا تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول نہیں فرمایا، مضطربانہ خدمت اقدس میں پہنچے اور نہ کھانے کا سبب دریافت کیا، ارشاد ہوا کھانے میں لہسن تھا اور میں لہسن پسند نہیں کرتا، ابوایوب نے کہا: ''فَإِنِّي أَكْرَهُ مَا تَكْرَه'' جو آپ کو ناپسند ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس کو ناپسند کروں گا۔ (مسلم: 2/ 197)

## مواخات:

ہجرت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کو باہم بھائی بھائی بنادیا، ابوایوب انصاری کو جس مہاجر کا بھائی قرار دیا وہ یثرب کے اولین داعی اسلام مصعب بن عمیر قریشی تھے۔

## غزوات:

ابوایوب انصاری کا شمار اسلام کے جانباز مجاہدین میں ہوتا ہے۔ آپ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ کسی ایک غزوہ کے شرف شرکت سے بھی محروم نہیں رہے، امیر معاویہ کے زمانے میں قسطنطنیہ کی مہم پیش آئی تو اس میں نمایاں حصہ لیا اور وہیں وفات پائی۔ مرتے وقت وصیت فرمائی کہ شہر پناہ کے متصل دفن کیا جائے۔ آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔ آپ کی قبر کے پاس بطور یادگار ایک مسجد تعمیر کی گئی جو ترکی کی قدیم ترین مساجد میں سے ہے۔

## وفات:

آپ کی وفات 42ھ 662ء میں ہوئی سفر جہاد میں عام وبا پھیلی اور مجاہدین کی بڑی تعداد اس کی نذر ہوگئی، ابوایوب بھی اس وبا میں بیمار ہوئے، یزید عیادت کے لیے گیا اور پوچھا کہ کوئی وصیت کرنی ہو تو فرمائیے تعمیل کی جائے گی، آپ نے فرمایا تم دشمن کی سرزمین میں جہاں تک جاسکو میرا جنازہ لیجا کر دفن کرنا، چنانچہ وفات کے بعد اس کی تعمیل کی گئی، تمام فوج نے ہتیار سج کر رات کو لاش قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے دفن کی، نماز میں جس قدر مسلمان فوجی شامل تھے دفن کرنے کے بعد یزید نے قبر کے ساتھ کفار کی بے ادبی کے خوف سے اس کو زمین کے برابر کرادیا، صبح کو رومیوں نے مسلمانوں سے پوچھا کہ رات آپ لوگ کچھ مصروف سے نظر آتے تھے، بات کیا تھی، مسلمانوں نے کہا کہ ہمارے پیغمبر کے ایک بڑے جلیل القدر دوست نے وفات پائی، ان کے دفن میں مشغول تھے؛ لیکن جہاں ہم نے دفن کیا ہے تمھیں معلوم ہے، اگر مزار اقدس کے ساتھ کوئی گستاخی تمھاری طرف سے روا رکھی گئی تو یاد رکھو اسلام کی وسیع الحدود حکومت میں کہیں ناقوس نہ بج سکے گا۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ کی قبر دیوار قسطنطنیہ کے قریب ہے اور اب تک زیارت گاہ خلائق ہے، رومی قحط کے زمانہ میں مزار اقدس پر جمع ہوتے تھے، اس کے وسیلہ سے بارانِ رحمت مانگتے تھے اور خدا کے لطف وکرم کا تماشا دیکھتے

تھے۔(اسد الغابہ، تذکرہ ابو ایوب انصاری۔ابن سعد، جلد 3)

[381]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هَذَا وَيَصُدُّ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)) قَالَ سُفْيَانُ كَانَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا قَبْلَهُ حَدِيثَ أَنَسٍ ثُمَّ أَتْبَعَهُ هَذَا فَقَالَ: وَأَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ.

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان سے تین دن سے زائد قطع کلامی کرے، کہ وہ آپس میں ملیں تو یہ اس سے،اور وہ اس سے رک جائے‘اور ان میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں قطع کلامی کی مذمت کی گئی ہے۔یاد رہے کہ ’’یلتقیان‘‘ کا تقاضا ہے کہ جب دو کے مابین لڑائی ہو جائے اور ان کی آپس میں ملاقات ہی نہ ہو،تو پھر یہ مذمت اس پر وارد نہیں ہوتی،ہاں یہ مذمت تب ہے کہ جب لڑائی کے بعد تین دن تک ان کی ملاقات بھی ہو،تب بھی وہ آپس میں نہ بولیں،صلح کی طرف سبقت کرنے والا ثواب کا مستحق ہے۔

[382]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(381) صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب السلام للمعرفة وغیر المعرفة، حدیث: 6237۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الهجر فوق ثلاث بغیر عذر، حدیث: 2560۔ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فیمن یهجر اخاه المسلم، حدیث: 4911۔ سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی کراهیة الهجر للمسلم، حدیث: 1932۔ مسند احمد: 5/ 416۔ الادب المفرد للبخاری: 406۔ مؤطا امام مالك، ص: 557۔ مصنف ابن ابی شیبة: 8/ 529۔ مسندالطیالسی: 592۔ معجم الکبیر للطبرانی: 3951۔ صحیح ابن حبان: 5669۔

(382) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب لا تستقبل القبلة بغائط او بول، حدیث: 144۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الاستطابة، حدیث: 264۔ سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب کراهیة استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، حدیث: 9۔ سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب النهی عن استقبال القبلة بغائط او بول، حدیث: 8۔ سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب النهی عن استدبار القبلة عند الحاجة، حدیث: 20۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب النهی عن استقبال القبلة بالغائط والبول، حدیث: 318۔ مسند احمد: 5/ 421۔ سنن الدارمی: 671۔ صحیح ابن خزیمه: 57۔ صحیح ابن حبان: 1416۔

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا)) قَالَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَقِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ نَافِعَ بْنَ عُمَرَ الْجُمَحِيَّ لَا يُسْنِدُهُ، فَقَالَ: لَكِنِّي أَحْفَظُهُ وَأُسْنِدُهُ كَمَا قُلْتُ لَكَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الْمَكِّيِّينَ إِنَّمَا أَخَذُوا كِتَابًا جَاءَ بِهِ حُمَيْدٌ الْأَعْرَجُ مِنَ الشَّامِ قَدْ كُتِبَ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَوَقَعَ إِلَى ابْنِ حَرْحَرَةَ وَكَانَ الْمَكِّيُّونَ يَعْرِضُونَ ذَلِكَ الْكِتَابَ عَلَى ابْنِ شِهَابٍ فَأَمَّا نَحْنُ فَإِنَّمَا كُنَّا نَسْمَعُ مِنْ فِيهِ.

تم بول و براز کے وقت نہ تو قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پشت کرو، لیکن مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف رخ کیا کرو، ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ہم شام گئے تو ہم نے دیکھا کہ بیت الخلاء قبلہ کے رخ پر بنائے گئے ہیں تو ہم منہ پھیرتے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے تھے۔ سفیان کو کہا گیا کہ نافع بن عمر جمحی اس سند کو ایک ساتھ ذکر نہیں کرتے تو سفیان نے کہا: میں نے یہ حدیث یاد بھی کی اور سند سے بھی بیان کرتا ہوں جیسا کہ میں نے تمھیں کہا ہے، انھوں نے پھر کہا: اہل مکہ نے ایک کتاب لے رکھی ہے جو حمید الاعرج رحمہ اللہ شام سے لائے ہیں اور وہ امام زہری سے نقل کر کے لکھی گئی ہے اور وہ ابن حرحر کے ہاتھ لگی ہے اور اہل مکہ اس کتاب کو ابن شہاب زہری پر پیش کرتے تھے، ہم تو ان سے زبانی سن کر یاد کرتے تھے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں قضائے حاجت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ اور پشت کرنے سے منع کیا گیا ہے، جبکہ دیگر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر درمیان میں دیوار حائل ہو، تب اس کی رخصت ہے، اسی کو محدثین (امام بخاری وغیرہ) نے ترجیح دی ہے۔

**[383]**...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ

عبد اللہ بن حنین اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کے درمیان مقام عرج میں محرم

(383) صحيح البخاری، كتاب جزاء الصيد، باب الاغتسال للمحرم، حديث: 1840- صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جواز غسل المحرم بدنه وراسه، حديث: 1205- سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب المحرم يغتسل، حديث: 1840- سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب غسل المحرم، حديث: 2666- سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب المحرم يغسل راسه، حديث: 2934- مسند احمد: 5/ 416، 418- سنن الدارمی: 1800- مؤطا امام مالك، ص: 220، 219- صحيح ابن خزيمه: 2650- صحيح ابن حبان: 3948- سنن الكبرٰى للبيهقی: 5/ 63-

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: امْتَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ بِالْعَرَجِ فِي الْمُحْرِمِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ؟ فَأَرْسَلُونِي إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فَذَهَبْتُ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ بَيْنَ قَرْنَيِ الْبِئْرِ يَغْتَسِلُ، فَلَمَّا رَآنِي مُقْبِلًا جَمَعَ ثِيَابَهُ إِلَى صَدْرِهِ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ ابْنُ أَخِيكَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَقَالَ ((بِيَدَيْهِ فِي رَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ)) وَقَالَ: هَكَذَا فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمَا فَأَخْبَرْتُهُمَا فَقَالَ الْمِسْوَرُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لَا أُمَارِيكَ أَبَدًا.

کے غسل کے متعلق باہم مذاکرہ ہوا کہ سر کیسے دھویا جائے؟ پس انھوں نے مجھے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا، میں گیا' اور اس کو کنویں کے دو دھانوں کے پاس غسل کرتے پایا' جب اس نے مجھے دیکھا تو اپنے کپڑے اپنے سینے پر ڈال لیے، یہاں تک کہ میں نے اس کو دیکھا' اور میں نے ان کو کہا: مجھے تیرے بھائی کے بیٹے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روانہ کیا ہے کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کرتے وقت سر کو کس طرح دھوتے دیکھا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہوا تھا؟ انھوں نے ہاتھ سے سر پر اشارہ کیا اور اسے آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے اور پھر پیچھے سے آگے کی طرف لے گئے اور کہا: اس طرح' میں ان دونوں کے پاس واپس آیا اور ان کو خبر دی تو مسور نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا: میں تم سے کبھی نہیں جھگڑوں گا۔

[**384**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ أَوْ قِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ يَرْفَعُونَهُ قَالَ: اسْكُتْ عَنْهُ قَدْ عَرَفْتُ ذَلِكَ.

**ابو ایوب انصاری** رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو آدمی رمضان کے روزے رکھے' اور اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو گویا اس نے سال کے روزے رکھے۔ ابو بکر رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سفیان رحمہ اللہ کو کہا: یا ان کو کہا گیا کہ اس حدیث کو مرفوع بیان کیا جاتا ہے تو انھوں نے کہا: خاموش رہو میں نے تحقیق کر لی ہے۔

[**385**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا عَبْدُ

**ابو ایوب انصاری** رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(384) صحیح، السنن الکبری للنسائی: 2878۔ شرح مشکل الآثار للطحاوی: 2342۔ موقوفا۔

(385) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستة ایام من شوال اتباعا لرمضان، حدیث: 1164۔ سنن ابی داود، کتاب الصیام، باب فی صوم ستة ایام من شوال، حدیث: 2433۔ سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی صیام ستة ایام من شوال، حدیث: 759۔ سنن ابن ماجه، کتاب الصیام، باب صیام ستة ایام من شوال، حدیث: 1716۔ سنن الکبری للنسائی: 2863۔ مسند احمد: 5/ 417۔ سنن الدارمی: 1754۔ مصنف ابن ابی ⇦⇦

الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، وَسَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ)) .

جو شخص رمضان کے روزے رکھے، اور اس کے پیچھے چھ روزے ماہِ شوال کے رکھے، تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

[**386**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّائِغُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذَلِكَ .

بروایت عمر بن ثابت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مثل حدیث سابق کے فرمایا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں شوال کے چھ روزوں کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، بعض کا ان روزوں کو مکروہ سمجھنا باطل ہے، امام مالک کو شوال کے روزوں کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی احادیث نہیں پہنچی تھیں، اگر انھیں احادیث پہنچتیں تو وہ بھی اس کی مشروعیت کا فتویٰ دیتے۔

[**387**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: ((صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ جَمِيعًا)) .

ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام جمع (مزدلفہ) میں نماز مغرب اور عشاء بیک وقت پڑھی ہیں۔

---

⇦⇦ شيبة : 3/ 97- صحيح ابن خزيمه: 2114- صحيح ابن حبان: 3634- سنن الكبرٰى للبيهقى: 4/ 292-

(386) صحيح، سنن الكبرىٰ للنسائى: 2866- شرح مشكل الآثار للطحاوى: 2346- معجم الكبير للطبرانى: 3914- صحيح ابى عوانة كما فى اتحاف المهرة: 4/ 382- وانظر الحديث السابق .

(387) صحيح البخارى، كتاب الحج، باب من جمع بينهما ولم يتطوع، حديث: 1674- صحيح مسلم، كتاب الحج، باب الافاضه من عرفات الى المزدلفة، حديث: 3096- سنن النسائى، كتاب المواقيت، باب الجمع بين المغرب والعشاء بالمزدلفة، حديث: 606- سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الجمع بين الصلاتين بجمع، حديث: 3020- مسند احمد: 420، 5/ 419- سنن الدارمى: 1524- مؤطا امام مالك، ص: 267- مسند الشاشى : 1118- سنن الكبرٰى للبيهقى: 5/ 120-

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو اکٹھا پڑھنا چاہیے۔

[**388**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعْدٍ الْأَعْمَى يُحَدِّثُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ يَقُولُ: خَرَجَ أَبُو أَيُّوبَ إِلَى عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَهُوَ بِمِصْرَ يَسْأَلُهُ عَنْ حَدِيثٍ سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَيْرَهُ وَغَيْرَ عُقْبَةَ فَلَمَّا قَدِمَ أَتَى مَنْزِلَ مَسْلَمَةَ بْنِ مَخْلَدٍ الْأَنْصَارِيِّ وَهُوَ أَمِيرُ مِصْرَ فَأُخْبِرَ بِهِ فَعَجَّلَ فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَعَانَقَهُ، ثُمَّ قَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا أَبَا أَيُّوبَ؟ فَقَالَ: حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَيْرِي وَغَيْرَ عُقْبَةَ فَابْعَثْ مَنْ يَدُلُّنِي عَلَى مَنْزِلِهِ قَالَ فَبَعَثَ مَعَهُ مَنْ يَدُلُّهُ عَلَى مَنْزِلِ عُقْبَةَ فَأُخْبِرَ عُقْبَةُ بِهِ فَعَجَّلَ فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَعَانَقَهُ وَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا أَبَا أَيُّوبَ؟ فَقَالَ حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ سَمِعَهُ غَيْرِي وَغَيْرَكَ فِي سَتْرِ الْمُؤْمِنِ قَالَ عُقْبَةُ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَتَرَ مُؤْمِنًا فِي الدُّنْيَا عَلَى خِزْيِهِ سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقَالَ لَهُ أَبُو أَيُّوبَ: صَدَقْتَ، ثُمَّ انْصَرَفَ أَبُو أَيُّوبَ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَرَكِبَهَا رَاجِعًا

ابوایوب رضی اللہ عنہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی طرف مصر گئے، ابوایوب رضی اللہ عنہ ایک حدیث کے متعلق اس سے پوچھنا چاہتے تھے، جو ابوایوب اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور ان دونوں کے سوا اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے والوں میں سے کوئی باقی نہ رہا تھا، جب ابوایوب مصر پہنچے تو گورنر مصر مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف گئے اور اس کو اپنی آمد کی اطلاع دی، تو مسلمہ (عامل مصر) جلدی جلدی ان کے استقبال کے لیے نکلے اور معانقہ کیا، اور کہا: اے ابوایوب! آپ کس مقصد کے لیے آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے لیے جو میں نے اور عقبہ بن عامر نے سنی تھی اور اب میرے اور عقبہ کے سوا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے والا کوئی نہیں رہا ہے، تو میرے ساتھ کوئی آدمی روانہ کریں جو مجھے عقبہ کے گھر لے چلے، تو عامل (گورنر) نے ان کے ساتھ ایک آدمی روانہ کیا جو اس کے گھر تک لے گیا، جب عقبہ کو خبر ہوئی تو عقبہ جلدی جلدی استقبال کے لیے نکلے اور معانقہ کیا اور کہا: اے ابو ایوب! آپ کیسے آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ایک حدیث کی خاطر جو میں نے اور تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے والا میرے اور تیرے بغیر کوئی نہیں رہا، وہ حدیث مومن کی پردہ پوشی کے متعلق ہے، عقبہ نے کہا: ہاں! میں نے رسول

(388) اسناده ضعيف، ابوسعد الاعمی مجہول راوی ہے، تاہم مرفوع الفاظ دوسری احادیث سے ثابت ہیں۔ (الصحيحة: 2341)۔ مسند احمد: 4/ 153۔ الرحلة للخطيب: 34۔ والاسماء المبهمة، ص: 64۔ معرفة علوم الحديث للحاكم، ص: 8، 7۔

إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَا أَدْرَكَتْهُ جَائِزَةُ مَسْلَمَةَ بْنِ مَخْلَدٍ إِلَّا بِعَرِيشِ مِصْرَ .

اللہ ﷺ سے سنی ہے کہ جس نے مومن کی دنیا میں عیب پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب کی پردہ پوشی کرے گا۔ تو ابو ایوب نے کہا: آپ نے سچ کہا، پھر ابو ایوب اپنی سواری کی طرف آئے اور سوار ہو کر واپس مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے، مسلمہ بن مخلد عامل مصر کی طرف سے تحفہ نہ پہنچ سکا مگر مصر کے (عریش) کنارے پر۔

**فائدہ**: ......اس سے ثابت ہوا کہ سفر سے آئے ہوئے مہمان کے ساتھ معانقہ کرنا چاہیے، اور مہمان کا ہر لحاظ سے احترام واکرام کرنا چاہیے، نیز اس حدیث سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حدیث کی خاطر محنت وجستجو کی انتھک محنت کا ثبوت ملتا ہے۔ اسی طرح محدثین نے بھی ایک ایک حدیث کی خاطر کئی ہزار میلوں کا سفر طے کیا، راقم نے محدثین کے اس طرح کے واقعات اپنی قیمتی کتاب ''نصیحتیں میرے اسلاف کی'' میں درج کیے ہیں۔

[**389**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عُبَيْدَةُ الضَّبِّيُّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنِ الْقَرْثَعِ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ يُصَلِّي أَرْبَعًا وَيَقُولُ: ((إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ أَوِ الْجَنَّةِ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ)).

ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلتا اس وقت چار رکعات پڑھتے اور فرماتے: تحقیق آسمان کے یا جنت کے دروازے سورج ڈھلتے وقت کھولے جاتے ہیں۔

## مُسْنَدُ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ
## عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ: (پیدائش: 586ء — وفات: 655ء) آپ نقیب الانصار ہیں، پہلی اور دوسری بیعت عقبہ میں شامل ہوئے۔

---

(389) اسنادہ ضعیف، عبیدۃ بن معتب راوی ضعیف ہے، سنن ابی داود، کتاب التطوع، باب الاربع قبل الظهر وبعدها، حدیث: 1270۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب فی الاربع رکعات قبل الظهر، حدیث: 1157۔ شمائل ترمذی: 294۔ مسند احمد: 5/ 416۔ صحیح ابن خزیمه: 1214۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/ 335۔ معجم الکبیر للطبرانی: 4032۔ سنن الکبری للبیهقی: 2/ 488۔

نام ونسب:

عبادہ نام، ابوالولید کنیت، قبیلۂ خزرج کے خاندان سالم سے ہیں۔نسب نامہ یہ ہے: عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن قیس بن ثعلبہ بن غنم (قوقل) بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج ،والدہ کا نام قرۃ العین تھا، جو عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان کی بیٹی تھیں، قرۃ العین کے جگر گوشہ کا نام اپنے نانا کے نام پر رکھا گیا۔ بنوسالم کے مکانات مدینہ کے غربی سنگستان کے کنارہ قبا سے متصل واقع تھے یہاں ان کے کئی قلعے بھی تھے، جو اطم قوافل کے نام سے مشہور ہیں،اس بنا پر عبادہ کا مکان مدینہ سے باہر تھا۔

اسلام:

ابھی جوان تھے کہ مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی، جن خوش نصیب لوگوں نے اس کی پہلی آواز کو رغبت کے کانوں سے سنا،عبادہ انہی میں سے ہیں، انصار کے وفد 3 سال تک مدینہ سے مکہ آئے تھے، وہ سب میں شامل تھے، پہلا وفد جو دس آدمیوں پر مشتمل تھا وہ اس میں داخل تھے اور چھ شخصوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، ارباب علم کی ایک جماعت کا یہی خیال ہے

مؤاخات:

آنحضرت ﷺ نے مدینہ پہنچ کر انصار و مہاجرین میں مواخات قائم کی تو ابومرثد غنوی کو ان کا بھائی تجویز فرمایا ابو مرثد نہایت قدیم الاسلام صحابی اورحمزہ رسول اللہ ﷺ کے حلیف تھے،اس بنا پر ان کا تعلق خود خاندانِ رسالت سے تھا۔

غزوات:

2ھ میں غزوۂ بدر واقع ہوا، عبادہ نے اس میں شرکت کی، اسی سنہ میں بنوقینقاع عبداللہ بن ابی کے اشارے سے رسول اللہ ﷺ سے بغاوت پر آمادہ ہوئے، دربار نبوت سے جلاوطنی کا فرمان صادر ہوا، عبادہ نے حلف کا دیرینہ تعلق ان لوگوں سے قطع کر دیا تھا، اخراج البلد کا کام بھی انہی کے متعلق ہوا، قرآن کی یہ آیت، ﴿يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيـنَ آمَـنُـوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ﴾ اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ غزوات عہد نبوت میں بیعت الرضوان کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، وہ اس بیعت میں بھی شریک تھے۔

جمع قرآن:

جمع قرآن کرنے والوں میں آپ بھی تھے۔

وفات:

عہدِ فاروقی میں شام کے قاضی رہے،حمّص مقام تھا،فلسطین کے مقام رملہ میں 72 سال کی عمر پا کر 34 ہجری میں

وفات پائی۔

[390]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مَحْمُودَ بْنَ الرَّبِيعِ يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يَقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)).

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی نماز نہ ہوگی جس نے اس میں فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی ہو۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سورۃ الفاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی، وہ رکعت نہیں ہے، وہ رکعت دوبارہ دہرائی جائے گی، ورنہ نماز نہیں ہوگی، خواہ نماز جہری ہو یا سری ہو، امام ہو یا منفرد ہو، بہت زیادہ احادیث میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا: کیا تم میرے ساتھ (یعنی امام کے پیچھے) قراءت کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ بھی نہ پڑھو، کیونکہ جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا، اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (کتاب القراءت للبیہقی، ص: 64، حدیث: 121، سندہ صحیح) نیز فاتحہ خلف الامام پر سب سے قیمتی، بے مثال اور مفید کتاب استاذ محترم محدث العصر شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی ''توضیح الکلام'' ہے۔ فجزاہ اللہ خیرا! اس کا مطالعہ از حد ضروری ہے، یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں فاتحہ خلف الامام کے اثبات کے دلائل ہیں، اور دوسرے حصے میں احناف کے کمزور دلائل کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ بلکہ جو طالب علم اصول حدیث اور علم جرح وتعدیل سیکھنا چاہتا ہے، وہ دل لگا کر کئی بار اس کتاب کو سمجھ لے تو وہ کبھی بھی علوم حدیث میں مار نہیں کھائے گا، ان شاء اللہ۔

[391]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم ﷺ

---

(390) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القراءة للامام والماموم، حدیث: 756۔ جزء القراءة خلف الامام، 2۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة فی کل رکعة، حدیث: 394۔ سنن ابی داود، کتاب الصلاة، حدیث: 822۔ سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء انه لا صلاة الابفاتحة الکتاب، حدیث: 247۔ سنن النسائی، کتاب الافتتاح، حدیث: 911۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، حدیث 837۔ مسند احمد: 5/ 314۔ سنن الدارمی: 1245۔ صحیح ابن جزیمه: 488۔ صحیح ابن حبان: 1782۔

(391) صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب الحدود کفارة، حدیث: 6784۔ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب الحدود کفارات لاهلها، حدیث: 1709۔ سنن الترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء ان الحدود کفارة ⇦

قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ: ((تُبَايِعُونِي أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا الْآيَةَ فَمَنْ وَفَّا مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ)) قَالَ سُفْيَانُ كُنَّا عِنْدَ الزُّهْرِيِّ فَلَمَّا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَشَارَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ الْهُذَلِيِّ أَنْ أَحْفَظَهُ فَكَتَبْتُهُ فَلَمَّا قَامَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرْتُ بِهِ أَبَا بَكْرٍ.

کی مجلس میں تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میری بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرو گے، نہ چوری کرو گے، نہ زنا کرو گے آخر آیت تک، پس جس نے وفا عہد کی اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہوگا، اور جو شخص ان کاموں میں کسی کام کا مرتکب ہوا تو اس کو اس کی سزا دی جائے گی اور وہ (سزا) اس کے لیے کفارہ ہوگی اور جو شخص ان کاموں میں سے کسی کام کا مرتکب ہوا تو اللہ عزوجل نے اس پر پردہ ڈال دیا تو وہ (یعنی اس کا معاملہ) اللہ کی طرف ہے اگر چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو اس کو بخش دے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں سے بیعت لیا کرتے تھے، بیعت عربی کا لفظ ہے، اس کا سادہ سا اُردو مطلب ہے ''وعدہ''۔ کسی بھی شخص کو معزز و محترم جانتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ کرنا شریعت میں قطعاً ممنوع نہیں ہے، لیکن بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تکمیل دین کے لیے ''بیعت'' کرنا ضروری ہے، تو یہ ان کی خام خیالی ہے اور غلط نظریہ ہے۔ نیز کچھ لوگ ایک خاص قسم کی بیعت کرتے ہیں جس سے پیری مریدی مراد ہوتی ہے، اور اس پیری مریدی کا چکر اسلام میں جائز وثابت نہیں ہے، یہ بدعت ہے، پھر اسی پیری مریدی والی بیعت کے نتیجے میں وہ خلاف شرع کاموں کے مرتکب بھی ہوتے ہیں، جو صریحاً اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حکم عدولی ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر گناہ پر پردہ پڑ جائے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، لیکن پردہ پڑنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ انسان گناہوں میں زیادہ ہو جائے بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ انسان گناہ کے

---

⇐⇐ لاهلها، حديث: 1439۔ سنن النسائی، کتاب البیعة، باب ثواب من وفی بما بایع علیه، حدیث: 4215۔ مسند احمد: 5/ 2314۔ سنن الدارمی: 2457۔ مسند الشافعی: 1/ 15، 16۔ مصنف ابن ابی شیبة: 9/ 440۔ سنن الکبریٰ للبیهقی: 8/ 328۔

بعد سچی توبہ کر لے، اور آئندہ ہر لحاظ سے اس گناہ سے بچے، ورنہ اللہ تعالیٰ گناہ کو سب پر واضح کر دیتا ہے۔

[392]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّ الْمُخْدَجِيّ قَالَ لِعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: إِنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ يَقُولُ: الْوِتْرُ وَاجِبٌ، فَقَالَ عُبَادَةُ كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ؛ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَمَنْ أَتَى بِهِنَّ لَمْ يَنْتَقِصْ مِنْ حَقِّهِنَّ شَيْئًا لِلْقَادِرِينَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ)).

مخدجی بیان کرتے ہیں، کسی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو کہا کہ ابو محمد کہتے ہیں: وتر واجب ہیں؛ تو عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو محمد غلط کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں؛ تو جس نے وہ ادا کیں اور اس کے حق (شرائط) میں کوئی کمی نہ کی تو اللہ جل شانہ پر یہ حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے؛ اور جس نے یہ ادا نہ کیں تو اللہ پر کوئی معاہدہ نہیں؛ چاہے گا تو عذاب کرے گا اور چاہے گا تو بخش دے گا۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں ہے۔

[393]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(392) حسن، سنن ابی داود، کتاب الوتر، باب فیمن لم یوتر، حدیث: 1420۔ سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، باب المحافظة علی الصلوات الخمس، حدیث: 462۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی فرض الصلوات الخمس، حدیث: 1401۔ مسند احمد: 5/ 315۔ سنن الدارمی: 1585۔ مؤطا امام مالك، ص: 99، 98۔ مصنف عبدالرزاق: 4575۔ صحیح ابن حبان، 1732–سنن الکبرٰی للبیهقی: 1/ 361۔

(393) سنن النسائی، کتاب البیعة، باب البیعة علی السمع والطاعة، حدیث: 4154۔ مسند احمد: 5/ 314۔ مسند الشاشی: 1185۔ من طریق یحیٰ بن سعید بهذا الاسناد۔صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب کیف یبایع الامام الناس، حدیث: 7200، 7199۔ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة، حدیث: 41/ 1709۔ سنن النسائی، کتاب البیعة، باب البیعة علی السمع والطاعة، حدیث: 4155۔ سنن ابن ماجه، کتاب الجهاد، باب البیعة، حدیث: 2866۔ مسند احمد: 3/ 441۔ من طریق یحی بن سعید عن عبادة بن الولید بن عبادة عن ابیه، الولید بن عبادة عن جده عبادة بن الصامت فذکره۔

قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَادَةَ بْنَ الْوَلِيدِ يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: ((بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُ مَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَوْمَةَ لَائِمٍ))

کی بیعت کی سننے اور اطاعت کرنے پر تنگی اور آسانی اور خوشی اور ناخوشی میں اور یہ کہ اپنے حاکموں سے کام میں تنازع نہ کریں، اور یہ کہ ہم حق کہتے رہیں ہم جہاں ہوں اور اللہ عزوجل کے بارے میں نہ تو کسی سے ڈریں اور نہ ملامت گر کی ملامت کی پروا کریں۔

[394]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلٌ بِمِثْلٍ، وَالْوَرِقُ بِالْوَرِقِ مِثْلٌ بِمِثْلٍ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلٌ بِمِثْلٍ، وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ مِثْلٌ بِمِثْلٍ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ مِثْلٌ بِمِثْلٍ حَتَّى خَصَّ الْمِلْحَ بِالْمِلْحِ فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَهُوَ رِبًا)).

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرید وفروخت کرو سونے کو سونے کے بدلے، برابر برابر، چاندی کو چاندی کے بدلے برابر برابر، کھجور کو کھجور کے بدلے برابر برابر، گندم کو گندم کے بدلے برابر برابر، جو کو جو کے بدلے برابر برابر، یہاں تک کہ فرمایا نمک کو نمک کے بدلے برابر برابر، جس نے زیادہ دیا یا لیا تو وہ سود ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں خرید وفروخت کا اہم اصول بیان کیا گیا ہے کہ ایک جیسی دو چیزوں کو ایک دوسرے کے تبادلے میں فروخت کرنا درست ہے، لیکن بعض شرائط کے ساتھ: (1) وزن میں برابر برابر ہوں، اگر وزن میں زیادہ لی جائے گی تو یہ سود ہوگا۔ (2) نقد و نقدی ہو۔ جب کم تر چیز کے بدلے میں اعلیٰ یا اعلیٰ چیز کے بدلے میں کم تر چیز لینا چاہے، یعنی جب ان کی جنس ایک ہونے کے باوجود کوالٹی میں فرق ہو، تو اپنی چیز کو بازار میں فروخت کر دے، پھر قیمتاً دوسری چیز کو خرید لے، تا کہ حرام کام کا مرتکب نہ ہو۔

(394) صحيح، سنن النسائى، كتاب البيوع، باب بيع البر بالبر، حديث: 4564- سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب الصرف وما لا يجوز متفاضلًا يدا بيد، حديث: 2254- مسند احمد: 5/ 320- من طريق مسلم بن يسار به-صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب الصرف والبيع الذهب بالورق نقدا، حديث: 1587- سنن ابى داود، كتاب البيوع، باب فى الصرف، حديث: 335، 3349- سنن الترمذى، كتاب البيوع، باب الحنطة بالحنطة مثلا بمثل، حديث: 1240- سنن النسائى: 4568- من طريق ابى الاشعث عن عبادة بن الصامت-

# مُسْنَدُ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ

## ابو درداء رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ: ابوالدرداء مشہور انصاری صحابی ہیں، تارک الدنیا اصحاب صفہ میں سے تھے۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے "حكيم هذه الأمة" اِس اُمت کے حکیم کا لقب عطا ہوا۔

**حلیہ:**

اُن کا جسم خوبصورت، ناک اُٹھی ہوئی، آنکھیں شربتی، داڑھی اور سر میں خضاب لگاتے تھے جس کا رنگ سنہرا ہوتا تھا۔ لباس عربی ہوتا تھا۔ ایک خاص قسم کی ٹوپی سر پر پہنتے تھے جس کو قلنسوہ کہتے تھے۔ عمامہ باندھتے تو اِس کا شملہ پیچھے لٹکاتے تھے۔

**نام ونسب:**

عویمر نام، ابو داؤد کنیت، قبیلہ خزرج کے خاندان عدی بن کعب سے ہیں، نسب نامہ یہ ہے، عویمر بن زید بن قیس بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر والدہ کا نام محبۃ تھا، جو ثعلبہ بن کعب کے سلسلہ سے وابستہ تھیں۔ اُم درداء آپ کی زوجہ کا نام ہے۔

**قبول اسلام:**

ابو درداء دوسرے اکابر انصار کے ایک سال بعد 2ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اسلام تقلیدی نہ تھا، اجتہادی تھا ممکن ہے کہ یہ ایک سال مزید غور وفکر اور کاوش وتحقیق میں صرف ہوا ہو۔ لیکن قبول اسلام میں یہ ایک سال تمام عمران کے لیے تکلیف دہ رہا۔ فرمایا کرتے تھے ایک گھڑی کی خواہش نفس دیرپا غم پیدا کرتی ہے۔

**غزوات میں شرکت:**

غزوہ بدر میں وہ مسلمان نہ تھے، اس لیے اس میں شریک نہ تھے، غزوہ احد حالت ایمان میں پیش آیا، اس میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا، گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آئے، رسول اللہ نے ان کی شجاعت وبسالت کو دیکھ کر فرمایا: نعم الفارس عویمر یعنی عویمر کس قدر اچھے سوار ہیں۔ احد کے علاوہ دیگر غزوات میں رسول اللہ کے ساتھ شرکت کی، سلمان فارسی نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ نے ان کو ابو درداء کا اسلامی بھائی تجویز فرمایا۔

## اکابرین میں شمار:

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں تمام اکابر صحابہ کے نقد وظائف مقرر کر دیے تھے، مجاہدین بدر کی سب سے بڑی تنخواہ تھی، ابو درداء مجاہدین بدر میں داخل نہ تھے، لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا وظیفہ بدریوں کے برابر مقرر کیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی منظوری سے ان کو دمشق کا قاضی مقرر کیا، کبھی کبھی جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باہر جانے کی ضرورت پڑی تو وہ ان کو اپنا قائم مقام بنا جاتے، دمشق میں قضا کا یہ پہلا عہدہ تھا۔

## وفات:

ابو درداء مسافرانہ زندگی بسر کرتے تھے، ہجرت کا بتیسواں سال تھا کہ یہ مسافر کاروان سرائے عالم سے وطن مالوف کو سدھارا۔

## فتنہ وفساد سے دور:

ابو درداء فساد وشر سے دور بھاگتے تھے، شام کا ملک حجاز سے کسی حال میں بہتر نہ تھا؛ لیکن فتنوں کے زمانہ میں شام ایک حکومت کے ماتحت بہر حال قائم رہا اور حجاز میں ہر سال نئی فوج کشی کا سامنا تھا، ابو درداء کی سکونت شام کا یہی سبب تھا، فرماتے تھے جس مقام پر دو آدمی ایک بالشت زمین کے لیے منازعت کریں میں اس کو بھی چھوڑ دینا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ (سير اعلام النبلاء از شمس الدين ذهبی ج 2، ص 368، مرآة المناجيح شرح مشكوة المصابيح از مفتی احمد يار خان نعيمی: 481/8، نعيمی كتب خانه گجرات، مسند ابو داؤد طيالسی: 131)

[**395**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَفِيعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں مروی ہے: ''وہ جو ایمان لائے اور وہ پرہیزگار تھے ان کے لیے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔'' کہ انھوں نے فرمایا: تیرے اور ایک دوسرے آدمی کے سوا اس آیت کے بارے میں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کسی نے نہیں پوچھا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے بغیر کسی نے

(395) اسناده ضعيف والحديث صحيح، سنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة يونس، حديث: 3106۔ مسند احمد: 6/ 447۔ تفسير ابن جرير: 17737۔ تاريخ جرجان للسهمى، ص: 388۔386۔ شعب الايمان للبيهقى: 4752۔ مستدرك للحاكم: 4/ 391۔ التمهيد لابن عبدالبر: 5/ 58۔

وَفِـي الْآخِرَةِ﴾ [یونس: 64] فَـقَالَ: مَا سَأَلَنِي عَـنْهَـا أَحَـدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْهَا غَيْرُكَ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَـنْهَـا فَقَالَ: ((مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مُنْذُ أُنْزِلَتْ غَيْـرُكَ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ)).

نہیں پوچھا' جب سے یہ نازل کی گئی ہے' مگر ایک آدمی نے، بشارت نیک خواب ہے جن کو ایک مسلمان دیکھتا ہے یا وہ اچھا خواب جو کسی مسلمان کے لیے کوئی دیکھے۔

[396]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: سُفْيَانُ ثُمَّ لَـقِيـتُ عَبْـدَ الْعَزِيزِ بْنَ رَفِيعٍ فَحَدَّثَنِيهِ عَنْ أَبِي صَـالِـحٍ، عَـنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْـلِ مِـصْـرَ عَـنْ أَبِـي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

ابو درداء رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس کے مثل روایت کی ہے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے اچھے خواب کی اہمیت ثابت ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی، مگر بشارت والی چیزوں کے، لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! بشارت والی چیزیں کیا ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اچھے خواب۔ (صحیح البخاری: 6990) نیز اس آیت میں مذکورہ دنیاوی خوشخبری کے ضمن میں بہت کچھ آتا ہے، مثلاً: رزق حلال کی فراوانی، مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری دینا، لوگوں کے دلوں میں محبت، دعاؤں کی قبولیت، وغیرہ۔

[397]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَـنْ يَـعْـلَى بْنِ مُمَلَّكٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِـي الـدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((مَنْ

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو نرمی کا حصہ دیا گیا اس کو نیکی کا حصہ دیا گیا' اور جس کو نرمی سے محروم رکھا گیا وہ نیکی و بھلائی سے محروم ہوا۔

---

(396) صحیح، سنن الترمذی: 3106۔ مسند احمد: 447/6 وانظر الحدیث السابق۔

(397) حسن، الادب المفرد للبخاری: 464۔ سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی الرفق، حدیث: 2013۔ مسند احمد: 6/ 451۔ مسند عبد بن حمید: 214۔ مصنف عبدالرزاق: 20157۔ مصنف ابن ابی شیبة: 8/ 511۔ السنة لابن ابی عاصم: 782۔ مسند البزار، کشف الاستار: 1975۔ صحیح ابن حبان: 5693۔ شعب الایمان: 8002۔

أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ)).

فائدہ:.......اس حدیث سے نرمی کی فضیلت واہمیت ثابت ہوتی ہے، نرم مزاج انسان خیر پر ہوتا ہے، اور سخت مزاج بے شمار نیکیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

[398]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مُمَلَّكٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَثْقَلَ شَيْءٍ فِي الْمِيزَانِ خُلُقٌ حَسَنٌ، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِءَ)).

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میزان میں وزنی چیز اچھے اخلاق ہیں اور اللہ تعالیٰ فحش کلام والے بدگو کو ناپسند کرتے ہیں۔

[399]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ فَقَالَ لَهُ: إِنَّ أَبِي يَأْمُرُنِي بِطَلَاقِهَا، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ)) فَأَضِعْ ذَلِكَ أَوِ احْفَظْهُ، وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ إِنَّ أُمِّي وَرُبَّمَا قَالَ إِنَّ أُمِّي وَأَبِي.

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور اس نے کہا: میرا باپ مجھے بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیتا ہے، تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ والد جنت کے درمیانے دروازوں میں سے ایک ہے، پس اس کو ضائع کر، یا محفوظ رکھ' سفیان نے کہا: راوی کبھی ماں کا اور کبھی باپ کا ذکر کرتا ہے۔

---

(398) حسن، سنن الترمذی: 2013ـ مسند احمد: 451/6 وانظر الحدیث السابق.

(399) حسن، سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین، حدیث: 1900ـ سنن ابن ماجه، کتاب الطلاق، باب الرجل یامره ابوه بطلاق امراته، حدیث: 2089ـ وکتاب الادب، باب بر الوالدین، حدیث: 3663ـ مسند احمد: 6/ 451ـ مستدرك للحاکم: 4/ 152ـ مسند الطیالسی: 981ـ شرح السنة للبغوی: 3422ـ مصنف ابن ابی شیبة: 8/ 540ـ صحیح ابن حبان: 425ـ

[400]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَرَأْتُ بِالشَّامِ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى) فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: هَكَذَا سَمِعْتَ عَبْدَ اللّٰهِ يَقْرَؤُهَا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ ((سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا كَذَلِكَ ﴿وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾)).

علقمہ تابعی نے کہا: میں نے شام میں اس طرح اس آیت کی تلاوت کی ''قسم رات کی جب ڈھانپ لے اور دن کی جب وہ روشن ہو اور نر اور مادہ کی۔'' تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح سنا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ اسی طرح پڑھتے تھے۔ ﴿وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾

[401]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ السَّعْدِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَكْلِ الضَّبُعِ فَقَالَ: أَوَ يَأْكُلُهَا أَحَدٌ؟ فَقُلْتُ: إِنَّ نَاسًا مِنْ قَوْمِي يَتَحَبَّلُونَهَا فَيَأْكُلُونَهَا، فَقَالَ سَعِيدٌ إِنَّهُ لَا يَصْلُحُ أَكْلُهَا، فَقَالَ شَيْخٌ عِنْدَهُ: أَلَا أُخْبِرُكَ مِمَّا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: ((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كُلِّ نُهْبَةٍ، وَعَنْ كُلِّ خَطْفَةٍ خَطَفَهُ، وَعَنِ الْمُجَثَّمَةِ، وَعَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ)) فَقَالَ سَعِيدٌ صَدَقْتَ.

عبداللہ بن یزید سعدی نے سعید رحمہ اللہ سے بجو(ضبع) کھانے کے متعلق پوچھا، تو انھوں نے کہا: کوئی بجو کو بھی کھاتا ہے؟ میں نے کہا: میری قوم کے لوگ رسی جال میں پکڑتے اور پھر کھاتے ہیں، تو سعید نے کہا: وہ کھانے کے قابل نہیں ہے، تو ان کے پاس ایک بوڑھا آدمی تھا، اس نے کہا: میں تمھیں خبر نہ دوں کہ میں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: لوٹی ہو چیز کھانے، اور زندہ حیوان سے جدا کیے گئے عضو یا ٹکڑے کے کھانے سے، اور باندھ کر نشانہ ماری ہوئی چیز کے کھانے سے، اور ناخن والی درندہ قسم کی چیز کو کھانے سے۔ تو سعید رحمہ اللہ نے کہا: تو نے درست کہا ہے۔

(400) صحيح البخاري، كتاب التفسير، سورة (والليل اذا يغشى)، حديث: 4943- صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، حديث: 823- سنن الترمذي، كتاب القراء ت، باب ومن سورة الليل، حديث: 2939- سنن الكبرى للنسائي: 11676- مسند احمد: 6/ 451- صحيح ابن حبان: 6330- تفسير ابن جرير: 37421-

(401) اس کی سند میں عبداللہ بن یزید الکبری مجہول راوی ہے، نیز ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت مبہم ہے، تاہم مرفوع حدیث دیگر طرق سے صحیح ثابت ہے۔ مسند احمد: 5/ 195- مصنف عبدالرزاق: 8688- الكنى دولابي: 2/ 154، 115- مسند مسدد و مسند ابى يعلى و مسند احمد بن منيع ومسند ابوبكر بن ابى شيبة كما فى اتحاف الخيرة: 6455-6449- من طريق ابى صالح بهذا الاسناد- سنن الترمذى كتاب الاطعمة، باب ما جاء فى كراهة اكل المصبورة، حديث: 1473- مسند البزار، الكشف: 1213- من طريق صفوان بن سليم عن سعيد بن المسيب عن ابى الدرداء رضی اللہ عنہ فذكره-

# مُسْنَدُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ

# زید بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ کی مرویات

## تعارف راوی حدیث

سیدنا زید بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ: نام ونسب: کنیت ابوسعید، انصاری قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔نسب نامہ یوں ہے: زید بن ثابت بن ضحاک بن زید بن وذان بن عمرو بن عبدعوف الانصاری الخزرجی۔

[الاصابہ ج1ص 641، اسد الغابہ ج2ص 185]

## ولادت باسعادت:

حافظ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس وقت حضرت زید رضی اللہ عنہ کی عمر گیارہ سال تھی۔اس حساب سے آپ کا سن ولادت تقریبا 2 نبوی بنتا ہے۔[اسد الغابہ ج2ص 185]

بچپن سے ہی قرآن سے محبت وتعلق:......حضرت زید رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ تشریف لائے تو لوگ مجھے آپ کی خدمت میں لے گئے اور حضور کو بتایا:"هذا من بني النجار وقد قرأ سبع عشرة سورة فقرأت عليه فأعجبه ذلك" [الاصابة ج1ص 642] قبیلہ بنی نجار کے اس لڑکے کوقرآن مجید کی 17 سورتیں یاد ہیں، میں نے وہ سورتیں حضور علیہ السلام کو سنائیں تو آپ بہت خوش ہوئے۔آپ کی ذہانت ،قوت حافظہ اور دینی علوم کے شوق کو دیکھتے ہوئے حضور علیہ السلام نے ان کو حکم فرمایا:"تعلم كتاب يهود فإني ما آمنهم على كتابي" [الاصابہ ج1ص 642] ''تم یہود کی زبان سیکھو، مجھے اپنے خطوط میں ان پر بھروسہ نہیں۔'' حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضور کے حکم کو مانتے ہوئے خوب محنت کر کے صرف دو ہفتوں میں یہود کی زبان سیکھ لی۔اس کے بعد آپ حضور علیہ السلام کی طرف سے یہود کو خطوط لکھتے اور ان کی طرف سے آنے والے خطوط پڑھ کر حضور کو سناتے۔

## فضائل ومناقب:

خیر القرون میں قرآن کریم کے حوالے سے تین اہم مرحلے پیش آئے۔ان تینوں میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے کردار کی مثال نہیں۔آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی کاتب وحی رہے،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عہد صدیقی میں جمع قرآن کا مرحلہ پیش آیا تو آپ رضی اللہ عنہ قرآن جمع کرنے پر مامور ہوئے۔پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جب قرآن کو ایک لغت پر جمع کر کے اطراف عالم میں پھیلایا گیا تو اس کام کے لیے بھی ایک نمایاں نام حضرت زید رضی اللہ عنہ ہی کا تھا۔گویا کتابت قرآن،جمع قرآن اور نشر قرآن تینوں میں حضرت زید کا اہم کردار رہا ہے۔

## علمی حیثیت:

(1) حضور علیہ السلام نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو علم وراثت کا سب سے بڑا عالم قرار دیا ہے۔ فرمان نبوی ہے: ”وأفرضهم زيد بن ثابت“ [جامع ترمذی: باب مناقب معاذ بن جبل وزید بن ثابت] (2) آپ کے علمی کمال کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ مشہور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے جن میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوسعید۔ حضرت ابوہریرہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔ [اسد الغابة: ج 2ص 186] (3) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے علم تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نام ایک نمایاں مقام رکھتا ہے مگر آپ رضی اللہ عنہ بھی حضرت زید رضی اللہ عنہ کے علم کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سواری پر سوار ہوکر جانے لگے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ان کی سواری کی رکاب پکڑ کر چلنے لگے، حضرت زید نے منع کیا کہ اس طرح نہ کریں۔ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: ”قال لا هكذا نفعل بالعلماء والكبراء“ [الاصابه ج 1ص 642] ”ہم تو اپنے علماء اور بڑوں کا یوں ہی احترام کرتے ہیں۔“ جس شخصیت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جیسی ہستی علماء اور اکابرین میں سے تسلیم کرے تو اس کے علم کا کیا مقام ہوگا؟!

## فقہی مقام:

(1) حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما آپ رضی اللہ عنہ کی فقیہانہ حیثیت کی بڑی قدر کرتے تھے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ما كان عمر وعثمان يقدمان على زيد أحدا فى الفتوى والفرائض والقراءة“ [تذكرة الحفاظ: تحت ترجمة أبى هريرة الدوسى اليمانى] حضرت عمر وحضرت عثمان رضی اللہ عنہما فتوی [یعنی علم فقہ] وراثت اور قراءت قرآن میں حضرت زید کو سب سے مقدم سمجھتے تھے۔ (2) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ وہ چھ صحابہ رضی اللہ عنہم جو صاحب فتوی شمار ہوتے ہیں، ان میں ایک نام زید بن ثابت کا ہے۔ [الإصابة فى تمييز الصحابة: ج 2ص 642] نیز یہ بھی نقل کرتے ہیں: ”كان زيد رأسا بالمدينة فى القضاء والفتوى والقراءة والفرائض“ [الإصابة فى تمييز الصحابة: ج 2ص 642] حضرت زید کو مدینہ منورہ میں قضاء، فتویٰ، قراءت اور فرائض میں بڑا مقام حاصل تھا۔ (3) آپ کے فقہی مقام کا یہ حال تھا کہ اہل اسلام کی ایک کثیر جماعت آپ کے قول وفتویٰ کے مقابلے میں کسی اور فقیہ کی بات پر عمل نہیں کرتی تھی۔ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مدینہ والوں نے حضرت ابن عباس سے ایک مسئلہ پوچھا، اس میں حضرت ابن عباس کا قول اور تھا حضرت زید کا اور۔ مدینہ والوں نے کہا: ”لَا نَـأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَيْدٍ“ [صحيح بخاری: بَاب إِذَا حَاضَتْ الْمَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ] ہم آپ کے فرمان کو لیں اور حضرت زید کے فتویٰ کو چھوڑ دیں، ایسا نہیں کرسکتے۔

**وفات حسرت آیات اور تاثرات صحابہ:**

45ھ میں علم وفقہ کا یہ عظیم چراغ کئی سالوں تک دنیا کو علم کی روشنی سے منور کرنے کے بعد قبر کی زینت بن گیا۔آپ کی وفات پر اکابر صحابہ نے انتہائی دردناک جملوں میں غم کا اظہار فرمایا۔حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا:"الیوم مات حبر هذه الأمة وعسى الله أن يجعل في ابن عباس منه خلفا" [أسد الغابة ج1ص187] آج اس امت کا بہت بڑا عالم دنیا سے چلا گیا۔امید ہے اللہ تعالیٰ ابن عباس کو ان کا جانشین بنا دیں گے۔

شاعر بزم ختم نبوت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فمن للقوافي بعد حسان وابنه ومن للمعاني بعد زيد بن ثابت . [الإصابة في تمييز الصحابة] حسان اور اس کے بیٹے کے بعد ایسے اشعار کون پڑھ سکے گا اور قرآن کا مطلب ومفہوم زید کے بعد کون بیان کر سکے گا۔مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:"من سره أن يعلم كيف ذهاب العلم فهكذا ذهاب العلم والله لقد دفن اليوم علم كثير" [تهذيب الكمال ج3ص671] جو شخص جاننا چاہتا ہے کہ علم کیسے دنیا سے جاتا ہے وہ دیکھ لے کہ زید جیسے شخص کے جانے سے علم جاتا ہے،آج زید کے دفن ہونے سے علم کا بہت بڑا حصہ دفن ہو گیا۔

[**402**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنْ حَجَرٍ الْمُدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالْعُمْرَى لِلْوَارِثِ)).

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ کا وارث کے حق میں فیصلہ فرمایا ہے۔

[**403**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عرایا کی رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی ہے۔

---

(402) صحيح، سنن النسائى، كتاب الرقبى، باب ذكر الاختلاف على ابى الزبير، حديث: 3749- سنن ابن ماجه، كتاب الهبات، باب العمرى، حديث: 2381- مسند احمد: 5/ 182- مسند الشافعى: 2/ 168- مصنف ابن ابى شيبة: 2381- شرح معانى الآثار للطحاوى: 4/ 1- معجم الكبير للطبرانى: 4945- صحيح ابن حبان: 5132-

(403) صحيح البخارى، كتاب البيوع، باب بيع المزابنة، حديث: 2184-صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب النهى عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها، حديث: 1539-سنن النسائى، كتاب البيوع، باب بيع الكرم بالزبيب، حديث: 4540- سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب بيع العرايا بخرصها تمرا، حديث: 2268-مسند احمد: 5/ 182-سنن الدارمى: 2561- مسند الشافعى: 2/ 150- مصنف ابن ابى شيبة: 7/ 130- مسندابى يعلٰى: 5415- سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 308-

أَبِيهِ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا)).

[**404**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ الْخُرَاسَانِيُّ، عَنْ شُرَحْبِيلٍ أَبِي سَعْدٍ قَالَ: أَتَانَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَنَحْنُ فِي حَايِطٍ نَنْصِبُ فِخَاخًا لِلطَّيْرِ وَطَرَدَنَا وَقَالَ ((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ صَيْدِ الْمَدِينَةِ)).

شرحبیل بن سعد نے کہا: ہمارے پاس زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے جبکہ ہم باغ میں جال لگا رہے تھے تو انھوں نے خاخا کر کے پرندے اڑا دیے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے شکار سے منع کیا ہے۔

## مُسْنَدُ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رضي الله عنه
## سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ: سہل بن أبی حثمۃ، ان کا نام عبداللہ، وقیل: عامر بن ساعدة بن عامر بن عَدیّ بن جُشَم بن مَجْدَعَة بن حارثة بن الحارث بن الخزرج الأنصاری، أبو عبد الرحمن، ویقال: أبو یحیی، ویقال: أبو محمد، المدنی صاحب رسول اللّٰه - ﷺ - جب نبی کریم ﷺ فوت ہوئے تو ان کی عمر آٹھ سال تھی۔ ان کے والد سیدنا ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے، وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے سوائے بدر کے۔ (ذخیرة العقبی : 342/9)

[**405**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ

سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سترہ کی طرف نماز پڑھے، تو اس کے قریب کھڑا ہو تا کہ شیطان نماز نہ توڑ سکے۔

(404) اسناده ضعيف، شرحبیل ابی سعد ضعیف راوی ہے۔ مسند احمد: 5/191۔ معجم الكبير للطبرانی: 4913۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 4/ 192۔ مصنف ابن ابی شیبة: 002، 14/ 199۔ سنن الكبرى للبيهقی: 5/ 199۔

(405) صحيح، سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب الدنو من السترة، حدیث: 695۔ سنن النسائی، كتاب القبلة، باب الامر بالدنو من السترة، حدیث: 749۔ مسند احمد: 4/ 2۔ صحيح ابن خزيمه: 103۔ صحيح ابن حبان: 2373۔ مصنف ابن ابی شيبة: 1/ 279۔ مستدرك للحاكم: 252، 1/ 251۔ سنن الكبرى للبيهقی: 2/ 272۔

إِلَـى سُتْـرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ)) .

فائدہ: ...... نیز جب کوئی سترہ کے بغیر نماز پڑھتا ہے تو شیطان اس کی نماز توڑ دیتا ہے۔ مذکورہ مسند حمیدی کی حدیث صحیح ہے۔ رواہ أبو داود (695)، والنسائی (748) وصحّحه ابن خزیمة (803) وابن حبان (2373)، والحاکم (1/ 251)، وقال: ((صحیح علی شرط الشیخین))والنووی (خلاصة الاحکام 1732)وقال العقیلی: وهذا ثابت "الضعفاء 4/ 196وقال ابن عبد البر: حدیث حسن" التمهید 4/ 195وقال ابن القیم: رجال إسناده رجال مسلم" تهذیب السنن ـوصححه الالبانی (الصحیحة 1373، صحیح ابی داود 692)والاعظمی( الجامع الکامل ح : 2546)، و نبیل بن منصور (انیس الساری 39/1)اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز سترہ کے قریب ہو کر پڑھنی چاہیے ورنہ خطرہ ہے کہ شیطان سترہ کے بغیر نماز پڑھنے والے کی نماز توڑ دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سترہ کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

[406]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى ابْنِ حَارِثَةَ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ يَقُولُ: ((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ أَنْ يُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا)) .

سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تازہ پھل خشک کھجور کے بدلے فروخت کرنے سے منع فرمایا۔ البتہ عریہ میں اجازت دی کہ اندازہ کر کے بیع شرعی کی جائے تا کہ اس کے گھر والے تازہ پھل کھائیں۔

فائدہ: ...... یہاں عریہ کی صورت یہ ہے کہ باغ والے نے کسی فقیر کو ایک درخت کے پھل خیرات دیے۔ یہ فقیر اتنے روز تک صبر نہیں کر سکتا کہ موسم بھر توڑتا رہے کھاتا رہے، دوسرے فقیر کے پاس خشک چھوہارے تھے اسے اور اس کے بچوں کو تر کھجوریں کھانے کا شوق تھا، چھوہارے والا فقیر چھوہارے کے عوض یہ کھجوریں خرید لے، اب درخت والے کو اکٹھے چھوہارے مل گئے اور چھوہارے والے کو تر کھجوریں۔ اگر چہ یہ بیع مزابنہ ہوئی مگر فقراء کی حاجت روائی کے

(406) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع التمرعلی رؤوس النخل بالذهب والفضة، حدیث: 2191۔ صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرطب بالتمر فی العرایا، حدیث: 1540۔سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی بیع العرایا، حدیث: 3363۔سنن الترمذی، کتاب البیوع، باب منه: 64، حدیث: 1303۔سنن النسائی، کتاب البیوع، باب بیع العرایابالرطب، حدیث: 4546۔مسند احمد : 4/ 2۔ مسند الشافعی: 2/ 51۔ مصنف ابن ابی شیبة : 4/ 29، 30۔ صحیح ابن حبان: 5002۔

لیے جائز رکھی گئی۔ مرقاۃ میں ہے کہ جب بیع مزابنہ سے منع کیا گیا تو فقراء صحابہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم لوگ تر کھجوروں سے محروم ہو جائیں گے تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عریہ کی اجازت دی۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عریہ (جس کی تعریف اوپر بیان ہوئی) میں اس بات کی رخصت دی کہ ایک گھر کے لوگ اندازے سے خشک کھجور دیں اور اس کے بدلے درخت پر موجود تر کھجور کھانے کو خرید لیں۔ عرایا کی بیع کتنی مقدار تک جائز ہے۔ (صحیح مسلم : 919) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا میں اندازے سے بیع کی اجازت دی بشرطیکہ پانچ وسق سے کم ہو یا پانچ وسق تک (راوی حدیث داؤد کو شک ہے کہ کیا کہا پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم)۔ (صحیح مسلم : 920)

[**407**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ يَقُولُ وَجَدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ قَتِيلًا فِي فَقِيرٍ أَوْ قَلِيبٍ مِنْ فُقُرٍ وَقُلُبِ خَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَخُوهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ وَعَمَّاهُ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْكُبْرَ الْكُبْرَ)) فَتَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَذَكَرَ مَقْتَلَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا وَجَدْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَتِيلًا وَإِنَّ الْيَهُودَ أَهْلُ كُفْرٍ وَغَدْرٍ فَهُمُ الَّذِينَ قَتَلُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَتَسْتَحِقُّونَ صَاحِبَكُمْ أَوْ دَمَ صَاحِبِكُمْ))

سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو ویرانے یا گڑھے میں زمین خیبر میں مقتول پایا، اس کا بھائی عبدالرحمٰن بن سہل اور اس کے دو چچے حویصہ اور محیصہ مسعود کے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عبدالرحمٰن بات چیت کرنے لگے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے کو بات کرنے دو، بڑے کو آگے رکھو، تو محیصہ نے بات کی اور عبداللہ بن سہل کو مقتول پایا ہے اور یہودی اہل کفر اور عہد شکن ہیں، پس انھی نے قتل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پچاس آدمی قسم اٹھاؤ تو تم اپنے آدمی کے خون کا عوض لینے کے مستحق ہو جاؤ گے، تو انھوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کیسے قسم کھائیں، وہاں نہ ہم حاضر تھے نہ موجود تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تو یہودی قسم دے کر بری ہوں گے، تو انھوں نے کہا: ہم اس

(407) صحيح البخاری، كتاب الجزية، باب الموادعة والصالحة مع المشركين، حديث: 3173۔صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب القسامة، حديث: 1669۔سنن ابی داود، كتاب الحدود، باب القتل بالقسامة، حديث: 4523۔ سنن الترمذی، كتاب الحدود، باب ما جاء فی القسامة، حديث: 1422۔سنن النسائی، كتاب القسامة، باب ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر سهل، حديث: 4721، 4720۔مسند احمد: 4/ 2۔سنن الدارمی: 2358۔ صحيح ابن خزيمه: 2384۔مصنف عبدالرزاق: 18259۔سنن الكبرى للبيهقی: 8/ 119۔

فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ نَحْلِفُ عَلَى مَا لَمْ نَحْضُرْ وَلَمْ نَشْهَدْ؟ قَالَ ((فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا)) قَالُوا: كَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ مُشْرِكِينَ؟ قَالَ: فَوَدَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ سَهْلٌ فَلَقَدْ رَكَضَتْنِي بَكْرَةٌ مِنْهَا.

مشرک قوم کی قسمیں کس طرح تسلیم کریں؟ سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت ادا کی، سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: دیت کے اونٹوں میں سے کسی ایک نے مجھے دوڑ کر گرایا تھا۔

**فائدہ** :...... امام ترمذی یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ (1) ''یہ حدیث حسن صحیح ہے، (2) قسامہ کے سلسلہ میں بعض اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے، (3) مدینہ کے بعض فقہاء قسامہ کی بنا پر قصاص درست سمجھتے ہیں۔ (4) کوفہ کے بعض اہل علم اور کچھ دوسرے لوگ کہتے ہیں: قسامہ کی بنا پر قصاص واجب نہیں، صرف دیت واجب ہے۔''

قسامہ: نامعلوم قتل کی صورت میں مشتبہ افراد یا بستی والوں سے قسم لینے کو قسامہ کہا جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص مقتول پایا جائے اور اس کے قاتل کا علم کسی کو نہ ہو، پھر قاتل کے خلاف کوئی شہادت بھی موجود نہ ہو، تو بعض قرائن کی بنیاد پر مقتول کے اولیاء کسی متعین شخص کے خلاف دعویٰ پیش کریں کہ فلاں نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے، مثلاً مقتول اور مدعی علیہ کے مابین عداوت پائی جائے، یا مقتول مدعی علیہ کے گھر کے قریب ہو یا مقتول کا سامان کسی انسان کے پاس پایا جائے، یہ سب قرائن ہیں، تو مدعی، مدعی علیہ کے خلاف پچاس قسمیں کھا کر مقتول کے خون کا مستحق ہو جائے گا، یا اگر مدعی قسم کھانے سے گریز کریں تو مدعا علیہ قسم کھا کر خوں بہا سے بری ہو جائے گا، دونوں کے قسم نہ کھانے کی صورت میں خوں بہا بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔

## مُسْنَدُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

## سہل بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدنا سہل بن حنیف انصاری: حضرت سہل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر اور تمام مشاہد میں شرکت کا اعزاز ملا۔ احد کے روز ثابت قدم رہے اور اس دن انھوں نے عزم شہادت کے ساتھ دست اقدس پر بیعت کی تھی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تیراندازی کا شرف پا رہے تھے اور محافظت و مدافعت کا فریضہ نہایت شجاعت اور خوبی کے ساتھ انجام دے رہے تھے۔ ان کے متعلق یہ ارشاد مبارک ملتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''سہل کو تیر دو کیونکہ وہ سہل (نرم) ہیں۔'' حضرت سہل رضی اللہ عنہ نہایت قوی، وجاہت والے اور بے حد حسین وجمیل تھے۔ ان کا بدن بہت خوبصورت تھا۔ ایک

بار وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مجاہدین کے زمرہ میں شامل تھے ان کا گزر ایک نہر پر ہوا انھوں نے اس میں غسل کیا۔ دوران غسل ان کے ایک ہم قوم نے ان کا خوبصورت جسم دیکھا اور حسرت کرتے ہوئے چلا گیا۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نہا کر نکلے تھے کہ بیمار پڑ گئے اور انھیں تیز بخار چڑھ گیا۔ بخار کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی میں خوبی دیکھے اور خوش ہو تو چاہیے کہ برکت کی دعا کرے کیونکہ نظر کا لگنا حق ہے۔ ڈاکٹر حمید الدین شرفی نے کہا کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو سعد تھی ان کا شجرہ نسب ان کے دادا واہب بن عکیم سے ہوتا ہوا حنش بن عوف بن عمرو بن عوف سے جا ملتا ہے۔ قبیلہ اوس سے تعلق تھا ان کی والدہ ہند بنت رافع بن عمیس تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ بن حنیف اور حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ سماک بن خرشہ کو اموال بنی نضیر میں سے حصے عطا فرمائے۔ یہ دونوں مساکین انصار میں سے تھے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ بن حنیف منفرد اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔ محبت خدا و رسول سے مالا مال تھے۔ خوف الٰہی اور اتباع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی مثال آپ تھے۔ حسن صورت و سیرت ہر دو سے بہرہ مند نہایت شجیع، بہادر اور فنون حرب سے واقف تھے۔ غزوات و مشاہد میں ان کے کارنامے خود اس کی دلیل ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ انھیں بے حد چاہتے تھے اور فرماتے میرے لیے سہل بے غم کو بلاؤ۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ رہتے تھے۔ ایک بار انھیں مدینہ میں اپنا قائم مقام بھی بنایا تھا حضرت سہل رضی اللہ عنہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ وہ بلاد فارس کے والی بھی مقرر کیے گئے تھے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے 38ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی۔ چونکہ وہ بدری صحابی تھے اس لیے ان کا بڑا اکرام تھا۔ ان کے جنازہ کی نماز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور چھ تکبیریں کہیں۔ ایک روایت میں پانچ تکبیروں کا ذکر ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کے دو فرزند تھے ابو امامہ اور عبد الملک۔ ان دونوں اور دیگر اصحاب نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ صفین، عراق اور شام کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے، جہاں سیدنا امیر معاویہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی تھی، سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں حصہ نہ لیا تو لوگوں نے اسے کوتاہی شمار کیا۔ اس موقع پر سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو اپنی عقلوں کو ملامت کرو۔۔۔ امام بخاری اس حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سیدنا سہل صلح حدیبیہ میں شریک تھے اور انھوں نے بیعت رضوان کی تھی۔ جنگ صفین کی بنا پر مولانا مودودی صاحب نے صحابہ کرام پر بے جا اعتراضات کرنے کی ناکام کوشش کی ہے جس کا مفصل دفاع فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے اپنی قیمتی کتاب (خلافت و ملوکیت کی تاریخی و شرعی حیثیت ص 359 تا 360) میں کیا ہے جو لائق مطالعہ ہے۔

[408]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ يَقُولُ: سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ صِفِّينَ وَحَكَمَ الْحَكَمَانِ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ، وَلَقَدْ رَأَيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ نَسْتَطِيعُ أَنْ نَرُدَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَمْرَهُ لَرَدَدْنَاهُ، وَايْمُ اللّٰهِ مَا وَضَعْنَا سُيُوفَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا مُنْذُ أَسْلَمْنَا لِأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلَتْ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ، وَإِنَّ هَذَا الْأَمْرَ وَاللّٰهِ مَا سُدَّ فِيهِ خُصْمٌ إِلَّا انْفَتَحَ عَلَيْنَا مِنْهُ خُصْمٌ آخَرُ.

ابو وائل بیان کرتے ہیں: جب یوم صفین میں دو فیصلہ کرنے والے مقرر کر دیے گئے تو میں نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: لوگو! اپنی عقلوں کو ملامت کرو، تحقیق ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو جندل رضی اللہ عنہ کا دن دیکھا ہے، اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ٹال سکتے تو اس دن ضرور ٹال دیتے۔ اللہ کی قسم! جب اسلام لانے کے بعد کسی خطرناک معاملہ میں ہم نے تلواریں اپنے کاندھوں پر اٹھائیں' تو معاملہ آسان ہو گیا مگر اس فتنہ میں کہ تلوار بھی اس کو نہ روک سکی، ہم جب ایک طرف کا فتنہ بند کرتے ہیں تو دوسری جانب سے کھل جاتا ہے۔

**فائدہ**: ...... پہلے جمل کا پھر اہل شام کا پھر خوارج کا فتنہ بپا ہوا اور مشکلات میں اضافہ ہوتا گیا۔

## مُسْنَدُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ
## رافع بن خدیج الانصاری رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدنا رافع بن خدیج انصاری رضی اللہ عنہ: شوق جہاد کے علاوہ ان کو تحصیل علم کا شوق بھی تھا، لسان رسالت سے جو کچھ سنتے تھے اسے جزو ایمان سمجھتے تھے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ان کے چچا حضرت ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت سے گھر آ کر کہا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں کام سے منع فرمایا ہے حالانکہ اس کام میں ہم لوگوں کو کچھ سہولت تھی۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے چچا کی بات سنی تو بے تاب ہو گئے اور فوراً کہا: چچا جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرماتے ہیں وہی حق ہے اور اسی میں ہماری بہتری ہے۔ چچا بھی مخلص صحابی تھے، بولے: بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ بیوی کے پاس خلوت میں تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور

(408) صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب غزوة الحديبية، حديث: 4189۔صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب صلح الحديبية، حديث: 1785۔مسند احمد: 3/ 485۔معجم الكبير للطبرانی: 600۔الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 1911۔معجم الصحابة للبغوی: 983۔طبقات ابن سعد: 3/ 472۔

انھیں آواز دی۔فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور تیزی کے ساتھ غسل کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے مشاغل اور سرگرمیوں کی کچھ زیادہ تفصیل کتب سیر میں نہیں ملتی۔ قیاسِ غالب یہ ہے کہ انھوں نے باقی زندگی کا بیشتر حصہ رشد وہدایت اور درس و تدریس میں گزارا۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت کے آخری یا عبدالملک بن مروان کی حکومت کے ابتدائی زمانے میں حضرت رافع رضی اللہ عنہ شدید علیل ہوگئے۔اس کا سبب تیر کی وہ نوک تھی جو غزوۂ احد میں ان کے جسم کے اندر رہ گئی تھی اس نے زخم پیدا کر دیا جس کا زہر سارے جسم میں پھیل گیا اور اسی صدمے سے انھوں نے وفات پائی،اس وقت ان کی عمر اسّی برس سے اوپر تھی۔اپنے پیچھے چھ لڑکے چھوڑے جن کا نام عبداللہ، رفاعہ،عبدالرحمٰن،عبیداللہ،سہل اور عبید تھے۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ اپنے والد اور چچا کی وفات کے بعد بنو حارثہ کے سردار ہوگئے تھے۔ اس لیے ہمیشہ خوشحال رہے۔مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ انھوں نے ترکہ میں کافی زمین، اونٹ اور لونڈی غلام چھوڑے۔حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا شمار فضلاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ ان سے 78 احادیث مروی ہیں۔ ان کے راویوں میں متعدد جلیل االقدر صحابہ رضی اللہ عنہ اور تابعین شامل ہیں۔اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شوقِ جہاد کے علاوہ امر بالمعروف حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک تابناک پہلو تھا۔اربابِ سیر نے اس سلسلہ میں متعدد واقعات بیان کیے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت میں ایک مرتبہ ایک غلام کسی شخص کے باغ سے کھجور کا پودا چرالایا اور اسے اپنے آقا کے باغ میں لگا دیا۔اس زمانے میں مروان بن الحکم مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ باغ کے مالک نے اس کی عدالت میں غلام پر مقدمہ دائر کر دیا۔مروان نے غلام کو قید کر دیا اور اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔غلام کا آقا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ ان کے سامنے بیان کیا۔حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پھل کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا۔''غلام کے آقا نے ان سے درخواست کی کہ مروان کو بھی اس حدیث کی خبر کر دیجیے۔ وہ گئے اور مروان کے سامنے یہ حدیث بیان کی تو اس نے غلام کو رہا کر دیا۔(مسند ابی داؤد)
ایک مرتبہ مروان بن الحکم نے اپنے خطبہ میں بار بار کہا کہ مکہ حرم ہے۔حاضرین میں حضرت رافع رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے انھوں نے بآواز بلند کہا کہ اگر مکہ حرم ہے تو مدینہ بھی حرم ہے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم قرار دیا ہے۔میرے پاس حدیث لکھی ہوئی موجود ہے چاہو تو دیکھ سکتے ہو،مروان نے برملا ان کی بات تسلیم کر لی اور کہا کہ ہاں میں نے بھی یہ حدیث سنی ہے۔(مسند احمدؒ) ان واقعات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا پایۂ علم وفضل کتنا بلند ہے۔

[409]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا نَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا حَتَّى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْهُ)) فَتَرَكْنَا ذَلِكَ مِنْ أَجْلِ قَوْلِهِ .

عبداللہ بن عمر نے فرمایا: ہم بٹائی پر زمین کاشت کرتے اور اس کو کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ رافع بن خدیج نے گمان ظاہر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، تو ہم نے ایسا کرنا ترک کر دیا ان کے قول کی وجہ سے۔

[410]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَنْظَلَةُ بْنُ قَيْسٍ الزُّرَقِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ: ((كُنَّا أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ حَقْلًا وَكُنَّا نَقُولُ لِلَّذِي نُخَابِرُهُ لَكَ هَذِهِ الْقِطْعَةُ وَلَنَا هَذِهِ الْقِطْعَةُ يَزْرَعُهَا لَنَا فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ هَذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ هَذِهِ)) فَنَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَأَمَّا بِوَرِقٍ فَلَمْ يَنْهَنَا فَقِيلَ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّ مَالِكًا

رافع بن خدیج نے فرمایا: ہم انصار والوں کی زمینیں زیادہ تھیں تو ہم جس کو بٹائی پر دیتے اس کو کہتے: زمین کا یہ قطعہ ہمارے لیے کاشت کر اور یہ اپنے لیے، کبھی ایسا ہوتا کہ ایک قطعہ پیداوار دیتا اور دوسرا قطعہ فصل نہ دیتا، پس رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور نقد (ٹھیکے) پر ممانعت نہ کی۔

---

(409) صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب كراء الارض، حديث: 107/ 1547۔سنن ابن ماجه، كتاب الرهون، باب المزارعة بالثلث والربع حديث: 2450۔مسند احمد: 2/ 11۔مسند الشافعي: 2/ 136۔معجم الكبير للطبراني: 4248۔ من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد۔سنن ابى داود، كتاب البيوع، باب فى المزارعة، حديث: 3389۔ سنن النسائى، كتاب المزارعة، باب ذكر الاحاديث المختلفة فى النهى عن كراء الارض، حديث: 3948۔ من طريق سفيان الثورى عن عمرو بن دينار به۔صحيح البخارى، كتاب الحرث والمزارعة، باب ما كان من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم يواسى بعضهم، حديث: 2343۔صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب كراء الارض، حديث: 1547 من طريق عن ابن عمر به۔

(410) صحيح البخارى، كتاب الحرث والمزارعة، باب ما يكره من الشروط فى المزارعة، حديث: 2332۔ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب كراء الارض، حديث: 117/ 1547۔سنن النسائى، كتاب المزارعة، باب ذكر الاحاديث المختلفة فى النهى عن كراء الارض، حديث 3932/ 3933۔سنن ابن ماجه، كتاب الرهون، باب الرخصة فى كراء الارض البيضاء بالذهب والفضة، حديث: 2458۔مصنف عبدالرزاق: 14453۔سنن الكبرىٰ للبيهقى: 6/ 132۔من طريق سفيان بهذا الاسناد۔سنن ابى داود، كتاب البيوع، باب فى المزارعة، حديث: 3992، 3993۔ مسند احمد: 3/ 463۔مؤطا امام مالك، ص: 439۔من طريق عن ربيعة بن ابى عبدالرحمٰن به۔

يَـرْوِيـهِ عَنْ رَبِيعَةَ ، عَنْ حَنْظَلَةَ وَمَا كَانَ يَرْجُو أَنَّـهُ إِذَا كَـانَ عِنْدَ يَحْيَى وَيَحْيَى أَحْفَظُهُمَا لٰكِنَّا حَفِظْنَاهُ مِنْ يَحْيَى .

فائدہ : ......مخابرہ مزارعت کے ہم معنی ہے بلکہ مساقات، مزارعہ اور مخابرہ ایک ہی معنی میں ہیں ۔ مزارعت ان کاموں میں سے ہے جو لوگوں میں زمانہ قدیم سے جاری ہیں ۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص کچھ درختوں کا مالک ہوتا ہے لیکن ان کا پھل لینے کے لیے ان کی مناسب دیکھ بھال اور محنت نہیں کرسکتا یا کسی کے پاس زرعی زمین ہوتی ہے لیکن اس سے پیداوار حاصل کرنے کے لیے کماحقہ محنت اور رکھوالی نہیں کرسکتا جبکہ کسی دوسرے شخص کی ملکیت میں نہ درخت ہوتے ہیں اور نہ زمین کا کوئی ٹکڑا، البتہ اگر اسے درخت یا زمین مہیا ہو جائے تو محنت کر کے ان کا پھل یا زمین سے پیداوار حاصل کرسکتا ہے ۔ اس صورت حال کے پیش نظر شریعت نے فریقین کو مزارعت اور مساقات کی اجازت دے دی کیونکہ اس میں دونوں کی مصلحت اور فائدہ ہے نیز نقصان سے بچاؤ ہے ۔ درحقیقت شریعت کے ہر حکم کی بنیاد عدل و انصاف اور مصلحت کے حصول اور نقصان سے بچاؤ پر ہے ۔ ایک شخص اپنی زمین دوسرے کو دیتا ہے کہ وہ اس میں کاشت کرے یا زمین اور بیج دونوں کاشت کرنے والے کو دے تاکہ وہ اس زمین میں بیج ڈالے اور اس کی نگرانی کرے تو آمدن میں سے ایک (غیر مخصوص) حصے کا وہ مستحق ہوگا باقی آمدن مالک کی ہوگی ۔ یہ مزارعت کے نام سے معروف ہے ۔

مساقات و مزارعت کے جواز پر کئی ایک دلائل ہیں ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا خَرَجَ مِنْهَا مِنْ زَرْعٍ" "بے شک رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے طے کیا تھا کہ جو پھل اور غلہ ان کی زمینوں اور باغات سے حاصل ہوگا ۔ نصف نصف تقسیم کیا جائے گا ۔" (صحيح البخاري ، كتاب الحرث والمزارعة باب المزارعة بالشطر ونحوه حديث : 2328 ـ وصحيح مسلم ، المساقاة باب المساقاة والمعاملة حديث 1551 واللفظ له) صحیح مسلم میں ہے: "أن رسول الله ﷺ دفع إلى يهود خيبر نخل خيبر وأرضها على أن يعتملوها من أموالهم ولهم شطر ثمرها " "نبی ﷺ نے خیبر کی کھجوروں کے درخت اور زمین یہودیوں کے حوالے کر کے نصف حصہ بٹائی پر معاملہ طے کرلیا ۔" (صحيح مسلم المساقاة باب المساقاة والمعاملة حديث 1551)

اس مضمون کی ایک روایت امام احمد رحمہ اللہ نے بھی اپنی مسند میں بیان کی ہے ۔ (مسند احمد: 1/ 250) امام ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: خیبر کا قصہ مساقات اور مزارعت کے جواز پر دلیل ہے ۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک یہ معاہدہ قائم رہا منسوخ نہیں ہوا ۔ پھر آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا اس پر تعامل رہا ۔ اس معاہدے کی بنیاد اجرت پر نہ

تھی بلکہ اس کا تعلق مشارکت سے تھا اور مضاربت کے مثل معاملہ تھا۔ (زاد المعاد :3/ 345)

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اسی پر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی خلافت میں عمل کیا اور کسی سے اس کا انکار بھی ثابت نہیں۔ (المغنی والشرح الکبیر 5/ 555) نیز امام موصوف فرماتے ہیں: جو بات حدیث اور اجماع کے مخالف ہو اس پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔ کھجور یا دیگر درختوں کے اکثر مالکان ان کو پانی دینے سے قاصر ہوتے ہیں اور نہ کسی کو اجرت پر رکھ سکتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ ان کے پاس درخت نہیں لیکن وہ پھل کے ضرورت مند ہوتے ہیں تو اس مزارعت کی مشروعیت میں دونوں کی ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں اور دونوں فریقوں کو فائدہ ہو جاتا ہے۔

(المغنی والشرح الکبیر 5/ 555)

[**411**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ أَنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيًّا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ فَجَاءَ بِهِ فَغَرَسَهُ فِي حَائِطِ أَهْلِهِ فَأَتَى بِهِ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَأَرَادَ أَنْ يَقْطَعَهُ فَشَهِدَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثْرٍ)) فَأَرْسَلَهُ مَرْوَانُ.

واسع بن حبان فرماتے ہیں: ایک آدمی نے دوسرے کے باغ سے کھجور کے خود رو پودے چوری چوری لیے اور اپنے باغ میں لگا دیے، اس کو مروان کے پاس لایا گیا، اس نے ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا تو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھل میں اور پودوں میں قطعِ ید نہیں ہے، تو مروان نے اس آدمی کو چھوڑ دیا۔

**فائدہ**:...... ثمر سے مراد وہ تر کھجوریں ہیں جو درخت کے اوپر لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ جب انھیں توڑ لیا جائے تو رطب کہا جاتا ہے اور جب اسے خزانہ بنایا جائے تو اسے تمر کہتے ہیں۔ (النهايه : 221/1) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی کھجور کے درخت کے اوپر سے تھوڑی سی کھجوریں توڑ لے تو اس پر قطع ید لازم نہیں آئے گا۔

[**412**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حمیدی نے کہا: ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ انھوں نے

(411) صحيح، سنن الترمذى، كتاب الحدود، حديث: 1449۔سنن النسائى، كتاب قطع السارق، حديث: 4969۔سنن ابن ماجه، كتاب الحدود، حديث: 2593۔سنن الدارمى: 2311۔صحيح ابن حبان : 4466۔مسند الشافعى: 2/ 84۔سنن الكبرى للبيهقى: 8/ 263۔ من طريق سفيان بهذا الاسناد۔سنن ابى داود، كتاب الحدود، باب ما لا قطع فيه، حديث: 4388۔ سنن النسائى: 4967۔مسند احمد: 3/ 463۔مؤطا امام مالك، ص: 515۔من طريق يحىٰ بن سعيد عن محمد بن يحىٰ بن حبان عن رافع بن خديج۔ليس فيه واسع بن حبان۔
(412) صحيح إلى عبد الكريم غوامض الاسماء والمبهمة (1/ 350۔برقم: 104)۔

قَالَ: ثنا عَبْدُ الْكَرِيمِ قَالَ اسْمُ الَّذِي سَرَقَ فِيلٌ.

کہا: عبدالکریم نے بیان کیا کہ جس آدمی نے کھجور کے پودے چوری کیے تھے اس کا نام فیل تھا۔

[413]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَسْفِرُوا بِصَلَاةِ الْفَجْرِ فَإِنَّ ذَلِكَ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ)) أَوْ قَالَ ((لِأُجُورِكُمْ)).

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح کی نماز سفیدی کر کے پڑھا کرو، اس سے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے یا فرمایا: تمھارے اجروں میں۔

فائدہ: ......اس حدیث کا معنی ہے کہ نماز فجر پڑھنے میں جلدی نہ کرو بلکہ جب اس کا وقت ہو جائے تب ادا کی جائے۔ مولانا داود راز رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام الدنیا فی الحدیث قدس سرہ نے جس قدر احادیث یہاں بیان کی ہیں، ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ فجر کی نماز صبح صادق کے طلوع ہونے کے فوراً بعد شروع کر دیا کرتے تھے اور ابھی کافی اندھیرا رہ جاتا تھا کہ آپ ﷺ کی نماز ختم ہو جایا کرتی تھی۔ لفظ غلس کا یہی مطلب ہے کہ فجر کی نماز آپ اندھیرے ہی میں اوّل وقت ادا فرمایا کرتے تھے۔ ہاں ایک دفعہ آپ ﷺ نے اوقات صلوٰۃ کی تعلیم کے لیے فجر کی نماز دیر سے بھی ادا کی ہے تاکہ اس نماز کا بھی اوّل وقت غلس اور آخر وقت اسفار معلوم ہو جائے۔ اس کے بعد ہمیشہ آپ ﷺ نے یہ نماز اندھیرے ہی میں ادا فرمائی ہے۔ جیسا کہ حدیث ذیل سے ظاہر ہے۔ "عن ابی مسعود الانصاری ان رسول اللّٰہ ﷺ صلی صلوٰۃ الصبح مرۃ بغلس ثم صلی مرۃ اخری فاسفربها ثم کانت صلوٰته بعد ذالك التغليس حتی مات ولم يعد الی ان يسفر رواه ابوداؤد ورجاله فی سنن ابی داؤد رجال الصحيح۔" یعنی ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ نماز فجر غلس (اندھیرے) میں پڑھائی اور پھر ایک مرتبہ اسفار (یعنی اجالے) میں اس کے بعد ہمیشہ آپ یہ نماز اندھیرے ہی میں پڑھاتے رہے یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے۔ پھر کبھی آپ ﷺ نے اس نماز کو اسفار یعنی اجالے میں نہیں پڑھایا۔

(413) صحيح، سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب وقت الصبح، حديث: 424۔سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ما جاء فی الاسفار بالفجر، حديث: 154سنن النسائی، كتاب مواقيت الصلاة، باب الاسفار، حديث: 549۔سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، حديث: 672۔ مسند احمد: 4/ 140۔سنن الدارمی: 1222۔ مسند الشافعی: 1/ 52، 51۔ مصنف عبدالرزاق: 2159۔صحيح ابن حبان: 1491۔معجم الكبير للطبرانی: 4284.

حدیث عائشہ کے ذیل میں علامہ شوکانی فرماتے ہیں:"والحدیث یدل علی استحباب المبادرة بصلوٰة الفجر فی اول الوقت وقد اختلف العلماء فی ذلك فذهب العترة ومالك والشافعی و احمد واسحاق وابوثور والاوزاعی وداؤد بن علی وابوجعفر الطبری وهوالمروی عن عمروبن عثمان وابن الزبیر وانس وابی موسیٰ وابی هریرة الی ان التغلیس افضل وان الاسفار غیرمندوب وحکی هذاالقول الحازمی عن بقیة الخلفاء الاربعة وابن مسعود وابی مسعود الانصاری واهل الحجاز واحتجوا بالاحادیث المذکورة فی هذاالباب وغیرها ولتصریح ابی مسعود فی الحدیث بانها کانت صلوٰة النبی ﷺ التغلیس حتیٰ مات ولم یعد الی الاسفار" [نیل، ج2، ص: 19] خلاصہ یہ کہ اس حدیث اور دیگر احادیث سے یہ روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ فجر کی نماز غلس یعنی اندھیرے ہی میں افضل ہے۔ اور خلفائے اربعہ اور اکثر ائمہ دین امام مالک، شافعی، احمد، اسحاق، و اہل بیت نبوی اور دیگر مذکورہ علمائے اعلام کا یہی فتویٰ ہے۔ اور ابومسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ صراحتاً موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے آخر وقت تک غلس ہی میں یہ نماز پڑھائی، چنانچہ مدینہ منورہ اور حرم محترم اور سارے حجاز میں الحمد للہ اہل اسلام کا یہی عمل آج تک موجود ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد بیشتر صحابہ کا اس پر عمل رہا جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے:
عن مغیث بن سمی قال صلیت مع عبدالله بن الزبیر الصبح بغلس فلما سلم اقبلت علی ابن عمر فقلت ماهذه الصلوٰة قال هذه صلوٰتنا کانت مع رسول الله ﷺ وابی بکر وعمر فلما طعن عمر اسفربها عثمان و اسناده صحیح" [تحفة الاحوذی، ج1، ص: 144]

یعنی مغیث بن سمی نامی ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ فجر کی نماز غلس میں یعنی اندھیرے میں پڑھی، سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ ان سے میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بتلایا کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہماری نماز اسی وقت ہوا کرتی تھی اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں بھی یہ نماز غلس ہی میں ادا کی جاتی رہی۔ مگر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نماز فجر میں حملہ کیا گیا تو احتیاطاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اجالے میں پڑھا۔ اس سے بھی ظاہر ہوا کہ نماز فجر کا بہترین وقت غلس یعنی اندھیرے ہی میں پڑھنا ہے۔ حنفیہ کے ہاں اس کے لیے اسفار یعنی اجالے میں پڑھنا بہتر مانا گیا ہے۔ مگر دلائل واضحہ کی بنا پر یہ خیال درست نہیں۔ حنفیہ کی دلیل رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس میں آنحضرت ﷺ کا قول مذکور ہے کہ "اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر"، یعنی صبح کی نماز اجالے میں پڑھو اس کا ثواب زیادہ ہے۔ اس روایت کا یہ مطلب درست نہیں کہ سورج نکلنے کے قریب ہونے پر یہ نماز ادا کرو جیسا کہ آج کل حنفیہ کا عمل ہے۔ اس کا

صحیح مطلب وہ ہے جو امام ترمذی نے ائمہ کرام سے نقل کیا ہے۔ چنانچہ امام صاحب فرماتے ہیں:"وقال الشافعی واحمد واسحاق معنی الاسفار ان یضح الفجر فلایشك فيه ولم يروا ان معنی الاسفار تاخیر الصلوٰۃ'' یعنی امام شافعی رحمہ اللہ واحمد واسحاق فرماتے ہیں کہ یہاں "اسفار"کا مطلب یہ ہے کہ فجر خوب واضح ہو جائے کہ کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔ اور یہ معنی نہیں کہ نماز کو تاخیر کر کے پڑھا جائے (جیسا کہ حنیفہ کا عام معمول ہے) بہت سے ائمہ دین نے اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ نماز فجر کو اندھیرے میں "غلس" میں شروع کیا جائے اور قراء ت اس قدر طویل پڑھی جائے کہ سلام پھیرنے کے وقت خوب اجالا ہو جائے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید امام محمد رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔[تفہیم البخاری، پارہ3،ص: 33] حضرت علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین میں بھی یہی تفصیل بیان کی ہے۔

یادرکھنے کی باتیں:...... یہ کہ یہ اختلاف مذکورہ محض اوّلیت وافضلیت میں ہے۔ ورنہ اسے ہر شخص جانتا ہے کہ نماز فجر کا اول وقت غلس اور آخر وقت طلوع شمس ہے اور درمیان میں سارے وقت میں یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اس تفصیل کے بعد تعجب ہے ان عوام وخواص برادران پر جو کبھی غلس میں نماز فجر نہیں پڑھتے۔ بلکہ کسی جگہ اگر غلس میں جماعت نظر آئے تو وہاں سے چلے جاتے ہیں، حتیٰ کہ حرمین شریفین میں بھی کتنے بھائی نماز فجر اوّل وقت جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے، اس خیال کی بنا پر کہ یہ ان کا مسلک نہیں ہے۔ یہ عمل اور ایسا ذہن بے حد غلط ہے۔ اللہ نیک سمجھ عطا کرے۔ خود اکابر علمائے احناف کے ہاں بعض دفعہ غلس کا عمل رہا ہے۔ بہرحال دلائل قویہ سے ثابت ہے کہ نماز فجر غلس میں افضل ہے اور اسفار میں جائز ہے۔ اس پر لڑنا، جھگڑنا اور اسے وجہ افتراق بنانا کسی طرح بھی درست نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں عاملوں کو لکھا تھا کہ فجر کی نماز اس وقت پڑھا کرو جب تارے گھنے ہوئے آسمان پر صاف نظر آتے ہوں۔ یعنی اوّل وقت میں پڑھا کرو۔ (شرح صحیح بخاری از مولانا داود راز شرح حدیث: 578)

[**414**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ أَبِيهِ،

رافع بن خدیج نے فرمایا: ہم نے عرض کی کہ اللہ کے رسول ﷺ! ہم کل دشمن کے مقابلہ پر ہوں گے اور ہمارے

(414) صحيح البخاری، كتاب الذبائح والصيد، باب التسمية على الذبيحة ومن ترك متعمدا، حديث: 5498۔ صحيح مسلم، كتاب الاضاحی، باب جواز الذبح بكل ما انهر الدم الا السن، حديث: 1968۔سنن الترمذی، كتاب الاحكام، باب ما جاء فی الزكاة بالقصب وغيره، حديث: 1491۔سنن النسائی، كتاب الصيد، باب النهی عن الذبح بظفر، حديث: 4408۔سنن ابن ماجه، كتاب الذبائح، باب ما يذكی به، حديث: 3178۔ مسند احمد: 3/ 463، 4/ 140۔سنن الدارمی: 1983۔مصنف عبدالرزاق: 8481۔معجم الكبير للطبرانی: 4380۔سنن الكبرٰی للبيهقی: 9/ 246۔

عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَاقُوا الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى أَفَنُذَكِّي بِاللِّيطِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذَكَرْتُمْ عَلَيْهِ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلُوهُ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سِنٍّ أَوْ ظُفْرٍ فَإِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ مِنَ الْإِنْسَانِ ، وَإِنَّ الظُّفْرَ مُدَى الْحَبَشِ)).

پاس چھری نہیں ہے، کیا ہم بانس کے چھلکے سے ذبح کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چیز خون بہائے اور تم نے اللہ کا نام لیا ہو پس اس کو کھاؤ، مگر نہیں جائز دانت اور ناخن سے، کیونکہ دانت ہڈی ہے اور ناخن اہل حبشہ کی چھری ہے۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس مرضی چیز سے ماکول اللحم جانور کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ حلال ہے سوائے دانت اور ناخن کے۔ دانت سے اس لیے منع فرمایا کہ یہ ایک ہڈی ہے اور اس سے جانور پوری طرح ذبح نہیں ہوتا، اسی طرح ناخن سے ذبح کرنے میں بھی جانور کو تکلیف ہوتی ہے اور اس سے جانور پوری طرح ذبح نہیں ہوتا۔ صحیح بخاری (4598) میں اس حدیث سے پہلے مفصل واقعہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث سے قبل لکھتے ہیں: ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا اور جس نے بسم اللہ کو عمداً چھوڑ دیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر کوئی ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو کوئی حرج نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور اس جانور کو نہ کھاؤ جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، بلاشبہ یہ نافرمانی ہے۔'' (الأنعام : 121) بھولنے والے کو فاسق نہیں کہا جا سکتا۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور شیاطین تو اپنے دوستوں کے دلوں میں (شکوک وشبہات) القا کرتے رہتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑتے رہیں اور اگر تم نے ان کی بات مان لی تو تم بھی مشرک ہی ہوئے۔ (الأنعام : 121)

(صحیح البخاری قبل ح: 5498)

[415]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ ، عَنْ أَبِيهِ ،

رافع بن خدیج نے فرمایا: ہمیں مال غنیمت میں اونٹ اور بکریاں حاصل ہوئیں، ہم ایک اونٹ کو دس بکریوں کے

(415) صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصيد، باب التسمية على الذبيحة ومن ترك متعمدا، حديث: 5498۔ صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب جواز الذبح بكل ما انهر الدم الا السن، حدیث: 1968۔سنن الترمذی، کتاب الاحکام، باب ما جاء فی الزكاة بالقصب وغیرہ، حدیث: 1491۔سنن النسائی، کتاب الصيد، باب النهى عن الذبح بظفر، حدیث: 4408۔سنن ابن ماجه، كتاب الذبائح، باب ما یذکی به، حدیث: 3178۔ مسند احمد: 3/ 463، 4/ 140۔سنن الدارمی: 1983۔مصنف عبدالرزاق: 8481۔معجم الكبير للطبرانی: 4380۔سنن الكبرىٰ للبيهقی: 9/ 246۔

عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: أَصَبْنَا إِبِلًا وَغَنَمًا ، وَكُنَّا نَعْدِلُ الْبَعِيرَ بِعَشْرٍ مِنَ الْغَنَمِ فَنَدَّ عَلَيْنَا بَعِيرٌ مِنْهَا فَرَمَيْنَاهُ بِالنَّبْلِ ، ثُمَّ سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ لِهَذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا نَدَّ مِنْهَا شَيْءٌ فَاصْنَعُوا بِهِ ذَلِكَ وَكُلُوهُ)) قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَ فِيهِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ فَرَمَيْنَاهُ بِالنَّبْلِ حَتَّى وَهَصْنَاهُ .

برابر قرار دیتے تھے' ان اونٹوں میں سے ایک بھاگ گیا،تو ہم نے اس کو تیروں سے مار گرایا۔ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اونٹ اسی طرح بدکتے ہیں جیسے جنگلی حیوان بدک کر بھاگتے ہیں، پس جب کوئی بدک جائے تو تم اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو اور کھاؤ۔سفیان نے کہا: اس میں اسماعیل بن مسلم نے زیادہ کیا ہے کہ ہم نے اسے اتنے تیر مارے حتی کہ ہم نے اسے زمین پر پٹخ دیا۔

[416]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبَايَةَ ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: ((أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ ، وَصَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ ، وَعُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ ، وَالْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ ، وَأَعْطَى عَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ دُونَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ فَقَالَ عُمَرُ أَوْ غَيْرُهُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ .

أَتَجْعَلُ نَهْبِي وَنَهْبَ الْعَبِيدِ
بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ
فَمَا كَانَ بَدْرٌ وَلَا حَابِسٌ
يَفُوقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ

رافع بن خدیج سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن ابوسفیان بن حرب،صفوان بن امیہ، عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سوسو اونٹ دیے اور عباس بن مرداس کو اس سے کم دیے۔

امام سفیان کہتے ہیں کہ راوی عمر یا دوسرے کسی نے اس حدیث میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ عباس بن مرداس نے یہ اشعار کہے:

أَتَجْعَلُ نَهْبِي وَنَهْبَ الْعَبِيدِ
بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ

''کیا میری اور میرے گھوڑے (عبید) کی غنیمت عیینہ اور اقرع کے درمیان تقسیم کرتے ہو۔''

فَمَا كَانَ بَدْرٌ وَلَا حَابِسٌ
يَفُوقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ

---

(416) صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب اعطاء المؤلفة قلوبهم، حديث: 1060ـصحيح ابن حبان: 4827ـسنن الكبرى للبيهقى: 7/ 17ـ معرفة السنن والآثار: 9/ 333ـدلائل النبوة: 5/ 178ـمسند ابى عوانة كما فى اتحاف المهرة: 4/ 482ـبرقم: 4546ـ

وَمَا كُنْتُ دُونَ امْرِءٍ مِنْهُمَا
وَمَنْ يُخْفَضِ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعِ
قَالَ)) فَأَتَمَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِائَةً

وَمَا كُنْتُ دُونَ امْرِءٍ مِنْهُمَا
وَمَنْ يُخْفَضِ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعِ

''پس بدر اور حابس مجمع عام میں مرداس پر فوقیت نہیں رکھتے تھے اور میں بھی ان دو سے کم درجہ کا مرد نہیں ہوں اور جو آج پست کیا گیا وہ بلند نہیں کیا جائے گا۔''

راوی نے کہا: تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو بھی سو اونٹ پورے کرا دیے۔

**فائدہ:** ......رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کی کیفیات دیکھ کر مال غنیمت تقسیم کرتے تھے۔

## مُسْنَدُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِي أُرِيَ النِّدَاءَ

## عبداللہ بن زید انصاری (جنھوں نے خواب میں اذان سنی تھی) کی مرویات

[**417**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَنْفَتِلْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا)) وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ ((لَا يَنْصَرِفْ))

عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ اس کو نماز میں (سبیلین سے) کچھ خارج ہونے کا خیال پیدا ہوتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ نماز سے نہ پھرے یہاں تک کہ آواز سنے یا ہوا خارج ہونے کی بو پائے، اور بسا اوقات سفیان (لا ینصرف) کہتے تھے۔

**تنبیہ:**......امام حمیدی رحمہ اللہ کا کہنا کہ یہ وہ صحابی ہیں جنھیں خواب میں اذان سکھائی گئی، غلط ہے، اس میں انھوں نے امام سفیان بن عیینہ کی پیروی کی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفیان بن عیینہ کہا کرتے تھے کہ یہ اذان والے صحابی ہیں، لیکن اس باب میں ان کو وہم ہوا ہے، کیونکہ یہ عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی ہیں، انصار کے مازن قبیلے سے

(417) صحيح البخارى، كتاب الوضوء، باب لا يتوضا من الشك حتى يستيقن، حديث: 137۔صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب الدليل على ان من تيقن الطهارة ثم شك فى الحدث، حديث: 361۔سنن ابى داود، كتاب الطهارة، باب اذا شك فى الحدث، حديث: 176۔سنن النسائى كتاب الطهارة، باب الوضوء من الريح، حديث: 160۔سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب لا وضوء الا من حدث، حديث: 513۔ مسند احمد : 4/ 40۔صحيح ابن خزيمه : 25۔ مسند الشافعى: 1/ 36۔ مصنف ابن ابى شيبة: 2/ 189۔سنن الكبرى للبيهقى: 1/ 161۔

ہیں، صحیح البخاری (1012)۔ اور صاحب اذان صحابی عبداللہ بن زید بن عبدربہ الانصاری ہیں، اور وہ خزرج قبیلے سے ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین (کاشف)

**فائدہ** :...... وہم وگمان سے کسی اثبات کی نفی نہیں ہوتی، قواعد فقہیہ میں سے ایک قاعدہ ہے "الیقین لا یزول الا بمثلہ" یقین اپنی مثل (یقین) کے ساتھ ہی زائل ہوگا۔ یاد رہے کہ وضو کے ٹوٹنے کے لیے یقینی دلیل چاہیے، اور وہم وگمان اور خیال یقینی دلیل نہیں ہے۔

[**418**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى))

عبداللہ بن زید نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں اس طرح دیکھا ہے کہ پشت کے بل لیٹے ہوئے تھے اور ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔

**فائدہ** :...... مسجد میں لیٹنا یا سونا درست ہے، لیکن لیٹنے کی کیفیت اس طرح کی ہونی چاہیے کہ شرم گاہ وغیرہ اچھی طرح پردے میں رہے۔

[**419**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يُحَدِّثُ

عبداللہ بن زید نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عیدگاہ میں صلاۃ استسقاء کے لیے گئے، بارش کی دعا کی تو چادر پلٹی اور قبلہ رخ دو رکعات نماز پڑھی۔

(418) صحيح البخاری، کتاب الاستئذان، باب الاستلقاء، حديث: 6287-صحيح مسلم، کتاب اللباس، باب فی اباحة الاستلقاء، حديث: 2100-سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الرجل يضع احدی رجليه علی الاخری، حديث: 4866-سنن النسائی، کتاب المساجد، باب الاستلقاء فی المسجد، حديث: 722-سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی وضع احدی الرجلين علی الاخری مستلقيا، حديث: 2765-مسند احمد: 4/ 40-سنن الدارمی: 2659-شمائل ترمذی: 128-مؤطا امام مالك، ص: 128-صحيح ابن حبان: 5552-

(419) صحيح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب تحويل الرداء فی الاستسقاء، حديث: 1012-صحيح مسلم، کتاب صلاة الاستسقاء، باب صلاة الاستسقاء، حديث: 2/ 894-سنن ابی داود، کتاب صلاة الاستسقاء، باب فی ای وقت يحول اذا استسقی، حديث: 1167- سنن النسائی، کتاب الاستسقاء، باب خروج الامام الی المصلی للاستسقاء، حديث: 1506، 1511-سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی صلاة الاستسقاء، حديث: 1267-مسند احمد: 4/ 39-مؤطا امام مالك، ص: 139-صحيح ابن خزيمه: 1406-مسند الشافعی: 1/ 168- سنن الکبری للبيهقی: 3/ 350-من طريق عبدالله بن ابی بکر بهذا الاسناد۔

عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: ((خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي فَحَوَّلَ رِدَاءَهُ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ))

فائدہ: ......اس حدیث میں نمازِ استسقاء کا ذکر ہے اور یہ نماز بارش طلب کرنے کے لیے پڑھی جاتی ہے۔

[420]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَالْمَسْعُودِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيدَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ قَالَ الْمَسْعُودِيُّ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ وَالشِّمَالَ عَلَى الْيَمِينِ، أَوْ جَعَلَ أَعْلَاهُ أَسْفَلَهُ فَقَالَ: لَا بَلْ جَعَلَ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ وَالشِّمَالَ عَلَى الْيَمِينِ

عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے مثل اس کے روایت کرتے ہیں۔ مسعودی راوی نے کہا: میں نے ابوبکر بن محمد کو کہا: چادر کی دائیں طرف بائیں طرف اور بائیں طرف دائیں طرف کر دی یا اوپر والی نیچے اور نیچے والی جانب اوپر کی۔ اس نے کہا: نہیں، بلکہ دائیں کو بائیں اور بائیں کو دائیں کیا۔

[421]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

عبداللہ بن زید نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو منہ

(420) صحيح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب استقبال القبلة فی الاستسقاء، حدیث: 1028۔صحیح مسلم، کتاب صلاة الاستسقاء، باب صلاة الاستسقاء، حدیث: 3/ 894۔سنن ابی داود، کتاب صلاة الاستسقاء، باب فی ای وقت یحول اذا استسقی، حدیث: 1166۔سنن النسائی، کتاب الاستسقاء، باب خروج الامام الی المصلی للاستسقاء، حدیث: 1506۔سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی صلاة الاستسقاء، حدیث: 1267۔مسند احمد: 4/ 40۔سنن الدارمی: 1541۔صحیح ابن خزیمه: 1406۔من طریق ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم به۔سنن الترمذی، کتاب الجمعة، باب ما جاء فی صلاة الاستسقاء، حدیث: 556۔من طریق الزهری عن عباد بن تمیم به۔

(421) صحيح، سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی من یتوضا بعض وضوئه مرتین وبعضه ثلاثا، حدیث: 47۔ سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب عدد مسح الراس، حدیث: 99۔مسند احمد: 4/ 40۔صحیح ابن خزیمه: 156۔ مصنف ابن ابی شیبة: 1/ 8۔سنن الدارقطنی: 1/ 82۔ سنن الکبری للبیهقی: 1/ 63۔من طریق سفیان بهذا الاسناد۔ صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب مسح الراس کله، حدیث: 185۔ مؤطا امام مالک، ص: 41۔سنن ابی داود: 118۔سنن ابن ماجه: 434۔من طریق مالک عن عمرو بن یحیی به مطولا۔

قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَسَنٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ

تین تین بار دھویا اور بازو دو دو بار دھوئے اور سر کا مسح کیا اور پاؤں دھوئے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وضو کے اعضا کو دھونے کی تعداد مختلف ہو سکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

## مُسْنَدُ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ

## ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی مرویات

[422]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا أُعْرَى مِنْهَا غَيْرَ أَنِّي لَا أُزَمَّلُ وَأَتَيْتُ أَبَا قَتَادَةَ فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَكْرَهُهُ فَلْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا رَأَى فَإِنَّهُ لَنْ يَضُرَّهُ))

ابوسلمہ نے بیان کیا کہ میں ایسے خواب دیکھا کرتا تھا جن سے ڈر جاتا تھا، البتہ میں ڈھانپ نہیں لیا جاتا تھا (یعنی اتنا زیادہ نہیں ڈرتا تھا کہ مجھے بخار ہو جائے) میں ابوقتادہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان سے اس بات کی شکایت کی، تو انھوں نے فرمایا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پراگندہ خواب شیطان کا وسوسہ ہے۔ جب تم میں سے کسی کو پراگندہ خواب آئے جو اس کو ناپسند ہو تو تین بار بائیں طرف تھوک دے اور اس کے شر سے جو دیکھا ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے، تو اس کو کوئی ضرر نہ ہوگا۔

(422) صحيح البخاری، كتاب التعبير، باب الحلم من الشيطان، حديث: 7005ـ صحيح مسلم، كتاب الرويا، حديث: 2261ـ سنن ابی داود، كتاب الادب، باب ما جاء فی الرويا، حديث: 5021ـ سنن الترمذی، كتاب الرويا، باب اذا رای فی المنام ما يكره ما يصنع، حديث: 2277ـ سنن ابن ماجه، كتاب تعبير الرويا، باب من رای رويا يكرهها، حديث: 3909ـ سنن الكبری للنسائی: 7580ـ عمل اليوم والليلة للنسائی: 899ـ مسند احمد: 5/ 296ـ سنن الدارمی: 2148ـ مؤطا امام مالك، ص: 587ـ معجم الاوسط للطبرانی: 8719ـ شعب الايمان للبيهقی: 4758ـ

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خوابوں کی مختلف قسمیں ہیں، اگر بُرا خواب نظر آئے تو حدیث میں موجود احکام پر ضرور عمل کرنا چاہیے، بعض لوگ بُرے خوابوں کی وجہ سے لوگوں کو ڈراتے ہیں، پھر ان سے روپے بٹورتے ہیں، الامان والحفیظ .

[423]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ وَحَدَّثَنَاهُ أَرْبَعَةٌ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، وَعَبْدُ رَبِّهِ، وَيَحْيَى ابْنَا سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ أَنَّهُمْ سَمِعُوهُ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلُمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ، وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا رَأَى فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ))

ابوقتادہ سے مروی ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، پراگندہ خواب شیطان کی طرف سے ہیں، پس جب تم میں سے کوئی پراگندہ خواب دیکھے جو اس کو ناپسند ہو تو بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دے اور جو دیکھا اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے، تو اس کو خواب کوئی ضرر نہ دے گا۔

[424]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ الْحَدِيثِ كَمَا ذَكَرَهُ الزُّهْرِيُّ وَالزُّهْرِيُّ أَحْفَظُ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ .

حمیدی نے کہا: ہم سے سفیان نے بیان کیا اور سند کا اول حصہ ذکر نہ کیا جیسا کہ زہری نے بیان کیا ہے، اور زہری اپنے ہم عصروں میں سب سے زیادہ حافظہ والے تھے۔

[425]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انھوں نے سنا کہ رسول

---

(423) تقدم تخريجه فى الحديث السابق، واخرجه مسلم فى كتاب الرويا، حديث: 2261-من طريق سفيان عن هؤلاء الاربعة به-

(424) صحيح البخارى: 7005، صحيح مسلم: 2261 وانظر الحديث السابق: 422.

(425) صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب اذا دخل المسجد فليركع ركعتين، حديث: 444-صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المساجد بركعتين، حديث: 714-سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى الصلاة عند دخول المسجد، حديث: 467 سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء اذا دخل احدكم المسجد فليركع ركعتين، حديث: 316-سنن النسائى، كتاب المساجد، باب الامر بالصلاة قبل الجلوس فيه، حديث: 731- سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب من دخل المسجد فلا يسجد حتى يركع، حديث: ⇦⇦

قَـالَ: ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَـجْلَانَ أَنَّهُـمَـا سَـمِـعَا عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الـزُّبَيْـرِ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـولُ: ((إِذَا دَخَـلَ أَحَـدُكُـمُ الْـمَسْـجِدَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ)) .

اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ بیٹھنے سے قبل دو رکعتیں پڑھے۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد کے آداب میں سے ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں جائے تو دو رکعت نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے، اور یہ حکم وجوبی نہیں ہے، بلکہ استحباب پر محمول ہے، اس کی دلیل سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو صحیح البخاری (2/ 636) میں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تحیۃ المسجد ضروری نہیں ہے، اگر یہ ضروری ہوتی تو رسول اللہ ﷺ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کو تحیۃ المسجد پڑھنے کا ضرور حکم دیتے۔ نیل الاوطار (3/ 68) میں ہے کہ تحیۃ المسجد ادا کرنا سنت ہے، واجب نہیں ہے، جیسا کہ بعض کا خیال ہے، اس کے سنت ہونے پر امام نووی نے اجماع نقل کیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے حدیثِ قتادہ پر تحیۃ المسجد کے نفلی نماز ہونے کا باب قائم کیا ہے۔ (صحیح مسلم: 1/ 248) ابن بطال نے بھی کہا ہے کہ ائمۃ الفتوی نے اس باب پر اتفاق کیا ہے کہ صیغہ امر "فـلـيـركـع ركعتين" استحباب پر محمول ہے۔ (فتـح البـاري: 1/ 537) نیز امام نسائی نے بھی سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعے سے استدلال کیا ہے کہ تحیۃ المسجد مستحب ہے، اس حدیث میں بھی ہے کہ میں مسجد میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: آؤ، تو میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ (سـنـن الـنسـائـي، بـاب الـرخصة في الجلوس فيه والخروج منه بغير صلاة: 2/ 53، 54، حديث: 732)

## تحیۃ المسجد کی تعریف:

یہ دو رکعات نماز ہے، جس کو نمازی مسجد میں داخل ہوتے وقت ادا کرتا ہے، اور یہ نماز مسجد میں داخل ہونے والے ہر شخص کے حق میں بالاجماع سنت ہے۔ (فتـح البـاري: 2/ 407) تحیۃ المسجد کے متعلق چند اہم مسائل درج ذیل ہیں۔ (1)......مسجد حرام کا تحیۃ المسجد اہل علم کے نزدیک طواف ہے، امام نووی فرماتے ہیں: "تـحـيـة الـمـسـجـد الـحـرام الطواف في حق القادم أما المقيم فحكم المسجد الحرام وغيره في ذٰلك سواء" باہر سے آنے والے کے لیے مسجد حرام کا تحیہ طواف ہے، جبکہ مقیم کے لیے مسجد حرام اور باقی مسجد سب کا ایک ہی حکم ہے۔ (فتح الباري: 2/ 412) (2)......نمازوں سے پہلے کی سنتیں اور نوافل تحیۃ المسجد سے کفایت کر جائیں گی، اس مسئلے کی

توضیح کرتے ہوئے محدث زماں حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد دونوں نمازیں مستقل نہیں ہیں۔ دوسری کسی فرض یا غیر فرض نماز کے ضمن میں بھی ادا ہو جاتی ہیں، بسا اوقات آدمی رکعات صرف دو پڑھتا ہے، مگر وہ چار نمازوں کا کام دے جاتی ہے، مثلاً ایک شخص مسجد میں پہنچا، فجر کی اذان ہو رہی تھی، اس نے وضو کیا، پھر فجر کی دو سنتیں ادا کیں، پھر اس کے بعد دعا استخارہ پڑھی تو اس شخص نے دو رکعت سنت فجر ادا کی، مگر اس کے ضمن میں تین نمازیں اور ادا ہوں گئیں، ایک تحیۃ الوضو، دوسری تحیۃ المسجد، اور تیسری صلاۃ استخارہ، تو اس طرح یہ دو رکعات چار نمازوں کا کام دے رہی ہیں۔ (احکام ومسائل: 2 / 164) اسی طرح اگر کوئی فرض نماز کا وقت ہو جانے کی وجہ سے فرض نماز کے ساتھ تحیۃ المسجد سے کفایت کرنا چاہے، تو اس کو یہی کافی ہو جائے گی۔ (3)...... اس حدیث میں عموم ہے، اس میں امام اور مقتدی سب شامل ہیں، جب بھی امام یا مقتدی مسجد میں بیٹھنے کا ارادہ کرے تو پہلے تحیۃ المسجد ادا کرے۔

[**426**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَـجْلَانَ أَنَّهُـمَـا سَـمِـعَا عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يُخْبِرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِـي قَتَـادَةَ قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّ الـنَّـاسَ وَأُمَـامَةُ بِنْتُ الْعَاصِ وَهِيَ ابْنَةُ زَيْنَبَ بِـنْـتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَـلَـى عَـاتِقِهِ فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا فَإِذَا فَرَغَ مِنَ السُّجُودِ أَعَادَهَا)).

ابوقتادہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھاتے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامہ بنت ابی العاص کو گردن پر اٹھا رکھا تھا، وہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے' جب رکوع جاتے 'تو نیچے رکھ دیتے' اور جب سجدہ سے فارغ ہوتے' تو پھر اٹھا لیتے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بچوں کے ساتھ ہر حال میں شفقت سے پیش آنا چاہیے، خواہ وہ نماز میں ہی تنگ کیوں نہ کریں، وہاں بھی انھیں ڈانٹنا نہیں چاہیے۔ دورانِ نماز اگر چھوٹا بچہ اپنے باپ وغیرہ کے ساتھ چمٹا

---

⇦ 1013۔ مسند احمد: 5/ 296۔مؤطا امام مالك، ص: 122۔سنن الدارمی: 1400۔صحیح ابن خزیمة: 1825۔ صحیح ابن حبان: 2497۔

(426) صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب اذا حمل جاریة صغیرة علی عنقه فی الصلاة، حدیث: 516۔صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب جواز حمل الصبیان فی الصلاة، حدیث: 543۔سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب العمل فی الصلاة، حدیث: 917۔سنن النسائی، کتاب المساجد، باب ادخال الصبیان المساجد، حدیث: 712۔ مسند احمد: 5/ 296۔سنن الدارمی: 1367۔مؤطا امام مالك، ص: 126، صحیح ابن خزیمه: 868۔مسند الشافعی: 1/ 117، 116۔ صحیح ابن حبان: 1110۔

ہوا ہے اور وہ نمازی کے آگے سے گزر جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ استنباط اس حدیث سے لیا گیا ہے کہ اگر ایک شخص نماز میں بچے کو اپنے کندھے پر سوار کرتا ہے، پھر جب وہ اس کو نیچے رکھتا ہے، تو وہ گھٹنوں کے بل یا چل کر آگے سے بھی گزر سکتا ہے۔

[**427**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: ((نَفَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَلَبَ قَتِيلٍ قَتَلْتُهُ يَوْمَ حُنَيْنٍ)) قَالَ سُفْيَانُ وَالْحَدِيثُ طَوِيلٌ فَحَفِظْتُ مِنْهُ هٰذَا.

ابوقتادہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن میرے مقتول کا سلب نفلی طور پر مجھے دے دیا (مال غنیمت کے حصہ کے علاوہ۔)

[**428**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْقَاحَةِ وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَغَيْرُ الْمُحْرِمِ إِذْ بَصُرْتُ بِأَصْحَابِي يَتَرَاءَ ونَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ

ابوقتادہ نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے چلے، جب ویران علاقہ میں پہنچے تو اس وقت کوئی احرام باندھ چکا تھا اور کسی نے نہیں باندھا تھا۔ میں نے رفقاء کو دیکھا کہ کسی چیز کو دیکھ رہے ہیں۔ میں نے اس طرف دیکھا تو جنگلی گائے ہے میں نے اپنے گھوڑے پر زین ڈالا اور سوار ہو کر میں نے نیزہ لیا تو میرا کوڑا گر گیا۔ میں نے رفقاء

(427) صحيح البخارى، كتاب فرض الخمس، باب من لم يخمس الاسلاب، حديث: 3142ـ صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب استحقاق القاتل سلب القتيل، حديث: 1751ـ سنن ابى داود، كتاب الجهاد، باب فى السلب يعطى القاتل، حديث: 2717ـ سنن الترمذى، كتاب السير، باب ما جاء فيمن قتل قتيلا فله سلبه، حديث: 1562ـ سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب المبارزة والسلب، حديث: 2837ـ مسند احمد: 5/ 296ـ سنن الدارمى: 2488ـ مؤطا امام مالك، ص: 289ـ مصنف عبدالرزاق: 9476ـ صحيح ابن حبان: 4805ـ

(428) صحيح البخارى، كتاب جزاء الصيد، باب لا يعين المحرم الحلال فى قتل الصيد، حديث: 1823ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، حديث: 1196ـ مسند احمد: 5/ 296ـ مصنف عبدالرزاق: 8338ـ سنن الكبرٰى للبيهقى: 5/ 187ـ من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد ـ صحيح البخارى: 2914ـ صحيح مسلم: 1196ـ سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب لحم الصيد للمحرم، حديث: 847ـ سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب ما يجوز للمحرم اكله من الصيد، حديث: 2818ـ مسند احمد: 5/ 301ـ مؤطا امام مالك، ص: 237ـ من طريق مالك عن ابى النضر عن ابى محمد نافع به ـ

فَأَسْرَجْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُ فَأَخَذْتُ رُمْحِي فَسَقَطَ سَوْطِي ، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي نَاوِلُونِي وَكَانُوا مُحْرِمِينَ ، فَقَالُوا: لَا وَاللّٰهِ لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَتَنَاوَلْتُ سَوْطِي ثُمَّ أَتَيْتُ الْحِمَارَ مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ وَرَاءَ أَكَمَةٍ فَطَعَنْتُ بِرُمْحِي فَعَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ أَصْحَابِي فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَأْكُلُوهُ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَامَنَا فَحَرَّكْتُ فَرَسِي فَأَدْرَكْتُهُ فَقَالَ ((هُوَ حَلَالٌ فَكُلُوهُ)) .

کو کہا: یہ پکڑا دو، وہ احرام والے تھے، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! شکار پر تیری مدد نہیں کریں گے' تو میں نے خود ہی کوڑا اٹھایا، پھر وحشی گائے کے پیچھے سے ٹیلے کی جانب سے جا کر نیزہ مار کر اس کی کوچیں کاٹ دیں' میں اس کو اپنے ساتھ والوں کے پاس لایا' بعض نے کہا: کھاؤ اور بعض نے کہا: نہ کھاؤ' نبی کریم ﷺ ہم سے آگے جا چکے تھے، میں گھوڑا دوڑا کر آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو میں نے سوال کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ حلال ہے تم اس کو کھاؤ۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حالت احرام میں تمام ممنوع کام سے کلی اجتناب کرنا چاہیے، تاکہ حج وعمرے کا ثواب حاصل ہو، اگر ان شرائط کی پابندی نہ کی تو حج وعمرہ بے فائدہ رہے گا۔ نیز اس حدیث میں اتباع قرآن وحدیث کو لازم پکڑنے پر زبردست دلیل ہے۔ مومن کو نہ صرف سفر حج یا سفر عمرہ میں اتباع قرآن وحدیث کرنی چاہیے، بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں قرآن وحدیث کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

[429]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ ضَرَبْتُ بِسَيْفِي هَذَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتَّى أُقْتَلَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ

عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر ہوا' اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ بتائیں اگر میں اپنی اس تلوار سے فی سبیل اللہ جہاد کروں یہاں تک کہ صبر کروں' ثواب سمجھتے ہوئے دشمن کی طرف منہ کروں اور پیٹھ نہ پھیروں اور قتل ہوجاؤں' تو اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کا کفارہ مجھ سے قبول

(429) صحيح مسلم ، كتاب الامارة ، باب من قتل فى سبيل الله كفرت خطاياه الا الدين ، حديث: 118/ 1885۔ سنن النسائى ، كتاب الجهاد ، باب من قاتل فى سبيل الله تعالىٰ وعليه الدين ، حديث: 3160۔صحيح ابى عوانه : 7363۔ شرح مشكل الآثار للطحاوى: 83۔سنن سعيد بن منصور: 2553۔من طريق عن محمدبن قيس بهذا الاسناد۔ صحيح مسلم: 1885۔سنن الترمذى ، كتاب الجهاد ، باب ماجاء فيمن يستشهد وعليه دين ، حديث: 1712۔ سنن النسائى: 3159۔مسند احمد: 5/ 297۔سنن الدارمى: 2417۔مؤطا امام مالك ، ص: 294، من طريق سعيد بن ابى سعيد المقبرى عن عبدالله بن ابى قتادة به۔

مُـدْبِرٍ أَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ قَالَ ((نَعَمْ)) ثُـمَّ سَـكَـتَ سَـاعَةً ظَنَنْتُ أَنَّهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ شَيْءٌ فَـلَـمَّـا أَدْبَـرَ الـرَّجُـلُ قَالَ: تَعَالَ؛ هَذَا جِبْرِيلُ يَقُولُ: إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلَيْكَ دَيْنٌ .

کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر تھوڑی دیر آپ خاموش ہو گئے اور مجھے گمان ہوا کہ آپ ﷺ پر وحی اتر رہی ہے۔ وہ آدمی پیٹھ پھیر کر جانے لگا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آ جا' یہ جبریل علیہ السلام کہہ رہے ہیں: الا یہ کہ تجھ پر قرض ہو۔

[430]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرٌو ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ .

محمد بن قیس نے نبی کریم ﷺ سے مثل اس کے روایت کی ہے۔

[431]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنا مَعْمَرٌ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْـنِ أَبِـي قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُـولُ اللّٰـهِ ﷺ: ((إِذَا أُقِيـمَـتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي)) .

عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کی اقامت ہو' تو تم کھڑے نہ ہوا کرو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نمازیوں کو امام کا انتظار کرنا چاہیے، جب وہ مسجد میں آ جائے اور نظر آ جائے تب اقامت کہنی شروع کرنی چاہیے۔ اگر امام مسجد میں ہی بیٹھا ہوا ہے تو جب جماعت کا وقت ہو جائے ،تو اُس وقت امامت کہہ دینی چاہیے۔

[432]...... حَـدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ

(430) صـحـيـح ، سـنـن سعيد بن منصور ( 3553)۔الـفـصـل للوصل للخطيب: 792، 2/ 793۔صـحـيح مسلم: 118/ 1885۔من طريق سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن محمد بن قيس عن النبى ﷺ مرسلا۔

(431) صـحـيـح البـخـارى ، كتاب الاذان ، باب متى يقوم الناس اذا راوا الامام عند الاقامة ، حديث: 637۔صحيح مسـلـم ، كـتـاب الـمساجد ، باب متى يقوم الناس للصلاة ، حديث: 604۔سـنـن ابى داود ، كتاب الصلاة ، باب فى الـصـلاة تقام ولم يات الامام ينتظرونه قعودا ، حديث: 539، 540۔ سـنـن الترمذى ، كتاب الصلاة ، باب كراهية ان يـنتظر الناس الامام وهم قيام ، حديث: 592۔سـنـن النسائى ، كتاب الاذان ، باب اقامة المؤذن عند خروج الامام ، حديث: 688۔ مسند احمد: 296، 5/ 305۔صـحيح ابن خزيمه: 1644۔سنن الدارمى: 1264۔صحيح ابن حبان :2223۔ مصنف ابن ابى شيبة: 1/ 405۔

(432) صـحيح البخارى ، كتاب الوضوء ، باب النهى عن الاستنجاء باليمين ، حديث: 153۔صحيح مسلم ، كتاب الـطهارة ، باب النهى عن الاستنجاء باليمين ، حديث: 267۔سـنـن ابى داود ، كتاب الطهارة ، باب كراهية مس ⇐⇐

عَـنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِى كَثِيرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِى قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَـى أَنْ يَـمَسَّ الرَّجُلُ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ)) قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي فِي الْاِسْتِنْجَاءِ .

رسول اللہ ﷺ نے منع کیا کہ کوئی مرد اپنے ذکر (شرمگاہ) کو دایاں ہاتھ لگائے۔ امام سفیان نے کہا: استنجا کرتے وقت۔

[433]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثنا دَاوُدُ بْنُ شَابُورَ ، عَنْ أَبِى قَزَعَةَ ، عَنْ أَبِـى خَلِيلٍ ، عَنْ أَبِى قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((صِيَـامُ يَـوْمِ عَـرَفَةَ يُـكَفِّرُ هٰذِهِ السَّنَةَ وَالسَّـنَةَ الَّتِـى تَـلِيهَـا ، وَصِيَامُ عَاشُورَاءَ يُكَفِّرُ سَـنَةً)) قَـالَ سُـفْيَانُ قَالَ دَاوُدُ: وَكَانَ عَطَاءٌ لَا يَصُومُهُ حَتَّى بَلَغَهُ هٰذَا الْحَدِيثُ .

ابوقتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عرفہ کے دن کا روزہ اس سال اور اس کے ساتھ والے سال کا کفارہ ہے اور عاشورا کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ سفیان کہتے ہیں: داؤد نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے عطاء یہ روزہ نہیں رکھا کرتے تھے، یہاں تک کہ جب انہیں یہ حدیث پہنچی (تو اس کے بعد انہوں نے اس دن روزہ رکھنا شروع کیا)

**فائدہ** :...... ہر ملک والا اپنے ملک کی نو ذوالحجہ کا روزہ رکھے گا، اور تمام معاملات میں اپنے اپنے ملک کی تاریخ کا ہی اعتبار کیا جائے گا، اختلاف مطالع معتبر ہے، بعض ایسے بھی ملک ہیں جن کی تاریخ سعودی عرب سے ایک دن آگے جا رہی ہے، تو وہ اپنی تاریخ کے مطابق ہی نو ذوالحجہ کا روزہ رکھیں گے، فافہم۔

[434]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حمیدی نے کہا کہ ابوقتادہ جب ان کے پاس ہوتے اور وضو

⇐⇐ الـذكر باليمين فى الاستبراء ، حديث: 31-سـنـن الترمذى ، كتاب الطهارة ، باب ما جاء فى كراهية الاستنجاء باليمين ، حديث: 15- سـنـن الـنسـائى ، كتاب الطهارة ، باب النهى عن الاستنجاء باليمين ، حديث: 47-سنن ابن مـاجـه ، كتاب الـطهارة ، بـاب كـراهية مـس الـذكـر بـاليـمـيـن والاستنجاء باليمين ، حديث: 31-مسند احمد: 5/ 296 ، 309- سنن الدارمى : 700- صحيح ابن خزيمه: 68-صحيح ابن حبان: 1434-

(433) اسـنـاده ضـعـيف ، والحديث صحيح-سنن الكبرى للنسائى: 2804-مسند احمد: 5/ 307-سنن الكبرى للبيهقى : 4/ 283- شعب الايمان: 3762-طبقات ابن سعد: 7/ 277-مصنف ابن ابى شيبة: 3/ 58-اخبار اصبهان لابى نعيم : 1/ 180- من طريق ابى الخليل به-وبعضهم ذكروا واسطة ابى حرملة بين ابى الخليل وابى قتادة- صحيح مسلم ، كتاب الصيام ، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر ، حديث: 1162-من طريق آخر عن ابى قتادة-

(434) صـحـيـح مصنف عبدالرزاق: 351-مسـنـد احمد: 5/ 296-الـطهور لابى عبيد: 205-غـريـب الحديث: 1/ 270-مـن طريق سفيان بن عيينةبه- سنن ابى داود ، كتاب الطهارة ، حديث: 75-سنن الترمذى ، كتاب الطهارة ، بـاب مـا جـاء فـى سـؤر الهرة ، حديث: 93- سـنـن الـنسـائـى ، كتـاب الـطهـارة ، باب سؤر الهرة ، حديث: ⇐⇐

قَالَ حَدَّثَنِی إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ امْرَأَةً أَظُنُّهَا امْرَأَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی قَتَادَةَ - يَشُكُّ سُفْيَانُ - أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ كَانَ يَأْتِيهِمْ فَيَتَوَضَّأُ عِنْدَهُمْ فَيُصْغِي الْإِنَاءَ لِلْهِرِّ فَيَشْرَبُ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ سُؤْرِهَا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرَنَا أَنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ فَقَالَ: ((إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ وَالطَّوَّافَاتِ عَلَيْكُمْ))

کرتے تو بلی کے لیے برتن کو مائل کر دیتے اور وہ پانی پیتی، پس ہم نے بلی کے جوٹھے کے متعلق ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ یہ نجس نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تم پر آنے جانے والوں میں سے ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بلی کا جوٹھا نجس نہیں ہے، سنن الدارقطنی میں ہے کہ جس برتن میں بلی منہ مار جائے یا اس سے پی جائے، اُس برتن کو ایک دفعہ دھولیا جائے۔

## مُسْنَدُ أَبِی طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ

## ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی مرویات

[435]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِی عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِی طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْمَلَكُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ)).

عبداللہ بن عباس ابوطلحہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جس میں کتا یا تصویر ہو۔

---

68۔سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب الوضوء بسور الهرة، حديث: 367۔ مسند احمد: 5/ 303۔مؤطا امام مالك، ص: 40۔ سنن الدارمی: 763۔صحيح ابن خزيمه: 104۔من طريق مالك بن انس عن اسحاق بن عبدالله عن حميدة بنت عبيد بن رفاعة عن كبشة بنت كعب بن مالك عن ابی قتادة فذكره۔

(435) صحيح البخاری، كتاب بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی شراب احدكم، حديث: 3322۔صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم صورة الحيوان، حديث: 2106۔سنن النسائی، كتاب الزينة، باب التصاوير، حديث: 5349۔ سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب الصور فی البيت، حديث: 3649۔مسند احمد: 4/ 29۔مصنف ابن ابی شيبة: 5/ 410۔مسندابی يعلٰی: 1414۔من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد۔سنن الترمذی، كتاب الادب، باب ما جاء ان الملائكة لا تدخل بيتا فيه صورة، حديث: 2804۔من طريق معمر عن الزهری به۔

# مُسْنَدُ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ

## خزیمہ بن ثابت انصاری کی مرویات

[436]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي الْغَائِطَ قَالَ: ((أَوَلَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ ثَلَاثَةَ أَحْجَارٍ؟)) قَالَ هِشَامٌ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو وَجْزَةَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ))

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے رفع حاجت کرنے والے شخص کے متعلق فرمایا: کیا تم میں سے کسی کو تین پتھر نہیں مل سکتے؟ ہشام نے کہا: مجھے خبر دی ابو وجزہ نے وہ عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں لید نہ ہو۔

[437]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا وَكِيعٌ بِمِثْلِهَا عَنْ هِشَامٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: عَنْ أَبِي خُزَيْمَةَ، عَنْ عُمَارَةَ

حمیدی نے بیان کیا اور کہا کہ ہم سے وکیع نے اس کی مثل ہشام سے روایت بیان کی ہے مگر اس نے کہا: ابوخزیمہ سے بروایت عمارہ ہے۔

[438]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مَنْصُورٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ

خزیمہ بن ثابت انصاری سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اجازت دی موزوں پر مسح

(436) صحيح، مؤطا امام مالك، ص: 47۔من طريق هشام بن عروة عن ابيه عن النبى صلى الله عليه وسلم مرسلا۔ مسند الشافعى: 1/ 29۔معجم الكبير للطبرانى: 3724۔شرح السنة للبغوى: 179۔من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد۔ وانظر الحديث الآتى۔

(437) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الطهارة، باب الاستنجاء بالاحجار، حديث: 41۔سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب الاستنجاء بالحجارة والنهى عن الروث والرمة، حديث: 315۔مسند احمد: 5/ 213۔سنن الدارمى: 677۔ العلل الكبير للترمذى: 1/ 96۔مصنف ابن ابى شيبة: 1/ 154۔معجم الكبيرللطبرانى: 3725۔شرح معانى الآثار للطحاوى: 1/ 121۔سنن الكبرى للبيهقى: 1/ 103۔من طريق هشام بن عروةبهذا الاسناد۔

(438) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الطهارة، باب التوقيت فى المسح، حديث: 157۔سنن الترمذى، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم، حديث: 95۔مسند احمد: 5/ 213۔صحيح ابى عوانة: 725۔شرح معانى الآثار للطحاوى : 1/ 81۔معجم الكبير للطبرانى: 3754۔صحيح ابن حبان: 1332۔سنن الكبرى للبيهقى : 1/ 277۔ من طريق عن ابى عبدالله الجدلى به۔سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة باب ما جاء فى التوقيت فى المسح للمقيم والمسافر، حديث: 553۔من طريق عمرو بن ميمون عن خزيمة بن ثابت۔

عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ الْأَوْدِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: ((رَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمٌ وَلَيْلَةٌ لِلْمُقِيمِ وَلَوِ اسْتَزَدْنَاهُ لَزَادَنَا))

کرنے کی، مسافر کو تین دن بمع ان کی راتوں کے اور مقیم کو ایک دن اور اس کی رات، اگر ہم زیادہ کا مطالبہ کرتے تو آپ ﷺ زیادہ کر دیتے۔

[439]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ الْأَوْدِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ ((وَلَوْ أَطْنَبَ السَّائِلُ فِي مَسْأَلَتِهِ لَزَادَهُ))

خزیمہ بن ثابت انصاری سے اس کے مثل روایت ہے مگر اس میں راوی نے کہا ہے: اگر سائل اپنے سوال میں اضافہ کرتا، تو آپ ﷺ اس کو زیادہ کر دیتے۔

[440]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ))

عمارہ بن خزیمہ نے اپنے باپ (خزیمہ بن ثابت) سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا، تم اپنی بیویوں سے دبر میں جماع نہ کرو۔

**فائدہ** :......عورت کی دبر میں وطی کرنا منع اور کبیرہ گناہ ہے، صرف اس جگہ وطی کرنا ثواب ہے جو بچوں کی پیدائش کا محل ہے، اور حالت حیض ونفاس میں بھی بیوی سے جماع کرنا منع ہے۔

---

(439) صحيح، سنن ابى داود : 157۔ سنن الترمذى : 95۔ سنن ابن ماجه : 553 وانظر الحديث السابق .

(440) صحيح، سنن الكبرى للنسائى: 8982۔مسند احمد: 5/ 213۔المنتقى لابن الجارود: 728۔شرح معانى الآثار للطحاوى : 3/ 43۔ معجم الكبير للطبرانى: 3716۔سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 197۔من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب النهى عن اتيان النساء فى ادبارهن، حديث: 1924۔سنن الكبرى للنسائى: 8988۔مسند احمد: 214، 5/ 215۔ من طريق هرمى بن عبدالله عن خزيمة بن ثابت۔

## مُسْنَدُ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ رضی اللہ عنہ
## سوید بن نعمان انصاری کی مرویات

[441]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا رَوْحَةٌ ((دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالزَّادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِسَوِيقٍ فَلَاكَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلُكْنَاهُ مَعَهُ ثُمَّ مَضْمَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَضْمَضْنَا مَعَهُ ثُمَّ صَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

سوید بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (فتح خیبر کے دن) خیبر کی طرف گئے، جب ہم مقام صہباء تک پہنچے جہاں سے خیبر تک ایک دن کی مسافت تھی' تو آپ ﷺ نے سفر کا کھانا طلب کیا تو آپ کو صرف ستو پیش کیے گئے، آپ نے کھائے اور ہم نے بھی، پھر رسول اللہ ﷺ نے مضمضہ کیا یعنی کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی، آپ کے ساتھ' پھر آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور ہم نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے وضو نہیں کیا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر چکنائی والی چیز کھانے کے بعد نماز پڑھنی ہو تو پہلے کلی کر لینی چاہیے، تا کہ نماز مکمل یکسوئی کے ساتھ ادا کی جائے۔

## مُسْنَدُ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرْزَةَ رضی اللہ عنہ
## قیس بن اَبی غرزہ رضی اللہ عنہ کی مرویات

[442]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا جَامِعُ بْنُ

قیس بن ابی غرزہ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے عہد

(441) صحيح البخاری، كتاب الاطعمة، باب (ليس على الاعمى حرج)، حديث: 5384۔سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب المضمضة من السويق، حديث: 186۔سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب الرخصة فى ذلك، حديث: 492۔ مسند احمد: 3/ 462۔مؤطاامام مالك، ص: 45۔صحيح ابن حبان: 1152۔مصنف ابن ابی شيبة: 1/ 48۔سنن الكبرى للبيهقی: 1/ 160۔

(442) صحيح، سنن ابی داود، كتاب البيوع، باب فى التجارة يخالطها الحلف واللغو، حديث: 3326۔سنن الترمذی، كتاب البيوع، باب ما جاء فى التجار، حديث: 1208۔سنن النسائی، كتاب الايمان والنذور، باب فى الحلف والكذب لمن لم يعتقد اليمين بقبله، حديث: 3829۔سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب التوقی فى التجارة، حديث: 2145۔ مسند احمد: 4/ 6۔مستدرك للحاكم: 2/ 5۔معجم الكبير للطبرانی: 18/ 357۔

أَبِـی رَاشِدٍ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ، وَعَاصِمُ ابْنُ بَهْدَلَةَ أَنَّهُـمْ سَـمِعُوهُ مِنْ أَبِي وَايِلٍ يَقُولُ: سَـمِعْـتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي غَرْزَةَ يَقُولُ كُنَّا نُسَمَّى السَّـمَـاسِرَةَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَـأَتَانَا وَنَـحْنُ بِالْبَقِيعِ وَمَعَنَا الْعَصَا فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ أَحْسَـنُ مِـنْـهُ فَـقَـالَ ((يَـا مَعْشَرَ التُّجَّـارِ)) فَـاجْتَـمَـعْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنَّ هَذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحَلِفُ وَالْكَذِبُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ))

میں سماسرہ (دلال) کہا جاتا تھا، آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم بقیع میں تھے اور ہمارے پاس گھوڑے تھے، تو آپ ﷺ نے ہمارا اس سے بہت عمدہ نام رکھا اور فرمایا: یامعشر التجار! (اے تاجروں کی جماعت) جب ہم آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس خرید وفروخت میں قسم اور جھوٹ ہوتا ہے، تو تم صدقہ کے ذریعے اس مال کو پاک کیا کرو۔

## مُسْنَدُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ

## عبیداللہ بن محصن انصاری رضی اللہ عنہ کی مرویات

[443]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُـمَيْـلَةَ الْأَنْـصَارِيُّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْـنِ مِـحْـصَـنٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَـنْ أَصْبَـحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِـرْبِـهِ مُـعَـافًـا فِـي جِسْـمِهِ عِنْدَهُ طَعَامُ يَوْمِهِ فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا))

عبیداللہ بن محصن انصاری نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے اہل وعیال میں اور اس کے جسم میں عافیت ہو اور اس کے پاس اس دن کا کھانا موجود ہو تو گویا دنیا اس کے لیے جمع کی گئی ہے۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحت وعافیت اور ایک دن کے کھانے کے سامان کا گھر میں ہونا ایسے ہی ہے جیسے پوری دنیا اس کے پاس ہے، سبحان اللہ۔ حدیث میں قناعت کا زبردست بیان ہے، اور ناشکری کرنے والوں کے لیے اس میں بہت بڑی نصیحت ہے۔

(443) حسن، الصحيحة: 2318۔سنن الترمذی، كتاب الزهد، باب: 34، حديث: 2346۔سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب فی القناعة، حديث: 4141۔الادب المفرد للبخاری: 300۔تاريخ بغداد: 3/ 364۔القناعة لابن ابی الدنيا: 4/ 2۔ مسند الشهاب: 540۔

## مُسْنَدُ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ

## حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی مرویات

[444]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَبُو فَرْوَةَ الْجُهَنِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُكَيْمٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى دَهْقَانًا فَجَاءَهُ بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَحَذَفَهُ حُذَيْفَةُ وَكَانَ رَجُلًا فِيهِ حِدَّةٌ، فَكَرِهُوا أَنْ يُكَلِّمُوهُ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى الْقَوْمِ فَقَالَ أَعْتَذِرُ إِلَيْكُمْ مِنْ هَذَا؛ إِنِّي كُنْتُ تَقَدَّمْتُ إِلَيْهِ أَنْ لَا يَسْقِيَنِي فِي هَذَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِينَا فَقَالَ: ((لَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ، وَلَا تَلْبَسُوا الدِّيبَاجَ وَالْحَرِيرَ؛ فَإِنَّهُ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ))

عبداللہ بن عکیم نے کہا: ہم حذیفہ بن یمان کے پاس مدائن میں تھے، انھوں نے ایک کسان سے پانی طلب کیا' وہ چاندی کے برتن میں پانی لایا تو جناب حذیفہ نے وہ پھینک دیا، اس میں غصہ کی تیزی تھی، لوگوں نے اس سے بات کرنا مناسب نہ سمجھا' پھر جناب حذیفہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تم سے معذرت چاہتا ہوں، میں اس آدمی سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اس میں مجھے پانی نہ دینا، پھر انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: چاندی وسونے کے برتن میں پانی نہ پینا، ریشمی کپڑا دیباج اور حریر نہ پہننا، یہ دنیا میں دوسروں کے لیے ہیں اور آخرت میں تمھارے لیے ہیں۔

[445]...... قَالَ سُفْيَانُ، ثنا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً

سفیان نے ابن ابی نجیح سے، انھوں نے مجاہد سے، انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی' انھوں نے کہا: ہم حذیفہ بن یمان کے پاس تھے' پھر اس کی مثل روایت کی۔

[446]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

حذیفہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھتے تو

---

(444) صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم اناء الذهب والفضة، حديث: 2067-سنن النسائى، كتاب الزينة، باب ذكر النهى عن لبس الديباج حديث: 5303-من طريق عبدالله بن عكيم به.

(445) صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب افتراش الحرير، حديث: 5837-صحيح مسلم: 2067-سنن النسائى: 5303-سنن ابن ماجه: 3414- مسند احمد: 5/ 404، 937- سنن الدارمى: 2136-من طريق مجاهد عن عبدالرحمن بن ابى ليلى فذكره-سنن ابى داود: 3723-سنن الترمذى: 1878-من طريق شعبة عن الحكم عن عبدالرحمن بن ابى ليلىٰ۔

(446) صحيح البخارى، كتاب الجمعة، باب السواك، حديث: 889-صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب السواك، حديث: 255- سنن ابى داود، كتاب الطهارة، باب السواك لمن قام من الليل، حديث: 55-⇦⇦

قَالَ: ثنا أَبُو مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ))

مسواک سے منہ مبارک کو صاف کرتے تھے۔

[447]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَذَهَبْتُ أَتَنَحَّى عَنْهُ فَجَذَبَنِي إِلَيْهِ حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ فَلَمَّا فَرَغَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ))

حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ایک قوم کے کوڑا خانہ پر گئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا تو میں نے آپ ﷺ سے دور ہٹنا چاہا اور آپ ﷺ نے اپنی طرف کھینچ لیا ، یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کی ایڑی کے قریب تھا، فارغ ہو کر آپ ﷺ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

[448]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مَنْصُورٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَمَرَّ بِنَا رَجُلٌ فَقِيلَ لِحُذَيْفَةَ: إِنَّ هَذَا رَجُلٌ يُبَلِّغُ الْأَمِيرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ:

ہمام بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ہم جناب حذیفہ کے پاس تھے۔ ہمارے پاس سے ایک شخص گزرا،تو جناب حذیفہ کو کہا گیا:یہ بادشاہ کو (لوگوں کی) باتیں پہنچاتا ہے،جناب حذیفہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔سفیان نے

---

⇦⇨ سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، حدیث: 2۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطھارۃ، باب السواك، حدیث: 286۔ مسند احمد: 5/ 382۔صحیح ابن خزیمة: 136۔صحیح ابی عوانة: 482۔مسندالبزار: 2861۔ مصنف ابن ابی شیبة: 1/ 169۔

(447) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب البول قائما وقاعدا، حدیث: 224۔صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب المسح علی الخفین ، حدیث: 273۔سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب الرخصة فی ذلك، حدیث: 13۔سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب الرخصة فی ترك ذلك، حدیث: 18۔سنن ابن ماجه، کتاب الطھارۃ، باب ما جاء فی البول قائما، حدیث: 305، 544۔مسند احمد: 5/ 382۔سنن الدارمی: 674۔صحیح ابن خزیمة: 61۔صحیح ابن حبان: 1424۔سنن الکبری للبیھقی: 1/ 100۔

(448) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یکرہ من النمیمة، حدیث: 6056۔صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم النمیمة، حدیث: 105۔سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی القتات، حدیث: 4871۔سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی النمام، حدیث: 2026۔سنن الکبری للنسائی: 11550۔ مسند احمد: 5/ 404۔ التوحید لابن خزیمة: 2/ 846۔مسندالشھاب: 876۔ الادب المفرد: 322۔صحیح ابن حبان: 5765۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)) قَالَ سُفْيَانُ الْقَتَّاتُ النَّمَّامُ

کہا: قتات سے مراد نمام (چغل خور) ہے۔

[449]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ أَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ))

جناب حذیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سوتے تو اپنا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھتے اور کہتے: "اللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ أَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ." "اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے یا اٹھائے گا۔"

[450]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نُذَيْرٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِأَسْفَلَ مِنْ عَضَلَةِ سَاقِي أَوْ سَاقِهِ فَقَالَ: ((هَذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَلَا حَقَّ لِلْإِزَارِ فِيمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ))

جناب حذیفہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میری یا اپنی موٹی پنڈلی کے نیچے سے پکڑ کر فرمایا: ازار یا شلوار کی یہ جگہ ہے، اگر نہ رکھ سکے تو تھوڑا نیچے اور مزید نہ رکھ سکے تو تھوڑا مزید نیچے، اگر اس سے نیچے کرنا چاہے تو ٹخنہ سے نیچے ازار وشلوار کا کوئی حق نہیں ہے۔

**فائدہ**: ...... کسی بھی صورت میں کپڑے (شلوار، پاجامہ، پینٹ، قمیص، شرٹ، پگڑی یا رومال وغیرہ) ٹخنوں سے نیچے رکھنا کبیرہ گناہ ہے، خوشی ہو یا غمی، مسجد ہو یا کھیل کا میدان، سکول ہو یا کوئی بھی فنکشن، ہر موقع پر ٹخنوں کو ننگا رکھنا فرض ہے، عورت ہر صورت میں اپنے ٹخنوں کو چھپا کر رکھے گی۔

---

(449) صحیح، سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب من الادعیة عند النوم، حدیث: 3395۔ مسند احمد: 5/ 382۔ مسند البزار: 2825۔

(450) صحیح، سنن الترمذی، کتاب اللباس، باب: 41 فی مبلغ الازار، حدیث: 1783۔شمائل ترمذی: 122۔سنن النسائی، کتاب الزینة، باب موضع الازار، حدیث: 5331۔سنن ابن ماجه، کتاب اللباس، باب موضع الازار این هو، حدیث: 3572۔ مسند احمد: 5/ 382۔مصنف ابن ابی شیبة: 390، 8/ 391۔مسندالبزار: 2973۔معجم الاوسط للطبرانی: 1800۔شرح السنة للبغوی: 3078۔

[451]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ وَأَثْبَتُهُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِحَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ لِلْآخَرِ حَدَّثَنَا ((أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جِذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ)) فَنَزَلَ الْقُرْآنُ فَقَرَءُوا مِنَ الْقُرْآنِ، وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا، فَقَالَ ((يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَبْقَى أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ ثُمَّ أَخَذَ حَصَيَاتٍ فَقَالَ بِهِنَّ عَلَى رِجْلِهِ فَدَحْرَجَهُنَّ فَقَالَ دَحْرَجْتُهُ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ، وَيَظَلُّ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ لَيْسَ فِيهِمْ رَجُلٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ، وَحَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا أَجْلَدَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَعْقَلَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ إِسْلَامُهُ، وَإِنْ كَانَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا لَيَرُدَّنَّ عَلَيَّ سَاعِيهِ وَمَا أُبَايِعُ الْيَوْمَ إِلَّا فُلَانًا أَوْ فُلَانًا))

جناب حذیفہ نے فرمایا:رسول اللہ ﷺ نے ہم سے دو حدیثیں بیان فرمائیں: ایک تو میں نے دیکھ لی ہے اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں ایک تو یہ بیان فرمایا کہ امانت اللہ نے بندوں کے دل میں ڈالی پھر قرآن نازل کیا تو اللہ کے ان بندوں نے اس کو پڑھا اور سنت رسول اللہ ﷺ کا علم حاصل کیا، پھر اس امانت کو اٹھائے جانے کا ذکر فرمایا کہ کوئی آدمی سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھائی جائے گی اور اس کا کچھ اثر باقی رہے گا جیسا کہ ہاتھ میں آبلہ ہوتا ہے، پھر آپ نے کچھ کنکر لیے اور ان کو پاؤں میں مارا تو کنکر گر گئے، تو فرمایا: جیسے کہ کنکری کو میں نے لڑھکایا تو وہ گر گئی، پس دیکھ اس کا کچھ اثر نہ رہا (یعنی اسی طرح امانت کا اثر دلوں میں نہ رہا) لوگ بیعت تو کرتے ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی امانت ادا نہیں کرتا، یہاں تک کہ کہا جائے گا: کتنا مضبوط، کتنا خوش اخلاق اور کتنا دانا ہے اور اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان نہ ہوگا۔ میں نے اس طرح بھی دیکھا کہ میں تمھارے ساتھ بیع کرتے ہوئے کوئی فکر نہیں کرتا تھا، اگر کوئی ایماندار ہو تو اس کا اسلام اس کو حق کی طرف پھیر لائے گا اگر وہ یہودی یا نصرانی ہو تو میرے پاس اپنی کوشش حاضر کر دے گا، اب تو میں فلاں اور فلاں کے بغیر بیع نہیں کرتا۔

---

(451) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب رفع الامانة، حدیث: 6497۔صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب رفع الامانة والایمان من بعض القلوب حدیث: 143۔سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی رفع الامانة، حدیث: 2179۔ سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب ذهاب الامانة، حدیث: 4053۔ مسند احمد : 5/ 383۔ مسند الطیالسی : 424۔ مصنف عبدالرزاق: 20193۔صحیح ابن حبان: 6762۔ سنن الکبری للبیهقی: 10/ 122۔

**فائدہ:** ......قرآن وحدیث کو علم کہا گیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اس وجہ سے بیان ہوئی ہے کہ انھوں نے قرآن وحدیث کو اچھی طرح پڑھا اور وہ تمام امانت دار تھے، ان پر نکتہ چینی کرنا گمراہ لوگوں کا کام ہے۔ اس حدیث سے امانت کی اہمیت بھی ثابت ہوتی ہے، لوگوں میں یہ ختم ہو جائے گی، سبحان اللہ، اس کی علامت ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، دور دور تک امانت دار شخص نہیں مل رہا، سب پر ہوس وشہوت اور بے ایمانی سوار ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں امین بنائے، آمین۔

[452]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا جَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ، وَسُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ((مَنْ يُحَدِّثُنَا عَنِ الْفِتْنَةِ)) ؟ فَقُلْتُ: أَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولَ ((فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ، وَالصَّدَقَةُ، وَالصَّوْمُ)) فَقَالَ عُمَرُ: ((لَسْتُ عَنْ تِلْكَ أَسْأَلُكَ إِنَّمَا أَسْأَلُكَ عَنِ الَّتِي تَمُوجُ مَوْجَ الْبَحْرِ)) فَقُلْتُ: إِنَّ مِنْ دُونِ ذَلِكَ بَابًا مُغْلَقًا قَتْلُ رَجُلٍ أَوْ مَوْتُهُ قَالَ ((أَيُكْسَرُ ذَلِكَ الْبَابُ أَوْ يُفْتَحُ)) ؟ فَقُلْتُ: لَا بَلْ يُكْسَرُ فَقَالَ عُمَرُ: ((ذَلِكَ أَجْدَرُ أَنْ لَا يُغْلَقَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ فَهِبْنَا حُذَيْفَةَ أَنْ نَسْأَلَهُ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ أَنَّهُ هُوَ الْبَابُ؟ وَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ: نَعَمْ كَمَا

جناب حذیفہ فرماتے ہیں: جناب عمر بن خطاب نے فرمایا: فتنے کے متعلق کون حدیث بیان کرتا ہے؟ میں نے کہا: میں بیان کروں گا، ایک آدمی کا فتنہ اس کے اہل و مال میں اور ہمسائے میں ہوتا ہے اور نماز' زکاۃ اور روزے سے کفارہ ہو جاتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تجھ سے یہ فتنہ نہیں پوچھ رہا، میں اس فتنے کا پوچھ رہا ہوں جو سمندر کی لہروں کی مانند ہو گا، میں نے کہا: اس فتنے کے آگے ایک بند دروازہ ہے، ایک آدمی کا قتل ہونا یا مرنا۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ میں نے کہا: نہیں' بلکہ وہ توڑا جائے گا' جناب عمر نے فرمایا: پھر تو وہ اس قابل ہے کہ قیامت تک بند نہ ہو گا۔ اعمش نے کہا: ہم حذیفہ سے ڈر گئے اور ان سے سوال نہ کیا کہ آیا جناب عمر یہ جانتے تھے کہ وہی دروازہ ہیں؟ ہم نے مسروق کو کہا: تم ان سے پوچھو۔ تو انھوں نے پوچھا تو حذیفہ نے فرمایا: جی ہاں! جیسا کہ تو جانتا ہے کہ کل کے بعد رات بھی آئے گی اور یہ

(452) صحيح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، حديث: 3586۔صحيح مسلم، کتاب الفتن، باب فی الفتنة التی تموج کموج البحر، حديث: 26/ 144۔سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب: 71، حديث: 2258۔ سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب ما يكون من الفتن، حديث: 3955۔سنن الکبری للنسائی : 327۔ مسند احمد : 5/ 401، 402۔ مصنف ابن ابی شيبة: 15/ 15۔مسندالبزار : 2874۔معجم الاوسط للطبرانی : 4832۔ دلائل النبوة للبيهقی: 6/ 386۔

تَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ اللَّيْلَةَ فَذَاكَ أَنِّي حَدَّثْتُ لَهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ

اس لیے کہ میں نے اس سے حدیث بیان کی تھی جو غلط بات نہ تھی۔

[453]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: قُلْتُ لِحُذَيْفَةَ هَلْ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنْتَ تَقُولُ صَلَّى فِيهِ يَا أَصْلَعُ قُلْتُ: نَعَمْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ الْقُرْآنُ، قَالَ حُذَيْفَةُ: هَاتِ مَنِ احْتَجَّ بِالْقُرْآنِ فَقَدْ فَلَجَ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى﴾ [الإسراء: 1] فَقَالَ لِي حُذَيْفَةُ: أَيْنَ تَجِدُهُ صَلَّى فِيهِ؟ لَوْ صَلَّى فِيهِ لَكُتِبَتْ عَلَيْكُمُ الصَّلَاةُ فِيهِ كَمَا كُتِبَتْ عَلَيْكُمُ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ثُمَّ قَالَ حُذَيْفَةُ: ((أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِدَابَّةٍ طَوِيلِ الظَّهْرِ مَمْدُودٍ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ خَطْوُهَا مَدُّ الْبَصَرِ فَمَا زَايَلَا ظَهْرَ الْبُرَاقِ حَتَّى رَأَيَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَوَعْدَ الْآخِرَةِ أَجْمَعَ)) قَالَ ((وَيُحَدِّثُونَ أَنَّهُ رَبَطَهُ لِمَ أَيَفِرُّ؟ لِمَ أَيَفِرُّ مِنْهُ؟ وَإِنَّمَا سَخَّرَهُ لَهُ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ))

زر بن حبیش نے جناب حذیفہ کو کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی ہے؟ تو انھوں نے کہا: کیا تو کہتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی ہے؟ اے ننگے سر والے! میں نے کہا: میں تمھیں قرآن سے بتاتا ہوں، حذیفہ نے کہا: بتاؤ قرآن سے جو کہے گا وہ فتح یاب ہوگا، میں نے یہ آیت تلاوت کی۔ ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى﴾ ''پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئی۔'' تو حذیفہ نے فرمایا: تجھے کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہے؟ اگر آپ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی ہوتی تو تم پر فرض ہوتا جیسا کہ تم پر مسجد حرام میں نماز پڑھنا فرض ہے، پھر حذیفہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک لمبی پھیلی ہوئی پیٹھ والا چوپایا لایا گیا' اس کو براق کہا جاتا تھا' وہ وہاں قدم رکھتا تھا جہاں نظر پہنچتی ہے، پس آپ ﷺ براق کی پشت پر ہی رہے یہاں تک کہ جنت وجہنم کو دیکھا اور آخرت کے تمام مناظر دیکھے۔ راوی نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ اس کو باندھا ہوا تھا تاکہ فرار نہ ہو وہ کیوں فرار ہوتا؟ اس کو عالم الغیب والشہادۃ نے آپ ﷺ کے لیے مسخر کیا تھا۔

(453) صحیح، سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة بنی اسرائیل، حدیث: 3147۔سنن الکبری للنسائی: 11280۔ مسند احمد: 387، 5/ 392۔صحیح ابن حبان: 45۔مستدرك للحاکم: 2/ 359۔ مسند البزار: 2915۔ مصنف ابن ابی شیبة: 306، 14/ 307۔

فائدہ : ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ علمی بحث ومباحثہ کرتے رہنا چاہیے،اس سے بہت سی گرہیں کھلتی ہیں۔معراج برحق ہے،اور نبی کریم ﷺ کو جسمانی معراج کروائی گئی تھی،اس کی تفصیل قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

[454]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ الثَّقَفِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رَبِعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اقْتَدُوا بِالَّذَيْنِ بَعْدِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ))

جناب حذیفہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں رہو اور عمار کے راہ دکھانے پر چلو اور ابن ام عبد کے طریقہ کو پکڑے رکھو۔

فائدہ : ......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن وحدیث کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا،ان کی وہ بات جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو،وہ نہیں لی جائے گی،کیونکہ دین قرآن وحدیث کا نام ہے۔

## مُسْنَدُ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه

## ابومسعود الانصاری رضی اللہ عنہ کی مرویات

[455]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو ((أَنَّ

ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت' زانی عورت کے معاوضے اور غیبی خبریں سنانے والوں (کاہنوں) کی شیرینی سے منع فرمایا۔

(454) حسن، سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: 16، حدیث: 3662۔وباب مناقب عمار بن یاسر رضي الله عنه، حدیث: 3799۔سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل ابی بکر رضي الله عنه، حدیث: 97۔مسند احمد: 382، 5/ 385۔طبقات ابن سعد: 2/ 334۔ مسند البزار: 2827۔مستدرك للحاكم: 3/ 75۔شرح السنة للبغوی: 3895۔معجم الاوسط للطبرانی: 3828۔ سنن الكبرى للبيهقی: 8/ 153۔

(455) صحيح البخاری، كتاب الطلاق، باب مهر البغی والنكاح الفاسد، حديث: 5346۔صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب وحلوان الكاهن، حديث: 1567۔سنن ابی داود، كتاب الاجارة، باب فی حلوان الكاهن، حديث: 3428۔سنن الترمذی، كتاب البيوع، باب ما جاء فی ثمن الكب، حديث: 1276۔سنن النسائی، كتاب البيوع، باب بيع الكلب، حديث: 4680۔سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب النهی عن ثمن الكلب ومهر البغی، حديث: 2159۔مسند احمد: 4/ 118۔سنن الدارمی: 2571۔مؤطا امام مالك، ص: 406۔ مسند الشافعی: 2/ 139۔مصنف ابن ابی شيبة: 6/ 243۔سنن الكبری للبيهقی: 5، 6/ 6۔

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوانِ الْكَاهِنِ))

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کتے کو فروخت کرنا منع ہے، خواہ وہ کوئی بھی کتا ہو، شکاری ہو یا غیر شکاری، اس پر تفصیلی بحث راقم نے اپنی قیمتی کتاب ''جانوروں کے احکام'' میں کر دی ہے، والحمد للہ۔

اب محمد بن قاسم، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز جیسوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کسی کو ہمت دے جو برائی کو ختم کر دے، آمین۔ کاہن بھی جھوٹ پھیلاتا، توہمات اور گمراہی کی تجارت کرتا ہے اس کی کمائی بھی حرام ہے۔ آج کل یہ کاروبار بھی پورے عروج پر ہے۔ اصول یہ سامنے آتا ہے کہ جو چیز یا کام بذتہٖ حرام ہے۔ اس کی قیمت بھی حرام ہے۔ اس کی تجارت کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ اصول خود رسول اللہ ﷺ کا بیان کردہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کر دیتا ہے تو اس کی قیمت بھی حرام کر دیتا ہے۔ (سنن ابی داود: 3488) زنا کاری کا معاوضہ لینے والے حرام کا سودا کر رہے ہیں۔ اس کمائی کے حصول کے لیے آج دنیا بھر میں شرمناک ظلم وستم جاری ہے۔ عورتوں اور لڑکیوں کو فریب دے کر یا زبردستی اس میں ملوث کیا جاتا ہے۔ کسی بھی معاشرے میں اس کام کی اجازت دینا گندگی اور ظلم کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔ اس لیے اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔

[456]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخَّرَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَوْمًا الصَّلَاةَ فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ نَزَلَ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ نَزَلَ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ حَتَّى عَدَّ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ)) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: اتَّقِ اللّٰهَ يَا عُرْوَةُ وَانْظُرْ مَا تَقُولُ، قَالَ عُرْوَةُ

ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے نماز میں تاخیر کی تو عروہ بن زبیر نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور مجھے امامت کرائی' تو میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر نازل ہوئے اور مجھے امامت کرائی اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر اترے اور امام بنے اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' یہاں تک کہ پانچ نمازوں کا ذکر کیا' تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا: اے عروہ! اللہ سے ڈرو' دیکھو! تم کیا کہتے ہو؟ عروہ نے کہا: مجھے خبر دی ہے

(456) صحيح البخاری، كتاب مواقيت الصلاة، باب مواقيت الصلاة وفضلها، حديث: 521۔صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب اوقات الخمس حديث: 610۔سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب فی المواقيت، حديث: 394۔ سنن النسائی، كتاب المواقيت، باب امامة جبريل، حديث: 495۔سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، ابواب مواقيت الصلاة، حديث: 668۔مسند احمد: 120، 4/ 121، 5/ 274۔سنن الدارمی : 1189۔مؤطا امام مالك، ص: 33۔ صحيح ابن خزيمه: 352۔صحيح ابن حبان: 1450۔سنن الكبرى للبيهقی: 1/ 363۔

أَخْبَرَنِيهِ بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

بشیر بن ابومسعود نے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے۔

**فائدہ** :......نمازوں کے اوقات کی تعیین کے لیے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیجا، وہ دو دن مستقل نمازوں کے اوقات کی تعیین کے لیے آئے اور ہر نماز کا اول اور آخر وقت سمجھا کر گئے، والحمد للہ، جس طرح قرآن وحی ہے، اسی طرح حدیث بھی وحی ہے، یہ دونوں حجت ہیں، حدیث نے ہی بتایا ہے کہ یہ قرآن ہے، جو انسان صراط مستقیم سے ہٹ جائے اور عقل کے پیچھے لگ کر احادیث کا انکار کرنا شروع کر دے، حقیقت میں وہ قرآن کا بھی منکر ہے، کیونکہ اس کو کس نے بتایا کہ یہ قرآن ہے؟

[**457**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مَنْصُورٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ: ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ فِي الطَّوَافِ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَحَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)).

ابومسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورت البقرہ کی آخری دو آیات رات کو تلاوت کیں، تو وہ اس کے لیے کفایت کرتی ہیں۔ عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا: پھر میں ابومسعود کو طواف کرتے ہوئے ملا تو ان سے اس کے متعلق پوچھا، تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو آخری آیات سورۃ البقرہ سے رات کو پڑھیں تو وہ اس کے لیے کفایت کرتی ہیں۔

[**458**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابومسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک

---

(457) صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فی کم یقرا القرآن، حدیث: 5051۔صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل فاتحة وخواتیم سورۃ البقرۃ، حدیث: 807۔سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فیما یرجی ان یکفی من قیام اللیل، حدیث: 1368۔ سنن الکبری للنسائی: 8003۔عمل الیوم واللیلة للنسائی: 720۔ مسند احمد: 4/ 121۔صحیح ابن خزیمه: 1141۔من طریق ابراهیم بهذا الاسناد۔سنن ابی داود، کتاب شهر رمضان، باب تحزیب القرآن، حدیث: 1397۔سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی آخر سورۃ البقرۃ، حدیث: 2881۔من طریق ابراهیم عن عبدالرحمن بن یزید عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ لیس فیه عن علقمة۔

(458) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الغضب فی المواعظة والتعلیم اذا رای ما یکره، حدیث: 90۔صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب امر الائمة بتخفیف الصلاۃ فی تمام، حدیث: 466۔سنن ابن ماجه، کتاب اقامة ⇦⇦

قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَأَتَخَلَّفُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِمَّا يُطَوِّلُ بِنَا فُلَانٌ قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَضِبَ فِي مَوْعِظَةٍ قَطُّ غَضَبَهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ، إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ، وَالسَّقِيمَ، وَالضَّعِيفَ، وَذَا الْحَاجَةِ)).

آدمی آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں صبح کی نماز سے پیچھے رہتا ہوں، اس لیے کہ فلاں طویل نماز پڑھاتا ہے۔ پس میں نے وعظ ونصیحت میں رسول اللہ ﷺ کو اتنا غصہ کرتے نہیں دیکھا' جس قدر اس دن غصہ میں تھے اور فرمایا: تم میں سے کچھ لوگ نفرت پیدا کرنے والے ہیں، یقیناً تم نفرت دلانے والے ہو، جو تم میں سے لوگوں کو امامت کرائے' وہ ہلکی نماز پڑھائے' اس لیے کہ ان میں کچھ بوڑھے' بیمار' کمزور اور حاجت مند ہوتے ہیں۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز درمیانے قیام ورکوع اور سجدوں والی ہونی چاہیے، تا کہ لوگ متنفر نہ ہوں، مقتدیوں کا ہر لحاظ سے خیال رکھ کر نماز پڑھانی چاہیے۔ اگر نماز لمبی کروانی ہے تو پہلے لوگوں کی مسلسل ذہن سازی کی جائے، اور ماحول پیدا کیا جائے، اور وہ کبھی کبھار ہونی چاہیے، اگر قراءت روزانہ طویل ہوگی، تو اس سے بھی فتنہ برپا ہوگا، ہر معاملے میں اعتدال کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔

[459]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُجْزِءُ صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ

ابومسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی نماز جائز نہیں ہوتی جو مرد اپنی پشت رکوع وسجود میں سیدھی نہ رکھے۔ سفیان نے کہا کہ اعمش اسی طرح کہتے تھے: 'لا تجزء' جائز نہیں۔

---

الصلوات، باب من ام قوما فليخفف، حديث: 984- سنن الكبرى للنسائى: 5891- سنن الدارمى: 1262- مسند احمد: 4/ 118- صحيح ابن خزيمه: 1605- صحيح ابن حبان: 2137- مصنف عبدالرزاق: 3726- سنن الكبرى للبيهقى: 3/ 115-

(459) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه فى الركوع والسجود، حديث: 855- سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فيمن لا يقيم صلبه فى الركوع والسجود، حديث: 265- سنن النسائى، كتاب الافتتاح، باب اقامة الصلب فى الركوع، حديث: 1112- سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب الركوع فى الصلاة، حديث: 870- مسند احمد: 4/ 119- سنن الدارمى: 1333- صحيح ابن خزيمه: 666، 591- صحيح ابن حبان: 1893- سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 117-

الرَّجُلُ فِيهَا صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ)) قَالَ سُفْيَانُ هَكَذَا قَالَ الْأَعْمَشُ: ((لَا تُجْزِءُ لَا تُجْزِءُ)).

**فائدہ:** …… نماز مکمل اطمینان اور اعتدال کے ساتھ پڑھنی چاہیے، انسان دنیاوی کام تو سلیقے سے کرتا ہے، لیکن نماز وغیرہ جلدی جلدی ادا کر کے فارغ ہو جاتا ہے، ایسا نہیں کرنا چاہیے، انسان اللہ کی عبادت بھی قرآن وحدیث کے مطابق مکمل آداب واحترام کے ساتھ کرے، کیونکہ اس پر صحیح عقیدے کے بعد دنیا وآخرت کی بنیاد ہے۔

[460]…… حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسًا يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ: انْكَسَفَ الشَّمْسُ يَوْمَ تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتٍ وَلَا حَيَاةٍ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِلَى الصَّلَاةِ)).

ابومسعود نے کہا: جس دن ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے اسی دن سورج کو گرہن لگ گیا، لوگوں نے کہا: سورج کو گرہن ابراہیم کی وفات کی وجہ سے لگا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، کسی کے مرنے یا جینے سے گرہن نہیں لگتا، تم جب یہ دیکھو تو اللہ کے ذکر میں اور نماز پڑھنے میں لگ جاؤ۔

**فائدہ:** …… سورج یا چاند گرہن کے وقت استغفار اور صدقہ وخیرات کرنا چاہیے، اور نمازِ کسوف پڑھنی چاہیے، اس کی تفصیل بخاری ومسلم میں موجود ہے۔

[461]…… حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابومسعود نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز میں ہمارے شانے

(460) صحیح البخاری، کتاب الکسوف، باب الصلاة فی کسوف الشمس، حدیث: 1041۔صحیح مسلم، کتاب الکسوف، باب ذکر النداء بصلاة الکسوف الصلاة جامعة، حدیث: 911۔سنن النسائی، کتاب الکسوف، باب الامر بالصلاة عند کسوف القمر، حدیث: 1463۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی صلاة الکسوف، حدیث: 1261۔مسند احمد: 4/ 122۔سنن الدارمی: 1533۔ صحیح ابن خزیمه: 1370۔

(461) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تسویة الصفوف واقامتها، حدیث: 432۔سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب من یستحب ان یلی الامام فی الصف، حدیث: 674۔سنن النسائی، کتاب الاقامة، باب من یلی الامام ثم الذی یلیه، حدیث: 808۔سنن ابن ماجه، کتاب اقامةالصلوات، باب من یستحب ان یلی الامام، حدیث: ⇦⇦

قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُقِيمُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ يَقُولُ: ((لَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، وَلْيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَكُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَكُمْ)). قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْنَاهُ مِنَ الْأَعْمَشِ وَلَمْ نَجِدْهُ هَاهُنَا بِمَكَّةَ

سیدھے کرایا کرتے اور فرماتے: مختلف نہ ہوا کرو تمھارے دل مختلف ہوں گے' میرے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو بالغ اور عقل مند ہوں' پھر جو ان کے قریب ہوں' اور پھر وہ جو ان کے قریب ہوں۔ سفیان نے کہا: ہم نے اس حدیث کو اعمش سے نقل کیا اور اس میں مکہ کا ذکر نہ تھا۔

[**462**]...... قَالَ وَسَمِعْتُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ رَجَاءٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَكْبَرُهُمْ سِنًّا، وَلَا يُؤَمَّ رَجُلٌ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ))

ابو مسعود نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو نماز وہ پڑھائے جو کتاب اللہ کا زیادہ قاری ہو' اگر اس امر میں برابر ہوں تو پھر جو سنت کو زیادہ جاننے والا ہو، اگر اس میں بھی برابر ہوں تو جو ہجرت میں پہلا ہو، اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو، اور کسی آدمی کو اس کے مقام سلطنت میں نماز نہ پڑھائی جائے، اور کوئی شخص اس کی تکریم کی جگہ پر اس کے گھر میں نہ بیٹھے مگر اس کی اجازت سے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں امام کس کو بنایا جائے ،اس کی تفصیل ہے،امام کی اہم صفت یہ ہونی چاہیے کہ وہ قرآن وحدیث میں ماہر ہو،قرآن کے ساتھ ساتھ اس کو متعلقہ علوم وفنون میں بھی ماہر ہونا چاہیے اور باعمل بھی ہونا چاہیے۔

⇦⇦ 976۔ مسند احمد : 4/ 122۔ سنن الدارمی: 1270۔صحیح ابن خزیمہ: 1524۔ صحیح ابن حبان: 2178۔مصنف ابن ابی شیبۃ: 2/ 42، 41۔ مصنف عبدالرزاق: 2430۔سنن الکبری للبیھقی: 3/ 97۔

(462) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب من احق بالامامۃ، حدیث: 673۔سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب من احق بالامامۃ، حدیث: 582۔ سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء من احق بالامامۃ، حدیث: 235۔سنن النسائی، کتاب الامامۃ، باب من احق بالامامۃ، حدیث: 781۔ سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوات، باب من احق بالامامۃ، حدیث: 980۔مسند احمد: 4/ 121۔صحیح ابن خزیمہ: 1507۔صحیح ابن حبان: 2144۔سنن الکبری للبیھقی: 3/ 125۔مسندالطیالسی: 618۔

[463]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْجَفَا وَالْقَسْوَةُ وَغِلَظُ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ مِنْ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ)).

ابومسعود انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیادتی، سنگ دلی اور تنگ دلی اونٹ چرانے والوں اور خیموں میں رہنے والوں اور اونٹوں کی دم تلے رہنے والے قوم ربیعہ اور قوم مضر والوں میں ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ طبیعت پر کاموں کے اثرات مرتب ہوتے ہیں، جیسے کوئی کام کرتا ہے، ویسے ہی اس کی طبیعت پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اونٹ سخت جان ہوتے ہیں، اس لیے اونٹوں کا چرواہا یا اس کا مالک بھی سخت دل ہوگا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی امور میں پڑ کر قرآن وحدیث کو چھوڑ دینا کوئی عقلمندی نہیں ہے، ہر حلال کاروبار کیا جائے لیکن اسلام کے دائرے میں رہ کر۔ قوم ربیعہ اور قوم مضر کی مذمت ثابت ہوتی ہے۔ ربیعہ اور مُضر کے قبائل کو کفر میں دوسرے کافروں سے بڑھ کر قرار دیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ سب کا ایمان برابر نہیں ہوتا۔ کسی کا کم کسی کا زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح سب کافروں کا کفر بھی برابر نہیں، کسی کا کم ہوتا ہے۔ کسی کا زیادہ۔ یہی حال دل کی دوسری کیفیتوں کا ہے۔ جن لوگوں کا دل نرم ہوتا ہے ان میں ایمان ہوتا ہے۔

## الجزء الخامس
## من مسند أبی بکر عبد اللّٰه بن الزبیر الحمیدی

ابوبکر عبداللہ بن زبیر الحمیدی کے مسند سے یہ پانچواں جزو ہے۔

## مُسْنَدُ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ
## عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی مرویات

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ الْمُؤَدِّبُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ مِنْ سَنَةِ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، فَأَقَرَّ بِهِ قَالَ: أنا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الصَّوَّافِ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فَأَقَرَّ بِهِ، قَالَ: ثنا أَبُو عَلِيٍّ بِشْرُ بْنُ مُوسَى قَالَ: ثنا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ:

---

(463) صحيح البخاری، كتاب المناقب، حديث: 3498۔صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تفاضل اهل الايمان فيه، حديث: 51۔مسند احمد: 4/ 118۔مصنف ابن ابی شيبة: 12/ 182۔الايمان لابن منده: 426۔معجم الكبير للطبرانی: 17/ 209۔مسندالشهاب: 163۔

[464]...... ثنـا الزُّهْرِيُّ قَالَ: ثنى كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ الَّتِي أَهْدَاهَا لَهُ الْجُذَامِيُّ فَلَمَّا وَلَّى الْمُسْلِمُونَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبَّاسُ نَادِ)) قُلْتُ: يَا أَصْحَابَ السَّمُرَةِ يَا أَصْحَابَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَكُنْتُ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ: يَا أَصْحَابَ السَّمُرَةِ يَا أَصْحَابَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فَرَجَعُوا عَطْفَةً كَعَطْفَةِ الْبَقَرَةِ عَلَى أَوْلَادِهَا وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ وَهُمْ يَقُولُونَ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ يَا بَنِي الْحَارِثِ قَالَ: وَتَطَاوَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ فَقَالَ: هَذَا حِينَ حَمِيَ الْوَطِيسُ وَهُوَ يَقُولُ: قُدُمًا يَا عَبَّاسُ ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَصَيَاتٍ فَرَمَى بِهِنَّ ثُمَّ قَالَ: ((انْهَزَمُوا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ ((وَرَبِّ مُحَمَّدٍ)) قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثَنَاهُ الزُّهْرِيُّ بِطُولِهِ فَهَذَا الَّذِي حَفِظْتُ مِنْهُ.

عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے دن موجود تھا‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس خچر پر سوار تھے جو (فروہ) الجزامی نے بطور تحفہ آپ کو ارسال کی تھی، جب مسلمان بھاگ گئے تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! لوگوں کو آواز دو کہ اے سمرہ درخت والو! اے سورۂ بقرہ والو! میں بلند آواز والا آدمی تھا، میں نے کہا: اے سمرہ والو! اے سورۃ البقرہ والو! تو لوگ اس طرح لوٹے جیسے گائے اپنے بچے کی طرف لوٹتی ہے اور آوازیں بلند ہوئیں، وہ کہہ رہے تھے: یامعشر الانصار! اے انصار والو! کہتے چلے آ رہے تھے، پھر بلانا مختصر ہوتا گیا بنی حارث بن خزرج تک یا بنی حارث تک، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طویل وقت اپنی خچر پر ہی رہے اور فرمایا: اب تنور گرم ہوا (جنگ کی آگ تیز ہوئی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: اے عباس! آگے بڑھو، پھر آپ نے کنکر لے کر پھینکے اور فرمایا: رب کعبہ کی قسم! کفار شکست کھا گئے‘ سفیان کبھی رب الکعبہ کی بجائے رب محمد کہتے تھے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین میں خود شریک ہوئے تھے، خچر پر سواری

(464) صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب فى غزوة حنين، حديث: 1775ـ سنن الكبرى للنسائى: 8647ـ مسند احمد: 1/ 207ـ مسند ابى يعلى: 6708ـ مصنف عبدالرزاق: 9741ـ دلائل النبوة للبيهقى: 5/ 139ـ سيرة ابن هشام: 4/ 87ـ طبقات ابن سعد: 18، 4/ 19، مستدرك للحاكم: 327، 3/ 328ـ

کرنا درست ہے، تحفہ دینا اور قبول کرنا چاہیے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر اُسی وقت لبیک کہتے تھے، لڑائی کو آگ سے تعبیر کرنا ٹھیک ہے۔

[465]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُولُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا طَالِبٍ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَنْصُرُكَ فَهَلْ نَفَعَهُ ذَٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ وَجَدْتُهُ فِي غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ إِلَى ضَحْضَاحٍ)).

عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابو طالب آپ کا دفاع کرتا اور مدد کرتا تھا تو کیا اس کو اس کا کچھ فائدہ پہنچا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں نے اس کو گہری آگ میں پایا اور میں نے اس کو ٹخنوں تک کی آگ میں نکالا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اس وقت تک کسی شخص کو جنت میں نہیں لے کر جائے گی، یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کر لے، بزرگوں کے عرس میلے منا لینے سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہو جاتے، بلکہ اسلام قبول کر کے اس پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں۔

[466]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فَقَالَ: ((يَا عَبَّاسُ سَلِ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فَقَالَ ((يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولِ اللّٰهِ سَلِ اللّٰهَ الْعَفْوَ

عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی دعا سکھا دیں تا کہ میں وہ دعا مانگا کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! عافیت و درگزر مانگو، انھوں نے پھر عرض کی: کوئی دعا سکھا دیجیے تا کہ میں وہ دعا مانگا کروں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر اور عافیت طلب کر۔ عباس نے سہ بارہ عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھا دیں تا کہ میں

(465) صحيح البخاري، كتاب مناقب الانصار، باب قصة ابى طالب، حديث: 3883۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب شفاعة النبى ﷺ لابى طالب، حديث: 209۔ مسند احمد: 206، 1/ 207۔ مسندابى يعلى: 6695۔ مصنف ابن ابى شيبة: 13/ 165۔ مصنف عبدالرزاق: 9939۔ الايمان لابن منده: 690۔ شعب الايمان للبيهقى: 279۔

(466) اسناده ضعيف، یزید بن ابی زیاد راوی ضعیف ہے، تاہم حدیث حسن ہے۔ الادب المفرد للبخاري: 726۔ سنن الترمذى، كتاب الدعوات، باب: 84 فى فضل سوال العافية والمعافاة، حديث: 3514۔ مسند احمد: 1/ 209۔ مسند ابى يعلى: 6696۔ مصنف ابن ابى شيبة: 10/ 206.

وَالْعَافِيَةَ)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فَقَالَ ((يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولِ اللّٰهِ سَلِ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ الْحُمَيْدِيُّ وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ الْعَبَّاسَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَأَكْثَرُ ذٰلِكَ يَقُولُ عَنِ الْعَبَّاسِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ.

دعا مانگا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت میں عافیت اور معافی کا سوال کرو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی بڑے شخص کو کسی چیز کا علم نہ ہو تو اُسے چھوٹے شخص سے سوال کر لینا چاہیے، اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عفو ودرگزر اور عافیت طلب کرتے رہنا چاہیے۔

## مُسْنَدُ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ
## فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث

### تعارف راوی حدیث

فضل ابن عباس ابن عبدالمطلب آپ حضور ﷺ کے چچا زاد ہیں، حضور کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے اور ثابت قدم رہے۔ حجۃ الوداع میں حضور کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ کو غسل وفات دینے والوں میں آپ بھی تھے، پھر شام میں جہاد کرتے رہے۔ اردن کے علاقہ میں وفات پائی، اکیس سال عمر ہوئی۔ اپنے بھائی عبداللہ اور ابوہریرہ سے روایات کرتے ہیں۔ حضرت علی اور فضل بن عباس نے آپ کو غسل دیا اور بدھ کی شب جب نصف گزر چکی تھی آپ کو دفن کر دیا گیا اور ایک قول یہ ہے کہ منگل کی شب آپ کو دفن کیا گیا۔

علی بن ابی طالب، فضل بن عباس اور ان کے بھائی قثم، اور رسول اللہ (ﷺ) کے آزاد کردہ غلام شقران آپ کی قبر میں اترے، اوس بن خولی نے حضرت علی سے کہا: میں تم کو اللہ کی اور رسول اللہ (ﷺ) سے ہمارے تعلق کی قسم دیتا ہوں، علی نے ان سے کہا تم بھی اترو، شقران نے اس چادر کو لیا جس کو رسول اللہ (ﷺ) پہنتے تھے، اور اس کو قبر میں رکھ دیا اور کہا: خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کے بعد اس چادر کو کوئی نہیں پہنے گا۔ عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث اور فضل بن عباس رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ درخواست لے کر گئے کہ ہمیں صدقہ وصولی کا عامل بنا دیجئے۔ آپ نے جواب دیا کہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر صدقہ حرام ہے یہ تو لوگوں کا میل کچیل ہے۔ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فضل بن عباس کے گلے سے تمیمۃ کو کاٹ دیا۔ امام حسین بن مسعود بغوی 516 ھ لکھتے ہیں: تمائم ان سیپیوں یا کوڑیوں کو کہتے ہیں جن کو عرب اپنے

بچوں کے گلوں میں لٹکاتے تھے، ان کا اعتقاد تھا کہ اس سے نظر نہیں لگتی، شریعت نے اس کو باطل کر دیا۔ ابن ابی الدنیا والبیہقی نے فضل بن عباس رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ گانا زنا کا تعویذ ہے۔ (الطبقات الکبریٰ ج 2 ص 197، سنن ابن ماجہ' باب : 65، ذکر وفاتہ ودفنہ، تفسیر ابن کثیر حافظ عماد الدین ابوالفداء ابن کثیر صاحب سورہ التوبة آیت 60، المستدرك : 417/4)

[**467**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ قَالَ: ثنا كُرَيْبٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ رِدْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ قَالَ: ((لَمْ أَزَلْ أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ)).

فضل بن عباس سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار ہو کر مزدلفہ سے کنکر مارنے تک رہے، انھوں نے فرمایا: میں ہر وقت آپ کو کنکر مارنے تک تلبیہ کہتے سنتا رہا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ سے لے کر کنکر مارنے تک تلبیہ کہتے رہنا چاہیے، ایک شخص دوسرے شخص کے ساتھ ایک سواری پر سوار ہو سکتا ہے، آخری وقوف وقوفِ مزدلفہ ہوگا۔

## أَحَادِيثُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّتِي قَالَ فِيهَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

## ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث جن کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے اور میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو

[**468**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ان لوگوں میں شامل تھا جو

(467) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب النزول بين عرفة وجمع، حديث: 1670۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب ادامة الحاج التلبية، حديث: 1281۔مسند احمد: 1/ 210۔صحيح ابن خزيمه: 2885۔ مسند الشافعی : 1/ 358۔ مسند ابی یعلٰی: 6716۔ معجم الكبير للطبرانی: 18/ 271۔سنن الكبرى للبيهقی: 5/ 119۔ من طريق كريب عن ابن عباس به۔صحيح البخاری: 1685۔ صحيح مسلم: 1281۔سنن ابی داود: 1815۔سنن الترمذی: 918۔سنن النسائی: 3057۔من طريق عطاء عن ابن عباس به۔

(468) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب من قدم ضعفة اهله بليل، حديث: 1678۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب تقديم الضعفة دفع الضعفة حديث: 1293۔سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب التعجيل من جمع، حديث: 1939۔ سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب تقديم النساء والصبيان الى منازلهم بمزدلفة، حديث: 3032۔ مسند احمد: 1/ 222۔صحيح ابن خزيمه: 2872۔صحيح ابن حبان: 3865۔ مسند الشافعی : 1/ 375۔ مسند ابی یعلٰی: 2386۔معجم الكبير للطبرانی: 11261۔سنن الكبرى للبيهقی: 5/ 123۔

قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: ((كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى)).

آپ ﷺ کے اہل میں سے کمزور و ناتواں تھے اور ان کو آپ ﷺ نے مزدلفہ سے منیٰ کی طرف پہلے روانہ کر دیا تھا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کمزور وناتواں لوگ مزدلفہ سے منیٰ کی طرف پہلے، رات ہی کے وقت جا سکتے ہیں، ہر معاملے میں کمزور لوگوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

[469]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

حمیدی نے کہا: سفیان نے عمرو سے، اس نے عطاء سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انھوں نے نبی ﷺ سے مثل اس کے روایت کی ہے۔

[470]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُمَا عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدَّمَ أُغَيْلِمَةَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى وَجَعَلَ يَلْطَحُ أَفْخَاذَنَا وَيَقُولُ ((أَبَنِيَّ لَا تَرْمُوا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے چھوٹے لڑکوں کو مزدلفہ سے منیٰ کی طرف لوگوں سے پہلے روانہ کرتے وقت ان کی رانوں پر آہستہ آہستہ تھپکی دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ فرماتے جاتے تھے: میرے بیٹو! جمرہ عقبیٰ کو سورج طلوع ہونے سے پہلے کنکر نہ مارنا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استاذ چھوٹے لڑکوں کو بیٹا کہہ سکتا ہے، جمرات کو جمرات ہی بولنا

---

(469) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة، حديث: 302/ 1293۔سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب تقديم النساء والصبيان الى منازلهم بمزدلفة، حديث: 3036۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب من تقدم من جمع الى منى لرمى الجمار، حديث: 3026۔مسند احمد: 2/ 221۔صحيح ابن خزيمه: 2870۔المنتقى لابن الجارود: 472۔معجم الكبير للطبرانى: 11385۔

(470) صحيح، سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب التعجيل من جمع، حديث: 1940۔سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب النهى عن رمى جمرة العقبة قبل طلوع الشمس، حديث: 3066۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب من تقدم من جمع الى منى الجمار، حديث: 3025۔ مسند احمد: 1/ 234۔صحيح ابن حبان: 3869۔معجم الكبير للطبرانى: 12699۔سنن الكبرى للبيهقى: 131، 5/ 132۔

چاہیے، کچھ لوگ ان کو شیطان کہتے ہیں، اس کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے، سورج طلوع ہونے کے بعد جمرات کو کنکریاں مارنی چاہئیں، کسی پڑھے لکھے عالم کو حج میں اپنے ساتھ رکھنا چاہیے۔

[471]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَخَرَّ رَجُلٌ عَنْ بَعِيرِهِ فَوُقِصَ فَمَاتَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ؛ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُهِلُّ أَوْ قَالَ يُلَبِّي)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر حج میں تھے، ایک شخص اپنے اونٹ سے گرا، اور اس کی گردن ٹوٹ گئی' وہ بحالت احرام فوت ہوگیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینے' اور احرام کے کپڑوں میں کفنانے کا حکم دیا اور فرمایا: اس کا سر نہ ڈھانپنا، یہ قیامت کو تلبیہ پڑھتا اٹھے گا۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں ہے کہ جو بندہ حالت احرام میں فوت ہو جائے اس کو غسل اور کفن دفن کیسے دیا جائے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو انسان جس حالت میں فوت ہوگا، اُسی حالت میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا، اور جو احرام کی حالت میں فوت ہوا، اس کو احرام میں ہی دفنانا چاہیے۔

[472]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي حُرَّةَ النَّصِيبِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ، وَزَادَ فِيهِ ((وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اس کے روایت کی اور زیادہ کیا کہ اس کے قریب خوشبو نہ کرو۔

---

(471) صحيح البخاری، كتاب جزاء الصيد، باب المحرم يموت بعرفة، حديث: 1849۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب ما يفعل بالمحرم اذا مات، حديث: 1206۔سنن ابی داود، كتاب الجنائز، باب المحرم كيف يصنع به، حديث: 3248۔سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء فی المحرم يموت فی احرامه، حديث: 951۔سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب كيف يكفن المحرم اذا مات، حديث: 1905۔سنن ابن ماجه كتاب المناسك، باب المحرم يموت، حديث: 3084۔مسند احمد: 1/ 220۔مسند الشافعی: 1/ 205۔معجم الكبير للطبرانی: 12523۔ سنن الدارقطنی: 2/ 296۔صحيح ابن حبان: 3958۔

(472) صحيح، مسند احمد: 1/ 221۔مسند الشافعی: 1/ 205۔سنن الكبری للبيهقی: 5/ 54۔من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو احرام کی حالت میں فوت ہو، اُس کو خوشبو نہیں لگانی چاہیے، اور احرام کی حالت میں بھی خوشبو نہیں لگانی چاہیے۔

[473]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو مَعْبَدٍ وَكَانَ مِنْ أَصْدَقِ مَوَالِي ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُسَافِرَ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)) فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَإِنَّ امْرَأَتِي انْطَلَقَتْ حَاجَّةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((انْطَلِقْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ)) قَالَ سُفْيَانُ: كَانَ الْكُوفِيُّونَ يَأْتُونَ أَبَدًا عُمَرَ وَيَسْأَلُونَهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُونَ كَيْفَ حَدِيثُ اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا؟

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے اور کوئی عورت اپنے محرم (ذی رحم) کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک شخص نے اٹھ کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے فلاں فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کے لیے جا چکی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو جا کر اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔ سفیان نامی راوی کہتے ہیں: کوفہ سے تعلق رکھنے والے لوگ (میرے استاد) عمرو بن دینار مکی کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور ان سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کرتے تھے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ وہ حدیث کیسی ہے، جس میں یہ ہے کہ میرا نام فلاں فلاں جنگ میں حصہ لینے کے لیے لکھا گیا ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کسی غیر محرم مرد کے ساتھ تنہا سفر نہیں کر سکتی، خواہ سفر حج ہی کیوں نہ ہو، محرم رشتے داروں کے علاوہ تمام رشتے داروں، جو غیر محرم ہوں، ان سے عورت کو پردہ کرنا چاہیے، آج کل بہت غلط رواج بن چکا ہے کہ جب شادی ہوتی ہے تو عورت پردے کے ساتھ خاوند کے گھر میں داخل ہوتی ہے، خاوند کہتا ہے کہ یہ میرا بھائی ہے، اس سے کیا پردہ کرنا، یہ میرے چچا کا بیٹا ہے، نہیں بلکہ جو اللہ تعالیٰ نے محرم رشتے بنائے ہیں، صرف اُن سے عورت پردے کو ہٹا سکتی ہے۔

---

(473) صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب من اكتتب فى جيش فخرجت امراته حاجة، حديث: 3006ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب سفر المراة مع محرم الى الحج وغيره، حديث: 1341ـ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب المراة تحج بغير ولى، حديث: 2900ـ سنن الكبرى للنسائى: 9218ـ مسند احمد: 1/ 222ـ صحيح ابن خزيمه: 2529ـ مسند الشافعى: 1/ 286ـ مسندابى يعلٰى: 2391، صحيح ابن حبان: 2731ـ

[474]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الشَّعْثَاءِ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ يَعْنِي وَهُوَ مُحْرِمٌ)).

جابر بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس کو جوتا میسر نہ ہو وہ دو موزے پہن لے، اور جس کو چادر نہ ملے وہ شلوار پہن لے۔'' یعنی بحالت احرام۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت احرام میں انسان جوتے اور موزے دونوں پہن سکتا ہے، جب جوتا میسر نہ ہو تو موزے پہنے جا سکتے ہیں حالت احرام میں جوتا اور موزہ ایسا ہونا شرط ہے جس سے ٹخنے ننگے رہیں اور جس کے پاس چادر نہ ہو وہ شلوار پہن لے، محرم شلوار پہن سکتا ہے۔

[475]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: ((صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا)) فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا الشَّعْثَاءِ أَظُنُّهُ أَخَّرَ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے مدینہ منورہ میں آٹھ رکعات (ظہر و عصر) کو جمع کر کے اور سات رکعات (مغرب و عشا) کو جمع کر کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی ہیں۔ حمیدی نے کہا: میں نے سفیان سے کہا: اے ابوشعثاء! میرا گمان ہے ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کیا، مغرب

---

(474) صحيح البخاري، كتاب جزاء الصيد، باب لبس الخفين للمحرم اذا لم يجد النعلين، حديث: 1841۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب ما يباح للمحرم بحج اوعمرة، حديث: 1178۔سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب ما يلبس للمحرم، حديث: 1829۔سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء فى لبس السراويل، حديث: 834۔سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب الرخصة فى لبس السراويل لمن لم يجد الازار، حديث: 2672، 2673۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب السراويل والخفين للمحرم، حديث: 2931۔ مسند احمد: 1/ 221۔ سنن الدارمى: 1806۔صحيح ابن خزيمه: 2681۔مسند الشافعى: 1/ 302۔ مسند ابى يعلى: 2395۔ سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 50۔

(475) صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب من لم يتطوع بعد المكتوبة، حديث: 1174۔صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين فى الحضر، حديث: 708۔سنن ابى داود، كتاب صلاة السفر، باب الجمع بين الصلاتين، حديث: 1214۔سنن النسائى، كتاب المواقيت، باب الوقت الذى يجمع فيه المقيم، حديث: 588۔ مسند احمد: 1/ 221۔مصنف ابن ابى شيبة: 2/ 456۔مصنف عبدالرزاق: 4436۔صحيح ابن حبان: 1597۔ سنن الكبرى للبيهقى: 3/ 166۔

الظُّهْرَ ، وَعَجَّلَ الْعَصْرَ ، وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ ، وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ فَقَالَ وَأَنَا أَظُنُّ ذَلِكَ .

کو مؤخر کیا اور عشاء کو جلدی کیا ہوگا؟ تو اس نے کہا: میرا بھی یہی گمان ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازوں کو جمع کرنے کی صورت میں صرف فرض پڑھے جائیں گے، اور ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کر کے اور مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کر کے پڑھا جائے۔ یہ حدیث بحالت اقامت بغیر کسی عذر کے نمازوں کو جمع کرنے کے جواز پر دلیل ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک بار بصرہ میں ظہر اور عصر کو جمع کیا ان دونوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا پھر انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں ظہر اور عصر کی آٹھ رکعات اکٹھی پڑھی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان میں کچھ نہیں پڑھا تھا۔ (سنن النسائی : 591مختصرا فی صحیح البخاری : 543)

[**476**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ مِنْ غَيْرِ سَفَرٍ وَلَا خَوْفٍ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا)) قُلْتُ: لِمَ فَعَلَ ذَلِكَ؟ قَالَ قُلْتُ: أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ .

ابن عباس نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں بغیر سفر اور بغیر خوف آٹھ رکعات ایک وقت میں اور سات رکعات بیک وقت پڑھی ہیں، (سعید بن جبیر کہتے ہیں:) میں نے کہا: آپ نے اس طرح کیوں کیا؟ تو ابن عباس نے فرمایا: تاکہ آپ کی امت پر دشواری نہ ہو۔

[**477**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں اپنی خالہ میمونہ کے پاس رات

(476) صحیح مسلم ، کتاب صلاة المسافرین ، باب الجمع بین الصلاتین فی الحضر ، حدیث: 705۔سنن ابی داود ، کتاب صلاة السفر ، حدیث: 1210۔سنن النسائی ، کتاب المواقیت ، باب الجمع بین الصلاتین فی الحضر ، حدیث: 602۔مسند احمد: 1/ 349۔مؤطا امام مالك ، ص: 112۔صحیح ابن خزیمه: 971۔سنن الکبری للبیهقی : 3/ 166۔من طریق عن ابی الزبیر عن سعید بن جبیر به۔سنن الترمذی ، کتاب الصلاة ، باب ما جاء فی الجمع بین الصلاتین فی الحضر ، حدیث: 187۔من طریق حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر به۔

(477) صحیح البخاری ، کتاب الوضوء ، باب التخفیف فی الوضوء ، حدیث: 138۔صحیح مسلم ، کتاب صلاة المسافرین ، باب صلاة النبی صلی الله علیه وسلم ودعائه باللیل ، حدیث: 1861/ 763۔ سنن الترمذی ، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی الرجل یصلی ومعه رجل ، حدیث: 232۔ سنن النسائی ، کتاب الغسل ، باب الامر بالوضوء من النوم ، حدیث: 443۔سنن ابن ماجه ، کتاب الطهارة ، باب ما جاء فی القصد فی الوضوء ، حدیث: 423۔ مسند احمد: 1/ 220۔صحیح ابن خزیمه: 1532 ، 1524۔صحیح ابی عوانة : 2/ 318 ، 317۔ من طریق عمرو بن دینار بهذا الاسناد۔سنن ابی داود ، کتاب التطوع ، باب فی صلاة اللیل ، حدیث: 1364۔سنن ابن ماجه ، کتاب اقامة الصلوات ، باب ما جاء فی کم یصلی باللیل ، حدیث: 1364۔من طریق مخرمة بن سلیمان عن کریب به۔

قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ ((فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوءًا خَفِيفًا، وَجَعَلَ يَصِفُهُ وَيُقَلِّلُهُ)) فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ الَّذِي صَنَعَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخْلَفَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ ((فَصَلَّى ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ أَتَاهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))]، .

کو ٹھہرا۔ نبی کریم ﷺ رات کو اٹھے اور لٹکائے ہوئے مشکیزہ سے خفیف وضو کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما وضو بیان کرتے اور تھوڑا قرار دیتے تھے' انھوں نے فرمایا: میں اٹھا اور اسی طرح کیا جیسا کہ آپ نے کیا تھا' پھر میں آپ ﷺ کے بائیں طرف آ کھڑا ہوا، پس آپ ﷺ نے اپنے پیچھے سے کھینچ کر مجھے دائیں طرف کھڑا کیا' اور نماز پڑھی' پھر آپ ﷺ لیٹ گئے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے بھرنے لگے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ آئے اور نماز کے لیے آواز دی تو آپ ﷺ گھر سے نکلے اور نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو خفیف بھی کر سکتے ہیں، اور جب امام اور ایک مقتدی ہو تو امام کو بائیں جانب اور مقتدی کو دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔ نماز میں آدمی ضرورت کے وقت چل سکتا ہے، کوئی غلطی کر رہا ہو تو اس کی نماز میں اصلاح کرنا ٹھیک ہے۔ اس پر کئی ایک دلائل پیش کیے جا سکتے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔ (1) ایک دلیل تو یہی مسند حمیدی کی حدیث ہے جو زیر شرح ہے۔ (2) حالت نماز میں چند قدم چلنا، جیسے کسی کو پکڑ کر اگلی صف میں کر دینا وغیرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور دروازہ بند ہوتا پس میں آ کر دروازہ کھلواتی (یعنی کھٹکھٹاتی) تو آپ ﷺ چل کر دروازہ کھولتے پھر جائے نماز کی طرف لوٹ جاتے۔ (سنن ابو داود: 922، سنن الترمذی 201، سنن نسائی 1206 ۔ حسن) (3) اگر کوئی سترہ کے بغیر نماز پڑھ رہا ہے تو اسے سترہ کے قریب کر دینا، ی درست ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی کو جو دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھ رہا تھا، ستون کے قریب کر دیا اور فرمایا: اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ۔ (صحیح البخاری تعلیقا قبل ح 502، یہ اثر موصولا مصنف ابن ابی شیبہ: 146/2، میں ہے اور اس میں یہ وضاحت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں گدی سے پکڑ کر ستون کے پاس کھڑا کر دیا۔) ان دلائل سے معلوم ہوا کہ نماز میں کسی مصلحت کی خاطر چلنا درست ہے۔

نبی کریم ﷺ کے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا، یہ آپ ﷺ کا خاصہ تھا، درج ذیل محدثین نے اس کو آپ ﷺ کا خاصہ قرار دیا ہے، مثلاً امام سفیان (صحیح مسلم، تحت حدیث: 1793 / 663، مسند حمیدی: 479) امام ابن خزیمہ (صحیح ابن خزیمہ: 1) امام نووی (شرح مسلم للنووی: 163 / 1 درسی)، امام کی عدم موجودگی میں جلدی جماعت نہیں کروانی چاہیے، بلکہ امام کو بلا لینا چاہیے۔

[478]...... وَقَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِيهِ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ إِلَى قَوْلِهِ فَأَخْلَفَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَكَانَ فِي الْمَجْلِسِ هِيهِ زِدْ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ فَقَالَ عَطَاءُ: مَا هِيهِ؟ هَكَذَا سَمِعْتُ فَقَالَ عَمْرٌو: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ ((ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ)).

سفیان کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت ابن جریج نے بیان کی وہ عطاء سے اور وہ ابن عباس سے اسی سابقہ کی مثل روایت کرتے ہیں اس قول تک کہ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سے کھینچ کر دائیں طرف کھڑا کیا اور نماز پڑھی۔ جب عطاء بن ابی رباح نے یہ روایت بیان کی تو وہاں عمرو بن دینار بھی بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے کہا: اے ابو محمد! آپ مزید روایت بھی تو بیان کریں، تو عطاء نے کہا: اس سے زیادہ کیا بیان کروں؟ تو عمرو بن دینار نے کہا: مجھے خبر دی کریب نے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: پھر آپ لیٹ گئے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے بھرنے لگے پھر بلال رضی اللہ عنہ آ گئے اور نماز کے لیے آواز دی تو آپ نے نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔

[479]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: فَقَالَ سُفْيَانُ: هَذَا لِلنَّبِيِّ خَاصَّةً لِأَنَّ النَّبِيَّ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ.

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہ سفیان نے کہا: یہ نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

[480]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ وَلِأَنَّ عَمْرًا حَدَّثَنَا أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ: ((رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ)) وَقَرَأَ ﴿إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ﴾ [الصافات: 102].

حمیدی نے کہا: سفیان نے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے روایت کی کہ عبید بن عمیر نے کہا: انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں پھر یہ آیت تلاوت کی۔ ﴿إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ﴾ ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔''

**فائدہ:** ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام پر وحی کا مختلف صورتوں میں نزول ہوتا تھا، ان میں سے

(478) صحیح مسلم: 763/192۔ مسند احمد: 367/1 من طریق ابن جریج بھذا الإسناد وانظر الحدیث السابق.

(479) صحیح مسلم: 763/186۔ صحیح ابی عوانہ: 222/1۔ السنن الکبریٰ للبیھقی: 196/1.

(480) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب وضوء الصبیان، حدیث: 859۔ تفسیر الطبری: 75/21.

ایک طریقہ خواب کا بھی تھا۔

[**481**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((جِئْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ عَلَى أَتَانٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَفَةَ فَمَرَرْنَا عَلَى بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْنَا فَتَرَكْنَاهَا تَرْتَعُ، وَدَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ فَلَمْ يَقُلْ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں اور فضل بن عباس گدھی پر سوار ہو کر مقام عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ہم صف کے کچھ حصہ کے آگے سے گزر کر اترے اور گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں داخل ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کچھ نہ کہا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گدھا ناپاک نہیں ہے، صرف اس کا گوشت کھانا حرام ہے، اس پر سوار ہونا ٹھیک ہے، تمام مقتدیوں کا سترہ امام کا سترہ ہی ہوتا ہے، ان کو سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی، اس حدیث سے تقریری حدیث کی حجیت ثابت ہوتی ہے۔

[**482**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ پر گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے عید کے دن خطبہ سے پہلے نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا پھر آپ ﷺ نے خیال فرمایا کہ عورتوں کو انھوں

(481) صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب سترة الامام سترة لمن خلفه، حديث: 493۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب سترة المصلی، حديث: 504۔سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب من قال الحمار لا يقطع الصلاة، حديث: 715۔ سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ما جاء لا يقطع الصلاة شیء، حديث: 337۔سنن النسائی، كتاب القبلة، باب ذكر ما يقطع الصلاة وما لا يقطع، حديث: 753۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما يقطع الصلاة، حديث: 947۔مسند احمد: 1/ 219۔سنن الدارمی: 1422۔صحيح ابن خزيمه: 834۔مؤطا امام مالك، ص: 118۔مصنف ابن ابی شيبة: 1/ 278۔مسندابی يعلٰی: 2382۔

(482) صحيح البخاری، كتاب العلم، باب عظة الامام النساء وتعليمهن، حديث: 98۔صحيح مسلم، كتاب صلاة العيدين، باب صلاة العيدين، حديث: 884۔سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب الخطبة يوم العيد، حديث: 1142۔ سنن النسائی، كتاب العيدين، باب الخطبة فی العيدين بعد الصلاة، حديث: 1570۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی صلاة العيدين، حديث: 1273۔مسند احمد: 1/ 220۔ سنن الدارمی: 1611۔ صحيح ابن خزيمه: 1437۔مصنف ابن ابی شيبة: 2/ 169۔مسند الشافعی: 1/ 155۔صحيح ابن حبان: 2884۔

أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ((أَنَّهُ صَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ، ثُمَّ خَطَبَ فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَأَتَاهُنَّ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ)) وَمَعَهُ بِلَالٌ قَائِلٌ بِثَوْبِهِ هَكَذَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَأَنَّهُ يَتَلَقَّى بِثَوْبِهِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْخَاتَمَ، وَالْخِرْصَ، وَالشَّيْءَ.

نے خطبہ نہیں سنایا' پس آپ خواتین کے قریب گئے، ان کو وعظ ونصیحت کی' اور صدقہ دینے کا حکم دیا' آپ کے ساتھ بلال تھے، انھوں نے دامن یوں پھیلا رکھا تھا۔ ابو بکر نے کہا: گویا وہ اپنا کپڑا لٹکا رہے ہیں' تو کوئی عورت انگوٹھی ڈالتی، کوئی بالیاں اور کوئی کچھ۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے دن خطبہ سے پہلے نماز پڑھنی چاہیے، کچھ لوگ نماز سے پہلے وعظ ونصیحت شروع کر دیتے ہیں، یہ سنت کی مخالفت ہے، امام عورتوں کو الگ خطبہ دے سکتا ہے، لیکن آج کل تو اسپیکر کا انتظام ہوتا ہے، لیکن اگر کوئی ایسا موقع بن جائے تو امام عورتوں کو خطبہ دے سکتا ہے۔ ایسے امام کے دو خطبے ہوں گے۔ عید کے دن صدقہ وخیرات لینا درست ہے، اور زیادہ سے زیادہ صدقہ کرنا چاہیے، امام عورتوں کو وعظ کرتے ہوئے اپنے شاگرد کو ساتھ لے جا سکتا ہے۔

[483]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْجُدُ فِي ص وَلَيْسَتْ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو (سورت) ص میں سجدہ تلاوت کرتے دیکھا ہے اور یہ ضروری سجدوں میں سے نہیں ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورۃ ص میں سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے، اگر کوئی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، اگر کوئی سجدہ نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ عزائم سجود سے مراد وہ سجود تلاوت ہیں جنھیں بجالانے کی تاکید کی گئی ہے۔

[484]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے،

(483) صحيح البخاري، كتاب سجود القرآن، باب سجدة ص، حديث: 1069۔ سنن ابى داود، كتاب سجود القرآن، باب السجود فى ص، حديث: 1409۔ سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى السجدة فى ص، حديث: 577۔ سنن الكبرى للنسائى: 11105۔ مسند احمد: 1/ 360۔ صحيح ابن خزيمه: 550۔ سنن الدارمى: 1475۔ مصنف عبدالرزاق: 5865۔ سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 318۔

(484) صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب جواز اكل المحدث الطعام، حديث: 374۔ سنن الكبرى للنسائى: ⇦⇦

قَالَ: ثنا عَمْرٌو قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: ((كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ)) فَقِيلَ لَهُ أَلَا تَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: ((لَمْ أُصَلِّ فَأَتَوَضَّأُ))

آپ بیت الخلا سے نکلے تو کھانا لایا گیا' آپ کو عرض کی گئی: آپ مکمل وضو نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا: میں نماز تو نہیں پڑھنے لگا کہ وضو کروں؟

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب کر کے فوراً بعد وضو کرنا واجب نہیں ہے، وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

[485]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ أَتَى الْغَائِطَ ثُمَّ خَرَجَ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فَقِيلَ لَهُ أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: ((إِنَّمَا أَسْتَطِيبُ بِشِمَالِي وَإِنَّمَا آكُلُ بِيَمِينِي)).

حضرت عمر بیت الخلا سے نکلے تو کھانا لایا گیا' ان کو کہا گیا: کیا آپ وضو نہیں کرتے؟ تو انھوں نے کہا: میں بائیں ہاتھ سے استنجا کرتا ہوں' اور میں دائیں ہاتھ سے کھاتا ہوں۔

**فائدہ**: ......اس سے ثابت ہوا کہ بائیں ہاتھ کے ساتھ استنجاء وغیرہ کرنا چاہیے، اور دائیں ہاتھ سے کھانا وغیرہ کھایا جائے۔

[486]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو مَعْبَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: ((مَا كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا بِالتَّكْبِيرِ))

ابن عباس نے فرمایا: ہم نہیں پہچانتے تھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کی تکمیل کو مگر تکبیر کے ذریعے۔ عمرو بن دینار نامی راوی یہ کہتے ہیں: میں اپنے استاد ابو معبد کے سامنے بعد میں یہ روایت ذکر کی تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا اور بولے:

---

⇦⇦ 6736۔ شمائل ترمذی: 187۔ مسند احمد: 1/ 221۔سنن الدارمی: 773۔مصنف ابن ابی شیبة: 8/ 298۔ مسند الطيالسی: 2765۔صحيح ابن حبان: 5208۔ سنن الكبرى للبيهقی: 1/ 42۔

(485) منقطع۔ عروہ کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔ مصنف ابن ابی شيبة: 8/ 298۔

(486) صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب الذكر بعد الصلاة، حديث: 841۔صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب الذكر بعد الصلاة، حديث: 583۔سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب التكبير بعد الصلاة، حديث: 1002۔ سنن النسائی، كتاب السهو، باب التكبير بعد تسليم الامام، حديث: 1336۔مسند احمد: 1/ 222۔صحيح ابن خزيمه: 1706۔ صحيح ابن حبان: 2232۔مسند ابی يعلٰی: 2392۔معجم الكبير للطبرانی: 12200۔

قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُ بَعْدَ ذَلِكَ لِأَبِي مَعْبَدٍ فَأَنْكَرَهُ، وَقَالَ: لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ فَقُلْتُ: بَلَى قَدْ حَدَّثْتَنِيهِ قَبْلَ هَذَا قَالَ سُفْيَانُ كَأَنَّهُ خَشِيَ عَلَى نَفْسِهِ.

میں نے تو یہ حدیث تمہیں نہیں سنائی ہے میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ اس سے پہلے یہ حدیث مجھے سنا چکے ہیں۔ سفیان کہتے ہیں: گویا انہیں اپنی ذات کے حوالے سے اندیشہ تھا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا چاہیے، لیکن آج کل بعض لوگوں نے سنت کو چھوڑ کر بدعت کو اختیار کر لیا ہے کہ اللہ اکبر کو چھوڑ کر سلام کے بعد لا الہ الا اللہ کا ورد سب مل کر بلند آواز سے کرتے ہیں یا اللہ ھو، اللہ ھو کی ضربیں لگانا شروع کر دیتے ہیں یہ قطعی طور پر غیر شرعی کام ہیں، نماز کے مکمل ہونے کے بعد اونچی آواز میں اللہ اکبر کہنا مسنون ہے۔ شیخ ابو عمر عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ نے اس مسئلہ پر مستقل رسالہ لکھا ہے جو لائق مطالعہ ہے۔ انظر (سلسلة مجموعہ الرسائل لشیخ نورستانی، ص: 400 تا 426)

[**487**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِدَلْوٍ مِنْ زَمْزَمَ فَنُزِعَ لَهُ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم کے کنویں میں ڈول ڈالنے کا حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نکالا گیا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیا۔

**فائدہ**: ......سوال: آب زم زم کھڑے ہو کر پینے کے تعلق سے یہ سوال ہے کہ کیا یہ جائز ہے؟

جواب:...... شیخ البانی رحمہ اللہ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: دیکھیں آب زم زم کے بارے میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پی رہے تھے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور ہم نے بھی ابھی ذکر کیا تھا۔ تو اسے سنت لازمہ بنا دیا کہ کھڑے ہو کر آب زم زم پیا جائے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ کھڑے ہو کر پیا تھا اس کی وجہ لوگوں کا رش اور بھیڑ تھی۔ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی سیرت پڑھے گا پھر خصوصی طور پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ چلتے تھے تو اس پر یہ بات مکمل روشن وواضح ہو جائے گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی طور پر اپنے آپ کو اپنے ساتھیوں سے ممتاز بالکل نہیں رکھتے تھے، پس آپ آخری دور کے امراء کی طرح

(487) صحيح البخارى، كتاب الاشربة، باب الشرب قائما، حديث: 5617۔ صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب فى الشرب من زمزم قائما۔ سنن الترمذى، كتاب الاشربة، باب ما جاء فى الرخصة فى الشرب قائما، حديث: 1882۔ سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب الشرب من زمزم، حديث: 2967۔ سنن ابن ماجه، كتاب الاشربة، باب الشرب قائما، حديث: 3422۔ شمائل ترمذى: 208۔ مسند احمد: 1/ 220۔ صحيح ابن خزيمه: 2945۔ مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 203۔ مسندابى يعلٰى: 2406۔ صحيح ابن حبان: 3838۔

نہیں تھے کہ ان کے لیے راستے خالی کروا دیے جاتے ہیں بلکہ کبھی تو ان کے لیے پوری مسجد الحرام تک خالی کروادی جاتی ہے، کعبۃ اللہ تو دور کی بات رہی اور آخر تک جو کچھ ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق وصفات میں سے یہ نہ تھا۔ بلکہ جیسا کہ آپ ﷺ کے ایک صحابی سیدنا عبداللہ بن قدامہ العامری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی صفت بیان فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر چلے جا رہے تھے اور: "وَلَا طَرْدٌ وَلَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ" (نہ لوگوں کو دھکیلا جا رہا تھا، نہ راستے سے ایک طرف ہوجانے کو کہا جا رہا تھا)۔ یعنی ان سب کے ساتھ ہی چلے جا رہے تھے۔ کوئی یہ نہیں کہتا تھا کہ نبی رحمت ﷺ کے لیے راستے صاف کرو، بالکل نہیں۔

پس جب آپ ﷺ داخل ہوئے اور آب زم زم میں سے پینا چاہا تو کیا طلب کیا آپ ﷺ نے؟ اگر ہم اپنے آپ پر انھیں قیاس کریں کہ آب زم زم پینے کے لیے طلب کر رہے ہوں، تو یہ طلب کریں گے کہ ان کے لیے تازہ پانی کا ڈول نکالا جائے، لیکن نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: وہیں سے دے دو جہاں سے دیگر مسلمان پی رہے ہیں یعنی اسی مشکیزے سے۔ لہٰذا اگر رسول کریم ﷺ اس وقت بیٹھ کر پینا چاہتے تو رش کی شدت کے باعث بھیڑ تلے کچلے جانے تک کا خطرہ تھا۔ اور آپ ﷺ کے اخلاق میں سے نا تھا کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کو تعینات فرمائیں جو آپ ﷺ کے آگے پیچھے دائیں بائیں چمٹ کر لوگوں کو کہتے رہیں راستہ دو راستہ دو۔ بالکل نہیں، اسی لیے آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیا۔ اسی طرح بعض دوسری احادیث میں جو سنن الترمذی میں ہیں آیا ہے کہ آپ ﷺ ایک مشکیزے کے پاس آئے جو لٹکا ہوا تھا۔ آپ نے اس کا بند کھولا اور کھڑے ہو کر ہی اس میں سے پیا، کیونکہ وہ اوپر لٹکا ہوا تھا، اور یہاں کھڑے ہو کر پینا اصل مقصود نہ تھا، بلکہ آپ تو مجبور تھے۔ چنانچہ ہمارے لیے جائز نہیں کہ اس قسم کے جزئی واقعات وحادثات کا ہم قواعدِ کلیہ سے ٹکراؤ کریں۔ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا، بلکہ زجر بھی فرمایا (ڈانٹا بھی) اور قے تک کر دینے کا حکم فرمایا۔ اسی طرح سے ہونا چاہیے اس شخص کو جو رب العالمین کی طرف سے بھیجے گئے دین میں تفقہ چاہتا ہے (یعنی وہ دلائل کو جمع کرتا اور اصول پر چلتا ہے)۔ [1] صحیح بخاری 1637 میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ، فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ" (میں نے رسول اللہ ﷺ کو آب زم زم پلایا، پس آپ ﷺ نے اسے کھڑے ہونے کی حالت میں پیا)۔ اور صحیح مسلم میں "بَابُ فِي الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ قَائِمًا" (باب: آب زم زم میں سے کھڑے ہو کر پینے کے بارے میں) کے تحت چار روایات لائے ہیں۔ [2] اسے امام الترمذی نے 903 میں روایت فرمایا، اور شیخ البانی نے صحیح الترمذی میں صحیح قرار دیا ہے۔ [3] دیکھیں صحیح مسلم میں "بَابُ كَرَاهِيَةِ الشُّرْبِ قَائِمًا" (باب: کھڑے ہو کر پینے کی کراہیت کے بارے میں)، جبکہ جو علماء جواز کے قائل ہیں اس کے لیے پڑھیں صحیح بخاری "بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا" (کھڑے ہو کر پینے سے متعلق باب) جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بھی روایت ہے کہ

کھڑے ہوکر پیا اور فرمایا لوگ اسے مکروہ وناپسندیدہ سمجھتے ہیں حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کھڑے ہوکر پیتے دیکھا۔ اللہ اعلم [اس فتوے کا ترجمہ مولانا طارق بروہی حفظہ اللہ نے کیا ہے۔]

[488]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى خَالَتِي مَيْمُونَةَ وَمَعَنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَتْ لَهُ مَيْمُونَةُ: أَلَا نُقَدِّمُ إِلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ شَيْئًا أَهْدَتْهُ لَنَا أُمُّ غُفَيْقٍ فَأَتَتْهُ بِضِبَابٍ مَشْوِيَّةٍ ((فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَفَلَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا، وَأَمَرَنَا أَنْ نَأْكُلَ)) ثُمَّ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِإِنَاءٍ فِيهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ وَأَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَخَالِدٌ عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الشَّرْبَةُ لَكَ يَا غُلَامُ وَإِنْ شِئْتَ آثَرْتَ بِهَا خَالِدًا)) فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ لِأُوثِرَ بِسُؤْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَدًا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا فَلْيَقُلِ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَبْدِلْنَا مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ، وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَنًا فَلْيَقُلِ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ؛ فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ يُجْزِءُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُهُ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی خالہ میمونہ کے گھر گیا، ہمارے ساتھ خالد بن ولید بھی تھے، تو میمونہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کو پیش کرتے ہیں ایک ایسی چیز جو ام غفیق نے ہمیں تحفہ میں دی ہے، پھر وہ بھنا ہوا سانڈہ لائیں' جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا تو تین بار تھوکا، اور اس میں سے نہ کھایا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم کھائیں۔ پھر آپ کے لیے برتن میں دودھ لایا گیا آپ نے پیا۔ میں آپ کے دائیں طرف تھا' اور خالد بائیں طرف' رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے لڑکے! پینے کا حق تو تیرا ہے اگر تو چاہے تو خالد کو اپنے اوپر ترجیح دے دے، تو میں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پس خوردہ میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ کھانا عطا کرے تو وہ کہے: "اللهم! بارك لنا فيه وأبدلنا ما هو خير منه"، "یا اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت ڈال اور بدل کر دے ہمیں وہ جو اس سے بہتر ہو۔" اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ پلائے تو وہ کہے: "اللهم! بارك لنا فيه وزدنا منه" "اے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت ڈال اور ہمیں یہ زیادہ عطا کر'

(488) اسناده ضعيف، علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے، تاہم حدیث کے بعض شواہد ہیں۔ سنن ابی داود، كتاب الاشربة، باب ما يقول اذا شرب اللبن، حديث: 3730۔ سنن الترمذی، كتاب الدعوات، باب ما يقول اذا اكل، حديث: 3455۔ شمائل ترمذی: 205۔ سنن الكبرى للنسائی: 10118۔ عمل اليوم والليلة للنسائی: 286۔ مسند احمد: 225، 1/ 220۔ مصنف عبدالرزاق: 8676۔ طبقات ابن سعد: 396، 1/ 397۔ شعب الايمان للبيهقی: 5957۔ شرح السنة للبغوی: 3055۔

میں نہیں جانتا کہ دودھ کے علاوہ کوئی روٹی اور پانی دونوں کے قائم مقام ہو سکے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے والی چیزیں ایک دوسرے کو تحفے کرتے رہنا چاہیے، اگر کوئی کھانے والی چیز پسند نہ آئے یا آدمی کا پہلے ہی پیٹ بھرا ہوا ہو تو وہ کھانا کھانے سے انکار کر سکتا ہے، دودھ کا تحفہ واپس نہیں کرنا چاہیے، اور جب انسان کسی کو تحفہ وغیرہ یا کوئی اور چیز دینا چاہے تو اس کو پہلے دائیں طرف والے کو دینی چاہیے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کوئی چیز کھلانا چاہیں تو پھر اس کو روکا نہیں جا سکتا۔

[489]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو: قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((إِنَّكُمْ مُلَاقُوا اللّٰهِ مُشَاةً حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا، وہ فرما رہے تھے: بے شک تم اللہ سے ننگے پاؤں چلنے والے، برہنہ جسم بغیر ختنہ کیے ہوئے ملو گے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد میں منبر ہونا چاہیے، قیامت کے دن انسان بالکل ننگا ہو گا، اس دن سب برابر ہوں گے، اور بغیر ختنے کے ہوں گے۔ روزِ قیامت سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ (صحيح البخاری : 6526)

[490]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: ((مَا عَلِمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنے میں کسی دن کو دوسرے دنوں پر فضیلت دی ہو مگر اس عاشورا کے دن کو اور اس ماہ رمضان کو۔

---

(489) صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب الحشر، حديث: 6525۔ صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، حديث 2860۔ سنن الترمذی، كتاب صفة القيامة، باب ما جاء فی شان الحشر، حديث: 2423۔ سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب البعث، حديث: 2083۔ مسند احمد: 1/ 220۔ مصنف ابن ابی شيبة: 13/ 237، 236۔ مسندابی يعلٰی: 2396۔ صحيح ابن حبان: 7322۔

(490) صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، حديث: 2006۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، حديث: 1132۔ سنن النسائی، كتاب الصيام، باب صوم النبی ﷺ بابی هو وامی، حديث: 2372۔ مسند احمد: 1/ 222۔ مسند الشافعی: 1/ 262۔ مصنف ابن ابی شيبة: 3/ 58۔ صحيح ابن خزيمه: 2086۔ شعب الايمان للبيهقی: 3779۔

صَـامَ يَـوْمًا يَتَحَرَّى فَضْلَهُ عَلَى الْأَيَّامِ إِلَّا هَذَا الْيَـوْمِ يَـعْنِي عَاشُورَاءَ وَهَذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ)) .

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان اور عاشوراء (محرم کی نو تاریخ) کے روزے بہت فضیلت رکھتے ہیں، ان کے علاوہ تمام دن روزہ رکھنے میں برابر ہیں، اگر کوئی چاہے تو صوم داؤدی (ایک دن روزہ رکھنا، ایک دن افطار کرنا) رکھ لے، یا ایام بیض (ہر ماہ کی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ) کے روزے رکھ لے۔

[491]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَـنِ ابْـنِ أَبِـي لَيْلَى، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيـهِ، عَـنْ جَـدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰـهِ ﷺ قَـالَ: ((لَإِنْ بَـقِيـتُ لَآمُـرَنَّ بِـصِيَامِ يَوْمٍ قَبْلَهُ أَوْ يَوْمٍ بَعْدَهُ)) يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ .

داؤد بن علی اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو عاشورا کے دن سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ رکھنے کا بھی حکم دوں گا۔

فائدہ: ......اس سے پتا چلتا ہے کہ عاشوراء (دس محرم) کے روزے کے ساتھ نو محرم یا گیارہ محرم کا روزہ بھی ملا لینا چاہیے، لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

[492]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانَ قَـالَ: ثنا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ أَنَّـهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْـنَ وَعْلَةَ الْمِصْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَـقُـولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُولُ: ((أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ)) .

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو چمڑا (کچی کھال) دباغت کیا جائے وہ پاک ہو جاتا ہے۔

---

(491) اسناده ضعيف، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سیء الحفظ راوی ہے۔ مسند احمد: 1/ 241۔صحيح ابن خزيمه: 2095۔الكامل لابن عدى: 3/ 956۔سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 287۔مسندالبزار، الكشف: 1052۔

(492) صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، حديث: 363۔سنن ابى داود، كتاب اللباس، باب فى اهب الميتة، حديث: 4123۔ سنن الترمذى، كتاب اللباس، باب ما جاء فى جلود الميتة اذا دبغت، حديث: 1728۔ سنن النسائى، كتاب الفرع، باب جلود الميتة حديث: 4246۔سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، حديث: 3609۔مسند احمد: 1/ 219۔سنن الدارمى: 1991۔مؤطا امام مالك، ص: 315، 316۔ مسند الشافعى: 1/ 26۔مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 378۔مسندابى يعلى: 2385۔ صحيح ابن حبان: 1287۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے، یاد رہے کہ ماکول اللحم جانور (جس کا گوشت کھایا جائے) جب مرتا ہے تو اس کا چمڑا ناپاک ہو جاتا ہے، جب اس کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے، لیکن غیر ماکول اللحم جانوروں کا چمڑا رنگنے سے پاک نہیں ہوتا۔

[493]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ الشَّعْبِيِّ الْمَسْجِدَ فَقَالَ هَلْ تَرَى أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا نَجْلِسُ إِلَيْهِ؟ هَلْ تَرَى أَبَا حُصَيْنٍ؟ قُلْتُ: لَا ثُمَّ نَظَرَ فَرَأَى يَزِيدَ بْنَ الْأَصَمِّ فَقَالَ هَلْ لَكَ أَنْ تَجْلِسَ إِلَيْهِ؛ فَإِنَّ خَالَتَهُ مَيْمُونَةُ فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ ذُكِرَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الضَّبِّ ((لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ)) فَغَضِبَ فَقَالَ: مَا بُعِثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مُحِلًّا أَوْ مُحَرِّمًا وَقَدْ أُكِلَ عِنْدَهُ.

شیبانی بیان کرتے ہیں: میں شعبی کے ہمراہ مسجد میں داخل ہوا تو وہ بولے: کیا تمہارے علم میں کوئی ایسا صاحب علم ہے، جس کے پاس جاکر ہم بیٹھیں۔ کیا تم ابوحصین کے پاس جانا چاہو گے میں نے جواب دیا: جی نہیں۔ پھر انہوں نے جائزہ لیا تو ان کی نظر یزید بن اصم پر پڑی تو وہ بولے: کیا تم ان کے پاس جاکر بیٹھنا چاہو گے، کیونکہ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ان کی خالہ ہیں تو ہم ان کے پاس جاکر بیٹھ گئے تو یزید بن اصم نے بتایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس (ضب) سانڈے کے بارے میں نبی ﷺ کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا کہ نہ میں ضب کو کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما غضبناک ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حلال کرنے اور حرام کرنے والا بنا کر مبعوث کیا تھا، آپ کے سامنے اس کو کھایا گیا ہے۔

فائدہ :......معلوم ہوا کہ ضب (سانڈہ) کھانا حلال ہے۔ تقریری حدیث بھی حجت ہوتی ہے۔

[494]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمَّارٌ الدُّهْنِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

ایک آدمی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا اور اس نے پوچھا کہ ایک آدمی نے ایک مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کیا'

(493) صحیح مسلم، کتاب الصیدوالذبائح، باب اباحة الضب، حدیث: 1948۔مسند احمد: 1/ 294، 326۔ مصنف ابن ابی شیبة : 8/ 269۔طبقات ابن سعد: 1/ 396۔صحیح ابی عوانة: 177، 5/ 178۔معجم الکبیر للطبرانی: 13008۔ سنن الکبری للبیهقی: 323، 9/ 324۔

(494) صحیح، سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، باب تحریم الدم، حدیث: 4004۔سنن ابن ماجه، کتاب الدیات، حدیث: 2621۔مسند احمد: 1/ 222۔مسند عبدبن حمید: 680۔الناسخ والمنسوخ لابی جعفر النحاس، ص: 137)۔معجم الکبیر للطبرانی: 12597۔تفسیرابن جریر: 10193۔من طرق عن سالم بن ابی الجعدبه۔ سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، حدیث: 3029۔من طریق عمروبن دینار عن ابن عباس۔

الْجَابِرُ أَنَّهُمَا سَمِعَا سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا ثُمَّ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَنَّى لَهُ الْهُدَى سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُولُ: يُؤْتَى بِالْمَقْتُولِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقًا بِالْقَاتِلِ يَشْخَبُ أَوْدَاجُهُ دَمًا حَتَّى يَنْتَهِيَ بِهِ إِلَى الْعَرْشِ فَيَقُولُ: رَبِّ سَلْ هَذَا فِيمَ قَتَلَنِي؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاللَّهِ لَقَدْ أَنْزَلَهَا اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ ثُمَّ مَا نَسَخَهَا مُنْذُ أَنْزَلَهَا.

پھر اس نے توبہ کی اور ایمان لایا' اعمالِ صالح کیے، پھر ہدایت پائی' تو ابن عباس نے فرمایا: اس کے لیے ہدایت کہاں؟ میں نے تمھارے نبی ﷺ سے سنا ہے: قیامت کے دن مقتول کو قاتل کے ساتھ لٹکایا ہوالایا جائے گا' اس کی خون کی رگوں سے خون بہتا ہو گا یہاں تک کہ عرش کے پاس پہنچے گا، مقتول کہے گا: اے رب تعالیٰ! اس سے پوچھ مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ ابن عباس نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس آیت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر نازل کیا پھر جب سے یہ اتاری ہے منسوخ بھی نہیں کی ہے۔

**فائدہ** :...... (1) بحث طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا مومن کو جان بوجھ کر ناحق قتل کرنے والے کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے قائل نہیں کیونکہ اس کے بارے میں سورۂ نساء کی ایک مخصوص آیت اتر چکی ہے کہ: ﴿وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (النسآء: 93) ''اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر (ناحق) قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور لعنت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔''
آیت کے ظاہر الفاظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تائید کرتے ہیں، نیز یہ حقوق العباد میں سے سب سے بڑا حق ہے، لہٰذا مقتول کی رضا مندی کے بغیر معافی کیسی؟ مگر دیگر اہل علم اس کی توبہ کے بھی قائل ہیں۔ استدلال سورۂ فرقان کی آیت سے ہے: ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الفرقان: 70) ''مگر جو توبہ کر لے، ایمان لے آئے اور نیک کام کرنے لگے، اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔'' اس سے پہلی آیت میں کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے اور ان میں قتل بھی مذکور ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف یہ ہے کہ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے، یعنی جو شخص کفر کی حالت میں قتل کر بیٹھے، پھر توبہ کرے اور اسلام قبول کر لے تو اسلام کی برکت سے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے جن میں قتل بھی شامل ہے، مگر ایمان لانے کے بعد کسی بے گناہ مومن کو قصداً قتل کرے تو اس کے لیے سورۂ نساء والی آیت ہے جس میں توبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس مسئلے میں اکیلے ہیں

۔ جمہور اہل علم توبہ کے قائل ہیں کیونکہ آخر یہ ہے تو کبیرہ گناہ ہی، کفر تو نہیں، لہٰذا قابل معافی ہے۔ ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النسآء: 48) ''باقی رہا اس کا حقوق العباد سے متعلق ہونا، تو کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو معاف فرمانا چاہے، تو اس کے مقتول کو اپنی طرف سے راضی فرما دے، مثلاً: اسے اپنے فضل سے جنت میں بھیج کر خوش کر دے اور وہ معاف کر دے وغیرہ۔ (2) ''منسوخ فرمادیا'' اس آیت سے مراد سورۂ فرقان والی آیت ہے جس میں توبہ کا ذکر ہے۔ اس کا منسوخ ہونا اس لیے قرین قیاس ہے کہ یہ مکی آیت ہے اور دوسری آیت سورۂ نساء والی مدنی ہے مگر مندرجہ ذیل تطبیق کی صورت میں کسی کو منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم (نیز دیکھیے، حدیث: 3989، اور حدیث: 4013)

## أَحَادِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَيْضًا

## ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مزید مرویات

[**495**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ سُحَيْمٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ، أَلَا إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا الرَّبَّ فِيهِ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ اوپر اٹھایا جبکہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفوں میں تھے، تو آپ نے فرمایا: نبوت کی بشارتوں میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا مگر اچھے خواب جو مسلمان دیکھے یا اس کے لیے دیکھے جائیں۔ خبردار رہو! مجھے رکوع وسجود کی حالت میں تلاوت قرآن سے منع کیا گیا ہے، رکوع میں رب کی عظمت بیان کرو! اور سجدے میں دعائیں مانگو، یقین ہے کہ تمھاری دعائیں قبول ہوں۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچھا خواب نبوت کا ایک حصہ ہے، اور مومن کی علامت

(495) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب النهى عن قراء ة القرآن فى الركوع والسجود، حديث: 479۔ سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب الدعاء فى الركوع والسجود، حديث: 876۔ سنن النسائى، كتاب التطبيق، باب تعظيم الرب فى الركوع، حديث: 1046۔ وباب الامر بالاجتهاد فى الدعاء فى السجود، حديث: 1121۔ سنن ابن ماجه، كتاب الرؤيا، باب الرؤيا الصالحة يراها المسلم او ترى له، حديث: 3899۔ مسند احمد: 1/ 219۔ سنن الدارمى: 1331، 2332۔ صحيح ابن خزيمه: 548، 599۔ صحيح ابن حبان: 1896۔ مسند ابى يعلٰى: 2387۔

ہے، رکوع وسجود میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا منع ہے، ان میں صرف اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرنی چاہیے، اور سجدے میں مسنون دعا کرنی چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سجدے میں کی گئی دعا کو بہت زیادہ قبول فرماتے ہیں۔

[496]...... قَالَ سُفْيَانُ أَخْبَرَنِيهِ زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ قَبْلَ أَنْ أَسْمَعَهُ فَقُلْتُ لَهُ: أُقْرِءُ سُلَيْمَانَ مِنْكَ السَّلامَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ أَقْرَيْتُهُ مِنْهُ السَّلامَ وَسَأَلْتُهُ عَنْهُ.

سفیان نے کہا: مجھے زیاد بن سعد نے خبر دی قبل اس کے کہ میں یہ ان سے سنوں تو میں نے ان کے لیے کہا: کیا میں آپ کی طرف سے سلیمان کو سلام کہوں؟ تو انھوں نے کہا: جی ہاں! جب میں مدینہ آیا تو میں نے ان کی طرف سے انھیں سلام کیا اور میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا۔

[497]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَيْهِ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا)) قَالَ سُفْيَانُ: فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّمَا حَدَّثَنَاهُ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ عَمْرٌو: وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عَطَاءٍ يُحَدِّثُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ عَلَيْنَا جَابِرٌ مَكَّةَ قَالَ سُفْيَانُ: وَإِنَّمَا لَقِيَ عَمْرٌو وَعَطَاءٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى جَابِرًا فِي سَنَةٍ جَاوَرَ فِيهَا.

ابن عباس سے مروی ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ صاف نہ کرے یہاں تک کہ اس کو چاٹ لے یا چٹوا دے۔ سفیان کہتے ہیں: عمرو نے ان سے کہا: اے ابو محمد! یہ روایت عطاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کی ہے تو عمرو بولے: اللہ کی قسم! میں نے تو یہ روایت عطا کی زبانی سنی ہے، جسے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا تھا اور یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ہمارے ہاں مکہ آنے سے پہلے کی بات ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانا کھا کر ہاتھوں کو فوراً دھونا نہیں چاہیے اور نہ ہی پونچھنے چاہئیں، بلکہ ان کو چاٹ لینا چاہیے، اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں کہ اس نے کھانے کے کس ٹکڑے میں زیادہ برکت رکھی

(496) صحیح، صحیح ابی عوانة : 1863۔ المعرفة والتاریخ للفسوی : 701/2.

(497) صحیح البخاری، کتاب الاطعمة، باب لعق الاصابع ومصها، حدیث: 5456۔صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب استحباب لعق الاصابع والقصعة، حدیث: 2031۔سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب لعق الاصابع، حدیث: 3269۔سنن الکبری للنسائی : 6775۔مسند احمد : 1/ 221۔ سنن الدارمی: 2032۔مصنف ابن ابی شیبة : 8/ 94۔ مسندابی یعلٰی: 2503۔من طریق سفیان عن عمرو عن عطاء به۔سنن ابی داود، کتاب الاطعمة، باب فی المندیل ، حدیث: 3847۔من طریق ابن جریج عن عطاء به۔

ہے، برکت کی صراحت صحیح مسلم :5300 (2033) میں ہے :انگلیوں کو چاٹ لینے کے بعد دھونا یا رومال، ٹشو پیپر سے صاف کرنا چاہیے۔

[**498**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ لِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ قَدْ أُعْطِيَتْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ مَيِّتَةً قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا عَلَى أَهْلِ هَذِهِ لَوْ أَخَذُوا إِهَابَهَا فَدَبَغُوهُ وَانْتَفَعُوا بِهِ)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ ((إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا)) وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا ذَكَرَ فِيهِ مَيْمُونَةَ وَرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْهُ فَنَحْنُ نَذْكُرُ كَذَا وَكَذَا .

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میمونہ نے اپنے موالی (آزاد کردہ) پر ایک بکری صدقہ کی جوان کے پاس مرگئی، رسول اللہ ﷺ کا اس طرف گزر ہوا' تو آپ نے فرمایا: اگر یہ لوگ اس کی کھال اتار کر دباغت کر کے اس سے فائدہ اٹھاتے؟ تو لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو مردہ ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔ سفیان نامی راوی نے بعض اوقات اس میں سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کیا ہے اور بعض اوقات ان کا تزکرہ نہیں کیا تو ہم اس طرح اور اس طرح (دونوں طرح) اسے ذکر کر رہے ہیں۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ماکول اللحم جانور اگر مر جائے تو اس کی کھال ناپاک ہو جاتی ہے، اور اگر جانور کی کھال اتار کر اسے کیکر کی چھال سے رنگ لیا جائے ،تو اس سے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ غیر ماکول اللحم جانور کی کھال ہر حالت میں ناپاک ہے، وہ رنگنے سے بھی پاک نہیں ہوتی۔

[**499**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَحَدَّثَنَاهُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عمرو نے بیان کیا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عشاء زیادہ مؤخر کر کے پڑھی، جناب عمر

---

(498) صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب طهورة جلود الميتة بالدباغ، حديث: 363۔سنن النسائى، كتاب الفرع، باب جلود الميتة، حديث: 4243۔من طريق سفيان بهذا الاسناد۔سنن الترمذى، كتاب اللباس، باب ما جاء فى جلود الميتة اذا دبغت، حديث: 1727۔مسند احمد : 1/ 227۔مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 380۔سنن الدارقطنى : 1/ 44۔ معجم الكبير للطبرانى: 11501۔سنن الكبرى للبيهقى: 1/ 16۔من طريق عن عطاء بن ابى رباح به۔

(499) صحيح مسلم، كتاب التمنى، باب ما يجوز من اللو، حديث: 7239۔صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب وقت العشاء وتاخيرها، حديث: 642۔سنن النسائى، كتاب المواقيت، باب ما يستحب من تاخير العشاء، حديث: 533۔ مسند احمد: 1/ 221۔سنن الدارمى: 1218۔ مسندابى يعلىٰ: 2398۔صحيح ابن خزيمه : 342۔ صحيح ابى عوانة: 1/ 365۔صحيح ابن حبان: 1533۔

ابْـنُ جُـرَيْجٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَـمْـرٌو: ((أَعْتَـمَ رَسُـولُ اللّـهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ بِـالْعِشَاءِ)) فَخَرَجَ عُمَرُ فَنَادَى فَقَالَ الصَّلَاةَ يَا رَسُـولَ اللّٰهِ قَدْ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ بِالْعِشَاءِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَأْسُـهُ يَقْطُرُ مَاءً وَهُوَ يَـقُـولُ: ((إِنَّـهُ لَـلْـوَقْـتُ لَـوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْـمُـؤْمِـنِينَ مَا صَلَّيْتُ إِلَّا هَذِهِ السَّاعَةَ)) قَالَ ابْـنُ جُرَيْجٍ فَخَرَجَ ﷺ وَهُـوَ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِـقِّـهِ وَهُـوَ يَـقُولُ ((إِنَّهُ الْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَـلَـى أُمَّتِـي)) وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا حَدَّثَ بِهَذَا الْـحَـدِيـثِ فَأَدْرَجَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَمْرٍو وَابْـنِ جُـرَيْـجٍ مَـا يَذْكُرُ فِيهِ الْخَبَرَ فَإِذَا قَالَ فِيهِ حَـدَّثَـنَـا وَسَـمِعْتُ أَوْ سَمِعْتُ أَوْ أَخْبَرَنَا أَخْبَرَ بِهَذَا عَلَى هَذَا وَهَذَا عَلَى هَذَا .

بن خطاب نکلے اور انھوں نے آواز دی: یا رسول اللہ ﷺ! نماز، عورتیں اور بچے سو رہے ہیں، ابن جریج نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نمازِ عشاء میں تاخیر کی، پھر جناب عمر نکلے، انھوں نے آواز دی اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! نماز (کا وقت ہوگیا ہے)، اور بچے اور عورتیں سو گئی ہیں۔ عمرو بیان کرتے ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے تو آپ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے: یہ عمدہ وقت ہے، اگر میری امت کے لیے مشکل نہ ہوتا تو میں عشا کو اسی وقت پڑھا کرتا' ابن جریج نے کہا: آپ سر کے ایک طرف سے پانی پونچھتے جاتے اور کہتے جاتے تھے: یہ وقت ہے اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا۔ سفیان نامی راوی نے بعض اوقات اس حدیث کو نقل کرتے ہوئے اس میں یہ ادراج کیا ہے کہ یہ روایت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عشاء کی نماز جتنی تاخیر سے پڑھی جائے، اس کا اُتنا ہی زیادہ ثواب ہے، لیکن یہ اس وقت ہے جب مسجد کے تمام لوگ اس پر متفق ہوں، ورنہ عام اول وقت میں ہی پڑھ لینی چاہیے، جس طرح عام معمول کے مطابق پڑھی جا رہی ہے۔

[**500**]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تحقیق نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ

(500) صحیح مسلم، کتاب الاذان، باب السجود علی سبعة اعظم، حدیث: 809۔صحیح مسلم، کتاب الصلاة، بـاب اعـضاء السجود والنهی عن کف الشعر والثوب، حدیث: 490۔سـنـن ابی داود، کتاب الصلاة، باب اعضاء السجود، حدیث: 889۔سـنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی السجود علی سبعة اعظم، حدیث: 273۔ سـنن النسائی، کتاب التطبیق، حدیث: 1116۔ سـنـن ابـن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب السجود، حدیث: 883۔وباب کف الشعر والثوب فی الصلاة، حدیث: 1040۔مسنداحمد: 1/ 221۔ سنن الدارمی: 1324۔صحیح ابن خزیمه: 634۔صحیح ابن حبان: 1923۔مسندابی یعلٰی: 2431۔ مصنف عبدالرزاق: 2971۔

قَالَ: ثنا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُمِـرَ أَنْ يَسْجُدَ مِنْهُ عَلَى سَبْعٍ وَنُهِيَ أَنْ يَكُفَّ شَعْرَهُ أَوْ ثِيَابَهُ)).

سات اعضاء پرسجدہ کیا کریں اور آپ کو منع کیا گیا کہ اپنے بال یا کپڑے روکیں یا تھامیں۔

فائدہ:......اس حدیث میں سجدے کے سات اعضاء بیان کیے گئے ہیں۔حدیث نمبر(501) میں ان کی تفصیل موجود ہے،سجدے میں یہ سات کے سات اعضاء ہی زمین پر لگنے چاہئیں،بعض لوگ ناک کو زمین پر نہیں لگاتے، حالانکہ ناک زمین پر لگانا واجب ہے۔اس حدیث میں نماز میں بالوں کا جوڑا بنا کر سر کے اوپر باندھنے سے منع کیا گیا ہے،اور نماز میں کپڑوں کو اکٹھا کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے،بعض لوگ نماز میں اپنے کپڑوں اور بالوں کو سنوارتے رہتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔سجدے کے اعضاء کی فضیلت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنمیوں میں سے جن پر اللہ تعالیٰ رحم فرمانا چاہیں گے،تو ملائکہ کو حکم دیں گے کہ جو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے، انھیں باہر نکالو، چنانچہ وہ ان کو باہر نکالیں گے،اور موحدوں کو سجدے کے آثار سے ہی پہچانیں گے،اللہ تعالیٰ نے جہنم پر سجدے کے آثار کو جلانا حرام کر دیا ہے، چنانچہ جب یہ جہنم سے نکالے جائیں گے تو آثار سجدہ کے علاوہ ان کے جسم کے تمام حصوں کو آگ جلا چکی ہوگی،اس لیے ان پر آب حیات ڈالا جائے گا، جس سے وہ اس طرح ابھریں گے جیسے قدرتی بیج پانی کے بہاؤ میں اُگتا ہے۔(صحيح البخاري، كتاب الآذان ، باب فضل السجود: 806)

[501]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُسْجَدَ مِنْهُ عَلَى سَبْعٍ عَـلَـى يَـدَيْـهِ، وَرُكْبَتَيْـهِ، وَأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ، وَجَبْهَتِـهِ، وَنَهَـى إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ يُكَفَّ الشَّعْرُ وَالثِّيَـابُ)) قَـالَ سُـفْيَـانُ: وَأَرَانَـا ابْنُ طَاوُسٍ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبِينِهِ ثُمَّ مَرَّ بِهَا حَتَّى بَلَغَ بِهَا

ابن عباس نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اپنے سات اعضاء پر سجدہ کریں، اپنے دو ہاتھ دو زانوں، اپنی انگلیوں کی اطراف (پاؤں کی انگلیاں) اور اپنی پیشانی پر، اگر اللہ نے چاہا تو ایسا ہی ہے کہ منع کیا بال اور کپڑے تھامنے سے۔سفیان نے کہا: ابن طاؤس اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر ناک تک لے گئے اور فرمایا: میرے والد ناک اور ماتھے کو ایک شمار کرتے تھے۔

(501) صحيح البخاري، كتاب الاذان، باب السجود على الانف، حديث: 812۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، بـاب اعـضـاء السجود والنهى عن كف الشعر، حديث: 490۔سـنـن الـنسائی، كتاب التطبيق، باب السجود على الـركبتين، حديث: 1099۔ سـنـن ابـن مـاجـه، كتاب اقامة الصلوات، باب السجود، حديث: 884۔مسنداحمد: 1/ 222۔ سنن الدارمی: 1325۔ صحيح ابن خزيمه: 635۔مسندالشافعی: 1/ 91۔سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 103۔ من طريق سفيان عن ابن طاؤس عن ابيه به۔

طَرَفَ أَنْفِهِ وَكَانَ أَبِی يَعُدُّ هَذَا وَاحِدًا .

[502]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ أَبِی الْمَخَارِقِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرَاَنْ يَسْجُدَ مِنْهُ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ، وَأُمِرَ أَنْ لَا يَكُفَّ شَعْراً وَلَا ثوباً .

ابن عباس نے فرمایا: بے شک نبی اکرم ﷺ کو سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور بال اور کپڑے کو نہ روکنے کا حکم دیا گیا۔

[503]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ خَالُ ابْنِ أَبِی نَجِيحٍ قَالَ: سَمِعْتُ طَاوُسًا يَقُولُ: ((كَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ

ابن عباس نے فرمایا: جب نبی ﷺ رات کو نماز تہجد کے لیے اٹھتے تو اس طرح دعا مانگتے: یا اللہ! تیری ہی تعریف ہے، تو ہی آسمان وزمین کو اور جو کچھ ان میں ہے روشن کرنے والا ہے' تیری تعریف ہے، تو ہی زمین و آسمان کو قائم رکھنے والا ہے اور جو ان میں ہے اور تیری ہی تعریف ہے، تو زمین و آسمان اور جو ان میں ہے سب کا مالک ہے' اور تیری ہی تعریف ہے، تو حق' تیرے وعدے حق' اور تیری ملاقات حق' جنت حق' جہنم حق' قیامت حق' محمد ﷺ حق اور تمام نبی (علیہم السلام) حق ہیں۔ اے اللہ! تیرے لیے میں اسلام لایا' تجھ پر میں ایمان لایا' تیرے اوپر میں نے توکل کیا' اور تیری طرف میں نے رجوع کیا' تیری توفیق سے میں نے

(502) صحيح لغيره، تهذيب الآثار للطبرى- مسند ابن عباس : 333- المعجم الكبير للطبرانی : 11014 من طريق عبد الكريم بهذا الإسناد .

(503) صحيح البخارى، كتاب التهجدبالليل، حديث: 1120-صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة النبى صلى الله عليه وسلم ودعائه بالليل، حديث: 769-سنن النسائى، كتاب قيام الليل، باب ذكر ما يستفتح به القيام، حديث: 1620-سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، حديث: 1355- مسند احمد: 1/ 358-سنن الدارمى: 1494-صحيح ابن خزيمه : 1151 -مصنف عبدالرزاق : 2565- مسند ابى يعلٰى: 2404-صحيح ابن حبان: 2597-من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد- سنن ابى داود، كتاب الصلاة، حديث: 771-سنن الترمذى، حديث: 3418-مؤطا امام مالك، ص: 154-من طريق مالك عن ابى الزبير عن طاؤس به-

أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)) أَوْ قَالَ: ((لَا إِلَهَ غَيْرُكَ)) شَكَّ سُفْيَانُ وَزَادَ فِيهِ عَبْدُ الْكَرِيمِ ((وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ)) وَلَمْ يَقُلْهَا سُلَيْمٌ.

جھگڑا کیا' اور تیری طرف میں فیصلہ لایا' تو مجھے بخش جو میں نے پہلے کیا اور جو بعد میں کیا' جو پوشیدہ کیا' یا جو ظاہر کیا' تو ہی سب سے اول اور تو ہی آخر ہے' تیرے سوا کوئی الہ (معبود) نہیں یا نہ تیرے بغیر کوئی معبود ہے۔ (او) یا برائے شک ہے سفیان نے شک کیا، سفیان نے کہا: عبدالکریم نے زیادہ کہا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ ، بدی سے بچنے کی طاقت اور نیکی حاصل کرنے کی توفیق تیرے سوا نہیں ہے۔

فائدہ :......اس حدیث میں قیام اللیل کے وقت کی ایک دعا کا ذکر ہے، یاد رہے کہ نفلی اور فرضی نمازوں کے ایک ہی مسائل ہیں، الاّ کہ فرق کی کوئی واضح دلیل مل جائے۔ تمام دعاؤں میں زبردست عقیدہ بیان کیا گیا ہے، خواہ وہ دعائیں قرآن کریم میں ہوں یا احادیث مبارکہ میں۔ افسوس کہ اکثر لوگوں کو تو دعائیں آتی ہی نہیں ہیں، اگر کچھ کو آتی بھی ہیں تو ان کا ترجمہ نہیں آتا، دعائیں بھی یاد کرنی چاہئیں اور ان کا ترجمہ بھی یاد کرنا چاہیے۔

[504]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ قَالَ: ثنا كُرَيْبٌ أَبُو رِشْدِينَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ بَيْتِ جُوَيْرِيَةَ حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ وَكَانَ اسْمُهَا بَرَّةُ فَسَمَّاهَا جُوَيْرِيَةَ كَرِهَ أَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا بَعْدَمَا تَعَالَى

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جویریہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے، ان کا نام برہ تھا، آپ نے اس کا نام جویریہ رضی اللہ عنہا رکھا یہ ناپسند کیا کہ کہا جائے وہ نکلے برہ (نیکی) کے پاس سے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ اس کے پاس سے صبح کی نماز کے لیے نکلے پھر اس کے پاس گئے جب دن بلند ہو چکا تھا اور ام المؤمنین جویریہ اپنے مصلیٰ پر اسی طرح بیٹھی تھیں، آپ نے انھیں کہا: تو اپنی اسی جگہ بیٹھی رہی ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے

(504) صحيح مسلم، كتاب الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح الى حسن، حديث: 2140۔ وكتاب الذكر والدعاء، باب التسبيح اول النهار وعند النوم، حديث: 2726۔ سنن ابى داود، كتاب الوتر، باب التسبيح بالحصى، حديث: 1503۔ عمل اليوم والليلة للنسائى : 161، 162۔ الادب المفرد للبخارى : 647۔ مسند احمد : 1/ 258۔ صحيح ابن حبان: 832۔ طبقات ابن سعد: 8/ 119۔ شرح السنة للبغوى : 1267۔

النَّهَارُ وَهِيَ جَالِسَةٌ فِي مُصَلَّاهَا فَقَالَ لَهَا: ((لَمْ تَزَالِي فِي مَجْلِسِكِ هَذَا)) قَالَتْ: نَعَمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَ بِجَمِيعِ مَا قُلْتِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَى نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ)).

تیرے بعد چار کلمات تین بار کہے ہیں، تیرے کلمات سے ان کا موازنہ کیا جائے تو یہ بھاری بھی ہوں گے: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَى نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ" ''پاک ہے اللہ اپنی حمد وثنا کے ساتھ اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، جیسا کہ اس کو اپنی تعریف پسند ہے اس کے عرش کے وزن کے برابر اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں نماز فجر کے بعد مسنون اذکار میں سے ایک ذکر کا بیان ہے، اور ساتھ ہی اس کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے۔ عمل خواہ تھوڑا ہی ہو لیکن سنت کے مطابق ہونا چاہیے، یہ زیادہ اہمیت رکھتا ہے، اس عمل سے جو تھکا دینے والا ہو اور سنت کے مخالف ہو۔

## فِي الْحَجِّ
## حج کے متعلق

[**505**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرٌو قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((إِنَّمَا سَعَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ؛ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ)).

ابن عباس نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے رمل کے ساتھ طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی اس لیے کی تا کہ مشرکین کو اپنی قوت دکھائیں۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں بیت اللہ کے طواف میں رمل کا ذکر ہے، یہ پہلے تین چکروں میں ہوتا ہے۔ (صحيح البخاری: 1508)، رمل سے مراد ''کندھے ہلاتے ہوئے تیز چلنا'' ہے، شروع میں اس کا مقصود مشرکین کو قوت دکھانا ہی تھا، لیکن بعد میں یہ طواف کی مستقل سنت بن گئی۔ (صحیح البخاری: 1508۔صحیح مسلم: 2610)

(505) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب ما جاء فی السعی بين الصفاو المروة، حديث: 1649۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب الرمل فی الطواف والعمرة، حديث: 241/ 1266۔سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، حديث: 2982۔ مسنداحمد: 1/ 221۔صحيح ابن خزيمه: 2777۔ مسند ابی يعلٰی: 2339۔ معجم الكبيرللطبرانی: 11381۔ سنن الكبرى للبيهقی: 5/ 82۔من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد۔ سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء فی السعی بين الصفا والمروة، حديث: 863۔من طريق طاؤس عن ابن عباس۔

[506]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرٌو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((لَيْسَ الْمُحَصَّبُ بِشَيْءٍ وَإِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ ﷺ))

ابن عباس نے فرمایا: مقامِ محصب مواضع حج میں سے نہیں ہے، صرف رات گزارنے کی جگہ کے طور پر آپ ﷺ وہاں اترے تھے۔

فائدہ: ...... وادی محصب میں اترنا مستحب ہے لیکن اس کا تعلق مواضع حج سے نہیں ہے۔

[507]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ حِينَ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَحَدَّثَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ فِي الْمُحَصَّبِ وَحَدَّثَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ وَهَذِهِ الْأَحَادِيثُ حَدَّثَنَا بِهَا هَؤُلَاءِ وَلَا يُوجَدُ فِيهَا مِثْلُهَا.

حمیدی نے حدیث بیان کی اور کہا: ہم سے سفیان نے یہ حدیث بیان کی اور ہشام بن عروہ نے حدیث بیان کی اور صالح بن کیسان نے بھی حدیث بیان کی' یہ احادیث ان مذکورہ حضرات نے بیان تو کیں' مگر کوئی حدیث بھی سابقہ روایت کی مثل نہیں پائی گئی۔

[508]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا بِهَذَا الْحَدِيثِ عَمْرٌو مَرَّتَيْنِ مَرَّةً قَالَ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی جبکہ آپ ﷺ نے احرام باندھا ہوا تھا۔

(506) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب المحصب، حديث: 1766۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب النزول بالمحصب يوم النقرة والصلاة فيه، حديث: 1312۔سنن الكبرى للنسائی: 4208، 4209۔سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء فی نزول الابطح، حديث: 922۔مسنداحمد: 1/ 221۔سنن الدارمی: 1877۔صحيح ابن خزيمه: 2989۔مسندابی يعلٰی: 2397۔شرح معانی الآثار للطحاوی: 2/ 122۔معجم الكبير للطبرانی: 11218، 11382۔سنن الكبرى للبيهقی: 5/ 160۔

(507) حديث هشام: ما رواه سفيان عن هشام عن ابيه عن عائشة رضی اللہ عنہا وانظر: صحيح البخاری، كتاب الحج، باب المحصب، حديث: 1765۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب النزول المحصب، حديث: 1311۔حديث صالح بن كيسان: ما رواه عن صالح بن كيسان عن سليمان بن يسار عن ابی رافع:صحيح مسلم، حديث: 1313۔وسياتی تخريجه فی مسند ابی رافع رضی اللہ عنہ، ان شاء اللّٰه۔

(508) صحيح البخاری، كتاب جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم، حديث: 1835۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جواز الحجامة للمحرم، حديث: 1202۔سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب المحرم يحتجم، حديث: 1835۔ سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء فی الحجامة للمحرم، حديث: 839۔سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب الحجامة للمحرم، حديث: 2849۔مسنداحمد: 1/ 221۔ سنن الدارمی: 1828۔صحيح ابن خزيمه: 2651۔ مسند الشافعی: 1/ 319۔المنتقى لابن الجارود: 442۔سنن الكبرى للبيهقی : 5/ 64۔شرح السنة للبغوی: 1984۔

فِيـهِ: سَـمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: ((احْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ)).

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت احرام میں سینگی لگوانا درست ہے، اس کی وضاحت (سنن ابن ماجہ: 2852) میں ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں میں درد کی وجہ سے اپنے قدم کی پشت پر پچھنے لگوائے، اس حال میں کہ آپ احرام باندھے ہوئے تھے، یاد رہے کہ اگر پچھنے لگانے میں بال اتروانے پڑیں تو ہدیہ لازم آئے گا۔

[**509**]...... وَمَرَّةً سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ طَاوُسًا يُـحَـدِّثُ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ يَقُولُ: ((احْتَجَمَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ ﷺ وَهُـوَ مُـحْرِمٌ)) وَلَا أَدْرِي أَسَـمِعَهُ عَمْرٌو مِنْهُمَا أَوْ كَانَتْ إِحْدَى الْمَرَّتَيْنِ وَهْمًا؟.

طاؤس نے حدیث بیان کی کہ ابن عباس نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور آپ احرام میں تھے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نہیں جانتا کہ کیا عمرو نے ان دونوں سے سنا ہے یا ان میں سے ایک دفعہ ان کو وہم ہوا ہے۔

[**510**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ ((أَنَّ النَّبِـيَّ ﷺ احْتَـجَـمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے یعنی سینگی لگوائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہوا تھا۔

[**511**]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابن عباس سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: لوگ ہر طرف

(509) صحیح، مسند احمد: 221/1۔ سنن النسائی: 2850.

(510) اسـنـاده ضعيف، یزید بن ابی زیاد راوی ضعیف ہے، تاہم یہ حدیث صحیح ہے۔ سنن ابی داود، كتاب الصيام، باب فی الرخصة فی ذلك، حديث: 2273۔ سنن الترمذی، كتاب الصوم، باب ما جاء من الرخصة فی ذلك، حديث: 777۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الحجامة للصائم، حديث: 3081۔ سنن الكبرى للنسائی: 3225۔ مسند احمد: 1/ 215۔ مسند ابی يعلى: 2360۔ مصنف عبدالرزاق: 7541۔ معجم الكبير للطبرانی: 12138۔ سنن الدارقطنی: 2/ 239۔ سنن الكبرى للبيهقی: 4/ 263۔

(511) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، حديث: 1327۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب الوداع، حديث: 2002۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب طواف الوداع، حديث: 3070۔ سنن الكبرى للنسائی: 4184۔ مسند احمد: 1/ 222۔ سنن الدارمی: 1938۔ مسند ابی يعلى: 2403۔ صحيح ابن خزيمه: 3000۔ صحيح ابن حبان: 3897۔ من طريق سفيان عن سليمان الاحول عن ⇦

قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ فِي كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ)) قَالَ سُفْيَانُ: لَمْ أَسْمَعْ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَحْسَنَ مِنْ هَذَا الَّذِي حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ.

سے لوٹ کر چلے جاتے تھے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی اس طرح واپس نہ جائے، بیت اللہ کا آخری طواف کر کے جائے۔ سفیان نے کہا: اس باب میں اس سے بہتر روایت میں نے نہیں سنی۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حاجی حضرات کو طواف وداع کر کے واپس گھر جانا چاہیے، حائضہ اور نفاس والی عورت اس سے مستثنیٰ ہے، نیز دیکھیں (مسند حمیدی: 512)

[**512**]...... قَالَ سُفْيَانُ: وَأَخْبَرَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خَفَّفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ آخر وقت تمھارا بیت اللہ کے ساتھ ہو، مگر آپ نے حائضہ عورت کے لیے تخفیف فرمائی۔

[**513**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الشَّعْثَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: ((نَكَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ)) فَقَالَ أَبُو الشَّعْثَاءِ: مَنْ تُرَاهَا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا جبکہ آپ ﷺ بحالت احرام تھے۔ ابوشعثاء نے کہا: اے عمرو! تم کس ام المؤمنین سے نکاح مراد لیتے ہو؟ تو کہا: لوگوں کا گمان ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہے۔ ابوشعثاء نے

⇦⇦ طاوس به.

(512) صحيح البخارى، كتاب الحج، باب طواف الوداع، حديث: 1755ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، حديث: 1328ـ سنن الكبرى للنسائى: 4199ـ صحيح ابن خزيمه: 2999ـ سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 161ـ من طريق سفيان عن ابن طاوس عن طاوس به۔

(513) صحيح البخارى، كتاب النكاح، باب نكاح المحرم، حديث: 5114ـ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، حديث: 1410ـ سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء فى الرخصة فى ذلك، حديث: 844ـ سنن النسائى، كتاب النكاح، باب الرخصة فى النكاح المحرم، حديث: 3274ـ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب المحرم يتزوج، حديث: 1965ـ مسند احمد: 1/ 221، سنن الدارمى: 1829ـ مسندابى يعلٰى: 2393ـ سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 210ـ

يَـا عَمْرُو؟ فَقُلْتُ: يَزْعُمُونَ أَ نَّهَـا مَيْمُونَةُ فَقَالَ أَبُـو الشَّـعْثَـاءِ هَـكَذَا أَخْبَرَنِی ابْنُ عَبَّاسٍ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَكَحَ وَهُوَ مُحْرِمٌ)).

کہا: مجھے اسی طرح کی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے نکاح کیا اور آپ بحالت احرام تھے۔

**فائدہ**: ......سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يَـنْكَحِ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكَحُ (محرم نہ خود نکاح کرے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کرے) (صحیح مسلم: 1409) بعض احادیث میں "وَلَا يَـخْطُبُ" (نہ وہ منگنی کا پیغام بھیجے) (سنن ابی داود: 1841، صحیح) کے الفاظ ہیں۔اس حدیث کے مخالف سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا خود بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا اور ہم اس وقت مقام "سرف" میں حلال تھے (یعنی احرام نہیں باندھے ہوئے تھے) (صحیح مسلم: 1411) اور یہی راجح ہے،مزید مذکورہ احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔

[**514**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ أَخُو مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَـالَ: سَـمِـعْـتُ كُـرَيْبًـا يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّـاسٍ يَـقُولُ: قَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَـلَمَّا كَانَ بِـالـرَّوْحَاءِ لَقِيَ رَكْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَرَدُّوا عَلَيْهِ فَـقَـالَ: ((مَنِ الْقَوْمُ)) ؟ قَالُوا الْمُسْلِمُونَ فَمَنِ الْـقَـوْمُ؟ فَـقَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَـا رَسُولُ اللّٰهِ)) فَفَزِعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ صَبِيًّا لَهَا مِـنْ مِـحَـفَّـةِ فَـقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلِهَذَا حَجٌّ فَـقَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَـعَـمْ، وَلَكِ أَجْرٌ)) قَـالَ سُـفْيَـانُ وَكَانَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَنَاهُ أَوَّلًا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (حج سے) لوٹے اور جب آپ ﷺ مقام روحاء میں آئے تو آپ کو ایک قافلہ ملا، آپ نے ان کو سلام کہا: انھوں نے سلام کا جواب دیا' آپ ﷺ نے فرمایا: کس قوم سے ہو؟ انھوں نے کہا: مسلمانوں سے؟ انھوں نے کہا: آپ کس قوم سے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں،ایک عورت نے اپنا بچہ کجاوے سے نکال کر آپ کی طرف بلند کیا اور کہا: یارسول اللہ! اس کا حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور ثواب تجھے ملے گا۔سفیان نے کہا: پہلی مرتبہ اس روایت کو ابن منکدر نے مرسل بیان کیا تھا ،توانھوں نے مجھے کہا: انھوں نے ابراہیم سے سنی ہے، میں ابراہیم کے پاس گیا' تو

---

(514) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب صحة حج الصبى واجر من حج به، حديث: 1336۔سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب فى الصبى يحج، حديث: 1736۔سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب الحج الصغير، حديث: 2650۔ مسنداحمد: 1/ 219۔ مؤطا امام مالك، ص: 1279، 280۔صحيح ابن خزيمه: 3049۔صحيح ابن حبان: 144۔مسندالشافعى: 1/ 282۔مسند ابى يعلٰى (2400۔ سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 155۔

مُرْسَلًا فَقِيلَ لَهُ إِنَّمَا سَمِعَهُ مِنْ إِبْرَاهِيمَ فَأَتَيْتُ إِبْرَاهِيمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ وَقَالَ حَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ فَحَجَّ بِأَهْلِهِ كُلِّهِمْ .

اس نے مجھے یہ حدیث سنائی اور کہا: میں نے یہ ابن منکدر کو سنائی تو اس نے تمام اہل وعیال کو ساتھ لے کر حج کیا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بچہ بھی حج کر سکتا ہے، اس کا ثواب اس کے والدین کو ملے گا، جب وہ بچہ جوان ہوگا، تو اگر وہ صاحب استطاعت ہوا تو اس پر حج فرض ہوگا، اور اُسے دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 14875، موقوف صحیح) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بچوں کو بھی حج وعمرے میں ساتھ لے جانا چاہیے، اگر استطاعت ہو، تا کہ وہ بچپن ہی میں شعائر اللہ کو دیکھ لیں، عورت غیر محرم اہل علم سے سوال کر سکتی ہے۔

[**515**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ قَالَ: قِيلَ لِابْنِ الْمُنْكَدِرِ أَتَحُجُّ وَعَلَيْكَ دَيْنٌ؟ فَقَالَ ((الْحَجُّ أَقْضَى لِلدَّيْنِ)) .

ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی اور کہا: ہم سے سفیان نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن سوقہ نے اس نے کہا: ابن منکدر کو کہا گیا: کیا تم حج کرتے ہو اور تم پر قرض بھی ہے؟ تو انھوں نے کہا: حج قرض کو زیادہ ادا کرنے والا ہے۔

[**516**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ وَأَخْبَرَنِي الْمُنْكَدِرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ تَحُجُّ بِالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ أَعْرِضُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)) .

ہم سے حمیدی نے روایت بیان کی اور کہا: سفیان نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی منکدر بن محمد بن منکدر نے وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کو کہا گیا: کیا تو بچوں کو ساتھ لے جا کر حج کرتا ہے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں میں اللہ تعالیٰ پر ان کو پیش کرتا ہوں۔

[**517**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قبیلۂ خثعم کی ایک عورت نے قربانی

---

(515) اسناده صحيح مقطوع، مصنف ابن ابی شيبة: 118، 4/ 119۔ مسند علی بن الجعد: 1681۔

(516) ضعیف، المنکدر بن محمد لین الحدیث راوی ہے۔ النفقة على العيال لابن أبي الدنيا: 647۔ التمهيد : 266/1 .

(517) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب وجوب الحج وفضله، حديث: 1513۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة، حديث: 1334۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب الرجل يحج من غيره، حديث: 1809۔ سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب الحج عن الميت الذی لم يحج، حديث: 2636۔ مسند احمد : 1/ 219۔ مؤطا امام مالك، ص: 242، 243۔ سنن الدارمی : 1841۔ صحيح ابن خزيمه: 3042۔ صحيح ابن حبان: 3995۔ مسندابی يعلیٰ: 2384۔

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمٍ سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ النَّحْرِ وَالْفَضْلُ رِدْفُهُ فَقَالَتْ: إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَمْسِكَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ تَرَى أَنْ نَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَاهُ أَوَّلًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَزَادَ فِيهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوْ يَنْفَعُهُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ كَمَا لَوْ كَانَ عَلَى أَحَدِكُمْ دَيْنٌ فَقَضَاهُ)) فَلَمَّا جَاءَنَا الزُّهْرِيُّ فَقَعَدَ بِهِ فَلَمْ يَقُلْهُ.

کے دن رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا جبکہ فضل بن عباس آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، اس نے کہا: اللہ کا فریضہ بندوں پر ہے جو میرے باپ پر لازم ہوا ہے اور میرا باپ بہت بوڑھا ہے، وہ سواری پر اپنے جسم کو تھام نہیں سکتا ہے تو آپ کیا فرماتے ہیں، کیا ہم اس کی طرف سے حج کر سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ سفیان نے کہا: ابن عباس سے بروایت دیگر مروی ہے اس میں زیادہ ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہ اس کو فائدہ دے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، جیسے تم کسی ایک پر قرض ہو تو وہ اسے ادا کر دیتا ہے۔ جب زہری ہمارے پاس آئے تو انھوں نے یہ بیان نہیں کیا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے حج پر خود نہ جا سکے تو اس کی طرف سے حج بدل کرنا درست ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ حج بدل کرنے والے نے پہلے اپنا حج کیا ہوا ہو۔

[**518**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنِي طَاوُسٌ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: ((أَمَّا الَّذِي نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُسْتَوْفَى)) وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ ((حَتَّى يُكَالَ))

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ چیز جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا وہ غلہ (گندم وغیرہ) ہے کہ جب خریدا جائے تو قبضہ میں لینے کے بغیر فروخت نہ کیا جائے اور اس روایت میں سفیان کہتے تھے: تو لے بغیر اور کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ اپنے قیاس سے بیان کیا ہے اور میں ہر چیز میں اس کی

(518) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ما یذکر فی بیع الطعام والحکرة، حدیث: 2132۔صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع البیع قبل القبض، حدیث: 1525۔سنن ابی داود، کتاب الاجارة، باب فی بیع الطعام قبل ان یستوفی، حدیث: 3497۔سنن الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی کراھیة بیع الطعام حتی یستوفی، حدیث: 1291۔ سنن النسائی، کتاب البیوع، باب بیع الطعام قبل ان یستوفی، حدیث: 4602۔سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب النهی عن بیع الطعام قبل مالم یقبض، حدیث: 2227۔مسنداحمد: 1/ 221۔ سنن الکبری للنسائی: 6192۔مسندالشافعی: 2/ 142۔سنن الکبری للبیهقی: 5/ 313۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِرَأْيِهِ وَلَا أَحْسَبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ.

مثل ہی گمان کرتا ہوں۔

فائدہ : ...... اس حدیث میں خرید وفروخت کا ایک اہم اصول بیان کیا گیا ہے کہ ایک جگہ مال پڑا ہوا ہے، وہاں سے خرید کر اس کو اپنے قبضے میں لے لے، پھر اس کو آگے کسی کو فروخت کر سکتا ہے، اس میں بے شمار حکمتیں ہیں، جن کا ہر کسی کو ادراک نہیں ہے۔ موجودہ دور میں اس مقبول حدیث کی بہت زیادہ مخالفت کی جا رہی ہے، الا من رحم ربی۔

[519]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرٌو قَالَ: قُلْتُ لِطَاوُسٍ، يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْهَا فَقَالَ: أَيْ عَمْرُو أَخْبَرَنِي أَعْلَمُهُمْ بِذَلِكَ - يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ - ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا)) وَلَكِنْ قَالَ ((لَأَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَرْضَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَعْلُومًا)) وَإِنَّ مُعَاذًا حِينَ قَدِمَ الْيَمَنَ أَقَرَّهُمْ عَلَيْهَا، وَإِنِّي أَيْ عَمْرُو أُعِينُهُمْ وَأُعْطِيهِمْ فَإِنْ رَبِحُوا فَلِي وَلَهُمْ وَإِنْ نَقَصُوا فَعَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ وَإِنَّ الْحَيْقَلَةَ فِي الْأَنْصَارِ فَسَلْ عَنْهَا فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ رِفَاعَةَ فَقَالَ هِيَ الْمُخَابَرَةُ.

حمیدی نے بیان کیا، وہ سفیان سے وہ عمرو بن دینار سے، انھوں نے کہا: میں نے طاؤس کو کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! اگر تم زمین بٹائی پر دینا (مخابرہ) ترک کر دو تو بہتر ہوگا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے، طاؤس نے کہا: اے عمرو! مجھے خبر دی ہے اس کی ان سب سے زیادہ ذی علم یعنی ابن عباس نے کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ سے منع نہیں کیا لیکن آپ نے یہ فرمایا ہے: اگر تم میں سے کوئی اپنی زمین اپنے بھائی کو مفت دے دے اس کا حصہ وغیرہ لیے بغیر' اور معاذ جب یمن گئے تو اہل یمن کو اسی طریقہ پر قائم رکھا اور اے عمرو! میں تو کسانوں کی امداد کرتا ہوں اور ان کو کچھ دیتا ہوں' تو اگر انھیں فائدہ ہوتا ہے وہ میرا ہے اور ان کا ہے اور نقصان ہوا تو مجھ پر بھی ہے اور ان پر بھی' اور کھیتی کا کام انصار والوں کا

(519) صحيح البخارى، كتاب الحرث والمزارعة، باب ما كان اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم يواسى بعضهم بعضا، حديث: 2339۔ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب الارض تمنح، حديث: 1550۔سنن ابى داود، كتاب البيوع، باب فى المزارعة، حديث: 3289۔ سنن الترمذى، كتاب الاحكام، باب ما جاء فى المزارعة، حديث: 1385۔ سنن النسائى، كتاب الايمان والنذور، باب ذكر الاحاديث المختلفة فى كراء الارض، حديث: 3904۔ سنن ابن ماجه، كتاب الهون، باب الرخصة فى المزارعة بالثلث والربع، حديث: 2462۔ مسند احمد: 1/ 239، 234۔ شرح معانى الآثار للطحاوى: 4/ 110۔سنن الكبرى للبيهقى: 6/ 136۔

ہے تو ان سے پوچھ' عمرو کہتے ہیں: میں نے علی بن رفاعہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا: یہ ہی مخابرہ ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ زمین حصے پر دینا درست ہے، جب اس میں دھوکا نہ ہو، اگر اس میں دھوکا ہو تو اس وقت یہ درست نہیں ہے، زمین کا مالک اور حصے پر لینے والا دونوں نفع ونقصان میں شریک ہوں گے۔

[**520**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيرٍ الدَّارِيِّ ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسَلِّفُونَ فِي التَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَسْلَفَ فَلْيُسْلِفْ فِي تَمْرٍ مَعْلُومٍ ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ ، وَكَيْلٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ)) .

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو لوگ کھجوروں میں دو سال اور تین سال پہلے کے لیے بیع سلف کرتے تھے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بیع سلف کرے تو بیع سلف اس طرح کرے کہ کھجور معلوم' وزن معلوم' ناپ معلوم' اور وقت معلوم ہو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں بیع سلف کا بیان ہے، سلف اور سلم دونوں ایک ہی چیز ہیں، اس سے مراد ''ایک ایسی بیع جس میں قیمت پہلے ادا کی جاتی ہے اور سودا تاخیر سے مگر معین وقت پر لیا جاتا ہے۔'' یہ بیع حدیث میں مذکورہ شروط کے مطابق درست ہے، اور وہ شرائط یہ ہیں: چیز معین ہو، اس کی مقدار اور مدت معلوم ہو، اور یہ بیع تمام چیزوں میں جائز ہے، کیونکہ (صحیح البخاری: 2241) کے الفاظ ہیں: ''مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ'' (جو کسی بھی چیز کی پیشگی قیمت ادا کرے)، اس حدیث کے عموم میں تمام چیزیں شامل ہیں۔

[**521**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

ابوطفیل نے کہا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا: تیری قوم کہتی

---

(520) صحيح البخارى، كتاب السلم، باب السلم فى وزن معلوم، حديث: 2240۔صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب السلم، حديث: 1604۔ سنن ابى داود، كتاب الاجارة، باب فى السلف، حديث: 3463۔سنن الترمذى، كتاب البيوع، حديث: 1311۔سنن النسائى، كتاب البيوع، باب السلف فى الثمار، حديث: 4620۔سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، حديث: 2280۔ مسند احمد: 1/ 222۔سنن الدارمى: 2586۔مسندالشافعى: 2/ 161۔مسندابى يعلى: 2407۔ سنن الدارقطنى: 3/ 4۔ سنن الكبرى للبيهقى: 6/ 18۔

(521) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب الرمل فى الطواف، حديث: 1264۔سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب فى الرمل، حديث: 1885۔ مسند احمد : 1/ 297، 229 ، 233۔ صحيح ابن خزيمه : 2719۔ ⇦⇦

عَـنِ ابْـنِ أَبِـی حُسَيْـنٍ ، وَفِطْرٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا الـطُّـفَيْـلِ يَـقُولُ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قَوْمَكَ يَـزْعُـمُونَ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَمَـلَ بِالْبَيْتِ وَبَيْـنَ الـصَّـفَا وَالْمَرْوَةِ)) وَإِنَّهَا سُنَّةٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّـاسٍ: صَـدَقُوا وَكَذَبُوا أَرَادَ فِطْرًا صَدَقُوا قَدْ رَمَلَ وَكَذَبُوا لَيْسَتْ بِسُنَّةٍ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے طواف میں رمل کیا ہے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ لگائی ہے اور یہ سنت ہے، تو ابن عباس نے کہا: وہ درست بھی کہتے ہیں اور غلط بھی، راوی فطر نے کہا: وہ سچ کہتے ہیں، رمل کیا ہے؟ غلط کہتے ہیں کہ سنت نہیں ہے۔

[522]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنـا أَيُّـوبُ السَّـخْتِيَانِيُّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْـرٍ قَـالَ: أَتَيْـتُ ابْـنَ عَبَّاسٍ بِعَرَفَةَ فَوَجَدْتُهُ يَـأْكُـلُ رُمَّـانًـا ، فَقَالَ: ادْنُ فَكُلْ لَعَلَّكَ صَائِمٌ؟ ((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَصُمْ هٰذَا الْيَوْمَ)).

سعید بن جبیر نے کہا: میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عرفات میں جا ملا، وہ انا رکھا رہے تھے تو انھوں نے کہا: قریب ہو کر کھا، شاید تو نے روزہ رکھا ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے اس دن روزہ نہیں رکھا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں ہے کہ عرفات کے دن کا روزہ حاجی حضرات، جو میدان عرفات میں ہوں، نہیں رکھیں گے، ان کے علاوہ دیگر امت مسلمہ یوم عرفہ نو ذوالحجہ کا روزہ رکھے گی، اس روزے کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے، سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یوم عرفہ کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ گزشتہ سال اور آئندہ سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (صحیح مسلم: 1162)

[523]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنـا عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حُنَيْنٍ مَـوْلَـى آلِ الْـعَبَّاسِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ

ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آدمی پر تعجب کرتے جو رمضان سے ایک دن پہلے روزہ رکھتا، وہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب چاند دیکھو تو

---

⇦ شـرح مـعـانـی الآثـار للطحـاوی: 2/ 180۔صـحیـح ابن حبـان : 3811۔مـعـجـم الـكبيـر لـلـطبرانی: 10625 ، 10627۔سنن الكبرى للبيهقى : 81 ، 5/ 82۔

(522) صـحيـح ، سـنن الكبرى للنسائى: 2814۔مسـنداحمد: 1/ 349۔صـحيح ابن حبان: 3605۔سـنن الكبرى للبيهقى: 4/ 283 ، 284۔

(523) صـحيـح ، سنن النسائى ، كتاب الصيام ، باب ذكر الاختلاف على عمرو بن دينار فى حديث ابن عباس فيه: حديث: 2127۔ مسـند احمد : 1/ 221۔ سـنن الدارمى: 1693۔مسـندابى يعلٰى: 2388۔سـنـن الكبرى للبيهقى : 4/ 207۔ تلخيص المتشابة للخطيب : 420 ، 1/ 421۔

عَبَّاسٍ يَتَعَجَّبُ مِمَّنْ يَتَقَدَّمُ الشَّهْرَ بِالصِّيَامِ وَيَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ)).

افطار کرو (یعنی روزے رکھنا چھوڑ دو) اور اگر تم پر بادل چھائے ہوں تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رمضان کا چاند دیکھنے سے روزہ فرض ہو جاتا ہے، اسی طرح ماہ شوال کا چاند طلوع ہونے سے رمضان کے روزے مکمل ہو جاتے ہیں۔ اگر ابر آلود (بادل وغیرہ) ہوں، اور مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے شعبان کی انتیس تاریخ کو رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو پھر روزہ نہیں رکھنا چاہیے، بلکہ تیس دن پورے کر لینے چاہئیں، تاکہ روزے کی بنیاد یقین پر ہو نہ کہ شک پر، اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔

[524]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ عَامَ الْفَتْحِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ الْكَدِيدَ أَفْطَرَ)) قَالَ: وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سُفْيَانُ لَا أَدْرِي قَالَهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَوْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

ابن عباس نے فرمایا: نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے سال مدینہ منورہ سے ماہ رمضان میں نکلے آپ نے روزہ رکھا تھا اور جب مقام کدید میں پہنچے تو افطار کر دیا' اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا آخر عمل ہی معمول بنایا جاتا ہے۔ سفیان نے کہا: معلوم نہیں یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے یا عبیداللہ کا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سفر میں روزہ افطار کرنا درست ہے۔

[525]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ مدینہ آئے' تو یہودی

(524) صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب الخروج فى رمضان، حديث: 2953ـ صحيح مسلم، كتاب الصيام، بـاب جـواز الصوم والفطر فى شهر رمضان للمسافر، حديث: 1113ـسنن النسائى، كتاب الصيام، باب الرخصة لـلـمسافر ان يصوم بعضا ويفطر بعضا، حديث: 2315ـ مسند احمد: 1/ 219ـسنن الدارمى: 1715ـ صحيح ابن خزيمه: 2035ـ مـؤطاامام مالك، ص: 202ـمصنف ابن ابى شيبة: 3/ 15ـ مسـندالطيالسى: 2718ـ صحيح ابن حبان: 3555ـسنن الكبرى للبيهقى: 4/ 246ـ

(525) صحيح البخارى، كتاب احاديث الانبياء، باب قول الله تعالىٰ (وهل اتاك حديث موسى)، حديث: 3397ـ صـحـيـح مسـلـم، كتاب الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، حديث: 1130ـسـنـن الكبرى للنسائى: 2848ـ ⇦⇦

قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ: ((مَا هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي تَصُومُونَهُ؟)) قَالَ: هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ أَنْجَى اللّٰهُ فِيهِ مُوسَى وَأَغْرَقَ آلَ فِرْعَوْنَ فِيهِ فَصَامَهُ مُوسَى شُكْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَنَحْنُ أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ)).

عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے، آپ ﷺ نے ان کو کہا: یہ کون سا دن ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ تو یہود نے کہا: یہ بڑا دن ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی، اور فرعون کو غرق کیا ہے، تو موسیٰ علیہ السلام نے شکر کے طور پر روزہ رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام کے ہم تم سے زیادہ حقدار ہیں، پس آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں یوم عاشوراء کے روزے کا ذکر ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صومِ عاشوراء کا آغاز موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے انھیں اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات عطا کی تھی تو انھوں نے شکرانے کے طور پر روزہ رکھا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ آئے، آپ نے یہود کو دیکھا کہ وہ یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں، آپ نے ان سے معلوم کیا تو انھوں نے بتایا کہ یہ ایک اچھا دن ہے، اس دن اللہ نے بنی اسرائیل کو اُن کے دشمن سے نجات دی تھی، اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے (شکرانے کے طور پر) اس دن کا روزہ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: "انا احق بموسی منکم فصامه و امر بصیامه" "موسیٰ کا میں تم سے زیادہ حق دار ہوں، لہٰذا آپ نے خود اس دن کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔" (صحیح البخاری ح: 2004، صحیح مسلم، ح: 1130) احادیث میں اس روزہ کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے، ارشاد نبوی ہے: "صیام یوم عاشوراء احتسب علی الله ان یکفر السنة التی قبله" (صحیح مسلم، ح: 1162) ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے عاشوراء کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "یکفر السنة الماضية" (ایضا) "یہ روزہ گزرے ہوئے ایک سال کا کفارہ ہے۔" اس کی وضاحت ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل خیبر (یہود) یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور اس دن کو عید کا دن بنا لیتے، اپنی عورتوں کو زیورات

---

⇦ مسند احمد: 1/ 310، 291۔ مصنف عبدالرزاق: 7843۔ سنن الکبری للبیھقی: 4/ 286۔مسندابی یعلی: 2567۔ صحیح ابن حبان: 3625۔من طریق ایوب بھذا الاسناد۔سنن ابی داود، کتاب الصیام، باب فی صوم یوم عاشوراء، حدیث: 2444۔سنن ابن ماجه، کتاب الصیام، باب صیام یوم عاشوراء، حدیث: 1734۔ من طریق عن سعید بن جبیر به۔

پہناتے اور انھیں سنوارتے اور سنگارتے تھے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"فصوموه انتم"(صحیح بخاری، ح: 2005، صحیح مسلم، ح: 1131)''تم لوگ اس دن کا روزہ (ہی) رکھو۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نو محرم کا روزہ رکھنے کا بھی عزم ظاہر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"فاذا كان العام المقبل۔ ان شاء الله۔ صمنا اليوم التاسع" (صحيح مسلم، ح 11134)''جب آئندہ سال آئے گا تو ہم ان شاء اللہ نو تاریخ کا (بھی) روزہ رکھیں گے۔'' مگر اگلا سال آنے سے پہلے ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ ایک اور حدیث میں ہے:"لئن بقيت الى قابل لاصومن التاسع" (صحيح مسلم، ح: 1134)''اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نو تاریخ کا ضرور روزہ رکھوں گا۔'' حکم بن اعرج کہتے ہیں: میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ زمزم کے کنارے اپنی چادر کا تکیہ بنائے تشریف فرما تھے، میں نے آپ سے عاشوراء کے روزے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: جب ماہ محرم کا چاند دیکھو تو دن شمار کرتے رہو جب نویں تاریخ ہو تو روزہ رکھو۔ (مسلم، ح: 1133، ابوداؤد، ح: 2446، ترمذی، ح: 754)

ہمارے نزدیک یہی موقف راجح ہے کہ اب امت مسلمہ کو نو کا روزہ رکھنا چاہیے۔ دوسرا موقف جمہور کا ہے کہ نو اور دس کا روزہ مراد ہے۔ (1) امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم (ح: 1133) میں لکھتے ہیں: مشاہیر علمائے سلف و خلف کا موقف یہ ہے کہ عاشوراء دسویں تاریخ ہے اور سعید بن مسیّب، حسن بصری، امام احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کا یہی قول ہے، ظاہر احادیث سے اور مقتضائے لفظ سے یہی ثابت ہوتا ہے، اس لیے کہ عاشوراء عشر سے مشتق ہے اور عشر دس کو کہتے ہیں اور امام شافعی، ان کے اصحاب، امام احمد، اسحاق رحمہم اللہ اور دوسرے علماء کا قول ہے کہ نویں اور دسویں دونوں کا روزہ مستحب ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں کا روزہ رکھا تھا اور نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کی نیت کی تھی۔ اتنے میں آپ کی وفات ہوگئی اور حدیث مسلم میں گزرا ہے کہ افضل صیام بعد رمضان کے صیام (شہر اللہ المحرم) ہے اور علماء نے کہا ہے کہ نویں تاریخ کا روزہ ملا لینے سے غرض یہ تھی کہ صرف دسویں کے روزے میں یہود کی مشابہت تھی۔

(2) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بعض اہل علم کے بقول مسلم کی حدیث (آئندہ سال اگر میں زندہ رہا تو نو محرم کا ضرور روزہ رکھوں گا) کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: دس محرم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نو تاریخ کا روزہ بھی مقرر کرنا چاہتے تھے مگر آپ کسی بھی صورت کو متعین کرنے سے پہلے وفات پا گئے۔ لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ نو اور دس دونوں دنوں کا روزہ رکھا جائے۔ (فتح الباری 4/ 773) جناب عطاء سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: نویں اور دسویں کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔ (البیهقی 4/ 287)

[526]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنْ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ شَيْئًا)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے ہم بستر ہوتو وہ کہے: ((بسم اللّٰہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا)) ''اللہ تعالیٰ کے نام سے'اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور رکھ اور شیطان کو دور کر اس سے جو تو نے ہمیں دیا ہے۔'' تو اگر ان کے درمیان اولاد مقدر کی گئی ہو' تو شیطان اس کو ضرر نہیں دے سکتا ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں بیوی سے جماع کرنے سے پہلے کی دعا کا ذکر ہے، یہ دعا ہر شادی شدہ اور شادی کروانے والے کو زبانی یاد کرنی چاہیے، کیونکہ یہ دعا نہ پڑھنے کا بہت بڑا نقصان بھی، اس حدیث میں مذکور ہے کہ شیطان اس بچے کو نقصان پہنچائے گا۔

[527]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا فَصَمْتُهَا إِقْرَارُهَا))

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شادی شدہ عورت اپنی جان کی زیادہ حق دار ہے اپنے ولی کی نسبت اور کنواری سے اس کے متعلق اجازت لی جائے گی اور اس کا خاموش رہنا اس کی اجازت ہے۔

---

(526) صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب ما يقول الرجل اذا اتى اهله، حديث: 5165-صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب ما يستحب ان يقوله عند الجماع، حديث: 1434-سنن ابی داود، كتاب النكاح، باب فی جامع النكاح، حديث: 2161-سنن الترمذی، كتاب النكاح، باب ما يقول اذا دخل على اهله، حديث: 1092-سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب ما يقول الرجل اذا دخلت عليه اهله، حديث: 1919- سنن الكبرى للنسائی: 8981- عمل اليوم والليلة للنسائی: 266-مسنداحمد: 1/ 220-سنن الدارمی: 2218- مصنف عبدالرزاق: 10466- صحيح ابن حبان: 983-سنن الكبرى للبيهقی: 7/ 149-

(527) صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استئذان الثيب فی النكاح بالنطق، حديث: 1421-سنن ابی داود، كتاب النكاح، باب فی الثيب، حديث: 2098، 2099-سنن الترمذی، كتاب النكاح، باب ما جاء فی استئمار البكر والثيب، حديث: 1108-سنن النسائی، كتاب النكاح، باب الاستئذان الاب البكر فی نفسها، حديث: 3266-سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب استئمار البكر والثيب، حديث: 1870- مسند احمد: 1/ 219-مؤطا امام مالك، ص: 331- سنن الدارمی: 2194-صحيح ابن حبان: 4088-معجم الكبير للطبرانی: 10745-

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ والدین اپنی بیٹی کی جس شخص سے شادی کروانا چاہیں، پہلے وہ اپنی بیٹی سے مشورہ کریں گے، بیٹی کی بغیر مشورہ کے شادی کرنا درست نہیں ہے، کنواری کی رضامندی اس کا خاموش رہنا ہے، جبکہ شادی شدہ بول کر اپنی رضا مندی کا اظہار کرے گی۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یتیم (یعنی بالغ لڑکی) سے اس کے نکاح کے متعلق پوچھا جائے گا، اگر وہ خاموش رہے تو یہی اس کی اجازت ہے، اور اگر وہ انکار کر دے تو پھر زبردستی اس کا نکاح کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ (سنن ابی داؤد: 2093، سنن الترمذی، یہ حدیث صحیح ہے) اس حدیث کا ہرگز یہ مفہوم نہیں ہے کہ شادی شدہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے اپنے ولی کے بغیر شادی کرواتی پھرے، بلکہ ولی کے بغیر نکاح ہوتا ہی نہیں ہے، خواہ وہ کنواری ہو یا شادی شدہ۔

[**528**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا حِينَ لَاعَنَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فِيهِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ)) وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فِيهِ فَإِنَّهَا مُوجِبَةٌ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب متلاعنین (دولعان کرنے والے میاں بیوی) کے درمیان لعان کرائی تو ایک مرد کو حکم دیا کہ وہ پانچویں بار قسم کھاتے وقت اس کے منہ پر ہاتھ رکھے' سفیان نے کہا: اس لیے کہ یہ واجب کرنے والی ہے۔

**فائدہ** :...... اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور (6۔9) میں مسئلہ لعان کی تفصیل بیان کی ہے، اس مسئلے پر آیات کے نزول کی وجہ اور تفصیل ایک حدیث میں یوں بیان کی گئی ہے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے لگا: اگر ایک آدمی اپنی بیوی کے پاس کسی غیر مرد کو پائے، تو یا تو وہ بات کرے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کوڑیں ماریں گے، یا وہ (اسے) قتل کر دے گا، بدلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قتل کر دیں گے، یا وہ خاموش رہے گا، تو بھی غیظ پر خاموش رہے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ" (اے اللہ! تو فیصلہ فرما دے) اور دعا کرنے لگے تو لعان کی آیات نازل ہوئیں: ﴿"وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ .... اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (النور: 6۔9) تو وہی آدمی اس آزمائش میں مبتلا ہو گیا، چنانچہ وہ اور اس کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے لعان کیا، مرد نے اللہ تعالیٰ کی چار قسمیں کھائیں کہ وہ یقیناً سچوں میں سے ہے، پھر پانچویں دفعہ اس نے لعنت

(528) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الطلاق، باب فى اللعان، حديث: 2255۔ سنن النسائى، كتاب الطلاق، باب الامر بوضع اليد على فى المتلاعنين عند الخامسة، حديث: 3502۔ مسندالشافعى، ص: 266۔ سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 405۔ التمهيد لابن عبدالبر: 6/ 208۔

کی کہ اس پر لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہے، پھر وہ عورت لعنت کرنے لگی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہرو، ٹھہرو، مگر وہ نہیں مانی اور اس نے لعان کر دیا، جب وہ واپس گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید کہ وہ سیاہ گھنگریالے بالوں والے بچے کو جنم دے، تو اس نے سیاہ گھنگریالے بالوں والے بچے ہی کو جنم دیا۔ (صحیح مسلم: 1495) جب لعان ہو جائے تو میاں بیوی بغیر طلاق کے ایک دوسرے پر مستقل طور پر حرام ہو جائیں گے۔ (صحيح البخاري: 4746)

[529]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ: ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلاعِنَيْنِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ: أَهِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے متلاعنین کا ذکر کیا' تو عبداللہ بن شداد نے کہا: یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اگر گواہوں کے بغیر میں رجم کرتا' تو اس عورت کو رجم کرا دیتا؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں، اس نے تو اعلان کیا تھا۔

[530]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ لِيَلْبَسْهَا أَحْيَاؤُكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ، وَخَيْرُ كِحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ؛ إِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ)).

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمھارا عمدہ لباس سفید رنگ کا ہے چاہیے کہ تمھارے زندہ پہنیں اور تم اپنے مُردوں کو اس رنگ کا کفن دو اور تمھارا بہترین سرمہ اثمد ہے، وہ آنکھوں کی روشنی تیز کرتا اور بال اگاتا ہے۔

(529) صحيح البخاري، كتاب الحدود، باب من اظهر الفاحشة واللطخ، حديث: 6855۔صحيح مسلم، كتاب اللعان، حديث: 1497۔ سنن النسائي، كتاب الطلاق، باب اللعان بالحبل، حديث: 3497۔سنن الكبرى للنسائي: 7296۔ مسند احمد: 1/ 335۔مسند الشافعي: 48، 2/ 49۔مصنف عبدالرزاق: 12452۔سنن سعيد بن منصور: 1564۔ معجم الكبير للطبراني: 10711۔

(530) حسن، سنن ابى داود، كتاب اللباس، باب فى البياض، حديث: 4061۔سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب ما يستحب من الاكفان، حديث: 994۔ سنن النسائي، كتاب الزينة، باب الكحل، حديث: 5116۔ مختصراً۔ سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب البياض فى الثياب، حديث: 3566۔ مسنداحمد: 231، 1/ 247۔شمائل ترمذي: 52، 67۔ مصنف عبدالرزاق: 6200۔مسندابى يعلىٰ: 2410۔معجم الكبير للطبراني: 12489۔مستدرك للحاكم: 1/ 354۔ سنن الكبرى للبيهقي: 3/ 245۔الروايات مطولة ومختصرة۔

فائدہ :......اس حدیث سے سفید رنگ کے لباس کی اہمیت ثابت ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ کا لباس محبوب تھا، کفن بھی سفید کپڑے میں ہونا چاہیے، نیز اس حدیث سے اثمد سرمے کی بھی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اگر میسر ہو تو یہی سرمہ استعمال کرنا چاہیے۔

[531]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَوْ غَضَّ النَّاسُ فِي الْوَصِيَّةِ إِلَى الرُّبْعِ لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ((الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر لوگ کمی کر کے چوتھائی تک ہی وصیت کریں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثلث تک وصیت کر اور ثلث بھی زیادہ ہے۔

فائدہ :......اس حدیث میں وصیت کی حد متعین کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ تیسرے حصے کی وصیت کرنا درست ہے، اس سے زیادہ کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔ افسوس کہ بعض لوگ غصے میں آ کر یا کسی سے زیادہ محبت کی غرض سے سارے مال ہی کی وصیت کر جاتے ہیں، یہ گناہ ہے، اور موثر بھی نہیں ہے، جو شخص ایسی وصیت کر دے تو اس کی وصیت پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

[532]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا کہ اس کی والدہ نے نذر مانی تھی اور وہ نذر پوری کرنے سے پہلے ہی فوت ہو چکی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی طرف سے تو نذر قضا

(531) صحيح البخاری، كتاب الوصايا، باب الوصية بالثلث، حديث: 2743- صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب الوصية بالثلث، حديث: 1629- سنن النسائی، كتاب الوصايا، باب الوصية بالثلث، حديث: 3664- سنن ابن ماجه، كتاب الوصايا، باب الوصيةبالثلث، حديث: 2711- مسند احمد: 230/1- معجم الكبير للطبرانی: 10719- سنن الكبری للبيهقی: 269/6، مصنف ابن ابی شيبة: 199/11.

(532) صحيح البخاری، كتاب الوصايا، باب ما يستحب لمن توفی فجاة ان يتصدقواعنه، حديث: 2761-صحيح مسلم، كتاب النذر، باب الامر بقضاء النذر، حديث: 1638-سنن ابی داود، كتاب الايمان والنذور، باب فی قضاء النذر عن الميت، حديث: 3307-سنن الترمذی، كتاب النذور والايمان، باب ما جاء فی قضاء النذور عن الميت، حديث: 1546-سنن النسائی، كتاب الوصايا، باب ذكر الاختلاف علی سفيان، حديث: 3690-سنن ابن ماجه، كتاب الكفارات، باب من مات وعليه نذر، حديث: 2132-مسنداحمد: 1/ 219-مؤطا امام مالك، ص: 300- مصنف ابن ابی شيبة: 3/ 387-مسندابی يعلٰی: 2383-صحيح ابن حبان: 4393-

تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْضِهِ عَنْهَا)). (پوری) کر۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نذر کو پورا کرنا فرض ہے، خواہ انسان فوت ہو جائے، اگر اس نے نذر مانی ہوتو اس کے ورثاء اس کی وصیت پوری کریں گے۔

[533]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرٌو، عَنْ عَوْسَجَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ((أَنَّ رَجُلًا مَاتَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا إِلَّا عَبْدًا هُوَ أَعْتَقَهُ فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ مِيرَاثَهُ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک آدمی فوت ہوا، اس کا وارث کوئی نہ تھا مگر ایک غلام جو اس نے آزاد کیا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے متوفی کی میراث اس کے آزاد کردہ کو دے دی۔

[534]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قُبِضَ عَنْ تِسْعٍ وَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن چھوڑ کر فوت ہوئے، اور آپ ﷺ آٹھ کے درمیان باری تقسیم کرتے تھے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس نو بیویاں تھیں، اور آپ ﷺ نے ان کی باریاں تقسیم کی ہوئی تھیں۔ جب سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہوگئی تھیں، تو انھوں نے اپنی باری خوشی سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی، اس لیے آپ ﷺ آٹھ باریاں تقسیم کیا کرتے تھے۔

[535]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ

عکرمہ نے کہا: میں نے ابن عباس کو حدیث بیان کرتے سنا

(533) اسناده ضعيف، عوسجہ راوی غیر معروف ہے۔ سنن ابی داود، كتاب الفرائض، باب فی ميراث ذوی الارحام، حديث: 2905۔ سنن الترمذی، كتاب الفرائض، باب فی ميراث المولى الاسفل، حديث: 2106۔ سنن ابن ماجه، كتاب الفرائض، باب من لا وارث له، حديث: 2741۔ سنن الكبرى للنسائی: 6376۔ مسند احمد: 1/ 221۔ مسند ابی يعلٰی: 2399۔ مستدرك للحاكم: 4/ 347۔

(534) صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب كثرة النساء، حديث: 5067۔ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، حديث: 1465۔ سنن النسائی، كتاب النكاح، باب ذكر امر رسول الله صلى الله عليه وسلم فی النكاح وازواجه، حديث: 3118)۔ مسنداحمد: 1 221/ 349۔ طبقات ابن سعد: 8/ 140۔ مصنف عبدالرزاق: 6252۔ سنن الكبرى للبيهقی: 7/ 296، 4/ 22۔ كتاب الام: 5/ 189۔

(535) صحيح، سنن ابی دود، كتاب الاشربة، باب فی النفخ فی الشراب والتنفس فيه، حديث: 3728۔ سنن ⇦⇦

الْكَرِيمِ الْجَزَرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُنْفَخَ فِي الْإِنَاءِ أَوْ يُتَنَفَّسَ فِيهِ)).

کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں پھونکنے اور اس میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ:......اس حدیث میں پانی پینے کے آداب میں سے ایک ادب بیان ہوا ہے کہ پانی پینے کے دوران برتن میں سانس نہیں لینا چاہیے، بلکہ برتن کو منہ سے ہٹا کر پھر سانس لینا چاہیے۔

[**536**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَحْوَلُ وَكَانَ ثِقَةً قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ؟ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصَى فَقِيلَ لَهُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ؟ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيسِ فَقَالَ: ((ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا)) فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ، فَقَالَ مَا شَأْنُهُ؟ أَهَجَرَ؟ اسْتَفْهِمُوهُ فَرَدُّوا عَلَيْهِ فَقَالَ: ((دَعُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ)) قَالَ: وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ فَقَالَ ((أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ،

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جمعرات کا دن اور جمعرات کیا ہے؟ پھر وہ روئے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے کنکر تر ہوگئے تو ابن عباس کو کہا گیا: جمعرات کے دن کیا ہوا تھا؟ انھوں نے کہا: جمعرات کے دن رسول اللہ ﷺ کا درد شدت اختیار کر گیا' تو آپ نے فرمایا: میرے پاس لاؤ میں ایک تحریر لکھ دوں' تم میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔تو لوگوں نے جھگڑا شروع کر دیا' نبی ﷺ کے پاس جھگڑنا تو مناسب نہ تھا، تو کہنے والا بولا: آپ کس حال میں ہیں؟ کیا بے ہوشی میں کہتے ہیں؟ سمجھو تو! تو لوگوں نے اس کا قول رد کر دیا، آپ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو، جس حال میں میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو۔آپ نے تین امور کی وصیت کی: مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو، آنے والے وفد کو اسی طرح دو جیسا کہ میں انھیں عطیہ

⇦⇦ الترمذی، کتاب الاشربة، باب ما جاء فی کراهية النفخ فی الشراب، حديث: 1888۔سنن ابن ماجه، کتاب الاشربة، باب النفخ فی الشراب، حديث: 3429۔مسنداحمد: 1/ 220۔ سنن الدارمی: 2140۔مصنف ابن ابی شيبة: 8/ 217۔ مسند ابی يعلٰی: 2402۔سنن الکبری للبيهقی: 7/ 248۔

(536) صحيح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللّٰه عليه وسلم ووفاته، حديث: 4431۔صحيح مسلم، کتاب الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصی به، حديث: 1637۔سنن ابی داود، کتاب الخراج، حديث: 3029۔ سنن الکبری للنسائی: 5823۔ مسند احمد: 1/ 222۔ مصنف عبدالرزاق: 9992۔طبقات ابن سعد: 2/ 242۔مسند ابی يعلٰی: 2409۔سنن الکبری للبيهقی: 9/ 207۔

وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ)) قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ سُلَيْمَانُ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ سَعِيدٌ الثَّالِثَةَ فَنَسِيتُهَا أَوْ سَكَتَ عَنْهَا .

دیتا تھا۔ سفیان کہتے ہیں: سلیمان نے کہا: مجھے یہ یاد نہیں کہ سعید نے تیسری وصیت ذکر کی تھی یا میں بھول گیا ہوں یا اس نے تیسری وصیت سے سکوت کیا تھا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی وفات کے قریب چند دن پہلے کے بخار کی شدت کا بیان ہے، اس حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے کہا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ، پھر جو لکھوانا چاہتے تھے، وہ زبانی بول کر بیان کر دیں۔ اس حدیث کو بعض گمراہ لوگ غلط استعمال کرتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔ آپ ﷺ بشر تھے، آپ ﷺ کو بخار بھی ہوتا تھا، اس کی تکلیف بھی آپ محسوس کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی جدائی کا بہت غم کرتے تھے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ وصیت لکھ کر اور بول کر دونوں صورتوں میں درست ہے۔

[**537**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ وَكَانَ مِنَ الثِّقَاتِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ [القيامة: 17] .

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر جب قرآن اتارا جاتا تو آپ ﷺ اپنی زبان کو حرکت دیتے تا کہ اس کو حفظ کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ”اس قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں تا کہ تو جلد اس کو حفظ کرے، تحقیق اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔“

**فائدہ** :...... سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید اترتے وقت بہت زیادہ تکلیف محسوس کرتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ ساتھ ساتھ ہونٹ ہلاتے جاتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ......“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے آپ کے سینے میں جمع کرنا اور آپ کو اس کا پڑھانا ہمارے ذمے ہے، اس کے بعد جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آتے تو آپ ﷺ کان لگا کر سنتے رہتے، جب وہ چلے جاتے تو نبی کریم ﷺ اسی طرح پڑھ لیتے جیسے جبرائیل علیہ السلام نے پڑھا تھا۔ (صحيح البخاری: 5)

---

(537) صحيح البخاری، كتاب التفسير، سورة القيامة، حديث: 4927۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الاستماع للقراءة، حديث: 448۔ سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، حديث: 3329۔ سنن النسائی، كتاب الافتتاح، حديث: 936۔فضائل القرآن: 3۔ مسند احمد : 1/ 220۔ خلق افعال العباد للبخاری: 46۔

[538]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو: عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ يُعَجِّلُ بِهِ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ﴾ [القيامة: 17] الْآيَةَ قَالَ: ((وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَعْلَمُ خَتْمَ السُّورَةِ حَتَّى يُنْزَلَ عَلَيْهِ (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ))).

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قرآن اتارا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان کو حرکت دیتے تا کہ اس کو حفظ کریں، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ﴾ ''اس قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں تا کہ تو جلد اس کو حفظ کرے، تحقیق اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی سورت کے ختم ہونے کا علم اس وقت تک نہیں ہوتا تھا جب تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل نہ ہو جاتی۔

[539]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ وَسَمِعْتُهُ يَذْكُرُ مَشْهَدًا شَهِدَهُ ثُمَّ يَتَنَفَّسُ وَيَبْكِي فِيهِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَمِقْسَمٌ فَقَالَ لَهُ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: أَكُلُّكُمْ سَمِعَ مَا يُقَالُ فِي الطَّعَامِ فَقَالَ مِقْسَمٌ: حَدِّثِ الْقَوْمَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَالَ

سفیان کہتے ہیں: عطاء بن سائب ایک مرتبہ ہمارے ساتھ گفتگو کر رہے تھے میں نے انہیں ایک جنگ کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا۔ جس میں وہ شریک ہوئے تھے، پھر انہوں نے گہرا سانس لیا اور رونے لگے کہ اس میں فلاں صاحب بھی تھے۔ فلاں صاحب بھی تھے۔ فلاں صاحب بھی تھے اور مقسم بھی تھے۔ تو سعید بن جبیر بولے: کیا تم میں سے ہر ایک نے وہ بات سنی ہے جو کھانے کے بارے میں کہی گئی ہے تو مقسم

---

(538) صحيح، تفسير ابن جرير: 35615۔سنن سعيد بن منصور كما فى فتح البارى: 8/ 681۔مرسلامن طريق سفيان بهذا الاسناد۔سنن الكبرى للنسائى: 11572۔تفسير ابن جرير: 35615۔من طريق سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن سعيد بن جبير عن ابن عباس به بذكر تعجيل القرآن۔سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب من جهر بها، حديث: 788۔ مرسلاوموصولا واخرجه الحاكم: 1/ 231، وابن المنذر وابن مردويه موصولا كما فى الدر المنثور (8/ 321)۔ بالشطر الثانى۔

(539) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الاطعمة، باب ما جاء فى الاكل من اعلى الصحفة، حديث: 3772۔سنن الترمذى، كتاب الاطعمة، حديث: 1806۔سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب النهى عن الاكل من ذروة الثريد، حديث: 3277۔سنن الكبرى للنسائى: 6729۔مسنداحمد: 270، 1/ 300۔سنن الدارمى: 2052۔معجم الكبير للطبرانى: 12290۔سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 278۔شرح السنة للبغوى: 2872۔

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِي وَسَطِ الطَّعَامِ فَكُلُوا مِنْ نَوَاحِيهِ، وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسَطِهِ))

نے کہا: اے ابوعبداللہ! حاضرین کو وہ بات بتادیجیے تو سعید بن جبیر بولے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھانے کے وسط میں برکت اترتی ہے تم اس کے اطراف سے کھایا کرو اور درمیان سے نہ کھاؤ۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کھانا درمیان سے نہیں کھانا چاہیے، بلکہ ہر کسی کو اپنی طرف سے کھانا چاہیے۔

[540]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَيُّوبُ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السُّوءِ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے بری مثال نہیں ہے۔ جو شخص ہبہ کر کے واپس لیتا ہے وہ کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کو خود چاٹ لیتا ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تحفہ دے کر واپس نہیں لینا چاہیے، تحفہ واپس لینا حرام ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے: ''ہدیہ واپس لینے والا اس طرح ہے جیسے خود قے کر کے اسے چاٹ جائے۔'' (صحیح البخاری: 2621) اپنی قے کو چاٹنا حرام ہے لہٰذا ہبہ واپس لینا بھی حرام ہے۔

[541]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تصویر بناتا ہے اس کو عذاب ہوگا اور اس میں روح ڈالنے کا

(540) صحيح البخاری، كتاب الحيل، باب الهبة والشفعة، حديث: 6975۔الادب المفرد: 417۔سنن الترمذی، كتاب البيوع، باب ما جاء فی كراهية الرجوع فی الهبة، حديث: 1298۔سنن النسائی، كتاب الهبة، باب ذكر الاختلاف لخبر عبدالله بن عباس، حديث: 3729۔ مسند احمد: 1/ 217۔مصنف ابن ابی شيبة: 6/ 476۔مصنف عبدالرزاق: 16536۔مسندابی يعلٰی: 2405۔مسند الشهاب: 288۔ سنن الكبری للبيهقی: 6/ 180۔

(541) صحيح البخاری، كتاب التعبير، باب من كذب فی حلمه، حديث: 7042۔الادب المفرد: 1159۔سنن ابی داود، كتاب الادب، باب ما جاء فی الرؤيا، حديث: 5024۔سنن الترمذی، كتاب اللباس، باب ما جاء فی المصورين، حديث: 1751۔سنن النسائی، كتاب الزينة، باب ذكر ما يكلف اصحاب الصور يوم القيامة، حديث: 5361۔ سنن ابن ماجه، كتاب تعبير الرؤيا، باب من تحلم حلما كاذبا، حديث: 3916۔ مسنداحمد: 216، 1/ 359۔مسندعبد بن حميد: 601۔مصنف عبدالرزاق: 19491۔صحيح ابن حبان: 5685۔معجم الكبير للطبرانی: 11855۔ سنن الكبری للبيهقی: 7/ 269۔الروايات مطولة ومختصرة۔

قَـالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُـذِّبَ وَكُـلِّفَ أَنْ يَـنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِفَاعِلٍ، وَمَـنْ تَـحَلَّمَ كَاذِبًا عُذِّبَ وَكُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَـعِيـرَتَيْـنِ وَلَيْـسَ بِـعَاقِدٍ، وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَـدِيـثِ قَـوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَـوْمَ الْـقِيَـامَةِ)) قَـالَ سُفْيَـانُ: الْآنُكُ الرَّصَاصُ.

حکم دیا جائے گا اور وہ نہیں ڈالے گا' اور جس نے جھوٹا خواب بیان کیا اس کو حکم ہوگا کہ وہ دو دانے جو میں گرہ لگائے اور وہ نہیں لگا سکے گا' اور جس نے کسی قوم کی گفتگو سننے کو کان لگائے جبکہ وہ اس کا سنانا ناپسند کرتے ہوں تو اس کے کانوں میں پگھلا ہوا تانبا ڈالا جائے گا۔سفیان نے کہا: الانک سے مراد الرصاص (سیسہ) ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں تصویر بنانے کی مذمت بیان کی گئی ہے، کسی کی خفیہ بات یا میٹنگ سننے کے لیے کان لگانا حرام ہے، جیسا کہ حدیث میں بھی بیان کیا گیا ہے، نیز اس حدیث سے جھوٹا خواب بیان کرنے کی حرمت ثابت ہوتی ہے، بعض لوگ لوگوں میں اپنا مقام بنانے کی خاطر جھوٹے خواب بنا کر لوگوں کو بیان کرتے ہیں، یہ لوگ کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں۔

[**542**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ: كَتَبَ نَـجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنِ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يَـحْـضُـرَانِ الْـفَتْـحَ يُسْهَـمُ لَهُـمَـا؟ وَعَنْ قَتْلِ الْـوِلْـدَانِ، وَعَـنِ الْيَتِيـمِ مَتَى يَنْقَطِعُ عَنْهُ اسْمُ الْيَتِيـمِ؟ وَعَـنْ ذَوِي الْـقُـرْبَـى مَنْ هُمْ؟ فَقَالَ: اكْتُـبْ يَـا يَـزِيـدُ فَـلَوْلَا أَنْ يَقَعَ فِي أُحْمُوقَةٍ مَا كَتَبْـتُ إِلَيْـهِ، كَتَبْـتَ إِلَـيَّ تَسْـأَلُنِي عَنْ ذَوِي

یزید بن ہرمز نے کہا: خارجیوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سوالات لکھے: (1) کیا عورت اور غلام بوقت فتح حاضر ہوں تو غنیمت میں سے ان کو حصہ دیا جائے گا؟ (2) بچوں کو قتل کرنے کا کیا حکم ہے؟ (3) یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے؟ (4) ذوالقربیٰ کون لوگ ہیں؟ تو ابن عباس نے کہا: اے یزید! لکھو، اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ خوارج حماقت کریں گے تو میں اس کو ہرگز نہ لکھتا، خیر، تم لکھو! تو نے مجھے لکھا اور پوچھا ہے کہ ذوالقربیٰ کون لوگ ہیں؟ ہم یہ ہی گمان کرتے تھے کہ ہم بنو ہاشم ہیں اور ہماری قوم نے ہماری بات سے انکار کر

(542) صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب النساء الغازيات يرضح لهن ولا يسهم، حديث: 1812۔سنن ابی داود، كتاب الجهاد، باب فی المراة والعبد يحذيان من الغنيمة، حديث: 2727، 2728۔سنن الترمذی، كتاب السير، باب من يعطى الفئى، حديث: 1556۔سنن النسائی، كتاب قسم الفیء، حديث: 4138، 4139۔ مسند احمد: 1/ 349، 248۔ سنن الدارمی: 2474۔معجم الكبير للطبرانی: 10832۔سنن الكبری للبيهقی: 6/ 345۔الروايات مطولة ومختصرة۔

الْقُرْبَى مَنْ هُمْ؟ وَإِنَّا كُنَّا نَزْعُمُ أَنَّا هُمْ وَأَبَى ذَلِكَ عَلَيْنَا قَوْمُنَا، وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يَحْضُرَانِ الْفَتْحَ هَلْ يُسْهَمُ لَهُمَا بِشَيْءٍ؟ وَإِنَّهُ لَا يُسْهَمُ لَهُمَا، وَلَكِنْ يُحْذَيَانِ وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْيَتِيمِ مَتَى يَنْقَطِعُ عَنْهُ اسْمُ الْيَتِيمِ؟ وَأَنَّهُ لَا يَنْقَطِعُ عَنْهُ اسْمُ الْيَتِيمِ حَتَّى يَبْلُغَ وَيُؤْنَسَ مِنْهُ رُشْدٌ، وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنْ قَتْلِ الصِّبْيَانِ ((وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَقْتُلْهُمْ وَأَنْتَ لَا تَقْتُلْهُمْ)) إِلَّا أَنْ تَعْلَمَ مِنْهُمْ مَا عَلِمَ صَاحِبُ مُوسَى مِنَ الْغُلَامِ الَّذِي قَتَلَهُ.

دیا ہے، تو نے پوچھا ہے کہ عورت اور غلام بوقت فتح حاضر ہوں تو کیا ان کو غنیمت سے حصہ ملے گا؟ ان کو حصہ تو نہیں ملے گا لیکن سامانِ زندگی دیا جائے گا، تو نے لکھا ہے: یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے؟ یتیمی کا نام اس سے تب ہی ختم ہوگا جب وہ بالغ ہو اور اس سے سمجھ بوجھ ظاہر ہو، تو نے بچوں کو قتل کرنے کے متعلق پوچھا ہے؟ یاد رکھو! رسول اللہ ﷺ نے بچے قتل نہیں کیے اور تو بھی بچوں کو قتل نہ کرنا تاوقتیکہ تو وہ کچھ نہ جان جائے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی نے جانا تھا اور اس بچے کو قتل کیا تھا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خوارج گمراہ لوگ ہیں، بنو ہاشم کو زکاۃ نہیں لگتی، ہاں انھیں تحفے تحائف دینے درست ہیں، یتیم بچہ اگر بالغ ہو جائے تو اس کی یتیمی ختم ہو جاتی ہے، بچوں کو قتل کرنا حرام ہے۔ گمراہ لوگوں کے سوالات کے جوابات بھی قرآن وحدیث کے مطابق دینے چاہئیں، کسی قسم کی مداہنت کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

[**543**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: لَمَّا بَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ عَلِيًّا أَحْرَقَ الْمُرْتَدِّينَ - يَعْنِي الزَّنَادِقَةَ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَقَتَلْتُهُمْ؛ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ)) وَلَمْ أُحَرِّقْهُمْ؛ لِقَوْلِ رَسُولِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر پہنچی کہ جناب علی نے زندیق بے دین جلائے ہیں تو ابن عباس نے فرمایا: اگر میں ہوتا تو ان کو قتل کرتا، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: جو دین تبدیل کرے اس کو قتل کر دو، اور میں آگ سے نہ جلاتا اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: کسی کے لیے مناسب نہیں ہے وہ اللہ کے عذاب کے ساتھ عذاب دے۔

(543) صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب لایعذب بعذاب الله، حدیث: 3017ـ سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد، حدیث: 4351ـ سنن الترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فی المرتد، حدیث: 1458ـ سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، باب الحکم فی المرتد، حدیث: 4065ـ سنن ابن ماجه، کتاب الحدود، باب المرتد عن دینه، حدیث: 2525ـ مسنداحمد: 219، 1/ 282ـ مصنف عبد الرزاق: 9413ـ صحیح ابن حبان: 4476ـ معجم الکبیر للطبرانی: 11850ـ سنن الدارقطنی: 3/ 113ـ مستدرك للحاکم: 3/ 538، سنن الکبری للبیهقی: 8/ 202ـ الروایة مطولة ومختصرة۔

اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُعَذِّبَ بِعَذَابِ اللّٰهِ)) قَالَ سُفْيَانُ فَقَالَ عَمَّارٌ الدُّهْنِيُّ - وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ مَجْلِسِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ - وَأَيُّوبُ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ إِنَّ عَلِيًّا لَمْ يَحْرِقْهُمْ إِنَّمَا حَفَرَ لَهُمْ أَسْرَابًا وَكَانَ يُدَخِّنُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا حَتَّى قَتَلَهُمْ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَمَا سَمِعْتَ قَائِلَهُمْ وَهُوَ يَقُولُ:

لِتَرْمِ بِيَ الْمَنَايَا حَيْثُ شَاءَتْ
إِذَا لَمْ تَرْمِ بِي فِي الْحُفْرَتَيْنِ
إِذَا مَا قَرَّبُوا حَطَبًا وَنَارًا
هُنَاكَ الْمَوْتُ نَقْدًا غَيْرَ دَيْنِ

سفیان نے کہا: عمرو بن دینار کی مجلس میں عمار دھنی موجود تھے جبکہ ایوب یہ حدیث سنا رہے تھے، تو عمار نے کہا: علی رضی اللہ عنہ نے زندیق جلائے نہیں ہیں بلکہ انھوں نے ایک سوراخ دار گڑھا کھدوا کر ان کو دھواں دیا پھر قتل کرا دیا، عمرو بن دینار نے کہا: تو نے ان کے قائل کا قول نہیں سنا:

''مجھے موت جہاں چاہے پھینک دے، جب مجھے موت دو گڑھوں میں نہ پھینکے۔'' ''جب لوگوں نے ایندھن اور آگ قریب کی تو وہاں موت نقد تھی ادھار نہ تھی۔''

**فائدہ**: ......آگ سے عذاب دینا، اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے۔ کسی بھی شخص کو جائز نہیں کہ کسی مجرم کو آگ سے سزا دے خواہ اس کا جرم کس قدر بڑا ہو اور دینِ اسلام سے مرتد ہو جانے والے کی سزا قتل ہے۔ (2) آیت کریمہ ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ....﴾ (البقرۃ: 256)

دین میں جبر و اکراہ نہیں ...... کے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کو جبراً اسلام میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ جہاد و قتال اسلام کے غلبہ اور اس کی راہ میں موجود رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ہے۔ اگر کوئی شخص مسلمان نہیں ہونا چاہتا تو اسے جزیہ دے کر مسلمانوں کے ماتحت رہنا ہوگا۔ لیکن اگر کوئی اسلام قبول کر لیتا ہے تو اس پر اسلام کے تمام احکام و فرائض لازم آتے ہیں اور واپسی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اگر راہ کھلی رکھی جائے تو یہ دین نہیں بچوں کا کھیل بن کر رہ جائے گا۔ اس لیے اسلام قبول کرنے والے کو سوچ سمجھ کر یہ اقدام کرنا چاہیے کہ اب واپسی ناممکن ہے اور اس حقیقت سے مشرکین مکہ اور تمام اہل جاہلیت آگاہ تھے کہ اسلام قبول کر لینے کے معنی یہ ہیں کہ اپنی سابقہ طرز زندگی کے بالکل برعکس ایک نیا طرز زندگی اپنانا پڑے گا۔ اس مسئلے کو دوسرے انداز سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ مرتد ہونا بغاوت ہے اور بغاوت کسی بھی مذہب وملت، قانون اور حکومت میں ناقابل معافی جرم سمجھا جاتا ہے۔ (سنن ابی داود: 4 / 332 دارالسلام)

[544]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْجُوَيْرِيَةِ الْجَرْمِيَّ يَقُولُ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ عَنِ الْبَاذِقِ وَأَنَا وَاللَّهِ أَوَّلُ الْعَرَبِ سَأَلَهُ فَقَالَ: ((سَبَقَ مُحَمَّدٌ الْبَاذِقُ وَمَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ)).

ابو جویریہ کہتے ہیں: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جبکہ وہ کعبہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، باذق (شراب) کے متعلق پوچھا؟ (انھوں نے کہا:) اللہ کی قسم! میں پہلا عرب ہوں جس نے ان سے یہ سوال کیا تو انھوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں باذق نہ تھا' اور جو چیز نشہ دے' وہ حرام ہے۔

فائدہ: ...... باذق سے مراد وہ شراب ہے جو انگور نچوڑ کر اس کے شیرے سے بنائی جائے ۔معمولی پکانے سے نشہ آور نہیں بنتی جب اسے اچھی طرح آگ پر پکایا جاتا ہے تب نشہ آور بنتی ہے ۔شراب خواہ کسی بھی چیز سے بنی ہو،حرام ہے،شراب کی علت (نشہ) جس بھی چیز میں ہو وہ شراب ہے اور حرام ہے، یہاں پر ایک تنبیہ مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دانا،عقل مند پیدا کیا ہے،کتنا بدقسمت ہے وہ انسان جو شراب وغیرہ کے ساتھ اپنے آپ کو بے ہوش کر لیتا ہے۔

[545]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ وَكَانَ مِنْ أَسْنَانِي أَوْ أَصْغَرَ مِنِّي، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَأَلَ جِبْرِيلَ أَيُّ الْأَجَلَيْنِ قَضَى مُوسَى؟ فَقَالَ: أَتَمَّهُمَا وَأَكْمَلَهُمَا.

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے دو میں سے کون سی مدت پوری کی تو جبریل علیہ السلام نے کہا: جو مکمل اور اکمل تھی۔

فائدہ: ...... ہر ہر انسان کی عمر مقرر ہے،ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہیں ہوسکتا،اس پر ہمارا ایمان ہے،حضرت

---

(544) صحيح البخاری، کتاب الاشربة، باب الباذق، حدیث: 5598۔سنن النسائی، کتاب الاشربة، باب ذکر الاخبار التی اعقل بها من اباح شراب المسکر، حدیث: 5690۔معجم الکبیر للطبرانی: 12694۔سنن الکبری للبیهقی: 8/ 294۔ مصنف عبدالرزاق: 17014۔ المحلی لابن حزم: 7/ 503۔

(545) الصحیح موقوف، تفسیر ابن جریر: 27409۔مسندابی یعلٰی: 2408۔مسند البزار، الکشف: 2245۔ مستدرك للحاکم: 2/ 407، 408۔ سنن الکبری للبیهقی: 6/ 117۔تاریخ طبری: 1/ 299۔وفی نسخة: 1/ 288۔ من طریق عن الحکم بن ابان بهذا الاسناد۔صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب امر بانجاز الوعد، حدیث: 2684۔موقوفا علی ابن عباس رضی اللہ عنہما وهو المحفوظ۔

موسیٰ علیہ السلام کو زندگی اور موت کے درمیان اختیار دیا گیا تھا، پھر وہ بحث و مباحثہ کے بعد اس بات پر راضی ہو گئے کہ مجھے مسجد اقصیٰ کے قریب موت آئے، اسی چیز کو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے، کہ ان کو موت اس وقت آئی جب ان کی عمر مکمل اور اکمل ہو چکی تھی، اور وہ مقررہ وقت پر ہی آئی، نہ آگے اور نہ پیچھے۔

**[546]**...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَلَمَّا كَانَ فِي آخِرِ زَمَانِ سُفْيَانَ أَثْبَتَ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُنْصَرَفَهُ مِنْ أُحُدٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي رَأَيْتُ ظُلَّةً تَنْطِفُ سَمْنًا وَعَسَلًا وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهُ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنْهُ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَرَأَيْتُ سَبَبًا وَاصِلًا إِلَى السَّمَاءِ أَخَذْتَ بِهِ فَأَعَلَاكَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَعَلَا، ثُمَّ آخَرُ مِنْ بَعْدِهِ فَعَلَا، ثُمَّ آخَرُ مِنْ بَعْدِهِ فَقُطِعَ بِهِ، ثُمَّ وُصِلَ لَهُ فَعَلَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ دَعْنِي أَعْبُرْهَا، قَالَ ((اعْبُرْهَا)) قَالَ أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ، وَأَمَّا يَنْطِفُ سَمْنًا وَعَسَلًا وَالنَّاسُ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهُ فَهُوَ الْقُرْآنُ وَحَلَاوَتُهُ وَلِينُهُ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنْهُ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ إِلَى السَّمَاءِ فَهُوَ مَا أَنْتَ عَلَيْهِ مِنَ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احد سے واپسی کے موقع پر ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے ایک چھتری دیکھی جو گھی اور شہد برساتی تھی، اور میں نے لوگوں کو ہاتھوں سے لیتے دیکھا' کوئی زیادہ اور کوئی کم لے رہا ہے، اور آسمان سے لٹکی ہوئی رسی دیکھی، آپ نے اس کو پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اوپر اٹھا لیا' پھر آپ کے بعد ایک دوسرے آدمی نے وہ رسی پکڑی تو وہ بھی اوپر چلا گیا' پھر ایک اور آیا تو اس نے رسی تھام لی وہ بھی اٹھا لیا گیا، پھر ایک اور آیا تو اس سے وہ رسی ٹوٹ گئی پھر اس کے لیے ملائی گئی تو وہ بھی اوپر چلا گیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اجازت دیں میں تعبیر بیان کروں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تعبیر کر، جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: چھتری تو اسلام ہے، وہ جو دیکھا کہ گھی اور شہد برسایا ہے اور لوگ چلو لے رہے ہیں تو وہ قرآن' اس کی مٹھاس اور اس کی لطافت ہے، کوئی زیادہ لیتا ہے اور کوئی کم، اور رسی جو آسمان سے متصل ہے تو وہ آپ کا سچا طریقہ

(546) صحيح البخارى، كتاب التعبير، باب رؤيا الليل، حديث: 7000۔وباب من لم ير الرؤيا لأول عابر اذا لم يصب، حديث: 7046۔ صحيح مسلم، كتاب الرؤيا، باب فى تاويل الرؤيا، حديث: 2269۔سنن ابى داود، كتاب الايمان والنذور، باب فى القسم هل يكون يمينا، حديث: 3267۔وكتاب السنة، باب فى الخلفاء، حديث: 4633۔سنن ابن ماجه، كتاب تعبير الرؤيا، باب تعبير الرؤيا، حديث: 3918۔ سنن الكبرى للنسائى: 7593۔ مسند احمد: 1/ 236، 219۔ سنن الدارمى: 2162۔صحيح ابن حبان: 111۔سنن الكبرى للبيهقى: 10/ 40، 39۔ مسند ابى يعلىٰ: 2565۔

الْحَقِّ أَخَذْتَ بِهِ فَأَعْلَاكَ اللّٰهُ، ثُمَّ آخَرُ مِنْ بَعْدِهِ فَيَعْلُو، ثُمَّ آخَرُ مِنْ بَعْدِهِ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوصَلُ لَهُ فَيَعْلُو يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَصَبْتُ؟ قَالَ: ((أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا)) قَالَ: أَقْسَمْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ((لَا تُقْسِمْ يَا أَبَا بَكْرٍ)).

ہے جس پر آپ موجود ہیں پھر اللہ تعالیٰ آپ کو اٹھا لے گا' پھر آپ کے بعد ایک ہوگا اور اس کو اللہ اٹھا لے گا' پھر ایک اور ہوگا تو اس کو بھی اٹھا لے گا' اور اس کے بعد ایک ہوگا تو اس پر رسی ٹوٹ جائے گی، پھر ملائی جائے گی تو وہ بھی اٹھالیا جائے گا، اے اللہ کے رسول! میں تعبیر ٹھیک سمجھا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بعض حصہ ٹھیک سمجھا اور بعض حصہ میں خطا کی ہے تو ابوبکر نے کہا: میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ ضرور بتائیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! قسم نہ کھاؤ۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خوابوں کی تعبیر کے ماہر تھے، ان کی کس قدر فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں خواب کی تعبیر بیان کی، نیز اس میں خلافت کا بھی بیان ہے کہ پہلے اور دوسرے خلیفہ کا نظام مضبوط ہوگا، تیسرے کی خلافت میں بعض فتنے وفساد ظاہر ہوں گے، لیکن چوتھے خلیفہ کی موجودگی میں وہ فتنے وفساد ختم ہوں گے، اور ہر لحاظ سے کامیابی ملے گی۔ خواب کی تعبیر کے متعلق ضروری بات ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ ''خواب کی تعبیر پہلے تعبیر کرنے والے کی تعبیر سے پوری ہوجاتی ہے۔'' (سنن ابن ماجہ: 3915) یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں یزید رقاشی ضعیف ہے اور اعمش مدلس ہے اور عن سے بیان کر رہا ہے۔ راجح بات یہ ہے کہ اگر پہلی تعبیر کرنے والا غلط تعبیر بتا دے تو اس کی تعبیر سے کچھ نہ ہوگا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کو ترجیح دی ہے۔ (صحیح البخاری قبل ح: 7046) نیز نبی کریم ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی غلطی کو بیان نہیں کیا، ہمیں بھی اس غلطی کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔

## مُسْنَدُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ
## عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی مرویات

[**547**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی موت

(547) حسن، سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب صنعة الطعام لاهل الميت، حديث: 3132۔ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الطعام يصنع لاهل الميت، حديث: 998۔ سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الطعام يبعث الی اهل الميت، حديث: 1610۔ مسند احمد: 1/ 205۔ مسند الشافعی: 1/ 216۔ مسند ابی يعلٰی: 6801۔ مصنف عبدالرزاق: 6665۔ مستدرك للحاكم: 1/ 372۔ سنن الكبرى للبيهقی: 4/ 61۔

قَالَ: ثنا جَعْفَرُ بْنُ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَقُولُ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا؛ فَقَدْ جَاءَهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ)).

کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو، ان کو اس خبر نے مشغول کر دیا ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ میت کے گھر والوں کے لیے کھانے کا اہتمام دوسرے ساتھی کریں کیونکہ ان کو غم پہنچا ہوتا ہے، اور وہ میت کے ساتھ مصروف ہوتے ہیں۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میت کے گھر والوں کو صرف ایک وقت کا کھانا کھلانا مسنون ہے۔ ہمارے ہاں تین دن کا رواج ہے جو کہ غیر مسنون ہے ۔قرآن و حدیث میں تین دن کھانا کھلانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ چند کبار علمائے کرام کے فتاوی جات ملاحظہ فرمائیں۔ صاحب تحفۃ الاحوذی مولانا محمد عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جعفر کے اہل و عیال کے واسطے کھانا بناؤ، اس واسطے کہ ان کو ایسی خبر ملی ہے، جو ان کو کھانا بنانے سے روکتی ہے۔ (ابو داود 3132، الترمذی: 998، ابن ماجہ 1610 صححہ ابن السکن و حسنہ الترمذی کذا فی النیل: 97/4) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرابت منداور پڑوسیوں کو چاہیے کہ موت کے دن کھانا پکا کر اہل میت کے گھر بھیجیں۔ میں کہتا ہوں کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے فقط ایک وقت یا دو وقت کھانا بھیجنا ثابت ہوتا ہے اور تین دن تک کھانا بھیجنا نہ اس حدیث سے ثابت ہے اور نہ کسی دوسری حدیث سے ۔حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم دفن کے بعد اہل میت کے ہاں مجتمع ہونے اور کھانا بنانے اور کھانے کو نیاحت کی ایک قسم سمجھتے تھے، یعنی جیسے میت پر نوحہ کرنا حرام ہے، اسی طرح دفن کے بعد اہل میت کے یہاں لوگوں کا جمع ہونا اور کھانا کھانا بھی حرام ہے ۔ (مقالات محدث مبارکپوری رحمہ اللہ، ص: 331 تا 333) دوحہ قطر کے قاضی شیخ احمد بن حجر البوطامی فرماتے ہیں: میت کے گھر والوں متعلقین کا تعزیت وسوگ کے لیے مجلس منعقد کرنا اور تعزیت کے لیے آنے والوں کے واسطے تین دنوں تک کھانا تیار کرنا بدعت ہے۔ (بدعات اور ان کا شرعی پوسٹ مارٹم ص 275) مفتی اعظم پاکستان حافظ ثناء اللہ مدنی رحمہ اللہ (شارح سنن الترمذی وصحیح البخاری) لکھتے ہیں: صرف میت کے گھر والوں کو وقتی طور پر کھانا کھلانے کا جواز ہے۔ ہاں البتہ اہل میت کے ساتھ شرکائے تدفین کا کھانا تیار کرنا ناجائز ہے۔ حدیث جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ میں ہے میت کی تدفین کے بعد اہل میت کے ہاں جمع رہنا اور کھانا تیار کرنا بھی ہمارے (صحابہ کے) نزدیک نوحہ میں سے ہے ۔(جس سے حدیث میں منع کیا گیا ہے۔) (فتاوی ثنائیہ مدنیہ: 179/3،

180) مفتی امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ نے کئی وجوہات کی بنا پر اسے بدعت قرار دیا ہے۔ (فتاوی الدین الخالص: 7/316، 317)

[548]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا جَعْفَرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَقُولُ: مَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَغُلَامٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَنَا عَلَى دَابَّةٍ فَكُنَّا ثَلَاثَةً .

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا گزر میرے اور ایک لڑکے پر ہوا جو عبدالمطلب کی اولاد میں سے تھا تو آپ ﷺ نے ہمیں اپنے چوپائے پر سوار کیا اور ہم تین ہو گئے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سواری کے جانوروں پر سواری کرنا درست ہے، اس سلسلے میں جانور کی صحت کا بھی خیال رکھا جائے، وہ جتنا بوجھ آسانی سے اٹھا سکتا ہو اُتنا ہی اس پر لادا جائے، کیونکہ جانور پر ظلم کرنا حرام ہے۔

[549]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ فَهْمٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَنَحَرَ لَنَا جَزُورًا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ: ((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُلْقِي اللَّحْمَ)) قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَطْيَبُ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ)).

ایک شخص نے کہا: ہم لوگ مزدلفہ میں عبداللہ بن زبیر کے پاس تھے، انھوں نے ہمارے لیے اونٹ ذبح کیے تو عبداللہ بن جعفر نے کہا: رسول اللہ ﷺ گوشت ڈال دیتے تھے، اور انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: گوشت پشت کا عمدہ ہوتا ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں گوشت کا ذکر ہے کہ سب سے عمدہ گوشت پشت کا ہوتا ہے۔ سنن ابن ماجہ (3308) میں یہ حدیث اس طرح ہے کہ ''لوگ رسول اللہ ﷺ کو گوشت پیش کر رہے تھے۔'' لیکن یہ روایت ضعیف

---

(548) صحيح، معجم الكبير للطبراني: 13/ 58ـ مسند البزار: 2246ـ مسند احمد: 1/ 205ـ مستدرك للحاكم: 1/ 372، 3/ 567ـ تاريخ الكبير للبخاري: 7/ 194ـ عمل اليوم والليلة للنسائي: 1066ـ سنن الكبرى للبيهقي: 4/ 60ـ من طريق جعفر بن خالد بهذا الاسناد بالفاظ مختلفةـ صحيح مسلم، حديث: 2428ـ سنن ابى داود: 2566ـ من طريق مورق عن عبدالله بن جعفر رضی اللہ عنہما نحوهـ

(549) حسن، شمائل ترمذى: 171ـ سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب اطايب اللحم، حديث: 3308ـ سنن الكبرى للنسائى: 6657ـ مسند احمد: 1/ 203ـ مستدرك للحاكم: 4/ 111ـ شعب الايمان للبيهقى: 5892ـ المعرفة والتاريخ للعنسوى: 1/ 242ـ رجل هو: محمد بن عبد الله بن ابى رافعـ وهو حسن الحديث .

ہےاس کی سند میں محمد بن عبدالرحمٰن مدنی غیر معروف ہے۔انظر (الضعیفه : 2813)

[550]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَقُولُ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ)).

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تازہ کھجور اور ککڑی ملا کر کھاتے دیکھا۔

فائدہ : ......اس حدیث میں تازہ کھجوریں اور ککڑی ملا کر کھانے کا ذکر ہے، دونوں کی تاثیر ایک دوسرے کی تاثیر سے مختلف ہوتی ہے، ایک گرم ہے تو دوسری سرد ہے، دونوں کو ملا کر کھانے سے تاثیر معتدل ہو جاتی ہے۔

کھانے کھاتے وقت اپنی طبیعت کو دیکھ کر کھانا چاہیے، اکثر بیماریاں کھانے میں لا پروائی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

## مُسْنَدُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ
## اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ: (54ھ- 674ء) صحابی۔کنیت ابو محمد اور لقب الحب بن الحب (محبوب بن محبوب) تھا۔ ہجرت سے سات سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد زید بن حارث رسول اللہ ﷺ کے غلام اور منہ بولے بیٹے تھے۔ ابتدائی جنگوں میں کم عمری کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے۔ بعد میں بہت سے غزوات میں حصہ لیا۔ فتح مکہ کے روز رسول اللہ کے ہمراہ ایک ہی اونٹ پر سوار تھے۔ حضرت عثمان کے دور خلافت میں سیاست سے کنارہ کش ہو گئے اور حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کی لڑائیوں میں بھی غیر جانبدار رہے۔ سپہ سالار سریہ اسامہ بن زید حضور اکرم ﷺ کی زندگی کا آخری سریہ ہے۔ بروز پیر 26 صفر 11ھ کو روانہ کیا گیا جو آپ نے اپنی وفات اقدس سے صرف چند دن پہلے رومیوں سے جنگ کے لیے اپنی علالت ہی کے دوران اپنے دست مبارک سے جنگ کا جھنڈا باندھ کر اسامہ بن زید کو سپہ سالار بنایا۔

---

(550) صحيح البخارى، كتاب الأطعمة، باب القثاء بالرطب، حديث: 5440-صحيح مسلم، كتاب الاطعمة، باب اكل القثاء بالرطب، حديث: 2034-سنن ابى داود، كتاب الاطعمة، باب فى الجمع بين لونين فى الاكل، حديث: 3835-سنن الترمذى، كتاب الاطعمة، باب ما جاء فى اكل القثاء بالرطب، حديث: 1844-سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب القثاء والرطب يجمعان، حديث: 3325-شمائل ترمذى: 197، مسند احمد: 1/ 203- سنن الدارمى: 2064-مسندابى يعلىٰ: 6798-مسندالبزار: 2247-سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 281-

[551]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ)).

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔

فائدہ: ......اس حدیث میں وراثت کا ایک اہم مسئلہ بیان ہوا ہے کہ کوئی کافر کسی مسلمان کا اور کوئی مسلمان کسی کافر کا وارث نہیں بن سکتا، ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى" دو مختلف ملتوں والے آپس میں (کسی چیز میں بھی) وارث نہیں بن سکتے۔ (سنن ابی داؤد: 2911، اس کو امام ابن الجارود (967) نے صحیح کہا ہے) علامہ نووی (متوفی: 676ھ) لکھتے ہیں: "وأما المسلم فلا يرث الكافر أيضا عند جماهير العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم" جمہور صحابہ، تابعین اوران کے بعد والوں کے نزدیک مسلم، کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔ (شرح صحيح مسلم للنووى: 2/33)

[552]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ: أَشْرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ إِنِّي لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ)).

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر چڑھے اور فرمایا: کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں تمھارے گھروں کے درمیان اس طرح فتنے گرتے دیکھ رہا ہوں جیسے کہ بارش کے قطرے گرا کرتے ہیں۔

(551) صحيح البخارى، كتاب الفرائض، باب لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم، حديث: 6764ـصحيح مسلم، كتاب الفرائض، باب لا يرث المسلم الكافر ولا يرث الكافر المسلم، حديث: 1614ـسنن ابى داود، كتاب الفرائض، باب هل يرث المسلم الكافر، حديث: 2909ـسنن الترمذى، كتاب الفرائض، باب ما جاء فى ابطال الميراث بين المسلم والكافر، حديث: 2107ـسنن ابن ماجه، كتاب الفرائض، باب ميراث اهل الاسلام من اهل الشرك، حديث: 2729ـسنن الكبرى للنسائى: 6343ـمسنداحمد: 5/ 200ـ سنن الدارمى: 2005ـ مسند الشافعى: 7/ 190ـصحيح ابن حبان: 6033ـمسند البزار: 2581ـ

(552) صحيح البخارى، كتاب المناقب، باب علامات النبوة فى الاسلام، حديث: 3597ـصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب نزول الفتن كمواقع القطر، حديث: 2885ـمسنداحمد: 5/ 200ـمصنف ابن ابى شيبة: 15/ 14ـ مسند البزار: 2565ـ دلائل النبوة للبيهقى: 6/ 405ـمستدرك للحاكم: 4/ 508ـشرح السنة للبغوى: 4216ـ

فائدہ: ...... اس حدیث میں فتنوں کی کثرت کی طرف اشارہ ہے، ہر ہر دور میں مختلف فتنے وارد ہوتے ہیں،ان سے نجات کا طریقہ قرآن وحدیث کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔

[553]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ كَمْ مَرَّةٍ لَا أُحْصِيهِ لَا أَعُدُّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ وَكَانَ رِدْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيرُ حِينَ دَفَعَ؟ قَالَ ((كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ؟ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ)) قَالَ سُفْيَانُ قَالَ هِشَامٌ ((وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ)).

جناب عروہ بیان کرتے ہیں:اسامہ رسول اللہ ﷺ کے ردیف تھے، جب آپ عرفات سے مزدلفہ کو چلے تھے،تو اسامہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ جب عرفات سے چلے تو کس چال چلتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ درمیانی چال چلتے جاتے اور جب راستہ خالی ہوتا تو اونٹنی کو تیز دوڑاتے تھے۔سفیان کہتے ہیں کہ ہشام نے فرمایا:نص کا لفظ عنق کے مقابلے میں تیز رفتار پر بولا جاتا ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں ڈرائیونگ کے بعض آداب بیان ہوئے ہیں کہ جب راستہ خالی ہوتو سواری کی سپیڈ تیز کر دینی چاہیے، جبکہ رش والی جگہ پر درمیانی چال دوڑانی چاہیے،اس میں خیر ہے۔بعض لوگ اس قدر تیز ڈرائیونگ کرتے ہیں کہ اللہ کی پناہ، بلکہ وہ اپنی جان پرظلم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، ردیف سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے سوار کو کہتے ہیں۔

[554]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ

ایک آدمی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے طاعون کے بارے میں پوچھا، جناب سعد کے پاس اسامہ

(553) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب السير اذا دفع من عرفة، حديث: 1666ـصحيح مسلم، كتاب الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة، حديث: 1286ـسنن ابی داود، كتاب المناسك، باب الدفعة من عرفة، حديث: 1923ـسنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب كيف السير من عرفة، حديث: 3054ـسنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الدفع من عرفة، حديث: 3017ـمسنداحمد: 5/ 205ـصحيح ابن خزيمه: 2845ـمؤطا امام مالك، ص: 262ـسنن الدارمی: 1887ـ

(554) صحيح البخاری، كتاب احاديث الانبياء، باب: 54، حديث: 3473ـصحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة، حديث: 2218ـسنن الترمذی، كتاب الجنائز، باب ما جاء فی كراهية الفرار من الطاعون، حديث: 1065ـسنن الكبری للنسائی: 7524، مسند احمد: 5/ 201، 200ـمؤطا امام مالك، ص: 550ـ شرح معانی الآثار للطحاوی: 4/ 306ـ صحيح ابن حبان: 352ـ شرح السنة للبغوی: 1443 ـسنن الكبری للبيهقی: 7/ 217ـ

سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى سَعْدٍ يَسْأَلُهُ عَنِ الطَّاعُونِ وَعِنْدَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ أُسَامَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((هُوَ عَذَابٌ أَوْ رِجْزٌ أُرْسِلَ عَلَى أُنَاسٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَوْ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَهُوَ يَجِيءُ أَحْيَانًا، وَيَذْهَبُ أَحْيَانًا فَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا فِرَارًا مِنْهُ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ فِي أَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا)) فَقَالَ عَمْرٌو: ((فَلَعَلَّهُ لِقَوْمٍ عَذَابٌ أَوْ رِجْزٌ وَلِقَوْمٍ شَهَادَةٌ)) قَالَ سُفْيَانُ ((فَأَعْجَبَنِي قَوْلُ عَمْرٍو هَذَا)).

بن زید بھی تھے تو اسامہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ عذاب تھا جو تم سے پہلی قوموں پر نازل کیا گیا تھا' یا بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل کیا گیا تھا' تو وہ کبھی آتا اور کبھی جاتا ہے' جب کسی علاقہ میں طاعون آئے اور تم وہاں موجود ہو' تو اس سے مت بھاگو، اور اگر تم سنو کہ فلاں علاقہ میں (طاعون) ہے' تو وہاں داخل نہ ہونا۔ عمرو بن دینار نے کہا: شاید وہ کسی قوم کے لیے عذاب ہو اور کسی قوم کے لیے باعث شہادت ہو، سفیان نے کہا: مجھے عمرو کا یہ قول بہت پسند آیا ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طاعون کی بیماری ایک عذاب ہے، جو اللہ تعالیٰ ایک قوم پر مسلط کرتے ہیں، وہاں سے بھاگنا منع ہے، اور باہر والے کا وہاں جانا ممنوع ہے، طاعون یا کوئی بھی بیماری متعدی نہیں ہے، جس قوم پر طاعون کی بیماری مسلط کر دی جائے، ان سے الگ رہنا چاہیے، کیونکہ ان پر کسی بھی وقت عذاب آ سکتا ہے، اور جب انسان کسی طاعون والی قوم میں ہو تو وہاں سے بھاگنا نہیں چاہیے، کیونکہ اس سے عذاب نہیں ٹل سکتا، اور کسی اور کو بیماری لگ سکتی ہے، اگر یہودی اپنے آپ کو اللہ کا چہیتا سمجھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب کیوں نازل کیا؟ محدث مولانا محمد عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ نے طاعون سے فرار کی ممانعت پر دو مستقل رسالے لکھے ہیں۔ دیکھئے: (مقالات محدث مبارک پوری، ص: 378۔494)

[555]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خبر دی

(555) صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل، حديث: 102/ 1596۔سنن النسائى، كتاب البيوع، باب بيع الفضة بالورق وبيع الذهب بالفضة، حديث: 4584۔مسنداحمد: 5/ 204۔سنن الدارمى: 2583۔ مسند الشافعى: 2/ 159۔مصنف ابن ابى شيبة: 7/ 110، 109۔ سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 280۔من طريق عن عبيد اللّٰه بن ابى يزيد بهذاالاسناد۔صحيح البخارى، كتاب البيوع، باب بيع الدينار بالدينار نساء، حديث: 2178۔صحيح مسلم: 101/ 1596۔سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب من قال لا ربا الا فى النسيئة حديث: 2257۔من طريق ابى سعيد الخدرى عن ابن عباس، وسياتى برقم (760)۔الروايات مطولة ومختصرة۔

قَالَ: ثنی عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا لَمْ يَرْفَعْهُ؟ فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ؟ فَقَالَ: أَتَّقِيهِ أَحْيَانًا لِكَرَاهِيَةِ الصَّرْفِ؟ فَأَمَّا مَرْفُوعٌ فَهُوَ مَرْفُوعٌ

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ادھار میں سود ہوتا ہے۔ ابوبکر نے کہا کہ سفیان کبھی مرفوع بیان نہیں کرتے تھے تو ان کو اس بارے بھی کہا گیا تو انھوں نے کہا: میں کبھی بیع صرف کی کراہیت سے بچتا ہوں اور مرفوع تو وہی ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں سود کی ایک قسم کا بیان ہے، اور وہ ادھار میں سود ہے، اس کی ایک شکل یہ بنتی ہے کہ نقد قیمت اور ہو اور ادھار اور ہو، یہ واضح سود ہے۔ موجودہ دور میں سود کے نئے نئے نام سامنے آرہے ہیں، وہ حقیقت میں سود ہی ہیں، لیکن ان کے نام تبدیل کر دیے گئے ہیں، یہ ایک لعنت ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے محفوظ فرمائے، آمین۔

[**556**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، وَمَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَا: ثنا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا تَرَكْتُ بَعْدِي عَلَى أُمَّتِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ)).

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا جو امت کے حق میں عورتوں کے فتنے سے زیادہ مردوں پر شدید ہو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں عورتوں کے فتنے کو بہت بُرا قرار دیا گیا ہے، اگر غور وفکر کیا جائے کہ عورت کتنے طریقوں سے مردوں کو گمراہ کرتی ہے تو اس کی درج ذیل اہم صورتیں سامنے آئیں گی:

(1)......اپنی خوبصورتی کی وجہ سے (2)......نرم ونازک زبان کی وجہ سے (3)...... ہاتھوں اور آنکھوں کے غلط اشاروں کی وجہ سے (4)......طمع اور لالچ کی وجہ سے (5)......زنا کاری کی وجہ سے وغیرہ وغیرہ۔

(556) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب مایتقی من شؤم المراۃ، حدیث: 5096۔صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب اکثر اھل الجنۃ الفقراء، حدیث: 2740۔سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی تحذیر فتنۃ النساء، حدیث: 2780۔سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ النساء، حدیث: 3998۔سنن الکبری للنسائی: 9153۔مسنداحمد: 5/ 200، 210۔مسندابی یعلٰی: 972۔صحیح ابن حبان: 5967۔سنن الکبری للبیہقی: 7/ 91۔

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر عورت ہی فتنہ ہے، بلکہ بعض عورتیں مراد ہیں، اس کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ صرف عورتیں ہی فتنہ ہیں، مرد نہیں، بلکہ کئی مرد بھی فتنہ ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں عورتوں کا فتنہ بہت ہی خطرناک شکل اختیار کر گیا ہے، تمام شعبہ جات میں عورتوں ہی کو آگے کر دیا گیا ہے، حالانکہ عورت کو گھر میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (الاحزاب: 33) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت پردے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے گردن اٹھا کر دیکھتا ہے، وہ اللہ کے اس سے زیادہ قریب کبھی نہیں ہوتی جتنی قریب وہ گھر میں رہ کر ہوتی ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی: 3/89، حدیث: 2890۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة للألباني: 6/187، حدیث: 2688)

عورت بطور ضرورت سادگی کی حالت میں باپردہ ہو کر نظریں جھکاتے ہوئے گھر سے باہر جا سکتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم عورتوں کو اجازت دے دی گئی ہے کہ اپنی حاجت کے لیے باہر نکلو۔ (صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب قوله لا تدخلوا بيوت النبي: 4795)

[**557**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ: قِيلَ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَلَا تُكَلِّمُ عُثْمَانَ؟ فَقَالَ: تَرَوْنَ أَنِّي لَا أُكَلِّمُهُ إِلَّا أَسْمَعَكُمْ؟ إِنِّي لَأُكَلِّمُهُ دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَا إِنِّي لَا أَقُولُ لِرَجُلٍ إِنْ كَانَ عَلَيَّ أَمِيرًا أَنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: يُؤْتَى بِرَجُلٍ كَانَ وَالِيًا فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو کہا گیا: تم امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ سے اس معاملہ میں بات کیوں نہیں کرتے؟ تو انھوں نے کہا: تم خیال کرتے ہو کہ میں ان سے جو بات بھی کروں وہ تمھیں سنایا کروں، میں تو ان سے گفتگو اس اس انداز سے کرتا ہوں کہ جو فتنے کا دروازہ کھولے بغیر ہوتا کہ میں اس دروازہ کو کھولنے والا پہلا شخص نہ بن جاؤں۔ پھر انھوں نے کہا: میں تو اپنے اوپر حاکم شخص کو یہ ہرگز نہیں کہوں گا کہ وہ سب سے بہتر آدمی ہے، بعد ازاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن ایک حکمران شخص کو لایا

(557) صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة النار وانها مخلوقة، حديث: 3267۔ صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب عقوبة من يامر بالمعروف ولا يفعله، حديث: 2989۔ مسنداحمد: 205، 5/ 209۔ شرح السنة للبغوي: 4158۔ معجم الكبير للطبراني: 395۔ سنن الكبرى للبيهقي: 10/ 95۔

أَقْتَابُهُ فَيَدُورُ فِي النَّارِ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِالرَّحَا، فَيُجْمَعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ: أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُولُ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ .

جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا' اور اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی' تو وہ آگ میں اس طرح گھومتا ہوگا جیسا کہ چکی کے گرد گدھا گھومتا ہے، اہل جہنم اس کے گرد جمع ہوں گے اور کہیں گے: کیا تو ہمیں اچھے کاموں کا حکم نہیں دیتا اور برے کاموں سے منع نہیں کرتا تھا؟ تو وہ کہے گا: میں تمھیں اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا اور بدی سے تمھیں منع کرتا تھا اور خود بدی کرتا تھا۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں اس شخص کی مذمت بیان کی گئی ہے جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا تھا، اور خود عمل نہیں کرتا تھا، اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (الصف: 2)

[**558**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ أَحَدُهُمَا أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُسَامَةَ وَقَالَ الْآخَرُ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ، عَنْ أُسَامَةَ وَكَانَ رِدْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ قَالَ: ((دَفَعْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ فَلَمَّا أَتَى الشِّعْبَ نَزَلَ؟ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ هَرَاقَ الْمَاءَ، ثُمَّ آتَيْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ وَضُوءًا

اسامہ سے مروی ہے اور وہ عرفات سے مزدلفہ تک رسول اللہ ﷺ کے ردیف (وہ شخص جو ایک گھوڑے یا اونٹ وغیرہ پر کسی سوار کے پیچھے بیٹھے) تھے، انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (ردیف) تھا، ہم عرفات سے چل کر گھاٹی میں آئے' تو آپ اترے اور پیشاب کیا، پھر میں پانی کا برتن لایا آپ نے خفیف سا وضو کیا' تو میں نے نماز کا ذکر کیا' تو آپ نے فرمایا: نماز آگے چل کر ہوگی، جب مزدلفہ میں آئے' تو مغرب کی نماز پڑھی اور پھر لوگوں نے کجاوے اتارے پھر عشاء کی نماز پڑھی۔سفیان کہتے ہیں:

(558) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب الجمع بين صلاتين بالمزدلفة، حديث: 1672۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب ادامة الحاج التلبية، حديث: 1280۔سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب الدفعة من عرفة، حديث: 1921، 1925۔سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب النزول بعد الدفع من عرفة، حديث: 3027، 3034۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب النزول بين عرفات وجمع لمن كانت له حاجة، حديث: 3019۔ مسند احمد: 5/ 208، 200۔ سنن الدارمی: 1889۔مؤطا امام مالك، ص: 267۔ صحيح ابن خزيمه: 973، 2851۔ اخبار مكة: 2/ 197۔من طريق عن كريب بهذا الاسناد۔

خَفِيفًا؟)) فَقُلْتُ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ أَمَامَكُمْ فَلَمَّا أَتَى جَمْعًا صَلَّى صَلَاةَ الْمَغْرِبِ ثُمَّ حَطُّوا رِحَالَهُمْ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ)) قَالَ سُفْيَانُ: لَمْ يَخْتَلِفْ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ وَمُحَمَّدٌ فِي شَيْءٍ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّ ذَا قَالَ كُرَيْبٌ عَنْ أُسَامَةَ وَقَالَ: هَذَا كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ .

ابراہیم بن عقبہ اور محمد نے اس روایت کی کسی بھی چیز میں اختلاف نہیں کیا، صرف اتنا اختلاف ہے، ایک راوی یہ کہتا ہے: یہ کریب کے حوالے سے حضرت اسامہ سے منقول ہے، جبکہ دوسرا راوی یہ کہتا ہے کہ کریب کے حوالے سے ابن عباس کے حوالے سے حضرت اسامہ سے منقول ہے۔

## مُسْنَدُ أَبِي رَافِعٍ رضی اللہ عنہ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

## رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابورافع رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ مولی رسول اللہ ﷺ: ابورافع کنیت، ان کا نام ابراہیم یا اسلم ہے، آپ حضور کے آزاد کردہ غلام ہیں، آپ نسلاً قبطی ہیں، عباس بن عبدالمطلب کی ملک میں تھے، انھوں نے بطور نذرانہ حضور کی ملک میں دے دیا۔ جب عباس اسلام لائے تو انھوں نے ہی حضور کو آپ کے اسلام کی خبر دی، حضور نے اس خوشی میں ان کو آزاد کر دیا۔ آپ سوائے جنگ بدر کے باقی تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، خلافت مرتضوی میں وفات پائی۔ حضور ﷺ نے آزاد تو فرما دیا مگر ان کے دل میں حضور ﷺ کی جو محبت تھی، اس محبت نے حضور ﷺ سے دور نہیں ہونے دیا چنانچہ یہ حضور ﷺ کے ساتھ رہے، بلکہ حضور ﷺ نے ہی ان کو اپنے خاندان میں شامل فرما لیا تھا، کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا "مولی القوم من أنفسهم" کہ آدمی کا آزاد کردہ غلام اس کے خاندان میں سے ہے۔ پھر حضور ﷺ نے ان کی شادی بھی اپنی آزاد کردہ باندی سلمٰی سے کرادی۔ کسی وجہ سے غزوہ بدر تک مکہ مکرمہ میں رہے، اس کے بعد ہجرت کی اور پھر سفر وحضر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہے۔ غزوہ احد اور اس کے بعد والے غزوات میں برابر شریک ہوتے رہے، بعض سرایا میں بھی شامل رہے۔ ہر وقت حضور ﷺ کے ساتھ ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کو علوم کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا جس کی وجہ سے ان سے فیضیاب ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، بہت سے صحابہ کرام تک ان سے مراجعت کرتے تھے۔ غرض یہ کہ ابورافع اگرچہ غلاموں میں سے تھے مگر جب انھوں نے اپنے دل کو کفر وشرک سے آزاد کیا اور محبت نبی سے اپنے دل کو معمور کیا تو مرجع خلائق بن گئے۔ جی ہاں! یہ ابورافع جن کے نام میں اختلاف ہے، کسی نے اسلم کسی نے اور کچھ کہا ہے، ان کی زندگی میں ہمارے لیے بہت بڑا سبق پنہاں ہے کہ وہ غلام، بے یار ومددگار اور نام ونسب کے بغیر دین

وعلم کی اتنی خدمت کر گئے جن پر آزادوں کی آزادیاں قربان کی جاسکتی ہیں۔

[559]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: ((لَمْ يَأْمُرْنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَنْزِلَ ثَمَّ - يَعْنِي الْأَبْطَحَ - وَلَكِنِّي أَنَا ضَرَبْتُ قُبَّتَهُ ثُمَّ جَاءَهُ فَنَزَلَ)).

ابورافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم نہیں دیا تھا کہ میں ان کا خیمہ مقام ابطح میں نصب کروں، لیکن میں نے ازخود خیمہ لگا دیا اور آپ تشریف لائے تو اس میں ٹھہر گئے۔

[560]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ وَكَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ فَلَمَّا قَدِمَ صَالِحٌ عَلَيْنَا قَالَ لَنَا عَمْرٌو: اذْهَبُوا إِلَيْهِ فَاسْأَلُوهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ.

حمیدی نے کہا: ہم سے سفیان نے حدیث بیان کی اور کہا عمرو بن دینار اس کو صالح بن کیسان سے روایت کرتے تھے اور جب صالح بن کیسان سفر سے واپس آئے تو عمرو بن دینار نے ہمیں کہا: تم جاؤ اور اس حدیث کے متعلق ان سے پوچھو۔

[561]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ مُرْسَلًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا أُلْفِيَنَّ

عبیداللہ بن ابی رافع اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سفیان نے کہا: ہم سے محمد بن منکدر نے مرسلا روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں سے کسی ایک کو اس کے اپنے تخت پر بیٹھا ہوا نہ پاؤں کہ اس کے پاس میرے حکموں میں سے کوئی حکم آئے جس کا میں نے

---

(559) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب النزول بالمحصب يوم النفر والصلاة به، حديث: 1313- سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب التحصيب، حديث: 2009- مسنداحمد كما فى اطراف المسند، حديث: 8151- اتحاف المهرة: 18806- صحيح ابن خزيمه: 2086- سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 161- معجم الكبير للطبرانى: 916- مسند الرويانى: 705-

(560) انظر الحديث السابق-

(561) سنن ابى داود، كتاب السنة، باب فى لزوم السنة، حديث: 4605- سنن الترمذى، كتاب العلم، باب ما نهى عنه ان يقال عند حديث النبى صلى الله عليه وسلم، حديث: 2662- سنن ابن ماجه، المقدمة، باب تعظيم حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث: 12- مسنداحمد: 6/ 8- مسندالشافعى: 2/ 20- مستدرك للحاكم: 1/ 108- سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 76- معجم الكبير للطبرانى: 934- صحيح ابن حبان: 13-

أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ لَا نَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: قَالَ سُفْيَانُ: وَأَنَا لِحَدِيثِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ أَحْفَظُ لِأَنِّي سَمِعْتُهُ أَوَّلًا؟ وَقَدْ حَفِظْتُ هَذَا أَيْضًا.

حکم دیا ہو یا منع کیا ہو اور وہ کہہ دے: میں نہیں جانتا ہوں جو بھی ہم نے کتاب اللہ میں پایا ہم نے اس کی پیروی کی ہے۔حمیدی کہتے ہیں: سفیان نے کہا: میں ابن منکدر کی حدیث کو زیادہ یاد کرنے والا ہوں، کیونکہ میں نے سب سے پہلے ان سے روایت سنی ہے، میں نے یہ یاد بھی رکھی۔

فائدہ: ......اس حدیث میں ان لوگوں کی مذمت بیان کی گئی ہے جو قرآن کو کافی سمجھتے ہیں، اور احادیث کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ حدیث کے بغیر قرآن کو سمجھنا ناممکن ہے۔ جس طرح قرآن مجید وحی الٰہی ہے اسی طرح حدیث بھی وحی الٰہی ہے، نیز اس حدیث میں ایک منکرین حدیث کی کیفیت بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ چارپائی پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا ہوگا اور فتنہ انکار حدیث کو فروغ دے گا، اس کے عموم میں تمام منکرین حدیث آتے ہیں۔ برصغیر میں عبداللہ چکڑالوی نامی منکر حدیث گزرا ہے جس کی ٹانگوں کو فالج تھا، وہ چل نہیں سکتا تھا، اور اپنی چارپائی پر بیٹھا رہتا تھا، اور واضح احادیث کا انکار کرتا تھا، ہندوستان میں یہ وہ پہلا شخص تھا جس نے کھلم کھلا احادیث کا انکار کیا، اس کا اصل نام قاضی غلام نبی تھا، اسے حدیث سے اس قدر نفرت تھی کہ اس نے اپنا نام غلام نبی سے تبدیل کر کے عبداللہ رکھ لیا تھا، یہ چکڑالہ ضلع میانوالی کا رہنے والا تھا۔ 1282ھ میں علوم دین کی تکمیل کی، جب اس نے سرے سے ہی حدیث کا انکار کرنا شروع کر دیا تو چکڑالہ کے لوگوں نے اس کو خطابت اور افتاء سے الگ کر دیا، اور اس نے جلالپور ضلع ملتان میں جا کر ملازمت کر لی۔

عبداللہ چکڑالوی نے ترجمۃ القرآن بآیات القرآن کے نام سے ایک تفسیر لکھی جس میں اس نے کھل کر احادیث کا انکار کیا، آج کے دور میں غامدی وغیرہ بھی اسی کی باطل ڈگر پر چل نکلے ہیں، ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر حافظ محمد زبیر حفظہ اللہ نے منکرین حدیث کے تعاقب میں ''فکر غامدی'' کے نام سے ایک مفصل کتاب لکھی ہے جو پڑھنے کے قابل ہے۔

[**562**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو

عمرو بن شرید کہتے ہیں: مسور بن مخرمہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ہمارے ساتھ سعد بن ابی وقاص کے پاس چلو، میں

---

(562) صحيح البخاری، کتاب الحيل، باب فی الهبة والشفعة، حديث: 6977-سنن ابی داود، کتاب الاجارة، باب فی الشفعة، حديث: 3516- سنن النسائی، کتاب البيوع، باب ذکر الشفعة واحکامها، حديث: 4706-سنن ابن ماجه، کتاب الشفعة، باب الشفعة بالجوار، حديث: 2495-مسنداحمد: 6/ 10-مصنف عبدالرزاق: 14381-مسند الشافعی: 3/ 165-مصنف ابن ابی شيبة: 164، 7/ 165- صحيح ابن حبان: 5180-معجم الکبير للطبرانی: 977-

بْـنَ الشَّـرِيدِ يَقُولُ: أَخَذَ الْمِسْوَرُ بْنُ الْمَخْرَمَةِ بِيَـدِي فَـقَـالَ: انْـطَـلِـقْ بِـنَا إِلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّـاصٍ فَـخَـرَجْـتُ مَـعَهُ وَإِنَّ يَدَهُ لَعَلَى أَحَدِ مَـنْـكِبَيَّ فَجَاءَ إِلَيْهِ أَبُو رَافِعٍ فَقَالَ لِلْمِسْوَرِ: أَلَا تَـأْمُـرُ هَـذَا - يَـعْنِي سَعْدًا - يَشْتَرِي مِنْ بَيْتِي الَّـذِي فِـي دَارِهِ فَـقَـالَ سَعْدٌ: لَا وَاللّٰهِ لَا أَزِيدُ عَلَى أَرْبَعِمِائَةِ دِينَارٍ إِمَّا قَالَ مُقَطَّعَةً، وَإِمَّا قَالَ مُـنَـجَّمَةً قَالَ: فَقَالَ لَهُ أَبُو رَافِعٍ: وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَمْـنَـعُهَا مِنْ خَمْسِمِائَةِ دِينَارٍ نَقْدًا؟ وَلَوْلَا أَنِّي سَـمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا بِعْتُكَ)).

ان کے ساتھ نکلا، ان کا ایک ہاتھ میرے ایک کندھے پر تھا، ابو رافع آئے اور مسور بن مخرمہ کو کہا: تم سعد بن ابی وقاص کو کیوں نہیں کہتے کہ وہ میرا یہ مکان خرید لیں جو ان کے گھر کے پاس ہے۔ سعد نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تو چار سو دینار سے زیادہ نہیں دوں گا یا کہا قسط وار اور یا کہا : یکبار (نقد)، پس ابو رافع نے کہا: میں تو اس کو پانچ سو دینار نقد پر فروخت ہوتا روک چکا ہوں' اور میں نے اگر یہ نہ سنا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ہمسایہ جائداد خریدنے کا زیادہ حق دار ہے تو میں تجھ کو فروخت ہی نہ کرتا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب کسی نے کوئی چیز فروخت کرنی ہو تو اس کو خریدنے کا زیادہ حق دار اس کا ہمسایہ ہے۔ یہ حدیث نقل کرنے کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بعض لوگ کہتے ہیں جب کوئی اپنا مکان فروخت کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ حیلہ کرے اور شفعہ کو غیر مؤثر کرے۔ وہ اس طرح کہ بیچنے والا، خریدار کو وہ مکان ہبہ کر دے اور اس کی حد بندی کر کے اس کے حوالے کر دے۔ پھر خریدار اس ہبہ کے معاوضے میں مالک کو ایک ہزار بطور معاوضہ ادا کر دے اس طرح شفعہ کرنے والے کو اس میں شفعہ کا حق نہیں رہے گا۔'' یاد رہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جو حق رسول اللہ ﷺ نے کسی کے لیے ثابت کیا ہے اسے کسی قسم کے حیلے سے ساقط نہیں کیا جا سکتا۔ (فتح الباری: 12/ 435)

## مُسْنَدُ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ
## حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: حکیم بن حزام صحابی رسول کنیت ابو خالد، ام المؤمنین حضرت خدیجہ کے بھتیجے تھے۔ اکثر علماء کے نزدیک ان کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی "وَلَـمْ يُولَدْ قَبْلَهُ، وَلَا بَعْدَهُ فِي الْكَعْبَةِ أَحَدٌ" اس سے پہلے اور بعد کسی کی ولادت کعبہ میں نہ ہوئی۔ حکیم بن حزام کی پیدائش کی صحیح روایات بکثرت موجود ہیں جن میں سے چند ایک

صحیح مسلم، تاریخ الکبیر امام بخاری، مسند امام شافعی، البدایہ والنہایہ، تاریخ الخمیس، اسد الغابہ وغیرہ ہیں۔

## کعبہ میں پیدائش:

کعبہ میں حکیم بن حزام کی پیدائش کے علاوہ کسی اور کی پیدائش نہ پہلے اور نہ بعد میں ہوئی۔

”حكيم بن حزام ولد في جوف الكعبة ، ولا يعرف ذلك لغيره وأما ما روى أن عليا ولد فيها فضعيف عند العلماء“ حکیم بن حزام کعبے کے اندر پیدا ہوئے اور یہ بات کسی دوسرے کے متعلق سننے میں نہیں آئی اور اس قول کے متعلق کہ حضرت علی کی ولادت کعبہ میں ہوئی علماء کے نزدیک یہ قول ضعیف ہے۔

حکیم بن حزام بن خویلد بن اُسد بن عبد العزی بن قصی، القرشی الأسدی پورا نسب ہے ان کی والدہ کا نام صفیہ تھا اور بعض جگہ فَاخِتَةُ بِنْتُ زُهَيْرِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ہے۔ یہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں معزز لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔ مؤلفة القلوب میں سے تھے۔ انھیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے 100 اونٹ غزوہ حنین میں عطا فرمائے۔ ایک سو بیس برس زندہ رہے۔ 54 ہجری میں خلافت امیر معاویہ میں وفات ہوئی۔ غزوۂ بدر میں کفار کی طرف سے شامل ہوئے اور بھاگ کر بچ گئے۔ قسم کھاتے تھے کہ قسم ہے اس کی جس نے مجھے بدر کے دن بچایا۔ دارلندوہ انھی کے پاس تھا۔

فتح مکہ کے موقع پر اعلان کیا گیا: ”جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اس کو امان ہے اور جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہوگا اس کو امان ہے اور جو شخص مسجد میں داخل ہوگا اس کو امان ہے اور جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اس کو امان ہے۔

زید بن حارثہ کو سوق بنی عکاظ سے (جو مکہ معظمہ کے قریب ایک بازار لگتا تھا) اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے لیے چار سو درہم میں خریدا، جب حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے انھیں اپنا بیٹا بنا لیا تو انھیں زید بن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام سے بلایا جانے لگا۔ عروہ بن حکیم بن حزام بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کے متعلق مجھے بھی بتلائیں جو میں جاہلیت کے زمانے میں کرتا تھا۔ مثلاً صدقہ، غلام آزاد کرنا، صلہ رحمی تو کیا ان پر بھی اجر ملے گا تو اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنی انہی پچھلی نیکیوں کی وجہ سے ہی تو مسلمان ہوا ہے۔

حکیم بن حزام نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ تو آپ نے دیا۔ میں نے پھر مانگا تو آپ نے دیا۔ پھر فرمایا کہ اے حکیم یہ مال سرسبز وشاداب اور میٹھا ہے، جو اس کو سخاوت نفس کے ساتھ لے۔ تو اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ اس کو لے تو اس میں برکت نہیں رہتی اور اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم اس ذات کی

جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا۔ اب آپ کے بعد کسی سے کچھ قبول نہیں کروں گا، یہاں تک کہ میں دنیا سے چلا جاؤں۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ان کو (وظیفہ) دینے کے لیے بلاتے، تو وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) نے ان کو (وظیفہ) دینے کے لیے بلایا تو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت میں تمھیں حکیم پر گواہ بناتا ہوں کہ میں اس مال میں سے حکیم کا حق اس کے سامنے پیش کر چکا ہوں، لیکن وہ لینے سے انکار کر رہے ہیں۔ چنانچہ حکیم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص سے کچھ بھی قبول نہ کیا یہاں تک کہ وفات پا گئے۔

[**563**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيّبِ أَنَّهُمَا سَمِعَا حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ يَقُولُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)) قَالَ سُفْيَانُ: لَمْ أَسْمَعْ إِلَّا هَذَا.

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا، پھر سوال کیا' تو آپ نے دیا' پھر سوال کیا' تو آپ نے دیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مال سبز اور میٹھا ہے جس نے نفس کی خوشی سے لیا' تو اس کو اس میں برکت دی جاتی ہے' اور جس نے نفس میں جھانک کر (حرص کے ساتھ) لیا' تو اس کو برکت نہیں دی جاتی' اور وہ ایسا ہے جیسا کہ وہ شخص جو کھائے اور سیر نہ ہو' اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ سفیان کہتے ہیں: میں نے صرف یہی سنا ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ سخی ہونے کی دلیل ملتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خالی نہیں موڑتے تھے، نیز اس حدیث میں مال کے لالچی کی مذمت بیان کی گئی ہے، انسان کو لالچی نہیں ہونا چاہیے، اوپر والے ہاتھ سے مراد خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والے ہاتھ سے مراد ہے کہ بلاوجہ اور بغیر کسی شرعی عذر کے مانگنے والا۔

[**564**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ . . . . . قَالَ: ثنا حکیم بن حزام فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

(563) صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب قول النبی صلی الله عليه وسلم هذا المال خضرة حلوة، حديث: 6441- صحيح مسلم، كتاب الزكاة باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلىٰ، حديث: 1035- سنن الترمذی، كتاب صفة القيامة، باب: 29، حديث: 2463- سنن النسائی، كتاب الزكاة، باب اليد العليا، حديث: 2532- مسند احمد: 3/ 434- سنن الدارمی: 1657-مصنف ابن ابی شيبة: 3/ 211- صحيح ابن حبان: 3406-معجم الكبير للطبرانی: 3079-سنن الكبری للبيهقی: 4/ 196-

(564) صحيح البخاری، كتاب العتق، باب عتق المشرك، حديث: 2538- صحيح مسلم، كتاب الايمان، ⇦⇦

هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ يَقُولُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَعْتَقْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَرْبَعِينَ مُحَرَّرًا، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَبَقَ مِنْ خَيْرٍ)).

عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اسلام سے قبل جاہلیت میں چالیس (غلام) آزاد کیے ہیں، تو آپ نے فرمایا: تو اس نیکی کی بنیاد پر اسلام لایا ہے جو تو نے پہلے کی ہے۔

**فائدہ** :......صحیح بخاری میں یہ مفصل حدیث ہے کہ حکیم بن حزام نے زمانہ جاہلیت میں سو غلام آزاد کیے اور ایک سو اونٹ لوگوں کو سواری کے لیے دیے۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو سو اونٹ مزید لوگوں کو سواری کے لیے دیے اور سو غلام آزاد کیے۔ سیدنا حکیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ان اشیاء کے متعلق بتائیں جو میں زمانہ جاہلیت میں کرتا رہا ہوں، یعنی وہ چیزیں میں ثواب کے لیے کرتا تھا......'' اس سے ثابت ہوا کہ کافر ثواب کی نیت سے اگر کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اسے اس صورت میں اس کا اجر ملے گا جب وہ مسلمان ہو جائے۔ یاد رہے کافر کی حالت کفر میں کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ﴾ (الکھف: 104) ''ان کی کوشش (نیکی) دنیا کی زندگی میں ضائع ہوگئی۔''

## مُسْنَدُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ رضی اللہ عنہ
## جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

جبیر بن مطعم علم الانساب کے بڑے ماہر صحابی تھے ان کا شمار قریش کے ممتاز نسابوں میں تھا۔

**نام ونسب:**

جبیر نام، ابو محمد کنیت، نسب نامہ یوں ہے: جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قرشی نوفلی۔ جبیر کے والد مطعم قریش کے نرم دل اور خدا ترس بزرگوں میں تھے، بنی ہاشم شعب ابی طالب میں چلے گئے اور تین سال تک اس قید میں زندگی بسر کرتے رہے۔ اس کے خلاف صدا بلند کرنے والوں میں ایک جبیر بن مطعم بھی تھے۔ جب نبی کریم ﷺ تبلیغ کے لیے طائف تشریف لے گئے اور اہل طائف نے آپ پر ظلم کیا تو آپ ﷺ لوٹتے وقت مکہ کے پاس پہنچ کر مطعم سے پناہ طلب کی۔ مطعم گو اس وقت کافر تھے لیکن آنحضرت ﷺ کی درخواست پر آپ کو اپنی حمایت میں لے لیا۔ مطعم کو معلوم تھا کہ رسول اللہ کو اپنی حمایت میں لینا تمام مشرکین مکہ کو مقابلہ کی دعوت دینا ہے۔ اسی لیے حمایت میں لینے کے بعد ہی اپنے لڑکوں کو حکم دیا کہ ہتھیار لگا کر حرم میں آئیں اور خود حرم میں جا کر بانگ دہل اعلان کیا کہ میں نے محمد ﷺ کو

⇦ حدیث: 123۔ مسند احمد: 434/3۔ المعجم الکبیر للطبرانی: 3084.

اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ جبیر اسی منصف مزاج اور نرم دل باپ کے فرزند تھے۔ لیکن قومی عصبیت قبولِ حق سے مانع آتی تھی۔ مشرکین مکہ اور مسلمانوں کے درمیان میں سب سے پہلا معرکہ بدر ہوا۔ اس میں جبیر شریک نہ ہو سکے تھے۔ جنگ کے بعد اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑانے آئے تھے۔ جس وقت یہ پہنچے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مصروف تھے۔ اور سورۂ طور کی آیات تلاوت فرما رہے تھے۔ جبیر مسجد میں داخل ہوئے تو کلام اللہ کی سحر انگیز آیتیں کانوں میں پڑیں۔ انھیں سن کر جبیر اس درجہ متاثر ہوئے کہ وہ بیان کرتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ میرا دل پھٹ جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز مکمل کرنے کے بعد انھوں نے آپ سے بدر کے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کی۔ آپ نے ان کے باپ کے احسانات کو یاد کر کے فرمایا کہ اگر تمھارے باپ زندہ ہوتے اور وہ سفارش کرتے تو میں چھوڑ دیتا۔ بدر کے مقتولین کا انتقام احد کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس میں تمام مشرکین نے بقدر استطاعت حصہ لیا۔ جبیر نے اپنے غلام وحشی کو بھیجا اور کہا اگر تم حمزہ کو قتل کر دو گے تو تم کو آزاد کر دیا جائے گا۔ چنانچہ حمزہ اسی غلام کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

## اسلام:

جبیر میں اثر پذیری کا مادہ پہلے سے موجود تھا۔ قبول حق کا مادہ جذبہ عصبیت پر غالب آ گیا اور بروایت صحیح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی زمانہ میں وہ مسلمان ہو گئے۔

## غزوات:

قبولِ اسلام کے بعد صرف حنین میں شرکت کا پتہ چلتا ہے۔ حنین کی واپسی کے وقت یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

## وفات:

جبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کافی عرصہ تک زندہ رہے، 57ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ دولڑکے محمد اور نافع یادگار چھوڑے۔

[565]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ محمد بن جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے چند نام

(565) صحيح البخاری، كتاب المناقب، باب ما جاء فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حديث: 3532۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب فی اسمائه صلی اللہ علیہ وسلم، حديث: 2354۔ سنن الترمذی، كتاب الادب، باب ما جاء فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حديث: 2840۔ شمائل ترمذی: 366۔ سنن الكبری للنسائی: 11590۔ مسند احمد: 4/ 8۔ سنن الدارمی: 2778۔ مصنف عبدالرزاق: 19657، معجم الكبير للطبرانی: 1522۔ دلائل النبوة للبيهقی: 1/ 153۔ مسندابی يعلٰی: 7395۔ صحيح ابن حبان: 6313۔ من طريق عن الزهری بهذا الاسناد۔ مؤطا امام مالك، ص: 616۔ من طريق الزهری عن محمد بن جبير بن مطعم عن النبی ﷺ مرسلاً۔

بْـنِ مُطْعَمٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ ، وَأَنَا أَحْمَدُ ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يُمْحَى بِيَ الْكُفْرُ ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّـذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي ، وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ)) .

ہیں: میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں ماحی ہوں' جس کی وجہ سے کفر کو مٹایا گیا ہے، میں وہ حاشر ہوں کہ میرے قدم پر لوگ اٹھائے جائیں گے' اور میں عاقب ہوں' اور عاقب وہ ہوتا جس کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے چند ناموں کا ذکر ہے، بعض لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے بھی ننانوے نام بنا رکھے ہیں، حالانکہ ان میں سے کئی نام ایسے ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اور نہ ہی ان ناموں کو یاد کرنے کی کوئی فضیلت ثابت ہے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔

[**566**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ سَـمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْـرِ بْنِ مُطْعَمٍ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ ((سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَـقْـرَأُ فِـي الْـمَـغْرِبِ بِالطُّورِ)) قَالَ سُـفْيَانُ: قَالُوا فِي هَذَا الْحَدِيثِ: إِنَّ جُبَيْرًا قَالَ: ((سَـمِـعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَـا مُشْـرِكٌ فَكَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ)) وَلَـمْ يَقُلْهُ لَنَا الزُّهْرِيُّ .

محمد بن جبیر بن مطعم اپنے باپ جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے نمازِ مغرب میں رسول اللہ ﷺ کو سورت الطور پڑھتے سنا۔ سفیان نے کہا: راویوں نے اس حدیث میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ جناب جبیر نے فرمایا: جب میں نے یہ سورت آپ ﷺ سے سنی تو اس وقت میں حالت شرک میں تھا' اور میرا دل اڑنے کے قریب ہوگیا تھا' اور یہ لفظ زہری نے بیان نہیں کیے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خلاف معمول نماز مغرب میں لمبی سورت پڑھنا درست ہے۔

---

(566) صحيح البخارى ، كتاب التفسير ، سورة والطور ، حديث: 4854۔صحيح مسلم ، كتاب الصلاة ، باب القرائة فى الصبح ، حديث: 463۔ سنن ابى داود ، كتاب الصلاة ، باب قدر القراء ة فى المغرب ، حديث: 811۔سنن النسائى ، كتاب الافتتاح ، باب القراء ة فى المغرب بالطور ، حديث: 988۔سنن ابن ماجه ، كتاب اقامة الصلوات ، باب القراء ة فى صلاة المغرب ، حديث: 832۔مسنداحمد : 4/ 80۔سنن الدارمى : 1299۔صحيح ابن خزيمه: 514۔ مؤطاامام مالك ، ص: 72۔مصنف ابن ابى شيبة: 1/ 357۔ مسندابى يعلٰى: 7393۔ صحيح ابن حبان: 1833۔ سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 193۔

(567) صحيح البخارى ، كتاب الادب ، باب اثم القاطع ، حديث: 5984۔صحيح مسلم ، كتاب البر والصلة ، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها ، حديث: 2556۔سنن ابى داود ، كتاب الزكاة ، باب فى صلة الرحم ، حديث: 1696۔ سنن الترمذى ، كتاب البر والصلة ، حديث: 1909۔الادب المفرد: 64۔ مسند احمد : 4/ 80۔ مسندابى يعلٰى: 7391۔معجم الكبير للطبرانى : 1511۔ سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 27۔صحيح ابن حبان : 454۔

[567]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ)) قَالَ سُفْيَانُ ((تَفْسِيرُهُ قَاطِعُ رَحِمٍ)).

محمد بن جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: جنت میں قطع (رحمی) کرنے والا نہیں جائے گا۔ سفیان نے اس کی تفسیر میں کہا: قطع رحمی کرنے والا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں قطع رحمی کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

[568]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ وَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ، عَنْ أَبِيهِ - إِنْ شَاءَ اللّٰهُ - قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ كَانَ مُطْعَمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنَى أَوْ فِي هَؤُلَاءِ الْأُسَارَى لَأَطْلَقْتُهُمْ لَهُ - يَعْنِي أُسَارَى بَدْرٍ -)) وَكَانَ سُفْيَانُ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ؟ فَذَكَرَ فِيهِ الْخَبَرَ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا يَدَعُهُ، وَإِنْ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْخَبَرَ فَرُبَّمَا قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَرُبَّمَا لَمْ يَقُلْهُ.

زہری نے محمد بن جبیر بن مطعم سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی (ان شاء اللہ) کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مطعم بن عدی آج زندہ ہوتا اور وہ ان بدبوداروں یا ان قیدیوں کے متعلق مجھ سے گفتگو کرتا تو میں ان کو اس کی خاطر چھوڑ دیتا یعنی بدر کے قیدیوں کو۔ جب سفیان یہ حدیث بیان کرتے تو ساتھ ان شاء اللہ کہتے اور جب صرف سند ہی بیان کرتے اور متن حدیث ذکر نہ کرتے تو پھر کبھی ان شاء اللہ کہتے' اور کبھی نہ کہتے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کفار گندے اور بدبودار لوگ ہوتے ہیں، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ کفار کو بدبودار کہنا ٹھیک ہے، نیز اس حدیث میں مطعم بن عدی کا نبی کریم ﷺ کے ہاں احترام ثابت ہوتا ہے، اگرچہ وہ کفر کی حالت میں ہی مرے لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کے احسان کی وجہ سے ان کا ذکر خیر کیا ہے۔

[569]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ

(568) صحيح البخاري، كتاب فرض الخمس، باب ما من النبى صلى الله عليه وسلم على الاسارى من غير ان يخمس، حديث: 3139۔ سنن ابى داود، كتاب الجهاد، باب فى المن على الاسير بغير فداء، حديث: 2689۔ مسند احمد: 4/ 80۔ مسند ابى يعلى: 7416۔ معجم الكبير للطبرانى: 1505۔ مسند البزار: 3404۔ سنن الكبرى للبيهقى: 6/ 220۔ شعب الايمان: 9124۔ شرح السنة للبغوى: 2713۔

(569) صحيح البخارى، كتاب الحج، باب الوقوف بعرفة، حديث: 1664۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، ⇦⇦

قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَضْلَلْتُ بَعِيرًا لِي يَوْمَ عَرَفَةَ فَخَرَجْتُ أَطْلُبُهُ بِعَرَفَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَاقِفًا مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ: هَذَا مِنَ الْحُمْسِ مَا شَأْنُهُ هَاهُنَا قَالَ سُفْيَانُ: وَالْأَحْمَسُ الشَّدِيدُ عَلَى دِينِهِ وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُسَمَّى الْحُمْسَ وَكَانَ الشَّيْطَانُ قَدِ اسْتَهْوَاهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّكُمْ إِنْ عَظَّمْتُمْ غَيْرَ حَرَمِكُمْ اسْتَخَفَّ النَّاسُ بِحَرَمِكُمْ فَكَانُوا لَا يَخْرُجُونَ مِنَ الْحَرَمِ .

عرفات کے دن ان کا اونٹ گم ہوا تو میں اس کی تلاش میں عرفات گیا، دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ عرفات میں لوگوں کے ساتھ ٹھہرے ہیں، تو میں نے اپنے دل میں کہا: آپ بھی تو الحمس میں سے ہیں اور ان کا یہاں کیا کام ہے؟ سفیان نے کہا: احمس مضبوط کو کہا جاتا ہے جو اپنے دین پر پختہ ہو، قریش کو حمس کہا جاتا تھا اور شیطان نے ان پر غالب آ کر یہ کہا: اگر تم نے اپنی حرمِ زمین کے باہر کسی مقام کی عظمت کی، تو لوگ تمھارے حرم کو کمتر خیال کریں گے، پس قریش حرم زمین سے باہر نہیں جاتے تھے۔

[570]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا حُمَيْدُ بْنُ قَيْسٍ الْأَعْرَجُ أَخُو عُمَرَ بْنِ قَيْسٍ مَوْلَى بَنِي فَزَارَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقِفُ سِنِيهِ كُلِّهَا بِعَرَفَةَ)) .

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال ہی عرفات میں قیام کرتے تھے۔

[571]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَابَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبد المطلب! یا (کہا) اے بنی عبد مناف! اگر تم اس امر خلافت پر متولی کر دیے جاؤ تو کسی کو جب وہ چاہے

⇐⇐ باب الوقوف، حديث: 1220۔ سنن النسائی، حديث: 3016۔ مسند احمد: 4/ 80۔سنن الدارمی: 1885۔صحيح ابن خزيمه: 3060۔صحيح ابن حبان: 3849۔معجم الكبير للطبرانی: 1556۔

(570) اسناده صحيح لكنه مرسل۔اخبار مكة لازرقی: 2/ 196 عن مجاهد مرسلًا واخبار مكة للفاكهی: 2789 عن جبير بن مطعم رضی اللہ عنہ .

(571) صحيح، سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب الطواف بعد العصر، حديث: 1894۔سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء فی الصلاة بعد العصر وبعد الصبح لمن يطوف، حديث: 868۔سنن النسائی، كتاب المواقيت، باب الصلاة فی الساعات كلها بمكة، حديث: 584۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ماجاء فی الرخصة فی الصلاة بمكة فی كل وقت، حديث: 1254۔مسنداحمد: 4/ 80۔صحيح ابن خزيمه: 1280۔صحيح ابن حبان: 1552۔ مسندابی يعلٰی: 7396۔مستدرك للحاكم: 1/ 448۔سنن الكبری للبيهقی: 2/ 461۔

قَالَ: ((يَا بَنِي عَبْدَ الْمُطَّلِبِ أَوْ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ إِنْ وُلِّيتُمْ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ شَيْئًا فَلَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ)).

بیت اللہ کا طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے کسی وقت بھی منع نہ کرنا خواہ رات ہو یا دن ہو۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیت اللہ میں نماز کے ممنوع اوقات لاگو نہیں ہوتے، بلکہ وہاں جس وقت بھی کوئی چاہے نماز پڑھ سکتا ہے، نماز کے ممنوع اوقات کا تعلق بیت اللہ کے علاوہ کے ساتھ ہے، نیز اس حدیث میں ایک پیش گوئی ہے کہ بیت اللہ کا طواف چوبیس گھنٹے کیا جائے گا، اور بیت اللہ میں چوبیس گھنٹے نماز پڑھی جائے گی، یہ کتنی بڑی سچائی ہے جو آج پوری دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے (والحمد للہ)۔

## مُسْنَدُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رضی اللہ عنہ

## خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی حدیث

### تعارف راوی حدیث

خالد بن ولید بن المغیرۃ المخزومی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپہ سالار اور ابتدائی عرب تاریخ کے بہترین سپاہی تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد انھوں نے ریاست مدینہ کے خلاف ہونے والی بغاوتوں کو کچلنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ اس کے بعد خالد بن ولید نے ساسانی اور بازنطینی سلطنتوں کو شکست دے کر نہ صرف مدینہ کی چھوٹی سی ریاست کو ایک عالمی طاقت میں تبدیل کر دیا۔ بلکہ پہلے درجہ کے عالمی فاتحین میں بھی اپنے آپ کو شامل کرالیا۔

**قبول اسلام:**

واقدی کا بیان ہے کہ آپ نے یکم صفر 8ھ کو اسلام قبول کرلیا۔ اور معرکہ مؤتہ میں شامل ہوئے۔ اس روز امارت نہ ہونے کی وجہ سے آپ امیر بنے اور اس روز آپ نے شدید جنگ کی جس کی مثال نہیں دیکھی گئی اور آپ کے ہاتھ سے 9 تلواریں ٹوٹ گئیں۔

**کاتب وحی:**

آپ کاتبینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے، عمر بن شبہ، ابن کثیر، ابن سید الناس، عراقی اور انصاری وغیرہ نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔

**عظیم سپہ سالار:**

خالد بن ولید نے 125 کے قریب جنگوں میں حصہ لیا اور کسی میں بھی شکست نہیں کھائی۔ وہ پیدائشی جنگجو سپاہی

تھے۔ انھوں نے عربوں کے لیے جن علاقوں کو فتح کیا وہ اب بھی ان کے پاس ہیں۔ جبکہ باقی عالمی فاتحین نپولین، چنگیز خان، تیمور اور ہٹلر نے جو علاقے فتح کیے وہ ان کی زندگی میں ہی یا بعد میں ان سے چھن گئے۔

## زندگی:

خالد بن ولید 592ء میں مکہ میں قبیلہ قریش کی ایک شاخ بنومخزوم کے سردار ولید بن مغیرہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ بنی مخزوم کی وجہ شہرت جنگ و جدل تھا۔ وہ شروع میں مسلمانوں کے مخالفین میں سے تھے اور احد کی جنگ کا پانسا مسلمانوں کے خلاف پلٹنے میں ان کا اہم کردار تھا۔ صلح حدیبیہ کے بعد مدینہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اسلام قبول کیا اور بقیہ زندگی اسلام کے لیے وقف کر دی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ موتہ میں ان کی بے مثل بہادری پر انھیں سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کا خطاب دیا۔

## مشہور جنگیں:

فتح مکہ، فتح طائف، جنگ موتہ، معرکۂ دومۃ الجندل، جنگ یرموک، جنگ یمامہ، جنگ اجنادین، فتح حلب۔

فتنہ ارتداد کو ختم کرنے کی کوششیں:

## نظم وضبط:

مسلمانوں میں یہ تاثر عام پیدا ہو گیا تھا کہ خالد بن ولید ہر جنگ کی کامیابی کی ضمانت ہیں۔ اس پر خلیفہ ثانی عمر فاروق نے انھیں سپہ سالاری کے درجے سے ہٹا دیا کہ فتح اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوتی ہے۔ امیر کی اطاعت خالد بن ولید کے کردار کا اہم حصہ تھا۔ انھوں نے اسے بخوشی قبول کیا۔

## وفات:

خالد بن ولید کو اپنے انتقال سے پہلے اس چیز کا بہت افسوس تھا کہ وہ میدان جنگ کی بجائے بستر پر اپنی جان دے رہے ہیں۔ وہ 21ھ 642ء میں شام کے شہر حمص میں وفات پا گئے۔ ان کی قبر مسجد جامعہ خالد بن ولید کا حصہ ہے۔ اپنی وفات پر انھوں نے خلیفۃ الوقت عمر فاروق کے ہاتھوں اپنی جائداد کی تقسیم کی وصیت کی۔

[**572**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو نَجِيحٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ:

ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اہل زمین میں سے کسی آدمی کو کسی بات پر کچھ سزا دی تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق بات کی، خالد کو کہا گیا: تم نے امیر فوج کو ناراض کر

(572) ضعیف، سند میں انقطاع ہے۔ مسند احمد: 4/ 90۔ مسند الطیالسی: 1157۔ تاریخ الکبیر للبخاری: 3/ 143۔ معجم الکبیر للطبرانی: 3824۔ شعب الایمان: 5356۔ الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 601۔

تَنَاوَلَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ بِشَيْءٍ فَكَلَّمَهُ فِيهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقِيلَ لَهُ: أَغْضَبْتَ الْأَمِيرَ فَقَالَ خَالِدٌ: إِنِّي لَمْ أُرِدْ أَنْ أُغْضِبَهُ وَلَكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَشَدُّهُمْ عَذَابًا لِلنَّاسِ فِي الدُّنْيَا)) .

دیا ہے تو خالد نے کہا: میں نے ان کو ناراض کرنے کا ارادہ نہیں کیا' مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: سخت تر عذاب میں اللہ کے نزدیک قیامت کے دن وہ ہوگا' جو دنیا میں لوگوں کو سخت سزا دیتا تھا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے جو اپنے ماتحت لوگوں پر بلا وجہ سختی کرتے ہیں، اور ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے ہیں، جو دنیا میں کسی پر ناجائز سختی کرتا ہے، قیامت کے دن اسے بھی سخت ترین عذاب دیا جائے گا، اللھم لا تجعلنا منھم۔

## مُسْنَدُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ
## عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث

### تعارف راوی حدیث

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر عبداللہ بن ابوقحافہ کے بیٹے تھے۔

**نام، نسب:**

عبدالرحمٰن نام، ابوعبداللہ کنیت، اسلام لانے سے پہلے نام عبدالعزیٰ تھا خلیفہ اول ابوبکر صدیق کے بیٹے تھے، والدہ کا نام ام رومان تھا، ام المومنین عائشہ بنت ابی بکر اور یہ دونوں حقیقی بھائی بہن تھے۔

**ابتدائی حالات:**

ابوبکر کا تمام خاندان ابتدا ہی میں حلقہ بگوشِ اسلام ہوا، لیکن عبدالرحمٰن اس سے مستثنیٰ تھے، وہ عرصہ تک اپنے قدیم مذہب کے حامی رہے، غزوۂ بدر میں مشرکین قریش کے ساتھ تھے، اثنائے جنگ میں انھوں نے آگے بڑھ کر ''ھل من مبارز'' کا نعرہ لگایا، تو ابوبکر صدیق کی آنکھوں میں خون اتر آیا، انھوں نے خود بڑھ کر مقابلہ کرنا چاہا، لیکن محمد ﷺ نے ان کو اجازت نہ دی۔ غزوۂ اُحد میں بھی وہ مشرکین مکہ کے ساتھ تھے۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا اور ہجرت بھی کی۔

**اسلام:**

عبدالرحمٰن صلح حدیبیہ کے موقع پر ایمان لائے اور مدینہ پہنچ کر اپنے والد کے ساتھ رہنے لگے، ابوبکر کے گھر کے تمام کام اور ذاتی کاروبار زیادہ تر یہی انجام دیتے تھے۔

## غزوات:

عبدالرحمٰن فطرۃ نہایت شجاع و بہادر تھے، خصوصاً تیراندازی میں کمال مہارت رکھتے تھے، واقعہ حدیبیہ کے بعد عہدِ نبوت میں جس قدر معرکے پیش آئے وہ ان میں سے اکثر میں جانبازی و پامردی کے ساتھ سرگرمِ کارزار تھے۔

## جنگ یمامہ:

یمامہ کی خونریز جنگ میں عبدالرحمٰن نے اپنی تیراندازی کا غیر معمولی کمال دکھایا، انھوں نے اس جنگ میں دشمن کے بڑے جانباز افسروں کو نشانہ بنا کر واصلِ جہنم کیا۔ قلعہ یمامہ کی دیوار ایک جگہ سے شق ہوگئی تھی، مسلمان اسی راستہ سے اندر گھسنا چاہتے تھے، لیکن دشمن کا ایک سردار محکم بن طفیل نہایت جانبازی کے ساتھ اس جگہ اڑا ہوا تھا۔ عبدالرحمٰن نے تاک کر اس کے سینہ پر ایک ایسا تیر مارا کہ وہیں تڑپ کر ڈھیر ہوگیا اور مسلمان اس کے ساتھیوں کو لیتے ہوئے اندر گھس گئے۔

## وفات:

53ھ میں ایک روز ناگہانی طور پر گوشہ عزلت میں واصل بحق ہوئے، بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے سے ان کو اپنی صحت کے متعلق کسی قسم کی کوئی شکایت نہ تھی، وفات کے دن حسب معمول سوئے مگر ایسی نیند سوئے کہ پھر نہ اُٹھ سکے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں اس ناگہانی حادثہ کے باعث شبہ ہوا کہ کسی نے زہر وغیرہ دے کر مار ڈالا، لیکن کچھ دنوں کے بعد ایک عورت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئی، بظاہر توانا وتندرست تھی، ایک مرتبہ سجدہ کیا اور ایسا سجدہ کیا پھر اس سے سر نہ اُٹھایا، اس واقعہ کے بعد سے ان کا شک جاتا رہا۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے انتقال کی خبر ملی تو وہ حج کی نیت سے مکہ آئیں اور بھائی کی قبر پر کھڑی ہو کر بے اختیار روئیں، اس وقت ان کی زبان پر یہ اشعار تھے:

وكـنـا لـنـدمـانـی جـذيـمة حقبة من الدهر حتى قيل لن يتصدعا

فـلـمـا تـفـرقـنـا كـانـی ومـالـكا لطول اجتماع لم بنت ليلة معا

پھر مرحوم بھائی کی روح سے مخاطب ہو کر بولیں: بخدا، اگر میں تمھاری وفات کے وقت موجود ہوتی تو اس قدر نہ روتی اور تم کو اسی جگہ دفن کرتی جہاں تم نے وفات پائی تھی۔

[**573**]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(573) صحيح البخاری، كتاب العمرة، باب عمرة التنعيم، حديث: 1784۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب بيان وجوه الاحرام، حديث: 1212۔ سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء فی العمرة من التنعيم، حديث: 934۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب العمرة من التنعيم، حديث: 2999۔سنن الكبرى للنسائی: 4230۔ مسند احمد: 1/ 197۔ سنن الدارمی: 1869۔مسندالشافعی: 1/ 379۔ الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 655۔شرح معانی الآثار للطحاوی: 2/ 240۔سنن الكبرى للبيهقی: 4/ 357۔

قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ فَيُعْمِرُهَا مِنَ التَّنْعِيمِ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَهَذَا بَابُهُ شُعْبَةُ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخْبَرَهُ يَقُولُ: مُتَّصِلٌ.

نے ان کو حکم دیا کہ وہ ام المؤمنین عائشہ کو اپنے پیچھے بٹھا کر مقام تنعیم سے عمرہ کروا لائے' سفیان نے کہا: یہی وہ شرط ہے جو شعبہ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا۔ یہ خبر متصل ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عذر کی بنا پر تنعیم سے احرام باندھنا درست ہے، تنعیم جگہ پر اب مسجد عائشہ بنا دی گئی ہے، بعض لوگ روزانہ مسجد عائشہ جاتے ہیں، اور احرام باندھ کر عمرہ کرتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے۔

## مُسْنَدُ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ رضی اللہ عنہ

## صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

### تعارف راوی حدیث

صفوان بن امیہ یہ امیہ بن خلف مشہور دشمن اسلام کے بیٹے تھے۔

**نام ونسب:**

صفوان نام، ابو وہب کنیت، نسب نامہ یہ ہے، صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب ابن جمح قرشی، زمانہ جاہلیت میں صفوان کا خاندان نہایت معزز اور مفتخر تھا، ایسار یعنی تیروں سے پانسا ڈالنے کا عہدہ ان ہی کے گھر میں تھا، کوئی پبلک کام اس وقت تک نہ ہوسکتا تھا، جب تک پانسا سے اس کا فیصلہ نہ ہو جائے۔

**اسلام سے دشمنی:**

قریش کے دوسرے معززین کی طرح صفوان کا باپ امیہ بھی اسلام کا سخت مخالف تھا، بلال حبشی اسی کے غلام تھے، بدر میں مشرکین کی شکست اور باپ کے قتل نے صفوان کو بہت زیادہ مشتعل کر دیا، ایک دن یہ اور عمیر بن وہب بیٹھے ہوئے بدر کے واقعات کا تذکرہ کر رہے تھے، صفوان نے کہا مقتولین بدر کے بعد زندگی کا مزہ جاتا رہا، عمیر نے جواب دیا سچ کہتے ہو، کیا کہیں اگر قرض کا بار نہ ہوتا اور بال بچوں کے مستقبل کی فکر نہ ہوتی تو محمد ﷺ کو قتل کر کے یہ قصہ ہی ختم کر دیتا، صفوان باپ کے خون کے انتقام کے لیے بیتاب تھے، بولے یہ کون سی بڑی بات ہے، میں ابھی تمھارا قرض چکائے دیتا ہوں، رہا اہل وعیال کا معاملہ تو ان کے متعلق بھی یقین دلاتا ہوں کہ تمھارے بعد اپنے بال بچوں کی طرح ان کی کفالت اور خبر گیری کروں گا؛ چنانچہ عمیر کو آمادہ کر کے انھیں ایک زہر میں بجھی ہوئی تلوار دے کر آنحضرت ﷺ کا قصہ

چکانے کے لیے مدینہ بھیجا، مگر مدینہ پہنچنے کے بعد جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو راز فاش ہو گیا اور عمیر مسلمان ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد تذکرہ عمیر بن وھب) 3ھ میں بعض نومسلم قبائل کی درخواست پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعلیم کے لیے قاری صحابہ کی ایک جماعت بھیجی تھی، راستہ میں بنی لحیان نے ان پر حملہ کر دیا، اس حملہ میں چند صحابہ شہید ہوئے اور چند زندہ گرفتار کیے گئے، گرفتار ہونے والوں میں ایک صحابی زید بن دثنہ تھے، ان کو بیچنے کے لیے مکہ لایا گیا، صفوان نے خرید کر اپنے باپ کے بدلہ میں قتل کیا۔ (سیرۃ ابن ھشام: 2/ 711)

## قبول اسلام:

فتح مکہ کے بعد صفوان نے جدہ کا راستہ لیا، ان کے عزیز اور قدیم رفیق عمیر بن وہب نے جو بدر کے بعد ہی مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ سردارِ قوم صفوان بن امیہ آپ کے خوف سے بھاگ گئے ہیں، آپ نے فرمایا وہ مامون ہیں، عمیر نے کہا: یا رسول اللہ جان بخشی کی کوئی نشانی مرحمت ہو، آپ نے ردائے مبارک دی کہ وہ اسے دکھا کر صفوان کو اسلام کی دعوت دیں اور انھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلا لائیں، اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو فبہا ورنہ انھیں غور کرنے کے لیے دو مہینہ کی مہلت دیجائے، عمیر ردائے مبارک لے کر صفوان کی تلاش میں نکلے اور انھیں رداء دکھا کر مدینہ واپس لے آئے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مجمع عام میں بلند آواز سے آپ سے پوچھا: محمد! عمیر بن وہب نے مجھ سے تمھاری چادر دکھا کر کہا ہے کہ تم نے مجھ کو بلایا ہے اور مجھے اختیار دیا ہے کہ اگر میں پسند کروں تو اسلام قبول کر لوں، ورنہ دو مہینہ کی مہلت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو وہب سواری سے اترو، انھوں نے کہا جب تک صاف نہ بتاؤ گے نہ اتروں گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کی بجائے تم کو چار مہینہ کی مہلت ہے۔ جنگ حنین اور طائف ہوئی، اس میں بھی انھوں نے اسلحہ سے مسلمانوں کی مدد کی اور خود بھی دونوں لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ (موطا امام مالك: 117) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے مالِ غنیمت میں سے سو اونٹ انھیں دیے۔ یہ لطف و عنایت دیکھ کر صفوان نے کہا ایسی فیاضی نبی ہی کر سکتا ہے۔ ان کی بیوی ان سے پہلے مشرف بہ اسلام ہو چکی تھی، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں تفریق نہیں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل سے متاثر ہو کر غزوۂ طائف کے چند دنوں بعد مشرف بہ اسلام ہو گئے، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی تجدید نہیں فرمائی۔

## مدینہ کا سفر:

صفوان تاخیر اسلام کی وجہ سے ہجرت کا شرف حاصل نہ کر سکے تھے، کسی نے ان سے کہا جو ہجرت کے شرف سے محروم رہا وہ ہلاک ہو گیا، صفوان یہ سن کر ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے۔ عباس کے یہاں اُترے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی ہجرت کی خبر ہوئی، تو فرمایا، فتح کے بعد ہجرت نہیں ہے انھیں مکہ واپس جانے کا حکم دیا، اس حکم پر صفوان مکہ واپس

گئے، اور بقیہ زندگی مکہ ہی میں بسر کی۔

## جنگ یرموک:

عمر فاروق کے زمانہ میں شام کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے اور اس سلسلہ کی مشہور جنگ یرموک میں ایک دستہ کے افسر تھے۔ (طبری:209)

## وفات:

امیر معاویہ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ وفات کے بعد دولڑکے امیہ اور عبداللہ یادگار چھوڑے۔

(استیعاب:1/228)

[**574**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْكَرِيمِ أَبُو أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: عَرَّسَ بِي أَبِي فِي إِمَارَةِ عُثْمَانَ فَدَعَا النَّاسَ فِي وَلِيمَةٍ لَنَا، وَكَانَ فِيمَنْ أَتَانَا صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ فَقَالَ: انْتَهِشُوا اللَّحْمَ نَهْشًا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((هُوَ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ أَوْ أَهْنَأُ وَأَبْرَأُ)).

بنو سلیم کی ایک عورت نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ بیت اللہ میں داخل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا کر کیا حکم دیا تھا؟ انھوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: میں نے مینڈھے کے دو سینگ بیت اللہ میں دیکھے ہیں۔ میں تجھے یہ حکم دینا بھول گیا کہ ان دونوں کو چھپا دے پس ان کو مٹا کر چھپا دے، بیت اللہ میں کوئی ایسی چیز نہ رکھی جائے جو نمازی کو مشغول کر دے۔

## مُسْنَدُ عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ الْحَجَبِيِّ رضی اللہ عنہ
## عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ عنہ کی حدیث

### تعارف راوی حدیث

سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ: آپ کے والد طلحہ اور چچا عثمان بن ابی طلحہ غزوہ احد میں بحالت کفر قتل کیے گئے۔ آپ کی والدہ ام سعید تھی اور وہ عمرو بن عوف کی اولاد میں سے تھیں۔ اور عثمان بن طلحہ خالد بن ولید کے ساتھ صلح حدیبیہ میں رسول

(574) اسناده ضعيف، عبدالکریم بن ابی المخارق راوی ضعیف ہے۔ سنن الترمذی، كتاب الاطعمة، باب ما جاء انه قال انهشوا اللحم نهشا، حديث: 1835۔ مسنداحمد: 3/ 400۔ سنن الدارمی: 2076۔ معجم الكبير للطبرانی: 7332۔ طبقات ابن سعد: 5/ 25۔ الآداب للبيهقی: 507۔ من طريق عبدالله بن الحارث عن صفوان بن اميه۔ سنن ابی داود، كتاب الاطعمة، باب اكل اللحم، حديث: 3779۔ مستدرك للحاكم: 112، 4/ 13۔ من طريق عبدالرحمن بن معاوية عن عثمان بن ابی سليمان عن صفوان بن اميه۔ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن معاویہ ضعیف راوی ہے، نیز سند میں انقطاع ہے۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کر آئے تھے،عثمان مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے لگے اور آپ کے ساتھ فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد انھیں اور ان کے بھتیجے شیبہ بن ابی طلحہ کو بیت اللہ کی چابی عطا کی اور فرمایا کہ تم اس چابی کے ہمیشہ مالک رہو گے چابی تم سے وہی لے گا جو ظالم ہوگا۔عثمان مدینہ میں رہتے تھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو یہ مکہ آ گئے اور اپنی وفات تک وہاں رہے۔ 42 ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔ (اسد الغابہ جلد 7)

[575]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَجَبِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي خَالِي مُسَافِعُ بْنُ شَيْبَةَ عَنْ أُمِّي صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ: أَخْبَرَتْنِي امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ وَلَدَتْ عَامَّةَ أَهْلِ دَارِهِمْ أَنَّهَا سَأَلَتْ عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ عَنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِيَّاهُ بَعْدَ دُخُولِهِ الْكَعْبَةَ فَقَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ ((إِنْ كُنْتُ رَأَيْتُ قَرْنَيِ الْكَبْشِ فِي الْبَيْتِ فَنَسِيتُ أَنْ آمُرَكَ أَنْ تُخَمِّرَهُمَا فَخَمِّرْهُمَا فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فِي الْبَيْتِ شَيْءٌ يَشْغَلُ الْمُصَلِّي)).

عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نے کہا: میرے باپ نے حضرت عثمان کی خلافت میں میرا نکاح کرایا' اور لوگوں کو دعوت ولیمہ پر مدعو کیا' جو لوگ ہمارے ہاں آئے ان میں صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بھی تھے تو انھوں نے کہا: گوشت دانتوں سے کاٹ کر کھاؤ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ وہ خوشگوار اور زود ہضم ہوتا ہے، یا فرمایا: خوشگوار ہوگا یا زود ہضم ہوگا۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جو نمازی کو نماز سے مشغول کر دے۔

## مُسْنَدُ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ رضی اللہ عنہ

## عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کی احادیث

[576]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

عمرو بن حریث نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر

(575) حسن، سنن ابی داود، کتاب المناسك، باب فی دخول الكعبة، حديث: 2030ـ مسنداحمد: 5/ 380ـ مصنف عبدالرزاق: 9083ـ مصنف ابن ابی شيبة: 2/ 46ـ سنن الكبرى للبيهقی: 2/ 438ـ

(576) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جواز دخول مكة بغير احرام، حديث: 1359ـ سنن ابی داود، كتاب اللباس، باب فی العمائم، حديث: 4077ـ سنن النسائی، كتاب الزينة، باب لبس العمائم الحرقانية، حديث: 5345ـ سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب العمامة السوداء، حديث: 3583ـ شمائل ترمذی: 115ـ مسند احمد: 4/ 307ـ مسند ابی يعلٰی: 1459ـ مصنف ابن ابی شيبة: 8/ 421ـ سنن الكبرى للبيهقی: 3/ 246ـ

قَالَ: ثنا مُسَاوِرٌ الْوَرَّاقُ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ الْمَخْزُومِيُّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((رَأَيْتُ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عِمَامَةً سَوْدَاءَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ)).

مبارک پر فتح مکہ کے دن سیاہ پگڑی دیکھی ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے سیاہ لباس کا جواز ثابت ہوتا ہے، بعض لوگوں کا بعض خاص رنگوں کو اپنا شعار بنا لینا درست نہیں ہے، مثلاً کسی کا سبز رنگ، کسی کا کالا رنگ، کسی کا سرخ رنگ کا خاص کرنا، رسول اللہ ﷺ کو جو رنگ میسر آجاتا تھا، اس کو پہن لیتے تھے، ایسا رنگ پہننا درست نہیں ہے جو عورتوں سے مشابہت رکھتا ہو۔

[**577**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سَرِيعٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ﴾ [التكوير: 17].

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ﴾ (سورت تکویر) پڑھا کرتے تھے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز فجر میں مختلف اوقات میں مختلف صورتوں کی تلاوت کرنی چاہیے، کبھی بڑی اور کبھی چھوٹی صورتوں کی، امام کو موقع محل دیکھ کر جماعت کروانی چاہیے۔

## مُسْنَدُ مُطِيعِ بْنِ الْأَسْوَدِ رضی اللہ عنہ
## مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ کی حدیث

### تعارف راوی حدیث

حضرت مطیع رضی اللہ عنہ بن اسود محبت و اطاعت رسول ﷺ میں اپنی مثال آپ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت صحابہ کرام کا سرمایہ حیات اور روحوں کی تسکین کا باعث تھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ میں سے ہر ایک حضور انور ﷺ کے مشاہدہ جمال کو

(577) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة فى الصبح، حديث: 456۔سنن النسائى، كتاب الافتتاح، باب القراءة فى الصبح باذا الشمس كورت، حديث: 953۔مسنداحمد: 4/ 307۔سنن الدارمى: 1304۔ مسند الشافعى: 1/ 85۔ مسند ابى يعلى: 1461۔ سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 194۔شرح السنة للبغوى: 603۔من طريق مسعر عن الوليد بن سريع عن عمرو بن حريث۔سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب القراءة فى الفجر، حديث: 817۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب القراءة فى الصبح، حديث: 818۔من طريق اصبغ مولى عمرو بن حريث عن عمرو بن حريث۔

اپنی جان کا سرمایۂ راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک جانتا تھا۔ ہر آن ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نظر رکھا کرتے تھے اور اس سے سرمو تجاوز نہ کرتے تھے۔ انہی عظیم المرتبت حضرات میں حضرت مطیع رضی اللہ عنہ بن اسود بھی شامل تھے جنھیں خود آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس و انور سے ''مطیع'' کا خطاب عطا ہوا تھا۔ ان کا پرانا نام عاصی بن اسود بن حارثہ تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف کے منبر مبارک پر جلوہ گر تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ۔ عین اسی وقت حضرت مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تھے اور انھوں نے یہ ارشاد سن لیا تھا کہ بیٹھ جاؤ لہٰذا وہیں بیٹھ گئے۔ جب خطبہ اور نماز سے فراغت ہوئی اور حضرت مطیع رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشئ اقدس میں حاضری کا شرف ملا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ ''کہاں تھے؟'' انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جونہی مسجد میں داخل ہوا تو آپ کا حکم سنا کہ بیٹھ جاؤ تو میں وہیں بیٹھ گیا۔ ایک لمحہ کھڑے رہنے یا بال برابر آگے ہٹنے کی جرأت نہ کر سکا۔ جو حکم ملا تھا اس کی تعمیل مجھ پر واجب تھی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم عاصی نہیں بلکہ مطیع ہو''۔ اس وقت سے وہ بجائے عاصی بن اسود کے مطیع بن اسود مشہور ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ''تمھارا عم زاد عاصی دراصل عاصی نہیں مطیع ہے''۔ ڈاکٹر حمیدالدین شرفی نے بتایا کہ حضرت مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ قریش کے خاندان عدی سے تعلق رکھتے تھے۔ جب وہ اسلام لائے پوری استقامت کے ساتھ دین حق کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ چونکہ ان کا شمار مقربین بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتا تھا اور انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں رہنے کے زیادہ مواقع ملتے تھے اس وجہ سے وہ علوم قرآن و حدیث میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ کتب احادیث میں ان کی روایت موجود ہے۔ بنوعدی بن کعب کے ہجرت کرنے والے ستر اصحاب میں حضرت مطیع بن اسود بھی شامل تھے۔ حضرت مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ نے مکہ میں وفات پائی۔ ایام حرہ میں ان کے فرزند حضرت عبداللہ بن مطیع کو اہل مدینہ نے اپنا سربراہ مقرر کیا تھا۔ ان کا شمار امرائے قریش میں ہوتا تھا۔ حضرت مطیع رضی اللہ عنہ کے ایک اور فرزند تھے جن کا نام سلیمان بن مطیع تھا۔

[578]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَـالَ: ثـنـا زَكَـرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَـالَ: أَخْبَـرَنِـي عَبْـدُ اللّٰهِ بْنُ مُطِيعٍ، عَنْ أَبِيهِ

مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ قریش کے عصاۃ میں سے تھے جن کا نام عاص رکھا گیا تھا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر مطیع نام رکھا' قریش کے عاص نامی لوگوں میں سے

(578) صـحـيـح مسلم، كتاب الجهاد، باب لا يقتل قرشي صبرا، حديث: 1782۔الادب المفرد للبخاري : 826۔ مسند احمد : 3/ 412۔ سنن الدارمي: 2391۔مصنف ابن ابي شيبة: 12/ 173۔صحيح ابن حبان: 3718۔معجم الكبير للطبراني : 20/ 293، 292۔ مستدرك للحاكم: 4/ 275۔مصنف عبدالرزاق: 9399۔دلائل النبوة للبيهقي : 5/ 76۔

مُطِيعِ بْنِ الْأَسْوَدِ وَكَانَ مِنْ عُصَاةِ قُرَيْشٍ مِمَّنْ يُسَمَّى الْعَاصَ ((فَسَمَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ مُطِيعًا)) وَلَمْ يُدْرِكِ الْإِسْلَامَ مِنْ عُصَاةِ قُرَيْشٍ غَيْرُهُ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ يَقُولُ: ((لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا بَعْدَ هَذَا الْيَوْمِ أَبَدًا)) قَالَ سُفْيَانُ ((يَعْنِي عَلَى الْكُفْرِ)).

کوئی شخص ان کے سوا اسلام کو نہیں پا سکا' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن یہ فرماتے سنا ہے کہ آج کے بعد کوئی قریشی بحالت قید قتل نہیں کیا جائے گا۔ سفیان کہتے ہیں: مراد ہے کہ کفر پر۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایسا نام جس کا معنیٰ غلط بن رہا ہو، اس کو تبدیل کر دینا چاہیے، نیز اس حدیث سے قریشیوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ وہ کفر پر نہیں مریں گے، یعنی کوئی قریشی کافر یا عیسائی نہیں رہے گا، بلکہ تمام مسلمان ہوں گے۔

## مُسْنَدُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ رضی اللہ عنہ

### حدیث عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ

### تعارف راوی حدیث

سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ: ان کا مکمل نام عبداللّٰہ بن زمعۃ بن الأسود بن المطلب بن أسد بن عبد العزّی القرشی الأسدیّ، آپ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے بیٹے تھے، آپ کی والدہ کا نام قریبہ بنت ابی امیہ تھا۔ آپ مدینہ میں رہتے تھے، آپ نے احادیث روایت کیں۔ آپ کی مرویات صحیح بخاری، اور سنن ابی داود وغیرہ میں ہیں۔ امام ابن حبان نے کہا کہ آپ یوم حرہ کے موقع پر شہید ہوئے۔ (الاصابہ لابن حجر ج 4 ص 83)

[**579**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَمْعَةَ بْنِ الْأَسْوَدِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ

عبداللہ بن زمعہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس شخص کا بیان کرتے سنا جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کوچیں کاٹی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بول اٹھا اس کے لیے ایک مرد جو اپنی قوم میں عزت اور دفاعی قوت والا

(579) صحيح البخاری، كتاب احاديث الانبياء، باب قول الله تعالٰى (والى ثمود اخاهم صالحا)، حديث: 3377۔ وكتاب التفسير، سورة (والشمس وضحاها)، حديث: 4942۔صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب النار يدخلها الجبارون، حديث: 2855۔سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة(والشمس وضحاها)، حديث: 3343۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب ضرب النساء، حديث: 1983۔ سنن الكبرى للنسائی: 5166۔مسند احمد : 4/ 17۔ سنن الدارمی: 2226۔صحيح ابن حبان: 5794۔سنن الكبرى للبيهقی: 7/ 305۔الروايات مطولة ومختصرة۔

فَقَالَ: ((انْتُدِبَ لَهَا رَجُلٌ ذُو عِزٍّ وَمَنَعَةٍ فِي قَوْمِهِ كَأَبِي زَمْعَةَ)) ثُمَّ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النِّسَاءَ فَقَالَ: ((يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى امْرَأَتِهِ فَيَضْرِبُهَا ضَرْبَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُعَانِقُهَا مِنْ آخِرِ النَّهَارِ)) وَعَاتَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ: ((وَلِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ)).

تھا جیسا کہ ابوزمعہ تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کا ذکر کیا اور فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح مارتا ہے جیسا کہ قیدی کو مارتے ہیں، پھر دن کے آخر میں اس سے گلے لگ کر ملتا ہے، راوی نے کہا: اور رسول اللہ ﷺ نے گوز (پھسکی یا پاد) کی آواز پر ہنسنے سے بشدت منع کیا اور فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایسی چیز کرنے پر کیوں ہنستا ہے جس کو وہ خود بھی کرتا ہے؟

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک ہی مجلس میں مختلف قسم کے مسائل پر بحث کرنا درست ہے، موجودہ دور میں وہی کامیاب خطیب سمجھا جاتا ہے جو گھنٹہ دو گھنٹے ایک ہی موضوع پر بحث کرے، اور ایک ہی موضوع پر بیسیوں آیات اور بیسیوں احادیث اور کئی ایک واقعات سنا دے۔ اس انداز میں فائدہ کم ہے اور محنت زیادہ ہے، رسول اللہ ﷺ کا انداز خطابت عموماً متروک نظر آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ پچاس پچاس سال تک عوام اہل علم کو سنتے رہتے ہیں لیکن وہ مسائل جن کا جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے، افسوس کہ ان میں فیل نظر آتے ہیں۔

## مُسْنَدُ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ

## عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کی احادیث

### تعارف راوی حدیث

آپ کا مکمل نام عمر بن أبی سلمة بن عبد الأسد ۔ آپ کی والدہ کا نام ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ حبشہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے نبی کریم ﷺ سے احادیث بیان کیں۔ آپ خلافت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بحرین کے والی بنے اور سیدنا علی کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہوئے۔ آپ 83 ہجری میں مدینہ میں فوت ہوئے۔

[**580**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی گود

(580) صحيح البخاری، کتاب الاطعمة، باب التسمية على الطعام والاكل باليمين، حديث: 5376۔ صحيح مسلم، کتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب، حديث: 2022۔سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب الاكل باليمين، حديث: 3267۔عمل اليوم والليلة للنسائی: 278، مسنداحمد: 3/ 26۔سنن الدارمی: 2025۔مصنف ابن ابی شيبة: 8/ 292۔معجم الكبير للطبرانی: 8299۔كتاب الدعاء للطبرانی: 157۔سنن الكبری للبيهقی: 7/ 277۔ شرح السنة للبغوی: 2823۔من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد۔سنن ابی داود، کتاب الاطعمة، باب الاكل باليمين، حديث: 3777۔ سنن الترمذی، کتاب الاطعمة، باب ما جاء فی التسمية على الطعام، حديث: 1857۔ ⇦⇦

قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ يَقُولُ: كُنْتُ غُلَامًا يَتِيمًا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ إِذَا أَكَلْتَ فَسَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)) فَقَالَ: ((فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طُعْمَتِي بَعْدَهُ)).

میں یتیم لڑکا تھا، میرا ہاتھ برتن میں گھومتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے! جب تو کھائے تو بسم اللہ پڑھ، دائیں ہاتھ سے کھا اور سامنے سے کھا، تو انھوں نے کہا: تو پھر کھانے کا میرا یہی طریقہ ہمیشہ رہا۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانا اپنے سامنے سے اور دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے، نیز چھوٹے بچوں کی تربیت کرتے رہنا چاہیے، ربیب (پروردہ) بیٹے کی بھی پرورش کرنی چاہیے۔

[581]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ)).

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ام سلمہ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھتے دیکھا۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ ستر اور کندھے ڈھکے ہوئے ہوں، نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے، ربیب بیٹے کو گھر میں رکھنا چاہیے۔

---

⇦⇨ من طريق عن عمر بن ابی سلمة۔مؤطا امام مالك، ص: 573 من وهب بن كيسان مرسلاً۔

(581) صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب الصلاة فى الثوب الواحد ملتحفا به، حديث: 354، 355۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة فى ثوب واحد وصفة لبسه، حديث: 517۔سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى الصلاة فى الثوب الواحد، حديث: 339۔ سنن النسائى، كتاب القبلة، باب الصلاة فى الثوب الواحد، حديث: 765۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب الصلاة فى الثوب الواحد، حديث: 1049۔ مسند احمد: 4/ 26۔ مؤطا امام مالك، ص: 108۔صحيح ابن خزيمه: 770۔ صحيح ابن حبان: 2291۔مصنف عبدالرزاق: 1365۔ مصنف ابن ابى شيبة: 1/ 314۔من طريق عن هشام بن عروة بهذ االاسناد۔سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب جماع اثواب ما يصلى فيه، حديث: 628۔من طريق ابى امامة بن سهل عن عمر بن ابى سلمة۔

# مُسْنَدُ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ الْبَرْصَاءِ رضی اللہ عنہ

## حارث بن مالک بن برصاء رضی اللہ عنہ کی احادیث

[582]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ الْبَرْصَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ يَقُولُ: ((لَا تُغْزَى مَكَّةُ بَعْدَ هَذَا الْيَوْمِ أَبَدًا)) قَالَ سُفْيَانُ ((تَفْسِيرُهُ عَلَى الْكُفْرِ)).

حارث بن مالک بن برصاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن یہ فرماتے سنا ہے: آج کے بعد مکہ معظّمہ پر فوجی حملہ نہ کیا جائے۔سفیان کہتے ہیں: اس کی تفسیر یہ ہے کہ کفر کی بنیاد پر ایسا نہیں ہوگا۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو تھوڑے وقت کے لیے مکہ میں لڑائی کی اجازت دی گئی تھی، اس کے بعد قیامت تک کے لیے منع کر دیا گیا۔

[583]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنِ ابْنِ الْخَوَّارِ مَوْلَى لِبَنِي عَامِرٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَارِثَ بْنَ مَالِكِ بْنِ الْبَرْصَاءِ فِي الْمَوْسِمِ يُنَادِي فِي النَّاسِ قَالَ سُفْيَانُ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ يَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا حَقَّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)).

مولی بنی عامر، ابن ابی الخوار بیان کرتے ہیں: میں نے حارث بن مالک بن برصاء کو لوگوں میں حج کے موسم میں اعلان کرتے سنا، سفیان نے کہا: مجھے یہی معلوم ہے کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جھوٹی قسم (جو کسی مسلمان کا حق چھیننے کے لیے کھائی جائے) کے بدلے اللہ تعالیٰ سے ملے گا کہ اللہ اس پر ناراض ہوگا۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں جھوٹی قسم کھانے کی مذمت بیان کی گئی ہے، اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کا ناراض

---

(582) صحيح، سنن الترمذى، كتاب السير، باب ما جاء ما قال النبى صلى الله عليه وسلم يوم فتح مكة، حديث: 1611۔ مسند احمد: 4/ 343۔شرح مشكل الآثار للطحاوى: 1509۔معجم الكبير للطبرانى: 3338۔مستدرك للحاكم: 3/ 627۔ مصنف ابن ابى شيبة: 14/ 490، سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 214۔طبقات ابن سعد: 2/ 145۔

(583) صحيح، تاريخ الكبير للبخارى: 2/ 258۔شرح مشكل الآثار للطحاوى: 185، 1/ 186۔صحيح ابن حبان: 5165۔ معجم الكبير للطبرانى: 3331۔الآحاد والمثانى لابن ابى عاصم: 908۔معرفة الصحابة لابى نعيم: 2091، 2092۔ معجم الصحابة لابى القاسم بغوى: 456۔

ہونا ثابت ہوتا ہے۔

## مُسْنَدُ کُرْزِ بْنِ عَلْقَمَةَ الْخُزَاعِيِّ رضی اللہ عنہ
## کرز بن علقمہ خزاعی رضی اللہ عنہ کی حدیث

[584]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: ثنا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ كُرْزَ بْنَ عَلْقَمَةَ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ لِلْإِسْلَامِ مِنْ مُنْتَهًى؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ أَيُّمَا أَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْعَرَبِ أَوِ الْعَجَمِ أَرَادَ اللّٰهُ بِهِمْ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الْإِسْلَامَ)) قَالَ: ثُمَّ مَهْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ((ثُمَّ تَقَعُ الْفِتَنُ كَأَنَّهَا الظُّلَلُ)) فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: كَلَّا وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَعُودُنَّ فِيهَا أَسَاوِدَ صُبًّا يَضْرِبُ بَعْضُهُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ ((وَالْأَسْوَدُ الْحَيَّةُ إِذَا أَرَادَتْ أَنْ تَنْهَشَ تَنْتَصِبُ هَكَذَا)) وَرَفَعَ الْحُمَيْدِيُّ يَدَهُ ثُمَّ تَنْصَبُّ، قَالَ سُفْيَانُ حِينَ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ: لَا تُبَالِي أَلَّا تَسْمَعَ هَذَا مِنِ ابْنِ شِهَابٍ.

کرز بن علقمہ خزاعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اسلام کی کوئی انتہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں جس عرب وعجم خاندان سے اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرے گا تو اس کو اسلام میں داخل کرے گا، اس نے کہا: پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ایسے فتنے پڑیں گے گویا وہ سائے ہیں۔ اس آدمی نے کہا: ان شاء اللہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا، اے اللہ کے رسول ﷺ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں ضرور ہوگا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان فتنوں میں لوگ کھڑے سانپوں کی طرح ایک دوسرے کی گردن ماریں گے۔ زہری نے کہا: اسود وہ سانپ ہیں جب کاٹنے کا ارادہ کریں تو اس طرح کھڑے ہوجاتے ہیں، حمیدی نے ہاتھ اٹھا کر کھڑا کیا۔ سفیان جب یہ حدیث بیان کرتے تو کہتے: تمھیں اس بات کی پروانہیں ہونی چاہیے کہ اگر تم نے یہ روایت ابن شہاب کی زبانی نہیں سنی۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں فتنوں کی نشاندہی کی گئی ہے کہ مسلمان مسلمانوں کو مارنا شروع کر دیں گے، پوری دنیا میں جنگ وجدال کے میدان گرم ہیں، ہر کوئی دوسرے مسلمان کے خون کا پیاسا ہے، حتیٰ کہ بھائی بھائی کو

(584) صحیح، مسنداحمد: 3/ 477۔مسندالطیالسی: 1290۔مسندالبزار، الکشف: 3353۔مصنف ابن ابی شیبة: 15/ 13۔ معجم الکبیر للطبرانی: 19/ 198۔ مستدرك للحاکم: 1/ 34۔ الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 2305۔ الاسماء والصفات للبیهقی، ص: 152۔مصنف عبدالرزاق: 20747۔صحیح ابن حبان: 5956۔شرح السنة للبغوی: 4235۔

قتل کر رہا ہے، اگر پوری دنیا کی ایک سال کی رپورٹ لی جائے تو کروڑوں لوگوں کا قتل سامنے آتا ہے، اس حدیث کی نشاندہی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

## مُسْنَدُ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ ثُمَّ الْخُزَاعِيِّ رضی اللہ عنہ
## ابوشریح کعبی خزاعی رضی اللہ عنہ کی احادیث

### تعارف راوی حدیث

آپ کا نام خویلد بن عمرو تھا اپنی کنیت اُبوشریح الخزاعی سے مشہور تھے، بعض نے ان کا نام عمرو لکھا ہے جو کہ درست نہیں۔ (الاصابه فی تمييز الصحابه ج 6 ص 231)

[585]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ)).

ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا ہو، وہ اپنے مہمان کی تواضع کرے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں ہمسائے اور مہمان کے حقوق بیان کیے گئے ہیں، جو ہمسائے اور مہمان کے حقوق ادا نہیں کرتا گویا وہ اللہ اور آخرت کے دن کا منکر ہے۔

[586]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ

ابوشریح رضی اللہ عنہ سے مثل اس کے مروی ہے اور مزید وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

(585) صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الحث على اكرام الجار والضيف، حديث: 48-الادب المفرد للبخاري: 102- سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب حق الجوار، حديث: 3672-سنن الكبرى للنسائى، التحفة: 9/ 224- مسند احمد: 6/ 384- سنن الدارمى: 2042- سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 68-شعب الايمان: 4912- شرح السنة للبغوى: 3001-من طريق سفيان بهذا الاسناد-

(586) صحيح البخارى، كتاب الادب، باب من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره، حديث: 6019- صحيح مسلم، كتاب اللقطة، باب الضيافة ونحوها، حديث: 14/ 48-سنن ابى داود، كتاب الاطعمة، باب ما جاء فى الضيافة، حديث: 3748-سنن الترمذى، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فى الضيافةكم هو، حديث: 1968- مؤطا امام مالك، ص: 570، 571-الادب المفرد للبخارى: 743- مسند احمد: 6/ 385-سنن الدارمى: 2041- صحيح ابن حبان: 5287-مستدرك للحاكم: 4/ 164-مسندالشهاب: 471- شرح السنة للبغوى: 3002-

قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَزَادَ ((الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا زَادَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَجَايِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ)).

سے روایت کرتے ہیں: ضیافت تین دن ہے جو اس کے بعد ہو وہ صدقہ ہے اور مہمان کا اہتمام ایک دن رات ہے اور مہمان کو اتنا ٹھہرنا جائز نہیں کہ میزبان کو تکلیف ہو۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں ایسے مہمان کی مذمت بیان کی گئی ہے جو میزبان کے پاس اتنا رہے کہ میزبان تنگ آجائے، تین دن تک مہمان کو کھانا کھلانا اس کا حق ہے، لیکن تکلفات میں نہیں پڑنا چاہیے، جو میسر ہو وہ پیش کر دینا چاہیے، لیکن بعض لوگوں نے باتیں بنالی ہیں کہ مہمان کے لیے قرضہ بھی لینا پڑے تو لے لیں، یہ بات غلط ہے۔

## مُسْنَدُ ابْنِ مِرْبَعٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ

## ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث

### تعارف راوی حدیث

آپ کا نام زید بن مربع رضی اللہ عنہ تھا، جیسا کہ امام احمد بن حنبل نے کہا۔

(التاريخ الكبير: 3/ 380، الأسامي والكنى: 100)

[**587**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ الْجُمَحِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنْ أَخْوَالِهِ مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ يَزِيدُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ: أَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ الْأَنْصَارِيُّ وَنَحْنُ بِعَرَفَةَ فِي مَكَانٍ يُبَاعِدُهُ عَمْرٌو مِنْ مَوْقِفِ الْإِمَامِ قَالَ: فَقَالَ: إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْكُمْ يَقُولُ:

راوی نے کہا: ہمارے پاس ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ آئے اور ہم لوگ امام کے ٹھہرنے کی جگہ سے دور تھے، عمرو بن عبد اللہ زیادہ دور بتاتے تھے، ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمھارے پاس رسول اللہ ﷺ کا قاصد آیا ہوں، وہ فرماتے ہیں: تم اپنے انھی مقامات پر ٹھہرے رہو تم ابراہیم علیہ السلام کی میراث میں سے اپنی میراث پر ہو۔ ابو بکر نے کہا: سفیان کبھی کہتے: اثبتوا ٹھہرے رہو اور کبھی کہتے: ابیکم

(587) صحيح، سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب موضعالوقوف بعرفة، حديث: 1919۔سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء فى الوقوف بعرفات والدعاء بها، حديث: 883۔سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب رفع اليدين فى الدعاء بعرفة، حديث: 3011۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الموقف بعرفة، حديث: 3017۔ مسند احمد: 4/ 137۔صحيح ابن خزيمه: 2818۔تاريخ الكبير للبخارى: 445، 8/ 446۔شرح مشكل الآثار للطحاوى: 1204۔مستدرك للحاكم: 1/ 472۔سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 115۔

((كُونُوا عَلَى مَشَاعِرِكُمْ هَذِهِ فَإِنَّكُمْ عَلَى إِرْثٍ مِنْ إِرْثِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: ((وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قَالَ اثْبُتُوا وَرُبَّمَا قَالَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ)).

ابراھیم تمھارا باپ ابراہیم ہے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں عرفات میں وقوف کا بیان ہے اور یہ حج کا رکن ہے۔

## مُسْنَدُ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

## مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

### تعارف راوی حدیث

آپ کا مکمل نام مطلب بن أبي وداعة، الحارث بن صبیرة بن سعید بن سعد بن سہم القرشی، أبوعبداللہ السہمی ہے۔ آپ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے، مدینہ کے والی بنائے گئے اور مدینہ میں ہی فوت ہوئے، آپ کے والد بدر کے دن قیدی بنے اور انھوں نے چار ہزار فدیہ دے کر اپنے باپ کو آزاد کروالیا۔ (تهذيب الكمال ج 11 ص235)

[**588**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثَنِي كَثِيرُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ بَعْضِ أَهْلِهِ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ الْمُطَّلِبَ بْنَ أَبِي وَدَاعَةَ يَقُولُ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِمَّا يَلِي بَابَ بَنِي سَهْمٍ وَالنَّاسُ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطُّوَّافِ سُتْرَةٌ)).

مطلب بن ابی وداعہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بنی سہم کے دروازہ کی جانب میں نماز پڑھتے دیکھا، لوگ آپ کے سامنے سے گزرتے تھے اور آپ کے اور طواف کرنے والوں کے درمیان سترہ نہ تھا۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں ہے کہ سترہ کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے، لیکن اس حدیث کی سند میں بعض اهلہ مجہول ہے، اس وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے، سترے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، گھر، مسجد، صحرا ہر جگہ سترے کا اہتمام کرنا چاہیے، مسجد اور صحرا کا فرق کرنا درست نہیں ہے، سترہ نہ واجب ہے اور نہ ہی اس کو چھوڑنے کو معمول

---

(588) اسناده ضعيف، اس کی سند میں بعض اهلہ کا واسطہ مجہول ہے۔ سنن ابی داود، کتاب المناسك، باب فی مكة، حديث: 2016۔ سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب اين يصلی ركعتی الطواف، حديث: 2962۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الركعتين عند الطواف، حديث: 2958۔ مسنداحمد: 6/ 399۔ صحيح ابن خزيمه: 815۔ صحيح ابن حبان: 2364۔ مسندابی يعلٰی: 7173۔ مصنف عبدالرزاق: 2388۔ سنن الكبری للبيهقی: 3/ 272۔

بنا لینا درست ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "صلی بنا رسول الله ﷺ فی فضاء لیس بین یدیه شیء" (رسول اللہ ﷺ نے کھلی جگہ نماز پڑھی، آپ ﷺ کے سامنے کوئی چیز (بطور سترہ) نہیں تھی۔ (المصنف لابن ابی شیبه، باب من رخص فی الفضاء أن یصلی بها: 1/312۔ مسند احمد: 1966۔ مسند ابی یعلی: 23601)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں گدھی پر سوار ہو کر آیا، ان دنوں میں قریب البلوغت تھا، رسول اللہ ﷺ منیٰ میں بغیر دیوار کے نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح البخاری: 76) ان احادیث سے ثابت ہوا کہ سترہ فرض یا واجب نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے، لیکن اس کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ اس کو مستحب سمجھ کر اس کا اہتمام نہ کیا جائے، ہاں اگر کبھی سترہ نہ مل رہا ہو تو اس صورت میں بغیر سترے کے نماز پڑھنے سے انسان گناہ گار نہیں ہو جاتا۔ افسوس ان لوگوں پر جو ضد میں آ کر سترہ سے بے رخی کرتے ہیں، اور اپنا معمول بنا لیتے ہیں کہ نماز سترہ کے بغیر پڑھی جائے، وہ لوگ غلطی پر ہیں، اور گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا تصلی الا الی سترة" (سترے کے بغیر نماز نہ پڑھو) (صحیح ابن خزیمہ: 2/10، حدیث: 800) اس سے مراد تاکید ہے۔

[589]...... قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا أَوَّلًا عَنْ كَثِيرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ فَلَمَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ قَالَ: لَيْسَ هُوَ عَنْ أَبِي إِنَّمَا أَخْبَرَنِي بَعْضُ أَهْلِي أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنَ الْمُطَّلِبِ.

سفیان نے کہا: ابن جریج نے پہلی مرتبہ کثیر سے وہ اپنے باپ سے وہ مطلب سے بیان کرتے ہیں، جب میں نے اس سے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا: وہ میرے باپ سے روایت نہیں کرتے، میرے اہل میں سے بعض نے مجھے خبر دی کہ انھوں نے یہ مطلب سے سنا ہے۔

## مُسْنَدُ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ النَّوْفَلِيِّ رضی اللہ عنہ

## عقبہ بن حارث نوفلی رضی اللہ عنہ کی حدیث

### تعارف راوی حدیث

آپ کا مکمل نام عقبہ بن حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف بن قصی قریشی نوفلی ہے۔ ان کی کنیت ابو سروعہ تھی۔ ان کی والدہ بنت عیاض ابن رافع خاندان خزاعہ سے ایک عورت تھیں یہ بقول مصعب مکہ میں رہتے تھے اور یہی اہل حدیث کا بھی قول ہے لیکن اہل نسب کہتے ہیں کہ عقبہ ابو سروعہ کے بھائی ہیں اور یہ دونوں فتح مکہ کے زمانے میں ساتھ ہی ایمان لائے تھے۔ یہ قول بہت صحیح ہے زبیر نے کہا ہے کہ انھوں نے ہی خبیب بن عدی یعنی ابو سروعہ کو قتل کیا تھا۔ ہم کو ابراہیم بن محمد اور اسمٰعیل وغیرہما نے اپنی سندوں کو ابو عیسیٰ ترمذی تک پہنچا کر خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے علی بن حجر نے

(589) ضعیف، شرح معانی الآثار للطحاوی: 461/1۔ العلل للدارقطنی: 43/14.

بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے اسمعیل بن ابراہیم نے ایوب سے انھوں نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے نقل کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے عبید بن ابی مریم نے عقبہ بن حارث سے نقل کر کے بیان کیا (راوی نے) کہا اور میں نے عقبہ سے سنا لیکن عبیداللہ کی حدیث زیادہ یاد ہے وہ کہتے تھے میں نے ایک عورت سے نکاح کیا پس ہمارے پاس ایک کالی سی عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے چنانچہ میں رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ سے عرض کیا کہ میں نے فلاں عورت بنت فلاں سے نکاح کیا ہے پس ایک کالی سی عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے حالانکہ وہ جھوٹی ہے آپ نے فرمایا کیسے وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا بس اس عورت کو چھوڑو۔ اور جس عورت سے انھوں نے نکاح کیا تھا ان کا نام یحییٰ بنت ابی اہاب تھا یہ عقبہ وہی شخص ہیں جنھوں نے عبدالرحمٰن بن عمر بن خطاب کے ساتھ مصر میں شراب پی تھی۔ ان کا تذکرہ تینوں نے لکھا ہے۔ (اسد الغابة جلد نمبر 6-7)

[**590**]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ سَـمِـعَ عُـقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ يَقُولُ: تَزَوَّجْتُ ابْنَةَ أَبِـي إِهَـابٍ فَجَاءَ تِ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: إِنِّي قَـدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَنْ يَـمِيـنِهِ فَسَأَلْتُهُ فَأَعْرَضَ عَنِّي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنْ عَنْ يَسَـارِهِ، فَـأَعْـرَضَ عَنِّي، ثُمَّ اسْتَقْبَلْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَـقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَإِنَّهَا سَوْدَاءُ وَإِنَّهَا وَإِنَّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ)).

عقبہ بن حارث نوفلی کہتے ہیں: میں نے ابن ابی اہاب کی بیٹی سے عقد کیا' تو ایک سیاہ رنگ کی عورت آئی اور اس نے کہا: میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے' تو میں رسول اللہ ﷺ کے دائیں طرف سے سامنے آیا اور عرض کی، تو آپ نے منہ پھیر لیا' میں بائیں طرف سے آیا' تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا' پھر میں آپ کے سامنے سے آیا اور پوچھا اور عرض کی: یا رسول اللہ! وہ عورت سیاہ فام ہے اور یہ اور وہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیسے جائز ہے؟ جب کہا گیا ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رضاعی رشتہ حرام ہے، رضاعی بھائی بہن کی شادی نہیں ہوسکتی،

(590) صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب اذا شهد شاهد او شهود بشیء، حدیث: 2640، 2659۔سنن ابی داود، کتاب الاقضية، باب الشهادة على الرضاع، حدیث: 3603۔سنن الکبری للنسائی: 2027۔مسنداحمد: 4/ 7، 384۔ سنن الدارمی: 2260۔ مصنف ابن ابی شیبة: 4/ 196۔صحیح ابن حبان: 4218۔سنن الدارقطنی: 4/ 177۔ سنن الکبری للبیهقی: 7/ 463۔ من طریق عن ابن ابی ملیکةبه۔صحیح البخاری: 5104۔سنن ابی داود: 3604۔ سنن الترمذی: 1151۔سنن النسائی: 3333۔مسنداحمد: 4/ 7۔ من طریق ابن ابی ملیکة عن عبید بن ابی مریم عن عقبة بن الحارث۔

اگر غلطی سے ہو بھی جائے تو ان کو الگ الگ کر دینا چاہیے، یہی حدیث صحیح البخاری (2659) میں ہے اور اس میں وضاحت ہے کہ عقبہ نے اس عورت کو جدا کر دیا اور اس خاتون نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا۔

نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ مسئلہ رضاعت میں دودھ پلانے والی عورت کی بات قبول کی جائے گی۔

## مُسْنَدُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ

## عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

سیّدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کا شمار شمعِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن پروانوں میں ہوتا ہے جو آسمانِ علم وفضل کے آفتاب و مہتاب تھا۔ اُن کی کنیت ابو محمد بھی تھی اور ابو عبدالرحمٰن بھی۔ قریش کے خاندان بنو سہم سے تھے سلسلہ نسب یہ ہے: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص بن وائل بن ہاشم بن معبد بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لُوء۔ والدہ کا نام ریطہ بنتِ منبہ تھا۔ والد حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص فاتح مِصر اپنی شجاعت و بسالت تدبیر حکمت عسکری مہارت اور بصیرت و ذکاوت کی بنا پر تاریخِ اسلام کی نہایت قد آور شخصیت ہیں جبکہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے علم وفضل اور ذوقِ عبادت کے اعتبار سے نہایت اعلیٰ و ارفع مقام رکھتے تھے۔ وہ قریش کے اُن گنے چُنے لوگوں میں سے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے تو فتح مکہ سے چھ مہینے پہلے اسلام قبول کیا لیکن سعادت مند فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اُن سے پہلے ہی شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہو چکے تھے۔ (اہلِ سیر نے ان کے قبولِ اسلام کے سال کی تصریح نہیں کی صرف یہی لکھا ہے کہ اپنے والد سے پہلے سعادت انروزِ اسلام ہو چکے تھے) قبولِ اسلام کے جلد ہی بعد مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ رئیس ابنِ رئیس تھے۔ مکہ میں ان کی زندگی امیرانہ تھی یا سادہ، اس کے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا البتہ قبولِ اسلام کے بعد ان کے شب و روز جس طرح گزرتے تھے اس کا حال پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ رہبانیت کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ عبادت کی کثرت کا یہ حال تھا کہ صحیح معنوں میں دائم الصّوم اور قائم اللّیل تھے اور اہل وعیال اور دوسرے دنیاوی معاملات سے یکسر بے نیازی اختیار کر لی تھی۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص ہجرت کر کے مدینہ آئے اور بیٹے کا رنگ دیکھا تو ان کو سمجھایا کے عبادت میں اتنی شِدت مناسب نہیں اعتدال کا راستہ اختیار کرو۔۔۔۔لیکن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنی روش پر قائم رہے۔ اس پر عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے سرورِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اپنے فرزند کی راہبانہ زندگی کا ماجرہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر والد کی اطاعت کا حکم دیا اور تلقین فرمائی کہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اس لیے عبادت اسی قدر کرنی چاہیے کہ نہ دوسروں کی حق تلفی ہو اور نہ جسم پر زیادہ بوجھ پڑے۔ مُسنَدِ احمد میں

ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ یہی میرا طریقہ ہے اور جو میرے طریقے سے ہٹ کر چلے گا اس سے میری اُمت کا کوئی تعلق نہیں ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت ملنے پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پھر حدیثیں لکھنی شروع کر دی اوران کا ایک مجموعہ مرتب کیا جس کا نام ''الصادقہ'' رکھا ۔ اس مجموعہ کو وہ نہایت عزیز رکھتے تھے اور کسی حالت میں بھی اس کی مفارقت گوارا نہ کرتے تھے ۔ فرماتے تھے: "ما يرغبنى فى الحيٰوة اِلاَّ الصّادقة" یعنی مجھ کو زندگی کا خواہشمند یہی کتاب ''صادقہ'' بنا رہی ہے، یہ نا ہو تو مجھے جینے کی خواہش نہیں ہے ۔ پھر خود ہی ''صادقہ'' کی تعریف اس طرح کرتے ہیں: "فاما الصّادقة فصحِيفَة كتبتها من صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی الصادقہ وہ صحیفہ ہے جس کو میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سن سن کر لکھا ہے ۔ ( سنن دارمی جلد اول صفحه 29)

[591]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عِيسَى بْنَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ: ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)) وَقَالَ آخَرُ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ)) فَقِيلَ لِسُفْيَانَ: هَذَا مِمَّا حَفِظْتَ مِنَ الزُّهْرِيِّ فَقَالَ: نَعَمْ كَأَنَّهُ يَسْمَعُهُ إِلَّا أَنَّهُ طَوِيلٌ فَحَفِظْتُ هَذَا مِنْهُ ((فَقَالَ لَهُ بُلَيْلٌ فَإِنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يُحَدِّثُ عَنْكَ أَنَّكَ

عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ! میں نے کنکر مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اب کنکر مار کوئی حرج نہیں' ایک دوسرے شخص نے عرض کی: میں نے سر منڈوایا قبل اس کے کہ قربانی ذبح کرتا؟ تو آپ نے فرمایا: اب ذبح کر اور کوئی حرج نہیں ۔ سفیان کو کہا گیا: جو تم نے زہری سے حدیث حفظ کی یہ اس کا حصہ ہے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں! یہ طویل حدیث کا بعض حصہ ہے جو میں نے یاد کیا ۔ بلیل نے کہا: عبد الرحمٰن بن مہدی آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا: میں نے اس کو حفظ نہیں کیا، سفیان نے کہا: اس نے ٹھیک کہا ہے، میں نے وہ

---

(591) صحيح البخارى، كتاب الحج، باب الفتيا على الدابة عند الجمرة، حديث: 1738-1736)۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب من حلق قبل النحر او نحر قبل الرمى، حديث: 1309۔سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب فى من قدم شيئا قبل شيء فى حجه، حديث: 2014۔ سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ماجاء فيمن حلق قبل ان يذبح او نحر قبل ان يرمى، حديث: 916۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب من قدم نسكا قبل نسك، حديث: 3051۔ سنن الكبرى للنسائى: 4093۔مسنداحمد: 2/ 160۔صحيح ابن خزيمه: 2949۔مؤطاامام مالك، ص: 279۔ مصنف ابن ابى شيبة: 14/ 177۔سنن الدارمى: 1914۔سنن الدارقطنى: 2/ 251۔صحيح ابن حبان: 3877، سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 251۔

قُـلْتَ لَمْ أَحْفَظْهُ فَقَالَ)) صَدَقَ لَمْ أَحْفَظْهُ كُلَّهُ وَأَمَّا هَذَا فَقَدْ أَتْقَنْتُهُ .

طویل حدیث تو یادنہیں کی ہے' مگر یہ حصہ تو میں نے خوب یاد کیا ہے۔

فائدہ : ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حاجی حضرات دس ذوالحجہ کے دن ان چار کاموں کو ترتیب سے کریں گے اس دن تمام حاجیوں نے یہ چار کام کرنے ہیں، رمی، جانور ذبح کرنا، طواف کرنا، اور حلق کرنا (سر منڈوانا) ان کی ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے لیکن اگر بھول کر یا لاعلمی میں کوئی کام آگے پیچھے ہوجائے تو اس میں کوئی دم واجب نہیں۔ ثابت ہوا کہ شریعت آسان ہے۔

[592]...... حَـدَّثَـنَـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: سَـمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: قَـالَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الـلّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَـقْبِـضُ الْـعِـلْـمَ انْتِـزَاعًـا يَـنْزِعُـهُ مِنْ قُلُوبِ الرِّجَالِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُهُ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ فَإِذَا لَمْ يَتْـرُكْ عَـالِـمًـا اتَّـخَـذَ الـنَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسَـأَلُـوهُـمْ فَـأَفْتَـوْهُـمْ بِـغَيْـرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا)) قَالَ عُرْوَةُ: ثُمَّ لَبِثْتُ سَنَةً، ثُمَّ لَقِيتُ عَبْـدَ الـلّٰـهِ بْـنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فِي الطَّوَافِ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَنِي بِهِ .

عبداللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل علم کو لوگوں کے دل سے کھینچ کر نہیں نکالے گا' لیکن علم کو علماء کے قبض کرنے سے اٹھالے گا' جب کوئی عالم نہ رہے گا' تو لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے' اور ان سے پوچھیں گے' تو وہ ان کو علم کے بغیر فتویٰ دیں گے، خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ عروہ نے کہا: کچھ سال بعد طواف کرتے وقت میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے یہ حدیث پوچھی تو انھوں نے اسی طرح مجھ سے بیان کی۔

فائدہ : ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اہل علم کا وجود ایک بہت بڑی نعمت ہے، ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے، ان کی قدر کرنی چاہیے، علم کے صحیح اہل علماء کرام ہی ہوتے ہیں، جب یہ فوت ہو جاتے ہیں تو گویا ہم علم کے سمندروں سے محروم ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ انھی اہل علم کی وفات کے ساتھ علم کو کم کرتے رہتے ہیں۔ یہ حقیقت

(592) صحيح البخاري، كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم، حديث: 100۔صحيح مسلم، كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضة، حديث: 2673۔ سنن الترمذى، كتاب العلم، باب ماجاء فى ذهاب العلم، حديث: 2652۔سنن ابـن مـاجـه، الـمـقدمة، باب اجتناب الراى والقياس، حديث: 52۔ سـنـن الكبرى للنسائى: 5907۔مسنداحمد: 2/ 162، 190۔ سنن الدارمى: 245۔مصنف ابن ابى شيبة: 15/ 177۔مصنف عبد الرزاق: 20481۔صحيح ابن حبان: 6719۔ شرح السنة للبغوى: 143۔

ہے کہ کتنی محنت کے ساتھ کوئی اہل علم، علم کا شہسوار بنتا ہے، ایک امت اس سے فائدہ اٹھا رہی ہوتی ہے، لیکن جب وہ اہل علم فوت ہو جاتا ہے تو اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح امت کو بہت بڑا نقصان ہو گیا ہو، اور لوگ تبصرہ بھی کرتے ہیں کہ اب کس سے دینی رہنمائی لیں گے، راقم کی زندگی میں چند محدثین فوت ہوئے جن کے فوت ہونے سے علمی دنیا میں بہت بڑا خلا محسوس کیا گیا، مثلاً محدث العصر شیخ الحدیث خاتمۃ الحفاظ حافظ عبدالمنان نور پوری، محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ، دکتور عبدالرشید اظہر، امام العصر محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ وغیرہ۔ جب صحیح اہل علم فوت ہو جاتے ہیں تو ان کے پیچھے کم پڑھے لکھے اہل علم رہ جاتے ہیں، جو لوگوں کو غلط فتویٰ دیتے ہیں، گویا وہ خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی سمجھ بوجھ کے لیے ہر دور میں ایک جماعت ہونی چاہیے، جو لوگوں کی صحیح رہنمائی کرتی رہے، فتویٰ بڑی محنت کے بعد قرآن وحدیث کے مطابق دینا چاہیے۔

[**593**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي الْعَاصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: ((لَمَّا نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْأَوْعِيَةِ)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً ((فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ)).

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے (شراب کے) برتن منع قرار دیئے تو کہا گیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! سب لوگوں کے پاس تو وافر برتن نہیں ہیں، آپ نے ان کو اس مٹکے کی جو قلعی کیا ہوا نہ ہو، اجازت دے دی۔

**فائدہ**: ...... امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے۔ ممانعت کے بعد نبی ﷺ کا ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی اجازت دینا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دباء، حنتم، مزفت اور نقیر میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور مشکیزوں میں اسے تیار کرنے کی اجازت دی۔ (صحیح مسلم: 5197(1997)) پھر بعد میں ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی اجازت مل گئی تھی۔ بشرطیکہ وہ نشہ آور نہ ہو۔ (صحیح مسلم: 5209 (977))

(593) صحيح البخاري، كتاب الاشربة، باب ترخيص النبي صلى الله عليه وسلم في الاوعية والظروف، حديث: 5593- صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب النهي عن انتباذ في المزفت، حديث: 2000- سنن النسائي، كتاب الاشربة، باب الاذان في الجر خاصة، حديث: 5653- مسند احمد: 2/ 160- مسند الشافعي: 2/ 95، 94- مصنف ابن ابي شيبة: 8/ 160- سنن الكبرى للبيهقي: 8/ 310- من طريق سفيان بهذا الاسناد- سنن ابي داود، كتاب الاشربة، باب في الاوعية، حديث: 3700- مسنداحمد: 2/ 211- من طريق شريك عن زياد بن فياض عن ابي عياض به-

[594]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَصْلَتَانِ هُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَيْهِمَا مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قَالُوا: وَمَا هُمَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ((تُسَبِّحُ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَتُكَبِّرُ عَشْرًا، وَتَحْمَدُ عَشْرًا، وَتُسَبِّحُ عِنْدَ مَنَامِكَ ثَلَاثَةً وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدُ ثَلَاثَةً وَثَلَاثِينَ، وَتُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ)) ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ: أَحَدُهُنَّ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَذَلِكَ مِائَتَانِ وَخَمْسِينَ بِاللِّسَانِ، وَأَلْفَانِ وَخَمْسِمِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: ((فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي يَوْمِهِ وَلَيْلِهِ أَلْفَيْ سَيِّئَةٍ وَخَمْسِمِائَةِ سَيِّئَةٍ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَكَيْفَ لَا يُحَافِظُ عَلَيْهِمَا قَالَ: ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ لَهُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا حَتَّى يَقُومَ وَلَمْ يَقُلْهَا)) قَالَ سُفْيَانُ: ((هَذَا أَوَّلُ شَيْءٍ سَأَلْنَا عَطَاءً عَنْهُ، وَكَانَ أَيُّوبُ أَمَرَ النَّاسَ حِينَ قَدِمَ عَطَاءٌ

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آسان کام ہیں ان پر عمل کرنے والے تھوڑے لوگ ہیں؛ جو مسلمان ان پر ہمیشہ عمل کرے گا وہ جنت میں جائے گا،لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ(ﷺ)! وہ دو کام کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نماز کے بعد سبحان اللہ دس بار؛ اور اللہ اکبر دس بار؛ اور الحمدللہ دس بار،اور سونے کے وقت سبحان اللہ تینتیس بار؛ الحمدللہ تینتیس بار؛ اور اللہ اکبر چونتیس بار؛ پھر سفیان نے فرمایا:ان میں سے ایک چونتیس بار، یہ زبان پر دو سو پچاس ہیں اور ترازوئے اعمال میں دو ہزار پانچ سو ہیں، عبد اللہ بن عمرو نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو (یہ تسبیحات) ہاتھ پر شمار کرتے دیکھا ہے؛ پھر آپ نے فرمایا: تم میں سے کون دوہزار پانچ سو گناہ دن میں کرسکتا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ان پر محافظت نہ کرنا کیسا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس آ کر شیطان کہتا ہے: فلاں فلاں کام یاد کر یہاں تک کہ بندہ پڑھے بغیر اٹھ جاتا ہے۔ سفیان نے کہا: جب عطاء بصرہ آئے اور ایوب نے ہم لوگوں کو اس سے احادیث پوچھنے کا حکم دیا تو سب سے پہلے ہم نے عطاء سے یہی حدیث پوچھی۔

(594) حسن، الادب المفرد للبخاری: 1216۔سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی التسبیح عند النوم، حدیث: 5065۔ سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب منه: 25، حدیث: 3410، 3411۔سنن النسائی، کتاب السهو، باب عقد التسبیح بعد التسلیم، حدیث: 1349۔عمل الیوم واللیلة للنسائی: 819۔سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما یقال بعد التسلیم، حدیث: 926۔مسنداحمد: 2/ 204۔مصنف عبدالرزاق: 3189۔مصنف ابن ابی شیبة: 10/ 233، 234۔ صحیح ابن حبان: 2012۔

الْبَصْرَةَ أَنْ يَأْتُوهُ فَيَسْأَلُوهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ)) .

**فائدہ** : ...... اس حدیث میں مختلف مواقع پر سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے، ہمیں ان کا ان کے مقررہ اوقات پر پڑھنے کا التزام کرنا چاہیے، اس حدیث میں نماز کے بعد دس کی گنتی ہے جبکہ دوسری احادیث میں سبحان اللہ (33 بار)، الحمد للہ (33 بار) اور اللہ اکبر (34 بار) کا ذکر ہے، دونوں احادیث ہی صحیح ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ ترازو حق ہے۔

## الجزء السادس
## من مسند أبى بكر عبد اللّٰه بن الزبير الحميدى

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْعَالِمُ الزَّاهِدُ الْحَافِظُ تَقِيُّ الدِّينِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ سُرُورٍ الْمَقْدِسِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَقِيهُ أَبُو الْحَسَنِ سَعْدُ اللّٰهِ بْنُ نَصْرِ بْنِ الدَّجَاجِيِّ الْفَقِيهُ الْوَاعِظُ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقْرِءُ الْخَيَّاطُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ زَيْدٍ الْمُؤَدِّبُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي سَنَةِ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ ، فَأَقَرَّ بِهِ قَالَ: ثنا بِشْرٌ قَالَ:

ہمیں ہمارے شیخ حافظ تقی الدین ابو محمد عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور المقدسی نے خبر دی، انھوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابوالحسن سعد اللہ بن نصر بن الدجاجی نے، وہ کہتے ہیں ہم کو خبر دی ابو منصور محمد بن احمد بن المقری الخیاط نے، انھوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو طاہر عبدالغفار بن محمد بن جعفر بن زید المؤدب نے، ان پر پڑھا گیا اور میں نے سنا، چار سو ستائیس ہجری میں پس انھوں نے اقرار کیا اور کہا ہمیں خبر دی ابوعلی محمد بن احمد بن حسن بن صواف نے، ان پر پڑھا گیا اور میں نے سنا، پس انھوں نے اس کا اقرار کیا، ہم سے حدیث بیان کی بشر نے۔

[**595**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ

عبداللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا: ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں آپ ﷺ کے پاس ہجرت پر بیعت کرنے کو حاضر ہوا ہوں

---

(595) حسن، الادب المفرد للبخاری: 13۔سنن ابی داود، كتاب الجهاد، باب فی الرجل يغزو وابواه كارهان، حديث: 2528۔ سنن النسائی، كتاب البيعة، باب البيعة على الهجرى، حديث: 4168۔سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب الرجل يغزو وله ابوان، حديث: 2782۔مسنداحمد: 2/ 160۔سنن سعيد بن منصور: 2332۔مصنف عبدالرزاق: 9285۔ مستدرك للحاكم: 4/ 152۔سنن الكبرى للبيهقی: 9/ 26۔من طريق عن عطاء بن السائب بهذا الاسناد۔

إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، جِئْتُ أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَتَرَكْتُ أَبَوَيَّ يَبْكِيَانِ ، قَالَ: ((فَارْجِعْ إِلَيْهِمَا وَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا)) .

اور اپنے ماں باپ کو روتے چھوڑ کر آیا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کی طرف لوٹ جا اور ان کو ہنسا جیسے تو نے ان کو رُلایا تھا۔

فائدہ: ......اس حدیث سے والدین کی رضا مندی کی اہمیت وفضیلت ثابت ہوتی ہے کہ خواہ کام کس قدر ہی نیکی کا کیوں نہ ہوان کی رضا مندی ضروری ہے۔ اب ہجرت سے بڑھ کر افضل کون سا عمل ہے؟ بعض لوگ قتال میں جانے کے لیے بھی والدین کی اجازت ضروری نہیں سمجھتے، جو کہ درست نہیں ہے۔ نیز دیکھیں: 596۔

[596]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ السَّائِبِ بْنِ فَرُّوخَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ)) .

نبی کریم ﷺ سے مندرجہ بالا کی مثل مروی ہے مگر اس میں یہ زائد ہے: پس تو ان میں جہاد کر (یعنی تیرا ان کی خدمت کرنا تیرے جہاد کرنے کی طرح ہے)

[597]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثَنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثَنا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا ، وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا)) .

عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کیا اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

---

(596) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لا یجاهد الا باذن الابوین، حدیث: 5972۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب بر الوالدین وایهما احق به، حدیث: 2549۔سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی الرجل یغزو وابواه کارهان، حدیث: 2529۔ سنن الترمذی، کتاب الجهاد، باب ما جاء فیمن خرج فی الغزو وترك ابویه، حدیث: 1671۔ سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب الرخصة فی التخلف لمن له والدان، حدیث 3105۔ مسند احمد: 2/ 165۔صحیح ابن حبان: 318۔سنن الکبری للبیهقی: 9/ 25۔من طریق عن حبیب بن ابی ثابت بهذا الاسناد۔

(597) حسن، الادب المفرد للبخاری: 354۔سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الرحمة، حدیث: 4943۔ مسند احمد: 2/ 222۔ مصنف ابن ابی شیبة: 8/ 527۔شعب الایمان للبیهقی: 10976۔من طریق سفیان بن عیینة بهذا الاسناد۔ سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی رحمة الصبیان، حدیث: 1920۔ مسند احمد: 2/ 207۔ الادب المفرد للبخاری: 355۔من طریق عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده۔

فائدہ: ......اس حدیث میں چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کے احترام اور ان کے حقوق پورے کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ''کبیر'' سے عمر یا علم کے لحاظ سے بڑا شخص مراد ہے۔ بعض احادیث میں علماء کا بھی ذکر ہے۔

[598]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي صُهَيْبٌ مَوْلَى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ عُصْفُورَةً فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا سَأَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ قَتْلِهَا))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا حَقُّهَا؟ قَالَ: ((يَذْبَحُهَا فَيَأْكُلَهَا، وَلَا يَقْطَعُ رَأْسَهَا، فَيَرْمِيَ بِهَا))، فَقِيلَ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ فِيهِ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنْ صُهَيْبٍ الْحَذَّاءِ، فَقَالَ سُفْيَانُ: مَا سَمِعْتُ عَمْرًا قَالَ قَطُّ: صُهَيْبٌ الْحَذَّاءُ مَا قَالَ إِلَّا: صُهَيْبٌ مَوْلَى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ.

عبداللہ بن عمرو بن العاص نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایک چڑیا یا اس سے کم وبیش کوئی چیز حق کے بغیر قتل کی تو اللہ تعالیٰ اس کے قتل کے بارے میں پوچھے گا۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! اس کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو ذبح کرنا اور کھانا اور اس کا سر کاٹ کر نہ پھینک دے۔ سفیان سے کہا گیا: حماد بن زید اس حدیث میں اس طرح کہتے تھے کہ مجھے عمرو نے صہیب الحذاء سے خبر دی، سفیان نے کہا: میں نے عمرو سے کبھی نہیں سنا کہ انھوں نے صہیب الحذاء کا ذکر کیا ہو، وہ تو صرف یہ کہتے تھے کہ صہیب جو عبید اللہ بن عامر کے غلام تھے۔

فائدہ: ......حلال جانوروں کا شکار ان کے گوشت کھانے کی نیت سے کرنا چاہیے، نہ کہ بطور مذاق یا محض نشانہ بازی کی غرض سے۔ اسلام جانوروں کے ساتھ بھی انصاف والا معاملہ پسند کرتا ہے۔

[599]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو

عبداللہ بن عمرو نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عدل کرنے والے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک رحمٰن

(598) حسن، سنن النسائی، کتاب الصید، باب اباحة اکل العصافیر، حدیث: 4354۔ مسند احمد: 2/ 166۔ سنن الدارمی: 1984۔ مسند الشافعی: 171، 2/ 172۔ مسند الطیالسی: 2279۔ سنن الکبری للبیهقی: 9/ 279۔ مستدرك للحاکم: 4/ 233۔ شرح السنة للبغوی: 2787۔

(599) صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضیلة الامام العادل وعقوبة الجائر، حدیث: 1827۔ سنن النسائی، کتاب آداب القضاة، حدیث: 5381 مسند احمد: 2/ 160۔ مصنف ابن ابی شیبة: 13/ 127۔ صحیح ابن حبان: 4484۔ الشریعة للآجری، ص: 322۔ سنن الکبری للبیهقی: 10/ 87۔ شرح السنة للبغوی: 2470۔

بْـنُ أَوْسٍ الثَّـقَفِيُّ ، أَنَّـهُ سَـمِـعَ عَبْـدَ اللّٰهِ بْنَ عَــمْــرٍو ، يَـقُـولُ: قَـالَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ ﷺ: ((الْـمُقْسِطُونَ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مَنَابِرَ مِـنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ الَّـذِيـنَ يَـعْـدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ ، وَمَا وُلُّوا)) .

کے دائیں طرف نور کی کُرسی پر ہوں گے، اور رحمٰن کے ہر دو ہاتھ دائیں ہیں، وہ لوگ جو اپنے فیصلوں میں عدل کرتے تھے، گھر کے اہل وعیال میں بھی اور جن پر وہ حاکم بنائے گئے تھے ان کے درمیان بھی۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں ہر اس شخص کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو اپنے ماتحت افراد کے ساتھ انصاف کرتا ہے، کسی پر ظلم وزیادتی نہیں کرتا اور ظلم مطلقاً حرام ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں، ان کی کیفیت کو ہم نہیں جانتے، بلکہ ہم کہتے ہیں: جیسے اللہ تعالیٰ کی شان کو لائق ہے۔

[600]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَـالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ الثَّـقَـفِـيَّ ، يَـقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَـمْرِو بْنِ الْعَاصِ ، يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحَـبُّ الـصِّيَـامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ ، وَكَـانَ يَـصُـومُ يَـوْمًـا وَيُـفْـطِرُ يَوْمًا ، وَأَحَبُّ الـصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ)) .

عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں، وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند داؤد علیہ السلام کی نماز ہے، وہ نصف رات سوتے، تیسرا حصہ قیام کرتے اور چھٹا حصہ پھر سو جاتے تھے۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں نفلی روزوں میں سے افضل ترین روزے صوم داؤد علیہ السلام کو قرار دیا گیا ہے، کہ ایک دن روزہ رکھ لیا جائے اور ایک دن چھوڑ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ جس کو اتنی طاقت دے وہ اس پر عمل کر سکتا ہے، ورنہ

(600) صحيح البخاری، كتاب التهجد، باب من نام عند السحر، حديث: 1131ـصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهی عن صوم الدهر لمن تضرر به، حديث: 189/ 1159ـسنن ابی داود، كتاب الصيام، باب فی صوم يوم وفطر يوم، حديث: 2448ـسنن النسائی، كتاب قيام الليل، باب ذكر صلاة نبی اللّٰه داود عليه السلام بالليل، حديث: 1631ـسنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب ما جاء فی صيام داود عليه السلام، حديث: 1712ـ مسند احمد: 2/ 160ـسنن الدارمی: 1759ـصحيح ابن خزيمه: 1145ـمصنف عبدالرزاق: 7864ـصحيح ابن حبان: 2590ـسنن الكبری للبيهقی: 3/ 3ـ

نفلی امور میں شریعت کسی پر سختی نہیں کرتی، بلکہ صرف ترغیب دلاتی ہے۔ نیز اس حدیث میں نفلی نمازوں میں سے افضل نماز صلاۃ داؤد علیہ السلام کو قرار دیا گیا ہے کہ وہ آدھی رات سو جاتے، پھر تیسرے حصے میں قیام کرتے اور پھر چھٹے حصے میں سو جاتے، سبحان اللہ۔ اس انداز میں نیند بھی پوری رہتی ہے اور نفلی عبادت بھی کھل کر ہو جاتی ہے۔ بعض گمراہ لوگوں کی عبادت سنت کے مخالف ہوتی ہے، عبادت خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ، بس یہ خیال رکھا جائے کہ وہ قرآن وحدیث کے مطابق ہونی چاہیے۔

[**601**]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا عَـمْـرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْـعَبَّاسِ الْأَعْمَى، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَـمْـرٍو، يَـقُولُ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَـقَالَ: ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَ نَّكَ تَـقُـومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ))، قُلْتُ: إِنِّي لَأَفْعَلُ ذَلِكَ، قَالَ: ((فَلَا تَـفْـعَـلْ، فَـإِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَـلَيْكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتْ عَيْنُكَ، وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ، فَقُمْ، وَنَمْ، وَصُمْ، وَأَفْطِرْ)).

عبد اللہ بن عمرو نے فرمایا: میرے ہاں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: کیا مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ تو رات کو بیدار رہتا اور دن کو روزہ رکھتا ہے؟ تو میں نے عرض کی کہ میں ایسا ہی کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: ایسا نہ کر، تیری آنکھ کا تیرے اوپر حق ہے اور تیرے جسم کا تیرے اوپر حق ہے اور تیرے اہل کا تیرے اوپر حق ہے، اور اگر تو نے ایسا ہی کیا تو تیری آنکھیں بند ہوں گی اور تیرا بدن کمزور ہوگا، پس قیام بھی کر اور سو بھی اور روزہ بھی رکھ اور افطار بھی کر۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص ساری رات قیام کرے اور روزانہ روزہ رکھے، اس کو ڈانٹا جائے، اس کی تعریف کی بجائے مذمت کی جائے، کیونکہ مومن حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد میں بھی کمی نہیں کرتا۔

[**602**]...... حَـدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

عبد اللہ بن عمرو نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم

(601) صحيح البخارى، كتاب التهجد، باب: 20، حديث: 1153ـ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهى عن صوم الدهر لمن تضرر به، حديث: 1159ـ سنن الترمذى، كتاب الصوم، باب ما جاء فى سرد الصوم، حديث: 768ـ سنن النسائى، كتاب الصيام، باب صوم عشرة ايام من الشهر، حديث: 2401، 2402ـ سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب ما جاء فى صيام الدهر، حديث: 1706ـ مسنداحمد: 2/ 195ـ صحيح ابن خزيمه: 2109ـ شرح السنة للبغوى: 1223ـ الروايات مطولة ومختصرة۔

(602) حسن، سنن ابى داود، كتاب الادب، باب فى الرحمة، حديث: 4941ـ سنن الترمذى، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فى رحمة المسلمين، حديث: 1924ـ مسنداحمد: 2/ 160ـ مستدرك للحاكم: 4/ 159ـ ⇐⇐

قَالَ: ثنا عَمْرٌو، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو قَابُوسَ، مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ، ارْحَمُوا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ أَهْلُ السَّمَاءِ)).

کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے، تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

[603]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو قَابُوسٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ)).

عبد اللہ بن عمرو نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم دراصل رحمٰن سے مشتق ہے، پس جو اس کو ملائے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو ملائے گا اور جو شخص اس کو توڑے گا اس کو اللہ تعالیٰ توڑ کر چھوڑے گا۔

[604]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: بَشِيرُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَبُو إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ، عَنْ مُحَرَّرِ بْنِ قَيْسِ بْنِ السَّائِبِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو أَمَرَ بِشَاةٍ فَذُبِحَتْ، فَقَالَ لِقَيِّمِهِ: هَلْ أَهْدَيْتَ لِجَارِنَا الْيَهُودِيِّ شَيْئًا؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ)).

عبداللہ بن عمرو نے ایک بکری ذبح کرنے کا حکم دیا پھر اپنے منتظم کو فرمایا: کیا تو نے ہمارے ہمسائے یہودی کو بھی بطور ہدیہ کچھ ارسال کیا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جبریل علیہ السلام ہمیشہ مجھے ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اس کو وارث قرار دے دیں گے۔

---

⇦⇨ مصنف ابن ابی شیبة: 8/ 526۔ سنن الکبری للبیهقی: 9/ 241۔ تاریخ بغداد: 3/ 260۔شعب الایمان: 11048، الروایات مطولة ومختصرة۔

(603) حسن، سنن ابی داؤد، رقم: 4941۔ سنن الترمذی: 1924 وانظر الحدیث السابق.

(604) سنن ابی دود، کتاب الادب، باب فی حق الجوار، حدیث: 5152۔سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی حق الجوار، حدیث: 1943۔الادب المفرد للبخاری: 128۔مسنداحمد: 2/ 160۔مکارم الاخلاق للخرائطی، ص: 36، 37۔حلیة الاولیاء: 3/ 306، مصنف ابن ابی شیبة: 545، 8/ 546۔مسندالبزار: 2388۔

[605]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا بَشِيرُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَبُو إِسْمَاعِيلَ، وَفِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ الْخَيَّاطُ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِىءِ، وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا)).

عبداللہ بن عمرو نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے جو بدلہ چکائے لیکن صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جس سے قطع رحمی کی جائے اور وہ صلہ رحمی کرے۔

فائدہ: ......اس حدیث میں صلہ رحمی کی تعریف کی گئی ہے کہ صحیح معنوں میں صلہ رحمی اس کو کہتے ہیں کہ کوئی آپ کی مخالفت کرے اور آپ اس کے ساتھ صلہ رحمی کریں۔ انتقام نہ لیا جائے، بدلہ نہ لیا جائے، مخالفت کی وجہ سے جنگ وجدل کا میدان گرم نہ کیا جائے بلکہ اس کے ساتھ نرمی والا معاملہ کیا جائے۔ اللہ کی قسم! اس کی وجہ سے مخالف کی تمام سازشیں ناکام ہو جائیں گی اور وہ آپ کا حقیقی دوست بن جائے گا، ان شاء اللہ۔

[606]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدَ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَنَا عِنْدَهُ، فَجَعَلَ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: حَدِّثْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا تُحَدِّثْنِي عَنِ الْعَدْلَيْنِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

عبداللہ بن عمرو کے پاس ایک آدمی لوگوں کی گردنوں پر سے گزرتا ہوا پہنچا اور ان کے سامنے آ کر بیٹھا اور اس نے کہا: مجھے سنا جو تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور وہ نہ سنا جو تیرے پاس اہل کتاب کی کتابوں کے دو بوجھ میں ہیں۔ پس عبداللہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو برائی کو

---

(605) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لیس الواصل بالمکافیء، حدیث: 599۔سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ، باب فی صلۃ الرحم، حدیث: 1697۔سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی صلۃ الرحم، حدیث: 1908۔ مسند احمد: 2/ 163۔مصنف ابن ابی شیبۃ : 8/ 539۔صحیح ابن حبان: 445۔شرح السنۃ للبغوی : 3442۔ الادب المفرد للبخاری: 68سنن الکبری للبیھقی: 7/ 27۔ مسند البزار: 2372۔

(606) صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، حدیث: 10۔الادب المفرد : 1144۔ سنن ابی داود، کتاب الجھاد، باب الھجرۃ ھل انقطعت، حدیث: 2481۔سنن النسائی، کتاب الایمان، باب صفۃ المسلم، حدیث: 4999۔مسنداحمد : 2/ 163۔سنن الدارمی: 2719۔سنن الکبری للنسائی : 8701۔ مسند الشھاب : 181۔ صحیح ابن حبان: 196۔الایمان لابن مندہ: 313۔

عَمْرٍو: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ السُّوءَ)) ، أَوْ قَالَ: ((مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ)) .

کو چھوڑ دے۔ یا کہا: وہ چھوڑ دے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

فائدہ: ……اس حدیث میں ہاتھ اور زبان سے دوسروں کو محفوظ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے، ان دونوں سے بے شمار گناہ سرزد ہو جاتے ہیں، اگر ان دونوں اعضاء پر کنٹرول کر لیا جائے تو باقی اعضاء خود بخود کنٹرول ہو جاتے ہیں۔

اکثر ظلم و زیادتی ہاتھ سے ہوتی ہے، اور کتنے ہی گناہ زبان کرتی ہے، اللہ تعالیٰ ان دونوں پر کنٹرول رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

[607]…… حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ، ثنا سُفْيَانُ ، وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْعَدْلَيْنِ .

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، وہ سفیان سے وہ ابن ابی خالد سے وہ شعبی سے، وہ عبداللہ بن عمرو سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں مثل اس کے اور اس میں (العدلین) اہل کتاب کی کتابوں کے بوجھ کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: ……اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اہل کتاب کی کتب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، ترجمان القرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے مسلمانوں کی جماعت! تم اہل کتاب سے کس طرح سوال کرتے ہو، جبکہ تمھاری کتاب جو نبی کریم ﷺ پر نازل کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی خبروں میں سب سے تازہ ہے، تم اسے اس حال میں پڑھتے ہو کہ اس میں کوئی ملاوٹ نہیں کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے تمھیں بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو لکھا تھا، اہل کتاب نے اسے بدل دیا ہے، اور انھوں نے اپنے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تبدیلی کر دی ہے، اور انھوں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تاکہ اس کے ساتھ بہت تھوڑی قیمت حاصل کریں، تو کیا جو تمھارے پاس علم آیا ہے وہ تمھیں ان سے سوال کرنے سے منع نہیں کرتا، نہیں، اللہ کی قسم! ہم نے ان میں سے کسی آدمی کو کبھی تم سے اس کے متعلق سوال کرتے ہوئے نہیں دیکھا جو تم پر نازل کیا گیا ہے۔ (صحیح البخاری: 2688)

[608]…… حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: جب

---

(607) صحیح البخاری : 10۔ سنن ابی داود : 2481۔ سنن النسائی : 4999 وانظر الحدیث السابق۔

(608) حسن ، سنن ابی داود ، کتاب اللقطة ، باب التعریف باللقطة ، حدیث: 1710۔سنن الترمذی ، کتاب البیوع ، باب ما جاء فی الرخصة فی اکل الثمرة للماربها ، حدیث: 1289۔سنن النسائی ، کتاب الزکاة ، باب ⇦⇦

قَالَ: سَمِعْنَاهُ مِنْ دَاوُدَ بْنِ شَابُورَ، وَيَعْقُوبَ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي كَنْزٍ وَجَدَهُ رَجُلٌ: ((إِنْ كُنْتَ وَجَدْتَهُ فِي قَرْيَةٍ مَسْكُونَةٍ، أَوْ فِي سَبِيلٍ مِيْتَاءَ فَعَرِّفْهُ، وَإِنْ كُنْتَ وَجَدْتَهُ فِي خَرِبَةٍ جَاهِلِيَّةٍ، أَوْ فِي قَرْيَةٍ غَيْرِ مَسْكُونَةٍ، أَوْ غَيْرِ سَبِيلٍ مِيْتَاءَ فَفِيهِ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ))

ایک شخص کو خزانہ ملا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا: اگر وہ آبادی والی بستی سے یا عام آباد راستہ سے ملا ہے تو اس کا اعلان کر اور اگر جاہلیت کے زمانے کے ویران علاقہ یا غیر آباد بستی یا غیر آباد راستہ سے ملا ہے تو اس میں اور مدفون خزانہ میں پانچواں حصہ لازم ہے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں پہلا مسئلہ یہ بیان ہوا ہے کہ اگر آباد راستے میں کوئی گری پڑی قیمتی چیز مل جائے تو اس کا ایک سال تک اعلان کرنا چاہیے، اگر اس کا مالک مل جائے تو اس کو واپس کر دی جائے لیکن اگر نہ ملے تو جس کو ملی تھی، وہی اس کا مالک ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ویران جگہ سے کوئی چیز ملے یا مدفون چیز ملے تو اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کروائے یا غریبوں وغیرہ میں تقسیم کر دے، باقی اپنے استعمال میں لے آئے۔

[**609**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا دَاوُدُ بْنُ شَابُورَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، وَأَنَا لِحَدِيثِ ابْنِ عَجْلَانَ أَحْفَظُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُوَرِ النَّاسِ، يَعْلُوهُمْ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ

عبداللہ بن عمرو نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: متکبر لوگ روز قیامت چھوٹی چیونٹیوں کی مانند اٹھائے جائیں گے اور وہ انسانی شکل میں ہوں گے، اتنے چھوٹے کہ ہر چیز ان سے بلند ہوگی، وہ جہنم کی بولس نامی جیل کی طرف لے جائے جائیں گے، اس کی شدید ترین آگ بلند شعلے مارے گی، ان کو (طینة الخبال) اہل جہنم کا پیپ (وغیرہ) پلایا جائے گا۔

⇦ المعدن، حديث: 2496۔ مسند احمد: 2/ 180۔186۔صحيح ابن خزيمه: 2328۔معجم الاوسط للطبراني: 5030۔سنن الدارقطني: 3/ 195، 194۔ مستدرك للحاكم: 2/ 65۔سنن الكبرى للبيهقي: 4/ 155۔شرح السنة للبغوي: 2211۔ منتقٰى لابن الجارود: 670۔الروايات مطولة ومختصرة۔

(609) حسن، سنن الترمذي، كتاب صفة القيامة، باب: 47، حديث: 2492۔الادب المفرد للبخاري: 557۔ مسند احمد: 2/ 179۔ مصنف ابن ابي شيبة: 9/ 90۔الزهد لابن المبارك: 191۔شرح السنة للبغوي: 3590۔سنن الكبرى للنسائي: 11827۔

الصَّغَارِ، يُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي النَّارِ يُقَالُ لَهُ بُولَسُ، يَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ، يُسْقَوْنَ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ)).

**فائدہ**: ......اس حدیث میں تکبر کی مذمت بیان کی گئی ہے، ہر وہ شخص متکبر ہے جو حق کو ٹھکراتا ہے اور لوگوں کو حقیر سمجھتا ہے۔ متکبر کے لیے جہنم میں ایک جیل تیار کی گئی ہے جس کا نام بولس ہے، اللہ رب العالمین کسی انسان پر مہربانی کرتے ہوئے اپنا خاص کرم فرما دیں تو اسے بہت زیادہ عاجز بن جانا چاہیے، اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے، لیکن افسوس کہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعام کے بعد وہ اللہ تعالیٰ ہی کی بغاوت پر اتر آتا ہے، اسی کے نتیجے میں روزِ قیامت متکبر کو چیونٹی کی مثل جسم دیا جائے گا اور جہنم میں پھینک دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر سے محفوظ فرمائے، آمین۔

[610]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوتُ.)).

عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے مجرم ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ جن افراد کا نان ونفقہ اس کے ذمہ ہو وہ ان کو ضائع کردے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں نان ونفقہ کی ذمہ داری ادا کرنے کا ذکر ہے کہ جو شخص اہل وعیال پر خرچ نہیں کرتا وہ مجرم ہے، اور یہ معلوم شے ہے کہ صدقہ کی افضل ترین صورت اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا ہے۔

## مسند معاوية بن أبي سفيان رضی اللہ عنہما

## معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

**نام ونسب:**

ابوعبدالرحمٰن معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن صخر بن حرب بن عبد شمس بن عبد مناف قریشی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہء

(610) صحيح، سنن ابی داود، كتاب الزكاة، باب فی صلة الرحم، حديث: 1692۔ سنن الكبرى للنسائی: 9132۔ مسند احمد: 2/ 160۔ صحيح ابن حبان: 4240۔ مستدرك للحاكم: 1/ 415۔ سنن الكبرى للبيهقی: 6/ 25۔ حلية الاولياء: 7/ 135۔ مصنف عبدالرزاق: 20810۔ مسندالشهاب: 1411۔ من طرق عن ابی اسحاق بهذا الاسناد۔ صحيح مسلم، حديث: 996۔ صحيح ابن حبان: 4241۔ من طريق آخر بمعناه.

نسب پانچویں پشت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تھا۔

## حلیہ مبارک:

سرو قد، لحیم وشحیم، رنگ گورا، چہرہ کتابی، آنکھیں موٹی گھنی داڑھی، وضع قطع، چال ڈھال میں بظاہر شان وشوکت اور تمکنت مگر مزاج اور طبیعت میں زہد وتواضع، فروتنی، حلم برد باری اور چہرہ سے ذہانت اور فطانت مترشح تھی۔

## پیدائش:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تقریباً 5 سال قبل پیدا ہوئے۔

## اسلام قبول کرنے سے پہلے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سردار قریش ابوسفیان کے صاحبزادے تھے، آپ رضی اللہ عنہ کا شمار قریش کے ان 17 افراد میں ہوتا تھا جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اسلام کے دامن رحمت میں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قبول اسلام کا اعلان فتح مکہ 8ھ کے موقع پر فرمایا، لیکن اس سے بہت عرصے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں اسلام داخل ہو چکا تھا، جس کا ایک اہم اور واضح ثبوت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق اور صلح حدیبیہ میں حصہ نہیں لیا، حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ جوان اور فنون حرب وضرب کے ماہر تھے۔ قبول اسلام ظاہر نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں عمرۃ القضا سے بھی پہلے اسلام لا چکا تھا، مگر مدینہ جانے سے ڈرتا تھا، جس کی وجہ یہ تھی کہ میری والدہ نے مجھے صاف کہہ دیا تھا کہ اگر تم مسلمان ہو کر مدینہ چلے گئے تو ہم تمھارے ضروری اخراجات زندگی بھی بند کر دیں گے۔ (طبقات ابن سعدؒ)

## خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں:

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے شب وروز خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر ہونے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان بنوامیہ کے تعلقات قبول اسلام سے پہلے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوستانہ تھے۔

## دار الامن:

یہی وجہ تھی کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دار ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو دار الامن قرار دے دیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری: نیز حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں داخل تھیں۔

## کاتب وحی:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ صرف کاتبین وحی صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل فرما لیا تھا بلکہ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو فرامین اور خطوط جاری ہوتے تھے، ان کو بھی آپ رضی اللہ عنہ لکھا کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین میں

سب سے زیادہ حاضر باش حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ شب و روز کتابت وحی کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کا کوئی شغل نہ تھا۔ (علامه ابن حزم، جامع السير)

حضور ﷺ نے جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر مشتمل ایک جماعت مقرر کر رکھی تھی جو کہ کاتب وحی تھے ان میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا چھٹا نمبر تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی بنایا تھا اور آپ ﷺ اسی کو کاتب وحی بناتے تھے جو ذی عدالت اور امانت دار ہوتا تھا۔ (ازالۃ الخفا از شاہ ولی اللہ) دور خلافت راشدہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے جہادی کارنامے: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شام کی طرف جو لشکر بھیجے گئے آپ رضی اللہ عنہ اس کے ہراول دستے میں شامل تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں گورنر شام کی حیثیت سے آپ رضی اللہ عنہ نے روم کی سرحدوں پر جہاد جاری رکھا اور متعدد شہر فتح کیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ نے عموریہ تک اسلام کا پرچم لہرایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ایک اہم جہادی کارنامہ قبرص کی فتح ہے۔ شام کے قریب واقع یہ حسین و زرخیز جزیرہ اس حیثیت سے انتہائی اہمیت کا حامل تھا کہ یورپ اور روم کی جانب سے یہی جزیزہ مصر و شام کی فتح کا دروازہ تھا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سمندری مشکلات کے پیش نظر آپ رضی اللہ عنہ کو لشکر کشی کی اجازت نہیں دی تھی، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے عزم کامل اور شدید اصرار کو دیکھتے ہوئے اجازت مرحمت فرمادی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہاں حملہ کرنے کی غرض سے 500 جہازوں پر مشتمل بحری بیڑہ تیار فرمایا۔ جب اہل قبرص نے اتنے عظیم بحری بیڑے کو قبرص میں لنگر انداز دیکھا تو ابتدا میں کچھ شرائط پر مسلمانوں سے صلح کر لی، لیکن موقع پا کر عہد شکنی کی اور مسلمانوں کے خلاف رومیوں کو مدد فراہم کی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ حملہ کر دیا اور اس اہم جزیرے کو مسخر کر لیا۔ یہ اسلام کا پہلا بحری بیڑہ تھا اور باتفاق محدثین آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے اس بیڑے میں شامل مجاہدین ہی اس حدیث کا مصداق ہیں جس میں حضور اکرم ﷺ نے بحری جہاد کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری دی ہے، علاوہ ازیں افرنطیہ، ملطیہ، روم کے متعدد قلعے بھی آپ رضی اللہ عنہ نے فتح کیے۔

## عہدے و مناصب اور خلافت:

آپ رضی اللہ عنہ 18 ھ سے 41 ھ تک تقریباً 22 سال گورنری کے منصب پر فائز رہے۔ آپ نے 19 سال تک 64 لاکھ مربع میل یعنی آدھی دنیا پر حکومت کی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ 18 ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کے برادر اکبر حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ طاعون کے باعث شہید ہو گئے، چنانچہ ان کی جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو دمشق کا گورنر مقرر فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فلسطین، اردن اور لبنان بھی آپ رضی اللہ عنہ کی گورنری میں دے دیے۔ اس طرح شام کا

صوبہ اور اس کے مضافات کے تمام علاقے آپ رضی اللہ عنہ کی عملداری میں آگئے۔

## حضرت حسن اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما:

41ھ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دستبرداری پر آپ رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین بنے، تمام مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تقریباً 20 سال پر محیط ہے۔

## بطور خلیفہ خدمات جلیلہ:

(1) آپ رضی اللہ عنہ کے دورخلافت میں فتوحات کا سلسلہ انتہائی برق رفتاری سے جاری رہا اور قلات، قندھار، قیقان، مکران، سیسان، سمرقند، ترمذ، شمالی افریقہ، جزیرہ روڈس، جزیرہ اروڈ، کابل، صقلیہ (سسلی) سمیت مشرق ومغرب، شمال وجنوب کا 22 لاکھ مربع میل سے زائد علاقہ اسلام کے زیرنگیں آگیا۔ ان فتوحات میں غزوہ قسطنطنیہ ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ یہ مسلمانوں کی قسطنطنیہ پر پہلی فوج کشی تھی، مسلمانوں کا بحری بیڑہ سفیان ازدی رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں روم سے گزرکر قسطنطنیہ پہنچا اور قلعے کا محاصرہ کرلیا۔ (2) آپ رضی اللہ عنہ نے فوج کو دوحصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ موسم سرما میں اور دوسرا حصہ موسم گرما میں جہاد کرتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوجیوں کا وظیفہ دگنا کردیا۔ ان کے بچوں کے بھی وظائف مقرر کردیے نیز ان کے اہل خانہ کا مکمل خیال رکھا۔ (3) مردم شماری کے لیے باقاعدہ محکمہ قائم کیا۔ (4) بیت اللہ شریف کی خدمت کے لیے مستقل ملازم رکھے۔ بیت اللہ پر دیبا وحریر کا خوبصورت غلاف چڑھایا۔ (5) تمام قدیم مساجد کی ازسرنو تعمیر ومرمت، توسیع وتجدید اور تزئین وآرائش کی۔ (6) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلا اقامتی ہسپتال دمشق میں قائم کیا۔ (7) نہروں کے نظام کے ذریعے سینکڑوں مربع میل اراضی کو آباد کیا اور زراعت کو خوب ترقی دی۔ (8) نئے شہر آباد کیے اور نوآبادیاتی نظام متعارف کرایا۔ (9) خط دیوانی ایجاد کیا اور قوم کو الفاظ کی صورت میں لکھنے کا طریقہ پیدا کیا۔ (10) ڈاک کے نظام کو بہتر بنایا، اس میں اصلاحات کیں اور باقاعدہ محکمہ بنا کر ملازم مقرر کیے۔ (11) احکام پر مہر لگانے اور حکم کی نقل دفتر میں محفوظ رکھنے کا طریقہ ایجاد کیا۔ (12) عدلیہ کے نظام میں اصلاحات کیں اور اس کو مزید ترقی دی۔ (13) آپ نے دین اخلاق اور قانون کی طرح طب اور علم الجراحت کی تعلیم کا انتظام بھی کیا۔ (14) آپ نے بیت المال سے تجارتی قرضے بغیر اشتراک نفع یا سود کے جاری کرکے تجارت وصنعت کو فروغ دیا اور بین الاقوامی معاہدے کیے۔ (15) سرحدوں کی حفاظت کے لیے قدیم قلعوں کی مرمت کرکے اور چند نئے قلعے تعمیر کراکر اس میں مستقل فوجیں متعین کیں۔ (16) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی سب سے پہلے منجنیق کا استعمال کیا گیا۔ (17) مستقل فوج کے علاوہ رضا کاروں کی فوج بنائی۔ (18) بحری بیڑے قائم کیے اور بحری فوج (نیوی) کا شعبہ قائم کیا۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ کا تجدیدی کارنامہ ہے۔ (19) جہاز سازی کی صنعت میں اصلاحات کیں اور باقاعدہ کارخانے قائم

کیے۔ پہلا کارخانہ 54ھ میں قائم ہوا۔ (20) قلعے بنائے ،فوجی چھاؤنیاں قائم کیں اور دارالضرب کے نام سے شعبہ قائم کیا۔ (21) امن عامہ برقرار رکھنے کے لیے پولیس کے شعبے کو ترقی دی جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قائم کیا تھا۔ دارالخلافہ دمشق اور تمام صوبوں میں قومی وصوبائی اسمبلی کی طرز پر مجالس شوری قائم کیں۔ ابواسحٰق السبیعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بلاشبہ وہ مہدی زماں تھے۔

## حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ احادیث وآثار کے آئینے میں:

(1) میری اُمت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا، ان (مجاہدین) کے لیے (جنگ) واجب ہے۔ (صحیح بخاری: 2924) یہ جہاد سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (کی خلافت) کے زمانے میں ہوا تھا۔ (صحیح البخاری: 6882، 6283) اور اس جہاد میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ (صحیح بخاری: 2799، 2800) (2) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں یہ سمجھا کہ آپ میرے لیے تشریف لائے لہٰذا میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا تو آپ نے میری کمر پر تھپکی دے کر فرمایا: جاؤ اور معاویہ کو بُلا لاؤ وہ (معاویہ رضی اللہ عنہ) وحی لکھتے تھے۔ الخ (دلائل النبوۃ للبیہقی: 243/2 و سند حسن) (3) جلیل القدر تابعی عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ المکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھا، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انھوں نے صحیح کیا ہے وہ فقیہ ہیں۔ (صحیح بخاری: 3765) (4) صحابی عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا کہ اے اللہ! اسے ہادی مہدی بنادے اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے (سنن الترمذی: 3842 وقال: هذا حديث حسن غريب، التاريخ الكبير للبخاری: 240/5، طبقات ابن سعد: 487/7، الآحادوالمثانی لابن ابی عاصم: 358/2 ح 1129، مسند احمد: 216/4، ح: 17895 وهو حديث صحيح --- یہ روایت مروان بن محمد وغیرہ نے سعید بن عبدالعزیز سے بیان کر رکھی ہے اور مروان سعید سے روایت صحیح مسلم میں ہے۔ دیکھئے 1043/108 وترقیم دارالسلام: 2043) (5) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "مَا رَأَيْتُ رَجُلًا كَانَ اَخْلَقَ يَعْنِيْ لِلْمُلْكِ مِنْ مُعَاوِيَةَ" (6) میں نے معاویہ سے زیادہ حکومت کے لیے مناسب (خلفائے راشدین کے بعد) کوئی نہیں دیکھا (تاریخ دمشق: 121/62 وسند صحیح، مصنف عبدالرزاق: 453/11، ح: 20985) (7) عرباض بن ساریہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ" اے میرے اللہ! معاویہ کو کتاب وحساب سکھا اور اُسے عذاب سے بچا۔ (مسند احمد: 127/4، ح: 17152، وسند حسن، صحیح ابن خزیمہ: 1938) (8) ابراہیم بن میسر الطائفی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے

کسی انسان کو نہیں مارا سوائے ایک انسان کے جس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دی تھیں۔ انھوں نے اسے کئی کوڑے مارے۔ (تاریخ دمشق : 145/64 وسند صحیح) (9) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما میری امت میں سب سے زیادہ بردبار اور سخی ہیں۔ (تطہیر الجنان) (10) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مبارکباد دی اور مرحبا فرمایا۔ (البدایہ والنہایہ : 8/711) (11) معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر بھلائی کے ساتھ کرو۔ (اسے حدیث سمجھنا غلط فہمی ہے) (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) (12) لوگو! فرقہ بندی سے بچو۔ اگر تم نے فرقہ بندی اختیار کی تو یاد رکھو معاویہ رضی اللہ عنہ شام میں موجود ہیں۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) (13) معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو برا نہ سمجھو کیونکہ جب وہ نہیں ہوں گے تم سروں کو گردنوں سے اڑتا دیکھو گے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) (14) میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر امور سلطنت و بادشاہت کے لائق کسی کو نہیں پایا۔ (حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ) (15) میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ان سے بڑھ کر حق کا فیصلہ کرنے والا انھیں پایا۔ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص) (16) میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر بردبار، سیادت کے لائق، باوقار اور نرم دل کسی کو نہیں پایا۔ (حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ بن جابر) (17) اگر تم معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ پاتے تو تمھیں پتہ چلتا کہ عدل وانصاف کیا ہے؟ (امام اعمش رحمہ اللہ) مسند بقی بن مخلد میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک سو تریسٹھ احادیث موجود ہیں۔ دیکھیے سیر اعلام النبلاء: 162/3۔ 22 رجب المرجب 60ھ میں کاتب وحی، جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، فاتح شام وقبرص اور 19 سال تک 64 لاکھ مربع میل پر حکمرانی کرنے والے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دمشق کے باب الصغیر میں دفن کیے گئے۔

[**611**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَهُوَ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ أَخْرَجَ مِنْ كُمِّهِ قُصَّةً مِنْ

معاویہ بن ابوسفیان نے عاشورا کے دن منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی آستین سے کچھ بال نکالے اور فرمایا: اے اہل مدینہ! تمھارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع کرتے ہوئے سنا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں نے جب یہ چیز اختیار کی تو وہ تباہ ہوگئے۔

(611) صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب وصل الشعر، حديث: 5932۔صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة، حديث: 2127۔سنن ابى داود، كتاب الترجل، باب فى صلة الشعر، حديث: 4167۔ سنن الترمذى، كتاب الادب، باب ما جاء فى كراهية اتخاذ القصة، حديث: 2781۔سنن النسائى، كتاب الزينة، باب الوصل فى الشعر، حديث: 5247۔مسنداحمد: 4/ 97۔مؤطا امام مالك، ص: 581۔مسند الشافعى: 1/ 265، 264۔ معجم الكبير للطبرانى: 19/ 327۔سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 290۔مصنف عبدالرزاق : 5095۔

شَعْرٍ ، فَقَالَ: أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ، وَقَالَ: ((إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ)).

فائدہ: ...... اس حدیث میں وِگ سے منع کیا گیا ہے، اور یہ حکم ہے، عورت اور مرد تمام اس ممانعت میں شامل ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ......" اللہ تعالیٰ نے بالوں کے ساتھ بال پیوند کرنے والی اور کروانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

(صحیح البخاری: 5933)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا تھا، پھر اس کو بیماری لاحق ہوئی اور سر کے بال گر گئے، اس کا خاوند خواہش مند ہے کہ میں اس کے بالوں میں مصنوعی بال (موجودہ نام وِگ) جوڑ دوں، آپ ﷺ فرمایئے کہ کیا میں اس کے مصنوعی بال لگا سکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر مصنوعی بال لگانے اور لگوانے والی پر لعنت فرمائی۔ (صحیح البخاری: 5935۔صحیح مسلم: 2122)

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (سیدنا) معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے اس سال سنا جب انھوں نے حج کیا اور وہ منبر پر تھے، وہ غلام کے ہاتھ سے بالوں کا ایک جوڑا (وِگ) لے کر کہہ رہے تھے: اے مدینہ والو! تمھارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ایسے جوڑے (وِگ) سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے: جب بنی اسرائیل کی عورتوں نے اس طرح بنانا شروع کیا تو اس وقت بنی اسرائیل ہلاک ہو گئے۔

(صحیح البخاری: 5932۔ صحیح مسلم: 2127)

ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ وِگ لگانا مطلقاً حرام ہے، اور یہ ملعون فعل ہے جس سے بچنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ڈاکٹر صالح بن فوزان حفظہ اللہ لکھتے ہیں: جس طرح خواتین کو بلا ضرورت سر کے بالوں کو منڈوانے یا چھوٹا کرانے سے روکا گیا ہے، اسی طرح انھیں اپنے بالوں میں مزید دوسرے بالوں کو جوڑ کر اضافہ کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے، (خواتین کے دینی مسائل، ص: 30) افسوس! اس حرام کام کے مرتکب بہت سے مرد اور عورتیں پائے جاتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اپنے آپ کو ممنوع کاموں کے ذریعے خوبصورت بنانا حماقت ہے۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات کے تحت رہ کر جائز کاموں کے ذریعے خوبصورتی حاصل کرنے میں ہی کامیابی ہے، ورنہ دنیا اور آخرت میں پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔

اگر مکمل سر گنجا ہو جائے تو وِگ کا استعمال کیسا ہے؟ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وِگ وغیرہ کا پہننا حرام

ہے اور یہ ''واصلۃ'' والی حدیث میں داخل ہے، اگر چہ یہ صریح طور پر وصل نہیں لیکن اس میں چونکہ عورت کا سر اصل حقیقت سے دور دکھائی دیتا ہے، اس لیے وصل سے ایک حد تک اس کی مشابہت ہو جاتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''واصلۃ'' (بالوں کے ساتھ اور بال ملانے والی عورت) اور ''مستوصلۃ'' (بالوں کے ساتھ اور بال ملانے کا کام کرنے والی عورت) پر لعنت کی ہے، البتہ اگر عورت کے سر پر بال موجود ہی نہ ہوں یا اسے گنجا پن کا مرض لاحق ہو جائے تو پھر اس عیب کو چھپانے کے لیے وِگ وغیرہ کا استعمال جائز ہے، کیونکہ کسی بھی عیب کا ازالہ جائز ہوتا ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو سونے کی ناک لگوانے کی اجازت دی تھی جس کی ناک ایک جنگ میں کٹ گئی تھی، بلکہ اس مسئلہ (ازالہ عیب) میں اس سے کہیں زیادہ توسع پایا جاتا ہے اور تحسین و تجمیل اور پلاسٹک سرجری وغیرہ سے متعلقہ بہت سے مسائل اس میں زیر بحث آ سکتے ہیں، مثلاً پلاسٹک سرجری کی مدد سے ناک چھوٹی کروانا۔۔۔وغیرہ، ان سب صورتوں میں سے جن صورتوں کا تعلق ازالہ عیب کے ساتھ ہو، وہ جائز ہے، مثلاً کسی کی ناک ٹیڑھی ہو تو وہ اسے سیدھی کروا سکتا ہے، اسی طرح اگر کسی کے جسم پر سیاہ دھبے ہوں تو انھیں صاف کروانے میں کوئی قباحت نہیں ہے، لیکن اگر یہ چیزیں ازالہ عیب کی بجائے محض فیشن کی خاطر اپنائی جائیں مثلاً بھنویں باریک کروانا، جسم میں گودائی کروانا۔۔۔تو پھر یہ صریح طور پر ممنوع ہیں، اسی طرح ازالہ عیب سے ہٹ کر اگر وِگ وغیرہ استعمال کی جائے تو وہ بھی حرام ہے، اگر چہ عورت اپنے خاوند کی اجازت و رضامندی کے ساتھ ہی ایسا کرے، کیونکہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ حرام قرار دے دیں، وہ کسی اور کی اجازت و رضامندی سے حلال نہیں ہو سکتی۔ (فتاوی المراۃ المسلمۃ: 2/518، بحوالہ سہ ماہی فکر و نظر، جلد: 41، شمارہ: 3، صفحہ: 104، 105، سن: 2004ء) نیز دیکھیں: زیبائش نسواں، ص: 151) راقم الحروف کے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ اگر کسی کے سر کے مکمل بال ختم ہو گئے ہوں تو وہ ازالہ عیب کے لیے مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر وِگ نہیں لگا سکتا:

(1)......احادیث میں بالصراحت بالوں کے ساتھ اور بال جوڑنے (یعنی وِگ) سے منع کیا گیا ہے۔

(2)......قطعی نص کی موجودگی میں قیاس سے مسئلہ اخذ کرنا محل نظر ہے، جب نص موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو مصنوعی بال (وِگ) لگانے سے منع کر دیا تھا، حالانکہ اس کے سر کے سارے بال گر گئے تھے، اب اس حدیث کی موجودگی میں اس حدیث پر قیاس کرنا جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو سونے کی ناک لگانے کی اجازت دی تھی، جبکہ اس کی ناک جنگ میں کٹ گئی تھی محل نظر ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کی ناک کٹ جائے تو نئی بناوٹی ناک لگوانا جائز ہے کیونکہ اس کا جواز مل رہا ہے، اور اس سے منع بھی نہیں کیا گیا، لیکن مصنوعی بال لگوانے کی ممانعت موجود ہے، اب وہ دلیل مطلوب ہے جس میں مصنوعی بال لگوانے کی اجازت ہو۔

(3)......فیشن کی شرط لگانا بھی محل نظر ہے کیونکہ اس کے لیے بھی نص صریح چاہیے، کیونکہ کہا جاتا ہے کہ اگر وِگ

لگانا فیشن کی وجہ سے ہو تو حرام ہے، اور یہی وِگ اگر فیشن کی وجہ سے نہ ہو تو جائز ہے، یہ (تفریق) قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

(4)...... جب گنجے پن کو ختم کرنے کا علاج موجود ہے جس کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے تو اس علاج کی موجودگی میں حرام اور ممنوع فعل مصنوعی بال (وِگ) لگوانے یا جواز کا فتویٰ دینا بہر حال درست نہیں ہے۔

(بالوں کا معاملہ، ص: 44 تا 47)

[612]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ، وَهُوَ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((إِنِّي صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ)).

حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے معاویہ بن ابوسفیان کو رسول اللہ ﷺ کے منبر پر عاشورا کے دن یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: میں روزے سے ہوں پس تم میں سے جو چاہے وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

[613]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ يُحَدِّثُ، عَنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا

معاویہ بن ابوسفیان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم رکوع اور سجدہ میں مجھ سے آگے نہ جاؤ، میں بھاری جسم والا ہو چکا ہوں، میں جب رکوع میں جاؤں تو مجھے اس وقت پہنچو جب میں سر اٹھا رہا ہوتا ہوں، اور جب میں سجدے جاؤں تو تم مجھے اس وقت جا ملو جب میں سر اٹھا

(612) صحيح البخارى، كتاب الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، حديث: 2003۔صحيح مسلم، كتاب الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، حديث: 1129۔سنن النسائى، كتاب الصيام، باب صوم النبى صلى الله عليه وسلم بابى هو وامى، حديث: 2373۔مسنداحمد: 95، 4/ 97۔ مؤطا امام مالك، ص: 205۔صحيح ابن خزيمه: 2085۔ مسند الشافعى: 264، 1/ 265۔سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 290۔ معجم الكبير للطبرانى: 19/ 328۔

(613) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب ما يؤمر به الماموم من اتباع الامام، حديث: 619۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، حديث: 963۔مسنداحمد: 92، 4/ 98۔ صحيح ابن خزيمه: 1594۔صحيح ابن حبان: 2229۔سنن الدارمى: 1321۔معجم الكبير للطبرانى: 19/ 367۔ مسند الشاميين: 2159۔ سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 92۔مصنف ابن ابى شيبة: 2/ 328۔التمهيد لابن عبدالبر: 6/ 224۔

تُبَادِرُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ، فَإِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ، فَمَهْمَا أَسْبِقُكُمْ إِذَا رَكَعْتُ فَإِنَّكُمْ تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ، وَمَهْمَا أَسْبِقُكُمْ بِهِ إِذَا سَجَدْتُ، فَإِنَّكُمْ تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ)).

رہا ہوں۔

[614]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((فَإِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ)).

حمیدی نے ہم سے بیان کیا، وہ سفیان سے، وہ ابن عجلان سے، وہ محمد بن یحییٰ بن حبان سے، وہ ابن محیریز سے، وہ معاویہ سے وہ نبی ﷺ سے مثل اس کے بیان کیا، مگر انھوں نے یہ بیان کیا "فانی بدنت" پس تحقیق میں بھاری بدن ہوں۔

[615]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرٌو، قَالَ: سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ مُنَبِّهٍ فِي دَارِهِ بِصَنْعَاءَ، قَالَ: وَأَطْعَمَنِي مِنْ جَوْزَةٍ فِي دَارِهِ يُحَدِّثُ، عَنْ أَخِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا تُلْحِفُوا فِي الْمَسْأَلَةِ، فَوَاللَّهِ لَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا فَيُخْرِجُهُ لَهُ مِنِّي الْمَسْأَلَةُ، فَأُعْطِيهِ إِيَّاهُ وَأَنَا لَهُ كَارِهٌ، فَيُبَارَكَ لَهُ فِي الَّذِي أَعْطَيْتُهُ)).

معاویہ بن ابوسفیان نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چمٹ کر سوال نہ کیا کرو، اللہ کی قسم! جب تم میں سے کوئی شخص سوال کے ذریعے مجھ سے کوئی چیز وصول کرے اور میں اس کو دینا مکروہ سمجھتا ہوں تو اس کے لیے اس عطیہ میں برکت نہ ہوگی۔

[616]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: معاویہ کا یہ کہنا کہ میں نے رسول

(614) صحیح، سنن ابی داود : 619۔ سنن ابن ماجه : 963 وانظر الحديث السابق .

(615) صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب النهى عن المسالة، حديث: 1038۔سنن النسائى، كتاب الزكاة، باب الالحاف فى المسالة، حديث: 2594۔ مسنداحمد: 4/ 98۔مسند عبد بن حميد: 420۔سنن الدارمى: 1651۔ صحيح ابن حبان: 3389۔مستدرك للحاكم : 2/ 62۔سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 196۔

(616) صحيح البخارى، كتاب الحج، باب الحلق والتقصير عند الاحلال، حديث: 1730۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب التقصير فى العمرة، حديث: 1246۔سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب فى الاقران، حديث: ⇦⇦

قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ حُجَيْرٍ ، عَنْ طَاوُسٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ، يَقُولُ: هَذِهِ حُجَّةٌ عَلَى مُعَاوِيَةَ ، قَوْلُهُ: قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِشْقَصِ أَعْرَابِيٍّ عِنْدَ الْمَرْوَةِ ، يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ: حِينَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ .

اللہ ﷺ کے بال مبارک مروہ کے قریب ایک اعرابی کے تیز آلہ سے چھوٹے کیے ہیں، خود معاویہ کے قول کے خلاف واضح دلیل ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس وقت کہی جب معاویہ نے حج تمتع کی ممانعت کی۔

**فائدہ**: ......ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ﴾ (الفتح: 27) ''تم لوگ مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے، ان شاء اللہ اس حال میں کہ تم سر منڈوائے اور بال تراشے ہو گے، کسی کا خوف نہیں ہو گا۔''

قربانی کرنے کے بعد بالوں کو منڈوانا چاہیے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حلق رسول اللّٰه ﷺ فی حجته (رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقع پر اپنے سر کے بال منڈوائے۔ (صحیح البخاری: 1726) تفصیل کے لیے دیکھیے صحیح البخاری ( 1726- 1730) جانور ذبح کرنے سے پہلے اگر سر منڈوا لیا جائے تو یہ بھی صحیح ہے۔ (صحیح البخاری: 721) عمرے کے بعد سر کے بال منڈوانا صحیح ہے۔ (صحیح البخاری: 1731)

اگر کسی کے سر کے بال نہیں ہیں؟ امام ابن المنذر نیشا پوری رحمہ اللہ نے فرمایا: اجماع ہے کہ گنجا (حج میں ) بال مونڈتے وقت اپنے سر پر استرا پھیرے گا۔ (کتاب الاجماع: 198) تا کہ سنت کا پورا اتباع ہو جائے۔

[**617**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ عَمِّهِ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ، قَالَ: ((اللّٰهُ أَكْبَرُ

معاویہ بن ابو سفیان نے فرمایا: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ کو جبکہ مؤذن نے اذان کہی اور کہا اللہ اکبر، اللہ سب سے بڑا ہے، تو آپ نے کہا: اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، جب مؤذن نے کہا: اشهد ان لا الـه الا اللّٰـه ، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی

⇦ 1802- سنن النسائی ، کتاب مناسك الحج ، باب التمتع ، حديث: 3736-سنن الكبرى للنسائی: 4118- مسند احمد : 4/ 96 ، 95- معجم الكبير للطبرانی: 308 ، 19/ 309- سنن الكبرى للبيهقی: 5/ 102-

(617) صحيح البخاری ، كتاب الاذان ، باب ما يقول اذا سمع المنادی ، حديث: 612-سنن الكبرى للنسائی : 10184- عمل اليوم والليلة للنسائی: 352-مسند احمد: 4/ 91-سنن الدارمی: 1205-مصنف ابن ابی شيبة : 1/ 226- مصنف عبدالرزاق: 1844- صحيح ابن حبان: 1684-صحيح ابن خزيمه: 414-سنن الكبرى للبيهقی: 1/ 409- مسند الشافعی: 1/ 62- من طريق عن عيسى بن طلحة به-

اللّٰهُ أَكْبَرُ)) ، فَإِذَا قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ، يَقُولُ: ((وَأَنَا أَشْهَدُ)) ، وَإِذَا قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ ، قَالَ: ((وَأَنَا أَشْهَدُ)) ، ثُمَّ يَسْكُتُ .

معبود نہیں، تو آپ نے فرمایا: انا اشھد، میں گواہی دیتا ہوں، اور جب مؤذن نے کہا: اشھد ان محمدا رسول اللہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق محمد اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں، آپ نے فرمایا: انا اشھد، میں گواہی دیتا ہوں، پھر آپ خاموش رہے۔

[618]...... قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَحْيَى الْأَنْصَارِيُّ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، بِمِثْلِهِ .

سفیان نے کہا: مجمع بن یحییٰ انصاری نے روایت کی، وہ ابوامامہ بن سہل سے، وہ معاویہ سے، وہ رسول اللہ ﷺ سے مثل اس کے روایت کرتے ہیں۔

**فائدہ**: ...... ان احادیث میں اذان کے جواب کا ذکر ہے، جس طرح اذان کے الفاظ ہیں، انھی کی مثل اذان کا جواب ہے، جس طرح موذن کہتا ہے اسی طرح سامع بھی کہے، صرف "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" کے جواب میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کہے، اسی طرح "اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کے جواب میں بھی یہی الفاظ کہے۔

جب موذن "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ" کہے تو اس کے جواب میں بھی یہی الفاظ دہرائے جائیں گے، بعض لوگ لفظ "محمد" کے بعد "ﷺ" کہتے ہیں، پورا جملہ نہیں دہراتے جو کہ درست نہیں ہے، اور اذان کے اختتام پر یہ دعا پڑھنی چاہیے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ......" (صحیح البخاری: 614) بعض لوگ اذان کے جواب میں لاپروائی سے کام لیتے ہیں، حالانکہ اس کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے۔

## مسند عبد اللّٰه بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

## عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مرویات

### تعارف راوی حدیث

آپ کا اسم گرامی عبداللہ اور کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی، مگر ابن عمر کے نام سے مشہور ومعروف ہیں۔

(618) صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب یجیب الامام علی المنبر اذا سمع النداء، حدیث: 914۔سنن النسائی، کتاب الاذان، باب القول مثل ما یشهد المؤذن، حدیث: 676۔مسنداحمد: 4/ 93۔عمل الیوم واللیلة للنسائی: 351۔مسندابی یعلیٰ: 7365۔ من طریق مجمع بن یحیٰی عن ابی امامة بن سهل عن معاویة رضی اللہ عنہ۔

## خاندان:

ابن عمر کا سلسلہ نسب نویں پشت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

## تاریخ پیدائش:

آپ کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے۔بعض کے نزدیک آپ نبوت کے پہلے سال پیدا ہوئے بعض دوسرے یا تیسرے سال کی تاریخ بتاتے ہیں مگر راجح تاریخ پیدائش نبوی مطابق 611ء ہے۔

## حلیہ:

شکل وشباہت میں والد ماجد سے مماثلت تھی۔قد لمبا،جسم بھاری،رنگ گندمی،داڑھی مشت بھر،مونچھیں کاٹی ہوئی جس سے لبوں کی سفیدی نمایاں ہوجاتی،بال کاندھوں تک،سیدھی مانگ نکالا کرتے،عموماً زرد خضاب پسند فرماتے تھے۔

## لباس:

معمولی موٹا پائجامہ،سیاہ عمامہ اور پاؤں میں سادہ سی چپل،کبھی کبھار قیمتی لباس زیب تن فرماتے تاکہ کفران نعمت نہ ہو۔انگوٹھی پر عبدالرحمٰن بن عمر کندہ تھا جو مہر کا کام بھی دیتی تھی۔

## ذریعہ معاش:

تجارت پیشہ تھے،مدینہ کے بازاروں میں اونٹ کے تاجر تھے۔علاوہ ازیں عہد رسالت میں جاگیر بھی عطا ہوئی تھی جس کی لگان ملتی تھی۔عہد فاروقی میں ڈھائی ہزار وظیفہ ملتا تھا۔سخی اور فیاض دل تھے۔اللہ پاک کی راہ میں خرچ کرکے خوش ہوتے تھے،اس لیے آخر زندگی میں عسرت سے دوچار رہے۔عظیم باپ کے عظیم بیٹے زاہد و عابد حضرت عبداللہ بن عمر چار معروف عبادلہ میں سے ایک عبداللہ تھے (باقی تین عبداللہ بن عباس،عبداللہ بن عمرو بن العاص، اور عبداللہ بن زبیر نابغۂ روزگار شخصیت تھیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے اور اس فاروق کے بیٹے تھے جس کے متعلق تاجدار مدینہ ختم الرسل نے فرمایا تھا کہ:"لو كان بعدي نبي لكان عمر نبيا إلا إنه لا نبي بعدي" ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہ زہد و تقویٰ اور علم و فضل میں امتیازی خصوصیت اور منفرد شان کے مالک تھے۔ان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ:'' جس نے بھی دنیا کو پایا اس پر دنیا مائل ہوگئی یا وہ دنیا پر مائل ہوگیا لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہ نہ دنیا پر مائل ہوئے نہ دنیا ان پر مائل ہوسکی۔''

حدیث سید المرسلین کے حافظ سات جلیل القدر نابغہ روزگار شخصیات،جن کو محدثین کی صف میں سات مکثرین ''کثرت سے روایت کرنے والوں کے،،خطاب سے نوازا گیا،ان میں سے دوسرے نمبر پر آپ کا اسم گرامی تاقیامت منقش ہوچکا ہے۔آپ سے دو ہزار چھ سو تیس (2630) احادیث مروی ہیں۔اصح الاسانید کے نام سے جو سلسلۃ

الذہب آپ سے مروی ہے علماء حدیث کے نزدیک یہ ہے:" مالك عن نافع عن عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہما"۔ آپ منجملہ خصائص ومناقب کے حامل تھے ۔ آپ کو ختمی مرتبت احمد مجتبیٰ ،محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے جو والہانہ محبت تھی ، وہ انہی کا خاصہ تھا۔ ابن عمر کی پوری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین ودلکش زندگی کا پرتو جمیل تھی ۔ ابن عمر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر شدید عامل تھے کہ جہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضر وسفر میں نماز ادا کی آپ نے وہاں نماز ادا کی ۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا وہاں آپ نے آرام کیا اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند ثانئے توقف فرمایا، وہاں ابن عمر نے توقف کیا۔

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں سوار اور پیدل دونوں صورتوں سے تشریف لے جاتے تھے۔ ابن عمر کا بھی یہی عمل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں اتر کر نماز پڑھی ۔ ابن عمر بھی ذوالحلیفہ میں نماز پڑھتے تھے۔غرضیکہ عبادت کے علاوہ وضع قطع اور لباس میں بھی اسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نظر رکھتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ساری عمر میں ایک ہزار عمرے ادا کیے اور ساٹھ حج ۔ آپ خوفِ آخرت سے اکثر ترساں ولرزاں رہتے تھے۔ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ آخرت کا سبق دینے والے میرے آقا ومربی رسول خدا ہیں ۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دونوں کندھوں سے پکڑ کر فرمایا"كن فی الدنيا كانك غريب او عابر سبيل " یعنی دنیا میں اس طرح رہ جیسے تو پردیسی یا راہ چلتا مسافر ہے،،اس روایت کو ابن عمر سے بخاری ومسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ ابن عمر اس ارشاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنے متاثر ہوئے کہ صحابہ کرام کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر شخص کچھ نہ کچھ بدل گیا مگر نہ بدلے تو عبداللہ بن عمر ۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں :'' ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے دنیا نے اپنی طرف مائل نہ کیا ہو یا وہ خود دنیا کی طرف مائل نہ ہوا ہو لیکن ابن عمر نہ دنیا کی طرف مائل ہوئے اور نہ دنیا ان کی طرف مائل ہوئی۔کسی نے نافع سے پوچھا:'' مجھے کوئی ایسا شخص بتایئے جو بیک وقت عابد وزاہد بھی ہو،متقی و پرہیز گار بھی ،خوش الحان قاری بھی اور یوم آخرت سے ڈرنے والا بھی ، میں اس کے عقد میں اپنی بیٹی دینا چاہتا ہوں ۔ حضرت نافع نے کہا کہ تم عبداللہ بن عمر کے پاس جاؤ یا عبداللہ بن جعفر کے پاس ۔ امام شعبی رحمہ اللہ سے سفیان ثوری روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عبداللہ بن زبیر، مصعب بن زبیر، عبدالملک بن مروان اور عبداللہ بن عمر چاروں خانہ کعبہ میں جمع تھے ۔سب کی رائے ہوئی کہ ہر شخص رکن یمانی پکڑ کر خدا سے اپنی دلی تمناؤں سے متعلق دعا مانگے ۔سب نے اپنی دلی مراد سے متعلق دعا مانگی۔ آخر میں حضرت عبداللہ بن عمر نے اللہ کے حضور جو دعا مانگی اس سے ان کے زہد وورع اور خشیت الٰہی کا اندازہ ہوتا ہے۔فرمایا:'' یا اللہ تو رحمٰن ورحیم ہے، میں تیری اس رحمت کا واسطہ دے کر دعا کرتا ہوں جو تیرے غضب پر غالب ہے کہ تو مجھے آخرت میں رسوا وذلیل نہ کرنا اور اس عالم میں مجھے جنت عطا فرما۔

ایک دفعہ ابن عمر نے عبید بن عمر سے یہ آیت سنی: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى

هَـؤُلَاءِ شَهِيـدًا﴾ سن پیغمبر ﷺ! (آخرت کے) اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لا کھڑا کریں گے اور آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے؟'' ان آیات کا سننا تھا کہ آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔داڑھی اور گریبان تک آنسوؤں سے بھیگ گئے۔ اللہ اکبر۔ جو انسان خوفِ خدا اور روز جزاء سے لرزاں وترساں رہتے ہیں ان کا دامن زہد وتقویٰ کے آبدار موتیوں سے سدا بھرا رہتا ہے۔اس صفت میں ابن عمر کا دامنِ حیات بھی بہت گہربار تھا۔اور گہربار کیوں نہ ہوتا ابن عمر کے ایک خواب کی تعبیر میں رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ کے متعلق فرمایا تھا کہ ”عبـدالله رجل صالح“ اور یہ اس دعا کا نتیجہ تھا کہ جوانی ہی میں عبداللہ کی پیشانی سے زہد ورع کا نور چمکتا تھا۔

امام زین العابدین کہا کرتے تھے کہ زہد وتقویٰ اوراصابت رائے میں ابن عمر ہم سب پر فائق تھے۔عبداللہ بن عامر نے آپ کی خدمت میں یکے بعد دیگرے بیس بیس ہزار کی رقم بھیجی۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہیں یہ رقم مجھے فتنہ میں نہ ڈال دے۔آپ نے یہ رقم کھڑے کھڑے وہیں تقسیم کردی۔ پیٹ بھر کھانا کبھی بھی نہ کھاتے تھے۔غالبًا اس کی وجہ یہ تھی کہ زاہدانہ زندگی میں خلل واقع نہ ہو۔ابن سعد کا بیان ہے کہ آپ کے غلام عبداللہ بن عدی عراق سے واپس آئے تو آپ کی خدمت میں تحفہ پیش کیا۔آپ نے دریافت فرمایا۔غلام بولا: یہ تحفہ چورن ہے۔اگر کھانا ہضم نہ ہوتا ہوتو اس کے کھانے سے کھانا ہضم ہوجاتا ہے۔آپ نے فرمایا: اس کی مجھے ضرورت نہیں۔میں نے تو مہینوں سے شکم سیر ہوکر کھانا کھایا ہی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے اس قدر محبت وانس تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس قدر ملول سکتہ دل ہوئے کہ عمر بھر نہ کوئی مکان بنایا نہ باغ لگایا جب بھی رسول اللہ کی یاد آتی بے قابو ہوکر رونے لگتے۔یحییٰ بن یحیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اساتذہ سے سنا کہ بعض لوگ ابن عمر کو مجنون کہنے لگے، زید بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب بھی کبھی ابن عمر کی زبان پر رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی آتا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوجاتیں۔سبحان اللہ۔جب غزوات رسول ﷺ کے مقامات سے گزر ہوتا تو آنکھوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا نقشہ آجاتا اور آنکھوں سے بے اختیار آنسوؤں کا سیلاب امڈ پڑتا کیونکہ آپ سچے محبِّ رسول ﷺ تھے۔دیار حبیب ﷺ سے اس قدر محبت واخلاص تھا کہ افلاس کے باوجود یہاں سے نکلنا پسند نہ کرتے۔کہا کرتے کہ'' رسول اللہ ﷺ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص مدینہ طیبہ کے مصائب پر صبر کرے گا قیامت کے روز میں اس کی شفاعت کروں گا۔'' (مسند احمد بن حنبل)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غیر معمولی محبت کا فطری تقاضا تھا کہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی ایسی ہی غیر معمولی محبت ہو۔ چنانچہ فضائل اہل بیت سے متعلق جو روایات کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں ان میں متعدد روایات آپ رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں۔مثلاً: '' ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تمام عورتوں سے افضل ہیں۔'' '' ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی محبوب بیوی ہیں۔'' ''فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر گوشہ رسول ہیں۔'' '' علی اسداللہ الغالب

اورآخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔'' ''حسن وحسین رضی اللہ عنہما جوانانِ جنت کے سردار اور باغ دنیا کے دو پھول ہیں۔'' اہل بیت میں خصوصاً حضرت حسین سے محبت تھی۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ جس وقت حسین رضی اللہ عنہ کوفہ جانے کی تیاری کررہے تھے۔ ابن عمر کو مدینہ منورہ میں معلوم ہوا تو وہ سخت مضطرب و پریشان ہوئے اور دشوار گزار سفر کر کے مدینہ سے مکہ آئے اور ان سے کہا: ''اے ابن عم! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت میں سے ایک قبول کرنے کا اختیار دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی، آپ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے ہیں اس لیے آپ بھی آخرت ہی کو اختیار کیجیے۔'' یہ سن کر حضرت حسین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا کہ اب تو میں عزم کر چکا ہوں۔ آپ کا عزم دیکھ کر ابن عمر رو پڑے اور آنسوؤں کے ساتھ حضرت حسین کو الوداع کہا۔ آپ امینِ حدیث تھے۔ محمد بن علی کہتے ہیں کہ میں نے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو رسول سے اس طرح حدیث بیان کرتے نہیں پایا مگر عبداللہ بن عمر کو۔ یعنی سنی ہوئی حدیث کو نہ مفہوم کے لیے زیادہ کیا نہ کم! بلکہ من وعن روایت کیا۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ ابن عمر وہ ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات پوشیدہ نہیں تھی۔ سعید بن مسیّب کہا کرتے تھے کہ میں کسی کے جنتی ہونے کو گواہی اگر دے سکتا ہوں تو وہ ابن عمر ہیں۔ میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر سے زیادہ متقی اور پرہیز گار نہیں دیکھا۔ مسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے تھے کہ میں نے ابن عمر کے انتقال کے بعد ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، وہ فضیلت میں عمر سے قریب تھے۔ عوام دعائیں مانگا کرتے تھے کہ خدایا جب تک ہم زندہ ہیں تو ابن عمر کو زندہ رکھ تاکہ ان کی پیروی کرسکیں۔ اس وقت ان سے بڑھ کر کوئی عہد رسالت کا واقف کار نہ تھا۔ لوگ اس وقت کے صحابہ کرام اور کبار تابعین رحمہم اللہ کی فضیلت کے بہت زیادہ معترف تھے۔ اور آپ سے والہانہ محبت و شیفتگی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ابن عمر خود فرمایا کرتے تھے کہ لوگ مجھ سے اتنی محبت رکھتے ہیں کہ اگر میں ان کی محبت چاندی اور سونے کے بدلے خریدنا چاہوں تو نہیں خرید سکتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عہد نبوی کے حالات و کیفیات سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ کوئی واقف نہیں۔ حذیفہ بن یمان کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر شخص کچھ نہ کچھ بدل گیا مگر نہ بدلے تو عبداللہ بن عمر۔ علی بن حسین زین العابدین کہتے تھے: زہد و تقویٰ اور اصابت رائے میں عبداللہ بن عمر کو ہم سب پر برتری حاصل تھی۔

## حق گوئی و بے باکی:

امام ذہبی رحمہ اللہ تذکرۃ الحفاظ میں ان کی حق گوئی اور بے باکی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ بیت اللہ میں ظالم حکمران حجاج بن یوسف خطبہ دے رہا تھا کہ عبداللہ بن عمر کھڑے ہو کر فرمانے لگے: ''دشمن خدا نے حرام کو حلال بنا لیا، خانہ خدا کو برباد کیا اور اولیاء اللہ کو قتل کیا۔'' حجاج نے اپنے خطبہ میں یہ بھی کہا تھا کہ ''عبداللہ بن زبیر نے کلام اللہ کو تبدیل کر دیا ہے۔'' حضرت ابن عمر نے اس کے جواب میں فرمایا: ''تو جھوٹ بکتا ہے، نہ ابن زبیر کلام اللہ کو بدل سکتا

ہے اور نہ تو۔'' حجاج نے کہا: ''تو بوڑھا کھوسٹ ہے۔'' جناب عبداللہ نے فرمایا: ''اگر تو لوٹ کر جوان بن جائے تو بھی میں اسی طرح رہوں گا۔''

شاہین کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُردم ہے اگر تُو تو نہیں خطرہ افتاد

## وفات:

اس واقعہ سے ظالم حجاج: ابن عمر سے دل ہی دل میں برا فروختہ ہو گیا، مگر ظاہراً ان کو نقصان نہ پہنچا سکتا تھا چنانچہ ڈپلومیسی سے اس بدبخت نے ایک آدمی کو تیار کیا اور زہر بجھا تیر عین اس وقت اس ظالم نے آپ کے پاؤں کے آخری حصہ میں مارا جب آپ رضی اللہ عنہ طواف بیت اللہ میں مصروف تھے چنانچہ اس تیر کے زہر سے آپ اس دنیائے فانی سے 74ھ میں رفیق اعلیٰ کو جا ملے۔

آپ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑا عرصہ بعد ہی اپنے والدِ ماجد کے اسلام لانے پر اسلام لائے! اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی پھر آپ نے اپنے والد ماجد سے پہلے مدینہ طیبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہجرت کی۔ جنگِ احد میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے کی آپ کی بڑی خواہش مگر کم سنی کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنگِ احد میں شمولیت سے باحکم منع فرما دیا تھا۔ غزوہ احد کے بعد متعدد غزوات میں رسول اللہ کی معیت میں دادِ شجاعت دی اور متعدد کافروں کا تہ تیغ کیا۔ جنگِ قادسیہ، جنگ یرموک، فتح افریقہ، فتح مصر و فارس اور بصرہ و مدائن میں شمولیت کی۔

[619]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ، غَيْرَ مَرَّةٍ: أَشْهَدُ لَكَ عَلَيْهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجِنَازَةِ)).

سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابوبکر و عمر کو جنازہ کے آگے چلتے دیکھا ہے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جنازے کی ہر طرف چلنا درست ہے، آگے، پیچھے، دائیں

(619) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب المشی امام الجنازۃ، حدیث: 3179۔ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی المشی امام الجنازۃ، حدیث: 1007۔ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب مکان الماشی من الجنازۃ، حدیث: 1945۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، حدیث: 1482۔ مسند احمد: 2/ 8 مسند الطیالسی: 1817۔ مسند ابی یعلٰی: 5421۔ صحیح ابن حبان: 3045۔ سنن الکبری للبیہقی: 4/ 23۔

اور بائیں، کیونکہ جنازے میں لوگوں کی کثرت ہوتی ہے اس لیے شریعت نے آسانی رکھی ہے کہ جس طرح بھی چلنا میسر ہو، اسی طرح لوگ چلیں۔

[620]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ)).

سالم بن عبد اللہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: جو تم میں سے نماز جمعہ کے لیے آئے تو غسل کر کے آئے۔

[621]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ..

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہ سفیان نے کہا: وہ عبد اللہ بن دینار سے، وہ ابن عمر سے، وہ نبی کریم ﷺ سے مثل اس کے حدیث بیان کرتے ہیں۔

[622]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، وَأَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

حمیدی نے بیان کیا، وہ سفیان سے، وہ اسماعیل بن امیہ سے اور ایوب السختیانی سے، وہ نافع سے، وہ ابن عمر سے، وہ نبی کریم ﷺ سے مثل اس کے بیان کرتے ہیں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے فرضیت مراد نہیں ہے، بلکہ دیگر احادیث کی وجہ سے یہ استحباب پر محمول ہے۔

---

(620) صحيح البخاری، كتاب الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء، حديث: 894۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب: 1، حديث: 2/ 844۔سنن الترمذی، كتاب الجمعة، باب ما جاء فی الاغتسال يوم الجمعة، حديث: 492۔سنن النسائی، كتاب الجمعة، باب حض الامام فی خطبته على الغسل يوم الجمعة، حديث: 1407۔سنن الكبرى للنسائی: 1672۔مسنداحمد: 2/ 9۔صحيح ابن خزيمه: 1749۔مسند الشافعی: 1/ 133۔مسند ابی يعلٰی: 5480۔مسند الطيالسی: 1818۔من طريق الزهری بهذا الاسناد۔

(621) صحيح، مسند احمد: 2/ 37۔صحيح ابن حبان: 1223۔معرفة السنن والآثار للبيهقی: 2088۔من طريق عن عبدالله بن دينار عن ابن عمر۔

(622) صحيح البخاری، كتاب الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة، حديث: 877۔صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب: 1، حديث: 844۔ سنن النسائی، كتاب الجمعة، باب الامر بالغسل يوم الجمعة، حديث: 1377۔ مسند احمد: 2/ 3، 48۔سنن الدارمی: 1544۔مؤطا امام مالك، ص: 87۔صحيح ابن خزيمه: 1750۔صحيح ابن حبان: 1224۔سنن الكبرى للبيهقی: 1/ 297۔من طريق عن نافع به۔

[623]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمَعُوا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ))

جناب سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک بلال رات کو اذان دیتے ہیں پس تم کھاؤ اور پیو، یہاں تک کہ تم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان سنو۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں سحری کی اذان کا ثبوت ہے، اور یہ اذان پورا سال کہنی چاہیے، بعض لوگ صرف رمضان میں کہتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے، کیونکہ روزے پورا سال کوئی نہ کوئی رکھتا رہتا ہے، کوئی نفلی روزے رکھتا ہے اور کوئی قضا کے روزے وغیرہ رکھتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نابینا شخص بھی اذان کہہ سکتا ہے، جب اس کو کوئی وقت بتانے والا ہو، اس حدیث میں یہ بھی اضافہ ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے، وہ اتنی دیر تک اذان نہیں کہتے تھے جب تک انھیں کہا نہ جاتا کہ تم نے صبح کر دی، یعنی اذان کا وقت ہو گیا ہے۔

(صحيح البخاري: 617ـصحيح مسلم: 1092)

[624]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُمُ امْرَأَتُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا))، قَالَ سُفْيَانُ: ((يَرَوْنَ أَنَّهُ بِاللَّيْلِ)).

سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت طلب کرے تو وہ اس کو منع نہ کرے۔ سفیان نے کہا: ان کے خیال میں یہ بوقت رات کا حکم ہے۔

---

(623) صحيح البخاري، كتاب الاذان، باب اذان الاعمى اذا كان له من يخبره، حديث: 617ـصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب بيان ان الدخول فى الصوم يحصل بطلوع الفجر، حديث: 1092ـسنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى الاذان بالليل، حديث: 203ـسنن النسائى، كتاب الاذان، باب المؤذنان للمسجد الواحد، حديث: 639ـ مسند احمد: 2/ 9ـسنن الدارمى: 1192ـصحيح ابن خزيمه: 401ـ صحيح ابن حبان: 3469ـ مسند الشافعى: 1/ 275ـمصنف عبدالرزاق: 1885ـمصنف ابن ابى شيبة: 3/ 9ـ سنن الكبرى للبيهقى: 1/ 380 من طريق الزهرى بهذا الاسنادـ

(624) صحيح البخارى، كتاب النكاح، باب استئذان المراة زوجها فى الخروج الى المسجد وغيره، حديث: 5238ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد، حديث: 442ـسنن النسائى، كتاب المساجد، باب النهى عن منع النساء من اتيانهن المساجد، حديث: 707ـسنن ابن ماجه، المقدمة، باب تعظيم حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث: 16ـمسنداحمد: 2/ 9ـ سنن الدارمى: 448ـصحيح ابن خزيمه: 1677ـ مسند الشافعى: 1/ 102ـمصنف عبدالرزاق: 5122ـمسندابى يعلٰى: 5426ـ

[625]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ وَحْدِي وَلَيْسَ مَعِي وَلَا مَعَهُ أَحَدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ، فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ، فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ)).

سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جو شخص اپنا غلام فروخت کرے اور غلام کے پاس کچھ مال ہو تو وہ فروخت کرنے والے کا ہے، ہاں اگر مشتری نے شرط پہلے لگائی ہو تو اس کا ہے اور جس شخص نے کھجور کے درخت فروخت کیے بعد اس کے کہ اس کو گابھا دیا گیا ہو، (وہ پکنے کے قریب ہو) تو پھل فروخت کرنے والے کے ہوں گے الا کہ مشتری نے شرط رکھی ہو۔

فائدہ: ......اس حدیث میں بیع کا ایک اہم اصول بیان ہوا ہے کہ مالک نے غلام فروخت کیا اور غلام کے پاس اپنی کچھ رقم تھی، یہ رقم اصل مالک کے پاس رہے گی، یا خریدنے والا اس رقم کا مالک ہوگا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس کا مالک خریدنے والا ہے الّا یہ کہ بیچنے والا غلام بیچتے وقت شرط لگا لیتا ہے کہ میں صرف غلام فروخت کر رہا ہوں اور جو اس کے پاس رقم ہے، وہ میری ہی ہوگی، اگر وہ شرط لگا لیتا ہے تب وہ رقم اصل مالک کے پاس رہے گی۔ اسی طرح اگر کوئی انسان اپنا باغ (کھجوروں کا ہو یا کسی اور پھل کا) فروخت کرنے لگے، اور اس باغ کا پھل پکنے کے قریب ہو، تو یہ پھل باغ خریدنے والے کا ہوگا، الّا یہ کہ بیچنے والا پہلے یہ شرط لگائے کہ یہ پھل میرا ہوگا، اگر شرط لگا لے تو یہ درست ہے۔ اسلام نے انسانوں کو لڑائی جھگڑے سے بچانے کی خاطر کس قدر انصاف پر مبنی قوانین بنائے ہیں، افسوس کہ پھر بھی مسلمان ان کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

[626]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ،

سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جو

(625) صحيح البخاری، كتاب المساقاة، باب الرجل يكون له ثمرا وشرف فی حائط، حديث: 2379۔صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب من باع نخلا عليها ثمرا، حديث: 1543۔سنن ابی داود، كتاب الاجارة، باب فی العبد يباع وله مال، حديث: 3433۔سنن الترمذی، كتاب البيوع، باب ما جاء فی ابتياع النخل بعد التابير، حديث: 1244۔سنن النسائی، كتاب البيوع، باب العبد يباع ويستثنی المشتری ماله، حديث: 4640۔سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب ما جاء فيمن باع نخلا مؤبرا او عبدا له مال، حديث: 2211۔مسنداحمد: 2/ 9۔مصنف ابن ابی شيبة: 7/ 112۔ مسند ابی يعلٰی: 5427۔صحيح ابن حبان: 4923۔سنن الكبری للبيهقی: 5/ 324۔

(626) المستخرج لأبی نعيم : 12/2، حديث : 856 من طريق الحميدی وبلفظه والحديث فی صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب رفع اليدين اذا كبر واذا ركع، حديث: 736۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين، حديث: 390۔سنن ابی داود، حديث: 721۔سنن الترمذی، حديث: 255۔سنن النسائی، كتاب الافتتاح، حديث: 1024۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، حديث: 858۔جزء ⇦⇦

قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ)).

سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ اپنے شانوں کے برابر اٹھاتے، جب رکوع جانے کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور دونوں سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں نماز کے شروع میں، رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کا اثبات ہے، اور اس کے متعلقہ بے شمار احادیث ہیں۔

سیدنا ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث کا خلاصہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین کرتے تھے، دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حدیث کی تائید فرمائی۔ (سنن ابی داود: 730، سندہ صحیح) بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، سیدنا ابو بکر صدیق، علی بن ابی طالب، ابو ہریرہ، ابو موسیٰ اشعری، جابر بن عبداللہ انصاری اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث کتب متداولہ میں موجود ہیں۔

[**627**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَاقِدٍ، يُحَدِّثُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ: ((كَانَ إِذَا أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّي لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ حَصَبَهُ حَتَّى يَرْفَعَ يَدَيْهِ)).

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جب وہ کسی آدمی کو نماز پڑھتا دیکھتے کہ وہ رفع الیدین نہیں کر رہا جب وہ نیچے جائے یا وہ اوپر اٹھے، تو وہ اس پر کنکر مارتے یہاں تک کہ وہ ہاتھ اٹھانے لگتا۔

---

⇦⇦ رفع اليدين: 2۔مسند احمد: 2/ 8۔مؤطا امام مالك، ص: 71۔سنن الدارمي: 1253۔صحيح ابن خزيمه: 583۔صحيح ابن حبان: 1864۔ مسند الشافعي: 1/ 72۔مسندابی یعلٰی: 5420۔سنن الكبرى للبيهقي: 2/ 69۔

(627) صحيح، جزء رفع اليدين: 14۔التمهيد لابن عبد البر: 5/ 65۔مسائل احمد لعبد الله بن احمد، ص: 70۔سنن الدارقطني: 1/ 289۔ معرفة علوم الحديث للحاكم، ص: 218۔تاريخ جرجان للسهمي، ص: 433۔جلاء العينين، ص: 86۔

[628]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: ثني سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)).

سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو اگر سفر تیز کرنا ہوتا تو مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سفر کی وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنا درست ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب سورج کے زوال سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کر کے دونوں نمازوں کو جمع کرتے تھے، اور اگر آپ ﷺ کے سفر سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر سوار ہو جاتے تھے۔ (صحیح البخاری: 1111۔ صحیح مسلم: 704) جمع کی معروف تین صورتیں ہیں: جمع تاخیر، جمع تقدیم اور جمع صوری، یہ تینوں صورتیں ہی جائز ہیں۔ جمع صوری سے مراد ظہر کی نماز کو ظہر کے آخری وقت میں اور عصر کی نماز کو عصر کے اول وقت میں پڑھنا۔ اس کے جواز کی دلیل (سنن ابی داؤد: 1212) میں ہے۔ نیز بارش کی وجہ سے بھی نمازیں جمع کرنا درست ہے۔ (صحیح مسلم: 705، 1636)

[629]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ: رَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ

سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسد جائز نہیں مگر دو چیزوں میں: ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید دیا ہو تو وہ شخص اس کو رات دن نماز کے قیام میں پڑھتا ہو، دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال

(628) صحیح البخاری، کتاب التقصیر، باب الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء، حدیث: 1106۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر، حدیث: 703۔ سنن النسائی، کتاب المواقیت، باب الحال التی یجمع فیها بین الصلاتین، حدیث: 601۔ مسنداحمد: 2/ 8۔ سنن الدارمی: 1525۔ صحیح ابن خزیمه: 964۔ مسند الشافعی: 1/ 187۔ مصنف عبدالرزاق: 4393۔ مصنف ابن ابی شیبة: 2/ 456۔ مسند ابی یعلٰی: 5422۔ من طریق سفیان بهذا الاسناد۔ سنن ابی داود: 1207، 1212۔ سنن الترمذی: 555 من طریق نافع عن ابن عمر۔

(629) صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم رجل آتاه اللّٰه القرآن، حدیث: 7529۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمه، حدیث: 815۔ سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی الحسد، حدیث: 1936۔ سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الحسد، حدیث: 4209۔ فضائل القرآن للنسائی: 97۔ سنن الکبری للنسائی: 8082۔ مسند احمد: 2/ 908۔ مصنف ابن ابی شیبة: 10/ 557۔ مسند ابی یعلٰی: 5417۔ صحیح ابن حبان: 125۔ سنن الکبری للبیهقی: 4/ 188۔

وَآنَـاءَ الـنَّهَارِ ، وَرَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ .

دیا ہوتو وہ اس میں سے رات دن خرچ کرتا ہو۔

**فائدہ**:......حسد کا اصل مفہوم یہ ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نعمت ملی ہو، دیکھ کر یہ خواہش پیدا ہو کہ اس کی یہ نعمت ختم ہو جائے۔ یہ سوچ رکھنا بہت بڑا گناہ ہے، اس سے بچنے کی تلقین رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے: ((إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأكلُ الحَسنَاتِ كَمَا تاكُلُ النَّارُ الحَطَبَ)) ''تم حسد کے مرض سے بہت بچو، حسد آدمی کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداود: 4903) مذکور حدیث میں حسد سے مراد ''رشک'' ہے یعنی یہ خواہش کرنا کہ جیسی نعمت اس کے پاس ہے ویسی مجھے بھی مل جائے یہ جائز ہے۔ خوبیوں میں سب سے زیادہ قابل رشک دو خوبیاں ہیں سخاوت اور علم۔ یہ عمل بھی تب خوبیوں میں شمار ہو سکتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خلوص کے ساتھ انجام دیے جائیں ورنہ شہرت کے لیے حاصل کیا جانے والا علم اور خرچ کیا جانے والا مال سخت ترین سزا اور شدید عذاب کا باعث ہوگا۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

[**630**]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيـهِ، قَـالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ)).

سالم بن عبد اللہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھروں میں آگ جلتی چھوڑ کر نہ سویا کرو۔

**فائدہ**:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر طرح کی آگ بجھا کر سونا چاہیے خواہ ظاہری خطرہ نہ ہو کیونکہ کسی بھی وقت کوئی مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔

[**631**]...... حَـدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

(630) صحيح البخاری، کتاب الاستئذان، باب لا تترك النار فی البيت عند النوم، حديث: 6293۔صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب الامر بتغطية الاناء وايكاء السقاء، حديث: 2015۔سنن ابی داود، كتاب الادب، باب فی اطفاء النار بالليل، حديث: 5246۔سنن الترمذی، كتاب الاطعمة، باب ما جاء فی تخمير الاناء، حديث: 1813۔ سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب اطفاء النار عند المبيت، حديث: 3769۔ مسند احمد: 2/ 8۔الادب المفرد للبخاری: 1224۔ مصنف ابن ابی شيبة: 8/ 668۔مسندابی يعلٰی: 5434۔شعب الايمان: 6064۔

(631) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب، حديث: 1199۔سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب ما يقتل المحرم من الدواب، حديث: 1846۔سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب قتل الغراب، حديث: 2838۔مسنداحمد: 2/ 8۔ المنتقی لابن الجارود: 440۔مسند ابی يعلٰی: 5428۔سنن الكبری ⇦⇦

قَالَ: حَدَّثَنَاهُ وَاللّٰهِ الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِهِنَّ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، فَقِيلَ لِسُفْيَانَ: إِنَّ مَعْمَرًا يَرْوِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، فَقَالَ: حَدَّثَنَا - وَاللّٰهِ - الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، مَا ذَكَرَ عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ.

فرمایا: پانچ جاندار ایسے ہیں کہ ان کو مارنے والے پر کوئی گناہ نہیں ،حرم کے علاوہ زمین میں مارے یا حرم زمین میں: کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔ سفیان سے کہا گیا: معمر اس روایت کو زہری سے ،وہ عروہ سے،وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں،سفیان نے کہا: اللہ کی قسم! (یہ حدیث) ہم کو زہری نے سالم سے ،انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے،اس میں عروہ نے حضرت عائشہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا ہے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدیث میں مذکور تمام جانور حرام ہیں اور انھیں ہر حالت میں قتل کرنا جائز ہے۔

[**632**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ، وَذَا الطُّفْيَتَيْنِ، وَالْأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ، وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ)). قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ

سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب ہی سانپوں کو مارو اور بالخصوص سیاہ خطوط والے اور چھوٹی دم والے سانپوں کو، یہ دونوں آنکھ کی بینائی لے جاتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔ راوی نے کہا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سانپوں میں سے ہر سانپ

---

⇐ للبيهقى : 5/ 210، 209- من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد- صحيح البخارى، كتاب جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، حديث: 1826-سنن ابن ماجه: 3088-مؤطا امام مالك ، ص: 241-سنن الدارمى : 1823- من طريق نافع عن ابن عمر-صحيح البخارى: 1829-صحيح مسلم: 1198-سنن الترمذى : 837- سنن النسائى: 2890-من طريق الزهرى عن عروةعن عائشة-

(632) صحيح البخارى، كتاب بدء الخلق، باب قول الله تعالٰى(وبث فيها من كل دآبة)، حديث: 3297-صحيح مسلم، كتاب السلام، باب قتل الحيات وغيرها، حديث: 2233-سنن ابى داود، كتاب الادب، باب فى قتل الحيات، حديث: 5252-سنن الترمذى، كتاب الصيد، باب ما جاء فى قتل الحيات، حديث: 1483-سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب قتل ذى الطفيتين، حديث: 3535-مسند احمد: 2/ 9- مسند ابى يعلٰى : 5429- صحيح ابن حبان: 5645-مصنف عبدالرزاق: 19616-شرح السنة للبغوى: 3262-

يَـقْتُلُ كُلَّ حَيَّةٍ وَجَدَهَا ، فَأَبْصَرَهُ أَبُو لُبَابَةَ ، أَوْ زَيْـدُ بْـنُ الْـخَـطَّـابِ وَهُوَ يُطَارِدُ حَيَّةً ، فَقَالَ: ((إِنَّـهُ قَـدْ نَهَـى عَـنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ)) قَـالَ سُـفْيَـانُ: كَانَ الزُّهْرِيُّ أَبَدًا يَقُولُ فِيهِ: زَيْدٌ ، أَوْ أَبُو لُبَابَةَ .

کو مارتے جو بھی ملتا، ایک بار وہ ایک سانپ کو مارنے کے درپے تھے کہ ابولبابہ یا زید بن خطاب نے دیکھا تو کہا: گھروں میں رہنے والوں کو مارنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ سفیان نے کہا: زہری ہمیشہ اس روایت میں کہتے تھے: زید یا ابولبابہ۔

[**633**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: سُفْيَانُ ، قَالَ: ثـنا الزُّهْرِيُّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الشُّؤْمُ فِي ثَـلَاثٍ: فِي الْفَرَسِ ، وَالْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ فَقِيلَ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ فِيـهِ: عَـنْ حَـمْـزَةَ ، قَالَ سُفْيَانُ: ((مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ ذَكَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ حَمْزَةَ قَطُّ)) .

سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نحوست تین چیزوں میں ہے: گھوڑے میں، عورت میں اور مکان میں۔ سفیان سے کہا گیا کہ دیگر راوی اس میں حمزہ کا واسطہ ذکر کرتے ہیں تو سفیان نے کہا: میں نے زہری کو کبھی بھی اس حدیث میں حمزہ کا ذکر کرتے ہوئے نہیں سنا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے، اس کے مخالف ایک حدیث میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو عورت، مکان اور گھوڑے میں ہوتی۔ (سنن النسائی: 1511) یہ احادیث حقیقت میں متعارض نہیں ہیں کیونکہ ایک حدیث دوسری حدیث کی وضاحت کرتی ہے، اس مسئلہ پر تمام احادیث کو اکٹھا کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں نحوست کسی چیز میں نہیں ہے، ان چیزوں میں نحوست کی جو نسبت کی ہے وہ اس اعتبار سے ہے کہ عموماً ان تین چیزوں سے ہر کسی کو محبت ہوتی ہے، اور نحوست کی نسبت کی یہ وجہ ہرگز نہیں ہے کہ یہ چیزیں اپنی جنس کے اعتبار سے منحوس ہیں، کیونکہ یہ تو حدیث سے ثابت ہے کہ نحوست ہوتی ہی نہیں۔ ''لا طیرۃ'' کوئی نحوست اور بدشگونی نہیں ہے۔ (صحيح البخاری: 5754)

---

(633) صحيح البخاری ، كتاب الجهاد ، باب ما يذكر من شؤم الفرس ، حديث: 2858ـ صحيح مسلم ، كتاب السلام ، باب الطيرة والفال وما يكون فيه الشؤم ، حديث: 2225ـ سنن ابی داود ، كتاب الطب ، باب فی الطيرة ، حديث: 3922ـ سنن الترمذی ، كتاب الادب ، باب ما جاء فی الشؤم ، حديث: 2824ـ سنن النسائی ، كتاب الخيل ، باب شؤم الخيل ، حديث: 3598ـ سنن ابن ماجه ، كتاب النكاح ، باب ما يكون فيه اليمن والشؤم ، حديث: 1995ـ مسند احمد: 2/ 8ـ مؤطا امام مالك ، ص: 596ـ الادب المفرد: 916ـ مسند ابی يعلى: 5433ـ مسند الطيالسی : 1821ـ

[634]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَنَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَأَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا))

سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے پھل کو فروخت کرنے کی ممانعت فرمائی یہاں تک کہ ان کی صلاحیت ظاہر ہو جائے، پھلوں کو کھجوروں کے بدلے فروخت کرنے کی بھی ممانعت فرمائی ہے اور ابن عمر نے فرمایا: مجھے زید بن ثابت نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''عرایا'' (اندازے سے درخت کے اوپر کا پھل اس کی جنس کے پھل کے بدلے فروخت کرنا ''عرایا'' ہے، اور بوجہ ضرورت جائز ہے۔) کی اجازت دی ہے۔

[635]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)).

سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احرام باندھیں اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے، اہل شام جحفہ سے اور اہل یمن مقام یلملم سے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں میقات کا ذکر ہے، ذوالحلیفہ کا نیا نام آبارعلی ہے اور یہ مدینہ اور اس کے قرب وجوار اور اس کے پیچھے سے آنے والے لوگوں کے لیے میقات ہے، یہ مکہ مکرمہ سے 450 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
جحفہ: یہ شام، مصر اور ترکی کی طرف سے آنے والوں کے لیے میقات ہے، یہ بستی ویران ہو چکی ہے، اب اس کے

(634) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب بيع المزابنة، حديث: 2183، 2184۔صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب النهى عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها، حديث: 1534۔سنن النسائى، كتاب البيوع، باب بيع الثمر قبل ان يبدو صلاحه، حديث: 4524۔مسند احمد: 2/ 8۔ مسند الشافعى: 2/ 150۔مصنف ابن ابى شيبة: 7/ 130۔مسند ابى يعلىٰ: 5415۔سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 308۔حديث زيد بن ثابت رضی اللہ عنہ تقدم تخريجه برقم: 403.

(635) صحيح البخارى، كتاب الحج، باب مهل اهل نجد، حديث: 1527، 1528۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، حديث: 1182۔سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب ميقات اهل نجد، حديث: 2656۔ مسنداحمد: 2/ 9۔صحيح ابن خزيمه: 2589۔مسند الشافعى: 1/ 288۔مسند ابى يعلى: 542۔ سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 26۔من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد۔ صحيح البخارى: 1525۔صحيح مسلم: 118۔ سنن ابى داود: 1737۔سنن الترمذى: 831۔سنن ابن ماجه: 2914۔ سنن النسائى: 2553۔مؤطا امام مالك ، ص: 224 من طريق نافع عن ابن عمر۔

قریب مقام رابغ سے احرام باندھا جاتا ہے، یہ مکہ کے شمال کی جانب 183 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

قرن منازل: نجد اور الرفاۃ سے آنے والوں کے لیے میقات ہے، اس کی قریبی جگہ السیل سے احرام باندھا جاتا ہے، یہ مکہ مکرمہ سے 75 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یلملم: یہ یمن، پاکستان اور ہندوستان کی طرف سے آنے والوں کے لیے میقات ہے، یہ پہاڑ مکہ مکرمہ سے 92 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس حدیث میں اسلام کے ہر سو پھیل جانے کی پیش گوئی موجود ہے، اور ایسے ہی ہوا ہے، والحمد للہ۔ جو شخص حج یا عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ آئے گا، وہ ان میقات سے احرام باندھے گا، لیکن جو ان میقاتوں کی حدود کے اندر رہتے ہیں وہ اپنی اپنی رہائش گاہ سے احرام باندھیں گے۔

[636]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ عُمَرَ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ، فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ)) فَقَالَ عُمَرُ: ((فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ، ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: قَالَ سُفْيَانُ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، وَكَانَ بَصِيرًا بِالْعَرَبِيَّةِ، يَقُولُ: ((وَلَا آثِرًا أْثُرَهُ عَنْ غَيْرِي أُخْبِرُ عَنْهُ أَ نَّهُ حَلَفَ بِهَا)).

سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عمر کو اپنے باپ کی قسم کھاتے سنا تو فرمایا: خبردار رہو! اللہ تمھیں اپنے باپ دادا کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے۔ عمر نے کہا: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے باپ دادا کی قسم نہ تو خود یاد ہوتے ہوئے کھائی اور نہ کسی کی طرف نقل کی۔ حمیدی کہتے ہیں: سفیان نے کہا: میں نے محمد بن عبدالرحمٰن مولی آل طلحہ سے سنا، وہ عربی زبان پر بڑا عبور رکھتے تھے: ولا آثــــرا کا مطلب یہ ہے کہ میں نے کسی دوسرے کو بھی ایسا نہیں کرنے دیا جس کے بارے میں یہ بتایا گیا کہ اس نے یہ قسم اٹھائی ہے۔

[637]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک

(636) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب لا تحلفوا بآبائکم، حدیث: 1646۔سنن الترمذی، کتاب النذور والایمان، باب فی کراهیة الحلف بغیر اللّٰه، حدیث: 1533۔سنن النسائی، کتاب الایمان والنذور، باب التشدید فی الحلف بغیر اللّٰه تعالٰی، حدیث: 3797۔مسند احمد: 2/ 8۔ مسند ابی یعلٰی: 5430۔سنن الکبری للبیهقی: 1/ 28۔ وسیاتی برقم: 702 من طریق نافع عن ابن عمر۔

(637) صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الحیاء من الایمان، حدیث: 24۔صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان وافضلها، حدیث: 36۔سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الحیاء، حدیث: 4795۔سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء ان الحیاء من الایمان، حدیث: 2615۔سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فی الایمان، حدیث: 58۔سنن النسائی، کتاب الایمان، حدیث: 5036۔ مسنداحمد: 2/ 9۔الادب المفرد: 602۔ مصنف ابن ابی شیبة: 8/ 522۔مسندابی یعلٰی: 5424۔شرح السنة للبغوی: 3594۔ مؤطاامام مالك، ص: 557۔

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، سَمِعَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ))

انصاری کو حیا کے بارے میں اپنے بھائی کو نصیحت کرتے سنا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک حیا ایمان میں سے ہے۔

[638]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا قَامَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلَهُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ: ((لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ، وَلَا الْعَمَامَةَ، وَلَا السَّرَاوِيلَ، وَلَا الْبُرْنُسَ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانُ، وَلَا وَرْسٌ، وَلَا خُفَّيْنِ، إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)).

سالم اپنے باپ سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: محرم کون سا لباس پہنے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قمیص، پگڑی، شلوار اور ٹوپی نہ پہنے اور وہ کپڑا جس کو زعفران اور ورس لگائی گئی ہو اس کو بھی نہ پہنے اور موزے نہ پہنے مگر وہ آدمی جس کو جوتا میسر نہ ہو، وہ ٹخنوں کے نیچے سے موزوں کو کاٹ کر پہن سکتا ہے۔

[639]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، وَأَيُّوبُ

نافع نے ابن عمر سے روایت کی، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں مثل اس کے، مگر انھوں نے کہا: یہ لفظ

(638) صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب العمائم، حدیث: 5806۔صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ما یباح للمحرم بحج اوعمرة، حدیث: 1177۔سنن ابی داود، کتاب المناسك، باب ما یلبس المحرم، حدیث: 1833۔ سنن النسائی، کتاب مناسك الحج، باب النهی عن الثیاب المصبوغة بالورس، حدیث: 2668۔ مسند احمد: 2/ 8۔ صحیح ابن خزیمه: 2685۔مسند الشافعی: 1/ 201۔مسند ابی یعلٰی: 5425۔سنن الدارقطنی: 2/ 230۔سنن الکبری للبیهقی: 2/ 230۔

(639) صحیح البخاری، کتاب جزاء الصید، باب ما ینهی من الطیب للمحرم، حدیث: 1838۔صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ما یباح للمحرم بحج او عمرة، حدیث: 1177۔سنن ابی داود، کتاب المناسك، باب مایلبس المحرم، حدیث: 1827۔سنن النسائی، کتاب مناسك الحج، باب النهی عن لبس السراویل فی الاحرام، حدیث: 2671۔ سنن ابن ماجه، کتاب المناسك، باب ما یلبس المحرم من الثیاب، حدیث 2929۔ مسند احمد: 2/ 22۔ مؤطا امام مالك، ص: 221۔سنن الدارمی: 1807۔صحیح ابن خزیمه: 2682۔مسندابی یعلٰی: 5812۔سنن الکبری للبیهقی: 5/ 49۔

السَّخْتِيَانِيُّ ، وَأَيُّوبُ بْنُ مُوسَى ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، بِمِثْلِهِ ، إِلَّا أَنَّهُمْ قَالُوا: ((وَلَا ثَوْبٌ مَسَّهُ زَعْفَرَانُ ، وَلَا وَرْسٌ)) فِي آخِرِ الْحَدِيثِ .

حدیث کے آخر میں ہے: "ولا ثوب مسه زعفران ولا ورس".

فائدہ: ......اس حدیث میں احرام کے بعض آداب کا بیان ہے، حج یا عمرہ کرنے والے پر ضروری ہے کہ وہ ان چیزوں کا خیال رکھتے ہوئے احرام باندھے۔ احرام کے لباس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ مرد کے لیے احرام کا لباس دو چادریں ہیں، وہ احرام کی حالت میں شلوار، قمیص نہیں پہن سکتا، وہ اپنے سر پر پگڑی یا کپڑا بھی نہیں رکھ سکتا بلکہ سر ننگا ہی رکھے گا، وہ ہر طرح کی جوتی پہن سکتا ہے، لیکن اگر فوجی بوٹ یا موزے پہنے ہوں، تو چونکہ فوجی بوٹ اور موزے ٹخنوں کو بھی ڈھانپ لیتے ہیں، اس لیے ان کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ دے۔ بعض لوگوں کا حج اور عمرے کے موقع پر قینچی جوتی کو فرض قرار دینا درست نہیں ہے۔ یاد رہے کہ عورت کے احرام کے لیے مذکورہ چیزوں کی پابندی ضروری نہیں ہے، بلکہ وہ عام حالات کی طرح احرام کی حالت میں بھی سر، ٹخنے اور جسم کے سارے حصوں کو ڈھک کر رکھے گی، ہاں یہ ضرور ہے کہ حالت احرام میں چہرے پر نقاب اور ہاتھوں پر دستانے پہننے سے منع کیا گیا ہے، لیکن یہ حالت صرف اس وقت ہوگی جب مرد موجود نہ ہوں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہمارا سامنا مردوں سے ہوتا تو ہم اپنے چہروں کو چھپا لیتی تھیں۔ (سنن ابی داود: 1833۔ سنن ابن ماجه: 4930، اس کو شیخ البانی نے حسن کہا ہے۔) یہاں ایک بات بطور نصیحت عرض ہے کہ حج یا عمرہ کے موقع پر جتنی احتیاط کی جاتی ہے کہ کہیں میرا حج ضائع نہ ہو جائے، اسی طرح زندگی کے ہر ہر موڑ پر ہمیں مکمل احتیاط کرنی چاہیے اور ممنوع کاموں سے کلی اجتناب کرنا چاہیے۔

**[640]**...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ ، وَحَدَّثَنَا عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى ، فَإِذَا

سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: رات کی نماز دو دو رکعات ہے، جب صبح طلوع ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت سے اس کو وتر کر دے۔

(640) صحيح البخاری، كتاب التهجد، باب كيف صلاة النبی صلی الله عليه وسلم، حديث: 1137۔صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، حديث: 749۔سنن النسائی، كتاب قيام الليل، باب كيف صلاة الليل، حديث: 1669۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی صلاة الليل ركعتان، حديث: 1320۔مسنداحمد: 2/ 9۔صحيح ابن خزيمه: 1072۔ صحيح ابن حبان : 2620۔مسندابی يعلٰی : 5431۔ سنن الكبری للبيهقی: 3/ 22۔

خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ)) .

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز وتر ایک رکعت بھی ثابت ہے، ایک وتر کے ثبوت پر بہت زیادہ دلائل ہیں، تفصیل کا طالب ''الدلیل الواضح از شیخ عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ'' کی طرف رجوع کرے۔ نیز اس حدیث سے نماز وتر کے وقت کا تعین بھی ہوتا ہے کہ رات کے تمام حصوں میں اور نماز عشاء کے بعد پڑھنا بھی درست ہے، اور اس کا آخری وقت فجر کی اذان تک ہے۔

(سنن ابی داود: 1418، صححه الالبانی، الصحیحه: 108)

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اجماع ہے کہ عشاء اور طلوع فجر کے درمیان کا سارا وقت وتر کا وقت ہے۔

(کتاب الاجماع: 76)

رات کی نفلی نمازوں میں سے آخری نماز وتر ہونی چاہیے۔ (صحیح البخاری: 998۔ صحیح مسلم: 751)

جس کو خدشہ ہو کہ میں صبح بیدار نہیں ہو سکتا تو وہ رات کے پہلے حصے میں ہی وتر پڑھ لے، اور جسے یہ توقع ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں بیدار ہو جائے گا تو اسے چاہیے کہ وہ رات کے آخری حصے میں ہی نماز وتر پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (صحیح مسلم: 755)

[641]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ .

ہم سے حمیدی نے، انھوں نے سفیان سے، انھوں نے عمرو بن دینار سے، انھوں نے طاؤس سے، اس نے ابن عمر سے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے مثل اس کے حدیث بیان کی۔

[642]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ

حمیدی نے کہا: سفیان نے عبد اللہ بن ابی لبید سے، انھوں نے ابوسلمہ سے، انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی مثل اس کے۔

(641) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب صلاة اللیل مثنی مثنی، حدیث: 749۔ سنن النسائی، کتاب قیام اللیل، باب کیف صلاة اللیل، حدیث: 1668۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی صلاة اللیل رکعتان، حدیث: 1320۔ صحیح ابن خزیمه: 1072۔ مسنداحمد: 2/ 30، 11۔ مسند ابی یعلی: 5620۔ صحیح ابن حبان: 2620۔ من طریق عن طاوس به۔

(642) صحیح، سنن ابن ماجه، کتاب اقامةالصلوات، باب ما جاء فی صلاة اللیل رکعتان، حدیث: 1320۔ سنن النسائی، کتاب قیام اللیل، باب کیف صلاة اللیل، حدیث: 1670۔ مسنداحمد: 2/ 10۔ صحیح ابن خزیمه: 1072۔ صحیح ابن حبان: 2620۔ من طریق ابی سلمةعن ابن عمر۔

[643]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْأَلُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ كَيْفَ يُصَلِّي أَحَدُنَا بِاللَّيْلِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوتِرُ لَكَ مَا مَضَى)) قَالَ سُفْيَانُ: ((وَهَذَا أَجْوَدُهَا))

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے ایک آدمی کو رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے سنا جبکہ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے: ہم میں سے کوئی آدمی رات کے وقت نماز کس طرح پڑھے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو دو رکعات اور جب تجھے صبح طلوع ہونے کا خوف ہو تو ایک رکعت پڑھ جو تیری سابقہ نماز کو وتر کر دے گی۔ سفیان نے کہا: یہ عمدہ روایت ہے۔

[644]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ، أَوْ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ))

سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کتا رکھا وہ شکار یا مویشیوں کے لیے نہ ہو تو اس آدمی کے اعمال کے ثواب میں سے یومیہ دو قیراط کے برابر کمی کر دی جاتی ہے۔

[645]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: ذَهَبْتُ مَعَ

عبداللہ بن دینار نے کہا: میں ابن عمر کے ساتھ بنو معاویہ کی طرف گیا، ان کے کتے ہم پر بھونکنے لگے، تو ابن عمر نے

---

(643) صحيح البخاری، كتاب الوتر، باب ماجاء فی الوتر، حديث: 990۔صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، حديث: 749۔سنن ابی داود، كتاب التطوع، باب صلاة الليل مثنى مثنى، حديث: 1366۔ سنن النسائی، كتاب قيام الليل، باب كيف الوتر بواحدة، حديث: 1696۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی صلاة الليل ركعتان، حديث: 1320۔صحيح ابن خزيمه : 1072۔مؤطا امام مالك، ص: 98۔من طريق عن عبدالله بن دينار به۔

(644) صحيح البخاری، كتاب الذبائح والصيد، باب من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد او ماشية، حديث: 5481۔ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب وبيان نسخه، حديث: 1574۔سنن النسائی، كتاب الصيد، باب الرخصة فی امساك الكلب للصيد، حديث: 4292۔مسنداحمد: 2/ 8۔مصنف ابن ابی شيبة : 14/ 208۔ مسند ابی يعلٰی : 5418۔ سنن الكبری للبيهقی: 6/ 9 من طريق الزهری به۔

(645) صحيح البخاری، كتاب الذبائح والصيد، باب من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد او ماشية، حديث: 5480۔ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب الامر بقتل الكلب، حديث: 1574۔مسنداحمد: 2/ 37۔سنن الدارمی : 2010۔ مصنف ابن ابی شيبة: 14/ 208۔ سنن الكبری للبيهقی: 6/ 9۔من طريق عبدالله بن دينار به۔

ابْنِ عُمَرَ إِلَى بَنِي مُعَاوِيَةَ ، فَنَبَحَتْ عَلَيْنَا كِلَابُهُمْ ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ ، أَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ))

فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: جس نے کتا رکھا جو شکار یا مویشیوں کے لیے نہ ہوتو اس شخص کے اجر و ثواب میں سے ہر روز دو قیراط کی کمی کر دی جاتی ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حدیث میں مذکور وجوہات کے علاوہ کتا رکھنا خسارے کا باعث ہے۔ بعض لوگ یہود ونصاریٰ کی نقالی میں اپنے گھروں میں شوقیہ کتے رکھ لیتے ہیں، ایک جرمن اسکالر اس پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے کہ ''گزشتہ چند برسوں میں لوگوں کے اندر کتے پالنے کا شوق خاصا بڑھ گیا ہے، جس کے پیش نظر ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ لوگوں کی توجہ ان خطرات کی طرف مبذول کروائی جائے جو اس سے پیدا ہوتے ہیں، خصوصاً جبکہ لوگ کتا پالنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے ، بلکہ اس کے ساتھ خوش طبعی بھی کرنے لگتے ہیں اور وہ اس کو چومتے بھی ہیں، نیز اس کو اس طرح چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ چھوٹوں اور بڑوں کے ہاتھ چاٹ لے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بچا ہوا کھانا کتوں کے آگے اپنے کھانے کی پلیٹوں میں ہی رکھ دیا جاتا ہے، علاوہ ازیں یہ عادتیں ایسی معیوب ہیں کہ ذوق سلیم ان کو قبول نہیں کرتا اور یہ شائستگی کے خلاف ہیں۔ مزید برآں یہ صحت ونظافت کے اصولوں کے بھی منافی ہے، طبی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو کتے کو پالنے اور اس کے ساتھ خوش طبعی کرنے سے جو خطرات انسان کی صحت اور اس کی زندگی کو لاحق ہوتے ہیں، ان کو معمولی خیال کرنا صحیح نہیں ہے، بہت سے لوگوں کو اپنی نادانی کی بڑی قیمت ادا کرنی پڑی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کتوں کے جسم پر ایسے جراثیم ہوتے ہیں جو دائمی اور لاعلاج امراض کا سبب بنتے ہیں، بلکہ کتنے ہی لوگ اس مرض میں مبتلا ہو کر اپنی جان سے ہاتھ دھو چکے ہیں، اس جرثومہ کی شکل فیتہ کی ہوتی ہے، اور یہ انسان کے جسم پر پھنسی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، گو اس قسم کے جراثیم مویشیوں اور خاص طور سے خنزیروں کے جسم پر بھی پائے جاتے ہیں، لیکن نشوونما کی پوری صلاحیت رکھنے والے جراثیم صرف کتوں پر ہوتے ہیں، یہ جراثیم انسان کے جسم میں داخل ہوتے ہیں اور وہاں مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں، یہ اکثر پھیپھڑے، عضلات، تلی، گردہ اور سر کے اندرونی حصے میں داخل ہوتے ہیں، ان کی شکل بہت حد تک بدل جاتی ہے، یہاں تک کہ خصوصی ماہرین کے لیے بھی ان کی شناخت مشکل ہو جاتی ہے، بہر حال اس سے جو زخم پیدا ہوتا ہے، خواہ وہ جسم کے کسی بھی حصے میں پیدا ہو صحت کے لیے سخت مضر ہے، ان جراثیم کا علاج اب تک دریافت نہیں کیا جا سکا، ان وجوہ سے ضروری ہے کہ ہم تمام ممکنہ وسائل کے ساتھ اس لاعلاج بیماری کا مقابلہ کریں اور انسان کو اس کے خطرات سے بچائیں'' (اسلام میں حلال وحرام ) یعنی کتوں کو رکھنا دین اور دنیاوی دونوں لحاظ سے نقصان ہے، ہاں جن کتوں کو رکھنے کی اجازت ہے، ان کے ساتھ بھی کام کی حد تک رہنا چاہیے، نہ کہ انھیں چومنا اور ہاتھ لگانا چاہیے، ان

کے کھانے پینے کے برتن بھی الگ ہونے چاہیے، بلکہ ان کے سونے کی جگہ بھی الگ ہونی چاہیے۔ یاد رہے کہ ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔

[646]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي أَرَى رُؤْيَاكُمْ تَوَاطَأَتْ، فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، فِي الْوِتْرِ مِنْهَا أَوْ فِي السَّبْعِ الْبَوَاقِي)) قَالَ سُفْيَانُ: ((الشَّكُّ مِنِّي لَا مِنَ الزُّهْرِيِّ))

سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا: میں نے خواب میں لیلۃ القدر کو فلاں فلاں رات میں دیکھا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ تمھارے خواب پے درپے آرہے ہیں، پس تم اس رات کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو، یا جب سات رات باقی رہیں۔ سفیان نے کہا: شک کا لفظ ''او'' میری طرف سے ہے، زہری کی جانب سے نہیں ہے۔

[647]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ))،

عبداللہ بن عمر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پانی پیے تو دائیں ہاتھ سے پیے، تحقیق شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شیطان انسان کا بہت بڑا دشمن ہے، یہاں تک کہ کھانے اور پینے

(646) صحيح البخاري، كتاب التعبير، باب التوطئ على الرؤيا، حديث: 6991ـ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل ليلة القدر، حديث: 1165ـ مسنداحمد: 2/ 8ـ سنن الدارمي: 1790ـ سنن الكبرى للنسائي: 3397ـ مسند ابى يعلٰى: 5419ـ المنتقى لابن الجارود: 405ـ سنن الكبرى للبيهقي: 4/ 308ـ

(647) صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب، حديث: 2020ـ سنن ابى داود، كتاب الاطعمة، باب الاكل باليمين، حديث: 3776ـ سنن الترمذى، كتاب الاطعمة، باب ما جاء فى النهى عن الاكل والشرب بالشمال، حديث: 1799ـ سنن الكبرى للنسائى: 6863ـ مسنداحمد: 2/ 8ـ سنن الدارمى: 2037ـ مؤطا امام مالك، ص: 567ـ من طريق ابى بكر عن عبيدا لله به۔

میں بھی شیطان انسان کو بائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے پر اکساتا ہے، اکثر مسلمان غفلت کی بنا پر شیطان کے پیروکار بنے بیٹھے ہیں۔

[648]...... قَالَ سُفْيَانُ: وَسَمِعْتُ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ بَعْدُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عُرْوَةَ إِنَّمَا هُوَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ مَعْمَرٌ: إِنَّا عَرَضْنَاهُ، وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: هَذَا مِمَّا عَرَضْنَاهُ

سفیان کہتے ہیں: میں نے بعد میں معمر کو سنا، وہ زہری سے، وہ سالم سے اور اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، تو میں نے کہا: اے ابوعروہ! یہ تو ابوبکر کے حوالے سے منقول ہے تو معمر نے کہا: ہم نے اس روایت کو ان کے سامنے پیش کیا تھا، بعض اوقات سفیان فرماتے: یہ ان روایات میں سے ہے جو ہم نے ان کے سامنے پیش کی تھیں۔

[649]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثني زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، قَالَ: بَعَثَنِي أَبِي إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ بِغَيْرِ إِذْنٍ، فَعَلَّمَنِي، فَقَالَ: ((إِذَا جِئْتَ فَاسْتَأْذِنْ، فَإِذَا أُذِنَ لَكَ فَسَلِّمْ إِذَا دَخَلْتَ)) وَمَرَّ ابْنُ ابْنِهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ جَدِيدٌ يَجُرُّهُ، فَقَالَ لَهُ: أَيْ بُنَيَّ ارْفَعْ إِزَارَكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ))

زید بن اسلم فرماتے ہیں: مجھے میرے باپ نے عبداللہ بن عمر کے پاس روانہ کیا تو میں ان کے پاس اجازت طلب کیے بغیر داخل ہوا، تو عبداللہ نے مجھے تعلیم دی اور کہا: جب تو آئے تو اجازت طلب کر اور جب تجھے اجازت مل جائے تو سلام کہہ کر داخل ہو، ابن عمر کا پوتا عبداللہ بن واقد اس کے سامنے سے اپنا لباس زمین پر کھینچتا ہوا گزرا، تو عبداللہ نے فرمایا: بیٹا! اپنی چادر اوپر کر کے چلو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: اللہ تعالیٰ اس کو نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جو تکبر سے اپنی چادر زمین پر کھینچتا ہوا چلتا ہے۔

[650]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

مسلم بن یناق بیان کرتے ہیں: میں عبداللہ بن عمر کے

(648) صحيح مسلم: 2020۔سنن الترمذی: 1800۔الادب المفرد للبخاری: 1189۔سنن الکبری للنسائی: 6747۔مسنداحمد: 2/ 146۔ صحيح ابن حبان: 5226۔من طريق سالم عن ابن عمر۔

(649) صحيح البخاری، كتاب اللباس، باب: 1، حديث: 5783۔صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم جر الثوب خيلاء، حديث: 2085۔ سنن الترمذی، كتاب اللباس، باب ما جاء فی كراهية جر الازار، حديث: 1730۔ مسند احمد: 2/ 9۔مؤطا امام مالك، ص: 562۔ مسند ابی يعلٰی: 5644۔صحيح ابی عوانة: 5/ 476۔

(650) صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم جر الثوب خيلاء، حديث: 45/ 2085۔سنن الكبری للنسائی: 9725۔ مسند احمد: 3/ 45، 65۔ مسندعبد بن حميد: 822۔مسند الطيالسی: 1948۔صحيح ابی عوانة: 5/ 479۔

قَالَ: ثنا صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ الَّتِي فِي الْجُدِّ أُمَيَّةُ بْنُ حَفْصِ بْنِ مُحَلَّفٍ، مَوْلَى آلِ مَاجِدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُسْلِمَ بْنَ يَنَاقَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَلَى بَابِ دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أَسَدٍ، فَمَرَّ شَابٌّ قَدْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: ارْفَعْ إِزَارَكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ))

ساتھ عبداللہ بن خالد بن اسید کے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا کہ وہاں سے ایک جوان گزرا جو اپنی چادر لٹکائے ہوئے تھا تو اس کو ابن عمر نے فرمایا: اپنی چادر اوپر کر، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا جو اپنے لباس کو تکبر سے کھینچتا ہو۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مرد حضرات کا اپنے ٹخنوں کو ننگا رکھنا فرض ہے، ورنہ عذاب ملے گا۔ بعض لوگوں نے فضول تقسیم کر رکھی ہے کہ مسجد میں نماز پڑھتے وقت ٹخنے ننگے رکھنے چاہئیں، باہر ضروری نہیں ہے، یہ بات بلا دلیل ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ احادیث میں موجود ہے کہ خوشی، غمی، مسجد ہو یا باہر، ہر حالت میں مرد حضرات اپنے ٹخنے ننگے رکھیں۔ اور بعض نے یہ فلسفہ بیان کیا ہے کہ یہ تب منع ہے جب تکبر کی وجہ سے ہو، حالانکہ بے شمار احادیث میں مردوں کے اپنے ٹخنوں کو ڈھانپنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے، اور ان احادیث کو نہ ماننا تکبر ہے، اور تکبر کی تعریف بھی یہی ہے کہ ''حق کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔'' تکبر کرنا کبیرہ گناہ ہے، جس سے ہر حال میں بچنا چاہیے۔

[**651**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي لَبِيدٍ، وَكَانَ مِنْ عُبَّادِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمُ الْعِشَاءِ، فَإِنَّمَا

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تم پر نماز عشاء کا نام تبدیل کرنے پر اعراب غالب نہ آنے پائیں، اس کا نام عشاء ہے اور اہل اعراب اس کو عتمہ کہتے ہیں، اس لیے کہ وہ اس وقت اپنی اونٹنی کو دوہتے ہیں یا وہ اونٹوں کو بند کرنے میں دیر کرتے ہیں، سفیان نے کہا: ابن ابی لبید نے اسی طرح لفظ ''او''

(651) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب وقت العشاء وتاخیرها، حدیث: 644۔ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی صلاة العتمة، حدیث: 4984۔ سنن النسائی، کتاب المواقیت، باب الکراهیة فی ذلك، حدیث: 524۔ سنن ابن ماجه، کتاب الصلاة، باب النهی ان یقال صلاة العتمة، حدیث: 704۔ مسنداحمد: 2/ 10۔ صحیح ابن خزیمه: 349۔ مسند الشافعی: 1/ 54۔ مصنف عبدالرزاق: 2152۔ مسند ابی یعلٰی: 5633۔ سنن الکبری للبیهقی: 1/ 372۔

هِـيَ الْـعِشَـاءُ ، وَإِنَّمَا يُسَمُّونَهَا الْعَتَمَةَ؛ لِأَنَّهُمْ يُـعْتِـمُـونَ عَنِ الْإِبِلِ)) ، أَوْ قَالَ: ((بِالْإِبِلِ)) قَــالَ سُـفْيَــانُ: ((هَـكَـذَا قَـالَ ابْنُ أَبِـي لَبِيدٍ بِالشَّكِّ))

ذکر کیا ہے۔ سفیان کہتے ہیں: ابن ابولبید نے اسی طرح شک کے ہمراہ روایت نقل کی ہے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نمازوں کے نام بھی بذریعہ وحی رکھے گئے ہیں، ان کو اصل ناموں کے ساتھ ہی پکارنا چاہیے، عامی لوگ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ وہ دین اسلام کی اصطلاحات کو اپنے ماحول کے مطابق تبدیل کر دیں، مثلاً آج کل نماز عشاء کو ''سوتے'' کی نماز کہتے ہیں، اور ظہر کی نماز کو ''پیشی'' کی نماز اور عصر کی نماز کو ''ڈیگر'' کی نماز کہنا درست نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض لوگوں نے نماز عشاء کو اصل نام سے تبدیل کر کے ''عتمہ'' کہنا شروع کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کر دیا، آج بھی ضرورت ہے کہ عامی لوگوں کو ان کی بری عادات پر ڈانٹنا چاہیے، اور انھیں قرآن وحدیث پر ہی پابند کرنا چاہیے۔

[652]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَـالَ: ثـنـا عَبْـدُ الـلّٰـهِ بْـنُ دِينَارٍ ، سَمِعْنَاهُ مِنْهُ يُـعِيدُهُ ، وَيُبْدِيهِ ، قَالَ: سُمِعَ ابْنُ عُمَرَ ، يَقُولُ: ((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ ، وَعَنْ هِبَتِهِ)) ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ شُعْبَةَ اسْتَحْلَفَ عَبْدَ اللّٰهِ عَـلَيْـهِ ، قَـالَ: لَـكِـنَّا لَمْ نَسْتَحْلِفْهُ سَمِعْنَاهُ مِنْهُ مِرَارًا ، ثُمَّ ضَحِكَ سُفْيَانُ

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔ (عبداللہ بن دینار سے) کہا گیا: بے شک شعبہ نے اس بات پر عبداللہ سے حلف لیا تھا، انھوں نے کہا: ہم ان سے حلف نہیں لیتے تھے، ہم نے ان سے کئی مرتبہ حدیث سنی ہے، پھر سفیان ہنس پڑے۔

**فائدہ:** ...... ''ولا'' وہ تعلق اور رشتہ ہے جو آزاد کرنے والے اور آزاد شدہ غلام کے درمیان آزادی سے قائم ہوتا ہے۔ ظاہر ہے رشتے اور تعلقات نہ بیچے جاسکتے ہیں نہ کسی کو عطیتاً دیے جاسکتے ہیں۔ بسااوقات اس تعلق کی وجہ

(652) صحيح البخاری ، كتاب العتق ، باب بيع الولاء وهبته ، حديث: 2535۔ صحيح مسلم ، كتاب العتق ، باب النهی عن بيع الولاء وهبته ، حديث: 1506۔ سنن ابی داود ، كتاب الفرائض ، باب فی بيع الولاء ، حديث: 2919۔ سنن الترمذی ، كتاب البيوع ، باب ما جاء فی كراهية بيع الولاء وهبته ، حديث: 1236۔ سنن النسائی ، كتاب البيوع ، باب الولاء ، حديث: 4663۔ سنن ابن ماجه ، كتاب الفرائض ، باب النهی عن بيع الولاة وعن هبته ، حديث: 2747۔ مسند احمد: 2/ 9۔ سنن الدارمی: 3160۔ مؤطا امام مالك ، ص: 480۔ مصنف ابن ابی شيبة : 6/ 121 ، مصنف عبدالرزاق : 16138۔ صحيح ابن حبان: 4949۔ سنن سعيد بن منصور: 276۔

سے آزاد کرنے والے کو آزاد شدہ غلام کی وراثت بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ اس لیے جاہل لوگ یہ رشتہ بیچ دیا کرتے تھے کہ وراثت تو سنبھال لینا مجھے اتنی رقم فوراً دے دے۔ شریعت نے اس زبردستی سے منع فرمایا کہ رشتے بیچنے یا تحفتاً دینے کی چیز نہیں۔

[653]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ دِينَارٍ يَعْنِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فَكُنَّا إِذَا بَايَعْنَاهُ يُلَقِّنُنَا، فَيَقُولُ: ((فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ))

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ کی سننے اور اطاعت کرنے پر، جب ہم بیعت کرتے تو آپ ہمیں لقمہ دیتے اور فرماتے: جس چیز کی تمھیں طاقت ہو۔

[654]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، وَصَالِحُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الضَّبِّ، فَقَالَ: ((لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ))

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ سے سانڈے کے متعلق پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں۔

**فائدہ**: ......(1) سانڈا حلال ہے۔ حدیث میں مذکور الفاظ "وَلَا أُحَرِّمُهُ" اس کی صریح دلیل ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے بھی صریح ہے کہ انھوں نے ضب، یعنی سانڈے کے متعلق خود رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: "أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟" "اے اللہ کے رسول! کیا سانڈا حرام ہے؟" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا، وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِيْ، فَأَجِدُنِيْ أَعَافُهُ" "نہیں (سانڈا

(653) صحيح البخارى، كتاب الاحكام، باب كيف يبايع الامام الناس، حديث: 7202۔صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب البيعة على السمع والطاعة، حديث: 1867۔سنن ابى داود، كتاب الخراج، باب فى البيعة، حديث: 2940۔ سنن الترمذى، كتاب السير، باب ما جاء فى بيعة النبى صلى الله عليه وسلم، حديث: 1593۔ سنن النسائى، كتاب البيعة، باب البيعة فيما يستطيع الانسان، حديث: 4192۔ مسند احمد: 2/ 9۔مؤطا امام مالك، ص: 602۔ صحيح ابن حبان: 4548۔سنن الكبرى للبيهقى: 8/ 145۔

(654) صحيح البخارى، كتاب الذبائح والصيد، باب الضب، حديث: 5536۔صحيح مسلم، كتاب الصيد، باب اباحة الضب، حديث: 1943۔ سنن الترمذى، كتاب الاطعمة، باب ما جاء فى اكل الضب، حديث: 1790۔سنن النسائى، كتاب الصيد، باب الضب، حديث: 4319۔ سنن ابن ماجه، كتاب الصيد، باب الضب، حديث: 3242۔ مسند احمد: 2/ 9۔سنن الدارمى: 2021۔ مؤطا امام مالك، ص: 594۔ مسند الشافعى: 2/ 174۔ مصنف عبدالرزاق: 8674۔صحيح ابن حبان: 5265۔

حرام نہیں) لیکن یہ میری قوم کے علاقے میں نہیں تھا، اس لیے میں اس سے (طبعی طور پر) کراہت محسوس کرتا ہوں۔ (صحیح البخاري، حدیث: 5391، صحیح مسلم، حدیث: 1945) (2) معلوم ہوا حلال وطیب چیز جوطبعًا ناپسند ہو اسے کھانا ضروری نہیں۔ اس سے اس کی حلت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ طبی لحاظ سے دیکھا جائے تو ناپسند چیز کھانے سے ناخوشگوار اور منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ (3) حدیث میں لفظ "ضب" استعمال ہوا ہے۔ ہمارے ہاں عموماً اس کے معنی "گوہ" کیے جاتے ہیں لیکن جو اوصاف ضب کے بیان کیے گئے ہیں، وہ تمام کے تمام سانڈے میں بھی پائے جاتے ہیں، اس لیے درست بات یہی ہے کہ اس سے مراد سانڈا ہے، گوہ نہیں۔ واللہ اعلم۔ (4) معلوم ہوا ضب حرام نہیں ورنہ آپ کھانے سے منع فرما دیتے، بلکہ آپ کے دستر خوان پر آپ کے سامنے اسے کھایا گیا۔ باقی رہا آپ کا اسے نہ کھانا تو آپ کی طبع لطیف کا تقاضا تھا۔ آپ بہت سی ایسی چیزوں سے پرہیز فرماتے تھے جو قطعاً حلال ہیں، مثلاً: لہسن، پیاز وغیرہ۔ حلت اور حرمت الگ چیز ہے اور طبعی کراہت و ناپسندیدگی الگ چیز ہے۔

[655]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انھوں نے کہا: سفیان نے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے اپنے باپ کی روایت سے نبی ﷺ سے مثل اس کے حدیث بیان کی ہے۔

[656]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ أَوْ غَزْوَةٍ، فَأَوْفَى عَلَى فَدْفَدٍ مِنَ الْأَرْضِ، قَالَ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ، تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللهُ

سالم بن عبد اللہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ جب عمرہ یا غزوہ سے واپس لوٹتے اور بلند زمین پر چڑھتے تو کہتے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، (يُحْيِي وَيُمِيتُ)، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ، تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)) "اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اور اس کی حمد و ثناء ہے، وہ

---

(655) اسناده صحيح مرسل۔مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 77۔مصنف عبدالرزاق: 8673۔

(656) صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب التكبير اذا علا شرفا، حديث: 2995۔سنن الكبرى للنسائى: 4244۔ عمل اليوم والليلة: 540۔ مسنداحمد: 2/ 10۔مسند ابى يعلى: 5513۔معجم الكبير للطبرانى: 13196۔سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 259۔من طريق سالم عن عبدالله بن عمر۔

وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ)) زندہ کرتا اور مارتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم ان شاء اللہ لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے سچ کر دکھائے۔ اپنے بندے کی مدد کی اور گروہوں کو تنہا اس نے شکست دی۔

[657]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَقُلْ: ((إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) قِيلَ لِسُفْيَانَ: فِيهِ سَاجِدُونَ، فَقَالَ: مَا أَحْلِفُهُ وَلَا أَحْفَظُهُ

حمیدی سفیان سے روایت کرتے ہیں، وہ عبد اللہ بن عمر سے، وہ نافع سے، وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی ﷺ سے مثل اس کے روایت کرتے ہیں، اور اس میں إِنْ شَاءَ اللّٰهُ کا لفظ نہیں ہے، سفیان کو کہا گیا کہ اس حدیث میں لفظ سَاجِدُونَ بھی ذکر کیا گیا ہے تو سفیان نے کہا: نہ تو میں قسم اٹھاتا ہوں اور نہ میں نے یہ لفظ حفظ کیا ہے۔

[658]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، وَصَالِحُ بْنُ قُدَامَةَ الْجُمَحِيُّ الْمَدَنِيُّ، قَالَا: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ))

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمی اپنے تیسرے رفیق کے بغیر خفیہ بات نہ کریں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والی ہر حرکت سے اجتناب کرنا چاہیے۔ جب تین آدمیوں میں سے دو الگ ہو کر بات کریں گے تو تیسرا آدمی محسوس کرے گا کہ انھوں نے مجھے اس لائق نہیں سمجھا کہ بات چیت میں شریک کریں۔ علاوہ ازیں شیطان کے وسوسے سے یہ خیال بھی آ سکتا ہے کہ شاید یہ دونوں میرے خلاف کوئی مشورہ کر رہے ہیں۔ ایسے عمل سے پرہیز کرنا چاہیے جس کے نتیجے میں بدگمانی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

(657) صحيح البخارى، كتاب العمرة، باب ما يقول اذا رجع من الحج او العمرة، حديث: 1797۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب ما يقول اذا قفل من سفر الحج وغيره، حديث: 1344۔سنن ابى داود، كتاب الجهاد، باب فى التكبير على كل شرف فى المسير، حديث: 2770۔ سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء ما يقول عند القفول من الحج والعمرة، حديث: 950۔سنن الكبرى للنسائى: 8720۔عمل اليوم والليلة للنسائى: 540۔ مسنداحمد: 2/ 21، 63۔ مؤطا امام مالك، ص: 279۔مصنف عبدالرزاق: 9235۔من طرق عن عبيد الله بن عمر عن نافع به۔
(658) صحيح، سنن ابن ماجه، كتاب الادب، حديث: 3776۔مسنداحمد: 2/ 9۔مؤطا امام مالك، ص: 605۔ صحيح ابن حبان: 580، 582۔شرح السنة للبغوى: 3509۔من طرق عن عبدالله بن دينار به۔

[659]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بِأَحْسَنَ مِنْهُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ)) قَالَ: ((وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَنَاجَى وَهُمْ ثَلَاثَةٌ دَعَا رَابِعًا))

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو رفقاء تیسرے کو چھوڑ کر خفیہ مشورہ نہ کریں، راوی بیان کرتے ہیں: ابن عمر اگر ایسا کرنا چاہتے اور وہ تین شخص ہوتے تو چوتھے شخص کو بلا لیتے۔

[660]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ لِيَحْيَى بْنِ حَبَّانَ: أَمَا تَرَوْنَ الْقَتْلَ شَيْئًا وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ))

ابن عمر نے یحییٰ بن حبان کو فرمایا: تم باہم قتل کرنے کو کچھ نہیں سمجھتے؟ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: دو آدمی تیسرے رفیق کو علیحدہ کر کے مخفی بات چیت بھی نہ کریں۔

[661]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: ثنا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَعَاوِيُّ، قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ، فَقَلَّبْتُ الْحَصَى، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: لَا

علی بن عبدالرحمٰن معاوی نے کہا: میں نے عبداللہ بن عمر کے پہلو میں نماز پڑھتے ہوئے کنکر پلٹے، جب انھوں نے نماز کا سلام پھیرا تو فرمایا: کنکر نہ پلٹا کر، کیونکہ کنکر پلٹانا شیطان کی طرف سے ہے، اور اس طرح کیا کر جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے، میں نے کہا: آپ نے رسول

(659) صحيح البخاري، كتاب الاستئذان، باب لا يتناجى اثنان دون الثالث، حديث: 6288۔صحيح مسلم، كتاب السلام، باب مناجاة الاثنين دون الثالث، حديث: 2183۔الادب المفرد: 1168۔مسنداحمد: 2/ 17۔مؤطا امام مالك، ص: 606۔مصنف عبدالرزاق: 19807، شرح السنة : 3508۔سنن الكبرى للبيهقي: 3/ 332۔معجم الاوسط للطبراني: 2169 من طريق عن نافع به۔

(660) صحيح، معجم الصغير للطبراني: 2/ 9۔ومعجم الكبير للطبراني: 13104۔تاريخ بغداد: 11/ 265۔معجم الشيوخ الصيدادي: 1/ 76۔ من طريق القاسم بن محمد به۔

(661) صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب صفة الجلوس فى الصلاة، حديث: 580۔سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب الاشارة فى التشهد، حديث: 987۔سنن النسائى، كتاب التطبيق، باب موضع البصر فى التشهد، حديث: 1161۔ مسند احمد: 2/ 10۔مؤطا امام مالك، ص: 78۔صحيح ابن خزيمه: 712۔مسند ابى يعلىٰ: 5767۔ صحيح ابى عوانة: 2/ 224۔صحيح ابن حبان: 1942۔ سنن الكبرى للبيهقي: 2/ 130۔

تُـقَـلِّـبِ الْـحَـصَى ، فَإِنَّ تَقْلِيبَ الْحَصَى مِنَ الشَّيْـطَـانِ ، وَافْعَلْ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَـفْـعَـلُ ، قُلْتُ: وَكَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ؟ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى ، وَضَمَّ أَبُو بَكْرٍ ثَلَاثَ أَصَابِعَ وَنَصَبَ السَّبَّابَةَ ، وَوَضَـعَ يَـدَهُ الْيُسْـرَى عَـلَـى فَـخِذِهِ الْيُسْرَى وَبَسَطَهَا ،

اللہ ﷺ کو کیسے کرتے دیکھا؟ تو انھوں نے اپنی دائیں ران پر دائیاں ہاتھ رکھا۔ ابوبکر نے تین انگلیاں بند کیں اور شہادت والی انگلی اٹھائی اور اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر پھیلائے رکھا۔ تشہد میں دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کھلی رکھی جاتی ہے اور باقی ہاتھ بند رکھا جاتا ہے۔ اور انگشت شہادت سے اشارے کی صورت بنائی جاتی ہے گویا کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔ نظر اشارے پر ٹکی رہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص خلاف سنت کام کر رہا ہو تو اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔

**فائدہ:** ......سفیان نے کہا یحییٰ بن سعید بروایت مسلم اس کو بیان کیا کرتے تھے تو میں مسلم سے ملا اور اس نے مجھ سے حدیث بیان کی اور اس میں مزید یہ بیان کیا کہ اشارہ شہادت انگلی شیطان کو پگھلا کر رکھ دیتا ہے۔

[**662**]...... قَـالَ سُـفْيَانُ: وَكَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَـدَّثَـنَـاهُ، عَـنْ مُسْـلِـمٍ ، فَلَمَّا لَقِيتُ مُسْلِمًا حَـدَّثَنِيهِ ، وَزَادَ فِيهِ ، وَهِيَ مِذَبَّةُ الشَّيْطَانِ ، لَا يَسْهُـوَ أَحَـدٌ ، وَهُـوَ يَـقُـولُ: هَكَذَا ، وَنَصَبَ الْحُمَيْدِيُّ إِصْبَعَهُ ، قَالَ مُسْلِمٌ: وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ أَنَّـهُ رَأَى الْأَنْبِيَـاءَ مُمَثَّلِينَ فِي كَنِيسَةٍ فِي الشَّامِ فِـي صَلَاتِهِـمْ قَـائِـلِيـنَ: هَـكَذَا ، وَنَصَـبَ الْحُمَيْدِيُّ إِصْبَعَهُ

سفیان کہتے ہیں: اس حدیث کو یحییٰ بن سعید مسلم سے بیان کرتے تھے، جب میں مسلم سے ملا تو ان کو یہ حدیث بیان کی، اور انھوں نے اس میں یہ الفاظ زائد بیان کیے ہیں: یہ شیطان کو دور کرنے کے لیے ہے تا کہ کوئی سہو کا شکار نہ ہو، انھوں نے یہ بھی کہا: اس طرح حمیدی نے اپنی ایک انگلی کو کھڑا کیا، مسلم کہتے ہیں: ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے شام کی ایک عبادت گاہ میں کچھ انبیاء کی نماز ادا کرتے ہوئے کی تصویر دیکھی تو انھوں نے بھی اس طرح کیا ہوا تھا، حمیدی نے اپنی انگلی کھڑی کی ہوئی تھی۔

[**663**]...... حَـدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں

(662) صحيح ، مسند ابى يعلى : 5767۔ التمهيد لابن عبد البر: 196/13 .

(663) صـحيـح البخارى ، كتاب الادب ، باب من اثنى على اخيه بما يعلم ، حديث: 6062۔صحيح مسلم ، كتاب الـلباس ، باب تحريم جر الثوب خيلاء حديث: 2085۔سـنن ابى داود ، كتاب اللباس ، باب ما جاء فى اسبال ⇦⇦

قَالَ: ثنی مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْإِزَارِ مَا ذَكَرَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ إِزَارِي يَسْقُطُ مِنْ أَحَدِ شِقَّيَّ، فَقَالَ: ((إِنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ))

نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے ازار لٹکانے کے متعلق ذکر فرمایا تو ابوبکر صدیق نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میری چادر ایک طرف سے نیچے لٹک جاتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے۔

[664]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، وَثنا عَمْرٌو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ

ہم سے حمیدی نے بیان کیا: انھوں نے کہا: ہم سے سفیان نے، انھوں نے عمرو سے، انھوں نے طاؤس سے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے مثل اس کے روایت کی ہے۔

[665]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ عُبَيْدُ بْنُ جُرَيْجٍ كَانَ يَصْحَبُ ابْنَ عُمَرَ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهُ، رَأَيْتُكَ لَا تُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِكَ رَاحِلَتُكَ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ هَذِهِ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَتَوَضَّأُ فِيهَا، وَرَأَيْتُكَ لَا تَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ، وَرَأَيْتُكَ

ابن جریج نے ابن عمر سے سوال کیا: میں آپ کو کچھ وہ کام بھی کرتے دیکھتا ہوں جو میں نے آپ کے دوسرے رفقاء کو کرتے نہیں دیکھا، میں نے آپ کو دیکھا آپ تلبیہ نہیں کہتے یہاں تک کہ آپ کی سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوجائے اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ سبتی جوتے پہنتے اور ان میں وضو کرتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ صرف بیت اللہ کے ان دو رکنوں کا بوسہ لیتے ہیں او رمیں نے دیکھا کہ آپ اپنی داڑھی مہندی سے زرد کرتے ہیں۔ تو ابن عمر نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو

---

⇦⇨ الازار، حديث: 4085ـسنن النسائی، كتاب الزينة، باب اسبال الازار، حديث: 5337ـمسنداحمد: 2/ 67ـ صحيح ابن حبان: 5444ـمعجم الكبير للطبرانی: 13173ـسنن الكبرى للبيهقی: 2/ 243ـ

(664) صحيح، سنن الكبرى للبيهقی: 2/ 243ـ

(665) صحيح البخاری، كتاب الوضو، باب غسل الرجلين فی النعلين، حديث: 166ـصحيح مسلم، كتاب الحج، باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة، حديث: 1187ـسنن ابی داود، كتاب المناسك، باب فی وقت الاحرام، حديث: 1772ـسنن النسائی، كتاب الطهارة، باب الوضوء فی النعال، حديث: 117ـوكتاب مناسك الحج، باب العمل فی الاهلال، حديث: 2761ـسنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب الخضاب بالصفرة، حديث: 3626ـ شمائل ترمذی: 78ـمسنداحمد: 2/ 17، 66ـمؤطا امام مالك، ص: 226ـصحيح ابن خزيمه: 199، 2696ـ

تُصَفِّرُ لِحْيَتَكَ، فَأَجَابَهُ ابْنُ عُمَرَ، فَقَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَا يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ، وَرَأَيْتُهُ يَلْبَسُ هَذِهِ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، وَرَأَيْتُهُ لَا يَسْتَلِمُ مِنْ هَذَا الْبَيْتِ إِلَّا هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ، وَرَأَيْتُهُ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ))

دیکھا کہ آپ تلبیہ نہ کہتے یہاں تک کہ آپ کی سواری چل پڑتی، میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ سبتی نعلین پہنتے اور ان میں وضو کرتے اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ بیت اللہ کے صرف دو رکن کو بوسہ دیتے تھے، اور میں نے آپ کو اپنی داڑھی رنگین کرتے دیکھا ہے۔

**فائدہ:** ...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہر ہر عمل کو سنت رسول ﷺ کے تابع رکھا ہوا تھا۔۔ اور یہی دین وشریعت ہے اور آٹھویں ذوالحجہ کو احرام باندھنے کا عمل اور ان کا جواب اس قیاس واجتہاد پر مبنی ہے کہ نبی ﷺ میقات میں سفر حج شروع کرنے سے پہلے احرام یا تلبیہ نہ پکارتے تھے بلکہ بالکل آخری وقت میں کہتے جب اس سے چارہ نہ ہوتا۔

[666]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مُنْذُ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ سَنَةً، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: جَاءَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ مَالًا لَمْ أُصِبْ قَطُّ مِثْلَهُ، تَخَلَّصْتُ الْمِائَةَ سَهْمٍ الَّتِي بِخَيْبَرَ، وَإِنِّي قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَتَقَرَّبَ بِهَا إِلَى اللّٰهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عُمَرُ، احْبِسِ الْأَصْلَ، وَسَبِّلِ الثَّمَرَةَ))

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جناب عمر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اتنا مال حاصل ہوا ہے جتنا کبھی حاصل نہیں ہوا تھا، میرے پاس سو حصے تھے، ان کے بدلے میں میں نے حصص والوں سے خیبر سے سو حصے خریدے ہیں، میرا ارادہ ہے کہ میں ان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے (صدقہ) دے دوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اصل رکھ اور پیدوار فی سبیل اللہ دیا کر۔

**فائدہ:** ...... (1) دینی اور دنیاوی اُمور میں مشورہ کرنا ایک پسندیدہ اور مستحب عمل ہے اور اس کے لیے اصحاب علم وتقویٰ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ (2) وقف کی تعریف یہی جو رسول اللہ ﷺ نے فرما دی کہ ''اصل مال

(666) صحيح البخارى، كتاب الشروط، باب الشروط فى الوقف، حديث: 2737۔ صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب الوقف، حديث: 1632۔ سنن ابى داود، كتاب الوصايا، باب ما جاء فى الرجل يوقف الوقف، حديث: 2878۔ سنن الترمذى، كتاب الاحكام، باب فى الوقف، حديث: 1375۔ سنن النسائى، كتاب الاحباس، باب الاحباس كيف يكتب الحبس، حديث: 3629۔ سنن ابن ماجه، كتاب الصدقات، باب من وقف حديث: 2397۔ مسند احمد: 2/ 114، 156۔ صحيح ابن خزيمه: 2483۔ سنن الدارقطنى: 4/ 186۔ صحيح ابن حبان: 4901، سنن الكبرى للبيهقى: 158، 6/ 159۔

کو محفوظ رکھتے ہوئے اس کی آمدنی کو صدقہ کر دیا جائے۔ اصل مال اور اس کے متولی کے متعلق واضح شرطوں کا تعین کر دینا بھی لازمی ہے۔ (3) قیمتی مال کا وقف کرنا اور صدقہ کرنا ازحد افضل عمل ہے تاکہ موت کے بعد دیر تک عمل خیر جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾(آل عمران: 92) تم جب تک اپنی محبوب چیزوں سے خرچ نہیں کرو گے نیکی کا اعلیٰ مقام نہیں پا سکو گے۔ (4) متولی کے لیے ضروری ہے کہ دیندار، متقی اور محنتی ہو، حیلے بہانے سے مال ضائع کرنے اور کھانے کھلانے والا نہ ہو۔ ضرورت کے مطابق اپنی ذات اور مہمانوں کے لیے خرچ کر سکتا ہے۔ (5) وصیت اور وقف نامہ تحریر ہونا چاہیے جس پر گواہ بھی ہوں۔ تاکہ بے جا تصرف اور ضیاع سے حتی الامکان حفاظت رہے۔

[**667**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي أَصْحَابِ الْحِجْرِ: ((لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الَّذِينَ عُذِّبُوا إِلَّا أَنْتُمْ بَاكُونَ، وَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ))

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اصحاب حجر کے بارے میں فرمایا: جب تم ان عذاب یافتہ لوگوں کے علاقوں میں جاؤ تو روتے ہوئے جاؤ اور اگر تم روتے ہوئے نہ جاؤ تو ہرگز نہ جاؤ، مجھے خوف ہے کہ تمہیں بھی وہی عذاب آ گھیرے گا جو ان پر آیا تھا۔

**فائدہ**: ...... رسول اللہ ﷺ نے ایسی جگہ پر پڑاؤ نہیں کیا بلکہ اپنا سر جھکا لیا اور جلدی جلدی چلنے لگے تا آنکہ اس وادی کو عبور کر لیا۔ (صحیح البخاری: 4419) نیز عذاب والی جگہوں پر نماز پڑھانا بھی درست نہیں۔

[**668**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو

(667) صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب فی مواضع الخسف والعذاب، حديث: 433ـ صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب لا تدخلوا مساكين الذين ظلموا، حديث: 2980ـ سنن الكبرى للنسائی: 11274ـ مسند احمد: 2/ 9ـ مسند عبد بن حميد: 798ـ صحيح ابن حبان: 6200ـ سنن الكبرى للبيهقی: 2/ 451ـ شرح السنة: 4166ـ

(668) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب البيعان بالخيار مالم يتفرقا، حديث: 2111ـ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، حديث: 1531ـ سنن ابی داود، كتاب الاجارة، باب فی خيار المجلس، حديث: 3454ـ سنن الترمذی، كتاب البيوع، باب ما جاء البيعان بالخيار مالم يتفرقا، حديث: 1245ـ سنن النسائی، كتاب البيوع، باب ذكر الاختلاف على نافع فی لفظ حديثه، حديث: 4473ـ سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب البيعان بالخيار مالم يتفرقا، حديث: 2181ـ مسنداحمد: 1/ 56، 2/ 4ـ مؤطا امام مالك، ص: 414، مسند ابی يعلى: 5822ـ صحيح ابن حبان: 4915ـ من طريق نافع به۔

قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ ، قَالَ: أَتَيْتُ نَافِعًا وَطَرَحَ حَقِيبَةً ، فَجَلَسْتُ عَلَيْهَا فَأَمْلَى عَلَيَّ فِي أَلْوَاحِي ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَبَايَعَ الْمُتَبَايِعَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا ، أَوْ يَكُونَ بَيْعُهُمَا عَلَى خِيَارٍ)) قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ ((إِذَا ابْتَاعَ الْبَيْعَ فَأَرَادَ أَنْ يَجِبَ لَهُ مَشَى قَلِيلًا ثُمَّ رَجَعَ))

آدمی بیع شرئی کرتے ہیں تو ہر ایک کو اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یا ان کے درمیان بیع خیار نہ ہو، راوی نے کہا: ابن عمر جب کوئی سودا کرتے اور بیع کو اپنے لیے مکمل کرنا چاہتے تو چند قدموں تک مجلس سے چلے جاتے اور پھر لوٹ کر آتے تھے۔

[669]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْبَائِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا ، أَوْ يَكُونُ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ ، فَإِذَا كَانَ عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ))

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو تاجر اختیار رکھتے ہیں جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یا ان کے درمیان بیع خیار نہ ہو، جب بیع خیار ہو تو بیع لازم ہوئی (اختیار باقی ہوگا)۔

**فائدہ**: ......خیار کی بہت سی اقسام ہیں مگر ان میں سے ایک قسم کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ خیار مجلس: اس کا مطلب ہے جب تک فریقین اس مقام پر موجود ہیں جہاں بیع ہوئی ہے، ان میں سے ہر ایک کو بیع ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا" (صحیح بخاری : 2079)

بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شارع ﷺ نے بیع میں خیارِ مجلس کو فریقین کے فائدے اور مکمل رضامندی جو اللہ تعالیٰ نے بیع کے لیے ایک شرط کے طور پر بیان کی ہے کے لیے رکھا ہے، کیونکہ عموماً بیع جلد بازی میں غور وفکر کے بغیر ہی ہوجاتی ہے، لہٰذا یہ شریعتِ کاملہ کی خوبیوں میں سے ہے کہ اس نے ایک حد (جب تک دونوں فریق بیع کی جگہ موجود

---

(669) صحیح البخاری ، کتاب البیوع ، باب اذا کان البائع بالخیار هل یجوز البیع ، حدیث: 2113۔صحیح مسلم ، کتاب البیوع ، باب ثبوت خیار المجلس للمتبایعین ، حدیث: 1531۔سنن النسائی ، کتاب البیوع ، باب ذکر الاختلاف علی عبداللّٰہ بن دینار ، حدیث: 4485۔مسند احمد : 2/ 9۔صحیح ابن حبان: 4913۔سنن الکبری للبیهقی : 5/ 269۔ من طریق عبداللّٰہ بن دینار به۔

ہیں) مقرر کر دی ہے جس میں دونوں فریق اپنے فیصلے پر غور و فکر اور نظر ثانی کر لیں۔ (اعلام الموقعین : 164/3)

صحیح بخاری میں ہے: "كُلُّ بَيْعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ" (رقم الحدیث:2113)

خرید و فروخت کرنے والوں کے درمیان بیع (لازم) نہیں ہوگی یہاں تک وہ جدا ہو جائیں سوائے اس بیع کے جس میں وہ ایک دوسرے کو اختیار دے دیں۔

[670]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكَ الْيَهُودِيُّ، فَإِنَّمَا يَقُولُ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقُلْ: عَلَيْكَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ: فَكَانَ رَجُلٌ يَهُودِيٌّ ثُمَّ أَسْلَمَ، وَكَانَ يُسَلِّمُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ، فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، إِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِ لَا يَزِيدُ إِذَا رَدَّ عَلَيْهِ أَنْ يَقُولَ: عَلَيْكَ، فَيَقُولُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ، فَلَا يَزِيدُهُ عَلَى أَنْ يَقُولَ: عَلَيْكَ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم پر یہودی لوگ سلام کہیں تو وہ اس طرح کہتے ہیں: السام علیک، تو تم کہو: علیک، عبداللہ بن دینار نے کہا: ایک یہودی جو بعد میں مسلمان ہوا وہ ابن عمر کو سلام کہا کرتا تھا، وہ ابن عمر کو سلام کہتا تو ابن عمر اتنا کہتے: وعلیک، جب بھی اس کو جواب دیتے اتنا ہی کہتے تو وہ کہتا: اے ابو عبدالرحمٰن! میں تو اب مسلمان ہو چکا ہوں تو ابن عمر زیادہ نہ کرتے، صرف وعلیک ہی کہتے۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم سلام کہے تو جواب میں صرف "وعلیک" کہنا چاہیے، اور غیر مسلم کو سلام میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔

[671]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جناب عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ

(670) صحيح البخارى، كتاب الاستئذان، باب كيف الرد على اهل الذمة، حديث: 6257ـ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب النهى عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام، حديث: 2164ـ سنن ابى داود، كتاب الادب، باب فى السلام على اهل الذمة، حديث: 5206ـ سنن الترمذى، كتاب السير، باب ماجاء فى التسليم على اهل الكتاب، حديث: 1603ـ سنن الكبرى للنسائى: 10211ـ عمل اليوم والليلة: 379ـ مسند احمد: 2/ 9ـ سنن الدارمى: 2638ـ مؤطا امام مالك، ص: 588ـ صحيح ابن حبان: 502ـ

(671) صحيح البخارى، كتاب الغسل، باب الجنب يتوضا ثم ينام، حديث: 290ـ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب، حديث: 306ـ سنن ابى داود، كتاب الطهارة، باب فى الجنب ينام، حديث: 221ـ سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب وضوء الجنب وغسل ذكره، حديث: 261ـ مسنداحمد: 2/ 46، 64ـ مؤطا امام مالك، ص: 57ـ سنن الدارمى: 762ـ صحيح ابن خزيمه: 212ـ صحيح ابن حبان: 1212ـ مسند الطيالسى: 17ـ

قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: سَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ وَيَطْعَمُ إِنْ شَاءَ))

سے سوال کیا: ہم میں سے کوئی آدمی جنابت کی حالت میں سوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جب وضو کر لے، چاہے تو کھا بھی سکتا ہے۔

**فائدہ**: ......اس سے ثابت ہوا کہ جنبی حالت جنابت میں سونے سے پہلے وضو کرے۔ یاد رہے کہ وضو مستحب ہے۔

[672]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي قُبَاءَ مَاشِيًا وَرَاكِبًا كُلَّ سَبْتٍ)) وَرَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا كُلَّ سَبْتٍ .

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو قباء تک پیادہ اور سوار ہو کر جاتے دیکھا ہے۔ راوی نے کہا: میں نے ابن عمر کو ہر ہفتے قباء کی طرف سوار اور پیادہ چلتے دیکھا ہے۔

[673]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: هَذِهِ الْبَيْدَاءُ الَّتِي تَكْذِبُونَ فِيهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ ((مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ مقام بیداء وہ ہے جس کے متعلق تم لوگ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولتے ہو، اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد ذوالحلیفہ ہی سے احرام باندھتے دیکھا ہے۔

(672) صحيح البخارى، كتاب الاعتصام، باب ما ذكر النبى صلى الله عليه وسلم وحض على اتفاق اهل العلم، حديث: 7326، 1193- صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل مسجد قباء وفضل الصلاة فيه، حديث: 1399- سنن النسائى، كتاب المساجد، باب فضل مسجد قباء، حدييث: 699-مسنداحمد: 2/ 30، 58-صحيح ابن حبان: 1630-من طريق عبدالله بن دينار به-صحيح البخارى: 1194-صحيح مسلم: 1399-سنن ابى داود، كتاب المناسك، با ب فى تحريم المدينة، حديث: 2040-من طريق نافع عن ابن عمر-

(673) صحيح البخارى، كتاب الحج، باب الاهلال عند مسجد ذى الحليفة، حديث: 1541-صحيح مسلم، كتاب الحج، باب امر اهل المدينة بالاحرام من عند مسجدذى الحليفة، حديث: 1186-سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب فى وقت الاحرام، حديث: 1771-سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء من اى موضع احرم النبى صلى الله عليه وسلم، حديث: 818-سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب العمل فى الاهلال، حديث: 2759- مسنداحمد: 2/ 10-مؤطا امام مالك، ص: 225-صحيح ابن خزيمه: 2611- صحيح ابن حبان: 3762-

مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَيْفَةِ)).

فائدہ: ...... نبی کریم ﷺ نے مسجد میں ہی تلبیہ کہا تھا پھر آپ ﷺ سواری پر سوار ہو گئے اور سواری پر بیٹھ کر بھی تلبیہ کہا تو سننے والوں نے سواری کے وقت تلبیہ کا ذکر کیا پھر جب آپ میدان بیداء کی چڑھائی پر پہنچے تو تلبیہ کہا اس کے بعد جس نے آپ کو جس حالت میں دیکھا اسے بیان کر دیا۔ (فتح الباری: 3/505)

[674]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لا شَرِيكَ لَكَ)) قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيدُ، فَيَقُولُ: ((لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، لَبَّيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ، أَوْ فِي يَدَيْكَ))، كَذَا كَانَ يَقُولُ سُفْيَانُ: ((لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، حمد وثنا اور نعمت تیری ہی ہے اور بادشاہی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔ راوی نے کہا: عبداللہ بن عمر یہ الفاظ زائد بھی کہتے تھے۔ حاضر خدمت' حاضر خدمت' حاضر خدمت' ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ سفیان کہتے ہیں: وہ یہ بھی کہتے: حاضر خدمت ہوں رغبت تیری طرف ہے، عمل تیرے لیے ہے۔

فائدہ: ...... سوال: ...... کیا حج وعمرہ میں کہے جانے والے معروف تلبیہ میں اضافہ کرنا جائز ہے؟

جواب: الحمد للہ: رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا: "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لاَ شَرِيكَ لَكَ" [حاضر ہوں یا اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک تعریف اور نعمتیں تیرے لیے ہی ہیں، اور تیری ہی بادشاہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے] آپ ان کلمات سے زیادہ کچھ نہیں کہتے تھے) بخاری: (5915) مسلم: (1184)

رسول اللہ ﷺ سے تلبیہ کے یہ الفاظ منقول ہیں: "لَبَّيْكَ إِلَـهَ الْحَق لبيكِ" [اے سچے معبود میں حاضر ہوں] (احمد (2/341) البانی رحمہ اللہ نے اسے سلسلہ صحیحہ (2146) میں صحیح کہا ہے۔

(674) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب التلبية، حديث: 1549۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب التلبية وصفتها، حديث: 1184۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب كيف التلبية، حديث: 1812۔ سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء فی التلبية، حديث: 825۔ سنن النسائی كتاب مناسك الحج، باب كيف التلبية، حديث: 275۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، حديث: 2918۔ مسنداحمد: 2/ 34۔ مؤطا امام مالك، ص: 225۔ سنن الدارمی: 1815۔ صحيح ابن خزيمه: 2621۔ صحيح ابن حبان: 3799۔ مسندابی يعلٰی: 5804۔ سنن الكبری للبيهقی: 5/ 44۔

کچھ صحابہ کرام سے ان الفاظ میں کچھ اضافہ بھی ثابت ہے۔ چنانچہ نافع کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تلبیہ میں کہا کرتے تھے: "لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ، وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ ، لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ" "میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تجھ سے سعادت مندی حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوں، ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھ میں ہے، میں حاضر ہوں، ثواب کے لیے رغبت صرف تیری طرف ہے اور عمل بھی تیرے لیے ہی ہے۔" (مسلم: 1184)

اور مصنف ابن ابی شیبہ (4/283) میں مسور بن مخرمہ کہتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ کا تلبیہ اس طرح ہوتا تھا: "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ، لاَ شَرِيكَ لَكَ ، لَبَّيْكَ مَرْغُوْبًا أَوْ مَرْهُوْبًا ، لَبَّيْكَ ذَا النَّعْمَاءِ وَالْفَضْلِ الْحَسَنِ" "حاضر ہوں یا اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک تعریف اور نعمتیں تیرے لیے ہی ہیں، اور تیری ہی بادشاہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے، تیری رحمت سے پر امید ہو کر اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے حاضر ہوں، میں حاضر ہوں نعمتوں، اور فضل واحسان کرنے والے۔"

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تلبیہ کے الفاظ میں اضافے پر نہیں ٹوکا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ جائز ہیں۔

چنانچہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ توحید پر مشتمل تلبیہ "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ، لا شَرِيكَ لَكَ" [حاضر ہوں یا اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک تعریف اور نعمتیں تیرے لیے ہی ہیں، اور تیری ہی بادشاہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے] کہا، اور لوگوں نے بھی اپنے اپنے الفاظ میں تلبیہ کہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے الفاظ کو مسترد نہیں فرمایا، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے انہی الفاظ میں تلبیہ کہتے رہے۔ (مسلم: 1218)

چنانچہ حدیث کے ان مجموعی الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت تلبیہ کا اہتمام کرنا افضل ہے، اور اگر کوئی شخص صحابہ کرام سے منقول الفاظ یا کسی اور کے [شرعی طور پر جائز] الفاظ کو تلبیہ میں شامل کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ تلبیہ کے الفاظ ذکر کرنے کے بعد کہا ہے:

احرام باندھنے والے شخص کا تلبیہ انہی الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے، ان میں کمی زیادتی نہ کرے، تاہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ہریرہ کے نقل کردہ الفاظ [یعنی: لَبَّيْكَ إِلَهَ الْحَقِّ] کو شامل کرنے کی گنجائش ہے؛ کیونکہ ان الفاظ کا مطلب بھی تلبیہ والا ہی ہے، کیونکہ اس میں بھی تلبیہ اور حاضر ہونے کے معنی پائے جاتے ہیں، تو ان الفاظ کو کہہ کر اسی بات کا اظہار ہوتا ہے کہ اس نے سچے معبود کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے حاضری دی ہے۔ تاہم تلبیہ کے متعلق کسی پر سختی نہیں کرنی چاہیے،

جیسے کہ ابن عمر اور دیگر صحابہ کرام نے تعظیم الٰہی پر مشتمل الفاظ تلبیہ کے طور پر کہے ہیں، اور ساتھ میں دعائیہ الفاظ بھی شامل کیے ہیں، لیکن میرے نزدیک پسندیدہ عمل یہی ہے کہ جو الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں انہی پر اکتفا کیا جائے اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ الفاظ کے علاوہ کوئی اضافہ نہ کرے، اور جب تلبیہ بند کر دے تو پھر اللہ کی عظمت بیان کرے اور دعائیں مانگے۔ انتہی مختصراً (الأم : 2/ 169-170)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''مسئلہ: جابر رضی اللہ عنہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کردہ تلبیہ کے الفاظ میں ہم اضافہ کر سکتے ہیں؟ اس کے جواب میں ہم کہیں گے: ہاں کر سکتے ہیں، کیونکہ امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تلبیہ میں فرمایا تھا: ( لَبَّيْكَ إِلَهَ الْحَقِّ ) [اے سچے معبود میں حاضر ہوں] یہاں "إِلَهَ الْحَقِّ" موصوف کو صفت کی طرف مضاف کیا گیا ہے، مطلب یہ ہے کہ: حاضر ہوں، تو ہی معبود برحق ہے۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے تلبیہ میں اضافہ کرتے ہوئے کہا کرتے تھے: "لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ، وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ ، لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ" اس لیے اگر کوئی انسان اس طرح کے الفاظ کا تلبیہ میں اضافہ کر لے تو ہمیں امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا، لیکن بہتر یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ الفاظ کا التزام کیا جائے۔انتهى (الشرح الممتع " : 7/ 111)

شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: تلبیہ کے مسنون الفاظ میں اضافہ کرنا جائز ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے تلبیہ کے مختلف الفاظ سنا کرتے تھے اور آپ ان میں سے کسی کو ٹوکتے نہیں تھے، صحابہ کرام کی طرف سے اضافہ شدہ الفاظ میں سے کچھ یہ ہیں: "لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ، وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ ، نَحْنُ عِبَادُكَ الْوَافِدُوْنَ إِلَيْكَ ، اَلرَّاغِبُوْنَ فِيْمَا لَدَيْكَ" اسی طرح: "لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ " ایسے ہی "لَبَّيْكَ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ" یا پھر: "لَبَّيْكَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَرِقًّا"

اس طرح کے تمام الفاظ جائز ہیں کیونکہ ان الفاظ میں انسان نیک اعمال کا اللہ تعالیٰ سے وعدہ اور عہد کرتا ہے، اور انہی پر گامزن رہنے کا عزم ظاہر کرتا ہے، اسی طرح ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی شایان شان حمد وثنا بھی ہے، کیونکہ خیر وہ دیتا ہے، اسی سے خیر حاصل ہوتی ہے، وہ عطا کرنے والا ہے، اس کے ہاں شر نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص اس طرح کا تلبیہ کہتا ہے تو ان شاء اللہ اس کی عبادت قبول ہوگی، اور اللہ تعالیٰ اسے بقیہ زندگی میں بھی محفوظ رکھے گا۔ انتہی (شرح عمدۃ الاحکام) واللہ اعلم (اسلام سوال جواب: 220989)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی تلبیہ میں اضافے کو جائز قرار دیا ہے۔ (حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص 54)

[675]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ، مَا سَرَى رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ أَبَدًا)).

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تنہا سفر کرنے کے متعلق جو کچھ میں جانتا ہوں اگر لوگ اس کو جان جائیں تو کوئی بھی رات کو تنہا سفر نہ کرے۔

فائدہ: ...... رات کو اکیلا سفر کرنا مکروہ ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے۔ لیکن بامر مجبوری یا جنگی حالات میں اکیلے سفر کرنا درست ہے۔ (صحيح البخاری : 2997)

[676]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ مُنْقِذًا سُفِعَ فِي رَأْسِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَأْمُومَةً، فَخَبَلَتْ لِسَانَهُ، وَكَانَ إِذَا بَايَعَ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بَايِعْ وَقُلْ: لَا خِلَابَةَ، ثُمَّ أَنْتَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثًا، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَسَمِعْتُهُ يُبَايِعُ، وَيَقُولُ: لَا خِذَابَةَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منقذ بن عمرو کو اسلام سے قبل سر میں چوٹ آئی اور خون نکلا، اس حادثہ سے وہ گونگے ہو گئے، وہ تجارت کرتے تو تجارت میں دھوکا کھا جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تو بیع کرتے وقت کہہ دیا کر کہ کوئی دھوکا نہ ہوگا، پھر تجھے تین دن کا اختیار ہے، ابن عمر نے فرمایا: میں نے اس کو سودا کرتے وقت سنا کہ وہ کہتا تھا کہ دھوکا نہیں ہے۔

فائدہ: ...... اس تنبیہ کے باوجود اگر کوئی دھوکا دیتا ہے تو سودا کرنے والے آدمی کو اختیار ہے کہ وہ تین دن تک واپس کر دے۔

---

(675) صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب السير وحده، حديث: 2998۔سنن الترمذی، كتاب الجهاد، باب ما جاء فی كراهية ان يسافر الرجل وحده، حديث: 1673۔سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب كراهية الوحدة، حديث: 3768۔ سنن الكبرى للبيهقی: 8851۔مسند احمد : 2/ 86۔سنن الدارمی: 2682۔صحيح ابن خزيمه: 2569۔ مستدرك للحاكم: 2/ 101۔سنن الكبرى للبيهقی: 5/ 257۔ صحيح ابن حبان: 2704۔

(676) صحيح البخاری، كتاب الاستقراض، باب ما ينهى عن اضاعة المال، حديث: 2407۔صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب من يخدع فی البيوع حديث: 1533۔سنن ابی داود، كتاب الاجارة، باب فی الرجل يقول فی البيع لا خلابة، حديث: 3500۔سنن النسائی، كتاب البيوع، باب الخديعة فی البيوع، حديث: 4489۔مسند احمد: 2/ 129۔ مؤطا امام مالك ص: 422۔سنن الدارقطنی : 54، 3/ 55۔مستدرك للحاكم: 2/ 22۔سنن الكبرى للبيهقی: 5/ 273۔

[677]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((تَجِدُونَ النَّاسَ كَإِبِلٍ مِائَةٍ لَيْسَ فِيهَا رَاحِلَةٌ)).

سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کو اونٹ کی مانند پاؤ گے، جن میں سے کوئی بھی سواری کے قابل نہیں ہے۔

[678]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ، وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا)).

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی دوسرے کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے، بلکہ کشادگی اور وسعت پیدا کیا کرو۔

[679]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَمُرُّ بِشَجَرَةٍ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَظِلُّ فِيهَا فَيَحْمِلُ لَهَا الْمَاءَ مِنَ الْمَكَانِ الْبَعِيدِ حَتَّى يَصُبَّهُ تَحْتَهَا)).

ابن عمر رضی اللہ عنہ مکہ اور مدینہ کے درمیان جب کسی ایسے درخت کے پاس سے گزرتے جس کے سائے میں نبی ﷺ بیٹھے ہوں تو ابن عمر دور سے پانی اٹھا لاتے اور اس درخت کی جڑ میں ڈال دیتے۔

---

(677) صحيح البخارى، كتاب الرقاق، باب رفع الامانة، حديث: 6498ـ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب قوله ﷺ الناس كابل مائة، حديث: 2547ـ سنن الترمذى، كتاب الامثال، حديث: 2872، 2873ـ مسند احمد: 2/ 7، 88ـ مسند عبد بن حميد: 724ـ الزهد لابن المبارك: 186ـ مسند ابى يعلىٰ: 5436ـ صحيح ابن حبان: 5797ـ معجم الكبير للطبرانى: 13105ـ سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 19ـ

(678) صحيح البخارى، كتاب الاستئذان، باب (اذا قيل لكم تفسحوا فى المجالس)، حديث: 6269، 6270)ـ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم اقامة الرجل من موضعه المباح، حديث: 2177ـ سنن الترمذى، كتاب الادب، حديث: 2749ـ مسنداحمد: 2/ 16ـ سنن الدارمى: 2656ـ صحيح ابن خزيمه: 1822ـ الادب المفرد للبخارى: 1140ـ صحيح ابن حبان: 586ـ سنن الكبرى للبيهقى: 3/ 233ـ

(679) صحيح، صحيح ابن حبان: 7074ـ مسند البزار، الكشف: 129ـ

(680) صحيح البخارى، كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، حديث: 582ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الاوقات التى نهى عن الصلاة فيها، حديث: 828ـ سنن النسائى، كتاب المواقيت، باب النهى عن الصلاة عندطلوع الشمس حديث: 564ـ مسنداحمد: 2/ 33ـ مؤطا امام مالك، ص: 157ـ مسند الشافعى: 1/ 55ـ صحيح ابن حبان: 1548ـ سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 453ـ

[680]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَمْ مَرَّةٍ، قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: لَسْتُ أَنْهَى أَحَدًا صَلَّى أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، وَلٰكِنِّي إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابِي يَفْعَلُونَ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ، وَلَا غُرُوبَهَا))، قِيلَ لِسُفْيَانَ: هٰذَا يُرْوَى عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: ((مَا سَمِعْتُ هِشَامًا ذَكَرَهُ قَطُّ)).

نافع نے کہا: میں نے عبداللہ بن عمر سے سنا وہ فرمارہے تھے :میں کسی کونہیں روکتا کہ وہ رات دن میں سے کسی بھی وقت نماز نہ پڑھے،مگر میں وہی کرتاہوں جیسا کہ میں نے اپنے اصحاب کو کرتے دیکھاہے، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز نہ پڑھو۔سفیان سے کہا گیا:یہ روایت ہشام سے مروی ہے،تو انھوں نے کہا:میں نے ہشام کواس کا ذکر کرتے کبھی نہیں سنا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں نماز پڑھنے کے دوممنوع اوقات بیان کیے گئے ہیں ۔(1) طلوع شمس کا وقت ۔(2) غروب شمس کا وقت ۔(3) تیسرا وقت جس میں نماز پڑھنا منع ہے وہ ہے جب سورج سر پر ہو(زوال)۔

[681]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ عَلَى الصَّفَا فِي مَكَانٍ أَظُنُّ ذٰلِكَ: ((وَاللّٰهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُومُ فِيهِ)).

نافع نے کہا: میں نے ابن عمر کوصفا پر کہتے سنا: اللہ کی قسم میرا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی جگہ قیام فرمایا تھا۔

[682]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ اعْتَمَرَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، أَيَقَعُ بِامْرَأَتِهِ؟ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: ((قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَطَافَ

عمرو بن دینار نے کہا: ہم نے ابن عمر سے پوچھا: جوشخص عمرہ کرتے وقت سات بار بیت اللہ کا طواف کرے اور صفاو مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو وہ اپنی بیوی کے پاس جاسکتا ہے؟ ابن عمر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سات بار بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دورکعات

(681) اسناده ضعيف، ابن جریج مدلس ہے اور سماع کی تصریح نہیں ہے۔

(682) صحيح البخاری، كتاب العمرة، باب متى يحل المعتمر، حديث: 1793، 1794۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب ما يلزم من احرم بالحج، حديث: 1334۔سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب طواف من اهل بعمرة، حديث: 2933۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، حديث: 2959۔ مسند احمد: 2/ 15۔ سنن الدارمی: 1937۔صحيح ابن خزيمه: 2760۔مسند ابی يعلٰی: 5627۔سنن الكبری للبيهقی: 5/ 97۔

بِالْبَيْتِ سَبْعًا ، وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ، وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ)) وَقَالَ: وَاللّٰهِ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب: 21]

پڑھیں اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کی ہے اور اللہ کا ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''تحقیق تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ میں اچھا نمونہ ہے۔''

[683]...... قَالَ عَمْرٌو: وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ، فَقَالَ: ((لَا يَقْرَبُهَا حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ))

عمرو بن دینار نے کہا: ہم نے جابر بن عبداللہ سے سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: وہ شخص عورت کے قریب نہ جائے یہاں تک کہ صفا ومروہ کے درمیان طواف کرے۔

**فائدہ**: ......اس سے ثابت ہوا کہ عمرہ کے دوران مرد پر جماع حرام ہے، عمرہ مکمل کرنے کے بعد احرام کی پابندیوں سے آزاد ہوجاتا ہے تب بیوی سے جماع جائز ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اپنے احرام کو عمرہ میں بدل لیں، طواف کریں، پھر بال چھوٹے کرائیں اور احرام کی پابندیوں سے آزاد ہوجائیں۔ (صحیح البخاری ، قبل ح: 1791) اس میں طواف سے مراد بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی دونوں ہیں۔ جیسا کہ مسند حمیدی (683) میں وضاحت ہے۔

[684]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ: إِنَّ أَبَا نَهِيكٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيرًا ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)) فَقَالَ الرَّجُلُ: ((أَمَّا أَنَا فَأُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ مکہ والوں میں ابونھیک نامی آدمی ہے جو بہت زیادہ کھانا کھاتا ہے، تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے، تو اس آدمی نے کہا: میں تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔

**فائدہ**: ......علماء نے اس کی مختلف توجیہات کی ہیں (1) مومن اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانا شروع کرتا ہے

---

(683) صحیح البخاری : 1794۔ مسند احمد : 309/3 وانظر الحدیث السابق .

(684) صحیح البخاری ، کتاب الاطعمة ، باب المؤمن یاکل فی معی واحد ، حدیث: 5395۔ مسند ابی یعلٰی : 5633۔ صحیح ابی عوانة: 427، 5/ 428۔ من طریق عمرو بن دینار به۔ صحیح البخاری: 5394۔ صحیح مسلم ، کتاب الاشربة ، باب المؤمن یاکل فی معی واحد ، حدیث: 2060۔ سنن الترمذی: 1818۔ سنن ابن ماجه: 3257۔ سنن الکبری للنسائی: 6771۔ مسند احمد: 2/ 21۔ سنن الدارمی: 2047۔ من طریق نافع عن ابن عمر۔

اس لیے کھانے کی مقدار اگر کم ہے تب بھی اسے آسودگی ہو جاتی ہے اور کافر چونکہ اللہ تعالیٰ کا نام لیے بغیر کھاتا ہے اس لیے اسے آسودگی نہیں ہوتی، خواہ کھانے کی مقدار زیادہ ہو یا کم، (2) مومن دنیاوی حرص وطمع سے اپنے آپ کو دور رکھتا ہے، اسی لیے کم کھاتا ہے۔ جبکہ کافر حصول دنیا کا حریص ہوتا اسی لیے زیادہ کھاتا ہے۔ (3) مومن آخرت کے خوف سے سرشار رہتا ہے اسی لیے وہ کم کھا کر بھی آسودہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ کافر آخرت سے بے نیاز ہو کر زندگی گزارتا ہے، اسی لیے وہ بے نیاز ہو کر کھاتا ہے۔ پھر بھی آسودہ نہیں ہوتا۔

[**685**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ كَانَ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ، فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا فَإِنَّهُ يَقُومُ عَلَيْهِ بِأَعْلَى الْقِيمَةِ))، أَوْ قَالَ: ((قِيمَةُ عَدْلٍ لَا وَكْسٍ، وَلَا شَطَطٍ ثُمَّ يَغْرُمُ لِصَاحِبِهِ حِصَّتَهُ ثُمَّ يُعْتَقُ))، قَالَ سُفْيَانُ: ((كَانَ عَمْرٌو يَشُكُّ فِيهِ هَكَذَا)).

سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو پس اگر وہ خوشحال ہو، تو دو انصاف والے قیمت لگائیں نہ کم نہ زیادہ، پھر وہ اپنے شریک کا حصہ ادا کر کے کل غلام کو خود آزاد کر دے۔ سفیان کہتے ہیں: عمرو اس روایت میں اسی طرح شک کے ساتھ بیان کرتے تھے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غلامی تقسیم ہو سکتی ہے۔ ایک غلام کئی لوگ مل کر خریدتے تھے۔ اگر کوئی اپنا حصہ آزاد کرنا چاہتا تو اس کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے غلام کی صحیح قیمت تجویز کی جائے پھر اگر آزاد کرنے والا مال دار ہے تو باقی شرکاء کو ان کے حصص کے مطابق قیمت ادا کرے اس طرح وہ غلام مکمل طور پر آزاد ہوگا۔ اگر وہ شخص مال دار نہیں ہے تو پھر صرف اسی کا حصہ آزاد ہوگا، مکمل طور پر آزاد نہیں ہوگا۔

[**686**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو متلاعنین

---

(685) صحيح البخاری، كتاب العتق، باب اذا اعتق عبدا بين اثنين، حديث: 2521۔صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب من اعتق شركا له فى عبد، حديث: 1501۔سنن ابى داود، كتاب العتق، باب فيمن روى انه لا يستسعى، حديث: 3947۔ سنن الترمذى، كتاب الاحكام، باب ما جاء فى العبد يكون بين الرجلين، حديث: 1347۔ سنن النسائى، كتاب البيوع، باب الشركة بغير مال، حديث: 4702۔سنن الكبرى للنسائى : 49341۔مسند احمد: 2/ 11۔مسند الشافعى: 2/ 66۔سنن الكبرى للبيهقى: 10/ 275۔

(686) صحيح البخارى، كتاب الطلاق، باب قول الامام للمتلاعنين ان احدكما كاذب، حديث: 5312۔صحيح مسلم، كتاب اللعان، حديث: 1493۔سنن النسائى، كتاب الطلاق، باب اجتماع المتلاعنين، حديث: 3506۔⇦⇦

قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ: ((حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ، أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا))، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَالِي مَالِي قَالَ: لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَلِكَ أَبْعَدُ لَكَ مِنْهُ، أَوْ قَالَ: مِنْهَا .

(لعان کرنے والے) سے فرماتے سنا: تم دونوں کا حساب اللہ کے ذمہ ہے، تم دونوں میں سے ایک یقیناً جھوٹا ہے، اے مرد! اس عورت پر تیرا کوئی حق نہ رہا، تو اس نے کہا: یا رسول اللہ! میرا مال' میرا مال، آپ نے فرمایا: تیرا مال نہیں ہے، اگر تو نے اس پر سچ کہا ہے تو تو نے اس سے حلال فائدہ بھی اٹھایا ہے اور اگر تو نے اس پر جھوٹ بولا ہے تو یہ تیرے لیے مزید ناپسندیدہ امر ہے۔

[**687**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، يَقُولُ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَجُلٌ لَاعَنَ امْرَأَتَهُ، فَقَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ بِيَدِهِ هَكَذَا بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى: ((فَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي عَجْلَانَ))، وَقَالَ: ((اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟))، قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ أَيُّوبُ حَدَّثَنَاهُ أَوَّلًا فِي مَجْلِسِ عَمْرٍو، ثُمَّ حَدَّثَ عَمْرٌو بِحَدِيثِهِ هَذَا، فَقَالَ لَهُ أَيُّوبُ: أَنْتَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَحْسَنُ لَهُ حَدِيثًا مِنِّي .

سعید بن جبیر کہتے ہیں: میں نے ابن عمر کو کہا: اے ابوعبد الرحمٰن! جو شخص اپنی بیوی سے لعان کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ تو ابن عمر نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بنو عجلان کے دو آدمیوں کے درمیان تفریق کر دی تھی اور فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ ایک تم میں سے جھوٹا ہے، تو کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے؟ سفیان نے کہا: پہلے ایوب نے ہمیں یہ روایت عمرو کی مجلس میں بیان کی، پھر عمرو نے ان کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی تو ایوب نے ان سے کہا: اے ابومحمد! آپ اس روایت کو مجھ سے زیادہ بہتر طریقے سے بیان کرتے ہیں۔

---

⇦⇨ سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب فی اللعان، حدیث: 2257۔مسنداحمد: 2/ 11۔مسند الشافعی: 2/ 49۔مسندابی یعلی: 5651۔سنن سعید بن منصور: 1556۔سنن الکبری للبیھقی: 7/ 401۔

(687) صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب قول الامام للمتلاعنین ان احدکما کاذب، حدیث: 5312، 5349۔ صحیح مسلم، کتاب اللعان ، حدیث: 1493۔سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب فی اللعان، حدیث: 2258۔ سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب استتابة المتلاعنین بعد اللعان، حدیث: 3509۔مسنداحمد: 2/ 37۔مسند الشافعی : 2/ 48۔ سنن سعید بن منصور: 1558۔سنن الکبری للبیھقی : 7/ 401۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قاضی لعان کرنے والوں کو وعظ ونصیحت کرے تاکہ وہ اصل حقیقت واضح کردیں لعان کی صورت پیدا ہی نہ ہو۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ لعان کے بعد بھی وعظ کرے تاکہ جھوٹا توبہ کرے۔ لعان کے بعد میاں اور بیوی کے درمیان مستقل ہمیشہ کے لیے جدائی ہو جاتی ہے۔

[688]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا عَـمْـرُو بْـنُ دِيـنَـارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ إِسْمَـاعِيـلَ الشَّيْبَـانِيَّ، يَقُولُ: بِعْتُ مَا فِي رُءُوسِ نَـخْـلِي بِمِائَةِ وَسَقٍ تَمْرٍ، إِنْ زَادَ فَلَهُمْ، وَإِنْ نَـقَـصَ فَـعَـلَيْهِمْ، فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: ((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا)).

اسماعیل شیبانی نے کہا: میں نے درختوں پر اندازہ سے سو وسق کھجور فروخت کیں، اگر زیادہ ہوں تو خریدار کی ہیں اور کم ہوں تو اس پر ہی تاوان ہوگا، پھر میں نے ابن عمر سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے، صرف عرایا میں اجازت دی ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے بیع عرایا کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ 'عرایا' جمع ہے 'عریۃ' کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کھجوریں پکنے کے وقت اس کے کھانے میں رغبت رکھے، لیکن اپنے فقر کی وجہ سے کھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو، تاہم اس کے پاس خشک کھجوریں ہیں، چنانچہ وہ پانچ وسق خشک کھجوروں کے بدلے درخت پر لگی کھجوروں کا اندازہ کر کے خرید لے۔ چونکہ 'عرایا' جو کہ اصل میں حرام تھا لیکن ضرورت کی وجہ سے اسے جائز قرار دیا گیا، اس لیے ضرورت کی مقدار پر اکتفاء کرنا چاہیے، اس لیے کہ صرف پانچ وسق یا اس سے کم میں جائز ہے۔ اس لیے کہ تر کھجوریں لذّت کے طور پر کھانا اس مقدار میں کافی ہو جاتا ہے۔ بیع عرایا کی مقدار ہے کہ یہ پانچ وسق کی مقدار سے کم ہوں، یا پھر پانچ وسق ہوں۔ (صحیح البخاری ، صحیح مسلم)

[689]...... حَـدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، 	سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: میں

(688) صحيح، مسنداحمد: 2/ 11۔مسند الشافعي: 2/ 150۔مصنف ابن ابی شيبة: 7/ 131۔شرح معانی الآثار للطحاوی: 4/ 29 وانظر الحديث السابق.

(689) صحيح البخاری، كتاب التهجد، باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی، حديث: 1165۔صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب الصلاةبعد الجمعة، حديث: 882۔سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة بعد الجمعة، حديث: 1132۔سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ما جاء انه يصليهما فی البيت، حديث: 434۔ و521۔سنن النسائی، كتاب الجمعة، باب صلاة الامام بعد الجمعة، حديث: 1429۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، حديث: 1131۔ مسنداحمد: 2/ 11۔سنن الدارمی: 1452، 1582۔صحيح ابن خزيمه: 1198۔مصنف ابن ابی شيبة: 2/ 132۔ مسندابی يعلی: 5435۔من طريق ابن شهاب الزهری به، الروايات مطولة ومختصرة۔

قَالَ: ثنا عَمْرٌو، قَبْلَ أَنْ نَلْقَى الزُّهْرِيَّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ، وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنَ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ))، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَذُكِرَ لِي وَلَمْ أَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ((كَانَ يُصَلِّي حِينَ يُضِيءُ لَهُ الْفَجْرُ رَكْعَتَيْنِ)).

نے بعد نماز جمعہ رسول اللہ ﷺ کو دو رکعات نماز پڑھتے دیکھا ہے اور ظہر سے پہلے دو رکعات اور ظہر کے بعد دو رکعات اور مغرب کے بعد دو رکعات اور عشاء کے بعد دو رکعات پڑھتے دیکھا ہے، ابن عمر نے فرمایا: میں نے خود تو نہیں دیکھا، البتہ مجھے بتایا گیا ہے کہ صبح روشن ہوتی تو آپ ﷺ دو رکعات پڑھتے تھے۔

**فائدہ**: ......معلوم ہوا کہ جمعے کی فرض نماز کے بعد دو رکعت سنت بھی ادا کی جاسکتی ہیں اور چار رکعت بھی۔

اسی طرح نمازوں کے فرائض سے پہلے یا بعد کے نوافل جو آپ ﷺ کی عادت اور معمول تھا یا پھر آپ ﷺ سے ان کی تاکید و ترغیب بھی منقول ہے، ان کی تعداد کم از کم 12 ہے۔ ان میں سے 12 نوافل کے بارے میں سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "سمعت رسول الله ﷺ يقول: من صلّٰى اثنتى عشرة ركعة فى يوم وليلة بُنى له بهن بيت فى الجنة" (صحيح مسلم : 728) ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو شخص دن اور رات میں 12 رکعات پڑھ لے، اُن کی وجہ سے اس کے لیے جنت میں ایک محل بنا دیا جاتا ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: "من صلى فى يوم وليلة ثنتى عشرة ركعة بنى له بيت فى الجنة أربعًا قبل الظهر وركعتين بعدها وركعتين بعد المغرب وركعتين بعد العشاء وركعتين قبل صلاة الغداة" (سنن ترمذى : 415) ''جس نے رات اور دن میں 12 رکعت (نوافل) ادا کیے، جنت میں اس کے لیے گھر بنا دیا جاتا ہے: چار رکعت قبل از ظہر، دو بعد میں، دو رکعت مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو صبح کی نماز سے پہلے۔''

دیگر احادیث میں سنتوں کی تفصیل بھی بیان ہوئی وہ ملاحظہ فرمائیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "كان يصلى فى بيت قبل الظهر أربعًا ثم يخرج فيصلى بالناس ثم يدخل فيصلى ركعتين" (صحيح مسلم : 730) ''آپ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعات نوافل ادا کرتے اور لوگوں کو نماز پڑھانے کے بعد گھر واپس آکر دو رکعات پڑھتے تھے۔''

سیدنا ابن عمر فرماتے ہیں: "صلَّيت مع النبى سجدتين قبل الظهر والسجدتين بعد الظهر" (صحيح بخارى : 1172) ''میں نے نبی ﷺ کے ساتھ دو رکعت نوافل ظہر سے پہلے اور دو ظہر کی نماز کے بعد پڑھے۔''

سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من حافظ على أربع ركعات قبل الظهر وأربع بعدها حرم على النار" (سنن ابوداود : 1269) ''جو شخص ظہر سے قبل اور بعد چار چار رکعات نوافل کا اہتمام کرے، وہ آگ پر حرام ہو جائے گا۔''

مذکورہ بالا روایات سے ظہر کی سنتوں کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ زیادہ سے زیادہ 12 ہیں اور ان میں کم از کم 4 رکعات نوافل مؤکدہ ہیں۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "إن النبي كان لا يدع أربعًا قبل الظهر وركعتين قبل الغداة" (صحيح بخاری : 1182) ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے کی چار رکعات اور فجر سے پہلے کی دو رکعات کبھی نہ چھوڑتے۔''

[690]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ، فَكَانَ يَغْلِبُنِي فَيَتَقَدَّمُ أَمَامَ الْقَوْمِ، فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعُمَرَ: ((بِعْنِيهِ))، قَالَ: هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((بِعْنِيهِ)) فَبَاعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ))

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، میں عمر کے منہ زور اونٹ پر سوار تھا، وہ میرے اوپر غالب تھا، سب لوگوں سے آگے لے جاتا تھا، جناب عمر اس کو ہانک کر پیچھے ہٹاتے، وہ دوبارہ آگے نکلتا تو عمر پھر ہانک کر پیچھے ہٹا دیتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو فرمایا: اس کو مجھے فروخت کردے، انھوں نے عرض کی: وہ آپ کا ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: مجھے فروخت کر تو عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سودا کر لیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمر! یہ تیرا ہے تو جو مرضی ہو کیا کر۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ہدیہ جس شخص کو دیا جائے وہی اس کا مستحق ہوگا۔ دوسرا کوئی شخص اگر اس مجلس میں ہو وہ اس کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے اگر کسی کو کچھ ہدیہ دیا جائے اس کے پاس اور لوگ بھی بیٹھے ہوں تو اب اس کو دیا جائے جو زیادہ حق دار ہے۔

[691]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی

---

(690) صحيح البخاری، کتاب الهبة، باب اذا وهب بعيرا لرجل وهو راكبه فهو جائز، حدیث: 2611۔شرح السنة للبغوی : 2090۔ سنن الکبری للبیهقی: 6/ 170۔سنن الدارقطنی: 3/ 22۔

(691) صحيح البخاری، کتاب اللباس، باب خاتم الفضة، حدیث: 5865، 5866۔وخلق افعال العباد: 62۔ ⇦⇦

قَالَ: ثنا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، ثُمَّ أَلْقَاهُ وَاتَّخَذَ مِنْ فِضَّةٍ فَصَّةً مِنْهُ، وَجَعَلَ فَصَّهُ مِنْ بَاطِنْ كَفِّهِ، وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَنَهَى أَنْ يَنْقُشَ أَحَدٌ عَلَيْهِ))، ((فَهُوَ الَّذِي سَقَطَ مِنْ مُعَيْقِيبٍ فِي بِئْرِ أُرَيْسٍ))

مہر (انگوٹھی) تیار کرائی، پھر اس کو پھینک دیا اور چاندی کی مہر تیار کرائی۔ اس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا اور آپ نے اس کا نگینہ ہتھیلی کے اندر کی جانب رکھا، اس پر محمد رسول اللہ منقش کرایا اور ممانعت کی کہ اس طرح کوئی نہ لکھائے، یہی وہ مہر تھی جو معیقیب سے اریس کنویں میں گری تھی۔

**فائدہ**: ...... اس نقش کی حیثیت چونکہ سرکاری تھی اس لیے اس جیسے نقش کی انگوٹھی بنوانے سے روک دیا گیا تھا۔ اس نقش کی سرکاری حیثیت کی وجہ سے ہی بعد میں خلفائے ثلاثہ بھی استعمال کرتے رہے، حتی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے وہ گم ہوگئی تو انھوں نے اسی نقش جیسی والی انگوٹھی دوبارہ بنوائی، البتہ بعض ائمہ کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے انگوٹھی کے گم ہونے والی روایت صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

[**692**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ إِلَى الثَّنِيَّةِ فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُتِيَ بِجُمَّارٍ، فَقَالَ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ شَجَرَةً مَثَلُهَا كَمَثَلِ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ))، فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ،

مجاہد نے کہا: میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدینہ سے ثنیہ تک گیا، انھوں نے کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ سے بیان نہیں کی مگر ایک حدیث بیان کی کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے اور وہاں کھجور کا تنا لایا گیا تھا، آپ نے فرمایا: مجھے ایک درخت معلوم ہے، اس کی مثال مسلم مرد کی مثل ہے، تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ وہ کھجور ہے، میں نے بات کرنا چاہی مگر دیکھا کہ میں سب سے چھوٹا

⇦⇨ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب لبس النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم خاتما من ورق، حدیث: 2091۔سنن ابی داود، کتاب الخاتم، باب ما جاء فی اتخاذ الخاتم، حدیث: 4219۔ سنن الترمذی، کتاب اللباس، باب ما جاء فی لبس الخاتم فی الیمین، حدیث: 1741۔شمائل الترمذی: 101۔سنن النسائی، کتاب الزینة، باب نزع الخاتم عند دخول الخلاء، حدیث: 5219۔سنن ابن ماجه، کتاب اللباس، حدیث: 3639۔مسند احمد: 2/ 18 146۔ مصنف عبدالرزاق: 19474۔مصنف ابن ابی شیبة: 455، 8/ 456۔شرح السنة للبغوی: 3133۔ طبقات ابن سعد: 1/ 473۔
(692) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الفهم فی العلم، حدیث: 61۔صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب مثل المؤمن مثل النخلة، حدیث: 2811۔مسنداحمد: 2/ 12۔سنن الدارمی: 288۔معجم الکبیر للطبرانی: 13508۔الایمان لابن منده: 189 من طریق مجاهد به۔

فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ ، ثُمَّ نَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَسَكَتُّ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هِيَ النَّخْلَةُ))

ہوں، لہٰذا میں خاموش ہو رہا، آخر کار نبی ﷺ نے ہی فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔ (1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کم کم حدیث بیان کرنا۔ (2) کھجور کا درخت مسلمان کی طرح ہونا، مثلاً: آندھیوں، طوفانوں اور اِدھر اُدھر جھولنے کے باوجود اپنی جڑ پر کھڑے رہنا جس طرح مسلمان مصائب میں ڈٹا رہتا ہے پھر جس طرح کھجور نرم، میٹھی اور شرینی سے لبریز ہوتی ہے اسی طرح مومن نرم زبان، صاحب ایمان اور با اخلاق ہوتا ہے۔ کھجور کھانے سے تقویت ملتی ہے اسی طرح مومن کے بیٹھنے سے روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (3) چھوٹوں کا بڑوں کی محفل میں خاموشی اختیار کرنا۔ (4) اگر کوئی علمی بات کسی کی سمجھ میں نہ آ رہی ہو تو اسے بڑوں کی محفل میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

[693]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: فَقَالَ لِي عُمَرُ: لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا ، أَوْ قَالَ: مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ .

ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی، وہ سفیان سے، وہ عبد اللہ بن دینار سے، وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: مجھے جناب عمر نے فرمایا: اگر تو کہہ دیتا وہ بات تو میرے لیے ایسی دولت اور سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند تھی۔

[694]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، وَأَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ ، سَمِعُوا نَافِعًا ، يَقُولُ: أَهَلَّ ابْنُ عُمَرَ بِالْعُمْرَةِ حِينَ خَرَجَ مِنَ

نافع فرماتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مدینہ سے نکلتے ہی عمرہ کی نیت کر لی اور فرمایا: اگر مجھے روکا گیا تو میں اسی طرح کروں گا جیسا رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا، جب وہ مقام بیداء میں پہنچے تو انھوں نے فرمایا: ان دونوں کا حکم ایک ہی جیسا ہے،

---

(693) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب قول المحدث حدثنا، حدیث: 61۔صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب مثل المؤمن مثل النخلة ، حدیث: 2811۔سنن الترمذی، کتاب الامثال، باب ماجاء فی مثل المؤمن القارء، حدیث: 2865۔سنن الکبری للنسائی : 11261۔ مسند احمد: 2/ 61۔صحیح ابن حبان: 243۔ الایمان لابن منده : 188۔شرح السنة للبغوی: 143۔من طریق عبداللّٰه بن دینار به۔

(694) صحیح البخاری، کتاب الحج، باب طواف القارن، حدیث: 1639، 1640۔صحیح مسلم، کتاب الحج، باب تبیان جواز التحلل بالاحصار حدیث: 1230۔سنن النسائی، کتاب مناسك الحج، باب طواف القارن، حدیث: 2936۔ مسند احمد: 63,2/ 64۔ مؤطا امام مالك ، ص: 243۔صحیح ابن خزیمه: 2743۔صحیح ابن حبان: 3998۔

الْـمَدِينَةِ ، وَقَالَ: إِنْ صَدَدْتُ فَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي فَـعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَـلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَيْدَاءَ ، قَـالَ: مَا شَأْنُهُمَا؟ أَلَا وَاحِدٌ ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْـتُ حَـجًّـا مَـعَ عُمْرَتِي ، قَالَ: ((ثُمَّ قَدِمَ مَـكَّةَ ، فَـطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ، وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَـلْفَ الْمَقَامِ ، وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ)) ، ثُـمَّ قَـالَ: ((هَـكَـذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰـهِ ﷺ فَـعَـلَ)) ، زَادَ أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى فِي الْحَدِيثِ: ((فَلَمَّا بَلَغَ قَدِيدًا اشْتَرَى بِهِ هَدْيًا ، فَسَاقَهُ)) .

میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حج کی عمرہ کے ساتھ ہی نیت کر لی ہے اور دونوں اپنے اوپر لازم کر لیے ہیں۔ راوی نے کہا: پھر وہ مکہ آئے، بیت اللہ کا سات بار طواف کیا، مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات پڑھیں، صفا اور مروہ کے درمیان طواف کیا یعنی سعی کی، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ راوی ایوب بن موسیٰ نے مزید یہ روایت کی کہ جب ابن عمر مقام قدید پر پہنچے تو قربانی کا جانور خریدا اور اس کو ہانک کر لے گئے۔

**فائدہ**: ...... پہلے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ پھر انھوں نے خیال کیا کہ صرف عمرہ کرنے سے حج اور عمرہ دونوں یعنی قران کرنا بہتر ہے تو حج کی بھی نیت باندھ لی اور پکار کر لوگوں سے اس لیے کہہ دیا کہ لوگ بھی ان کی پیروی کریں۔ بیداء مکہ اور مدینہ کے درمیان ذوالحلیفہ سے آگے ایک مقام ہے۔ قدید بھی جحفہ کے نزدیک ایک جگہ کا نام ہے۔

[695]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَـالَ: ثنا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُـمَرَ ، قَالَ: أَبْصَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حُلَّةً سِيَرَاءَ عَـلَى عُطَارِدَ ، وَكَرِهَهَا لَهُ وَنَهَاهُ عَنْهَا ، ثُمَّ أَنَّهُ كَسَا عُمَرَ مِثْلَهَا ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ قُلْتَ فِي حُـلَّةِ عُـطَـارِدَ مَا قُلْتَ وَتَكْسُونِي هَذِهِ ، قَالَ: ((إِنِّـي لَـمْ أُكْسِـكَهَـا لِتَـلْبَسَهَا إِنَّمَا أَعْطَيْتُكَهَا

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عطارد کو ریشمی لباس پہنے ہوئے دیکھا تو ناپسند کیا، اس کو پہننے سے ممانعت کی پھر آپ نے عمر بن خطاب کو ایسا ہی لباس عنایت فرمایا، تو عمر نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے عطارد بن حاجب کے اس لباس کے متعلق فرمایا جو فرمایا اور آپ خود ہی مجھے یہ ریشمی لباس پہناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں نے تجھے پہننے کے لیے تو نہیں دیا بلکہ خواتین میں تقسیم کرنے

(695) صحيح البخارى ، كتاب الجمعة ، باب يلبس احسن ما يجد ، حديث: 886ـ صحيح مسلم ، كتاب اللباس ، بـاب تـحريم استعمال اناء الذهب والفضة ، حديث: 2068ـ سـنـن ابى داود ، كتاب الصلاة ، باب اللبس للجمعة ، حديث: 1076ـ سنن النسائى ، كتاب الجمعة ، باب الهياة للجمعة ، حديث: 1383ـ سنن ابن ماجه ، كتاب اللباس ، حديث: 3591ـ الادب الـمفرد للبخارى: 71ـ مسند احمد: 2/ 20ـ مؤطا امام مالك ، ص: 564ـ مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 348ـ سنن الكبرى للبيهقى: 3/ 275ـ مسند ابى يعلٰى : 5814ـ صحيح ابن حبان : 5439ـ

لِتَكْسُوَهَا النِّسَاءَ)).

کے لیے دیا ہے۔

[696]...... حدثنا الحميدى قال حدثنا سفيان قال حدثنا ابن أبى نجيح قال سمعت إسماعيل بن عبد الرحمن بن أبى ذويب الأسدى يقول خَرَجْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ إِلَى الْحِمَى فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ هِبْنَا أَنْ نَقُولَ لَهُ: انْزِلْ فَصَلِّ، فَلَمَّا غَابَ الشَّفَقُ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ بِنَا ثَلَاثًا ثُمَّ سَلَّمَ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا، فَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ، قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ كَثِيرًا إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ لَا يَقُولُ فِيهِ: فَلَمَّا غَابَ الشَّفَقُ، يَقُولُ: فَلَمَّا ذَهَبَ بَيَاضُ الْأُفُقِ وَفَحْمَةُ الْعِشَاءِ نَزَلَ فَصَلَّى، فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا قَالَ إِسْمَاعِيلُ: غَابَ الشَّفَقُ وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ، فَإِذَا أَقُولُ هَكَذَا لِأَنَّ مُجَاهِدًا حَدَّثَنَا أَنَّ الشَّفَقَ النَّهَارُ، قَالَ سُفْيَانُ: فَأَنَا أُحَدِّثُ بِهِ هَكَذَا مَرَّةً، وَهَكَذَا مَرَّةً۔

اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ابی ذویب اسدی نے کہا: ہم ابن عمر کے ساتھ چراگاہ میں گئے جب سورج غروب ہوا تو ہم ان کی ہیبت کی وجہ سے نہ کہہ سکے کہ سواری سے اتر کر نماز پڑھیں، جب شفق غائب ہوئی وہ اترے اور تین رکعات پڑھ کر سلام پھیرا اور پھر عشاء کی دو رکعات فرض پڑھ کر ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ سفیان نے کہا: ابن ابی نجیح اکثر اوقات اس حدیث میں یہ نہیں کہتے تھے کہ جب شفق غائب ہوئی، بلکہ وہ کہتے: جب آسمان کے کنارے کی سفیدی غائب ہوئی اور رات تاریک ہوگئی تو اترے اور نماز پڑھی، میں نے اس کے متعلق ان کو کہا: تو وہ کہنے لگے: راوی اسماعیل نے تو ''شفق غائب ہوئی'' کہا ہے مگر میں یہ ناپسند کرتا ہوں، اس لیے کہ مجاہد نے کہا ہے کہ شفق تو دن ہے، پس سفیان نے کہا: یہ وجہ ہے کہ میں کبھی یہ لفظ بیان کرتا ہوں اور کبھی وہ لفظ۔

[697]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي

ایک آدمی نے ابن عمر سے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کے

(696) صحيح، سنن النسائى، كتاب المواقيت، باب الوقت الذى يجمع فيه المسافر بين المغرب والعشاء، حديث: 592۔ مسند احمد: 2/ 12۔ كتاب الام للشافعي: 1/ 77۔شرح معانى الآثار للطحاوى: 1/ 161۔سنن الكبرى للبيهقى: 3/ 161۔

(697) صحيح، مسند احمد: 2/ 73۔سنن الكبرى للنسائى: 2827۔شرح معانى الآثار للطحاوى: 2/ 72۔مصنف عبدالرزاق: 7829۔ من طريق ابن ابى نجيح عن ابيه عن رجل به۔سنن الترمذى، كتاب الصيام، باب ما جاء فى كراهية صوم يوم عرفة بعرفة، حديث: 751۔مسند احمد: 2/ 47۔سنن الدارمى: 1772۔صحيح ابن حبان: ⇦⇦

نَجِيحٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ رَجُلٍ ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: ((حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَصُمْهُ ، وَحَجَجْتُ مَعْ أَبِي بَكْرٍ فَلَمْ يَصُمْهُ ، وَحَجَجْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَصُمْهُ ، وَحَجَجْتُ مَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَصُمْهُ ، وَأَنَا لَا أَصُومُهُ وَلَا آمُرُ بِهِ وَلَا أَنْهَى عَنْهُ)) .

بارے میں سوال کیا، تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا، آپ نے روزہ نہیں رکھا، اور میں نے ابوبکر کے ساتھ حج کیا تو انھوں نے روزہ نہیں رکھا، میں نے عمر کے ساتھ حج کیا تو انھوں نے روزہ نہیں رکھا، میں نے عثمان کے ساتھ حج کیا تو انھوں نے روزہ نہیں رکھا، (یعنی عرفات میں) میں یہ روزہ نہیں رکھتا اور نہ میں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں۔

[698]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا عَمْرٌو ، عَنْ أَبِي الثَّوْرَيْنِ الْجُمَحِيِّ ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ: ((فَنَهَانِي)) .

حمیدی نے بیان کیا: سفیان نے بیان کیا کہ عمرو نے ابو ثورین جمحی سے روایت کی ہے کہ انھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرفہ کے روزے کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے اس سے منع کیا۔

[699]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحْلِبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ امْرِءٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ ، أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُؤْتَى إِلَى بَابِ مَشْرَبَتِهِ فَيُكْسَرُ بَابُهَا ، فَيُنْتَثَلُ

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص کسی کے مویشی کا دودھ مالک کی اجازت کے بغیر نہ دھوئے، کیا کوئی تم میں سے یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے مشروب کے دروازہ کو توڑ کر اس کا کھانا پینا بکھیر دیا جائے، خبردار! لوگوں کی خوراک ان کے مویشی کے تھن میں ہے۔

---

⇐⇐ 3604۔ مسندابی یعلٰی: 5595۔شرح السنة : 1792۔من طريق ابن ابی نجيح عن ابيه عن ابن عمر ، ليس فيه رجل۔

(698) اخرجه الدولابی فی الكنی: 1/ 133من طريق سفيان به۔ انظر الحديث السابق۔

(699) صحيح البخاری، كتاب اللقطة، باب لاتتحلب ماشية احد بغير اذنه، حديث: 2435۔صحيح مسلم، كتاب اللقطة، باب تحريم حلب الماشية بغير اذن مالكها، حديث: 1726۔سنن ابی داود، كتاب الجهاد، باب فيمن قال لايحلب، حديث: 2633۔سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب النهی عن يصيب منها شيئا الا باذن صاحبها، حديث: 2302۔ مسنداحمد: 2/ 6، 4۔ مؤطا امام مالك، ص: 515۔ مصنف عبدالرزاق: 6958۔مصنف ابن ابی شيبة: 7/ 49۔صحيح ابن حبان: 5171۔معجم الاوسط للطبرانی : 312۔ سنن الكبری للبيهقی: 9/ 358۔

طَعَامُهُ، أَلا إِنَّمَا أَطْعِمَتُهُمْ فِي ضُرُوعِ مَواشِيهِمْ)).

[700]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((سَابَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْخَيْلِ، فَأَرْسَلَ مَا أَضْمَرَ مِنْهَا مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَأَرْسَلَ مَا لَمْ يَضْمُرْ مِنْهَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: ((وَكُنْتُ فِيمَنْ سَابَقَ فَاقْتَحَمَ بِي فَرَسِي فِي حَزَقٍ فَصَرَعَنِي)).

ابن عمر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں کے درمیان مسابقت کرانے کا پروگرام کرایا، تیار کردہ (مضامر) گھوڑے مقام حفیاء سے مسجد بنی زُریق تک دوڑائے گئے اور وہ جو تیار کردہ نہیں تھے ان کو ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک دوڑایا گیا، ابن عمر نے فرمایا: میں آگے نکلنے والوں میں سے تھا، گھوڑا مجھے لے کر تنگ مقام سے گزرا اور مجھے گرایا بھی۔

[701]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَطَعَ فِي أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ وَحَرَقَ))، قَالَ سُفْيَانُ: ((وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کے درخت کاٹے بھی اور جلائے بھی۔ سفیان نے کہا: میں نے خود اپنے شیخ سے یہ نہیں سنا۔

---

(700) صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب هل يقال مسجد فلان، حدیث: 420۔صحیح مسلم، کتاب الامارة، بـاب المسابقة بين الخيل، حدیث: 1870۔سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی السبق، حدیث: 2575۔سنن الترمذی، کتاب الجهاد، باب ما جاء فی الرهان والسبق، حدیث 1699۔سنن النسائی، کتاب الخيل، باب اضمار الخيل للسبق، حدیث: 3614۔سنن ابن ماجه، کتاب الجهاد، باب السبق والرهان، حدیث 2877۔ مسند احمد: 2/ 11۔مؤطا امام مالك، ص: 297۔مصنف عبدالرزاق: 9695۔معجم الكبير للطبرانی: 13459۔سنن الكبرى للبيهقی: 10/ 19۔سنن الدارمی: 2450۔صحیح ابن حبان: 4686۔

(701) صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب حرق الدور والنخيل، حدیث: 3021۔صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب جواز قطع اشجار الفاكهة وتحريقها، حدیث: 1746۔سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی الحرق فی بلاد العدو، حدیث: 2615۔سنن الترمذی، کتاب السير، باب التحريق والتخريب، حدیث: 1552۔سنن ابن ماجه، کتاب الجهاد، باب التحريق بارض العدو، حدیث: 2844۔سنن الكبرى للنسائی: 8609۔ مسند احمد: 2/ 7۔ سنن الدارمی: 2463۔مسندالشافعی: 2/ 119۔سنن سعيد بن منصور: 2642۔سنن الكبرى للبيهقی: 9/ 83۔

[702]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَدْرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عُمَرَ وَهُوَ فِي سَفَرِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: وَأَبِي وَأَبِي، فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ))

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عمر بن خطاب کو سفر میں پیچھے سے ملے، تو وہ میرے باپ کی قسم، میرے باپ کی قسم کہہ رہے تھے تو آپ نے فرمایا: خبردار رہو! اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے آباؤ واجداد کی قسمیں کھانے سے منع کرتا ہے، تو جو قسم ہی کھانا چاہے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھایا کرے ورنہ خاموش رہے۔

[703]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَلَقُوا الْعَدُوَّ، فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً، فَأَتَيْنَا الْمَدِينَةَ، فَتَخَبَّأْنَا بِهَا، وَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، نَحْنُ الْفَرَّارُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَلْ أَنْتُمُ الْعَكَّارُونَ وَأَنَا فِئَتُكُمْ))

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک فوجی دستہ روانہ کیا، جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو لوگ فرار ہو کر لوٹ کر آئے، جب ہم لوگ مدینہ آئے تو ہمیں اس بارے میں الجھن ہوئی، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم فرار ہونے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم دوبارہ حملہ کرنے والے ہو اور میں ہی تمھارا مرکز ہوں۔

[704]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

محمد بن علی (امام باقر) نے کہا: انھوں نے سنا ہے کہ ابن

(702) صحيح البخاري، كتاب الايمان والنذور، باب لا تحلفو بآبائكم، حديث: 6646۔صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب النهى عن الحلف بغير الله، حديث: 1646۔سنن الترمذى، كتاب الايمان والنذور، حديث: 1534۔سنن الكبرى للنسائى: 7663۔مسنداحمد: 2/ 11۔سنن الدارمى: 2346۔ مؤطا امام مالك، ص: 305۔مسند الطيالسى: 19۔مسندابى يعلٰى: 5832۔صحيح ابن حبان: 4359۔سنن الكبرى للبيهقى: 10/ 28۔

(703) اسناده ضعيف، یزید بن ابی زیاد ضعیف راوی ہے۔سنن ابى داود، كتاب الجهاد، باب فى التولى يوم الزحف، حديث: 2647۔سنن الترمذى، كتاب الجهاد، باب ما جاء فى الفرار من الزحف، حديث: 1716۔سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب الرجل يقبل يد الرجل، حديث: 3704۔ مسنداحمد: 2/ 33، 99۔الادب المفرد للبخارى: 972۔ سنن سعيد بن منصور: 2539۔طبقات ابن سعد: 4/ 145۔

(704) صحيح، مسنداحمد: 2/ 82۔سنن الدارمى: 324۔صحيح ابن حبان: 264۔شعب الايمان للبيهقى: 8437۔مسند الطيالسى: 1802 من طريق محمد بن على به۔صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب صفات المنافقين واحكامهم، حديث: 2784۔ مسنداحمد: 2/ 47۔ سنن النسائى، كتاب الايمان، باب مثل المنافق، حديث: 5040۔ من طريق نافع عن ابن عمر۔

قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَهُ، يَقُولُ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سَمِعَ شَيْئًا لَمْ يَزِدْ فِيهِ وَلَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ وَلَمْ يُجَاوِزْهُ إِلَى غَيْرِهِ، وَلَمْ يَقْصُرْ عَنْهُ، فَحَدَّثَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ عُمَرَ جَالِسٌ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَنْطَحُهَا هَذِهِ مَرَّةً)) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: ((بَيْنَ الرَّبْضَيْنِ))، فَقِيلَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَوَاءٌ بَيْنَ الرُّبَيْضَتَيْنِ وَبَيْنَ الْغَنَمَيْنِ، فَأَبَى ابْنُ عُمَرَ إِلَّا الرَّبْضَيْنِ.

عمر جب کوئی بات سنتے تو اس میں نہ زیادہ کرتے نہ کم، لفظ تبدیل ہی نہیں کرتے تھے، اور نہ اس میں کوئی کمی کرتے تھے، ابن عمر بیٹھے ہوئے تھے تو عبید بن عمیر نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کی مثال اس بکری کی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان گھوم رہی ہوتی ہے، کبھی اس نے سینگ مارا کبھی اس نے، ابن عمر نے فرمایا: (الربضین) دو باڑے فرمایا ہے تو کسی نے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! غنمین اور ربضتین معنی میں برابر ہی تو ہیں، ابن عمر نے الربضین ہی کہنے پر اصرار کیا (اور لفظی تبدیلی سے انکار کر دیا)۔

[705]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحُبْلَةِ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ نے بیع حبل الحبلہ (مادہ کے پیٹ کے اندر رہتے ہوئے بچے کی بیع) سے منع فرمایا ہے۔

[706]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ حَلَفَ، فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى فَقَدِ اسْتَثْنَى.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قسم کھائی اور کہا: ان شاء اللہ، تو اس نے استثنٰی کر لیا۔

---

(705) سنن النسائی، كتاب البيوع، باب بيع حبل الحبلة، حديث: 4627۔سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب النهى عن شراء ما فى بطون الانعام، حديث: 2197۔مسنداحمد: 2/ 10۔مسندابی یعلٰی: 5653 من طريق ايوب بهذا الاسناد۔ صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب بيع الغرر وحبل الحبلة، حديث: 2143۔صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم بيع حبل الحبلة، حديث: 1514۔سنن ابی داود: 3380۔ سنن الترمذی: 1229۔سنن النسائی: 4626۔مؤطا امام مالك، ص: 405 من طريق نافع عن ابن عمر۔

(706) صحيح، سنن ابی داود، كتاب الايمان والنذور، باب الاستثناء فى اليمين، حديث: 3261۔سنن الترمذی، كتاب النذور والايمان، باب ما جاء فى الاستثناء فى اليمين، حديث: 1531۔سنن النسائی، كتاب الايمان والنذور، باب الاستثناء، حديث: 3861۔سنن ابن ماجه، كتاب الكفارات، باب الاستثناء فى اليمين، حديث: 2106۔ مسند احمد: 2/ 10۔سنن الدارمی: 2347۔المنتقى لابن الجارود: 928۔ صحيح ابن حبان: 4339۔

[707]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: كَانَ عَلَى عُمَرَ نَذْرُ اعْتِكَافِ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((فَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَكِفَ لَيْلَةً وَيَفِي بِنَذْرِهِ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عمر کے ذمہ مسجد حرام میں ایک رات کے اعتکاف کرنے کی نذر لازم تھی جو اسلام سے پہلے نذر مانی گئی تھی، تو عمر نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ایک رات کا اعتکاف کر کے اپنی نذر پوری کر۔

[708]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى نَاقَةٍ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، حَتَّى أَنَاخَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ دَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ بِالْمِفْتَاحِ، فَذَهَبَ إِلَى أُمِّهِ، فَأَبَتْ أَنْ تُعْطِيَهُ إِيَّاهُ، فَقَالَ: لَتُعْطِيَنِّي أَوْ لَيَخْرُجَنَّ السَّيْفُ مِنْ صُلْبِي، فَأَعْطَتْهُ الْمِفْتَاحَ، فَفَتَحَ الْبَابَ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَبِلَالٌ، وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، وَأَجَافُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ مَلِيًّا، وَكُنْتُ شَابًّا قَوِيًّا فَبَادَرْتُ الْبَابَ حِينَ فُتِحَ، فَاسْتَقْبَلَنِي بِلَالٌ فَقُلْتُ: يَا بِلَالُ أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ؟ فَقَالَ: بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ، وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى؟.

ابن عمر نے فرمایا: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ اسامہ بن زید کی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ میں داخل ہوئے اور اونٹنی کو کعبہ کے صحن میں جا بٹھایا، بیت اللہ کی کنجی کے لیے عثمان بن طلحہ کو بلایا، وہ اپنی ماں کے پاس کعبہ کی چابی لینے گیا تو اس عورت نے انکار کر دیا، تو اس نے اپنی ماں کو کہا: چابی دے دے ورنہ تلوار میری پشت کاٹ کر نکل جائے گی تب اس عورت نے چابی دی، انھوں نے دروازہ کھولا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور آہستہ دروازہ بند کر دیا، میں طاقت ور جوان تھا، جب دروازہ کھولا گیا تو میں دروازے تک سب سے پہلے پہنچا، مجھے جناب بلال ملے، تو میں نے کہا: اے بلال! رسول اللہ ﷺ نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ انھوں نے فرمایا: اگلے دوستونوں کے درمیان، میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ کتنی پڑھی ہے؟

[709]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

سماک حنفی کہتے ہیں: میں نے ابن عمر سے بیت اللہ میں نماز

(707) صحيح البخاری: 2032- صحيح مسلم: 1656- سنن النسائی: 3852.

(708) صحيح البخاری: 468- صحيح مسلم: 1329- وقد تقدم برقم: 149.

(709) مسنداحمد: 45، 2/ 46-صحيح ابن حبان: 3200-مصنف عبدالرزاق: 9066-شرح معانی الآثار ⇦⇦

قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ سِمَاكَ الْحَنَفِيَّ، يَقُولُ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ، عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: ((صَلِّ فِيهِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ صَلَّى فِيهِ، وَسَيَأْتِي آخَرُ فَيَنْهَاكَ فَلَا تُطِعْهُ)) فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: ((ائْتَمَّ بِهِ كُلِّهِ، وَلَا تَجْعَلْ مِنْهُ شَيْئًا خَلْفَكَ)).

پڑھنے کا مسئلہ پوچھا تو انھوں نے فرمایا: تو اس میں نماز پڑھ، بے شک رسول اللہ ﷺ نے کعبہ میں نماز پڑھی ہے، عنقریب ایک دوسرا آ رہا ہے وہ اس سے منع کرے گا تو اس کی بات تسلیم نہ کرنا۔ پھر میں ابن عباس کے پاس حاضر ہوا اور ان سے مسئلہ پوچھا: ابن عباس نے فرمایا: پورے کعبہ کو اپنے سامنے رکھ کر نماز پڑھ اور اس کا کوئی حصہ پس پشت نہ کر۔

[710]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ، فَبَلَغَتْ سِهَامُنَا اثْنَا عَشَرَ بَعِيرًا، اثْنَا عَشَرَ بَعِيرًا، وَنَفَلَنَا بَعِيرًا بَعِيرًا)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک فوجی دستہ میں نجد کی طرف روانہ کیا، مال غنیمت سے ہم میں سے ہر فرد کو بارہ بارہ اونٹ دیے گئے اور ایک ایک اونٹ ہمیں زائد بھی دیا گیا۔

[711]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: أَصَابَ ابْنَ عُمَرَ بَرْدٌ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقَالَ لِنَافِعٍ: اطْرَحْ عَلَيَّ شَيْئًا، فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَغَضِبَ، وَقَالَ: ((أَطَرَحْتَهُ عَلَيَّ وَقَدْ أَخْبَرْتُكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْهُ)) ؟

نافع نے کہا: ابن عمر نے احرام باندھا ہوا تھا کہ ان کو سردی لگی تو انھوں نے فرمایا: اے نافع! میرے اوپر کچھ ڈال دو تو میں نے کمبل ڈال دیا، ان کو غصہ آیا، انھوں نے فرمایا: تو نے میرے اوپر یہ ڈالا ہے؟ جبکہ میں نے تجھے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

---

⇐⇐ للطحاوي: 1/ 391۔ سنن الكبرى للبيهقي: 2/ 328۔مسندابی یعلٰی: 5617۔مسندالطیالسی: 1867۔مسند علی بن الجعد: 1527۔

(710) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب السرية التي قبل النجد، حديث: 4338۔صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب الانفال، حديث: 1749 سنن ابی داود، كتاب الجهاد، حديث: 2741، 2744۔ مسند احمد: 2/ 10۔ سنن الدارمي: 2484۔مؤطا امام مالك، ص: 287۔مسندابی عوانة: 4/ 106، 104۔ سنن الكبرى للبيهقي: 6/ 312۔مصنف عبدالرزاق: 9336۔مسندابی یعلٰی: 5826۔صحيح ابن حبان: 4832۔

(711) صحيح، سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب ما يلبس المحرم، حديث: 1828۔مسنداحمد: 2/ 30، 141۔وانظر رقم الحديث: 638.

[712]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَجَمَ يَهُودِيَّةً)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: ((وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يُجَانِئُ عَنْهَا بِيَدِهِ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہودی مرد و عورت کو رجم کیا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے یہودی کو اپنے ہاتھ کے ساتھ یہودیہ سے پتھر روکتے دیکھا ہے۔

[713]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ مَالٌ يُوصَى فِيهِ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَيْهِ لَيْلَتَانِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی مسلمان کے پاس مال ہو جس میں وصیت کی جاسکتی ہو تو اس پر لازم ہے کہ وصیت لکھائے بغیر دوراتیں بھی اس پر نہ گزرنے پائیں۔

[714]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابن عمر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص

(712) صحيح البخاری، كتاب التوحيد، باب ما يجوز من تفسير التوراة، حديث: 7543-صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب رجم اليهود اهل الذمة بالزنى، حديث: 1699-سنن ابى داود، كتاب الحدود، باب فى رجم اليهوديين، حديث: 4446-سنن الترمذى، كتاب الحدود، باب رجم اهل الكتاب، حديث: 1436-سنن ابن ماجه، كتاب الحدود، باب رجم اليهودى واليهودية، حديث: 2556-سنن الكبرى للنسائى: 7213-مسنداحمد: 2/ 5، 7- سنن الدارمى: 2366-المنتقى لابن الجارود: 822-مصنف عبدالرزاق: 13331- صحيح ابن حبان: 4335-

(713) صحيح البخارى، كتاب الوصايا، باب الوصايا وقول النبى صلى الله عليه وسلم وصية الرجل مكتوبة عنده، حديث: 2738-صحيح مسلم كتاب الوصية، باب وصية الرجل مكتوبة عنده، حديث: 1627-سنن ابى داود، كتاب الوصايا، باب ما جاء فيما يؤمر به من الوصية، حديث: 2862-سنن الترمذى، كتاب الوصايا، باب ما جاء فى الحث على الوصية، حديث: 2118-سنن ابن ماجه، كتاب الوصايا، باب الحث على الوصية، حديث: 2699- سنن النسائى، كتاب الوصايا ، باب كراهية فى تاخير الوصية، حديث: 3646-مسنداحمد: 2/ 50-مؤطا امام مالك، ص: 468-سنن الدارمى: 2179-سنن الدارقطنى: 4/ 150-صحيح ابن حبان: 6024-

(714) صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان حال من قال لاخيه المسلم ياكافر، حديث: 50-سنن ابى داود، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانه، حديث: 4687-الادب المفرد للبخارى: 440- مسند احمد : 2/ 23- الايمان لابن منده: 597-شرح مشكل الآثار للطحاوى: 855-معجم الاوسط للطبرانى: 111-من طريق نافع عن ابن عمر-صحيح البخارى، كتاب الادب، باب من كفر اخاه بغير تاويل فهو كما قال، حديث: 6104-الادب المفرد للبخارى: 439-صحيح مسلم: 60-سنن الترمذى: 2637-مؤطا امام مالك، ص: 603- من طريق عبدالله بن دينار عن ابن عمر-

ثنا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَفَّرَ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا)).

اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے تو ان دو میں سے کسی ایک پر یہ بات پوری ہو کر رہے گی۔

[715]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُسَافَرُ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ، لَا يَنَالُهُ الْعَدُوُّ)).

ابن عمر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید ساتھ لے کر دشمن کی سرزمین کی طرف سفر نہ کیا جائے تاکہ دشمن قرآن کو نہ لے سکے۔

[716]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَقَامَ الصَّلَاةَ بِضُجْنَانَ فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ، ثُمَّ قَالَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، كَانَ ﷺ يَأْمُرُ مُنَادِيَهُ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ، أَوِ اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ ذَاتِ الرِّيحِ فَيُنَادِي: أَلَّا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ.

نافع بیان کرتے ہیں: ابن عمر نے مقام ضجنان میں بارش والی رات میں نماز کی اقامت کہلائی اور ساتھ ہی اعلان کرا دیا لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، رسول اللہ ﷺ بارش والی رات یا سردی کی رات میں اپنے منادی کو حکم دیتے تھے کہ یہ منادی کردے: خبردار ہو جاؤ! نماز اپنے گھروں میں پڑھو۔

[717]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابن عمر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ فطر ایک

(715) صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب السفر بالمصاحف فى ارض العدو، حديث: 2990۔صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب النهى ان يسافر بالمصحف الى ارض الكفار، حديث: 1869۔سنن ابى داود، كتاب الجهاد، باب فى المصحف يسافر به الى ارض العدو، حديث: 2610۔ سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب النهى ان يسافر بالقرآن الى ارض العدو، حديث: 2879۔ سنن الكبرى للنسائى: 8006۔مسنداحمد: 2/ 10۔مؤطا امام مالك، ص: 285۔ المصاحف لابن ابى داود، ص: 181، 182۔مسند الطيالسى: 1855۔مصنف عبدالرزاق: 9410۔

(716) صحيح البخارى كتاب الاذان، باب الرخصة فى المطر والعلة ان يصلى فى رحلة، حديث: 666۔صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الصلاة فى الرحال فى المطر، حديث: 697۔سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب التخلف عن الجماعة فى ليلة البادرة، حديث: 1060، 1061۔سنن النسائى، كتاب الاذان، باب الاذان فى التخلف عن شهود الجماعة فى الليلة المطيرة، حديث: 655۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب الجماعة فى الليلة المطيرة، حديث: 937۔مسنداحمد: 2/ 10۔سنن الدارمى: 1278۔مؤطا امام مالك، ص: 701۔ صحيح ابن خزيمه: 1655۔صحيح ابن حبان: 2077۔مصنف عبدالرزاق: 1093۔

(717) صحيح البخارى، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر عن الحر والمملوك، حديث: 1511۔صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، حديث: 984۔سنن ابى داود، كتاب الزكاة، ⇦⇦

قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: ((فَلَمَّا كَانَ مُعَاوِيَةُ عَدَلَ النَّاسُ نِصْفَ صَاعِ بُرٍّ، بِصَاعٍ مِنْ شَعِيرٍ)) قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ: ((يُخْرِجُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَنِ الصَّغِيرِ مِنْ أَهْلِهِ وَالْكَبِيرِ، وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ)).

(صاع) پیمانہ جو یا ایک پیمانہ کھجور میں سے ہے۔ ابن عمر فرماتے ہیں: جب معاویہ کا دور آیا تو انھوں نے گندم کا نصف پیمانہ جو کے پیمانے کے برابر قرار دیا۔ نافع نے کہا: ابن عمر صدقہ فطر گھر کے تمام افراد کی طرف سے ادا کرتے تھے، خواہ وہ بڑا ہوتا یا چھوٹا، آزاد ہوتا یا غلام۔

[718]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ رَبِيعَةَ يُخْبِرُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى دَرَجِ الْكَعْبَةِ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، أَلَا إِنَّ قَتِيلَ الْعَمْدِ وَالْخَطَأِ بِالسَّوْطِ أَوِ الْعَصَا فِيهِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ مُغَلَّظَةٌ فِيهَا أَرْبَعُونَ خِلْفَةً فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا، أَلَا إِنَّ كُلَّ مَأْثَرَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ دَمٍ أَوْ مَالٍ، فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سَدَانَةِ الْبَيْتِ أَوْ سِقَايَةِ الْحَاجِّ، فَإِنِّي قَدْ

ابن عمر نے فرمایا: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے کعبہ شریف کی سیڑھی پر فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے خاص ہیں جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا اس نے دشمن کے گروہوں کو شکست دی، خبردار! جو شخص کوڑے سے یا لاٹھی سے قتل کیا گیا ہو خواہ عملا یا خطاء اس قاتل پر سو اونٹ کی بھاری دیت ہے، ان میں سے چالیس وہ جن کے بطن میں ان کی اولاد ہو، خبردار! جاہلیت کا ہر امتیازی عہدہ اور خون یا مال جو چکایا نہ گیا ہو وہ سب کا سب میرے ان دو قدموں کے نیچے دفن کیا جاتا ہے مگر جو بیت اللہ کی حفاظت اور حاجیوں کو پانی پلانے کا عہدہ ہے وہ انھی لوگوں کے پاس رہے گا جن کے پاس پہلے تھا۔

⇦⇨ باب كم يؤدى فى صدقة الفطر، حديث: 1615- سنن الترمذى، كتاب الزكاة، باب ماجاء فى صدقة الفطر، حديث: 675- سنن النسائى، كتاب الزكاة، باب فرض زكاة رمضان، حديث: 2502 سنن ابن ماجه، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، حديث: 1826-مسنداحمد: 2/ 5-مؤطا امام مالك، ص: 195-سنن الدارمى: 1668-صحيح ابن خزيمه: 2393-صحيح ابن حبان: 3300-

(718) صحيح لغيره، سنن ابى داود، كتاب الديات، باب فى دية الخطاشبه العمد، حديث: 4549-سنن النسائى، كتاب القسامة، حديث: 4803-سنن ابن ماجه، كتاب الديات، حديث: 2628-مسنداحمد: 2/ 11، 36-مسند الشافعى: 2/ 108-مصنف ابن ابى شيبة: 9/ 130، 129- مسند ابى يعلى: 5675-سنن الدارقطنى: 3/ 105-

أَمْضَيْتُهَا لِأَهْلِهَا كَمَا كَانَتْ)).

[719]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُعَيْرُ بْنُ الْخِمْسِ التَّمِيمِيُّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ الْبَيْتِ)).

ابن عمر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا' زکاۃ دینا' ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔

[720]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ مَرَّةً وَاحِدَةً، عَنْ شُعْبَةَ، وَمِسْعَرٍ، ثُمَّ لَمْ أَسْمَعْ سُفْيَانَ يَذْكُرُ مِسْعَرًا بَعْدَ ذَلِكَ

حمیدی نے کہا: سفیان نے ایک بار سعیر اور مسعر ہر دو سے یہ روایت نقل کی، سفیان کو میں نے پھر کبھی نہ سنا کہ انھوں نے اس کے بعد مسعر کا سند میں ذکر کیا ہو۔

[721]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: اشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ مِنْ شَرِيكٍ لَنَوَّاسٍ إِبِلًا هِيمًا، فَلَمَّا جَاءَ نَوَّاسٌ، قَالَ لِشَرِيكِهِ: مِمَّنْ بِعْتَهَا، فَوَصَفَ لَهُ صِفَةَ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: وَيْحَكَ، ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ، وَأَتَى نَوَّاسٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: أَنَّ

عمرو بن دینار نے کہا: ابن عمر نے نواس کے شریک تجارت سے خارش زدہ پیاسہ اونٹ خریدا، جب نواس اپنے شریک کے پاس آیا تو اس سے پوچھا کہ اونٹ کس کو فروخت کیا ہے؟ تو اس نے ابن عمر کا حلیہ بتایا، نواس نے کہا: تیرا بھلا ہو وہ تو ابن عمر ہے۔ نواس ابن عمر کے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے شریک نے تو پہچانا نہیں تھا اور وہ تمھیں خارش زدہ

---

(719) صحیح، سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء بنی الاسلام علی خمس، حدیث: 2609۔معجم الاوسط للطبرانی: 6260۔الکامل لابن عدی: 2/ 660۔تاریخ دمشق لابن عساکر: 60/ 314۔ومعجم الشیوخ له: 12۔من طریق حبیب بن ابی ثابت عن ابن عمر۔صحیح البخاری، حدیث: 8۔صحیح مسلم، حدیث: 16۔سنن الترمذی: 2609۔سنن النسائی: 5004۔من طریق عکرمة بن خالد عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

(720) صحیح، تعظیم قدر الصلاۃ للمروزی: 417۔ الأربعون لإبن المقرئ: 7۔ المؤتلف والمختلف للدارقطنی: 942/2 وفیه سعیر وسعر وهو الصواب. انظر الحدیث السابق۔

(721) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب شراء الابل الهیم والاجراب، حدیث: 2099۔التوکل لابن ابی خزیمة کما فی اتحاف المهرة: 8/ 614، 10068۔وابن ابی عمر کما فی فتح الباری: 4/ 322۔

شَرِيكِي بَاعَكَ إِبِلًا هِيمًا ، وَإِنَّهُ لَمْ يَعْرِفْكَ ، قَالَ: خُذْهَا إِذًا ، فَلَمَّا ذَهَبَ لِأَخْذِهَا ، قَالَ: ((دَعْهَا رَضِينَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَا عَدْوَى)) قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ عَمْرٌو: وَكَانَ نَوَّاسٌ يُجَالِسُ ابْنَ عُمَرَ ، وَكَانَ يُضْحِكُهُ ، فَقَالَ يَوْمًا: وَدِدْتُ أَنَّ لِي أَبَا قُبَيْسٍ ذَهَبًا ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: مَا تَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: ((أَمُوتُ عَلَيْهِ)) ، فَضَحِكَ ابْنُ عُمَرَ.

اونٹ دے گیا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر تو تم واپس لے لو، نواس اونٹ لینے چلا تو ابن عمر نے فرمایا: رہنے دے ہم رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی ہیں، لا عدویٰ ، بیماری بیماری نہیں ہوتی۔ سفیان نے کہا: نواس ابن عمر کے پاس بیٹھ کر ان کو ہنسایا کرتا تھا، ایک دن اس نے کہا: میں پسند کرتا ہوں کہ ابوقبیس پہاڑ میرے لیے سونے کا بن جائے، ابن عمر نے فرمایا: تو اس کو کیا کرے گا؟ اس نے کہا: تا کہ میں اس پر مر جاؤں، تو ابن عمر رضی اللہ عنہ ہنس پڑے۔

[722]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا عَمْرٌو ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، يَقُولُ: لَمَّا حَاصَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَهْلَ الطَّائِفِ ، قَالَ: ((إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غَدًا)) ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ: أَنَقْفِلُ قَبْلَ أَنْ نَفْتَحَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَاغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى)) ، قَالَ: فَغَدَوْا عَلَى الْقِتَالِ ، فَأَصَابَتْهُمْ جِرَاحَةٌ شَدِيدَةٌ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهِ)) ، فَكَأَنَّهُمُ اشْتَهَوْا ذَلِكَ وَسَكَنُوا إِلَيْهِ ، قَالَ: ((فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ)) .

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا تو ایک دن فرمایا: کل ان شاء اللہ ہم واپس جائیں گے، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ فتح کیے بغیر واپس لوٹ جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کل کو جنگ کرنا ان شاء اللہ، ابن عمر نے فرمایا: لوگ کل کو جنگ کرتے رہے اور بہت سے لوگ زخمی ہوئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم کل ان شاء اللہ واپس جائیں گے، تو لوگ اس طرح دیکھنے میں آئے گویا وہ بھی یہی چاہتے ہیں اور اس پر ان کو تسکین بھی ہوئی ہے، تو رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے۔

---

(722) صحیح البخاری ، کتاب المغازی ، باب غزوۃ الطائف فی شوال ، حدیث: 4325۔صحیح مسلم ، کتاب الجهاد ، باب غزوۃ الطائف ، حدیث: 1778۔سنن الکبری للنسائی: 8599۔مسنداحمد: 2/ 11۔سنن سعید بن منصور : 2863۔ مصنف ابن ابی شیبة: 14/ 507۔ دلائل النبوة للبیهقی: 5/ 167۔سنن الکبری للبیهقی : 9/ 43۔ مسند ابی یعلیٰ: 5773۔

[723]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ .

طاوس کہتے ہیں: میں عبداللہ بن عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ان کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا: کیا رسول اللہ ﷺ نے مٹکے اور کدو کے بنے ہوئے برتن میں تیار کیا گیا نبیذ استعمال کرنے سے منع کیا ہے؟ تو ابن عمر نے فرمایا: ہاں۔

[724]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَعَجِلْتُ إِلَيْهِ لِأَسْمَعَ مَا يَقُولُ، فَلَمْ أَنْتَهِ إِلَيْهِ حَتَّى نَزَلَ، فَسَأَلْتُ النَّاسَ أَيَّ شَيْءٍ؟ قَالَ، فَقَالُوا: ((نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ)) .

ابن عمر نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا تو میں نے آپ کی طرف آنے میں جلدی کی تا کہ میں آپ کا خطاب سن سکوں، میں آپ تک پہنچا بھی نہیں تھا کہ آپ منبر سے اتر آئے، تو میں نے لوگوں سے پوچھا، تو انھوں نے بتایا کہ آپ نے کدو کے برتن اور قلعی کیے ہوئے برتنوں کی ممانعت کی ہے۔

## مسند كعب بن عجرة رضی اللہ عنہ

### احادیث کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ

[725]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

کعب بن عجرہ نے فرمایا: حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ

(723) صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب النهى عن الانتباذ فى المزفت والدباء، حديث: 53/ 1998۔سنن الترمذى، كتاب الاشربة، باب ما جاء فى نبيذ الجر، حديث: 1867۔سنن النسائى، كتاب الاشربة، باب النهى عن نبيذ الدباء، حديث: 5627۔مسنداحمد: 2/ 29، 115۔ صحيح ابى عوانة: 5/ 299۔مسندابى يعلٰى : 5619۔ مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 127۔معجم الكبير للطبرانى: 13452۔ مصنف عبدالرزاق: 16933۔

(724) صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب النهى عن انتباذ فى المزفت، حديث: 49/ 1998۔سنن النسائى، كتاب الاشربة، باب النهى عن نبيذ الدباء والمزفت، حديث: 5634۔سنن ابن ماجه، كتاب الاشربة، باب النهى عن نبيذ الادعية، حديث: 3402۔مسنداحمد: 2/ 10۔ مؤطا امام مالك، ص: 519۔مصنف عبدالرزاق: 16960۔مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 117۔سنن الكبرى للبيهقى: 8/ 308۔

(725) صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب غزوة الحديبية، حديث: 4190۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جواز حلق الراس للمحرم اذا كان به اذى، حديث: 80/ 1201۔سنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن، حديث: 2974۔مسنداحمد: 4/ 241۔ سنن الكبرى للنسائى: 4110۔معجم الكبير للطبرانى : 19/ 113۔ صحيح ابن حبان: 3978۔سنن الدارقطنى : 2/ 298۔ سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 242۔ من طريق عن ايوب بهذا الاسناد۔

قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: مَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ أَوْ بُرْمَةٍ، وَالْقُمَّلُ يَتَهَافَتُ مِنْ رَأْسِي، فَقَالَ: ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ يَا كَعْبُ)) ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَاحْلِقْ رَأْسَكَ، وَأَنْسِكْ نَسِيكَةً، أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ فِرْقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ)) .

میرے قریب سے گزرے، میں ہنڈی یا کہا پتھر کی ہنڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور میرے سر سے جوئیں گر رہی تھیں، تو آپ نے فرمایا: اے کعب! تیری جوئیں تجھے تکلیف پہنچاتی ہوں گی؟ میں نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: اپنا سر منڈوا دے اور چھوٹی سی قربانی کر دے، یا تین دن کے روزے رکھ یا ایک فرق چھ مساکین کو کھانا کھلا۔

[726]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((أَوْقِدْ تَحْتَ قِدْرٍ)) ، وَقَالَ: ((وَاذْبَحْ شَاةً)) .

ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی، وہ سفیان سے، وہ ابن ابی نجیح سے، وہ مجاہد سے، وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، وہ کعب بن عجرہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے مثل حدیث سابق کے بیان کرتے ہیں مگر اس میں صرف یہ ہے کہ میں ہنڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور یہ کہ آپ نے فرمایا: بکری ذبح کر۔

[727]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

کعب بن عجرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے

(726) صحيح البخاری، كتاب المرضٰی، باب ما رخص للمريض ان يقول انی وجع، حديث: 5665ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جواز حلق الراس للمحرم، حديث: 83/ 1201ـ سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء فی المحرم يحلق راسه فی احرامه ما عليه، حديث: 953ـ مسند احمد: 3/ 243ـ صحيح ابن خزيمه: 2677ـ صحيح ابن حبان: 3981ـ معجم الكبير للطبرانی: 19/ 110ـ سنن الكبری للبيهقی: 5/ 155ـ من طريق عن ابن ابی نجيح بهذا الاسنادـ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب فی الفدية، حديث: 1856ـ سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، حديث: 2454ـ مؤطاامام مالك، ص: 276، 277ـ من طريق آخر عن مجاهد بهذا الاسنادـ

(727) اسناده ضعيف والحديث صحيح، یزید بن ابی زیاد ضعیف راوی ہے۔ صحيح البخاری، كتاب احاديث الانبياء، باب: 10، حديث: 3370ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبی ﷺ فی التشهد، حديث: 406ـ سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبی ﷺ فی التشهد، حديث: 976ـ سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء فی صفة الصلاة على النبی ﷺ، حديث: 483ـ سنن النسائی، كتاب السهو، باب نوع آخر، حديث: 1288ـ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب الصلاة على النبی ﷺ، حديث: 904ـ ⇐

قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: قُولُوا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ .

اوپر درود شریف پڑھنے کی تعلیم دی اور فرمایا: کہو! اے اللہ! درود نازل کر محمد اور آل محمد پر جیسا تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر درود نازل کیا، تحقیق تو صفتوں والا عزت والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل کر محمد اور آل محمد پر جیسا تو نے برکت نازل کی ابراہیم اور آل ابراہیم پر، یقیناً تو صفتوں والا عزت والا ہے۔

[**728**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ أَبُو أُمَيَّةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ .

حمیدی نے ہم سے حدیث بیان کی، انھوں نے سفیان سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے ابوامیہ عبدالکریم نے مجاہد سے، انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، انھوں نے کعب بن عجرہ سے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے حدیث سابق کے مثل بیان کیا۔

## مسند عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنه

## احادیث عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ

[**729**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو يَعْفُورَ الْعَبْدِيُّ، قَالَ: أَتَيْتُ عَبْدَ

ابو یعفور العبدی نے کہا: میں عبداللہ بن ابی اوفیٰ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے ٹڈی دل کھانے کے متعلق مسئلہ پوچھا

---

⇐ عمل اليوم والليلة للنسائى : 54۔ مسند احمد : 4/ 241۔ سنن الدارمى: 1348۔مصنف عبدالرزاق: 3105۔صحيح ابن حبان: 912۔سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 148۔شرح السنة : 681۔

(728) صحيح ، عمل اليوم والليلة للنسائى : 359۔ من طريق سفيان بهذا الاسناد وانظر الحديث السابق۔

(729) صحيح البخارى، كتاب الذبائح والصيد، باب اكل الجراد، حديث: 5495۔صحيح مسلم، كتاب الذبائح والصيد، باب اباحة الجراد، حديث: 1953۔سنن ابى داود، كتاب الاطعمة، باب فى اكل الجراد، حديث: 3812۔ سنن الترمذى، كتاب الاطعمة، باب ماجاء فى اكل الجراد، حديث: 1821۔سنن النسائى، كتاب الصيد والذبائح، باب الجراد، حديث: 4362۔مسنداحمد: 4/ 380۔سنن الدارمى : 2016۔مصنف عبدالرزاق: 8762۔مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 325۔سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 257۔صحيح ابن حبان : 5257۔

اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى فَسَأَلْتُهُ عَنْ أَكْلِ الْجَرَادِ، فَقَالَ: ((غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سِتَّ غَزَوَاتٍ أَوْ سَبعَ، فَكُنَّا نَأْكُلُ الْجَرَادَ)).

تو انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شامل رہا ہوں اور ہم ٹڈی دل کھاتے تھے۔

[730]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَوْفَى، يَقُولُ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ لِرَجُلٍ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي))، قَالَ: الشَّمْسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي))، قَالَ: الشَّمْسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي))، فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ، فَشَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ رَمَى بِيَدِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ، فَقَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ)).

عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا، آپ نے ایک آدمی کو فرمایا: اتر کر میرے ستو میں پانی ملا، تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ابھی سورج کی شعاع موجود ہیں، آپ نے فرمایا: تو اتر اور ستو تیار کر، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ابھی سورج کی کرنیں موجود ہیں، آپ نے فرمایا: تو اتر اور ہمارے لیے ستو تیار کر، وہ اترا اور اس نے ستو تیار کیے، تو آپ نے ستو پیے، پھر آپ نے دست مبارک سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: جب رات کی تاریکی یہاں تک آتی دیکھو تو روزہ دار روزہ افطار کر لے۔

[731]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى، يَقُولُ: ((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ فِي الْجَرِّ الْأَخْضَرِ وَالْأَبْيَضِ))، قَالَ سُفْيَانُ: وَثَالِثًا قَدْ نَسِيتُهُ.

عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے سبز اور سفید (مرتبان) مٹکے میں پینے سے منع کیا ہے، سفیان نے کہا: اس نے تیسرے برتن کا بھی نام لیا تھا جس کو میں بھول گیا ہوں۔

(730) صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب الصوم فی السفر والافطار، حديث: 1941۔صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب بيان وقت انقضاء الصوم خروج النهار، حديث: 1101۔سنن ابی داود، كتاب الصيام، باب وقت فطر الصائم، حديث: 2352۔سنن الكبرى للنسائی: 3297۔مسنداحمد: 380، 4/ 381۔مصنف عبدالرزاق: 7594۔ صحيح ابن حبان: 3512۔مصنف ابن ابی شيبة: 3/ 11، 12۔سنن الكبرى للبيهقی: 4/ 216۔

(731) صحيح البخاری، كتاب الاشربة، باب ترخيص النبی ﷺ فی الاوعية والظروف بعد النهی، حديث: 5596۔سنن النسائی، كتاب الاشربة، حديث: 5625۔ مسند احمد: 4/ 353۔ مسندالطيالسی: 814۔مسند علی بن الجعد: 707۔ مصنف ابن ابی شيبة: 8/ 124۔سنن الكبرى للبيهقی: 8/ 309۔صحيح ابن حبان: 5402۔

[732]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، ثنا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى، يَقُولُ: أَصَبْنَا حُمُرًا يَوْمَ خَيْبَرَ خَارِجًا مِنَ الْقَرْيَةِ، فَنَحَرْنَاهَا، فَإِنَّ الْقُدُورَ لَتَغْلَى بِهَا، إِذْ نَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنْ أَكْفِئُوا الْقُدُورَ بِمَا فِيهَا))، فَأَكْفَيْنَاهَا، وَإِنَّهَا لَتفُورُ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: فَلَقِيتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا كَانَتْ تِلْكَ حَمِيرًا تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ، فَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْهَا))

عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے فرمایا: خیبر کے دن بستی سے باہر ہمیں گدھے ملے تو ہم نے ان کو ذبح کر کے ہنڈیوں میں پکانا شروع کر دیا، ہنڈیا ابل رہی تھیں کہ نبی کریم ﷺ کے منادی نے آواز دے دی: ہنڈیوں میں جو کچھ ہے الٹا دو، تو ہم نے ابلتی ہنڈیاں الٹا دیں۔ ابو اسحاق نے کہا: میں سعید بن جبیر کو ملا اور اس حدیث کا ذکر کیا تو اس نے کہا: وہ گدھے غلاظت کھاتے تھے، تو ان کی نبی کریم ﷺ نے ممانعت کر دی۔

[733]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ، وَمِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ السَّكْسَكِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، أَنَّ رَجُلًا، قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: عَلِّمْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ شَيْئًا أَقُولُهُ يُجْزِئُنِي مِنَ الْقُرْآنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ))

عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے فرمایا: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کچھ کلمات بتا دیں تاکہ میں وہ کہوں تو قرآن کے جابجا وہ کافی ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا الٰه الا اللّٰه واللّٰه اكبر)) ''اللہ پاک بے عیب ہے اور ہر تعریف کمال اللہ کے لیے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔''

(732) صحيح البخاری، كتاب فرض الخمس، باب مايصيب من الطعام فی ارض الحرب، حديث: 3155، 4220۔ صحيح مسلم، كتاب الصيد والذبائح، باب تحريم اكل لحوم الحمر الانسية، حديث: 1937۔ سنن النسائی، كتاب الصيد والذبائح، باب تحريم اكل لحوم الحمر الاهلية، حديث: 4344۔ سنن ابن ماجه، كتاب الذبائح، باب لحوم الحمر الوحشية، حديث: 3192۔ مسنداحمد: 4/ 381۔ مصنف عبد الرزاق: 8722۔ مصنف ابن ابی شيبة: 8/ 263۔ سنن الكبرى للبيهقی: 9/ 330۔

(733) حسن، سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب ما يجزئ الامی والاعجمی من القراءة، حديث: 832۔ سنن النسائی، كتاب الافتتاح، باب ما يجزء من القراءة لمن لا يحسن القرآن، حديث: 925۔ مسنداحمد: 353/4، 356۔ مسند عبد بن حميد: 524۔ مصنف ابن ابی شيبة: 10/ 291۔ صحيح ابن خزيمه: 544۔ صحيح ابن حبان: 1809۔ سنن الدارقطنی: 1/ 313۔ مستدرك للحاكم: 1/ 241۔

قَالَ سُفْيَانُ: لا أَعْلَمُ ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: قَالَ: ((وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)) .

سفیان نے کہا: میں تو یہی جانتا ہوں کہ راوی نے کہا: آپ نے یہ بھی فرمایا: "ولا حول ولا قوة الا باللّٰه" "نہ بدی سے بچنے کی قوت ہے نہ نیکی حاصل کرنے کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے۔"

[734]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُسْلِمٍ الْهَجَرِيُّ ، أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى فِي جِنَازَةِ ابْنَةٍ لَهُ عَلَى بَغْلَةٍ تُقَادُ بِهِ ، فَيَقُولُ لِلْقَائِدِ أَيْنَ أَنَا مِنْهَا؟ فَإِذَا قِيلَ لَهُ: أَمَامَهَا ، قَالَ: أَحْبِسْ ، قَالَ: وَرَأَيْتُهُ حِينَ صَلَّى عَلَيْهَا كَبَّرَ أَرْبَعًا ، ثُمَّ قَامَ سَاعَةً ، فَسَبَّحَ بِهِ الْقَوْمُ فَسَلَّمَ ، ثُمَّ قَالَ: أَكُنْتُمْ تَرَوْنَ أَنِّي أَزِيدُ عَلَى أَرْبَعٍ وَقَدْ ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَبَّرَ أَرْبَعًا ، وَسَمِعَ نِسَاءً يَرْثِينَ فَنَهَاهُنَّ)) ، وَقَالَ: ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ الْمَرَاثِي)) .

ابراہیم بن مسلم ہجری کہتے ہیں کہ انھوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو دیکھا کہ ان کی ایک بیٹی فوت ہوئی تو وہ خچر پر سوار ہو کر جنازہ کے لیے نکلے، وہ خچر کی لگام پکڑنے والے کو کہتے: میں جنازہ سے کس طرف ہوں؟ پس اگر کہا جاتا کہ آپ جنازہ کے آگے ہیں تو وہ لگام والے کو کہتے: روک دے، پھر جب انھوں نے میت پر نماز پڑھائی تو چار تکبیریں کہی: چوتھی تکبیر کے بعد تھوڑی ساعت وقفہ کیا تو لوگوں نے تسبیح کہنی شروع کر دی تو انھوں نے سلام پھیرا اور کہا: کیا تمھیں گمان ہوا ہے کہ میں چار تکبیرات سے زائد کہوں گا؟ میں نے تو خود دیکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چار تکبیرات کہیں ہیں، انھوں نے عورتوں کے مرثیہ کی اور رونے کی آواز سنی تو ان کو منع کیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرثیہ خوانی سے منع کرتے دیکھا ہے۔

[735]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے فرمایا: میں نے جنگ احزاب کے

(734) حسن ، سنن ابن ماجه ، كتاب الجنائز ، باب ما جاء فى التكبير على الجنازة اربعا ، حديث: 1503۔ مسند احمد : 4/ 256۔ مسند الطيالسى : 825۔ مستدرك للحاكم: 359 ، 1/ 360۔سنن الكبرى للبيهقى: 42 ، 4/ 43۔

(735) صحيح البخارى ، كتاب التوحيد ، باب قول الله تعالىٰ(انزله بعلمه والملائكة يشهدون) ، حديث: 7489۔ صحيح مسلم ، كتاب الجهاد ، باب استحباب الدعاء بالنصر عند لقاء العدو ، حديث: 1742۔سنن الترمذى ، كتاب الجهاد ، باب ماجاء فى الدعاء عند القتال ، حديث: 1678۔ سنن ابن ماجه ، كتاب الجهاد ، باب القتال فى سبيل الله ، حديث: 2796۔عمل اليوم والليلة للنسائى: 602۔مسنداحمد: 4/ 353۔ صحيح ابن خزيمه : 2775۔ مصنف عبدالرزاق: 9516۔مصنف ابن ابى شيبة: 14/ 600۔صحيح ابن حبان : 3844۔شرح السنة للبغوى : 1353۔

قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ ، وَهُوَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ ، سَرِيعَ الْحِسَابِ ، مُجْرِيَ السَّحَابِ ، اهْزِمِ الْأَحْزَابَ ، اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ)) .

موقع پر رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا مانگتے سنا ہے: اے اللہ! کتاب نازل کرنے والے، جلد حساب چکانے والے، بادلوں کو چلانے والے، کفار کے گروہوں کو شکست دے، اے اللہ! ان کو شکست دے اور ان کو ہلا کر رکھ دے۔

[736]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى: ((أَبَشَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ ، مِنْ قَصَبٍ ، لَا سَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ؟)) ، قَالَ: نَعَمْ .

ابن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں موتی سے بنائے گئے ایسے گھر کی بشارت دی ہے جس میں نہ تو شور و شغب ہوگا اور نہ کوئی تھکاوٹ ہوگی؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں۔

[737]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى ، يَقُولُ: ((اعْتَمَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَكُنَّا نَسْتُرُهُ حِينَ طَافَ مِنْ صِبْيَانِ أَهْلِ مَكَّةَ لَا يُؤْذُونَهُ)) ، قَالَ سُفْيَانُ: ((أَرَاهُ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ)) قَالَ إِسْمَاعِيلُ:

اسماعیل بن ابی خالد نے کہا: میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو کہتے سنا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ کیا تو ہم رسول اللہ ﷺ کو مکہ کے بچوں سے پردہ میں لے لیتے تھے تا کہ وہ آپ کو ایذا نہ پہنچائیں، سفیان نے کہا: میرا خیال ہے حدیبیہ کے بعد جو عمرہ اگلے سال قضاء کیا تھا یہ اس کا واقعہ ہے۔ اسماعیل نے کہا: عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے ہمیں

---

(736) صحيح البخارى ، كتاب مناقب الانصار ، باب تزويج النبى صلى الله عليه وسلم خديجة وفضلها ، حديث: 3819۔ صحيح مسلم ، كتاب فضائل الصحابة ، باب فضائل خديجة ، حديث: 2433۔سنن الكبرى للنسائى : 8360۔فضائل الصحابة: 255۔مسند احمد: 355، 4/ 356۔مصنف ابن ابى شيبة : 12/ 133۔ معجم الكبير للطبرانى: 23/ 10۔معجم الاوسط: 2242۔صحيح ابن حبان: 7004۔

(737) صحيح البخارى ، كتاب المغازى ، باب عمرة القضاء ، حديث: 4255۔صحيح مسلم ، كتاب الحج ، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره ، حديث: 1332۔سنن ابى داود ، كتاب المناسك ، باب امر الصفا والمروة ، حديث: 1902۔سنن ابن ماجه ، كتاب العمرة ، باب العمرة ، حديث: 2990۔سنن الكبرى للنسائى: 4205۔ مسند احمد : 4/ 353۔ سنن الدارمى: 1928۔صحيح ابن خزيمه : 2775۔سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 102۔

((وَأَرَانَا ابْنُ أَبِي أَوْفَى ضَرْبَةً أَصَابَتْهُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ)).

اپنے وہ زخم دکھائے تھے جو جنگ حنین کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کو آئے تھے۔

[738]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى: هَلْ أَوْصَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: لَمْ يَتْرُكْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا يُوصِي فِيهِ، قُلْتُ: وَكَيْفَ أَمَرَ النَّاسَ بِالْوَصِيَّةِ وَلَمْ يُوصِ؟ قَالَ: ((أَوْصَى بِكِتَابِ اللّٰهِ)) قَالَ طَلْحَةُ: قَالَ الْهُزَيْلُ بْنُ شُرَحْبِيلٍ: أَبُو بَكْرٍ يَتَقَدَّمُ عَلَى وَصِيِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَدَّ أَبُو بَكْرٍ أَنَّهُ وَجَدَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ عَهْدًا، فَخَزَمَ بِهِ أَنْفَهُ.

طلحہ بن مصرف نے کہا: میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے سوال کیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی وصیت کی تھی؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کوئی چیز چھوڑی ہی نہ تھی کہ آپ وصیت کرتے، میں نے کہا: آپ نے لوگوں کو وصیت کا حکم کیسے دیا جبکہ خود آپ نے وصیت نہ کی ہو؟ انھوں نے فرمایا: آپ نے کتاب اللہ کی وصیت فرمائی تھی، ہذیل بن شرحبیل نے کہا: کیا ابو بکر رسول اللہ ﷺ کے وصی سے آگے ہو سکتے تھے؟ ابو بکر کو یہ پسند تھا کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کا کوئی حکم پتہ چلے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر لیں۔

## مسند البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

## براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی احادیث

[739]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ

براء بن عازب نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بستر پر لیٹتے وقت یہ دعا پڑھتے یا آپ نے حکم دیا لیٹتے وقت یہ دعا پڑھنے کا یا

(738) صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب الوصایا، حدیث: 2740۔صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ترک الوصیة لمن لیس له شیء یوصی فیه۔سنن الترمذی، کتاب الوصایا، باب ما جاء ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لم یوص، حدیث: 2119۔سنن النسائی، کتاب الوصایا، باب هل اوصی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، حدیث: 3650۔ سنن ابن ماجه، کتاب الوصایا، باب هل اوصی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، حدیث: 2696۔ مسند احمد: 4/ 355۔ سنن الدارمی: 3184۔صحیح ابن حبان: 6023۔سنن الکبری للبیهقی: 6/ 266۔

(739) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب ما یقول اذا نام، حدیث: 6313۔صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب ما یقول عند النوم، حدیث: 2710۔سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی الدعاء اذا اوی الی فراشه، حدیث: 3394۔سنن ابن ماجه، کتاب الدعاء، باب ما یدعو به اذا اوی الی فراشه، حدیث: 3876۔ عمل الیوم واللیلة للنسائی: 778۔مسنداحمد: 4/ 285۔سنن الدارمی: 2686۔ مسندالطیالسی: 708۔مصنف ابن ابی شیبة: 9/ 75۔صحیح ابن حبان: 5527۔

الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ عِنْدَ مَضْجَعِهِ ، أَوْ أَمَرَ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ الْمَضْجَعِ ، أَوْ أَمَرَنِي أَنْ أَقُولَ عِنْدَ مَضْجَعِي ، - شَكَّ فِيهِ سُفْيَانُ لَا يَدْرِي أَيَّتُهُنَّ - قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِلَيْكَ وَجَّهْتُ وَجْهِي ، وَإِلَيْكَ أَسْلَمْتُ نَفْسِي ، وَإِلَيْكَ فَوَّضْتُ أَمْرِي ، وَإِلَيْكَ أَلْجَأْتُ ظَهْرِي رَغْبَةً ، وَرَهْبَةً إِلَيْكَ ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)) ، فَقَالُوا لَهُ: وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ ، فَأَبَى ، وَقَالَ: ((لَا ، وَنَبِيِّكَ)) .

آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں لیٹتے وقت یہ دعا پڑھوں، سفیان کو یہ شک ہوا ہے کہ راوی نے ان مذکورہ الفاظ میں سے کون سا لفظ کہا ہے: الغرض دعا یہ ہے: اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا نفس تیرے حوالے کیا اور اپنا کام تیرے سپرد کیا اور اپنی پشت تیری پناہ میں دی، تیرا خوف کھا کر اور تیری امید رکھ کر، نہ تو تیری گرفت سے پناہ کی جگہ ہے اور نہ نجات کی مگر تیری ہی طرف، میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے اس نبی پر جو تو نے مبعوث کیا ،تو لوگوں نے کہا: " وبرسولك الذى ارسلت" تو براء بن عازب نے فرمایا: ونبيك ہی بتایا ہے۔

[**740**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ بِمَكَّةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ)) ، قَالَ سُفْيَانُ: وَقَدِمَ الْكُوفَةَ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ بِهِ ، فَزَادَ فِيهِ ، ثُمَّ لَا يَعُودُ ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ لَقَّنُوهُ ، وَكَانَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحْفَظَ مِنْهُ يَوْمَ رَأَيْتُهُ بِالْكُوفَةِ ، وَقَالُوا لِيَ: إِنَّهُ قَدْ تَغَيَّرَ حِفْظُهُ أَوْ سَاءَ حِفْظُهُ .

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جب نماز شروع کی تو رفع الیدین کیا۔سفیان نے کہا: جب وہ کوفہ آئے تو یہاں یہ زائد بیان کیا کہ پھر رفع الیدین کا اعادہ نہ کیا تو مجھے گمان ہوا کہ لوگوں نے لقمہ دیا ہوگا؟ اور مکہ میں ان کا حافظہ زیادہ بہتر تھا، اس سے کہ کوفہ میں میں نے ان کو دیکھا اور لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ (معاذ اللہ) ان کا حافظہ بدل چکا ہے یا خراب ہوا ہے۔

---

(740) اسناده ضعيف ، *یزید بن ابی زیاد ضعیف ومدلس راوی ہے*۔سنن ابی داود ، كتاب الصلاة ، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع ، حديث: 749۔ جزء رفع اليدين: 33۔مسنداحمد: 4/ 282۔مسندابی یعلٰی: 1658۔مصنف ابن ابی شيبة: 1/ 233۔ مسند الشافعي: 215۔ مصنف عبدالرزاق: 2531۔سنن الکبر ی للبیھقی : 2/ 77، 76۔ الکامل لابن عدی: 7/ 2730۔

[741]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبَانُ بْنُ تَغْلِبَ، وَكَانَ فَصِيحًا، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: ((لَمْ يَكُنْ مِنَّا أَحَدٌ يَحْنُو حَتَّى يَرَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ خَرَّ سَاجِدًا)).

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم میں سے کوئی نہیں جھکتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں جا چکے ہوتے تھے۔

[742]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَمِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ، أَنَّهُمَا سَمِعَا عَدِيَّ بْنَ ثَابِتٍ يُحَدِّثُ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ. قَالَ سُفْيَانُ: زَادَ مِسْعَرٌ: فَمَا سَمِعْتُ إِنْسَانًا أَحْسَنَ قِرَاءَةً مِنْهُ.

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز مغرب میں سورت التین پڑھتے سنا ہے، سفیان نے کہا: مسعر نے یہ زیادہ بیان کیا کہ انھوں نے فرمایا: میں نے آپ کی قراءت سے اچھی قراءت کسی کی نہیں سنی۔

[743]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو منہال نے کہا: میرے ایک شریک نے درہم دے کر

(741) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب متابعة الامام والعمل بعده، حديث: 474-سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب ما يؤمر به المأموم من اتباع الامام، حديث: 621-اخبار اصبهان لابى نعيم: 111، 2/ 112-من طريق عبد الرحمن بن ابى ليلى به-صحيح البخارى، كتاب الاذان، باب متى يسجد من خلف الامام، حديث: 690-صحيح مسلم: 474-سنن ابى داود: 620-سنن الترمذى: 281-سنن النسائى : 830-مسنداحمد: 4/ 284-مسند ابى يعلى: 1676-من طريق عبدالله بن يزيد عن البراء رضی اللہ عنہ-

(742) صحيح البخارى، كتاب الاذان، باب الجمع فى العشاء، حديث: 767-صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة فى العشاء، حديث: 474-سنن ابى داود، كتاب صلاة السفر، باب قصر قراءة الصلاة فى السفر، حديث: 1221-سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى القراءة فى صلاة العشاء، حديث: 310-سنن النسائى، كتاب الافتتاح، باب القراءة فيها ب(والتين والزيتون)، حديث: 1001-سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب القراءة فى صلاة العشاء، حديث: 835-مسنداحمد: 284، 4/ 291-صحيح ابن خزيمه: 522-مؤطاامام مالك، ص: 73-مسندابى يعلى: 1665-صحيح ابن حبان: 1838-سنن الكبرى للبيهقى : 2/ 393-

(743) صحيح البخارى، كتاب مناقب الانصار، باب: 51، حديث: 3939، 3940-صحيح مسلم، كتاب ⇦⇦

قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْمِنْهَالِ، يَقُولُ: بَاعَ شَرِيكٌ لِي بِالْكُوفَةِ دَرَاهِمَ بِدَرَاهِمَ بَيْنَهُمَا فَضْلٌ، فَقُلْتُ: مَا أَرَى هَذَا يَصْلُحُ، فَقَالَ: لَقَدْ بِعْتُهَا فِي السُّوقِ فَمَا عَابَ ذَلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ، فَأَتَيْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَسَأَلْتُهُ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَتِجَارَتُنَا هَكَذَا، فَقَالَ: ((مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَلَا خَيْرَ فِيهِ)) وَأْتِ ابْنَ أَرْقَمَ، فَإِنَّهُ كَانَ أَعْظَمَ تِجَارَةً مِنِّي، فَأَتَيْتُهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: صَدَقَ الْبَرَاءُ، قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: ((هَذَا مَنْسُوخٌ وَلَا يُؤْخَذُ بِهِ)).

درہم خریدے، ان میں اضافہ بھی تھا، تو میں نے کہا: میرے خیال میں یہ جائز نہیں ہوگا، تو اس نے کہا: میں نے بازار میں یہ سودا کیا تو کسی نے عیب نہیں لگایا، تو میں براء بن عازب کے پاس حاضر ہوا اور ان سے سوال کیا، انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ہماری تجارت اسی طرح تھی، تو آپ نے فرمایا: جو دست بدست ہو تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے اور جو ادھار ہو تو اس میں خیر نہیں ہے اور تو ابن ارقم کے پاس جا کر پوچھ، وہ مجھ سے زیادہ بڑھا ہوا تھا تجارت میں، تو میں ابن ارقم کے پاس گیا اور اس سے ذکر کیا تو اس نے کہا براء نے درست کہا ہے۔ امام حمیدی کہتے ہیں: یہ منسوخ ہے اور اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔

## الجزء السابع
## من مسند أبى بكر عبد الله بن الزبير الحميدى
## مسند أبى سعيد الخدرى رضي الله عنه

حَدَّثَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ الزَّاهِدُ الْعَالِمُ الْحَافِظُ تَقِيُّ الدِّينِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ سُرُورٍ الْمَقْدِسِيُّ أَحْسَنَ اللَّهُ تَوْفِيقَهُ، قَالَ: ثنا الْفَقِيهُ أَبُو الْحَسَنِ سَعْدُ اللَّهِ بْنُ نَصْرٍ الدَّجَاجِيُّ الْوَاعِظُ، وَأَبُو الْمَعَالِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْغَنِيِّ بْنِ حَنِيفَةَ الْبَاجِسْرَائِيُّ قَالَا: ثنا الْإِمَامُ أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقْرِءُ الْمَعْرُوفُ بِالْخَيَّاطِ قَالَ: ثنا أَبُو طَاهِرٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمُؤَدِّبُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي سَنَةِ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ فَأَقَرَّ بِهِ، قَالَ: ثنا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الصَّوَّافِ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ: ثنا أَبُو عَلِيٍّ بِشْرُ بْنُ مُوسَى قَالَ:

---

⇐⇐ المساقاة، باب النهى عن بيع الورق بالذهب دينا، حديث: 1589۔سنن النسائى، كتاب البيوع، باب بيع الفضة بالذهب نسيئة، حديث: 4579۔ مسنداحمد: 4/ 2789، 368۔مصنف عبدالرزاق: 14547۔سنن الدارقطنى: 3/ 17۔سنن الكبرى للبيهقى: 280، 5/ 281۔

[744]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَأَخَذَ حَصَاةً فَحَكَّهَا، وَنَهَى أَنْ يَبْزُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ، أَوْ عَنْ يَمِينِهِ، وَقَالَ: لِيَبْزُقْ عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى .

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے قبلہ کی دیوار پر بلغم دیکھی تو ایک کنکر سے کھرچ دی اور ممانعت کی کہ کوئی شخص اپنے سامنے اور دائیں طرف تھوکے اور فرمایا: تھوکنا ہو تو بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے۔

[745]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، أَنَّهُ سَمِعَ عِيَاضَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْجِبُهُ هَذِهِ الْعَرَاجِينَ، يُمْسِكُهَا فِي يَدِهِ، وَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَهِيَ فِي يَدِهِ، فَرَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَحَكَّهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ مُغْضَبًا، فَقَالَ: ((أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُبْزَقَ فِي وَجْهِهِ))، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يُوَاجِهُ رَبَّهُ، فَلَا يَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَبْزُقْ عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى، فَإِنْ عَجَّلَتْ بِهِ بَادِرَةٌ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو کھجور کی وہ شاخ جو گچھے کی جڑ ہوتی ہے پسند تھی، اس کو ہاتھ میں لیا کرتے تھے۔ ایک بار اس شاخ کو ہاتھ میں لیے مسجد میں داخل ہوئے تو مسجد کے قبلہ کی دیوار پر بلغم تھوکا دیکھا تو اس کو کھرچ دیا، پھر لوگوں کی طرف غصے کے ساتھ متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تمھارا کوئی شخص اپنے منہ پر دوسرے کا تھوک پسند کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب تعالیٰ کے روبرو ہوتا ہے، پس وہ اپنے سامنے تھوکے نہ دائیں طرف بلکہ بائیں طرف یا بائیں قدم کے نیچے تھوکے، اور اگر شدت ہو اور تھوک جلدی آ جائے تو اپنے کپڑے میں اس طرح تھوک کر یوں کر دے اور سفیان نے اپنی آستین کو مل دیا۔

(744) صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب لیبصق عن یسارہ اوتحت قدمہ الیسری، حدیث: 414۔صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النھی عن البصاق فی المسجد فی الصلاۃ وغیرھا، حدیث: 548۔سنن النسائی، کتاب المساجد، باب ذکر نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ان یبصق الرجل بین یدیہ، حدیث: 726۔سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد، باب کراھیۃ النخامۃ فی المسجد، حدیث: 861۔مسند احمد : 3/ 6۔سنن الدارمی : 1405۔ صحیح ابن خزیمہ: 874۔مسندالطیالسی: 2227۔مسندابی یعلٰی: 975۔شرح السنۃ للبغوی : 493۔

(745) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب فی کراھیۃالبزاق فی المسجد، حدیث: 480۔مسند ⇦⇦

وَهُوَ يُصَلِّي، فَلْيَتْفُلْ فِي ثَوْبِهِ، وَلْيَقُلْ هَكَذَا))، وَدَلَّكَ سُفْيَانُ بِكُمِّهِ.

[746]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ، وَعَنْ لُبْسَتَيْنِ، فَأَمَّا الْبَيْعَتَانِ: فَالْمُلَامَسَةُ، وَالْمُنَابَذَةُ، وَأَمَّا اللُّبْسَتَانِ: فَاشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ، وَاحْتِبَاءُ الرَّجُلِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بیع اور دو لباس کی ممانعت کی ہے، دو بیع تو یہ ہیں: بیع ملامسہ اور بیع منابذہ اور دو قسم کا لباس: ایک تو (اشتمال صماء) مہری لپیٹ ہے اور دوسرا (احتباء) یہ کہ کوئی آدمی ایک ہی کپڑے میں کمر اور زانوں کو باندھ لے اور شرمگاہ پر کپڑے کا پردہ نہ ہو۔

**وضاحت**:...... ملامسہ: ہاتھ لگانا ہی بیع تصور کیا جاتا تھا۔ منابذہ: خریدنے والے کی طرف پھینک دینا ہی بیع قرار دیا جاتا تھا۔ ان ہر دو قسم کی تجارت میں مشتری کو پسند کرنے کا موقع نہ ملتا تھا اور وہ خریدنے پر مجبور ہوتا۔ یہ بیع کئی مفاسد کا باعث تھی۔ اس لیے ممانعت فرمائی۔

[747]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ضَمْرَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَازِنِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: ((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ

ابوسعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نماز عصر سورج غروب ہونے تک (نفل) نماز پڑھنے کی اور بعد نماز فجر سورج طلوع ہونے تک (نفل) نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

⇦ احمد: 3/ 9، 24۔ صحیح ابن خزیمه: 880۔ صحیح ابن حبان: 2271۔مستدرك للحاكم: 1/ 257۔مسندابی یعلٰی: 993۔مصنف ابن ابی شیبة: 2/ 363۔

(746) صحيح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع المنابذة، حدیث: 2147۔سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی بیع الغرر، حدیث: 3377۔ سنن النسائی، کتاب البیوع، باب بیع المنابذة، حدیث: 4516، 5343۔سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب ماجاء فی النهی عن المنابذة والملامسة، حدیث: 2170، 3559۔مسنداحمد: 3/ 6۔ سنن الدارمی: 2565۔مصنف ابن ابی شیبة: 7/ 43، 485۔ مسندابی یعلٰی: 976، 1116۔الروایات مطولة ومختصرة۔

(747) صحيح، سنن النسائی، کتاب المواقیت، باب النهی عن الصلاة بعد العصر، حدیث: 567۔سنن الکبری للنسائی: 1549۔ مسنداحمد: 3/ 6۔ مصنف ابن ابی شیبة: 2/ 348۔مسندابی یعلٰی: 977، 1121۔من طریق عن سفیان بهذا الاسناد۔ صحيح البخاری، کتاب المواقیت، حدیث: 586۔صحيح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب الاوقات التی نهی عن الصلاة فیها، حدیث: 827۔من طریق عطاء اللیثی عن ابی سعید۔

حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسَ، وَعَنْ صَلَاةٍ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ)).

[748]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي وَكَانَ يَتِيمًا فِي حِجْرِ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُو سَعِيدٍ: أَيْ بُنَيَّ، إِذَا كُنْتَ فِي هَذِهِ الْبَوَادِي فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالْأَذَانِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((لَا يَسْمَعُهُ إِنْسٌ، وَلَا جِنٌّ، وَلَا حَجَرٌ، وَلَا شَجَرٌ، وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

عبدالرحمٰن بن صعصعہ نے کہا: وہ ابوسعید کے گھر میں اور ان کے زیر سایہ یتیم کی حیثیت میں تھے، تو ابوسعید نے مجھے کہا: اے بیٹا! جب تم ان وادیوں میں موجود ہوتے ہو تو بلند آواز سے اذان کہا کرو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: نہیں سنتا کوئی انسان، جن، پتھر، درخت اور کوئی چیز مگر وہ تمام ہی قیامت کے دن مؤذن کے لیے گواہی دیں گے۔

[749]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفِرُّ

ابوسعید خدری نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ وقت قریب ہے کہ ایک مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پہاڑوں کی بلندی اور بارش کے مقام پر فتنے کے خوف سے اپنا دین لے کر بھاگتا ہوگا۔

(748) صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب رفع الصوت بالنداء، حديث: 609۔سنن النسائی، كتاب الاذان، باب رفع الصوت بالاذان، حديث: 645۔سنن ابن ماجه، كتاب الاذان، باب فضل الاذان وثواب المؤذنين، حديث: 723۔ مسنداحمد: 3/ 6۔مسندعبد بن حميد: 997۔ صحيح ابن خزيمه: 389۔مؤطا امام مالك، ص: 68۔ مصنف عبدالرزاق: 1865۔مسندابی يعلٰی: 982۔تاريخ جرجان للسهمی، ص: 298۔صحيح ابن حبان: 1661۔ سنن الكبری للبيهقی: 1/ 397۔

(749) صحيح البخاری، كتاب الايمان، باب من الدين الفرار فی الفتن، حديث: 19۔سنن ابی داود، كتاب الفتن، باب ما يرخص فيه من البداوة فی الفتنة، حديث: 4267۔سنن النسائی، كتاب الايمان، باب الفرار بالدين من الفتن، حديث: 5039۔ سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب العزلة، حديث: 3980۔مسنداحمد: 3/ 43۔مؤطا امام مالك، ص: 595۔ مسندابی يعلٰی: 983۔صحيح ابن حبان: 5955۔ مصنف ابن ابی شيبة: 15/ 10۔

بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ)) .

[750]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ سَعِيدٍ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، قَالَ: إِنِّي لَفِي حَلَقَةٍ فِيهَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ جَالِسًا، إِذْ جَاءَ نَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ مَذْعُورًا، أَوْ قَالَ: فَزِعًا، فَقُلْنَا: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: إِنَّ عُمَرَ بَعَثَ إِلَيَّ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَأَتَيْتُهُ، فَاسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ، وَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ))، فَقَالَ عُمَرُ: لَتَأْتِيَنَّ عَلَى مَا قُلْتَ بِبَيِّنَةٍ، أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ، وَلَأَفْعَلَنَّ، فَقَالَ لِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ، قَالَ سَعِيدٌ: فَكُنْتُ أَنَا أَصْغَرَ الْقَوْمِ، فَأَتَيْتُ عُمَرَ، فَحَدَّثْتُهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ)) .

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اور ابی بن کعب حلقۂ درس میں تھے کہ ہمارے پاس ابو موسیٰ اشعری خوف زدہ یا کہا: گھبرائے ہوئے آئے تو ہم نے کہا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ انھوں نے فرمایا: عمر نے اپنے کسی کام کے لیے مجھے طلب کیا، میں اس کے پاس آیا اور میں نے اس سے (دروازے پر) تین بار اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہ دی گئی اور میں واپس چلا آیا، میں نے ان کو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو وہ لوٹ جائے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تو اس حدیث پر کوئی گواہ نہیں لائے گا تو میں تیرے ساتھ اس طرح اور اس طرح کروں گا، تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے ابوموسیٰ! تیرے ساتھ اس مجمع میں سے چھوٹی عمر کا آدمی ہی جائے گا، ابوسعید نے فرمایا: میں ہی ان میں چھوٹی عمر کا تھا، میں عمر کے پاس گیا اور میں نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو وہ واپس لوٹ جائے۔

---

(750) صحيح البخارى، كتاب الاستئذان، باب التسليم والاستئذان ثلاثا، حديث: 6245۔صحيح مسلم، كتاب الآداب، باب الاستئذان، حديث 2153۔سنن ابى داود، كتاب الادب، حديث: 5180۔ مسنداحمد: 3/ 6۔مسندابى يعلٰى : 981۔صحيح ابن حبان: 5810۔سنن الكبرى للبيهقى : 8/ 339 من طريق بسر بن سعيد به۔مؤطاامام مالك، ص: 591مختصرا۔ من طريق بسر بن سعيد عن ابى سعيد الخدرى عن ابى موسٰى فذكره۔صحيح مسلم: 2153۔سنن الترمذى، كتاب الاستئذان، حديث: 2690۔سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب الاستئذان، حديث: 3706۔سنن الدارمى : 2632 من طريق ابى نضرة عن ابى سعيد۔وسياتى برقم: 790 .

[751]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْمَازِنِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ))، قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، يَرْوِيَانِ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ اونٹوں سے کم پر زکاۃ فرض نہیں ہے، پانچ وسق سے کم پر زکاۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیہ سونے سے کم پر زکاۃ لازم نہیں ہے، سفیان کہتے ہیں: اس حدیث کو عمرو بن دینار اور یحییٰ بن سعید دونوں عمرو بن یحییٰ سے روایت کرتے تھے۔

[752]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ)).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔

---

(751) صحيح البخارى، كتاب الزكاة، باب زكاة الورق، حديث: 1447۔صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ليس فيما دون خمسة اوسق صدقة، حديث: 979۔سنن ابى داود، كتاب الزكاة، باب ماتجب فيه الزكاة، حديث: 1558۔ سنن الترمذى، كتاب الزكاة، باب ما جاء فى صدقة الزرع والتمر، حديث: 626۔سنن النسائى، كتاب الزكاة، باب زكاة الابل، حديث: 2446، 2447۔سنن ابن ماجه، كتاب الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاةمن الاموال، حديث: 1793۔ مسند احمد: 3/ 6۔سنن الدارمى: 1640۔مؤطا امام مالك، ص: 172۔صحيح ابن خزيمه: 2263۔ صحيح ابن حبان: 3268۔مسند الشافعى: 1/ 232۔مسندابى يعلٰى: 979۔سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 133۔

(752) صحيح البخارى، كتاب الاذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل، حديث: 857۔صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال، حديث: 846۔سنن ابى داود، كتاب الطهارة، باب فى الغسل للجمعة، حديث: 341۔سنن النسائى، كتاب الجمعة، باب ايجاب الغسل يوم الجمعة، حديث: 1376۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ماجاء فى الغسل يوم الجمعة، حديث: 1089۔ مسند احمد: 3/ 6۔ سنن الدارمى: 1546۔صحيح ابن خزيمه: 1742۔مؤطاامام مالك، ص: 87۔مسند الشافعى: 1/ 134، 133۔ مسندابى يعلٰى: 978۔صحيح ابن حبان: 1229۔

[753]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنی الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ، مَوْلَى الْحُرَقَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: أَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، فَسَأَلْتُهُ هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْإِزَارِ شَيْئًا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، تَعَلَّمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فِي النَّارِ، لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا)).

عبدالرحمٰن بن یعقوب کہتے ہیں: میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور ان سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ازار کے بارے میں آپ نے کچھ سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں مجھے علم ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: مومن کی ازار نصف پنڈلی تک رہنی چاہیے اور پنڈلی سے ٹخنوں تک تو اس پر گناہ نہیں ہے اور ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ آگ میں ہے، اللہ اس شخص کی طرف نگاہ رحمت سے نہیں دیکھے گا جو اپنی ازار تکبر سے لٹکا کر چلے گا۔

[754]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ بُشَيْرٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْأَعْشَى، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ، أَوِ ابْنَتَانِ، أَوْ أُخْتَانِ، فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ، وَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ، وَاتَّقَى اللّٰهَ فِيهِنَّ، دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ بھلائی سے رہے، ان کے بارے میں صبر کرے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

---

(753) صحيح، سنن ابى داود، كتاب اللباس، باب فى قدر موضع الآزار، حديث: 4093۔سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب موضع الآزار اين هو، حديث: 3573۔سنن الكبرى للنسائى: 9631۔مسنداحمد: 3/ 6۔مؤطا امام مالك، ص: 562، 563۔ مسندابى يعلٰى: 980۔صحيح ابن حبان: 5446۔سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 244۔شعب الايمان: 6133۔

(754) حسن، الصحيحة: 294۔ الادب المفرد للبخارى: 79۔سنن ابى داود، كتاب الادب، باب فى فضل من عال يتيما، حديث: 5147۔ سنن الترمذى، كتاب البر والصلة باب ماجاء فى النفقة على البنات والاخوات، حديث: 1912، 19176۔ مسند احمد: 3/ 42۔صحيح ابن حبان: 446۔مكارم الاخلاق للخرائطى، ص: 71۔مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 552۔كتاب الآداب للبيهقى: 27۔

[755]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو عُمَيْرٍ الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ، أَنَّهُمَا سَمِعَا مِنْ أَبِي طُوَالَةَ يُحَدِّثُ، عَنْ نَهَّارٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ لَيَسْأَلُ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَقُولَ: مَا مَنَعَكَ إِذَا رَأَيْتَ الْمُنْكَرَ فِي الدُّنْيَا أَنْ تُنْكِرَهُ، فَإِذَا لَقَّنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدَهُ حُجَّتَهُ، قَالَ: يَا رَبِّ رَجَوْتُكَ وَخِفْتُ النَّاسَ .

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان فرماتے سنا ہے: تحقیق اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے سے سوال کرے گا یہاں تک کہ یہ بھی پوچھے گا: جب دنیا میں تو نے برے کام (اور غیر شرعی امور) دیکھے تھے تو تجھے ان کاموں کو ناپسند کرنے سے کس نے روکا تھا؟ پس اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے بندے کو دلیل کی تلقین کریں گے (اور اس کی دلیل اس کے دل میں ڈالے گا) تو بندہ بول اٹھے گا: اے میرے رب! مجھے تیری امید تھی اور لوگوں کا خوف تھا۔

[756]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، أَنَّهُ سَمِعَ عِيَاضَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ الْعَامِرِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((أَنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ نَبَاتِ الْأَرْضِ، وَزَهْرَةُ الدُّنْيَا)) ، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَهَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى رَأَيْنَا أَنَّهُ يُنَزَّلُ عَلَيْهِ، وَكَانَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ غَشِيَهُ بُهْرٌ وَعَرَقٌ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ،

عیاض بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح عامری نے کہا: میں نے ابوسعید خدری کو فرماتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے منبر پر بیان فرمایا: سب سے زیادہ جن چیزوں کا تمھارے متعلق مجھے خطرہ ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کی پیداوار و نباتات اور دنیا کی تروتازگی نکال کر عام کر دے گا، وہ بیان کرتے ہیں: تو ایک شخص نے تین بار کہا: کیا خیر بھی شر لاتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے اور ہمیں یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے، آپ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ پر سکوت چھا جاتا اور آس پاس سے بے خبر ہو کر رہ جاتے اور پسینہ پسینہ ہو جاتے، جب وحی کی کیفیت جاتی رہی تو آپ نے فرمایا:

(755) حسن، سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، حديث: 4017۔ مسند احمد: 3/ 27، 77۔ مسند عبد بن حميد: 974۔شعب الايمان: 7575۔مسندابى يعلىٰ: 1089۔صحيح ابن حبان : 7368۔

(756) صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب تخوف مايخرج من زهرة الدنيا، حديث: 1052۔سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب فتنة المال، حديث: 3995۔مسنداحمد: 3/ 7۔مصنف ابن ابى شيبة: 241، 13/ 242۔صحيح ابن حبان : 3226۔ حلية الاولياء: 7/ 311۔

قَـالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ؟)) قَالَ: هَا أَنَا ذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ﷺ، وَلَـمْ أُرِدْ إِلَّا خَيْرًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْـخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ، إِنَّ الْـخَيْـرَ لَا يَـأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ، إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ، وَلٰكِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَكُلُّ مَـا يُـنْبِـتُ الرَّبِيعُ يُقْتَلُ حَبَطًا، أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةُ الْـخَـضِـرِ، تَأْكُلُ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَـقْبَـلَـتِ الشَّـمْسَ، فَثَلَطَتْ أَوْ بَالَتْ، ثُمَّ عَـادَتْ فَـأَكَـلَتْ، ثُمَّ أَفَاضَتْ فَاجْتَرَّتْ، مَنْ أَخَـذَ مَـالًا بِحَقِّهِ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَ مَالًا بِغَيْرِ حَقِّهِ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَـعُ، وَالْيَـدُ الْـعُـلْيَـا خَيْـرٌ مِـنَ الْيَـدِ السُّـفْـلَـى)) قَـالَ سُفْيَـانُ: ((كَثِيرًا مَـا كَـانَ الْأَعْـمَـشُ يَسْتَـعِيـدُنِـي هَـذَا الْحَدِيثَ كُلَّمَا جِئْتُهُ)).

سائل کہاں ہے؟ اس شخص نے کہا: اللہ کے رسول ! میں حاضر ہوں اور سوال کرنے میں میرا ارادہ بھلائی کے سوا کچھ نہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بھلائی تو بھلائی ہی لاتی ہے، بھلائی تو بھلائی ہی لاتی ہے، بھلائی تو بھلائی ہی لاتی ہے (تین بار یہ ارشاد فرما کر پھر فرمایا:) لیکن یہ دنیا سرسبز اور میٹھی ہے اور موسم بہار میں جو سبزہ اگتا ہے وہ پیٹ میں ہوا بھر کر مارتا یا درد پیدا کرتا ہے، سن لو! سبز گھاس کھانے والا حیوان کھاتے کھاتے اپنے دو پہلو پھیلا دیتا ہے اور سورج کی دھوپ میں اس کا پیٹ بہنے لگتا ہے یا وہ بکثرت بول کرنے لگتا ہے، حیوان پھر کھاتا ہے اور پیٹ میں مواد مزید بڑھ جاتا ہے اور پیٹ جاری ہوجاتا ہے، جس نے مال استحقاق کے مطابق حاصل کیا تو اس کو برکت دی جاتی ہے اور جس نے بلاحق مال وصول کیا اس کو برکت نہیں دی جاتی اور ایسا ہی ہے جیسا وہ شخص جو کھاتا جائے اور سیر نہ ہوتا ہو، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، سفیان نے کہا: اکثر اوقات جب میں اعمش سے ملاقات کرتا تو وہ مجھے یہ حدیث سناتے تھے۔

**[757]**...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، قَالَ: ثنا عِيَاضُ بْـنُ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، قَالَ:

عیاض بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے کہا: میں نے ابو سعید کو دیکھا کہ وہ آئے تو مروان بن حکم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، تو ابو سعید نے دو رکعات نماز پڑھی، مروان کا

(757) حسن، سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ، باب الرجل یخرج من ماله، حدیث: 1675۔سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی الرکعتین اذا جاء الرجل والامام یخطب، حدیث: 511۔سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب اذا تصدق وھو محتاج الیه ھل یرد علیه، حدیث: 2535۔سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فیمن دخل المسجد والامام یخطب، حدیث: 1113۔جزء القراءۃ خلف الامام للبخاری: 162۔ سنن الدارمی: 1560۔صحیح ابن خزیمه: 1799۔سنن الکبری للبیهقی: 217، 3/ 218۔

رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ ، جَاءَ وَمَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَقَامَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ ، فَجَاءَ إِلَيْهِ الْأَحْرَاسُ لِيُجْلِسُوهُ ، فَأَبَى أَنْ يَجْلِسَ حَتَّى صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَتَيْنَاهُ ، فَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَا سَعِيدٍ كَادَ هَؤُلَاءِ أَنْ يَفْعَلُوا بِكَ ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: مَا كُنْتُ لِأَدَعَهُمَا لِشَيْءٍ بَعْدَ شَيْءٍ رَأَيْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَجَاءَ رَجُلٌ وَهُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصَلَّيْتَ)) ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: ((فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) ، ثُمَّ حَثَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ ، فَأَلْقَى النَّاسُ ثِيَابًا ، فَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلَ مِنْهَا ثَوْبَيْنِ ، فَلَمَّا جَاءَتِ الْجُمُعَةُ الْأُخْرَى ، جَاءَ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ؟)) قَالَ: لَا ، قَالَ: ((فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) ، ثُمَّ حَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ ، فَأَلْقَوْا ثِيَابًا ، فَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلَ مِنْهَا ثَوْبَيْنِ ، فَلَمَّا جَاءَتِ الْجُمُعَةُ الْأُخْرَى ، جَاءَ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ؟)) قَالَ: لَا ، قَالَ: ((فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) ، ثُمَّ حَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ ، فَأَلْقَوْا ثِيَابًا ، فَطَرَحَ الرَّجُلُ أَحَدَ ثَوْبَيْهِ ، فَصَاحَ

محافظ دستہ آگے بڑھا اور اس کو بٹھانا چاہا مگر یہ نہ بیٹھے، یہاں تک کہ دو رکعات پوری کیں، نماز جمعہ سے فارغ ہوکر ہم ابوسعید کے پاس گئے اور ہم نے کہا: قریب تھا کہ وہ لوگ آپ کے ساتھ بدسلوکی کرتے، ابوسعید نے فرمایا: میں تو یہ دو رکعات کچھ بھی ہوجانے کے ڈر سے ترک نہیں کروں گا جبکہ میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے نماز (نفل) پڑھی ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: دو رکعات پڑھ، پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تو لوگوں نے کپڑے دیے، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو دو کپڑے دے دیے، جب دوسرا جمعہ آیا اور نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ وہی شخص آیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے دو رکعات پڑھیں؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: دو رکعات پڑھ، اور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی تلقین فرمائی تو لوگوں نے کپڑے لا کر ڈال دیے، پھر جب اگلا جمعہ آیا تو یہ شخص اس وقت آیا جبکہ نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے دو رکعات پڑھیں ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: دو رکعات پڑھ، پھر لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دی، اس آدمی نے اس بار ایک کپڑا دیا تو نبی ﷺ نے آواز دے کر فرمایا: تو اپنا کپڑا اٹھا لے تو اس نے اٹھایا، پھر آپ نے فرمایا: اس آدمی کو دیکھو یہ پھٹے کپڑوں میں جمعہ کو آیا تھا،

بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، وَقَالَ: ((خُذْهُ، فَأَخَذَهُ)) ، ثُمَّ قَالَ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا ، جَاءَ تِلْكَ الْجُمُعَةَ بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ ، فَأَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ ، فَأَلْقَوْا ثِيَابًا ، فَأَعْطَيْتُهُ مِنْهَا ثَوْبَيْنِ ، فَلَمَّا جَاءَتْ هَذِهِ الْجُمُعَةُ أَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ ، فَأَلْقَى أَحَدَ ثَوْبَيْهِ ، قَالَ سُفْيَانُ: يَقُولُ: لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى ، وَلَا غِنًى بِهَذَا عَنْ ثَوْبِهِ .

میں نے لوگوں کو حکم دیا تو انھوں نے کپڑے پھینک دیے، میں نے اس کو دو کپڑے دیے، جب یہ آج جمعہ میں آیا تو لوگوں کو پھر میں نے صدقہ دینے کا کہا اور انھوں نے کپڑے پھینک دیے تو اس نے بھی ایک کپڑا پھینک دیا۔ سفیان نے کہا: صدقہ وہی ہے جس کے بعد بھی آدمی غنی رہے ۔ یہ آدمی ان کپڑوں کی وجہ سے غنی تو نہیں بن چکا تھا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دوران خطبہ جمعہ مسجد میں آنے والا دو رکعت پڑھ کر بیٹھے اور خطیب اسے دو رکعت ادا کرنے کا کہے ۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ وہی ہے جس کے بعد بھی آدمی غنی رہے ۔

[758]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ ، أَنَّهُ سَمِعَ عِيَاضَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ ، يَقُولُ: ((مَا كُنَّا نُخْرِجُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي زَكَاةِ الْفِطْرِ إِلَّا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ)) .

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں صدقہ فطر نہیں نکالتے تھے مگر ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع جَو سے یا ایک صاع پنیر سے ۔

**فائدہ** :...... ایک صاع کا وزن تقریباً اڑھائی کلو بنتا ہے ۔ حسب توفیق مذکورہ جنسوں میں سے گھر کی فی فرد کی طرف سے اڑھائی کلو جنس یا اس کی قیمت ادا کر دی جائے ۔

[759]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ حدیث مجھ سے ابوسعید

---

(758) صحيح البخارى ، كتاب الزكاة ، باب صدقة الفطر على الحر والمملوك ، حديث: 1511 ـ صحيح مسلم ، كتاب الزكاة ، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر ، حديث: 985 ـ سنن ابى داود ، كتاب الزكاة ، باب كم يؤدى فى صدقة الفطر ، حديث: 1616 ـ سنن الترمذى ، كتاب الزكاة ، باب ماجاء فى صدقة الفطر ، حديث: 673 ـ سنن النسائى ، كتاب الزكاة ، باب التمر فى زكاة الفطر ، حديث: 2512 ـ سنن ابن ماجه ، كتاب الزكاة ، باب صدقة الفطر ، حديث: 1829 ـ مسنداحمد: 3/ 73 ، 98 ـ مؤطا امام مالك ، ص: 195 ـ سنن الدارمى : 1671 ـ صحيح ابن خزيمه: 2414 ـ شرح معانى الآثار للطحاوى: 2/ 41 ـ سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 164 ـ

(759) صحيح البخارى ، كتاب الجهاد ، باب من استعان بالضعفاء والصالحين فى الحرب ، حديث: 2897 ـ ⇦⇦

قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ ، فَيَغْزُو فِيهِ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ ، فَيَغْزُو فِيهِ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ ، فَيُقَالُ لَهُمْ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَيُقَالُ لَهُمْ: نَعَمْ ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ ، فَيَغْزُو فِيهِ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ .

خدری نے بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی کوئی جماعت جہاد کرے گی تو کہا جائے گا: کیا تمھارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہو؟ تو کہا جائے گا: ہاں، تو ان کی فتح ہوگی، پھر لوگوں پر زمانہ آئے گا اور لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی، تو ان کو کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے ساتھ رہا ہو؟ تو کہا جائے گا: ہاں تو ان کو بھی فتح دی جائے گی، پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی، تو ان کو کہا جائے گا: کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص بھی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے ساتھ رہنے والوں کے ساتھ رہا ہو۔ (تبع تابعین ہو) تو کہا جائے گا: ہاں تو ان کو بھی فتح دی جائے گی۔

**فائدہ**: ...... اس سے ثابت ہوا کہ خیر و برکت اور دین کے مثالی غلبے کا دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعی اور تبع تابعی کا دور تھا، ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمام زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ، پھر تابعین عظام (رحمہم اللہ) کا۔ (صحیح البخاری : 2651) خیر القرون کے لوگوں کا تقوی اور توکل مثالی تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی صلاحیتوں اور فتوحات میں برکت فرمائی۔ جو قوم آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دے وہ مغلوب رہتی ہے۔ خیر القرون آخرت کو ترجیح دیتے تھے۔ اس لیے کامیاب تھے۔

[**760**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں

⇦⇨ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذین یلونهم، حدیث: 2532۔ مسند احمد: 3/ 7۔ مسند ابی یعلٰی: 974۔صحیح ابن حبان: 4788۔شرح السنة للبغوی: 3864۔

(760) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع الدینار بالدینار نساء، حدیث: 2178۔صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب بیع الطعام مثلا بمثل، حدیث: 1596۔سنن النسائی، کتاب البیوع، باب بیع الفضة بالذهب وبیع الذهب بالفضة، حدیث: 4585۔سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب من قال لا ربا فی النسیئة، حدیث: 2257۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 4/ 67۔تاریخ بغداد: 13/ 116۔ و حدیث اسامة بن زید رضی اللہ عنہ تقدم تخریجه برقم: 555 .

قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((الدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، وَالدِّينَارُ بِالدِّينَارِ، مِثْلًا بِمِثْلٍ، لَيْسَ بَيْنَهُمَا فَضْلٌ))، فَقُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرَى بِهِ بَأْسًا فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: قَدْ لَقِيتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقُلْتُ لَهُ: أَخْبِرْنِي عَنْ هَذَا الَّذِي تَقُولُ، أَشَيْءٌ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ؟ أَوْ شَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَلَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنِّي، وَلَكِنْ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ))

کہ آپ ﷺ نے فرمایا: درہم کو درہم کے بدلے اور دینار کو دینار کے بدلے، (بشرطیکہ) مثل بمثل ہو جس میں کسی طرف سے اضافہ نہ ہو، فروخت کرنا جائز ہے، ابوسعید کو کہا گیا کہ ابن عباس اضافہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے ہیں، تو ابو سعید خدری نے فرمایا: میں ابن عباس سے اس مسئلہ میں ملاقات کر چکا ہوں، میں نے ابن عباس کو کہا: مجھے اپنے اس قول کی خبر دے جو تم کہتے ہو، کیا یہ تجھے کتاب اللہ سے معلوم ہوا ہے یا رسول اللہ ﷺ سے تو نے خود سنا ہے، تو ابن عباس نے فرمایا: نہ تو میں نے یہ قول کتاب اللہ سے اخذ کیا ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کی حدیث مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو، لیکن مجھے اسامہ بن زید نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سود ادھار میں ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب ایک جنس کا باہمی تبادلہ ہو تو وزن میں برابر اور نقد بنقد ہونا چاہیے لیکن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف اس کے اُلٹ تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ دست بدست ایک دینار کو دو دینار کے عوض فروخت کیا جا سکتا ہے ان کے نزدیک سود صرف اس وقت ہوتا ہے جب ایک طرف سے ادھار ہو۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سمجھایا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا۔ رجوع کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما سختی سے منع کرتے تھے۔ (مستدرک حاکم: 2/43) اختلاف کی صورت میں احترام کو لازم پکڑنا چاہیے اور دلیل کی بنا پر فیصلہ کرنا چاہیے عمر یا اکثریت کی بنا پر نہیں۔

[761]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو سعید خدری (بیع الصرف) سونے، چاندی کو فروخت

(761) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب بيع الفضة بالفضة، حديث: 2176، 2177۔ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدا، حديث: 1584۔ سنن الترمذي، كتاب البيوع، باب ما جاء في الصرف، حديث: 1241۔ سنن النسائي، كتاب البيوع، باب بيع الذهب بالذهب، حديث: 4574۔ مسند احمد: ⇦⇦

قَالَ: ثنا ضَمْرَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَازِنِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يُحَدِّثُ، عَنْ عُمَرَ بِحَدِيثِ الصَّرْفِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ عَنْهُ وَأَنَا حَاضِرٌ، قَالَ سُفْيَانُ: إِنِّي لَا أَحْفَظُ شَيْئًا فِيهِ إِلَّا أَنَّهُ نَحْوٌ مِمَّا يُحَدِّثُ النَّاسُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((فِي الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، الْوَرِقُ بِالْوَرِقِ مِثْلًا بِمِثْلٍ)).

کرنے کے متعلق عمر سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہے تھے کہ ابن عمر آ گئے تو انھوں نے ابن عمر سے پوچھا، مازنی راوی نے کہا: میں وہاں موجود تھا، سفیان نے کہا: مجھے اس مسئلہ کے متعلق کوئی حدیث حفظ نہیں ہے مگر اس کی مثل جو سب ہی لوگ ابوسعید سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا: سونا بدلے سونے کے، چاندی بدلے چاندی کے مثل بمثل اور برابر برابر۔

**فائدہ:** ......اس حدیث پر فوائد گزر چکے ہیں۔

[762]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَوْقَفْتُ جَارِيَةً لِي أَبِيعُهَا فِي سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعٍ، فَجَاءَنِي رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، مَا هَذِهِ الْجَارِيَةُ؟ قُلْتُ: جَارِيَةٌ لِي أَبِيعُهَا، قَالَ: فَلَعَلَّكَ أَنْ تَبِيعَهَا وَفِي بَطْنِهَا مِنْكَ سَخْلَةٌ، قُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ أَعْزِلُ عَنْهَا، قَالَ: فَإِنَّ تِلْكَ الْمَوْءُودَةُ الصُّغْرَى، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ((كَذَبَتْ يَهُودُ، وَلَا عَلَيْكُمْ أَلَّا تَفْعَلُوا)).

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنی لونڈی لے کر بنو قینقاع کے بازار میں تھا اور اس کو فروخت کرنا چاہتا تھا، ایک یہودی میرے پاس آیا اور اس نے کہا: اے ابوسعید! یہ لونڈی کیسے لائے ہو؟ میں نے کہا: یہ میری لونڈی ہے، میں اس کو فروخت کرنا چاہتا ہوں، اس نے کہا: عین ممکن ہے کہ تو اس کو فروخت کرے اور اس کے پیٹ میں تیرا نطفہ ہو، میں نے کہا: میں اس سے عزل کیا کرتا ہوں، اس نے کہا: یہ تو چھوٹا زندہ درگور ہے، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے یہ بات عرض کی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہود جھوٹ کہتے ہیں اور تم عزل نہ کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے۔

---

⇦⇦ 3/ 73- مؤطا امام مالك، ص: 391-صحيح ابن حبان: 5016- من طريق نافع عن ابى سعيد الخدرى ﷺ-

(762) صحيح، مصنف ابن ابى شيبة: 221، 4/ 222-السنة لابن ابى عاصم: 360-شرح معانى الآثار للطحاوى: 3/ 32- شرح مشكل الآثار: 2/ 372-عشرة النساء للنسائى: 199-وانظر الحديث الآتى.

**فائدہ** :......عزل کرنا جائز ہے نیز نبی ﷺ نے یہود کے باطل نظریے کا رد کیا۔ یہود کا خیال تھا کہ عزل سے حمل کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ جو کہ درست نہیں تھا۔ معلوم ہوا کہ فرق باطلہ کے شکوک وشبہات کا رد کرنا چاہیے۔

[**763**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ الْعَزْلَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((فَلِمَ يَفْعَلُ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ))، وَلَمْ يَقُلْ: ((فَلَا يَفْعَلْ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ، فَإِنَّهَا لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوقَةٌ إِلَّا اللَّهُ خَالِقُهَا)).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایسا کیوں کرتا ہے؟ اور آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: کہ ایسا نہ کیا کرو، جو بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں مخلوق پیدا ہونے والی ہے اللہ تعالیٰ اس کو پیدا کر کے رہے گا۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عزل اولاد سے مانع نہیں ہے بلکہ جب اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت روکنے پر قادر نہیں ہے۔ ویسے عزل کا جواز ہے۔ عزل سے مراد یہ ہے کہ بیوی سے صحبت کرتے وقت اندام نہانی سے باہر انزال کرنا۔

[**764**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُجَالِدٌ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ جَبْرِ بْنِ نَوْفٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، وہ سفیان سے، وہ مجالد سے، وہ ابوالوداک جبر بن نوف سے، وہ ابوسعید خدری سے، وہ نبی کریم ﷺ سے مثل اس کے روایت کرتے ہیں۔

[**765**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(763) صحيح البخاری، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ(هو الله الخالق البارىء المصور، حديث: 7409، تعليقاً۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، حديث: 1438۔سنن ابی داود، كتاب النكاح، باب ماجاء فی العزل، حديث: 2170۔سنن الترمذی، كتاب النكاح، باب ماجاء فی كراهية العزل، حديث: 1138۔سنن الكبرى للنسائی : 7650۔مسندابی يعلٰی: 1135۔سنن الكبرى للبيهقی: 7/ 229۔

(764) صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، حديث: 1438۔مسنداحمد: 3/ 26، 47۔السنة لابن ابی عاصم : 365۔ سنن سعيد بن منصور: 2219۔مسندابی يعلٰی: 1153۔مسندالطيالسی: 2175۔شرح معانی الآثار للطحاوی : 3/ 34۔صحيح ابن حبان: 4191۔سنن الكبرى للبيهقی: 6/ 229۔من طريق عن ابی الوداك به۔

(765) صحيح ۔ مسنداحمد: 3/ 95۔مصنف عبدالرزاق: 18658۔شرح السنة للبغوی: 2555۔

قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ، أَوْلَاهُمَا بِالْحَقِّ الَّتِي تَغْلِبُ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ، إِذْ مَرَقَتْ مِنْهُمْ مَارِقَةٌ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ، كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتیں باہم قتال کریں گی، ان میں سے ہر دو فریق کا دعویٰ ایک ہی ہوگا، جو ان میں سے حق پر اور اولی بالحق ہوگا وہ غالب آئے گا اور وہ اسی حال میں ہوں گے کہ ان کے درمیان سے ایک گروہ جدا ہوگا اور وہ دین سے اس طرح خارج ہوں گے جیسا کہ تیر شکار سے خارج ہوتا ہے۔

فائدہ: ......یعنی مسلمان آپس میں لڑائی کریں گے۔ "دعواهما واحدة" سے مراد ہے کہ ان کا دین ایک ہوگا یعنی مسلمان ہوں گے، دوسرا مطلب کہ ہر جماعت اپنے آپ کو حق پر ہونے کا دعوی کرے گی۔ ان دو جماعتوں سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعتیں ہیں۔ (فتح الباری: 12 / 303) نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جو جماعت حق کے زیادہ قریب ہوگی وہ باغی لوگوں کو قتل کرے گی۔ باغی لوگوں سے مراد خوارج ہیں۔

[766]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي قَزَعَةُ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هَذَا، وَمَسْجِدِ إِيلْيَا)) وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا

ابوسعید خدری نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سامان سفر نہ باندھا جائے مگر تین مساجد کی طرف: مسجد حرام، میری اس مسجد اور مسجد ایلیا (مسجد اقصیٰ) کی طرف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت تین دن سے زائد سفر ذی رحم کے بغیر نہ کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک اور نماز فجر کے بعد سورج طلوع

(766) صحيح البخاري، كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب مسجد بيت المقدس، حديث: 1192۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الاوقات التى نهى عن الصلاة فيها، حديث: 288/ 827۔وكتاب الصيام، باب تحريم صوم يومى العيدين، حديث: 827/ 140۔وكتاب الحج، باب سفر المراةمع محرم الى حج وغيره، حديث: 415/ 827۔سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ماجاء فى اى المساجد افضل، حديث: 326۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب النهى عن الصلاة بعد الفجر وبعد العصر، حديث: 1249۔ وباب ما جاء فى الصلاة فى مسجد بيت المقدس، حديث: 1410۔وكتاب الصيام، باب فى النهى عن صيام يوم الفطر والاضحى، حديث: 1721۔ سنن الكبرى للنسائى: 2792-2794)، مسنداحمد: 3/ 7، 34۔مصنف ابن ابى شيبة: 3/ 104، 4/ 66۔مسند ابى يعلٰى: 1326۔ صحيح ابن حبان: 1617۔سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 452۔شرح السنة للبغوى: 450۔الروايات مطولة ومختصرة۔

تُسَافِرِ امْرَأَةٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)) ((وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَعَنْ صَلَاةٍ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ)) ((وَنَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ، يَوْمِ الْأَضْحَى، وَيَوْمِ الْفِطْرِ)).

ہونے تک (نفلی) نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور دو دن میں روزہ رکھنے کی ممانعت فرمائی: عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن۔

**فائدہ** :...... اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ نماز عصر کے بعد نوافل وغیرہ پڑھنا جائز ہیں منع صرف اس وقت ہیں جب سورج زرد ہو گیا ہو۔ اسی طرح نماز فجر کے بعد نوافل وغیرہ جائز ہیں منع صرف اس وقت ہیں جب سورج طلوع ہو رہا ہو۔ اس کی وضاحت دیگر دلائل سے ہوتی ہے۔ مثلاً سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "ان رسول اللہ ﷺ نهىٰ عن الصلاة بعد العصر حتى تغرب الشمس وعن الصلاة بعد الصبح حتى تطلع الشمس" رسول کریم ﷺ نے عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور نماز صبح کے بعد حتیٰ، کہ سورج طلوع ہو جائے۔ [صحیح بخاری: 588، صحیح مسلم: 825] اس حدیث میں اور دوسری احادیث میں وارد ہونے والی نہی (ممانعت) کو سورج زرد ہونے کے بعد کے وقت پر محمول کریں گے، اس پر قرینہ یہ ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "ان النبی ﷺ نهىٰ عن الصلاة بعد العصر الا والشمس مرتفعة" نبی کریم ﷺ نے نماز عصر کے بعد (نفلی) نماز پڑھنے سے منع فرما دیا، ہاں! جب سورج بلند ہو، (تو پڑھ سکتے ہیں)۔ [مسند الامام احمد: 80/1۔ 81، 129، 141، سنن ابی داود: 1274 وسنده حسن] التزیب: 187/2]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ولا تصلوا عند طلوع الشمس ولا عند غروبها، فانها تطلع و تغرب على قرني الشيطان، وصلوا ابين ذلك ما شئتم" تم سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع اور غروب ہوتا ہے، اس کے درمیان جتنی چاہو نماز پڑھو۔ [مسند ابی یعلیٰ: 4612، وسنده حسن]

بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بعد نماز عصر نوافل پڑھنا ثابت ہیں مثلاً

☆:...... عاصم بن ضمرہ کہتے ہیں: "کنا مع علی رضی اللہ عنہ فی سفر فصلی بنا العصر رکعتین، ثم دخل فسطاطه و أنا أنظر، فصلی رکعتین" ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر اپنے خیمے میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا کیں، میں یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی

: 459/ 2، وسنده حسن] طاؤس بن کیسان تابعی کہتے ہیں: "ورخص فی الرکعتین بعد العصر" سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کی رخصت دی ہے۔ [سنن ابی داود : 1284وسنده حسن]

☆:...... امام سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا، وہ عصر کے بعد کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھتی تھیں اور ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیٹھ کر چار پڑھتی تھی۔[الاوسط لابن المنذر : 394/2، وسنده حسن]وغیره

بعض اہل علم کا کہنا کہ عصر کے بعد دو رکعات پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا یہ انتہائی کمزور بات ہے اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر خاصہ ہوتا تو صحابہ کرام عصر کے بعد نوافل کبھی ادا نہ کرتے۔

[**767**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَتَّابُ بْنُ حُنَيْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ حَبَسَ اللّٰهُ الْقَطْرَ عَنِ النَّاسِ سَبْعَ سِنِينَ، ثُمَّ أَرْسَلَهُ، لَأَصْبَحَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بِهِ كَافِرِينَ، يَقُولُونَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، أَوْ مُطِرْنَا بِنَوْءِ الْمِجْدَحِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ سات سال تک لوگوں کو بارش کا ایک قطرہ بھی عنایت نہ کرے اور پھر بارش کر دے تو کچھ لوگ پھر بھی کہیں گے: فلاں ستارہ کی قربت وطلوع اور فلاح کی برج میں اگنے سے ہم پر بارش ہوئی اور عقیدہ ہذا کی وجہ سے کافر قرار پائیں گے۔

[**768**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نماز عصر سے سورج غروب سے تھوڑا پہلے تک خطبہ دیا اور قیامت آنے سے پہلے تک جتنے واقعات رونما ہونے

---

(767) اسناده ضعيف، عتاب بن حنین مجہول الحال راوی ہے۔سنن النسائی، كتاب الاستسقاء، باب كراهية الاستمطار بالكوكب، حديث: 1527 عمل اليوم والليلة للنسائي: 926۔الضعيفة: 1726۔مسنداحمد: 3/ 7۔سنن الدارمی: 2765۔ شرح مشكل الآثار للطحاوی : 5218۔صحیح ابن حبان( 6130)۔تفسیر عبدالرزاق: 2/ 274۔ مسند ابی یعلیٰ: 1312۔

(768) اسناده ضعیف، علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے۔سنن الترمذی، كتاب الفتن، باب ما جاء ما اخبر النبی صلى الله عليه وسلم اصحابه، حديث: 2191۔سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب الوفاء بالبيعة، حديث: 2873۔ وكتاب الفتن، باب فتنة النساء، حديث: 4000۔ وباب الامر بالمعروف والنهى عن المنكر، حديث: 4007۔ مسند احمد: 3/ 7، 19۔مسندعبدبن حمید: 684۔مسندالطيالسى : 2156۔ مسندابی یعلیٰ : 1101۔ مستدرك للحاكم: 4/ 505۔شعب الایمان: 8289۔شرح السنة للبغوی: 4039۔الروايات مطولة ومختصرة۔

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى مَغَيْرِبَانِ الشَّمْسِ، فَلَمْ يَبْقَ شَيْءٌ يَكُونُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا أَخْبَرَنَا بِهِ، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ، فَقَالَ: ((أَنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَإِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفَكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ؟ أَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْيَا، وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ، وَلِوَاءً عِنْدَ اسْتِهِ، أَلَا وَإِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ)) وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: ((كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ ذِي سُلْطَانٍ جَائِرٍ)) قَالَ: ثُمَّ بَكَى أَبُو سَعِيدٍ، وَقَالَ: ((فَكَمْ قَدْ رَأَيْنَا مِنْ مُنْكَرٍ فَلَمْ نُنْكِرْهُ أَلَا وَإِنَّ بَنِي آدَمَ خُلِقُوا عَلَى طَبَقَاتٍ، فَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِنًا، وَيَحْيَى مُؤْمِنًا، وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ كَافِرًا، وَيَحْيَى كَافِرًا، وَيَمُوتُ كَافِرًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِنًا، وَيَحْيَى مُؤْمِنًا، وَيَمُوتُ كَافِرًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ كَافِرًا، وَيَحْيَى كَافِرًا، وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا، وَمِنْهُمْ سَرِيعُ الْغَضَبِ، سَرِيعُ الْفَيْءِ فَهَذِهِ بِتِلْكَ، وَمِنْهُمْ بَطِيءُ الْغَضَبِ، بَطِيءُ الْفَيْءِ، فَهَذِهِ بِتِلْكَ، أَلَا وَإِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ مِنَ النَّارِ، فَمَنْ وَجَدَهُ مِنْكُمْ وَكَانَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ، وَإِنْ كَانَ جَالِسًا فَلْيَضْطَجِعْ)).

والے ہیں ان سب کی ہمیں خبر دی جس نے جان لیا سو جان لیا اور جو جاہل رہا سو رہا، آپ نے فرمایا: دنیا بڑی سبزہ زار اور میٹھی ہے اور اللہ تعالیٰ تمھیں اس میں خلیفہ بنائے گا، پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟ خبردار! دنیا سے بچنا اور عورتوں سے بچنا، خبردار! ہر مکار دھوکا باز کا اس کے دھوکے کے مطابق جھنڈا نصب کیا جائے گا اور جھنڈا اس کی سرین پر ہوگا، خبردار! افضل جہاد حق کہنا ہے اور کبھی سفیان کہتے: عدل کا کلمہ کہنا ہے ظالم بادشاہ کے سامنے۔ راوی نے کہا: پھر ابوسعید روئے اور فرمایا: کتنے منکرات اور برے کام ہم نے دیکھے اور ہم ان کے خلاف کچھ نہ کہہ سکے، آپ نے فرمایا: بنی آدم کئی طبقات واقسام میں پیدا کیے گئے ہیں: بعض مومن پیدا ہوتے ہیں، مومن زندہ رہتے اور مومن ہی مرتے ہیں اور کوئی ان میں سے کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر زندہ رہتے اور کافر ہی مرتے ہیں، اور کچھ لوگ ان میں سے مومن پیدا ہوتے مومن زندہ رہتے ہیں اور کافر مرتے ہیں اور دیگر کچھ لوگ کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر زندہ رہتے اور مومن مرتے ہیں، کچھ جلدی غضبناک ہوتے اور جلدی نرم ہوتے ہیں تو یہ حالت اس حالت کے بدلے ہے، باخبر رہو، غضب دراصل آگ کی چنگاری ہے تو جو اپنے دل میں غصہ محسوس کرے وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔

[769]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابوسعید خدری ﷜ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(769) صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب جواز نوم الجنب، حدیث: 308۔سنن ابی داود، کتاب الطهارة، ⇐⇐

قَالَ: ثنا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ أَبِی الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِیُّ، عَنْ أَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ)).

جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے اور پھر دوبارہ جانا چاہے تو اس طرح وضو کرے جیسے نماز کا وضو کرتا ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیوی سے ایک ہی رات میں دوبارہ صحبت کرنا درست ہے، اگر دوبارہ صحبت کرنی ہے تو درمیان میں وضو کرلیا جائے تا کہ مرد چست ہو جائے لیکن اگر وہ غسل کرلے تو بہت ہی بہتر ہے۔

[770]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُطَرِّفٌ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ أَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ الْقَرْنَ، وَحَنَى جَبْهَتَهُ، وَأَصْغَى سَمْعَهُ يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: قُولُوا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کیسے ناز ونعمت اختیار کروں جبکہ قیامت کا صور پھونکنے والا فرشتہ صور کو منہ میں لے چکا ہے، سر جھکائے ہوئے ہے اور کان لگائے ہوئے ہے، انتظار میں ہے کہ کب حکم دیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کہو: ہمیں اللہ ہی کافی ہے، اور وہ بہترین کارساز ہے، اللہ پر ہی ہم توکل کرتے ہیں۔

**فائدہ** :...... اس سے ثابت ہوا کہ صور کا پھونکا جانا حق ہے، جس فرشتے نے صور پھونکنا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے انتظار میں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ﴾ (الانعام 73) جس دن صور میں پھونکا جائے گا۔ ہمارا ایمان ہے کہ صور میں دو بار پھونکا جائے گا پہلی بار پھونکے جانے سے تمام زندہ لوگ فوت ہو جائیں گے۔ دوسری بار پھونکے جانے سے تمام مردہ زندہ ہو جائیں گے۔

---

⇦ باب الوضوء لمن اراد ان يعود، حديث: 20ـ سنن الترمذى، كتاب الطهارة، باب ماجاء فى الجنب اراد ان يعود توضا، حديث: 141ـ سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب فى الجنب اذا اراد ان يعود، حديث: 263ـ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب فى الجنب اذا اراد العود توضأ، حديث: 587ـ مسنداحمد: 3/ 7ـ صحيح ابن خزيمه: 219ـ صحيح ابن حبان: 1210ـ مصنف ابن ابى شيبة: 1/ 79ـ سنن الكبرى للبيهقى: 203، 1/ 204ـ

(770) صحيح لغيره، سنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة الزمر، حديث: 3243ـ مسنداحمد: 3/ 7ـ مسند عبدبن حميد: 886ـ تفسير عبد الرزاق: 2/ 175ـ حلية الاولياء: 7/ 312ـ الزهد لابن المبارك: 1597ـ شرح مشكل الآثار للطحاوى: 5346ـ معجم الاوسط للطبرانى: 2021ـ شرح السنة: 4298ـ

[771]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَا لَيَرَوْنَ أَهْلَ عِلِّيِّينَ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي الْأُفُقِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا)).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلند درجات والوں کو دوسرے اہل علیین اس طرح دیکھیں گے جیسا کہ تم آسمان کے کنارے پر چمکتا ستارہ دیکھتے ہو، اور ابوبکر وعمران میں سے ہیں اور بہت اچھے ہیں۔

فائدہ :...... یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں بلند درجات والوں کو جوان کے نیچے ہوں گے ایسے ہی دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے افق پر طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو اور ابوبکر وعمر دونوں انھی میں سے ہوں گے اور کیا ہی خوب ہیں دونوں۔ (سنن الترمذی 3658، صحیح)

اس حدیث میں جنت کے درجات بیان ہوئے ہیں نیز سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

[772]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

حمیدی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، انھوں نے محمد بن عمرو بن علقمہ سے، وہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے، وہ ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔

[773]...... قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَحْوَلُ، عَنْ أَبِي

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا درمیانہ عشرہ اعتکاف کیا تو ہم نے

(771) اسناده ضعيف، عطیۃ العوفی ضعیف راوی ہے، دوسرے الفاظ کے ساتھ یہ حدیث صحیح ہے۔ سنن ابی داود، کتاب الحروف، حديث: 3987۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصديق رضی اللہ عنہ، حديث: 3658۔ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل ابی بکر الصديق رضی اللہ عنہ، حديث: 96۔ مسند احمد: 3/ 27، 50۔ مسندعبدبن حميد: 887۔ السنة لابن ابی عاصم: 1141۔ مسند ابی یعلٰی: 1178۔ شرح السنة: 3892۔ معجم الاوسط للطبرانی: 3451۔

(772، 773) صحیح البخاری، کتاب الاعتکاف، باب من خرج من اعتکافه عند الصبح، حديث: 2040۔ صحیح مسلم، کتاب الصيام، باب فضل ليلة القدر، حديث: 1167۔ سنن ابی داود، کتاب شهر رمضان، باب فیمن قال ليلة احدى وعشرين، حديث: 1382۔ سنن النسائی، کتاب السهو، باب ترك مسح الجبهة بعد التسليم، حديث: 1357۔ سنن ابن ماجه، کتاب الصيام، باب فی ليلة القدر، حديث: 1766۔ مسند احمد: 3/ 7۔ صحیح ابن خزيمه: 2228۔ مؤطا امام مالك، ص: 217۔ صحیح ابن حبان: 3673۔ سنن الكبرى للبيهقی: 314، 4/ 315۔

سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: اعْتَكَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعَشْرَ الْوُسْطَى مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَاعْتَكَفْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا كَانَتْ صَبِيحَةُ عِشْرِينَ نَقَلْنَا مَتَاعَنَا، فَأَبْصَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُعْتَكِفًا فَلْيَرْجِعْ إِلَى مُعْتَكَفِهِ، فَإِنِّي أُرِيتُهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، وَرَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي صَبِيحَتِهَا فِي مَاءٍ وَطِينٍ))، فَهَاجَتِ السَّمَاءُ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ، فَأَمْطَرَتْ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيشًا، فَوُكِفَ فِي مُصَلَّى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَإِنَّ عَلَى جَبْهَتِهِ وَأَرْنَبَتِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ.

بھی ساتھ ہی اعتکاف کیا، جب رمضان کی بیس تاریخ آئی تو ہم نے اپنا سامان گھروں کو روانہ کرنا شروع کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دیکھا تو فرمایا: جو تم میں سے اعتکاف میں تھا وہ اپنی اعتکاف کی جگہ واپس آ جائے، میں نے آخری عشرہ دیکھا اور لیلۃ القدر کی صبح کو پانی اور گارے میں اپنے آپ کو سجدہ کرتے دیکھا ہے، پس اس دن کے آخری حصہ میں آسمان پر بادل کی گھٹائیں چڑھیں اور بارش ہوئی، مسجد کی چھت کچی تھی، رسول اللہ ﷺ کی نماز کی جگہ پانی کھڑا ہو گیا، میں نے دیکھا جب رسول اللہ ﷺ نماز صبح سے سلام پھیر کر بیٹھے تو آپ کی پیشانی اور ناک پر پانی اور گارے کا اثر موجود تھا۔

**فائدہ** :...... صحیح مسلم (2796/1167) میں یہ حدیث تفصیل کے ساتھ ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس رات کی تلاش میں پہلے عشرے کا اعتکاف کیا، پھر درمیانی رات کا اعتکاف کیا، پھر جب بھی اعتکاف کے لیے آیا تو مجھ سے کہا گیا کہ وہ رات تو آخری عشرے میں ہے، لہٰذا تم میں سے جو شخص اعتکاف کرنا چاہے وہ (آخری عشرے میں) اعتکاف کرے۔ اس کے بعد لوگوں نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسنون اعتکاف رمضان کے آخری عشرے میں ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ بارش کا پانی پاک ہے اور کیچڑ میں بامر مجبوری نماز پڑھنا درست ہے۔

## مسند المغيرة بن شعبة رضی اللہ عنہ

### احادیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

[**774**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایک سفر میں رسول

(774) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلى بهم اذا تاخير الامام، حديث: 105/ 274۔ سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب المسح على العمامة مع الناصية، حديث: 1081۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم خلف رجل من امته، حديث: 1236۔ ⇦⇦

قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ لِي: ((تَخَلَّفْ يَا مُغِيرَةُ، وَامْضُوا أَيُّهَا النَّاسُ))، قَالَ: فَمَضَى النَّاسُ وَتَخَلَّفْتُ، فَذَهَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ جَاءَ، فَسَكَبْتُ عَلَيْهِ مِنْ إِدَاوَةٍ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ رُومِيَّةٌ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ، فَضَاقَتْ عَلَيْهِ الْجُبَّةُ، ((فَأَخْرَجَهَا مِنْ تَحْتِهَا، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ))، قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ لِي إِسْمَاعِيلُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ الزُّهْرِيَّ، فَحَدَّثَ يَوْمًا بِأَحَادِيثِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِمَّا عِنْدَهُ مِنَ الْحَدِيثِ الْتَفَتَ إِلَيَّ، فَقَالَ: وَحَدَّثَنِي عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، ثُمَّ مَضَى فِي حَدِيثِي حَتَّى فَرَغَ مِنْهُ.

اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ نے فرمایا: اے مغیرہ تم پیچھے رہو اور دوسرے لوگو تم جاؤ! انھوں نے کہا: لوگ چلے گئے اور میں پیچھے رہا، تو رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے اور جب واپس آئے تو میں نے ان پر پانی ڈال کر وضو کرایا، آپ نے رومی جبہ پہنا ہوا تھا، آپ نے ہاتھ نکالنا چاہا تو جبہ کی آستین تنگ تھیں، پس آپ نے ہاتھوں کو نیچے سے نکالا اور چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور سر کا مسح کیا، پھر آپ نے موزوں پر مسح کیا۔ سفیان نے کہا: مجھے اسماعیل نے بتایا ہے کہ یہ حدیث میں نے زہری کو سنائی، تو ایک دن زہری نے وہ احادیث بیان کیں جو ان کے پاس تھیں پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تم حمزہ بن مغیرہ والی حدیث بیان کرو، پھر خود انھوں نے میری حدیث سنانا شروع کی اور مکمل سنائی۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غیر مسلم کا بنا ہوا لباس پہننا درست ہے نیز اس میں وضو کے بعض مسائل کا ذکر ہے۔ سر اور موزوں و جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ بعض احباب جرابوں پر مسح کے منکر ہیں، حالانکہ صحیح حدیث میں جرابوں پر مسح ثابت ہے۔ "عن المغيرة بن شعبة قال: إن النبی ﷺ توضأ، ومسح على الجوربين والنعلين" سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتے پر مسح کیا۔ (حسن: رواه أبو داود (159) والترمذی (99) وابن ماجه (559) كلهم من حديث سفيان، عن أبي قيس الأودی، عن الهزيل بن شرحبيل، عن المغيرة بن شعبة، فذكر الحديث. ورواه الامام أحمد

⇦ مسند احمد: 4/ 251، 248۔ سنن الدارمی: 1342۔ صحیح ابن خزیمہ: 1514۔ مسند الشافعی: 1/ 43، 42۔ مصنف عبدالرزاق: 749۔ صحیح ابن حبان: 1347۔ سنن الکبری للبیہقی: 1/ 58۔

(18206) وصححه ابن خزيمة (198) و ابن حبان (1338) قال الترمذي: ((حسن صحيح)).

[775]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، وَحُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ، وَيُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيَمْسَحُ أَحَدُنَا عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا أَدْخَلَهُمَا وَهُمَا طَاهِرَتَانِ)).

عروہ بن مغیرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم میں سے کوئی شخص اپنے موزوں پر مسح کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں جب اس نے ہر دو پاؤں وضو کر کے داخل کیے ہوں۔

**فائدہ**:...... موزوں اور جرابوں پر مسح کے لیے یہ شرط ہے کہ انھیں باوضو حالت میں پہنا ہو۔ اس حدیث میں اسی شرط کا بیان ہے۔

[776]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثني زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، يَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے راتوں کو قیام کیا یہاں تک کہ آپ کے قدم متورم ہوئے تو آپ کو عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے اگلے اور

---

(775) صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب الرجل يوضيء صاحبه، حديث: 182۔صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، حديث: 80/ 274۔سنن ابي داود، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، حديث: 151۔ سنن النسائي، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، حديث: 124۔سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب ماجاء فى المسح على الخفين، حديث: 545۔مسنداحمد: 4/ 251۔ سنن الدارمي: 719۔صحيح ابن خزيمه: 719۔ صحيح ابن حبان: 1326۔سنن الدارقطني: 1/ 197۔سنن الكبرى للبيهقي: 1/ 281۔الروايات مطولة ومختصرة۔

(776) صحيح البخاري، كتاب التفسير، سورة الفتح، باب(ليغفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر)، حديث: 4836۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المنافقين، باب اكثار الاعمال والاجتهاد فى العبادة، حديث: 2819۔سنن الترمذي، كتاب الصلاة، باب ماجاء فى الاجتهاد فى الصلاة، حديث: 412۔شمائل ترمذي: 261۔سنن النسائي، كتاب قيام الليل، باب الاختلاف على عائشة فى احياء الليل، حديث: 1645۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ماجاء فى طول القيام فى الصلوات، حديث: 1419۔مسنداحمد: 4/ 251۔ صحيح ابن خزيمه: 1183۔ صحيح ابن حبان: 311۔مصنف عبدالرزاق: 4746۔معجم الكبير للطبراني: 20/ 420۔سنن الكبرى للبيهقي: 3/ 16۔

حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَيْسَ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا)).

پچھلے سب گناہ معاف نہیں کیے گئے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر کرنے والا بندہ نہ بنوں؟

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ نماز تہجد لمبے قیام و رکوع و سجود والی پڑھتے تھے ۔ نیز تہجد کا اہتمام کرنا گویا اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا ہے ۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ بشر تھے اس لیے زیادہ لمبا قیام کرنے کی وجہ سے آپ کے قدم متورم ہو جاتے تھے ۔

[**777**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، قَالَ: ثنا طُعْمَةُ بْنُ عَمْرٍو الْجَعْفَرِيُّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ بَيَانٍ التَّغْلِبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَاعَ الْخَمْرَ فَلْيُشَقِّصِ الْخَنَازِيرَ)).

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شراب فروخت کرتا ہے تو اس کو خنزیروں کا (شکار کرنا اور) گوشت لینا (کب ناگوار ہے لیا کرے)۔

**فائدہ**: ...... یہ روایت ضعیف ہے ۔ دین کی بنیاد قرآن کریم اور احادیث صحیحہ پر ہے ۔ نیز یہ مسئلہ ثابت شدہ ہے کہ شراب اور خنزیر کی بیع حرام ہے ۔

[**778**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُطَرِّفُ بْنُ طَرِيفٍ، وَعَبْدُ الْمَلْكِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبْجَرَ، جَمِيعًا سَمِعَا الشَّعْبِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ

مغیرہ بن شعبہ نے منبر پر مرفوعاً رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے سوال کیا: اے رب کریم! اہل جنت میں سے کون کم تر منزل پر فائز ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ ایک ایسا شخص ہوگا کہ وہ اس وقت آئے گا

(777) اسنادہ ضعیف، عمر بن بیان التغلبی مجہول راوی ہے۔ سنن ابی داود، کتاب الاجارۃ، باب فی ثمن الخمر والمیتۃ، حدیث: 3489۔ مسند احمد: 4/ 253۔ سنن الدارمی: 2108۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: 6/ 445۔ معجم الکبیر للطبرانی: 20/ 379۔ معجم الاوسط: 8527۔ سنن الکبری للبیہقی: 6/ 12۔

(778) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اہل الجنۃ منزلۃ فیہا، حدیث: 129۔ سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ السجدۃ، حدیث: 3198۔ التوحید لابن خزیمہ، ص: 70۔ صحیح ابی عوانۃ: 1/ 132۔ صحیح ابن حبان: 6216۔ معجم الکبیر للطبرانی: 20/ 412۔ الایمان لابن مندہ: 845۔ صفۃ الجنۃ لابی نعیم: 123۔

يَـرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، يَقُولُ: أَنَّ مُوسَى سَأَلَ رَبَّـهُ عَـزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ: أَيْ رَبِّ أَيُّ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَدْنَـى مَـنْـزِلَةً؟ فَقَالَ: رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَمَا دَخَلَ أَهْـلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، فَيُقَالُ لَهُ: ادْخُلْ وَقَدْ نَزَلُوا مَـنَـازِلَهُمْ، وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ، قَالَ: فَيُقَالُ لَهُ: أَتَـرْضَـى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مَا كَانَ لِمَلِكٍ مِنْ مَـلُـوكِ الـدُّنْيَا؟ قَالَ: فَيَقُولُ: نَعَمْ، أَيْ رَبِّ قَدْ رَضِيـتُ، قَـالَ: فَيُـقَالُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ هَذَا وَمِثْلَهُ وَمِثْـلَهُ وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ، قَالَ: فَيَقُولُ: رَضِيتُ أَيْ رَبِّ، قَـالَ: فَـقَـالَ لَـهُ: فَـإِنَّ لَكَ هَذَا وَعَشْرَةَ أَمْثَـالِـهِ مَـعَهُ، فَيَقُولُ: رَضِيتُ أَيْ رَبِّ، قَالَ: فَيُـقَالَ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ مَعَ هَذَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ، وَلَـذَّتْ عَيْـنُكَ، فَقَالَ مُوسَى: أَيْ رَبِّ، فَأَيُّ أَهْـلِ الْـجَـنَّةِ أَرْفَـعُ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: إِيَّاهَا أَرَدْتَ، وَسَـأُحَـدِّثُكَ عَـنْهُـمْ، إِنِّـي غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَـدِي، وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا، فَلَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَـمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ: وَمِصْدَاقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَلَا تَـعْـلَـمُ نَـفْـسٌ مَـا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ [السجدة: 17] الْآيَةَ.

جب اہل جنت جنت میں داخل ہو چکے ہوں گے،اس سے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جا،وہ کہے گا کہ میں جنت میں کیسے داخل ہوں جبکہ دوسرے اہل جنت اپنے اپنے مقامات اور اپنے ٹھکانوں میں جگہ لے چکے ہوں گے،تو اس سے کہا جائے گا کیا تو راضی ہوگا اس پر کہ تیرے لیے وہ ہو جو دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کے قبضہ میں نہیں تھا،تو وہ کہے گا: ہاں، اے میرے رب! میں راضی ہوں،نبی کریم نے فرمایا: اس انسان کو کہا جائے گا: تیرے لیے وہ کچھ ہے اور اس کے مثل ہے' اس کے مثل' اس کے مثل اور اس کے مثل ہے، پھر اس کو کہا جائے گا: کیا تو راضی ہے، تو وہ کہے گا: ہاں اے رب! میں راضی ہوں،تو اس کو دوبارہ کہا جائے گا: تیرے لیے یہ سب مذکورہ بھی اور اس کی مثل مزید دس گنا،تو وہ کہے گا: میں راضی ہوا، اے میرے رب! تو اس کو کہا جائے گا:اس کے ساتھ ہر وہ نعمت بھی جس سے تیری آنکھوں کو ٹھنڈک ملے اور تیرا دل چاہے، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے رب العزت! جنت والوں میں اعلیٰ تر مرتبے والا کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:تم اس کا ارداہ رکھتے ہو؟ میں تمھیں ان لوگوں کے بارے میں بتاؤں گا، میں نے ان کی جنت کے درخت خود ہی لگائے ہیں اور ان کے اکرام کا بندوبست کیا ہے اور ان نعمتوں پر میں نے اپنی مہر ثبت کی ہے، پس نہ کوئی آنکھ دیکھ پائی ہے، نہ کوئی کان سن سکا ہے اور نہ کسی کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے اور اس کا مصداق اللہ عزوجل کی کتاب میں ہے۔''پس کوئی نفس نہیں جانتا جو چھپایا گیا ہے ان کے لیے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک سے۔'' الآیۃ

**فائدہ** :......اس حدیث میں کم تر جنتی کی جنت کا ذکر ہے سبحان اللہ ۔اللہ تعالیٰ کس قدر اپنے بندوں سے

محبت کرتا اور کتنا فیاض ہے میرا رب ۔ اس حدیث میں ادنی جنتی پر رب کے انعامات کا ذکر ہے ۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ افضل جنتی کی جنت کے کیا کہنے ۔ اے اللہ تعالیٰ ہم فقیروں کو، ہمارے اساتذہ، اور والدین اور اہل وعیال کو بھی جنت الفردوس عطا فرما۔ آمین

[779]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، أَنَّهُمَا سَمِعَا وَرَّادًا كَاتِبَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، يَقُولُ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ إِلَى الْمُغِيرَةِ: اكْتُبْ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيرَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولَ إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِي لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وراد نے کہا: معاویہ بن ابی سفیان نے مغیرہ کو لکھا: رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث مجھے لکھ کر بھیجیں جو آپ نے ان سے سنی ہو، تو مغیرہ نے ان کی طرف لکھا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز کے بعد یہ کہتے سنا ہے: نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، بادشاہی اسی کی ہے، تعریف اسی کے لیے ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! جو چیز تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو تو روک دے اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی عزت والے کی عزت تیرے مقابلہ میں کچھ بھی نفع نہیں دیتی ۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں نماز کے بعد میں وارد شدہ اذکار میں سے ایک دعا کا ذکر ہے ۔ یہ دعائیں ہر مسلمان کو ترجمہ کے ساتھ یاد ہونی چاہئیں تا کہ انھیں نماز کے بعد پڑھا جائے ۔ نیز اس مبارک دعا میں عقیدہ کا بہت اہم مسئلہ بھی بیان ہوا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اس کا کوئی شریک نہیں ۔ کل کائنات کا وہی بادشاہ ہے اور ہر قسم کی تعریف بھی اسی کے لیے ہے ۔ وہی ہر چیز پر قادر ہے وہی مشکل کشا ہے اور وہی نفع ونقصان کا مالک ہے ۔ جب نمازی ہر فرضی نماز کے بعد اس دعا کو پڑھے گا تو اس کا عقیدہ کتنا مضبوط ہوگا ۔ افسوس کہ مسلمانوں کو یہ دعائیں یاد نہیں اگر کسی کو یاد بھی ہے اسے ترجمہ نہیں آتا ۔

---

(779) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلاة، حدیث: 844۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة، حدیث: 593۔ سنن ابی داود، کتاب الوتر، باب ما یقول الرجل اذا سلم، حدیث: 1505۔ سنن النسائی، کتاب السهو، باب نوع آخر من القول عند انقضاء الصلاة، حدیث: 1342۔ مسند احمد: 4/ 251۔ سنن الدارمی: 1356۔ صحیح ابن خزیمه: 742۔ صحیح ابن حبان: 2007۔ الادب المفرد للبخاری: 460۔ معجم الکبیر للطبرانی: 20/ 388۔

[780]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ الْعَقَّارِ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَمْ يَتَوَكَّلْ مَنِ اسْتَرْقَى وَاكْتَوَى)).

مغیرہ بن شعبہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص نے توکل نہیں کیا جس نے (غیر مسنون) دم کرایا اور آگ سے داغ لگوایا۔

فائدہ: ......شرکیہ الفاظ یا ایسے الفاظ جن کے الفاظ ایسے ہوں کہ جن کا مفہوم غیر واضح ہوان کے ذریعے دم کرنا ممنوع ہے۔ ماثور الفاظ کے ساتھ دم کرنا مسنون ہے۔

[781]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، يَقُولُ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ، مَا سَأَلْتُهُ، قَالَ: وَمَا مَسْأَلَتُكَ عَنْهُ؟ ((إِنَّكَ لَنْ تُدْرِكَهُ)).

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے دجال کے بارے میں اتنا کسی نے نہیں پوچھا ہوگا جتنا میں نے پوچھا تھا، آپ نے فرمایا: اس کے متعلق تیرا پوچھنا کیا ہے؟ تو اس کے زمانے کو نہیں پہنچ پائے گا۔

فائدہ: ......صحیح بخاری (7122) میں اس حدیث کے آخر میں اضافہ ہے کہ میں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں: اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ پر اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ قیامت کی علامات کبری میں سے ایک علامت فتنہ دجال ہے۔ لفظ دجال دجل سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں: دھوکہ دینا، حق کو چھپانا اور شعبدہ بازی دکھانا۔ قرب قیامت دجال ظاہر ہوگا اور مختلف شعبدے دکھائے گا، یہاں تک کہ اپنے آپ کو الٰہ کہنے کا دعوی کرے گا۔ لیکن وہ خود کانا ہوگا۔ اس کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوگا۔ دجال کو سب سے

---

(780) حسن، سنن الترمذی، کتاب الطب، حدیث: 2055۔سنن ابن ماجه، کتاب الطب، حدیث: 3489۔ سنن الکبری للنسائی: 7605۔مسنداحمد: 4/ 252۔مسندعبدبن حمید: 393۔ مستدرك للحاكم: 4/ 415۔مصنف ابن ابی شیبة: 8/ 69۔تاریخ الکبیر للبخاری: 7/ 95۔معجم الکبیر للطبرانی: 20/ 381۔

(781) صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، حدیث: 7122۔صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی الدجال، حدیث: 2939۔ سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عیسی بن مریم، حدیث: 4073۔ مسند احمد: 4/ 246، 248۔مصنف ابن ابی شیبة: 15/ 130، 129۔ صحیح ابن حبان: 6782۔معجم الکبیر للطبرانی: 20/ 401۔ الایمان لابن منده: 1030۔

بڑا فتنہ قرار دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! جب سے اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو بسایا ہے بلاشبہ زمین میں دجال کے فتنے سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا ہے اس نے اپنی امت کو اس سے خبردار کیا ہے۔

(سنن ابن ماجه : 4077)

## مسند أبی موسی الأشعری رضی اللہ عنہ

### احادیث ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

### تعارف راوی حدیث

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، آپ کا نام عبداللہ ابن قیس ہے۔ ابوموسیٰ (کنیت) یمن کے رہنے والے تھے۔ مکہ معظّمہ میں ایمان لائے پھر حبشہ ہجرت کر گئے، پھر کشتی والوں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے۔ راہ میں خیبر میں حضور ﷺ سے ملاقات ہوگئی، حضرت عمر فاروق نے آپ کو بیس ہجری میں بصرہ کا حاکم بنایا۔ آپ نے اہواز کا علاقہ فتح کیا۔ شروع خلافت عثمانیہ تک آپ بصرہ کے حاکم رہے، پھر حضرت عثمان نے آپ کو معزول کر کے کوفہ کا حاکم بنا دیا، آپ حضرت عثمان کی شہادت تک کوفہ کے حاکم رہے، حضرت علی نے آپ کو امیر معاویہ کے مقابلہ میں اپنا ثالث مقرر کیا تھا، اس کے بعد آپ مکہ معظّمہ چلے گئے۔ وہاں ہی (52) باون ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔ متعدد غزوات اور جنگوں میں حصہ لیا۔ حضرت عمر کے زمانے میں بصرہ کے عامل مقرر ہوئے۔ اور اہواز، نہاوند اور اصفہان فتح کیے۔ جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی کی طرف سے ثالث مقرر ہوئے۔ لیکن جب مصالحت کی کوششیں ناکام ہوگئیں تو گوشہ نشین ہوئے۔

[782]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، فَأُتِيَ بِلَحْمِ دَجَاجٍ، فَتَنَحَّى رَجُلٌ

زہدم جرمی نے کہا: ہم لوگ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، ان کے پاس مرغی کا گوشت لایا گیا تو ایک آدمی دور ہٹ گیا اور اس نے نہ کھایا، ابوموسیٰ نے اس کو کھانے کے لیے بلایا تو اس نے کہا: میں نے اس کو کچھ کھاتے دیکھا ہے

(782) صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب ومن الدلیل علی ان الخمس لنوائب المسلمین، حدیث: 3132۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان باب من حلف یمینا فرای غیرها خیرا منها، حدیث: 1649۔سنن الترمذی، کتاب الاطعمة، باب ماجاء فی اکل الدجاج، حدیث: 1826، 1827۔سنن النسائی، کتاب الصید، باب اباحة اکل لحوم الدجاج، حدیث: 4351۔شمائل ترمذی: 154، 156۔مسند احمد: 4/ 393، 401۔سنن الدارمی: 2056۔ اخلاق النبی صلی اللہ علیه وسلم لابی الشیخ، ص: 200۔شرح السنة للبغوی: 2807۔ سنن الکبری للبیهقی: 10/ 31۔ الروایات مطولة ومختصرة۔

لَمْ يَأْكُلْ ، فَدَعَاهُ أَبُو مُوسَى ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا ، فَقَذِرْتُهُ ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُهُ)) .

تو میں اس سے نفرت کرتا ہوں، ابوموسیٰ نے فرمایا: میں نے مرغ کا گوشت رسول اللہ ﷺ کو کھاتے دیکھا ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مرغی حلال جانور ہے۔ اس کا گوشت اور اس کا انڈہ کھانا جائز ہے۔ یہ حدیث صحیح مسلم، دارمی، بیہقی اور مسند احمد میں بھی ہے۔ امام بخاری نے اس پر باب باندھا ہے باب لحم الدجاج اور امام ترمذی بھی فرماتے ہیں: "باب ما جاء فی اکل الدجاج" نبی مکرم ﷺ تو پاکیزہ کھانا ہی کھاتے تھے اور ایسے کھانے کے قریب تک نہیں جاتے تھے کہ جس میں کراہت ہو۔ نبی مکرم ﷺ کا مرغی کا گوشت کھانا اس کے حلال ہونے کی واضح دلیل ہے۔ اس کے بعد کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ مرغی کے گوشت کو حرام قرار دے۔ صرف اس شبہ سے کہ اس کی خوراک میں حرام چیزیں استعمال ہوتی ہیں کیونکہ حلت اور حرمت میں جانور کی غذا کا اعتبار نہیں بلکہ شریعت کا اعتبار ہے کیونکہ بعض جانور ایسے ہیں کہ جن کی خوراک پھل، سبزیاں اور حلال اشیاء ہیں اس کے باوجود وہ حرام ہیں مثلاً گیدڑ، بندر وغیرہ ایسے جانوروں کو کھانا ہرگز حلال نہیں، حالانکہ ان کی خوراک پاکیزہ ہوتی ہے مگر شریعت نے انھیں حرام قرار دیا ہے۔ اگر حرام اور حلال ہونے کی علت جانور کے کھانے (خوراک) کو تسلیم کر لیں کہ جس کی خوراک پاک ہوگی اس کا گوشت حلال اور جس کی خوراک نجس اور حرام ہوگی اس کا گوشت حرام ہوگا تو فرض کریں کہ کوئی شخص خنزیر کے بچے کو پیدائش ہی سے گھر میں پالتا ہے، اسے حلال اور پاک غذا مہیا کرتا ہے تو کیا وہ حلال ہو جائے گا؟ اگر اس بارے میں کوئی شخص اپنی عقل کو فیصل مانے گا تو اس کے مطابق تو حلال ہوگا کیونکہ اُس نے کبھی حرام اور نجس چیز کھائی ہی نہیں اور اپنا فیصلہ اگر شریعت کی طرف لے جائے گا پھر یہ حرام ہوگا۔ ان تمام دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ حلت اور حرمت میں جانور کی خوراک کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ شریعت کا اعتبار ہوگا۔

شبہ کا رَد: ...... جو لوگ برائلر مرغی کو حرام قرار دیتے ہیں وہ اسے جلالہ پر قیاس کرتے ہیں جسے نبی مکرم ﷺ نے حرام قرار دیا ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے: ((نهى رسول الله ﷺ عن أكل الجلالة والبانها .)) (ابو داؤد , ترمذی , ابن ماجه) ''نبی کریم ﷺ نے جلالہ کے کھانے سے اور ان کے دودھ سے منع کیا ہے۔''

اس حدیث سے جلالہ کی قطعی حرمت ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس کے استعمال سے اس وقت تک روکا گیا ہے جب تک کہ اس گندی خوراک کی بدبو زائل نہ ہو جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ: "إنه كان يحبس الدجاجة الجلالة ثلاثا" ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جلالہ مرغی کو تین دن بند رکھتے تھے (پھر استعمال کر لیتے تھے)۔'' (رواہ ابن ابی

شیبہ) علامہ ناصر الدین البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ارواء الغلیل : 151/8) یہ صرف اس لیے کرتے تھے تا کہ اس کا پیٹ صاف ہو جائے اور گندگی کی بو اس کے گوشت سے جاتی رہے۔ اگر جلالہ کی حرمت گوشت کی نجاست کی وجہ سے ہوتی تو وہ گوشت جس نے حرام پر نشو ونما پائی ہے کسی بھی حال میں پاک نہ ہوتا۔ جیسا کہ ابنِ قدامہ نے کہا ہے کہ اگر جلالہ نجس ہوتی تو دو تین دن بند کرنے سے بھی پاک نہ ہوتی۔ (المغنی : 41/9) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس صحیح اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ جلالہ کی حرمت اس کے گوشت کا نجس اور پلید ہونا نہیں بلکہ علت اس کے گوشت سے گندگی کی بدبو وغیرہ کا آنا ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:"و المعتبر فی جواز اکل الجلالة زوال رائحة النجاسة عن تعلف بالشیی الطاهر علی الصحیح" (فتح الباری : 565/9) جلالہ کے کھانے کا لائق ہونے میں معتبر چیز نجاست وغیرہ کی بدبو کا زائل ہونا ہے۔ یعنی جب بدبو زائل ہو جائے تو اس کا کھانا درست ہے۔

علامہ صنعانی بھی فرماتے ہیں:"قیل بل الإعتبار بالرائحة و النتن" "کہ جلالہ کے حلال ہونے میں بدبو کے زائل ہونے کا اعتبار کیا جاتا ہے۔" (سبل السلام: 77/3)

جلالہ کے بارے میں اہل لغت کے اقوال جان لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ اکثر اہل لغت نے لکھا ہے: "ألجلالة هی البقرة التی تتبع النجاسات" "کہ جلالہ وہ گائے ہے جو نجاسات کو تلاش کرتی ہے۔" (لسان العرب : 336/2، الصحاح للجوهری : 1258/4، القاموس المحیط: 591/1)

ابنِ منظور الافریقی لکھتے ہیں:"و الجلالة من الحیوان التی تأکل الجلة العذرة" "جلالہ وہ حیوان جو انسان کا پاخانہ وغیرہ کھاتے ہیں۔" (لسان العرب : 336/2)

اس قول کے مطابق برائلر مرغی جس کو لوگ حرام قرار دیتے ہیں جلالہ بنتی ہی نہیں ہے کیونکہ وہ انسان کا پاخانہ نہیں کھاتی۔ لہٰذا اسے جلالہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ اس میں جلالہ کی علت نہیں پائی جاتی اور جب علت نہ رہی تو جلالہ والا حکم بھی اس پر نہیں لگ سکتا۔ لہٰذا برائلر مرغی جس کی غذا حلال اور حرام چیزوں کے مرکبات سے تیار ہوتی وہ حلال ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔ اس کی غذا کا اعتبار نہیں بلکہ شریعت کا اعتبار ہے۔ آخر میں یہ بات بھی اچھی طرح یاد رہے کہ مرغی کی خوراک میں جو خون مردار اور دوسری حرام اشیاء ڈالی جاتی ہیں اگر چہ یہ انسانوں کے لیے حرام ہیں جانوروں کے لیے حرام نہیں کیونکہ وہ تو مُکلف ہی نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کے لیے جن اشیاء کا کھانا حرام قرار دیا ہے ان کی خرید وفروخت بھی (چند ایک جانور چھوڑ کر) حرام قرار دی ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:((لعن اللّٰه الیهود - ثلاثا۔ أن اللّٰه حرم علیهم الشحوم فباعوها و أکلوا أثمانها و إن اللّٰه إذا حرم علی قوم أکل شیی حرم علیهم ثمنه)) "اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے۔

آپ ﷺ نے یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے پھر کہا اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کا کھانا حرام کر دیا تو انھوں نے اسے فروخت کر کے اس کی قیمت استعمال کرنی شروع کر دی اور یقیناً اللہ تعالیٰ جس کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کر دیتا ہے اس کی قیمت بھی ان پر حرام کر دیتا ہے۔'' (صحیح سنن ابی داؤد للالبانی : 667/2 واحمد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:(( إن اللّٰه حرم الخمر وثمنها و حرم الميتة و ثمنها و حرم الخنزير و ثمنه))''بے شک اللہ نے شراب، مردار، خنزیر کو حرام قرار دیا ہے اور ان کی قیمتیں بھی حرام کی ہیں۔''

(صحیح ابوداؤد :666/2)

رسول کریم ﷺ کے ان فرامین سے معلوم ہوتا ہے کہ جن چیزوں کا کھانا انسان کے لیے حرام ہے اُن کی خرید وفروخت کرنا بھی حرام ہے۔ (سوائے چند جانوروں کے جیسے کہ گھریلو گدھا ہے) ایسا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ہے اور حرام کمائی کھانے اور جمع کرنے میں مصروف ہے۔ ہمارے ان بھائیوں کو چاہیے کہ وہ مرغی کی خوراک تیار کرنے میں حرام اشیاء کی خرید وفروخت سے اجتناب کریں۔خوراک میں مردار اور خون ڈالنے کی بجائے مچھلی کا چورا ڈال لیں۔ جب حلال چیز کی خرید وفروخت میں کفایہ ہے تو پھر حرام کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق دے۔هذا ما عندي والله اعلم بالصواب (آپ کے مسائل اور ان کا حل از مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ)

[783]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ، فَأُتِيَ بِذُودٍ غُرِّ الذُّرَى، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ احْمِلْنَا، فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا، ثُمَّ أُتِيَ بِذُودٍ أُخْرَى، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ احْمِلْنَا، فَحَمَلَنَا، فَلَمَّا أَدْبَرْنَا، قُلْنَا: مَاذَا صَنَعْنَا؟ تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ يَمِينَهُ، فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے سواری کا مطالبہ کیا، آپ کے پاس عمدہ قد آور اونٹ لائے گئے تھے، پس ہم نے کہا: آپ ہمیں سواری دے دیں، تو آپ نے قسم اٹھائی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے، پھر آپ کے پاس مزید اونٹ لائے گئے تو ہم نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں سواری دے دیں، تو آپ نے ہمیں سواریاں دے دیں، جب ہم واپس لوٹے تو ہم نے آپس میں کہا: یہ ہم نے کیسا کام کیا؟ رسول اللہ ﷺ کو ان کی قسم سے ہم نے غافل کر دیا ہے، ہم لوگ لوٹ کر دوبارہ آئے

(783) صحيح، سنن النسائی، كتاب الايمان، باب الكفارة قبل الحنث، حديث: 3811۔وانظر الحديث السابق.

فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي)).

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم یاد کرائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کوئی قسم نہیں کھاتا مگر اس سے جب بہتر کوئی کام دیکھتا ہوں تو بہتر پر عمل کرتا ہوں اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتا ہوں۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قسم اٹھا لینے سے اس کام کا کرنا ضروری نہیں ہو جاتا بلکہ جس کام کی قسم اٹھائی ہے اگر اس سے بہتر دوسرا کام ہوا تو بہتر کو کر لینا چاہیے اور قسم کا کفارہ ادا کر دینا چاہیے۔ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (المائدة 5: 89) ”اللہ تمھاری بے مقصد (اور غیر سنجیدہ) قسموں میں تمھاری گرفت نہیں فرماتا لیکن تمھاری ان (سنجیدہ) قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنھیں تم (ارادی طور پر) مضبوط کر لو، (اگر تم ایسی قسم کو توڑ ڈالو) تو اس کا کفّارہ دس مسکینوں کو اوسط (درجہ کا) کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا (اسی طرح) ان (مسکینوں) کو کپڑے دینا ہے یا ایک گردن (یعنی غلام یا باندی کو) آزاد کرنا ہے، پھر جسے (یہ سب کچھ) میسر نہ ہو تو تین دن روزہ رکھنا ہے۔ یہ تمھاری قسموں کا کفّارہ ہے جب تم کھا لو (اور پھر توڑ بیٹھو)، اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو، اسی طرح اللہ تمھارے لیے اپنی آیتیں خوب واضح فرماتا ہے تاکہ تم (اس کے احکام کی اطاعت کر کے) شکر گزار بن جاؤ۔“

اس آیت میں قسم کے کفارے کا ذکر ہے اور کفارے میں چار چیزوں میں سے کوئی ایک پر عمل کر لیا جائے کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ (1) دس مسکینوں/فقیروں کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا۔ (2) دس مسکینوں/فقیروں کو کپڑے دینا۔ (3) غلام یا لونڈی کو آزاد کرنا۔ (4) تین دن کے مسلسل روزے رکھنا۔

[**784**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ يُقَالُ لَهُ شُعْبَةُ، وَكَانَ ثِقَةً، قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى فِي دَارِهِ عَلَى ظَهْرِ بَيْتِهِ، فَدَعَا بَنِيهِ،

اہل کوفہ میں سے ایک شیخ جن کو شعبہ کہا جاتا تھا، وہ ثقہ راوی تھے، انھوں نے کہا: ہم ابو بردہ بن ابی موسیٰ کے پاس ان کے گھر کی چھت پر تھے تو انھوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا: اے بیٹو! آجاؤ تاکہ میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ

(784) صحيح، سنن الكبرى للنسائي: 4878-مسنداحمد: 4/ 404-شرح مشكل الآثار للطحاوي: 718) مستدرك للحاكم: 2/ 212، 211- اخبار اصبهان لابي نعيم: 1/ 60-سنن الكبرى للبيهقي: 10/ 272-

فَقَالَ: يَا بَنِيَّ ، تَعَالَوْا حَتَّى أُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي يُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهَا عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ)).

حدیث سناؤں جو میں نے اپنے باپ سے سنی ہے، میرے باپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص گردن (غلام) آزاد کرے گا اللہ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کا ہر عضو آگ سے آزاد کردے گا۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں غلام آزاد کروانے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ایک دوسری حدیث میں ہے۔

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ.)) (بخاری، رقم: 2517، مسلم، رقم: 3795) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کو غلامی سے آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اُس (غلام) کے ہر عضو کے بدلے اُس (آزاد کرنے والے) کے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرے گا۔

ایک حدیث میں وضاحت ہے کہ کس قسم کے غلام آزاد کروانا زیادہ افضل ہے۔سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان رکھنا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے پھر عرض کی کہ کس قسم کے غلاموں کا آزاد کرنا افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان غلاموں کو جو گراں قیمت ہوں اور اپنے مالکوں کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہوں۔ میں نے عرض کی کہ اگر میں یہ نہ کرسکوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کام کرنے والے کی مدد کردو یا کسی بے ہنر اناڑی کو کچھ کام سکھا دو۔ میں نے عرض کی اگر میں یہ بھی نہ کرسکوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کی ضرر رسانی چھوڑ دو کہ یہ بھی ایک صدقہ ہے جسے تم اپنی جان پر صدقہ کرو گے۔(صحیح البخاری :2518)

[**785**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

ابن صالح بن حی کہتے ہیں: میں شعبی کے پاس تھا کہ ان

(785) صحيح البخارى، كتاب العلم، باب تعليم الرجل امته واهله، حديث: 97۔صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب وجوب الايمان برسالة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم الى جميع الناس، حديث: 154۔سنن ابى داود، كتاب النكاح، باب فى الرجل يعتق امته ثم يتزوجها، حديث: 2053۔سنن النسائى، كتاب النكاح، باب عتق الرجل جاريته ثم يتزوجها، حديث: 3346۔سنن الترمذى، كتاب النكاح، باب ما جاء فى الفضل فى ذلك، حديث: 1116۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب الرجل يعتق امته ثم يتزوجها، حديث: 1956۔الادب المفرد للبخارى: 203۔ مسنداحمد: 4/ 395، 398۔مصنف عبدالرزاق: 13112۔صحيح ابن حبان: 227۔سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 128، 127۔ الروايات مطولة ومختصرة۔

قَالَ: ثنا ابْنُ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الشَّعْبِيِّ وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا عُمَرَ، وَإِنَّ نَاسًا عِنْدَنَا بِخُرَاسَانَ يَقُولُونَ: إِذَا أَعْتَقَ الرَّجُلُ أَمَتَهُ، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّاكِبِ بَدَنَتَهُ، قَالَ الشَّعْبِيُّ: ثنا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ: الرَّجُلُ مِنَ أَهْلِ الْكِتَابِ كَانَ مُؤْمِنًا قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ آمَنَ بِالنَّبِيِّ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ، فَعَلَّمَهَا، فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، وَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ، وَعَبْدٌ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَأَدَّى حَقَّ سَيِّدِهِ، فَلَهُ أَجْرَانِ خُذْهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِي أَدْنَى مِنْهَا إِلَى الْمَدِينَةِ .

کے پاس ایک شخص آیا،اس نے کہا:اے ابوعمر!خراسان میں ہمارے پاس کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کوئی شخص جب اپنی لونڈی کو آزاد کر دے، پھر اس سے نکاح کر لے،تو وہ اس طرح ہے جیسا کہ کوئی اپنے قربانی کے جانور پر سوار ہوتا ہے،شعبی نے کہا:ابو بردہ نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کو دو ہرا اجر دیا جائے گا: ایک وہ جو رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے اہل کتاب کے صحیح دین پر ایمان لایا تھا، پھر وہ نبی کریم ﷺ پر بھی ایمان لایا تو اس کے لیے دو اجر ہیں، دوسرا وہ جس کے پاس لونڈی ہو،وہ اس کو اچھی تعلیم دے اور اسلامی آداب سکھائے، پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کے لیے بھی دو اجر ہیں، تیسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرے تو اس کے لیے بھی دو اجر ہیں۔ (شعبی نے کہا:) یہ حدیث تم بلا مشقت لے لو اس سے کم درجہ کی سند کے لیے بھی کوئی شخص مدینہ منورہ تک سفر کرتا تھا۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اعمال کی درجہ بندی ہے۔مختلف اعمال کا مختلف اجر ہے،سبحان اللہ۔اللہ تعالیٰ کا تمام نظام عدل کے ساتھ ہے۔

پہلا شخص: ایک وہ شخص جو یہودیوں یا عیسائیوں میں سے ہے، وہ اپنے اس نبی پر بھی ایمان لایا جو اس کی طرف پہلے بھیجے گئے تھے اور وہ موسیٰ یا عیسیٰ علیہما السلام ہیں اور ایسا نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے اور آپ ﷺ کی دعوت کے پہنچنے سے پہلے ہے۔ پھر جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے اور اس تک آپ ﷺ کی دعوت پہنچی تو وہ اس پر بھی ایمان لے آیا، تو۔اس شخص کے لیے دوہرا اجر ہے، ایک تو اس کے اپنے اس رسول پر ایمان لانے کا اجر ہے جسے اللہ نے اس کی طرف پہلے بھیجا تھا اور دوسرا اس کے محمد ﷺ پر ایمان لانے کا اجر۔

دوسرا شخص: مملوک غلام جب اللہ کی عبادت کرے اور اس کا آقا اسے جن کاموں کی ذمہ داری سونپتا ہے ان سے

بھی وہ اچھے انداز میں عہدہ برآ ہو، تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے۔

تیسرا شخص: وہ شخص جس کی ملکیت میں کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کی اچھے طریقے سے پرورش کرے اور اسے حلال و حرام پر مشتمل دینی امور سکھائے اور پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اس کے لیے بھی دوہرا اجر ہے۔ پہلا اجر: اسے علم سکھانے اور اسے آزاد کرنے پر۔ دوسرا اجر: اسے آزاد کرنے کے بعد اس کے ساتھ احسان و بھلائی کرنے پر۔ کیونکہ اسے آزاد کرنے کے بعد اسے ضائع نہیں کیا، بلکہ اس کے ساتھ شادی کر لی اور اس کی عزت و ایمان کا محافظ بنا۔

قرآن کریم میں اسی حدیث کے مؤید آیات بھی ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ﴾ ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ وہ اپنی رحمت سے تمھیں دوہرا اجر دے گا۔'' (الحدید 28) نیز دیکھیں (القصص 54)

نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خواتین بھی دینی علوم سیکھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''الا تعلمين هذه رقية النملة كما علمتيها الكتابة'' کیا تو اسے (یعنی حفصہ رضی اللہ عنہا کو) پھوڑے پھنسی کا دم نہیں سکھاتی جیسا کہ تو نے اسے لکھنا (پڑھنا) سکھایا ہے۔ (سنن ابی داود 8788، صحیح) جس روایت میں خواتین کو لکھائی سکھانے سے منع کیا گیا ہے۔ وہ جھوٹی روایت ہے۔ اس کی سند میں جعفر بن نصر العنبری کذاب ہے۔ (الکامل لابن عدی: 395/2)

[**786**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْخَازِنُ الْأَمِينُ الَّذِي يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ مُوتَجِرًا أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينِ))

ابو بردہ نے اپنے باپ ابوموسیٰ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امانت دار خزانچی، جو وہی دیتا ہو جس کا حکم دیا گیا ہو، اس کو اجر سمجھتا ہو، وہ دو صدقہ دینے والوں میں سے ایک ہے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امانت دار خزانچی بڑی فضیلت کا مالک ہے۔ خزانچی سے مراد وہ فرد ہے جو کسی بھی ادائیگی پر مامور ہے اور وہ ادائیگی امانت داری کے ساتھ مقدار اور معیار سو فیصد ٹھیک ادا کرتا ہے تو وہ

---

(786) صحيح البخاری، كتاب الاجارة، باب استئجار الرجل الصالح، حديث: 2260۔صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب اجر الخازن الامين، حديث: 1023۔سنن ابی داود، كتاب الزكاة، باب اجر الخازن، حديث: 1684۔سنن النسائی، كتاب الزكاة، باب اجر الخازن اذا تصدق باذن مولاه، حديث: 2561۔ مسند احمد: 4/ 405، 404۔ صحيح ابن حبان: 3359۔مسند الشهاب: 302۔سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 192۔

بھی صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ادائیگی کرتے وقت فراخ دل ہوتا ہے نہ کہ تنگ دل اور ناخوش۔ کتنا خوش قسمت ہے وہ خزانچی جو امانت دار ہے۔ ڈبل فائدہ لے رہا ہے نیکی بھی اور اپنی تنخواہ بھی۔ کل قیامت کو جنت بھی ملے گی۔ ان شاء اللہ۔ جو امانت دار نہ ہو وہ دنیا میں بھی ذلیل اور آخرت میں جہنم۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین

[**787**]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَـنْ أَبِـي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَـلُ الْـجَلِيسِ الصَّالِحِ، كَـمَثَـلِ الْعَطَّارِ، إِنْ لَمْ يَحْذِكَ مِنْ عِطْرِهِ عَلِقَ بِكَ مِنْ رِيحِهِ، وَمَثَلُ الْجَلِيسِ السُّوءِ، كَمَثَلِ الْـقَيْـنِ، إِنْ لَمْ يَحْرِقْكَ بِشَرَرِهِ، عَلِقَ بِكَ مِنْ رِيحِهِ)).

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک ہم نشین کی مثال عطر فروش کی سی ہے، اگر وہ اپنا عطر تجھے نہیں دے گا تو اس کی خوشبو تجھے ضرور پہنچے گی، اور برے ہم نشین کی مثال لوہار کی جیسی ہے، اگر اس کی چنگاری تجھے نہ بھی جلائے اس کی بو ضرور تم تک پہنچے گی۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں اچھے اور برے دوست کی مثال بیان کی گئی ہے۔ اچھا دوست خوشبو کی مثل ہے جس سے فائدہ ہی ملے گا شر یا نقصان کی امید نہیں ہوگی، ایسا دوست دنیا و آخرت میں نیک نامی کا سبب ہوگا اور آخر کار جنت میں داخلے کا سبب بن جائے گا۔ برا دوست عزت، مال اور ایمان کے لیے شر ہی ثابت ہوگا آخر کار جہنم میں اپنے ساتھ لے جائے گا۔ برے دوست کی صحبت سے دنیا و آخرت دونوں ہی تباہ ہوں گی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگوں کو عام فہم مثالوں سے سمجھانا چاہیے۔ نیز ثابت ہوا کہ عطر فروشی کا پیشہ خیر کا کام ہے۔ کوئی اس سے لوہار کے پیشے کو برا تصور نہ کرے۔ کتنے عطر فروش برے لوگ ہیں اور کتنے لوہے کا کام کرنے والے اچھے لوگ ہیں۔ یہ فقط ایک مثال بیان کی گئی ہے۔ پیشے کی حلت یا حرمت مراد نہیں ہے۔

[**788**]...... حَـدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے

(787) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب فی العطار وبيع المسك، حديث: 2101ـ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب استحباب مجالسة الصالحين، حديث: 2628ـ مسنداحمد: 404، 4/ 405ـ صحيح ابن حبان: 579ـ مسند الشهاب: 1378ـ مسندابی يعلیٰ: 7270ـ امثال الحديث للرامهرمزی: 78ـ

(788) صحيح البخاری، كتاب الادب، باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضا، حديث: 6027ـ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب استحباب الشفاعة فيما ليس بحرام، حديث: 2627ـ سنن ابی داود، كتاب الادب، ⇦⇦

قَالَ: بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اشْفَعُوا إِلَيَّ فَلْتُؤْجَرُوا، وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ)).

پاس سفارش کرتے رہو تمہیں اجر وثواب ملتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان سے جو چاہے گا فیصلہ کرائے گا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمیں اپنے کمزور بھائیوں کی مدد میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ مدد کرتے رہنا چاہیے۔ خواہ مدد مال سے ہو یا مفید مشورے سے۔ اس حدیث میں سفارش کا ذکر ہے کہ کسی مستحق کی سفارش کرنا بھی اس کے ساتھ بہت بڑا تعاون ہے۔ آپ کسی مستحق کے ساتھ ایک روپے بھی تعاون کرنے کی طاقت نہیں رکھتے لیکن آپ ایک سفارش سے اس کا کئی لاکھ روپے کا قرضہ اتارنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ الحمدللہ ہمیں یہ کام تحقیق کے بعد کرنا چاہیے تاکہ آپ جس کی بھی سفارش کریں وہ علم وتحقیق کے بعد ہو، کیونکہ جھوٹ کی سفارش کرنا گناہ ہے۔

[**789**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، ثنا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا)).

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن اپنے مومن بھائی کے لیے دیوار کی مانند ہے اس کا بعض حصہ بعض کو مضبوط کرتا ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کی خیر خواہی کرتے ہیں۔ نبی مہربان ﷺ نے کس قدر واضح امت مسلمہ کو اتفاق واتحاد میں رہنے کی تلقین فرمائی۔ اللہ اکبر

---

⇦⇨ بـاب فـي الشـفـاعة، حديث: 5131ـ سنن الترمذي، كتاب العلم، باب ما جاء الدال على الخير كفاعله، حديث: 2672ـ سنن النسائي، كتاب الزكاة، باب الشفاعة في الصدقة، حديث: 557ـ مسند احمد: 4/ 400ـ مسندابي يعلى: 7296ـ مسند الشهاب: 621ـ سنن الكبرى للبيهقي: 8/ 167ـ شعب الايمان: 7612ـ

(789) صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب تشبيك الاصابع في المسجد، حديث: 481ـ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم، حديث: 2585ـ سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم، حديث: 1928ـ سنن النسائي، كتاب الزكاة، باب اجر الخازن اذا تصدق باذن مولاه، حديث: 2561ـ مسنداحمد: 404، 4/ 405ـ مسندالطيالسي: 503، مسند الشهاب: 134ـ مصنف ابن ابي شيبة: 11/ 22، 21ـ

سازشیں کی جاتی ہیں۔لوگوں کو ان کے خلاف کرنے کے لیے جھوٹ اور چاپلوسی جیسے کبیرہ گناہ کا سہارا لیا جاتا ہے۔اسی لیے اتفاق واتحاد کے لیے شرط ہے کہ وہ مومن ہوں۔اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو اپنے مسلمان بھائیوں کی تائید کرنے کی بجائے ان کے خلاف سازشیں اور پروپیگنڈہ کرتے ہیں وہ مومن نہیں ہیں۔مومن اتفاق واتحاد کی دعوت دینے والے ہوتے ہیں۔

[790]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَلْيَرْجِعْ)).

ابوسعید خدری نے ابوموسیٰ اشعری سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو وہ واپس لوٹ جائے۔

فائدہ: ......اس کی شرح ماقبل حدیث 734 میں گزر چکی ہے۔

[791]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، يَقُولُ: ((لَيْسَ أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى يَسْمَعُهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، يَدْعُونَ لَهُ نِدًّا ثُمَّ هُوَ يَرْزُقُهُمْ وَيُعَافِيهِمْ))، قَالَ الْأَعْمَشُ: فَقِيلَ لَهُ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَكْذِبْ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

سعید بن جبیر فرماتے ہیں: تکلیف دہ بات سن کر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے، وہ اس کے شریک کو پکارتے ہیں، پھر وہ ان کو رزق بھی دیتا اور صحت بھی دیتا ہے۔اعمش سے کہا گیا: اے ابوعبداللہ! آپ نے یہ روایت کس سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: میں جھوٹ نہیں بولوں گا، یہ روایت مجھے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ابوموسیٰ اشعری سے اور انھوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

---

(790) صحيح البخارى : 6245ـ صحيح مسلم : 2153ـ سنن الترمذى : 269. تقدم تخريجه برقم : 750.

(791) صحيح البخارى، كتاب الادب، باب الصبر فى الاذى، حديث: 6099ـ الادب المفرد: 389ـ صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب لا احد اصبر على اذى من الله عزوجل، حديث: 2804ـ سنن الكبرى للنسائى : 11445ـ مسند احمد: 4/ 395ـ مصنف عبدالرزاق: 20250ـ الزهد لوكيع: 536ـ صحيح ابن حبان: 642ـ معجم الاوسط للطبرانى: 3493ـ الاسماء والصفات للبيهقى: 1063.

فائدہ :...... اس حدیث میں صبر کے معنی حلم و بردباری کے ہیں۔اور حلیم اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی حلیم نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو اپنی ذات کے ساتھ شریک کرنے والوں کو بھی عطا فرماتا ہے۔عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ پر کتنا بڑا الزام دیا کہ حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ کی بیوی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا، اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ ان کو تندرستی اور فراوانی کے ساتھ رزق مہیا کرتا ہے۔ سبحان اللہ! نیز اس سے معلوم ہوا کہ تندرستی اور رزق کی فراوانی اللہ تعالیٰ کی دو عظیم نعمتیں ہیں۔ ہر انسان کو اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے دین اسلام کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔شرک، اکبر الکبائر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے معاف نہیں کرنا۔

موجودہ دور میں کام الٹ نظر آتا ہے اپنے ہی بھائیوں کے خلاف پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اور انھیں ناکام کرنے کی کرنے

## مسند جندب بن عبد الله البجلي رضي الله عنه

## احادیث جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ

[792]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، وَهُوَ يَتَفَلَّى فِي الشَّمْسِ فِي الشِّتَاءِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ جُنْدُبَ الْبَجَلِيَّ، يَقُولُ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَعَلِمَ أَنَّ نَاسًا ذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ ذَبِيحَتَهُ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ، فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ))

جندب البجلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الاضحیٰ میں شامل تھا۔آپ کو معلوم ہوا کہ چند لوگوں نے نماز عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کیا ہے تو آپ نے فرمایا: تم میں سے جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا ہو وہ اپنی قربانی دوبارہ کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کر لے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قربانی نماز عید کے بعد کرنا مشروع ہے۔جس نے نماز عید سے قبل قربانی کر لی وہ اپنی قربانی دوبارہ کرے گا۔اس سے سنت پر عمل کی اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ اخلاص بھی ہو، قربانی

(792) صحيح البخارى، كتاب العيدين، باب كلام الامام والناس فى خطبة العيد، حديث: 985۔صحيح مسلم، كتاب الاضاحى، باب وقتها، حديث 1960۔سنن النسائى، كتاب الضحايا، باب ذبح الناس بالمصلى، حديث: 4373۔ سنن ابن ماجه، كتاب الاضاحى، باب النهى عن ذبح الاضحية قبل الصلاة، حديث: 3153۔ مسند احمد: 4/ 312۔ مسند الطيالسى: 936۔مسند ابى يعلى: 1532۔صحيح ابن حبان: 5913۔معجم الكبير للطبرانى: 1714۔ سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 277۔

رزق حلال سے بھی ہو لیکن اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے وقت سے قبل قربانی کر لی جائے تو وہ قبول نہیں ہوگی ۔اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اپنی زندگی کا ہر ہر کام سنت کے مطابق کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین

[**793**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيَّ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فِي غَارٍ فَنَكِبَتْ إِصْبَعُهُ، فَقَالَ: ((هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ، وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا لَقِيتِ)).

جندب بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھا، پس آپ کی انگلی زخمی ہوئی تو آپ نے فرمایا: تو ایک انگلی ہے جو خون آلود ہوئی ہے اور اللہ کی راہ میں تجھے یہ مصیبت پہنچی ہے۔

**فائدہ**:...... یہاں حدیث مختصر ہے جبکہ سنن ابی داود 2499 میں اس میں اضافہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انگلی کو مخاطب کر کے فرمایا: تو صرف خون آلود ہوئی ہے، ہلاک نہیں ہوئی اور نہ ہی کٹ کر جسم سے علیحدہ ہوئی ہے، تیرا زخمی ہونا بھی اللہ کے راستے میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ میں زخم کی بھی بڑی فضیلت ہے ۔امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے باب قائم کیا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہو جائے یا اسے نیزہ مارا جائے۔(صحيح البخاری قبل ح 2801) نیز اس سے آگے باب قائم کیا ہے جو اللہ کی راہ میں زخمی ہوا (اس کی فضیلت کا بیان)(صحيح البخاری قبل ح 2804) اللہ تعالیٰ ہمیں شہادت کی موت عطا فرمائے ۔آمین

[**794**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: ثنا جُنْدُبُ بْنُ

جندب بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لانے میں تاخیر کی تو مشرکین نے کہا:

(793) صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب من ينكب فی سبيل الله، حديث: 2802۔صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب ما لقی النبی صلى الله عليه وسلم من اذی المشركين والمنافقين، حديث: 1796۔سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة والضحٰی، حديث: 3345۔ شمائل ترمذی: 244۔عمل اليوم والليلة للنسائی: 559۔ مسند احمد: 4/ 312۔مسند الطيالسی: 937۔مسند ابی يعلٰی: 1533، سنن سعيد بن منصور: 2846۔ صحيح ابن حبان: 6577۔

(794) صحيح البخاری، كتاب التهجد، باب ترك القيام للمريض، حديث: 1124، 1125۔صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب ما لقی النبی ﷺ من اذی المشركين والمنافقين، حديث: 1797۔سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة والضحٰی، حديث: 3345۔سنن الكبری للنسائی: 11681۔مسند احمد: 4/ 312۔ مسند الطيالسی: 935۔معجم الكبير للطبرانی: 1711۔ صحيح ابن حبان: 6566۔سنن الكبری للبيهقی: 3/ 14۔

عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيُّ، قَالَ: أَبْطَأَ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْوَحْيِ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: قَدْ وُدِّعَ مُحَمَّدٌ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾ [الضحى: 2].

محمد (ﷺ) کو چھوڑ دیا گیا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾ ''دھوپ چڑھتے وقت کی قسم اور رات کی جب وہ چھا جائے، تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ بیزار ہوا ہے۔''

**فائدہ**: ......صحیح بخاری 1125 میں وضاحت ہے کہ قریش کی ایک عورت نے کہا: اس کے شیطان نے آنے میں دیر کر دی ہے، اس پر یہ آیات اتریں۔ اور صحیح بخاری 4850 میں مزید ایک اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوئے تو دو یا تین راتیں آپ تہجد کے لیے نہ اٹھ سکے۔ ان دنوں ایک عورت آئی اور کہنے لگی: اے محمد! مجھے امید ہے کہ آپ کو آپ کے شیطان نے چھوڑ دیا ہے اور وہ اب دو تین دن سے آپ کے قریب نہیں آتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الضحیٰ نازل فرمائی۔ یہ عورت ابولہب کی بیوی تھی جس کا نام العوراء بنت حرب تھا اور یہ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بہن تھی۔ اس کی کنیت ام جمیل تھی۔ سورۃ اللھب میں اس نکمّی کافرہ بدکردار عورت کا ہی ذکر ہے۔ اسے حمالة الحطب سے اللہ تعالیٰ نے یاد کیا ہے۔ بطور فائدہ عرض ہے کہ اس واقعہ کی مثل ایک اور واقعہ بھی ہے جو ان دونوں میں پیش آیا۔ دونوں میں فرق سمجھنا ضروری ہے۔ ابولہب کی بیوی نے آپ ﷺ کو یا محمد کہہ کر مخاطب کیا اور جبریل امین کو شیطان کہا معاذ اللہ حالانکہ وہ خود شیطان تھی۔ انھی دنوں ایک عورت نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھی نے دیر کر دی ہے۔ (صحیح البخاری 4951) دوسرا واقعہ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہے جیسا کہ دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ (فتح الباری: 13/3)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ داعی کو اپنا مشن نہیں چھوڑنا چاہیے، چاہے لوگ اسے جو مرضی کہتے پھریں۔ آخر کامیابی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دینی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

[795]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ بْنُ حَرْبٍ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ،

سلمہ بن کہیل نے کہا: میں نے نہیں سنا کسی سے جس نے بذات خود نبی کریم ﷺ سے سنا ہو مگر صرف جندب بن

---

(795) صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب الريا والسمعة، حديث: 6499۔ صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب تحريم الرياء، حديث: 2987۔ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الرياء والسمعة، حديث: 4207۔ مسند احمد: 4/ 313۔ مصنف ابن ابی شيبة: 13/ 515۔ مسند ابی يعلى: 1524۔ صحيح ابن حبان: 406۔ معجم الكبير للطبرانی: 1696۔ شرح السنة: 4134۔

قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ كُهَيْلٍ، يَقُولُ: مَا سَمِعْتُ مِنْ أَحَدٍ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا جُنْدُبًا الْبَجَلِيَّ، سَمِعْتُ جُنْدُبًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَنْ يُسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللّٰهُ بِهِ، وَمَنْ يُرَاءِ يُرَاءِ اللّٰهُ بِهِ)).

عبداللہ البجلی سے سنا ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جولوگوں کو سنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی اس کی خبر سنائے گا، اور جو ریا کاری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو دکھائے گا۔

فائدہ: ......اس حدیث میں ریا کاری کی مذمت ہے۔ اپنی تشہیر کروانا کبیرہ گناہ ہے۔ یاد رہے کہ ریا کاری کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ انسان کو خود معلوم ہو جاتا ہے کہ میں یہ عمل کس لیے کر رہا ہوں اللہ کی رضا کے لیے یا لوگوں کی خوشنودی کے لیے۔ آج کل عام تبصرے سننے کو ملتے ہیں کہ فلاں ریا کار ہے، حالانکہ تبصرہ کرنے والے نے کسی کا دل چیرہ نہیں ہوتا۔ یہ غلط فہمی ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے آپ جس کو ریا کار سمجھ رہے ہوں وہ دل سے کتنا مخلص ہو۔ حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ لکھتے ہیں: جہاں اظہار کے بغیر چارہ نہ ہو جیسے فرض نماز ادا کرنا یا کتب دینیہ کی نشر و اشاعت وغیرہ ایسے کاموں میں اخلاص کے ساتھ اظہار ہوتا ہے اس کے علاوہ جو شخص پیشوا ہو اسے اپنے اعمال ظاہر کرنے چاہیے تاکہ دوسرے لوگ اس کی پیروی کریں۔ بہر حال ایسے معاملات میں انما الاعمال بالنیات کو مدنظر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ واللہ اعلم (هداية القارى : 458/9)

[**796**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا الْبَجَلِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ)) قَالَ سُفْيَانُ: ((وَذُكِرَ فِيهِ شَيْءٌ آخَرُ)).

جندب بجلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار رہو! حوض پر میں تمھارا آگے جانے والا ہوں، سفیان نے کہا: مزید بھی کچھ بیان کیا ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حوض کوثر برحق ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امت کے حوض کوثر پر جانے سے پہلے نبی کریم ﷺ وہاں موجود ہوں گے۔ یہ مسئلہ محدثین نے عقیدہ کے باب میں نقل کیا ہے۔ ہم نے جو

---

(796) صحيح البخارى، كتاب الرقاق، باب فى الحوض، حديث: 6589۔صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب اثبات حوض بنبينا صلى الله عليه وسلم وصفاته، حديث: 2289۔مسنداحمد: 4/ 313۔مصنف ابن ابى شيبة : 11/ 440۔ معجم الكبير للطبرانى: 1688۔ مسند ابى يعلٰى: 1525۔صحيح ابن حبان: 4665۔مسند الشهاب : 331۔تاريخ بغداد : 4/ 398۔

کتب عقیدہ شائع کی ہیں (مثلا رسالہ نجاتیہ ِ اصول السنہ للحمیدی ، عقیدۃ السلف واصحاب الحدیث للصابونی ، مجموعہ مقالات اصول السنہ لاحمد بن حنبل ، الرد علی الزنادقہ والجہمیۃ لاحمد بن حنبل ، الابانہ عن اصول الدیانہ لاشعری ) ان میں اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ تفصیل کا طالب ان کی طرف رجوع کرے۔

[797]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ الصَّنَابِحِيَّ الْأَحْمَسِيّ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((أَلَا إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ ، وَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ ، فَلَا تَقْتَتِلُنَّ بَعْدِي)) ، ثنا الْحُمَيْدِيُّ: ((الصَّنَابِحِيُّ هُوَ أَبُو الْأَعْسَرِ ، وَلَمْ يَقُلْهُ لَنَا سُفْيَانُ ، فَعَلِمْنَاهُ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ)) .

صنابحی الاحمسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: خبردار میں تمھارے آگے حوض پر موجود ہوں گا اور تمھاری کثرت کی وجہ سے دیگر امتوں پر فخر کروں گا، پس تم میرے بعد ایک دوسرے کو قتل نہ کرنا۔ حمیدی نے بیان کیا کہ صنابحی ابوالاعسر ہیں، یہ سفیان نے تو نہیں بتایا مگر دوسرے ذرائع سے ہمیں معلوم ہوا ہے۔

فائدہ : ......اس حدیث میں حوض کوثر کا ذکر ہے نیز دیکھیے شرح حدیث 797 ، اولاد زیادہ ہونی چاہیے ہر وہ طریقہ جس میں اولاد کی منصوبہ بندی کی جائے درست نہیں ہے الا یہ کہ شرعی عذر ہو۔ جو اللہ تعالیٰ ہمیں رزق دے رہا ہے وہ ہماری اولادوں کو بھی عطا فرمائے گا۔ آپس میں لڑائی جھگڑا کرنا ہی منع ہے، قتل تو دور کی بات ہے۔

## مسند الصعب بن جثامة رضی اللہ عنہ

## احادیث صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ

[798]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

ابن عباس نے فرمایا: مجھے صعب بن جثامہ نے خبر دی اور کہا

(797) صحیح ، سنن ابن ماجہ ، کتاب الفتن ، حدیث: 3944۔ مسند احمد : 4/ 349۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: 11/ 438۔مسند ابی یعلٰی: 1455۔معجم الکبیر للطبرانی : 7415۔ اسد الغابۃ لابن الاثیر: 3/ 35۔المعرفۃ والتاریخ للعنسوی: 2/ 220۔تاریخ الصغیر للبخاری: 1/ 168۔السنۃ لابن ابی عاصم: 739۔

(798) صحیح البخاری ، کتاب الجہاد ، باب اہل الدار یبیتون فیصاب الولدان والذراری ، حدیث: 3012۔ صحیح مسلم ، کتاب الجہاد ، باب جواز قتل النساء والصبیان فی البیات ، حدیث: 1745۔سنن ابی داود ، کتاب الجہاد ، باب فی قتل النساء ، حدیث: 2672۔سنن الترمذی ، کتاب السیر ، باب ما جاء فی النہی عن قتل النساء والصبیان ، حدیث: 1570۔سنن ابن ماجہ ، کتاب الجہاد ، باب الغارۃ والبیات وقتل النساء ، حدیث: 2839۔⇦⇦

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: وَسُئِلَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَبِيتُونَ، فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمْ مِنْهُمْ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ عَمْرٌو حَدَّثَنَاهُ أَوَّلًا، عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَقَالَ فِيهِ: ((هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ)) فَلَمَّا جَاءَ نَا الزُّهْرِيُّ تَفَقَدْتُهُ فَلَمْ يَقُلْ إِلَّا: ((هُمْ مِنْهُمْ)).

کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے جبکہ آپ سے ان لوگوں کے متعلق سوال کیا گیا جو مشرک تھے اور ان پر شب خون مارا جاتا ہے اور چند عورتیں اور بچے بھی قتل ہو جاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ بھی ان میں سے ہیں۔ سفیان کہتے ہیں: عمرو اولاً تو روایت کرتے تھے زہری سے (هم من ابائهم) وہ اپنے باپ دادا کے حکم میں ہیں، جب زہری آئے تو انھوں نے هم منهم ہی ذکر کیا۔

**فائدہ**: ...... جہاد میں خواتین اور بچوں کو قتل کرنا منع ہے۔ (صحيح البخاری 3015) اسی طرح بوڑھوں کو بھی قتل سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن اگر دار الحرب والوں پر شب خون مارا جائے اور (اس میں بغیر کسی ارادے کے) ان کے بچے اور اولاد ہلاک ہو جائیں تو ان کا وہی حکم ہوگا، کیونکہ رات کو اندھیرے میں بچوں اور خواتین کی تمیز مشکل ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اگر بچے، بوڑھے یا خواتین مارے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

[**799**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((لَا حِمًى إِلَّا لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ)).

ابن عباس نے فرمایا: مجھے خبر دی صعب بن جثامہ نے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: چراگاہ (ممنوعہ علاقہ) نہیں ہے مگر اللہ اور رسول کے لیے۔

⇦ سنن الكبرى للنسائى: 8568۔ مسند احمد: 4/ 37، 38۔ مسند الشافعى: 2/ 119۔ مصنف ابن ابى شيبة: 12/ 388۔ سنن سعيد بن منصور: 2631۔ صحيح ابن حبان: 4786۔

(799) صحيح البخارى، كتاب المساقاة، باب لاحمى الا الله ولرسوله ﷺ، حديث: 2370۔ سنن الكبرى للنسائى: 5743۔ مسند احمد: 4/ 37، 38۔ والزيادات على المسند لعبدالله بن احمد: 4/ 73۔ مسند الشافعى: 2/ 132، 131۔ مصنف ابن ابى شيبة: 7/ 303۔ مسند الطيالسى: 1230۔ صحيح ابن حبان: 4684۔ معجم الكبير للطبرانى: 7420۔ سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 59۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام کاموں سے دور رہنا مسلمان پر ضروری ہے۔ جو حرام کا ارتکاب کرتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کی منع کردہ حدود کو تجاوز کر گیا ہے۔

[800]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ، قَالَ: أَهْدَيْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَحْمَ حِمَارٍ وَحْشٍ، وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ، أَوْ بِوَدَّانَ، فَرَدَّهُ عَلَيَّ، فَلَمَّا رَأَى الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِي، قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ، وَلَكِنَّا حُرُمٌ))، قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا جَمَعَهُمَا مَرَّةً فِي حَدِيثٍ وَاحِدٍ وَرُبَّمَا فَرَّقَهُمَا، وَكَانَ سُفْيَانُ، يَقُولُ: ((حِمَارٌ وَحْشٌ، ثُمَّ صَارَ إِلَى لَحْمِ حِمَارٍ وَحْشٍ)).

ابن عباس نے فرمایا مجھے خبر دی صعب بن جثامہ نے کہ میں نے مقام ابواء میں رسول اللہ ﷺ کو جنگلی گائے کے گوشت کا ہدیہ پیش کیا تو آپ نے مجھے واپس کر دیا، پھر جب میرے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھے تو فرمایا: تیرا تحفہ ہم رد نہ کرتے مگر ہم نے احرام باندھا ہوا ہے۔ حمیدی نے کہا: کبھی سفیان لفظ حمار وحش اور لحم حمار وحش کو ایک ہی سند میں جمع کرتے اور کبھی جدا جدا بیان کرتے تھے، سفیان کہتے تھے: حمار وحش اور پھر لحم حمار وحش ہو گیا۔

فائدہ: ...... اس سے معلوم ہوا کہ حالت احرام میں شکار کیا ہوا جانور کا گوشت بطور ہدیہ قبول کرنا درست نہیں ہے۔

## مسند زيد بن أرقم رضی اللہ عنہ

## احادیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

[801]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، طاؤس بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ ابن عباس زید

(800) صحيح البخارى، كتاب جزاء الصيد، باب اذا اهدى للمحرم وحشياً حياً لم يقبل، حديث: 1825۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، حديث: 1194۔ سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء فى كراهية لحم الصيد للمحرم، حديث: 849۔ سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب ما لا يجوز للمحرم اكله من الصيد، حديث: 2821۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب ما ينهى عنه المحرم من الصيد، حديث: 3090۔ مسند احمد: 4/ 37، 38۔ سنن الدارمى: 1837۔ مؤطا امام مالك، ص: 232۔ صحيح ابن خزيمه: 2637۔ صحيح ابن حبان: 3967۔ معجم الكبير للطبرانى: 7431۔ سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 192۔

(801) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، حديث: 1195۔ سنن النسائى، كتاب مناسك ⇦⇦

قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ يَنَاقٍ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، فَجَعَلَ يَسْتَذْكِرُهُ حَدِيثًا، فَقَالَ: كَيْفَ حَدَّثْتَنِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي لَحْمِ الصَّيْدِ؟ فَذَكَرَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، نَحْوَ حَدِيثِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ.

بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملے اور ابن ارقم رضی اللہ عنہ کو حدیث یاد دلائی اور فرمایا: شکار کے گوشت کے متعلق تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی تھی وہ کیسے ہے؟ تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی مثل حدیث صعب ابن جثامہ کے۔

[802]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الْأَجْلَحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَجْيَةَ الْكِنْدِيُّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: أَتَى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بِالْيَمَنِ، فِي ثَلَاثَةِ نَفَرٍ وَقَعُوا عَلَى جَارِيَةٍ لَهُمْ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ، فَجَاءَتْ بِوَلَدٍ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِاثْنَيْنِ مِنْهُمْ: أَتَطِيبَانِ بِهِ نَفْسًا لِصَاحِبِكُمَا؟ قَالَا: لَا، ثُمَّ قَالَ لِلْآخَرَيْنِ: أَتَطِيبَانِ بِهِ نَفْسًا لِصَاحِبِكُمَا؟ قَالَا: لَا، ثُمَّ قَالَ لِلْآخَرَيْنِ: أَتَطِيبَانِ نَفْسًا لِصَاحِبِكُمَا؟ قَالَا: لَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنْتُمْ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ، إِنَّنِي

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سامنے یمن میں مقدمہ پیش کیا گیا، تین شخص اپنی ایک لونڈی سے طہر واحد میں ہم بستر ہوئے، لونڈی کے بطن سے بچہ پیدا ہوا تو جناب علی نے ان میں سے دو آدمیوں کو کہا: تم دونوں دلی خوشی سے اپنے تیسرے رفیق کے لیے راضی ہوتے ہو؟ تو دونوں نے کہا: نہیں، پھر دوسرے دو کو ملا کر کہا: کیا تم دونوں اپنے رفیق کے حق میں جھگڑا ترک کرنے پر راضی ہو؟ تو انھوں نے کہا: نہیں، (تیسری بار) پھر دو کو ملا کر کہا: کیا تم دونوں اپنے رفیق کے حق میں رضامند ہو؟ تو انھوں نے بھی کہا: نہیں، جناب علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سخت مزاج شرکاء ہو، اب میں تمھارے درمیان قرعہ اندازی کروں گا جس کا بھی

⇦⇦ الحج، باب مالا يجوز للمحرم اكله من الصيد، حديث: 2824۔مسند احمد: 4/ 267۔صحيح ابن خزيمه: 2639۔شرح معانی الآثار للطحاوی: 2/ 169۔معجم الكبير للطبرانی: 4524۔مصنف عبد الرزاق: 8323۔من طريق عن ابن جريج بهذا الاسناد۔سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب لحم الصيد للمحرم، حديث: 1850۔سنن النسائی: 2823۔ مسند احمد: 4/ 369۔مسند عبد بن حميد: 269۔صحيح ابن حبان: 3968۔من طريق عطاء عن ابن عباس فذكره۔

(802) صحيح، سنن ابی داود، كتاب الطلاق، باب من قال بالقرعة اذا تنازعوا فی الولد، حديث: 2269۔سنن النسائی، كتاب الطلاق، باب القرعة فی الولد اذا تنازعوا فيه، حديث: 3519۔مسنداحمد: 4/ 374۔معجم الكبير للطبرانی: 4990۔ مستدرك للحاكم: 3/ 136۔ سنن ابی داود: 2270۔سنن النسائی: 3518۔سنن ابن ماجه: 2248۔ مسند احمد: 4/ 373۔من طريق عبد خير من زيد بن ارقم۔

مُـقْـرِعٌ بَيْـنَـكُمْ ، فَأَيُّكُمْ أَصَابَتْهُ الْقُرْعَةُ أَلْزَمْتُهُ الْـوَلَـدَ ، وَأَغْـرَمْتُـهُ ثُـلُثَـيْ قِيـمَةِ الْجَـارِيَةِ لِـصَـاحِبَيْـهِ ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَكَـرْنَـا ذَلِكَ لَـهُ ، فَقَالَ: ((مَا أَعْلَمُ فِيهَا إِلَّا مَا قَالَ عَلِيٌّ)) .

قرعہ نکلا بچہ اس کو دیا جائے گا اور اس پر دو ثلث لونڈی کی قیمت لازم ہو گی جو دوسرے دو رفقاء کو دی جائے گی، ہم لوگ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو علی کا فیصلہ بتایا، تو آپ نے فرمایا: میں اس معاملہ میں وہی علم رکھتا ہوں جو علی نے کہا ہے۔

فائدہ: ...... اس سے ثابت ہوا کہ تنازعہ ہو جائے تو اس میں قرعہ کرنا درست ہے نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

[**803**]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا أَبُو سَهْلٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ ذَرِيحٍ ، عَـنْ زَيْـدِ بْـنِ أَرْقَمَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، بِمِثْلِهِ .

حمیدی نے سفیان سے، انھوں نے ابوسہل سے، انھوں نے شعبی سے، انھوں نے علی بن ذریح سے، انھوں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے نبی ﷺ سے نقل کیا مثل حدیث سابق کے۔

## مسند يعلى بن أمية رضي الله عنه

## احادیث یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ

[**804**]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَـالَ: ثـنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْـنُ أَبِـي رَبَـاحٍ ، عَـنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى ، عَنْ أَبِيـهِ ، قَـالَ: سَـمِـعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَـقْـرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ﴾ [الزخرف: 77] .

یعلی بن امیہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر پڑھتے سنا: ونـادوا یا مالك (اہل جہنم آواز دے کر کہیں گے فرشتہ مالک جہنم!)

فائدہ: ...... مالک جہنم کا نگران ہے جہنمی اس سے بار بار درخواست کریں گے کہ آپ اپنے رب سے کہیں وہ ہمیں موت دے دے۔ وہ انھیں جواب دے گا کہ تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ (الزخرف: 77)

(803) صحیح ، معجم الكبير للطبرانی: 4992۔الضعفاء للعقيلی: 2/ 244۔وانظر الحديث السابق۔

(804) صحيح البخاری ، كتاب بدء الخلق ، باب صفة النار وانها مخلوقة ، حديث: 3266۔صحيح مسلم ، كتاب الجمعة ، باب تخفيف الصلاة والخطبة ، حديث: 871۔سنن الترمذی ، كتاب الصلاة ، باب ما جاء فی القراء ة على المنبر ، حديث: 508۔ سنن الكبرى للنسائی: 11479 ، مسند احمد: 4/ 223۔معجم الكبير للطبرانی : 22/ 261۔ سنن الكبرى للبيهقی: 3/ 211۔شرح السنة: 1078۔

[805]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَحُمِلْتُ فِيهَا عَلَى بَكْرٍ، وَكَانَ أَوْثَقَ عَمَلِي فِي نَفْسِي، فَاسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا، فَقَاتَلَ رَجُلًا، فَعَضَّ عَلَى يَدِهِ، فَانْتَزَعَهَا مِنْ فِيهِ، فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ((أَيَدَعُهَا فِي فِيكَ تَقْضِمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ، وَأَهْدَرَهَا)) .

یعلی بن امیہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شمولیت کی، میں نے ایک جوان اونٹ سواری کے لیے بھی دیا جو میرے خیال میں میرا مضبوط تر عمل تھا۔ تو اس نے ایک دوسرے آدمی سے لڑنا شروع کر دیا اور اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دانتوں سے چبایا، اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کے اگلے دو دانت گرا دیے، تو وہ شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں رہنے دیتا کہ تو اس کو چباتا رہتا جیسا اونٹ چباتا ہے؟

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آزاد آدمی کو اجرت پر جہاد کے لیے ساتھ لے جانا جائز ہے اور اسے غنیمت سے حصہ بھی دیا جائے گا۔ کیونکہ آیت غنیمت ہر طرح کے مسلمان کو شامل ہے۔

(نیز دیکھیں: سنن بی داود: 2527)

[806]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرٌو، عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّ أَجِيرًا لِيَعْلَى، وَلَمْ يُسْنِدْهُ، وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا ضَمَّهُمَا فَأَدْرَجَ فِيهِ الْإِسْنَادَ، فَإِذَا فَصَلَهُمَا جَعَلَ حَدِيثَ ابْنِ جُرَيْجٍ مُسْنَدًا، وَجَعَلَ حَدِيثَ عَمْرٍو مُرْسَلًا .

حمیدی نے حدیث سابق کی یہ وضاحت کی کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا: وہ عمرو سے، وہ عطاء سے، وہ یعلیٰ کے اجیر (مزدور) سے اور سفیان نے اس کی سند ذکر نہیں کی، اور سفیان کبھی ہر دو کو ملا کر ذکر کرتے اور اسناد درج کرتے اور جب ہر دو کو ملا کر ذکر کرتے تو ابن جریج والی حدیث سابق کی سند بھی ذکر کرتے اور عمرو کی روایت مرسل بیان کرتے تھے۔

---

(805) صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب الاجير، حديث: 2973۔صحيح مسلم، كتاب القسامة، باب الصائل على نفس الانسان او عضوه، حديث: 1674۔سنن ابى داود، كتاب الديات، باب فى الرجل يقاتل الرجل فيدفعه عن نفسه، حديث: 4584۔سنن النسائى، كتاب القسامة باب ذكر الاختلاف على عطاء فى هذا الحديث، حديث: 4772۔ مسند احمد: 4/ 222۔مصنف عبد الرزاق: 4584۔صحيح ابن حبان: 5997۔سنن الكبرى للبيهقى: 8/ 336۔ شرح السنة للبغوى: 2566۔

(806) انظر تخريج الحديث السابق۔

[807]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرٌو، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ مُقَطَّعَةٌ يَعْنِي جُبَّةً وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوقِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ وَهَذِهِ عَلَيَّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا كُنْتَ تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ؟))، فَقَالَ: كُنْتُ أَغْسِلُ هَذَا الْخُلُوقَ، وَأَنْزِعُ هَذِهِ الْمُقَطَّعَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ)).

صفوان بن یعلیٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام جعرانہ میں تھے، آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اس پر جبہ تھا جو خوشبو میں لت پت تھا، تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے عمرہ کی نیت کی ہے اور میرے اوپر یہ لباس ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو حج کرتے وقت کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا: میں یہ خوشبو دھو دیتا اور یہ جبہ بھی اتار دیتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تو اپنے حج میں کرتا تھا وہی تو اپنے عمرہ میں کر۔

**فائدہ**: ......اس سے ثابت ہوا کہ محرم اپنے کپڑوں سے تین بار خوشبو کو دھوئے گا جیسا کہ بخاری: 1536 میں صراحت ہے۔

[808]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَرَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا بِالْجِعْرَانَةِ

یعلیٰ بن امیہ نے عمر بن خطاب کو کہا: میں خواہش رکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھوں جب آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو، یعلیٰ نے کہا: اتفاقاً ہم جعرانہ میں تھے کہ جناب عمر نے مجھے بلایا تو میں ان کے پاس گیا، دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اوپر کپڑا تان رکھا ہے، تو عمر نے

(807) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب غسل الخلوق ثلاث مرات فى الثياب، حديث: 1536۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب ما يباح للمحرم بحج او عمرة وما لا يباح، حديث: 1180۔سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب الرجل يحرم فى ثيابه، حديث: 1819، 1820۔ سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ماجاء فى الذى يحرم وعليه قميص او جبة، حديث: 836۔سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب الجبة فى الاحرام، حديث: 2670، 2711۔ فضائل القرآن: 7۔مسند احمد: 4/ 222، 224۔صحيح ابن خزيمه: 2670، 2671۔ مسند الشافعى: 1/ 313۔ صحيح ابن حبان: 3779۔سنن الدارقطنى: 2/ 231۔سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 75۔
(808) صحيح البخارى: 1526۔ صحيح مسلم: 1180 وانظر الحديث السابق.

إِذْ دَعَانِي عُمَرُ ، فَأَتَيْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُسَجًّى ثَوْبًا فَكَشَفَ لِي عُمَرُ وَجْهَهُ ، فَإِذَا هُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ)) ، وَقَدْ كَانَ جَاءَهُ رَجُلٌ قَبْلَ ذَلِكَ ، وَإِذَا هُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوقِ وَعَلَيْهِ مُقَطَّعَةٌ ، فَقَالَ: إِنِّي أَحْرَمْتُ وَعَلَيَّ هَذِهِ ، فَقَالَ السَّائِلُ: هَا أَنَا ذَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا كُنْتَ تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ؟)) ، قَالَ: كُنْتُ أَغْسِلُ هَذَا الْخَلُوقَ ، وَأَنْزِعُ هَذِهِ الْمُقَطَّعَةَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجَّتِكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ)) .

آپ کا چہرہ مجھے دکھایا تو چہرہ اقدس سرخ تھا، پس جب رسول اللہ ﷺ پر وحی منقطع ہوئی تو آپ نے فرمایا: سائل کہاں ہے؟ نزول وحی سے پہلے ایک آدمی نے آپ سے مسئلہ پوچھا تھا کہ اس نے خوشبو میں لت پت جبہ پہنا ہوا ہے اور اس نے کہا: میں نے عمرہ کی نیت کی ہوئی ہے؟ تو سائل نے کہا: میں یہاں موجود ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے حج میں کیا کرتا تھا: اس نے کہا: میں یہ خوشبو دھوتا اور جبہ اتار دیتا تھا،آپ نے فرمایا: جو تو اپنے حج میں کرتا تھا وہی اپنے عمرہ میں کر۔

## مسند أبي بكرة رضي الله عنه
## ابوبکرہ کی احادیث

[809]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ ، قَالَ: أَمْلَى عَلَيَّ أَبِي كِتَابًا إِلَى أَخٍ لِي كَانَ عَامِلًا ، أَنْ لَا تَقْضِي بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ

عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کہتے ہیں: میرا ایک بھائی گورنر تھا،تو میرے باپ ابوبکرہ نے اس کی طرف مجھ سے خط لکھایا اور املاء لکھائی کہ دو افراد کے درمیان بحالت غصہ فیصلہ نہ کرنا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا،آپ نے فرمایا:کسی حاکم کے لائق نہیں ہے کہ وہ غصے کی حالت میں دولوگوں کے

(809) صحيح البخاري، كتاب الاحكام، باب هل يقضى القاضي او يفتي وهو غضبان، حديث: 7158۔صحيح مسلم، كتاب الاقضية، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، حديث: 1717۔سنن ابی داود، كتاب الاقضية، باب القاضي يقضى وهو غضبان، حديث: 3589۔سنن الترمذی كتاب الاحكام، باب ما جاء لا يقضى القاضی وهو غضبان، حديث: 1334۔سنن النسائی، كتاب آداب القضاة، باب النهى عن ان يقضى فی قضاء بقضائين، حديث: 5423۔ سنن ابن ماجه، كتاب الاحكام، باب لايحكم الحاكم وهو غضبان، حديث: 2316۔مسنداحمد : 5/ 38، مسند الشافعی: 2/ 177۔مسند البزار: 3618۔مصنف ابن ابی شيبة: 7/ 233۔سنن الكبری للبيهقی : 10/ 105۔

اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((لَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يَحْكُمَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ)).

درمیان فیصلہ کرے۔

**فائدہ**: ......اس سے معلوم ہوا کہ حالتِ غصہ میں قاضی کو فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔

[**810**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْرَائِيلُ أَبُو مُوسَى، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ، يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مَعَهُ إِلَى جَنْبِهِ، وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً، وَهُوَ يَقُولُ: ((إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)).

ابو بکرہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں تھے، آپ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حسن کی طرف اور آپ فرما رہے تھے: یہ میرا بیٹا سردار ہے اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی زبردست فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ دو جماعتوں سے مراد سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کی جماعتیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی سو فیصد پوری ہوئی۔ جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی اور انھوں نے چھ ماہ خلافت بھی سنبھالی پھر خیر خواہی کی خاطر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

## مسند جرير بن عبد الله البجلي رضي الله عنه

## جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کی احادیث

[**811**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

زیاد بن علاقہ نے کہا: میں نے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو

(810) صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم للحسن بن على رضي الله عنه، حديث: 2704۔ سنن ابی داود، كتاب السنة، باب ما يدل على ترك الكلام في الفتنة، حديث: 4662۔سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، حديث: 3773۔سنن الكبرى للنسائي: 1730۔عمل اليوم والليلة: 252۔ مسند احمد: 5/ 37، 38۔مسند البزار: 3655، معجم الكبير للطبراني: 2590۔السنن الكبرى للبيهقي: 7/ 63۔ دلائل النبوة للبيهقي: 6/ 442۔مستدرك للحاكم: 3/ 174، 175۔

(811) صحيح البخاري، كتاب الايمان، باب قول النبي ﷺ (الدين النصيحة)، حديث: 58۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان ان الدين النصيحة، حديث: 56۔سنن النسائي، كتاب البيعة، باب البيعة على النصح لكل مسلم، حديث: 4161۔مسنداحمد: 4/ 361۔ مصنف عبدالرزاق: 9819۔مسند الشافعي: 1/ 13۔ معجم الكبير للطبراني: 2467۔مسند الطيالسي: 660۔الروايات مطولة ومختصرة۔

قَالَ: ثنا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيَّ، يَقُولُ: ((بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ))، قَالَ سُفْيَانُ: وَزَادَ ابْنُ مِسْعَرٍ، عَنْ جَرِيرٍ، أَنَّهُ قَالَ: ((وَإِنِّي لَكُمْ لَنَاصِحٌ)).

فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر، سفیان نے کہا کہ مسعر جریر سے زائد بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: اے لوگو! میں تمھارا خیر خواہ ہوں۔

[812]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسًا يُحَدِّثُ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ((بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)).

جریر بن عبداللہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی نماز قائم کرنے، زکاۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے کی شرط پر۔

**فائدہ** :...... ان دونوں احادیث میں لوگوں سے خیر خواہی کرنے کا ذکر ہے اور خیر خواہی کرنا فرض ہے۔

[813]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدَ، وَمُجَالِدٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلَا يُفَارِقَنَّكُمْ إِلَّا عَنْ رِضًا)).

جریر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمھارے پاس صدقہ وصول کرنے والا آئے تو وہ تم سے جدا نہ ہو مگر اس حال میں کہ وہ راضی ہو۔

---

(812) صحيح البخارى، كتاب الايمان، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم الدين النصيحة، حديث: 57- صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان ان الدين النصيحة، حديث: 56-سنن الترمذى، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فى النصيحة، حديث: 1925-سنن الكبرى للنسائى: 317، مسند احمد: 4/ 360، 361-سنن الدارمى: 2543- صحيح ابن خزيمه: 2259-الايمان لابن منده: 221-المنتقى لابن الجارود: 334-معجم الكبير للطبرانى: 2244-شعب الايمان للبيهقى: 11124-شرح السنة للبغوى: 30-

(813) صحيح مسلم، كتاب الزكوٰة، باب ارضاء الساعى مالم يطلب حراما، حديث: 989-سنن الترمذى، كتاب الزكاة، باب ما جاء فى رضا المصدق، حديث: 648-سنن النسائى، كتاب الزكاة، باب اذا جاوز فى الصدقة، حديث: 2463- سنن ابن ماجه، كتاب الزكاة، باب ما ياخذ المصدق من الابل، حديث: 1802-مسند احمد: 4/ 360- سنن الدارمى: 1677-صحيح ابن خزيمه: 2341-مسند الشافعى: 1/ 240-مصنف ابن ابى شيبة: 3/ 115- معجم الكبير للطبرانى: 2334-سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 136، 137-

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ وصول کرنے والے کو خوشی سے صدقہ جمع کروا دینا چاہیے تا کہ وہ راضی ہو کر جائے۔

[814]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: رَأَيْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتَوَضَّأُ مِنْ مَطْهَرَةِ الْمَسْجِدِ الَّذِي يَتَوَضَّأُ مِنْهَا الْعَامَّةُ، ثُمَّ يَمْسَحُ عَلَى خُفَّيْهِ، فَقِيلَ لَهُ: أَتَفْعَلُ هَذَا؟ قَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِي وَقَدْ ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى خُفَّيْهِ))، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: ((فَكَانَ هَذَا الْحَدِيثُ يُعْجِبُ أَصْحَابَ عَبْدِ اللّٰهِ؛ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ))

ہمام بن حارث نے کہا: میں نے جرید بن عبداللہ کو مسجد کے اس برتن سے وضو کرتے دیکھا جس سے عوام وضو کرتے تھے پھر انھوں نے اپنے دو موزوں پر مسح کیا، تو ان کو کہا گیا: کیا آپ یہ کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: مجھے کیا چیز منع کرتی ہے جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے دو موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے، ابراہیم نے کہا: عبد اللہ بن مسعود کے رفقاء (شاگردوں) کو یہ حدیث بہت پسند تھی، اس لیے کہ جریر سورت المائدہ کے نزول کے بعد اسلام لائے تھے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ موزوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔ یاد رہے کہ جرابوں پر مسح کرنا بھی ثابت ہے۔ اس مسئلہ پر تفصیل گزر چکی ہے۔

[815]...... ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُجَالِدٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: ((بَايَعْتُ رَسُولَ

شعبی سے روایت ہے کہ جریر نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی سننے اور اطاعت کرنے، نماز قائم

(814) صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب الصلاة فی الخفاف، حديث: 387ـ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، حديث: 272ـ سنن الترمذی، كتاب الطهارة، باب فی المسح على الخفين، حديث: 93ـ سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، حديث: 118ـ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب فی المسح على الخفين، حديث: 543ـ مسنداحمد: 4/ 361ـ صحيح ابن خزيمه: 186ـ مصنف عبدالرزاق: 757ـ المنتقى لابن الجارود: 81ـ صحيح ابی عوانة: 1/ 254ـ معجم الكبير للطبرانی: 2422ـ سنن الدارقطنی: 1/ 193ـ سنن الكبرى للبيهقی: 1/ 273ـ

(815) صحيح البخاری، كتاب الاحكام، باب كيف يبايع الامام الناس، حديث: 7204ـ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان ان الدين النصيحة، حديث: 56ـ سنن النسائی، كتاب البيعة، باب البيعة فيما يستطيع الانسان، حديث: 4194ـ من طريق سيار عن الشعبی بهـ مسند احمد: 4/ 364ـ معجم الكبير للطبرانی: 2351ـ من طريق مجالد عن الشعبیـ

اللّٰہِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ))

کرنے، زکاۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے کی شرط پر۔

[816]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِنَ الشَّهْرِ، فَقَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ؟ فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يُغْلَبَ عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَلَا قَبْلَ غُرُوبِهَا فَلْيَفْعَلْ)).

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم مہینہ کی چودھویں رات کو رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، تو آپ نے فرمایا: کیا تم یہ چاند دیکھ رہے ہو؟ پس تم اپنے رب تعالیٰ کو اسی طرح دیکھو گے جیسا کہ اس چاند کو دیکھ رہے ہو، تمھیں اس کے دیکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہوگی، تو جو تم میں سے طاقت رکھتا ہو وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز ترک نہ کرے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ روزِ قیامت جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ نیز نماز فجر اور نماز عصر کی تاکید کا بیان ہے۔

[817]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ

جریر بن عبد اللہ البجلی نے فرمایا: مجھے جب بھی رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو تبسم ہی فرمایا۔

(816) صحيح البخاری، كتاب مواقيت الصلاة، باب فضل صلاة العصر، حديث: 554۔ صحيح مسلم، كتاب المسجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر، حديث: 633۔ سنن ابی داود، كتاب السنة، باب فی الرؤية، حديث: 4729۔ سنن الترمذی، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی رؤية الرب تبارك وتعالیٰ، حديث: 2551۔ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فيما انكرت الجهمية، حديث: 177۔ سنن الكبرى للنسائی: 460۔ مسند احمد: 4/ 360۔ صحيح ابن خزيمه: 317۔ والتوحيد له، ص: 167، 168۔ صحيح ابن حبان: 7442۔ سنن الكبرى للبيهقی: 1/ 359۔ معجم الكبير للطبرانی: 2226۔

(817) صحيح البخاری، كتاب الادب، باب التبسم والضحك، حديث: 6089۔ والادب المفرد له: 250۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل جرير بن عبدالله البجلی رضی اللہ عنہ، حديث: 2475۔ سنن الترمذی، حديث: 3821۔ سنن ابن ماجه، حديث: 159۔ فضائل الصحابة للنسائی: 197، 199۔ شمائل ترمذی: 231۔ مسند احمد: 4/ 358۔ مصنف ابن ابی شيبة: 2/ 152۔ صحيح ابن حبان: 7199، 7200۔ معجم الكبير للطبرانی: 2219۔ شعب الايمان: 8046۔

قَيْسًا ، يَقُولُ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيَّ ، مَا رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي .

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے مسکرانے کا ذکر ہے۔ اسلام نے زیادہ ہنسنے کو پسند نہیں کیا بلکہ قرآن کریم میں ہے: ''انھیں چاہیے کہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ۔'' (التوبۃ: 82)

[**818**]...... قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ خَيْرِ ذِي يُمْنٍ ، عَلَى وَجْهِهِ مِسْحَةُ مَلَكٍ)) ، فَطَلَعَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .

اور انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے اصحاب کو) فرمایا: اس دروازے سے تمھارے سامنے ایک آدمی آئے گا، وہ بھلائی اور خوش نصیبی والا ہے، اس کا چہرہ فرشتے کا مسح کیا ہوا ہے، تو جریر بن عبداللہ سامنے آئے۔

[**819**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ ، قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسًا ، يَقُولُ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا تَكْفِينِي هَذِهِ الْخَلْصَةَ الْيَمَانِيَّةَ؟)) ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي رَجُلٌ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ ، قَالَ: ((فَضَرَبَ فِي صَدْرِي)) ، وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ ، وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)) ، قَالَ: فَخَرَجْتُ ، قَالَ سُفْيَانُ فِي أَرْبَعِينَ ، أَوْ قَالَ: فِي خَمْسِينَ رَاكِبًا مِنْ قَوْمِي فَحَرَّقْتُهَا ، ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ ، فَقُلْتُ:

جریر بن عبداللہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو میرے لیے خلصہ یمانی کو تباہ نہیں کرتا؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں گھوڑے کی پشت پر قائم نہیں رہ سکتا ہوں، تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی: اے اللہ! اس کو مضبوط اور ثابت رکھ، اور راہنمائی کرنے والا ہدایت یافتہ کردے، انھوں نے فرمایا: میں چالیس یا پچاس سوار اپنی قوم (بنو احمس) کے ساتھ لے کر نکلا اور یمانی خلصہ بت خانہ کو جلا آیا، اور نبی ﷺ کو عرض کی کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے اس بت خانہ کو جلا کر خارش والے اونٹ کی مانند کر آیا ہوں یا کہا: بے بال

(818) صحیح ، الادب المفرد للبخاری : 880۔ السنن الکبری للنسائی : 8244 المعجم الکبیر للطبرانی : 2258۔ الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم : 2523 .

(819) صحیح البخاری ، کتاب المغازی ، باب غزوۃ ذی الخلصۃ ، حدیث: 4355، 4356۔صحیح مسلم ، کتاب فضائل الصحابۃ ، باب من فضائل جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ ، حدیث: 2476۔سنن ابی داود ، حدیث: 2772۔سنن الکبری للنسائی: 8558۔عمل الیوم واللیلۃ: 524۔مسنداحمد: 4/ 360، 365۔صحیح ابن حبان: 7202۔ معجم الکبیر للطبرانی : 2289۔دلائل النبوۃ للبیہقی: 5/ 347، 348۔

مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا مِثْلَ الْجَمَلِ الْأَجْرَبِ، أَوْ قَالَ: الْأَجْرَدِ. قَالَ: ((فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَحْمَسَ خَيْلِهَا وَرِجَالِهَا)) ثَلَاثًا.

اونٹ کی مانند تو رسول اللہ ﷺ نے احمس خاندان کے سوار اور پیادوں کے لیے تین بار دعا کی۔

[820]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، وَمَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَا: ثنا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ))

جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتے۔

**فائدہ** :......(1) اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق بالخصوص انسانوں کے ساتھ رحمت وشفقت کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کو مخلوق پر رحم سے مشروط کر دیا گیا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تو تم اس کی مخلوق پر رحم کرو۔ یہ بات یقینی ہے کہ ایک انسان جس قدر دوسرے انسان کی رحمت وشفقت کا محتاج ہوتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر وہ خود اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج ہوتا ہے۔ اس کی رحمت کے بغیر دنیا وآخرت تباہ ہو جاتی ہے۔ (2) نبی کریم ﷺ جانوروں پر بھی رحمت اور شفقت کرتے تھے۔ اور اپنی اُمت کو بھی اس کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ نے سواری کو منبر بنانے سے سے روکا ہے کہ انسان کسی جانور پر سوار ہو اور کھڑا کسی کے ساتھ گپ شپ کرتا رہے بلکہ فرمایا کہ نیچے اتر کر گفتگو کی جائے۔ اسی طرح جانوروں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنے سے بھی روکا ہے۔ جانوروں پر لعنت کرنے اور ان کے چہرے کو داغنا حرام قرار دیا ہے۔ تیز چھری کے ساتھ جانور ذبح کرنے کا حکم دیا کہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔ اسی طرح جانور کے سامنے چھری تیز کرنے سے منع کر دیا تا کہ موت سے پہلے یہ اسے نہ مارا جائے۔ یہ ساری باتیں رحم پر دلالت کرتی ہیں۔ جو شخص ان باتوں کا خیال نہیں رکھتا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔ (3) ایک فاحشہ عورت کے ایک کتے پر ترس کھاتے ہوئے اسے پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم فرما دیا جبکہ دوسری طرف ایک عورت کو اس بات پر عذاب دیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ دیا اور اس پر رحم نہ کیا حتی کہ وہ اسی طرح مر گئی۔ اللہ تعالیٰ کا مخلوق پر رحم جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ جبکہ ان پر ظلم جنت سے محرومی کا

(820) الادب المفرد للبخاري: 97ـ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب رحمته صلى الله عليه وسلم الصبيان والعيال، حديث: 2319ـ سنن الترمذى، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فى رحمة الناس، حديث: 1922ـ مسند احمد: 4/ 360ـ مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 528ـ الزهد لهناد: 1322ـ معجم الكبير للطبرانى: 2239ـ معجم الاوسط: 1734ـ من طريق اسماعيل عن قيس عن جرير بن عبدالله ـ

باعث ہے۔(4) جاگیرداروں کے لیے اور ماتحتوں سے ناروا سلوک کرنے والوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق بلکہ اشرف المخلوقات انسانوں کے ساتھ حیوانوں جیسا سلوک انھیں کس تباہی کی طرف لے جائے گا۔ وہ تباہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی ہے۔(5)اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجبور اور لاچار شخص سے تعاون کرنا چاہیے اور محتاج کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے۔(6) اللہ تعالیٰ صفت ''رحمت'' سے متصف ہے، اس کی شان کے لائق ہے اس کی رحمت میں وہ بشری علائق نہیں ہیں جو ایک انسان کے اندر ہوتے ہیں کہ وہ بسا اوقات رحمت وشفقت سے مغلوب ہو جاتا ہے۔

[**821**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَى سَرِيَّةٍ، فَأَصَابَهُمْ بَرْدٌ شَدِيدٌ، فَأَقْفَلَهُمْ جَرِيرٌ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: لِمَ أَقْفَلْتَهُمْ؟ قَالَ جَرِيرٌ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ)) ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

نافع بن جبیر کہتے ہیں: معاویہ بن ابی سفیان نے جریر بن عبداللہ کو ایک فوجی دستہ کا امیر بنا کر روانہ کیا، فوج کو شدید سردی کا سامنا کرنا پڑا تو وہ فوج کو واپس لے آئے، معاویہ نے کہا: تم واپس کیوں لائے ہو؟ تو انھوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ رحم نہیں کرتے، معاویہ نے استفسار کیا: کیا تو نے خود یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں۔

[**822**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ((يُرِيدُ مُعَاوِيَةُ أَنْ يُرِيَ النَّاسَ أَنَّمَا تَرَكَهُ؛ لِأَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، لِأَنْ لَا يَجْتَرِءَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ، فَيَقْفِلَ بِغَيْرِ إِذْنِهِ))

حمیدی نے کہا: سفیان کہتے تھے کہ معاویہ کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں پر یہ واضح کر دیں کہ جریر کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی وجہ سے معاویہ نے سزا دیے بغیر چھوڑا ہے تاکہ دوسرا کوئی افسر اس کے حکم کے بغیر فوج واپس لوٹانے کی جرأت نہ کر سکے۔

[**823**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

جریر نے فرمایا: کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

(821) صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب رحمته صلى الله عليه وسلم الصبيان والعيال، حديث: 2319۔ مصنف ابن ابی شيبة: 8/ 526۔الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 2530۔مسند الشهاب: 894۔معجم الكبير للطبرانی: 254من طريق نافع بن جبير عن جرير به۔

(822) تفرد به المصنف.

(823) صحيح، مسند احمد: 4/ 361۔سنن الدارمی: 518۔شرح مشكل الآثار للطحاوی: 248۔معجم الكبير للطبرانی: 2312.

قَـالَ: ثـنـا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ جَـرِيـرٍ، قَـالَ: جَـاءَ قَـوْمٌ مُـجْتَابُو النِّمَارِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلُوهُ، فَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الـصَّدَقَةِ، فَأَنْطَوْا، حَتَّى عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِ رَسُـولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُـمَّ إِنَّ رَجُلًا مِـنَ الْأَنْصَارِ جَـاءَ بِـقِطْعَةٍ مِنْ ذَهَبٍ، أَوْ قَالَ: تِبْرٍ فَأَلْقَاهَا، فَتَتَـابَـعُـوا الـنَّـاسُ حَتَّى عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَـنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْـلُ أَجْـرِ مَـنْ عَـمِـلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُـورِهِـمْ شَيْـئًـا، وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَمِلَ بِهَـا، كَـانَ عَـلَيْــهِ مِثْـلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يُنْقِصُ ذَلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا)).

پرانی چادریں جسم پر لپیٹ کر حاضر ہوئے اور آپ سے سوال کیا، تو آپ نے لوگوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دی ،تو لوگ راغب نہ ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمایاں ہوئے، پھر انصار میں سے ایک آدمی نے سونے کا یا چاندی کا ایک ٹکڑا لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا، پھر لوگ یکے بعد دیگرے لانے لگے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس پر خوشی کے آثار نمایاں ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اچھا طریقہ نکالا اور اس پر عمل کیا تو جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے عمل برابر اس ابتدا کرنے والے کو اجر دیا جائے گا اور ان کے اجر میں کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے برا طریقہ نکالا اور اس پر عمل کیا تو تمام وہ لوگ جو اس پر عمل کریں گے ان سب کے گناہ کے برابر اس کو سزا دی جائے گی اور ان کے (بوجھ) عذاب میں کمی نہیں ہوگی۔

**فائدہ**: ......معلوم ہوا جب کوئی اجتماعی نیکی کا کام شروع ہونے لگے تو سب سے پہلے شروع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ اس سے بندہ بلامشقت ایک عظیم اجر کا مستحق قرار پاجاتا ہے۔

[824]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَـابِتٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَبِـقَ الْعَبْدُ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)).

جریر نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی غلام دشمن کے علاقہ میں بھاگ کر چلا جائے تو اللہ تعالیٰ کا وعدۂ امن اس سے بری ہوجاتا ہے۔

(824) صحيح، معجم الكبير للطبراني: 2482ـ طبقات المحدثين لابی الشيخ: 546ـ واصله فی صحيح مسلم: 69 وانظر الحديث الآتی۔

[825]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا بَعْضُ أَصْحَابِنَا، عَنْ حَبِيبٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

حمیدی نے بیان کیا کہ انھوں نے سفیان سے روایت کی ہے، سفیان کہتے ہیں: ہمارے بعض لوگوں نے حبیب سے روایت کی، انھوں نے مغیرہ سے، انھوں نے جریر بن عبد اللہ البجلی سے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی مثل اس کے۔

[826]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللَّحْدُ لَنَا، وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا)).

جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لحد ہمارے لیے ہے اور شق قبر ہمارے سوا کے لیے ہے۔

**فائدہ**:...... (1) امام نووی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں: لحد بنانا مستحب ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اتفاق سے رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد ہی کھودی گئی تھی۔ صحیح مسلم، الجنائز: 966۔ لہٰذا جہاں لحد ''بغلی قبر'' بن سکتی ہو وہاں لحد بنانا مستحب اور افضل ہے۔ البتہ شق ''صنووتی قبر'' بنانا جائز ہے۔

(2) لحد یعنی بغلی قبر سے مراد یہ ہے کہ پہلے گڑھا کھودا جائے، پھر اس میں ایک طرف میت کے لیے جگہ بنا کر اس میں میت کو رکھا جائے اور شق کا مطلب یہ ہے کہ بڑا گڑھا کھود کر اس کے درمیان میں میت کے لیے نسبتاً چھوٹا گڑھا کھودا جائے۔ دونوں طرح قبر بنانا جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دونوں طریقوں پر عمل ہوتا تھا۔ دوسروں کے لیے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہمارے لیے جائز نہیں۔

غالبًا اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر مسلموں میں زیادہ شق کا رواج ہے اور مسلمان زیادہ تر لحد بناتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

---

(825) مسنداحمد: 4/ 357۔معجم الکبیر للطبرانی: 2481۔مساوی ء الاخلاق للخرائطی: 741۔مصنف ابن ابی شیبۃ: 12/ 299۔ مسند ابی عوانۃ: 1/ 28 واصلہ فی صحیح مسلم۔

(826) صحیح، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی استحباب اللحد، حدیث: 1555۔مسند احمد: 4/ 358، 359۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم: 4/ 203۔معجم الکبیر للطبرانی: 2330۔شرح مشکل الآثار للطحاوی: 2830۔ مسند الطیالسی: 669۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: 3/ 222۔الکامل لابن عدی: 4/ 1329۔

## مسند الشريد بن سويد رضي الله عنه

## شرید بن سوید رضی اللہ عنہ کی احادیث

[827]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لِي: ((هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((هِيهِ)) ، فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا ثُمَّ قَالَ: ((هِيهِ)) ، فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ: ((هِيهِ)) ، حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ.

عمرو بن شرید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں ردیف تھا رسول اللہ ﷺ کا تو آپ نے فرمایا: تجھے امیہ بن ابی الصلت کے اشعار میں سے کچھ یاد ہے؟ تو میں نے ہاں میں جواب دیا، تو آپ نے فرمایا: سنا ،تو میں نے ایک شعر سنایا فرمایا: ھیہ (اور لا) تو میں نے ایک اور شعر سنا دیا پھر آپ یہی کہتے رہے: ھیہ (مزید لاؤ) تو میں نے سو اشعار سنائے۔

**فائدہ** :...... اشعار اگر حکمت پر مبنی ہوں اور ان میں شرک اور بے حیائی نہ ہو تو انھیں سننا اور سنانا جائز ہے، تاہم شعروں کی کثرت خواہ اچھے ہی ہوں مذموم ہے۔

[828]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، أَوْ يَعْقُوبَ بْنِ عَاصِمٍ، كَذَلِكَ - كَانَ يَشُكُّ سُفْيَانُ فِيهِ - عَنِ الشَّرِيدِ، قَالَ: أَبْصَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا قَدْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْفَعْ إِزَارَكَ)) ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَحْنَفُ يَصْطَكُّ رُكْبَتَاي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْفَعْ إِزَارَكَ، فَكُلُّ خَلْقِ

شرید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اپنی چادر لٹکائے دیکھا تو فرمایا: اپنی چادر اونچی رکھ، اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں الٹے پاؤں سے چلتا ہوں اور میرے زانوں ہلتے رہتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ازار اوپر اٹھا، اللہ تعالیٰ نے جو پیدا کیا ہے وہ بہتر اور خوبصورت ہے، تو اس دن کے بعد اس آدمی کو پنڈلی کے نصف تک ازار کو بلند رکھتے ہی دیکھا گیا۔

(827) صحيح مسلم، كتاب الشعر، باب فى انشاد الشعر، حديث: 2255۔سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب الشعر، حديث: 3758۔ الادب المفرد للبخارى: 799۔شمائل ترمذى: 249۔عمل اليوم والليلة للنسائى : 998۔ مسند احمد : 4/ 389۔ مسند الطيالسى : 1271۔معجم الكبير للطبرانى: 7237۔شرح السنة للبغوى: 3400۔سنن الكبرى للبيهقى: 10/ 227۔صحيح ابن حبان : 7582۔

(828) صحيح، مسند احمد: 4/ 390۔شرح مشكل الآثار للطحاوى: 1708۔معجم الكبير للطبرانى: 7240۔

الـلّٰهِ حَسَنٌ)) ، فَمَا رُئِيَ ذَلِكَ الرَّجُلُ بَعْدُ إِلَّا وَإِزَارُهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ .

فائدہ: ......اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اس صحابی کا چادر لٹکانا تکبر کی وجہ سے نہیں تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس لیے فرمایا کہ اس میں تکبر پائے جانے کا گمان ہوسکتا تھا۔ اگر کوئی شخص اپنی پنڈلیاں ٹیڑھی یا باریک ہونے کی وجہ سے چادر لٹکائے تو یہ بھی ناجائز ہے۔

## مسند زيد بن خالد الجهنی رضی اللہ عنہ

## زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ کی احادیث

[829]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَـالَ: ثـنا الزُّهْرِيُّ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ ، وَأَبِـي هُـرَيْـرَةَ ، وَشِبْلٍ ، قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ، فَـقَـامَ إِلَيْـهِ رَجُـلٌ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُنْشِدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ ، فَقَامَ خَصْمُهُ ، وَكَانَ أَفْقَهُ مِنْهُ ، فَقَالَ: أَجَلْ يَا رَسُولَ الـلّٰـهِ اقْـضِ بَيْـنَـنَـا بِـكِتَابِ اللّٰهِ ، وَإِيذَنْ لِي فَلْأَقُلْ ، قَالَ: ((قُلْ)) : قَالَ أَنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَـلَـى هَـذَا ، وَإِنَّـهُ زَنَى بِامْرَأَتِهِ ، فَأُخْبِرْتُ أَنَّ عَـلَـى ابْـنِي الرَّجْمَ ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ

زید بن خالد، ابو ہریرہ اور شبل نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے، ایک آدمی نے اٹھ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ ہمارے درمیان آپ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کردیں، تو اس کا مخالف اٹھا اور اس نے کہا: جبکہ وہ پہلے سے زیادہ عقل مند تھا، ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ! کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمایئے ، اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیں تاکہ میں بات کروں، آپ نے فرمایا: بیان کر، اس نے کہا: میرا بیٹا اس کے پاس مزدور تھا اور اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا، تو مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے کو رجم کیا جائے گا، تو میں نے اس کو سو بکری

(829) صحيح البخاری، كتاب الحدود، باب اذا رمى امراته اوامراة غيره بالزنا، حديث: 6843۔صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، حديث: 1697۔سنن ابی داود، كتاب الحدود، باب فی المراة التی امر النبی صلی اللّٰه عليه وسلم برجمها، حديث: 4445۔ سنن الترمذی، ، كتاب الحدود، باب ما جاء فی الرجم علی الثيب، حديث: 1433۔سنن النسائی، كتاب آداب القضاة، باب صون النساء عن مجلس الحكم، حديث: 5413۔ سنن ابن ماجه، كتاب الحدود، باب حد الزنا، حديث: 2549۔مسند احمد: 4/ 115، 116۔ سنن الدارمی : 2322۔ مؤطا امام مالك، ص: 505۔مسند الشافعی: 2/ 79۔مصنف ابن ابی شيبة: 10/ 79، 80۔معجم الكبير للطبرانی : 5191۔سنن الكبری للبيهقی: 8/ 222۔

وَخَادِمٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ، وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا الرَّجْمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا))، قَالَ: فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ، فَرَجَمَهَا. قَالَ سُفْيَانُ: ((وَأُنَيْسٌ رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ)).

دے کر فدیہ ادا کیا اور خدمت گار بھی اس کو دیا، پھر میں نے اہل علم سے مسئلہ پوچھا تو انھوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے، اور اس آدمی کی بیوی کو رجم کیا جائے گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تمھارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا، سو بکری اور غلام تو تجھے واپس ملیں گے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، اور اے انیس! تو علی الصبح عورت کے پاس جا، اگر وہ اقرار کرے تو اس کو رجم کر دے، راوی نے کہا: وہ گئے تو اس عورت نے اقرار کرلیا تو اس کو رجم کر دیا گیا۔ سفیان نے کہا: انیس بنو اسلم کا ایک شخص ہے۔

**فائدہ**: ...... کتاب اللہ سے مراد قرآن مجید اور حدیث شریف دونوں ہیں بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اس لیے ہم نے ''کتاب اللہ'' کا ترجمہ ''اللہ کا قانون'' کیا ہے۔ قتل وغیرہ کے مقدمات میں فریقین میں صلح ہو سکتی ہے۔ خواہ دیت دینے کی شرط پر صلح ہو یا ویسے معاف کر دیا جائے۔ لیکن ''زنا'' مقدمہ قابل مصالحت نہیں۔ غیر شادی شدہ زانی کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ شادی شدہ زانی کی سزا، رجم یعنی سنگسار کرنا ہے۔ زنا کا جرم جس طرح چشم دید گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح اقرار جرم سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

[**830**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، وَأَبِي

زید بن خالد، ابو ہریرہ اور شبل تینوں روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے تو آپ سے اس لونڈی کے متعلق سوال کیا گیا جو شادی شدہ ہونے سے پہلے

(830) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب بيع العبد الزاني، حديث: 5152، 2153۔صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب رجم اليهود اهل الذمة فى الزنى، حديث: 1703۔سنن ابى داود، كتاب الحدود، باب الامة تزنى ولم تحصن، حديث: 4469۔سنن الترمذى، كتاب الحدود، باب الرجم على الثيب، حديث: 1433۔سنن ابن ماجه، كتاب الحدود، باب اقامة الحدود على الاماء، حديث: 2565۔سنن الكبرى للنسائى: 7219۔ مسند احمد: 4/ 116۔ سنن الدارمى: 2331۔مؤطا امام مالك، ص: 508۔مصنف ابن ابى شيبة: 9/ 513۔ مسند الطيالسى: 952۔ معجم الكبير للطبرانى: 5203۔سنن الكبرى للبيهقى: 8/ 244۔

هُرَيْرَةَ، وَشِبْلٍ، قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَسُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ تَزْنِي قَبْلَ أَنْ تُحْصَنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ، فَاجْلِدُوهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَاجْلِدُوهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَاجْلِدُوهَا، قَالَ فِي الثَّالِثَةِ، أَوْ فِي الرَّابِعَةِ فَبِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ)) يَعْنِي الْحَبْلَ مِنَ الشَّعْرِ.

زنا کرے تو آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرے تو اس کو کوڑے لگاؤ، پھر زنا کرے تو پھر کوڑے لگاؤ اور وہ پھر زنا کرے تو پھر کوڑے لگاؤ، تیسری یا چوتھی بار فرمایا: اس کو فروخت کر دو، خواہ بالوں کی رسی کے عوض ہی ہو۔

**فائدہ**: ......زنا عیب ہے اور کبیرہ گناہ ہے خواہ آزاد کرے یا غلام۔ نیز غلام و لونڈی دونوں اسی عیب میں شریک ہیں۔ آگے بیچنے سے مقصود اسی کا ماحول تبدیل کرنا ہے شاید وہ ماحول بدلنے سے گناہ چھوڑ دے یا اس کا غلام اس کی آگے کسی سے شادی کر دے۔ نیز خادموں کو خواتین سے بہت دور رکھنا چاہیے اور ان پر کڑی نظر بھی رکھنی چاہیے۔ (1) لونڈی یا غلام کو رجم کی سزا نہیں دی جاسکتی۔ (2) لونڈی غلام اگر زنا کرے تو اسے پچاس کوڑے مارے جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَ مَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ مِنۡکُمۡ طَوۡلًا اَنۡ یَّنۡکِحَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ فَمِنۡ مَّا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ مِّنۡ فَتَیٰتِکُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَ اللّٰہُ اَعۡلَمُ بِاِیۡمَانِکُمۡ بَعۡضُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ فَانۡکِحُوۡہُنَّ بِاِذۡنِ اَہۡلِہِنَّ وَ اٰتُوۡہُنَّ اُجُوۡرَہُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ مُحۡصَنٰتٍ غَیۡرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّ لَا مُتَّخِذٰتِ اَخۡدَانٍ فَاِذَاۤ اُحۡصِنَّ فَاِنۡ اَتَیۡنَ بِفَاحِشَۃٍ فَعَلَیۡہِنَّ نِصۡفُ﴾ (النساء: 25) تم میں سے جو شخص آزاد مومن عورتوں سے نکاح کی قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ تمھاری ملکیت مومن لونڈیوں میں سے کسی لونڈی سے نکاح کرے۔ پھر جب وہ نکاح میں آجائیں اور اس کے بعد وہ بدکاری کریں تو ان کی سزا آزاد عورتوں کی سزا کا نصف ہے۔ (3) لونڈی اور غلام کو سزائے موت نہ دینے میں یہ حکمت ہے کہ اس صورت میں آقا کا نقصان ہوتا ہے، حالانکہ وہ جرم میں شریک نہیں۔ (4) غلام یا لونڈی کو جلاوطن نہیں کیا جاتا، اسے جلاوطن کرنے کی صورت یہی ہے کہ اسے کسی اور مالک کے ہاتھ بیچ دیا جائے تاکہ اس کا ماحول تبدیل ہو اور وہ اس گناہ سے باز آجائے۔ ابن ماجہ، مترجم: دارالسلام: 3/600۔

[**831**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

خالد بن زید جہنی نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک

---

(831) صحيح البخاری، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى (يريدون ان يبدلوا كلام الله)، حديث: 7064۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان كفر من قال مطرنا بالنوء، حديث: 71۔سنن ابی داود، كتاب الطب، باب فی النجوم، حديث: 3906۔سنن النسائی، كتاب الاستسقاء، باب كراهية الاستبطار بالكوكب، حديث: ⇦ ⇦

قَالَ: ثنا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: مُطِرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلًا، فَلَمَّا أَصْبَحُوا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ رَبُّكُمُ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: مَا أَنْعَمْتُ عَلَى عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ، يَقُولُونَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَأَمَّا مَنْ آمَنَ بِي وَحَمِدَنِي عَلَى سُقْيَايَ فَذَلِكَ الَّذِي آمَنَ بِي، وَكَفَرَ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ الَّذِي آمَنَ بِالْكَوْكَبِ، وَكَفَرَ بِي أَوْ كَفَرَ نِعْمَتِي . قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ مَعْمَرٌ حَدَّثَنَا أَوَّلًا عَنْ صَالِحٍ، ثُمَّ سَمِعْنَاهُ مِنْ صَالِحٍ .

میں رات کو بارش ہوئی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! کیا تم نے سنا جو تمھارے رب نے آج رات فرمایا ہے، اس رب ذوالجلال نے فرمایا ہے: میں نے اپنے بندوں پر جب بھی کوئی نعمت کی تو ایک جماعت نے ان میں سے اس کی ضرور ناشکری کی ہے، وہ کہتے ہیں: فلاں اور فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے اور وہ جو میرے اوپر ایمان لایا اور بارش برسنے پر میری حمد وثنا بیان کی تو ایسا ہی شخص میرے اوپر ایمان لانے والا ہے اور اس نے ستارے کو رب ماننے سے انکار کیا ہے، اور جس نے کہا: ستارہ کے طلوع یا غروب ہونے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے تو یہ وہ شخص ہے جو ستارے پر ایمان لایا اور میرے ساتھ اس نے کفر کیا اور میری نعمت کی ناشکری کی۔

**فائدہ** :...... اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ بارش برسنے میں ستارے کردار ادا کرتے ہیں اور ان کے ذریعے سے بارش ہوتی ہے تو یہ شرک ہے کیونکہ بارش برسانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اگر وہ ستاروں کے طلوع ہونے کو علامت خیال کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں، یہ علامت بھی چونکہ حتمی نہیں اس لیے یہ انداز مناسب نہیں۔ اس سے بچ جانا ہی اصل ہے۔ محکمہ موسمیات والے ہوا کے دباؤ اور نمی وغیرہ سے اندازہ لگا کر پیش گوئی کرتے ہیں اور وہ بھی امکان کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ ایک الگ صورت ہے۔ ستاروں پر ان کا اعتماد نہیں ہوتا۔ لیکن اس صورت میں بھی انداز تکلم جاہلیت والا نہیں ہونا چاہیے کہ فلاں ستارے کے سبب بارش ہوئی یعنی لفظی قباحت سے اجتناب کرنا چاہیے۔

[832]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، سفیان نے کہا: زید بن خالد یا دوسرے کسی نے بیان کیا ہے

⇦ 1526۔عمل الیوم واللیلة للنسائی: 924۔الادب المفرد للبخاری: 907۔مسند احمد: 4/ 116۔مؤطا امام مالك، ص: 140۔ مسند ابی عوانة: 1/ 26، 27۔معجم الکبیر للطبرانی: 5215۔الایمان لابن منده: 505۔ مصنف عبدالرزاق: 21003۔ صحیح ابن حبان: 188۔

(832) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الادب، باب ما جاء فی الدیك والبهائم، حدیث: 5101۔عمل الیوم واللیلة للنسائی: 945۔ مسند احمد: 4/ 115۔مسندعبدبن حمید: 278۔مصنف عبدالرزاق: 20498۔معجم ⇦⇦

قَالَ: ثنا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: لَا أَدْرِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ أَمْ لَا، قَالَ: سَبَّ رَجُلٌ دِيكًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الدِّيكَ، فَإِنَّهُ يَدْعُو إِلَى الصَّلَاةِ)).

کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس مرغ کو گالی دی تو نبی ﷺ نے فرمایا: تم مرغ کو گالی مت دو، وہ نماز کی طرف بلاتا ہے۔

**فائدہ**: ......مرغ کو یہ عزت وتکریم اس لیے ملی کہ یہ نماز کے لیے جگانے کا سبب بنتا ہے۔ تو مساجد کے موذن، امام، علمائے دین کی تو اور زیادہ عزت وتکریم کرنی چاہیے کیونکہ یہ داعیان خیر اور وارث نبی ﷺ ہونے کے ناتے اس شرف کی بہت زیادہ حفاظت کریں۔

[833]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِخَيْبَرَ، فَمَاتَ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعَ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ: ((صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ))، فَنَظَرُوا فِي مَتَاعِهِ، فَوَجَدُوا فِيهِ خَرَزَاتٍ مِنْ خَرَزِ يَهُودَ، لَا يَسْوَى دِرْهَمَيْنِ.

زید بن خالد جہنی سے مروی ہے کہ ہم خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، بنو اشجع میں سے ایک شخص فوت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی اور فرمایا: تم ہی اپنے رفیق کا جنازہ پڑھو، تو لوگوں نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں سے یہود کے ہاروں میں سے چند مونگے کے ہار نکلے جو دو درہم کے برابر بھی نہیں تھے۔

**فائدہ**: ...... مال غنیمت میں خیانت بہت بڑا جرم ہے، چرائی ہوئی چیز چاہے معمولی ہی کیوں نہ ہو جرم کی شناعت میں فرق نہیں پڑتا۔ گویا اس قسم کے لوگوں کا جنازہ چند لوگ پڑھیں، اہتمام نہ کیا جائے اور اہم شخصیات جنازہ نہ پڑھیں تاکہ ایسے مجرموں کی حوصلہ شکنی ہو اور انھیں خوف رہے۔ دوسری حدیث میں خیانت کرنے والے کو رسول اللہ ﷺ نے جہنمی قرار دیا ہے۔ سنن ابی داود: 2849، اس سے ان لوگوں کا بھی ردّ ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ مومن جہنم میں نہیں جا

⇐⇐ الكبير للطبرانی: 5208۔ شعب الايمان: 5171۔ شرح السنة: 3269۔

(833) حسن، سنن ابی داود، كتاب الجهاد، باب فی تعظيم الغلول، حديث: 2710۔ سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب الصلاة على من غل، حديث: 1960۔ سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب الغلول، حديث: 2848۔ مسند احمد: 4/ 114۔ مسند عبد بن حميد: 272۔ مصنف عبد الرزاق: 9502۔ مصنف ابن ابی شيبة: 12/ 492۔ معجم الكبير للطبرانی: 5177۔ مستدرك للحاكم: 1/ 364۔ سنن الكبرى للبيهقی: 9/ 101۔

سکتا۔ کتاب وسنت کے دلائل پر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے گناہ کی وجہ سے ایک گناہ گار مومن شخص بھی جہنم کا مستحق ہوسکتا ہے۔ تاہم جہنم کا دائمی عذاب صرف کافروں اور مشرکوں کے لیے ہے۔ واللہ اعلم۔

[834]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعْرِفْ عُفَاصَهَا وَوِعَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنِ اعْتُرِفَتْ وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ)) قَالَ: وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ، فَقَالَ: ((لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ)) وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ، فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ، فَقَالَ: ((مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا السِّقَاءُ وَالْحِذَاءُ، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الْكَلَأَ، حَتَّى يَأْتِيَهَا رَبُّهَا)) قَالَ سُفْيَانُ: فَبَلَغَنِي أَنَّ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُسْنِدُهُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ لَهُ: الْحَدِيثُ الَّذِي تُحَدِّثُهُ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ فِي اللُّقَطَةِ وَضَالَّةِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ هُوَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَكُنْتُ أَكْرَهُهُ لِلرَّأْيِ، فَلِذَلِكَ لَمْ أَسْأَلْهُ عَنْهُ وَلَوْلَا أَنَّهُ

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: میں نے یزید مولی المنبعث کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے لقطہ (گری پڑی چیز) کے متعلق سوال کیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: تو اس تھیلی اور اس کی رسی کو پہچان، پھر ایک سال اعلان جاری رکھ، اگر مالک مل جائے تو بہتر ورنہ اس کو اپنے مال میں شامل کرلے، راوی نے کہا: اس نے گم شدہ بکری کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کے لیے ہے، اس نے گم شدہ اونٹ کے متعلق سوال کیا تو آپ کو غصہ آ گیا، یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک سرخ ہوگئے، آپ نے فرمایا: تجھے اس کی کیا فکر، اس کا تیرے ساتھ کیا تعلق؟ اس کا پانی اس کے ساتھ ہے، اس کے پاؤں اس کے ساتھ ہیں، وہ پانی پر جا اترے گا اور گھاس کھائے گا یہاں تک کہ اس کا مالک آ جائے۔ سفیان نے کہا: مجھے خبر پہنچی کہ ربیعہ بن عبد الرحمٰن اپنی سند سے اس حدیث کو زید بن خالد جہنی سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں ان کے پاس آیا اور ان سے پوچھا: یزید مولی المنبعث کی گری پڑی چیز، اور

(834) صحيح البخاری، كتاب العلم، باب الغضب فی الموعظة والتعليم اذا رای ما يكره، حديث: 91۔صحيح مسلم، كتاب اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء، حديث: 1277۔سنن ابی داود، كتاب اللقطة، باب التعريف باللقطة، حديث: 1704۔سنن الترمذی، كتاب الاحكام، باب ماجاء فی اللقطة وضالة الابل والغنم، حديث: 1372۔سنن ابن ماجه، كتاب اللقطة، باب ضالة الابل والبقر والغنم، حديث: 2504۔ سنن الكبری للنسائی: 5783۔ مسند احمد: 4/ 116۔مؤطا امام مالك، ص: 465۔صحيح ابی عوانة: 4/ 39۔سنن الدارقطنی: 4/ 236۔صحيح ابن حبان: 4889۔معجم الكبير للطبرانی: 5025۔سنن الكبری للبيهقی: 6/ 185، 186۔

أَسْنَدَهُ، مَا سَأَلْتُهُ عَنْ إِسْنَادِهِ .

گمشدہ اونٹ اور بکریوں کے متعلقہ حدیث زید بن خالد نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے،تو انھوں نے کہا: ہاں، میں ان کو ان کی رائے کی وجہ سے پسند نہیں کرتا تھا، اس لیے میں نے ان سے اس کے متعلق سوال نہیں کیا اور اگر انھوں نے اس کی سند بیان نہ کی ہوتی تو میں ان سے اس کی سند کے بارے میں ضرور سوال کرتا۔

**فائدہ** : ......اس حدیث میں گمشدہ چیز کی مختلف صورتوں کے مسائل بیان ہوئے ہیں ۔ یادرہے کہ گمشدہ چیز کا ایک سال اعلان کرنا ضروری ہے افسوس کہ اس مبارک عمل کو اُمت نے چھوڑ دیا ہے۔

[**835**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: أَرْسَلَنِي أَبُو الْجُهَيْمِ، سَأَلَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ، مَا سَمِعْتَ فِي الَّذِي يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((لَأَنْ يَمْكُثُ أَحَدُكُمْ أَرْبَعِينَ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي))، لَا يَدْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ سَاعَةً .

بسر بن سعید نے کہا: مجھے ابوجہیم نے بھیجا تو میں نے زید بن خالد جہنی سے سوال کیا: آپ نے نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے،تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: اگر کوئی چالیس تک بھی ٹھہرے تو یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے اس سے کہ وہ نمازی کے سامنے گزرے، وہ نہیں جانتے تھے کہ چالیس سال یا چالیس مہینے یا چالیس دن یا چالیس ساعت مراد ہیں۔

**فائدہ** : ......نمازی کے آگے سے گزرنا منع ہے نیز اگر کوئی گزرنے کی کوشش کرے تو اسے نمازی روکے۔ افسوس کہ لوگوں نے سترہ کا اہتمام کرنا چھوڑ دیا۔ سترہ کا اہتمام کرنے سے بہت زیادہ فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

[**836**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

زید بن خالد جہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

(835) صحيح، سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب المرور بين يدى المصلى، حديث: 944ـ مسند احمد: 4/ 116ـ مسند عبد بن حميد: 282ـ سنن الدارمى: 1423ـ معجم الكبير للطبرانى: 5236ـ صحيح ابى عوانة: 2/ 44، 45، شرح مشكل الآثار للطحاوى: 84ـ التمهيد لابن عبد البر: 21/ 148ـ

(836) صحيح، سنن الترمذى، كتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن جهز غازيا، حديث: 807ـ سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، حديث: 1746ـ مسنداحمد: 4/ 114، 115ـ سنن الكبرى للنسائى: 3330ـ مصنف عبدالرزاق: 7905ـ مصنف ابن ابى شيبة: 5/ 351ـ معجم الكبير للطبرانى: 5267ـ سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 240ـ 4121، 4122ـ والحديث متفق عليه من طريق آخر: صحيح البخارى: 2843ـ صحيح مسلم: 1895 .

قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا أَوْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ، فَقَدْ غَزَا))

فرمایا: جس شخص نے مجاہد کو سامان جنگ وغیرہ دیا یا اس کے اہل وعیال کی حفاظت میں رہا تو اس نے جہاد کیا۔

## مسند قبيصة بن مخارق الهلالي رضی اللہ عنہ

## حدیث قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ

[837]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا هَارُونُ بْنُ رِئَابٍ، وَكَانَ يُخْفِي الزُّهْدَ، قَالَ: سَمِعْتُ كِنَانَةَ بْنَ نَعِيمٍ يُحَدِّثُ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ، قَالَ: تَحَمَّلْتَ بِحِمَالَةٍ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ، قَالَ: ((نُؤَدِّيهَا أَوْ نُخْرِجُهَا عَنْكَ إِذَا قَدِمَتْ نَعَمُ لِلصَّدَقَةِ))، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الْمَسْأَلَةَ حُرِّمَتْ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: رَجُلٍ تَحَمَّلَ بِحِمَالَةٍ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُؤَدِّيَهَا، ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ وَحَاجَةٌ حَتَّى شَهِدَ أَوْ تَكَلَّمَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ أَنَّ بِهِ فَاقَةً وَحَاجَةً، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ سَدَادًا مِنْ عَيْشٍ، أَوْ قَوَامًا مِنْ عَيْشٍ، ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ، فَحَلَّتْ

قبیصہ بن مخارق سے مروی ہے کہ انھوں نے کسی کی مالی ضمانت لی تھی، انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سوال کیا: آپ نے فرمایا: اگر تو نے مال ضمانت ادا کیا ہے تو بہتر ورنہ ہم تجھے اس بوجھ تلے سے نکالیں گے جب ہمارے پاس صدقہ کے اونٹ آئیں گے، پھر آپ نے فرمایا: سوال ممنوع کر دیا گیا ہے مگر تین انسانوں کے لیے جائز ہے: ایک وہ جس نے اپنے اوپر کسی کا بوجھ اٹھایا ہے تو وہ سوال کر سکتا ہے یہاں تک کہ اس کی ضمانت پوری کر دے، پھر وہ سوال کرنے سے رک جائے، دوسرا وہ آدمی جس کو فاقہ کشی کی نوبت آ چکی ہو اور حاجت درپیش ہو جس کی اس کی قوم کے تین عقل مند آدمی گواہی دیں کہ وہ ضرورتمند اور فاقہ زدہ ہے تو اس کے لیے سوال جائز ہے یہاں تک کہ اس کا گزر بسر بہتر ہو جائے اور اپنے قدموں پر کھڑا ہو جائے، پھر

(837) صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب من تحل له المسالة، حدیث: 1044۔سنن ابی داود۔کتاب الزکاة، باب ما تجوز فيه المسالة، حدیث: 1640۔سنن النسائی، کتاب الزکاة، باب الصدقة لمن تحل لجمالة، حدیث: 2581۔ مسند احمد: 3/ 477۔سنن الدارمی: 1685۔ صحیح ابن خزیمه: 2359۔صحیح ابن حبان: 3291۔مصنف عبدالرزاق: 2008۔مصنف ابن ابی شیبة: 3/ 210، 211۔ مسند الطیالسی: 1327۔سنن الکبری للبیهقی: 7/ 23۔

لَـهُ الْـمَسْـأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ سَدَادًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَوامًا مِنْ عَيْشٍ ، ثُمَّ يُمْسِكُ ، وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ سُحْتٌ .

سوال سے رک جائے، تیسرا وہ آدمی جس کے مال پر کوئی آفت آن پڑے اور کلی طور پر تباہ کر دیا گیا ہو تو اس کے لیے بھیک مانگنا اور سوال کرنا جائز ہے یہاں تک کہ وہ سامان زندگی حاصل کر لے یا زندگی قائم رکھنے کا بندوبست ہو جائے، پھر اس کے بعد وہ سوال کرنے سے باز آ جائے، ماسوا اس کے سوال کرنا حرام ہے۔

فائدہ: ...... مال زیادہ جمع کرنے کی غرض سے لوگوں سے سوال کرنا حرام ہے۔ نیز اس حدیث میں تین صورتوں میں سوال کرنا جائز قرار دیا گیا ہے۔ ان تینوں صورتوں میں یہ بات واضح ہے کہ ضرورت پوری ہونے کے بعد رُک جائے۔ یہ نہیں کہ ساری زندگی گداگر ہی رہے۔ موجودہ دور میں گداگری ایک پیشہ بن گیا ہے۔ اس کی مذمت کرنی چاہیے۔

## مسند عصام المزنی رضی اللہ عنہ

## حدیث عصام مزنی رضی اللہ عنہ

[838]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْمَلْكِ بْنُ نَوْفَلِ بْنِ مُسَاحِقٍ ، أَنَّهُ سَـمِـعَ رَجُلًا مِـنْ مُـزَيْـنَةَ يُـقَالُ لَهُ ابْنُ عِصَامٍ يُـحَدِّثُ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَـعَـثَ سَرِيَّةً ، قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمْ مَسْجِدًا ، أَوْ سَـمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُنَّ أَحَدًا)) ، قَالَ: فَبَعَثَنَا رَسُـولَ اللّٰهِ ﷺ فِـي سَـرِيَّةٍ ، فَـأَمَرَنَا بِذَلِكَ ، فَـخَـرَجْـنَـا قِبَلَ تِهَامَةَ ، فَأَدْرَكْنَا رَجُلًا يَسُوقُ بِظَعَائِنَ ، فَقُلْنَا لَهُ: أَسْلِمْ ، فَقَالَ: وَمَا الْإِسْلَامُ؟ فَأَخْبَرْنَاهُ بِهِ ، فَإِذَا هُوَ لَا يَعْرِفُهُ ، فَقَالَ: أَفَرَأَيْتُمْ

قبیلہ مزینہ کا ایک آدمی جس کو ابن عصام کہا جاتا تھا، اس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی فوجی مہم روانہ کرتے تو تاکید فرماتے: جب تم مسجد دیکھو یا مؤذن کی اذان سنو تو کسی کو قتل نہ کرنا، انھوں نے کہا: پھر آپ نے ہمیں ایک مہم (سریہ) پر روانہ کیا اور ہمیں یہی حکم دیا تو ہم تہامہ کے علاقہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے اور ہم نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا جو اپنی اونٹنیوں کو ہانک رہا تھا، ہم نے کہا: اسلام لے آ، اس نے کہا: اسلام کیا ہوتا ہے؟ ہم نے اس کو اسلام کی خبر دی تو وہ اسلام کی حقانیت نہ سمجھ سکا، اس نے کہا: اگر میں ایسا نہ کروں تو تم کیا کرو گے؟ ہم

---

(838) اسناده ضعيف ، ابن عصام مجہول وغیر معروف راوی ہے۔ سنن ابی داود، كتاب الجهاد، باب فی دعاء المشركين ، حديث: 2635۔ سنن الترمذی، كتاب السير، باب : 2، حديث: 1549۔ سنن الكبری للنسائی : 8780۔ مسند احمد: 3/ 448۔ مسند الشافعی: 2/ 116۔ سنن سعيد بن منصور: 2358۔ معجم الكبير للطبرانی : 17/ 177۔ مسند البزار، الكشف: 1731۔ الروايات مطولة ومختصرة۔

إِنْ أَنَا لَمْ أَفْعَلْ فَمَا أَنْتُمْ صَانِعُونَ؟ قَالَ: قُلْنَا: نَقْتُلُكَ، قَالَ: فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْظِرِيَّ حَتَّى أُدْرِكَ الظَّعَايِنَ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، وَنَحْنُ مُدْرِكُوكَ، قَالَ: فَأَدْرَكَ الظَّعَايِنَ، فَقَالَ: أَسْلِمِي حُبَيْشُ قَبْلَ نَفَادِ الْعَيْشِ، فَقَالَتِ الْأُخْرَى: أَسْلِمْ عَشْرًا، وَسَبْعًا وِتْرًا، وَثَمَانِيًا تَتْرًا، ثُمَّ قَالَ شِعْرًا: .

أَتَذْكُرُ إِذْ طَالَبْتُكُمْ فَوَجَدْتُكُمْ بِحَلْيَةٍ
أَوْ أَدْرَكْتُكُمْ بِالْخَوَانِقِ
أَلَمْ يَكُ حَقًّا أَنْ يَنُولَ عَاشِقٌ
تَكَلَّفَ إِدْلَاجَ السُّرَى وَالْوَدَائِقِ
فَلَا ذَنْبَ لِي إِذْ قُلْتُ إِذْ أَهْلُنَا مَعًا
أَثِيبِي بِوَصْلٍ قَبْلَ إِحْدَى الصَّفَائِقِ
أَثِيبِي بِوَصْلٍ قَبْلَ أَنْ يَشْحَطَ النَّوَى
وَيَنْأَى الْأَمِيرُ بِالْحَبِيبِ الْمُفَارِقِ

قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْنَا، فَقَالَ: شَأْنُكُمْ، فَقَدَّمْنَاهُ وَضَرَبْنَا عُنُقَهُ، وَانْحَدَرَتِ الْأُخْرَى مِنْ هَوْدَجِهَا امْرَأَةٌ أَدْمَاءُ بِحَصٍّ، فَجَثَتْ عَلَيْهِ حَتَّى مَاتَتْ

نے کہا: ہم تجھے قتل کر دیں گے، اس نے کہا: کیا تم اتنی مہلت دیتے ہو کہ میں اگلی سواریوں تک پہنچ جاؤں؟ ہم نے کہا: ہاں اور ہم بھی تجھے پہنچنے ہی والے ہیں، راوی نے کہا: وہ اپنی اگلی سواریوں کو جا پہنچا تو اس نے کہا: اے حبیش! تو پیغام سلامتی قبول کر زندگی ختم ہونے سے پہلے، ایک سوار عورت نے کہا: تو دس اور سات وتر اور مسلسل زندگی سلامتی میں رہ، پھر اس نے شعر کہا: کیا تمھیں یاد ہے جب میں نے تمھیں تلاش کیا تو دودھ دھونے کے مقام پر پایا، یا تنگ گھاٹی میں پایا کیا یہ درست نہیں ہے؟ اگر عاشق کو پھیر لیا گیا ہو تو تکلیف سے رات کے پچھلے پہر گرمی کا سفر کرنا پڑتا ہے، میرا کوئی گناہ نہیں جب میں کہتا ہوں اور جبکہ میرے اہل ساتھ ہیں، تو وصل کا بدلہ دینے کے لیے مصائب میں سے ایک مصیبت کے اترنے سے قبل آ ملنا، وصال کے لیے آنا اس سے پہلے کہ ڈوبنے والا ستارہ خون آلود ہو جائے اور دور لے جانے والا حاکم جدا ہونے والے دوست کو دور لے جائے، اس نے کہا: پھر وہ ہماری جانب لوٹ آیا اور کہا: جو چاہو کرو، تو ہم نے اس کی گردن ماردی، تو ایک عورت اپنے کجاوے سے اتری اور خون ہاتھ میں لیا اور اس پر چمٹ گئی تا آنکہ مرگئی۔

## مسند عبد الله بن السائب رضی اللہ عنہ

## عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ کی حدیث

[839]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

عبداللہ بن سائب نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ

(839) صحيح، سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب القراء ة فى صلاة الفجر، حديث: 820۔من طريق ابن ابى مليكة عن عبدالله بن السائب۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراء ة فى الصبح، حديث: 455۔ ⇦⇦

قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ، ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى بِالنَّاسِ الصُّبْحَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَقَرَأَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ، فَلَمَّا بَلَغَ ذِكْرَ عِيسَى وَأُمِّهِ أَخَذَتْهُ سَعْلَةٌ، أَوْ شَرْقَةٌ فَرَكَعَ)).

کے دن لوگوں کو نماز فجر پڑھائی اور سورۃ المؤمنون تلاوت کی۔ جب آپ عیسیٰ اور ان کی ماں کے بیان تک پہنچے تو آپ کو کھانسی لگی یا بلغم آئی تو آپ رکوع میں چلے گئے۔

فائدہ: ......اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں دوران قراءت کوئی عارضہ پیش آجائے تو سورۃ مکمل پڑھے بغیر رکوع کیا جاسکتا ہے۔

## مسند يعلى بن مرة رضی اللہ عنہ
## حدیث یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ

[840]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: أَبْصَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مُتَخَلِّقٌ، فَقَالَ لِي: ((يَا يَعْلَى، أَلَكَ امْرَأَةٌ؟))، فَقُلْتُ: لا، قَالَ: ((فَاغْسِلْهُ وَلا تَعُدْ، ثُمَّ اغْسِلْهُ وَلا تَعُدْ)) قَالَ يَعْلَى: ((فَغَسَلْتُهُ وَلا أَعُودُ، ثُمَّ غَسَلْتُهُ وَلا أَعُودُ، ثُمَّ غَسَلْتُهُ وَلا أَعُودُ)).

یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا اور میں نے خوشبو لگائی ہوئی تھی، تو آپ نے فرمایا: اے یعلیٰ! تمھاری بیوی ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں ہے، تو آپ نے فرمایا: دھو ڈال اور دوبارہ نہ لگا اور پھر دھو اور پھر نہ لوٹ، یعلی نے فرمایا: میں نے وہ دھو ڈالی اور پھر نہ لوٹا، پھر دھو دی اور پھر نہیں لوٹا اور پھر دھوئی اور پھر نہ لگائی۔

---

⇦ سنن ابی داود: 649۔سنن النسائی: 1008۔سنن ابن ماجہ: 820۔مسند احمد: 3/ 411۔صحیح ابن خزیمہ۔من طریق اخری عن عبداللّٰہ بن السائب۔

(840) اسنادہ ضعیف، عبداللہ بن حفص مجہول راوی ہے۔سنن النسائی، کتاب الزینۃ، باب التزعفر والخلوق، حدیث 5124، 5128۔ سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی کراھیۃ التزعفر والخلوق للرجال، حدیث: 2816۔ مسند احمد: 4/ 171۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 2/ 128۔معجم الکبیر للطبرانی: 22/ 267۔ مصنف عبدالرزاق: 7937۔مصنف ابن ابی شیبۃ: 4/ 412۔

## مسند سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ

### حدیث سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ

[841]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ، عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَعَ الصَّبِيِّ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا، وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى)).

سلمان بن عامر ضبی سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ بچے کے ساتھ عاقیت ہوتی ہے تو تم اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس کے سر کے بال بھی اتروادو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عقیقہ واجب ہے اور یہی راجح ہے۔ "فَأَهْرِيقُوا" امر ہے جو کہ وجوب کے لیے ہے۔ یاد رہے عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو جانور اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کرنا مشروع ہے۔ اور جانور بھی چھوٹا کیا جائے گا، مثلاً: بکرا، چھترا، دُنبہ۔

[842]...... قَالَ: وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ، فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ، فَمَاءٌ فَإِنَّهُ طَهُورٌ)).

اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور پر کرے، اس میں برکت ہے اگر کھجور نہ ہو تو پانی سے کہ وہ پاک ہے۔

[843]...... وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ نے فرمایا: مسکین کو

---

(841) صحيح البخارى، كتاب العقيقة، باب اماطة الاذى عن الصبى فى العقيقة، حديث: 5471، تعليقاً۔سنن ابى داود، كتاب الضحايا، باب فى العقيقة، حديث: 2839۔سنن الترمذى، كتاب الاضاحى، باب الاذان فى اذن المولود، حديث: 1515۔سنن ابن ماجه، كتاب الذبائح، باب العقيقة، حديث: 3164۔مسند احمد: 4/ 17۔سنن الدارمى: 1973۔ صحيح ابن خزيمه: 2067۔سنن الكبرى للنسائى: 6707، المعرفة والتاريخ للعنسوى: 3/ 404، 405۔ الآحاد والمثانى لابن ابى عاصم: 1138۔معجم الكبير للطبرانى: 6194۔ شرح السنة للبغوى: 1684۔

(842) اسناده ضعيف، الرباب مجہول وغیر معروف راوی ہے۔سنن ابى داود، كتاب الصيام، باب مايفطر عليه، حديث: 2355۔ سنن الترمذى، كتاب الصوم، باب ما جاء مما يستحب عليه الافطار، حديث: 695۔سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب على ما يستحب الفطر، حديث: 1699۔سنن الكبرى للنسائى: 3300۔مسند احمد: 4/ 17۔سنن الدارمى: 1708۔صحيح ابن خزيمه: 2067۔وانظر تخريج الحديث السابق۔

(843) ضعيف، سنن الترمذى، كتاب الزكاة، باب ما جاء فى الصدقة على ذى القرابة، حديث: 658۔سنن النسائى، كتاب الزكاة، باب الصدقة على الاقارب حديث: 2583۔سنن ابن ماجه، كتاب الزكاة، حديث: 1844۔ مسند احمد: 4/ 17، 18۔سنن الدارمى: 1687، صحيح ابن خزيمه: 2067۔وانظر الحديث السابق: 841.

((الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ ، وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ الْمِسْكِينِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ)) .

صدقہ دینا ایک صدقہ ہے اور قرابت دار مسکین کو دینا دو اجر ہیں: ایک صدقہ دینے کا، دوسرا صلہ رحمی کرنے کا۔

## مسند أسامة بن شريك العامري رضي الله عنه

## حدیث اسامہ بن شریک العامری رضی اللہ عنہ

[844]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثني زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ شَرِيكٍ الْعَامِرِيَّ ، قَالَ: شَهِدْتُ الْأَعَارِيبَ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، هَلْ عَلَيْنَا جُنَاحٌ فِي كَذَا فِي كَذَا؟ فَقَالَ: ((عِبَادَ اللّٰهِ ، وَضَعَ اللّٰهُ الْحَرَجَ إِلَّا مَنِ اقْتَرَضَ مِنْ عِرْضِ أَخِيهِ شَيْئًا فَذَلِكَ الَّذِي حَرِجَ وَهَلَكَ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَتَدَاوَى؟ قَالَ: ((تَدَاوَوْا عِبَادَ اللّٰهِ ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا وَقَدْ أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً ، إِلَّا الْهَرَمَ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ؟ قَالَ: ((خُلُقٌ حَسَنٌ))

اسامہ بن شریک نے فرمایا: ان اعرابیوں کے سوالات کے وقت میں حاضر تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے اور کہتے تھے: فلاں فلاں کام میں ہمیں گناہ ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے ہر مشکل اور حرج کو دور کر دیا ہے مگر جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی جان، مال اور عزت کے متعلق کسی قسم کے جرم کا مرتکب ہو تو یہ تنگی اور ہلاکت میں پڑنا ہے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم دوائی استعمال کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! دوائی استعمال کرو اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض نہیں اتارا مگر اس کے لیے شفاء و دوا بھی نازل کی ہے، مگر بڑھاپے کی کوئی دوا نہیں ہے، انھوں نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! وہ بہتر کون سی نعمت یا چیز ہے جو مسلمان بندے کو عطا کی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھا اخلاق۔

---

(844) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الطب، باب فى الرجل يتداوى، حديث: 3855ـ سنن الترمذى، كتاب الطب، باب فى الدواء والحث عليه، حديث: 2038ـ سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب ما انزل الله داء الا انزل له شفاء، حديث: 3436ـ سنن الكبرى للنسائى : 8511ـ مسند احمد: 4/ 278ـ الادب المفرد للبخارى: 291ـ مصنف ابن ابى شيبة : 8/ 2ـ السنة لابن ابى عاصم: 1467ـ مستدرك للحاكم : 4/ 198ـ معجم الكبير للطبرانى: 478ـ سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 146ـ شعب الايمان : 6661ـ الروايات مطولة ومختصرة۔

## حديث قطبة بن مالك رضي الله عنه

## قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث

[845]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنى زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّي قُطْبَةَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ: وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ .

قطبہ بن مالک فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز فجر میں سنا کہ آپ "والنخل باسقات" (اور کھجوروں کے درخت جن کے خوشے تہہ بہ تہہ ہوں گے) کی قراءت کر رہے تھے۔

## مسند أبي سريحة حذيفة بن أسيد الغفاری رضي الله عنه

## ابوسریحہ حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ کی احادیث

[846]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ عَامِرَ بْنَ وَاثِلَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سُرَيْحَةَ حُذَيْفَةَ بْنَ أُسَيْدٍ الْغِفَارِيِّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَدْخُلُ الْمَلَكُ عَلَى النُّطْفَةِ بَعْدَمَا تَسْتَقِرُّ فِي الرَّحِمِ بِأَرْبَعِينَ، أَوْ قَالَ: بِخَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ، أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى، فَيَقُولُ اللّٰهُ، فَيَكْتُبَانِ، ثُمَّ يَكْتُبُ عَمَلَهُ وَرِزْقَهُ وَأَجَلَهُ، أَمْرَهُ

ابوطفیل عامر بن واثلہ نے فرمایا: میں نے ابوسریحہ حذیفہ بن اسید غفاری کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نطفہ ماں کے بطن میں چالیس یا کہا: پینتالیس رات ٹھہر چکا ہوتا ہے تو فرشتہ اس پر داخل ہوتا ہے اور کہتا ہے: اے رب تعالیٰ! یہ بدنصیب ہے یا سعادت مند و نیک بخت ہے؟ مرد ہے یا عورت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ جو جواب دیتا ہے تو وہ لکھ دیا جاتا ہے، پھر اس کا عمل، اس کا رزق، اس کی موت کا وقت، اس کا حکم دینا اور اس کا منع کرنا سب لکھ کر صحیفہ میں لپٹ دیا جاتا ہے اور اس میں نہ کمی کی جاتی ہے اور

---

(845) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة فى الصبح، حديث: 457۔سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى القراءة فى صلاة الصبح، حديث: 306۔سنن النسائى، كتاب الافتتاح، باب القراءة فى الصبح ب(ق)، حديث: 949۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب القراءة فى صلاة الفجر، حديث: 816۔ مسند احمد: 4/ 322۔ سنن الدارمى: 1302۔صحيح ابن خزيمه: 1591۔صحيح ابن حبان: 1814۔مسند الطيالسى: 1256۔ مسند الشافعى: 1/ 85۔مسند ابى يعلى: 6841۔

(846) صحيح مسلم، كتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمى، حديث: 2645۔مسند احمد: 4/ 6، 7۔معجم الكبير للطبرانى: 3039۔السنة لابن ابى عاصم: 180۔الآحاد والمثانى: 1010۔الشريعة للآجرى، ص: 182، 183۔ صحيح ابن حبان: 6177۔ شرح اصول الاعتقاد للالكائى: 1045۔

وَمَنْعَهُ، ثُمَّ تُطْوَى الصَّحِيفَةُ فَلَا يُزَادُ فِيهَا وَلَا يُنْقَصُ رُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَرُبَّمَا لَمْ يَقُلْهَا

نہ زیادتی۔ سفیان کبھی کہتے ''تا قیامت'' اور کبھی نہ کہتے۔

فائدہ: ...... چالیس دن نطفے کی مدت کے بعد فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مذکورہ چیزیں لکھتا ہے۔ چالیس دن کے اندر ہی نطفہ مضغه، علقة وغیر مخلقه بن جاتا ہے۔ یہی راجح ہے۔ بعض نے اس کا معنی غلط سمجھا ہے کہ چالیس دن نطفہ، چالیس دن لوتھڑا، چالیس دن مضغہ بنتا ہے انھوں نے ''مثل ذلك'' سے چالیس چالیس نکالے ہیں حالانکہ ''مثل ذلك'' کا مطلب ہے کہ تکوین اسی طرح ہوتی ہے۔ یہ سارے مراحل چالیس دن کے اندر ہی ہوتے ہیں۔

[**847**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا فُرَاتٌ الْقَزَّازُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الطُّفَيْلِ يُحَدِّثُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سُرَيْحَةَ الْغِفَارِيَّ، يَقُولُ: أَشْرَفَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِلِّيَّةٍ لَهُ وَنَحْنُ نَذْكُرُ السَّاعَةَ، فَقَالَ: ((مَا كُنْتُمْ تَذْكُرُونَ؟)) ، قُلْنَا: السَّاعَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَكُونُ حَتَّى يَكُونَ فِيهَا عَشْرٌ: الدَّجَّالُ، وَالدُّخَانُ، وَالدَّابَّةُ، وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ، وَثَلَاثَةُ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ

ابو طفیل نے کہا: انھوں نے ابو سریحہ غفاری کو کہتے سنا کہ ہم پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے چبارے سے جھانک کر نگاہ کی ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے، آپ نے فرمایا: تم کس چیز کا تذکرہ کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کی: قیامت کا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دس امور ظاہر نہ ہوں گے: دجال، دخان، دابۃ، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، نزول عیسیٰ بن مریم، یاجوج ماجوج، اور تین (غرق) دھنس جانا ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک دھنسا جزیرۃ العرب میں ہوگا، اور ان سب کے بعد ایک آگ عدن سے نکلے گی یا فرمایا عدن کے گہرے کنویں سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر (شام) کی طرف دھکیل دے گی۔

(847) صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب من الآيات التى تكون قبل الساعة، حديث: 2901۔سنن ابى داود، كتاب الملاحم، باب امارات الساعة، حديث: 4311۔سنن الترمذى، كتاب الفتن، باب ما جاء فى الخسف، حديث: 2183۔ سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب اشراط الساعة، حديث: 4041۔سنن الكبرى للنسائى: 11316۔مسند احمد: 4/ 6۔مسند الطيالسى: 1067۔صحيح ابن حبان: 6843۔ معجم الكبير للطبرانى: 3033۔شرح السنة: 4250۔الآحاد والمثانى لابن ابى عاصم: 1013۔

تَخْرُجُ مِنْ عَدَن ، أَوْ قَالَ: مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ .

**فائدہ** :......علامات قیامت کافی زیادہ ہیں اس حدیث میں بڑی بڑی علامات کا ذکر ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ یہ علامات برحق ہیں۔ ان علامات پر بہت سی کتب لکھی گئی۔ ہیں ایک کتاب یہ ہے ”جب دنیا ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔“ ہر ہر نشانی کی تفصیل اس کتاب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

## مسند مجمع الأنصاری رضی اللہ عنہ

## مجمع الانصاری رضی اللہ عنہ کی احادیث

[**848**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّي مُجَمِّعَ بْنَ جَارِيَةَ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ ، فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَقْتُلَهُ ابْنُ مَرْيَمَ بِبَابِ لُدٍّ))

مجمع بن جاریہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دجال کا ذکر کرتے سنا، پس آپ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس کو ابن مریم علیہ السلام باب لد کے پاس قتل کریں گے۔

**فائدہ** :......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حق ہے وہ دجال کو قتل کریں گے۔

لُد (انگریزی: Lod) اسرائیل کا ایک council City جو سینٹر (ضد ابہام) میں واقع ہے۔ لُد کی مجموعی آبادی 70,000 افراد پر مشتمل ہے۔

تاریخ: تاریخی اعتبار سے ”لُد“ ایک قدیم شہر ہے۔ یہاں پر 5250 سال قبل مسیح پرانے ظروف بھی پائے گئے ہیں، جو اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں بھی یہاں آبادی موجود تھی۔ تاہم تاریخ میں اس کا سب سے پہلا ذکر 1500 قبل مسیح کی مصری تاریخ میں کیا گیا۔ تاریخ کے سفر کے دوران اس شہر پر کئی اقوام کا قبضہ رہا اور فاتحین نے اس کو کئی نام دیے۔ مختلف ادوار میں یہ یہودیوں، مسیحیوں اور مسلمانوں کی سرگرمیوں کا مرکز بنا رہا۔ 636ء

---

(848) صحیح ، سنن الترمذی ، کتاب الفتن ، باب ما جاء فی قتل عیسیٰ بن مریم الدجال ، حدیث: 2244۔مسند احمد : 3/ 420۔ صحیح ابن حبان : 6811۔معجم الکبیر للطبرانی: 19/ 442۔الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 2124۔ مسند الطیالسی : 1227۔مصنف عبد الرزاق: 20835۔

میں حضرت خالد بن ولید نے جب فلسطین پر قبضہ کیا تو یہ شہر بھی فتح ہوا اور اس کا نام ال۔لُد رکھا گیا۔ بعد ازاں صلیبی جنگوں کے دوران یہ شہر مسلمانوں سے چھن گیا۔ یہ شہر برطانوی راج کا بھی حصہ رہا اور اس دوران اس کا نام تبدیل کر کے لِڈا رکھ دیا گیا۔ تاہم جب 1948ء میں اسرائیلیوں نے عربوں کو شکست دے کر اس شہر کو فتح کر لیا تو اس شہر کا نام ایک دفعہ پھر سے تبدیل کر دیا گیا اور اس کا پرانا یہودی نام لُد دے دیا گیا۔

موجودہ شہر: موجودہ دور میں لُد اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب سے 15 کلومیٹر دور واقع شہر ہے۔ 2007ء کے اختتام پر یہاں کی آبادی کا اندازہ تقریباً 67,000 نفوس کا تھا، جس میں سے 80% یہودی مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔ باقی ماندہ آبادی عربوں کی تھی، جس میں سے اکثریت مسلمانوں کی، جبکہ کچھ مسیحی بھی شامل تھے۔

ایئرپورٹ: لُد شہر کی موجودہ اہمیت یہاں موجود بین الاقوامی ہوائی اڈے کی وجہ سے ہے۔ یہ ہوائی اڈا برطانوی راج کے دوران فوجی پروازوں کے لیے تعمیر کیا گیا تھا۔ تاہم 1948ء میں اسرائیلی حکومت کے زیر استعمال آنے کے بعد سے یہ کمرشل، پرائیویٹ اور فوجی تینوں طرح کی پروازوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ٹرین، بس یا کار کسی بھی ذریعے سے اس ہوائی اڈے تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اس ایئرپورٹ کے چار ٹرمینل ہیں، جن میں سے تین استعمال میں ہیں جبکہ چوتھا ٹرمینل 1999ء میں تکمیل کے باوجود ابھی تک کھولا نہیں گیا ہے۔ اسرائیل-فلسطین تنازعے کے پیش نظر یہاں سیکیورٹی کا بہت زیادہ انتظام کیا گیا ہے اور یہ دنیا کے محفوظ ترین ہوائی اڈوں میں شمار ہوتا ہے۔ (وکی پیڈیا)

## مسند عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

## مرویات عمران بن حصین رضی اللہ عنہما

[**849**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قِلَابَةَ يُحَدِّثُ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: كَانَتْ بَنُو عَقِيلٍ حُلَفَاءَ لِثَقِيفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَتْ ثَقِيفٌ قَدْ أَسَرَتْ

عمران بن حصین نے فرمایا: بنوعقیل زمانہ جاہلیت میں بنو ثقیف کے حلیف تھے اور بنوثقیف نے دو مسلمان قیدی بنائے تھے، پھر مسلمانوں نے بنوعقیل کے ایک شخص کو اس کی اونٹنی سمیت گرفتار کر لیا، یہ اونٹنی دور جاہلیت میں کئی بار حجاج بیت اللہ سے ریس میں سبقت لے گئی تھی، عہد

(849) صحيح مسلم، كتاب النذر، باب لا وفاء لنذر فى معصية الله، حديث: 1641۔سنن ابى داود، كتاب الايمان، باب فى النذر فيما لا يملك، حديث: 3316۔سنن ابن ماجه، كتاب الكفارات، باب النذر فى المعصية، حديث: 2124۔ سنن النسائى، كتاب الايمان، باب النذر فيما لا يملك، حديث: 3843۔سنن الكبرى للنسائى: 8538۔ مسند احمد: 4/ 430، 432۔سنن الدارمى: 2342۔مسند الشافعى: 2/ 75۔مصنف عبدالرزاق: 15814۔ صحيح ابن حبان: 4391۔سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 109، 110۔

رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ أَسَرُوا رَجُلًا مِنْ عَقِيلٍ مَعَهُ نَاقَةٌ لَهُ، وَكَانَتْ لَهُ نَاقَةٌ سَبَقَتِ الْحَاجَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَذَا وَكَذَا مَرَّةً، وَكَانَتِ النَّاقَةُ إِذَا سَبَقَتِ الْحَاجَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ تُمْنَعْ مِنْ كَلَأٍ تَرْتَعُ فِيهِ، وَلَمْ تُمْنَعْ مِنْ حَوْضٍ تَشْرَعُ فِيهِ، قَالَ: فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ بِمَ أَخَذْتَنِي وَأَخَذْتَ سَابِقَةَ الْحَاجِّ؟ فَقَالَ: بِجَرِيرَةِ حُلَفَائِكَ ثَقِيفٍ، وَحُبِسَ حَيْثُ يَمُرُّ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَمَرَّ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ، كُنْتَ قَدْ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ))، قَالَ: ثُمَّ مَرَّ بِهِ مَرَّةً أُخْرَى، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي، وَظَمْآنُ فَاسْقِنِي، قَالَ: ((تِلْكَ حَاجَتُكَ))، ثُمَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَدَا لَهُ، فَفَادَى بِهِ الرَّجُلَيْنِ اللَّذَيْنِ أَسَرَتْ ثَقِيفٌ، وَأَمْسَكَ النَّاقَةَ لِنَفْسِهِ، ثُمَّ إِنَّهُ أَغَارَ عَدُوٌّ عَلَى الْمَدِينَةِ فَأَخَذُوا سَرْحًا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَصَابُوا النَّاقَةَ فِيهَا، قَالَ: وَقَدْ كَانَتْ عِنْدَهُمُ امْرَأَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَدْ أَسَرُوهَا، وَكَانُوا يُرَوِّحُونَ النَّعَمَ عَشِيًّا، فَجَاءَتِ الْمَرْأَةُ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلَى النَّعَمِ، فَجَعَلَتْ لَا تَجِيءُ إِلَى بَعِيرٍ إِلَّا رَغَا حَتَّى انْتَهَتْ إِلَيْهَا، فَلَمْ تَرْغُ، فَاسْتَوَتْ عَلَيْهَا، فَنَخَسَتْهَا،

جاہلیت میں جو اونٹنی حاجیوں سے سبقت لے جاتی اس کو گھاس چرنے اور کسی تالاب پر پانی پینے سے نہیں روکا جاتا تھا، عمران بن حصین نے فرمایا: اس شخص کی طرف نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو اس نے کہا: یا محمد (ﷺ)! آپ ﷺ نے مجھے کیوں گرفتار کیا اور حاجیوں پر سبقت لے جانے والی اونٹنی کو کس کے بدلے قبضہ میں لیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا تیرے حلفاء بنو ثقیف کے جرم میں، وہ آدمی اس جگہ قید رکھا گیا تھا جہاں سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوتا تھا، عمران بن حصین نے فرمایا: اس کے قریب سے نبی کریم ﷺ کا پھر گزر ہوا تو اس نے کہا: یا محمد (ﷺ)! میں مسلمان ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو نے یہ کلمات اس وقت کہے ہوتے جبکہ تو اپنے معاملات کا خود مالک تھا تو فلاح پاتا پوری فلاح، عمران نے فرمایا: نبی کریم ﷺ پھر جب اس کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا: یا محمد (ﷺ)! میں بھوکا ہوں، مجھے کھانا دیں اور پیاسا ہوں مجھے پلائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تیری حقیقی ضرورت ہے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان دو مسلمانوں کے عوض جو بنو ثقیف نے گرفتار کیے تھے اس شخص کو آزاد کر دیا اور اونٹنی اپنے لیے رکھ لی، دشمن نے مدینہ کی چراگاہوں پر ڈاکا زنی کر کے رسول اللہ ﷺ کے مویشی جن میں وہ اونٹنی بھی تھی قبضہ میں لے لیے اور بھاگ نکلے۔ جناب عمران نے فرمایا: ان لوگوں نے ایک مسلمان عورت کو اپنے پاس قید میں رکھا ہوا تھا، وہ لوگ رات کے وقت مویشی چرا کر واپس لاتے تھے، مسلمان عورت موقع پا کر

فَقَدِمَتِ الْمَدِينَةَ ، فَقَالَ النَّاسُ: الْعَضْبَاءُ الْعَضْبَاءُ ، قَالَ: فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: إِنِّي نَذَرْتُ إِنْ أَنْجَانِي اللّٰهُ عَلَيْهَا أَنْ أَنْحَرَهَا ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِئْسَ مَا جَزَيْتِهَا ، لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ))

رات کی تاریکی میں ان اونٹوں میں گئی، وہ جس اونٹ کے پاس جاتی وہ بولنے اور بلبلانے لگتا حتی کہ وہ اس اونٹنی کے پاس آ پہنچی تو یہ نہ بولی نہ بلبلائی، تو وہ اس پر سوار ہوئی، کجاوا باندھا اور مدینہ منورہ چلی آئی، لوگوں نے کہا: عضباء آئی ہے عضباء آئی ہے، راوی نے کہا کہ اس عورت نے کہا: میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس اونٹنی پر نجات دے دی تو میں اس کو ذبح کروں گی، راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس اونٹنی کو بدتر بدلہ دیا ہے، اس نذر اور منت کی ادائیگی بندے پر لازم نہیں ہوتی جو اس کی ملکیت میں نہ ہو اور نہ اس منت میں جو اللہ تعالیٰ کی معصیت میں ہو۔

**فائدہ** :...... اس سے معلوم ہوا کہ کافر قیدیوں کے بدلے مسلمانوں کو آزاد کروانا درست ہے۔ نیز اس حدیث میں ایک صحابیہ کی جرأت کا بھی ذکر ہے کہ صحابیات کس قدر جرأت مند تھیں۔ گناہ کی نذر اور اس چیز کی نذر جس کا انسان مالک نہ ہو اسے پورا نہیں کیا جائے گا۔

[**850**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا أَرْبَعَةٌ أَوْ خَمْسَةٌ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ، أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوكِينَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ ، فَأَقْرَعَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً ، وَقَالَ: ((لَوْ أَدْرَكْتُهُ مَا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ)) .

عمران بن حصین نے فرمایا: ایک آدمی نے اپنے چھ غلام بوقت موت آزاد کیے اور ان غلاموں کے سوا اس کا کوئی مال نہیں تھا تو نبی کریم ﷺ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی اور دو کو آزاد کیا اور چار کو غلام رہنے دیا اور فرمایا: اگر میں متوفی کے جنازہ پر پہنچ جاتا تب بھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتا۔

**فائدہ** :...... اس سے معلوم ہوا کہ وصیت زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ کرنا درست ہے اس طرح اپنے مال کا

(850) صحیح ، سنن النسائی ، کتاب الجنائز ، باب الصلاة علی من یحیف فی وصیته ، حدیث: 1960۔ مسند احمد : 4/ 428۔ مسند البزار : 3529۔ معجم الکبیر للطبرانی: 18/ 351۔من طریق الحسن البصری عن عمران۔صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب من اعتق شرکا له فی عبد ، حدیث: 1668۔سنن ابی داود ، کتاب العتق ، باب فیمن اعتق عبیدا له لم یبلغهم الثلث ، حدیث: 3958۔سنن الترمذی ، کتاب الاحکام ، باب فیمن یعتق ممالیکه عند موته ، حدیث: 1364۔ سنن ابن ماجه ، کتاب الاحکام ، باب القضاء بالقرعة ، حدیث: 2345۔سنن الکبری للنسائی : 4955۔ مسند احمد : 4/ 426۔من طریق ابی المهلب عن عمران بن حصین۔

تیسرا حصہ خرچ کرنا درست ہے۔ اگر کوئی غلط بات کر دے تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

[**851**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُدْعَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُولُ: ثنا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَسِيرٍ لَهُ، فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ [الحج: 1]، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ ذَلِكَ؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ذَلِكَ يَوْمٌ يَقُولُ اللّٰهُ لِآدَمَ: يَا آدَمُ قُمْ فَابْعَثْ بَعْثَ أَهْلِ النَّارِ، فَيَقُولُ: رَبَّ مَا بَعْثُ أَهْلِ النَّارِ؟ فَيَقُولُ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعُمِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ إِلَى النَّارِ، وَوَاحِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ، قَالَ: فَأَنْشَأَ الْقَوْمُ يَبْكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ إِسْلَامٌ قَطُّ إِلَّا كَانَتْ قَبْلَهُ جَاهِلِيَّةٌ فَيُؤْخَذُ الْعَدَدُ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَإِنْ لَمْ يَفِ أُكْمِلَ الْعَدَدُ مِنَ الْمُنَافِقِينَ، وَمَا مَثَلُكُمْ فِي الْأُمَمِ إِلَّا كَمَثَلِ الرَّقْمِ فِي ذِرَاعِ الدَّابَّةِ، أَوِ الشَّامَةِ فِي جَنْبِ الْبَعِيرِ))، ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ))، فَكَبَّرُوا، ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرُوا،

عمران بن حصین فرماتے ہیں: ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، پس آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرتے رہو، تحقیق قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے۔'' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم جانتے ہو وہ کیسا دن ہے؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو فرمائے گا: اے آدم! جہنم جانے والوں کو اٹھا کر روانہ کر دے، تو آدم علیہ السلام عرض کریں گے: اے رب کریم! اہل جہنم کیا کچھ ہیں؟ اللہ جل شانہ فرمائیں گے: ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے آگ میں اور ایک جنت میں، جناب عمران نے فرمایا: لوگ رونے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام جب بھی آیا اس سے پہلے دور جاہلیت رہا ہے تو یہ تعداد دور جاہلیت سے لی جائے گی اور اگر تعداد پوری نہ ہوئی تو منافقین سے پوری کی جائے گی اور تمھاری مثال دیگر اقوام کے درمیان ایسی ہی ہے جیسا کہ حیوان کے اگلے پاؤں میں چھوٹا سا نشان ہوتا ہے، یا اونٹ کے پہلو میں داغ ہوتا ہے، پھر آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے تم اہل جنت میں چوتھائی قدر ہو گے، تو لوگوں نے تکبیر کہی، پھر فرمایا: مجھے امید ہے تم اہل جنت کا تیسرا حصہ ہو گے، پس لوگوں نے تکبیر کہی، آپ نے پھر فرمایا: میں امید رکھتا ہوں

(851) ضعيف، علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف ہے۔ سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة الحج، حديث: 3168۔ سنن الكبرى للنسائی: 316۔ مسند احمد: 4/ 432۔ معجم الكبير للطبرانی: 18/ 151، 152۔ تفسير ابن جرير: 24904۔ مستدرك للحاكم: 4/ 567۔ تفسير ابن ابی حاتم: 8/ 2472۔

ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرُوا. قَالَ سُفْيَانُ: انْتَهَى حِفْظِي إِلَى النِّصْفِ، وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَيْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) ، أَوْ قَالَ غَيْرَهُ

کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے، تو لوگوں نے اللہ اکبر کہا۔ سفیان نے کہا: میرے حفظ کی انتہاء تو نصف ہے مگر میں یہ جانتا ہوں کہ یہ بھی فرمایا: مجھے امید ہے تم اہل جنت کا دو تہائی حصہ ہو گے یا کچھ اس کے علاوہ فرمایا۔

[852]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُدْعَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا أَنَا فَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا، وَأَمَّا أَنَّهُ قَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ، وَمَشَى فِي الْأَسْوَاقِ، يَعْنِي الدَّجَّالَ))

عمران بن حصین نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا اور تحقیق وہ کانا دجال کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا ہوگا۔

فائدہ: ......اس کے باوجود خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ لعنه اللّٰه

[853]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُدْعَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، ((نَشَدَ النَّاسَ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى فِي الْجَدِّ بِشَيْءٍ)) ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: ((أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ أَعْطَاهُ

عمران بن حصین نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے قسم دے کر پوچھا: کیا کسی نے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دادے کو کونسا حصہ دینے کا فیصلہ کیا تھا؟ تو ایک آدمی نے اٹھ کر کہا: میں گواہ ہوں، چھٹا حصہ دیا تھا تو عمر نے فرمایا: کس وارث کے ساتھ؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا، جناب عمر نے فرمایا: تو نے کچھ نہیں معلوم کیا۔

---

(852) اسناده ضعيف، علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے۔ نیز حسن بصری نے عمران بن حصین سے کچھ نہیں سنا۔ مسند احمد: 4/ 444۔ مسند البزار: 3574۔معجم الكبير للطبراني: 18/ 155۔

(853) اسناده ضعيف، علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف ہے۔ نیز سند میں انقطاع ہے۔ مسند احمد: 4/ 444۔سنن الكبرى للنسائی: 6336، سنن ابی داود، كتاب الفرائض، باب ما جاء فی ميراث الجد، حديث: 2896۔سنن الترمذی، كتاب الفرائض، باب ما جاء فی ميراث الجدة، حديث: 2099۔سنن الكبرى للنسائی: 6337۔مسند احمد: 4/ 428۔ مسند الطيالسی: 834۔سنن الكبرى للبيهقی: 6/ 244۔ من طريق قتادة عن الحسن عن عمران مرفوعاً وليس فيه قصة عمر۔

الثُّلُثَ)) ، فَقَالَ: مَعَ مَنْ؟، قَالَ: لا أَدْرِی ،
قَالَ: لا دَرَيْتَ

[854]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، فَقَالَ آخَرُ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ، وَقَامَ إِلَيْهِ آخَرُ ، فَقَالَ: ((أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ أَعْطَاهُ السُّدُسَ)) ، قَالَ: مَعَ مَنْ ، قَالَ: لا أَدْرِی ، قَالَ: لا دَرَيْتَ

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ جناب عمر کے سامنے ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ دادا کو آپ نے چھٹا حصہ دیا تھا،تو جناب عمر نے سوال کیا: کس کے ساتھ؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا، جناب عمر نے فرمایا: تو نے کچھ نہ جانا۔

[855]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلاةَ الظُّهْرِ فَلَمَّا فَرَغَ ، قَالَ: هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ أَحَدٌ: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ، فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ أَنَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا))

عمران بن حصین نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا:تم میں سے کس نے سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھا ہے؟ تو ایک شخص نے کہا: ہاں، میں نے، پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے گمان کیا تھا کہ تم میں سے کسی نے میرے ساتھ اس کا معارضہ کیا ہے۔

**فائدہ** : ...... جب امام جہری قراءت کرے تو مقتدیوں کو سوائے سورۃ فاتحہ کے کچھ نہیں پڑھنا چاہیے۔

[856]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

عمران بن حصین نے فرمایا: تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(854) ضعیف ، سنن سعید بن منصور: 38 وانظر الحدیث السابق۔

(855) صحیح مسلم ، کتاب الصلاة ، باب نهی المأموم عن جهرة بالقراء ة خلف الامام ، حدیث: 398۔سنن ابی داود ، کتاب الصلاة ، باب من رای القراء ة اذا لم یجهر ، حدیث: 828۔سنن النسائی ، کتاب الافتتاح ، باب ترك القراء ة خلف الامام فیما لم یجهر فیه ، حدیث: 916۔جزء القراء ة خلف الامام للبخاری: 82۔مسند احمد : 4/ 426۔ مسند البزار: 3601۔مسند الطیالسی: 851۔سنن الدارقطنی : 1/ 405۔سنن الکبری للبیهقی: 2/ 162۔

(856) صحیح البخاری ، کتاب الطب ، باب من اکتوی اوکوی وغیره ، حدیث: 5705 ، موقوفاً۔سنن ابی داود ، کتاب الطب ، باب فی تعلیق التمائم ، حدیث: 3884۔سنن الترمذی ، کتاب الطب ، باب ما جاء فی الرخصة فی ذلك ، حدیث: 2057۔مسند احمد: 4/ 436۔ مسند البزار : 3597۔معجم الکبیر للطبرانی: 18/ 235۔معجم الاوسط : 1472۔سنن الکبری للبیهقی: 9/ 348۔

قَالَ: ثنا حُصَيْنٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ))

دم کرنا جائز نہیں مگر جب نظر لگی ہو یا بخار ہوا ہو۔

فائدہ:...... صحیح بخاری میں یہ موقوفاً ہے ۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نظر لگنے یا بخار کی وجہ سے دم کرانا مسنون ہے۔

## مسند تمیم الداری رضی اللہ عنہ

### حدیث تمیم الداری رضی اللہ عنہ

[857]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ صَدِيقًا كَانَ لِأَبِي مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الدِّينُ النَّصِيحَةُ، الدِّينُ النَّصِيحَةُ، الدِّينُ النَّصِيحَةُ))، قَالُوا: لِمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ، وَلِنَبِيِّهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلِعَامَّتِهِمْ)).

تمیم الداری نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی ہے، دین خیر خواہی ہے، دین خیر خواہی ہے، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کس کی خیر خواہی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے نبی ﷺ کی، مسلمان حکمرانوں کی اور سب مسلمانوں کی۔

فائدہ:...... نصیحت کہتے ہیں خیر خواہی کرنے کو، اصل میں نصیحت ماخوذ ہے نصیحت العسل سے جبکہ شہد کو صاف کر لیا جائے ،اس سے معلوم ہوا کہ نصیحت کے مفہوم میں اخلاص داخل ہے ،اور بعض کہتے ہیں کہ نصیحت الثوب با لمنصحۃ سے ماخوذ ہے یعنی کپڑے کے شگاف کو سوئی سے رفو کر لینا ،اس سے معلوم ہوا کہ نصیحت کے مفہوم میں اصلاح داخل ہے اور امام خطابی فرماتے ہیں کہ نصیحت ایک جامع کلمہ ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کی نصیحت کی جائے اس کے سارے حصے اور حق کو پورے طور پر اس کو ادا کیا جائے۔

(857) صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان ان الدين النصيحة، حديث: 55ـسنن ابی داود، كتاب الادب، باب فی النصيحة، حديث: 4944ـ سنن النسائی، كتاب البيعة، باب النصيحة للامام، حديث: 4022ـ مسند احمد: 4/ 102ـ مسند الشهاب: 17ـ السنة لابن ابی عاصم: 1089ـتاريخ الكبير للبخاری: 6/ 460ـمعجم الكبير للطبرانی: 1260ـسنن الكبری للبيهقی: 8/ 193ـشرح السنة للبغوی: 3514ـ

تو اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہوا کہ دین یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کرے اور اس کے سارے حقوق کو ادا کرے۔ اخلاص وصدق دل سے آپ پر ایمان لائے آپ کی اطاعت کرے، آپ کی سنتوں کو اختیار کرے اور دین میں اگر لوگوں کی جہالت ونفسانیت کی بناء پر کوئی خرابی داخل ہوگئی ہو جیسے بدعات ورسوم تو دین کی اصلاح کرے، اور ائمۃ المسلمین یعنی اسلامی حکام کے ساتھ اخلاص کرے ان کے حقوق کو ادا کرے اور ان کی حمایت کرے اور اگر کوئی اس میں خرابی ہو تو ان کو نرمی سے باخبر کر کے اصلاح کرے اور ان کے خلاف خروج اور بغاوت سے باز رہے۔ عام مسلمانوں کے حقوق کو ادا کرے اور ان کی اصلاح کی فکر کرے۔

[858]...... قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَاهُ أَوَّلًا، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: فَلَمَّا لَقِيتُ سُهَيْلًا، قُلْتُ: لَوْ سَأَلْتُهُ لَعَلَّهُ يُحَدِّثُنِيهِ عَنْ أَبِيهِ فَأَكُونَ أَنَا وَعَمْرٌو فِيهِ سَوَاءً، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنَ الَّذِي سَمِعَهُ مِنْهُ أَبِي، أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ

سفیان نے کہا: پہلے یہ روایت عمرو بن دینار نے قعقاع بن حکیم سے، انھوں نے ابو صالح سے روایت کی، وہ (سفیان) کہتے ہیں: جب میں سہیل سے ملا تو میں نے کہا: میں ان سے اس روایت کے متعلق سوال کرتا ہوں، شاید کہ وہ اس کو اپنے باپ سے روایت کریں تو میں اور عمرو اس میں برابر ہو جائیں، تو میں نے ان سے سوال کیا، تو سہیل نے کہا: میں نے اس شخص سے سنا جس سے میرے والد نے سنا، انھوں نے مجھے عطاء بن یزید کے حوالے سے خبر دی۔

## مسند مرة الفهري رضي الله عنه

## مرہ فہری رضی اللہ عنہ کی احادیث

[859]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا أُنَيْسَةُ، عَنْ أُمِّ سَعِيدِ ابْنَةِ مُرَّةَ الْفِهْرِيِّ، عَنْ أَبِيهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ وَلِغَيْرِهِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ)) وَأَشَارَ

ام سعید بنت مرہ الفہری اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور وہ شخص جو اپنے قریبی یا غیر قرابت دار یتیم کی پرورش کرنے والا ہو، جنت میں اس طرح یکجا ہوں گے، سفیان نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔

(858) صحيح مسلم: 55- سنن النسائي: 4203 وانظر الحديث السابق.

(859) صحيح، الادب المفرد للبخاري: 133-معجم الكبير للطبراني: 20/ 320-مكارم الاخلاق: 102-سنن الكبرى للبيهقي: 6/ 283- الآحاد والمثاني لابن ابي عاصم: 838-

سُفْيَانُ بِإِصْبَعَيْهِ

**فائدہ** :......یتیم کی کفالت کی اہمیت ثابت ہوتی ہے، یتیم سے دھوکا کرنا اوراسے جھڑکنا کبیرہ گناہ ہے۔

[860]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ، قَالَ: أُثْبِتَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ وَلِـغَيْـرِهِ فِـي الْجَنَّةِ إِذَا اتَّقَى كَهَاتَيْنِ)) وَأَشَارَ الْحُمَيْدِيُّ بِإِصْبَعِهِ

اسماعیل بن ابی امیہ کہتے ہیں: مجھے ذہن نشین کراؤ رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ میں اور اپنے قریبی یتیم یا غیر قریبی یتیم کی تقویٰ کے ساتھ کفالت کرنے والا اس طرح جنت میں ساتھ ہوں گے جیسا یہ دو ہیں۔حمیدی نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔

## مسند أبي حميد الساعدي رضي الله عنه

### حدیث ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ

[861]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا الـزُّهْرِيُّ، وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عُرْوَةُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ، يَـقُـولُ: اسْتَـعْـمَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُـقَالُ لَهُ ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا جَاءَ، فَقَالَ: هَذَا مَالُكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي، قَالَ: فَـقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَـلَـى الْـمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْـنَـى عَـلَيْـهِ، ثُـمَّ قَالَ: مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهُ عَـلَـى الْعَمَلِ مِنْ أَعْمَالِنَا، فَيَقُولُ: هَذَا مَالُكُمْ وَهَـذَا مَـا أُهْـدِيَ لِـي، فَهَلَّا جَلَـسَ فِي بَيْتِ

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بنو ازد میں سے ایک آدمی کو صدقات وصول کرنے پر مامور فرمایا، اس آدمی کو ابن لتبیہ کہا جاتا تھا، جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا: یہ آپ کا مال ہے اور یہ دوسرا مال مجھے تحفہ دیا گیا ہے، ابوحمید نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: اس عامل (ملازم) کا کیا حال ہے جس کو ہم اپنے کسی کام پر بھیجتے ہیں تو وہ واپس آتا ہے تو کہتا ہے: یہ آپ کا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ دیا گیا ہے؟ وہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں ہی کیوں نہ بیٹھا رہا تاکہ دیکھتا کیا اس کو تحفے آتے ہیں

(860) صحيح، الادب المفرد للبخاري: 13۔ المعجم الكبير للطبراني: 320/20 وانظر الحديث السابق۔

(861) صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب قول الله تعالىٰ (والعاملين عليها)، حديث: 1500۔صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب تحريم هدايا العمال، حديث: 1832۔سنن ابى داود، كتاب الخراج، باب فى هدايا العمال، حديث: 2946۔مسند احمد: 5/ 423۔سنن الدارمى: 1676۔صحيح ابن خزيمه: 2339۔مسند الشافعى: 1/ 246، 247۔ مصنف ابن ابى شيبة: 12/ 494۔ مسند البزار: 3707۔ سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 158، 159۔ من طريق سفيان عن الزهرى عن عروة به۔

أَبِيهِ، أَوْ فِي بَيْتِ أُمِّهِ، فَنَظَرَ هَلْ يَأْتِيهِ هَدِيَّةٌ، أَمْ لا؟، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ، إِنْ كَانَ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةٌ لَهَا خُوارٌ، أَوْ شَاةٌ تَيْعَرُ، ثُمَّ رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عَفْرَةَ إِبِطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالَ سُفْيَانُ: وَزَادَ فِيهِ هِشَامٌ: قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: فَبَصُرَتْ عَيْنِي وَسَمِعَتْ أُذُنِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَسَلُوا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَإِنَّهُ كَانَ حَاضِرًا مَعِي

یا نہیں، پھر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نہیں لے گا کوئی شخص تم میں سے ان تحائف میں سے کوئی چیز مگر اس کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے لائے، اگر اونٹ ہے تو وہ بلبلاتا ہوگا، اگر گائے ہے تو اس کی آواز ہوگی اور بکری ہے تو ممیاتی ہوگی، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ بغلوں کے نیچے کا حصہ ہمیں نظر آیا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟ اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟ سفیان نے کہا: اس حدیث میں ہشام نے یہ کلمات زیادہ بیان کیے ہیں: ابوحمید نے فرمایا: میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، اورتم زید بن ثابت سے پوچھ لو پس یقیناً وہ میرے ساتھ حاضر تھے۔

**فائدہ** :......امام بخاری نے اس حدیث کو اختصار کے ساتھ بیان کیا۔ نیز اس حدیث پر باب قائم کیا ہے: ارشاد باری تعالیٰ: تحصیل داروں کو بھی زکاۃ سے حصہ دیا جائے۔ نیز حاکم کو ان کا محاسبہ بھی کرنا چاہیے۔

(صحیح بخاری قبل ح 1500)

باطل تاویل کا سرعام رد کرنا چاہیے تاکہ کوئی دوسرا اس کا ارتکاب نہ کرے۔ مدارس کے سفیروں کو جو ہدیہ ملے وہ بھی مدارس کے بیت المال میں جمع کروایا جائے اور ان کی تنخواہ مقرر ہونی چاہیے ورنہ بیع مجہول حرام ہے۔ حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ لکھتے ہیں: مدارس کے سفیر جو وصول شدہ چندے سے خاص شرح فیصد حق الخدمت وصول کرتے ہیں، ایسا کرنا مجہول اجرت کے ضمن میں آتا ہے جسے محل نظر قرار دینا مناسب ہے۔ ممکن ہے کہ عامل مذکور نے مال زکاۃ سے اپنے مصارف پر کچھ خرچ کیا ہو، اس بنا پر رسول اللہ ﷺ نے وصول کردہ زکاۃ اور اخراجات کا اس سے حساب لیا ہے۔ (فتح الباری: 461/3) ابن سعد نے اس کا نام عبداللہ بتایا ہے جو ایک قبیلے بنولتب کی طرف منسوب تھا۔ (هدية القاری شرح صحيح البخاری: 298/3)

## الجزء الثامن

## من مسند أبی بکر عبد اللّٰہ بن الزبیر الحمیدی

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْعَالِمُ الزَّاهِدُ الْحَافِظُ تَقِيُّ الدِّينِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ سُرُورٍ الْمَقْدِسِيُّ أَحْسَنَ اللّٰهُ تَوْفِيقَهُ، ثنا أَبُو الْحَسَنِ سَعْدُ اللّٰهِ بْنُ نَصْرِ بْنِ الدَّجَاجِيِّ، وَأَبُو الْمَعَالِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْغَنِيِّ ابْنِ حَنِيفَةَ الْبَاجِسْرَائِيُّ بِبَغْدَادَ قَالَا: ثنا الْإِمَامُ أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقْرِءُ الْمَعْرُوفُ بِالْخَيَّاطِ، قَالَ: ثنا أَبُو طَاهِرٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ زَيْدِ بْنِ زَيْدٍ الْمُؤَدِّبُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ، وَأَنَا أَسْمَعُ فِي سَنَةِ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ فَأَقَرَّ بِهِ قَالَ: ثنا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الصَّوَّافِ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ مُوسَى قَالَ:

[**862**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا شَبِيبُ بْنُ غَرْقَدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))

عروہ بن ابی الجعد البارقی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک خیر و برکت اور بھلائی رہے گی۔

**فائدہ**: ......سنن النسائی کی ایک مفصل حدیث میں انھی الفاظ کا ذکر ہے وہ مفصل حدیث درج ذیل ہے:

(3591) سلمہ بن نفیل کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اس وقت ایک شخص نے کہا: اللہ کے رسول! لوگوں نے گھوڑوں کی اہمیت اور قدر و قیمت ہی گھٹا دی، ہتھیار اتار کر رکھ دیے اور کہتے ہیں: اب کوئی جہاد نہیں رہا، لڑائی موقوف ہو چکی ہے۔ یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنا رخ اس کی طرف کیا اور (پورے طور پر متوجہ ہو کر) فرمایا: غلط اور جھوٹ کہتے ہیں، (صحیح معنوں میں) لڑائی کا وقت تو اب آیا ہے، میری امت میں سے تو ایک امت (ایک جماعت) حق کی خاطر ہمیشہ برسر پیکار رہے گی اور اللہ تعالیٰ کچھ قوموں کے دلوں کو ان کی خاطر کجی میں مبتلا رکھے

(862) صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم احلت لکم الغنائم، حدیث: 3119۔ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب الخیل فی نواصیها الخیر الی یوم القیامة، حدیث: 1873۔سنن الترمذی، کتاب الجهاد، باب ما جاء فی فضل الخیل، حدیث: 1694۔سنن النسائی، کتاب الخیل، باب فتل ناصیة الفرس، حدیث: 3605۔سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب اتخاذ الماشیة، حدیث: 2305۔مسند احمد: 4/ 375۔ سنن الدارمی: 2431۔مصنف ابن ابی شیبة: 12/ 480۔مسند ابی یعلیٰ: 6828۔شرح معانی الآثار للطحاوی: 3/ 274۔

گا اور انھیں (اہل حق کو) ان ہی (گمراہ لوگوں) کے ذریعہ روزی ملے گی، یہ سلسلہ قیامت ہونے تک چلتا رہے گا، جب تک اللہ کا وعدہ (متقیوں کے لیے جنت اور مشرکوں وکافروں کے لیے جہنم) پورا نہ ہو جائے گا، قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی (خیر) بندھی ہوئی ہے اور مجھے بذریعہ وحی یہ بات بتا دی گئی ہے کہ جلد ہی میرا انتقال ہو جائے گا اور تم لوگ مختلف گروہوں میں بٹ کر میری اتباع (کا دعویٰ) کرو گے اور حال یہ ہوگا کہ سب (اپنے متعلق حق پر ہونے کا دعوی کرنے کے باوجود) ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہوں گے اور مسلمانوں کے گھر کا آنگن (جہاں وہ پڑاؤ کر سکیں، ٹھہر سکیں، کشادگی سے رہ سکیں) شام ہوگا۔ انتہی

نیز اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ گھوڑوں میں ان کے مالکوں کے لیے بھلائی اور خیر رکھ دی گئی ہے، اس لیے گھوڑوں کو جنگ وقتال کے لیے ہر وقت تیار رکھو۔ موجودہ دور میں جدید سے جدید اسلحہ تیار رکھنا مراد ہے، اب جنگیں گھوڑوں کے ذریعے نہیں بلکہ ایٹم بموں اور کلاشن کے ذریعے ہوتی ہیں۔

نواصی الخیل سے مراد وہ بال ہیں جو گھوڑے کی پیشانی پر لٹکے ہوتے ہیں۔ حدیث میں صرف یہ بال ہی مراد نہیں بلکہ مکمل گھوڑا مراد ہے۔

[**863**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُجَالِدٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ وَزَادَ فِيهِ: ((الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ))

ہم سے حدیث بیان کی حمیدی نے، انھوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی سفیان نے، انھوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی مجالد نے، انھوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی شعبی نے، انھوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی عروہ نے، وہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں مثل اس کے اور اس میں یہ زائد کلمات ہیں ''اجر اور غنیمت''۔

[**864**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا شَبِيبُ بْنُ غَرْقَدَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ الْحَيَّ يُحَدِّثُونَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ،

عروہ ابن ابی الجعد البارقی سے روایت ہے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے ایک دینار دیا تاکہ آپ کے لیے قربانی کا جانور خرید کر لائیں (عروہ کی روایت میں ہے) کہ میں نے

(863) صحیح، صحیح ابی عوانة : 7704ـ المعجم الكبير للطبرانی : 156/17 من طريق مجالد به۔ وانظر السابق .

(864) صحيح البخاری، كتاب المناقب، باب: 28، حديث: 3642ـ سنن ابی داود، كتاب البيوع، باب فی المضارب يخالف، حديث: 3384ـ سنن ابن ماجه، كتاب الصدقات، باب الامين يتجر فيه فيربح، حديث: 2402ـ مسند احمد : 4/ 375ـ مسند الشافعی: 2/ 159، 160ـ سنن الكبری للبيهقی: 6/ 112ـ دلائل النبوة للبيهقی : 6/ 220ـ معجم الكبير للطبرانی: 17/ 158ـ

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَاهُ دِينَارًا لِيَشْتَرِيَ لَهُ أُضْحِيَةً ، قَالَ عُرْوَةُ: فَاشْتَرَيْتُ لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ ، فَبِعْتُ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ ، فَأَتَيْتُهُ بِدِينَارٍ ، وَشَاةٍ ، ((فَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ فِي الْبَيْعِ)) قَالَ: ((وَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ)) ، قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ ، فَقَالَ فِيهِ: سَمِعْتُ شَبِيبًا ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ ، فَلَمَّا سَأَلْتُ شَبِيبًا ، قَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ عُرْوَةَ ، حَدَّثَنِيهِ الْحَيُّ عَنْ عُرْوَةَ

اس دینار سے دو بکریاں خریدیں اور ایک بکری ایک دینار کی فروخت کر دی، میں ایک بکری اور ایک دینار لے کر حاضر خدمت ہوا تو آپ نے میرے لیے برکت کی دعا کی، جناب عروہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مٹی بھی خریدتے تو ان کے لیے اس میں بھی نفع ہوتا تھا۔سفیان نے کہا: میں نے حسن بن عمارہ کو یہ بیان کرتے سنا تو اس نے کہا: میں نے شبیب کو بیان کرتے سنا ہے، انھوں نے کہا: میں نے سنا عروہ سے،تو میں نے جب شبیب کو پوچھا تو اس نے کہا: میں نے عروہ سے نہیں سنا: مجھ سے تو حی نے بروایت عروہ بیان کیا ہے۔

فائدہ :...... اس حدیث میں سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کاروبار میں کس قدر برکت رکھی تھی ! نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عروہ رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی ۔اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو وہ بھی سونے کے بھاؤ فروخت ہوتی تھی اور انھیں اس سے کافی نفع ہوتا تھا یہ نبوت کی دلیل ہے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ رضی اللہ عنہ کے سودے کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اسے پسند فرمایا اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اس کے خرید وفروخت کے معاملات میں برکت دے ۔معلوم ہوا کہ منافع کی شرح میں کوئی تعیین نہیں ۔خواہ تاجر قیمت خرید کے برابر نفع لے لے ۔

## مسند العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ

## علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کی حدیث

### تعارف راوی حدیث

سیدنا علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ: آپ ایک جلیل القدر مستجاب الدعوات صحابی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بحرین کا حاکم بنایا ،ان کا اصل نام عبداللہ بن عماد ہے ۔ یہ بنوامیہ کے حلیف تھے ۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ صحیح بخاری میں ان سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔(فتح الباری : 333/7)

[865]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

عبدالرحمٰن بن حمید بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن

(865) صحيح البخاری ، كتاب مناقب الانصار ، باب اقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه ، حديث: 3933۔ صحيح مسلم ، كتاب الحج ، باب جواز الاقامة بمكة للمهاجر ، حديث: 1352۔سنن ابی داود ، كتاب ⇦⇦

قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، وَجُلَسَاءَهُ، مَا سَمِعْتَ فِي الْمَقَامِ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ: أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِقَامَةُ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا))

عبدالعزیز کو سائب بن یزید اور ان کے ساتھیوں سے دریافت کرتے ہوئے سنا، کہ آپ نے مکہ مکرمہ میں قیام کے بارے میں کیا سنا ہے؟ سائب بن یزید نے کہا: مجھے علاء بن الحضرمی نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہاجر کا قیام مکہ میں فرائض حج ادا کرنے کے بعد تین دن ہے۔

**فائدہ** :......مسافر اگر کسی مقام پر تین دن ٹھہرتا ہے تو اس پر سفر کے احکام جاری ہوں گے، تین دن سے زائد اقامت پر مقیم کے احکام لاگو ہوں گے۔ مہاجرین کے لیے تین دن کی وقتی اور عارضی پابندی تھی جو فتح مکہ کے بعد پابندی ختم ہوگئی۔

[**866**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا شَيْخٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ يُقَالُ لَهُ الْهَيْثَمُ بْنُ أَبِي الْأَسْعَدِ، عَنْ أَبِيهِ، ((أَنَّ أَبَا ذَرٍّ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ فِي الْعُمْرَةِ، فَيُقِيمُ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَخْرُجُ))

ہیثم بن ابی الاسعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ مکہ میں عمرہ کے لیے آتے تو ان کے پاس (بعد ادائے فرائض) تین دن ٹھہرتے اور پھر مکہ سے نکل جاتے تھے۔

## مسند سبرة بن معبد الجهني رضي الله عنه

## سبرہ بن معبد الجہنی رضی اللہ عنہ کی احادیث

[**867**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ربیع بن سبرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نکاح متعہ

---

⇦ المناسك، باب الاقامة بمكة، حديث: 2022۔سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء ان يمكث المهاجر بمكة بعد الصدر ثلاثا، حديث: 949۔سنن النسائى، كتاب التقصير، باب المقام الذى يقصر بمثله الصلاة، حديث: 1455۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب كم يقصر الصلاة المسافر اذا قام ببلده، حديث: 1073۔مسند احمد: 4/ 339۔ سنن الدارمى: 1520۔مسند الشافعى: 1/ 368۔مصنف عبد الرزاق: 8843۔طبقات ابن سعد: 4/ 361۔ سنن الكبرى للبيهقى: 3/ 147۔

(866) اسناده ضعيف، الھیثم اور اس کا والد ایاس بن ابی الاسعد مجہول راوی ہیں۔الجرح والتعديل لابن ابى حاتم: 9/ 84۔ تاريخ الكبير للبخارى: 8/ 218، 219۔مصنف عبد الرزاق: 8852۔

(867) صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب نكاح المتعة، حديث: 1409۔سنن ابى داود، كتاب النكاح، باب ⇦

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ))

سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال منع فرمایا تھا۔

فائدہ: ...... نکاح متعہ پہلے جائز قرار دیا گیا تھا پھر حرام قرار دیا گیا اور قیامت تک حرام ہے ۔اس کی حرمت پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے ۔چند حوالے استاد محترم شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ کی کتاب مقالات السنہ سے لیے جا رہے ہیں: امام ابوعبید، قاسم بن سلام رحمہ اللہ (224-150ھ) فرماتے ہیں: ”فَالْمُسْلِمُونَ الْيَوْمَ مُجْمِعُونَ عَلٰى هٰذَا الْقَوْلِ: إِنَّ مُتْعَةَ النِّسَاءِ قَدْ نُسِخَتْ بِالتَّحْرِيمِ، ثُمَّ نَسَخَهَا الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ ---، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ كَانَ يَتَرَخَّصُ فِيهَا، إِلَّا مَا كَانَ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَإِنَّهُ كَانَ ذٰلِكَ مَعْرُوفًا مِّنْ رَّأْيِهِ، ثُمَّ بَلَغَنَا أَنَّهُ رَجَعَ عَنْهُ“ ”آج مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورتوں سے نکاح متعہ کو منسوخ کر کے حرام کر دیا گیا ہے۔کتاب وسنت نے اسے منسوخ کیا ہے۔کوئی ایک بھی ایسے صحابی معلوم نہیں ہوئے، جو نکاح متعہ کی رخصت دیتے ہوں، سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ اس کے جواز پر ان کا مشہور فتویٰ تھا۔ پھر ہم تک یہ بات بھی پہنچ گئی کہ (حق معلوم ہونے پر) انھوں نے اپنے اس فتوے سے رجوع فرما لیا تھا۔“

(الناسخ والمنسوخ، ص: 80)

امام ابوعبید رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ”وَأَمَّا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْيَوْمَ جَمِيعًا، مِّنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَأَهْلِ الْحِجَازِ، وَأَهْلِ الشَّامِ، وَأَصْحَابِ الْاٰثَرِ، وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ، وَغَيْرِهِمْ، أَنَّهُ لَا رُخْصَةَ فِيهَا لِمُضْطَرٍّ وَّلَا لِغَيْرِهٖ، وَأَنَّهَا مَنْسُوخَةٌ حَرَامٌ، عَلٰى مَا ذَكَرْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهٖ“ ”اس دور میں اہل عراق، اہل حجاز اور اہل شام، نیز اصحاب الحدیث واصحاب الرائے وغیرہ سب اہل علم کا اتفاقی فتویٰ یہی ہے کہ کسی کو کوئی مجبوری ہو یا نہ ہو، نکاح متعہ کی اجازت نہیں، نیز یہ منسوخ اور حرام ہے، جیسا کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت کر دیا ہے۔“ (الناسخ والمنسوخ، ص: 82)

حافظ، ابومحمد، حسین بن مسعود، بغوی رحمہ اللہ (م: 516ھ) فرماتے ہیں: ”اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى تَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَهُوَ كَالْإِجْمَاعِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ“ ”علماء کرام کا نکاح متعہ کو حرام قرار دینے پر اتفاق ہے۔یہ مسلمانوں کا ایک اجماع ہی ہے۔“ (شرح السنّة: 100/9)

نکاح متعہ اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم: نکاح متعہ پہلی دفعہ غزوۂ خیبر میں منع ہوا تھا، پھر فتح مکہ کے موقع پر تین دن تک اس کی اجازت دی گئی، پھر قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔

غزوۂ خیبر کے موقع پر ممانعت کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

**حدیث نمبر 1:**......سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا: ((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَعَنْ لُّحُومِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ)) ''غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا تھا۔''(صحیح البخاری : 5115، صحیح مسلم : 30/ 1407)

ایک روایت کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں: ((نَهٰى عَنْ مُّتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ)) ''آپ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے نکاحِ متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔''(صحیح البخاری : 606/ 2، ح : 4216، صحیح مسلم : 452/1، ح : 1407) صحیح مسلم کی ایک روایت (1407 / 31) یوں ہے: ((إِنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُلَيِّنُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَ: مَهْلًا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُّحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ)) ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عورتوں سے متعہ کرنے کے بارے میں نرم بات کرتے سنا، تو فرمایا: ابن عباس! اس فتوے سے رُک جاؤ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔''

صحیح مسلم کی دوسری روایت (1407 / 32) میں یہ الفاظ ہیں: ((نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مُّتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ)) ''رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے نکاحِ متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔''

**حدیثِ علی رضی اللہ عنہ اور علماءِ حدیث:**......اس حدیث کی صحت کے بارے میں اہل علم کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

(1) امام، ابوجعفر، احمد بن محمد، نحاس (م: 338ھ) فرماتے ہیں: "وَلَا اخْتِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي صِحَّةِ الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَاسْتِقَامَةِ طَرِيقِهٖ بِرِوَايَتِهٖ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرِيمَ الْمُتْعَةِ" ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک بیان کی گئی سند اور رسول اللہ ﷺ سے ان کے متعہ کی تحریم نقل کرنے کی صحت میں علماءِ کرام کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔''(الناسخ والمنسوخ، ص : 322)

(2) معروف محدث و مفسر، حافظ، ابومحمد، حسین بن مسعود، بغوی رحمہ اللہ (م: 516ھ) فرماتے ہیں:

"هٰذَا حَدِيثٌ مُّتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ" ''اس حدیث کی صحت پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔''(شرح السنّة : 99/9، ح : 2292)

(3) حافظ، ابوالفرج، عبدالرحمٰن بن علی، ابن الجوزی (597-508ھ) فرماتے ہیں:

"إِنَّهُ مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهِ" "بلاشبہ اس کی صحت پر اہل علم کا اتفاق ہے۔" (إعلام العالم بعد رسوخه بناسخ الحديث ومنسوخه، ص: 343)

(4) حافظ، ابوالفضل، عبدالرحیم بن حسین، عراقی رحمہ اللہ (806-725ھ) فرماتے ہیں: "وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ" "اس کی صحت پر اتفاق ہے۔" (شرح البقرة والتذكرة: 66/2)

(5) حافظ، ابوالحسن، علی بن محمد بن عبدالصمد، سخاوی رحمہ اللہ (643-558ھ) بھی فرماتے ہیں: "وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ" "یہ حدیث متفق علیہ ہے۔" (فتح المغيث: 350/3)

(6) امیر المومنین فی الحدیث، امام، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، بخاری رحمہ اللہ (256-194ھ) فرماتے ہیں: "وَبَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ" "سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا ہے کہ متعہ منسوخ ہو گیا ہے۔" (صحيح البخاري، تحت الحديث: 5119)

[**868**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، قَدْ رَخَّصَ لَنَا فِي نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ خَرَجْتُ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي فَأَتَيْنَا فَتَاةً شَابَّةً، وَمَعِي بُرْدَةٌ، وَمَعَ ابْنِ عَمٍّ لِي بُرْدَةٌ خَيْرٌ مِنْ بُرْدَتِي، وَأَنَا أَشَبُّ مِنَ ابْنِ عَمِّي، فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ، وَقَالَتْ: بُرْدَةٌ كَبُرْدَةٍ، وَاخْتَارَتْنِي فَأَعْطَيْتُهَا بُرْدَتِي، ثُمَّ مَكَثْتُ مَعَهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَوَجَدْتُهُ قَائِمًا بَيْنَ الْبَابِ وَزَمْزَمَ، فَقَالَ

ربیع بن سبرہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ میں ہمیں اجازت دی تھی، جب ہم مکہ مکرمہ آئے تو میں اور میرا چچا زاد نکلے اور جوان لڑکیوں تک رسائی حاصل کی، میرے پاس چادر تھی اور میرے چچا زاد کے پاس میری چادر سے زیادہ بہتر چادر تھی اور میں اپنے چچا زاد سے زیادہ نو خیز جوان تھا، لڑکی نے دیکھنا شروع کر دیا اور کہا کہ چادر تو چادر ہی کی طرح ہے اور اس نے مجھے پسند کیا، تو میں نے اپنی چادر اس کو دے دی، پھر میں اس کے ساتھ جس قدر اللہ نے چاہا رہا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ مسجد الحرام کے دروازے اور زمزم کے درمیان کھڑے تھے، رسول

(868) صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب نكاح المتعة، حديث: 1409۔سنن النسائی، كتاب النكاح، باب تحريم المتعة، حديث: 3371۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، حديث: 1962۔مسند احمد: 3/ 404، 405۔سنن الدارمی: 2201۔ مصنف عبدالرزاق: 14041۔معجم الكبير للطبرانی: 6515۔ مصنف ابن ابی شیبة: 4/ 292۔سنن الكبرى للبيهقی: 7/ 203۔ صحيح ابن حبان: 4144۔من طريق عمر بن عبدالعزيز بهذاالاسناد۔

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّا كُنَا قَدْ آذَنَّا لَكُمْ فِي هَذِهِ الْمُتْعَةِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هَذِهِ النِّسْوَانِ شَيْءٌ فَلْيُرْسِلْهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا))

اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم نے تم لوگوں کو نکاح متعہ کی اجازت دی تھی، اب تم میں سے جس کے پاس ان عورتوں میں سے کوئی ہوتو وہ اس کو رخصت کردے، اللہ تعالیٰ نے تا قیامت اس کو حرام کردیا ہے، جو کچھ تم نے ان عورتوں کو دیا ہے وہ واپس نہ لو۔

## مسند أبي واقد الليثي رضي الله عنه

## ابوواقد لیثی کی احادیث

[869]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا خَرَجَ إِلَى حُنَيْنٍ مَرَّ بِشَجَرَةٍ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ أَنْوَاطٍ، يُعَلِّقُ الْمُشْرِكُونَ عَلَيْهَا أَسْلِحَتَهُمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، هَذَا كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ ﴿اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ﴾ [الأعراف: 138]، لَتَرْكَبُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ.

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ حنین کی طرف نکلے تو ایک درخت کے قریب سے گزرے، جس کو ذات انواط کہا جاتا تھا، مشرکین اس پر اپنے ہتھیار لٹکایا کرتے تھے، کچھ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! ہمارے لیے بھی ذات انواط مقرر کردیں جیسا کہ ان کے لیے ذات انواط ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر، اللہ سب سے بڑا ہے، یہ وہی قول ہے جیسا بنی اسرائیل نے کہا تھا: (اے موسیٰ!) ہمارے لیے بھی کوئی معبود تجویز کردیں جیسا کہ ان کا معبود ہے، تم اپنے سے پہلے کی امتوں کے طریقوں کو اختیار کروگے۔

**فائدہ**: ...... ذات انواع نامی درخت جھاؤ کی قسم سے تھا، مشرکین بطور حاجت برآری اس درخت پر اپنے ہتھیار لٹکاتے اور اس درخت کے اردگرد طواف کیا کرتے تھے۔ نیز یہ معلوم ہوا کہ مسلمان نافرمانی کے کاموں میں سابقہ امتوں کے نقش قدم پر چلیں گے، افسوس کہ فرمان نبوی ﷺ ثابت ہوا اور آج کا مسلمان یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی

---

(869) صحيح، سنن الترمذى، كتاب الفتن، باب ما جاء لتركبن سنن من كان قبلكم، حديث: 2180۔سنن الكبرى للنسائى: 11185۔ مسند احمد: 5/ 218۔مسند الطيالسى: 1346۔مسند ابى يعلٰى: 1441۔السنة لابن ابى عاصم: 76۔ السنة للمروزى: 37۔ مصنف ابن ابى شيبة: 15/ 101۔مصنف عبدالرزاق: 20763۔صحيح ابن حبان: 6702۔ معجم الكبير للطبرانى: 3292۔دلائل النبوة للبيهقى: 5/ 124، 125۔

عادات واطوار کو اپناتے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ یہی وہ کفار ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں، وہ مسلمانوں کے خیر خواہ کیسے بن سکتے ہیں۔ اب تو سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا کے ذریعے یہود و نصاریٰ مسلمان گھروں میں اپنے پنجے گاڑ چکے ہیں۔ ایک چینل دینی ہے اور دوسرا یہود و نصاریٰ کا ہے۔ مسلمان دینی چینل لگانے کی بجائے یہود و نصاریٰ کو ترجیح دیتا ہے!!

[**870**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ضَمْرَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَازِنِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ، يَقُولُ: خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَسَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ ((بِأَيِّ شَيْءٍ قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ؟)) قَالَ أَبُو وَاقِدٍ: ((بِقَافٍ، وَاقْتَرَبَتْ))

عبید اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: عمر بن خطاب عید کے دن عید گاہ کی طرف نکلے، تو جناب عمر نے ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی کریم ﷺ نے نماز عید کس سورت کے ساتھ پڑھائی ہے؟ انھوں نے فرمایا: سورت ق اور سورت القمر کے ساتھ۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ عید نماز کی پہلی رکعت میں سورۃ ''ق'' اور دوسری رکعت میں سورۃ ''القمر'' کی تلاوت کرتے تھے۔ جبکہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ اور نماز عید کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم، صلوۃ المسافرین: 878) علمائے کرام کو مسنون قراءت کا ہی اہتمام کرنا چاہیے۔

## مسند ثابت بن الضحاك رضی اللہ عنہ

## حدیث ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ

### تعارف راوی حدیث

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو زید تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ قبیلہ اشہل سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بعثت نبوی کے تیسرے سال پیدا ہوئے۔ غزوہ حمراء الاسد اور خندق میں حصہ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے چودہ احادیث کی روایت ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی

(870) صحيح مسلم، كتاب صلاة العيدين، باب ما يقرا به فى صلاة العيدين، حديث: 891۔ سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب ما يقرا فى الاضحىٰ والفطر، حديث: 1154۔ سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى القراءة فى العيدين، حديث: 534۔ سنن النسائى، كتاب العيدين، باب القراءة فى العيدين بقاف واقتربت، حديث: 1568۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فى القراءة فى صلاة العيدين، حديث: 1282۔ مسند احمد: 5/ 217۔ مؤطا امام مالك، ص: 132۔ صحيح ابن خزيمه: 1440۔ صحيح ابن حبان: 2820۔ مسند الشافعى: 1/ 158۔ مسند ابى يعلىٰ: 1443۔ مصنف عبدالرزاق: 5703۔ مصنف ابن ابى شيبة: 2/ 176۔

وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے شام میں سکونت اختیار کر لی۔ پھر شام سے بصرہ منتقل ہو گئے اور وہیں پر مستقل سکونت پذیر ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی۔ (مکمل اسلامی انسائیکلو پیڈیا از سید قاسم محمود، ص: 568)

[**871**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

ثابت بن ضحاک نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس انسان نے اپنے آپ کو جس آلے کے ساتھ دنیا میں قتل کیا ہوگا، قیامت کو اسی کے ساتھ اس کو عذاب دیا جائے گا۔

## مسند عقبة بن عامر الجهني رضي الله عنه

### حدیث عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ

### تعارف راوی حدیث

سیدنا عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ: عقبہ نام، ابو عمرو کنیت، سلسلۂ نسب یہ ہے، عقبہ بن عامر بن عبس بن عمرو بن عدی بن عمرو بن رفاعہ بن مودوعہ بن عدی بن غنم بن ربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ جہنی۔ عقبہ آنحضرت ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے، اسلام کا واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت محمد ﷺ مدینہ آئے تو عقبہ بکریاں چرا رہے تھے آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر بکریاں چھوڑ کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھ سے بیعت لیجئے، آنحضر ﷺ نے پوچھا بیعت عربیہ کرنا چاہتے ہو یا بیعت ہجرت؟ کہا: بیعت ہجرت، چنانچہ بیعت کر کے مدینہ میں مقیم ہو گئے۔ غزوات میں شرکت کا پتہ نہیں چلتا، عہد فاروقی میں شام کی فتوحات میں مجاہدانہ شریک ہوئے، دمشق کی فتح کا مژدہ عمر کے پاس یہی لائے تھے، جنگ صفین میں امیر معاویہ کے طرفدار تھے اور ان ہی کی حمایت میں لڑے، مصر پر تسلط کے بعد عتبہ ابن ابی سفیان کے بعد امیر معاویہ کی طرف سے مصر کے حاکم رہے۔ انھوں نے ان کو وہاں کا امیر الخراج بنایا اور نماز کی امامت کا منصب بھی عطا کیا۔ 47ھ میں امیر معاویہ کے ایما سے روڈس پر حملہ کیا، لیکن جنگ کے

(871) صحيح البخاري، كتاب الادب، باب من كفر اخاه بغير تاويل فهو كما قال، حديث: 6105۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه، حديث: 110۔ سنن ابی داود، كتاب الايمان والنذور، باب ما جاء في الحلف بالبراءة وبملة غير الاسلام، حديث: 3257۔ سنن النسائی، كتاب الايمان والنذور، باب الحلف بملة سوى الاسلام، حديث: 3801، 3802۔ سنن الترمذی، كتاب الايمان، باب ما جاء فيمن رمى اخاه بكفر، حديث: 2636۔ مسند احمد: 4/ 34۔ سنن الدارمی: 2366۔ مصنف عبدالرزاق: 15972۔ مسند الشافعی: 2/ 97۔ معجم الكبير للطبرانی: 1325 وما بعده۔ سنن الكبرى للبيهقی: 8/ 23۔

دوران میں معزول کر دیے گئے اوران کی جگہ مسلمہ کا تقرر ہوا، معزولی کے بعد جنگ سے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی۔ زمانہ وفات کے بارہ میں مختلف روایتیں ہیں، بہ روایت صحیح 58ھ میں وفات پائی۔ عقبہ ابن عامر اور ابو ہریرہ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ ایک بار سیدنا عقبہ بن عامر کو بکری کے چھ ماہ کے بچہ کی قربانی کی اجازت عطا فرمادی (صحیح البخاری) آپ سے چند صحابہ اور بہت تابعین نے احادیث نقل کیں (اسد الغابہ: 3/ 423، اصابہ:2/ 489، کتاب الولاۃ کندی:37، ابن سعد، جزو 4، قسم 2، تذکرہ ابن عامر)

[872]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: تَهَبَّطْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ ثَنِيَّةٍ، فَقَالَ لِي: ((قُلْ يَا عُقْبَةُ))، فَقُلْتُ: مَا أَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟، وَتَفَرَّقْنَا، فَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ رُدَّهَا عَلَيَّ مِنْ نَبِيِّكَ، ثُمَّ الْتَقَيْنَا، فَقَالَ لِي: ((قُلْ يَا عُقْبَةُ))، فَقُلْتُ: مَا أَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ ثُمَّ تَفَرَّقْنَا، فَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ رُدَّهَا عَلَيَّ مِنْ نَبِيِّكَ، ثُمَّ الْتَقَيْنَا، فَقَالَ لِي: ((قُلْ يَا عُقْبَةُ))، فَقُلْتُ: مَا أَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، مَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ وَلَا اسْتَعَاذَ مُسْتَعِيذٌ بِمِثْلِهِنَّ قَطُّ))

عقبہ بن عامر نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثنیہ گھاٹی کی بلندی سے اتر رہا تھا تو آپ نے فرمایا: اے عقبہ! کہو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا کہوں؟ اتنے میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے، تو میں نے کہا: یا اللہ وہ بات میرے تک پھیر دے جو تیرے نبی ﷺ نے فرمائی ہے، پھر ہماری ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے عقبہ کہو! تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا کہوں؟ اور (تیز رفتاری کی وجہ سے) ہم پھر جدا جدا ہو گئے، تو میں نے کہا: اے اللہ! اپنے نبی ﷺ کی وہ بات پھر میرے تک لوٹا دے، پھر ہماری ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا: اے عقبہ! کہو، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس، ہرگز نہیں پناہ لی کسی پناہ لینے والے نے' اور نہ پناہ طلب کی کسی پناہ طلب کرنے والے نے ان کی مثل۔

---

(872) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الوتر، باب فى المعوذتين، حديث: 1463۔من طريق سعيدبن ابى سعيدعن ابيه عن عقبة۔ سنن النسائى، كتاب الاستعاذة باب ما جاء فى سورتى المعوذتين، حديث: 5440۔سنن الدارمى: 3443۔شعب الايمان: 2564۔معجم الكبير للطبرانى: 17/ 245 من طريق سعيدبن ابى سعيد عن عقبة، ليس فيه عن ابيه۔ سنن ابى داود: 1462۔سنن النسائى: 5438، 5439۔سنن الترمذى: 2406 عمل اليوم والليلة للنسائى: 889۔ مسند احمد: 4/ 144۔صحيح ابن خزيمه: 534۔من طريق اخرى عن عقبة بن عامر۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ معوذتین کی بہت فضیلت ہے۔ ان کی قراءت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ گیا اسے اور کیا چاہیے۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کیا تم کو وہ آیتیں معلوم نہیں جو آج کی رات نازل ہوئیں اور جن کی مثال اس سے پہلے نہیں دیکھی گئی۔ وہ آیتیں یہ ہیں: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (صحیح مسلم 814/ 264) معوذتین کی فضیلت میں کئی ایک احادیث مروی ہیں جو الجامع الکامل میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا یونس نے بروایت زہری سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کا آخری حصہ اسی طرح نقل کیا ہے لیکن امام مالک رحمہ اللہ نے بروایت زہری اس طرح نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تھے تب بھی معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے تھے، لیکن جب آپ سخت بیمار ہوئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ سورتیں پڑھ کر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر پھونک کر اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر پھیر دیا کرتی تھی جس سے میرا مقصد حصول برکت تھا۔ (تفسیر المعوذتین)

## مسند معاذ التيمي أو بن معاذ رضي الله عنه

## حدیث معاذ التیمی یا ابن معاذ رضی اللہ عنہ

[873]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا حُمَيْدٌ الْأَعْرَجُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ يُقَالُ لَهُ مُعَاذٌ أَوِ ابْنُ مُعَاذٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْزَلَ النَّاسَ بِمِنًى مَنَازِلَهُمْ، فَأَنْزَلَ الْمُهَاجِرِينَ وَأَنْزَلَ الْأَنْصَارَ شُعَبَهُمْ، قَالَ: وَعَلَّمَ النَّاسَ مَنَاسِكَهُمْ، قَالَ: وَفَتَحَ اللهُ أَسْمَاعَنَا، فَإِنَّا لَنَسْمَعُ وَنَحْنُ فِي رِحَالِنَا، فَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنَا أَنْ قَالَ: ((إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَارْمُوهَا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ))

محمد بن ابراہیم نے اپنی قوم کے ایک آدمی سے روایت کی، جس کو معاذ یا ابن معاذ کہا جاتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان کے ٹھکانوں پر میدان منیٰ میں اتارا، پس مہاجرین و انصار کو ان کے اپنے اپنے مقامات پر اتارا اور لوگوں کو احکام حج کی تعلیم دی، انھوں نے کہا: اللہ نے ہمارے کان کھول دیے اور ہم آپ کا بیان سن رہے تھے جبکہ ہم اپنے اپنے خیموں میں تھے تو آپ نے جو کچھ ہم لوگوں کو تعلیم دی اس میں ایک مسئلہ یہ تھا کہ جب تم جمرے کو کنکر مارو تو چھوٹی سی ٹھیکری کی مثل کنکر مارو۔

(873) صحیح، سنن ابی داود، کتاب المناسك، باب ما یذکر الامام فی خطبته بمنی، حدیث: 1957۔ سنن النسائی، کتاب مناسك الحج، باب ماذکر فی منی، حدیث: 2999۔ مسنداحمد: 4/ 61۔ سنن الدارمی: 1906۔ سنن الکبری للبیهقی: 5/ 127۔

فائدہ: ......کان کھول دیے ۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ ﷺ کی آواز پورے منیٰ میں سنائی دے رہی تھی، حالانکہ منیٰ کئی مربع میل ہے ۔ خذف کی کنکریاں یعنی چھوٹی چھوٹی جو کسی کو لگ جائیں تو زخم نہ ہو، نہ چوٹ آئے ۔ یہ دو انگلیوں کے درمیان پکڑ کر آسانی سے پھینکی جا سکتی تھیں ۔

## مسند السائب بن خلاد الأنصاری رضی اللہ عنہ

## سائب بن خلاد انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث

[**874**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: مُرْ أَصْحَابَكَ أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالْإِهْلَالِ، أَوْ قَالَ: بِالتَّلْبِيَةِ قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ ابْنُ جُرَيْجٍ كَتَمَنِي حَدِيثًا، فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ لَمْ أُخْبِرْهُ بِهِ، فَلَمَّا خَرَجَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَدَّثْتُهُ بِهِ، فَقَالَ لِي: يَا عَوْفُ تُخْفِي عَنَّا الْأَحَادِيثَ، فَإِذَا ذَهَبَ أَهْلُهَا أَخْبَرْتَنَا بِهَا، وَلَا أَرْوِيهِ عَنْكَ، أَتُرِيدُ أَرْوِيهِ عَنْكَ وَكَتَبَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ ابْنُ

سائب بن خلاد نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا: آپ اپنے اصحاب کو حکم دیں کہ وہ اپنی آواز کو نیت کرتے وقت یا تلبیہ کہتے وقت بلند کریں ۔ سفیان نے کہا: ابن جریج اپنی روایت مجھ سے مخفی رکھا کرتے تھے، جب عبد اللہ بن ابی بکر ہمارے پاس آئے تو میں نے ان کے آنے کی اطلاع ابن جریج کو نہ دی اور جب وہ مدینہ واپس چلے گئے تو میں نے انھیں عبد اللہ کے آنے کی اطلاع دی تو ابن جریج نے مجھے کہا: اے عوف! تم ہم سے احادیث چھپاتے ہو اور جب احادیث بیان کرنے والے واپس چلے جاتے ہیں تو تم ہمیں اطلاع دیتے ہو، میں تم سے روایت نہیں کروں گا، پھر ابن جریج نے عبد اللہ کو لکھا تو انھوں نے احادیث لکھ کر ابن جریج کو ارسال کیں، ابن جریج روایت کرتے اور کہتے تھے: میری طرف لکھا عبد اللہ بن ابی بکر نے ۔

(874) صحیح، سنن ابی داود، کتاب المناسک، باب کیف التلبیة، حدیث: 1814۔سنن الترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء فی رفع الصوت بالتلبیة، حدیث 8929۔سنن النسائی، کتاب مناسک الحج، باب رفع الصوت بالاهلال، حدیث: 2755۔ سنن ابن ماجه، کتاب المناسک، باب رفع الصوت بالتلبیة، حدیث: 2922۔مسند احمد: 4/ 56۔ مؤطا امام مالک، ص: 226۔سنن الدارمی: 1816۔صحیح ابن خزیمه : 2625۔صحیح ابن حبان: 3802۔سنن الکبری للبیهقی: 5/ 42۔

جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ بِهِ، كَتَبَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وحی قرآن کے بغیر بھی حاضر ہوا کرتے تھے اور اس وقت "الحکمة" کی وحی ہوتی، لہٰذا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی وحی (منزل من اللّٰہ) اور واجب الاتباع ہے۔ علماء نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ تلبیہ کہنے میں آواز اونچی رکھنا مستحب ہے عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ سنن ابی داود دارالسلام۔

## مسند أبی البداح عن أبيه رضی اللہ عنہ

## ابو بداح کی اپنے باپ سے روایت

[875]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ، عَنْ أَبِيهِ، ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا وَيَدْعُوا يَوْمًا))

ابو بداح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مویشی چرانے والے چرواہے کو اجازت دی کہ وہ ایک ہی دن جمروں کو کنکر ماریں اور ایک دن چھوڑ دیں۔

فائدہ: ...... ابو البداح کے والد کا نام عاصم اور دادا کا نام عد ہے اس سند میں اس کو دادا کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

## مسند مستورد الفهری رضی اللہ عنہ

## حدیث مستورد الفہری رضی اللہ عنہ

[876]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

بنو فہر کے بھائی مستورد نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(875) صحيح، سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب فى رمى الجمار، حديث: 1975۔سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء فى الرخصة للرعاء ان يرموا يوما ويدعوا يوما، حديث: 954۔سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب رمى الرعاة، حديث: 3071۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب تاخير رمى الجمار من عذر، حديث: 3037۔مسند احمد: 5/ 450۔ مؤطا امام مالك، ص: 271۔ صحيح ابن خزيمه: 2976۔ صحيح ابن حبان: 3888۔مستدرك للحاكم: 1/ 478۔سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 151۔

(876) صحيح مسلم، كتاب صفة الجنة، باب فناء الدنيا، حديث: 2858۔سنن الترمذى، كتاب الزهد، باب منه: 15، حديث: 2323۔ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب مثل الدنياء، حديث: 4108۔سنن الكبرى للنسائى: 11797۔ مسند احمد: 4/ 228، 229۔ مصنف ابن ابى شيبة: 13/ 218۔الزهد لابن المبارك: 496۔الزهد ⇦⇦

قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ الْمُسْتَوْرِدَ أَخَا بَنِي فِهْرٍ، يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا كَمَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ، ثُمَّ يَنْظُرُ بِمَ يَرْجِعُ إِلَيْهِ)) ، قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ، يَقُولُ فِيهِ: سَمِعْتُ الْمُسْتَوْرِدَ أَخِي بَنِي فِهْرٍ يَلْحَنُ فِيهِ، فَقُلْتُ أَنَا: أَخَا بَنِي فِهْرٍ

کو فرماتے سنا ہے: دنیا آخرت کے مقابلہ میں نہیں ہے مگر اس قدر جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کہ اس نے پانی کی کتنی مقدار اس تک پہنچائی ہے۔ سفیان کہتے ہیں: ابن ابی خالد اس روایت میں کہتے تھے: میں نے بنی فہر کے بھائی مستورد سے سنا، تو وہ اس میں غلطی کرتے تھے، تو میں نے کہا: بنی فہر کے بھائی۔

**فائدہ**:...... (1) دنیا کی زندگی انتہائی قلیل ہے جبکہ آخرت کی زندگی ابدی ہے جس کی انتہا نہیں۔ (2) جنت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں کے مقابلے میں اس قدر قیمتی ہیں کہ جنت میں چند انچ خالی زمین کی قیمت دنیا کی تمام دولت اور خزانوں سے زیادہ ہے پھر اس کے محلات اور باغات اور ان میں موجود پاک باز بیویاں، خدام وغیرہ ان کی قدر و قیمت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ خصوصًا دیدار الٰہی کی نعمت تو ایسی ہے کہ اس کے مقابلے میں جنت کی بڑی سے بڑی نعمت ہیچ ہے۔ مثال دے کر بیان کرنے سے مسئلہ زیادہ قابل فہم ہو جاتا ہے۔

## مسند سلمة بن قيس الأشجعي رضي الله عنه

### حدیث سلمہ بن قیس الاشجعی رضی اللہ عنہ

[**877**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ:

سلمہ بن قیس اشجعی نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم وضو کرو تو ناک کو چھینٹ اور جب تو استنجا کرے تو طاق پتھر سے کر۔

⇦ لوكيع: 65۔ الزهد لهناد: 517۔ ذم الدنيا لابن ابى الدنيا: 12۔مسند البزار: 3460۔صحيح ابن حبان: 4330۔مسند الشهاب: 1385۔ شرح السنة: 4023۔

(877) صحيح، سنن الترمذى، كتاب الطهارة، باب ما جاء فى المضمضة والاستنشاق، حديث: 27۔سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب الرخصة فى الاستطابة بحجر واحد، حديث: 43، 89۔سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب المبالغة فى الاستنشاق والاستنثار، حديث: 406۔ مسند احمد: 4/ 339۔صحيح ابن حبان: 1436۔مصنف ابن ابى شيبة: 1/ 27۔مسند الطيالسى: 1274۔الاوسط لابن المنذر: 354۔ معجم الكبير للطبرانى: 6313۔الطهور لابى عبيد القاسم: 287۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَثِرْ، وَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ)).

فائدہ: ......اس حدیث سے ایک ڈھیلے کے کافی ہونے پر استدلال کرنا کمزور ہے کیونکہ یہاں ایک ڈھیلے کی صراحت نہیں۔ طاق کے لفظ سے یہ استدلال کہ وہ ایک کو بھی شامل ہے، حالانکہ دوسری احادیث میں تین سے کم کی صریح نفی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین ڈھیلوں سے کم سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ صحیح مسلم: 262۔ کسی ایک حدیث کو دوسری حدیث سے قطع نہیں کیا جا سکتا۔ روایات کو ملانے سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں طاق سے مراد تین یا تین سے اوپر طاق عدد ہے کیونکہ اصول یہ ہے کہ مطلق دلیل کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ احادیث میں کم ازکم تین پتھروں پر اکتفا کرنے کی اجازت ہے۔ اس سے کم پر نہیں کیونکہ ایسا کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ البتہ مجبوری کی حالت میں کہ جب تین ڈھیلے نہ ملتے ہوں تو دو یا ایک ڈھیلا استعمال کرنا جائز ہے یا ایک ڈھیلا تین دفعہ استعمال کیا جاسکتا ہے اس لیے عام حالات کو مجبوری کی صورتوں پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم۔ سنن نسائی مترجم دارالسلام: 1 / 117۔

## مسند جرهد الأسلمی رضی اللہ عنہ

### حدیث جرہد اسلمی رضی اللہ عنہ

[878]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ، قَالَ: ثنی زُرْعَةُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ جَرْهَدٍ، عَنْ جَدِّهِ جَرْهَدٍ، قَالَ: مَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا فِي الْمَسْجِدِ، وَعَلَيَّ بُرْدَةٌ، وَقَدِ انْكَشَفَتْ فَخِذِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((غَطِّ فَخِذَكَ يَا جَرْهَدٍ، فَإِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ))

جرہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب سے گزرے، میں مسجد میں تھا اور میں نے چادر اوڑھی تھی اور میری ران ننگی تھی، تو آپ نے فرمایا: جرہد اپنی ران ڈھانپ، یہ پردے کے اعضاء میں سے ہے۔

فائدہ: ......مرد کی ستر میں ران شامل ہے اسے ڈھانپا جائے گا۔ البتہ اسے ڈھانپنا ضروری نہیں بلکہ مستحب

(878) صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب ما يذكر فی الفخذ، حديث: 370م، تعليقاً۔ سنن ابی داود، كتاب الحمام، باب النهی عن التعری، حديث 4014۔ سنن الترمذی، كتاب الادب، باب ماجاء ان الفخذ عورة، حديث: 2795۔ مسند احمد: 3/ 479۔ سنن الدارمی: 2653۔ تاريخ الكبير للبخاری: 2/ 249۔ معجم الكبير للطبرانی: 2145۔ مسند الطيالسی: 1176۔ سنن الكبری للبيهقی: 2/ 228۔ مصنف ابن ابی شيبة: 9/ 118۔

ہے، جیسے کہ صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ اپنے گھر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ران ننگی کر کے بیٹھے رہے اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی آمد پر اسے ڈھانپ لیا۔ لہٰذا احادیث تتبع سے پتہ چلتا ہے کہ شرمگاہ دو قسم کی ہے ایک ڈھانپنا فرض ہے۔ جیسے دبر، قبل جبکہ دوسری مستحب ہے جیسے رانیں۔ (تنقیح الرواۃ: 3/ 6)

[**879**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، قَالَ: ثنی آلُ جَرْهَدٍ، عَنْ جَرْهَدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ

حمیدی نے حدیث بیان کی، وہ سفیان سے، وہ ابوزناد سے، انھوں نے کہا: مجھ سے بیان کیا آل جرہد نے، وہ جرہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ نبی کریم ﷺ سے مثل اس کی۔

## مسند الحكم بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ

### حدیث حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ

[**880**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ: إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((نَهَى عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ)) فَقَالَ: قَدْ كَانَ يَقُولُ ذَلِكَ عِنْدَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَكِنْ أَبَى ذَلِكَ الْبَحْرُ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ، وَقَرَأَ: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ الْآيَةَ

عمرو بن دینار نے کہا: میں نے جابر بن زید کو کہا: لوگ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گدھوں کے گوشت سے ممانعت کی ہے، تو انھوں نے فرمایا: میرے سامنے حکم بن عمرو غفاری رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح بیان کیا کرتے تھے مگر یہ سمندر علم اس بات کو تسلیم نہیں کرتا ہے، یعنی ابن عباس، یہ آیت تلاوت کرتا ہے: آپ کہہ دیں: میں نہیں پاتا اس چیز میں جو میری طرف وحی کی گئی ہے حرام کی ہوئی، الآیۃ۔

**فائدہ**: ......سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علم وفضل کی بنا پر انھیں [بحر الأمة یا حبر الأمة] کہا جاتا ہے۔ اور گدھوں کے بارے میں ان کا یہ قول شاہد وضاحت کے ساتھ حدیث نہ پہنچنے کے سبب تھا۔ صحیحین میں شعبی کے حوالے سے ان کا قول مروی ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اس وجہ سے گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا کہ لوگ سواریوں سے محروم نہ ہو جائیں یا ان کو حرام قرار دیا تھا۔ لیکن بالآخر جب انھیں بالوضاحت حرمت

---

(879) صحیح، سنن الترمذی: 2798۔ مسند احمد: 478/3 وانظر الحدیث السابق۔

(880) صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب لحوم الحمر الانسیة، حدیث: 5529۔ سنن ابی داود، کتاب الاطعمة، باب فی اکل لحوم الحمر الاهلیة، حدیث: 3809۔ مسند احمد: 4/ 213۔ معجم الکبیر للطبرانی: 3164۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 4/ 205۔ مستدرك للحاکم: 2/ 317۔ سنن الکبری للبیهقی: 9/ 330۔

کی احادیث پہنچیں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی ان کی بحث ہوئی تو یقین کے ساتھ وہ ان کی حرمت کے قائل ہو گئے تھے۔فوائد ابن القیم،سنن ابی داود: 3 / 94...... دارالسلام۔

## مسند جابر الأحمسی رضی اللہ عنہ

## حدیث جابر احمسی رضی اللہ عنہ

[881]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَيْتُ عِنْدَهُ الدُّبَّاءَ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟، فَقَالَ: ((نُكْثِرُ بِهِ طَعَامَ أَهْلِنَا))

حکیم بن جابر احمسی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے کمرے میں داخل ہوا تو آپ کے پاس کدو دیکھے،میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کس لیے ہے؟ آپ نے فرمایا:اس کے ذریعہ ہم گھر کے افراد کے لیے کھانے میں اضافہ کرتے ہیں۔

**فائدہ**: ...... کدو ایک مفید سبزی ہے۔گوشت میں سبزی خصوصًا کدو ڈال کر پکانا برکت اور لذت کا باعث ہے۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث صحیح البخاری: 5379 میں مذکور ہے کہ کدو نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ غذا ہے۔تو جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس دن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھے کدو سے محبت ہوگئی،محبّ صادق وہی ہوتا ہے جو محبوب کو بھی چاہے اور محبوب کی چاہت و پسند کو بھی چاہے۔امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مسلمان کے لیے بہت ہی بہتر ہے کہ وہ کدو کو مرغوب سمجھے اور پسندیدہ غذا کے طور پر شوق و رغبت سے کھائے۔

## مسند عمارة بن رويبة الثقفی رضی اللہ عنہ

## عمار بن رویبہ ثقفی کی احادیث رضی اللہ عنہ

[882]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنَ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ رُوَيْبَةَ الثَّقَفِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ

عبدالملک بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمارہ بن رویبہ ثقفی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز پڑھی وہ آگ

(881) صحیح، شمائل ترمذی: 161۔سنن الکبری للنسائی: 6665۔سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب الدباء، حدیث: 3304۔ مسند احمد: 4/ 352۔معجم الکبیر للطبرانی: 2081۔ شرح السنة للبغوی: 2862۔اخلاق النبی ﷺ لابی الشیخ، ص: 214۔ معجم الصحابة لابن قانع: 1/ 137۔اسد الغابة لابن الاثیر: 1/ 305، 306۔

(882) صحیح، مسند احمد: 4/ 136۔ صحیح ابن خزیمه: 319۔ من طریق سفیان بهذاالاسناد۔سنن الکبری للنسائی: 11523۔ صحیح ابی عوانة: 1/ 376، 377۔من طریق ابی اسحاق عن عمارة بن رویبة۔وانظر الحدیث الآتی۔

صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ ، وَلَا قَبْلَ غُرُوبِهَا)) میں داخل نہیں ہوگا۔

**فائدہ** :...... ان احادیث میں نماز فجر اور نماز عصر کی فضیلت وعظمت کا بیان ہے کہ ان نمازوں میں دن رات کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ نیز یہ اوقات انتہائی بابرکت ہیں کہ ان اوقات کی قدر کرنے والا اور ان نمازوں کا خاص اہتمام کرنے والا گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے اور جنت کا وارث ٹھہرتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں ''نماز فجر وعصر'' انتہائی عظمت کی حامل نمازیں ہیں کیونکہ ان نمازوں میں فرشتوں کے دونوں گروہ حاضر ہوتے ہیں جبکہ دیگر نمازوں میں فرشتوں کے ایک گروہ کی حاضری ہوتی ہے۔ اور احادیث میں یہ بھی وارد ہے کہ نماز فجر کے بعد رزق کی تقسیم ہوتی ہے اور دن کے آخری وقت میں اعمال بلند کیے جاتے ہیں، چنانچہ جو شخص ان اوقات میں طاعت وعبادت میں مشغول ہو اس کے رزق وعمل میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ فتح الباری: 2/50۔

[**883**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ إِلَى أَبِي، فَقَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَلَا قَبْلَ غُرُوبِهَا؟)) قَالَ أَبِي: نَعَمْ، فَقَالَ الْبَصْرِيُّ: وَهُوَ يَشْهَدُ لَسَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

ابوبکر بن عمارہ بن رویبہ نے کہا: اہل بصرہ کا ایک شخص میرے باپ کے پاس آیا، اس نے کہا: کیا آپ نے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ انسان آگ میں داخل نہیں ہوگا جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز پڑھی ہو؟ تو میرے باپ نے فرمایا: ہاں، بصری نے کہا: اور وہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس حدیث کو سنا ہے۔

**فائدہ** :...... ان احادیث میں نماز فجر اور نماز عصر کی فضیلت وعظمت کا بیان ہے کہ ان نمازوں میں دن رات کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ نیز یہ اوقات انتہائی بابرکت ہیں کہ ان اوقات کی قدر کرنے والا اور ان نمازوں کا خاص اہتمام کرنے والا گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے اور جنت کا وارث ٹھہرتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ بیان

---

(883) صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر، حديث: 634۔سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب المحافظة على الصلوات، حديث: 427۔سنن النسائی، كتاب الصلاة، باب فضل صلاة العصر، حديث: 471۔ مسند احمد: 4/ 136۔صحيح ابن خزيمه : 318۔صحيح ابن حبان: 1740۔سنن الكبرى للبيهقى : 1/ 466۔ شرح السنة للبغوى: 382۔مصنف ابن ابى شيبة: 386، 2/ 387۔صحيح ابى عوانة: 1/ 376۔

کرتے ہیں ''نماز فجر وعصر'' انتہائی عظمت کی حامل نمازیں ہیں کیونکہ ان نمازوں میں فرشتوں کے دونوں گروہ حاضر ہوتے ہیں جبکہ دیگر نمازوں میں فرشتوں کے ایک گروہ کی حاضری ہوتی ہے۔ اور احادیث میں یہ بھی وارد ہے کہ نماز فجر کے بعد رزق کی تقسیم ہوتی ہے اور دن کے آخری وقت میں اعمال بلند کیے جاتے ہیں، چنانچہ جو شخص ان اوقات میں طاعت وعبادت میں مشغول ہو اس کے رزق وعمل میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ فتح الباری: 2/ 50۔

## مسند محرش الكعبى رضی اللہ عنہ

### حدیث محرش کعبی رضی اللہ عنہ

[884]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ مُزَاحِمِ بْنِ أَبِي مُزَاحِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أُسَيْدٍ، عَنْ مُحَرِّشٍ الْكَعْبِيِّ، قَالَ: ((اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْجِعْرَانَةِ لَيْلًا، فَنَظَرْتُ إِلَى ظَهْرِهِ كَأَنَّهُ سَبِيكَةُ فِضَّةٍ، وَأَصْبَحَ كَبَائِتٍ)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: وَكَانَ سُفْيَانُ، يَقُولُ: فِيهِ مُحْرِيزٌ الْكَعْبِيُّ، فَإِنِ اسْتَفْهَمَهُ أَحَدٌ، قَالَ: مُجَرِّشٌ، أَوْ مُجَرِّسٌ، أَوْ مُحَرِّسٌ، رُبَّمَا قَالَ: ذَا، وَذَا وَكَانَ أَبَدًا يَضْطَرِبُ فِي الِاسْمِ، قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: ((وَهُوَ مُحَرِّشٌ))

محرش کعبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت جعرانہ سے عمرے کا احرام باندھا، میں نے آپ کی پشت مبارک دیکھی گویا وہ چاندی کی تختی یا چاندی کا صاف کیا ہوا ٹکڑا تھا، اور صبح کو آپ جعرانہ میں تھے، گویا رات یہاں ہی رہے ہیں۔ حمیدی کہتے ہیں: سفیان اس روایت میں ''مخرش کعبی'' کہتے، اگر کوئی ان سے سوال کرتا تو کہتے: (ان کا نام) مجرش ہے، مجرش ہے یا محرش ہے، اور کبھی کچھ کہتے کبھی کچھ، وہ ہمیشہ ہی اس کے نام میں مضطرب رہے، حمیدی کہتے ہیں: ان کا نام محرش ہے۔

**فائدہ** :...... مکہ میں رہنے والے مستقل رہائشی اور غیر ملکی ملازمین وغیرہ اپنے گھروں سے ہی احرام باندھیں گے البتہ میقات کے اندر والے یا حرم میں عارضی رہائش اختیار کیے ہوؤں میں سے اگر کوئی احرام باندھنا چاہے تو

(884) صحيح، سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب المهلة بالعمرة تحيض فيدركها الحج، حديث: 1996 مختصراً۔ سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء فى العمرة من الجعرانة۔ حديث: 935۔ سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب دخول المكة ليلاً، حديث: 2866، 2867۔ مسند احمد: 3/ 426۔ سنن الدارمى: 1868۔ مصنف ابن ابى شيبة: 4/ 71، 72۔ معجم الكبير للطبرانى: 20/ 327۔ الآحاد والمثانى لابن ابى عاصم: 2312۔ سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 357۔

اسے حرم سے باہر کسی میقات کے مقام پر جا کر احرام باندھنا پڑے گا۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے جعرانہ سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا۔

## مسند کعب بن عاصم الأشعری رضی اللہ عنہ

### حدیث کعب بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ

[885]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ))

کعب بن عاصم اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

[886]...... قَالَ سُفْيَانُ: وَذُكِرَ لِي أَنَّ الزُّهْرِيَّ كَانَ يَقُولُ فِيهِ: وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَنَا: ((لَيْسَ مِنَ امْبِرٍّ امْصِيَامُ فِي امْسَفَرِ))

سفیان نے کہا: مجھے زہری نے بتایا کہ اس حدیث کے الفاظ: "لیس من البر الصیام فی السفر" کی بجائے اس طرح بھی منقول ہیں (لیس من امبر امصیام فی امسفر)

فائدہ: ...... حالت سفر میں روزہ رکھنا اور ترک کرنا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ البتہ جن لوگوں کو سفر میں روزہ رکھنے سے سخت مشقت اُٹھانا پڑے اور وہ بے حال ہو جائیں کہ دوسروں پر بوجھ بن جائے۔ ایسے لوگوں کے لیے روزہ نہ رکھنا، روزہ رکھنے سے افضل ہے۔ اور ایسی حالت سے دوچار لوگوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حالت سفر میں روزہ رکھنا ان کے لیے نیکی نہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کو روزہ ترک کر دینا چاہیے اور اختتام رمضان کے بعد ان کی قضا دے لینی چاہیے یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔

---

(885) صحیح، سنن النسائی، کتاب الصیام، حدیث: 2257۔سنن ابن ماجه، کتاب الصیام، باب ما جاء فی الافطار فی السفر، حدیث: 1664۔مسند احمد: 5/ 434۔سنن الدارمی: 1718۔صحیح ابن خزیمه: 2016۔مسند الشافعی: 1/ 272۔ مسند الطیالسی: 1343۔مصنف ابن ابی شیبة: 3/ 14۔شرح معانی الآثار للطحاوی: 2/ 63۔مستدرك للحاكم: 1/ 433۔ سنن الکبری للبیهقی: 34/ 242۔مصنف عبدالرزاق: 4467۔

(886) ضعیف، سفیان بن عیینہ نے زہری سے نہیں سنا۔ مسند الشافعی، ص: 157۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 63/2.

## مسند سفيان بن أبى زهير المزنى رضی اللہ عنہ

## حدیث سفیان بن ابی زہیر مزنی رضی اللہ عنہ

[887]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((يُفْتَحُ الْيَمَنُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّونَ فَيُحْمَلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، ثُمَّ يُفْتَحُ الْعِرَاقُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّونَ فَيَحْمِلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، ثُمَّ يُفْتَحُ الشَّامُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّونَ فَيَحْمِلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ))

سفیان بن زہیر سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یمن فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے اہل وعیال اور زیر فرمان افراد کو سوار کر کے اونٹ ہانکتے اور بس بس کرتے وہاں چلے جائیں گے اور ان کے لیے مدینہ ہی بہتر ہے کاش کہ وہ جانتے ہوں، پھر عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اہل وعیال وغیرہ کو ساتھ اٹھا کر اونٹ چلاتے اور ڈانٹتے نکل چلیں گے اور مدینہ منورہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانتے ہوں، پھر شام فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے اہل وعیال ولواحقین کو سوار کر کے اونٹ ہانکتے اور ڈانٹتے نکل جائیں گے اور مدینہ منورہ ہی ان کے لیے بہتر ہے کاش کہ وہ جانتے ہوں۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی چند پیشین گوئیوں کا ذکر ہے۔ اول یہ کہ آپ ﷺ نے شام اور عراق ویمن کی فتح کی خبر دی اور ویسا ہی ہوا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر یہ ممالک فتح ہوئے اور مصداق خلافت راشدہ یہی لوگ ٹھہرے اور مواعید الٰہی ان کے ہاتھ پر پورے ہوئے۔ دوسرے یہ کہ لوگ ان ملکوں میں جا بسیں گے اور اپنے اہل وعیال کو لے جائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ تیسرے یہ کہ مفتوح ہونا ان بلاد کا اس ترتیب سے ہوگا کہ پہلے یمن پھر شام پھر عراق اور اسی ترتیب سے یہ شہر فتح ہوئے اور سب سے بڑی فضیلت سکونت مدینہ طیبہ کی ثابت ہوئی۔

---

(887) صحيح البخارى، كتاب فضائل المدينة، باب من رغب عن المدينة، حديث: 1875۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب ترغيب الناس فى المدينة عند فتح الامصار، حديث: 1388۔سنن الكبرى للنسائى: 4264۔مسند احمد: 5/ 220۔ مؤطا امام مالك، ص: 546۔ مصنف عبدالرزاق: 17159۔معجم الكبير للطبرانى: 6407۔الآحاد والمثانى لابن ابى عاصم: 1596۔ صحيح ابن حبان: 6673، دلائل النبوة للبيهقى: 6/ 320۔شرح السنة: 2018۔

## مسند أبی رمثة رضی اللہ عنہ

### حدیث ابی رمثہ رضی اللہ عنہ

[888]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبْجَرَ، عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ السُّلَمِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَى أَبِي الَّذِي بِظَهْرِهِ، فَقَالَ: دَعْنِي أُعَالِجُ الَّذِي بِظَهْرِكَ، فَإِنِّي طَبِيبٌ، فَقَالَ: ((إِنَّكَ رَفِيقٌ، وَاللّٰهُ الطَّبِيبُ))، قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، لِأَبِي: ((مَنْ ذَا مَعَكَ؟))، فَقَالَ: ابْنِي أَشْهَدُ لَكَ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَا إِنَّكَ لَا تَجْنِي عَلَيْهِ، وَلَا يَجْنِي عَلَيْكَ))، وَذَكَرَ أَنَّهُ رَأَى بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَدْعَ الْحِنَّاءِ

ابو رمثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے باپ نے آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی تو میرے باپ نے عرض کی: آپ مجھے اجازت دیں میں اس چیز کا علاج کروں جو آپ کی پشت مبارک پر ہے، میں طبیب ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ایک رفیق ہے اور طبیب اللہ تعالیٰ ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تیرے ساتھ کون ہے؟ میرے باپ نے کہا: میرا بیٹا ہے، میں نے آپ کے پاس حاضر کیا ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً تو اس کو اور یہ تجھے نقصان نہیں پہنچائے گا اور کہا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مہندی کا اثر دیکھا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں مہر نبوت کا ذکر ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر مبارک پر دو کندھوں کے درمیان تھی، اور یہ کبوتری کے انڈے کی مثل تھی، اس کی مزید وضاحت آئندہ حدیث میں آ رہی ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اصل طبیب اللہ رب العزت کی ذات ہے، اور مہندی لگانا مسنون ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا، جیسے قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ (الانعام: 164) کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی۔ یہ قاعدہ آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی ہے۔ جرم کی سزا اصل مجرم ہی کو دینی چاہیے۔ ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے کہ اس کے دوسرے عزیز و اقارب کو، جو لوگ ایسی غیر اخلاقی حرکت کرتے ہیں، ایسے لوگوں

(888) صحيح، سنن ابی داود، كتاب الترجل، باب فی الخضاب، حديث: 4206، 4208۔ وكتاب الديات، باب لا يؤخذ احد بجريرة اخيه او ابيه، حديث: 4495۔سنن الترمذی، كتاب الادب، باب ما جاء فی الثوب الاخضر، حديث: 2812۔ شمائل ترمذی: 43، 45۔ سنن النسائی، كتاب القسامة، باب هل يؤخذ احد بجريرة غيره، حديث: 4836۔ كتاب الزينة، حديث: 5086۔مسند احمد: 2/ 226۔سنن الدارمی: 2394۔ طبقات ابن سعد: 1/ 427۔معجم الكبير للطبرانی: 22/ 281، 282۔ المعرفة والتاريخ للعنسوی: 3/ 281۔ الكنى للدولابی: 1/ 29۔سنن الكبرى للبيهقی: 8/ 27۔مسند الشافعی: 2/ 98۔الروايات مطولة ومختصرة۔

کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ہی دردناک عذاب ہے۔ اعاذ نا اللّٰه منه۔

## مسندعبد اللّٰه بن سرجس رضی اللہ عنہ

### حدیث عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ

[**889**]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا عَـاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَـرْجِـسَ، قَـالَ: ((رَأَيْتُ الَّذِى بِظَهْرِ رَسُولِ الـلّٰهِ ﷺ كَـأَنَّـهُ جُـمْـعٌ)) قَالَ سُفْيَانُ: ((مِثْلُ الْحَجَمَةِ الضَّخْمَةِ))

عبداللہ بن سرجس سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک پر جو چیز تھی (مہر نبوت) وہ دیکھی وہ ایسی تھی جیسا کہ بند مٹھی ہو، سفیان نے کہا: (مِثْلَ الضَّخْمَةِ)

## مسند قیس رضی اللہ عنہ

### حدیث قیس رضی اللہ عنہ

[**890**]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثنا سَعْدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَـنْ مُـحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ، عَنْ قَيْسٍ جَدِّ سَعْدٍ، قَالَ: أَبْصَرَنِى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَـا أُصَـلِّـى رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الصُّبْحِ، فَقَالَ: ((مَـا هَـاتَانِ الرَّكْعَتَانِ يَا قَيْسُ؟))، فَقُلْتُ: يَا

قیس انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے صبح کی نماز کے بعد دو رکعات پڑھتے دیکھا تو فرمایا: اے قیس! یہ کون سی دو رکعات ہیں؟ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے صبح کی دو رکعات نہیں پڑھی تھیں تو یہ وہ دو رکعات ہیں، تو رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ سفیان کہتے ہیں: عطاء بن ابی رباح اس حدیث کو

---

(889) صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب اثبات خاتم النبوة، حديث: 2346۔شمائل ترمذی: 23۔سنن الكبرى للنسائی: 11496۔عمل اليوم والليلة للنسائی: 422۔مسنداحمد: 5/ 82۔مصنف عبدالرزاق: 20796۔مسند ابی يعلٰى: 1563۔صحيح ابن حبان: 6299۔دلائل النبوة للبيهقی: 1/ 264۔الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 1103، 1104۔الروايات مطولة ومختصرة۔

(890) صحيح، سنن ابی داود، كتاب التطوع، باب من فاتته متى يقضيهما، حديث: 1267۔سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ما جاء فيمن تفوته الركعتان قبل الفجر، حديث: 422۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فيمن فاتته الركعتان قبل صلاة الفجر، حديث: 1154۔ مسند احمد: 5/ 447۔صحيح ابن خزيمه: 1116۔ مصنف ابن ابی شيبة: 2/ 254۔سنن الدارقطنی: 1/ 384، 385۔ مستدرك للحاكم: 1/ 275۔سنن الكبرى للبيهقی: 2/ 483۔

رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَهُمَا هَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ، ((فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، يَرْوِي هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ

سعد بن سعید سے روایت کرتے تھے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز فجر کے بعد دو رکعتیں (جو پہلے پڑھنی تھیں) پڑھی جا سکتی ہیں، وہ رکعات جو کسی بھی نماز سے پہلے کی ہوں، اگر کسی وجہ سے پہلے نہ پڑھی جا سکیں تو ان کو فرض نماز کے بعد پڑھا جا سکتا ہے، مثلاً اگر نماز ظہر کی پہلی چار رکعات رہ جائیں تو وہ فرض نماز کے بعد پڑھنا درست ہے۔

بعض لوگوں کا نماز فجر کے بعد سنتیں پڑھنے سے منع کرنا درست نہیں ہے، دین اسلام جس چیز کی اجازت دے، اس کی ہمیں بھی اجازت دینی چاہیے، ورنہ سراسر گمراہی ہے، حدیث تقریری شریعت کا حصہ ہے، اور حجت ہے۔

## مسند يوسف بن عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ

### حدیث یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

[**891**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي الْهَيْثَمِ الْكُوفِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ يُوسُفَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، يَقُولُ: ((سَمَّانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُوسُفَ))

یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا نام رسول اللہ ﷺ نے یوسف رکھا ہے۔

فائدہ: ...... بچے کی پیدائش پر کسی معزز انسان کو حق دینا چاہیے کہ وہ بچے کا اچھا سا نام رکھے۔

انبیاء ورسولوں علیہم السلام کے نام پر نام رکھنا مسنون ہے، اور سب سے اچھے نام ''عبداللہ اور عبدالرحمٰن'' ہیں، افسوس کہ بُرے نام آج کل عام ہو رہے ہیں، جن پر خاص توجہ کی ضرورت ہے، اور ان کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

[**892**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّهُ سَمِعَ يُوسُفَ

محمد بن المنکدر نے کہا: میں نے یوسف بن عبداللہ بن سلام کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار میں سے ایک

(891) صحيح، الادب المفرد للبخاری: 367، 838۔شمائل ترمذی: 336۔مسنداحمد: 4/ 35۔معجم الكبير للطبرانی: 22/ 285۔الآداب للبيهقی: 46۔معجم الصحابة لابی نعيم: 6712۔معجم الصحابة لابن قانع: 3/ 232۔

(892) صحيح، سنن الكبرى للنسائی: 4224۔مسنداحمد: 4/ 35۔معجم الكبير للطبرانی: 22/ 286۔معجم الصحابة لابن قانع: 3/ 234۔

بْــنَ عَبْــدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِـرَجُـلٍ وَامْـرَأَـةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ اعْتَمِرَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ: ((فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ لَكُمَا كَحِجَّةٍ))

شخص اور ایک عورت کو فرمایا: تم دونوں رمضان میں عمرہ کرو، رمضان میں عمرہ کرنا تمھارے لیے مثل حج کے ہے۔

**فائدہ** :...... رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنے کو حج کے مثل کہا گیا ہے، سبحان اللہ۔ اس لیے رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی ترغیب دلانی چاہیے تاکہ لوگ اس زبردست فضیلت کو حاصل کر سکیں۔ بعض لوگوں پر حج فرض ہوتا ہے، اور وہ عمرہ کو ہی اپنے لیے کافی سمجھتے ہیں، یہ سراسر غلطی ہے، اور یہ بات بھی غلط ہے کہ ''جو شخص عمرہ کر لے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے'' اگر عمرہ کی استطاعت ہے تو عمرہ فرض ہے، اس کو پہلے ادا کیا جائے، لیکن اگر حج کی استطاعت ہے تو حج کا فریضہ پہلے ادا کیا جائے۔

## مسند حبيب بن مسلمة الفهري رضی اللہ عنہ

### حدیث حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ

[893]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنا يَزِيدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ الْأَزْدِيُّ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جَارِيَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَـمَةَ الْـفِهْـرِيِّ، قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((يَنْفُلُ الثُّلُثَ فِي بَدْئِهِ))

حبیب بن مسلمہ فہری نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا، آپ مال غنیمت سے ابتداء میں ایک حصے کا تیسرا حصہ نفل (زائد) دیتے تھے۔

**فائدہ** :...... مال غنیمت کو خلیفہ تقسیم کرے گا، اور خلیفہ مال غنیمت کا اندازہ لگا کر مجاہدین میں تقسیم کرے گا، اور اگر زائد دینا چاہے تو سب کو برابر برابر دے گا۔ جب جہاد تھا تو مسلمانوں کو بہت زیادہ مال غنیمت ملتا تھا، کفار پر رعب تھا اور ان کا مال کثیر بھی مسلمانوں کو مال غنیمت کے طور پر ملتا تھا، لیکن آج امت مسلمہ نے ''جہاد'' کو کچھ اور سمجھ لیا ہے۔

---

(893) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الجهاد، باب فيمن قال الخمس قبل النفل، حديث: 2748۔سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب النفل، حديث: 2851۔ مسنداحمد: 4/ 159۔سنن الدارمى: 2486۔مصنف عبدالرزاق: 9333۔ مصنف ابن ابى شيبة: 14/ 457۔ معجم الكبير للطبرانى: 3519۔مسند الشاميين: 628۔الاموال لابى عبيد: 798۔ مستدرك للحاكم: 3/ 133۔سنن الكبرى للبيهقى: 6/ 314۔سنن سعيد بن منصور: 2701۔

## مسند عبدالله بن ارقم الزهری رضی اللہ عنہ

### حدیث عبداللہ بن ارقم زہری رضی اللہ عنہ

[894]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَرْقَمَ الزُّهْرِيِّ، أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فَصَحِبَهُ قَوْمٌ، فَكَانَ يَؤُمُّهُمْ، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ يَوْمًا، وَقَدَّمَ رَجُلًا، وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلْيَبْدَأْ بِالْغَائِطِ))

عبداللہ بن ارقم زہری سے مروی ہے کہ وہ مکہ مکرمہ گئے اور ان کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے اور یہ ان کو نماز پڑھایا کرتے تھے، ایک دن نماز کے لیے اقامت کہی گئی تو انھوں نے ایک دوسرے شخص کو آگے کھڑا کیا اور خود یہ کہہ کر چلے گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جب نماز کی اقامت کہی جائے اور تم میں سے کسی کو رفع حاجت کی ضرورت پیش آئے تو وہ پہلے حاجت رفع کرے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں نماز کے آداب میں سے ایک اہم ادب کا ذکر ہے کہ اگر قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو پہلے اس سے فارغ ہونا چاہیے، پھر نماز پڑھنی چاہیے، خواہ جماعت کے بغیر ہی پڑھنی پڑھے۔ کیونکہ اگر قضائے حاجت کی ضرورت بھی ہو اور انسان ویسے ہی نماز پڑھے تو نماز میں خشوع وخضوع نہیں ہوگا، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر وہ کام جس سے نماز میں توجہ بٹ جائے، وہ نہیں کرنا چاہیے۔

## مسند كعب بن مالك الأنصاری رضی اللہ عنہ

### حدیث کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ

[895]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

کعب بن مالک کے بیٹے سے مروی ہے کہ جب جناب

(894) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب ایصلی الرجل وهو حاقن، حدیث: 88۔سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب ما جاء اذا اقيمت الصلاة ووجد احدكم الخلاء، حديث: 142۔سنن النسائی، کتاب الاقامة، باب العذر فی ترك الجماعة، حديث: 853۔سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی النهی للحاقن ان يصلی، حديث: 616۔ مسند احمد: 3/ 483۔سنن الدارمی: 1434۔مؤطا امام مالك، ص: 120۔ صحيح ابن خزيمه: 932۔صحيح ابن حبان: 2071۔مسند الشافعی: 1/ 111۔سنن الكبرى للبيهقی: 3/ 72۔

(895) صحيح، سنن الترمذی، کتاب فضل الجهاد، باب ما جاء فی ثواب الشهداء، حديث: 1641۔سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب ارواح المؤمنين وغيرهم، حديث: 2074۔سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذكر القبر والبلی، حديث: 4271۔ مسنداحمد: 6/ 386۔ مسند عبد بن حميد: 386۔مؤطا امام مالك، ص: 196۔معجم الكبير للطبرانی: 19/ 66۔تفسير عبدالرزاق: 1/ 139، 140۔البعث والنشور للبيهقی: 226۔غريب الحديث للحربی: 3/ 1218۔ تاريخ الكبير للبخاری: 5/ 305، 306۔صحيح ابن حبان: 4657۔

قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قَالَتْ لَهُ أُمُّ مُبَشِّرٍ: اقْرَأْ عَلَى مُبَشِّرٍ السَّلَامَ، فَقَالَ لَهَا كَعْبٌ: يَا أُمَّ مُبَشِّرٍ، أَهَكَذَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟، فَقَالَتْ: لَا أَدْرِي ضَعُفْتُ فَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، فَقَالَ كَعْبٌ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَّ نَسَمَةَ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ خَضِرٌ تَعْلَقُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ))

کعب پر موت کا وقت آیا تو ام مبشر نے کہا: میرے بیٹے! مبشر کو میرا سلام کہنا تو جناب کعب نے فرمایا: اے ام مبشر! کیا رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا ہے؟ تو اس نے کہا: میں نہیں جانتی، میں اب ضعیف ہو چکی ہوں، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتی ہوں، پس جناب کعب نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: تحقیق مومن کی روح سبز پرندہ کی صورت میں جنت کے میوے اور پھل کھاتی ہے۔

**فائدہ**: ...... جنت برحق ہے، اور اس کی نعمتیں برحق ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے تیار کی ہیں، سبز پرندوں کی شکل میں مومن کی روح ہوگی جہاں سے مرضی کھاتی پھرے گی، اور یہ حقیقت پر محمول ہے، دنیاوی سبز پرندوں کو مراد لینا غلط ہے، وہ تو جنتی پرندے ہوں گے، سبحان اللہ۔

## مسند عم ابن كعب بن مالك رضی اللہ عنہ

## ابن کعب بن مالک کے چچا رضی اللہ عنہ کی حدیث

[**896**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ، ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ بَعَثَ فُلَانًا - سَمَّاهُ الزُّهْرِيُّ - إِلَى ابْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ نَهَاهُ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ))

زہری نے کہا: مجھے خبر دی کعب بن مالک کے بیٹے نے، وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فلاں کو ابن ابی حقیق کے قتل کرنے کے لیے روانہ کیا تو اس کو عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

**فائدہ**: ...... جنگ میں کفار کے بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل کرنا منع ہے، بس ان کے نوجوانوں کو یا اس کو جو میدان قتال میں آجائے قتل کیا جائے گا۔ اسلام کس قدر اچھا دین ہے کہ اس نے کفار کو قتل کرنے میں بھی قوانین بنائے ہیں، جن کی پیروی کرنا ضروری ہے۔

(896) صحيح، مسند الشافعي، ص: 314۔مصنف ابن ابی شيبة: 12/ 381، 382۔ تاريخ الكبير للبخاری: 5/ 310۔ الاعتبار للحازمی، ص: 389، سنن سعيد بن منصور: 2627۔شرح معانی الآثار للطحاوی: 3/ 221۔سنن الكبری للبيهقی: 9/ 78۔

## مسند أبی ثعلبة الخشنی رضی اللہ عنہ

### حدیث ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ

[897]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ: ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ))، قَالَ الزُّهْرِيُّ: ((وَلَمْ أَسْمَعْ هَذَا الْحَدِيثَ حَتَّى أَتَيْتُ الشَّامَ))

ابو ثعلبہ خشنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ناخن والے درندوں کے کھانے سے منع کیا ہے۔ امام زہری نے کہا: مجھے اس حدیث کا علم تب ہوا جب میں شام گیا۔

**فائدہ**: ......''ناب'' کا معنی ہے ''کچلی'' سامنے کے چار دانتوں کے برابر والا دانت، یہ دونوں جانب ہوتے ہیں، جمع انیاب و ینوب۔ (القاموس الوحید: 1731) "السباع" کا معنی ہے ''درندہ'' پھاڑ کر کھانے والا جانور، دو دانت والا جانور جو انسان اور چوپایوں کو پھاڑ کر کھاتا ہے، جیسے شیر، بھیڑیا اور چیتا وغیرہ (القاموس الوحید: 740)۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر وہ درندہ جو کچلی والا ہے، حرام ہے اور (صحیح مسلم: 1934) میں ہے کہ ہر وہ پرندہ جو پنجے سے شکار کرتا ہے، وہ بھی حرام ہے، اسلام میں جتنی جامعیت ہے، اتنی جامعیت کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

## مسند إیاس بن عبد اللّٰہ بن أبی ذباب رضی اللہ عنہ

### حدیث ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ

[898]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ایاس بن عبد اللہ بن ذباب سے روایت ہے کہ رسول

(897) صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب اکل کل ذی ناب من السباع، حدیث: 5530۔صحیح مسلم، کتاب الذبائح والصید، باب اکل کل ذی ناب من السباع، حدیث: 1932۔سنن ابی داود، کتاب الاطعمة، باب النهی عن اکل السباع، حدیث: 3802۔سنن الترمذی، کتاب الاطعمة، باب ما جاء فی کراهیة کل ذی ناب، حدیث: 1477۔ سنن النسائی، کتاب الصید والذبائح، باب تحریم اکل السباع، حدیث: 4330۔سنن ابن ماجه، کتاب الصید، باب اکل کل ذی ناب من السباع، حدیث: 3232۔مسند احمد: 4/ 194۔سنن الدارمی: 1986، مؤطا امام مالك، ص: 314۔ مسند الشافعی: 2/ 172، 173۔مصنف ابن ابی شیبة: 5/ 398۔صحیح ابی عوانة: 5/ 137۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: 4/ 190۔صحیح ابن حبان: 5279۔

(898) صحیح، سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی ضرب النساء، حدیث: 2146۔سنن ابن ماجه، کتاب النکاح، باب ضرب النساء، حدیث: 1746۔ سنن الکبری للنسائی: 9122۔سنن الدارمی: 2225۔طبقات ابن سعد: 8/ 148۔ مصنف عبدالرزاق: 17945۔ معجم الکبیر للطبرانی: 784۔سنن الکبری للبیهقی: 7/ 304۔ ⇦⇦

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَضْرِبُوا إِمَاءَ اللّٰهِ)) ، قَالَ: فَجَاءَ عُمَرُ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ مُذْ نَهَيْتَ عَنْ ضَرْبِهِنَّ ، فَأَذِنَ لَهُمْ ، فَضَرَبُوا ، فَأَطَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيرٌ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ أَطَافَ اللَّيْلَةَ بِآلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُونَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَشْتَكِي زَوْجَهَا ، وَلَا تَجِدُونَ أُولَئِكَ خِيَارَكُمْ))

اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بندیوں (خواتین) کو نہ مارا کرو۔ عمر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! جب سے آپ نے عورتوں کو مارنے کی ممانعت کی ہے عورتوں نے اپنے خاوندوں سے جرأت کرنا اور بگاڑ کرنا شروع کر دیا ہے، آپ نے اجازت دی تو مردوں نے اپنی خواتین کو مارا، تو رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں خواتین کثیر تعداد میں شکایات لے کر حاضر ہوئیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات محمد کے آل کے پاس ستر عورتیں حاضر ہوئیں، وہ سب ہی اپنے خاوندوں کی شکایت کر رہی تھیں، ان مردوں کو تم اچھے انسان نہیں پاؤ گے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں بیویوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے، اس سے مراد ایسی مار ہے جس سے اس کی ہڈی وغیرہ ٹوٹ جائے، ہلکی پھلکی ڈانٹ اور مسواک وغیرہ سے مارنا ادب کی خاطر درست ہے۔ علم کی کمی ہے جس کی وجہ سے مرد اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی بات پر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو قرآن وحدیث کا فہم عطا فرمائے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مظلوم اپنی شکایت حاکم وقت تک پہنچا سکتا ہے، اور یہ غیبت نہیں ہے۔

## مسند حجاج الأسلمی رضی اللہ عنہ

### حدیث حجاج اسلمی رضی اللہ عنہ

[**899**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ الْحَجَّاجِ الْأَسْلَمِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا

حجاج اسلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! رضاعت (دودھ پلانے) کا حق میرے اوپر سے کون سی چیز اتارتی اور ادا

⇐ مسند الشافعی : 2/ 28۔ مستدرك للحاكم: 2/ 188۔

(899) حسن ، سنن ابی داود ، كتاب النكاح ، باب فی الرضخ عند الفصال ، حديث: 2064۔سنن الترمذی ، كتاب الرضاع ، باب ما جاء ما يذهب مذمة الرضاع ، حديث: 1153۔سنن النسائی ، كتاب النكاح ، باب حق الرضاع وحرمته ، حديث: 3331۔ مسند احمد: 3/ 450۔سنن الدارمی : 2259۔مصنف عبدالرزاق: 13956۔مسند ابی یعلٰی : 6835۔ صحيح ابن حبان: 4230۔ سنن الكبری للبيهقی: 7/ 464۔

رَسُولَ اللّٰهِ، مَا يُذْهِبُ عَنِّي مَذَمَّةَ الرِّضَاعِ؟ قَالَ: ((الْغُرَّةُ الْعَبْدُ أَوِ الْأَمَةُ))

کرتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک پیشانی: ایک غلام یا ایک لونڈی۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں رضاعت (وہ عورت جس نے کسی دوسرے بچے کو دودھ پلایا ہے) کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

## مسند سعد بن محيصة بن مسعود الأنصاري رضی اللہ عنہ

### حدیث سعد بن محیصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ

[900]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَرَامُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ سُفْيَانُ: هَذَا الَّذِي لَا شَكَّ فِيهِ، وَأَرَاهُ قَدْ ذَكَرَ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ مُحَيِّصَةَ، سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ كَسْبِ حَجَّامٍ لَهُ، ((فَنَهَاهُ عَنْهُ))، فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهُ حَتَّى قَالَ لَهُ: ((اعْلِفْهُ نَاضِحَكَ، أَوْ أَطْعِمْهُ رَقِيقَكَ))

سعد بن محیصہ نے کہا: ان کے والد محیصہ نے پچھنے (خون نکالنے) لگانے کی اجرت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے اس سے منع کر دیا، یہ بار بار پوچھتے اور کلام کرتے رہے، آخر کار آپ نے فرمایا: وہ اجرت اپنی اونٹنی کے چارہ پر صرف کر دے یا اپنے غلام کو کھلا دے۔

**فائدہ**: ...... (1) سینگی لگانا ایک طریق علاج جس میں خاص طریقے سے جسم سے خون نکالا جاتا ہے۔ اسے پچھنے لگانا بھی کہتے ہیں۔

(2) سینگی لگانے کی اجرت حرام نہیں ورنہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ کو سینگی لگانے کی اجرت نہ دیتے۔ البتہ نبی ﷺ کے منع فرمانے کی وجہ سے اسے ضرورت کے بغیر لینا جائز نہیں، تاہم ضرورت کی بنا پر اس کی اجرت دی اور لی جا سکتی ہے۔ اونٹوں کو کھلانے کا حکم دینے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجرت حرام نہیں بلکہ ضرورت کے بغیر لینا مکروہ ہے۔

---

(900) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الاجارة، باب فى كسب الحجام، حديث: 3422۔سنن الترمذى، كتاب البيوع، باب ما جاء فى كسب الحجام، حديث: 1277۔سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب كسب الحجام، حديث: 2166۔ مسند احمد: 5/ 435، 436۔تاريخ الكبير للبخارى: 8/ 53، 54۔مسند الشافعى: 2/ 166۔شرح معانى الآثار للطحاوى: 4/ 133۔سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 337۔

## مسند عبد الله بن الزبير رضي الله عنه

### حدیث عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

[901]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثنا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، أَنَّهُـمَـا سَـمِـعَـا عَـامِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ ((رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَـدْعُـو فِي الصَّلَاةِ هَكَذَا)) وَقَبَضَ الْحُمَيْدِيُّ أَصَـابِعَهُ الْأَرْبَعَةَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ قَالَ أَبُو عَلِيٍّ يَعْنِي بِشْرَ بْنَ مُوسَى: ((أَبُو بَكْرٍ الَّذِي وَصَفَ لَنَـا)) ، قَـالَ الْحُمَيْدِيُّ: وَقَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ زِيَـادُ بْـنُ سَـعْـدٍ قَدْ حَدَّثَنِي بِأَرْبَعَةٍ سَمَاعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَوَيْتُهُ فَنَسِيتُهُ إِلَّا هَذَا، فَقَالَ لِي زِيَادٌ: إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةٌ

عامر بن عبداللہ اپنے باپ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دعا کرتے دیکھا کہ نماز میں اس طرح کیا: حمیدی نے اپنی چار انگلیاں بند کر کے سبابہ کے ساتھ اشارہ کیا۔ ابوعلی بشر بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر (حمیدی) نے ہمارے سامنے یہ کر کے دکھایا، امام حمیدی کہتے ہیں: سفیان نے کہا: زیاد بن سعد نے چار روایات ایسی بیان کی ہیں جو انھوں نے ابن زبیر کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہیں، میں نے ان میں سے صرف یہی ایک روایت بیان کی ہے، باقی میں بھول گیا ہوں، زیاد نے کہا: وہ چار روایات ہیں۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں تشہد میں دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی سے اشارہ کرنے کا ذکر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ انگلی کو پورے تشہد میں کھڑا رکھا جائے، انگلی کو حرکت دیتے رہنا غلط ہے، محدثین نے یُحَرِّكُ کا معنی لکھا ہے کہ انگلی کو حرکت دیتے ہوئے کھڑا رکھنا ہے، اور پھر اس کو کھڑا ہی رکھنا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ تشہد میں شروع سے لے کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ دونوں طرف کہنے تک انگلی کو کھڑا رکھنا چاہیے۔

## مسند ناجية الخزاعي رضي الله عنه صاحب بدن رسول الله ﷺ

### حدیث ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ، وہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کے نگران تھے

[902]...... حَـدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ناجیہ خزاعی جو رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کے

(901) صـحـيـح بهذا اللفظ سنن ابى داود، كتاب الصلاة، حديث: 989۔سـنـن النسائى، كتاب السهو، حديث: 1271۔مسنداحمد: 4/ 3۔سنن الدارمى: 1344۔مسند ابى يعلى: 6808۔شرح السنة: 676۔صحيح ابى عوانة: 2/ 226، 227۔سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 131، 132۔معجم الكبير للطبرانى: 13/ 70۔

(902) صحيح سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب فى الهدى اذا عطب قبل ان يبلغ، حديث: 1762۔ ⇦⇦

قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ صَاحِبِ بُدْنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ؟ قَالَ: ((انْحَرْهُ، ثُمَّ اغْمِسْ خُفَّهُ فِي دَمِهِ، ثُمَّ اضْرِبْ بِهَا صَفْحَتَهُ، ثُمَّ خَلِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ))

نگران تھے، انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر کوئی اونٹ مرنے لگے تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: اس کو ذبح کر، پھر اس کے پاؤں پر خون لگا، پھر اس کے پہلو پر (ہدیۂ کعبہ) کا نشان مار کر لوگوں کے لیے چھوڑ دے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی جانور مرنے لگے تو اس کو ذبح کر دینا چاہیے تا کہ اس کے گوشت سے لوگ فائدہ اٹھا سکیں، اور یہ عام ہے، لیکن جو جانور ہدی کے لیے خاص کیا گیا ہو، اور وہ جانور بیت اللہ کی طرف لے جایا جا رہا ہو، وہ بیماری وغیرہ کی وجہ سے مرنے لگے تو اس کو ذبح کر لینا چاہیے، اس کے پاؤں کو خون لگا دینا چاہیے، اور اس کے پہلو پر خون کا نشان لگا دینا چاہیے۔ اس جانور کے گوشت سے خود کچھ نہیں کھانا چاہیے، لیکن اس محلے اور شہر کے رہنے والے لوگ اس سے کھا سکتے ہیں۔

## مسند صفوان بن عسال المرادی

### حدیث صفوان بن عسال مرادی

[903]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَاصِمُ ابْنُ بَهْدَلَةَ، أَخْبَرَنَا زِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ، قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ

زر بن حبیش نے کہا: میں صفوان بن عسال مرادی کے پاس گیا تو انھوں نے مجھ سے فرمایا: تم کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا: علم کی تلاش میں، تو انھوں نے فرمایا: طالب علم کے

سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء اذا عطب الهدی ما يصنع به، حديث: 910۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب فی الهدی اذا عطب، حديث: 3106۔سنن الكبرى للنسائی: 4123۔مسند احمد: 4/ 334۔سنن الدارمی: 1915۔ صحيح ابن خزيمه: 2577۔مصنف ابن ابی شيبة: 4/ 33۔شرح مشكل الآثار للطحاوی: 1320۔مستدرك للحاكم: 1/ 447۔ سنن الكبرى للبيهقی: 5/ 243۔

(903) حسن، سنن الترمذی، كتاب الدعوات، باب ما جاء فی فضل التوبة والاستغفار، حديث: 3535۔سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب الوضوء من الغائط، حديث: 158۔سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، حديث: 226۔وكتاب الفتن، باب طلوع الشمس من مغربها، حديث: 4070۔ مسنداحمد: 4/ 239، 240۔ مصنف عبدالرزاق: 795۔معجم الكبير للطبرانی: 7353۔ الزوائد على الزهد لابن المبارك: 1096۔ صحيح ابن حبان: 1321۔حلية الاولياء لابی نعيم: 7/ 308۔الروايات مطولة ومختصرة۔

الْـمُرَادِيَّ، فَقَالَ لِي: مَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ: ابْتِغَاءُ الْعِلْمِ، قَالَ: أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ، قُلْتُ: حَاكَ فِي نَفْسِي مَسْحٌ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، وَكُنْتَ امْرَءًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَتَيْتُكَ أَسْأَلُكَ هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ))، قُلْتُ: أَسَمِعْتَهُ يَذْكُرُ الْهَوَى بِشَيْءٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَهُ فِي مَسِيرٍ لَهُ إِذْ نَادَاهُ أَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَهُ جَهُورِيٍّ، يَا مُحَمَّدُ، فَأَجَابَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِنَحْوٍ مِنْ صَوْتِهِ: ((هَاؤُمُ))، فَقُلْنَا لَهُ: اغْضُضْ مِنَ صَوْتِكَ، فَإِنَّكَ نُهِيتَ عَنْ هٰذَا، فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ لَا أَغْضُضُ مِنْ صَوْتِي، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ، وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ، قَالَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ))، قَالَ: قَالَ: ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُحَدِّثُنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى قَالَ: ((إِنَّ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ بَابًا مَسِيرَةُ عَرْضِهِ أَرْبَعُونَ أَوْ سَبْعُونَ عَامًا، فَتَحَهُ اللّٰهُ لِلتَّوْبَةِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَلَا يُغْلِقُهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ))

پاؤں تلے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں اس چیز سے خوش ہو کر جو وہ طلب کر رہا ہوتا ہے، میں نے کہا: مجھے رفع حاجت کے بعد موزوں پر مسح کرنے میں شک اور تردد ہے اور آپ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں، اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں تا کہ آپ سے سوال کروں کہ آیا آپ نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ اگر ہم مسافر ہوں تو تین ایام تک ہم اپنے موزے نہ نکالیں مگر جنابت سے لیکن نہ نکالیں بول براز اور نیند سے، میں نے کہا: کیا آپ کو محبت کے متعلق بیان کرتے بھی سنا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں، اتفاقاً ہم لوگ آپ کے ساتھ سفر میں چل رہے تھے تو ایک بلند آواز والے اعرابی نے کہا: یا محمد (ﷺ)! رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح بلند آواز دے کر فرمایا: آجا، ہم نے اس کو کہا: اپنی آواز پست کر، کیونکہ اس کی ممانعت کی گئی ہے، اس نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! میں تو اپنی آواز پست نہیں کروں گا، اس نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! کوئی آدمی کسی قوم سے محبت کرتا ہو اور ان تک نہ پہنچا ہو؟ آپ نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہوگا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ہم سے بیان فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا: مغرب کی طرف ایک دروازہ ہے، اس کی چوڑائی کا فاصلہ چالیس یا ستر سال کا راستہ ہے، وہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لیے کھولا ہوا ہے جس دن سے زمین و آسمان پیدا کیے ہیں اور اس کو سورج کے مغرب کی طرف سے طلوع ہونے سے

پہلے بند نہیں کریں گے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں طالب علم کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ فرشتے اس کے لیے پَر بچھاتے ہیں۔ ، نیز موزوں پر مسح کرنا ثابت ہے، مسافر تین دن اور تین راتوں تک موزوں پر مسح کر سکتا ہے، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر اس نیند سے وضوٹوٹ جاتا ہے جس کو نیند کہا جا سکتا ہے، خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ، کیونکہ اس حدیث میں نیند کا ذکر پیشاب اور پاخانے کے ساتھ کیا گیا ہے، جس طرح پیشاب اور پاخانہ تھوڑا خارج ہو یا زیادہ، اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح نیند تھوڑی ہو یا زیادہ اس سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے۔ نیز جس بھی حالت میں نیند آ جائے، وضو ٹوٹ جاتا ہے، جس طرح پیشاب اور پاخانہ جس حالت میں بھی نکل جائے، وضوٹوٹ جاتا ہے۔

## مسند عبد الرحمن بن حسنة رضی اللہ عنہ

## عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

[904]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ حَسَنَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُسْتَتِرٌ بِحَجَفَةٍ، فَقَالُوا: يَبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ أَحَدَهُمُ الْبَوْلُ قَرَضَهُ بِالْمَقَارِيضِ، فَنَهَاهُمْ صَاحِبُهُمْ عَنْ ذَاكَ، فَهُوَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ))

عبدالرحمٰن بن حسنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے چمڑے کی ڈھال سے پردہ کیا تو لوگوں نے کہا: وہ اس طرح پیشاب کرتے ہیں جیسے ایک عورت پیشاب کرتی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر بنی اسرائیل میں سے کسی کے کپڑے کو پیشاب لگتا تو وہ اس کو قینچی سے کاٹ دیتا تو ان کے ایک آدمی نے ان کو اس سے منع کیا، پس اس آدمی کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب اور پاخانے کے وقت مکمل پردے کا اہتمام کرنا چاہیے، نیز شریعت اسلامی کس قدر آسان شریعت ہے کہ بنی اسرائیل کے لیے حکم تھا کہ اگر کپڑے وغیرہ کو پیشاب لگ جائے تو انھیں وہ کپڑا کاٹنا پڑتا تھا، لیکن ہماری شریعت نے اس کو دھونے کا حکم دیا ہے نہ کہ کاٹنے کا۔

(904) اسناده ضعيف، سلیمان الاعمش مدلس راوی ہے، اور تصریح بالسماع ثابت نہیں ہے۔ سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب الاستبراء من البول، حدیث: 22۔ سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب البول الی سترة یستتربها، حدیث: 30۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب التشدید فی البول، حدیث: 346۔ مسنداحمد: 4/ 196۔ مصنف ابن ابی شیبة: 1/ 122۔ مسند ابی یعلٰی: 932۔ صحیح ابن حبان: 3127۔ مستدرك للحاكم: 1/ 184۔ الاوسط لابن المنذر: 1/ 337۔ سنن الکبری للبیهقی: 1/ 104۔

## مسند مالك الجشمي رضي الله عنه

### حدیث مالک جشمی رضی اللہ عنہ

[905]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزَّعْرَاءِ عَمْرُو بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَمِّهِ أَبِي الْأَحْوَصِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْجُشْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَصَعَّدَ فِيَّ الْبَصَرَ وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَرَبُّ إِبِلٍ أَنْتَ، أَوْ رَبُّ غَنَمٍ؟))، وَكَانَ يُعْرَفُ رَبُّ الْإِبِلِ مِنْ رَبِّ الْغَنَمِ بِهَيْئَتِهِ، فَقُلْتُ: مِنْ كُلٍّ قَدْ آتَانِيَ اللَّهُ فَأَكْثَرَ، فَقَالَ: ((أَلَسْتَ تُنْتِجُهَا وَافِيَةً أَعْيُنُهَا وَآذَانُهَا فَتَجْدَعُ هَذِهِ وَتَقُولُ صُرْمٌ، وَتُهِنُ هَذِهِ فَتَقُولُ بَحِيرَةٌ، وَسَاعِدُ اللَّهِ أَشَدُّ، وَمُوسَاهُ أَحَدُّ، لَوْ شَاءَ أَنْ يَأْتِيَكَ بِهَا صَرْمَاءَ فَعَلَ))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَامَ تَدْعُو؟ قَالَ: ((لَا شَيْءَ إِلَّا اللَّهَ وَالرَّحِمَ))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا بُعِثْتَ بِهِ؟ قَالَ: أَتَتْنِي رِسَالَةٌ مِنْ رَبِّي فَضِقْتُ بِهَا ذَرْعًا، وَخِفْتُ أَنْ يُكَذِّبَنِي قَوْمِي، فَقِيلَ لِي: لَتَفْعَلَنَّ أَوْ لَنَفْعَلَنَّ كَذَا، وَكَذَا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَأْتِينِي ابْنُ عَمِّي، فَأَحْلِفُ أَنْ لَا أُعْطِيَهُ، وَلَا أَصِلَهُ، قَالَ: ((كَفِّرْ عَنْ

عوف بن مالک جشمی اپنے باپ سے راوی ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے نگاہ اٹھا کر غور سے مجھے دیکھا پھر فرمایا: زیادہ اونٹوں والا اور زیادہ بکریوں والا اپنی اسی صورت میں ہے؟ اونٹوں والے بکریوں والے سے ممتاز طور پر پہچانے جاتے تھے، میں نے کہا: ان چوپایوں میں سے ہر قسم کے اللہ تعالیٰ نے بہت دیے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو وہی نہیں ہے جب مویشی بچے دیتے اور ان کی آنکھ کان وغیرہ درست اور پورے ہوتے تو تو ان کے کان کاٹتا اور کہتا: ریوڑ ہوگا اور بچوں کو کمزور کرتا اور کہتا: بحیرہ ہے، اللہ کا دست قدرت مضبوط اور اس کا استرہ بڑا تیز ہے، وہ چاہے تو تیرے مال میں کان کٹے مویشی ہی پیدا کر دے، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی کی طرف نہیں صرف اللہ تعالیٰ کی طرف اور صلہ رحمی کی طرف دعوت دیتا ہوں، میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کس چیز کے ساتھ آپ مبعوث کیے گئے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس میرے رب کی رسالت اور پیغام آیا تو میرا سینہ تنگ ہوا اور میں اپنی قوم کی تکذیب سے خوف کھانے لگا

---

(905) صحيح، سنن ابن ماجه، كتاب الكفارات، باب من حلف على يمين فراى غيرها خيرا منها، حديث: 2109۔سنن النسائى، كتاب الايمان والنذور، باب الكفارة بعد الحنث، حديث: 3819۔مسنداحمد: 4/ 136، 137۔خلق افعال العباد للبخارى: 167۔ معجم الكبير للطبرانى: 19/ 283۔

يَـمِينِكَ))، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ عَبْـدَانِ أَحَـدُهُـمَـا لَا يَـخُونُكَ، وَلَا يَكْتُمُكَ حَـدِيثًـا، وَلَا يَـكْـذِبُكَ، وَالْآخَرُ، يَكْذِبُكَ وَيَـكْتُـمُكَ، وَيَـخُونُكَ، أَيُّهُمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ)) ؟، قُـلْـتُ: الَّـذِي لَا يَكْذِبُنِي، وَلَا يَخُونُنِي، وَلَا يَـكْتُـمُـنِـي، قَـالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَكَذَلِكَ أَنْتُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ))

تو مجھے کہا گیا کہ یا تو اس رسالت کا بوجھ اٹھا ورنہ تیرے ساتھ ایسا اور ایسا کیا جائے گا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میرے پاس میرے چچا کا بیٹا آیا کرتا ہے اور میں قسم کھایا کرتا ہوں کہ میں تیرے ہاتھ میں کچھ نہیں دوں گا اور نہ صلہ رحمی کروں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم کا کفارہ ادا کر اور صلہ رحمی کر، اس نے کہا: مزید کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر تیرا ایک غلام ایسا ہو کہ وہ نہ تو تیری خیانت کرے نہ بات چھپائے نہ جھوٹ بولے اور دوسرا غلام تیری خیانت بھی کرے تجھ سے بات بھی چھپائے اور جھوٹ بھی بولے تو ان دو میں سے تیرے نزدیک کون تجھے زیادہ پسند ہوگا؟ میں نے کہا: وہ جو نہ تو جھوٹ بولے نہ میری خیانت کرے اور نہ مجھ سے بات چھپائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بھی تمھارے رب کے نزدیک اسی طرح ہو۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور صلہ رحمی کی دعوت دینی چاہیے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث کی خالص دعوت سے لوگ دشمنی پر اتر آتے ہیں تو ہمیں ان کی دشمنی کی پروا نہیں کرنی چاہیے، اس میں علماء کرام کے لیے واضح نصیحت ہے کہ انھیں ڈٹ کر اور صبر واستقامت کا پہاڑ بن کر دین کی تبلیغ کرتے رہنا چاہیے، اور لوگوں کی مخالفت کی پروا نہیں کرنی چاہیے، علمائے حق کی یہی نشانی ہے اور رہے علماء سو جو لوگوں کے افکار کے مطابق شریعت کو بدل دیتے ہیں، قرآن وحدیث کی بجائے بدعات وخرافات کی تائید کرتے ہیں، صرف اس وجہ سے کہ لوگ ہماری مخالفت نہ کریں، اللہ تعالیٰ ایسے علماء کو سمجھ عطا فرمائے، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ لوگوں کو مثالیں دے کر سمجھانا چاہیے، اس سے بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

## مسند وابصة بن معبد رضی اللہ عنہ

### حدیث وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ

[**906**]...... حَـدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، ہلال بن یساف نے کہا: میں اور زیاد بن ابی جعد مقام رقہ

(906) صحيح، سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب الرجل يصلی وحده خلف الصف، حديث: 682۔سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ما جاء فی الصلاة خلف الصف وحده، حديث: 230، 231۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، حديث: 1004۔ مسند احمد: 4/ 228۔سنن الدارمی: 1289۔ مسند الشافعی: 1/ 107۔مصنف ابن ابی شيبة: 2/ 192، 193۔ صحيح ابن حبان: 2200۔سنن الكبری للبيهقی: 3/ 104، 105۔

قَالَ: ثنا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَزِيَادُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ بِالرَّقَّةِ، فَأَخَذَ بِيَدِي زِيَادُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ فَأَقَامَنِي عَلَى رَجُلٍ بِالرَّقَّةِ، فَقَالَ: زَعَمَ هَذَا، ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيدَ)) وَاسْمُهُ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبَدٍ

میں تھے، زیاد بن جعد نے میرا ہاتھ پکڑا اور رقہ میں ایک شخص کے سامنے لے جا کھڑا کیا اور کہا: یہ شخص گمان کرتا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو نماز باجماعت میں صف کے پیچھے اکیلا کھڑا دیکھا تو اس کو حکم دیا کہ وہ اپنی نماز دوبارہ پڑھے اور حدیث بیان کرنے والے اس شخص کا نام وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ ہے۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اکیلے شخص کو صف میں کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھنی چاہیے، لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ جب پہلی صف نامکمل ہو، اس کی وضاحت سنن دارقطنی میں آتی ہے۔

## مسند وائل بن حجر الحضرمی رضی اللہ عنہ

### حدیث وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ

[**907**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: سَمِعْتُ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيَّ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَرَأَيْتُهُ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ أَضْجَعَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَبَسَطَهَا، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى

وائل بن حجر حضرمی نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اسی طرح جب رکوع جاتے اور جب وہ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے اور میں نے دیکھا کہ نماز میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا کرتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر سیدھا رکھتے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھتے اور دو انگلیوں کو بند کرتے اور دائرہ بنا کر اس طرح دعا کرتے تھے، اور حمیدی نے اپنی شہادت کی انگلی کھڑی کر دی، جناب وائل نے فرمایا: پھر ان لوگوں کے پاس موسم

(907) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب رفع اليدين فى الصلاة، حديث: 726ـ سنن النسائى، كتاب الافتتاح، باب موضع اليمين من الشمال، حديث: 890ـ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب رفع اليدين اذا ركع واذا رفع، حديث: 867ـ جزء رفع اليدين: 26، 30ـ مسند احمد: 4/ 316ـ سنن الدارمى: 1364ـ صحيح ابن خزيمه: 478، 7713ـ مسند الشافعى: 1/ 73ـ مصنف ابن ابى شيبة: 1/ 244، 284ـ معجم الكبير للطبرانى: 22/ 36ـ سنن الدارقطنى: 1/ 290ـ

فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً وَدَعَا هَكَذَا)) وَنَصَبَ الْحُمَيْدِيُّ السَّبَّابَةَ، قَالَ وَائِلٌ: ((ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فِي الشِّتَاءِ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي الْبَرَانِسِ))

سرما میں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے برانس لباس میں ملبوس ہیں اور رفع الیدین کر رہے ہیں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں نماز میں رفع الیدین کرنے کا ثبوت ہے کہ نماز کے شروع میں، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنی چاہیے، اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ چادر کے اندر سے بھی رفع الیدین کرنا درست ہے۔

[**908**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِدَلْوٍ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، وَمَضْمَضَ، ثُمَّ مَجَّهُ فِي الدَّلْوِ مِسْكًا، أَوْ قَالَ أَطْيَبَ مِنَ الْمِسْكِ، وَاسْتَنْثَرَ خَارِجًا مِنَ الدَّلْوِ))

عبدالجبار بن وائل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے پاس زمزم کے پانی کا ڈول لایا گیا، آپ نے پیا اور پھر وضو کیا اور منہ میں پانی ڈالا اور ڈول میں خوشبو ڈالی یا کہا: بہت عمدہ خوشبو ڈالی اور ڈول سے باہر ناک چھینٹا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آب زمزم سے وضو کرنا درست ہے، یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن یہ مسئلہ ٹھیک ہے۔

## مسند عبد الله بن مغفل رضي الله عنه

## حدیث عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ

[**909**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

سعید بن جبیر نے فرمایا: عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے ایک

---

(908) اسناده ضعيف، عبدالجبار کی اپنے والد وائل رضی اللہ عنہ سے روایت منقطع ہے۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب المج فى الاناء، حديث: 659۔مسند احمد: 4/ 316۔معجم الكبير للطبراني: 22/ 31۔اخبار مكة للفاكهي: 1136۔دلائل النبوة للبيهقي: 6/ 69۔

(909) صحيح مسلم، كتاب الصيد، حديث: 1954۔سنن ابن ماجه، كتاب الصيد، حديث: 3226۔مسند احمد: 4/ 87۔سنن الدارمي: 445۔مسند الطيالسي: 919۔ مصنف عبد الرزاق: 20497۔مسند ابي عوانة: 5/ 186، 187۔شرح السنة للبغوي: 2575۔صحيح البخاري، كتاب الصيد، باب الخذف والبندقة، حديث: 5479۔سنن ابي داود: 5270۔الادب المفرد: 905۔ سنن النسائي: 4819۔ من طريق آخر عن عبدالله بن مغفل۔

قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: خَذَفَ قَرَابَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عِنْدَهُ، فَنَهَاهُ عَنْهَا، وَقَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْهَا، وَقَالَ: إِنَّهَا لَا تَصِيدُ صَيْدًا، وَلَا تَنْكَأُ عَدُوًّا، وَإِنَّهَا تَفْقَأُ الْعَيْنَ، وَتَكْسَرُ السِّنَّ فَعَادَ فَخَذَفَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ مُغَفَّلٍ: ((أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْهَا وَتَعُودُ، لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا))

قرابت دار نے ٹھیکری پھینکی تو انھوں نے اس آدمی کو اس سے منع کیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے ممانعت فرمائی ہے اور فرمایا ہے: اس سے نہ تو شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس سے دشمن روکا جاتا ہے اور اس سے آنکھ نکل جاتی ہے اور دانت ٹوٹتا ہے، اس آدمی نے دوبارہ ٹھیکری پھینک دی تو عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں کہ آپ نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے اور تو دوبارہ وہی کچھ کرتا ہے؟ میں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔

**فائدہ** :......مطلب یہ ہے کہ کھیل کوئی با مقصد ہونا چاہیے، بلاوجہ کنکریاں پھینکنا فضول حرکت ہے جس سے کسی کی آنکھ یا دانت ضائع ہو سکتا ہے۔ اس حدیث میں آج کل محلے کے راستوں میں کرکٹ کھیلنے والوں کے لیے راہنمائی ہے کہ انھیں اس ایذا رسانی سے باز آ جانا چاہیے۔

## مسند عطية القرظي رضي الله عنه

### حدیث عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ

[910]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيَّ، يَقُولُ: ((كُنْتُ يَوْمَ حَكَمَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ غُلَامًا، فَنَظَرُوا إِلَى مُؤْتَزَرِي، فَلَمْ يَجِدُونِي أَنْبَتُّ، فَهَا أَنَا ذَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ))

عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ دیا، میں لڑکا ہی تھا تو لوگوں نے میری ازار میں دیکھا تو مجھے ابھی بال نہیں اگے تھے، تو یہ دیکھو میں تمھارے درمیان موجود ہوں۔

(910) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الحدود، باب فى الغلام يصب الحد، حديث: 4404ـ سنن الترمذى، كتاب السير، باب ما جاء فى النزول على الحكم، حديث: 1584ـ سنن النسائى، كتاب الطلاق، باب متى يقطع طلاق الصبى، حديث: 3460ـ سنن ابن ماجه، كتاب الحدود، باب من لا يجب عليه الحد، حديث: 2541ـ مسند احمد: 4/ 383ـ سنن الدارمى: 2467ـ شرح معانى الآثار للطحاوى: 3/ 216ـ صحيح ابن حبان: 4782ـ معجم الكبير للطبرانى: 17/ 164ـ مستدرك للحاكم: 4/ 390ـ مصنف عبدالرزاق: 18743ـ طبقات ابن سعد: 2/ 76، 77ـ من طرق عن عبدالملك بن عمير به۔

فائدہ :......(1) بنوقریظہ کا مسلمانوں سے یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف قریش مکہ کی مدد نہیں کریں گے لیکن بنونضیر کے سردار حی بن اخطب کے بہکانے سے بنوقریظہ کا سردار کعب بن اسد عہد شکنی پر آمادہ ہو گیا۔ اور بنوقریظہ نے جنگ خندق میں عملاً کفار کی مدد کی، اور ایسی کارروائیاں کیں جس سے مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ ہوا۔ اس طرح قبیلہ بنوقریظہ عہد شکنی کا مرتکب ہوا۔ جنگ خندق سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوقریظہ کی بستی کا محاصرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا اور وہ ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہو گئے اور کہا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو فیصلہ کریں گے وہ ہمیں قبول ہوگا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ بنوقریظہ کے سب مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کا مال اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ (الرحیق المختوم: 509) (2) جوانی کی علامت زیر ناف بال آجانا ہے، یا داڑھی اور مونچھوں کا اگ آنا ہے۔ (3) نابالغ بچوں پر حد نافذ نہیں ہوتی البتہ مناسب تعزیر لگائی جا سکتی ہے۔

[911]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: سَـمِـعْـتُ رَجُلًا فِـي مَسْـجِدِ الْكُوفَةِ، يَقُولُ: ((كُـنْـتُ يَـوْمَ حَـكَـمَ سَـعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي بَنِي قُـرَيْـظَةَ غُلَامًا، فَشَكُّوا فِي، فَنَظَرُوا إِلَيَّ فَلَمْ يَجِدُوا الْمَواسِيَّ جَرَتْ عَلَيَّ فَاسْتُبْقِيتُ))

مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے مسجد کوفہ میں ایک آدمی کو کہتے سنا کہ بنوقریظہ کے دن میں لڑکے جیسا ہی تھا، میری بلوغت میں لوگوں کو شک پیدا ہوا تو انھوں نے مجھے دیکھا، انھیں استرا پھیرا ہوا نظر نہیں آیا تو مجھے باقی رکھا گیا۔

## مسند أبي جحيفة وهب السوائي رضي الله عنه

## ابوجحیفہ وہب سوائی رضی اللہ عنہ کی مرویات

[912]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: مَشَيْتُ مَعَ أَبِي

ابن ابی خالد نے کہا: میں ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز جمعہ کے لیے جارہا تھا تو میں نے ان سے سوال کیا: کیا آپ

(911) صحيح، سنن الكبرى للنسائي: 8619ـ صحيح ابى عوانة: 4/ 55ـ مستدرك للحاكم: 2/ 123ـ سنن الكبرى للبيهقى: 6/ 58ـ معجم الكبير للطبرانى: 17/ 165ـ من طريق مجاهد عن عطية القرظى۔

(912) صحيح البخارى، كتاب المناقب، باب صفة النبى صلى الله عليه وسلم، حديث: 3543ـ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب شيبه صلى الله عليه وسلم، حديث: 2343ـ سنن الترمذى، كتاب الادب، باب ما جاء فى العدة، حديث: 2827ـ مسند احمد: 4/ 307ـ فضائل الصحابة للنسائى: 59ـ مسند ابى يعلٰى: 885ـ معجم الكبير للطبرانى: 2544ـ مستدرك للحاكم: 3/ 168ـ الفوائد لتمام الرازى: 1489۔

جُحَيْفَةَ إِلَى الْجُمُعَةِ ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ ، وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ

نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں اور حسن بن علی آپ کے مشابہ تھے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ جیسے تھے۔

[913]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ ، وَمِسْعَرٌ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((لَا آكُلُ مُتَّكِئًا))

علی بن اقمر ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھانا چاہیے، کیونکہ اس میں تکبر ہے، بلکہ کھانا عاجزی سے کھانا چاہیے۔

[914]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ مِغْوَلٍ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَوْنَ بْنَ أَبِي جُحَيْفَةَ يُحَدِّثُ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: خَرَجَ بِلَالٌ بِفَضْلِ وَضُوءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَأَصَبْتُ مِنْهُ شَيْئًا وَلَمْ آلُ ،

عون بن ابی جحیفہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: جناب بلال رسول اللہ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر باہر آئے تو لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے، تو مجھے بھی اس سے کچھ پانی ملا اور میں نے سستی نہیں کی، انھوں نے فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ نے نیزہ

(913) صحيح البخاری ، كتاب الاطعمة ، باب الاكل متكئا ، حديث: 5389-سنن ابی داود ، كتاب الاطعمة ، باب ما جاء فی الاكل متكئا ، حديث: 3769-سنن الترمذی ، كتاب الاطعمة ، باب ما جاء فی كراهية الاكل متكئا ، حديث: 1830- شمائل ترمذی: 133-سنن ابن ماجه ، كتاب الاطعمة ، باب الاكل متكئا ، حديث: 3262-سنن الكبری للنسائی: 6709-مسند احمد: 9/ 308 ، 309-سنن الدارمی: 2077- صحيح ابن حبان: 5240-شعب الايمان : 5969-اخلاق النبی صلی الله عليه وسلم لابی الشيخ ، ص: 196-مسند الطيالسی : 1047-

(914) صحيح البخاری ، كتاب المناقب ، باب صفة النبی ﷺ ، حديث: 3566-صحيح مسلم ، كتاب الصلاة ، باب سترة المصلی ، حديث: 503-سنن ابی داود ، كتاب الصلاة ، باب المؤذن يستدبر فی اذانه ، حديث: 520 ، 688-سنن الترمذی ، كتاب الصلاة ، باب ما جاء فی ادخال الاصبع فی الاذان عند الاذن ، حديث: 197- شمائل ترمذی: 63-سنن النسائی ، كتاب الطهارة ، باب الانتفاع بفضل الوضو ، حديث: 137-سنن ابن ماجه ، كتاب الآذان ، باب السنة فی الاذان ، حديث: 711-مسنداحمد: 4/ 307-صحيح ابن خزيمه: 387 ، 388- مسند الشافعی: 1/ 69-مسند ابی عوانة: 2/ 49 ، 50-مستدرك للحاكم: 1/ 202-مسند ابی يعلٰی : 893 ، 894- مسند الطيالسی: 1042-

قَالَ: وَنَصَبَ بِلَالٌ عَنَزَةً، ((فَصَلَّى إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّ الْكَلْبَ، وَالْمَرْأَةَ، وَالْحِمَارَ، يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ))

(سترہ) گاڑا تو نبی ﷺ نے اس کے پیچھے نماز پڑھی اور تحقیق کتے، عورتیں اور گدھے آپ کے سامنے سے آتے جاتے تھے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، سبحان اللہ۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز پڑھتے وقت سترے کا اہتمام کرنا چاہیے، خواہ گھر ہو یا مسجد، بیت اللہ ہو یا صحرا۔ سترے کے آگے سے ہر کوئی گزر سکتا ہے۔

## مسند دكين بن سعيد المزنی رضی اللہ عنہ

## حدیث دکین بن سعید مزنی رضی اللہ عنہ

[915]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسًا، يَقُولُ: ثنی دُكَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ الْمُزَنِيُّ، قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي أَرْبَعِمِائَةِ رَاكِبٍ نَسْأَلُهُ الطَّعَامَ، فَقَالَ: ((يَا عُمَرُ اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُمْ، وَأَعْطِهِمْ))، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا عِنْدِي إِلَّا آصِعٍ مِنْ تَمْرٍ مَا تَقِيظُ عِيَالِي، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: اسْمَعْ وَأَطِعْ، فَقَالَ عُمَرُ: سَمْعٌ وَطَاعَةٌ، قَالَ: فَانْطَلَقَ عُمَرُ حَتَّى أَتَى عِلْيَةً لَهُ، فَأَخْرَجَ مِفْتَاحًا مِنْ حُجْزَتِهِ فَفَتَحَهَا، فَقَالَ لِلْقَوْمِ: ادْخُلُوا فَدَخَلُوا، وَكُنْتُ آخِرَ الْقَوْمِ دُخُولًا، فَأَخَذْتُ وَأَخَذْتُ، ثُمَّ الْتَفَتُّ فَإِذَا مِثْلُ الْفَصِيلِ مِنَ التَّمْرِ

دکین بن سعید مزنی نے فرمایا: ہم لوگ چار سو کی تعداد میں سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم آپ ﷺ سے غلہ وغیرہ مانگتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! جا کر ان کو کھانا کھلا اور غلہ بھی دے دے، جناب عمر نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میرے پاس تو چند پیانے کھجور ہیں جو میرے عیال کے لیے بھی ناکافی ہیں، جناب ابوبکر صدیق نے فرمایا: (اے عمر!) اطاعت کرو اور سنو! تو عمر بولے، میں نے سنا اور اطاعت کی، پس جناب عمر اپنے ایک کمرے تک گئے اور اپنی ازار کی گرہ سے چابی نکالی اور کمرہ کھولا اور لوگوں کو کہا: داخل ہو جاؤ، لوگ داخل ہوئے اور میں سب سے آخر میں داخل ہوا، تو میں نے بھی کھجوریں لینا شروع کر دیں اور دیکھا کہ اونٹ کے ٹوڈے کے برابر کھجوروں کا ڈھیر ہے۔

---

(915) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی اتخاذ الغرف، حدیث: 5238 مختصراً۔ مسند احمد: 4/ 174۔ تاریخ الکبیر للبخاری: 3/ 255، 256۔ صحیح ابن حبان: 6528۔معجم الکبیر للطبرانی: 4207۔الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 1077۔حلیۃ الاولیاء: 2/ 365۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں ذکر ہے کہ ضرورت مندوں کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے، جس چیز کی کسی کو ضرورت ہو، وہی چیز صدقہ وخیرات کر دینی چاہیے محتاج کی حمایت میں اپیل اور تائید کر دینی چاہیے، اگر کسی کو پتہ بھی ہو کہ فلاں شخص ضرورت مند ہے، پھر وہ شخص لوگوں کو اس کے ساتھ تعاون پر رغبت بھی نہیں دلاتا، وہ گناہ کا کام کر رہا ہے، اور دین کو جھٹلا رہا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ٥ فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ٥ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ﴾ (الماعون: 1 تا 3) ''کیا تو نے اسے بھی دیکھا ہے جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے، یہی وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔'' اس حدیث سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سخاوت بھی ثابت ہوتی ہے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں تالے تھے، اور وہ اپنی قیمتی چیزوں کو تالے میں رکھتے تھے۔

## مسند عدی بن عميرة الكندى رضی اللہ عنہ

## احادیث عدی بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ

[916]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسًا، يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ عُمَيْرَةَ الْكِنْدِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ فَلْيَأْتِ بِقَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ، فَمَنْ كَتَمَنَا خَيْطًا أَوْ مِخْيَطًا فَمَا سِوَاهُ، فَهُوَ غُلُولٌ يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْوَدُ قَصِيرٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اقْبَلْ مِنِّي عَمَلَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَا

عدی بن عمیر کندی نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: لوگو! جس کو ہم کسی کام پر لگائیں تو تھوڑی یا زیادہ جو بھی چیز ہو وہ سب لائے اور جس نے ہم سے سوئی یا دھاگہ چھپایا وہ غلول ہوگا اور قیامت کو وہ اس کو لے کر حاضر ہوگا، تو انصار میں سے ایک چھوٹے قد کا گندم گوں رنگ کا آدمی کھڑا ہوا، مجھے ایسے یاد ہے گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں، پس اس نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! اپنا کام مجھ سے واپس لے لیجیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بات کیا ہے؟ اس نے عرض کی: وہ جو ابھی آپ نے فرمایا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ بات تو میں اب بھی کہتا ہوں جس

---

(916) صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب تحريم هدايا العمال، حديث: 1833۔سنن ابی داود، كتاب الاقضية، باب فی هدايا العمال، حديث: 3581۔ مسند احمد: 4/ 192۔صحيح ابن خزيمه: 2338۔صحيح ابن حبان: 5078۔ مصنف عبدالرزاق: 6955۔ مصنف ابن ابی شيبة: 12/ 494۔صحيح ابی عوانة: 4/ 425۔سنن الكبرى للبيهقی: 4/ 158۔

ذَاكَ؟))، قَالَ: الَّذِي قُلتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَأَنَا أَقُولُ الْآنَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ فَلْيَأْتِ بِقَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ، فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَخَذَ، وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهَى))

کو ہم کسی کام پر لگائیں وہ قلیل وکثیر سب ہی لے کر لائے، پھر جو اس کو دیا جائے وہ لے اور جس سے منع کیا جائے اس سے رک جائے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خیانت بہت بڑا جرم ہے، اور دنیا میں جو انسان امانت میں خیانت کرے گا، قیامت میں اس خیانت کو ساتھ لائے گا، نیز اس حدیث میں سفیروں کے لیے بہت بڑی نصیحت ہے جو پیسے ہڑپ کر جاتے ہیں، لوگوں سے کچھ لیتے ہیں اور مدارس کی انتظامیہ کو کچھ بتاتے ہیں، انسان کو ہمیشہ آخرت کی فکر کرنی چاہیے، اور دنیاوی مقاصد کی غرض سے اپنی آخرت کو تباہ نہیں کرنا چاہیے، آخرت کی رسوائی سب سے بڑی رسوائی ہے، اللہ ہمیں آخرت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے، آمین۔ افسوس ہم دیکھ رہے ہیں کہ سرکاری اور غیر سرکاری تمام اداروں میں مالی معاملات میں خیانت کی جا رہی ہے، اللہ تعالیٰ سب کو اپنا ڈر نصیب فرمائے، اور پیسے کے معاملات میں بے ایمانی سے محفوظ رکھے، آمین۔

[**917**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ عَلَى الصَّدَقَةِ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: ((اتَّقِ يَا أَبَا الْوَلِيدِ أَنْ تَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيرٍ تَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِكَ لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةٌ لَهَا خُوارٌ، أَوْ شَاةٌ لَهَا ثُؤَاجٌ)) ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَإِنَّ ذَا لِكَذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) ، قَالَ عُبَادَةُ: فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَعْمَلُ عَمَلًا عَلَى اثْنَيْنِ أَبَدًا

طاوس بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو زکاۃ وصول کرنے پر مامور فرمایا، پھر ان کو فرمایا: اے ابوالولید! بچتے رہنا، ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تو ایک اونٹ گردن پر اٹھائے حاضر ہو اور وہ بلبلاتا ہو یا گائے آواز دیتی ہو یا بکری ہو جو ممیاتی ہو، تو جناب عبادہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! تحقیق یہ ایسا ہی ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں تو، عبادہ نے کہا: پس قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں کبھی دو آدمیوں پر بھی نگرانی یا عمل قبول نہیں کروں گا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نگران کی ڈیوٹی بہت سخت ہے، انسان دنیا میں جس قسم کی چوری کرے گا، قیامت والے دن وہی چیز اس کی گردن پر سوار ہوگی، اور اپنی آواز میں بول رہی ہوگی۔ افسوس کہ آج کل ہم

(917) صحيح، مصنف عبدالرزاق: 6949ـ سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 158ـ تاريخ دمشق لابن عساكر: 26/ 193ـ معجم الكبير للطبرانى كما فى مجمع الزوائد: 13/ 86ـ جامع المسانيد: 7/ 122ـ مستدرك للحاكم: 3/ 354ـ

وہی جاب (job) تلاش کرتے ہیں جس میں دھوکا،فراڈاور بے ایمانی زیادہ ہوتی ہے،اللہ تعالیٰ امت مسلمہ پر رحم فرمائے،آمین۔

## مسند جابر بن سمرة السوائی رضی اللہ عنہ

### حدیث جابر بن سمرہ سوائی رضی اللہ عنہ

[918]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنِ ابْنِ الْقِبْطِيَّةِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَإِذَا سَلَّمَ أَحَدُنَا رَمَى بِيَدِهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ هَكَذَا: السَّلَامُ عَلَيْكُمُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا بَالُكُمْ تَرْمُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ، أَوَلَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ، أَوْ إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ، ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ مِنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمِنْ عَنْ شِمَالِهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ))

جابر بن سمرہ نے فرمایا: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، پس جب کوئی سلام پھیرتا تو وہ اپنے ہاتھ دائیں بائیں مارتا اور کہتا: السلام علیکم، السلام علیکم، پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا:تمھیں کیا ہوا ہے کہ تم اپنے ہاتھ اس طرح مارتے ہو جیسا دھوپ میں گھوڑے اپنی دم ہلاتے ہیں، کیا تمھارے کسی ایک کے لیے یہ کافی نہیں کہ وہ اپنے ہاتھ تو ران پر رہنے دے اور اپنے بھائی کو دائیں اور بائیں اس طرح سلام کہے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے آخر میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے وقت ہاتھوں کے ساتھ دائیں اور بائیں طرف اشارے نہیں کرنے چاہئیں، بلکہ ہاتھوں کو رانوں پر ہی رکھتے ہوئے سلام کہنا چاہیے،بعض الناس کو بہت بڑی غلطی لگی ہے جو اس حدیث سے عدم رفع الیدین ثابت کرتے ہیں، حالانکہ اس حدیث میں وضاحت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سلام کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو دائیں بائیں مارتے تھے،لیکن افسوس اندھی تقلید قرآن وحدیث کی دشمن ہے،اور مقلد کی نظر میں اپنے امام کا احترام ہوتا ہے نہ کہ قرآن وحدیث کا۔

(918) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الامر بالسکون فی الصلاة، حدیث: 430۔سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب فی السلام، حدیث: 998۔ سنن النسائی، کتاب السهو، باب السلام بالایدی فی الصلاة، حدیث: 1184۔ جزء رفع الیدین للبخاری: 36۔صحیح ابن خزیمه : 733۔ مسند احمد: 5/ 86، 88۔مسند الشافعی: 1/ 92۔ مصنف عبدالرزاق: 3135۔صحیح ابن حبان: 1880۔سنن الکبری للبیهقی : 2/ 172، 173۔شرح السنة للبغوی: 699۔

## مسند عبد الرحمن بن أزهر رضی اللہ عنہ

## حدیث عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ

[919]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ، قَالَ: جُرِحَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا غُلَامٌ، وَهُوَ يَقُولُ: ((مَنْ يَدُلُّ عَلَى رَحْلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ))، فَخَرَجْتُ أَسْعى بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَأَنَا أَقُولُ: مَنْ يَدُلُّ عَلَى رَحْلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ حَتَّى أَتَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى رَحْلٍ قَدْ أَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَهُ وَدَعَا لَهُ، قَالَ: ((وَأَرَى فِيهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ))

عبدالرحمٰن بن ازہر نے کہا: خالد بن ولید حنین کے دن زخمی ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گزرے، میں کم عمر لڑکا تھا، آپ فرما رہے تھے: خالد بن ولید کا خیمہ کون بتائے گا؟ تو میں رسول اللہ ﷺ کے آگے دوڑتا ہوا گیا، اور میں کہہ رہا تھا: خالد بن ولید کا خیمہ کون بتائے گا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان تک پہنچ گئے، وہ کجاوے پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، ان کو زخم آیا تھا، رسول اللہ ﷺ اس کے نزدیک بیٹھے اور اس کو دعا دی اور مجھے خیال آتا ہے کہ اس پر پھونکا بھی تھا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ جنگ میں زخمی ہونے والے انسان کو دعائے خیر دینی چاہیے، اور بیمار انسان کو دم بھی کرنا چاہیے۔

## مسند عمرو بن أمية الضمری رضی اللہ عنہ

## حدیث عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ

[920]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

حمیدی نے کہا: ہمیں سفیان نے حدیث بیان کی، وہ زہری

(919) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب الخمر، حدیث: 4487۔سنن الکبری للنسائی: 5262۔ مسند احمد: 4/ 88، 351۔مصنف عبدالرزاق: 9741۔صحیح ابی عوانہ: 4/ 203۔صحیح ابن حبان: 7090۔ دلائل النبوۃ للبیھقی: 5/ 139، 140، سنن الکبری للنسائی: 8/ 319۔مسند الشافعی: 2/ 90۔ الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 639۔

(920) حدیث ابی سلمۃ: مسند الطیالسی: 1697۔ حدیث عمر بن عبد العزیز: مصنف ابن ابی شیبۃ: 54/1۔ حدیث ام حبیبۃ: مسند ابی یعلی: 7145۔حدیث ابی ھریرۃ: صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب الوضوء مما مست النار، حدیث: 352۔ سنن ابن ماجہ: 493۔حدیث زید بن ثابت: صحیح مسلم: 351۔حدیث عبداللہ بن ⇦⇦

قَـالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ بِأَحَادِيثَ فِيمَا مَسَّتِ النَّارُ ، مِـنْهَـا مَـنْ قَـالَ: يَتَـوَضَّـأُ ، وَمِنْهَا مَنْ قَالَ: لَا يَتَـوَضَّـأُ ، فَـاخْتَلَطَتْ عَلَيَّ ، فَكَانَ مِمَّنْ قَالَ: ((الْـوُضُـوءُ مِـمَّا مَسَّتِ النَّارُ)) ، أَبُو سَلَمَةَ ، وَعُـمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، وَأُمُّ حَبِيبَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . وَأَبُـو هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . وَزَيْدُ بْنُ ثَـابِـتٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ سُـفْيَانُ: وَحَدَّثَنَا الـزُّهْـرِيُّ: أَخْبَـرَنِـي عَـلِـيُّ بْـنُ عَبْدِ اللّٰـهِ بْنِ عَبَّـاسٍ ، عَـنْ أَبِيهِ ، وَجَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الـضَّـمْـرِيُّ ، عَـنْ أَبِيـهِ: ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ احْتَـزَّ كَتِفَ شَـاةٍ فَـأَكَـلَ مِـنْهَـا ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ ، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ)) ، وَقَالَ الْآخَرُ: ((أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ لَحْمًا ، وَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ)) ، لَا أَشُكُّ أَنَّ الـزُّهْـرِيَّ حَـدَّثَـنَا عَنْهُمَا ، إِنَّمَا أَشُكُّ لِأَنِّـي لَا أَعْرِفُ حَدِيثَ ذَا مِنْ حَدِيثِ ذَا قَـالَ سُـفْيَـانُ: وَكَـانَ الـزُّهْـرِيُّ ((يَتَوَضَّأُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ))

سے روایت کرتے ہیں کہ امام زہری رحمہ اللہ نے کثیر احادیث آگ پر پکائی گئی چیز کے متعلق بیان کیں، ان میں سے بعض میں کہا گیا کہ وضو کیا جائے گا اور بعض میں کہا گیا کہ نہیں کیا جائے گا، تو وہ احادیث میرے اوپر خلط ملط ہوگئیں، جن لوگوں نے آگ پر پکی چیز سے وضو لازم قرار دیا ہے۔ان میں ابوسلمہ اور عمر بن عبدالعزیز بھی ہیں اور اسی قول کی دلیل درج ذیل احادیث ہیں، ام المؤمنین ام حبیبہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں،اور ابو ہریرہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں،اورزید بن ثابت رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور سفیان نے کہا: ہمیں زہری نے خبر دی ،وہ کہتے ہیں: ہمیں خبر دی علی بن عبداللہ بن عباس نے ، وہ اپنے باپ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری اپنے باپ عمرو بن امیہ ضمری سے روایت کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا بازو کاٹا اور اس کا گوشت کھایا اور نماز کے لیے اٹھے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا،ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گوشت کھایا اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، سفیان نے کہا: اس میں تو کوئی شک نہیں کہ زہری نے یہ سب احادیث ہم سے بیان کی ہیں، البتہ مجھے شک یہ ہے کہ میں نہیں پہچانتا کہ کس کی کون سی حدیث ہے اور کس کی کون سی حدیث ہے، امام سفیان نے کہا: امام زہری وضو کیا کرتے اس چیز سے جس کو آگ نے چھوا ہوتا۔

---

⇐ عباس۔ صحیح مسلم: 353۔ حدیث عمروبن امية : صحيح البخاری ، كتاب الوضو ، باب من لم يتوضا من لحم الشاة والسويق ، حديث: 208۔صحيح مسلم ، كتاب الحيض ، باب توضؤا ممامست النار ، حديث: 355۔ سنن الترمذی ، حديث: 1836۔ سنن ابن ماجه ، كتاب الطهارة ، باب الرخصة فی ذلك ، حديث: 490۔ مسند احمد: 4/ 139۔ سنن الدارمی : 733۔سنن الكبرى للبيهقی: 1/ 153۔مسند الشافعی: 1/ 36۔مصنف ابن ابی شيبة: 1/ 48۔صحيح ابن حبان: 1141۔مسند ابی يعلٰی: 6878۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ کے علاوہ کسی بھی مأ کول اللحم جانور کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آگ سے پکی چیز کھانے سے وضو کا ٹوٹنا منسوخ ہے، نیز اس حدیث میں ان گمراہ صوفیوں کا رد ہے جو ساری عمر گوشت نہیں کھاتے۔

## مسند عبد الرحمن بن يعمر الديلى رضی اللہ عنہ

## حدیث عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رضی اللہ عنہ

[921]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّوْرِيُّ، قَالَ سُفْيَانُ: وَهَذَا أَجْوَدُ شَيْءٍ وَجَدْنَاهُ عِنْدَهُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي بُـكَيْـرُ بْنُ عَطَاءٍ اللَّيْثِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْمَرَ الدِّيلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَـقُولُ: ((الْحَجُّ عَرَفَاتٌ، مَنْ أَدْرَكَ عَرَفَةَ قَبْلَ الْـفَـجْرِ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ، أَيَّامُ مِنًى ثَلَاثَةٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ، وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ))

عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: حج عرفات میں پہنچنا ہے، جو عرفات میں طلوع فجر سے پہلے پہنچا اس نے حج پالیا، ایام منیٰ تین دن ہیں، جس نے جلدی کی دو دن میں اس پر کوئی گناہ نہیں اور جس نے تاخیر کی اس پر بھی کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: ......اس حدیث میں ذکر ہے کہ عرفات میں پہنچنا حج کا رکن ہے، اور وہاں طلوع فجر سے پہلے پہنچنا فرض ہے، اور ایام منیٰ کے تین دنوں سے مراد گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ ہے۔

## مسند عروة بن مضرس رضی اللہ عنہ

## حدیث عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ

[922]...... حَـدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

عروہ بن مضرس الطائی نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی

(921) صحيح، سنن ابى داود، كتاب المناسك، حديث: 1949۔سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء فيمن ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج، حديث: 889۔سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب فرض الوقوف بعرفة، حديث: 3019، 3047۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، حديث: 3015۔مسند احمد: 4/ 309۔صحيح ابن خزيمة: 2822۔ سنن الدارمى: 1894۔صحيح ابن حبان: 3892۔ سنن الدارقطنى: 2/ 240، 241۔مستدرك للحاكم: 1/ 463، 464۔ مسند الطيالسى: 309۔سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 116۔

(922) صحيح، سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب من لم يدرك عرفة، حديث: 1950۔سنن الترمذى، ⇦⇦

قَالَ: إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ مُضَرِّسِ بْنِ أَوْسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ الطَّائِيَّ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُزْدَلِفَةِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ مِنْ جَبَلَيْ طَيِّءٍ وَاللّٰهِ مَا جِئْتُ حَتَّى أَتْعَبْتُ نَفْسِي وَأَنْضَيْتُ رَاحِلَتِي، وَمَا تَرَكْتُ جَبَلًا إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ مَعَنَا هَذِهِ الصَّلَاةَ وَقَدْ كَانَ وَقَفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ ذَلِكَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى تَفَثَهُ))

خدمت میں مزدلفہ میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں بنو طے کے پہاڑوں سے چل کر آیا ہوں اور میں اپنی جان تھکا کر اور سواری کمزور کر کے پہنچ سکا ہوں اور میں نے کوئی پہاڑی چھوڑی نہیں ہے، سب پر وقوف کرتا رہا ہوں، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میرے ساتھ اس نماز میں شامل ہوا اور وہ اس سے پہلے رات یا دن میں عرفات پر وقوف کر چکا ہو تو اس کا حج مکمل ہوا اور اس نے اپنی حاجت پوری کر دی۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں ذکر ہے کہ حاجی مزدلفہ میں بھی ضرور حاضری دے گا۔

[923]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، قَالَ: وَكَانَ أَحْفَظَهُمَا لِهَذَا الْحَدِيثِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ مُضَرِّسِ بْنِ أَوْسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ الطَّائِيَّ، يَقُولُ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُزْدَلِفَةِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَيْتُكَ السَّاعَةَ مِنْ جَبَلَيْ طَيِّءٍ قَدْ أَكْلَلْتُ رَاحِلَتِي، وَأَتْعَبْتُ نَفْسِي، فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ، فَقَالَ

عروہ بن مضرس نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مزدلفہ میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کے پاس میں ابھی بنو طے کے پہاڑوں سے چل کر آیا ہوں، میں نے اپنی سواری کمزور کر دی اور اپنی جان تھکا دی ہے، تو کیا میرا حج ہوا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اس نماز میں ہمارے ساتھ شامل ہوا اور ہمارے ساتھ یہاں سے کوچ کرنے تک ٹھہرا اور وہ اس سے پہلے رات یا دن میں عرفات میں وقوف کر چکا ہے تو اس کا حج مکمل ہوا

⇦ كتاب الحج، باب ماجاء فيمن ادرك الامام بجمع، حديث: 891ـ سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب فيمن لم يدرك صلاة الصبح مع الامام بالمزدلفة، حديث: 3042ـ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب من اتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع، حديث: 3016ـ مسند احمد: 4/ 15، 261ـ سنن الدارمى: 1895ـ صحيح ابن خزيمه: 2820ـ المنتقى لابن الجارود: 467ـ صحيح ابن حبان: 3851ـ سنن الدارقطنى: 2/ 239ـ مستدرك للحاكم: 1/ 463ـ سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 116، 173ـ

(923) صحيح، سنن الترمذى: 891ـ سنن النسائى: 3042 وانظر الحديث السابق۔

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ مَعَنَا هَذِهِ الصَّلَاةَ، وَوَقَفَ مَعَنَا حَتَّى يُفِيضَ، وَقَدْ كَانَ وَقَفَ قَبْلَ ذَلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا، فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى تَفَثَهُ))

اوراس نے اپنا مقصد پالیا۔

## مسند سراقة بن مالك رضي الله عنه

### حدیث سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ

[924]...... ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُخْبِرُ، عَنِ ابْنِ سُرَاقَةَ أَوِ ابْنِ أَخِي سُرَاقَةَ، عَنْ سُرَاقَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ، فَلَمْ أَدْرِ مَا أَسْأَلُهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَمْلَأُ حَوْضِي، أَنْتَظِرُ ظَهْرِي يَرِدُ عَلَيَّ، فَتَجِيءُ الْبُهْمَةُ فَتَشْرَبُ، فَهَلْ لِي فِي ذَلِكَ مِنْ أَجْرٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَكَ فِي كُلِّ كَبِدٍ حَرَّى أَجْرٌ)) قَالَ سُفْيَانُ: هَذَا الَّذِي حَفِظْتُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَاخْتَلَطَ عَلَيَّ مِنْ أَوَّلِهِ شَيْءٌ فَأَخْبَرَنِي وَائِلُ بْنُ دَاوُدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بَعْضَ هَذَا الْكَلَامِ لَا أُخْلِصُ مَا حَفِظْتُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَمَا أَخْبَرَنِيهِ وَائِلٌ، قَالَ سُرَاقَةُ: أَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ، فَجَعَلْتُ لَا أَمُرُّ عَلَى مِقْنَبٍ مِنْ مَقَانِبِ

جناب سراقہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مقام جعرانہ میں حاضر ہوا، مجھے کوئی بات نہ سوجھی کہ آپ سے پوچھوں، پھر میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنا حوض پانی سے بھرتا ہوں اور اپنے پیچھے کا انتظار کرتا ہوں تو حیوان آتے اور پیتے ہیں، تو کیا اس کا مجھے اجر وثواب ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے ہر جگر والی چیز میں ثواب ہے،سفیان کہتے ہیں: یہ حدیث میں نے زہری سے حفظ کی ہے،لیکن اس کے ابتدائیہ میں مجھ سے اس کے کچھ الفاظ خلط ملط ہو گئے ہیں،تو وائل بن داود نے مجھے زہری کے حوالے سے بعض حصہ سنایا،اب میں وضاحت نہیں کر سکتا کہ کون سے الفاظ مجھے زہری سے یاد تھے اور وائل نے مجھے کون سی چیز کی خبر دی، سراقہ نے فرمایا: میں جعرانہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں اس طرح پہنچ سکا کہ ایک جماعت سے گزرتا تو انصار کی دوسری جماعت سامنے آ جاتی اور

---

(924) صحيح، مسند الشهاب: 112-الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 1031-دلائل النبوة للبيهقی: 2/ 487-مختصرا من طريق سفيان بهذا الاسناد-سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب فضل صدقة الماء، حديث: 3686-مسند احمد: 4/ 175-مصنف عبدالرزاق: 19692-مستدرك للحاكم: 3/ 619-معجم الكبير للطبرانی: 6587-سنن الكبرى للبيهقی: 4/ 186-مختصرا بشطر الاول، من طريق آخر عن سراقة بن مالك۔

الْأَنْصَارِ إِلَّا قَرَعُوا رَأْسِي ، وَقَالُوا إِلَيْكَ إِلَيْكَ ، فَلَمَّا انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ رَفَعْتُ الْكِتَابَ ، وَقُلْتُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، قَالَ: وَقَدْ كَانَ كَتَبَ لِي أَمَانًا فِي رُقْعَةٍ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَعَمْ ، الْيَوْمُ يَوْمُ وَفَاءٍ وَبِرٍّ وَصِدْقٍ))

میرے سر پر مار کر کہتے: اپنی طرف اپنی طرف، جب میں آپ کے قریب پہنچا تو میں نے وہ تحریر لکھی ہوئی بلند کی جو آپ نے لکھوا کر مجھے امن دیا تھا، میں نے کہا: وہ میں ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ہاں آج وفائے عہد، نیکی اور سچائی ظاہر ہونے کا دن ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جانوروں کو پانی پلانا بھی بہت بڑا ثواب ہے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا سراقہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے دشمن تھے، ایک دن کفار سے انعام لینے کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے پر تل گئے، مگر وہ اپنی پالیسی میں ناکام رہے، اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امن کا پیمانہ لکھوایا، اور وہی امن کا پیمانہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ اسلام سچا مذہب ہے، جو تمام لوگوں کو قبول کر لینا چاہیے، اسی میں عزت اور کامیابی ہے۔

## مسند ابن بحينة رضي الله عنه

### حدیث ابن بحینہ رضی اللہ عنہ

[925]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ ، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْرَجَ ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ ، قَالَ: ((صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً أَظُنُّ أَنَّهَا الْعَصْرُ ، فَقَامَ فِي الثَّانِيَةِ ، وَلَمْ يَجْلِسْ ، فَلَمَّا كَانَ فِي آخِرِ

ابن بحینہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، میرا گمان ہے کہ نماز عصر تھی، آپ دوسری رکعت میں کھڑے ہوگئے اور درمیان میں (التحیات کے لیے) نہیں بیٹھے، جب نماز کے آخر تک پہنچے تو سلام سے پہلے دو سجدے کیے۔

(925) صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب من لم ير التشهد الاول واجبا، حديث: 829۔صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب السهو فى الصلاة والسجود له، حديث: 570۔سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب من قام من ثنتين ولم يشهد، حديث: 1034۔ سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى سجدتى السهو قبل التسليم، حديث: 391۔ سنن النسائى، كتاب التطبيق، باب ترك التشهد الاول، حديث: 1178، 1179۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فيمن قام من ثنتين ساهيا، حدييث: 1206، 1207۔مسند احمد: 5/ 345۔ سنن الدارمى : 1507۔ مؤطا امام مالك، ص: 82، 83۔صحيح ابن خزيمه: 1029۔مسند الشافعى: 1/ 120۔مصنف ابن ابى شيبة : 2/ 34، 35۔مسند ابى يعلىٰ: 2639۔مستدرك للحاكم: 1/ 322۔صحيح ابن حبان: 1938، 1939۔ سنن الكبرى للبيهقى : 2/ 234۔

صَلَاتِهِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُسَلِّمَ)) .

فائدہ: ......اس حدیث میں سجد سہو کا ذکر ہے، اگر کوئی شخص التحیات بیٹھنا بھول جائے تو اس کی وجہ سے سجد سہو کر لے، بعض اہل علم التحیات نہ بیٹھنے کی وجہ سے رکعات دہرانے کا کہتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔

[926]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((فَقَامَ فِي الَّتِي يُسْتَرَاحُ فِيهَا)) وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ بُحَيْنَةَ، وَرُبَّمَا قَالَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ

ہم سے بیان کیا حمیدی نے، وہ سفیان سے، وہ یحییٰ بن سعید سے، وہ اعرج سے، وہ بحینہ سے، وہ نبی ﷺ سے مثل حدیث سابق کے، مگر اس میں یہ (زائد) ہے: وہ اس رکعت میں کھڑے ہو گئے جس میں بیٹھنا تھا، کبھی سفیان عبداللہ بن بحینہ ذکر کرتے اور کبھی عبداللہ بن مالک بن بحینہ ذکر کرتے۔

## مسند عثمان بن أبی العاص رضی اللہ عنہ

## عثمان بن ابی العاص کی احادیث

[927]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، سَمِعَهُ مِنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدَ، سَمِعَهُ مِنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُمَّ قَوْمَكَ وَاقْدُرْهُمْ بِأَضْعَفِهِمْ، فَإِنَّ مِنْهُمُ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ))

عثمان بن ابی العاص ثقفی فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم کو نماز پڑھایا کر اور ان میں جو زیادہ کمزور ہو اس کے اندازے پر پڑھایا کر، تحقیق ان میں بوڑھے، کمزور اور حاجت مند ہوتے ہیں۔

فائدہ: ......اس حدیث میں ذکر ہے کہ امام کو مقتدیوں کا خیال رکھ کر نماز پڑھانی چاہیے، بعض قراء اپنی آواز میں حسن و جمال پیدا کر لیتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا ماہر قاری ثابت کرنے کی غرض سے لمبی لمبی نمازیں پڑھاتے

(926) صحيح البخاری : 1225، صحيح مسلم : 570/87 وانظر الحديث السابق۔

(927) صحيح، سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب اخذ الاجر على التاذين، حديث: 531۔سنن النسائی، كتاب الاذان، باب اتخاذ المؤذن الذی لا ياخذ على اذانه اجرا، حديث: 672۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب من ام قوما فليخفف، حديث: 987۔مسند احمد: 4/ 21۔ صحيح ابن خزيمه: 423، 1608۔مصنف ابن ابی شيبة: 1/ 228۔ معجم الكبير للطبرانی: 8359۔

ہیں،اور مقتدیوں کا ذرا خیال نہیں رکھتے،ہم اس موقع پر نصیحت کرنا چاہتے ہیں کہ عام لوگ دین سے دور ہیں،اس کی وجوہات میں سے ایک وجہ بے علم قاری،ائمہ مساجد اور علماء ہیں،افسوس کہ آج منبر ومحراب کے مالک جاہل لوگ بنے ہوئے ہیں،جن کا مطمح نظر پیسہ ہے نہ کہ دین کی خدمت۔اللہ رب العالمین مساجد ومدارس کو بے علم اور بے عمل مولویوں سے محفوظ فرمائے،آمین۔

[928]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَأْخُذُ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا))

عثمان بن ابی العاص نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مؤذن مقرر کر جو اذان کہنے پر اجرت نہ لے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مؤذن کو اپنی اجرت کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے،اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اگر مؤذن بے چارہ غریب اور مسکین ہے،لوگوں کو اس کا علم بھی ہے لیکن پھر بھی اس کی خدمت نہ کریں،ہر وہ انسان جو محتاج ہو اس کی خدمت کرنا فرض ہے۔

## مسند بريدة الأسلمى رضی اللہ عنہ

### حدیث بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ

[929]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُعْتِبٌ التَّمِيمِيُّ وَكَانَ ثِقَةً خِيَارًا، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: حُرْمَةُ نِسَاءِ

سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیچھے رہنے والوں کے لیے مجاہدین کی عورتوں کا احترام ایسا ہی لازم ہے جیسا ماؤں کا احترام ہے، جو آدمی جہاد میں جانے والوں کے بعد گھروں

(928) سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء كراهية ان ياخذ المؤذن على الاذان اجرة، حديث: 209۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب السنة فى الاذان، حديث: 714۔مصنف ابن ابى شيبة: 1/ 228۔وانظر الحديث السابق۔

(929) صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب حرمة نساء المجاهدين، حديث: 1897۔سنن ابى داود، كتاب الجهاد، باب فى حرمة نساء المجاهدين على القاعدين، حديث: 2496۔سنن النسائى، كتاب الجهاد، باب حرمة نساء المجاهدين، حديث: 3191، 3193۔مسند احمد: 5/ 352۔كتاب الجهاد لابن ابى عاصم: 100۔سنن سعيد بن منصور: 2331۔صحيح ابن حبان: 4634۔سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 173۔شعب الايمان للبيهقى: 4281۔

الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ فِي الْحُرْمَةِ كَأُمَّهَاتِهِمْ ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ ، فَيُخَبِّبُ فِي أَهْلِهِ إِلَّا نُصِبَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا فُلَانُ هَذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ خَانَكَ ، فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ: ((فَمَا ظَنُّكُمْ؟))

میں بیٹھا ہو اور جانے والے مجاہدین میں سے کسی کے اہل میں خیانت کرے، اس کو قیامت کے دن کھڑا کر دیا جائے گا اور مجاہد کو کہا جائے گا: اس شخص نے تیری خیانت کی ہے، تو جو چاہے اس کی نیکیوں میں سے لے سکتا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: لوگو! تمھارا کیا گمان ہے؟

فائدہ: ......اس حدیث میں مجاہدین کی فضیلت بیان کی گئی ہے، گھروں میں رہنے والی ان کی عورتوں کو ماں جیسا درجہ دیا گیا ہے، جب مجاہد جہاد کے لیے جاتا ہے یا دین کے کسی بھی شعبے میں دین کی خدمت کی غرض سے جاتا ہے تو اس کے اہل خانہ خواتین کا بہت زیادہ احترام کرنا چاہیے، نہ کہ ان کو تنہا پا کر ان کی عزتوں کے درپے ہونا چاہیے۔

## مسند أبی أمامة الباهلی رضی اللہ عنہ

## حدیث ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ

[**930**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا أَبُو غَالِبٍ صَاحِبُ الْمِحْجَنِ ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ أَبْصَرَ رُءُوسَ خَوَارِجَ عَلَى دَرَجِ دِمَشْقٍ ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ ، كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ ، كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ)) ، ثُمَّ بَكَى ، ثُمَّ قَالَ: ((شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ ، وَخَيْرُ قَتْلَى

ابوامامہ باہلی نے دمشق کی سیڑھیوں پر خوارج کے سر دیکھے تو فرمایا: اہل جہنم کے کتے ہیں، اہل جہنم کے کتے ہیں، اہل جہنم کے کتے ہیں، پھر روئے اور فرمایا: آسمان کے نیچے یہ بدترین مقتول ہیں اور بہترین مقتول وہ ہیں جو انھوں نے قتل کیے ہیں، ابو غالب نے کہا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، ورنہ میں تو پھر جھوٹ پر جرأت کرنے والا ہوں، میں نے ایک دو

---

(930) حسن، سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة آل عمران، حدیث: 3000۔سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فی ذکر الخوارج، حدیث: 176۔مسند احمد: 5/ 253، 256۔السنة لابن احمد: 1543۔مصنف عبدالرزاق: 18662۔ معجم الکبیر للطبرانی: 8033۔ مصنف ابن ابی شیبة: 15/ 307، 308۔شرح مشکل الآثار للطحاوی: 2519۔سنن الکبری للبیهقی: 8/ 188۔مسند الطیالسی: 1136۔

مَـنْ قَتَلُوا)) قَالَ أَبُو غَالِبٍ: أَأَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِـنْ رَسُـولِ اللّٰهِ ﷺ، قَـالَ: نَـعَمْ، إِنِّي إِذَنْ لَـجُرِءٌ، سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ وَلَا ثَلَاثٍ

بار نہیں بلکہ زیادہ بار سنا ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث میں خارجیوں کی مذمت بیان کی گئی ہے، جو ہر کسی کو کافر کہتے ہیں اور ان کے خلاف خروج کو جائز سمجھتے ہیں، اور بے جا مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں، ایسے لوگ جہنمی ہیں، ہمیں بھی پاکستان میں کچھ ایسے ہی تکفیری اور خارجی لوگوں سے واسطہ ہے، جو خفیہ انداز سے دہشت گردی پر تلے ہوئے ہیں، اور پاکستان کے ہزاروں مسلمانوں کو خودکش حملوں کی صورت میں قتل کر چکے ہیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے، آمین۔ نیز اس حدیث میں دلیل ہے کہ صحابہ کرام سچے انسان تھے، وہ جھوٹ سے کوسوں دور تھے۔

[**931**]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُطَرَّحٌ أَبُو الْمُهَلَّبِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَـامَةَ، أَنَّ رَسُـولَ اللّٰـهِ ﷺ، قَـالَ: ((أَغْبَطُ أَوْلِيَـائِـي عِـنْـدِي مَـنْزِلَةً رَجُلٌ مُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُو حَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ غَامِضًا فِي النَّاسِ، فَعَجَّلَتْ مَنِيَّتُهُ، وَقَلَّتْ بَوَاكِيهِ، وَقَلَّ تُرَاثُهُ))

ابو امامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے دوستوں میں سے مرتبہ میں قابل رشک وہ ہے جو سچا ایماندار، کم حال والا، زیادہ نماز پڑھنے والا اور لوگوں میں گمنام ہو اور اس کی موت جلدی ہوجائے، اس پر رونے والی عورتیں کم ہوں اور اس کی میراث بھی کم ہی رہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے نیک گمنامی کو پسند کرنے والے غریب انسان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

[**932**]...... حَـدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گانے

(931) اسناده ضعيف جدا، عبید اللہ بن زحر ضعیف ہے، نیز سند میں انقطاع ہے، اور اس کی دیگر اسناد میں بھی کلام ہے۔ سنن الترمذی، كتاب الزهد، حديث: 2347۔ مسند احمد: 5/ 252۔ مسند الطيالسي: 1133۔ شعب الايمان للبيهقي: 10357۔معجم الكبير للطبراني: 7860۔مستدرك للحاكم: 4/ 123۔ شرح السنة للبغوي: 4044۔من طريق القاسم به۔ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب من لا يؤبه له، حديث: 4117۔من طريق ايوب عن ابى امامة۔

(932) اسناده ضعيف جدا، عبید اللہ بن زحر راوی ضعیف ہے۔ سنن الترمذی، كتاب البيوع، باب ما جاء فى كراهية بيع الغنيات، حديث: 1282۔مسند احمد: 5/ 252۔معجم الكبير للطبراني: 7804۔تفسير ابن جرير: 21/ 60۔سنن الكبرى للبيهقي: 6/ 14، 15۔

قَالَ: ثنا مُطَرَّحُ أَبُو الْمُهَلَّبِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا يَحِلُّ ثَمَنُ الْمُغَنِّيَةِ، وَلَا بَيْعُهَا، وَلَا شِرَاؤُهَا، وَلَا الِاسْتِمَاعُ إِلَيْهَا))

والی عورت کی قیمت و اجرت، اس کو فروخت کرنا، اس کو خریدنا اور اس کا گانا سننا سب ہی ناجائز ہیں۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں گانا گانے والی عورت کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ ایسی عورت کے گانے سننے کے عوض میں پیسے دینا، اور اس کی کیسٹیں اور سی ڈیز بیچنا یا خریدنا اور میموری کارڈ بھرنا یا بھرانا سب حرام ہیں۔

## مسند بلال بن حارث المزنی رضی اللہ عنہ

### حدیث بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ

[933]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ اللَّيْثِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((الرَّجُلُ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا تَبْلُغُ، فَيَكْتُبُ اللّٰهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمَ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ، فَيَكْتُبُ اللّٰهُ بِهَا رِضَاهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))، قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: ((هَذَا مَا عِنْدِي يَبْلُغُ بِهِ كَمَا كَانَ يَقُولُهُ أَوَّلُ))

بلال بن حارث مزنی رسول اللہ ﷺ سے اس حدیث کو مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کلمہ زبان سے نکالتا ہے اور اس کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ بات کہاں تک جائے گی، تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت تک ناراضگی لکھ دیتا ہے، اور ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کا کلمہ بولتا ہے اور اس کا گمان نہیں ہوتا کہ اس کا کیا فائدہ ہوگا اور یہ کلمہ کہاں تک پہنچے گا؟ تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رضا قیامت کے دن تک لکھ دیتا ہے، حمیدی کہتے ہیں: میرے نزدیک ان تک یہ بات اسی طرح پہنچی ہے جیسے کہ پہلے نے بیان کی ہے۔

---

(933) حسن، سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب فی قلة الکلام، حدیث: 2319۔سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، حدیث: 3969۔ سنن الکبری للنسائی: 11769۔مسند احمد: 3/ 469)۔تاریخ الکبیر للبخاری: 2/ 106، 107۔الزهد لهناد: 1141۔ صحیح ابن حبان: 280۔معجم الکبیر للطبرانی: 1129۔مستدرك للحاکم: 1/ 45۔ سنن الکبری للبیهقی: 8/ 165۔شعب الایمان: 4957۔من طریق عن محمد بن عمرو بهذا الإسناد به۔مؤطا امام مالك، ص: 603، 604۔من طریق محمد بن عمرو عن ابیه عن بلال بن الحارث، لیس فیه عن جده۔

فائدہ : ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر بات سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے،انسان کی زبان سے نکلنے والے ایک کلمے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت تک ناراض ہو جاتے ہیں،اور ایک کلمے ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت تک انسان سے راضی ہو جاتے ہیں،زندگی میں انسان پر دو وقت بڑی آزمائش کے ہوتے ہیں،ایک خوشی کا اور دوسرا غمی کا۔ان دو وقتوں میں اکثر انسان ایسے کلمے کہہ بیٹھتے ہیں جو انسان کو کفر تک لے جاتے ہیں،اور ان دو وقتوں کے کہے ہوئے کلمے پوری زندگی اس کے لیے وبال بن جاتے ہیں،اس موقع پر میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو نصیحت کروں گا کہ خاص کر خوشی اور غمی کے موقع پر زبان پر کنٹرول کریں۔انسان کو ہر وقت صبر،ذکر اور شکر کی حالت میں رہنا چاہیے۔

## مسند إياس بن عبد المزني رضي الله عنه

## حدیث ایاس بن عبد مزنی رضی اللہ عنہ

[934]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الْمِنْهَالِ، قَالَ: سَمِعْتُ إِيَاسَ بْنَ عَبْدٍ الْمُزَنِيَّ، وَرَأَى أُنَاسًا يَبِيعُونَ الْمَاءَ، فَقَالَ: لَا تَبِيعُوا الْمَاءَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((يَنْهَى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ)) قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: ((وَلَا أَدْرِي أَيَّ مَاءٍ هُوَ))

ایاس بن عبد مزنی نے لوگوں کو پانی فروخت کرتے دیکھا تو فرمایا: پانی فروخت نہ کرو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو پانی فروخت کرنے کی ممانعت کرتے سنا ہے،عمرو بن دینار نے کہا: مجھے معلوم نہیں وہ کیسا پانی تھا؟

فائدہ : ......اس حدیث میں بیان ہے کہ اضافی پانی کو فروخت کرنا منع ہے،مثلاً بارش کا پانی،جو کسی کے حوض میں کھڑا ہے اور وہ لوگوں کو استعمال نہیں کرنے دیتا،ان سے پیسے مانگتا ہے،یہ غلط ہے،اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ٹیوب ویل یا پمپ کا پانی بھی فروخت نہیں کرسکتا،ایسی بات نہیں ہے،جو پانی مشقت سے حاصل ہوتا ہے،جس کا بل آتا ہے،ڈیزل خرچ ہوتا ہے،وہ فروخت کرنا درست ہے،نیز نہری پانی بھی فروخت کرنا درست ہے،کیونکہ وہ فری حاصل نہیں ہوتا،بلکہ اس کا بھی بل ادا کرنا پڑتا ہے،اور بہت زیادہ مشکل کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

(934) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الاجارة، باب فى بيع فضل الماء، حديث: 3478۔سنن الترمذى، كتاب البيوع، باب ما جاء فى بيع فضل الماء، حديث: 1271۔سنن النسائى، كتاب البيوع، باب بيع الماء، حديث: 4665۔سنن ابن ماجه، كتاب الرهون، حديث: 2476۔مسند احمد: 4/ 138۔سنن الدارمى: 2615۔ مصنف عبدالرزاق: 14495۔مصنف ابن ابى شيبة: 6/ 256۔ معجم الكبير للطبرانى: 782۔مستدرك للحاكم: 2/ 44۔

[935]...... قَالَ سُفْيَانُ: ((هُوَ عِنْدَنَا أَنْ يُبَاعَ فِي مَوْضِعِهِ الَّذِي أَخْرَجَهُ اللّٰهُ فِيهِ)) ، وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ: ((نَهَى عَنْ بَيْعِ نَقْعِ الْبِيرِ))

سفیان کہتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ وہ پانی ہے جو فروخت کی جگہ سے نکلتا ہو، اور نبی ﷺ نے کنویں میں جمع شدہ پانی کے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

## مسند عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ

### حدیث عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ

[936]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ، قَالَ: ((لَا تَأْكُلْ إِلَّا مَا ذَكَّيْتَ))

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کسی لکڑی وغیرہ کے ذریعے شکار کرنے کا پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو مت کھاؤ، مگر جو تم ذبح کرلو۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں شکار کا ایک مسئلہ بیان ہوا ہے کہ اگر کسی جانور کو معراض (تیر کا درمیانی موٹا حصہ) سے چوٹ آئے اور اس کو زندہ ہی پکڑ لیا جائے تو اس کو ذبح کر کے کھایا جا سکتا ہے، اگر وہ معراض سے مر جائے تو اس کو کھانا حرام ہے، نیز اگلی حدیث دیکھیے۔ اگر جانور وغیرہ کو تیر وغیرہ مارنے سے پہلے بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ لیا جائے، پھر وہ مر جائے تو وہ حلال ہے، لیکن حدیث میں جس صورت کا ذکر ہے، وہ ذبح کرنا ضروری ہے۔

[937]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُجَالِدٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کسی آلہ کی چوڑائی سے شکار کرنے کی بابت سوال کیا

(935) المرفوع منه ضعيف۔ الاصل الشيبانى : 147/8 عن عائشة رضي الله عنها وفيه جهالة۔ موطا مالك : 745/2 عن عمرة بنت عبد الرحمن وسنده مرسل .

(936) صحيح البخارى، كتاب الذبائح والصيد، باب التسمية على الصيد، حديث: 5475۔صحيح مسلم، كتاب الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة، حديث: 4/ 1929۔سنن الترمذى، كتاب الصيد، باب ما جاء فى صيد المعراض، حديث: 1471۔ سنن النسائى، حديث: 4269۔سنن ابن ماجه، كتاب الصيد، باب صيد المعراض، حديث: 3214۔ مسند احمد: 4/ 256۔سنن الدارمى: 2009، 2015۔صحيح ابى عوانة: 5/ 128۔المنتقى لابن الجارود: 918۔مصنف ابن ابى شيبة: 5/ 375۔ معجم الكبير للطبرانى: 17/ 71۔سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 236۔من طرق عن زكريا بهذا الاسناد، الروايات مطولة ومختصرة۔

(937) صحيح لغيره، مسند احمد: 4/ 377۔مصنف عبدالرزاق: 8531۔معجم الكبير للطبرانى: 17/ 76۔مصنف ابن ابى شيبة : 5/ 375۔ من طريق مجالد عن الشعبى به، وانظر الحديث السابق۔

حَـاتِمٍ ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْـمِعْرَاضِ ، فَقَالَ: ((مَا أَصَابَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ ، وَمَا أَصَابَ بِعُرْضِهٖ فَلَا تَأْكُلْ ، فَإِنَّهٗ وَقِيذٌ))

تو آپ نے فرمایا: جو دھار کے ساتھ مارا جائے وہ کھا اور جو چوڑائی سے مارا جائے وہ نہ کھا، وہ چوٹ کھا کر مرا ہے۔

[938]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَـالَ: ثـنا مُجَالِدٌ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ بِكَ إِذَا أَقْبَلَتِ الظَّعِينَةُ مِنْ أَقْصَى الْيَمَنِ إِلَى قُصُورِ الْحِيرَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ)) ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ الـلّٰـهِ ، فَـكَيْفَ بِطَيِّءٍ مَقَانِبِهَا وَرِجَالِهَا ، قَالَ: ((يَـكْفِيهَا اللّٰهُ طَيِّئًا وَمَنْ سِوَاهَا)) قَالَ مُجَالِدٌ: ((فَـلَقَدْ كَانَتِ الظَّعِينَةُ تَخْرُجُ مِنْ حَضْرَمَوْتَ حَتَّى تَأْتِيَ الْحِيرَةَ))

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عدی! تیرا کیا حال ہوگا جب اونٹ سوار عورت یمن کی دوسری جانب سے چل کر محلات حیرہ تک آئے گی اور اس کو اللہ کے سوا کسی کا کوئی خوف نہ ہوگا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بنو طے کے پیادہ اور گھڑ سوار ڈاکو کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بنو طے اور دیگر مفسدین سے بچائے گا، مجالد نے کہا: (یک ایسا وقت بھی آیا کہ ایک) اونٹ سوار عورت حضر موت سے چلتی اور مقام حیرہ تک آتی تھی۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں اسلام کے غلبے کا ذکر ہے کہ اسلام غالب آئے گا، اور ہر طرف امن ہی امن ہوگا، عزت، مال وغیرہ سب کچھ محفوظ ہوں گے، اور ایسے ہی ہوا، والحمد للہ اور عنقریب ایسے ہی ہوگا۔

[939]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، عَـنْ مُـجَـالِـدٍ ، عَـنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَـاتِـمٍ ، قَـالَ: سَـأَلْـتُ رَسُولَ اللّٰـهِ ﷺ عَنِ

عدی بن حاتم نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے روزے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: کھاؤ پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے تو میں

(938) صحيح ، مسند احمد: 4/ 257۔معجم الكبير للطبرانى: 17/ 77۔دلائل النبوة للبيهقى: 5/ 344۔من طريق مـجـالـد عن الشعبى به۔صحيح البخارى ، كتاب المناقب ، باب علامات النبوة فى الاسلام ، حديث: 3595۔سنن الترمذى : 2953۔ مستدرك للحاكم: 4/ 518 ، 519۔من طرق اخرى عن عدى بن حاتم۔

(939) صـحـيـح ، سـنـن الـتـرمـذى ، كتـاب تفسير القرآن ، باب ومن سورة البقرة ، حديث: 2971۔ مسـند احمد: 4/ 377۔ تفسير ابن جرير : 2987۔ معجم الكبير للطبرانى: 17/ 78۔من طريق مجالد به۔صحيح البخارى ، كتاب الـصوم ، باب قول الله تعالىٰ(وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم۔۔۔) ، حديث: 1916۔صحيح مسلم ، كتاب الصيام ، بـاب بيـان ان الـدخـول فى الصوم يحصل بطلوع الفجر ، حديث: 1090۔ سنن ابى داود: 2349۔سـنـن الترمذى: 2970۔من طريق حصين عن عامر الشعبى به۔

الصَّوْمِ؟ فَقَالَ: ((حَتَّى يَتَبَيَّنَ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ)) قَالَ عَدِيٌّ: فَأَخَذْتُ عِقَالَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْيَضُ وَالْآخَرُ أَسْوَدُ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَالَ سُفْيَانُ: شَيْئًا لَمْ أَحْفَظْهُ، وَقَالَ: ((إِنَّمَا هُوَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ)) فَقِيلَ لِسُفْيَانَ: سَمِعْتَ هَذَا عَنْ مُجَالِدٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَكَانَ يُحْسِنُهُ وَلَكِنِّي لَمْ أَحْفَظْهُ كُلَّهُ))

نے دو رسیاں لیں ،ایک کا رنگ سفید اور دوسری کا سیاہ تھا ،میں ان کو دیکھتا رہتا تھا، اس نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو کچھ بتایا،سفیان کہتے ہیں کہ مجھے وہ چیز یاد نہیں ہے( کہ کیا بتایا تھا) اورسفیان نے کہا کہ اس سے مراد رات اور دن ہے،سفیان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ نے یہ مجالد سے سنا ہے؟انھوں نے کہا:ہاں، وہ اس کو احسن انداز سے بیان کرتے تھے لیکن میں تمام الفاظ یاد نہ رکھ سکا۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض دفعہ فہم میں غلطی ہو جاتی ہے،فہم وہی معتبر ہے جو قرآن وحدیث کے موافق ہو۔

[940]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ، فَقَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكَ عَلَيْكَ، فَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ)) ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ خَالَطَتْ كِلَابَنَا كِلَابٌ أُخْرَى، فَقَالَ: ((إِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَى كَلْبِكَ))

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سکھائے ہوئے کتے کے شکار کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا: جب تو اپنے کتے کو اللہ کا نام لے کر چھوڑے اور وہ شکار کو تیرے لیے محفوظ رکھے تو اس کو کھاؤ اور جس کو کتا خود کھائے اور کچھ لائے تو وہ نہ کھاؤ،وہ اس نے اپنے ہی لیے باقی رکھا ہے، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ بتایئے اگر ہمارے کتے کے ساتھ دوسرا کتا شکار کرنے میں شامل ہوجائے تو کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: تو نے صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں شکار کے بعض مسائل کا ذکر ہے،شکاری کتا اس کو کہتے ہیں جس کو جہاں روکا

(940) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الصيد، باب فى الصيد، حديث: 2851-سنن الترمذى، كتاب الصيد، باب ما جاء فى الكلب ياكل من الصيد، حديث: 1471-مصنف ابن ابى شيبة: 5/ 358-معجم الكبير للطبرانى: 17/ 72- سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 235-من طريق عن مجالد به- صحيح البخارى، كتاب الذبائح، باب اذا اكل الكلب، حديث: 5483- صحيح مسلم، كتاب الصيد، باب الصيد الكلب المعلمة، حديث: 1929-سنن ابى داود: 2848- سنن ابن ماجه: 3208-من طرق عن عامر عن عدى بن حاتم-

جائے وہاں رک جائے اور جب اس کو کسی چیز کے پکڑنے کا حکم دیا جائے تو وہ دوڑ پڑے اور شکار کیے ہوئے جانور کو خود نہ کھائے، بس پکڑ کر مالک کے پاس لے آئے، حلال وحرام میں مشکوک سے پرہیز رکھنا چاہیے، حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔

## مسند النعمان بن بشير رضي الله عنه

## احادیث نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

[941]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو فَرْوَةَ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((حَلَالٌ بَيِّنٌ وَحَرَامٌ بَيِّنٌ، وَشُبُهَاتٌ بَيْنَ ذَلِكَ، فَمَنْ تَرَكَ مَا اشْتَبَهَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ لَهُ أَتْرَكَ، وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلَى مَا شَكَّ فِيهِ، أَوْشَكَ أَنْ يُوَاقِعَ الْحَرَامَ، وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، وَحِمَى اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ مَعَاصِيهِ))

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے، درمیان میں کچھ امور مشتبہ ہیں، تو جس نے مشتبہ چیز گناہ کے خوف سے ترک کر دی وہ واضح حرام سے زیادہ بچنے والا ہو گا اور جو مشتبہ اور شک والی چیز پر جرأت کر گیا وہ قریب ہے کہ حرام کا ارتکاب بھی کر گزرے گا، جیسا کہ ممنوعہ چراگاہ کے اطراف میں چرانے والا کبھی غیر کی چراگاہ میں جا گھستا ہے، خبردار! ہر بادشاہ کا ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہ زمین پر اس کی نافرمانی اور معصیت ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں ذکر ہے کہ حلال اور حرام چیزیں بالکل واضح ہیں، ان میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے، ہمیں حلال چیزوں کو لازم پکڑنا چاہیے، اور حرام سے دور رہنا چاہیے، اور مشتبہ چیزوں کو بالکل ترک کر دینا چاہیے، اس میں سلامتی ہے۔

[942]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو

(941) صحيح البخارى، كتاب البيوع، باب الحلال بين والحرام بين، حديث: 2051- صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب اخذ الحلال وترك الشبهات، حديث: 1599- سنن ابى داود، كتاب البيوع، باب فى اجتناب الشبهات، حديث: 3329- سنن الترمذى، كتاب البيوع، باب ما جاء فى ترك الشبهات، حديث: 1205- سنن النسائى، كتاب البيوع، باب اجتناب الشبهات فى الكسب- سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الوقوف عند الشبهات، حديث: 3984- مسند احمد: 4/ 271، 273- سنن الدارمى: 2534- سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 334- شعب الايمان للبيهقى: 5742- صحيح ابن حبان: 721- معجم الاوسط للطبرانى: 2493- مسند الشهاب: 1029-

(942) صحيح البخارى، كتاب الادب، باب رحمة الناس والبهائم، حديث: 6011- صحيح مسلم، كتاب ⇦⇦

قَالَ: ثنا مُجَالِدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ الشَّعْبِيُّ: وَكُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ظَنَنْتُ أَنِّي لَا أَسْمَعُ أَحَدًا بَعْدَهُ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَبَاذُلِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ، كَمَثَلِ الْإِنْسَانِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوٌ مِنْ أَعْضَائِهِ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمَّى وَالسَّهَرِ))

فرماتے سنا ہے کہ اہل ایمان کی آپس میں ایک دوسرے پر خرچ کرنے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھنے اور رحم وکرم کرنے کی مثال ایک انسان کی طرح ہے، جب اس کے بدن میں سے کسی عضو کو تکلیف ہو تو سارے بدن میں بخار ہوتا ہے اور وہ بیدار رہتا ہے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنا چاہیے، کسی کو تکلیف میں دیکھیں تو اس کو حل کرنا چاہیے، اسلام اتفاق واتحاد کا درس دیتا ہے۔ اسی میں امت مسلمہ کی عزت وعظمت اور کامیابی ہے۔

[943]...... قَالَ: وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((فِي الْإِنْسَانِ مُضْغَةٌ، إِذَا هِيَ صَلُحَتْ وَسَلِمَتْ سَلِمَ لَهَا سَائِرُ الْجَسَدِ، وَصَحَّ، وَإِذَا هِيَ سَقِمَتْ سَقِمَ لَهَا سَائِرُ الْجَسَدِ وَفَسَدَ، وَهِيَ الْقَلْبُ))

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا بدن درست اور سلامت رہتا ہے اور جب وہ بیمار ہو تو سارا جسم بیمار ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں دل کی اصلاح کی اہمیت واضح کی گئی ہے، زہد ورقائق کا مطالعہ کرتا رہنا

---

⇦⇨ البر والصلة، باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم، حديث: 2586۔مسند احمد: 4/ 268، 270۔مصنف ابن ابی شيبة: 13/ 253۔ الزهد لهناد: 1019۔مسند الطيالسی: 790۔مسند الشهاب: 1367۔صحيح ابن حبان: 233۔ معجم الصغير للطبرانی: 382۔شعب الايمان: 7610۔

(943) صحيح البخاری: 52۔ صحيح مسلم: 1599۔ سنن ابن ماجة: 3984۔

چاہیے، امام غزالی کی احیاء علوم الدین میں اور شیخ امین اللہ پشاوری کی الفوائد میں دل کی اصلاح پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، ان کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیے، اللہ نے توفیق دی تو راقم بھی دل پر ایک کتاب لکھنا چاہتا ہے، آج کل کے انسان نے اپنے ظاہر کے درست کرنے پر توجہ کر رکھی ہے، دل کو خوبصورت کوئی بھی نہیں کرتا، افسوس کے اوپر سے انسان نظر آتے ہیں اور اندر سے انسانیت نہیں۔

[**944**]...... وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِي حُقُوقِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا، وَالْقَائِمِ عَلَيْهَا، كَمَثَلِ ثَلَاثَةٍ رَكِبُوا سَفِينَةً وَاسْتَهَمُوا مَنَازِلَهَا، فَصَارَ لِأَحَدِهِمْ أَسْفَلُهَا وَأَوْعَرُهَا وَشَرُّهَا، وَكَانَ مُخْتَلَفُهُ وَمُهْرَاقُ مَائِهِ عَلَيْهِمْ، فَبَيْنَا هُمْ فِيهَا لَا يُفْجَأُهُمْ بِهِ إِلَّا وَقَدْ أَخَذَ الْقَدُومَ، فَقَالُوا لَهُ: أَيَّ شَيْءٍ تَصْنَعُ؟ فَقَالَ: أَخْرِقُ فِي حَقِّي خَرْقًا فَيَكُونُ أَقْرَبَ لِي مِنَ الْمَاءِ وَيَكُونَ فِيهِ مُخْتَلَفِي وَمُهْرَاقُ مَائِي، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتْرُكُوهُ أَبْعَدَهُ اللّٰهُ يَخْرِقُ فِي حَقِّهِ مَا شَاءَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَدَعُوهُ يَخْرِقُهَا، فَيُهْلِكُنَا وَيُهْلِكُ نَفْسَهُ، فَإِنْ هُمْ أَخَذُوا عَلَى يَدَيْهِ نَجَا وَنَجَوْا مَعَهُ، وَإِنْ هُمْ لَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ هَلَكَ وَهَلَكُوا مَعَهُ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے حقوق میں نفاق کرتا ہے اور جو ممنوعات میں پڑتا ہے اور جو ان پر نگرانی کرتا ہے ان سب کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جو ایک کشتی میں سوار ہوں اور آپس میں قرعہ اندازی کر کے اپنی منازل متعین کر لیں، کوئی نیچے، کوئی درمیانے اور کوئی اوپر والے خانے میں جگہ لے، کشتی والوں کے گزرنے کی جگہ اور پانی کے حصول والی جگہ نیچے والا حصہ ہے، نیچے والے لوگ جب اپنی جگہ پر آتے ہیں تو ان میں سے ایک شخص کلہاڑا لیتا ہے، تو دوسرے لوگ اس سے پوچھتے ہیں کہ تم کیا کرنے لگے ہو؟ تو وہ کہتا ہے: میں اپنی مخصوص جگہ میں سوارخ کرنے والا ہوں تا کہ میں پانی کے قریب ہوجاؤں اور میرے لیے گزرگاہ اور پانی کے بہاؤ کی جگہ دستیاب ہو؟ (تو دوسرے لوگوں میں سے) کچھ یہ کہتے ہیں: اسے چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ اسے دور کرے، یہ اپنے حصے میں سے جو چیز چاہے توڑ دے، لیکن دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ تم اسے ایسے نہ چھوڑو کہ یہ اسے توڑ دے، ورنہ یہ ہمیں اور خود کو ہلاکت میں ڈالے گا، (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) اگر دوسرے لوگ اس کو روک دیں گے تو وہ شخص بھی نجات پا جائے گا اور دوسرے لوگ بھی نجات پا جائیں گے، لیکن اگر وہ اس کو نہیں روکیں گے تو وہ

---

(944) صحيح البخاری، كتاب الشركة، باب هل يفرع فى القسمة، حديث: 2493-سنن الترمذی، كتاب الفتن، باب منه: 12، حديث: 2173- مسند احمد: 4/ 269-الزهد لابن المبارك: 1349-صحيح ابن حبان: 297-سنن الكبرى للبيهقى: 10/ 91-شعب الايمان: 7576-شرح السنة للبغوى: 4151-

شخص بھی ہلاک ہو جائے گا اور باقی تمام لوگ بھی ہلاک ہو جائیں گے۔

فائدہ: ......اس حدیث میں مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کہ ایک کے گناہ کی وجہ سے پورا شہر اور پورا ملک تباہ ہو جاتا ہے، گناہگار کو اس کی حالت پر نہیں چھوڑنا چاہیے، بلکہ اس کی بھرپور مذمت کرنی چاہیے، گناہ کو دیکھ کر خاموش رہنا گناہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔

[945]...... قَالَ: وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((حَلَالٌ بَيِّنٌ وَحَرَامٌ بَيِّنٌ، وَشُبُهَاتٌ بَيْنَ ذَاكَ، فَمَنْ تَرَكَ مَا اشْتَبَهَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ لَهُ أَتْرَكَ، وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلَى مَا شَكَّ فِيهِ، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَ الْحَرَامَ، كَمَنْ رَتَعَ إِلَى جَانِبِ الْحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيهِ، وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، وَحِمَى اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ مَعَاصِيهِ))

نعمان بن بشیر نے منبر پر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے، درمیان میں کچھ امور مشتبہ ہیں، تو جس نے مشتبہ چیز گناہ کے خوف سے ترک کر دی وہ واضح حرام سے زیادہ بچنے والا ہوگا اور جو مشتبہ اور شک والی چیز پر جرأت کر گیا وہ قریب ہے کہ حرام کا ارتکاب بھی کر گزرے گا، جیسا کہ ممنوعہ چراگاہ کے اطراف میں چرانے والا کبھی غیر کی چراگاہ میں جا گھستا ہے، خبردار! ہر بادشاہ کا ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہ زمین پر اس کی نافرمانی اور معصیت ہے۔

[946]...... قَالَ: وَسَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: نَحَلَنِي أَبِي غُلَامًا، فَقَالَتْ لَهُ أُمِّي عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: إِيتِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَشْهِدْهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ لِيُشْهِدَهُ، فَقَالَ: ((أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَ هَذَا؟))، قَالَ: لَا، فَقَالَ النَّبِيُّ

نعمان بن بشیر نے فرمایا: میرے باپ نے مجھے غلام دیا تو میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے کہا: جا کر نبی کریم ﷺ کو گواہ بنا لو، تو میرا باپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ کو گواہ بنائے، پس آپ نے فرمایا: کیا تو نے اپنے تمام بیٹوں کو اس جیسے غلام دیے ہیں؟ میرے

---

(945) صحيح البخاری : 2051۔ صحيح مسلم : 1599۔ سنن ابی داود : 3329 وقد تقدم برقم : 941 .

(946) صحيح البخاری، كتاب الهبة، باب الاشهاد فی الهبة، حديث: 2587۔صحيح مسلم، كتاب الهبات، باب كراهية تفضيل بعض الاولاد فی الهبة، حديث: 1623۔سنن ابی داود، كتاب الاجارة، باب فی الرجل يفضل بعض ولده فی النحل، حديث: 3542۔ سنن النسائی، كتاب النحل، باب ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير، حديث: 3709۔سنن ابن ماجه، كتاب الهبات، باب الرجل ينحل ولده، حديث: 2375۔مسند احمد: 4/ 268، 269۔ الادب المفرد للبخاری: 93۔مصنف ابن ابی شيبة: 11/ 220۔صحيح ابن حبان : 5103۔سنن الكبرى للبيهقی: 6/ 176۔

ﷺ: ((إِنِّی لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَى حَقٍّ)) وَأَبَى أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْهِ

باپ نے کہا: نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حق ضائع کرنے پر گواہ نہیں بنتا ہوں اور آپ نے گواہ بننے سے صاف انکار کر دیا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اولاد کے درمیان انصاف کرنا چاہیے، یہ بھی ثابت ہوا کہ جھوٹ پر گواہی نہیں دینی چاہیے، اور لوگوں سے پہلے تحقیق کر لینی چاہیے، تا کہ جھوٹ پر گواہی نہ ہو سکے۔

[947]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ - قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: كَانَ سُفْيَانُ يَغْلَطُ فِيهِ - ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ، وَكَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا إِذَا وَافَقَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ))

نعمان بن بشیر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز عید میں سورت الاعلی اور سورت الغاشیہ پڑھتے تھے، اگر اس دن اتفاق سے جمعہ ہوتا تو جمعہ میں بھی یہ سورتیں پڑھتے تھے۔

**فائدہ**: ......اس سے ثابت ہوا کہ نماز عید اور نماز جمعہ میں سورۃ الاعلی اور سورۃ الغاشیہ کی قراءت کرنی چاہیے۔

[948]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الضَّبِّيُّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِ

حمیدی رحمہ اللہ نے جریر بن عبدالحمید الضبی سے، وہ ابراہیم بن منتشر سے، وہ اپنے باپ سے، وہ حبیب بن سالم سے وہ نعمان بن بشیر سے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں اس کے معنی کے مطابق، اس میں "عن ابیہ" کا ذکر

(947) صحیح، مسند احمد: 4/ 271۔من طریق حبیب بن سالم عن ابیہ عن النعمان، وانظر الحدیث الآتی۔

(948) صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب ما یقرا فی صلاة الجمعة، حدیث: 878۔سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب ما یقرا به فی الجمعة، حدیث: 1122۔سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی القراء ة فی العیدین، حدیث: 533۔ سنن النسائی، کتاب الجمعة، باب ذکر الاختلاف علی النعمان بن بشیر، حدیث: 1425۔سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی القراء ة فی صلاة العیدین، حدیث: 1281۔ مسند احمد: 4/ 276۔ سنن الدارمی: 1576۔مسند الطیالسی: 795۔صحیح ابن خزیمه: 1463۔صحیح ابن حبان: 2821۔ سنن الکبری للبیهقی: 3/ 294۔من طریق حبیب بن سالم عن النعمان بن بشیر۔

مَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: عَنْ أَبِيهِ

نہیں ہے۔

[949]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ، أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يُحَدِّثُ، أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ نَحْلًا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ لِيُشْهِدَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَ هَذَا))، قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَارْدُدْهُ))

نعمان بن بشیر نے بیان کیا کہ ان کے باپ نے ان کو کچھ عطیہ دیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس آپ کو گواہ بنایا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: کیا سب بیٹوں کو اس جیسا عطیہ دیا ہے؟ انھوں نے عرض کی: نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو واپس کر۔

**فائدہ**: ......تقدم شرحه: 947، نیز اس حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ اولاد کو تحفہ وتحائف اور عطیات میں برابر رکھنا چاہیے، بلکہ اگر باپ اپنی زندگی میں وراثت تقسیم کرے تو بیٹے اور بیٹیوں کو برابر برابر حصہ دیا جائے گا۔

## مسند عبد الله بن أقرم الخزاعی

## حدیث عبداللہ بن اقرم خزاعی

[950]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: سُفْيَانُ ثنا، قَالَ: ثنا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ الْفَرَّاءُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَقْرَمَ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِالْقَاعِ مِنْ نَمِرَةَ يُصَلِّي، فَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبِطَيْهِ إِذَا سَجَدَ))

عبداللہ بن اقرم خزاعی نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام نمرہ کے میدان میں نماز پڑھتے دیکھا ہے، جب آپ سجدے میں جاتے تو میں آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھتا۔

---

(949) صحيح البخاری، كتاب الهبة، باب الهبة للولد، حديث: 2586۔صحیح مسلم، كتاب الهبات، باب كراهية تفضيل بعض الاولاد فی الهبة، حديث: 1623۔سنن النسائی: 3702، 3703۔سنن الترمذی: 1367۔سنن ابن ماجه: 2376۔ مسند احمد: 4/ 268۔ مؤطا امام مالك، ص: 462۔مصنف عبدالرزاق: 16492۔صحيح ابن حبان: 5100۔ من طريق عن الزهری بهذا الاسناد۔

(950) صحيح، سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء فی التجافی فی السجود، حديث: 274۔سنن النسائی، كتاب التطبيق، باب صفة السجود، حديث: 2109۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب السجود، حديث: 881۔ مسند احمد: 4/ 35۔مسند الشافعی: 1/ 92۔ المعرفة والتاريخ للفسوی: 1/ 265۔مستدرك للحاكم: 1/ 227۔ سنن الكبرى للبيهقی: 2/ 214۔شرح السنة للبغوی: 650۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سجدہ میں بازوؤں کو کھول کر رکھنا چاہیے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں اگر بغلیں ننگی ہو جائیں تو نماز نہیں ٹوٹتی، رسول اللہ ﷺ کی بغلیں مبارک سفید تھیں۔

## مسند سهل بن سعد الساعدى رضي الله عنه

### احادیث سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ

[951]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، يَقُولُ: اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرٍ فِي حُجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَبِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ، فَقَالَ: ((لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ))

سہل بن سعد ساعدی نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے سوراخ میں سے ایک آدمی نے حجرے مبارک میں جھانکا، رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں ایک سلاخ تھی جس سے سر مبارک میں کھرچ رہے تھے، آپ نے فرمایا: (اے شخص!) اگر میں نے اس وقت تجھے دیکھا ہوتا تو تیری آنکھ میں یہ سلاخ مارتا، اجازت لینے کا حکم اسی لیے نازل کیا گیا ہے تاکہ نگاہ اندر نہ جائے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آدمی کو کسی کے گھر کے دروازے سے اندر نہیں جھانکنا چاہیے، کیونکہ دروازے کا مقصد پردہ ہے، اگر کوئی انسان دروازے یا دیوار کے کسی سوراخ سے اندر جھانکے، اور گھر والوں کو اس کا علم ہو جائے اور وہ آگے سے کوئی چیز مار کر آنکھ پھوڑ دیں تو ان کو اس پر کوئی جرمانہ نہیں ہوگا۔

[952]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو حَازِمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

سہل بن سعد ساعدی نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مبعوث کیا گیا میں اور قیامت اس طرح جیسا یہ اور یہ ہیں۔ سفیان نے انگشت شہادت اور وسطی سے اشارہ کیا۔

---

(951) صحيح البخارى، كتاب الاستئذان، باب الاستئذان من اجل البصر، حديث: 6241۔صحيح مسلم، كتاب الآداب، بـاب تحريم النظر فى بيت غيره، حديث: 2156۔سنن الترمذى، كتاب الاستئذان، باب من اطلع فى دار قوم بغير اذنهم، حديث: 2709۔سنن النسائى، كتاب القسامة، باب ذكر حديث عمرو بن حزم فى العقول، حديث: 4863۔الادب المفرد: 1070۔مسند احمد: 5/ 330۔سنن الدارمى: 2390۔مسند الشافعى: 2/ 101۔ مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 756۔مسند ابى يعلٰى: 7510۔صحيح ابن حبان: 6001۔

(952) صحيح البخارى، كتاب الطلاق، باب اللعان، حديث: 530۔صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب قرب الساعة، حديث: 2950۔ مسنداحمد: 5/ 330۔مسند ابى يعلٰى: 7523۔معجم الكبير للطبرانى: 5912۔صحيح ابن حبان: 6642۔ مسند الرويانى: 1017۔

((بُـعِثْـتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَذِهِ مِنْ هَذِهِ)) وَأَشَارَ سُفْيَانُ بِالسَّبَّابَةِ، وَالْوُسْطَى

[953]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: قَـالَ لَـنَا أَبُو حَازِمٍ: سَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ مِـنْ أَيِّ شَـيْءٍ مِنْبَرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَـقَالَ: مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي، هُوَ مِنْ أَثْلِ الْـغَـابَةِ، عَـمِـلَـهُ لَهُ فُـلَانٌ مَوْلَى فُلَانَةَ، لَقَدْ رَأَيْـتُ رَسُـولَ اللّٰهِ ﷺ ((حِيـنَ صَـعَدَ عَلَيْهِ اسْتَـقْبَـلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ نَـزَلَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ، ثُمَّ صَعَدَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرَى، ثُمَّ سَجَدَ))

ابو حازم نے بیان کیا: لوگوں نے سہل بن سعد ساعدی سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا منبر کس لکڑی سے بنایا گیا تھا؟ انھوں نے فرمایا: اس کو جاننے والا میرے سوا کوئی نہیں رہا، وہ غابہ (مقام) کے جھاؤ کی لکڑی سے بنایا گیا تھا، فلاں عورت کے فلاں غلام نے تیار کیا تھا، میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو جب آپ اس پر تشریف فرما ہوئے تو منہ قبلہ کی طرف کیا، پھر تکبیر کہی، پھر قراءت کی، پھر رکوع کیا، پھر الٹی چال ہٹ کر اترے اور سجدہ کیا۔

**فائدہ** : ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام کو لوگوں کو نماز کی اچھی ٹریننگ دینی چاہیے، تا کہ اسلام کا اہم رکن نماز قرآن وحدیث کے مطابق ادا کیا جائے، جب رسول اللہ ﷺ لوگوں کی تربیت کی غرض سے منبر پر چڑھ کر قیام و رکوع وغیرہ کر سکتے ہیں، تو آج کا عالم دین اس طرح کیوں نہیں کر سکتا؟

[954]...... حَـدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

سہل بن سعد نے فرمایا: عمرو بن عوف والوں کا باہم کوئی

(953) صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب الصلاة فی السطوح والمنبر والخشب، حديث: 377۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب جواز الخطوة والخطوتين فی الصلاة، حديث: 544۔سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب اتخاذ المنبر، حديث: 1080۔سنن الترمذی، كتاب المساجد، حديث: 7399۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، حديث: 1416۔ مسنداحمد: 5/ 339۔سنن الدارمی: 1261۔ صحيح ابن خزيمه: 522۔صحيح ابن حبان: 2142۔صحيح ابی عوانة: 1744۔ مسند الشافعی: 1/ 115۔ سنن الكبری للبيهقی: 3/ 108۔

(954) صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الامام الاول، حديث: 684۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلی بهم اذا تاخر الامام، حديث: 421۔سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب التصفيق فی الصلاة، حديث: 940، 941۔ سنن النسائی، كتاب الامامة، باب استخلاف الامام اذا غاب، حديث: 794۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة، حديث: 1035۔مسند احمد: 5/ 330، 331۔سنن الدارمی: 1371، 1372۔صحيح ابن خزيمه: 854، 1517۔ مؤطا امام مالك، ص: 123۔ مصنف عبدالرزاق: 4072۔مسند ابی يعلٰی: 5713، 75717۔صحيح ابی عوانة: 2033۔معجم الكبير للطبرانی: 5914۔

قَالَ: ثنا أَبُو حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصْلِحُ بَيْنَ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فِي شَيْءٍ وَقَعَ بَيْنَهُمْ حَتَّى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَأَذَّنَ بِلَالٌ، وَاحْتُبِسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُ الصُّفُوفَ، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى الصَّفِّ الَّذِي يَلِي أَبَا بَكْرٍ أَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيحِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ الْتَفَتَ، فَأَبْصَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنِ اثْبُتْ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَشَكَرَ اللّٰهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرَى، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتَهُ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا مَنَعَكَ حِينَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ؟)) ، فَقَالَ: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَرَى ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ انْحَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى النَّاسِ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ فِي صَلَاتِكُمْ شَيْءٌ أَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيحِ، إِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ، وَالتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ

تنازعہ تھا اور انھوں نے ایک دوسرے پر پتھر برسائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان میں صلح صفائی کرانے کے لیے تشریف لے گئے تو نماز کا وقت ہو گیا، تو جناب بلال نے اذان دی اور رسول اللہ ﷺ تو رو کے گئے تھے، پس ابو بکر آگے آئے اور نماز پڑھائی، نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور صفوں کے درمیان سے نکلتے چلے آئے، جب ابو بکر کے پیچھے اول صف تک پہنچے تو لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں، ابو بکر صدیق ایسے آدمی تھے کہ نماز میں کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے، انھوں نے جب تالیوں کی آواز سنی تو متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو بھی دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا کہ ٹھہرے رہو، جناب ابو بکر نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا اور الٹی چال چل کر پیچھے چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ سیدھے آگے چلے گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز پوری کر دی تو فرمایا: اے ابو بکر! تجھے کس نے منع کیا تھا جب تجھے میں نے اشارہ کیا تھا؟ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ابن ابی قحافہ کو رسول اللہ ﷺ کے آگے نہیں دیکھنا چاہتا، پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لوگو! جب نماز میں تمھیں کچھ نظر آئے تو تم تالیاں بجاتے ہو یہ تمھیں کیا ہوا ہے؟ نماز میں تالی بجانا عورتوں کے لیے متعین ہے، مردوں کے لیے تو تسبیح کہنا ہے، پس جس مرد کو نماز میں کوئی امر پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اول اور خلیفہ بلا فصل ہونے کی زبردست دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں اپنا نائب جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بنایا ہے، کسی اور کو نہیں، نیز اس

حدیث میں بہت زیادہ مسائل بیان ہوئے ہیں،جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تالیاں عورتوں کے لیے خاص ہیں،مردوں کے لیے نہیں،افسوس کہ آج ہر موقع پر مرد تالیاں بجاتے نظر آتے ہیں۔

[955]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو حَازِمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، قَالَ: كُنْتُ فِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ، فَارْأَ فِيَّ رَأْيَكَ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَنْكِحْنِيهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَامَ، فَقَالَ: مِثْلَ ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلرَّجُلِ: ((هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُعْطِيهَا إِيَّاهُ؟)) فَقَالَ: لَا، قَالَ: ((فَاذْهَبْ فَاطْلُبْ شَيْئًا))، فَذَهَبَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا وَجَدْتُ شَيْئًا، قَالَ: ((اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ))، فَذَهَبَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ سُورَةُ كَذَا، وَسُورَةُ كَذَا، قَالَ: ((فَاذْهَبْ فَقَدْ

سہل بن سعد ساعدی نے فرمایا: میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں تھا،آپ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی جان آپ کو ہبہ کی،تو آپ اپنی رائے میں غور فرمائیں، ایک شخص نے اٹھ کر کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ کو ضرورت نہ ہو تو میرا نکاح کرادیں، تو رسول اللہ ﷺ خاموش رہے، وہ شخص پھر اٹھا اور اس نے وہی کہا جو پہلے کہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کو فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے جو اس عورت کو دے دے؟ اس نے کہا: نہیں،آپ نے فرمایا: جا کر کچھ تلاش کر لا، وہ گیا پھر آیا اور کہا: یا رسول اللہ(ﷺ)! مجھے کچھ نہیں ملا،آپ نے ﷺ فرمایا: جا کر تلاش کر خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی سہی، وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ(ﷺ)! مجھے کچھ نہیں ملا اور لوہے کی انگوٹھی بھی نہ ملی ،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا قرآن مجید کا کچھ حصہ تجھے یاد ہے؟ اس نے کہا: فلاں سورت اور فلاں سورت یاد ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس عورت کا نکاح تجھ سے اس حصہ قرآن کے بدلے کر دیا جو تجھے یاد اور

(955) صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب السلطان ولي، حديث: 5135۔صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب الصداق، حديث: 1425۔ سنن ابى داود، كتاب النكاح، باب فى التزويج على العمل يعمل، حديث: 2111۔سنن الترمذى، كتاب النكاح، باب منه، حديث: 1114۔سنن النسائى، كتاب النكاح، باب هبة المراة نفسها لرجل بغير صداق، حديث: 3362۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب صداق النساء، حديث: 1889۔مسنداحمد: 5/ 330۔سنن الدارمى: 2207۔مؤطا امام مالك، ص: 331۔مسند ابى يعلى: 7522۔معجم الكبير للطبرانى: 5915۔سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 144۔

زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)) تیرے پاس محفوظ ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ عورت اپنے آپ کو خود نکاح کے لیے پیش کر سکتی ہے، جب اس کا کوئی ولی نہ ہو، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حق مہر کی کم از کم کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔

[956]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو حَازِمٍ، قَالَ: اخْتَلَفَ النَّاسُ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوِيَ جُرْحُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ؟ فَسَأَلُوا سَهْلًا، وَكَانَ مِنْ آخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ، فَقَالَ: مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي، ((كَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الدَّمَ، وَعَلِيٌّ يَأْتِي بِالْمَاءِ فِي تُرْسِهِ، فَأُخِذَ حَصِيرٌ فَأُحْرِقَ فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ))

ابو حازم بیان کرتے ہیں: لوگوں میں اختلاف ہوا اس بات پر کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کا زخم کس چیز کے ساتھ بند کیا گیا تھا؟ تو لوگوں نے سہل بن سعد ساعدی سے سوال کیا اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے سب سے آخر میں اب تک وہی زندہ اور باقی تھے، انھوں نے فرمایا: لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا جو اس بات کو مجھ سے زیادہ جانتا ہو، فاطمہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس سے خون دھوتی جاتی تھیں اور جناب علی اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے، پھر ایک چھوٹی چٹائی جلائی گئی اور اس کے ساتھ آپ کا زخم بھرا گیا۔

فائدہ: ...... اہل علم کا آپس میں اختلاف ہو جاتا ہے، اس اختلاف کا حل قرآن وحدیث ہے، نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زخم کو پانی سے دھو دینا چاہیے، اور کپڑا جلا کر راکھ کو زخم پر رکھ دینا چاہیے، اس سے خون رک جاتا ہے۔

[957]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، سہل بن سعد ساعدی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(956) صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب دواء الجرح باحراق الحصير، حديث: 3027-صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب غزوة احد، حديث: 1790-سنن الترمذى، كتاب الطب، باب التداوى بالرماد، حديث: 2085-سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب دواء الجراحة، حديث: 3464-مسند احمد: 5/ 330-مسند عبد بن حميد: 453- صحيح ابن حبان: 6578-معجم الكبير للطبرانى: 5916- شرح معانى الآثار للطحاوى: 1/ 501، 502-دلائل النبوة للبيهقى: 3/ 259، 260-

(957) صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب فضل الرباط يوم فى سبيل الله، حديث: 2892-سنن الترمذى، كتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فى فضل المرابط، حديث: 1664-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب صفة الجنة، حديث: 4330-مسند احمد: 3/ 433-مسند ابى يعلى: 7514-معجم الكبير للطبرانى: 5861-شرح مشكل الآثار للطحاوى: 5489-كتاب الجهاد لابن ابى عاصم: 65-سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 158-

قَـالَ: ثنا أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَـالَ: رَسُـولُ اللّٰـهِ ﷺ: ((مَـوْضِـعُ سَـوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا))

فرمایا: جنت میں ایک کوڑے کی مقدار جگہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے جنت کی تھوڑی سی جگہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے، جب جنت کی ایک کوڑا رکھنے کی مقدار جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے تو جنت کے ایک محل کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا۔

## مسند قارب الثقفی رضی اللہ عنہ

## حدیث قارب ثقفی رضی اللہ عنہ

[958]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِبٍ، أَوْ مَارِبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي حِجَّةِ الْـوَدَاعِ، يَـقُـولُ: ((يَـرْحَـمُ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ)) وَأَشَـارَ بِيَـدِهِ هَـكَـذَا، وَمَدَّ الْحُمَيْدِيُّ يَمِينَهُ، قَـالُـوا: يَـا رَسُـولَ الـلّٰـهِ وَالْمُقَصِّرِينَ، فَقَالَ: ((يَـرْحَـمُ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ الـلّٰـهِ وَالْـمُـقَـصِّـرِيـنَ، فَـقَالَ: ((يَرْحَمُ اللّٰهُ الْـمُـحَـلِّـقِـيـنَ))، قَـالُـوا: يَـا رَسُولَ اللّٰـهِ وَالْمُقَصِّرِينَ، فَقَالَ: ((وَالْمُقَصِّرِينَ)) وَأَشَارَ الْـحُـمَيْـدِيُّ بِيَدِهِ، فَلَمْ يَمُدَّ مِثْلَ الْأَوَّلِ، قَالَ سُـفْـيَـانُ: وَجَـدْتُ فِـي كِتَابِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَـنْ وَهْـبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَارِبٍ،

قارب سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع کے موقع پر سنا ہے، آپ نے فرمایا: اللہ سر مونڈوانے والوں پر رحمت نازل فرمائے اور اپنے سر مبارک کی طرف اشارہ کیا۔ امام حمیدی نے اپنا دایاں ہاتھ بلند کیا۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! اور بال کتروانے والوں پر بھی، تو آپ نے سہ بارہ فرمایا: اے اللہ! سر مونڈوانے والوں پر رحم فرما، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! بال چھوٹے کروانے والوں پر بھی، تو آپ نے فرمایا: بال چھوٹے کرانے والوں پر، امام حمیدی نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، لیکن پہلے کی طرح اپنے ہاتھ کو بلند نہیں کیا، سفیان کہتے ہیں: میں نے اپنی کتاب میں دیکھا تو اس میں یہ روایت ابراہیم بن میسرہ کے واسطے سے وہب بن عبداللہ بن مارب ہے، اور میں نے قارب یاد رکھا ہے، لوگ اس طرح سے قارب ہی کہتے تھے جیسا کہ میں نے یاد

(958) صحیح، مسند احمد: 6/ 393۔ مصنف ابن ابی شیبة، ص: 215۔ الجزء المفقود۔ الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: 1593۔ مسند البزار، الکشف: 1135۔ معجم الصحابة لابن قانع: 2/ 86۔ تاریخ الکبیر للبخاری: 7/ 196۔ معجم الکبیر للطبرانی کما فی مجمع الزوائد: 3/ 262۔

وَحِفْظِي قَارِبٍ، وَالنَّاسُ يَقُولُونَ: قَارِبٌ كَمَا حَفِظْتُ، فَأَنَا أَقُولُ: قَارِبٌ، أَوْ مَارِبٌ

کیا، اس لیے میں نے کہا: قارب یا مارب۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حج اور عمرے کے اختتام پر سر منڈوانا افضل ہے، اس موقع پر بال قینچی سے کٹوانے بھی جائز ہیں۔

## مسند ابن خنبش رضی اللہ عنہ

### احادیث ابن خنبش رضی اللہ عنہ

[959]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا دَاوُدُ بْنُ يَزِيدَ أَبُو يَزِيدَ الْأَوْدِيُّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ خَنْبَشٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عُمْرَةٌ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ كَحِجَّةٍ))

ابن خنبش نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمرہ کرنا رمضان میں حج کی مانند ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کی مثل ہے۔

## مسند أبي هريرة رضی اللہ عنہ

### احادیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

[960]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قاری آمین کہے تو تم بھی آمین

(959) اسناده ضعيف والحديث صحيح۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب العمرة فى رمضان، حديث: 2992، 2993۔ سنن الكبرى للنسائى: 4225۔مسند احمد: 4/ 177۔تاريخ الكبير للبخارى: 8/ 158۔الآحاد والمثانى لابن ابى عاصم: 2799۔ الكامل لابن عدى : 3/ 948۔الكنى للدولابى: 2/ 162۔حلية الاولياء : 7/ 120۔ من طريق عن الشعبى به، وسماه بعضهم وهب بن خنبش وبعضهم هرم بن خنبش۔

(960) صحيح البخارى، كتاب الدعوات، باب التامين، حديث: 6402۔سنن النسائى، كتاب الافتتاح، باب جهر الامام بآمين، حديث: 927۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب الجهر بآمين، حديث: 851۔ مسند احمد: 2/ 238۔ صحيح ابن خزيمه: 569۔مصنف ابن ابى شيبة: 14/ 244۔مسندابى يعلىٰ: 5874۔سنن الكبرى للبيهقى : 2/ 55۔من طريق الزهرى بهذا الاسناد۔صحيح البخارى، كتاب الاذان، باب جهر الامام بالتامين، حديث: 780۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التسميع والتمهيد والتامين، حديث: 4101۔سنن ابى داود : 936۔ سنن الترمذى: 250۔سنن النسائى: 929۔ سنن ابن ماجه: 852۔مسند احمد: 2/ 233۔مؤطا امام مالك ، ص: 77۔ سنن الدارمى: 1249۔من طريق الزهرى عن سعيد بن المسيب وابى سلمة عن ابى هريرة۔

بْـنُ الْـمُسَيِّـبِ، عَـنْ أَبِـى هُـرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَمَّنَ الْقَارِءُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّ الْـمَلَائِـكَةَ تُـؤَمِّـنُ، فَـمَـنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

کہو، کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ موافق ہوگی اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام کی آمین ختم ہونے کے بعد آمین شروع کرنی چاہیے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آمین اونچی آواز سے کہنی چاہیے۔

[961]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: سَـمِـعْـتُ الـزُّهْـرِيَّ وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ، عَنْ سَـعِيـدِ بْـنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّـهُ أَخْبَـرَهُ، عَـنْ أَبِى هُـرَيْـرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ يَـوْمُ الْـجُمُعَةِ، كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْـمَسْـجِـدِ مَلَائِـكَةٌ يَـكْتُبُـونَ الـنَّـاسَ عَلَـى مَـنَـازِلِهِـمْ، الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طُـوِيَـتِ الـصُّـحُفُ، وَاسْتَـمَـعُوا الْخُطْبَةَ، فَـالْـمُـهَـجِّـرُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَالْمُهْدِى بَدَنَةً، ثُمَّ الَّـذِى يَـلِيـهِ كَـالْـمُهْدِى بَقَرَةً، ثُمَّ الَّذِى يَلِيهِ كَـالْـمُهْـدِى كَبْشًـا، حَتَّـى ذَكَـرَ الدَّجَـاجَةَ وَالْبَيْـضَةَ))، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَقِيلَ لِسُفْيَانَ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ فِى هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، ذَكَرَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے تمام دروازوں پر ملائکہ موجود ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کے مرتبے (اور ثواب) تحریر کرتے ہیں، اول آنے والا اور اول آنے والا، جب امام نکل آئے تو صحیفے بند کردیے جاتے ہیں اور وہ خطبہ سنتے ہیں، پس اول وقت میں جمعہ کے لیے آنے والے کو اونٹ قربان کرنے کا ثواب ہے، جو اس وقت کے بعد کا وقت ہے اس میں آنے والے کے لیے گائے کی قربانی کرنے کا اجر ہے اور اس سے متصل وقت میں آنے والے کو بکری کی قربانی دینے کا ثواب ہے، یہاں تک کہ اس سے متصل وقت میں آنے والے کو مرغ صدقہ کرنے کا ذکر کیا اور اس سے متصل وقت میں آنے والے کو انڈا صدقہ دینے کا بھی ذکر فرمایا، ابوبکر (حمیدی) فرماتے ہیں: سفیان کو کہا گیا کہ دیگر محدثین نے اس حدیث میں

(961) صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب فضل التهجير يوم الجمعة، حديث: 1982۔سنن النسائى، كتاب الجمعة، باب التكبير الى الجمعة، حديث: 1387۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فى التهجير الى الجمعة، حديث: 1092۔مسند احمد: 2/ 239۔ صحيح ابن خزيمه: 1769۔مسند الشافعى: 1/ 131۔سنن الكبرى للبيهقى: 3/ 225، 226۔من طريق سفيان بهذا الاسناد۔صحيح البخارى، كتاب الجمعة، باب الاستماع الى الخطبة، حديث: 929۔صحيح مسلم: 850۔سنن الدارمى: 1552۔من طريق آخر عن ابى هريرة رضی اللہ عنہ۔

الْأَغَرَّ قَطُّ، مَا سَمِعْتُهُ إِلَّا عَنْ سَعِيدٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

"عن الاغر عن ابی هريرة" ذکر کیا ہے، تو سفیان نے کہا: میں نے زہری کو کبھی بھی "اغـــر" کا واسطہ بیان کرتے ہوئے نہیں سنا، میں نے ان سے ہمیشہ یہی سنا ہے کہ اس حدیث کو ابوسعید نے ابو ہریرہ سے بیان کیا ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے جلدی آنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔

[**962**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ، وَإِيتُوهَا وَأَنْتُمْ تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوا))

ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے آؤ تو دوڑتے ہوئے مت آؤ، بلکہ آرام سے چل کر آؤ، تم اپنے اوپر تسکین لازم کرلو، پس جو نماز باجماعت مل جائے تو پڑھو اور جو حصہ تم سے فوت ہو جائے اس کو بعد میں ادا کرلو۔

**فائدہ**: ......مسجد کی طرف دوڑ کر آنا درست نہیں ہے، بلکہ اطمینان کے ساتھ آنا چاہیے، بعض لوگ طلباء پر نماز کے معاملے میں بہت زیادہ سختی کرتے ہیں، اس سختی کے ڈر سے طلباء کا دوڑ لگا کر آنا درست نہیں ہے، اور بعض کا سختی کے ڈر کی وجہ سے بے وضو نماز پڑھنا کبیرہ گناہ ہے، اس کا گناہ جہاں طلباء کو ہے، وہاں یہ غلط قانون بنانے والی انتظامیہ اور ناجائز سختی کرنے والے اساتذہ کو بھی ہوگا، تربیت کے اصول قرآن وحدیث کے موافق ہونے چاہئیں۔

[**963**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(962) صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب لايسعى الى الصلاة ولياتها بالسكينة والوقار، حديث: 636۔صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب اتيان الصلاة بوقار وسكينة، حديث: 602۔سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ما جاء فی المشی الی المسجد، حديث: 328۔ سنن النسائی، كتاب الامامة، باب السعی الی الصلاة، حديث: 862۔ جزء القراءة خلف الامام للبخاری: 177۔مسند احمد: 2/ 248۔ سنن الدارمی: 1286۔صحيح ابن خزيمه: 1772۔ من طريق الزهری بهذا الاسناد۔

(963) صحيح البخاری، كتاب اللباس، باب قص الشارب، حديث: 5889۔صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، حديث: 257۔ سنن ابی داود، كتاب الترجل، باب فی اخذ الشارب، حديث: 4198۔سنن الترمذی، كتاب الادب، باب ما جاء فی تقليم الاظفار، حديث: 2756۔سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب نتف الابط، حديث: 11۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب الفطرة، حديث: 292۔ مسند احمد: 2/ 239۔الادب المفرد: 1292۔ مسند ابی يعلٰی: 5872۔صحيح ابن حبان: 5481۔

قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: الْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ

امور فطرت پانچ ہیں یا فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: ختنہ کرنا، بال صاف کرنا، ناخن تراشنا، بغلوں کے بال اکھاڑنا اور مونچھیں کترانا۔

فائدہ: ......اس حدیث میں بعض فطرت کے امور کا بیان ہے، فطرت سے مراد یہ ہے کہ وہ طریقہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جاری کیا۔ استحداد سے مراد استرے سے شرمگاہ کے بال صاف کرنا ہے۔

[964]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُصَلِّي أَحَدُنَا فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ)) وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لِرَجُلٍ يَسْأَلُهُ: ((أَتَعْرِفُ أَبَا هُرَيْرَةَ، فَإِنَّهُ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَإِنَّ ثِيَابَهُ مَوْضُوعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی کھڑا ہوا اور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: کیا ہم میں سے کوئی آدمی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمھارے ہر آدمی کے پاس دو کپڑے موجود ہیں؟ اور یہی سوال ایک آدمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کیا تو انھوں نے جواب دیا: (اے فلاں!) کیا تو ابو ہریرہ کو جانتا ہے؟ وہ ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہے اور اس کا لباس کپڑے لٹکانے کی لکڑی (اسٹینڈ) پر پھیلایا ہوتا ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا درست ہے، اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تنگ دستی کی حالت میں اسلام کے احکامات کو اپنا شعار بنائے رکھا۔

[965]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا، نبی

(964) صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب الصلاة فى الثوب الواحد، حديث: 358ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة فى ثوب واحد، حديث: 515ـ سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب جماع اثواب ما يصل فيه، حديث: 625ـ سنن النسائى، كتاب القبلة، باب الصلاة فى الثوب الواحد، حديث: 672ـ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب الصلاة فى الثواب الواحد: 1047ـ مسند احمد: 2/ 238ـ مؤطا امام مالك، ص: 108ـ صحيح ابن خزيمه: 758ـ صحيح ابن حبان: 2295ـ سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 236، 237ـ

(965) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الطهارة، باب الارض يصيبها البول، حديث: 380ـ سنن النسائى، كتاب الصلاة، باب الكلام فى الصلاة، حديث: 1216ـ سنن الترمذى، كتاب الطهارة، باب ما جاء فى البول ⇦

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ كَمَا أَقُولُ لَكَ لَا نَحْتَاجُ فِيهِ إِلَى أَحَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ، وَالنَّبِيُّ ﷺ جَالِسٌ، قَالَ: فَقَامَ فَصَلَّى، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ، قَالَ: اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا، وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا))، فَمَا لَبِثَ أَنْ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَسْرَعَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَهْرِيقُوا عَلَيْهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ، أَوْ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ))، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ، وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ))

کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، وہ کھڑا ہوا اور نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہو کر کہا: یا اللہ! میرے اور محمد ﷺ پر رحمت کر اور ہمارے ساتھ دوسرے کسی پر نہ کر، تو اس کی طرف نبی کریم ﷺ نے متوجہ ہو کر فرمایا: تو نے وسیع چیز کو بند کر دیا، وہ شخص تھوڑی دیر ٹھہرا اور پھر مسجد میں پیشاب کر دیا، تو لوگ جلدی جلدی اس کی طرف دوڑ پڑے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر پانی کا ایک ڈول بہا دو، پھر فرمایا: تم آسانی کرنے والے مبعوث کیے گئے ہو اور تم تنگی کرنے والے بنا کر مبعوث نہیں کیے گئے ہو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ اور وسیع چیز مانگنی چاہیے، کیونکہ خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (البقرہ: 186) ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، میں قبول کرتا ہوں۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ناپاک جگہ پر پانی بہا کر اس کو پاک کیا جا سکتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے بدو لوگوں میں اخلاق کے ساتھ اسلام نافذ کیا، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام آسان دین ہے۔

[966]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی

⇐⇐ يصيب الارض، حديث: 147۔ مسند احمد: 2/ 239۔صحيح ابن خزيمه: 298۔مسند الشافعی: 1/ 25۔ مسند ابی یعلٰی: 5876۔ المنتقی لابن الجارود: 141۔سنن الكبری للبيهقی: 2/ 428۔ صحيح البخاری، كتاب الوضو، حديث: 220۔من طريق الزهری عن عبيد الله بن عتبة عن ابی هريرة۔

(966) صحيح البخاری، كتاب الادب، باب تسمية الوليد، حديث: 6200۔صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب القنوت فی جميع الصلوات، حديث: 675۔سنن النسائی، كتاب التطبيق، باب القنوت فی صلاة الصبح، حديث: 1074۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی القنوت فی صلاة الفجر، حديث: 1244۔ مسند احمد: 2/ 239۔مسند الشافعی: 1/ 94، 95۔مسند ابی يعلٰی: 5873۔مصنف ابن ابی شيبة: ⇐⇐

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، قَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ))

نماز کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ کے سب ضعیف مسلمانوں کو نجات دے، اے اللہ! اپنی سخت مار نازل کر مضر والوں پر اور ان پر ایسا قحط نازل کر جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں نازل کیا تھا۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے لیے بالخصوص ضعیفوں کے لیے نجات کی دعا کرتے رہنا چاہیے، اور اسلام کے دشمنوں کے خلاف قحط سالی کی بددعا کرنی چاہیے۔

[**967**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ))

ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا اس کے سوا دوسری مسجد میں ہزار نماز پڑھنے سے بہتر ہے مگر مسجد حرام میں۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں مسجد نبوی اور مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے، مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک ہزار (1000) نماز کے ثواب کے برابر ہے۔

[**968**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

سلیمان بن عتیق بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن زبیر

⇦⇦ 2/ 316، 317۔سنن الکبری للبیهقی: 2/ 197۔من طریق سفیان بن عیینة بهذا الاسناد۔سنن ابی داود، کتاب الوتر، باب القنوت فی الصلاة، حدیث: 1442۔من طریق ابی سلمة عن ابی هریرة۔

(967) صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلاة بمسجدی مکة والمدینة، حدیث: 1394۔سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، حدیث: 1404 1م۔مسند احمد: 2/ 239۔ سنن الدارمی: 1427۔مصنف عبدالرزاق: 9132۔ مسند ابی یعلی: 5875۔من طریق سفیان به۔صحیح البخاری: 1190۔صحیح مسلم: 1394۔سنن الترمذی: 325۔مؤطا امام مالك، ص: 243۔من طریق ابی عبدالله الاغر عن ابی هریرة۔

(968) حسن، مشکل الآثار للطحاوی: 1/ 245۔من طریق الحمیدی، وعنده قال سمعت عبدالله بن الزبیر قال سمعت عمر بن الخطاب یقول۔اخبار مکة للفاکهی: 2/ 20، 22۔ مصنف ابن ابی شیبة: 2/ 371، 372۔

قَالَ: ثنا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَتِيقٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((صَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ صَلَاةٍ، فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: قَالَ سُفْيَانُ: ((فَيَرَوْنَ أَنَّ الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا مَسْجِدَ الرَّسُولِ، فَإِنَّمَا فَضْلُهُ عَلَيْهِ بِمِائَةِ صَلَاةٍ))

کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا،انھوں نے فرمایا:میں نے جناب عمر بن خطاب کو سنا،انھوں نے فرمایا:مسجد حرام میں ایک نماز دوسری تمام مساجد کی نمازوں سے سو درجہ افضل ہے،امام حمیدی نے فرمایا: سفیان رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم کا قول ہے کہ مسجد حرام کی ایک نماز لاکھ درجہ دوسری مساجد کی نمازوں سے افضل ہے مگر مسجد حرام کی ایک نماز مسجد نبوی کی نماز سے صرف سو درجہ افضل ہے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے،مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا ثواب دیگر مساجد میں نماز پڑھنے سے ایک لاکھ گنا زیادہ ہے،اور مسجد نبوی سے ایک سو گنا زیادہ ہے۔

[**969**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ))،

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گرمی زیادہ شدت اختیار کر جائے تو نماز ٹھنڈا ہونے پر پڑھو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی جبس سے ہے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب گرمی زیادہ ہو تو نماز یعنی نماز ظہر کو مؤخر کر کے پڑھ لینا چاہیے،اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلام آسان دین ہے،اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس طرح جہنم سے پناہ مانگی جاتی ہے،اسی طرح زیادہ گرمی پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔

[**970**]...... وَقَالَ: اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا، فَقَالَتْ: رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَأَذِنَ لَهَا

اور فرمایا: آگ نے رب تعالیٰ سے شکایت کی: اے رب العزت! میرے بعض نے بعض کو کھا لیا ہے، تو اللہ جل شانہ

(969) صحيح البخاری، كتاب مواقيت الصلاة، باب الابراد بالظهر فی شدة الحر، حديث: 536، صحيح مسلم، كتاب المساجد، حديث: 617۔ سنن الكبری للنسائی: 1488۔ مسند احمد: 2/ 238۔مسند الشافعی: 1/ 152۔مسند ابی يعلٰی: 5871۔صحيح ابن خزيمه: 329۔صحيح ابن حبان: 7466۔ سنن الكبری للبيهقی: 1/ 437۔الروايات مطولة ومختصرة۔

(970) صحيح البخاری: 537۔ صحيح مسلم: 617/187۔ سنن الترمذی: 2592.

بِنَفَسَيْنِ، نَفَسٌ فِي الشِّتَاءِ، وَنَفَسٌ فِي الصَّيْفِ، فَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ مِنْ حَرِّهَا، وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْبَرْدِ فَمِنْ زَمْهَرِيرِهَا

نے دو سانس لینے کی اجازت دی: ایک سانس موسم سرما میں اور ایک سانس موسم گرما میں، جو شدید گرمی تم محسوس کرتے ہو وہ اس کی حرارت سے ہے اور جو تم شدید سردی پاتے ہو وہ اس کی جنس بردت اور سردی سے ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جہنم بھی اللہ تعالیٰ کے تابع ہے، اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ انسان کے علاوہ بھی جو مخلوق اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دعا سنتے ہیں۔

[971]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هَذَا، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سامان سفر نہ باندھا جائے مگر تین مساجد کی طرف: مسجد حرام کی طرف، میری اس مسجد کی طرف اور مسجد اقصیٰ کی طرف۔

فائدہ: ......اس حدیث میں مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس میں ان تینوں مساجد کے علاوہ کسی بھی مسجد کی طرف نیکی کی نیت سے سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے، اور اس میں ان لوگوں کا بھرپور رد ہے جو درباروں کی طرف برکت کے لیے سفر کرتے ہیں۔

[972]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: ثني يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے خبر دی بصرہ بن ابی بصرہ غفاری نے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر نہ کیا جائے اور مسافت طے نہ کی جائے مگر صرف تین مساجد کی طرف:

(971) صحيح البخاری، كتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة، باب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة، حديث: 1189۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب لا تشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد، حديث: 1397۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب فی اتيان المدينة، حديث: 2033۔سنن النسائی، كتاب المساجد، باب ما تشد الرحال اليه من المساجد، حديث: 701۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، حديث: 1409۔مسند احمد: 2/ 238۔مسند ابی یعلٰی: 5880۔مصنف ابن ابی شيبة : 4/ 65۔ سنن الكبرى للبيهقی: 5/ 244۔

(972) صحيح، سنن النسائی، كتاب الجمعة، باب ذكر الساعة التی يستجاب فيها الدعاء يوم الجمعة، حديث: 1431۔ مسند احمد: 6/ 7۔مؤطا امام مالك، ص: 90۔شرح مشكل الآثار للطحاوی: 581۔صحيح ابن حبان: 2772۔

إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي بُصْرَةُ بْنُ أَبِي بُصْرَةَ الْغِفَارِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هَذَا، وَمَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ))

مسجد حرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ کی طرف۔

[973]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَمَّنْ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، إِمَّا سَعِيدٌ، وَإِمَّا أَبُو سَلَمَةَ، وَأَكْثَرُ ذَلِكَ يَقُولُهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں وہ دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی (رسول) کو نہیں دی گئیں: میرے لیے ساری زمین مسجد بنائی گئی ہے اور طہارت کا ذریعہ بھی اور رعب و ہیبت کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے اور مجھے سرخ و سیاہ سب کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھے شفاعت (کبریٰ) کا مرتبہ دیا گیا۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں امت محمدیہ ﷺ کے پانچ خواص کا ذکر کیا گیا ہے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مٹی کے ساتھ طہارت حاصل کرنا ٹھیک ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مال غنیمت پہلی قوموں پر جائز نہیں تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ پوری دنیا کے لیے نبی بن کر آئے اور قیامت کے دن شفاعت بھی انھی کی قبول ہوگی۔

[974]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(973) صحیح، مسند احمد: 2/ 240۔السنن الماثورہ للشافعی: 185۔شرح مشکل الآثار للطحاوی: 1023۔معرفة السنن والآثار للبیهقی: 5076۔من طریق سفیان بهذا الاسناد۔صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم نصرت بالرعب مسیرة شهرا، حدیث: 2977۔صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاة، حدیث: 523۔من طریق العلاء عن ابیه عن ابی هریرة۔

(974) صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب من ادرك من الصلاة رکعة، حدیث: 580۔صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب من ادرك رکعة من الصلاة، حدیث: 607۔سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب من ادرك ⇦⇦

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلَاةٍ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ))

جس نے نماز کی ایک رکعت جماعت کے ساتھ پالی، اس نے جماعت (کی فضیلت) پالی۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

[975]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ، فَيُلْبِسُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ حَتَّى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلَّى، فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک کے پاس شیطان نماز میں آ کر اس کی نماز میں شبہات ڈال کر اس پر نماز کو بھلا دیتا ہے اور پھر وہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے، جب تم میں سے کوئی یہ حالت پائے تو دو سجدے کر لے جب وہ نماز کے آخر میں بیٹھا ہو۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص نماز میں بھول جائے، وہ نماز کے آخر میں دو سجدے (سجدہ سہو) کرے، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شیطان نماز میں بھی انسان کو نہیں چھوڑتا، وہ ہر ممکن اپنی محنت کر رہا ہے، انسان کو ہمیشہ اپنی زبان پر ذکر الٰہی رکھنا چاہیے۔

⇦ من الجمعة ركعة، حديث: 1121ـسنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ماجاء فيمن ادرك من الجمعة ركعة، حديث: 524ـ سنن النسائى، كتاب الجمعة، باب من ادرك ركعة من صلاة الجمعة، حديث: 1426ـسنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فيمن ادرك من الجمعةركعة، حديث: 1122ـمسند احمد: 2/ 241، مؤطا امام مالك، ص: 37ـ سنن الدارمى: 1224ـصحيح ابن خزيمه: 1848ـجزء القراء ة خلف الامام للبخارى: 206ـ مسند ابى يعلٰى: 5962ـصحيح ابن حبان: 1483ـ

(975) صحيح البخارى، كتاب السهو، باب السهو فى الفرض والتطوع، حديث: 1232ـصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب السهو فى الصلاة، حديث: 389ـسنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب من قال يتم على اكبر ظنه، حديث: 1130ـ سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب فيمن يشك فى الزيادة والنقصان، حديث: 397ـسنن النسائى، كتاب السهو، باب التحرى، حديث: 1253ـسنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فى سجدتى السهو قبل السلام، حديث: 1216ـمسند احمد: 2/ 241ـمؤطا امام مالك، ص: 85ـ صحيح ابن خزيمه : 1020ـ صحيح ابن حبان: 2683ـمسند ابى يعلٰى: 5958ـسنن الكبرى للبيهقى: 2/ 330ـ

[976]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((التَّسْبِيحُ فِي الصَّلَاةِ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں مردوں کے لیے تسبیح ہے اور عورتوں کے لیے تالیاں بجانا ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مرد امام بھول جائے تو مقتدی کو سبحان اللہ کہنی چاہیے، اور جب عورت جواب دینا چاہے تو عورتوں کو تالی بجانی چاہیے، اس کی صورت یہ ہے کہ عورت الٹے ہاتھ ایک دوسرے پر مارے گی۔

[977]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی چیز میں اجازت نہیں دی جس قدر اپنے نبی کو قرآن میں اجازت دی ہے کہ قرآن کو خوش الحانی سے پڑھیں اور اس سے غنا پائیں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنا چاہیے، اور تلفظ کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

[978]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(976) صحيح البخارى، كتاب العمل فى الصلاة، باب التصفيق للنساء، حديث: 1203ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التسبيح الرجل وتصفيق المراة، حديث: 422ـ سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب التصفيق فى الصلاة، حديث: 939ـ سنن النسائى، كتاب السهو، باب التصفيق فى الصلاة، حديث: 1208ـ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، حديث: 1034ـ مسند احمد: 2/ 241ـ سنن الدارمى: 1370ـ صحيح ابن خزيمه: 894ـ صحيح ابن حبان: 2263ـ مسند الشافعى: 1/ 117ـ مصنف ابن ابى شيبة: 2/ 341ـ

(977) صحيح البخارى، كتاب فضائل القرآن، باب من لم يتغن بالقرآن، حديث: 5024ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن، حديث: 792ـ سنن ابى داود، كتاب الوتر، باب استحباب الترتيل فى القراءة، حديث: 1473ـ سنن النسائى، كتاب الافتتاح، باب تزيين القرآن بالصوت، حديث: 1018ـ فضائل القرآن: 73ـ مسند احمد: 2/ 271ـ سنن الدارمى: 1499ـ مصنف عبدالرزاق: 4166ـ صحيح ابن حبان: 751ـ سنن الكبرى للبيهقى: 10/ 229ـ

(978) صحيح البخارى، كتاب فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، حديث: 2014ـ صحيح مسلم، ⇦⇦

قَالَ: ثنـا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا، وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ رکھے اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں، اور جس نے لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ قیام کیا، اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں رمضان المبارک کے روزوں اور لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان اور نیت صالح اعمال کی قبولیت کی شرائط میں سے ہیں۔

[**979**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنـا الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلَا يَغْمِسَنَّ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ))

ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے، پس وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں بسر کی ہے۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص دن یا رات کو جب بھی نیند سے بیدار ہو، برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ان کو اچھی طرح دھو لے، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کمزور ہے اور اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ انسان غیب نہیں جانتا۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

⇦ کتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب فی قيام رمضان، حديث: 760۔سنن ابی داود، كتاب شهر رمضان، باب فی قيام شهر رمضان، حديث: 1371۔سنن النسائی، كتاب الصيام، باب ثواب من قام رمضان، حديث: 2203۔ سنن الترمذی، كتاب الصوم، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان، حديث: 682۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، حديث: 1326۔مسند احمد: 2/ 241۔صحيح ابن خزيمه: 1894۔ المنتقى لابن الجارود: 404۔ مسند ابی يعلٰی: 5960۔سنن الكبرى للبيهقی: 4/ 304۔شرح السنة للبغوی: 1706۔

(979) صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب كراهة غمس المتوضیء وغيره يده، حديث: 278۔سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب: 1، حديث: 1۔ مسند احمد: 2/ 241۔سنن الدارمی: 772۔صحيح ابن خزيمه: 99۔مسند الشافعی: 1/ 29۔ مسند ابی يعلٰی: 5961۔ صحيح ابن حبان: 1062۔صحيح ابی عوانة: 1/ 263۔سنن الكبرى للبيهقی: 1/ 45۔ سنن الترمذی، كتاب الطهارة، باب ماجاء اذا استيقظ احدكم من منامه، حديث: 24۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب الرجل يستيقظ من منامه، حديث: 393۔

[980]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ. قَالَ سُفْيَانُ: هَذَا يَشُدُّ قَوْلَ مَنْ يَقُولُ: الْوُضُوءُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، وہ سفیان سے، وہ ابوزناد سے، وہ اعرج سے، وہ ابو ہریرہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے مثل حدیث سابق کے، سفیان نے کہا: اس سے ان لوگوں کے قول کی تائید ہوتی ہے جو ذکر کو ہاتھ لگنے پر وضو لازم قرار دیتے ہیں۔

[981]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيَّ يُحَدِّثُ، سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الصَّلَاةَ، قَالَ: ((هَلْ قَرَأَ مَعِي مِنْكُمْ أَحَدٌ؟))، فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ أَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنِّي أَقُولُ: مَا بَالِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ سُفْيَانُ: ثُمَّ قَالَ الزُّهْرِيُّ شَيْئًا لَمْ أَفْهَمْهُ، فَقَالَ لِي مَعْمَرٌ بَعْدُ: أَنَّهُ قَالَ: ((فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ، فِيمَا جَهَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ))، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَكَانَ سُفْيَانُ يَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: ((صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً أَظُنُّهَا صَلَاةَ الصُّبْحِ زَمَانًا مِنْ دَهْرِهِ))، ثُمَّ قَالَ

ابوہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، جب نبی ﷺ نماز پوری کر چکے تو فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قراءت کی ہے؟ تو ایک آدمی نے کہا: ہاں، (میں نے پڑھی ہے)، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں کہتا تھا کہ کیا وجہ ہے میں قرآن میں تقابل اور تنازعہ محسوس کرتا ہوں۔ سفیان نے کہا: پھر زہری نے کوئی چیز کہی جس کو میں سمجھ نہ سکا، بعد میں مجھے معمر نے بتایا کہ انھوں نے کہا کہ لوگ جہری نمازوں میں تلاوت قرآن سے باز آ گئے، ابوبکر نے کہا: سفیان اس حدیث میں کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، میرے خیال میں وہ صبح کی نماز تھی، وہ ایک طویل عرصہ اسی طرح بیان کرتے رہے، پھر سفیان نے ہم سے کہا: میں نے اپنے پاس موجود کتاب میں دیکھا تو اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔

(980) صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب الاستجمار وترا، حديث: 162ـصحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب كراهة غمس المتوضىء وغيره يده حديث: 278ـمسند احمد: 2/ 465ـمؤطا امام مالك، ص: 43ـمسند الشافعى: 1/ 29ـ صحيح ابن حبان: 1063ـ سنن الكبرى للبيهقى: 1/ 45ـ

(981) جزء القراءة خلف الامام: 95ـسنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب من كره القراءة بفاتحة الكتاب اذا جهر الامام، حديث: 826، 827ـ سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى ترك القراءة خلف الامام، حديث: 312ـ سنن النسائى، كتاب الافتتاح، باب ترك القراءة خلف الامام، حديث: 920ـسنن ابن ماجه، كتاب ⇦⇦

لَـنَا سُفْيَانُ: نَظَرْتُ فِي كِتَابِي، فَإِذَا فِيهِ عِنْدِي:
((صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ))

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب امام سورہ فاتحہ کے بعد کسی اور سورت کی قراءت کر رہا ہو تو مقتدیوں کو پیچھے قراءت نہیں کرنی چاہیے، بلکہ سننا چاہیے۔ یہاں یہ یادر ہے کہ سورہ فاتحہ ہر کسی پر پڑھنا فرض ہے، تفصیل کے لیے استاذ محترم محدث العصر شیخ ارشاد الحق اثری ﷾ کی کتاب ''توضیح الکلام'' کا مطالعہ کریں۔

## الجزء التاسع
## من مسند أبى بكر عبد اللّٰه بن الزبير الحميدى

بسـم اللّٰه الرحمن الرحيم أخبرنا الشيخ الإمام العالم الزهد تقى الدين أبو محمد عبد الغنى بن عبـد الـواحد بن على بن سرور المقدسى أحسن اللّٰه توفيقه قال أخبرنا أبو طاهر عبد الغفار بن محمد بن جعفر بن زيد المؤدب قراء ة عليه قال اخبرناأبو على محمد بن أحمد بن الحسن بن الصواف قراء ة عليه قال حدثنا بشر بن موسى بن صالح أبو على الأسدى قال۔

[982]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا أَبُـو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُـرَيْرَةَ، قَـالَ: قَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ الْآخِـرُونَ وَنَـحْنُ السَّابِقُونَ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، فَهَذَا الْيَـوْمُ الَّـذِي اخْتَـلَـفُـوا فِيـهِ، فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ، فَـالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم ہی آخر ہیں اور ہم ہی پہلے ہیں،(یہ علیحدہ بات ہے کہ) ان کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ہمیں ان کے بعد دی گئی ہے، یہ یوم (جمعہ) جس میں انھوں نے اختلاف کیا اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا کی تو اس دن کے بارے میں اہل کتاب ہمارے بعد آنے والے ہیں، یہودی کل ہفتہ کو اور نصاری کل سے اگلے دن اتوار کو۔

---

⇦⇨ اقـامة الـصـلوات، باب اذا قرا امام فانصتوا، حديث: 848، 849۔مسند احمد: 2/ 240، 284، مؤطا امام مالك، ص: 77۔ مصنف ابن ابى شيبة: 1/ 375۔صحيح ابن حبان: 1843۔ من طريق الزهرى به۔ وعند بعضهم ابن اكمية عن ابى هريرة ، ليس فيه سعيد بن المسيب۔ قوله: "فانتهى الناس" من كلام الزهرى .

(982) صـحيـح البـخـارى، كتاب الجمعة، باب فرض الجمعة، حديث: 876۔صـحيـح مسلم، كتاب الجمعة، حديث: 855۔سـنن النسائى، كتاب الجمعة، حديث: 1368۔ مسند احمد : 2/ 243۔صحيح ابن خزيمه: 1720، مسند ابى يعلٰى: 6269۔سنن الكبرى للبيهقى: 3/ 170۔من طريق ابى الزناد بهذا الاسناد۔

فائدہ: ......اس حدیث میں امت مسلمہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اور اس حدیث میں جمعہ کی فضیلت کا بیان ہے اور یہود ونصاری کی سرکشی کا بھی بیان ہے۔

[983]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((بَايِدْ أَنَّهُمْ))، تَفْسِيرُهَا: مِنْ أَجْلِ أَنَّهُمْ

ہم سے حدیث بیان کی حمیدی نے اور کہا: ہم سے حدیث بیان کی سفیان نے، انھوں نے کہا: ہم سے بیان کیا ابن طاؤس نے، وہ اپنے باپ سے، وہ ابو ہریرہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے مثل اس کے مگر اس "بایدانھم" کہا گیا ہے انھم کی تفسیر ہے۔

[984]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُقِيمَ الصَّلَاةَ، صَلَاةَ الْعِشَاءِ، ثُمَّ آمُرَ فِتْيَانِي فَيُخَالِفُوا إِلَى بُيُوتِ أَقْوَامٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، فَيَحْرِقُونَ عَلَيْهِمْ بِحِزَمِ الْحَطَبِ، وَلَوْ عَلِمَ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ، أَوْ عَظْمًا سَمِينًا لَشَهِدَ الصَّلَاةَ))

جناب ابو ہریرہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز عشاء کی اقامت کہلاؤں، پھر اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ وہ ان لوگوں کے گھروں کے پیچھے جائیں جو نماز عشاء کو نہیں آئے۔ اور ان کے گھروں کو بالن کی گاٹھ رکھ کر جلا دیں۔ اگر ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اچھے دو کھر یا موٹی ہڈی مل سکتی ہے نماز کو ضرور حاضر ہوں۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی بہت زیادہ اہمیت ہے، اور نماز ادا نہ کرنے والوں پر رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے ہیں، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان لالچی ہے۔

(983) صحيح البخاری، كتاب الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل، حديث: 892ـ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب هداية هذه الامة ليوم الجمعة، حديث: 855ـ سنن النسائی، كتاب الجمعة، باب ايجاب الجمعة، حديث: 1368ـ مسنداحمد: 2/ 249ـ صحيح ابن خزيمه: 1720ـ سنن الكبرى للبيهقی: 3/ 170ـ

(984) صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب وجوب صلاة الجماعة، حديث: 644ـ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة، حديث: 651ـ سنن النسائی، كتاب الامامة، باب التشديد فی التخلف عن الجماعة، حديث: 849ـ مسند احمد: 2/ 244ـ مؤطا امام مالك، ص: 102ـ صحيح ابن خزيمه: 1481ـ المنتقى لابن الجارود: 304ـ مسند ابی عوانة: 2/ 6ـ مسند الشافعی: 1/ 123، 124ـ صحيح ابن حبان: 2096ـ سنن الكبرى للبيهقی: 3/ 55ـ من طريق ابی الزناد به ـ سنن ابی داود: 548، 549ـ سنن الترمذی: 217ـ سنن ابن ماجه: 791ـ من طريق آخر عن ابی هريرة ـ

[985]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وِتْرًا، وَإِذَا اسْتَنْثَرَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وِتْرًا))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب استنجا کرو تو طاق بار کرو اور ناک چھنکو تو طاق بار چھنکو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمیں حدیث میں مذکور ہر کام طاق بار کرنا چاہیے۔

[986]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْإِمَامُ أَمِيرٌ، فَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا، وَإِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام امیر ہوتا ہے، اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اور اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کی اقتداء ضروری ہے۔

[987]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ،

حمیدی سے مروی ہے، وہ سفیان سے، وہ اسماعیل بن ابی خالد سے، وہ قیس بن ابی حازم سے، وہ ابو ہریرہ سے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں مثل اس حدیث

(985) صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب الاستجمار وترا، حدیث: 162۔صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الایتار فی الاستنثار، حدیث: 237۔سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب اتخاذ الاستنشاق، حدیث: 86۔سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب فی الاستنشار، حدیث: 140مسند احمد: 2/ 244۔مسند ابی یعلٰی: 6255۔المنتقی لابن الجارود: 86۔مؤطا امام مالك، ص: 41۔ صحیح ابن حبان: 1439۔سنن الکبری للبیهقی: 1/ 60۔

(986) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب ایجاب التکبیر وافتتاح الصلاة، حدیث: 734۔صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ائتمام الماموم بالامام، حدیث: 414۔جزء القراءة خلف الامام: 267۔صحیح ابن خزیمه: 1613۔مسند ابی یعلٰی: 6326۔صحیح ابی عوانة: 2/ 109۔صحیح ابن حبان: 2107۔سنن الکبری للبیهقی: 3/ 779۔من طریق ابی الزناد بهذا الاسناد بدون اللفظ الامام امیر۔

(987) صحیح، مصنف عبدالرزاق: 4083۔مصنف ابن ابی شیبة: 2/ 326۔اخبار اصبهان لابی نعیم: 1/ 390۔من طریق اسماعیل به وانظر الحدیث السابق.

مِثْلَهُ ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((لِلْأَمِيرِ إِمَامَةٌ))

سابق کے۔

[988]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ ثَلَاثَ عُقَدٍ ، يَضْرِبُ عَلَى مَكَانِ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ ، فَنَمْ ، فَإِنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى ، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ، فَإِنْ تَوَضَّأَ ، انْحَلَّتْ عُقْدَتَانِ ، فَإِنْ صَلَّى ، انْحَلَّتِ الْعُقَدُ كُلُّهَا ، وَأَصْبَحَ طَيِّبَ النَّفْسِ نَشِيطًا ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان تم میں سے کسی ایک کے سر کی چوٹی پر تین گرہیں لگاتا ہے، ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے: ابھی طویل رات باقی ہے تو سو جا، پس اگر وہ رات کو بیدار رہوا اور اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وضو کیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھی تو ساری گرہ کھل جاتی ہیں اور صبح کو تروتازہ خوش باش اٹھتا ہے، ورنہ ناپاک جسم اور سست حال صبح کرتا ہے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہمیں شیطان کئی طریقوں سے پھنساتا ہے، اور امید دلاتا ہے، ہمیں شیطان کی مخالفت کرتے ہوئے صبح صادق نہیں بلکہ صبح کاذب کے وقت اٹھ کر تہجد پڑھنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا، وہ سست حال رہتا ہے۔

[989]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي

ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا تو گمان ہوگا کہ میں اپنے اس قبلہ کی طرف ہی رہتا اور دیکھتا ہوں،

(988) صحيح البخاری، كتاب التهجد، باب عقد الشيطان على قافية الراس، حديث: 1142۔صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب ما روى فيمن نام الليل اجمع حتى اصبح، حديث: 776۔سنن ابی داود، كتاب التطوع، باب قيام الليل، حديث: 1306۔سنن النسائی، كتاب قيام الليل، حديث: 1608۔ مسند احمد: 2/ 243۔ مؤطا امام مالك، ص: 130۔صحيح ابن خزيمه: 1131۔ مسند ابی يعلٰى: 6278۔ صحيح ابی عوانة: 2/ 296۔ صحيح ابن حبان: 2553۔سنن الكبرى للبيهقی: 2/ 501۔من طريق ابی الزناد به۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ماجاء فی قيام الليل، حديث: 1329۔من طريق ابی صالح عن ابی هريرة۔

(989) صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب عظة الامام الناس فی تمام الصلاة، حديث: 418۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الامر بتحسين الصلاة، حديث: 424۔مسند احمد: 2/ 244، 303۔مؤطا امام مالك، ص: 125۔ دلائل النبوة للبيهقی: 6/ 72۔

هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَذِهِ؟ فَمَا يَخْفَى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ، وَلَا خُشُوعُكُمْ، أَوْ رُكُوعُكُمْ، وَلَا سُجُودُكُمْ))

میرے اوپر مخفی نہیں رہتا تمھارا عاجزی کرنا اور تمھارا رکوع اور سجود کرنا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ نماز میں قبلہ کی طرف ہی منہ کرتے تھے اور ادھر ہی دیکھتے تھے، نیز اس سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ نماز میں آپ کو پیچھے والے لوگ بھی دکھائے جاتے تھے۔

[**990**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا دَاوُدُ بْنُ شَابُورَ، وَحُمَيْدٌ الْأَعْرَجُ، وَابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ﴾ [الشعراء: 219]، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَرَى مِنْ خَلْفِهِ فِي الصَّلَاةِ كَمَا يَرَى مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ))

امام تفسیر مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں بیان کیا ہے (اور تیرا پلٹنا سجدہ کرنے والوں میں) کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے تھے جیسے اپنے سامنے دیکھتے تھے۔

**فائدہ**: ......تقدم شرحہ: 990، نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ قرآن مجید کی عملی تفسیر تھے۔

[**991**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللّٰهُمَّ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں کوئی اس طرح نہ کہے: اے اللہ! مجھے بخش اگر تو چاہے، اے اللہ! مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے، بلکہ پختہ ارادہ کر کے سوال کرے، اللہ تعالیٰ پر تو کوئی جبر کر ہی نہیں سکتا۔

---

(990) صحيح مقطوع والمرفوع صحيح من طريق آخر، تفسير ابن ابى حاتم: 9/ 2829ـ تفسير ابن جرير: 26818، 26820ـ تفسير مجاهد، ص: 189ـ دلائل النبوة للبيهقى: 6/ 72ـ صحيح البخارى: 418ـ صحيح مسلم: 423ـ عن أبى هريرة رضي الله عنه المرفوع منه.

(991) صحيح البخارى، كتاب الدعوات، باب ليعزم المسالة فانه لا مكره له، حديث: 6339ـ سنن ابى داود، كتاب الوتر، باب الدعاء، حديث: 1483ـ سنن الترمذى، حديث: 3497ـ سنن ابن ماجه، حديث: 3854ـ عمل اليوم والليلة للنسائى: 582ـ مسند احمد: 2/ 243ـ مؤطا امام مالك، ص: 153ـ مصنف ابن ابى شيبة: 10/ 199ـ كتاب الدعاء للطبرانى: 72ـ صحيح ابن حبان: 977ـ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب العزم بالدعاء، حديث: 2679ـ الادب المفرد: 607ـ من طريق العلاء عن ابيه عن ابى هريرة.

ارْحَمْنِی إِنْ شِئْتَ، وَلَكِنْ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لا مُكْرِهَ لَهُ، أَوْ قَالَ: لَا مُكْرِهَ لَهُ.

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا پورے وثوق سے کرنی چاہیے، نہ کہ تردد اور شک سے۔ اللہ تعالیٰ سے جب بھی سوال کرنا ہے یقین کی بنیاد پر کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے مانگنا عبادت ہے۔

[992]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِهِ مِنْهُ شَيْءٌ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس حالت میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر کپڑے کا کچھ حصہ نہ ہو۔

فائدہ: ......کپڑا تھوڑا ہونے کی صورت میں شرمگاہوں (گھٹنوں سے لے کر ناف تک) اور کندھوں پر کچھ کپڑا ہونا ضروری ہے، یہ نماز کی حالت میں مرد کا لباس ہے۔

[993]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ وَالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ))

ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مومنوں پر مشکل نہ ہوتا تو میں ان کو نماز عشاء تاخیر کر کے پڑھنے کا حکم دیتا اور ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

فائدہ: ......اس حدیث میں نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنے کی اہمیت بیان کی جا رہی ہے، یہ تب ہے جب

---

(992) صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب اذا صلى فى الثوب الواحد، حديث: 359۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة فى ثوب واحد، حديث: 516۔سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب جماع اثواب ما يصلى فيه، حديث: 626۔ سنن النسائى، كتاب القبلة، باب صلاة الرجل فى الثوب الواحد، حديث: 770۔مسند احمد: 2/ 243۔ سنن الدارمى: 1378۔صحيح ابن خزيمه: 765۔مسند ابى يعلٰى: 6262۔

(993) صحيح البخارى، كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، حديث: 887۔صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب السواك، حديث: 252۔ سنن النسائى، كتاب المواقيت، باب ما يستحب من تاخير العشاء، حديث: 535۔سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، باب وقت صلاة العشاء، حديث: 690۔مسنداحمد: 2/ 245۔سنن الدارمى: 689۔مؤطا امام مالك، ص: 66۔صحيح ابن خزيمه: 139۔ مسند ابى يعلٰى : 6270۔صحيح ابن حبان: 1068۔

نمازی حضرات متفق ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ امام صاحب نماز عشاء کو مؤخر کرنا چاہیں اور مقتدی کوئی بھی اس پر راضی نہ ہو۔ نیز اس حدیث میں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کی اہمیت بھی ثابت ہوتی ہے۔

[994]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ أَنْصِتْ فَقَدْ لَغَيْتَ))، قَالَ أَبُو الزِّنَادِ: ((وَهُوَ لُغَةُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِنَّمَا هُوَ لَغَوْتَ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو نے اپنے رفیق کو جمعہ کے دن کہا: خاموش ہوجا، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغو بات کی، ابوزناد نے کہا: لغیت ابوہریرہ کی لغت ہے اور دراصل ''لغوت'' ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دوران خطبہ جمعہ اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص سے کوئی بھی بات کرنا جمعہ کے ثواب کو ضائع کرنے کے مترادف ہے، بس دلجمعی اور پوری توجہ کے ساتھ خطبہ جمعہ سننا چاہیے۔

[995]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کتا چاٹے تمھارے کسی کے برتن کو تو اس کو وہ سات بار دھوئے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کتے کا جوٹھا ناپاک ہے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ جس برتن میں کتا منہ مار جائے تو اس کو سات دفعہ پانی سے دھونا چاہیے، اور پہلی بار یا آٹھویں بار مٹی سے دھونا چاہیے، آٹھویں بار کا ذکر صحیح

(994) صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب فى الانصات يوم الجمعة فى الخطبة، حديث: 851۔مسند احمد: 2/ 244۔ مؤطا امام مالك، ص: 87۔سنن الدارمی: 1556۔صحيح ابن خزيمه: 1806۔من طريق ابى الزناد بهذا الاسناد۔ صحيح البخارى، كتاب الجمعة، حديث: 934۔صحيح مسلم: 851۔سنن ابى داود: 1112۔ سنن الترمذی: 512۔سنن النسائی: 1402۔ سنن ابن ماجه: 1110۔من طريق سعيد بن المسيب عن ابى هريرة۔

(995) صحيح البخارى، كتاب الوضوء، باب اذا شرب الكلب فى اناء واحد، حديث: 172۔صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، حديث: 279۔سنن ابى داود كما فى تحفة الاشراف: 13799۔سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب سؤر الكلب، حديث: 63۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب غسل الاناء من ولوغ الكلب، حديث: 364۔مسند احمد: 2/ 245۔صحيح ابن خزيمه: 96۔مؤطا امام مالك، ص: 49۔مسند الشافعى: 238۔صحيح ابن حبان: 1294۔سنن الدارقطنى: 1/ 65۔سنن الكبرى للبيهقى: 1/ 241۔

مسلم میں آتا ہے۔ بعض لوگ تین دفعہ دھونے کے قائل ہیں، ان کی یہ بات حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

[**996**]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا أَيُّـوبُ السَّخْتِيَانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيـرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مِثْلَهُ، رَفَعَهُ مَرَّةً إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((أُولَاهُنَّ، أَوْ أَحَدُهُنَّ بِالتُّرَابِ))

حمیدی نے بیان کیا سفیان سے، انھوں نے ایوب سختیانی سے، انھوں نے محمد بن سیرین سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی اور وہ کبھی اس کو مرفوع بیان کرتے تھے اور اس میں یہ بھی ہے کہ پہلی بار مٹی لگا کر یا ایک بار مٹی لگا کر دھوئے۔

**فائدہ**: ...... تقدم: 996، اس حدیث میں اولاھن یا احدھن ہے، اور بعض میں اخراھن کے الفاظ ہیں، یعنی مٹی سے پہلی بار دھونا چاہیے یا آخری بار، اس میں اختلاف ہے، لیکن محدثین نے پہلی بار کو ترجیح دی ہے۔

[**997**]...... حَـدَّثَـنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا أَبُو الزِّنَادِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَبِـي عُثْـمَـانَ، عَـنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں غسل بھی کرے۔

**فائدہ**: ...... کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے، کھڑے پانی سے وضو یا غسل کرنا درست ہے، اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ پانی پاس ہونا چاہیے۔ کھڑے پانی میں عموماً لوگ غسل وغیرہ کرتے ہیں، اس لیے اس میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے، اور اس کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ چلتے پانی میں پیشاب کرنا درست ہے، نہیں ہرگز نہیں، اس طرح پانی میں پاخانہ وغیرہ کرنا بھی درست نہیں ہے۔

---

(996) صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، حديث: 279-سنن ابى داود، كتاب الطهارة، باب الوضوء بسؤر الكلب، حديث: 71، 72-سنن الترمذى، كتاب الطهارة، باب ما جاء فى سؤر الكلب، حديث: 91- سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب تغيير الاناء بالتراب من ولوغ الكلب فيه، حديث: 340-مسند احمد: 2/ 265- صحيح ابن خزيمه: 95-سنن الكبرى للبيهقى: 1/ 241-

(997) صحيح، سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب النهى عن البول فى الماء الراكد والاغتسال منه، حديث: 222- مسند احمد: 2/ 394- صحيح ابن خزيمه: 66-صحيح ابن حبان: 1254-مصنف عبدالرزاق: 302-شرح معانى الآثار للطحاوى: 1/ 14- مسند الشافعى: 1/ 22- سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 256-

[998]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لا يَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے جو جاری نہ ہو اور پھر اس میں غسل کرے۔

[999]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَاصِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْعُمَرِيُّ، عَنْ مَوْلًى لِأَبِي رُهْمٍ، قَالَ: لَقِيَ أَبُو هُرَيْرَةَ امْرَأَةً مُتَطَيِّبَةً، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدِينَ يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ؟ قَالَتِ الْمَسْجِدَ، قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ارْجِعِي فَاغْتَسِلِي، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ، ثُمَّ خَرَجَتْ تُرِيدُ الْمَسْجِدَ لَمْ تُقْبَلْ لَهَا صَلَاةٌ، وَلَا كَذَا، وَلَا كَذَا حَتَّى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ))

مولی ابو رہم نے بیان کیا کہ جناب ابو ہریرہ کی راستہ میں ایک عورت سے ملاقات ہوئی، اس عورت نے خوشبو لگا رکھی تھی تو ابو ہریرہ نے اس سے پوچھا: اے جبار کی بندی! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ تو اس نے کہا: مسجد کا، ابو ہریرہ نے فرمایا: کیا مسجد جانے کے لیے تو نے خوشبو لگا رکھی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واپس جا کر غسل کر، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: جو عورت خوشبو لگا کر مسجد کی طرف نکلتی ہے اس کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتے اور نہ وہ عمل اور نہ وہ نیکی یہاں تک کہ وہ واپس آ جائے یہاں تک کہ غسل کرے جیسا کہ جنابت سے غسل کرتی ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت کو گھر سے سادگی کے ساتھ باہر نکلنا چاہیے، عورت گھر میں رہ کر خوشبو استعمال کر سکتی ہے، جب اس نے نماز کے لیے مسجد میں آنا ہو یا بازار جانا ہو تو خوشبو ہرگز استعمال نہ کرے، اگر

---

(998) صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب النهى عن البول فى الماء الراكد، حديث: 282ـ سنن ابى داود، كتاب الطهارة، باب البول فى الماء الراكد حديث: 69ـ سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب الماء الدائم، حديث: 58ـ مسند احمد: 2/ 265ـ صحيح ابن خزيمه: 66ـ من طريق عن محمد بن سيرين به ـ صحيح البخارى، كتاب الوضوء، باب البول فى الماء الدائم، حديث: 239ـ من طريق الاعرج عن ابى هريرة۔

(999) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الترجل، باب ما جاء فى المراة للخروج، حديث: 4174ـ سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب فتنة النساء، حديث: 4002 مسند احمد: 2/ 246ـ مسند عبد بن حميد: 1461ـ مسند ابى يعلىٰ: 6479ـ مسند الطيالسى: 2557۔

خوشبو لگا کر مسجد میں جائے گی تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی، اسی طرح جب عورت خوشبو لگا کر بازار وغیرہ جائے گی تو اس کو زانیہ کہا گیا ہے۔ افسوس کہ موجودہ دور میں شادی بیاہ کے موقع پر عورتیں خوشبو بھی استعمال کرتی ہیں اور نیم برہنہ حالت میں بھی ہوتی ہیں، کیا ہو گیا ہے امت مسلمہ کو، وہ کیوں اسلام سے محبت نہیں کرتی۔ مرد وخواتین کی حقیقی عزت وفلاح قرآن وحدیث کی اطاعت میں ہے، نہ کہ یہود ونصاری کی نقالی میں۔

[**1000**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا سُمَيٌّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ)) قَالَ سُفْيَانُ: ((ثَلَاثَةٌ مِنْ هَذَا الْأَرْبَعِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پناہ مانگا کرتے تھے بلاؤں کی مشقت، بدنصیبی پانے، بری تقدیر اور دشمنوں کے برا کہنے سے۔ سفیان نے کہا: ان چار میں سے تین (مقبول ہیں اور چوتھا الفاظ اندراج میں سے ہے)۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آزمائشوں، بدنصیبی، بری تقدیر اور دشمنی سے ہر وقت محفوظ رہنے کی دعا مانگنی چاہیے، یہ وہ چیزیں ہیں جن میں انسان بے بس ہوتا ہے، انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطے کو مضبوط کرنا چاہیے، اور عاجزی اختیار کرنی چاہیے، تکبر وغیرہ سے کوسوں دور رہنا چاہیے۔

[**1001**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ مَوْلَى الْحُرَقَةِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے، پس جب بندہ کہتا ہے ﴿اَلْحَمْدُ

---

(1000) صحيح البخاری، كتاب الدعوات، باب التعوذ من جهد البلاء، حديث: 6347۔صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من سوء القضاء، حديث: 2707۔سنن النسائی، كتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من سوء القضاء، حديث: 5493۔الادب المفرد: 441۔ مسند احمد: 2/ 246۔مسند ابی یعلٰی: 6662۔صحیح ابن حبان: 1016۔شرح السنة للبغوی: 1360۔

(1001) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة فی كل ركعة، حديث: 395۔جزء القراءة خلف الامام: 79۔سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة الفاتحة، حديث: 2953۔سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب ثواب القرآن، حديث: 3784۔سنن الكبرى للنسائی: 8018۔مسند احمد: 2/ 241۔مسند الشافعی: 1/ 78۔ سنن الكبرى للبيهقی: 2/ 38۔من طريق العلاء به۔سنن ابی داود: 821۔سنن ابن ماجه: 838۔سنن النسائی: 910۔مؤطا امام مالك، ص: 75، 86۔صحيح ابن خزيمه: 489۔من طريق ابی السائب عن ابی هريرة۔

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي ، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [الفاتحة: 2] قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: حَمِدَنِي عَبْدِي ، فَإِذَا قَالَ: ﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ [الفاتحة: 1] ، قَالَ: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي ، أَوْ مَجَّدَنِي عَبْدِي ، وَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ ، قَالَ: فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِي ، فَإِذَا قَالَ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ [الفاتحة: 5] ، فَهَذِهِ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي ، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ ، ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ [الفاتحة: 7] ، فَهَذِهِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، تو اللہ فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری حمد بیان کی، اور جب بندہ کہتا ہے: ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ وہ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری صفت وثنا اور میری بڑائی بیان کی، اور جب بندہ کہتا ہے ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ وہ روز جزا کا مالک ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بندہ میری پہچان میں کامیاب ہوا، جب بندہ کہتا ہے: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لیے وہ کچھ ہوگا جو اس نے مانگا ہے، (جب بندہ کہتا ہے:) ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ﴾ ہمیں سیدھی راہ چلا، ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا نہ ان کی راہ پر جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ان کا راستہ جو گمراہ ہوئے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ سب میرے بندے کے لیے ہے اور اس کے لیے وہ ہے جو اس نے سوال کیا ہے۔

**فائدہ** : ......اس حدیث سے سورۃ الفاتحہ کی زبردست فضیلت ثابت ہوتی ہے، جب بھی کوئی اس سورت کو نماز میں پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر ہر آیت کا جواب دیتے ہیں۔ اس سورت میں پہلی تین آیات اور ایاک نعبد تک اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے، اس کے بعد ایاک نستعین سے لے کر ولا الضالین تک اللہ تعالیٰ سے مختلف چیزیں مانگی جاتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جب بھی دعا کی جائے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنی چاہیے، اس کے بعد جو ضرورت ہو وہ پیش کرنی چاہیے۔ یہاں بطور تنبیہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں جو سورہ فاتحہ خود پڑھتا ہے، صرف سننے والے کو اللہ تعالیٰ جواب نہیں دیتے، اس سے بھی ہر نماز میں سورہ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔

[**1002**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ

(1002) صحيح مسلم : 395- جزء القراءة للبخاري : 79- وانظر الحديث السابق-

وَعَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ، وَابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ، فَهِيَ خِدَاجٌ))، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَقُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: فَإِنِّي أَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ، فَغَمَزَنِي بِيَدِهِ، فَقَالَ: يَا فَارِسِيُّ، أَوْ قَالَ: يَا ابْنَ الْفَارِسِيِّ، اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ

نماز جس میں سورت الفاتحہ نہ پڑھی گئی ہو تو وہ نامکمل ہے، وہ ناقص ہے، عبدالرحمٰن (راوی) نے کہا: میں نے ابو ہریرہ کو کہا: میں امام کی قراءت سن رہا ہوتا ہوں؟ تو ابو ہریرہ نے اپنے ہاتھ سے مجھے دبا کر کہا: اے ابن فارسی! دل میں پڑھا کر۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں بھی واضح ثبوت ہے کہ امام کی نماز اپنی ہوتی ہے، اور مقتدی کی نماز اپنی۔ اگر امام نماز میں سورہ فاتحہ پڑھے گا تو اس کی نماز مکمل ہوگی، اسی طرح جب مقتدی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھے گا تو اس کی نماز مکمل ہوگی۔ کیونکہ اس حدیث میں "كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ" کہا گیا ہے اور خداج کا معنی "ناقص ہونا اور ادھورا ہونا" ہے۔

[**1003**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ مَرَّةً، قَالَ: تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ يَوْمِ إِثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ، فَيَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ الْيَوْمَيْنِ لِكُلِّ امْرِءٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، إِلَّا امْرَأً كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: اتْرُكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، اتْرُكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا

ابو ہریرہ سے مروی ہے بعض اوقات وہ اس حدیث کو مرفوع بیان کرتے تھے کہ اعمال ہر سوموار اور جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ ان دو ایام میں ہر اس بندے کو بخش دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، مگر وہ بندہ جس کے درمیان اور اس کے مسلمان بھائی کے درمیان کینہ ہو تو کہا جاتا ہے: ان دو کو رہنے دو یہاں تک کہ آپس میں صلح کریں، ان کو چھوڑ دو یہاں تک کہ آپس میں اصلاح کریں۔

---

(1003) صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهى عن الشحناء، حديث: 2565ـسنن ابى داود، كتاب الادب، باب فيمن يهجر اخاه المسلم، حديث: 4916ـسنن الترمذى، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فى المتهاجرين، حديث: 2023ـمسند احمد: 2/ 400ـ مؤطا امام مالك، ص: 558ـالادب المفرد للبخارى: 411ـ صحيح ابن حبان: 5666ـشعب الايمان: 76626ـشرح السنة: 3523ـ

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اعمال کا لکھا جانا اور ان کا ہر سوموار اور ہر جمعرات اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جانا برحق ہے، اگر انسان یہی بات اپنے ذہن میں رکھے تو یہی اس کی اصلاح کے لیے کافی ہے۔ جمعہ، ہفتہ اور اتوار کے اعمال سوموار کو اور منگل اور بدھ کے اعمال جمعرات کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ جب انسان کا یہ پختہ عقیدہ ہوگا تو وہ جمعہ، ہفتہ اور اتوار سوچ سمجھ کر گزارے گا، اور ایسے اعمال کرنے کی کوشش کرے گا جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے، اور اگلے دنوں میں اپنا خصوصی کرم وفضل فرمائے، افسوس کہ انسان سب کچھ بھول جاتا ہے حتیٰ کہ اپنی موت کو بھی بھول جاتا ہے۔ نیز اس حدیث سے سوموار اور جمعرات کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے، اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں دنوں کا نفلی روزہ بھی رکھتے تھے، اس حدیث سے کینہ اور شرک کی شدید مذمت بھی ثابت ہوتی ہے۔

[**1004**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُصَلِّيَ بَعْدَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا)) قَالَ سُفْيَانُ: وَقَالَ غَيْرِي: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا)) وَهَذَا أَحْسَنُ، وَأَمَّا الَّذِي حَفِظْتُ أَنَا الْأَوَّلُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ کے بعد ہمیں چار رکعات پڑھنے کا حکم دیا ہے، سفیان نے کہا: میرے علاوہ دوسرے راویوں نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو وہ چار رکعات پڑھے، یہ عمدہ حدیث ہے مگر میں نے جو حفظ کی ہے سو وہ پہلی روایت ہی ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھنی چاہئیں، اور دو رکعت پڑھنا بھی درست ہے (صحیح البخاری: 895) جو میسر آجائیں وہ پڑھ لی جائیں، نفلی نماز کا گھر میں اہتمام کرنا افضل ہے۔

[**1005**]...... ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ

ایک آدمی نے ابو ہریرہ سے کہا: میرے سر کے بال زیادہ

---

(1004) صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، حديث: 881۔سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة بعد الجمعة، حديث: 1131۔سنن الترمذى، كتاب الجمعة، باب ما جاء فى الصلاة قبل الجمعة وبعدها، حديث: 523۔ سنن النسائى، كتاب الجمعة، باب عدد الصلاة بعد الجمعة فى المسجد، حديث: 1427۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، حديث: 1132مسند احمد: 2/ 249۔ سنن الدارمى : 1583۔ صحيح ابن خزيمه: 1873۔صحيح ابن حبان: 2480۔مسند الطيالسى: 2406، مصنف عبدالرزاق : 5529۔

(1005) حسن صحيح، سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب الغسل من الجنابة، حديث: 578۔مسند احمد: 2/ 251۔ مصنف ابن ابى شيبة : 1/ 64۔ مسند البزار ، الكشف: 314۔

عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: إِنِّي رَجُلٌ كَثِيرُ الشَّعْرِ، وَلَا يَكْفِينِي ثَلَاثُ حَثَيَاتٍ، فَقَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَكْثَرَ مِنْكَ شَعْرًا، وَأَطْيَبَ مِنْكَ، وَكَانَ يُحْثِي عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا))

ہیں اور مجھے تین چلو پانی کافی نہیں ہے، تو ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تجھ سے زیادہ بالوں والے تھے اور تجھ سے زیادہ پاکیزہ تھے اور وہ تو سر مبارک پر تین چلو ہی ڈالتے تھے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں غسل جنابت کا ایک مسئلہ ذکر ہوا ہے کہ سر پر تین مرتبہ پانی ڈالنا چاہیے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک چلو سر کی دائیں طرف، دوسرا سر کی بائیں طرف اور تیسرا سر کے درمیان میں ڈالنا چاہیے، یہ تفصیل صحیح مسلم اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے۔

[**1006**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ، وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا وَهُنَّ تَفِلَاتٌ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ کی بندیوں کو مسجد میں آنے سے منع نہ کرو اور وہ عورتیں گھر سے چادریں لپیٹ کر ہی نکلیں۔

**فائدہ**: ......تقدم: 950، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتیں اگر مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے جانا چاہیں اور وہ اجازت طلب کریں تو انھیں اجازت دے دینی چاہیے۔ موجودہ دور پُرفتن ہے، جب کوئی عورت مسجد میں جانا چاہے تو اگر ممکن ہو سکے محرم ساتھ جائے اور مسجد میں چھوڑ کر واپس آ جائے، پھر نماز کے اختتام پر وہ خود جا کر گھر واپس لے آئے۔

[**1007**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ

---

(1006) حسن، سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد، حدیث: 565۔ مسند احمد: 2/ 438۔ سنن الدارمی: 1282۔ صحیح ابن خزیمه: 1679۔ صحیح ابن حبان: 2214۔ مصنف عبدالرزاق: 5121۔ مصنف ابن ابی شیبة: 2/ 382۔ مسند ابی یعلٰی: 5915۔ مسند الشافعی: 1/ 102۔

(1007) صحیح، تفسیر ابن جریر: 33561۔ من طریق سفیان به۔ مسند احمد: 2/ 525۔ سنن الکبری للبیهقی: 3/ 359۔ من طریق محمد بن ابراهیم عن سلمان عن ابی هریرة۔ مسند احمد: 2/ 362۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء، حدیث: 72۔ سنن النسائی، کتاب الاستسقاء، حدیث: 1525۔ عمل الیوم واللیلة للنسائی: 923۔ سنن الکبری للبیهقی: 3/ 358۔ من طریق عبید الله بن عبدالله بن عتبة عن ابی هریرة۔

قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُصَبِّحُ الْقَوْمَ بِالنِّعْمَةِ وَيُمَسِّيهِمْ، فَيُصْبِحُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ، يَقُولُونَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا، وَكَذَا، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: فَحَدَّثْتُ بِهِ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، فَقَالَ: قَدْ سَمِعْنَا هَذَا مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَلَكِنْ أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ عُمَرَ يَسْتَسْقِي بِالنَّاسِ، فَقَالَ: يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ كَمْ بَقِيَ مِنْ نَوْءِ الثُّرَيَّا، قَالَ الْعُلَمَاءُ: بِهَا يَزْعُمُونَ أَنَّهَا تَعْتَرِضُ بَعْدَ سُقُوطِهَا فِي الْأُفُقِ سَبْعًا، قَالَ: فَمَا مَضَتْ سَابِعَةٌ حَتَّى مُطِرْنَا.

عزوجل بندوں پر جب صبح وشام نعمت اتارتے ہیں تو ان میں سے ایک جماعت اس نعمت کی ناشکری کرتی ہے اور وہ کہتے ہیں: فلاں اور فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش برسی ہے۔محمد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں: میں نے یہ روایت سعید بن مسیّب سے بیان کی تو انھوں نے کہا: ہم نے یہ حدیث ابوہریرہ سے سنی ہے، لیکن اس راوی نے ہم سے بیان کیا جو اس وقت جناب عمر کے پاس موجود تھا، جب انھوں نے لوگوں کے لیے بارش کی دعا کی تھی، انھوں نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس! فلاں ستارے کا کتنا حصہ رہ گیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: اس علم کے ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ گرنے کے بعد افق میں سات دن تک چوڑائی کی سمت میں رہے گا، راوی نے کہا: سات دن گزرنے سے پہلے ہی ہم پر بارش ہوگئی۔

**فائدہ**: ...... انسان کا عقیدہ مضبوط ہونا چاہیے، کسی بھی چیز کی نسبت غیر اللہ کی طرف نہ کرے، عموماً ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کے میلے یا عرس پر بارش ہو تو کمزور عقیدے والے لوگ یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ فلاں بابا صاحب کے میلے یا عرس کی وجہ سے بارش ہوئی ہے، اور یہ جملہ واضح شرک ہے۔ نعمت کا حصول یا نعمت کے چھن جانے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

[**1008**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی پناہ طلب کرو اللہ کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے

(1008) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب ما یستعاذ منه فی الصلاة، حدیث: 588۔سنن النسائی، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من عذاب الله، حدیث: 5515، 5518۔مسند احمد: 1/ 258، 2/ 288۔السنة لابن ابی عاصم: 872۔ معجم الکبیر للطبرانی: 1375۔ اثبات عذاب القبر للبیهقی: 189۔مسند ابی یعلٰی: 6279۔ مستدرك للحاکم: 1/ 533۔

هُـرَيْرَةَ، قَـالَ: قَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عُوذُوا بِـالـلّٰـهِ مِـنْ عَـذَابِ اللّٰهِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْـمَـحْيَـا وَالْـمَمَاتِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ))

سے، اللہ کی پناہ طلب کرو عذاب قبر سے، اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو مسیح الدجال کے فتنے سے۔

فائدہ: ......اس حدیث میں عام ذکر ہے کہ جب بھی انسان چاہے یہ دعا پڑھ سکتا ہے،لیکن نماز میں درود شریف کے بعد اس دعا کا پڑھنا واجب ہے(صحیح البخاری) ہر انسان کو ان اعمال سے پرہیز کرنا چاہیے جو جہنم میں لے جاتے ہیں اور ہمیشہ وہی اعمال کرنے چاہئیں جو جنت میں داخلے کا سبب بنتے ہیں۔ یہ تمام فتنے حق ہیں،اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے محفوظ فرمائے،آمین۔

[1009]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

حمیدی نے سفیان سے، انھوں نے عمرو بن دینار سے، انھوں نے طاؤس سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

[1010]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا أَبُـو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ

حمیدی سفیان سے، وہ ابو زناد سے، وہ اعرج سے،وہ ابو ہریرہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے مثل اس کے روایت کرتے ہیں۔

[1011]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پچھلے پہر کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی ،ظہر کی نماز یا نماز

(1009) صحيح مسلم : 588- سنن النسائی : 5515- وانظر الحديث السابق-

(1010) صحيح ، سنن النسائی : 5507- مسند ابی يعلی : 6279- وانظر رقم الحديث: 1008-

(1011) صحيح البخاری ، كتاب الاذان ، باب هل ياخذ الامام اذا شك ، حديث: 714-صحيح مسلم ، كتاب المساجد ، باب السهو فی الصلاة والسجودله ، حديث: 573-سنن ابی داود ، كتاب الصلاة ، باب السهو فی السجدتين ، حديث: 1008 ، 1009-سنن الترمذی ، كتاب الصلاة ، باب ما جاء فی الرجل يسلم فی الركعتين من الظهر والعصر ، حديث: 399-سنن النسائی ، كتاب السهو ، باب مايفعل من سلم من ركعتين ناسيا وتكلم ، حديث: 1224- سنن ابن ماجه ، كتاب اقامة الصلوات ، باب فيمن سلم من ثنتين او ثلاث ساهيا ، حديث: 1214- مسند احمد : 2/ 247 ، 248-مؤطا امام مالك ، ص: 80 ، 81-صحيح ابن خزيمه: 1035-صحيح ابن حبان : 2249- مسند الشافعی: 1/ 121-سنن الكبری للبيهقی: 2/ 356-

أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ، إِمَّا الظُّهْرُ وَإِمَّا الْعَصْرُ، وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهَا الْعَصْرُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى جِذْعٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاسْتَنَدَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُغْضَبٌ، وَخَرَجَ سُرْعَانُ النَّاسِ يَقُولُونَ: قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ، فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ، أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ؟)) ، فَقَالُوا: صَدَقَ، فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ كَسُجُودِهِ، أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ. قَالَ مُحَمَّدٌ: فَأُخْبِرْتُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: وَسَلَّمَ.

عصر، اور میرا غالب گمان ہے کہ نماز عصر تھی جو دو رکعات پڑھا دی، آپ نماز سے سلام پھیر کر کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور آپ غصے کی حالت میں تھے، جلدی جانے والے لوگ نکلنے لگے اور کہنے لگے: نماز چھوٹی ہوگئی، نماز قصر کر دی گئی، لوگوں میں ابو بکر و عمر بھی موجود تھے، لیکن وہ ہیبت کی وجہ سے نہ بول سکے، ذوالیدین کھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ! نماز میں قصر کا حکم آیا ہے یا آپ بھولے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذوالیدین کیا کہتا ہے؟ تو لوگوں نے کہا: صحیح کہہ رہا ہے، تو نبی ﷺ نے مزید دو رکعات پڑھا کر سلام پھیرا اور اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا جیسا کہ سجدہ کیا کرتے تھے یا اس سے طویل سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا، پھر تکبیر کہہ کر سر اٹھایا۔ محمد بن سیرین نے کہا: مجھے خبر دی گئی عمران بن حصین سے کہ نبی ﷺ نے اس کے بعد پھر سلام پھیرا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ امام اگر نماز میں بھول کر نماز کم پڑھا دے، تو بعد میں خود یاد آجائے یا کوئی یاد کروا دے تو جو رکعتیں رہ گئی تھیں، ان کی دوبارہ جماعت کروائی جائے اور اسلام پھیرنے سے پہلے یا بعد میں سجدہ سہو کر لیا جائے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ انسان تھے۔ اگر کوئی کہہ دے کہ امام صاحب بھول گئے ہیں تو امام صاحب کو مزید تحقیق کر لینی چاہیے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ لمبے ہاتھوں والے کو ذوالیدین کہنا درست ہے۔

[1012]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، حمیدی نے روایت کی سفیان سے، وہ ابن ابی لبید سے، وہ

---

(1012) صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب هل ياخذ الامام اذا شك، حديث: 715۔صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب السهو فى الصلاة، حديث: 573۔سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب السهو فى السجدتين، حديث: 1014۔ سنن النسائی، كتاب السهو، باب مايفعل من سلم من ركعتين ناسيا، حديث: 1228۔مسند احمد: 2/ 386۔ صحيح ابن خزيمه: 1035۔شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/ 445۔

قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَ حَدِيثِ أَيُّوبَ، وَزَادَ فِيهِ: فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمِينًا وَشِمَالًا، وَقَالَ: ((مَا يَقُولُ ذُوالْيَدَيْنِ؟))

ابوسلمہ سے، وہ ابو ہریرہ سے مثل حدیث ایوب کے اور اس میں یہ بات زیادہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دائیں بائیں دیکھ کر فرمایا: ذوالیدین کیا کہتا ہے؟

[1013]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَقَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ يَفْتَتِحُ بِهَا صَلَاتَهُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص رات کو اٹھے تو چاہیے کہ وہ دو ہلکی رکعات پڑھ کر نماز (تہجد) کی ابتدا کرے۔

**فائدہ**: ...... نماز تہجد کی پہلی دو رکعات ہلکی پڑھنی چاہیے، یہ بعض اوقات پر محمول ہے، اور بعض دفعہ نبی کریم ﷺ تہجد کی پہلی دو رکعات زیادہ لمبی پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم: 763، 1792)

[1014]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالَى فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا))، وَقَبَضَ سُفْيَانُ، يَقُولُ: قَلِيلٌ

ابو ہریرہ نے فرمایا: ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: تحقیق جمعہ کے دن میں ایک ساعت ہے، کوئی بندۂ مسلم جو کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اس ساعت میں موافقت نہیں کرتا اور اس میں اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی طلب کرتا ہو مگر اللہ تعالیٰ اس کو وہی دے دیتا ہے اور ہاتھ سے اشارہ کر کے اس وقت کی قلت بیان فرمائی۔

---

(1013) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب صلاة النبی ﷺ ودعائه باللیل، حدیث: 768۔ سنن ابی داود، کتاب التطوع، حدیث: 1323، 1324۔شمائل ترمذی: 268۔ مسند احمد: 2/ 232۔صحیح ابن خزیمه: 1150۔صحیح ابن حبان: 2606۔سنن الکبری للبیهقی: 3/ 6۔ شرح السنة للبغوی: 907۔

(1014) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء فی الساعة التی فی یوم الجمعة، حدیث: 6400۔صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب فی الساعة التی فی یوم الجمعة، حدیث: 852۔سنن النسائی، کتاب الجمعة، باب ذکر الساعة التی یستجاب فیها الدعاء یوم الجمعة، حدیث: 1433۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی الساعة التی ترجی فی الجمعة، حدیث: 1137۔مسند احمد: 2/ 230۔ سنن الدارمی: 1577۔صحیح ابن خزیمه: 1737۔ صحیح ابن حبان: 2773۔مسند ابی یعلیٰ: 6055۔مسند الطیالسی: 2496۔

فائدہ: ...... یہ گھڑی کس وقت آتی ہے؟ راجح بات یہ ہے کہ یہ دن کے آخری حصے میں آتی ہے۔

(فتح الباری: 2/ 416-421)

[1015]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَنَزَلْتُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَكَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَوَالِيَّ قَرَابَةٌ، فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ ((يَؤُمُّ النَّاسَ فَيُخَفِّفُ))، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَكَذَا كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَأَوْجَزَ))

اسماعیل بن خالد اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں مدینے آیا اور ابو ہریرہ کے پاس ٹھہرا، ان کے اور میرے موالی میں قرابت تھی، جناب ابو ہریرہ اہل مدینہ کو نماز پڑھایا کرتے تھے اور بہت ہی ہلکی نماز پڑھاتے تھے تو میں نے کہا: اے ابو ہریرہ! کیا رسول اللہ ﷺ کی نماز اسی نوعیت کی ہوا کرتی تھی؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں اور اس سے بھی ہلکی پھلکی۔

فائدہ: ......اس سے ثابت ہوا کہ امام کو نماز ہلکی پڑھانی چاہیے، اس پر پہلے تفصیل گزر چکی ہے۔

[1016]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ أُعَلِّمُكُمْ، فَإِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ، فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا بِغَائِطٍ، وَلَا بَوْلٍ، وَأَمَرَ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، وَنَهَى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ، وَأَنْ يَسْتَنْجِيَ الرَّجُلُ بِيَمِينِهِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمھارے لیے بمنزلہ باپ کے ہوں، میں تمھیں تعلیم دیتا ہوں، تو جو تم میں سے رفع حاجت کرنے جائے تو وہ نہ تو قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پیٹھ، خواہ پاخانہ کرنا ہو یا پیشاب، اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ استنجا کریں تین پتھروں سے، آپ نے لید اور ہڈی استعمال کرنے سے اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے ممانعت فرمائی۔

---

(1015) حسن، مسند احمد: 2/ 336، 376-مصنف ابن ابی شیبۃ: 2/ 67-سنن الکبری للبیہقی: 3/ 116-مسند ابی یعلٰی: 6422-

(1016) حسن، سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب کراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، حديث: 8-سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب النهی عن الاستطابة بالروث، حدیث: 40-سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب الاستنجاء بالحجارة، حديث: 313-مسند احمد: 2/ 247- سنن الدارمی: 680-صحیح ابن خزیمه: 80-صحیح ابن حبان: 1431- صحيح ابی عوانة: 1/ 200-مسند الشافعی: 1/ 28- سنن الکبری للبیہقی: 1/ 102-

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن وحدیث اپنی امت کو سکھانے میں بہت زیادہ محنت کی ہے، سبحان اللہ۔ اس قدر محنت کی کہ اگر امت مسلمہ کے تمام اہل علم کی محنت کو جمع کر لیا جائے، تب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اہل علم کو بھی بہت زیادہ محنت سے دینی کام کرنے چاہئیں۔ نیز اس حدیث میں قضائے حاجت کے آداب کا ذکر ہے، صحراء میں بیت اللہ کی طرف چہرہ یا پیٹھ کرنا منع ہے، لیکن باتھ روم یا چار دیواری کے اندر اس کی گنجائش ملتی ہے۔ (صحيح البخاري: 145۔ صحيح مسلم: 266) استنجاء کم از کم تین ڈھیلوں سے کرنا چاہیے، گوبر (خواہ مأکول اللحم جانور کا ہو یا غیر مأکول اللحم کا) سے استنجاء نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ یہ جنوں کی خوراک ہے۔

[1017]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُلَيْحَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ السَّعْدِيَّ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((إِنَّ الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَخْفِضُهُ قَبْلَ الْإِمَامِ، فَإِنَّمَا نَاصِيَتُهُ بِيَدِ شَيْطَانٍ))، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: ((وَقَدْ كَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا رَفَعَهُ وَرُبَّمَا لَمْ يَرْفَعْهُ))

ابو ہریرہ نے فرمایا: جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اٹھائے یا نیچے لے جائے تو یقیناً اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ ابو بکر حمیدی کہتے ہیں: سفیان رحمہ اللہ اس حدیث کو کبھی مرفوع بیان کرتے اور کبھی مرفوع بیان نہیں کرتے تھے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں امام کی اقتدا کرنی چاہیے، نہ ہی اس سے پہلے سجدہ ورکوع میں جانا چاہیے، اور نہ ہی امام سے پہلے سجدہ ورکوع سے سر اٹھانا چاہیے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ شیطان ہمیشہ قرآن

(1017) اسناده ضعيف، ملیح بن عبداللہ مجہول راوی ہے۔ الضعيفة: 1657۔ مؤطا امام مالك، ص: 80) موقوفا۔ مسند البزار، الكشف: 475۔ معجم الاوسط للطبراني: 7688۔ من طريق محمد بن عمرو بهذ الاسناد مرفوعا۔ تاريخ دمشق لابن عساكر: 6/ 276۔ تمام الرازى: 29/ 1۔ من طريق عن محمد بن عجلان عن ابيه عن ابى هريرة۔ صحيح البخارى، كتاب الاذان، باب اثم من رفع راسه قبل الامام، حديث: 691۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تحريم سبق الامام بركوع او سجود، حديث: 437۔ سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب التشديد فيمن يرفع قبل الامام، حديث: 623۔ سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء من التشديد فى الذى يرفع راسه قبل الامام، حديث: 582۔ سنن النسائى، كتاب الامامة، باب مبادرة الامام، حديث: 829۔ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب النهى ان يسبق الامام بالركوع والسجود، حديث: 961۔ مسند احمد: 2/ 456۔ سنن الدارمى، 1322۔ صحيح ابن خزيمه: 1600۔ من طريق عن محمد بن زياد عن ابى هريرة مرفوعا بلفظ اما يخشى الذى يرفع راسه قبل الامام ان يحول الله راسه راس الحمار او متقارب المعنى، وهذا لفظ مسلم۔

وحدیث کی مخالفت پر اکساتا ہے، ہمیں شیطان کی مخالفت کرنی چاہیے۔

[1018]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: ((فِي كُلِّ الصَّلَاةِ اقْرَأْ، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ، وَمَا أَخْفَى مِنَّا أَخْفَيْنَا مِنْكُمْ، كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَهِيَ خِدَاجٌ))، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَرَأْتُ بِهَا وَحْدَهَا تُجْزِءُ عَنِّي؟ قَالَ: ((إِنِ انْتَهَيْتَ إِلَيْهَا أَجْزَأَتْ عَنْكَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ أَحْسَنُ))

ابو ہریرہ نے فرمایا: میں ہر نماز میں قراءت کرتا ہوں، جن نمازوں کی قراءت نبی ﷺ نے ہمیں سنائی ہے ہم بھی تم لوگوں کو سناتے ہیں، جو خفیہ رکھی ہم بھی تم سے خفیہ رکھتے ہیں، ہر وہ نماز جس میں ام القرآن (سورت الفاتحہ) نہ پڑھی گئی تو وہ نماز ناقص ہے۔ ایک آدمی نے کہا: یہ بتاؤ اگر میں صرف سورت الفاتحہ ہی نماز میں پڑھوں تو کیا نماز ہوجائے گی؟ تو ابوہریرہ نے فرمایا: اگر تو نے مکمل سورت الفاتحہ پڑھی تو نماز جائز ہوگی اور کچھ زیادہ بھی پڑھا تو وہ زیادہ اچھا ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جن نمازوں میں قراءت جہری ثابت ہے، ان میں قراءت جہری کی جائے گی، اور وہ نماز مغرب، نماز عشاء اور نماز فجر ہیں۔ اور جن نمازوں میں قراءت مخفی ثابت ہے ان میں سری قراءت ہی کی جائے گی اور وہ نماز ظہر اور نماز عصر ہیں۔ نیز ہر نماز میں سورۃ الفاتحہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، کچھ بحث پہلے گزر چکی ہے۔

[1019]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے سورت الانشقاق اور سورت الاعلیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سجدہ تلاوت کیا۔ سفیان

(1018) صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب القراءة فی الفجر، حديث: 772۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة فی كل ركعة حديث: 396۔سنن ابی داود، كتاب الصلاة، حديث: 797۔سنن النسائی، كتاب الافتتاح، حديث: 971۔مسنداحمد: 2/ 273۔جزء القراءة خلف الامام للبخاری: 8۔صحيح ابن خزيمه: 547۔صحيح ابن حبان: 1853۔ مصنف عبدالرزاق: 2743۔والشطر الثانی تقدم برقم: 973۔

(1019) صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب سجود التلاوة، حديث: 578۔سنن ابی داود، كتاب سجود القرآن، باب السجود فی (اذا السماء انشقت)و (اقرا)، حديث: 1407۔سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء فی السجدة فی (اقرا باسم ربك الذی خلق)، حديث: 572۔ سنن النسائی، كتاب الافتتاح، باب السجود فی (اقرا باسم ربك)، حديث: 968۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب عدد سجود القرآن، حديث: 1058۔مسند احمد: 2/ 249۔سنن الدارمی: 1479۔صحيح ابن خزيمه: 554۔

مَيْـنَـاءَ، عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ، وَاقْرَأْ بِـاسْـمِ رَبِّكَ)) قَـالَ سُفْيَانُ: ((وَكَانَ عَطَاءُ بْنُ مِيْنَاءَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ الْمَعْرُوفِينَ))

کہتے ہیں: عطاء بن میناء نامی راوی سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے معروف شاگردوں میں سے ایک ہیں۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں سجدہ تلاوت کا ذکر ہے، اور سجدہ تلاوت کرنا مستحب ہے، دیکھیے (صحیح البخاری: 1022، 1027)، جس طرح قراءت کرنے والا سجدہ کرتا ہے، اسی طرح سننے والا بھی سجدہ کرے گا۔

[**1020**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا يَـحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُـحَـمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْـعَـزِيـزِ، عَـنْ أَبِـي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْـحَـارِثِ بْـنِ هِشَـامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((سَـجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَـقَّـتْ، وَاقْـرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ))، قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: قِيلَ لِسُفْيَانَ: فِيهِ وَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ [العلق: 1]؟، قَالَ: نَعَمْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورت ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ اور سورت ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدہ تلاوت کیا ہے، حمیدی نے کہا: سفیان کو کہا گیا: کیا اس میں ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ کا تذکرہ ہے تو انھوں نے کہا: ہاں۔

[**1021**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدِ بْنِ عَـمْـرِو بْـنِ حُرَيْثٍ الْعُذْرِيِّ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ

ابو ہریرہ نے فرمایا: ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے سامنے کوئی چیز رکھا کرے، اگر دوسری کوئی چیز نہ مل سکے تو لاٹھی ہی سہی اور عصا یا لاٹھی

(1020) صحيح، سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى السجدةفى (اقرا باسم ربك الذى خلق)، حديث: 574ـ سنن النسائى، كتاب الافتتاح، باب السجود فى (اذا السماء انشقت)، حديث: 963ـسنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب عددسجود القرآن، حديث: 1059ـ مسند احمد: 2/ 247ـسنن الدارمى: 1478ـمصنف ابن ابى شيبة: 2/ 6، 7ـشرح السنة للبغوى: 764ـ

(1021) اسناده ضعيف، ابو محمد اور اس کا دادا دونوں مجہول راوی ہیں، نیز سند میں اضطراب ہے۔سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب الخط اذا لم يجد عصا، حديث: 689، 690ـسنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، حديث: 943ـمسند احمد: 2/ 249ـ صحيح ابن خزيمه: 811ـصحيح ابن حبان: 2361ـسنن الكبرى للبيهقى: 2/ 271ـ

أَبِـي هُـرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْـئًـا ، فَـإِنْ لَـمْ يَجِدْ شَيْئًا ، فَلْيَنْصِبْ عَصًا ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ عَصًا ، فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ))

بھی نہ ہو تو زمین پر لکیر ہی کھینچ لے، پھر اس کو کوئی نقصان نہیں ہوگا اگر کوئی اس کے سامنے سے گزرے۔

**فائدہ**: ...... یہ روایت ضعیف ہے، لیکن نمازی کا سترے کا اہتمام کرنا صحیح البخاری اور صحیح مسلم کی احادیث سے ثابت ہے، کچھ تفصیل پہلے بھی گزر چکی ہے۔

[**1022**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا حَكِيمُ بْنُ جُبَيْرٍ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِـي هُـرَيْـرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سِنَامًا وَسِنَامُ الْقُرْآنِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ، فِيهَـا آيَةٌ سَيِّدَةُ آيِ الْقُرْآنِ ، لَا تُقْرَأُ فِي بَيْتٍ فِيهِ شَيْطَانٌ إِلَّا خَرَجَ مِنْهُ آيَةُ الْكُرْسِيِّ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کا بلند حصہ اور اونچائی ہوتی ہے اور قرآن مجید کا کوہان اور اس کی بلندی سورت البقرہ ہے، اس میں ایک آیت ہے جو قرآن کی تمام آیات کی سردار ہے، وہ جس گھر میں پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور وہ آیت الکرسی ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے آیۃ الکرسی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ جس گھر میں پڑھی جائے شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے، نیز آیۃ الکرسی کے اور بھی بہت زیادہ فضائل ثابت ہیں۔

[**1023**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَـالَ: ثـنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ، قَالَ: ثَنِي أَعْرَابِيٌّ مِـنْ أَهْـلِ الْبَـادِيَةِ ، قَـالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ،

ابو ہریرہ نے فرمایا: ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سورۃ القیامہ پڑھے اور آخر میں اس آیت پر پہنچے: ﴿أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ﴾

---

(1022) اسناده ضعيف ، حکیم بن جبیر ضعیف راوی ہے۔الضعيفة: 1348۔سنن الترمذى ، كتاب فضائل القرآن ، باب ما جاء فى سورة البقرة وآية الكرسى ، حديث: 2878۔مصنف عبدالرزاق: 6019۔مستدرك للحاكم: 1/ 560۔ الكامل لابن عدى : 2/ 637۔قيام الليل للمروزى: 68۔

(1023) اسناده ضعيف ، اعرابی مجہول وغیر معروف راوی ہے۔سنن ابى داود ، كتاب الصلاة ، باب مقدار الركوع والسجود ، حديث: 887۔ سنن الترمذى ، كتاب تفسير القرآن ، باب ومن سورة التين ، حديث: 3347۔مسند احمد : 2/ 249۔ عمل اليوم والليلة لابن السنى : 436۔ سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 310 ، 311۔شرح السنة للبغوى : 623۔ مستدرك للحاكم: 2/ 510۔اسم الاعرابى ابى اليسع وهو ايضا مجهول۔

يَـقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: إِذَا قَرَأَ أَحَدُكُمْ لَا أُقْسِـمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَأَتَى عَلَى آخِرِهَا ﴿أَلَيْسَ ذَلِكَ بِـقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى﴾ [القيامة: 40]، فَـلْيَـقُـلْ: بَـلَى، وَإِذَا قَرَأَ وَالْمُرْسَلَاتِ عُـرْفًا، فَأَتَى عَلَى آخِرِهَا ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُـؤْمِـنُونَ﴾ [المرسلات: 50]، فَـلْيَـقُلْ: آمَنَّا بِـاللّٰهِ، وَإِذَا قَرَأَ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ، فَأَتَى عَلَى آخِـرِهَـا ﴿أَلَيْـسَ اللّٰـهُ بِـأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ [التين: 8]، فَـلْيَـقُلْ: بَلَى وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: بَـلَـى، وَأَنَـا عَـلَـى ذَلِكَ مِـنَ الشَّاهِدِينَ قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ إِسْمَاعِيلُ: ((فَاسْتَعَدْتُ الْأَعْرَابِيَّ الْـحَـدِيـثَ))، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، أَتَرَانِي لَمْ أَحْـفَـظْـهُ، لَـقَدْ حَجَجْتُ سِتِّينَ حِجَّةً مَا مِنْهَا حِـجَّةٌ إِلَّا وَأَنَـا أَعْـرِفُ الْبَـعِيرَ الَّذِي حَجَجْتُ عَلَيْهِ.

''کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے۔'' تو کہے (بـلـیٰ) ہاں اور جب سورت المرسلات پڑھے اور اس کے آخر میں اس آیت پر پہنچے ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾ ''پس اس کے بعد کس بات پر وہ ایمان لائیں گے، تو کہے: (امنا باللہ) ہم اللہ پر ایمان لائے، اور جب سورت التین تلاوت کرے اور آخر میں اس آیت پر پہنچے: ﴿أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾، کیا اللہ تعالیٰ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا نہیں ہے؟ تو کہے: (بـلـیٰ) ہاں، کبھی سفیان یہ بھی روایت کرتے: بَـلـیٰ وَاَنَـا عَلَى ذَلِكَ مِـنَ الشَّـاهِدِينَ، ہاں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں، سفیان نے کہا: اسماعیل نے کہا: میں نے اس دیہاتی سے دریافت کیا: تو وہ بولا: اے میرے بھتیجے! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھے یہ حدیث یاد نہیں ہوگی؟ میں نے ساٹھ حج کیے ہیں، اور مجھے ان میں سے ہر ایک حج کے بارے میں یاد ہے کہ میں نے کون سے اونٹ پر بیٹھ کر حج کیا تھا۔

**فائدہ**: ...... یہ روایت ضعیف ہے، اور حدیث میں مذکورہ آیات کا جواب دینا ثابت نہیں ہے۔

[1024]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ، أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((مَـنْ كَـانَـتْ بِـهِ جَـنَابَةٌ فَلَا يَنَمْ حَتَّى يَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی بحالت جنابت ہو، وہ نہ سوئے یہاں تک کہ وضو کرے جیسا کہ نماز کے لیے وضو کرتا ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنبی سونے سے پہلے وضو کر لے، پھر سوئے اور یہ وضو کرنا مستحب ہے، وضو صرف نماز کے لیے کرنا فرض ہے، باقی تمام امور کے لیے وضو کرنا مستحب ہے۔

(1024) اسناده ضعيف لجهالة الراوى، مسند احمد: 2/ 392۔

[1025]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي قَائِمًا، وَقَاعِدًا، وَحَافِيًا، وَنَاعِلًا، وَرَأَيْتُهُ يَنْفَتِلُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ)) قَالَ سُفْيَانُ: قَالُوا: هَذَا أَبُو الْأَوْبَرِ

ابو ہریرہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے، بیٹھے ننگے پاؤں اور جوتوں سمیت نماز پڑھتے اور دائیں بائیں منہ پھیرتے دیکھا ہے۔سفیان کہتے ہیں: لوگ کہتے ہیں: ایک راوی ابوالاوبر ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز کھڑے ہوکر پڑھنی چاہیے، لیکن بیماری یا عذر کی بنا پر بیٹھ کر بھی پڑھنا درست ہے، اس طرح یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز ننگے پاؤں پڑھنی چاہیے، لیکن پاک جوتا پہن کر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں دونوں طرف سے مقتدیوں کی طرف منہ پھیرنا درست ہے۔

[1026]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ الْمُحَارِبِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ، فَرَأَى رَجُلًا يَجْتَازُ الْمَسْجِدَ بَعْدَ الْأَذَانِ، فَقَالَ: ((أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ))

ابو ہریرہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی اذان کے بعد مسجد سے چلا گیا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ جو شخص ہے اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اذان ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر نہیں نکلنا چاہیے، اس سے وہ صورت مستثنیٰ ہے کہ اگر مسجد میں ایسا آدمی بھی موجود ہے جس نے کسی دوسری مسجد میں جا کر نماز کروانی ہے یا کسی نے دوسری مسجد میں جا کر درس دینا ہے، وہ مسجد سے نکل سکتا ہے۔

(1025) صحيح، مسند احمد: 2/ 248-سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 295- الكنى للدولابى: 1/ 117-وعندهم اسم الرجل ابو الاوبر

(1026) صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن الخروج من المسجد اذا اذن المؤذن، حديث: 655-سنن ابى داود، كتاب الصلاة، حديث: 536-سنن الترمذى، كتاب الصلاة، حديث: 204-سنن النسائى، كتاب الاذان، حديث: 684-سنن ابن ماجه، كتاب الاذان، باب اذا اذن وانت فى المسجد فلا تخرج، حديث: 733-مسند احمد: 2/ 506-سنن الدارمى: 1208-صحيح ابن خزيمه: 1506- سنن الكبرى للبيهقى: 3/ 56-

[1027]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((الْإِمَامُ ضَامِنٌ، وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ، اللّٰهُمَّ أَرْشِدِ الْأَئِمَّةَ، وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ))

ابو ہریرہ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام ضامن ہے اور مؤذن امانت دار ہے، یا اللہ! اماموں کو رشد و ہدایت دے اور مؤذنوں کو بخش دے۔

فائدہ: ......اس حدیث میں مؤذن اور امام کو تاکید کی گئی ہے کہ اسلام کے اہم ترین رکن نماز کا وقت پر ادا کرنا بہت ہی ضروری ہے، اور اگر مؤذن اور امام سستی کریں گے تو اس اہم ترین رکن ''نماز'' میں کمی واقع ہوگی۔ بلکہ اس سے بڑھ کر امام اور مؤذن کا تعلق پورے گاؤں اور محلے سے ہوتا ہے، اس سے امام اور مؤذن کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ انھیں ہر وقت الرٹ رہنا چاہیے۔

[1028]...... ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، أَوْ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی پہلی صف افضل اور بہتر ہے اور آخری صف بری ہے اور عورتوں کی آخری صف افضل و بہتر ہے اور ان کی پہلی صف بری ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث میں عورتوں کی بہترین صف آخری صف کو کہا گیا ہے، اور مردوں کی بہترین صف پہلی صف کو کہا گیا ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواتین مسجد میں باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں، امام کے پیچھے مردوں کی صفیں ہوں گی، پھر مردوں کے پیچھے عورتیں صفیں بنائیں گی۔

[1029]...... ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، عَنِ ابْنِ

حمیدی نے عبد اللہ بن رجاء سے، وہ ابن عجلان سے، وہ

(1027) حسن، سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب مایجب علی المؤذن من تعاهد الوقت، حدیث: 517۔سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء ان الامام ضامن، حدیث: 207۔مسند احمد: 2/ 284۔صحیح ابن خزیمه: 1528۔مصنف عبدالرزاق: 1838۔مسند الشافعی: 1/ 59۔ سنن الکبری للبیهقی: 3/ 127۔

(1028) صحیح، مسند احمد: 2/ 247۔مسند الشافعی: 1/ 139۔معرفة السنن والآثار للبیهقی: 5806۔من طریق ابن عجلان عن سعید عن ابی هریرة وانظر الحدیث الآتی.

(1029) صحیح، مسند احمد: 2/ 340۔سنن الدارمی: 1272۔مصنف ابن ابی شیبة: 2/ 375، 386۔ سنن ⇦⇦

عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

اپنے باپ سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں مثل اس کے۔

[1030]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا سُمَيٌّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ، وَالْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ تُكَفِّرُ مَا بَيْنَهُمَا))

ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج مبرور کی جنت کے سوا کوئی جزا نہیں ہے اور عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان کے تمام گناہوں کا کفارہ ہے۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں دو مسئلے بیان ہوئے ہیں: حج مبرور:۔حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جس میں کوئی گناہ وغیرہ سرزد نہ ہو، اور ممکن ارکان وشروط کے ساتھ قرآن وحدیث کے مطابق ادا کیا گیا ہو۔ نیز عمرے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، کہ عمرہ بھی گناہوں کا کفارہ ہے۔ بطور تنبیہ عرض ہے کہ بعض لوگ حج کی استطاعت رکھتے ہیں، لیکن وہ حج کی بجائے عمرے کرتے رہتے ہیں، یہ واضح غلطی ہے، جس پر حج کرنا فرض ہو وہ حج کرے اور جس پر عمرہ کرنا فرض ہو وہ عمرہ کرلے، زندگی میں حج ایک بار فرض ہوتا ہے۔

[1031]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے

⇦⇨ الكبرى للبيهقى: 3/ 97، 98من طريق ابن عجلان عن ابيه عن ابى هريرة۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف، حديث: 440۔سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب صف النساء، حديث: 678۔سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى فضل الصف الاول، حديث: 224۔سنن النسائى: 821۔سنن ابن ماجه: 1000۔مسند احمد: 2/ 336۔ من طريق سهيل بن ابى صالح عن ابيه عن ابى هريرة۔

(1030) صحيح البخارى، كتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، حديث: 1773۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فى فضل الحج والعمرة، حديث: 1349۔سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء فى ذكر فضل العمرة، حديث: 933۔ سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب فضل العمرة، حديث: 2631۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب فضل الحج والعمرة، حديث: 2888۔مسند احمد: 2/ 246۔ مؤطا امام مالك، ص: 234۔ سنن الدارمى: 1802۔ صحيح ابن خزيمه: 2513۔صحيح ابن حبان: 3695۔

(1031) صحيح، مسند احمد: 2/ 464۔المنتقى لابن الجارود: 427۔ شرح معانى الآثار للطحاوى: 2/ 160۔ صحيح ابن حبان: 4016۔ من طريق سفيان بهذا الاسناد۔صحيح البخارى، كتاب الحج، باب ركوب البدن، حديث: 1689۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، حديث: 1322۔سنن ابى داود: 1760۔ سنن النسائى: 2801۔سنن ابن ماجه: 3103۔مؤطا امام مالك، ص: 253۔ من طريق الاعرج عن ابى هريرة۔

قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يَسُوقُ بَدَنَةً، قَالَ: ((ارْكَبْهَا)) ، قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ((ارْكَبْهَا)) ، قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ((ارْكَبَنَّهَا وَيْلَكَ، أَوْ وَيْحَكَ ارْكَبْهَا))

قریب سے گزرے جو اپنے قربانی کے اونٹ کو ہانک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: اس پر سوار ہو، اس نے کہا: یہ قربانی کا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس پر سوار ہو جا، اس نے پھر عرض کیا: یہ قربانی کا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے اوپر افسوس ہے اس پر سوار ہو جا۔

**فائدہ** :...... بدنۃ اس جانور کو کہا جاتا ہے جس کو قربانی کے لیے خاص کیا گیا ہو، نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قربانی کے لیے خاص کیے ہوئے جانور پر سواری کرنا درست ہے۔

[**1032**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ حَتَّى يَرْجِعَ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بیت اللہ کا حج کیا، نہ عورتوں کا تذکرہ کیا، نہ گالی گلوچ دی یہاں تک کہ حج سے فارغ ہو کر لوٹ گیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو کر واپس جاتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حج کرنے سے انسان کے صغیرہ اور کبیرہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے، تب وہ گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوتا ہے۔

[**1033**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس

(1032) صحيح البخاري، كتاب المحصر، باب قول الله تعالى (فلا رفث)، حديث: 1819۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل الحج والعمرة، حديث: 1350۔سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء فى ثواب الحج والعمرة، حديث: 811۔سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب فضل الحج، حديث: 2629۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب فضل الحج والعمرة، حديث: 2889۔ مسند احمد: 2/ 248۔ سنن الدارمى: 1803۔صحيح ابن خزيمه : 2514۔صحيح ابن حبان: 3694۔مسند ابى يعلىٰ: 6198۔

(1033) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب اهلال النبى صلى الله عليه وسلم وهديه، حديث: 1252۔مسند احمد : 2/ 240۔ تفسير ابن جرير : 3/ 291۔صحيح ابن حبان: 6820۔سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 2۔مصنف عبدالرزاق : 20842۔ شرح السنة للبغوى: 4278۔

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَنْظَلَةُ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا، أَوْ لَيُثْنِيهِمَا))

ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! ابن مریم روحاء کے راستے سے تلبیہ کہتے حج یا عمرہ کے لیے آئیں گے، یا ان دونوں کے لیے۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے متعلق پیش گوئی بیان ہوئی ہے کہ وہ قرب قیامت اللہ تعالیٰ کے حکم سے اتریں گے اور حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے، اس پر ہمارا ایمان ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام حق ہے۔

[1034]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ))

ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت تین دن سے زائد سفر نہ کرے الا یہ کہ اس کے ہمراہ اس کا محرم ہو۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت کو بغیر محرم سفر نہیں کرنا چاہیے، تین دن کی قید، قید اتفاقی ہے، اور خصوصاً موجودہ دور میں تو تین دن میں کئی ہزار کلومیٹر سفر ہوسکتا ہے، جس کو سفر کہا جاتا ہے، خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ، اس میں عورت محرم کے بغیر سفر نہیں کرسکتی۔

[1035]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ رکھے اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اور جس نے لیلۃ القدر میں ایمان اور کار ثواب سمجھ کر قیام کیا،

(1034) صحيح، سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب فى المراة تحج بغير محرم، حديث: 1724، 1725۔ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب المراة تحج بغير ولى، حديث: 2898۔مسند احمد: 2/ 236۔مؤطا امام مالك، ص: 600۔ صحيح ابن خزيمه: 2524۔من طريق سعيد بن ابى سعيد عن ابى هريرة۔صحيح البخارى، كتاب تقصير الصلاة، باب فى كم يقصر الصلاة، حديث: 1088۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب سفر المراة مع محرم الى حج وغيره، حديث: 1339۔سنن ابى داود: 1723۔سنن الترمذى: 1170۔مسند احمد: 2/ 250۔ صحيح ابن خزيمة من طريق سعيد بن ابى سعيد عن ابيه عن ابى هريرة۔

(1035) صحيح البخارى: 2014۔ صحيح مسلم: 760۔ سنن النسائى: 2203 وقد تقدم برقم: 978.

وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (یہ حدیث سند اورمتن بعینہ نمبر 950 پر گزر چکی ہے)

فائدہ: ......اس حدیث سے رمضان کے روزوں کی فرضیت وفضیلت ثابت ہوتی ہے، نیز دیکھیں: 950۔

[1036]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلَكْتُ، قَالَ: ((وَمَا شَأْنُكَ؟))، قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَعْتِقَ رَقَبَةً؟))، قَالَ: لَا، قَالَ: ((تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟))، قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟))، قَالَ: لَا، لَا أَجِدُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اجْلِسْ))، فَجَلَسَ، فَبَيْنَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ، بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اذْهَبْ فَتَصَدَّقْ بِهَذَا))، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَلَى أَفْقَرَ مِنَّا؟، فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: بات کیا ہے؟ اس نے کہا: میں رمضان میں اپنی بیوی سے ہمبستر ہوا ہوں، آپ نے فرمایا: کیا تجھے ایک غلام آزاد کرنے کی استطاعت ہے؟ اس نے کہا: نہیں ہے، آپ نے فرمایا: تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانے کی استطاعت رکھتا ہے؟ اس نے کہا: میں استطاعت نہیں پاتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جا تو وہ بیٹھ گیا، وہ اسی حال میں تھا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں، عرق بڑے ٹوکرے کو کہتے ہیں، پس نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کو فرمایا: یہ لے جا کر صدقہ کردے، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! اس پر صدقہ کروں جو ہم سے زیادہ مسکین اور مفلس ہو؟ اس ذات

(1036) صحيح البخاري، كتاب كفارات الايمان، باب متى يجب الكفارة على الغنى، حديث: 6709۔صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب تغليظ تحريم الجماع نهار رمضان، حديث: 1111۔سنن ابى داود، كتاب الصيام، باب كفارة من اتى اهله فى رمضان، حديث: 239۔ سنن الترمذى كتاب الصوم، باب ما جاء فى كفارة الفطر فى رمضان، حديث: 724۔ سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب ما جاء فى كفارة من افطر يوما من رمضان حديث: 1671۔ سنن الكبرى للنسائى: 3104۔مسند احمد: 2/ 241۔مؤطا امام مالك، ص: 203۔ سنن الدارمى : 1723۔ صحيح ابن خزيمه: 1944۔صحيح ابن حبان: 3524۔سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 221۔

لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنَّا، قَالَ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: نَوَاجِذُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ عِيَالَكَ))

کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! اس شہر مدینہ کی دو اطراف کے درمیان ہم سے زیادہ محتاج کوئی نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے بڑے دانت ظاہر ہوئے اور فرمایا: جا کر اپنے اہل وعیال کو کھلا دے، سفیان کبھی انیاب کی بجائے نواجذ (پچھلے دانت) کہہ دیتے تھے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں روزے کی حالت میں بیوی سے صحبت کرنے کے کفارے کا ذکر ہے، نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص واقعی کفارہ ادا نہ کر سکے، اس میں طاقت ہی نہ ہو تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص بھی کفارہ ادا کر سکتا ہے۔

[**1037**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُوَاصِلُوا))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ، إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وصال کے روزے نہ رکھا کرو (وصال یہ ہے کہ روزہ رکھا تو رات کو افطار نہ کیا، نہ کچھ کھایا اور نہ پیا اور اگلے دن پھر روزہ رکھا، کئی کئی ایام تک) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ تو وصال کے روزے رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم میں سے کسی جیسا نہیں ہوں، رات کو میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

**فائدہ**: ......مسلسل روزے رکھنا منع ہے، وصال کی تشریح حدیث کے ساتھ بریکٹوں میں موجود ہے، اسلام میانہ روی کا درس دیتا ہے، اور رہبانیت سے دور رکھتا ہے، کھلانے پلانے سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

[**1038**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ

(1037) صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهى عن الوصال فى الصوم، حديث: 1103۔ مسند احمد: 2/ 244۔ مؤطا امام مالك، ص: 205۔ سنن الدارمى: 1710۔ صحيح ابن خزيمه: 2068۔ سنن الكبرى للبيهقى: 8/ 252۔ من طريق ابى الزناد بهذا الاسناد۔ صحيح البخارى، كتاب الصوم، باب التنكيل لمن اكثر الوصال، حديث: 1965۔ صحيح مسلم: 1103۔ من طريق ابى سلمة عن ابى هريرة۔

(1038) صحيح البخارى، كتاب الصوم، باب فضل الصوم، حديث: 1894۔ مسند احمد: 2/ 4765، 516۔ مؤطا امام مالك، ص: 211۔ سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 304۔ شرح السنة للبغوى: 1712۔ من طريق الاعرج عن ⇦⇦

قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ هُوَ لَهُ، إِلَّا الصِّيَامُ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ

فرماتے ہیں: ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور اس کی جزا بھی میں ہی دوں گا۔

[1039]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ

حمیدی نے بیان کیا، وہ سفیان سے، وہ عمرو بن دینار سے، وہ عبید بن عمیر سے، اور وہ نبی کریم ﷺ سے مثل حدیث سابق کے روایت کرتے ہیں۔

[1040]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمھیں کھانے پر مدعو کیا جائے جبکہ تم روزے سے ہو، تو کہہ دیا کرو کہ میں روزے دار ہوں۔

[1041]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ

حمیدی نے سفیان سے بیان کیا، وہ ابن عجلان سے، وہ مقبری سے، وہ ابو ہریرہ سے، اور وہ نبی کریم ﷺ سے مثل حدیث سابق کے روایت کرتے ہیں۔

[1042]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

⇐⇐ ابی ہریرۃ۔ صحیح مسلم: 1151۔ سنن النسائی: 2218۔سنن ابن ماجه: 1638۔من طریق ابی صالح الزیات عن ابی ہریرۃ۔

(1039) سندہ مرسل۔ انفرد به المصنف.

(1040) صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب الصائم یدعی لطعام فلیقل انی صائم، حدیث: 1150۔سنن ابی داود، کتاب الصیام، باب ما یقول الصائم اذا دعی الی الطعام، حدیث: 2461۔سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی اجابة الصائم الدعوة، حدیث: 770۔سنن ابن ماجه، کتاب الصیام، باب دعی الی الطعام وهو صائم، حدیث: 1750۔ سنن الکبری للنسائی: 3256۔مسند احمد: 2/ 242۔سنن الدارمی: 1744۔مصنف ابن ابی شیبة: 3/ 64۔ مسند ابی یعلٰی: 6280۔شرح السنة للبغوی: 1815۔

(1041) صحیح، صحیح ابی عوانة: 4211 من طریق الحمیدی بهذا الإسناد وانظر الحدیث السابق۔

(1042) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم، حدیث: 1894۔صحیح مسلم، کتاب الصیام، ⇐⇐

قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ يَوْمًا صَائِمًا، فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ، فَإِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ))

جب تم میں سے کوئی شخص سارا دن روزہ رکھے تو وہ بیہودہ باتیں نہ کرے اور نہ جہالت اختیار کرے، اگر کوئی آدمی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ کہہ دے: میں روزے سے ہوں۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں روزے کی حفاظت کا بیان ہے کہ روزہ رکھنے کے بعد اس کی ہر طرح سے حفاظت بھی کرنی ہے، اور حفاظت یہ ہے کہ گالی وغیرہ نہیں دینی، اپنے آپ کو تراز و حدیث کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

[1043]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ .

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، وہ سفیان سے، وہ ابن عجلان سے، وہ سعید مقبری سے، وہ ابو ہریرہ سے، اور وہ نبی کریم ﷺ سے مثل حدیث سابق کے روایت کرتے ہیں۔

[1044]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ يَوْمًا مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت کا خاوند حاضر ہو وہ رمضان کے سوا ایک دن بھی خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں خواتین کے لیے ایک بہت بڑا پیغام ہے کہ جب بھی نفلی روزہ رکھنا چاہے، پہلے اپنے خاوند سے اجازت لے لے، اگر اجازت ملے تب روزہ رکھے، ورنہ وہ روزہ نہ رکھے۔ اس سے معلوم

⇦⇨ باب حفظ اللسان، حديث: 1151ـ سنن ابى داود، كتاب الصيام، باب الغيبة للصائم، حديث: 2363ـ سنن الكبرى للنسائى: 3240ـ مسند احمد: 2/ 245ـ مؤطا امام مالك، ص: 211ـ مسند ابى يعلىٰ: 6266ـ سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 269، 270ـ

(1043) صحيح البخارى: 1894ـ صحيح مسلم: 1151 من طريق آخر وانظر الحديث السابق۔

(1044) حسن، مسند احمد: 2/ 245ـ سنن الكبرى للنسائى: 3287ـ صحيح ابن حبان: 3573ـ سنن الدارمى: 1728ـ مصنف ابن ابى شيبة: 3/ 96ـ شرح مشكل الآثار للطحاوى: 2046ـ

ہوتا ہے کہ عورت ہر وقت اپنے خاوند کی اطاعت کے لیے تیار رہے، وہ دن اور رات کے کسی بھی حصے میں صحبت کی نیت سے بیوی کو بلا سکتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ خاوند بیوی کو بلائے اور وہ آگے سے روزے کا عذر پیش کر دے، کہ میں نے تو نفلی روزہ رکھا ہے، بیوی کا اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

[1045]...... حَـدَّثَـنَـا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ جَعْدَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِيِّ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: ((مَا نَهَيْتُ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَكِنْ مُحَمَّدٌ ﷺ وَرَبِّ هَذَا الْبَيْتِ نَهَى عَنْهُ))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تو جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے منع نہیں کیا لیکن اس گھر کے رب کی قسم! کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔

[1046]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثـنـا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ جَعْدَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِيِّ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: ((مَا أَنَا قُلْتُ مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا فَقَدْ أَفْطَرَ ، وَلَكِنْ مُحَمَّدٌ وَرَبِّ هَذِهِ الْكَعْبَةِ ، قَالَهُ))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں نے تو نہیں کہا: جس پر بحالت جنابت صبح طلوع ہو جائے تو اس نے روزہ افطار کر دیا، لیکن اس کعبہ کے رب کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔

**فائدہ** : ...... اس روایت کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لا يصح ذلك عن ابى هريرة لأنه من رواية عمر بن قيس وهو متروك" یہ روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت نہیں ہے، کیونکہ یہ عمر بن قیس سے ہے اور وہ متروک ہے۔ (فتح الباری: 146/4) ویسے بھی ماقبل یہ حدیث گزر چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں سحری کرتے تھے۔

---

(1045) حسن، مسند احمد: 2/ 248۔سنن الكبرى للنسائی: 2744۔صحيح ابن خزيمه: 2157۔صحيح ابن حبان: 3609۔

(1046) صحيح، سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب ما جاء فى الرجل يصبح جنبا، حديث: 1702۔سنن الكبرى للنسائی: 2924۔ مسند احمد: 2/ 248۔ الاعتبار للحازمی، ص: 135۔مصنف عبدالرزاق: 7399۔الناسخ والمنسوخ لابن شاهين: 387۔ المحلى لابن حزم: 6/ 218۔ یہ حکم اب منسوخ ہو گیا ہے۔ (کاشف)

## باب الجنائز

[1047]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ نِسْوَةً قُلْنَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ إِنَّا لَا نَقْدِرُ عَلَى مَجْلِسِكَ مِنَ الرِّجَالِ، فَلَوْ وَعَدْتَنَا مَوْعِدًا نَأْتِيكَ فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَوْعِدُكُنَّ بَيْتُ فُلَانَةَ))، فَجِئْنَ لِمِيعَادِهِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَهُنَّ أَنَّهُ قَالَ: ((مَا مِنَ امْرَأَةٍ يَمُوتُ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، فَتَحْتَسِبُهُمْ، إِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ))، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: أَوِ اثْنَيْنِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟، قَالَ: ((أَوِ اثْنَيْنِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (مومنات) خواتین نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی پاکیزہ محفل میں مردوں کی موجودگی میں حاضر نہیں ہوسکتیں، اگر ہمیں آپ مقررہ وقت دیں تو ہم حاضر ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھاری متعین جگہ فلاں خاتون کا گھر ہے، تو خواتین مقررہ وقت پر حاضر ہوگئیں اور آپ ﷺ بھی، پھر جو احادیث آپ نے ان سے بیان کیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس عورت کے تین بچے فوت ہوں تو وہ صبر کے ساتھ ثواب کی امید رکھے تو وہ جنت ہی میں جائے گی، ایک عورت نے عرض کی: یا رسول اللہ! دو بچوں والی بھی؟ آپ نے فرمایا: دو والی بھی۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خواتین کی کلاسز کا الگ اہتمام کرنا چاہیے، خواہ کلاس ہفتہ میں ایک دن ہی کیوں نہ ہو۔ اس میں صحابیات رضی اللہ عنہن کے علم پر حریص ہونے کی زبردست دلیل ہے، افسوس کہ آج کی عورتیں قرآن وحدیث کے علم سے دور ہیں، اور علم کی حرص نہیں رکھتیں۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر بچپن میں بچہ فوت ہو جائے تو وہ والدین کے لیے خوشخبری ہوگا اور وہ والدین کو جنت میں لے جانے کا سبب ہوگا۔ خواتین کی مجلس میں انھی کے متعلقہ مسائل بیان کرنے چاہئیں۔

[1048]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی

(1047) صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، حدیث: 2632۔الادب المفرد للبخاری: 148۔ سنن الکبری للنسائی: 5898۔مسند احمد: 2/ 246۔صحیح ابن حبان: 2941۔سنن الکبری للبیهقی: 4/ 67۔

(1048) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب فضل من مات وله ولد فاحتسب، حدیث: 1250۔الادب المفرد للبخاری: 143۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل من یموت له ولد فیحسنه، حدیث: 2632۔سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی ثواب من قدم ولدا، حدیث: 1060۔سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، حدیث: 1603۔سنن النسائی، کتاب الجنائز، حدیث: 1876۔ مسند احمد: 2/ 239۔مؤطا امام مالك، ص: 166۔مسند ابی یعلٰی: 8569۔صحیح ابن حبان: 2942۔سنن الکبری للبیهقی: 7/ 411۔

قَالَ: ثنا سَمِعْتُهُ مِنْ فِي ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَمُوتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، فَيَلِجُ النَّارَ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ))

مسلمان کے تین بچے فوت ہوئے ہوں تو وہ آگ میں داخل نہ ہوگا مگر قسم پورا کرنے کے لیے۔

فائدہ: ...... "تحلة القسم" سے مراد پل صراط سے گزرنا ہے۔

[1049]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا سُمَيٌّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ كَانَ لَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنِ اتَّبَعَهَا حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ أَمْرِهَا كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ أَحَدُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جنازہ پڑھا اس کے لیے ایک قیراط کا اجر ہوگا اور جو جنازے کے پیچھے گیا یہاں تک کہ اس کو دفن کرنے سے فارغ ہوا تو اس کے لیے دو قیراط کا اجر ہے اور ایک قیراط احد پہاڑ کی مثل ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں نماز جنازہ کے ساتھ شریک ہونے کا اجر بیان ہوا ہے۔ بطور فائدہ عرض ہے کہ بعض لوگ جنازے کے ساتھ راستے میں ملتے ہیں اور بعض پہلے ہی قبرستان پہنچ جاتے ہیں، جبکہ قیراط کا ثواب اس شخص کو ملے گا جو میت کے گھر سے جنازہ کے ساتھ جاتا ہے، یہ وضاحت صحیح مسلم (945) میں ہے، اللہ تعالیٰ استاذ محترم شیخ حافظ محمد شریف حفظہ اللہ کو جزائے خیر عطا فرمائے، انھوں نے ناچیز پر مرکز التربیۃ الاسلامیۃ میں بہت زیادہ محنت کی، دوران تدریس یہ اضافہ انھوں نے لکھوایا تھا، اور اس وقت (احکام الجنائز للالبانی، ص: 68) کا حوالہ دیا تھا، فجزاہ اللہ خیرا۔

[1050]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت کو

(1049) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها، حدیث: 945۔ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنائز، حدیث: 3168۔ مسند احمد: 2/ 246۔ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من انتظر حتى تدفن، حدیث: 1325۔ صحیح مسلم: 945۔ سنن النسائی: 1996۔ سنن ابن ماجه: 1539۔ من طریق آخر عن ابی هریرة۔

(1050) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة، حدیث: 1315۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الاسراع بالجنازة، حدیث: 944۔ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الاسراع بالجنازة، حدیث: 3181۔ ⇦⇦

قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ، عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((أَسْرِعوا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً، فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكُنْ سِوَى ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ))

جلدی لے چلو، اگر وہ نیک ہوگا تو تم اس کو جلدی بھلائی پر پیش کرو گے اور اگر اس کے سوا ہوگا تو ایک شر کو تم اپنی گردن سے اتار دو گے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے فوت ہونے کا یقینی علم ہو جائے تو اس کو دفنانے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، بلکہ فوری دفنا دینا چاہیے، بس اتنے لوگوں تک اطلاع دینا ضروری ہے کہ بعض قبر کھودنے کے لیے آ جائیں اور کچھ میت کو غسل دینا شروع کر دیں، اور کچھ میت کو اٹھا کر قبرستان لے جائیں۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ میت بولتی ہے لیکن اس کی کیفیت ہم نہیں جانتے۔ یا رب العالمین راقم کو، اور اس کے اساتذہ کو اور اہل وعیال کو روز قیامت خادمین حدیث میں شمار فرما، آمین۔

[**1051**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اسْتَغْفِرُوا لَهُ))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب شاہ نجاشی فوت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اس کے لیے استغفار کرو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ میت کی اطلاع ملے تو اس کے لیے بخشش کی دعا کرنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ بھی پڑھائی تھی۔ (صحیح مسلم: 951)

[**1052**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر بن خطاب نے رونے والی

⇐⇐ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، حدیث: 1015۔سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة، حدیث: 1909۔سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی شهود الجنائز، حدیث: 1477۔ مسند احمد: 2/ 240۔مصنف ابن ابی شیبة: 3/ 281۔صحیح ابن حبان: 3042۔سنن الکبری للبیهقی : 4/ 21۔

(1051) صحیح، سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الامر بالاستغفار للمؤمنین، حدیث: 2043۔مسند احمد: 2/ 241۔ مسند ابی یعلٰی: 5956۔شرح السنة للبغوی: 1490۔من طریق سفیان بهذا الاسناد۔صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الجنائز بالمصلی والمسجد، حدیث: 1337، 1328۔صحیح مسلم، کتاب الجنائز، حدیث: 951۔من طریق الزهری عن ابی سلمة بن عبدالرحمٰن وسعیدبن المسیب عن ابی هریرة۔

(1052) اسناده ضعیف، اس کی سند راوی کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی البکاء علی المیت، حدیث: 1587۔مسند احمد: 2/ 444۔مصنف ابن ابی شیبة: 3/ 285۔مستدرك للحاکم : ⇐⇐

قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ مَنْ سَمِعَ، أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ صَوْتَ بَاكِيَةٍ، فَنَهَاهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهَا يَا أَبَا حَفْصٍ، فَإِنَّ الْعَهْدَ قَرِيبٌ، وَالْعَيْنَ بَاكِيَةٌ، وَالنَّفْسَ مُصَابَةٌ))

عورتوں کے رونے کی آواز محسوس کی تو ان کو منع کیا، ان کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوحفص! ان کو رہنے دو، وقت قریب ہے، آنکھ روتی ہے اور دل مصیبت زدہ ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ میت پر صرف رونا گناہ نہیں ہے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عورتوں کے دل نرم ہوتے ہیں، اور اگر وہ صرف رو رہی ہوں اور واویلا نہ کریں تو ان کو روکنا نہیں چاہیے، ہاں اگر وہ چیخ و پکار اور حرام امور کا ارتکاب کریں تو ان کو روک دینا چاہیے۔

[1053]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا حَمْزَةُ بْنُ مُغِيرَةَ الْكُوفِيُّ، وَكَانَ مِنْ سُرَاةِ الْمَوَالِي، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا، لَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا اتَّخَذُوا، أَوْ جَعَلُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی: یا اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا، پھر فرمایا: اس قوم پر اللہ کی لعنت ہے جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہے۔

**فائدہ**: ...... اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی دعا کو پورا کیا اور آج تک آپ ﷺ کی قبر عبادت گاہ نہیں بن سکی اور روز قیامت تک عبادت گاہ نہیں بن سکے گی، آج کے بعض قبر پرست دعویٰ کرتے ہیں کہ عرب حکومت ختم ہوگی اور وہاں ہماری حکومت ہوگی، پھر ہم نبی کریم ﷺ کی قبر کو دیکھنا کیا کچھ کریں گے، یعنی عبادت گاہ بنائیں گے، استغفر اللہ۔ یہ بُرا گماں ہرگز پورا نہیں ہوسکتا، الحمد للہ۔ گویا عرب پر ان کی کبھی حکومت نہیں آسکتی۔

---

⇦ 1/ 381۔من طریق وهب بن كيسان عن محمد بن عمرو عن عطاء عن ابی هريرة۔سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب الرخصة فی البكاء علی الميت، حديث: 1860۔ سنن ابن ماجه: 1587۔مسند احمد: 2/ 408۔ من طريق وهب عن محمد بن عمرو عن عطاء عن سلمة بن الازرق عن ابی هريرة وسلمة: مجهول.

(1053) حسن، مسند احمد: 2/ 246۔مسند ابی يعلٰی: 6681۔حلية الاولياء: 7/ 317۔طبقات ابن سعد: 2/ 241، 242۔ التمهيد لابن عبدالبر: 5/ 43، 44 ۔تاريخ الكبير للبخاری: 3/ 47۔من طريق سفيان بهذا الاسناد۔ مؤطا امام مالك، ص: 127۔ من طريق عطاء بن يسار عن النبی ﷺ مرسلا۔مصنف عبدالرزاق: 1587عن زيد بن اسلم مرسلا۔

# باب البیوع

## بیع کا بیان

[1054]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَخْطُبْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِءَ مَا فِي إِنَائِهَا))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے پر قیمت زیادہ نہ کرو اور کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ دے اور شہری دیہاتی کے لیے نہ خریدے، اور کوئی عورت دوسری عورت کو طلاق دینے کا (مرد سے) مطالبہ نہ کرے تاکہ وہی پورا حاصل کرے جو اس کے برتن میں ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث میں بیع کے بعض مسائل کا ذکر ہے: (1)...... بولی میں قیمت زیادہ کرنے کی دو صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ جب اس میں دھوکا نہ ہو تب جائز ہے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر اس میں دھوکا مقصود ہو تب ناجائز ہے۔ (2)...... بیع پر بیع اور منگنی پر منگنی کرنا منع ہے، اگر ایک کے ساتھ بیع یا منگنی پکی ہو جائے تو بلا وجہ اس کو توڑنا درست نہیں ہے، اسی طرح اگر بات پکی ہو جائے تو دوسرے کا بیع کرنا اور دوسرے کا منگنی کا پیغام بھیجنا بھی درست نہیں ہے۔ (3)......شہری دیہاتی سے صرف اس صورت میں بیع کر سکتا ہے جس میں دھوکا نہ ہو، اگر دھوکا ہو تو ناجائز ہے۔ (4)......آباد گھر کو بے آباد کرنا اور حسد کی آڑ میں اپنی مسلمان بہن کو اجاڑنے کی غرض سے اس کو طلاق دلوانا درست نہیں ہے، یہ حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ خواتین اکثر جہنم میں جائیں گی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دین کے خلاف کام کرنے میں نڈر ہوتی ہیں، اور شیطان کی آلہ کار بنتی ہیں، بس اللہ تعالیٰ خواتین کو دین اسلام کا پابند بنائے، آمین۔

---

(1054) صحيح البخاری۔كتاب البيوع، باب لابيع على بيع اخيه، حديث: 2140۔صحيح مسلم، كتاب النكاح، بـاب تـحـريم الخطبة على خطبة اخيه حديث: 1413۔سـنـن ابـى داود، كتاب النكاح، باب فى كراهية ان يخطب الرجل على خطبة اخيه، حديث: 2080۔سنن الترمذى، كتاب النكاح، باب ما جاء ان لا يخطب الرجل على خطبة اخيه، حديث: 1134، 1190، 1222۔سـنـن الـنسـائـى، كتاب النكاح، باب النهى ان يخطب الرجل على خطبة اخيه، حديث: 3241۔سـنـن ابـن مـاجه، كتاب النكاح، باب لا يخطب الرجل على خطبة اخيه، حديث: 1867، 2172، 2175۔مسند احمد: 2/ 238۔مسند الشافعى: 2/ 146۔الـمنتقى لابن الجارود: 563، 677۔سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 344، 346، 7/ 179 ۔من طريق الزهرى بهذا الاسناد، الروايات مطولة ومختصرة۔

[1055]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلَقُّوا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَخْطُبْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مال درآمد کرنے والے قافلے کو راستے میں تجارت کے لیے نہ ملا کرو، اور ایک دوسرے پر سودے کی قیمت زیادہ نہ کرو، شہری دیہاتی کے لیے خریدا نہ کرے، ایک آدمی دوسرے آدمی کے سودے پر سودا نہ کرے اور دوسرے کے پیغام نکاح پر پیغام نہ دیا کرے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں بیان کردہ اکثر مسائل ماقبل حدیث (1055) میں گزر چکے ہیں، اس میں ایک مسئلہ اضافی بیان ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ جب لوگ باہر سے مال شہروں کی طرف لائیں، بعض لوگوں کا راستے میں ہی ان کو ملنا اور منڈی کے بھاؤ سے انھیں ناواقف رکھتے ہوئے سامان خرید لینا درست نہیں ہے، اسلام کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا، بلکہ انصاف پسند دین ہے۔

[1056]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((لَا تَصُرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ لِلْبَيْعِ، مَنِ اشْتَرَى مِنْكُمْ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا، فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا، وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا، وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ لَا سَمْرَاءَ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: اونٹنی اور بکری کو فروخت کرنے کی غرض سے اس کے تھن میں دودھ جمع نہ رکھا کرو، یہ مال جو شخص خریدے گا اس کو دو باتوں میں سے بہتر کو اختیار کرنے کا حق ہوگا: چاہے تو اس کو رکھے اور چاہے تو واپس کر دے اور ایک (صاع) پیمانہ کھجور بھی ساتھ دے، گندم نہ دے۔

**فائدہ**: ...... بعض لوگ جانور کو فروخت کرنے سے پہلے اس کا دودھ روک لیتے ہیں اور اس سے گاہک کو دھوکا دینا مقصود ہوتا ہے، جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔ اگر اس صورت میں کوئی جانور فروخت ہو جائے تو خریدنے والے کو اختیار ہے کہ اگر رکھنا چاہے تو رکھ لے، اور اگر وہ واپس کرنا چاہے تو واپس کر دے لیکن جانور کو واپس کرنے کے ساتھ

(1055) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب النهي للبائع ان لا يحفل الابل، حديث: 2150- صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه، حديث: 1515- سنن ابي داود، كتاب الاجارة، باب من اشترى مصراة فكرهها، حديث: 3443- سنن النسائي، كتاب البيوع، باب النهي عن المصراة، حديث: 4492- مسند احمد: 2/ 242- مؤطا امام مالك، ص: 421- مسند ابي يعلى: 6267- سنن الكبرى للبيهقي: 5/ 348-
(1056) صحيح البخاري: 2150- صحيح مسلم: 1515- انظر الحديث السابق-

ایک صاع (اڑھائی کلو) کھجور بھی ساتھ دے۔ یہی مسئلہ حق ہے،اور رہے ہمارے بعض بھائی کہ انھوں نے ایک جانور واپس کرنے کے ساتھ ایک صاع کھجور دینے سے صرف تقلید کی بنیاد پر انکار کیا ہے،تو ان کی شیخ الاسلام علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''اعلام الموقعین'' میں خوب خبر لی ہے۔

[**1057**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((مَنِ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ، إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا، وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ، لَا سَمْرَاءَ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسالت ماب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مصراۃ (بکری وغیرہ) خریدے جس کے تھن میں دودھ روک رکھا ہو، اس کو پورا اختیار ہے، چاہے رکھے اور چاہے تو واپس کردے،اور اس کے ساتھ ایک پیمانہ کھجور بھی دے نہ کہ گندم۔

[**1058**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الْعَلَاءُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((الْيَمِينُ الْكَاذِبَةُ، مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹی قسم مال تجارت فروخت کرا دیتی ہے مگر کمائی سے برکت ختم کر دیتی ہے۔

**فائدہ** : ......جھوٹ کبیرہ گناہ ہے،جس چیز میں بھی بولا جائے تو اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے،افسوس کہ آج کل ہر ہر کام میں جھوٹ کو عروج ہے،یہی وجہ ہے کہ آج برکت ختم ہے،اللہ تعالیٰ سچ کو لازم پکڑنے کی توفیق عطا فرمائے،آمین۔

[**1059**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا

حمیدی نے کہا: ہم سے بیان کیا ابوضمرہ نے، وہ یونس بن

(1057) صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب حكم بيع المصراة، حديث: 26/ 1524- سنن ابى داود، كتاب الاجارة، باب من اشترى مصراة فكرهها ، حديث: 3444-سنن الترمذى، كتاب البيوع، باب ما جاء فى المصراة، حديث: 1252- سنن النسائى، كتاب البيوع، باب النهى عن المصراة، حديث: 4494-سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب بيع المصراة، حديث: 3239-مسند احمد: 2/ 248-سنن الدارمى: 2556-مسند ابى يعلىٰ: 6065- سنن الدارقطنى : 3/ 73-سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 318، 319-

(1058) صحيح، مسند احمد: 2/ 242-مسند ابى يعلىٰ: 6480-مساوى الاخلاق: 118-سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 265- حلية الاولياء : 9/ 233-صحيح ابن حبان: 4906- من طريق سفيان بهذا الإسناد وانظر الحديث الآتى-

(1059) صحيح البخارى، كتاب البيوع، باب (ويمحق الله الربا ويربى الصدقات)، حديث: 2087-صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب النهى عن الحلف فى البيع، حديث: 1606-سنن ابى داود، كتاب البيوع، باب ⇐⇐

أَبُو ضَمْرَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ الْأَيْلِيِّ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ

یزید ایلی سے، وہ ابن شہاب سے، وہ سعید بن مسیّب سے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے مثل حدیث سابق کے روایت کرتے ہیں۔

[1060]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الظُّلْمُ مَطْلُ الْغَنِيِّ، فَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيُتْبِعْ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص بڑا ظالم ہے جو مالدار ہو کر قرض ادا کرنے میں تاخیر کرنے والا ہو، قرض کا تقاضا کرنے والوں کو اگر (غنی آدمی کی) ضمانت دی جائے تو وہ منظور کر لیا کرے۔

فائدہ :...... اس حدیث میں قرض کو بروقت ادا کرنے کی اہمیت بیان ہوئی ہے، صاحب مال کو قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول نہیں کرنی چاہیے، بلکہ وقت پر قرض ادا کر دینا چاہیے۔ یہاں پر بطور تنبیہ عرض ہے کہ بعض لوگ مقروض کو ناجائز تنگ کرتے ہیں، اور ان کو ذلیل کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ قرض والے کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اگر مقروض واقعی مجبور ہے تو قرض معاف کر دے اور معاف کرنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ (البقرہ: 280)

[1061]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک آدمی کے قریب سے گزرے جو گندم فروخت کر رہا تھا، آپ کو گندم

⇐ فی كراهية اليمين في البيع، حديث: 3335-سنن النسائی، كتاب البيوع، باب المنفق سلعته بالحلف الكذب، حديث: 4466-مسند ابی يعلٰی: 6520-صحيح ابی عوانة: 1/ 57-شرح مشكل الآثار: 1330-سنن الكبرى للبيهقی: 5/ 320- صحيح ابن حبان: 4905-

(1060) صحيح البخاری، كتاب الحوالة، باب الحوالة، حديث: 2287- صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم مطل الغنی، حديث: 1564- سنن ابی داود، كتاب البيوع، باب فی المطل، حديث: 3345-سنن النسائی، كتاب البيوع، باب مطل الغنی، حديث: 4692، 4695- مسند احمد: 2/ 245-مؤطا امام مالك، ص: 416-سنن الدارمی: 2589-المنتقی لابن الجارود: 560-مسند ابی يعلٰی: 6283-سنن الكبرى للبيهقی: 6/ 70-

(1061) صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب قول النبی صلى الله عليه وسلم من غشنا فليس منا، حديث: 192-سنن ابی داود، كتاب الاجارة، باب فی النهی عن الغش، حديث: 3452-سنن الترمذی، كتاب البيوع، باب ما جاء فی كراهية الغش فی البيوع، حديث: 1315- سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب النهی عن الغش، حديث: 2224- مسند احمد: 2/ 242-المنتقی لابن الجارود: 564-صحيح ابن حبان: 4905-مسندابی يعلٰی: 6520-سنن الكبرى للبيهقی: 5/ 320-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ، مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا ، فَأَعْجَبَهُ ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ ، فَإِذَا هُوَ طَعَامٌ مَبْلُولٌ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا))

پسند آئی اور آپ نے اس میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو وہ گندم تر تھی، آپ نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے ملاوٹ کی۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں یہ واضح بیان ہے کہ اہل علم کو منڈیوں اور کھیتوں میں بھی جانا چاہیے، اور جہاں شک گزرے وہاں تحقیق کی غرض سے مال کی پرکھ کرنی چاہیے، اگر کسی نے دو نمبر مال رکھا ہو اور دھوکا دے رہا ہو تو اس کی مذمت کرنی چاہیے، اور لوگوں کو شریعت سے باخبر کرنا چاہیے۔ آج کل ہر آدمی دھوکا دے رہا ہے، الّا من رحم ربی، زمیندار بھی بے شمار جگہوں پر دھوکا دیتے ہیں، جب مال منڈی میں لاتے ہیں تو دو نمبر مال اندر رکھ دیتے ہیں اور ایک نمبر چیز اوپر رکھتے ہیں۔ بلکہ بعض دنیا دار تاجر ہلدی میں مکئی کو پیس دیتے ہیں، اور دودھ میں ملاوٹ تو بہت ہی عام ہے، بس اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

[1062]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ ، عَنْ رَجُلٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَجُلًا كَانَ يُهْدِي لِلنَّبِيِّ ﷺ كُلَّ عَامٍ رَاوِيَةً مِنْ خَمْرٍ ، فَأَهْدَاهَا إِلَيْهِ عَامًا ، وَقَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتْ)) ، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَفَلَا أَبِيعُهَا؟ فَقَالَ: ((إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا)) ، قَالَ: أَفَلَا أُكَارِمُ بِهَا الْيَهُودَ؟ قَالَ: ((إِنَّ الَّذِي حَرَّمَهَا حَرَّمَ أَنْ يُكَارَمَ بِهَا الْيَهُودُ)) ، قَالَ: فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِهَا؟ ، قَالَ: ((شُنَّهَا فِي الْبَطْحَاءِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کو ہر سال ایک مٹکا شراب بطور ہدیہ پیش کیا کرتا تھا، پھر اس سال بھی اس نے پیش کیا جبکہ شراب کی حرمت نازل ہو چکی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شراب حرام کر دی گئی ہے، اس نے عرض کی: کیا میں اس کو فروخت نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: جو چیز پینا حرام ہو اس کا فروخت کرنا بھی حرام ہے، اس نے کہا: کیا میں یہود کو اکرام کے طور پر نہ دیدوں؟ آپ نے فرمایا: جس ذات حق نے اس کو حرام قرار دیا ہے اس نے اس کے ذریعے یہود کا اکرام کرنا بھی حرام کر دیا ہے، اس نے کہا: میں اس کو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: پتھریلی زمین میں بہا دے۔

**فائدہ**: ......شراب بطور تحفہ قبول کرنا حرمت شراب سے پہلے ممنوع نہیں تھا، اس لیے نبی ﷺ قبول کرتے

(1062) صحيح لغيره، مسند ابن ابى عمر كما فى المطالب العالية: 1775ـ واتحاف الخيرة: 5030ـ وقال البوصيرى، هذا اسناد ضعيف لجهالة التابعى وله شاهد فى صحيح مسلم: 1579 وغيره من حديث ابن عباس رضي الله عنه ـ

جیسا کہ مال زکاۃ وصدقات بھی قبول کرتے اور مستحقین پر خرچ کرتے خود نہیں کھایا اسی طرح قبل از نبوت اور بعد از نبوت آپ نے شراب کبھی نہیں پی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شراب حرام ہے، اوراس کی بیع بھی حرام ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شراب کفار کو دینا بھی حرام ہے۔ یادرہے کہ شراب حرام ہے لیکن ناپاک ہونے کی کوئی دلیل قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے، بعض کا شراب کو ناپاک قرار دینا درست نہیں ہے۔

[**1063**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ يَحْيَى الْمَخْزُومِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ وَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا فروخت کردہ مال اصل حالت میں پائے اس خریدار کے پاس جو مفلس ہو چکا ہو تو وہ اپنے مال کا زیادہ حق دار ہے۔

[**1064**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ

حمیدی نے سفیان سے، وہ یحییٰ بن سعید سے، وہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے، وہ عمر بن عبدالعزیز سے، وہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں مثل حدیث سابق کے۔

---

(1063) صحيح، مسند احمد: 2/ 249۔مسند عبدبن حميد: 1441۔مصنف عبدالرزاق: 15164۔مسند عمر بن عبدالعزيز للباغندى: 33۔ صحيح ابن حبان: 5038۔سنن الدار قطنى: 3/ 30۔سنن الكبرى للبيهقى: 6/ 46۔

(1064) صحيح البخارى، كتاب الاستقراض، باب اذا وجدماله عند مفلس فى البيع والقرض، حديث: 2402۔ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب من ادرك ما باعه عند المشترى وقد افلس، حديث: 3963۔سنن ابى داود، كتاب الاجارة، باب فى الرجل يفلس فيجد الرجل متاعه بعينه عنده، حديث: 3519۔سنن الترمذى، كتاب البيوع، باب ما جاء من اذا افلس للرجل غريم، حديث: 1262۔سنن النسائى، كتاب البيوع، باب الرجل يبتاع البيع فيفلس، حديث: 4680۔سنن ابن ماجه، كتاب الاحكام، باب من وجد متاعه بعينه عند رجل قد افلس، حديث: 2357 مسند احمد: 2/ 247۔سنن الدارمى: 2593۔مؤطا امام مالك، ص: 418۔مصنف ابن ابى شيبة: 6/ 35، 36۔ مسند الشافعى: 2/ 162۔صحيح ابن حبان: 5036۔

# جامع أبی هريرة

## جامع ابی ہریرہ

[1065]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بِنَاءً فَأَحْسَنَهُ، وَأَكْمَلَهُ، وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يُطِيفُونَ بِهِ، فَيَقُولُونَ: مَا رَأَيْنَا بِنَاءً أَحْسَنَ مِنْ هَذَا لَوْلَا مَوْضِعُ هَذِهِ اللَّبِنَةِ، أَلَا وَكُنْتُ أَنَا تِلْكَ اللَّبِنَةَ

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً میری اور میرے سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک آدمی نے ایک مکان تعمیر کیا، اس کو بہت خوبصورت، ہر لحاظ سے مکمل اور صاف ستھرا تیار کروایا، مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس کے اردگرد چکر لگاتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں: ہم نے کبھی کوئی عمارت اس سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھی ہے، کاش! اگر اس خالی جگہ بھی ایک اینٹ لگائی جاتی، خبردار رہو! وہ اینٹ میں ہی ہوں۔

**فائدہ**:...... اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی ظلی، بروزی، تمثیلی اور معنوی نبی کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی نبی ہوگا، اور جو کوئی دعویٰ کرے گا، وہ کافر بن جائے گا، جس طرح مرزا قادیانی کافر ہوا۔

[1066]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا،

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور دوسرے لوگوں کی مثال اس طرح سے ہے جیسے کوئی شخص آگ جلائے، جب اس کا اردگرد روشن ہو جائے تو چوپائے اور پتنگے (وغیرہ) اس کی طرف لپکیں تو

---

(1065) صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب ذكر كونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين، حديث: 2286۔مسند احمد: 2/ 244۔ صحيح ابن حبان: 6407۔امثال الحديث للرامهرمزي: 2۔الامثال لابی الشيخ: 254۔صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب خاتم النبيين، حديث: 3525۔صحيح مسلم: 2286۔سنن الكبرى للنسائی: 11422۔ مسند احمد: 2/ 398۔دلائل النبوة للبيهقي: 1/ 366۔

(1066) صحيح البخاري، كتاب احاديث الانبياء، باب قول الله تعالیٰ (ووهبنا لداود سليمان)، حديث: 3426۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب شفقته صلى الله عليه وسلم على امته، حديث: 2284۔سنن الترمذی، كتاب الامثال، باب ما جاء فی مثل ابن آدم واجله وامله، حديث: 2874۔ مسند احمد: 2/ 244۔صحيح ابن حبان: 6408۔ الامثال لابی الشيخ: 256۔

فَلَمَّا أَضَاءَتْ لَهُ، جَعَلَ الدَّوَابُّ وَالْفَرَاشُ يَقْتَحِمُونَ فِيهَا، فَأَنَا آخِذٌ بِحُجُزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَأَنْتُمْ تَقْتَحِمُونَ فِيهَا))

میں تم لوگوں کو کمر سے پکڑ کر آگ سے بچاتا ہوں اور تم لوگ اس میں گر رہے ہو۔

فائدہ: ......اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ شفقت ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح لوگوں کو جہنم سے بچانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے، اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا، اور کائنات کے قیمتی ترین لوگ بن گئے، اور بدقسمت ہیں وہ لوگ جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ٹھکرایا، آپ کے مشن کے سامنے رکاوٹیں کھڑی کر دیں، وہ دنیا میں بھی ذلیل بنے اور آخرت میں بھی جہنم ان کا مقدر ہو گا، اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی حمایت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

[1067]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ مَا بَعَثْتُ سَرِيَّةً أَتَخَلَّفُ عَنْهَا لَيْسَ عِنْدِي مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ، وَيَشُقُّ عَلَيَّ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اہل ایمان پر یہ شاق نہ ہوتا تو میں کسی سریہ کو روانہ کر کے خود پیچھے نہ رہتا سب کو لے جانے کے لیے میرے پاس سامان نہیں ہے اور ان کو میرے پیچھے رہنا نہایت شاق و ناگوار گزرتا ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد اور مجاہدین سے بڑی محبت کرتے تھے، امیر کو لشکر سے پیچھے رہنے سے ناگزیر وجوہات کے علاوہ کوئی چیز آڑے نہیں آنی چاہیے۔

[1068]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس

(1067) صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهاد والخروج فى سبيل الله، حديث: 1876 ـ مسند احمد: 2/ 245 ـ صحيح ابى عوانة: 5/ 24، 25 ـ سنن سعيد بن منصور ـ سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 157 ـ من طريق عن ابى الزناد بـه ـ صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب الجعائل والحملان فى السبيل، حديث: 2972 ـ من طريق ابى صالح عن ابى هريرة ـ

(1068) صحيح البخارى، كتاب التمنى، باب ما جاء فى التمنى ومن تمنى الشهادة، حديث: 7226، 7227 ـ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهاد والخروج فى سبيل الله، حديث: 1876 ـ مؤطا امام مالك، ص: 293 ـ من طريق الاعرج عن ابى هريرة ـ سنن النسائى، كتاب الجهاد، باب الرخصة فى التخلف عن السرية، حديث: 3100 ـ مسند احمد: 2/ 502 ـ السنة لابن ابى عاصم من طريق سعيد بن المسيب وابى سلمة عن ابى هريرة ـ

قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أَحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ)) ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ، ثَلَاثًا: أَشْهَدُ لِلّٰهِ

ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! البتہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کر دیا جاؤں، ابو ہریرہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ آپ نے یہ تین بار فرمایا تھا۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے میدان قتال میں شہید ہونے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، شہادت ایک ایسی ایمانی لذت ہے جو مومن بارہا لینا چاہتا ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ کے راستے میں شہید ہونے کی خواہش ہونی چاہیے، اور اس کی خاطر جدوجہد میں لگے رہنا چاہیے، ان شاء اللہ اس کو شہادت کا رتبہ ہی ملے گا، خواہ وہ بستر پر ہی کیوں نہ فوت ہوا ہو، اے اللہ! ہمیں شہادت کی موت نصیب فرما، آمین۔

[1069]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي مُتَّخِذٌ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْفِرَهُ، أَيُّمَا رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ آذَيْتُهُ، جَلَدْتُهُ أَوْ لَعَنْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلَاةً وَزَكَاةً، دُعَاءً لَهُ)) ، قَالَ أَبُو الزِّنَادِ: ((فَهِيَ لُغَةُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِنَّمَا هِيَ جَلَدْتُهُ لَعَنْتُهُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! میں تیرے نزدیک ایک پختہ وعدہ کرتا ہوں تو اس کے خلاف نہ ہونے دے: جس مسلمان کو میں نے ایذا پہنچائی' کوڑے لگوائے یا بددعا دی، پس تو اس کے لیے اس چیز کو مبارک، پاکیزگی اور دعا بنا دے، ابو زناد نے کہا: جلدہ ابو ہریرہ کی لغت ہے، یقیناً لغت تو جلدتہ ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ لوگوں کے ساتھ شفقت والا رویہ رکھتے تھے، نہ کسی کو تکلیف دیتے تھے، نہ ہی کسی کو مارتے تھے اور نہ ہی کسی کو بددعا دیتے تھے، یاد رہے کہ حدود کو نافذ کرنا اور کفار پر بددعا کرنا مستثنیٰ ہے، بعض لوگ حلالہ کی بحث میں لعنت کو رحمت کے معنی میں تبدیل کرنے کی خاطر اس باب کی حدیث کا سہارا

---

(1069) صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب من لعنه صلى الله عليه وسلم اولبه، حديث: 2601۔مسند احمد: 2/ 234۔شرح مشكل الآثار للطحاوي: 6010۔مسند ابي يعلى: 6313۔من طريق ابي الزناد بهذا الاسناد۔ صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب قول النبي ﷺ من آذيته فاجعله له زكاة ورحمة، حديث: 6361۔ صحيح مسلم: 2601۔صحيح ابن حبان: 6515۔سنن الكبرى للبيهقي: 7/ 60، 61۔من طريق سعيد بن المسيب عن ابي هريرة۔

لیتے ہیں، حالانکہ یہ سراسر قرآن وحدیث سے مذاق ہے، کیونکہ جس کام پر لفظ لعنت استعمال ہوا ہو، وہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے۔

[1070]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يَطْعَنُ الشَّيْطَانُ فِي نُغْضِ كَتِفِهِ، إِلَّا عِيسَى وَأُمَّهُ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ حَفَّتْ بِهِمَا، وَاقْرَءُوا وَإِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ [آل عمران: 36]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں کوئی نومولود مگر شیطان اس کے نرم پہلو میں جھک مارتا ہے ماسوا عیسیٰ اور اس کی ماں کے، فرشتوں نے ان دونوں کو ڈھانپ لیا تھا، تم چاہو تو پڑھو: (میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے)۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کی زبردست فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ شیطان ان دونوں عظیم شخصیات پر پیدائش کے وقت ہنزہ نہیں مار سکا، نیز شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے، وہ بچے کی پیدائش سے اپنی وارداتیں شروع کر دیتا ہے، اور مرتے دم تک اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، اے رب العالمین! ہم کو، ہماری اولاد کو، ہمارے اساتذہ اور والدین کو، ہمارے تلامذہ اور تمام امت مسلمہ کو شیطان کی مکاریوں سے محفوظ فرما، یہاں سے اولاد کی خاص تعلیم وتربیت کا اہتمام کرنا بھی ثابت ہوتا ہے، اور اولاد کے لیے بہت زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں کیونکہ وہ انسان کے لیے صدقہ جاریہ ہوتے ہیں۔

[1071]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دن کے ایک حصے میں نکلا، نہ تو انھوں نے مجھ سے کلام کیا اور نہ میں نے آپ سے گفتگو کی، یہاں تک کہ آپ بازار قینقاع

(1070) صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده، حديث: 3286ـ مسند احمد: 2/ 523ـ تفسير ابن جرير: 2/ 240ـ معالم التنزيل للبغوي: 1/ 295ـ من طريق ابى الزناد بهذا الاسنادـ صحيح البخاري، كتاب احاديث الانبياء، باب قول الله تعالىٰ (واذكر فى الكتاب مريم)، حديث: 3431ـ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب فضائل عيسىٰ عليه السلام، حديث: 2366ـ مسند احمد: 2/ 233، مصنف ابن ابى شيبة: 11/ 385ـ صحيح ابن حبان: 6235ـ من طريق سعيد بن المسيب عن ابى هريرة۔

(1071) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب ما ذكر فى الاسواق، حديث: 2122ـ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل الحسن والحسين رضي الله عنهما، حديث: 2421ـ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل الحسن والحسين رضي الله عنهما، حديث: 142ـ سنن الكبرى للنسائى: 8164ـ مسند احمد: 2/ 249، 331ـ الادب المفرد: 1152ـ صحيح ابن حبان: 6963ـ شرح السنة للبغوى: 3933۔

خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِی طَائِفَةٍ مِنَ النَّهَارِ لا یُکَلِّمُنِی وَلَا أُکَلِّمُهُ، حَتَّی أَتَی سُوقَ قَیْنُقَاعٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ حَتَّی أَتَی فِنَاءَ عَائِشَةَ، فَجَلَسَ فِیهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَثَمَّ أَثَمَّ، یَعْنِی حَسَنًا)) فَظَنَنْتُ أَنَّهُ إِنَّمَا تَحْبِسُهُ أُمُّهُ لِأَنْ تُغَسِّلَهُ وَتُلْبِسُهُ سِخَابًا، فَلَمْ یَلْبَثْ أَنْ جَاءَ یَسْعَی حَتَّی اعْتَنَقَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّی أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ یُحِبُّهُ))

تک گئے، پھر آپ لوٹ آئے یہاں تک کہ عائشہ صدیقہ کے صحن میں آ گئے اور وہیں بیٹھ گئے، پھر فرمایا: کیا وہ یہاں ہے؟ کیا وہ یہاں ہے؟ آپ کی مراد حسن تھے، مجھے گمان ہوا کہ ان کی ماں نے ان کو غسل کرا کے ہار پہنانے کے لیے روکا ہوا ہے، زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ دوڑتے ہوئے آئے اور ہر ایک نے آپس میں ایک دوسرے کو گلے لگالیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، پس تو بھی اس سے محبت کر اور اس سے بھی جو اس سے محبت کرتا ہو (آمین)۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بچوں کے گلے میں ہار ڈالنا درست ہے، اور رسول اللہ ﷺ کو اپنے نواسوں سے بہت زیادہ محبت تھی۔

[**1072**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ: ثنا سُفْیَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِی هَذَا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، وَکَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِکَافِرِهِمْ))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ قریش کے ماتحت ہیں اس امر میں، مسلمان تو قریش مسلمان کے پیروکار ہیں اور سب کافر لوگ قریش کفار کے پیروکار ہیں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں قریش کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

[**1073**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ: ثنا سُفْیَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَجِدُونَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کو کان کی مانند پاؤ گے، پس جو لوگ جاہلیت میں اچھے شمار ہوتے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہی ثابت ہوں گے،

(1072) صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب المناقب، حدیث: 3495۔صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب الناس تبع لقریش والخلافة فی قریش، حدیث: 1818۔مسند احمد: 2/ 242۔مسند ابی یعلٰی: 6264۔صحیح ابی عوانة: 4/ 392۔مسند الطیالسی: 2380۔سنن الکبری للبیهقی: 8/ 141۔

(1073) صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب المناقب، حدیث: 3496۔صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب خیار الناس، حدیث: 2526۔ مسند احمد: 2/ 257۔شرح السنة للبغوی: 3384، 3844۔

النَّاسَ مَعَادِنَ، فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا)) جب وہ دین سمجھ جائیں گے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دین کی سمجھ انسان کو ممتاز کرتی ہے، دین میں فقاہت قرآن وحدیث کی سمجھ ہے نہ کہ فقہ حنفی، فقہ شافعی، فقہ حنبلی اور فقہ مالکی۔ یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برتری ملی اس کی سب سے بڑی وجہ قرآن وحدیث میں فقاہت تھی۔

[1074]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ طُعْمَةُ بْنُ عَمْرٍو الْجَعْفَرِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ

حمیدی نے سفیان سے بیان کیا، وہ طعمہ بن عمرو جعفری سے، وہ یزید بن اصم سے، وہ ابو ہریرہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں مثل حدیث سابق کے۔

[1075]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ح وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ، قَالَ أَحَدُهُمَا: صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ، وَقَالَ الْآخَرُ: نِسَاءُ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک عورتیں اونٹوں پر سوار ہونے والی قریش کی عورتیں ہیں، دوسری روایت ہے کہ قریش کی عورتیں بچوں پر زیادہ شفقت کرنے والی اور خاوند کے مال کی زیادہ رعایت رکھنے والی ہیں۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں قریش کی عورتوں کی برتری ثابت ہوتی ہے، اور وہ عورت بہتر ہے جو بچوں پر زیادہ شفقت کرنے والی اور خاوند کے مال کی حفاظت کرنے والی ہو، اس حدیث میں عورتوں کے اونٹوں پر سواری کرنے کا ذکر ہے، اس سے ثابت ہوا کہ عورت محرم کے ساتھ سفر کر سکتی ہے کیونکہ اس کی وضاحت دیگر احادیث سے ثابت ہوتی

(1074) صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب الارواح جنود مجندة، حديث: 2638/160۔ مسند احمد: 2/ 539۔
(1075) صحيح البخارى، كتاب النفقات، باب حفظ المراة زوجها فى ذات يده والنفقة، حديث: 5365۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل نساء قريش، حديث: 2527۔ مسند احمد: 2/ 269، 393۔ مصنف عبدالرزاق: 20603۔ من طريق الاعرج وطاوس عن ابى هريرة۔ سنن الكبرى للنسائى: 9134۔ صحيح ابن حبان: 6268۔ السنة لابن ابى عاصم: 1531۔ من طريق سعيد بن المسيب عن ابى هريرة۔

ہے، کوئی شخص صرف اس حدیث کو لے کر یہ اخذ نہ کرے کہ عورت اکیلے سفر کر سکتی ہے، کیونکہ عدم ذکر سے نفی لازم نہیں آتی۔

[1076]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ لَأَسْلَمُ، وَغِفَارٌ، وَجُهَيْنَةُ، وَمُزَيْنَةُ، خَيْرٌ مِنَ الْحَلِيفَيْنِ أَسَدٍ، وَغَطَفَانَ، وَمِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ، يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اسلم، غفار، جہینہ اور مزینہ بہتر ین ہیں (قبیلہ) اسد، غطفان سے اور بعض بنو تمیم اور بعض بنو عامر بن صعصعہ سے، آپ باآواز بلند فرماتے تھے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو قبیلے اور خاندان مجموعی لحاظ سے اچھے ہوں، ان کی مجموعی طور پر تعریف کرنا درست ہے، جس انسان میں جتنی خوبی ہو، وہ بیان کر دینی چاہیے، تعریف میں غلو کرنا حرام ہے۔

[1077]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَلْيَنُ قُلُوبًا، وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً الْإِيمَانُ يَمَانٌ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ، وَالْجَفَاءُ وَالْقَسْوَةُ وَغِلَظُ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ، عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ مِنْ رَبِيعَةَ، وَمُضَرَ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَإِنَّمَا يَعْنِي قَوْلُهُ: ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ أَهْلُ تِهَامَةَ؛ لِأَنَّ مَكَّةَ يَمَنٌ، وَهِيَ تِهَامِيَّةٌ، وَهُوَ قَوْلُهُ الْإِيمَانُ يَمَانٌ،

ابو ہریرہ نے فرمایا: تمھارے پاس آئے اہل یمن وہ نرم دل اور مہربان دل والے ہیں، ایمان بھی یمنی ایمان ہے اور دانائی بھی یمن والوں کی دانائی ہے، جفاکشی والے اور سخت دل والے اونٹ چرانے والے دیہاتی لوگ ہیں، اونٹوں کی دم تلے رہنے والے قوم ربیعہ اور قوم مضر کے لوگ ہیں، سفیان نے کہا: اہل یمن سے مراد تہامہ ہے اور مکہ مکرمہ بھی یمن میں شامل ہے اور اس قول کا مصداق اہل تہامہ سب ہی ہیں کہ فرمایا: ایمان بھی یمنی ہے اور حکمت ودانائی بھی یمنی ہے۔

(1076) صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل اسلم وغفار، حديث: 2521ـ سنن الترمذى، كتاب المناقب، حديث: 3950ـ مسند احمد: 2/ 369ـ من طريق ابى الزناد عن الاعرج به۔ صحيح البخارى، كتاب المناقب، باب قصة زمزم وجهل العرب، حديث: 3523ـ من طريق محمد بن سيرين عن ابى هريرة۔

(1077) صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب قدوم الاشعرين واهل اليمن، حديث: 4390ـ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تفاضل اهل الايمان فيه، حديث: 52ـ مسند احمد: 2/ 541ـ فضائل الصحابة: 1656ـ مسند الشافعى: 2/ 199ـ مسند ابى عوانة: 1/ 60ـ الايمان لابن منده: 435ـ من طريق الاعرج عن ابى هريرة۔

وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ))

فائدہ: ......اس حدیث سے اہل یمن کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اس سے یمن کے تمام لوگ، جو قیامت تک آنے والے ہیں، مراد نہیں ہیں، بلکہ بعض خاص لوگ مراد ہیں، کیونکہ یمن کی موجودہ صورتحال انتہائی خطرناک ہے، وہاں رافضیوں کا قبضہ ہے، اور وہ قرآن وحدیث کے دشمن ہیں، نہ ان میں ایمان ہے اور نہ دانائی، یہ لوگ اس حدیث کے مصداق نہیں ہیں، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جفاکش اور سخت دل ہونا اچھے انسان کی علامت نہیں، بلکہ اچھا انسان نرم دل، اور مہربان دل والا ہوتا ہے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

[**1078**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا، فَاسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَهُ، فَقَالَ النَّاسُ هَلَكَتْ دَوْسٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ، مَرَّتَيْنِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: طفیل بن عمرو الدوسی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انھوں نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! تحقیق قبیلہ دوس نے نافرمانی کی اور انکار کیا ہے، آپ (ﷺ) ان کے لیے بددعا کریں تو رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ مبارک پھیر کر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی، لوگوں نے کہا: بس اب بنو دوس تباہ ہوگئے، رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا کی: اے اللہ! بنودوس کو ہدایت عطا کر اور ان کو لے آ، دو بار کہا۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نافرمان لوگوں کے لیے دل سے دعا کرنی چاہیے۔

[**1079**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیہات والوں میں سے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کو ایک اونٹنی بطور ہدیہ پیش کی تو نبی

(1078) صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب قصة دوس والطفيل بن عمرو الدوسى، حديث: 4392۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل غفار واسلم، حديث: 2524۔ الادب المفرد للبخارى: 611۔ مسند احمد: 3/ 244۔ مسند الشافعى: 2/ 199، 200۔ معجم الكبير للطبرانى: 8220۔ دلائل النبوة للبيهقى: 5/ 359۔ شرح السنة للبغوى: 1352۔ صحيح ابن حبان: 979۔

(1079) سنن الترمذى، كتاب المناقب، باب فى ثقيف وبنى حنيفة، حديث: 3945۔ سنن النسائى، كتاب العمرى، باب عطية المراة بغير اذن زوجها، حديث: 3790۔ مسند احمد: 2/ 247، 292۔ مصنف عبدالرزاق: 16522۔ سنن الكبرى للبيهقى: 6/ 180۔ مصنف ابن ابى شيبة: 12/ 201۔ من طريق سعيد المقبرى عن ابى هريرة۔ الادب المفرد للبخارى: 596۔ سنن ابى داود، كتاب الاجارة، باب فى قبول الهدايا، حديث: 3527۔ سنن الترمذى: 3946۔ من طريق سعيد بن ابى سعيد عن ابيه عن ابى هريرة۔

الْـمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَـادِيَةِ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ ﷺ نَـاقَةً، فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ ثَلاثًـا فَـلَـمْ يَرْضَ، ثُمَّ أَعْطَاهُ ثَلاثًا، فَلَمْ يَـرْضَ، ثُـمَّ أَعْـطَـاهُ ثَلاثًـا، فَرَضِيَ بِالتِّسْعِ، فَـقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَـقَـدْ هَمَمْتُ أَنْ لا أَتَهَبَّ هِبَةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ، أَوْ أَنْصَارِيٍّ، أَوْ ثَقَفِيٍّ، أَوْ دَوْسِـيٍّ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَقَالَ غَيْرُ ابْنِ عَجْلانَ: قَـالَ أَبُـو هُـرَيْرَةَ: لَمَّا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَذَا الْـقَوْلَ الْتَفَتَ، فَرَآنِي فَاسْتَحْيَى، فَقَالَ: ((أَوْ دَوْسِيٌّ))

کریم ﷺ نے اس کو تین اونٹنیاں دیں ،تو وہ راضی نہ تھا، پھر تین اونٹ دیے تو راضی نہ ہوا ، پھر تین اونٹ دیے تو نو اونٹ لے کر راضی ہوا،تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں ہبہ اور تحفہ قبول نہ کروں مگر صرف قریشی، انصاری،ثقفی اور دوسی سے۔سفیان نے کہا:ابن عجلان کے علاوہ دوسرے راویوں نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرمایا تو میری طرف دیکھا تو ازراہ حیا فرمایا: یا دوسی سے۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے فیاض ہونے کا ثبوت ملتا ہے،اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو کوئی آپ کو ہدیہ دے،اس کے بدلے میں اس سے بہتر ہدیہ دینا سنت ہے،بعض لوگ ساری عمر ہدیہ لینے میں ہی رہتے ہیں اور دیتے نہیں ہیں، یہ انداز محل نظر ہے۔

[**1080**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا عَـمْرٌو، وَابْنُ طَاوُسٍ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا وَهَبَ هِبَةً لِلنَّبِيِّ ﷺ فَـأَثَابَهُ، فَلَمْ يَرْضَ، ثُمَّ أَثَـابَـهُ، فَـلَـمْ يَرْضَ، ثُمَّ أَثَابَهُ فَرَضِيَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَـقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لا أَتَهَبَّ هِبَةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ، أَوْ أَنْصَارِيٍّ، أَوْ ثَقَفِيٍّ))

طاؤس نے کہا: ایک دیہاتی شخص نے رسول اللہ ﷺ کو کوئی تحفہ دیا، آپ نے اس کا بدلہ دیا تو وہ راضی نہ ہوا، آپ نے پھر بدلہ دیا تو وہ راضی نہ ہوا ، پھر بدلہ دیا تو وہ راضی ہوا،تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہبہ یا تحفہ قبول نہ کروں مگر قریشی' انصاری اور ثقفی سے۔

[**1081**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچا

(1080) صـحـيـح ، مسند احمد: 1/ 295۔مسند البزار ، الكشف: 1938۔صحيح ابن حبان: 6384۔معجم الكبير للطبرانی : 10897۔ مـن طريق عمرو بن دينار عن طاوس عن ابن عباس۔مسند البزار ، الكشف: 1939۔من طريق عمرو عن طاوس عن النبی ﷺ مرسلا۔ مصنف عبدالرزاق: 16521۔من طريق ابن طاوس عن ابيه عن النبی ﷺ مرسلا۔
(1081) صـحـيـح البـخـاری ، كتـاب مناقب الانصار ، باب ايام الجاهلية ، حديث: 3841۔صـحـيـح مسلم ، كتاب الشـعـر ، حديث: 2256۔ سـنـن الـتـرمـذی ، كتـاب الادب ، بـاب مـا جاء فی انشاد الشعر ، حديث: 2849۔⇦⇦

قَالَ: ثنا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّ أَصْدَقَ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ

وَكَادَ ابْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ

شعر جو کسی شاعر نے کہا، یہ ہے: ''خبردار! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔'' اور فرمایا: قریب تھا کہ ابن ابی صلت اسلام لے آتا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اچھا شعر پڑھنا درست ہے، شرک وبدعت پر مبنی شعر پڑھنا گناہ ہے، ابن ابی صلت کا نام امیہ تھا، اور ابوصلت کا نام ربیعہ بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف الثقفی تھا، یہ وہ شخص تھا جس نے دین کو طلب کیا تھا، اور کتابوں کو دیکھا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عیسائی ہو گیا تھا، اور یہ بہت بڑا شاعر تھا، اس کے شعروں میں توحید اور قیامت کے دن دوبارہ اٹھنے کا بہت زیادہ ذکر ملتا ہے۔ (فتح الباری: 153/7)

[1082]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْأَعْرَجُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: ((بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً إِذْ أَعْيَا فَرَكِبَهَا، فَضَرَبَهَا، فَقَالَتْ إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهَذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِحِرَاثَةِ الْأَرْضِ))، فَقَالَ النَّاسُ: بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَإِنِّي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اتفاقاً ایک آدمی بیل کو ہانک کر لے جارہا تھا، جب تھک گیا تو بیل پر سوار ہو کر اس کو مارا تو اس نے کہا: ہم سواری کے لیے نہیں بنائے گئے ہم تو زمین میں ہل چلانے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، تو لوگوں نے کہا: سبحان اللہ بیل کلام کرتا ہے؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس بات پر ایمان ویقین رکھتا ہوں اور ابوبکر وعمر بھی، وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے، پھر فرمایا: اتفاقاً ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا،

⇐ شمائل ترمذی: 242، 248۔سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب الشعر، حديث: 3757۔مسند احمد: 2/ 248۔مسند ابی یعلٰی: 6015۔صحیح ابن حبان: 5783۔مصنف ابن ابی شيبة: 8/ 695۔

(1082) صحيح البخاری، كتاب احاديث الانبياء، باب: 54، حديث: 3471۔صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بكر الصديق رضی اللہ عنہ، حديث: 2388۔سنن الكبری للنسائی: 8111۔مسند احمد: 2/ 245، 246۔فضائل الصحابة: 183۔ صحيح ابن حبان: 6485۔ شرح السنة للبغوی: 3889۔من طريق ابی الزناد بهذا الاسناد۔

أُومِنُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَمَا هُمَا ثَمَّ)) ، ثُمَّ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمٍ لَهُ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلَى شَاةٍ مِنْهَا، فَأَدْرَكَهَا صَاحِبُهَا، فَاسْتَنْقَذَهَا، فَقَالَ الذِّئْبُ: فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي، فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ النَّبِيُّ - ﷺ: ((فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ أَنَا، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَمَا هُمَا ثَمَّ))

ایک بھیڑیے نے ایک بکری کو پکڑا تو بکری کا مالک پہنچ گیا اور بکری چھڑا لی تو بھیڑیا بولا اور: سبع (اس لفظ کے کئی معانی مراد لیے گئے ہیں، درندہ، ساتواں دن، سبع نامی آدمی) کے دن بکری کو کون چرائے گا؟ جبکہ میرے بغیر اس کا چرواہا کوئی نہ ہوگا، لوگوں نے کہا: سبحان اللہ، بھیڑیا کلام کرتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اس پر یقین رکھتا ہوں اور ابوبکر وعمر بھی، اور وہ دونوں وہاں موجود نہ تھے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کی عدم موجودگی میں جب بھی کسی بات کا تاکیداً ذکر کرتے تو اپنے نام کے ساتھ ان دونوں کا نام لیتے، نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جانور بھی بات کرتے ہیں۔

[**1083**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((فَأُؤْمِنُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ))

حمیدی روایت کرتے ہیں کہ سفیان نے مسعر سے، انھوں نے سعد بن ابراہیم سے، انھوں نے سلمہ بن عبدالرحمٰن سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے مثل اس کے بیان کیا، مگر اس میں اسی قدر ہے کہ فرمایا: پس میں اور ابوبکر وعمر اس پر ایمان لائے۔

[**1084**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں تین سال رہا ہوں، مجھے ان سالوں میں اگر زیادہ سے زیادہ کچھ حرص تھی تو یہ تھی کہ کچھ یاد کرسکوں، میں نے رسول

(1083) صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: 54، حدیث: 3471۔صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، حدیث: 2388۔سنن الترمذی، کتاب المناقب، حدیث: 3677۔ مسند احمد: 2/ 382۔ صحیح ابن حبان: 6486۔مسند الطیالسی: 2354۔من طریق سعد بن ابراھیم بھذا الاسناد۔

(1084) صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب کراھیة المسالة للناس، حدیث: 1042۔سنن الترمذی، کتاب الزکاة، باب ما جاء فی النھی عن المسالة، حدیث: 680۔مسند احمد: 2/ 300، 475۔مسند ابی یعلٰی: 6674۔سنن الکبری للبیھقی: 4/ 195۔

صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ سِنِينَ لَمْ أَكُنْ فِي شَيْءٍ أَحْرَصَ مِنِّي أَنْ أَحْفَظَ شَيْئًا فِي تِلْكَ السِّنِينَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ، فَيَحْتَطِبَ بِهِ، ثُمَّ يَجِيءَ بِهِ عَلَى ظَهْرِهِ، فَيَبِيعَهُ فَيَأْكُلَهُ أَوْ يَتَصَدَّقَ بِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا قَدْ أَغْنَاهُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ فَيَسْأَلَهُ، أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ ذَلِكَ، فَإِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى))

اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی رسی لے کر جائے اور لکڑیاں جمع کر کے اپنی پشت پر اٹھا کر فروخت کر دے اور اس سے خود کھائے یا صدقہ دے تو یہ کام اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی آدمی کے سامنے جا کر سوال کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دے رکھا ہے، تو وہ آدمی اس کو کچھ دے یا نہ دے، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں رزق حلال کمانے کے لیے محنت مزدوری کرنے کی ترغیب ملتی ہے، انسان کو ہمیشہ ناجائز سوال کرنے سے بچنا چاہیے، جب بھی مانگا جائے صرف اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے، کوئی کسی کو کچھ نہیں دے سکتا، ہاں ایک ذات ہے جو سب کو سب کچھ عطا کر سکتی ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، نیز اس حدیث میں علوم نبوت کے طالبان کے لیے درس ہے کہ وہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا کردار ادا کریں اور اپنے اساتذہ کے ساتھ چمٹ جائیں، جو کچھ سنے اس کو زبانی یاد کرتے جائیں، جو بھی اپنے اساتذہ سے چمٹا، اللہ تعالیٰ نے اس کو گوہر نایاب بنا دیا، موجودہ دور میں دینی مدارس سے محدثین کی جماعتیں کیوں پیدا نہیں ہو رہیں؟ کیا اس دور میں انھی مدارس سے بڑے بڑے محدثین کا پیدا ہونا ممکن ہے؟ وہ کون سی فکر تھی اور کون سا منہج تھا جس نے محدثین کی نیندیں اڑا دیں؟ اس طرح کے ہزاروں سوالوں کے جوابات کے لیے راقم الحروف کی قیمتی کتاب ''نصیحتیں میرے اسلاف کی'' کا مطالعہ کریں۔

[**1085**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ، فَيَحْتَطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهُ، فَيَأْكُلَهُ وَيَتَصَدَّقَ بِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا قَدْ أَغْنَاهُ اللّٰهُ فَسَأَلَهُ أَعْطَاهُ، أَوْ مَنَعَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی انسان اپنی رسی لے کر جائے اور لکڑیاں وغیرہ اپنی پشت پر اٹھا کر لائے اور فروخت کر کے خود بھی کھائے اور صدقہ بھی دے، تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ ان لوگوں کے پاس جائے جن کو اللہ تعالیٰ نے غنی کیا ہے اور ان سے سوال کرے، تو وہ اس کو دیں یا نہ دیں، اوپر والا

(1085) صحيح البخاری، كتاب الزكاة، باب الاستعفاف عن المسالة، حديث: 1470۔سنن النسائی، كتاب الزكاة، حديث: 2590۔مسند احمد: 2/ 243۔مؤطا امام مالك، ص: 612۔مسند ابی يعلٰی : 6675۔

ذَلِكَ ، فَإِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى))

ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے۔

[1086]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ ، عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، بِمِثْلِهِ ، وَزَادَ فِيهِ: ((وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ))

حمیدی سفیان سے، وہ محمد بن عجلان سے، وہ سعید سے، وہ ابوہریرہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں سابق حدیث کی مثل اور اس میں یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ صدقہ شروع کر اس سے جس کا نان ونفقہ تیرے ذمہ ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صدقہ وخیرات سب سے پہلے ان کو دینا چاہیے جن کا نان ونفقہ اس کے ذمے ہو، بعض لوگ اپنے اقرباء کو چھوڑ دیتے ہیں اور غلط قسم کے لوگوں تک صدقہ پہنچاتے ہیں، اس میں ان کی نیت بھی درست نہیں ہوتی، الا من رحم ربی۔

[1087]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: سَمِعْنَا مِنَ الْهَجَرِيِّ أَحَادِيثَ ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، هَذَا أَحَدُهَا ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ ، وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ ، وَلَكِنَّ الْمِسْكِينَ الَّذِي لَا يَسْأَلُ وَلَا يُعْرَفُ مَكَانُهُ فَيُعْطَى))

حمیدی نے کہا: سفیان کہتے تھے: ہم نے ہجری سے چند احادیث سنی ہیں، وہ ابوعیاض سے، وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں، ان چند احادیث میں ایک یہ ہے کہ ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص مسکین نہیں ہے جس کو ایک کھجور یا دو کھجوریں یا ایک لقمہ یا دو لقمے دروازوں پر پھیرتے ہوں، مسکین وہ ہے جو نہ تو بھیک مانگتا ہو اور نہ اس کا ٹھکانہ معلوم ہو کہ اس کو دیا جائے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں مسکین کی وضاحت کی گئی ہے کہ مسکین وہ شخص ہے جو نہ لوگوں سے مانگتا ہے، اور نہ لوگوں کو محسوس کرواتا ہے، مسکین انتہائی عاجز گمنام اور منکسر المزاج ہوتا ہے، حتیٰ کہ اپنی ضروریات زندگی بھی کسی کو بتانا گوارہ نہیں کرتا۔

[1088]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایوب علیہ السلام

(1086) صحيح البخاري : 1470- سنن النسائي : 2590- انظر الحديث السابق-

(1087) صحيح البخاري ، كتاب الزكاة ، باب قول الله تعالٰى (لايسالون الناس الحافا) ، حديث: 1476-صحيح مسلم ، كتاب الزكاة ، باب المسكين الذى لا يجد غنى ، حديث: 1039- سنن النسائى ، كتاب الزكاة ، باب تفسير المسكين ، حديث: 2573-مسند احمد: 2/ 260-مؤطا امام مالك ، ص: 567-مسند ابى يعلٰى: 6337-صحيح ابن حبان: 3352-من طريق الاعرج عن ابى هريرة-

(1088) صحيح ، مسند احمد: 2/ 243-من طريق سفيان بهذا الاسناد ، موقوفا على ابى هريرة-صحيفة ⇦⇦

قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أُرْسِلَ عَلَى أَيُّوبَ رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَنْشُرُ يَقْبِضُهَا فِي ثَوْبِهِ، فَنُودِيَ يَا أَيُّوبُ، أَلَمْ يَكْفِكَ مَا أَعْطَيْنَاكَ؟ قَالَ: أَيْ رَبِّ، وَمَنْ يَسْتَغْنِي عَنْ فَضْلِكَ

پر سونے کی ٹڈیوں کا جھنڈ اتارا گیا تو وہ ان کو پکڑ کر اپنے کپڑے میں بند کرنے لگ گئے، پس ان کو آواز دی گئی: اے ایوب! کیا تیرے لیے وہ مال و دولت کافی نہیں جو ہم نے تجھے دی ہے؟ تو انھوں نے کہا: اے میرے رب! تیرے فضل سے بے اعتنائی کون کرسکتا ہے؟

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام پر مصائب اور تکالیف کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام کیے اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مشکلات کے بعد اللہ تعالیٰ ضرور کرم کرتا ہے۔

[1089]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ الْمَنِيحَةُ تَغْدُو بِعُسٍّ أَوْ تَرُوحُ بِعُسٍّ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افضل صدقہ وہ (منیحہ) مستعار دی ہوئی بکری، اونٹنی وغیرہ ہے جو صبح کو دودھ سے پیالہ بھر دے اور شام کو بھی دودھ دے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دودھ دینے والے جانوروں کو صدقہ کرنا سب سے افضل صدقہ ہے، تاکہ لوگ اس کے دودھ سے فائدہ اٹھائیں، صدقہ کرتے وقت ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ زیادہ نفع مند چیز صدقہ کی جائے۔

[1090]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ، وَزَادَ فِيهِ: وَيَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ حَلْبَةٍ

حمیدی سفیان سے، وہ محمد بن عجلان سے، وہ سعید مقبری سے، وہ ابو ہریرہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے حدیث سابق کی مثل روایت کرتے ہیں اور اس میں یہ زیادہ ذکر کیا گیا ہے: مستعار دینے والے کے لیے ہر بار دودھ دوہنے پر اللہ

⇐ همام بن منبه، حديث: 47۔ مسند احمد: 2/ 314۔ صحيح البخاري، كتاب الغسل، باب من اغتسل عريانا وحده، حديث: 279۔ صحيح ابن حبان: 6229۔سنن الكبرى للبيهقي: 1/ 198شرح السنة۔

(1089) صحيح البخاري، كتاب الهبة، باب فضل المنيحة، حديث: 2629۔صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل المنيحة، حديث: 1019۔ مسند احمد: 2/ 242۔مسند ابى يعلى: 6268۔سنن الكبرى للبيهقي: 4/ 184، 185۔ شرح السنة للبغوى: 1662۔

(1090) صحيح، الزيادات على الزهد لابن المبارك: 780۔من طريق سعيد المقبرى به۔وانظر الحديث السابق۔

حَلَبَهَا حَسَنَةً ، أَوْ قَالَ: عَشْرَ حَسَنَاتٍ بِقَدْرِ حَلْبَتِهَا مَا كَانَتْ بِكَأَتْ أَوْ غَزُرَتْ

کے نزدیک ایک نیکی لکھی جاتی ہے یا فرمایا: دس نیکیاں دودھ کی کمی وبیشی کے مطابق لکھی جاتی ہیں۔

[1091]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ ، إِنَّمَا الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دولت اور مال کی کثرت سے غنا نہیں ہے، غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مال ودولت کی کوئی حقیقت نہیں ہے، مومن انسان مال ودولت کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا، آج لوگوں نے زندگی کا مقصد مال ودولت جمع کرنے کو ہی سمجھ لیا ہے، جبکہ مومن انسان جس کے پاس مال ودولت حقیقت میں نہیں ہوتا لیکن وہ دل کے لحاظ سے اس طرح ہوتا ہے جیسے اس کے پاس کروڑوں روپے ہیں، اس کی باتوں اور اس کے کردار سے وسعت محسوس ہوتی ہے، اور وہ ہر موقع پر فراخ دلی کا مظاہرہ کرتا ہے، لہٰذا انسان کو مال ودولت کی بجائے قرآن وسنت کے فہم اور اس پر عمل کرنے پر توجہ کرنی چاہیے، اور زندگی کا مقصد دین کی نشر واشاعت، دین کی تبلیغ اور اس پر عمل کو بنانا چاہیے، انسانی ضروریات اللہ تعالیٰ خود بخود پوری فرما دیتے ہیں، ان شاء اللہ۔

[1092]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَثَلُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مال خرچ کرنے والے اور کنجوس کی مثال ان دو انسانوں کی سی ہے جنھوں نے اپنی چھاتیوں سے لے کر حلقوم تک لوہے کی

(1091) صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ليس الغنى عن كثرة العرض، حديث: 1051۔سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب القناعة، حديث: 4137سنن الكبرى للنسائی۔مسند احمد: 2/ 243۔مسندابی یعلٰی: 6259۔مسند الشهاب: 1211۔ صحيح ابن حبان: 679۔ جامع بيان العلم لابن عبدالبر: 2/ 20۔من طريق ابی الزناد بهذا الاسناد۔ صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب الغنى غنى النفس، حديث: 6447الادب المفرد: 276۔سنن الترمذی: 2373۔من طريق ابی صالح عن ابی هريرة۔

(1092) صحيح البخاری، كتاب الزكاة، باب مثل المتصدق والبخيل، حديث: 1443۔صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب مثل المنفق والبخيل، حديث: 1031۔سنن النسائی، كتاب الزكاة، باب صدقة البخيل، حديث: 2548۔ مسند احمد: 2/ 256۔صحيح ابن خزيمه: 2437، مسند الشافعی: 1/ 221۔سنن الكبری للبيهقی: 4/ 186۔ شرح السنةللبغوی: 1660۔صحيح ابن حبان: 3313۔

الْـمُنْفِقِ وَالْبَخِيلِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ أَوْ جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا ، فَإِذَا أَرَادَ الْمُنْفِقُ أَنْ يُنْفِقَ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ الدِّرْعُ ، أَوْ مَرَّتْ حَتَّى تَجِنَّ بَنَانَهُ ، وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ ، وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ عَلَيْهِ الدِّرْعُ ، وَلَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا ، حَتَّى يَأْخُذَ بِتَرْقُوتِهِ ، أَوْ قَالَ: بِرَقَبَتِهِ ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَشْهَدُ لَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِيَدِهِ هَكَذَا ، وَأَشَارَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ إِلَى حَلْقَةٍ فَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ ، مَرَّتَيْنِ ،

ذرع پہنی ہو، مال خرچ کرنے والا سخی جب بھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کی ذرع اس پر کشادہ ہوجاتی ہے یا پھیل جاتی ہے یہاں تک کہ انگلیوں کے پورے ڈھانپ دیتی ہے اور اس کا اثر زائل ہوجاتا ہے، اور جب کنجوس خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر ذرع تنگ ہوجاتی ہے اور لوہے کی ہر کڑی اپنی جگہ پر چمٹ جاتی ہے اور حلقوم وگردن تک اس کو پکڑ لیتی ہے، ابو ہریرہ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور سفیان نے ذرع کی کڑی ہاتھ کے ساتھ وسیع کرنے کا دوبارا اشارہ کیا اور وہ وسیع نہ ہوئی۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں سخی اور کنجوس کی مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کہ جب سخی خرچ کرتا ہے تو اس کا سینہ کھل جاتا ہے، اور ایمان سے اس کا دل تازہ ہوجاتا ہے، لیکن کنجوس جس وقت خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا دل تنگ ہوجاتا ہے، وہ وسوسوں کا شکار ہوجاتا ہے، اور اس کے دل ودماغ پر سناٹا چھا جاتا ہے کیونکہ اس کی زندگی کا مقصد ہی پیسہ جمع کرنا ہوتا ہے، اس کو آخرت کی فکر نہیں ہوتی، اس کے دل ودماغ میں قرآن وحدیث سے کہیں زیادہ مال دولت سے محبت ہوتی ہے، جس کی وجہ سے وہ مال خرچ نہیں کرتا، کنجوس کے مقابلے میں حقیقی مومن جب مال خرچ کرتا ہے تو اس کو خوشی محسوس ہوتی ہے، دل تروتازہ ہوجاتا ہے، اور وہ اپنے لیے سعادت سمجھتا ہے کہ اے اللہ! تو نے میرے پیسے اچھی جگہ پر لگائے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے انسان سے خوش ہوجاتے ہیں اور رہا کنجوس تو اس کے پیسے سے نہ وہ خود فائدہ اٹھاتا ہے اور نہ اس کی اولاد، اور نہ دین کے کام آتے ہیں، بلکہ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے، اور اس کی جمع شدہ پونجی پانی کی طرح بہہ جاتی ہے، اور پھر وہ یہ سب کچھ گوارا کر لیتا ہے۔

[**1093**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ

حمیدی سفیان سے، وہ ابن جریج سے، وہ حسن بن مسلم بن یناق سے، وہ طاؤس سے، وہ ابو ہریرہ سے، اور وہ نبی

---

(1093) صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب جيب القميص من عند الصدر وغيره، حديث: 5797۔صحيح مسلم، كتاب الزكاة، حديث: 1041۔سنن النسائي، كتاب الزكاة، باب صدقة البخيل، حديث: 2549۔ مسند احمد: 2/ 523۔مسند الشافعي : 1/ 221۔الامثال لابى الشيخ: 268۔سنن الكبرى للبيهقي : 4/ 186۔

يَنَاقَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((فَهُوَ يُوسِعُهَا وَلَا تَوْسَعُ))

کریم ﷺ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں مگر اس میں آپ کے یہ کلمات زیادہ ذکر کیے گئے ہیں: وہ ذرع کو وسیع کرتا ہے اور وہ وسیع نہیں ہوتی۔

[1094]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فِي الْمَالِ وَالْجِسْمِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ دُونَهُ فِي ذَلِكَ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص دیکھے کہ کوئی آدمی مال یا جسم میں اس سے زیادہ بہتر ہے تو وہ دیکھے ایسے آدمی کو جو اس چیز میں اس سے کم تر ہو۔

فائدہ :...... اس حدیث میں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ انسان کو ہمیشہ مال ودولت کے اعتبار سے غریب انسان کو دیکھنا چاہیے، نہ کہ اپنے سے امیر کو۔ لیکن دین کے اعتبار سے اپنے سے افضل کو دیکھنا چاہیے، نہ کہ اپنے سے کم تر کو۔ اس طریقے سے انسان کے اندر نیکی اور تقویٰ میں برتری ثابت ہوتی ہے اور مال ودولت سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

[1095]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قَالَ اللَّهُ: يَابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ، قَالَ: يَمِينُ اللَّهِ مَلْأَى سَحَّاءُ لَا يُغِيضُهَا شَيْءٌ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! تو خرچ کر، میں تیرے اوپر خرچ کروں گا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے اور بہائے جاتا ہے، کوئی چیز رات ہو یا دن اس کو نہیں روکتی ہے۔

---

(1094) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب لینظر الی من هو اسفل، حدیث: 6490۔صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب الدنیا سجن للمؤمن، حدیث: 2963۔مسند احمد: 2/ 243۔مسند ابی یعلٰی: 6261۔صحیح ابن حبان: 814۔ الزهد لهناد: 818۔شرح السنة للبغوی: 4100۔ من طریق ابی الزناد بهذا الاسناد۔صحیح مسلم: 2963۔ سنن الترمذی: 2513۔سنن ابن ماجه: 4142۔من طریق ابی صالح عن ابی هریرة۔

(1095) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله(وکان عرشه علی الماء)حدیث: 4684۔صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الحث علی النفقة، حدیث: 993۔سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة المائدة، حدیث: 3045۔ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فیما انکرت الجهمیة، حدیث: 197۔سنن الکبری للنسائی: 11239۔ مسند احمد: 2/ 242۔مسند ابی یعلٰی: 6260۔الاسماء والصفات للبیهقی، ص: 329۔السنة لابن ابی عاصم: 780۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو انسان خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر خرچ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں پر خرچ کرتے رہتے ہیں، یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔

[**1096**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((طَعَامُ الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو افراد کا کھانا تین کے لیے اور تین کا کھانا چار افراد کے لیے کفایت کرتا ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب کھانے والے مومن ہوں تو دو کا کھانا تین کو کفایت کر جاتا ہے، لیکن جب کھانے والے کافر ہوں یا فاسق ہوں تو دو کا کھانا ایک کو بھی کافی نہیں ہوتا۔

[**1097**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ فِي حِبِّ اثْنَيْنِ: حُبِّ الْمَالِ وَحُبِّ الْحَيَاةِ.)) وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: الْعَيْشِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان رہتا ہے: مال کی محبت اور زندگی کی محبت میں اور کبھی سفیان کہتے: عیش کی محبت میں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں بوڑھے آدمی کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ انسان کا جسم اس کے جذبات بوڑھے ہونے کے باوجود مال اور زندگی سے محبت میں جوان ہوتا ہے، یعنی ان دونوں چیزوں کی محبت جوانی کی طرح بڑھاپے میں بھی ستاتی ہے، اور اس کا ہم مشاہدہ بھی کرتے ہیں کہ بوڑھے لوگوں کو مال سے بہت زیادہ محبت ہوتی ہے۔

---

(1096) صحيح البخاری، كتاب الاطعمة، باب طعام الواحد يكفی الاثنين، حديث: 5392۔صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب فضيلة المواساة فی الطعام القليل، حديث: 2058۔سنن الترمذی، كتاب الاطعمة، باب ما جاء فی طعام الواحد يكفی الاثنين، حديث: 1820۔سنن الكبرى للنسائی: 6773۔مسند احمد: 2/ 244۔مؤطا امام مالك، ص: 570۔مسند ابی يعلٰى: 6275۔صحيح ابی عوانة: 5/ 424۔ شرح السنة للبغوی: 2881۔

(1097) صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب كراهة الحرص على الدنيا، حديث: 1046۔مسند احمد: 2/ 358، 394۔ مسند ابی يعلٰى: 6258، شعب الايمان للبيهقی: 10263۔مستدرك للحاكم: 4/ 338۔من طريق الاعرج عن ابی هريرة۔ صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب ومن بلغ ستين سنة فقد اعذر الله اليه فی العمر، حديث: 6420۔ صحيح مسلم: 1046۔من طريق سعيد بن المسيب عن ابی هريرة۔

[1098]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَفَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ صَنْعَةَ طَعَامِهِ، وَكَفَاهُ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ، فَلْيُجْلِسْهُ، فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ، فَإِنْ أَبَى، فَلْيَأْخُذْ لُقْمَةً فَلْيَرَوِّغْهَا ثُمَّ لِيُعْطِهَا إِيَّاهُ)) .

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمھارا خدمت گار کھانا تیار کرے، وہ اس کی گرمی اور دھوئیں سے تمھیں بچاتا ہے، تو مناسب ہے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلائے، اگر اس طرح نہ کر سکے تو ایک لقمہ تر کر کے اس کو کھلا دے۔

[1099]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ .

حمیدی سفیان سے، وہ ابن عجلان سے، وہ سعید سے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے مثل حدیث سابق کے روایت کرتے ہیں۔

[1100]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ .

حمیدی نے روایت کی سفیان سے، وہ روایت کرتے ہیں ابن ابی خالد سے، وہ اپنے باپ سے، وہ ابو ہریرہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے مثل حدیث سابق کے۔

[1101]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر

(1098) صحيح، سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب اذا اتاه خادمه بطعامه فليناوله منه، حديث: 3290۔مسند احمد: 2/ 245۔ مسند الشافعي: 2/ 65، 66۔مسند ابى يعلى: 6320۔سنن الكبرى للبيهقى: 8/ 8۔من طريق الاعرج عن ابى هريرة۔ صحيح البخارى، كتاب العتق، حديث: 2557۔صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب اطعام المملوك مما ياكل، حديث: 1663۔ سنن ابى داود: 3846۔من طريق آخر عن ابى هريرة۔

(1099) صحيح البخارى: 5460۔ صحيح مسلم: 1603 وانظر الحديث السابق۔

(1100) صحيح، الادب المفرد للبخارى: 200۔سنن الترمذى، كتاب الاطعمة، باب ما جاء فى الاكل مع مملوك، حديث: 1853۔ سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب اذا اتاه خادمه بطعامه فليناوله منه، حديث: 3289۔ مسند احمد: 2/ 473۔ سنن الدارمى: 2079۔

(1101) صحيح البخارى، كتاب الزكاة، باب ليس على المسلم فى فرسه صدقة، حديث: 1463۔صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب لا زكاة على المسلم فى عبده وفرسه، حديث: 982۔سنن ابى داود، كتاب الزكاة، باب صدقة الرقيق، حديث: 1595۔سنن الترمذى، كتاب الزكاة، باب ما جاء ليس فى الخيل والرقيق صدقة، حديث: 628۔ سنن النسائى، كتاب الزكاة، باب الخيل، حديث: 2469، 2470۔ سنن ابن ماجه كتاب الزكاة، باب صدقة الخيل والرقيق، حديث: 1812۔مسند احمد: 2/ 242۔سنن الدارمى: 1639۔صحيح ابن خزيمه: 2285۔ مؤطا امام مالك، ص: 191۔مسند الشافعى: 1/ 226، 227۔سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 117۔

قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ، وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ))

اس کے خدمت گار غلام اور اس کے گھوڑے پر زکاۃ فرض نہیں ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غلام اور گھوڑے پر زکاۃ نہیں ہے، اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ بھی ثابت ہوا کہ ذاتی گاڑی اور ذاتی رہائش وغیرہ پر بھی زکاۃ نہیں ہے، لیکن اگر ایسے گھوڑے ہیں جو کرائے پر استعمال ہوتے ہیں یا گھوڑوں کی خرید وفروخت کی جاتی ہے، اسی طرح گھر اور گاڑیاں کرائے کے لیے ہیں یا ان کی خرید وفروخت کی جاتی ہے، تب ان کی آمدنی پر زکاۃ ہے، اگر وہ نصاب کو پہنچ جائے۔

[**1102**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

حمیدی نے سفیان سے، انھوں نے ایوب بن موسیٰ سے، انھوں نے مکحول سے، انھوں نے سلیمان بن یسار سے، انھوں نے عراک سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے مثل حدیث سابق کے روایت کی ہے۔

[**1103**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ

حمیدی نے سفیان سے، انھوں نے یزید بن یزید بن جابر سے روایت کی، انھوں نے کہا: میں نے سنا عراک بن مالک سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں مثل حدیث سابق کے اور وہ مرفوع بیان نہیں کرتے۔

[**1104**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم

---

(1102) صحیح، مسند احمد: 249/2 وانظر الحدیث السابق۔

(1103) صحیح، صحیح ابن خزیمہ: 2287۔مسند الشافعی: 1/ 227۔موقوفا علی ابی ہریرۃ۔المنتقی لابن الجارود: 354۔ عن ابی ہریرۃ مرفوعاً۔

(1104) صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب لا یمنع جار جارہ ان یغرز خشبۃ فی جدارہ، حدیث: 2463۔ صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب غرز الخشب فی جدار الجار، حدیث: 1690۔سنن ابی داود، کتاب الاقضیۃ، باب فی القضاء، حدیث: 3634۔سنن الترمذی، کتاب الاحکام، باب ماجاء فی الرجل یضع علی حائط جارہ خشبۃ، حدیث: 1353۔سنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب الرجل یضع خشبۃ علی جدار جارۃ، حدیث: 2335۔ مسند احمد: 2/ 240۔مؤطا امام مالک، ص: 459۔صحیح ابن حبان: 515۔سنن الکبری للبیہقی: 6/ 68۔

قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ جَارُهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ، فَلَا يَمْنَعْهُ))، فَلَمَّا حَدَّثَهُمْ طَأْطَئُوا رُءُوسَهُمْ، فَقَالَ: ((مَا لِي أَرَاكُمْ مُعْرِضِينَ؟ وَاللّٰهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ)) قَالَ سُفْيَانُ: إِنِّي لَأَحْفَظُ الْمَكَانَ الَّذِي سَمِعْتُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ فِيهِ، مَا قَالَ فِيهِ إِلَّا الْأَعْرَجُ مَا قَالَ فِيهِ: سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ

میں سے کسی کا ہمسایہ تمھاری دیوار میں لکڑی گاڑھنے کی اجازت طلب کرے تو وہ منع نہ کرے، ابو ہریرہ نے جب یہ حدیث بیان کی تو سامعین نے سر جھکائے اور توجہ نہ دی، تو ابو ہریرہ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تم نے اعراض کیا ہے، اللہ کی قسم! میں اس حدیث کے بوجھ کو تمھارے کندھوں پر ڈالتا رہوں گا۔ سفیان نے کہا: میں نے امام زہری سے جس جگہ یہ روایت سنی تھی، وہ جگہ بھی مجھے یاد ہے، انھوں نے اس میں صرف اعرج کا تذکرہ کیا تھا، سعید بن مسیّب کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں بیان ہے کہ ہمسائے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے گھر کی چھت کا گاڈر وغیرہ آپ کی اجازت لینے کے بعد آپ کی دیوار پر رکھ سکتا ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کس قدر زیادہ قرآن وحدیث پر عمل کرتے اور کرواتے تھے، کیونکہ وہ والی تھے، اس لیے انھوں نے انداز سخت رکھا اور اس سے بڑھ کر وہ حدیث کی مخالفت برداشت نہیں کرتے تھے۔ اس حدیث میں مسلمانوں کو آپس میں صلہ رحمی کا درس دیا گیا ہے، لیکن بعض علاقوں میں اس حدیث پر ماشاء اللہ بہت زیادہ عمل ہے، لیکن بعض علاقوں میں اس کی بہت زیادہ مخالفت ہے، اصل میں موجودہ دور میں دھوکا عام ہے، جو کسی کی دیوار پر گاڈر رکھ لے، کل کو وہ اس دیوار کا مالک ہونے کا دعویٰ کر دیتا ہے، اور یہ انداز غلط ہے، اور حرام چیز کا حصول ہے۔

[**1105**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَشْيَاءَ قِصَارٍ سَمِعْنَاهَا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَحَدُهَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ))، قَالَ أَيُّوبُ: وَلَوْ قُلْتُ لَكَ: أَنَّ

ابو ہریرہ کے شاگرد عکرمہ نے کہا: کیا میں تمھیں مختصر طور پر ابو ہریرہ سے سنی ہوئی روایت کثیر نہ سنا دوں، ان میں سے ایک یہ ہے، کہا: ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں کوئی شخص اپنے ہمسائے کو منع نہ کرے کہ وہ اس کی دیوار میں لکڑی گاڑے۔ ایوب نے کہا: اگر میں تم سے یہ کہوں کہ عکرمہ بصرہ آئے تو حسن (بصری) نے بہت سی تفسیری

(1105) صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب الشرب فی فم السقاء، حدیث: 5627۔ مسند احمد: 2/ 230۔ سنن الکبری للبیهقی: 6/ 69۔

الْحَسَنَ تَرَكَ كَثِيرًا مِنَ التَّفْسِيرِ حِينَ قَدِمَ عِكْرِمَةُ الْبَصْرَةَ حَتَّى خَرَجَ مِنْهَا لَصَدَقْتُ

روایات بیان کرنا ترک کر دی تھیں، تو یہ بات سچ ہے۔

[1106]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ، فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ، فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ جُنَاحٌ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی آدمی تیرے گھر میں اجازت کے بغیر جھانکتا ہو اور تو کنکر مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

[1107]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، وَحَدَّثَنِي وَلَيْسَ مَعِي وَلَا مَعَهُ أَحَدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ، وَالْمَعْدَنُ جُبَارٌ، وَالْبِيرُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیوانات کا زخمی کرنا لغو ہے، کان کھودی ہوئی میں نقصان لغو ہے، کنویں میں نقصان لغو ہے اور مدفون خزانہ سے پانچواں حصہ نکالنا فرض ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں ہے کہ ہر وہ نقصان جو جانور کے مارنے سے ہو یا کان یا کنویں کے گرنے سے ہو، تو اس کی چٹی اور دیت جانور، کان اور کنویں کے مالک پر نہیں ہوگی، کیونکہ مالک نے تو مزدور کو اپنے کام کی غرض

(1106) صحيح البخاری، كتاب الديات، باب من اطلع فی بيت قوم ففقؤواعينه، حديث: 6902۔ صحيح مسلم، كتاب الآداب، باب تحريم النظر فی بيت غيره، حديث: 5158۔سنن النسائی، كتاب القسامة، باب من اقتص واخذ حقه دون السلطان، حديث: 4865۔ مسند احمد: 2/ 243۔الادب المفرد للبخاری: 1068۔مسند الشافعی: 2/ 101۔ سنن الكبری للبيهقی: 8/ 238۔صحيح ابن حبان: 6003۔من طريق الزناد بهذا الاسناد۔سنن ابی داود، كتاب الادب، باب فی الاستئذان، حديث: 5172۔من طريق ابی صالح عن ابی هريرة۔

(1107) صحيح البخاری، كتاب الزكاة، باب فی الركاز الخمس، حديث: 1499۔صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، حديث: 1710۔سنن ابی داود: 45934۔سنن الترمذی: 1377۔سنن النسائی: 2496۔ سنن ابن ماجه: 2673۔مسند احمد: 2/ 239۔سنن الدارمی: 1675۔مؤطا امام مالك، ص: 534۔ صحيح ابن خزيمه: 2326۔

سے کام پر لگایا تھا نہ کہ وہ اس کو مارنا چاہتا تھا۔ نیز اس حدیث میں مدفون چیز ملنے پر پانچواں حصہ اس کی زکاۃ دینے کا مسئلہ ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے۔ (فتح الباری: 3/365)

[1108]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ

حمیدی سفیان سے، وہ ابو زناد سے، وہ اعرج سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اس کے روایت کرتے ہیں۔

[1109]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((لَا تَنْتَبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ، وَفِي الْمُزَفَّتِ)) ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ عِنْدِهِ: ((وَاجْتَنِبُوا الْحَنَاتِمَ وَالنَّقِيرَ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کدو کے برتن میں اور قلعی کیے ہوئے برتن میں نبیذ نہ تیار کرو، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قریب بیٹھے لوگوں کو کہا: حنتم اور نقیر جیسے برتنوں سے اجتناب کرو۔

**فائدہ**: ...... پہلے یہی حکم تھا کہ ان برتنوں میں نبیذ تیار نہ کی جائے کیونکہ ان برتنوں میں نبیذ جلد ہی شراب کی شکل اختیار کر جاتی ہے، لیکن بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برتنوں میں نبیذ تیار کرنے کی اجازت دے دی تھی، اس کی تفصیل صحیح مسلم (977) میں موجود ہے۔ نیز صحیح مسلم (17) میں چار طرح کے برتنوں کا ذکر ہے، جو دو برتن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے الگ اپنی طرف سے بیان کیے ہیں، ان کا ذکر بھی مرفوع حدیث میں ملتا ہے۔

[1110]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم

(1108) صحيح، سنن الكبرى للنسائى: 5805-سنن الدارمى: 2384-مسند احمد: 2/ 382-شرح معانى الآثار للطحاوى: 3/ 204- معرفة السنن والآثار للبيهقى: 2386، 2387-

(1109) صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب النهى عن انتباذ فى المزفت والدباء، حديث: 1993-سنن النسائى، كتاب الاشربة، باب النهى عن نبيذ الدباء والمزفت، حديث: 5633-مسند احمد: 2/ 241-مسند الشافعى: 2/ 94- شرح معانى الآثار للطحاوى: 4/ 226-سنن الكبرى للبيهقى: 8/ 309-مصنف عبدالرزاق: 16926-

(1110) صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب رجم اليهود واهل الذمة فى الزنا، حديث: 1703-سنن ابى داود، كتاب الحدود، باب فى الامة تزنى ولم تحصن، حديث: 4470-سنن الكبرى للنسائى: 7208-مسند احمد: 2/ 249- مسند الشافعى: 2/ 79-مسند ابى يعلٰى: 6541- مصنف ابن ابى شيبة: 14/ 159-سنن الكبرى للبيهقى: 8/ 242-صحيح البخارى، كتاب البيوع، باب بيع العبد الزانى، حديث: 2152-صحيح مسلم: 1703- سنن ابى داود: 4471-سنن الكبرى للبيهقى: 7206-من طريق سعيد بن ابى سعيد المقبرى عن ابيه عن ابى هريرة-

قَالَ: ثنا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا، فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ، وَلَا يُثَرِّبْ، ثُمَّ إِنْ عَادَتْ فَزَنَتْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا، فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ، وَلَا يُثَرِّبْ، ثُمَّ إِنْ عَادَتْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ مِنْ شَعْرٍ، يَعْنِي الْحَبْلَ))

میں سے کسی کی لونڈی زنا کرے اور اس کا یہ فعل واضح ہوجائے تو وہ اس لونڈی کو دُرے مارے اور طعن وتشنیع نہ کرے، اگر وہ پھر ایسا کرے تو اس کا زنا ثابت ہونے پر اس کو حد مارے اور طعنے نہ دے، وہ اگر پھر ایسا ہی کرے تو اس کو فروخت کردے خواہ بکری کے بالوں کی رسی ہی کے بدلے فروخت کردو۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ لونڈی اگر زنا کرے تو اس کو آزاد عورت سے نصف حد لگائی جائے گی، اگر وہ تیسری باری بھی زنا کرے تو اس کو فروخت کر دیا جائے، خواہ معمولی سی رقم کے عوض فروخت کیا جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لونڈی کو بھی دینی تربیت دینی ضروری ہے، تاکہ وہ پاکباز رہے، اور معاشرے میں فساد کا سبب نہ بنے، لیکن اگر وہ بدکاری سے باز نہیں آرہی تب اس کو فروخت کر دیا جائے، اس میں بھی اس کی تربیت کا پہلو ہے کہ شاید اس کے ماحول کے تبدیل ہونے سے وہ اپنی حالت بہتر کرلے اور گناہ سے باز آجائے۔

## باب في الأقضية عن ابي هريرة

## جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مقدمات کے فیصلوں کا بیان

[**1111**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ، سَمِعَهُ مِنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ يُحَدِّثُهُ، عَنْ أَبِي مَيْمُونَةَ، قَالَ: أَتَى أَبَا هُرَيْرَةَ رَجُلٌ فَارِسِيٌّ، وَامْرَأَةٌ لَهُ يَخْتَصِمَانِ فِي ابْنٍ لَهُمَا، فَقَالَ الْفَارِسِيُّ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا بِيبَرُ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَأَقْضِيَنَّ

ابو میمونہ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک فارسی مرد اور عورت حاضر ہوئے، ان کے درمیان اپنے ایک بیٹے کے لیے تنازعہ تھا، تو فارسی شخص نے کہا: اے ابو ہریرہ! یہ میرا بیٹا ہے، تو ابو ہریرہ نے کہا: میں تمھارے درمیان وہی فیصلہ کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے، اے لڑکے! یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے، تو ان

(1111) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الطلاق، باب من احق بالولد، حديث: 2277۔سنن الترمذى، كتاب الاحكام، باب ما جاء فى تخيير الغلام بين ابويه، حديث: 1357۔سنن ابن ماجه، كتاب الاحكام، باب تخيير الصبى بين ابويه، حديث: 2351۔ سنن النسائى، كتاب الطلاق، باب اسلام احد الزوجين وتخيير الولد، حديث: 3526۔ مسند احمد: 2/ 447۔ سنن الدارمى: 2198۔مصنف ابن ابى شيبة: 5/ 237۔شرح مشكل الآثار للطحاوى: 3088۔سنن الكبرى للبيهقى: 8/ 3۔

بَيْنَكُمَا بِمَا شَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى بِهِ، يَـا غُلَامُ، هَذَا أَبُوكَ وَهَذِهِ أُمُّكَ، فَاخْتَرْ أَيَّهُمَا شِئْتَ، ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَشَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَأَتَاهُ رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ يَخْتَصِمَانِ فِي ابْنٍ لَهُمَا، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنِي يَسْقِينِي مِنْ بِئْرِ أَبِي عِنَبَةَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ هَذَا أَبُوكَ، وَهَذِهِ أُمُّكَ فَاخْتَرْ أَيَّهُمَا شِئْتَ))

میں جس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے، اس کو اختیار کر لے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس فیصلے کے بعد فرمایا: میں حاضر تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مرد اور عورت حاضر ہوئے اور وہ اپنے بیٹے کے بارے میں جھگڑتے تھے، مرد نے کہا: یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا ابو عتبہ کے کنویں سے پانی لا کر مجھے پلاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے! یہ تیرا باپ اور یہ تیری ماں ہے، جس کو تو چاہے اختیار کر۔

**فائدہ:** ......اس سے ثابت ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت بڑے فقیہ، مجتہد، مفتی اور قاضی تھے کہ لوگ آپ کی طرف اپنے مسائل کے حل کے لیے رجوع کرتے تھے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سنت سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، اور اپنے فیصلے قرآن وحدیث کے مطابق کرتے تھے۔ اس حدیث میں جو شرعی مسئلہ ذکر ہوا ہے وہ یہی ہے کہ جب میاں اور بیوی کا کسی بیٹی یا بیٹے کے متعلق اختلاف ہو جائے، اور دونوں ہی اس کو اپنے پاس رکھنے کا مطالبہ کریں تب بچے کو اختیار دیا جائے جس کی طرف وہ جانا چاہے، اس کو جانے کا کلی اختیار ہوگا، اور اس کے اختیار کو حتمی قرار دیا جائے گا، اور قاضی اسی کے مطابق فیصلہ کرے گا۔

[**1112**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ، إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنو فزارہ کا ایک اعرابی آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! میری بیوی نے سیاہ رنگ کا لڑکا جنا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے اونٹ بھی ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: ان کے رنگ کیسے ہیں؟ اس نے

(1112) صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب اذا عرض بنفي الولد، حديث: 5305۔صحيح مسلم، كتاب اللعان، حديث: 1500۔ سنن ابي داود، كتاب الطلاق، باب اذا شك في الولد، حديث: 2260۔سنن الترمذي، كتاب الولاء والهبة، باب ما جاء في الرجل ينتفي من ولده، حديث: 2128۔سنن النسائي، كتاب الطلاق، باب اذا عرض بامراته وشك في ولده، حديث: 3508۔سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب الرجل يشك في ولده، حديث: 2002۔ مسند احمد: 2/ 239۔مسند الشافعي: 2/ 21۔مسند ابي يعلى: 5869۔صحيح ابن حبان: 4106۔ سنن الكبرى للبيهقي: 7/ 218، 411۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) ، قَالَ: نَعَمْ ، فَقَالَ: ((مَا أَلْوَانُهَا؟)) ، قَالَ: حُمْرٌ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟)) ، قَالَ: أَنَّ فِيهَا لَوُرْقًا ، قَالَ: ((فَأَنَّى أَتَاهَا ذَلِكَ؟)) ، قَالَ لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهُ ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَهَذَا لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهُ))

کہا: سرخ رنگ کے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی ان میں خاکی رنگ کا بھی ہے، تو اس نے کہا: ان میں خاکی رنگ کے موجود ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو وہ رنگ کیسے آیا؟ اس نے کہا: ممکن ہے (ان کی آبائی) رگ نے کھینچا ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی شاید رگ ہی کھینچ لائی ہو۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں ذکر ہے کہ اگر کبھی اولاد میں سے ایک کا رنگ دوسرے بچوں کے بالکل مخالف ہو تو پریشان نہیں ہونا چاہیے، اور گمان نہیں کرنا چاہیے کہ یہ بچہ میرے نطفے سے نہیں ہے، بلکہ بعض دفعہ وہ بچہ اپنے خاندان کے پہلے گزرے ہوئے انسان کی مثل ہوتا ہے، اسی چیز کو رگ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

[1113]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدٍ ، أَوْ أَبِي سَلَمَةَ ، أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا ، كَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا أَفْرَدَ أَحَدَهُمَا ، وَرُبَّمَا جَمَعَهُمَا ، وَرُبَّمَا شَكَّ وَأَكْثَرُ ذَلِكَ يَقُولُهُ عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بچہ تو بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی مرد کسی کی بیوی سے بدکاری کرے اور اس سے بچہ پیدا ہو جائے تو وہ بچہ اسی کا شمار ہوگا جس کے گھر میں پیدا ہوا ہے، خواہ وہ حقیقت میں اس کے نطفے سے نہ بھی ہو اور بدکاری کرنے والے کو پکڑا جائے گا، اگر وہ کنوارہ ہو تو اس کو سو کوڑے مارے جائیں گے، اور اگر وہ شادی شدہ ہے تو اس کو رجم کیا جائے گا، یعنی ہر زانی کو رجم نہیں کیا جائے گا، ہاں جب اس میں رجم کی شرط ہوگی، تب ہی اس کو رجم کیا جائے گا، اور

(1113) صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب الولد للفراش وتوقي الشبهات، حديث: 1458- سنن الترمذى، كتاب الرضاع، باب ما جاء ان الولد للفراش، حديث: 1157-سنن النسائى، الحاق الولد للفراش اذا لم ينفه صاحب الفراش، حديث: 3512- سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب الولد للفراش وللعاهر الحجر، حديث: 2006- مسند احمد: 2/ 239-سنن الدارمى: 2241-مسند الشافعى: 2/ 29، 30- سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 402-

رجم کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ شادی شدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے اور پوری دنیا میں اسلام نافذ ہو، ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور زمین پر فساد اور گناہوں کی شرح کم ہو، اور شادی شدہ زانیوں کو رجم کیا جائے اور شادی شدہ بدکارہ عورت کو رجم کیا جائے، اس سے امن قائم ہوگا، ان شاء اللہ۔ کوئی شہر اور کوئی گاؤں بدکاری سے خالی نہیں رہا، بس اللہ تعالیٰ کرم کرے اور لوگوں کو اسلام سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور شیطان کو رسوا کرے، آمین۔

[**1114**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے آپ کو شک وشبہ سے بچاؤ، تحقیق شبہ کرنا جھوٹی بات ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں بُرے گمان سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے، یاد رہے کہ گمان کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: جو کچھ سوچا وہ بول دیا اور یہ جھوٹ ہے، لیکن تحقیق کی غرض سے اور گمان کو درست کرنے کی نیت سے بولنا گناہ اور جھوٹ نہیں ہے۔ دوسری قسم: کسی کے متعلق کوئی بُرا گمان بنالیا اور اس کو اپنے اندر ہی چھپا لیا، یہ گمان جھوٹ اور گناہ تصور نہیں ہوگا، بلکہ گمان پیدا ہو رہا تھا، تو آدمی اس کے شر سے محفوظ رہا اور اس کو اپنے اندر ہی پی گیا۔ بدگمانی کو جھوٹ کہا گیا ہے کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، جھوٹی بات سے بدگمانی بڑا جھوٹ ہے۔ ہمیں بدگمانی سے اپنے دل ودماغ کو بالکل صاف رکھنا چاہیے، دوسرے کے بارے میں بدگمانی سے بچنا چاہیے، اور جب دو لوگوں کے درمیان بدگمانی پیدا ہو جائے تو سارا کام خراب ہو جاتا ہے، اور شیطان اتفاق واتحاد کو بدگمانی کی آڑ میں ہی ختم کر دیتا ہے، بدگمانی ہزاروں برائیوں کی جڑ ہے، کسی بھی معاملے میں بدگمانی نہیں کرنی چاہیے۔ نیز دیکھیں تحفۃ الاحوذی (120 / 12۔ 121)

## باب الجهاد

## جہاد کا بیان

[**1115**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ

(1114) صحيح البخاري، كتاب الادب، باب (يا ايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن)، حديث: 6066۔صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظن والتجسس، حديث: 2563۔سنن ابى داود، كتاب الادب، باب فى الظن، حديث: 4917۔ سنن الترمذى، كتاب البر والصلة، حديث: 1988۔الادب المفرد للبخارى: 1287۔مسند احمد: 2/ 245۔مؤطا امام مالك، ص: 558- صحيح ابن حبان: 5687۔سنن الكبرى للبيهقى: 6/ 85۔

(1115) صحيح مسلم، كتاب فرض الخمس، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم احلت لى الغنائم، حديث: 3123۔صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهاد والخروج فى سبيل الله، حديث: 1876۔سنن ⇦⇦

قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَّجَهُ مِنْ بَيْتِهِ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ إِيمَانًا بِي، وَتَصْدِيقًا بِرَسُولِي، إِنْ تَوَفَّيْتُهُ، أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ رَدَدْتُهُ، أَنْ أَرُدَّهُ إِلَى بَيْتِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ، أَوْ غَنِيمَةٍ)).

اس شخص کا ضامن ہے جو گھر سے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلا اور وہ صرف جہاد کے لیے ہی نکلا ہو، میرے (اللہ پر) ساتھ ایمان لایا اور میرے رسول (ﷺ) کی تصدیق کی، اگر میں اس کو وفات دے دوں تو اس کو جنت میں داخل کروں گا اور اگر میں اس کو اس گھر میں واپس لے جاؤں جہاں سے وہ نکلا ہے تو وہ ضرور لے کر واپس ہوگا اجر یا مال غنیمت کے ساتھ۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے گھر سے جہاد کی نیت سے نکلنے والے کی فضیلت کا بیان ہے کہ اگر وہ شہید ہو جائے تو سیدھا جنت میں جائے گا، اور اگر وہ غازی بن کر واپس گھر چلا جائے تو تب بھی وہ اجر وثواب ساتھ لے کر لوٹے گا، یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضروری نہیں کہ ہر غازی مال غنیمت لے کر ہی واپس لوٹے، بسا اوقات مال غنیمت بھی نہیں ملتا، اللہ تعالیٰ ہمیں میدان قتال میں شہادت نصیب فرمائے، آمین۔ یاد رہے کہ ہر وہ کام جو اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے ہو، وہ جہاد ہوتا ہے، ہاں قتال جہاد کی ایک قسم ہے۔

[**1116**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَمَّنْ سَمِعَ، أَبَا هُرَيْرَةَ، يُحَدِّثُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((انْتَدَبَ اللّٰهُ)) قَالَ سُفْيَانُ: ((وَأَنَا لِحَدِيثِ ابْنِ عَجْلَانَ أَحْفَظُ))

حمیدی نے سفیان سے، انھوں نے ابن عجلان سے، انھوں نے ابو ہریرہ کو سننے والے کسی راوی سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے مثل حدیث بیان کی۔

[**1117**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: وَسَمِعْتُ سُفْيَانَ: ((وَعُرِضَ عَلَيْهِ حَدِيثُ ابْنِ عَجْلَانَ،

حمیدی نے کہا: میں نے سفیان سے سنا جبکہ ان کے سامنے ابن عجلان والی سند ذکر کی گئی جو انھوں نے قعقاع سے،

⇐ النسائی، کتاب الجهاد، باب ما تکفل الله عزوجل لمن جاهد فی سبیله، حدیث: 3124۔ مسند احمد: 2/ 398۔ سنن الدارمی: 2396۔ مؤطا امام مالك، ص: 283۔ صحیح ابن حبان: 4610۔ سنن سعید بن منصور: 2311۔ سنن الکبری للبیهقی: 9/ 97۔

(1116) صحیح البخاری: 3123۔ صحیح مسلم: 1876 من طریق آخر وانظر الحدیث السابق۔

(1117) انظر الحدیث: 1116، صحیح مسلم: 1875۔ مسند احمد: 2/ 424۔ من طریق سهیل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة نحوه۔

عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَجَازَهُ)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: ((لَمْ يُقْدَرْ لِي أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْهُ))

انھوں نے ابو صالح سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں تو سفیان نے اس کی اجازت دی، حمیدی نے کہا: میرے لیے مقدر نہ تھا اور میں ان سے مزید سوال نہ کر سکا۔

[**1118**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ فِي ضَمَانِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، رَجُلٌ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ مَسَاجِدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَرَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَرَجُلٌ خَرَجَ حَاجًّا))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی اللہ عزوجل کی امان وضمانت میں ہیں: ایک وہ جو اللہ کی مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف گھر سے نکلا، دوسرا وہ جو جہاد فی سبیل اللہ میں نکلا اور تیسرا وہ جو حج ادا کرنے کے لیے نکلا۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں تین شخصوں کی فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے گھر سے نکلے: (1) مسجد کی طرف جانے والا (2) جہاد کی طرف جانے والا (3) حج کی غرض سے مکہ کی طرف جانے والا۔

[**1119**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ الْمُسْلِمِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے پیٹ میں جہاد فی سبیل اللہ کا گرد وغبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہوں گے۔

---

(1118) صحیح، الصحیحۃ: 598۔حلیۃ الاولیاء لابی نعیم: 9/ 251۔مسند ابن ابی عمر کما فی اتحاف الخیرۃ: 1432۔

(1119) صحیح، سنن الترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل الغبار فی سبیل الله، حدیث: 1633۔ سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب فضل من عمل فی سبیل الله علی قدمه، حدیث: 3110۔سنن ابن ماجه، کتاب الجهاد، باب الخروج فی النفیر، حدیث: 2774۔ مسند احمد : 2/ 505۔صحیح ابن حبان: 4607۔ کتاب الجهاد لابن المبارك: 30۔الزهد لهناد: 465۔مستدرك للحاكم: 4/ 260۔

[1120]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ أَحَدٌ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَلْمًا - وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ - إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی کوفی سبیل اللہ جو بھی زخم آئے اور یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کون اللہ کی راہ میں زخمی ہوا ہے، تو وہ شخص قیامت کے دن اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کے خون کا رنگ تو خون ہی کی طرح ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری کی خوشبو جیسی ہوگی۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے شہید کی زبردست فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ روز قیامت اس کا خون تازہ بہہ رہا ہوگا، اور اس سے کستوری جیسی خوشبو آ رہی ہوگی، سبحان اللہ۔

## باب جامع عن أبى هريرة

## ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول جامع احادیث

[1121]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، وَيَحْيَى بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ كَانَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ، فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا قُوِّمَ عَلَيْهِ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مرفوع بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: جو غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے تو اگر یہ مالدار ہے تو غلام کی قیمت لگائی جائے اور دوسرا اس سے اپنے حصے کی قیمت وصول کرے، اگر وہ غنی نہ ہو تو غلام سے محنت کرائی جائے جو محنت اس کے لیے مشکل نہ ہو۔

(1120) صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب من يجرح فى سبيل الله عزوجل، حديث: 2803ـ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهاد والخروج فى سبيل الله، حديث: 1876ـ سنن النسائى، كتاب الجهاد، باب من كلم فى سبيل الله عزوجل، حديث: 3149ـ مسند احمد: 2/ 242ـ مؤطا امام مالك، ص: 293ـ سنن سعيد بن منصور: 2571ـ صحيح ابى عوانة: 5/ 24ـ سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 164ـ صحيح ابن حبان: 4652ـ

(1121) صحيح البخارى، كتاب الشركة، باب تقويم الاشياء بين الشركاء بقيمة العدل، حديث: 2491ـ صحيح مسلم، كتاب العتق، باب ذكر سعاية العبد، حديث: 1503ـ سنن ابى داود، كتاب العتق، باب من ذكر العاية فى هذا الحديث: 3938ـ سنن الترمذى، كتاب الاحكام، باب العبد يكون بين الرجلين فيعتق احدهما نصيبه، حديث: 1348ـ سنن ابن ماجه، كتاب العتق، باب من اعتق شركا له فى عبد، حديث: 2527ـ سنن الكبرى للنسائى: 4944ـ مسند احمد: 2/ 255ـ مصنف ابن ابى شيبة: 6/ 481ـ صحيح ابن حبان: 4318ـ سنن الكبرى للبيهقى: 10/ 281ـ

فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ))

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اسلام غلام کے ساتھ بھی احسان اور نیکی کا درس دیتا ہے، اور ظلم وجبر تو مطلقاً حرام ہے، اس حدیث میں غلام کے متعلق ایک مسئلہ بیان ہوا ہے کہ اگر ایک غلام کے دو مالک ہیں، ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا، اب وہ غلام آدھا آزاد ہے اور آدھا غلام ہے، تو دوسرے مالک کو بھی آزاد کر دینا چاہیے، تاکہ غلام مکمل آزاد ہو جائے، اب اس کے دو طریقے ہیں، یا تو غلام دوسرے مالک کو قیمت ادا کر دے اور وہ آزاد ہو جائے، اگر اس کے پاس رقم نہیں ہے، تو اس سے اس کی طاقت کے مطابق کام لیا جائے، اور وہ محنت ومشقت کر کے رقم جمع کرے اور اپنے دوسرے مالک کو ادا کر دے اور مکمل آزاد ہو جائے۔ اسلام کسی شخص کو آدھا آزاد اور آدھا غلام پسند نہیں کرتا، کیونکہ اس پر حدود کس طرح لاگو ہوں گی، اسی طرح دین کے کئی ایک دوسرے مسائل ہیں، جب وہ آدھا غلام اور آدھا آزاد ہوگا تب کئی ایک مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ نیز دیکھیں (فتح الباری: 219/1)

[1122]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفِقَنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ))

ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسریٰ (شاہ فارس) ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا، قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔

فائدہ: ......اس حدیث میں اسلام کی حقانیت کی بہت بڑی دلیل ہے کہ جس طرح امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا بالکل اسی طرح پورا ہوا اور قیصر وکسری تباہ ہوئے، اور ان کے بعد کوئی قیصر وکسری نہیں آیا اور نہ قیامت تک آئے گا۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کسریٰ عراق میں اور قیصر شام میں نہیں ہوگا، جس طرح آپ ﷺ کے زمانے میں تھا تو آپ ﷺ نے ان دونوں کی بادشاہت کے ختم ہونے کی پیشینگوئی کی، تو ہوا بھی اسی طرح۔ اور کسریٰ کا معاملہ تو بالکل ختم ہو گیا اور اس کی بادشاہت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی، اور قیصر شام کو چھوڑ کر اپنے شہر قسطنطنیہ داخل ہو گیا، اس کے شہر بھی فتح

(1122) صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب الحرب خدعة، حديث: 3027۔ صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل، حديث: 2918۔ سنن الترمذى، كتاب الفتن، باب ما جاء اذا ذهب كسرى فلا كسرى بعده، حديث: 2216۔ مسند احمد: 2/ 240۔ مسند الشافعى: 2/ 186۔ مسند ابى يعلى: 5872۔ سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 177۔ دلائل النبوة للبيهقى: 4/ 393۔

ہوئے اور اس کے تمام خزانے مسلمانوں کے قبضے میں آئے، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ (اکمال العلم: 230/8) قیصر کے متعلق تفصیل حافظ ابن کثیر نے البدایۃ والنھایۃ (71/4۔73) میں ذکر کی ہے۔ نیز دیکھیں (تاریخ الاسلام سندھی: 511/2۔512)

[1123]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا فَرْعَ وَلَا عَتِيرَةَ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَالْفَرْعُ: أَوَّلُ النِّتَاجِ، وَالْعَتِيرَةُ: شَاةٌ تُذْبَحُ عَنْ كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي رَجَبَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرع ہے اور نہ عتیرہ، زہری نے کہا: فرع تو کسی چوپائے کا پہلا بچہ ہے اور عتیرہ وہ بکری ہے جو ماہ رجب میں گھر کے تمام افراد کی طرف سے ذبح کی جاتی تھی۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں زمانہ جاہلیت کے دو کاموں کا ذکر ہے، اور اسلام نے ان دونوں سے منع کیا ہے، ایک فرع، اس کا مطلب ہے: کفار جانور کے پہلے بچے کو بتوں کے نام پر چھوڑ تے تھے، اور یہ منع ہے، آج بھی بعض لوگ جانوروں کا پہلا بچہ کسی مزار کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں، جو کہ حرام کام ہے، دوسرا عتیرہ، (وہ بکری جس کو ماہ رجب میں گھر والے تمام لوگوں کی طرف سے ذبح کریں) اور اس سے بھی منع کیا گیا ہے، آج کل بعض لوگ رجب کے مہینے میں کونڈوں اور کئی خاص دعوتوں کا انتظام کرتے ہیں جو کہ بالکل غلط ہے۔

[1124]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے، وہ زمانے کو گالی

(1123) صحيح البخارى، كتاب العقيقة، باب العتيرة، حديث: 5474۔صحيح مسلم، كتاب الاضاحى، باب الفرع والعتيرة، حديث: 1976۔ سنن ابى داود، كتاب الاضاحى، باب ما جاء فى الفرع والعتيرة، حديث: 1512۔ سنن النسائى، كتاب الفرع والعتيرة، باب: 1، حديث: 4227۔ سنن ابن ماجه، كتاب الذبائح، باب الفرع والعتيرة، حديث: 3168۔ مسند احمد: 2/ 239۔سنن الدارمى: 1970۔مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 252۔مسند ابى يعلٰى: 8579۔ صحيح ابن حبان: 5890۔سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 313۔

(1124) صحيح البخارى، كتاب التفسير، سورة الجاثية، حديث: 4826۔صحيح مسلم، كتاب الالفاظ من الادب، باب النهى عن سب الدهر، حديث: 2246۔سنن ابى داود، كتاب الادب، باب فى الرجل يسب الدهر، حديث: 5274۔ سنن الكبرى للنسائى: 11423۔ مسند احمد: 2/ 238۔صحيح ابن حبان: 5715۔مستدرك للحاكم : 2/ 453۔ سنن الكبرى للبيهقى: 3/ 365۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ، وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

دیتا ہے اور زمانہ تو میں ہوں کہ میرے ہاتھ میں سب کام ہیں، میں ہی رات اور دن کو تبدیل کرتا ہوں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ زمانے کو گالی دینا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کو گالی دینا ہے، کیونکہ حالات کی سختی اور تنگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، اس میں زمانے کا کوئی کردار نہیں، جب کوئی زمانے اور وقت کو بُرا کہتا ہے، گویا وہ اللہ تعالیٰ کو بُرا بھلا کہہ رہا ہوتا ہے، ہاں یہ کہنا درست ہے کہ لوگ گندے ہو گئے ہیں، لوگ خبیث ہو گئے ہیں۔

[1125]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُوشِكُ أَنْ يَنْزِلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ حَكَمًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا يَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ تمھارے درمیان ابن مریم اتریں گے، وہ خلیفہ و حاکم ہوں گے، وہ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ لینا ختم کر دیں گے اور مال و دولت بہائے گا، یہاں تک کہ کوئی انسان قبول کرنے والا نہیں رہے گا۔

فائدہ:...... اس حدیث میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پیش گوئی ہے کہ وہ قرب قیامت اتریں گے، انصاف کریں گے، عیسائیوں کے خلاف جہاد کریں گے، صلیب کو توڑیں گے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ موجودہ عیسائی جھوٹے لوگ ہیں، اسی لیے تو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ان کے خلاف جنگ کریں گے، یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خنزیر کو قتل کرنا درست ہے، ٹیکس کو عیسیٰ علیہ السلام ختم کریں گے، اور مال و دولت بہت ہی عام ہو گا، حتیٰ کہ صدقہ لینے والا کوئی نہیں ہوگا، ان تمام چیزوں پر ہمارا ایمان ہے، یاد رہے عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر نازل ہوں گے، اور قرآن و حدیث کے مطابق زندگی گزاریں گے، اور قرآن و حدیث کا ہی پرچار کریں گے، اور یہ بھی ہمارا

(1125) صحيح البخاري، كتاب المظالم، باب كسر الصليب وقتل الخنزير، حديث: 2476۔صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب نزول عيسىٰ ابن مريم عليهما السلام، حديث: 1551۔سنن الترمذى، كتاب الفتن، باب ما جاء فى نزول عيسىٰ ابن مريم عليهما السلام، حديث: 2233۔ سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسىٰ ابن مريم عليهما السلام، حديث: 4078۔مسند احمد: 2/ 240۔مصنف ابن ابى شيبة: 15/ 144۔الشريعة للآجرى، ص: 380، 381۔الايمان لابن منده: 408۔صحيح ابن حبان: 6818۔

ایمان ہے کہ عیسٰی علیہ السلام آسمانوں پر زندہ اٹھا لیے گئے ہیں، اور وہ آسمانوں پر زندہ ہیں، اور اس پر بھی ہمارا ایمان ہے کہ عیسٰی علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے پاس نازل ہوں گے۔ (المعجم الکبیر طبرانی: 1/217، حدیث: 590) حافظ ہیثمی نے کہا: رجالہ ثقات، اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد: 8/205) اور اس پر بھی ہمارا ایمان ہے کہ عیسٰی علیہ السلام فلسطین میں لُد شہر کے دروازے کے پاس دجال کو قتل کریں گے، اس کے بعد وہ چالیس (سال، یا ماہ یا دن) تک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔ (مسند احمد: 5/75، حدیث: 24971، سندہ حسن) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو عیسٰی بن مریم علیہما السلام کو ملے، ان کو میرا سلام کہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

[1126]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عِمْرَانُ بْنُ ظَبْيَانَ الْحَنَفِيُّ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُوشِكُ أَنْ يَنْزِلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ إِمَامَ هُدًى وَقَاضِيَ عَدْلٍ، يَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تمھارے درمیان ابن مریم امام ہدایت اور عدل سے فیصلے کرنے والے بنا کر اتارا جائے گا، وہ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کروا دیں گے، جزیہ لینا بند کر دیں گے، اور مال بہا دیں گے یہاں تک کہ اس کو قبول کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔

[1127]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: وَيَقُولُونَ: كَرْمٌ، وَإِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ انگور کو کرم کہتے ہیں اور کرم (باعزت) تو مؤمن کا دل ہے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں ذکر ہے کہ مدینہ منورہ میں بعض لوگ انگور کو عِنَبٌ کہنے کی بجائے کرم کہتے

(1126) صحيح البخاری: 2476۔ صحيح مسلم: 155 وانظر الحديث السابق۔

(1127) صحيح مسلم، كتاب الادب، باب قول النبی صلی الله عليه وسلم "انما الكرم قلب المؤمن"، حديث: 6183۔ صحيح مسلم، كتاب الالفاظ من الادب، باب كراهية تسمية العنب كرما، حديث: 2247۔ مسند احمد: 2/ 239۔ صحيح ابن حبان: 5833۔ شرح السنة للبغوی: 3386۔ من طريق الزهری بهذا الاسناد۔ سنن ابی داود، كتاب الادب، باب فی الكرم وحفظ المنطق، حديث: 4974۔ سنن الكبری للنسائی: 11580۔ سنن الدارمی: 2703۔ من طريق الاعرج عن ابی هريرة۔

تھے،اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کیونکہ کرم تو مومن کے دل کو کہتے ہیں۔ امام خطابی نے بہت اچھی توجیہ بیان کی ہے کہ اس وقت لوگ انگور سے شراب تیار کرتے تھے،اور انگور کو کرم کہتے تھے،اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انگور کو کرم کہنے سے منع نہ فرماتے تو کوئی وہم میں مبتلا ہوسکتا تھا کہ شراب معزز ہے کیونکہ یہ کرم سے بنتی ہے،اور کرم مومن کا دل ہوتا ہے، چونکہ اس کے دل میں ایمان کا نور اور اسلام کی ہدایت ہوتی ہے۔ ابن الأبناری نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ شراب کو معزز سمجھتے تھے،اور شراب پی کر خود کو معزز تصور کرتے تھے،اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کو ''کرم'' کہنے سے منع فرما دیا۔

(فتح الباری : 4/ 431)

[**1128**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا وُجُوهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم ایک ایسی قوم سے جہاد کرو گے جن کے چہرے ڈال کی مانند چپٹے ہوں گے اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم ایک ایسی قوم سے لڑو گے جن کے جوتے بالوں سے بنائے گئے ہوں گے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں ایک پیشینگوئی کا ذکر ہے، جو پوری ہوئی،اس حدیث میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنھوں نے حرام چیزوں کو حلال قرار دے دیا تھا،انھیں معتصم کے دور میں طبرستان اور رَیّ کے علاقے میں قتل کیا گیا، یہ 201ھ کا واقعہ ہے،یا اس کے پہلے کا۔ (فتح الباری : 19/ 147)

[**1129**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(1128) صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب قتال الذين ينتعلون الشعر، حديث: 2929۔صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل، حديث: 2912۔سنن ابی داود، كتاب الملاحم، باب فی قتال الترك، حديث: 4304۔سنن الترمذی، كتاب الفتن، باب فی قتال الترك، حديث: 2215۔سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الترك، حديث: 4096۔مسند احمد: 2/ 239۔مصنف ابن ابی شيبة : 15/ 92۔مسند ابی يعلٰی : 5878۔ صحيح ابن حبان: 6744۔

(1129) صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب قتال الذين ينتعلون الشعر، حديث: 2929۔ صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل، حديث: 2912۔سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الترك، حديث: 4097۔مسند احمد: 2/ 530۔ مصنف ابن ابی شيبة: 15/ 92۔سنن الكبرى للبيهقی: 9/ 175، 176۔ شرح السنة للبغوی: 4242۔مستدرك للحاكم: 4/ 475، 476۔

قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُونَ قَوْمًا صِغَارَ الْأَعْيُنِ ذُلْفَ الْأُنُوفِ))

قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم قتال کرو گے ایک ایسی قوم سے جن کی آنکھیں اور ناک چھوٹے ہوں گے۔

[1130]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: هُمُ الْبَارِزُ

حمیدی نے سفیان سے، انھوں نے ابن ابی خالد سے، انھوں نے قیس بن ابی حازم سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ وہ سامنے کے لوگ ہیں۔

[1131]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَحْلِبُ النَّاقَةَ، وَتَقُومُ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَلُوطُ حَوْضَهُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم ہوگی تو اس وقت کوئی تو اپنی اونٹنی دوہتا ہوگا اور کوئی اپنے حوض کو ٹھیک کر رہا ہوگا۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب قیامت قائم ہوگی تو لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت اچانک آئے گی اور لوگوں کو اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوگا۔

[1132]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُومُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بڑی جماعتیں آپس میں جنگ کریں گی اور ان کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔

(1130) صحيح البخارى، كتاب المناقب، باب علامات النبوة فى الاسلام، حديث: 3591ـ صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل، حديث: 66/ 2912ـ مسند احمد: 2/ 300ـ صحيح ابى عوانة كما فى اتحاف المهرة، حديث: 19681ـ صحيح ابن خزيمه: 1040ـ شرح معانى الآثار للطحاوى: 1/ 450ـ

(1131) صحيح البخارى، كتاب الرقاق، باب: 40، حديث: 6506ـ صحيح مسلم، كتاب الفتن، حديث: 2954ـ مسند احمد: 2/ 369ـ صحيح ابن حبان: 6845ـ الزهد لابن المبارك: 1603ـ مسند ابى يعلىٰ: 6271ـ

(1132) صحيح البخارى، كتاب استتابة المرتدين، باب قول النبى ﷺ "لا تقوم الساعة حتى تقتل فئتان"، حديث: 6935ـ مسند احمد: 2/ 530ـ دلائل النبوة للبيهقى: 6/ 418ـ من طريق الاعرج به ـ صحيح البخارى: 3609ـ صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب اذا تواجه المسلمان بسيفهما، حديث: 17/ 157ـ صحيح ابن حبان: 6734ـ سنن الكبرى للبيهقى: 8/ 172ـ شرح السنة: 4244ـ من طريق همام بن منبه عن ابى هريرة ـ

السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ))

**فائدہ** :...... اس حدیث میں دو گروہوں سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گروہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ تھا، اور دونوں کا دعویٰ حق کی تلاش تھی، اور دونوں گروہوں میں بہت زیادہ قتل وغارت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے راضی ہیں، ان کے آپس کے اجتہادی معاملات پر کسی مسلمان کو تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بعض لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان فیصلہ کرنے بیٹھے اور خود گمراہ ہو گئے، ان کا تفصیلی محاکمہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''خلافت وملوکیت کا تاریخی وتحقیقی جائزہ'' میں لیا ہے، اور میرے استاذ محترم شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ''مشاجرات صحابہ'' میں تمام محدثین کا موقف تفصیل سے لکھ دیا ہے،، بس اسی میں نجات ہے، ان دو کتب کا مطالعہ از حد ضروری ہے تاکہ صحیح منہج پر قائم رہا جا سکے۔

[1133]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، وَسَمِعْنَاهُ مِنْهُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِحَسَّانَ وَهُوَ يُنْشِدُ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَحَظَ إِلَيْهِ، قَالَ: قَدْ كُنْتُ أُنْشِدُ فِيهِ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: أَنْشُدُكَ اللَّهَ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: أَجِبْ عَنِّي، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ؟، قَالَ: اللَّهُمَّ نَعَمْ

سعید بن مسیّب بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب نے مسجد میں حضرت حسان کو اشعار پڑھتے دیکھ کر ناگوار نگاہ سے دیکھا تو حسان نے کہا: میں مسجد میں اشعار پڑھا کرتا تھا جبکہ اس میں وہ موجود ہوتے تھے جو تجھ سے بہتر تھے، پھر حسان نے ابو ہریرہ کی طرف متوجہ ہوکر کہا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تو نے سنا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: اے حسان! میری طرف سے کفار کو جواب دے یا اللہ! اس کی روح القدس کے ساتھ مدد کر، تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسے ہی فرمایا تھا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد وغیرہ میں اچھے اشعار، جو قرآن وحدیث کے موافق

---

(1133) صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب الشعر فى المسجد، حديث: 453۔صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حديث: 2485۔سنن ابى داود، كتاب الادب، باب ما جاء فى الشعر، حديث: 5013۔سنن النسائى، كتاب المساجد، باب الرخصة فى انشاء الشعر الحسن فى المسجد، حديث: 717۔مسند احمد: 5/ 222۔صحيح ابن حبان: 7147۔معجم الكبير للطبرانى: 3596۔صحيح ابن خزيمه: 1307۔مصنف عبدالرزاق: 2355۔

ہوں، پڑھنے درست ہیں، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن وحدیث کا دفاع کرنا فرض ہے، اور جو دفاعِ قرآن وحدیث پر کام کرتا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا "اللهم أيده بروح القدس" کا مصداق ہے۔ اے اللہ! راقم کو بھی اس دعا کا مصداق کرنا، آمین۔

[1134]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَبْصَرَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُقَبِّلُ الْحَسَنَ أَوِ الْحُسَيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ قَطُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنَّهُ لَا يَرْحَمُ مَنْ لَا يَرْحَمُ))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اقرع بن حابس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو چومتے دیکھا تو اس نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں، میں نے ان میں سے کسی ایک کا بھی آج تک کبھی بوسہ نہیں لیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق شان یہ ہے کہ اس پر رحم نہیں کیا جاتا جو مہربانی نہیں کرتا۔

فائدہ :...... اس حدیث میں سخت دل انسان کے لیے نصیحت ہے جو اپنی اولاد سے محبت نہیں کرتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسوں سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، بلکہ ان کو بوسہ بھی دیتے تھے، سبحان اللہ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حقیقی اولاد، نواسوں، پوتوں، بھانجوں اور بھتیجوں، جب وہ چھوٹے ہوں، کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ یہ ان سے محبت کی علامت ہے۔

[1135]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے اوپر لازم کرلو سیاہ دانہ (کلونجی) کو، اس میں ہر مرض کی دوا موجود ہے مگر موت کی کوئی دوا نہیں ہے۔

---

(1134) صحيح البخاري، كتاب الادب، باب رحمة الولد وتقبيله، حديث: 5997۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب رحمة الصبيان والعيال، حديث: 2318۔ سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في رحمة الولد، حديث: 1911۔ سنن ابى داود، كتاب الادب، باب في قبلة الرجل ولده، حديث: 5218۔ الادب المفرد: 91۔ مسند احمد: 2/ 241۔ صحيح ابن حبان: 457۔ مسند ابى يعلىٰ: 5892۔ شرح السنة للبغوي: 3446۔

(1135) صحيح البخاري، كتاب الطب، باب الحبة السوداء، حديث: 5688۔ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب التداوي بالحبة السوداء، حديث: 2215۔ سنن الترمذي، كتاب الطب، باب ما جاء في الحبة السوداء، حديث: 2041۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب الحبة السوداء، حديث: 3447۔ سنن الكبرى للنسائي: 7578۔ مسند احمد: 2/ 241۔ مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 10۔ مسند ابى يعلىٰ: 5973۔ صحيح ابن حبان: 6071۔

ﷺ ، قَالَ: عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ ، فَإِنَّ فِيهَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ ، وَالسَّامُ: الْمَوْتُ قَالَ سُفْيَانُ: ((يَعْنِي الشُّونِيزَ))

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کلونجی میں شفا ہے، اس کی شفا میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، مریضوں کو یہ کھلانی چاہیے، اسی طرح آب زمزم اور شہد بھی شفا ہے، ان کا استعمال بھی گھروں میں عام ہونا چاہیے۔

[1136]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِغُونَ فَخَالِفُوهُمْ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ مہندی نہیں لگاتے، تو تم ان کی مخالفت کرو۔

فائدہ: ......اس حدیث میں سفید بالوں کا رنگنے کا ذکر ہے، لیکن سفید بالوں کو رنگنا واجب نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات رنگتے تھے، اور بسا اوقات نہیں رنگتے تھے۔ (فتح الباری: 10/ 354)

استاذ محترم حافظ عبد المنان نور پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو رنگنے کا بھی ذکر ہے، اور نہ رنگنے کا بھی، جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بال رنگنے سے متعلق امر ندب پر محمول ہے، البتہ اگر کل کے کل بال سفید ہو جائیں، کوئی ایک بال بھی سیاہ نہ رہے تو پھر رنگنے کی مزید تاکید ہے۔ (احکام ومسائل: 1/ 531)

یاد رہے کہ سفید بالوں کو سیاہ خضاب لگانا حرام ہے۔ (صحیح مسلم: 2102، 5509)

[1137]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

(1136) صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الخضاب، حدیث: 5899۔صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب فی مخالفة الیهود فی الصبغ، حدیث: 2103۔سنن ابی داود، کتاب الترجل، باب فی الخضاب، حدیث: 3203۔سنن النسائی، کتاب الزینة، باب الامر بالخضاب، حدیث: 5243۔سنن ابن ماجه، کتاب اللباس، باب الخضاب بالحناء، حدیث: 2621۔ مسند احمد: 2/ 240۔طبقات ابن سعد: 1/ 439۔ مسندابی یعلٰی: 5957۔صحیح ابی عوانة: 5/ 514۔سنن الکبری للبیهقی: 7/ 309۔

(1137) صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم، حدیث: 2827۔سنن ابی داود، کتاب الجهاد، حدیث: 2723، 2724۔ سنن سعید بن منصور: 2793۔ المنتقی لابن الجارود: 1088۔سنن الکبری للبیهقی: 6/ 334۔ من طریق عنبسة بن سعید بهذا الاسناد۔

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ خَيْبَرَ بَعْدَمَا افْتَتَحُوهَا، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُسْهِمَ لِي مِنَ الْغَنِيمَةِ))، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ بَنِي سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ: لَا تُسْهِمْ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ، فَقَالَ ابْنُ سَعِيدٍ: يَا عَجَبًا لِوَبْرٍ تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدُومِ ضَأْنٍ يَنْعَى عَلَى قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَلَى يَدِي، وَلَمْ يُهِنِّي عَلَى يَدَيْهِ، قَالَ سُفْيَانُ: ((فَلَا أَدْرِي أَسْهَمَ لَهُ أَوْ لَمْ يُسْهِمْ لَهُ))

آپ ﷺ کے اصحاب کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ خیبر کو فتح کر کے وہاں ہی ٹھہرے ہوئے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کیا میرا حصہ بھی مال غنیمت میں مقرر کیا جائے گا؟ تو بنو سعید بن العاص میں سے کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کا حصہ مقرر نہ کریں، تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ تو ابن قوقل کا قاتل ہے، ابن سعید نے کہا: تعجب ہے اس اون والے پر جو بنودوس کی پہاڑ سے بکریاں چراتے ہم پر آ نازل ہوا ہے، میرے اوپر ایک مسلمان کے قتل کی خبر دیتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں عزت (شہادت) دی اور مجھے اس کے ہاتھ سے ذلیل نہیں کیا۔

[1138]...... قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنِيهِ السَّعِيدِيُّ أَيْضًا، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سفیان کہتے ہیں: اسی طرح مجھے سعیدی نے اپنے دادا سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔

[1139]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَهْلُ الْجَنَّةِ أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: الْأَلُوَّةُ: الْعُودُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیاں عود ہندی سے ہوں گی۔ حمیدی نے کہا: الالوۃ عود کو کہا جاتا ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں اہل جنت کی دو استعمال کردہ چیزوں کا ذکر ہے: (1) کنگھیاں سونے سے

(1138) صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب غزوة خيبر، حديث: 4239۔من طريق السعيدى وهو عمرو بن يحيىٰ بن سعيد بن عمرو بن سعيد بن العاص۔

(1139) صحيح البخارى، كتاب بدء الخلق، حديث: 3246۔صحيح ابن حبان: 6407۔ من طريق الاعرج عن ابى هريرة۔صحيح البخارى: 3245۔صحيح مسلم، كتاب الجنة، حديث: 2834۔ سنن الترمذى: 2537۔مسند احمد: 2/ 316۔مصنف عبدالرزاق: 20866۔صحيح ابن حبان: 7436۔من طريق همام بن منبه عن ابى هريرة رضي الله عنه۔

بنی ہوں گی، سبحان اللہ، اور جو مرد دنیا میں سونا پہنتا ہے، اس کو جنت میں سونا نہیں ملے گا اور اسی طرح دنیا میں جو مرد سونے کے برتن استعمال نہیں کرے گا، جنت میں اس کو سونے کے برتن دیے جائیں گے۔ (2) جنت میں عود ہندی کس قدر عمدہ ہوگی اور جنتی اس کی خوشبو حاصل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مقدر میں جنت الفردوس فرمائے اور یہ نعمتیں جنت میں ہمیں میسر فرمائے، آمین۔

[**1140**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ، مَنْ يَمُوتُ مِنْهُمْ صِغَارًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے متعلق دریافت کیا گیا جو بچپن میں فوت ہو جاتی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (زیادہ) جاننے والے ہیں جو انھوں نے عمل کرنے تھے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں مشرکین کے بچوں کا ذکر ہے کہ ان کے بچے، جو بچپن میں فوت ہو جائیں، کہاں جائیں گے؟ اس کے جواب سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں جائیں گے، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور رہے کافروں کے بچے، جو بچپن میں ہی وفات پا گئے ہوں، ان کے بارے میں یہ ہے کہ دنیا کے اندر اس بچے کا حکم مشرکین کے حکم کی طرح ہوگا، لہٰذا نہ اس کو غسل دیا جائے گا اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اس لیے کہ وہ مشرکین کے تابع ہیں، اس لیے نبی کریم ﷺ نے مشرکین کی اولاد میں سے مارے جانے والے کے بارے میں فرمایا: وہ انھی میں سے ہے۔ البتہ آخرت میں ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے جو وہ عمل کرتے۔ (صحيح البخارى: 1384، صحيح مسلم: 2658، فتاوى اللجنة الدائمه: 3/ 501)

[**1141**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ

(1140) صحيح مسلم، كتاب القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة، حديث: 2659۔ سنن ابى داود، حديث: 4714۔ مسند احمد: 2/ 244، 464۔ مؤطا امام مالك، ص: 169، 170۔ صحيح ابن حبان: 133۔ سنن الكبرى للبيهقى: 6/ 202۔ مسند ابى يعلٰى: 6306۔ من طريق ابى الزناد بهذا الاسناد۔ صحيح البخارى، حديث: 1384، 1385۔ سنن الترمذى: 2138۔ سنن النسائى: 1951، 1952۔ من طرق اخرى عن ابى هريرة۔

(1141) صحيح البخارى، كتاب الايمان والنذور، باب الوفاء بالنذر، حديث: 6694۔ سنن ابى داود، حديث: 3288۔ سنن النسائى، حديث: 3835۔ سنن ابن ماجه، حديث: 2123۔ مسند احمد: 2/ 242۔ من طريق ⇐

قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: إِنَّ النَّذْرَ لَا يَأْتِي عَلَى ابْنِ آدَمَ شَيْئًا لَمْ أَقْدُرْهُ عَلَيْهِ، وَلَكِنَّهُ شَيْءٌ أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ يُؤْتِينِي عَلَيْهِ مَا لَا يُؤْتِينِي عَلَى الْبُخْلِ

فرماتے ہیں: تحقیق نذر ماننے سے ابن آدم کو کوئی ایسی چیز تو نہیں حاصل ہوتی جو میں نے اس کے مقدر میں نہ لکھی ہو، لیکن اس طرح میں اس سے وہ کچھ نکال لیتا ہوں جو کچھ بخیل اپنے بخل کی وجہ سے میرے نام پر نہیں دیتا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں نذر کی اصل حقیقت بیان کی گئی ہے کہ نذر ماننے سے تقدیر میں تبدیلی نہیں ہوتی، اور نہ ہی نذر کی کوئی خاص اہمیت ہے، بس نذر کی وجہ سے مال کہیں صرف ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ شریعت اسلامیہ نے نذر کے متعلق مسائل بیان کیے ہیں جن کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی، ان شاء اللہ۔

[1142]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ،

حمیدی نے سفیان سے، انھوں نے ابوالزناد سے، انھوں نے اعرج سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

[1143]...... وَحَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، وَزَادَ أَبُو الزِّنَادِ: وَيُمَجِّسَانِهِ وَيُشَرِّكَانِهِ، قَالَ: وَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ مَنْ يَمُوتُ مِنْهُمْ صِغَارًا، فَقَالَ: ((اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نومولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی بنادیتے ہیں، ابوزناد والی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ اس بچہ کو مجوسی بناتے ہیں یا اس کو مشرک بناتے ہیں اور ابو ہریرہ نے یہ بھی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار کے بچوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

⇐ ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة- صحيح مسلم، كتاب النذر، باب النهی عن النذر وانه لا يرد شيئا، حديث: 1640-مسند احمد: 2/ 373-مسند ابی يعلى: 6355-مستدرك للحاكم: 4/ 204- سنن الكبرى للبيهقی: 10/ 77-من طريق عمرو بن ابی عمرو عن الاعرج عن ابی هريرة-

(1142) صحيح مسلم، كتاب القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة، حديث: 2659 مختصراً- سنن ابی داود: 4714- مسند احمد: 244/2- موطا امام مالك، ص: 165 من طريق ابی الزناد بهذا الإسناد.

(1143) صحيح، سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب اولاد المشركين، حديث: 1954 مختصراً- مسند احمد: 282/2- مسند البزار: 9437 من طريق طاؤس به.

اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ وہ کیا کچھ عمل کرنے والے تھے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے، پھر جیسے اس کو ماحول ملتا ہے، وہ وہی مذہب اختیار کر لیتا ہے، اصل کے اعتبار سے ہر بچہ مسلمان ہوتا ہے، خواہ وہ عیسائی کے گھر ہی میں کیوں نہ پیدا ہوا ہو۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بچوں کو چھوٹی عمر میں جیسا ماحول دیں گے، وہ بڑے ہو کر اسی کے مطابق ہوں گے، لہٰذا زندگی میں تربیت کی اصل عمر بچپن کی عمر ہے، لہٰذا بچپن میں اُن پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے، جو والد چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر دیگر ملکوں کا رخ کر جاتے ہیں، ان کے بچے تربیت سے محروم ہو جاتے ہیں، اور پھر وہ ایسے بگڑتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ نیز دیکھیں حدیث (142)

[1144]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ أَبِي رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ، احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَلَا تَعْجَزْ، فَإِنْ غَلَبَكَ أَمْرٌ فَقُلْ: قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ، وَإِيَّاكَ وَاللَّوْ؛ فَإِنَّهُ يَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک طاقت ور مسلمان اچھا اور زیادہ پسندیدہ ہے کمزور مومن سے، اور ہر ایک میں بھلائی اور خیر ہے، تو مفید اعمال کی کوشش اور محنت کر اور حرص رکھ اور عاجز نہ ہو، اگر تیرے اوپر کوئی کام غالب آ جائے تو کہا کر اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر سے ہوا، وہ ہوا جو اس نے چاہا اور (اے مسلمان!) تو اپنے آپ کو اگر مگر کہنے سے بچا اس سے شیطان کا فعل کھل جاتا ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں وارد چند اہم امور مندرجہ ذیل ہیں: (1) طاقت ور انسان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی خوراک اور صحت پر توجہ دینی چاہیے، توجہ دے گا تو ان شاء اللہ طاقت ور بن جائے گا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ کام کرنے والا (انسان، خواہ کوئی بھی کام کرے) طاقتور اور مضبوط اعصاب والا ہوگا، تب

(1144) صحيح مسلم، كتاب القدر، باب الايمان بالقدر والاذعان له، حديث: 2664۔سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فى القدر، حديث: 79۔ عمل اليوم والليلة للنسائى: 625۔السنة لابن ابى عاصم: 356۔صحيح ابن حبان: 7522۔ سنن الكبرى للبيهقى: 10/ 79۔ من طريق عبدالله بن ادريس عن ربيعة بن عثمان عن محمد بن يحيىٰ بن حبان عن الاعرج عن ابى هريرة۔مسند احمد: 2/ 366۔عمل اليوم والليلة للنسائى: 623۔شرح مشكل الآثار للطحاوى: 260۔ عمل اليوم والليلة لابن السنى: 348۔من طريق محمد بن عجلان عن ربيعة بن عثمان عن الاعرج عن ابى هريرة۔سنن ابن ماجه: 4168۔عمل اليوم والليلة للنسائى: 621۔من طريق محمد بن عجلان عن الاعرج عن ابى هريرة۔

ہی کوئی کام کر سکے گا، اور یہ بات مشہور ہے کہ ''تندرست جسم میں تندرست دماغ ہوتا ہے۔'' اللهم اجعلنا منهم (2) اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ ان کاموں میں حریص ہونا چاہیے، جو انسان کے لیے نفع مند ہوں، اگر کسی کام میں نفع نہیں ہے تو اس کو چھوڑ کر دوسرا کر لیا جائے، اور اپنے آپ کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیے، کوشش کرنے اور اخلاص کی وجہ سے انسان منزل مقصود تک پہنچ ہی جاتا ہے۔ (3) اس حدیث میں یہ بات بھی موجود ہے کہ اگر زندگی میں کسی کام میں کامیابی نہ مل سکے یا نقصان ہو جائے تو اس وقت شرکیہ اور کفریہ جملوں سے پرہیز کرنا چاہیے، اور کہنا چاہیے: قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ۔ (4) جب انسان کو کسی نقصان سے بچا لیا جاتا ہے تو فوراً کہتا ہے: اگر میں یہ نہ کرتا تو نقصان ہو جاتا، اسی طرح اگر اچانک ایکسیڈنٹ ہو جائے تو وہ کہنا شروع کر دیتا ہے کہ اگر میں گھر سے نہ آتا تو میرا ایکسیڈنٹ نہ ہوتا۔ اگر ان دونوں مثالوں پر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ کلمہ ''اگر'' فضول کلمہ ہے، شیطانی کلمہ ہے، ایمان کو کمزور کرتا ہے، جب نفع ہو تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی جائے اور اگر نقصان ہو تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہا جائے، کیونکہ نفع ونقصان کسی بھی انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ بس ہمیں حکم ہے کہ قرآن وحدیث کی پابندی میں زندگی گزاریں، باقی تمام معاملات اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں، وہ جو کرے گا بہتر کرے گا، خواہ وہ کام ہماری نظروں میں ناپسند ہی ہو۔

## أول الجزء العاشر

[**1145**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى، فَقَالَ مُوسَى لِآدَمَ: يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُونَا، خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ، فَقَالَ لَهُ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ، وَخَطَّ لَكَ فِي الْأَلْوَاحِ بِيَدِهِ، أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدْ قَضَاهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا آپس میں تکرار اور گفتگو ہوئی، تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے آدم علیہ السلام! آپ نے ہمارا باپ ہو کر ہمیں نقصان پہنچایا اور ہمیں جنت سے نکال دیا، پس آدم نے فرمایا: (اے موسیٰ!) تجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا کلیم منتخب کیا اور تیرے لیے اپنے ہاتھ سے تختیوں میں لکھا ہے، کیا تو مجھے ایسے عمل پر ملامت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے چالیس سال پہلے میرے بارے میں لکھ دیا تھا، پس محمد

---

(1145) صحيح البخاری، كتاب القدر، باب تحاج آدم وموسى عند الله، حديث: 6614۔صحيح مسلم، كتاب القدر، باب حجاج آدم وموسىٰ، حديث: 2652۔ سنن ابى داود، كتاب السنة، باب فى القدر، حديث: 4701۔ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فى القدر، حديث: 80۔ سنن الكبرى للنسائى: 11187۔مسند احمد: 2/ 248۔مسند ابى يعلٰى: 6245۔ التوحيد لابن خزيمة: 1/ 126، 127۔ صحيح ابن حبان: 6180۔

بِأَرْبَعِينَ عَامًا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى))

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدم موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں سیدنا وابونا آدم علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مباحثے کا ذکر ہے، یہ مباحثہ کہاں ہوا، اس کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، چونکہ یہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے، اور آپ کی ہر بات وحی ہے، اس پر ہمارا ایمان ہے، ہمیں کوئی اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہے، ضروری نہیں ہے کہ ہر بات ہر وقت ہر کسی کو سمجھ آئے۔ افسوس کہ بعض عقل کے اندھوں نے بے شمار صحیح احادیث پر اپنی ناقص عقل کی وجہ سے ترکش چلائے، بس ہماری عقل قرآن وحدیث کے ماتحت ہونی چاہیے، اور قرآن وحدیث کے مطابق ہونی چاہیے، دین اسلام کسی کی عقل کا محتاج نہیں ہے، ہاں ہماری عقل دین کی محتاج ہے، وہ عقل شیطانی ہے جو احادیث کا انکار کرے اور فتنہ انکار حدیث کو فروغ دے، وہ ظالم عقل ہے جو احادیث صحیحہ سے مذاق کرے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تقدیر برحق ہے، اور تقدیر کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ انسانوں نے کرنا تھا، وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے غیب سے بہت زیادہ باخبر ہے، اور وہی لکھا گیا ہے، اس کا نام تقدیر ہے۔ یہاں پر ہمارے بعض لوگوں نے تقدیر کی یہ تعریف کر رکھی ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے لکھا، وہی ہم نے کرنا ہے، یہ تعریف درست نہیں ہے، جو پہلی تعریف ہم نے کی، وہی درست ہے۔

[**1146**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ

حمیدی نے سفیان سے، انھوں نے ابوزناد سے، انھوں نے اعرج سے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی مثل اس کے۔

[**1147**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: متعدی ہونا کوئی چیز نہیں اور پرندہ اڑانا بھی کوئی حقیقت نہیں، اگر ایک خارش والا اونٹ سو

(1146) صحيح البخاري، كتاب القدر، باب تحاج آدم وموسٰى عند الله، حديث: 6614- صحيح مسلم، كتاب القدر، باب حجاج آدم وموسى، حديث: 2652-سنن الكبرى للنسائي: 11985-مؤطا امام مالك، ص: 552- صحيح ابن حبان: 6210-التوحيد لابن خزيمة: 1/ 120-السنة لابن ابى عاصم: 153-

(1147) صحيح، مسند احمد: 2/ 327-شرح معاني الآثار للطحاوي: 4/ 308-صحيح ابن حبان: 6118-مسند ابى يعلٰى: 6112- شرح السنة للبغوي: 3349-من طريق ابى زرعة عن ابى هريرة-صحيح البخاري، كتاب الطب، باب لا صفر، حديث: 5717- صحيح مسلم، كتاب السلام، باب لا عدوى ولا طيرة، حديث: 2220-سنن ابى داود: 3911- سنن ابن ماجه: 3541-من طريق ابى سلمة عن ابى هريرة-

اللّٰہِ ﷺ، قَالَ: ((لَا عَدْوَی، وَلَا طِیَرَةَ، جَرِبَ بَعِیرٌ فَأَجْرَبَ مِائَةً، وَمَنْ أَعْدَی الْأَوَّلَ)) اونٹوں کو خارش لگاتا ہے تو پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی؟

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ہے، اور یہی بات حق ہے، ڈاکٹر حضرات کا لوگوں کو ڈرانا کہ جراثیم ہوتے ہیں، وہ آگے پھیل جاتے ہیں، یہی بیماری آگے چلی جائے گی، اس لیے اپنے مریض سے دور رہیں۔ یہ سب یاوہ گوئی ہے، کسی بیماری میں آگے منتقل ہونے کی طاقت ہی نہیں ہے، جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی حرکت نہیں کر سکتا، تو بیماری کیسے آگے منتقل ہو سکتی ہے، بلکہ یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ جب جسم کے ایک حصے میں درد اور تکلیف ہے، وہ دوسرے عضو میں نہیں جا سکتی (مثلاً اگر شہادت والی انگلی میں درد ہے تو درد انگوٹھے میں نہیں جاتی......) تو کیسے ممکن ہے کہ بیماری ایک انسان سے دوسرے انسان میں منتقل ہو جائے، دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے، نیز اس حدیث میں غلط طریقے سے فال نکالنے کی مذمت بیان کی گئی ہے، زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ کام کرنے سے پہلے پرندہ اڑاتے، پھر اچھی یا بری فال لے کر کام کرتے یا نہ کرتے۔ یہاں بطور تنبیہ عرض ہے کہ قرآن وحدیث زمانہ جاہلیت کی جہالتوں کا زبردست رد کرتا ہے، لیکن افسوس کہ امت مسلمہ کی اکثریت جاہلوں کی جہالت پر عمل کرتی نظر آتی ہے، کوئی کبوتر سے فال نکلوا رہا ہے، تو کوئی اپنے ہاتھ کی لکیروں سے قسمت معلوم کر رہا ہے، یہ سب زمانہ جاہلیت کے کام ہیں، انھی کاموں سے شریعت منع کرتی ہے، لیکن افسوس کے بعض مسلمان انھی جاہلانہ کاموں کو بڑے فخر سے کرتے ہیں، اور قرآن وحدیث کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ نیز اس حدیث میں اونٹوں کی مثال سے ثابت ہوا کہ سائل یا مخاطب کو وہی مثال دینی چاہیے جس کو وہ اچھی طرح سمجھ سکیں، اور اُس مثال کا انھی لوگوں کے ساتھ تعلق بھی ہو، کسانوں کو سائنسدانوں کی مثال شاید سمجھ میں نہ آئے، فافهم۔

[1148]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: مَنْ أَوْلَى النَّاسِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: میری بھلائی کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں، پھر بھی تیری ماں، (اس نے پھر سوال کیا:) پھر کون؟ آپ نے فرمایا:

(1148) صحيح البخاري، كتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، حديث: 5971۔ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب بر الوالدين، حديث: 2548۔ سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب بر الوالدين، حديث: 3658۔ مسند احمد: 2/ 327، 328۔ الادب المفرد للبخاري: 5۔ مصنف ابن ابی شيبة: 8/ 541۔ مسند ابی یعلٰی: 6092۔ صحيح ابن حبان: 433۔ سنن الكبرى للبيهقي: 8/ 4۔

بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ مِنِّي؟ قَالَ: ((أُمُّكَ)) ، قَالَ: ((أُمُّكَ)) ، ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أَبُوكَ)) قَالَ سُفْيَانُ: ((فَيَرَوْنَ أَنَّ لِلْأُمِّ الثُّلُثَيْنِ مِنَ الْبِرِّ وَلِلْأَبِ الثُّلُثَ))

تیرا باپ،سفیان کہتے ہیں:انھوں نے روایت کیا کہ ماں کے لیے نیکی میں سے دو حصے ہیں اور باپ کے لیے ایک۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں ماں کی شان وعظمت بیان ہوئی ہے،مشہور روایت ''ماں کے قدموں تلے جنت ہے'' سخت ضعیف روایت ہے، نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں کا درجہ باپ سے زیادہ ہے۔

[1149]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: ((لِلْأُمِّ الثُّلُثَانِ مِنَ الْبِرِّ وَلِلْأَبِ الثُّلُثُ))

ہم سے حمیدی نے بیان کیا ،وہ فضیل بن عیاض سے، وہ ہشام سے، وہ حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ ماں کو صلہ رحمی میں دو تہائی اور باپ کو ایک تہائی کا حق دار قرار دیا گیا ہے۔

[1150]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: قَبَّحَ اللَّهُ وَجْهَكَ، وَوَجْهَ مَنْ أَشْبَهَ وَجْهَكَ، فَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص تم میں سے یہ نہ کہا کرے کہ( اے فلاں!) اللہ تعالیٰ تیرا چہرہ بدنما کردے اور اس کا بھی جس کا چہرہ تیرے مشابہ ہو، پس یقیناً اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس کی صورت پر پیدا کیا ہے۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی کو ایسی بددعا نہیں دینی چاہیے جس کا تعلق چہرے کے ساتھ ہو،بعض لوگ جب کسی کا عیب بیان کرتے ہیں تو اس کی شکل وصورت کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں، لمبے ناک والا،اونچی پیشانی والا، لمبے دانتوں والا وغیرہ۔ اگر انسان غور کرے تو ان چیزوں کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے، جیسے اس نے چاہا بنا دیا،اس میں کسی کا کوئی کمال نہیں ہے،اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں عیب نکالنا بڑی جرأت اور بہت بڑا جرم

(1149) حسن، مصنف ابن ابی شیبة : 8/ 540۔ البر والصلة لابن المبارك : 8۔ شعب الایمان للبیهقی : 7478 .

(1150) صحیح، الادب المفرد للبخاری: 172۔مسند احمد: 2/ 251۔السنة لابن ابی عاصم: 519۔التوحید لابن خزیمة : 1/ 82، 83۔ الشریعة للآجری ، ص: 314۔اللالكائی فی شرح اصول الاعتقاد : 715۔الاسماء والصفات للبیهقی، ص: 291۔تاریخ بغداد: 2/ 220، 221۔من طریق محمد بن عجلان بهذا الاسناد۔

ہے، ''ہے کوئی اللہ کی مثل کچھ بنانے والا'' کسی انسان کی شکل وصورت میں عیب نکالنا درحقیقت اللہ تعالیٰ پر عیب جوئی ہے۔ اس حدیث میں صرف چہرے کا ذکر ہے، اور اس سے چہرے کا محترم ہونا ثابت ہوتا ہے، جسم کے کسی بھی عضو کو بُرا بھلا نہیں کہنا چاہیے، نیز چہرے پر مارنا بھی منع ہے۔ (صحیح البخاری، صحیح مسلم) "فان اللّٰه خلق آدم علی صورته" سے بعض کا یہ مراد لینا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے، باطل مردود ہے، بلکہ صحیح وہی ہے جو مترجم نے حدیث کا ترجمہ کیا ہے، ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اُس کی صورت پر پیدا کیا ہے۔

[1151]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ؛ فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مارے تو چہرے پر نہ مارے، بلکہ اجتناب کرے پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس کے چہرے اور صورت پر پیدا کیا ہے۔

[1152]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَضْحَكُ اللّٰهُ مِنَ الرَّجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَيَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ جَمِيعًا، يَكُونُ أَحَدُهُمَا كَافِرًا فَيَقْتُلَ صَاحِبَهُ، ثُمَّ يُسْلِمُ فَيُسْتَشْهَدُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہنستا ہے ان دو آدمیوں پر کہ ایک قتل کرتا ہے دوسرے کو، پھر وہ دونوں جنت میں جمع ہوجاتے ہیں، (وہ اس طرح کہ) کافر نے مسلمان کو شہید کر دیا، پھر وہ مسلمان ہو کر شہادت پا گیا۔

---

(1151) صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهى عن ضرب الوجه، حديث: 2612۔مسند احمد: 2/ 244۔ مسند ابى يعلٰى: 6274۔ صحيح ابن حبان: 5605۔الشريعة للآجرى، ص: 314۔سنن الكبرى للبيهقى: 8/ 327۔ من طريق الاعرج عن ابى هريرة۔ صحيح البخارى، كتاب العتق، باب اذا ضرب العبد فليجتنب الوجه، حديث: 2559۔ من طريق آخر عن ابى هريرة۔

(1152) صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب الكافر يقتل المسلم، حديث: 2826۔صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب بيان الرجلين يقتل احدهما الآخر يدخلان الجنة، حديث: 1890۔سنن النسائى، كتاب الجهاد، باب اجتماع القاتل والمقتول فى سبيل الله فى الجنة، حديث: 3167۔ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فيما انكرت الجهمية، حديث: 191۔ مسند احمد: 2/ 244۔مؤطا امام مالك، ص: 293۔التوحيد لابن خزيمة: 2/ 570۔ صحيح ابن حبان: 215۔الشريعة للآجرى، ص: 277۔شرح السنة للبغوى: 2632۔

فائدہ :...... اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''ہنسنا'' ثابت ہوتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہنستے بھی ہیں، لیکن اس کی مثال، کیفیت اور تشبیہ دینا منع ہے، بس ہم یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہنستا ہے "کما یلیق شانه" جس طرح اس کی شان کے لائق ہے۔ نیز اس حدیث میں شہادت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زندگی میں بعض اچھے موڑ بھی آتے ہیں کہ جن پر انسان غور وفکر کر کے اپنے آپ کو راہِ راست پر لا سکتا ہے، اس سے اس کا مقام ومرتبہ بہت اونچا ہو جاتا ہے، اس کی مثال بھی حدیث میں موجود ہے کہ جو کافر آج کسی مسلمان کو شہید کر دیتا ہے، کل کو وہی کافر مسلمان ہوتا ہے اور خود میدان جہاد میں اترتا ہے، اور خود بھی کفار سے لڑتا ہوا شہید ہو جاتا ہے۔

[1153]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی۔

فائدہ :...... اس حدیث میں امیر کی اطاعت کا درس موجود ہے، اور یاد رہے کہ امیر سے مراد ''خلیفۃ المسلمین'' ہے نہ کہ تنظیمی امیر، کلاس اور مدرسہ کا امیر، ویسے ہر اس شخص کی بات تسلیم کرنی چاہیے جس کی بات قرآن وحدیث کے مطابق ہو، وہ گویا اس شخص کی بات نہیں بلکہ قرآن وحدیث کی بات ماننا ہے، ان احادیث کو کاغذی تنظیموں کے امیروں پر فٹ کرنا درست نہیں ہے، اگر خلیفۃ المسلمین قرآن وحدیث کے خلاف بات کرے تو اس کی بات رد کی جا سکتی ہے تو تنظیموں کے عارضی امیر کی بات کیوں نہیں رد کی جا سکتی۔ غلو سے کام لینا منع ہے، قرآن وحدیث کی اتباع میں ہی کامیابی ہے، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون کیا ہے؟ روز قیامت سب کچھ واضح ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کو مضبوطی سے تھامنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

[1154]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص

(1153) صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب يقاتل من وراء الامام ويتقى به، حديث: 2957۔صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فى غير معصية، حديث: 1835۔سنن الكبرى للنسائى: 8728۔مسند احمد: 2/ 244۔مصنف ابن ابى شيبة: 12/ 212۔ مسند ابى يعلٰى: 6272۔صحيح ابن حبان: 4556۔شرح السنة للبغوى: 2477۔

(1154) صحيح البخارى، كتاب المساقاة، باب من قال ان صاحب الماء احق بالماء، حديث: 2353۔صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم بيع فضل الماء، حديث: 1566۔سنن الترمذى، كتاب البيوع، باب فى ⇦⇦

قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُمْنَعُ فَضْلُ مَاءٍ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ))

زائد پانی نہ روکے تاکہ اس کے ذریعے گھاس کم ہو۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں زائد پانی کو روکنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے، جب کوئی زائد پانی مانگے تو اس کو دے دیا جائے تاکہ اس سے گھاس وغیرہ اُگے اور جانوروں کے کام آئے، جب کوئی زائد پانی کو روکے گا اور پانی نہیں دے گا تو گویا وہ گھاس کو اُگنے سے روک رہا ہے۔

**نوٹ**: ......زائد پانی سے مراد وہ پانی ہے جس کے حصول میں کوئی مشقت نہ ہو، اور بغیر پیسوں کے حاصل ہو، موجودہ دور میں موٹر پمپ، ٹربینیں اور انجن کا پانی بڑی مشکل سے حاصل ہوتا ہے، اور ان کا بہت زیادہ بل آتا ہے، اس طرح کے پانی کا مالک اگر کسی کو فری پانی نہ دے تو اس کی مرضی، ایسے شخص پر یہ حدیث فٹ نہیں ہوتی۔ ہاں ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا بہت بڑا عمل ہے، اگر کوئی زمیندار تنگدست ہے، ذاتی موٹر نہیں لگوا سکتا اور نہ ہی بجلی کا بل دے سکتا ہے، تو اس کے ساتھ موٹروں کے مالک کو خصوصی توجہ دینی چاہیے، اور اسے پانی اپنی طاقت کے مطابق فری دینا چاہیے۔

[**1155**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حمیدی نے سفیان سے، انھوں نے ابوزناد سے، انھوں نے اعرج سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔

[**1156**]...... وَابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَثْرَةُ سُؤَالِهِمْ، وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، مَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مجھ سے پوچھنے سے باز رہو، یہاں تک کہ خود ہی بیان کردوں، یقیناً تم سے پہلے کچھ لوگ اس لیے تباہ ہوئے کہ انھوں نے اپنے انبیاء سے بکثرت سوال کیے اور لوگ اختلاف میں پڑ گئے،

⇦⇦ بيع فضل الماء، حديث: 1272- سنن ابن ماجه، كتاب الرهون، باب النهى عن فضل الماء، حديث: 2478- سنن الكبرى للنسائى: 5774- مسند احمد: 2/ 244-مؤطا امام مالك، ص: 458-مسند ابى يعلى: 6257-المنتقى لابن الجارود: 596- سنن الكبرى للبيهقى: 6/ 151-شرح السنة للبغوى: 1668-

(1155) صحيح البخارى، كتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث: 8288- صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب توقيره صلى الله عليه وسلم، حديث: 1337-مسند احمد: 2/ 258- صحيح ابن حبان: 19- مسند ابى يعلى: 6305- من طريق ابى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة.

(1156) صحيح، مسند احمد: 2/ 247- مسند الشافعى: 1/ 19-صحيح ابن حبان: 18-من طريق محمد بن عجلان عن ابيه عن ابى هريرة-

نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ، وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) زَادَ ابْنُ عَجْلَانَ: فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَانَ بْنَ صَالِحٍ ، فَكَانَ يُعْجَبُ بِهَذِهِ الْكَلِمَةِ: ((فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ))

میں جس چیز کی ممانعت کروں تو اس سے رک جاؤ اور جس کا حکم دوں وہ کرو، جو تمھیں طاقت ہو۔ ابن عجلان نے یہ زائد بیان کیا کہ یہ حدیث مجھے ابان بن صالح نے بیان کی، وہ اس کلمے پر تعجب کرتے تھے: تم اپنی استطاعت کے مطابق ان پر عمل کرو۔

فائدہ :...... اس حدیث میں کثرت سوال سے مراد فضول قسم کے سوالات ہیں، اور اس میں وہ فروعی سوالات بھی شامل ہیں جن مسائل کا وجود ابھی تک ہوا ہی نہیں۔ نیز اس حدیث میں قرآن وحدیث سے مخالفت کی وجہ سے ہلاکت کی وعید ہے، کیونکہ انبیاء کی دعوت وحی کے مطابق ہوتی ہے، اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی، لیکن پھر بھی جو اختلاف کرے گویا وہ وحی الٰہی کے ساتھ اختلاف کرتا ہے۔ مقلدین حضرات کھلم کھلی قرآن وحدیث کی مخالفت کرتے نظر آتے ہیں، ان کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں کہ کیوں مخالفت کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ فرائض کی پابندی ہر مکلّف پر ضروری ہے، اور مستحبات ونوافل میں استطاعت کے مطابق عمل کیا جائے۔

[**1157**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قَالَ اللَّهُ: سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ جل شانہ کا قول مبارک ہے: میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔

فائدہ :...... یہ حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب سے پہلے ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ”اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَحِیْمٌ“ کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور اللہ تعالیٰ انسان پر رحمت ہی کرتا ہے۔

﴿وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ (11/ 10)

(1157) صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی قول اللّٰه تعالٰی (وهو الذی یبدأ الخلق ثم یعیده)، حدیث: 3194۔ صحیح مسلم، کتاب التوبة باب فی سعة رحمة اللّٰه تعالٰی، حدیث: 2751۔سنن الکبری للنسائی: 7750۔ مسند احمد: 2/ 242۔مسند ابی یعلٰی: 6281۔ الاسماء والصفات للبیهقی، ص: 416۔شرح السنة للبغوی: 4178۔

''اور اگر اللہ لوگوں پر جلدی سے نقصان واقع کر دیا کرتا، جس طرح وہ فائدے کے لیے جلدی مچاتے ہیں، تو ان کا وعدہ کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا، سو ہم ان لوگوں کو جن کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے، ان کے حال پر چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔'' اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا واضح تذکرہ ہے کہ لوگ عذاب میں جلدی بھی کرتے ہیں لیکن اللہ کی رحمت اس کے غضب پر سابق ہوتی ہے۔

[**1158**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخْنَعَ الْأَسْمَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمَّى بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ)) قَالَ سُفْيَانُ: ((شَاهَانْ شَاهَ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بُرا نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہے کہ کسی انسان کو ملک الاملاک کہا جائے، سفیان کہتے ہیں: اس کا معنی ہے ''شاہان شاہ''

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کا ذکر ہے اور وہ ''ملک الأملاک'' ہے، جسے اُردو میں شہنشاہ کہتے ہیں، یعنی دنیا میں امیر سے امیر آدمی کو بھی شہنشاہ کہنا گناہ ہے، اور شہنشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی صفات میں تاویل، تشبیہ، تکییف اور تعطیل کرنا درست نہیں ہے۔

[**1159**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزْنِي الْمُؤْمِنُ حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مؤمن جب زنا کرتا ہے تو اس وقت مؤمن نہیں ہوتا اور جب چوری کرتا ہے تو اس وقت وہ مؤمن نہیں رہتا، جب شراب پیتا ہے تو پیتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور جب وہ

---

(1158) صحيح البخاری، کتاب الادب، باب ابغض الاسماء الی اللّٰه، حديث: 6205ـ صحيح مسلم، کتاب الآداب، باب تحريم التسمی بملك الاملاك، حديث: 2143ـ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی تغيير الاسم القبيح، حديث: 4961ـ سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ما يكره من الاسماء، حديث: 2837ـ الادب المفرد للبخاری: 817ـ مسند احمد: 2/ 244ـ صحيح ابن حبان: 5835ـ مستدرك للحاكم: 4/ 274ـ سنن الكبری للبيهقی: 9/ 307ـ

(1159) صحيح، مسند احمد: 2/ 43ـ مسند ابی يعلٰی: 6299ـ الايمان لابن منده: 515ـ من طريق ابی الزناد بهذا الاسناد۔ صحيح البخاری، کتاب المظالم، باب النهبی بغير اذن صاحبه، حديث: 2475ـ صحيح مسلم، کتاب الايمان، باب نقصان الايمان بالمعاصی، حديث: 57ـ سنن ابی داود: 4689ـ سنن الترمذی: 2625ـ سنن ابن ماجه: 3936ـ من طريق آخر عن ابی هريرة۔

حِيـنَ يَسْـرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيـنَ يَشْـرَبُهَـا وَهُـوَ مُؤْمِنٌ ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ))

لوٹ مار کرتا ہے تو لوٹتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں کچھ کبیرہ گناہوں کا تذکرہ ہے،اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مومن شخص کبھی کبیرہ گناہ نہیں کرتا،یعنی ایمان کی حالت میں گناہ نہیں کیا جا سکتا،ایمان اور گناہ آپس میں متضاد ہیں،ایمان ہوگا تو گناہ نہیں ہوگا،گناہ ہوگا تو ایمان نہیں ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب مومن گناہ کرتا ہے تو اس سے اس کا ایمان نکل جاتا ہے،جیسا کہ صحیح البخاری میں ہے کہ حضرت عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایمان کیسے نکالا جاتا ہے؟ تو انھوں نے جواباً فرمایا:اس طرح، اور اپنی انگلیوں کے درمیان گرہ لگائی پھر اس کو کھولا ، پس اگر وہ توبہ کر لے تو اس کا ایمان لوٹ آتا ہے۔ ترمذی اور ابوداؤد میں ہے کہ جب زانی زنا کرتا ہے تو اس سے اس کا ایمان نکل جاتا ہے،سائے کی طرح اس کے سر پر رہتا ہے،، جب وہ اس کام سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کا ایمان واپس لوٹ آتا ہے، اسی طرح ہی دوسرے گناہوں کا معاملہ ہے۔

[**1160**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَـالَ: ثـنـا أَبُـو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَذِهِ النَّارُ جُـزْءٌ مِـنْ سَبْـعِيـنَ جُـزْءًا مِنْ نَـارِ جَهَنَّمَ ، فَـضُـرِبَـتْ بِالْمَاءِ مَرَّتَيْنِ ، وَلَوْلَا ذَلِكَ مَا كَانَ فِيهَا مَنْفَعَةٌ لِأَحَدٍ))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دنیا کی آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے،اس آگ کو دوبار پانی سے بجھایا گیا ہے، ورنہ اس سے کوئی بھی فائدہ نہ اٹھا سکتا۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں جہنم کی گرمی کا ذکر ہے کہ دنیا میں تو ہم اس معمولی سی آگ کو برداشت نہیں کر سکتے تو قیامت والے دن اس آگ سے انہتر گنا زیادہ تپش والی آگ میں ہم کیسے سکون حاصل کر سکیں گے؟

---

(1160) صحيح البخاری ، كتاب بدء الخلق ، باب صفة النار وانها مخلوقة ، حديث: 3265۔صحيح مسلم ، كتاب الجنة ، باب جهنم اعاذنا الله منها ، حديث: 2443۔مؤطا امام مالك ، ص: 600۔مسند احمد: 2/ 244۔صحيح ابن حبان : 7363۔ البعث والنشور للبيهقی: 500۔ شرح السنة للبغوی: 4398۔من طريق ابی الزناد بهذاالاسناد۔سنن الترمذی ، كتاب صفة جهنم ، باب ما جاء ان ناركم هذه جزء من سبعين جزء ا ، حديث: 2589۔من طريق همام بن منبه عن ابی هريرة۔

[1161]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ، مَنْ حَفِظَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ناوے اسم مبارک ہیں، ایک کم سو ہیں، جو ان کو حفظ کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا، وہ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ذکر ہے، اور ان کو پڑھنے اور یاد رکھنے کی فضیلت کا بیان ہے، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ اکیلا ہے۔

[1162]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً، يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا، فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَظِلٍّ مَمْدُودٍ﴾ [الواقعة: 30]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے، اگر ایک سوار سو سال تک اس کے سائے میں چلتا ہے تو اس کو طے نہیں کر سکے گا، پڑھو اگر چاہو: وظل ممدود'' اور پھیلے ہوئے سائے۔''

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں جنت کے ایک درخت کا ذکر ہے کہ سو سال سوار چلتا رہے تو اس کا سایہ ختم نہیں ہوگا، یہ تو صرف ایک درخت ہے، اللہ نے تو جنت میں اس سے بھی بڑی بڑی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، دنیا کی نعمتوں کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم ان کو شمار نہیں کر سکتے، تو جنت کی نعمتوں کو انسان کیسے شمار کر سکتا ہے۔

---

(1161) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب لله مائة اسم غیر واحدة، حدیث: 6410۔صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی اسماء اللّٰه الحسنی، حدیث: 2677۔سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: 82، حدیث: 3508۔ سنن الکبری للنسائی: 7659۔مسند احمد : 2/ 258۔کتاب الدعاء للطبرانی: 107۔الاسماء والصفات للبیهقی، ص: 4۔مسند ابی یعلیٰ: 6277۔

(1162) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، بسورة الواقعة، حدیث: 4881۔صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب ان فی الجنة شجرة یسیر الراکب فی ظلها، حدیث: 2826۔مسند احمد: 2/ 257۔صحیح ابن حبان: 8411۔البعث والنشور للبیهقی : 268۔صفة الجنة لابی نعیم : 403۔من طریق ابی الزناد بهذا الاسناد۔سنن الترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی صفة شجر الجنة، حدیث: 2523۔سنن الکبری للنسائی: 11564۔من طریق ابی سعید المقبری عن ابی هریرة۔

[1163]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَجِدُونَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ))

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں میں سب سے زیادہ بدترین دو غلے شخص کو پاؤ گے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں دوزخ والوں کی برائی بیان کی جا رہی ہے کہ دنیا میں تو لوگ کبھی اچھے کو بُرا اور بُرے کو اچھا کہہ دیتے ہیں لیکن یہ بُرے نہیں ہے، حقیقت میں بُرے وہ ہیں جن کو اللہ نے نعمتوں والی جنت کی بجائے صعوبتوں والی جہنم کا وارث بنا دیا۔

[1164]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، وَاقْرَءُ وا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [السجدة: 17]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا قول نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے اسی کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے، تم پڑھو اگر چاہو" پس کوئی نفس نہیں جانتا اس کو جو ہم نے ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان تیار کر رکھا ہے، یہ اس کا اجر ہے جو وہ کرتے تھے۔

**فائدہ** :...... یہ حدیث قدسی ہے، اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے کہ جنت میں

(1163) صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب ذم ذى الوجهين، حديث: 2526۔الادب المفرد للبخارى: 1309۔ سنن ابى داود، كتاب الادب، باب فى ذى الوجهين، حديث: 4872۔مسند احمد: 2/ 245۔مؤطا امام مالك، ص: 607۔ الصمت لابن ابى الدنيا: 276۔ مسند ابى يعلٰى: 6265۔صحيح ابن حبان: 5755۔شرح السنة للبغوى: 3566۔ من طريق ابى الزناد بهذا الاسناد۔صحيح البخارى، كتاب الادب، باب ما قيل فى ذى الوجهين، حديث: 6058۔من طريق ابى صالح عن ابى هريرة۔

(1164) صحيح البخارى، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء فى صفة الجنة، حديث: 3244۔صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب صفة الجنة، حديث: 2824۔سنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة السجدة، حديث: 3197۔مسند ابى يعلٰى: 6276۔صحيح ابن حبان: 369۔من طريق ابى الزناد بهذا الاسناد۔سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب صفة الجنة، حديث: 4328۔سنن الدارمى: 2/ 335۔ مسند احمد: 2/ 466۔من طريق ابى صالح عن ابى هريرة۔

ایسی نعمتیں ہوں گی کہ دنیا میں ان کا وہم وگمان بھی نہیں ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بالکل کمزور پیدا کیا ہے،اس سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے تقویٰ کو ضائع نہیں کرتے،اور اس کو اس کی محنت کا صلہ ضرور دیں گے۔

[1165]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقْتَسِمْ وَرَثَتِي دِينَارًا، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ أَهْلِي، وَمَؤُنَةُ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا تَقْتَسِمْ وَرَثَتِي دِينَارًا))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ورثاء دینار تقسیم نہیں کریں گے، جو چیز میرے اہل وعیال کے نفقہ اور عامل کی اجرت سے بچ رہتا ہے وہ صدقہ ہے اور میرے ورثاء دینار تقسیم نہیں کریں گے۔

[1166]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، وَلَا خُفٍّ وَاحِدٍ حَتَّى يُصْلِحَ الْآخَرَ، وَإِذَا انْتَعَلَ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُسْرَى،

ابو ہریرہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹے تو وہ ایک جوتا پہن کر نہ چلے اور ایک موزہ پہن کر بھی نہ چلے یہاں تک کہ دوسرے کو ٹھیک کرائے اور جب کوئی جوتا پہنے تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور جب جوتا اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا جوتا اتارے، دایاں پاؤں پہلے پہننے والا ہو اور آخر میں

(1165) صحيح البخاری، كتاب الوصايا، باب نفقة القسم للوقف، حديث: 2776۔صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب قول النبی صلی الله عليه وسلم "لانورث ما تركناه صدقة"، حديث: 1760۔سنن ابی داود، كتاب الخراج، باب فی صفايا رسول الله صلی الله عليه وسلم فی الاموال، حديث: 2974۔شمائل ترمذی: 403۔مسند احمد: 2/ 242۔ مؤطا امام مالك، ص: 608۔صحيح ابن خزيمة: 2488۔صحيح ابن حبان: 6610۔سنن الكبری للبيهقی: 6/ 302۔شرح السنة للبغوی: 3838۔

(1166) صحيح البخاری، كتاب اللباس، باب ينزع نعلی اليسری، حديث: 5855۔صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب استحباب لبس النعل فی اليمين اولا، حديث: 2097۔سنن ابی داود، كتاب اللباس، باب فی الانتعال، حديث: 4136۔ سنن الترمذی، كتاب اللباس، باب ما جاء فی كراهية المشی فی النعل الواحدة، حديث: 1774۔ شمائل ترمذی: 81، 82۔مؤطا امام مالك، ص: 563۔بذكر الشطر الاول۔ صحيح البخاری، كتاب اللباس، حديث: 5856۔سنن ابی داود: 4129۔سنن الترمذی: 1779۔شمائل ترمذی: 84۔ مسند احمد: 2/ 465۔ مؤطا امام مالك، ص: 563۔بذكر الشطر الثانی۔

وَلْتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُمَا تَنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُحْفِى)) ننگا ہونے والا ہو۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں ایک جوتا پہن کر چلنے سے منع کیا گیا ہے، اور موزہ اور جوتا پہنتے وقت دائیں طرف کا خیال رکھنا چاہیے، جیسا کہ اور احادیث میں بھی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ: "يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطَهُورِهِ وَفِي شَانِهِ كُلِّهِ" اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی بڑی عزت رکھی ہے، کہ ایک پاؤں کے ساتھ وہ نہ چلے، بلکہ دونوں پاؤں کے ساتھ چلے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر اچھا کام دائیں طرف سے اور ہر بُرا کام بائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے۔

[1167]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا تَعْجَبُوا كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ، وَلَعْنَهُمْ يَشْتُمُونَ مُذَمَّمًا، وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا، وَأَنَا مُحَمَّدٌ ﷺ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمھیں تعجب نہیں ہوتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے قریش والوں کی گالیاں اور لعن وطعن کو کیسے پھیرتا ہے؟ وہ کسی مذمم کو گالی دیتے ہیں اور کسی مذمم پر لعنت کرتے ہیں اور میں محمد ﷺ ہوں۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کو گالی دی جائے، اس کو گالی سے کچھ فرق نہیں پڑتا، بلکہ گالی دینے والے کو گناہ ملتا ہے، اور گالی دینا مطلقاً حرام ہے، اور گالی شیطان اور کسی جانور کو بھی دینا منع ہے، افسوس کہ آج ہر بات کے ساتھ گالی دی جاتی ہے، لوگوں کو اس پر ڈانٹنا چاہیے، اور خود گالی پر کنٹرول رکھیں۔

[1168]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت اور جہنم میں باہم جھگڑا ہوا، جہنم نے کہا: میرے اندر بڑے

(1167) صحيح البخاری، كتاب المناقب، باب ما جاء فی اسماء النبی صلی اللّٰه عليه وسلم، حديث: 3533۔ سنن النسائی، كتاب الطلاق، باب الابانة والافصاح بالكلمة الملفوظ بها، حديث: 3468۔مسند احمد: 2/ 244۔سنن الكبرى للبيهقی: 8/ 252۔دلائل النبوة للبيهقی: 1/ 152۔

(1168) صحيح البخاری، كتاب التوحيد، باب ما جاء فی قول اللّٰه تعالىٰ(ان رحمة اللّٰه قريب من المحسنين)، حديث: 7449۔ صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب النار يدخلها الجبارون، حديث: 2846۔سنن الكبرى للنسائی: 7693۔ الادب المفرد للبخاری: 554۔مسند ابی يعلىٰ: 6290۔صحيح ابن حبان: 7477۔الشريعة للآجری، ص: 391۔ الاسماء والصفات للبيهقی، ص: 158۔من طريق الاعرج عن ابی هريرة۔مسند احمد: 2/ 276، 450۔ سنن الترمذی: 2561۔من طرق اخرى عن ابی هريرة۔

هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتْ هَذِهِ: يَدْخُلُنِي الْجَبَّارُونَ، وَالْمُتَكَبِّرُونَ، وَقَالَتْ هَذِهِ: يَدْخُلُنِي الضُّعَفَاءُ وَالْمَسَاكِينُ، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهَذِهِ: أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَقَالَ لِهَذِهِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، قَالَ سُفْيَانُ: وَأَرَى فِيهِ: وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا

بڑے طاقت ور اور متکبر داخل ہوں گے اور جنت نے کہا: میرے اندر کمزور اور مساکین داخل ہوں گے، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے آگ!) تو میرا عذاب ہے تیرے ذریعے عذاب دوں گا جس کو چاہوں گا، اور جنت کو فرمایا: تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعے رحم کروں گا جس پر میں چاہوں گا،سفیان نے کہا: اس حدیث میں گمان ہے کہ یہ الفاظ بھی ہیں: اور جنت وجہنم تم ہر دو کو بھرنے کا سامان ہوگا۔

فائدہ : ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنت وجہنم کا وجود ہے،اس حدیث میں منکرین آخرت کی تردید ہے،اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی نے جنت میں جانا ہے تو اللہ کی رحمت کے ساتھ جانا ہے،جہنم میں جانا ہے تو اللہ کے غضب کے ساتھ جانا ہے۔اللہ ہمیں جہنم سے بچا کر جنت کا وارث بنائے،آمین۔

[1169]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، وَهُوَ مُتَّكِءٌ عَلَى يَدَيَّ فِي الطَّوَافِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ، أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ، فَقُلِّصَ عَنْهُ حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ، فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْهُ))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی سائے میں ہو اور اس پر سے سایہ ڈھل جائے اور اس کا بعض جسم دھوپ میں اور بعض سائے میں ہو تو اس جگہ سے ہٹ جائے۔

فائدہ : ...... اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ایک حکم ہے کہ آدمی کا جسم سائے اور دھوپ دونوں جگہ میں نہیں ہونا چاہیے، بلکہ یا تو اس کا پورا جسم سائے میں ہو یا سارا جسم دھوپ میں ہو۔

[1170]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم

(1169) صحیح ، سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الجلوس فی الظل، حدیث: 4821۔سنن الکبری للبیھقی: 2/ 236، 237۔ من طریق سفیان بهذا الاسناد۔مسند احمد: 2/ 382۔من طریق محمد بن المنکدر عن ابی هریرة۔
(1170) الادب المفرد للبخاری: 942۔صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب تشمیت العاطس، حدیث: 2994۔سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی کراهیة التثاؤب فی الصلاة، حدیث: 370۔مسند احمد : 2/ 242۔ صحیح ابن خزیمة: 920۔صحیح ابن حبان: 2357۔ مسند ابی یعلٰی: 6456۔سنن الکبری للبیھقی: 2/ 289۔ من طریق ⇦⇦

قَالَ: ثنا الْعَلَاءُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَثَاوَبَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَكْظِمْ، أَوْ لِيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ))

میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ منہ بند رکھے یا منہ پر ہاتھ رکھ لے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب جمائی آئے تو اس کو روکنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

[1171]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، ((أَنَّ رَجُلًا مَرَّ بِغُصْنٍ مِنْ شَوْكٍ فَرَفَعَهُ عَنِ الطَّرِيقِ، فَغُفِرَ لَهُ)) وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: ((فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی خاردار شاخ کے پاس سے گزرا تو اس نے وہ کانٹے دار شاخ راستہ سے اٹھا کر پھینک دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدردانی فرما کر اس آدمی کو بخش دیا۔

**فائدہ** :......اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفت غفور الرحیم کی اصل شکل بیان کی گئی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو معاف کرنے کے مواقع فراہم کرتا ہے، اللہ چاہے تو کسی انسان کو چھوٹے سے چھوٹے عمل کی وجہ سے معاف فرما دے، اور جس کو چاہے چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے پوری زندگی کے اعمال کو تباہ و برباد کر کے اس کو جہنم رسید کر دے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کسی کے اعمال کو ضائع نہیں کرتے، الّا یہ کہ انسان خود اپنے اعمال کو ریاکاری، سنت کی مخالفت، نیت کی خرابی، عقائد کی خرابی اور حرام کمائی کی وجہ سے ضائع کر لے۔

[1172]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

عکرمہ کہتے ہیں: کیا میں تمھیں وہ چھوٹی باتوں کی خبر نہ دوں

⇦⇦ العلاء عن ابيه عن ابى هريرة۔ صحيح البخارى، كتاب الادب، باب اذا تثاء ب فليضع يده على فيه، حديث: 6226۔ سنن ابى داود: 5028۔ من طريق سعيد بن ابى سعيد عن ابيه عن ابى هريرة۔

(1171) صحيح البخارى، كتاب المظالم، باب من اخذ الغصن وما يؤذى الناس، حديث: 2472۔ الادب المفرد: 229۔ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل ازالة الاذى عن الطريق، حديث: 127/ 1914۔ سنن ابى داود، كتاب الادب، باب فى اماطة الاذى عن الطريق، حديث: 5245۔ سنن الترمذى، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فى اماطة الاذى من الطريق، حديث: 1958۔ سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب اماطة الاذى عن الطريق، حديث: 3682۔ مسند احمد: 2/ 341۔ صحيح ابن حبان: 540۔ شعب الايمان للبيهقى: 11167۔

(1172) صحيح البخارى، كتاب الاشربة، باب الشرب من فم السقاء، حديث: 5626۔ سنن ابن ماجه، كتاب الاشربة، باب الشرب من فى السقاء، حديث: 3420۔ مسنداحمد: 2/ 247۔ سنن الدارمى: 2124۔ مستدرك ⇦⇦

قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ، قَالَ: أَلا أُخْبِرُكُمْ بِأَشْيَاءَ قِصَارٍ سَمِعْنَاهَا مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ))

جو میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے کے منہ پر منہ رکھ کر پینے سے منع کیا ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی بڑے برتن مثلاً گھڑا، پتیلہ غرض کہ ہر بڑے برتن کے ساتھ منہ لگا کر پانی نہیں پینا چاہیے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ پانی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

[1173]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: يَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَاللَّهِ الْمَوْعِدُ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا أَصْحَبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى مَلْءِ بَطْنِي، وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ، وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَإِنِّي شَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَجْلِسًا وَهُوَ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ: ((مَنْ يَبْسُطُ رِدَاءَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي، ثُمَّ يَقْبِضَهُ إِلَيْهِ، فَلَا يَنْسَى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي؟))، فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ حَتَّى إِذَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ مَقَالَتَهُ قَبَضْتُهَا إِلَيَّ، فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ

ابو ہریرہ نے فرمایا: لوگ گمان کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ کس طرح رسول اللہ ﷺ کی احادیث بکثرت بیان کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے، میں ایک مسکین آدمی تھا، اپنا پیٹ خالی رکھ کر رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہتا تھا۔ انصار کو ان کے مال کی نگرانی کرنا پڑتی تھی اور مہاجرین کو بازاروں میں خرید و فروخت کا شغل مصروف رکھتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں رہتا تھا، اتفاقاً ایک دفعہ کلام فرما رہے تھے کہ آپ نے فرمایا: کون اپنی چادر بچھاتا ہے اس وقت تک کہ میں اپنی بات پوری کر لوں؟ پھر وہ چادر کو اپنی طرف ملا کر قبض کر لے تو وہ جو کچھ مجھ سے سنے گا کبھی نہیں بھولے گا، پس میں نے اپنی چادر بچھا دی جو میرے اوپر تھی، یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ نے اپنی گفتگو ختم کی تو چادر کو میں نے اپنے ساتھ قبض کیا، پس قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ

⇦⇦ للحاكم : 4/ 140۔ شرح معاني الآثار للطحاوي : 4/ 276۔سنن الكبرى للبيهقي: 6/ 68۔

(1173) صحيح البخاري، كتاب العلم، باب حفظ العلم، حديث: 118۔صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابى هريرة رضي الله عنه، حديث: 2492۔سنن ابن ماجه، المقدمة، باب من سئل عن علم فكتمه، حديث: 262۔ سنن الكبرى للنسائي: 5868۔ مسند احمد: 2/ 240۔مسند ابى يعلى: 6248۔العلم لابى خيثمة: 96۔جامع بيان العلم لابن عبدالبر: 1/ 6۔

مَـا نَسِيـتُ شَيْئًا بَعْدُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ ، قَالَ سُفْيَانُ: قَـالَ الْـمَسْـعُـودِيُّ: وَقَامَ آخَرُ فَبَسَطَ رِدَاءَ هُ، فَـقَـالَ الـنَّبِـيُّ ﷺ: ((سَبَـقَكَ بِهَـا الْـغُلَامُ الدَّوْسِيُّ))

مبعوث کیا کہ میں نے اس کے بعد جو کچھ بھی آپ سے سنا ہے اس کو کبھی نہیں بھولا ہوں۔ سفیان نے کہا: مسعودی کا قول ہے کہ پھر ایک شخص اٹھا اور اس نے چادر بچھائی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: بنو دوس کا یہ لڑکا تیرے اوپر سبقت لے گیا ہے۔

**فائدہ**: ...... اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ احادیث سے بڑی محبت کرتے تھے، اور انھوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، ان کو نبی کریم ﷺ سے بڑی محبت تھی، اس لیے ہمیشہ نبی کریم ﷺ کے پاس رہتے اور احادیث سنتے تھے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک طالب علم کو تعلیم کی تمام رکاوٹوں کو پس پشت ڈالنا چاہیے، اور ہمیشہ استاذ کے ساتھ چمٹے رہنا چاہیے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسکینی علم کے سامنے رکاوٹ نہیں ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مال کو سنبھال کر اس کو اللہ کے سپرد کرنا چاہیے، اور اس کی نگرانی بھی کرنی چاہیے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خرید وفروخت (تجارت) سنت ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کاروبار کے ساتھ انسان علم حاصل کر سکتا ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک استاذ کو شاگرد کے لیے کھلا وقت نکالنا چاہیے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ استاذ کو ہر وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس سے طلباء کو سمجھ آجائے، اور ہمیشہ طلباء کے لیے دعا کرتے رہنا چاہیے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قسم صرف اللہ کی کھانی چاہیے، اگر رسول کی قسم کھانی جائز ہوتی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ضرور رسول اللہ ﷺ کی قسم کھاتے۔

[**1174**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنـا أَيُّـوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيـرِيـنَ، قَالَ: اخْتَلَفَ الرِّجَالُ فِي الرِّجَالِ، وَالـنِّسَـاءِ، أَيُّهُـمْ فِـي الْـجَـنَّةِ أَكْثَـرُ؟ فَأَتَوْا أَبَا هُـرَيْـرَةَ، فَسَأَلُوهُ، فَقَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: أَوَّلُ زُمْـرَةٍ مِـنْ أُمَّتِـي يَـدْخُـلُـونَ الْجَنَّةَ عَلَى

محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں: لوگ آپس میں اس بات میں اختلاف کر رہے تھے کہ جنت میں مرد زیادہ جائیں گے یا عورتیں؟ پھر وہ ابو ہریرہ کے پاس حاضر ہوئے، اور ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: پہلی جماعت میری امت سے جو جنت میں داخل ہوگی ان کی صورت اور جمال چودھویں کے

(1174) صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب اول زمرة تدخل الجنة على صورة القمر، حديث: 2834۔ مسند احمد: 2/ 230۔سنن الدارمی: 2835۔مصنف عبدالرزاق: 20879۔صفة الجنة لابی نعیم: 244۔تاریخ بغداد للخطیب: 9/ 87۔

صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَضْوَأَ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: دُرِّءٍ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ اثْنَتَانِ يُرَى مُخُّ سَاقَيْهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ، وَمَا فِي الْجَنَّةِ عَزَبٌ

چاند کی مانند ہوگا، جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کی روشنی آسمان میں چمکتے ستارے کی مثل ہوگی، ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی، ان کی دو پنڈلیوں کا مغز گوشت کے اندر سے نظر آئے گا اور جنت میں کوئی مرد بیوی کے بغیر نہ ہوگا۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت میں بھی درجے ہوں گے، زیادہ تقویٰ والے کو اچھا درجہ اور کم تقویٰ والے کو کم درجہ ملے گا، چونکہ جنت میں نوجوان لوگ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بیویوں کا بندوبست فرمایا ہوا ہے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کا کم سے کم حسن اور نعمتیں دنیا کے زیادہ سے زیادہ حسن اور نعمتوں سے بڑھ کر ہوں گے۔ دنیا میں ہم زیادہ دیر تک سورج یا چاند کو نہیں دیکھ سکتے لیکن جنت میں کسی کا حسن سورج سے بڑھ کر اور کسی کا چاند سے بڑھ کر اور کسی کا ستاروں سے بڑھ کر ہوگا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ آنکھوں کو بھی جنت میں اس سے کہیں زیادہ طاقت دے گا کہ وہ سورج، چاند وستارے جیسے حسن کو تادیر دیکھتی رہیں۔

[**1175**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَسَمَّوْا بِاسْمِي، وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو مگر میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے نام پر نام یعنی محمد احمد یا اکیلا محمد یا اکیلا احمد نام رکھنا درست ہے، کیونکہ ان کے معنی تعریف کے ہیں، لیکن کوئی ابو القاسم کنیت نہیں رکھ سکتا، کیونکہ جب وہ یہ کنیت رکھے گا تو احتمال واقع ہو جائے گا، لیکن آپ ﷺ کی وفات کے بعد ابو القاسم کنیت رکھنا درست ہے۔

[**1176**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم

(1175) صحيح البخاری، كتاب الادب، باب قول النبی ﷺ "سموا باسمی ولا تكنوا بكنيتی"، حديث: 6188۔ صحيح مسلم، كتاب الآداب، باب النهی عن تكنی بابی القاسم، حديث: 2134۔سنن ابی داود، كتاب الادب، باب فی الرجل يتكنی بابی القاسم، حديث: 4965۔سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب الجمع بين اسم النبی ﷺ وكنيته، حديث: 3735۔مسند احمد: 2/ 248۔سنن الدارمی: 2696۔مصنف ابن ابی شيبة: 8/ 671۔سنن الكبری للبيهقی: 9/ 308۔

(1176) صحيح البخاری، كتاب التعبير، باب القيد فی المنام، حديث: 7017۔صحيح مسلم، كتاب الرؤيا، ⇦⇦

قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَلَا يُخْبِرْ بِهَا أَحَدًا، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ))

میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اس کو ناپسند ہو تو وہ دو رکعات پڑھے اور اپنا خواب کسی انسان سے بیان نہ کرے، تو وہ خواب اس کو کوئی ضرر نہیں دے گا۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اور اچھے بندے کو بھی گندے سے گندے خواب آ جاتے ہیں، کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ واقعہ ضرور پیش آیا ہوگا، تب آپ نے ایسے خوابوں کے بارے میں ارشادات جاری فرمائیں ہوں گے، اور صحابہ سے بڑھ کر کوئی نیک نہیں ہوسکتا، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کو یاد کرنے سے برائی جاتی رہتی ہے، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بُرا خواب تعبیر بتانے والے کے علاوہ کسی کو نہیں بتانا چاہیے۔

[1177]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْخُرَاسَانِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کعبہ شریف کو (آخر زمانے میں) چھوٹی چھوٹی ٹانگوں والے حبشی منہدم کر دیں گے۔

فائدہ: ...... قیامت کی نشانیاں دو طرح کی ہوتی ہیں، صغریٰ، کبریٰ، یعنی چھوٹی اور بڑی، چھوٹی نشانیاں تو بے شمار واقع ہو چکی ہیں، اور کچھ بڑی نشانیاں ہیں، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، خروج دجال وغیرہ، ان میں سے ایک یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی کعبۃ اللہ کو منہدم کر دے گا۔

⇦⇨ باب فی کون الرؤیا من اللّٰہ، حدیث: 2263۔ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب ماجاء فی الرؤیا، حدیث: 5019۔سنن الترمذی، کتاب الرؤیا، باب ان رویا المؤمن جزء من ستة واربعين جزئا من النبوة، حدیث: 2270۔سنن ابن ماجه، کتاب تعبیر الرؤیا، باب الرؤیا ثلاث، حدیث: 3906۔سنن الکبری للنسائی : 7654۔عمل الیوم واللیلة للنسائی: 910۔ مسند احمد: 2/ 269۔سنن الدارمی: 2149، 2153۔مصنف عبدالرزاق : 20352۔مستدرك للحاكم: 4/ 390۔

(1177) صحیح البخاری، کتاب الحج، باب قول اللّٰہ تعالیٰ (جعل اللّٰہ الکعبة البیت الحرام)، حدیث: 1591۔ صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل، حدیث: 2909۔سنن النسائی، کتاب مناسك الحج، باب بناء الکعبة، حدیث: 2907۔ مسند احمد : 2/ 310۔مصنف ابن ابی شیبة: 15/ 47۔ صحیح ابن حبان: 6751۔سنن الکبری للبیهقی: 4/ 340۔شرح السنة للبغوی : 2008۔

[1178]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُوشِكُ أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ آبَاطَ الْمَطِيِّ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَلا يَجِدُونَ عَالِمًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب لوگ اپنی سواری لے کر دور دراز سے علم کی تلاش میں نکلیں گے تو ان کو مدینہ منورہ کے عالم سے زیادہ علم والا کوئی نہیں ملے گا۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم قیامت تک چلتا رہے گا، اور علم کے طالب دور دراز کا سفر کرتے رہیں گے، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مدینہ منورہ علم کا سرچشمہ تھا، ہے اور رہے گا۔

[1179]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَيْصِنٍ السَّهْمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ [النساء: 123] شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَارِبُوا وَسَدِّدُوا، وَأَبْشِرُوا، فَإِنَّ كُلَّ مَا أَصَابَ الْمُسْلِمَ كَفَّارَةٌ لَهُ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا وَالنَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''جو بدی کرے گا اس کو اپنے کیے کی سزا ملے گی۔'' تو مسلمانوں پر یہ امر بڑا شاق گزرا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب رہو، سیدھے رہو اور بشارت پر بھی نگاہ رکھو، مسلمان کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ کانٹا جو اس کو چبھتا ہے اور وہ ٹھوکر جو اس کو لگتی ہے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے، اس کو اس کی سزا ضرور ملتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کو اگر تکلیف ہو تو

(1178) اسناده ضعيف، ابن جریج اور ابوالزبیر دونوں مدلس راوی ہیں اور تصریح بالسماع ثابت نہیں ہے۔ سنن الترمذی، كتاب العلم، باب ما جاء فی عالم المدينة، حديث: 2680۔ مسند احمد: 2/ 299۔ سنن الكبرى للنسائی: 4291۔ صحيح ابن حبان: 3736۔ سنن الكبرى للبيهقی: 1/ 386۔ تاريخ بغداد: 5/ 306، 307۔ مستدرك للحاكم: 1/ 90، 91۔

(1179) صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض، حديث: 2574۔ سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة النساء، حديث: 3041۔ سنن الكبرى للنسائی: 11122۔ مسند احمد: 2/ 248۔ مصنف ابن ابی شيبة: 3/ 229، 230۔ تاريخ الكبير للبخاری: 1/ 211۔ سنن الكبرى للبيهقی: 3/ 373۔

اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرماتے ہیں،اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تکلیف کے وقت اللہ کے انعامات پر نظر رکھنی چاہیے،اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ مومن بندے کو ایک کانٹے کے برابر بھی تکلیف نہیں دینا چاہتے۔

[1180]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنِ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعِزَّةُ إِزَارِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا أَلْقَيْتُهُ فِي النَّارَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کبریائی اور بڑائی میری چادر ہے اور عزت میری ازار ہے تو جو شخص ان دو میں سے کسی ایک میں مجھ سے جھگڑا کرے گا اور میرا شریک بننے کی کوشش کرے گا تو میں اس کو آگ میں ڈال دوں گا۔

**فائدہ:** ...... یہ حدیث قدسی ہے، کبریائی اور بڑائی اللہ تعالیٰ کی چادر ہے، جو تکبر کرتا ہے، گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی چادر کو ہاتھ ڈالا ہے، انسان اللہ کے مقابلے میں بالکل حقیر ہے، انسان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ تکبر کرے۔

[1181]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: سَعْدٌ الطَّائِيُّ أَبُو مُجَاهِدٍ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ وَأَنَا غُلَامٌ، عَنْ أَبِي مُدِلَّةٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ كَانَتْ قُلُوبُنَا عَلَى حَالٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ كَانَتْ عَلَى غَيْرِ تِلْكَ الْحَالِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُمْ إِذَا خَرَجْتُمْ مِنْ عِنْدِي مِثْلَكُمْ إِذَا كُنْتُمْ عِنْدِي، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ)) قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِنَاءُ الْجَنَّةِ لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! جب ہم آپ ﷺ کی مجلس میں ہوتے ہیں تو ہمارے دل ایک عمدہ حال میں ہوتے ہیں اور جب ہم آپ ﷺ کی مجلس سے چلے جاتے ہیں تو ہمارے دل کی کیفیت اس حالت کے برعکس ہوتی ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میری مجلس سے چلے جانے کے بعد بھی اسی حالت پر رہو جیسا کہ میری مجلس میں تمھارے دل کی کیفیت ہوتی ہے تو تم سے فرشتے مصافحہ کریں گے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کی

(1180) صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الكبر، حديث: 2620 مختصراً۔ سنن ابی داود، كتاب اللباس، باب ما جاء فی الكبر، حديث: 4090۔ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع، حديث: 4174۔ مسند احمد: 2/ 248۔ مصنف ابن ابی شيبة: 9/ 89۔ الزهد لهناد: 825۔ مسند اسحاق بن راهويه: 285۔ شرح السنة للبغوی: 3593۔ الادب المفرد للبخاری: 552۔ عند البخاری فی الادب ومسلم من طريق ابی مسلم الاغر عن ابی سعيد الخدری رضي الله عنه وابی هريرة۔

(1181) صحيح، سنن الترمذی، كتاب الدعوات، باب فی العفو والعافية، حديث: 3598۔ سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، حديث: 1752۔ مسند احمد: 2/ 305۔ سنن الدارمی: 2824۔ صحيح ابن خزيمة: 1901

وَلَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ، وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ، وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالزَّبَرْجَدُ وَالْيَاقُوتُ)) وَذَكَرَ حَدِيثًا فِيهِ طُولٌ

عمارتیں ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ چاندی سے بنائی گئی ہیں اور گارا نہایت خوشبو دار کستوری کا لگایا گیا ہے اور اس کی کنکریٹ موتی زبرجد اور یاقوت کی ہیں، اور انھوں نے ایک طویل حدیث ذکر کی۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دلوں کی کیفیت بدلتی رہتی ہے، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کم یا زیادہ ہوتا رہتا ہے، ہمیشہ انسان کو اچھے ماحول میں رہنا چاہیے، تاکہ اس کا دل ایمان کی مٹھاس سے لبریز رہے، اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ہمیشہ ایمان سے رہتا ہے، اچھی بات کرتا ہے، تو فرشتے بھی اس کو پسند کرتے ہیں، اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سونا، چاندی اور کستوری بہت قیمتی چیزیں ہیں، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مجلس اکٹھی کر کے دینی باتیں سمجھنی سمجھانی چاہئیں۔

[1182]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا، خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سَلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانَ، فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا الَّذِي قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ، فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ، وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هَكَذَا بَعْضُهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ، وَوَصَفَ سُفْيَانُ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ، قَالَ: فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ، فَيُلْقِيهَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا آسمان پر فیصلہ صادر کرتے ہیں تو فرشتے اللہ تعالیٰ کی بات کے خوف سے اپنے پر ہلاتے ہیں، گویا چٹان پر انجیر پڑ رہی ہو، جب ان کے دل سے خوف چلا جاتا ہے تو وہ (بڑے فرشتوں سے) پوچھتے ہیں: تمھارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں: جو فرمایا وہی حق ہے اور وہ بلند ذات اور بڑائی والا ہے، فرشتوں کی ان باتوں کو جو چوری سننے والے سنتے ہیں، پھر چوری سننے والے بعض بعض کے اوپر چڑھے ہوتے ہیں، سفیان ان کے بعض پر بعض کے چڑھنے کی کیفیت بیان کرتے ہیں اور کہا کہ ان فرشتوں کے کلام سے کوئی کلمہ جب کوئی چوری چوری سننے

(1182) صحيح البخاری، كتاب التفسير، باب سورة سبا، حديث: 4800۔خلق افعال العباد: 60۔ سنن ابی داود، كتاب الحروف، حديث: 3989۔ سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة سبا، حديث: 3223۔سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فيما انكرت الجهمية، حديث: 194۔ صحيح ابن حبان: 36۔دلائل النبوة للبيهقی: 2/ 235، 236۔ التوحيد لابن خزيمة، ص: 147۔الايمان لابن منده: 700۔

إِلَى مَنْ تَحْتَهُ، ثُمَّ يُلْقِيهَا الْآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ، ثُمَّ يُلْقِيهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ، فَرُبَّمَا أَدْرَكَهُ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا، وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ، فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ، فَيُقَالُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا لِلْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ، فَيَصْدُقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ

والا سن لیتا ہے تو وہ اپنے سے نیچے والے کو سناتا ہے، پھر وہ اپنے نیچے والے کو، یہاں تک کہ وہ کسی جادوگر یا کاہن کی زبان پر جاری کرتا ہے، کبھی تو کلام چور کو شعلہ اس کے سنانے سے پہلے آ پہنچتا ہے اور کبھی وہ ماتحت کو سنا چکا ہوتا ہے تو ساحر و کاہن اس ایک بات میں سو جھوٹ ملا کر بیان کرتا ہے، پھر لوگ کہتے ہیں: فلاں دن اس نے یہ کہا تھا اور ایسا ہی ہوا اور یہ ہوا اور وہ ہوا، دراصل وہ ایک سچی ثابت ہونے والی بات تو وہی ہوتی ہے جو آسمان کے فرشتوں سے سنی گئی ہے اور اس کی وجہ سے ساحر و کاہن کی دوسری باتیں لوگوں کے درمیان تسلیم ہو جاتی ہیں۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا ثابت ہوتا ہے، اس پر ہمارا ایمان ہے، اس کی کیفیت کو ہم نہیں جانتے، نیز اس حدیث میں فرشتوں کا آپس میں بات کرنا بھی ثابت ہوتا ہے، نیز شیطانوں کی اسلام سے دشمنی کی انتہا ثابت ہوتی ہے، کہ ظالم شیطان اللہ تعالیٰ کی باتیں معلوم کرنے کی خاطر کتنی کوشش کرتے ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ کاہن و جادوگر شیطان کی پیروی کرتے ہیں، اور یہ شیطان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں، ان کی گمراہیاں امت مسلمہ پر بالکل واضح ہو چکی ہیں، افسوس کہ لوگ پھر بھی ان شیطانوں کے ساتھ غلط مقاصد کی غرض سے چمٹے ہوئے ہیں۔

[**1183**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُبَابِ سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى، يَقُولُونَ: يَثْرِبُ، وَهِيَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس بستی کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ملا ہے جو دوسری بستیوں کو کھا جائے گی، لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے، وہ لوگوں کو اس طرح صاف کر دیتی ہے اور ناپاک کو نکال دیتی ہے جیسا کہ بھٹی لوہے کی میل صاف کر دیتی ہے۔

(1183) صحيح البخاری، كتاب فضائل المدينة، باب فضل المدينة، حديث: 1871۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب المدينة تنفی شرارها، حديث: 1832۔مسند احمد: 2/ 247۔مؤطا امام مالك، ص: 545۔سنن الكبرى للنسائی: 11399۔ مصنف عبدالرزاق: 1716۔شرح مشكل الآثار للطحاوی: 2/ 332۔صحيح ابن حبان: 3733۔ مسند ابی يعلٰی: 6374۔

الْـمَـدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ ، كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ

**فائدہ**: ......اس حدیث سے مدینہ منورہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، پہلے اس کا نام ''یثرب'' تھا، یاد رہے کہ مکہ مدینہ سے مجموعی فضائل کے اعتبار سے افضل ہے۔ بعض جھوٹی روایات میں مدینہ مدینہ کہنے کی فضیلت آئی ہے، حالانکہ وہ سخت ترین ضعیف ہیں۔ اے اللہ! راقم کو اور اس کے اہل خانہ کو مکہ یا مدینہ میں مستقل جگہ نصیب فرما، اور اپنے دین کی خدمت کا موقع میسر فرما، بے شک تو دعاؤں کو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

[**1184**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَـالَ: ثـنـا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُـرَيْـرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَزَالُ الـنَّاسُ يَتَسَاءَ لُونَ حَتَّى يَقُولُوا: هَذَا اللّٰهُ خَلَقَ كُـلَّ شَـيْءٍ ، فَـمَـنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ قَالَ: فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَقُلْ: آمَنَّا بِاللّٰهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ ہمیشہ سوالات کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے: یہ تمام اشیاء اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں، تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جب تم میں سے کسی آدمی کے خیالات اس حد تک چلے جائیں تو وہ کہے: میں اللہ پر ایمان لایا۔

**فائدہ**: ...... ایک دوسرے سے شرعی سوالات کرنا درست ہے، لیکن ایسے سوالات جو انسان کو کفر تک پہنچا دیں، ان کا کرنا درست نہیں ہے، اللہ رب العزت خالق ہیں، اور قرآن مجید اس کی صفت اور کلام ہے، باقی سب اس کی مخلوق ہیں۔ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، نہ اس کی ابتداء ہے اور نہ ہی انتہا ہے، شیطان غلط باتیں زبان سے نکلوا دیتا ہے، اگر بسا اوقات شیطانی بات زبان سے نکل جائے تو فوراً کہنا چاہیے، اعوذ باللّٰه من الشيطن الرجيم اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق شیطان کوئی وسوسہ ڈال دے تو فوراً ''آمنا باللّٰه'' کہنا چاہیے۔

[**1185**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس

(1184) صحيح البخاري ، كتاب بدء الخلق ، باب صفة ابليس وجنوده ، حديث: 3278۔صحيح مسلم ، كتاب الايمان ، باب في الامر بالايمان والاستعاذة عند وسوسة الشيطان۔حديث: 134۔ سنن ابى داود ، كتاب السنة ، باب في الجهمية ، حديث: 4721۔عمل اليوم والليلة للنسائى : 662۔مسند احمد: 2/ 331۔صحيح ابى عوانة: 1/ 82۔ كتاب الدعاء للطبراني: 1267۔السنة لابن ابى عاصم : 651۔ الايمان لابن منده: 352۔شرح السنة للبغوى: 61۔

(1185) صحيح البخارى ، كتاب الزكاة ، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب ، حديث: 1014۔سنن الترمذى ، كتاب الزكاة ، باب ما جاء فى فضل الصدقة ، حديث: 661۔سنن النسائى ، كتاب الزكاة ، باب الصدقة من غلول ، حديث: 2526۔سنن ابن ماجه ، كتاب الزكاة ، باب فضل الصدقة ، حديث: 1842۔مسند احمد: 2/ 418۔ ⇦⇦

قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ عَبْدٍ يَتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا طَيِّبًا، وَلَا يَصْعَدُ إِلَى السَّمَاءِ إِلَّا طَيِّبٌ، فَيَضَعُهَا فِي حَقٍّ، إِلَّا كَانَ كَأَنَّمَا يَضَعُهَا فِي يَدِ الرَّحْمٰنِ، فَيُرَبِّيهَا لَهُ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فُلُوَّهُ، أَوْ فَصِيلَهُ، حَتَّى إِنَّ اللُّقْمَةَ أَوِ التَّمْرَةَ لَتَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلَ الْجَبَلِ الْعَظِيمِ)) وَقَرَأَ: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ﴾

ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! جب کوئی مومن بندہ پاک کمائی سے صدقہ دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ صرف پاک کمائی کو ہی قبول کرتے ہیں، اور آسمان کی طرف بھی صرف پاک چیز ہی چڑھتی ہے، وہ حق کی جگہ پر رکھی جاتی ہے، گویا کہ وہ رحمٰن کے دائیں ہاتھ میں رکھی جاتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس کو بڑھانا شروع کر دیتے ہیں جس طرح کوئی شخص اپنے جانور کے بچے کو پالتا ہے، یہاں تک کہ ایک لقمہ یا ایک کھجور قیامت کے دن بڑے پہاڑ کی مانند ہو گا، اور تلاوت کی: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کرتے ہیں اور صدقات قبول کرتے ہیں۔''

**فائدہ**:...... اس حدیث سے پاک اور حلال چیز کی اہمیت ثابت ہوتی ہے، عبادات وغیرہ اس شخص کی قبول ہوتی ہیں جو بذات خود حلال چیزوں کو لازم پکڑے ہوئے ہو اور جو شخص حرام کھاتا ہے اس کی کوئی بھی عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔ نیز اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ثبوت ہے، اس پر ہمارا ایمان ہے، لیکن ہم کیفیت وتشبیہ وغیرہ کے قائل نہیں ہیں، اور اس حدیث سے صدقہ وخیرات کی بہت زیادہ اہمیت ثابت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہر نیکی کو بہت زیادہ بڑھاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کو پسند فرماتے ہیں۔

**[1186]**...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مملوک غلام کا کھانا پینا اور اس کا لباس مالک کے ذمہ ہے اور اس کو صرف اس کام پر مامور کیا جائے جس کے کرنے کی وہ

⇦ سنن الدارمی: 1682۔ صحیح ابن خزیمہ: 2425۔ مسند الشافعی: 1/ 220۔ صحیح ابن حبان: 3319۔ شرح السنة للبغوی: 1631۔ من طریق سعید بن یسار عن ابی ہریرۃ۔ صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ من کسب الطیب، حدیث: 1410۔ من طریق ابی صالح عن ابی ہریرۃ۔

(1186) صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب اطعام المملوك مما یاکل، حدیث: 1662۔ الادب المفرد للبخاری: 192۔ مسند احمد: 2/ 247۔ مسند الشافعی: 2/ 66۔ مصنف عبدالرزاق: 17967۔ صحیح ابن حبان: 4313۔ سنن الکبری للبیہقی: 8/ 6۔ شرح السنة للبغوی: 2403۔

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ، وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يَطِيقُ))

طاقت رکھتا ہو۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں غلام کے بعض احکام بیان ہوئے ہیں، مثلاً غلام کا کھانا اور لباس اس کے مالک کے ذمہ ہے، اور مالک غلام کی طاقت کے مطابق کام لے سکتا ہے، اس پر زیادتی کرنا حرام ہے، اس غلام سے مراد وہ انسان ہے جو جنگ وغیرہ میں کافروں سے مسلمانوں کے قبضے میں آ جائے۔ آج کل گھروں میں کام کرنے والے خادم اور نوکر شرعی غلام نہیں ہیں، ہاں ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

[1187]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ، وَمَنْ تَرَكَ مِنْهُنَّ شَيْئًا خِيفَةً فَلَيْسَ مِنِّي)) يَعْنِي الْحَيَّاتِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے ان سے صلح نہیں کی جب سے ہم نے ان سے جنگ کی ہے اور جو شخص ان کو خوف کی وجہ سے نہ مارے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد سانپ ہیں۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں سانپ کے مارنے کا حکم دیا گیا ہے، کہ جہاں اس کو دیکھو، اس کو مار دو، خواہ وہ حرم میں بھی کیوں نہ ہو، مدینہ منورہ میں بعض سانپ موجود تھے، تو ان کے مارنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا، لیکن بعد میں عام حکم دیا کہ جہاں کوئی سانپ ہے اس کو مار دو، اب یہی حکم ہے، نہ مارنے والا حکم منسوخ ہے۔

[1188]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ إِذَا عَطِسَ خَمَّرَ وَجْهَهُ، وَأَخْفَى عَطْسَتَهُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو منہ کو کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ لیتے اور چھینک کی آواز پست رکھتے تھے۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں چھینک کے متعلق ایک مسئلہ بیان ہوا ہے کہ چھینکتے وقت کپڑے سے اپنے منہ کو

(1187) حسن صحيح، سنن ابى داود، كتاب الادب، باب فى قتل الحيات، حديث: 5248۔مسند احمد: 2/ 247، 432۔صحيح ابن حبان: 5644۔

(1188) حسن صحيح، سنن ابى داود، كتاب الادب، باب فى العطاس، حديث: 5029۔سنن الترمذى، كتاب الاستئذان، باب ما جاء فى خفض الصوت والتخمير الوجه عند العطاس، حديث: 2745۔مسند احمد: 2/ 439۔سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 90۔ شرح السنة للبغوى: 3346۔ مسند ابى يعلى: 6663۔

ڈھانپنا چاہیے، اور چھینک کی آواز پست رکھنی چاہیے، نہ کہ لوگوں کو ڈرا دینا چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام کس قدر مکمل دین ہے، والحمد للہ، افسوس کہ مسلمان دین کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔

[1189]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((مَا مِنْ قَوْمٍ يَجْلِسُونَ مَجْلِسًا لَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں کوئی قوم جو کسی مجلس میں بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کی یاد نہ کرے، تو وہ مجلس اس قوم پر تاوان ونقصان ہوگی۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں اُس مجلس کی مذمت کی گئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو، اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی مجلس ایسی نہیں ہونی چاہیے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے۔

[1190]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْغُضُ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ، وَإِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ هُوَ الظُّلُمَاتُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ، فَإِنَّهُ دَعَا مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ إِلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَ هُمْ، وَقَطَعُوا أَرْحَامَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے آپ کو فحش باتوں سے بچاؤ، اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں فحش گوئی کرنے والے کو اور فحش گوئی سننے والے کو اور ظلم کرنے سے اپنی جان کو بچاؤ، کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن کر چھا جائے گا، اور تم اپنی جان کو بخل سے بچاؤ، پس تحقیق یہ بخل ہی تھا جس نے تم سے پہلے لوگوں کو خون بہانے، قطع رحمی کرنے اور باہمی احترام ترک کرنے کی دعوت دی۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں بے حیائی والی باتوں اور ظلم سے پرہیز کرنے کی تاکید کی گئی ہے، نیز بخل کی حرمت بھی ثابت ہوتی ہے۔ ہر انسان کو اپنے اندر اچھی صفات پیدا کرنی چاہئیں، کیونکہ ان سے انسان میں انسانیت پیدا

(1189) حسن صحيح، سنن ابى داود، كتاب الادب، باب كراهية ان يقوم الرجل من مجلسه ولا يذكر الله، حديث: 4856ـ عمل اليوم والليلة للنسائى: 404ـ عمل اليوم والليلة لابن السنى: 747ـ كتاب الدعاء للطبرانى: 1922ـ مستدرك للحاكم: 1/ 492ـ من طريق سعيد المقبرى عن ابى هريرة۔ مسند احمد: 1/ 432، 446ـ من طريق سعيد عن اسحاق عن ابى هريرة۔

(1190) الادب المفرد للبخارى: 487ـ مسند احمد: 2/ 431ـ الآداب للبيهقى: 97ـ صحيح ابن حبان: 5177ـ مستدرك للحاكم: 1/ 12ـ

ہوتی ہے،جس کا ہر کسی کو فائدہ ہوگا،اور ہر انسان اپنے آپ کو بُری صفات سے بچا کر رکھے، کیونکہ ان میں نقصان ہی نقصان ہے،اپنا بھی اور دوسروں کا بھی۔

[1191]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ الْعَزِيزِ مُوسَى بْنَ عُبَيْدَةَ الرَّبَذِيَّ يُحَدِّثُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی کو کہتا ہے: اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے تو اس نے اپنے بھائی کی مدح کرنے میں مبالغہ کیا ہے۔

فائدہ :...... اس حدیث میں ''جزاک اللہ'' کہنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے،زندگی میں ہر انسان کسی دوسرے کا محتاج ہے،تو جب بھی کوئی نیکی کرے تو جواب میں ''جزاک اللہ'' کہنا چاہیے،اس سے اُس کی حوصلہ افزائی ہو جاتی ہے اور اس کلمے سے کسی کے سامنے نیکی کے امور پر مدح کرنا بھی ثابت ہوتا ہے۔ ہاں وہ تعریف جس میں مبالغہ ہو، مطلقاً حرام ہے،خواہ جس کی تعریف کی جا رہی ہے،وہ موجود ہو یا نہ موجود ہو۔

[1192]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الْعُطَاسُ مِنَ اللّٰهِ، وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاوَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ، وَإِذَا قَالَ: هَاهْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھینک منجانب اللہ ہے، اور جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے، جب کوئی تم میں سے جمائی لے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے اور جمائی لینے والا جب ھاہ ھاہ کرتا ہے تو یہ شیطان کی طرف سے ہے، جو اس کے پیٹ میں ہنستا ہے۔

(1191) صحيح لغيره، مسند عبد بن حميد: 1418۔معجم الصغير للطبراني: 2/ 149۔مصنف ابن ابی شيبة: 9/ 70۔مصنف عبدالرزاق: 3118۔ مسند البزار، الكشف: 1944۔له شاهد عن اسامة بن زيد رضي الله عنه عند الترمذی فی كتاب البر والصلة، باب ما جاء فی المتشبع بما لم يعط، حديث: 2026۔

(1192) صحيح، سنن الترمذی، كتاب الادب، باب ما جاء ان الله يحب العطاس، حديث: 2646۔مسند احمد: 2/ 265۔ عمل اليوم والليلة للنسائی : 217۔صحيح ابن خزيمة: 921۔صحيح ابن حبان: 2358۔مستدرك للحاكم : 4/ 263۔ من طريق ابن عجلان بهذا الاسناد۔ صحيح البخاری، كتاب الادب، باب ما يستحب من العطاس، حديث: 6223۔ سنن ابی داود، كتاب الادب، باب ما جاء فی التثاؤب، حديث: 5028۔سنن الترمذی: 2727۔ الادب المفرد للبخاری: 928۔من طريق سعيد بن ابی سعيد المقبری عن ابيه عن ابی هريرة۔

هَاهْ ، فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ فِي جَوْفِهِ

فائدہ:...... اس حدیث میں چھینک کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا بیان ہے، کیونکہ چھینک بطور رحمت ہوتی ہے، جس سے انسان کی طبیعت کھل جاتی ہے۔ جمائی سُستی اور غفلت کی علامت ہے، اور یہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے، نیز اس حدیث میں جمائی کے آداب کا بھی ذکر ہے کہ جمائی کے وقت منہ پر ہاتھ رکھنا چاہیے، اور منہ پر ہاتھ رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جب انسان جمائی لیتا ہے تو اس وقت اُس کا منہ کھل جاتا ہے، اور اندر سے واضح نظر آتا ہے، ایک تو ہاتھ رکھنے سے منہ کا اندرونی حصہ نظر نہیں آئے گا اور دوسرا جمائی کے وقت منہ سے جو آواز نکلتی ہے، اس پر کنٹرول ہو جاتا ہے۔

[**1193**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ ، عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((إِذَا انْتَهَيْتَ إِلَى قَوْمٍ جُلُوسٍ فَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ ، وَإِذَا قُمْتَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ ، فَإِنَّ الْأُولَى لَيْسَتْ أَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم کسی قوم تک پہنچے جو بیٹھے ہوں، تو ان کو کہہ (السلام علیکم) تم پر سلامتی ہو اور جب تو اس مجلس سے اٹھے تب بھی سلام کہہ کر اٹھ، اول بار آتے ہوئے سلام کہنا آخر بار جاتے ہوئے سلام کہنے سے زیادہ اہم نہیں ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ''السلام علیکم'' کہنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ جب آپ ایک مجلس میں جائیں تو بھی السلام علیکم کہیں اور جب واپس اٹھیں پھر بھی السلام علیکم کہیں، جس طرح مجلس میں جاتے وقت سلام کہنا ثواب ہے، اسی طرح مجلس سے اٹھتے وقت بھی سلام کہنے کا ثواب ہے، ان دونوں وقتوں میں سلام کہنے سے سُستی نہیں کرنی چاہیے، بعض لوگ جب مجلس میں جاتے ہیں تو سلام کہتے ہیں، لیکن جب واپس آتے ہیں تو سلام نہیں کہتے جو کہ درست نہیں ہے۔

[**1194**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: چار دریا جنت

---

(1193) حسن صحیح ، الادب المفرد للبخاری: 1007۔سنن ابی داود ، کتاب الادب ، باب فی السلام اذاقام من المجلس ، حدیث: 5208۔ سنن الترمذی ، کتاب الاستئذان ، باب ما جاء فی التسلیم عند القیام وعند القعود ، حدیث: 2706۔ عمل الیوم واللیلة للنسائی: 317۔مسند احمد : 2/ 230۔ مسند ابی یعلٰی: 6567۔صحیح ابن حبان: 494۔شعب الایمان للبیھقی: 8846۔شرح السنة: 3328۔

(1194) صحیح ، مسند احمد: 2/ 261۔مسند ابی یعلٰی: 5921۔تاریخ بغداد: 1/ 54۔من طریق ابی سلمة عن ابی ھریرة۔ صحیح مسلم ، کتاب الجنة ، باب ما فی الدنیا من انھار الجنة ، حدیث: 2839۔مسند احمد: 2/ 289۔تاریخ بغداد : 1/ 54 ، 55۔من طریق حفص بن عاصم عن ابی ھریرة۔

قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ مِنَ الْجَنَّةِ: الْفُرَاتُ، وَسَيْحَانُ، وَجَيْحَانُ، وَالنِّيلُ

سے ہیں: فرات، سیحان، جیحان اور نیل۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں جنت کی چار نہروں کا ذکر ہے، اور یہ دنیا والی نہریں مراد نہیں ہیں، بلکہ یہ نہریں جنت میں ہوں گی، بطور فائدہ عرض ہے کہ ماوراء النہر جہاں سے اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ محدثین پیدا کیے ہیں، یہ علاقے دریائے جیحون سیحون سے آگے ہیں، اور وراء النہر سے مراد یہی دریا ہے، اور یہ دریا افغانستان کے ساتھ ہے۔ سمرقند (بخارا) وغیرہ ماوراء النہر کے علاقے میں ہی آتے ہیں۔

[1195]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ بِالنَّاسِ مَسَاءَ يَوْمِ النَّفْرِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ قَدْ سَبَقَ بِالْخَيْرَاتِ)) وَإِنَّ ذَكْوَانَ مَوْلَى مَرْوَانَ قَدْ سَبَقَ الْحَاجَّ، وَإِنَّهُ قَدْ أَخْبَرَ عَنِ النَّاسِ بِسَلَامَةٍ، قَالَ سُفْيَانُ: فَقَالَ ذَكْوَانُ:

أَنَا الَّذِي كَلَّفْتُهَا سَيْرَ لَيْلَةٍ
مِنْ أَهْلِ مِنًى نَصًّا إِلَى أَهْلِ يَثْرِبِ

وہب بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ کو دیکھا، انھوں نے شام کی نماز مدینہ منورہ اس دن پڑھائی جبکہ حاجیوں کی پہلی جماعت حج سے لوٹ کر آئی اور بعد نماز ابو ہریرہ نے فرمایا: تمام خوبیوں اور بھلائیوں میں سبقت تو ابوالقاسم ﷺ ہی نے حاصل کی ہیں، ذکوان مولیٰ مروان حجاج سے پہلے آچکا ہے اور اس نے لوگوں کی خیریت وسلامتی کی خبر پہنچائی ہے، تو ذکوان نے کہا: وہ میں ہی ہوں جو رات کا سفر برداشت کر کے اہل منیٰ سے چل کر اہل یثرب تک پہنچا ہوں۔

[1196]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے واقعات نقل کرو، اس میں کوئی حرج نہیں اور میری احادیث بھی لوگوں سے بیان کرو اور میرے اوپر جھوٹ نہ بولو۔

---

(1195) اسناده ضعيف لانقطاعه، وہب بن کیسان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے لیکن ان سے کچھ سنا نہیں ہے۔

(1196) صحيح، سنن ابى داود، كتاب العلم، باب الحديث عن بنى اسرائيل، حديث: 3662۔ مسند احمد: 2/ 474۔ مصنف ابن ابى شيبة: 9/ 62۔ شرح مشكل الآثار للطحاوى: 135۔

حَدِّثُوا عَنِّی وَلَا تَكْذِبُوا عَلَیَّ))

**فائدہ**:...... اس حدیث میں بنو اسرائیل کے واقعات کو بیان کرنے کے جواز کا ذکر ہے، یاد رہے بنو اسرائیل کی روایات تین طرح کی ہیں: (1) ایسی روایات جو قرآن وحدیث کے موافق ہوں۔ (2) ایسی روایات جن کے بارے میں ہماری شریعت خاموش ہے۔ ان دونوں قسموں کی روایات کو بیان کرنا درست ہے، کوئی حرج نہیں ہے۔ (3) تیسری قسم کی وہ روایات ہیں جو قرآن وحدیث کے مخالف ہیں، یا قرآن وحدیث نے اُن کی نفی کر دی ہے یا اُن کو منسوخ کر دیا ہے، ان کو بیان کرنا درست نہیں ہے۔ نیز اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا حرام قرار دیا گیا ہے، اس حدیث سے اُن علماء کی زبردست مذمت ثابت ہوتی ہے جو لوگوں میں جھوٹی اور من گھڑت روایات بیان کرتے ہیں، دین قرآن مجید اور صحیح احادیث کا نام ہے، جھوٹی اور ضعیف روایات کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

[**1197**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، وَحَدَّثَنِي مَنْ لَا أُحْصِي، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میرے اوپر جان بوجھ کر جھوٹ بولا تو اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیا۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کی مذمت وارد ہوئی ہے، نیز دیکھیے ماقبل حدیث کی شرح۔ امام ابن حبان نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ "باب وجوب دخول النار من نسب شيئًا الى المصطفٰى ﷺ وهو لا يعرف صحته" (اس شخص کے جہنم میں داخل ہونے کے وجوب کا بیان جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی بات منسوب کی اور وہ اس کی صحت کو بھی نہیں پہچانتا)۔ (صحیح ابن حبان)

یہاں سے معلوم ہوا کہ حدیث کو بیان کرنے سے پہلے اس کی تحقیق کرنا فرض ہے، افسوس موجودہ دور میں اکثر مبلغین ومدرسین اور مصنفین علم جرح وتعدیل، علم علوم حدیث اور فن تخریج وتحقیق سے ناواقف ہیں، جو آدمی ان فنون سے ناواقف ہے، اس کے پاس کسی حدیث کی تحقیق کرنے کا فن ہی نہیں ہے، تو وہ کیونکر منبر ومحراب کا وارث بنا ہوا ہے، اسے تو جہنم سے ڈرنا چاہیے، اور علوم دینیہ میں زبردست مہارت حاصل کرنی چاہیے، کہ کہیں وہ جھوٹی روایات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

(1197) صحيح البخاری، كتاب العلم، باب اثم من كذب على النبی صلى الله عليه وسلم، حديث: 110۔ صحيح مسلم، المقدمة، باب تغليظ الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث: 3۔سنن ابن ماجه، المقدمة، باب التغليظ فی تعمد الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث: 24۔مسند احمد: 2/ 413، 501۔سنن الدارمی: 599۔صحيح ابن حبان: 28۔من عدة طرق عن ابی هريرة۔

کی طرف منسوب نہ کر بیٹھے کیونکہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔

[1198]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو هَارُونَ مُوسَى بْنُ أَبِي عِيسَى الْمَدِينِيُّ الْخَيَّاطُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا جَبَّارٍ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، وَلَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا، أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی جابر سرکش اہل مدینہ کے ساتھ بدی کا ارادہ کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ میں اس طرح پگھلائے گا جیسے کہ پانی میں نمک پگھلتا ہے اور نہیں صبر کرے گا کوئی شخص اس کی ہلاکتوں اور سختیوں پر مگر میں اس کے لیے قیامت کے دن گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا۔

فائدہ:......اس حدیث میں مدینہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو شخص مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھے گا اور اس کے ساتھ فتنہ وفساد کرنے کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو تباہ و برباد فرما دے گا، نیز اس حدیث میں مدینہ میں رہنے والوں کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت والے دن سفارش کا ثبوت بھی ملتا ہے، مدینہ میں رہنے والوں کو اگر کسی مشکل کا سامنا بھی ہو تب بھی وہ مدینہ نہ چھوڑیں، کیونکہ جب وہ مدینہ چھوڑ جائیں گے تو قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے محروم ہو جائیں گے، اے اللہ! ہمیں بھی مکہ یا مدینہ میں مستقل رہنے کا شرف عطا فرما، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے، آمین۔

[1199]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَّ الْمَرْأَةَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے جو تیرے لیے کسی طریقہ پر بھی سیدھی نہیں ہوگی، پس اگر تو اس سے فوائد لینا چاہے تو

---

(1198) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب من اراد باهل المدينة سوء اذابه الله، حديث: 1386ـ سنن الكبرى للنسائی: 4268ـ مسند احمد: 2/ 279ـ مصنف عبدالرزاق: 17155ـ تاريخ كبير للبخارى: 1/ 236، 237ـ حلية الاولياء: 9/ 42ـ صحيح ابن حبان: 3737ـ من طريق ابى عبدالله القراظ عن ابى هريرة ـ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب فضل المدينة، حديث: 3114ـ مسند ابى يعلٰى: 5991ـ من طريق ابى سلمة عن ابى هريرة ـ

(1199) صحيح البخارى، كتاب النكاح، باب المدارة مع النساء، حديث: 5184ـ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء، حديث: 1468ـ مسند احمد: 2/ 449ـ سنن الدارمى: 2228ـ صحيح ابن حبان: 3179ـ سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 295ـ شرح السنة للبغوى: 2333ـ

خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيمَ لَكَ عَلَى طَرِيقَةٍ، فَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ، وَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا، وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا))

اس کی کجی کے ساتھ فوائد اٹھاتا رہ، اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے گا تو ٹیڑھی پسلی کو توڑ دے گا، اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث میں عورت کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ عورت فطری طور پر کج روی اور ٹیڑھے پن کو پسند کرتی ہے، اور اکثر معاملات میں یہ الٹ جاتی ہے، اس فطری کمزوری کے باوجود عورت کو ہی دنیا کی سب سے بہترین چیز کہا گیا ہے، جب وہ نیک ہو، اور عورت کو ہی شیطان کی رسیاں کہا گیا ہے، جب عورت نیکی اور تقویٰ سے دور ہو۔ انسان کو عورت بہت زیادہ فائدہ پہنچاتی ہے، مثلاً تسکین کا باعث ہے، ایمان کی حفاظت کا باعث ہے، اللہ تعالیٰ اس سے اولاد پیدا فرماتا ہے، امور خانہ کی حکمران ہے، وغیرہ۔ جب اس قدر زیادہ فوائد عورت سے حاصل ہوتے ہیں تو اس کے چھوٹے موٹے ٹیڑھے پن کو بھی برداشت کرنا چاہیے، یہ بھی یاد رہے کہ اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ مرد ٹیڑھے نہیں ہوتے، موجودہ دور میں کس قدر زیادہ مرد عورتوں سے بھی بدتر نظر آتے ہیں، صحیح تعلیم و تربیت کے فقدان کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمانوں کو قرآن وحدیث کا شعور عطا فرمائے، آمین۔

[**1200**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عِمْرَانُ بْنُ ظَبْيَانَ الْحَنَفِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: ذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى يَهُودِ بَنِي قَيْنُقَاعِ بِدَارِسِهِمْ، فَأَبْصَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مُتَخَلِّقًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَعَلَّهُ عَرُوسٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَإِنْ، اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ، ثُمَّ أَنْهِكْهُ، ثُمَّ اغْسِلْهُ، ثُمَّ أَنْهِكْهُ، ثُمَّ اغْسِلْهُ، ثُمَّ أَنْهِكْهُ))

ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہود بنو قینقاع کے ساتھ ان کی درسگاہ تک گیا، وہاں رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا، جو زعفران والی خوشبو میں لت پت تھا تو میں نے کہا: تو بیاہتا ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو لے جا کر دھو پھر خشک کر، پھر دھو، پھر خشک کر اور پھر دھو کر خشک کر دے۔

[**1201**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدترین

(1200) اسناده ضعيف، عمران بن ظبیان ضعیف اور اس کا شیخ مجہول راوی ہے۔ سنن النسائی، كتاب الزينة، حديث: 5123۔

(1201) صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب الامر باجابة الداعي الى دعوة، حديث: 1432۔ سنن الكبرى للبيهقي: 7/ 262۔ سنن سعيد بن منصور: 526۔ شرح معاني الآثار للطحاوي: 4/ 143۔

قَالَ: ثنا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتًا الْأَعْرَجَ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ، يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيهَا، وَيُدْعَى لَهَا مَنْ يَأْبَاهَا، وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ))

کھانا دعوت ولیمہ ہے جس پر آنے والا روک دیا جائے اور دعوت اس کو دی جائے جو آنا نہیں چاہتا، اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کی۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں دعوت سے روک دیا جائے سے مراد غریب لوگ ہیں، کیونکہ وہ شادی کے موقع کے انتظار میں ہوتے ہیں کہ کب شادی آئے اور ہم پیٹ بھر کر کھانا کھائیں، شادی بیاہ کے موقع پر محلّہ کے غریبوں کو بھی دعوت دینی چاہیے، اور اس حدیث میں جو دعوت پر نہیں آنا چاہتے، سے مراد امیر لوگ ہیں، کیونکہ امیر لوگ اپنے گھروں میں کئی قسموں کے پُر تکلف کھانے کھاتے رہتے ہیں، ان کو ولیمہ وغیرہ کی دعوت کا خاص شوق نہیں ہوتا، نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دعوت کو قبول کرنا واجب ہے، خواہ ایک لقمہ ہی کھائیں۔

[**1202**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: ((شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ، يُدْعَى إِلَيْهَا الْأَغْنِيَاءُ، وَيُمْنَعُهَا الْمَسَاكِينَ، وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بدترین کھانا دعوت ولیمہ ہے جس میں اغنیاء کو دعوت دی جائے اور غرباء کو روکا جائے اور جو دعوت قبول نہ کرے اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

[**1203**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نے انصار میں سے ایک

(1202) صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله، حديث: 5177۔صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب الامر باجابة الداعي الى دعوة، حديث: 1432۔سنن ابى داود، كتاب الاطعمة، حديث: 3742۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، حديث: 1908۔سنن الكبرى للنسائى: 6567۔مسند احمد: 2/ 240، 241۔سنن الدارمى : 2072۔مؤطا امام مالك، ص: 343۔سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 262۔

(1203) صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب ندب النظر الى وجه المراة وكفيها، حديث: 1424۔سنن النسائى، كتاب النكاح، حديث: 3236۔مسند احمد: 2/ 286۔سنن سعيد بن منصور: 523۔ شرح معانى الآثار للطحاوى: 3/ 14۔صحيح ابن حبان : 4041۔سنن الدارقطنى: 3/ 253۔سنن الكبرى للبيهقى : 7/ 84۔

قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ الْيَشْكُرِيُّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((انْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا))، قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: ((يَعْنِي الصِّغَرَ))

عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو ایک نگاہ دیکھ لو، انصار کی خواتین کی آنکھوں میں چھوٹا پن ہوتا ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب کسی عورت سے منگنی کا عزم مصمم ہو، گھر والے اس رشتے پر راضی ہوں، تو لڑکا منگنی سے پہلے ایک دفعہ اس لڑکی کو دیکھ سکتا ہے، افسوس کی بات ہے کہ بے غیرتی کی انتہا ہوگئی ہے۔

[**1204**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مِسْعَرُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ فِي صُدُورِهَا، مَا لَمْ تَعْمَلْ، أَوْ تَكَلَّمْ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری امت کو وسوسہ معاف کر دیا ہے، جب تک اس پر عمل نہ کرے، یا زبان سے نہ بولے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دل کے بُرے وسوسے قابل گرفت نہیں ہیں، جبکہ نیکی کا معاملہ اس کے برعکس ہے کہ جو شخص کسی اچھے کام کی نیت کر لے، اس کو نیت کرنے سے ثواب مل جائے گا، اسلام نیکی کی دعوت دیتا ہے، اور امت مسلمہ کو نیکی کے کاموں اور نیکی کے ارادوں کی رغبت دلاتا ہے، مومن کا سینہ نیکی اور تقویٰ سے سرشار ہوتا ہے، گناہ کا کوئی بھی خیال آجائے تو جلد ہی دفعہ ہو جاتا ہے، لیکن گناہگار کا سینہ فسق و فجور سے بھرا ہوتا ہے، جو اسے نیکی کا کام کرنے کی فرصت نہیں دیتا، اللہ رب العالمین دل کو دیکھتے ہیں، تو ہمیں بھی اپنے دل کو پاک وصاف رکھنا چاہیے، لوگوں نے اپنے چہرے اور کپڑوں کو تو صاف رکھا لیکن دل صاف نہ کر سکے۔

(1204) صحیح البخاری، کتاب العتق، باب الخطأ والنسیان فی العتاقة، حدیث: 2528۔صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تجاوز اللّٰہ عن حدیث النفس، حدیث: 127۔سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب فی الوسوسة بالطلاق، حدیث: 2209۔سنن الترمذی، کتاب الطلاق، باب ماجاء فیمن یحدث نفسه بالطلاق امراته، حدیث: 1183۔ سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب من طلق فی نفسه، حدیث: 3464۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطلاق، باب من طلق فی نفسه ولم یتکلم به، حدیث: 2040۔مسند احمد: 2/ 255۔صحیح ابن خزیمة: 898۔صحیح ابن حبان: 3435۔ مسند ابی یعلٰی: 6390۔سنن الکبری للبیهقی: 7/ 209، 298۔

[1205]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: حَلَفَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، فَقَالَ: لَأُطِيفَنَّ اللَّيْلَةَ بِسَبْعِينَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَجِيءُ بِغُلَامٍ يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ، أَوْ قَالَ لَهُ الْمَلَكُ: قُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَنَسِيَ فَأَطَافَ بِسَبْعِينَ امْرَأَةً، فَلَمْ تَجِئْ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ بِشَيْءٍ إِلَّا وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ غُلَامٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمَا حَنَثَ، وَلَكَانَ دَرَكًا فِي حَاجَتِهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا: میں آج رات کو ستر بیویوں کے قریب جاؤں گا، ہر ایک ان میں سے ایک لڑکا جنے گی، جو اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرے گا، تو ان کے رفیق نے کہا یا فرشتے نے کہا: ان شاء اللہ کہیں، لیکن وہ کہنا بھول گئے، وہ ستر ازواج کے پاس تو گئے پس نہ جنا ان میں سے کسی نے بھی، مگر ایک عورت نے نصف جسم والا لڑکا جنا، اس بیان کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو اپنی بات میں حانث نہ ہوتے اور اپنی حاجت بھی پاتے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ہر کام کے ساتھ ان شاء اللہ کہنے کی فرضیت ثابت ہوتی ہے، اگر کوئی نبی کسی کام کا ارادہ کرتا ہے اور اس ارادے کو عملی جامہ بھی پہنا تا ہے لیکن ان شاء اللہ نہیں کہتا تو اس نبی کا کام بھی نہیں ہوتا، چہ جائیکہ کوئی عام انسان کسی کام کا ارادہ کرے اور اس کے ساتھ ان شاء اللہ نہ کہے، نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نیت اور کام کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں، اس کے ساتھ ان شاء اللہ ضرور کہنا چاہیے، اگر کوئی آدمی ان شاء اللہ کہنا بھول جائے تو دوسرے کو اُسے یاد کرا دینا چاہیے، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام مشکل کشا نہیں ہوتے مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، انبیاء علیہم السلام میں عام انسانوں سے چالیس گنا زیادہ طاقت ہوتی ہے۔

انسان کے اپنی اولاد کے بارے میں اچھے جذبات ہونے چاہئیں کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اولاد دے گا تو وہ مجاہد بنے گی، یا محدث، محقق، امام کعبہ، پوری دنیا پر اسلام کو غالب کرے گی، اے اللہ! ہماری اولاد کو ایسا ہی کرنا، آمین۔

[1206]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، ہم سے حمیدی نے بیان کیا۔ وہ سفیان سے، وہ ہشام بن

(1205) صحیح البخاری، کتاب کفارات الایمان، باب الاستثناء فی الایمان، حدیث: 6270۔صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاستثناء، حدیث: 1654۔سنن النسائی، کتاب الایمان والنذور، حدیث: 3862۔طبقات ابن سعد: 8/ 146۔ صحیح ابن حبان: 4338۔سنن الکبری للبیهقی : 10/ 44۔

(1206) صحیح البخاری، کتاب کفارات الایمان، حدیث: 6720۔صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث: 1654۔سنن النسائی، کتاب الایمان والنذور، حدیث: 3887۔ مسند احمد: 2/ 275۔صحیح ابن حبان: 4338۔

قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ حُجَيْرٍ التَّيْمِيُّ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ

حجیر تیمی سے، وہ طاؤس سے، وہ ابو ہریرہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے مثل اس کے روایت کرتے ہیں۔

[1207]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عِنْدِي دِينَارٌ فَقَالَ: ((أَنْفِقْهُ عَلَى نَفْسِكَ))، قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: ((أَنْفِقْهُ عَلَى وَلَدِكَ))، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: ((أَنْفِقْهُ عَلَى أَهْلِكَ))، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: ((أَنْفِقْهُ عَلَى خَادِمِكَ))، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: ((أَنْتَ أَعْلَمُ))، قَالَ سَعِيدٌ: ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، يَقُولُ وَلَدُكَ: أَنْفِقْ عَلَيَّ إِلَى مَنْ تَكِلُنِي، تَقُولُ زَوْجَتُكَ: أَنْفِقْ عَلَيَّ أَوْ طَلِّقْنِي، يَقُولُ خَادِمُكَ: أَنْفِقْ عَلَيَّ أَوْ بِعْنِي

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس ایک دینار ہے،آپ نے فرمایا: اپنے اوپر خرچ کر، اس نے کہا: میرے پاس ایک دوسرا دینا ربھی ہے،آپ نے فرمایا: اپنے بچے پر خرچ کر، اس نے کہا: میرے پاس ایک تیسرا دینار بھی ہے،آپ نے فرمایا: اس کو اپنے گھر والوں پر خرچ کر، اس نے کہا: میرے پاس ایک چوتھا دینار بھی ہے،آپ نے فرمایا: اس کو اپنے خدمتگار پر صرف کر، اس نے کہا: میرے پاس ایک مزید بھی ہے، اے اللہ کے رسول (ﷺ)! آپ نے فرمایا: پھر تو جانے۔ راوی سعید نے کہا: ابو ہریرہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو پھر کہتے: تیرا بیٹا کہتا ہے: میرے اوپر خرچ کر تو مجھے کس پر چھوڑے گا؟ تیری بیوی کہتی ہے: مجھ پر خرچ کر، ورنہ طلاق دے دے اور تیرا غلام کہتا ہے: میرے اوپر خرچ کر، ورنہ مجھے فروخت کر دے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کس پر خرچ کیا جائے،شریعت نے اس کے بھی مرتبے مقرر کیے ہیں، پہلے اپنے نفس پر، پھر اپنی اولاد پر، پھر اپنے گھر والوں پر، پھر اپنے خادم پر، اگر پھر بھی گنجائش ہو تو پھر جس کو مستحق سمجھے اس کو دے دے، وہ لوگ غلطی پر ہیں جو اپنوں کو بھوکا چھوڑ دیتے ہیں اور دوسروں پر خرچ کرتے ہیں۔

---

(1207) حسن، الادب المفرد للبخاری: 197۔سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ، باب فی صلة رحم، حدیث: 1691۔ سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب تفسیر ذلك، حدیث: 2537۔مسند احمد: 2/ 151۔مسند الشافعی: 2/ 63، 64۔صحیح ابن حبان: 3337۔مستدرك للحاکم: / 415۔سنن الکبری للبیهقی: 7/ 466۔وقول ابی هریرة رضی اللہ عنہ فی صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب وجوب النفقة علی الاهل، حدیث: 5355۔

[1208]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عِمْرَانُ بْنُ ظَبْيَانَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَتَعْرِفُ رَجَّالًا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((ضِرْسُهُ فِي النَّارِ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ، فَكَانَ أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ وَلَحِقَ بِمُسَيْلَمَةَ))، وَقَالَ: ((كَبْشَانِ انْتَطَحَا وَأَحَبُّهُمَا إِلَيَّ أَنْ يَغْلِبَ كَبْشِي))

عمران بن ظبیان کہتے ہیں: میں نے بنو حنیفہ کے ایک شخص کو بیان کرتے سنا کہ ابو ہریرہ نے فرمایا: کیا تو فلاں فلاں مردوں کو جانتا ہے؟ تو میں نے کہا: ہاں، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اس فلاں کا پچھلا دانت جہنم میں اتنا ہوگا جتنا احد پہاڑ ہے، وہ شخص مسلمان ہوا تھا پھر مرتد ہوگیا اور یہ کہتا وہ مسیلمہ کذاب سے جاملا: دو مینڈھے آپس میں ٹکرانے لگے ہیں، میں اپنے مینڈھے کے غالب ہونے کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں ذکر ہے کہ جہنم کے اندر جہنمی کا دانت احد پہاڑ جتنا ہوگا، جبکہ ایک منہ میں (32) بتیس دانت ہوتے ہیں، گویا کہ جہنمی کے منہ کے اندر (32) بتیس احد پہاڑ ہوں گے، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مرتد کا گناہ کافر سے زیادہ ہے۔

[1209]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِي الظَّهِيرَةِ لَيْسَتْ فِي سَحَابَةٍ؟)) قَالُوا: لَا، قَالَ: ((فَهَلْ تُضَارُّونَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا ہم اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب دوپہر کے وقت سورج بادلوں میں نہ ہوتو اس کے دیکھنے میں تمھیں کوئی مشکل پیش آتی ہے؟ تو لوگوں نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا چودھویں کا چاند جب بادلوں میں نہ ہوتو اس کے دیکھنے

---

(1208) اسناده ضعيف، عمران بن ظبیان ضعیف اور اس کا شیخ مجہول ہے، نیز دیکھیے: الاصابة: 3/ 315، 316- تاہم مرفوع حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح ہے، "ضرس الكافر في النار مثل احد"، صحيح مسلم، كتاب صفة الجنة، باب النار يدخلها الجبارون، حديث: 2851- سنن الترمذى، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء فى عظم اهل النار، حديث: 2579- نیز دیکھیے: الصحيحة للشيخ الالبانى: 1105-

(1209) صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب الدنيا سجن للمؤمن وجنة الكافر، حديث: 2968-سنن ابى داود، كتاب السنة، باب فى الرؤية، حديث: 4730-سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فيما انكرت الجهمية، حديث: 178- سنن الترمذى، كتاب صفة الجنة، باب: 17، حديث: 2554- مسند احمد: 2/ 389، 492-التوحيد لابن خزيمة: 1/ 369، 371-صحيح ابن حبان: 4642-الايمان لابن منده: 809-من طريق ابى صالح عن ابى هريرة- صحيح البخارى: 6573-صحيح مسلم: 182-من طريق آخر عن ابى هريرة-

فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ فِي سَحَابَةٍ؟)) ، قَالُوا: لَا ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ إِلَّا كَمَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا ، فَيَلْقَى الْعَبْدَ ، فَيَقُولُ: أَيْ فُلُ ، أَلَمْ أُكَرِّمْكَ وَأُسَوِّدْكَ ، وَأُزَوِّجْكَ ، وَأُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ ، وَأَذَرْكَ تَرْأَسُ ، وَتَرْبَعُ؟ قَالَ: فَيَقُولُ: بَلَى أَيْ رَبِّ ، قَالَ: فَيَقُولُ: أَفَظَنَنْتَ أَنَّكَ مُلَاقِيَّ؟ ، فَيَقُولُ: لَا ، فَيَقُولُ: فَإِنِّي أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي ، ثُمَّ يَلْقَى الثَّانِي ، فَيَقُولَ: أَيْ فُلُ أَلَمْ أُكَرِّمْكَ وَأُسَوِّدْكَ ، وَأُزَوِّجْكَ ، وَأُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ ، وَأَذَرْكَ تَرْأَسُ ، وَتَرْبَعُ؟ قَالَ: فَيَقُولُ: بَلَى أَيْ رَبِّ ، قَالَ: فَيَقُولُ: أَفَظَنَنْتَ أَنَّكَ مُلَاقِيَّ؟ فَيَقُولُ: لَا ، فَيَقُولُ: فَإِنِّي أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي ، ثُمَّ يَلْقَى الثَّالِثَ ، فَيَقُولُ: آمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ ، وَبِرَسُولِكَ ، وَصَلَّيْتُ وَصُمْتُ ، وَتَصَدَّقْتُ ، وَيُثْنِي بِخَيْرٍ مَا اسْتَطَاعَ ، قَالَ: فَيَقُولُ: فَهَاهُنَا إِذًا قَالَ ثُمَّ قَالَ: أَلَا نَبْعَثُ شَاهِدَنَا عَلَيْكَ ، فَيُفَكِّرُ فِي نَفْسِهِ مَنِ الَّذِي يَشْهَدُ عَلَيَّ ، فَيَخْتَمُ عَلَى فِيهِ وَيُقَالُ لِفَخِذِهِ: انْطِقِي فَتَنْطِقُ فَخِذُهُ وَلَحْمُهُ وَعِظَامُهُ ، بِعَمَلِهِ مَا كَانَ ، وَذَلِكَ لِيُعْذَرَ مِنْ نَفْسِهِ ، وَذَلِكَ الْمُنَافِقُ ، وَذَلِكَ الَّذِي يَسْخَطُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ: أَلَا لِتَتْبَعْ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ،

میں تمھیں کچھ دقت وضرر پہنچتا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: نہیں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمھیں کوئی ضرر نہیں ہوگا اپنے رب کو دیکھنے میں مگر اسی طرح جیسا تمھیں ان دو میں سے کسی ایک کو دیکھنے میں دقت پیش نہیں آتی ہے، پس وہ بندے سے ملاقات کرے گا اور فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی ، تجھے سردار نہیں بنایا، تیرا نکاح نہیں کرایا، تیرے ماتحت گھوڑے اور اونٹ نہیں کیے اور تجھے اس شان سے بڑھایا کہ صاحب ریاست بنا اور چوتھائی غنیمت وصول کرتا رہا؟ تو بندہ کہے گا: ہاں، اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تیرا گمان تھا کہ تو میری ملاقات کرے گا؟ بندہ کہے گا :نہیں، اے میرے رب! تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں اسی طرح تجھے بھول جاؤں گا جیسا کہ تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔ پھر اسی طرح دوسرے بندے سے ملاقات کریں گے اور فرمائیں گے: اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی، تجھے سردار نہیں بنایا تھا، تیرا نکاح نہیں کرایا تھا، تیرے تابع گھوڑے اور اونٹ نہیں کیے تھے اور تجھے اس طرح نہیں اگایا کہ تو سرداری تک پہنچے اور چوتھائی وصول کرے؟ تو بندہ کہے گا:ہاں، اے میرے رب! تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تیرا گمان تھا کہ تو میرے ساتھ ملاقات کرے گا؟ پس وہ بندہ کہے گا: نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں تجھے اسی طرح بھول جاتا ہوں جیسا تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ تیسرے بندے سے ملاقات کریں گے ،تو وہ بندہ کہے گا: میں تیرے اوپر ایمان

فَتَتْبَعُ الشَّيَاطِينَ وَالصُّلُبَ أَوْلِيَاؤُهُمْ إِلَى جَهَنَّمَ ، قَالَ: وَبَقِينَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنِينَ ، فَيَأْتِينَا رَبُّنَا وَهُوَ رَبُّنَا ، وَهُوَ يُثِيبُنَا ، فَيَقُولُ: عَلَامَ هَؤُلَاءِ؟ فَيَقُولُونَ: نَحْنُ عِبَادُ اللّٰهِ الْمُؤْمِنُونَ ، آمَنَّا بِاللّٰهِ ، لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ، وَهَذَا مُقَامُنَا حَتَّى يَأْتِينَا رَبُّنَا ، وَهُوَ رَبُّنَا ، وَهُوَ يُثِيبُنَا ، قَالَ: ثُمَّ يَنْطَلِقُ حَتَّى يَأْتِيَ الْجِسْرَ وَعَلَيْهِ كَلَالِيبُ مِنْ نَارٍ تَخْطِفُ النَّاسَ ، فَعِنْدَ ذَلِكَ حَلَّتِ الشَّفَاعَةُ: أَيِ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ ، أَيِ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ ، فَإِذَا جَاوَزُوا الْجِسْرَ فَكُلُّ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجًا مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ مِنَ الْمَالِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَكُلُّ خَزَنَةِ الْجَنَّةِ يَدْعُوهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ يَا مُسْلِمُ هَذَا خَيْرٌ ، فَتَعَالَ ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَّ هَذَا الْعَبْدَ لَا تَوَى عَلَيْهِ يَدَعُ بَابًا وَيَلِجُ مِنْ آخَرَ ، قَالَ: فَضَرَبَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ، ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ))

لایا، تیری کتاب اور تیرے رسول پر ایمان لایا، نماز پڑھی اور روزے رکھے اور صدقہ زکاۃ دیے اور اپنی نیکیاں شمار کرے گا جو اس کو طاقت ہوگی، فرمایا جائے گا یہاں ہی ٹھہر جا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا ہم اپنا گواہ تیرے اوپر حاضر نہ کریں؟ تو بندہ دل میں خیال کرے گا کہ کون میرے خلاف گواہی دے گا؟ پھر اس کی زبان پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران کو حکم ہوگا تو بول! تو اس کی ران بولے گی، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں بولیں گی اور اس کے اعمال جو بھی ہوں گے سب بیان کریں گی اور یہ عدالت عالیہ کی جانب سے فیصلہ برحق ہونے کا عذر اور دلیل ہوگی، یہ وہ منافق ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں اور اس پر غضبناک ہوتے ہیں، پھر منادی کرنے والا منادی کرے گا: خبردار! ہر امت اپنے اپنے اس معبود کے پیچھے جائے جس کی وہ عبادت کرتی تھی اللہ تعالیٰ کے سوا، پس شیطانوں کے اور صلیب کے پوجنے والے ان کے پیچھے جہنم کی طرف چل پڑیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ایمان والو! صرف ہم باقی رہ جائیں گے، تو ہمارا رب آئے گا ہمارا تو صرف وہی رب ہے، وہی ہمیں ثابت قدم رکھے گا، پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: یہ لوگ کس دین پر تھے؟ تو اہل ایمان کہیں گے: ہم تو اللہ تعالیٰ کے ایماندار بندے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں، ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے اور ہم یہاں ہی ٹھہرے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا رب ہمارے اوپر جلوہ گر ہو، ہمارا ایک ہی رب ہے اور وہی ہمارا قائم رکھنے والا ہے، پھر اللہ تعالیٰ انھیں جہنم کے پل پر لے جائیں گے اور وہاں آگ کی سلاخیں ہوں گی جو لوگوں کو پکڑ کر اٹھائیں گی، تو اس وقت شفاعت کی اجازت ہوگی کہ یہ کہہ سکیں اللھم سلم، اے اللہ! سلامت رکھ، اللھم سلم، اے اللہ! سلامت رکھ، جب یہ لوگ پل پر سے گزر جائیں گے تو جس نے اپنے مال سے دو چیزیں فی سبیل اللہ خرچ کی ہوں گی اس کو جنت کے دربان آواز دیں گے: اللہ کے بندے! اے مسلمان! یہ بہتر جگہ ہے، ادھر

آ ؤ، راوی نے کہا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس بندے کو تو کوئی پابندی نہیں کہ ایک دروازہ چھوڑ کر دوسرے سے چلا جائے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر صدیق پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے تو ان لوگوں میں سے ہے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن لوگوں کو اپنا دیدار کروائیں گے، اس حدیث سے منکرین وجود باری تعالیٰ کا رد ہوتا ہے، بات کی پختگی کے لیے قسم کھانا جائز ہے، اللہ تعالیٰ کلام بھی کرتے ہیں۔ دنیا کی جتنی چیزیں انسان کے تابع ہیں خود انسان ان پر ذرہ برابر بھی طاقت نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ نے اُن کو مسخر کیا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن جسم کے تمام اعضاء کو قوت گویائی عطا فرمائے گا، اس حدیث سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ہم قیامت اور روز قیامت ہونے والے تمام غیبی معاملات پر ایمان رکھتے ہیں، جنت برحق ہے، جہنم برحق ہے، جنت کی نعمتیں برحق ہیں اور جہنم کی سزائیں برحق ہیں، پل صراط برحق ہے، جنت کے دروازے برحق ہیں۔

[1210]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرَّجُلَانِ يَتَبَايَعَانِ الثَّوْبَ لَا يَتَبَايَعَانِهِ، وَلَا يَطْوِيَانِهِ))

ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت قائم ہوگی تو اس وقت دو اشخاص ایک دوسرے سے کپڑا خرید رہے ہوں گے، نہ بیع مکمل کر سکیں گے اور نہ کپڑا لپیٹ سکیں گے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قیامت اچانک آئے گی، اور لوگوں کے تصور میں بھی نہیں ہو گا، حتیٰ کہ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے، اس حدیث سے ایک بہت بڑی حقیقت واضح ہوتی ہے جس سے انسان غافل ہے، انسان کو ہمیشہ موت اور قیامت کو یاد رکھنا چاہیے، اپنے کاروبار میں مصروف ہو کر اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہونا چاہیے، یہ مال و دولت جس کی خاطر انسان اپنی آخرت تباہ کر بیٹھتا ہے، جب موت یا قیامت آئے گی یہ مال یہاں کا یہاں ہی رہ جائے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی حالت میں موت عطا فرمائے (آمین) اور قیامت کی ہولنا کیوں سے بچائے۔

[1211]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں

(1210) صحيح مسلم: 2954۔ مسند ابى يعلى: 6271 وانظر الحديث المتقدم برقم: 1131.

(1211) صحيح، مسند أبى يعلى: 5853۔ العلل للدارقطني: 305/7 وتقدم برقم: 1131۔

قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا، وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَظِلٍّ مَمْدُودٍ﴾ [الواقعة: 30]، وَصَلَاةُ الْفَجْرِ يَحْضُرُهَا مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ، وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ، وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ [الإسراء: 78]

ایک درخت ہے جس کے سائے میں سو سال تک سوار چلتا رہے تو سایہ طے نہیں کر سکے گا، تم چاہو تو پڑھو: اور سائے طویل، اور فرمایا: صبح کی نماز میں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں، پڑھو اگر چاہو: اور صبح کے وقت قرآن پڑھنا، تحقیق فجر کی تلاوت قرآن حاضر کی گئی ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنت میں لمبے لمبے درخت ہوں گے۔

## مسند أنس بن مالك رضي الله عنه

## احادیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ

[**1212**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُولُ: إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ إِلَّا الزُّهْرِيُّ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عشاء کا کھانا اور نماز عشاء کی اقامت ہو تو کھانا پہلے کھالو۔ سفیان کہتے ہیں: ''جب کھانا آجائے'' یہ الفاظ صرف زہری نے نقل کیے ہیں۔

**فائدہ**: ...... جب انسان کو بھوک ہو اور کھانا بھی سامنے ہو تو کھانا کھانا چاہیے، خواہ نماز کی جماعت نکل جائے، اگر انسان کو بھوک ہے اور کھانا بھی موجود ہے تو اس وقت نماز پڑھنا درست نہیں ہے، اس سے انسان کی توجہ کھانے

(1212) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اذاحضر الطعام واقیمت الصلاة، حدیث: 6721۔صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب کراهیة الصلاة بحضرة الطعام، حدیث: 557۔سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء اذا حضر العشاء واقیمت الصلاة، حدیث: 353۔ سنن النسائی، کتاب الامامة، باب العذر فی ترك الجماعة، حدیث: 852۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب اذا حضرت الصلاة ووضع العشاء، حدیث: 933۔مسند احمد: 3/ 110۔ صحیح ابن خزیمه: 934۔سنن الدارمی: 1285۔مسند ابی یعلٰی: 3546۔ سنن الکبری للبیهقی: 3/ 72۔ صحیح ابن حبان: 2066۔

کی طرف رہے گی، یاد رہے کہ امام اس سے مستثنیٰ ہے، یعنی اگر امام کو بھوک لگی ہو اور کھانا اس کے پاس موجود ہے، اور جماعت کا ٹائم ہو گیا ہے تو وہ کھانا چھوڑ کر جماعت کرائے گا۔ (صحیح البخاری: 675) نیز اگر انسان کو بھوک نہیں ہے اور کھانا آ گیا ہے، اُدھر سے جماعت کا وقت ہو گیا ہے، تو پہلے اُسے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے، بعض مدارس میں نماز پر اتنی سختی کی جاتی ہے کہ جو بچہ تکبیر اولیٰ سے رہ جائے، اس کا عذر سنے بغیر اس کو سخت سزا دی جاتی ہے، خواہ وہ کسی شرعی عذر کی وجہ سے لیٹ ہوا ہو، یہ رویہ درست نہیں ہے۔

**[1213]**...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ، وَمَاتَ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِينَ سَنَةً، وَكُنَّ أُمَّهَاتِي يَحْثُثْنِي عَلَى خِدْمَتِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا دَارَنَا، فَحَلَبْنَا لَهُ مِنْ شَاةٍ لَنَا دَاجِنٍ، وَشِيبَ لَهُ بِمَاءٍ فِي بِئْرٍ فِي الدَّارِ، فَشَرِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ، وَأَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِينِهِ، وَعُمَرُ نَاحِيَتَهُ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَاوِلْ أَبَا بَكْرٍ، فَنَاوَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْأَعْرَابِيَّ، وَقَالَ: ((الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں دس سال کی عمر کا تھا اور جب آپ فوت ہوئے تو میں بیس سال کا تھا اور میری مائیں مجھے آپ کی خدمت کی ترغیب دیتی تھیں، آپ ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے گھر پر رہنے والی بکری کا دودھ نکالا اور گھر کے کنویں کے پانی سے ٹھنڈا کیا، رسول اللہ ﷺ نے پیا اور آپ کے بائیں طرف ابوبکر صدیق تھے اور ایک اعرابی دائیں طرف تھا اور عمر ایک طرف کو تھے، تو عمر نے کہا: یا رسول اللہ! ابوبکر کو پکڑائیں، رسول اللہ ﷺ نے اعرابی کو دے دیا اور فرمایا: دائیں طرف والا، پھر دائیں طرف والا حق دار ہے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دائیں طرف والے کو بائیں طرف والے پر ترجیح دینی چاہیے، جب انسان بیٹھے تو ہر جگہ دائیں طرف بیٹھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

---

(1213) صحيح البخاری، كتاب الاشربة، باب الايمن فالايمن فی الشرب، حديث: 5619۔صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب استحباب ادارة الماء واللبن، حديث: 2029۔سنن ابی داود، كتاب الاشربة، باب فی الساقی متى يشرب، حديث: 3726۔سنن الترمذی، كتاب الاشربة، باب، ما جاء ان الايمن احق بالشرب، حديث: 1893۔ سنن الكبرى للنسائی: 6861۔مسند احمد: 3/ 110۔سنن الدارمی: 2126۔ مؤطا امام مالك، ص: 568۔ طبقات ابن سعد: 7/ 20۔مسند الطيالسی: 2094۔مسند ابی یعلٰی: 3561۔ صحيح ابن حبان: 5336۔

[1214]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ)) فَقِيلَ لِسُفْيَانَ فِيهِ: ((وَلَا تَنَاجَشُوا؟)) ، قَالَ: لَا

انس بن مالک نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قطع تعلقی نہ کرو، غیبت نہ کرو، بغض نہ رکھو اور باہم حسد نہ رکھو اور اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے، سفیان سے پوچھا گیا: کیا اس حدیث میں کلمہ "تناجشوا" بھی ہے؟ تو انھوں نے کہا: نہیں۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں بعض چیزوں سے منع کیا گیا ہے، اور ان کا تعلق حقوق العباد سے ہے، حسد کی تعریف یہ ہے کہ کسی پر نعمت دیکھ کر یہ کہنا یا سوچنا کہ اس سے نعمت چھن جائے، اور مجھے مل جائے اور یہ حرام ہے، اور جس روایت میں آتا ہے کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے، وہ روایت سخت ضعیف ہے۔ (سنن ابن ماجه: 4210۔ اس کی سند میں عیسیٰ بن ابی عیسیٰ متروک ہے۔ نیز دیکھیے الضعيفه: 1901) نیز اس حدیث میں تین دن سے زیادہ کسی کو نہ بلانے کی مذمت بیان کی گئی ہے، یہاں پر ایک اہم نکتہ یاد رہے کہ اس سے مراد ہے کہ جو دو لوگ آپس میں لڑ پڑیں، ان کی آپس میں ملاقات ہو جائے اور وہ ایک دوسرے کو نہ بلائیں، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ دو لوگ آپس میں لڑ پڑیں اور ان کی ملاقات ہی نہ ہوئی ہو، یہ مراد نہیں ہے، اس طرح خواہ دس دن گزر جائیں نیز یہ بھی یاد رہے کہ اللہ کی رضا کی خاطر کسی سے ناراض ہو جانا اور وہ ناراضگی پوری زندگی رکھ لینا جب تک دوسرا دین کی طرف نہ آئے یہ درست ہے، کیونکہ یہ ناراضگی اللہ کے لیے ہے، اور دوسرے انسان کی بھلائی کی خاطر ہے، بلکہ یہ ناراضگی باعث اجر ہے۔

[1215]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ام

---

(1214) صحيح البخاری، كتاب الادب، باب الهجرة، حديث: 6076۔صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم التحاسد والتباغض، حديث: 2559۔سنن ابی داود، كتاب الادب، حديث: 4910۔ سنن الترمذی، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فی الحسد، حديث: 1935۔الادب المفرد للبخاری: 398۔مسند احمد: 3/ 110۔مؤطا امام مالك، ص: 558۔مسند الطيالسی: 2091۔مسند ابی يعلٰی: 3549۔ سنن الكبری للبيهقی: 7/ 303۔

(1215) صحيح، سنن ابی داود، كتاب الاطعمة، باب فی استحباب الوليمة عند النكاح، حديث: 3744۔سنن الترمذی، كتاب النكاح، باب ما جاء فی فضل التزويج والحث عليه، حديث: 1081۔شمائل ترمذی: 177۔سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب الوليمة، حديث: 1909۔ سنن الكبری للنسائی: 6566۔مسند احمد: 3/ 110۔ مسند ابی يعلٰی: 3580۔ صحيح ابن حبان: 4061۔سنن الكبری للبيهقی: 7/ 260۔

قَالَ: ثنا وَائِلُ بْنُ دَاوُدَ، عَنِ ابْنِهِ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، ((أَوْلَمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِسَوِيقٍ وَتَمْرٍ؟)) قَالَ سُفْيَانُ: ((وَقَدْ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ بِهِ فَلَمْ أَحْفَظْهُ، وَكَانَ بَكْرُ بْنُ وَائِلٍ يُجَالِسُ الزُّهْرِيَّ مَعَنَا))

المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت ستو اور کھجور ہی دعوت ولیمہ میں کھلائے تھے۔سفیان کہتے ہیں: میں نے زہری کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا،لیکن میں اس کو یاد نہ رکھ سکا،بکر بن وائل بھی ہمارے ساتھ زہری کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔

**فائدہ** :...... دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ کرنا فرض ہے،اور ولیمہ رخصتی کے بعد ہوتا ہے،نہ کہ پہلے،بعض بے علم حضرات نے یہ شوشہ چھوڑا ہوا ہے کہ ولیمے کے لیے شرط ہے کہ بیوی سے صحبت کی جائے،اور پردہ بکارت پھٹے،یہ فضول بات ہے،اس کی قرآن وحدیث میں کوئی اصل نہیں ہے،کیونکہ رخصتی کے وقت عورت حیض کی حالت میں بھی ہوسکتی ہے،اور سب کو معلوم ہے کہ حالت حیض میں صحبت کرنا حرام ہے،اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ولیمے میں سادہ سی چیزیں بھی پکانا درست ہیں،مثلاً آلو روٹی، پالک کا سالن،اور روٹی وغیرہ۔افسوس کہ لوگوں نے شادیوں کو مہنگا اور زنا کو سستا کر دیا ہے،ہمیں شادی کو سستا کر دینا چاہیے تا کہ زنا ختم ہو جائے۔

[**1216**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَنْتَبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کدو اور قلعی کیے ہوئے برتن میں نبیذ نہ تیار کیا کرو۔

**فائدہ** :...... یہ حدیث منسوخ ہے،اس کی ناسخ حدیث صحیح مسلم میں ہے،اب جس مرضی برتن میں نبیذ بنائی جاسکتی ہے۔

[**1217**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(1216) صحيح البخاري، كتاب الاشربة، باب الخمر من العسل وهو البتع، حديث: 5587۔صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء، حديث: 1992۔سنن النسائي، كتاب الاشربة، باب النهي عن نبيذ الدباء والمزفت، حديث: 5632۔مسند احمد: 3/ 110۔سنن الدارمي: 2116۔مسند الشافعي: 2/ 94۔ صحيح ابي عوانة: 5/ 310۔سنن الكبرى للبيهقي: 8/ 109۔

(1217) صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب سكرات الموت، حديث: 6514۔صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب الدنيا سجن المؤمن، حديث: 2960۔سنن الترمذي، كتاب الزهد، باب: 46، حديث: 2379۔سنن ⇦⇦

قَالَ: ثنـا عَبْـدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِی بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، أَنَّـهُ سَـمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَـقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَتْبَـعُ الْمَيِّتَ إِلَى قَبْـرِهِ ثَلَاثَةٌ: أَهْـلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى وَاحِدٌ، يَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ

میت کے ساتھ قبر تک تین اشیاء جاتی ہیں: اس کا اہل، اس کا مال، اور اس کا عمل۔ دو تو واپس چلے جاتے ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتا ہے، مال اور اہل واپس چلے جاتے ہیں اور عمل ساتھ رہتا ہے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں میت کو فائدہ دینے والے اس کے اعمال کا ذکر ہے، میت کا اہل اور مال میت کے ساتھ نہیں رہتے، جن کی خاطر انسان دنیا میں دین سے غافل رہا، اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کی توفیق دے، آمین۔ اے رب العالمین! کتابیں لکھنا ایک نیک عمل ہے، راقم دینی کتب لکھنے کو ایک عبادت سمجھتا ہے، یا رب العالمین! میرے قلم میں برکت عطا فرما، اور میرا سینہ کھول دے، آمین۔

[1218]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثنـا قَاسِمٌ الرَّحَّالُ سَنَةَ عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، وَأَنَـا يَوْمَئِذٍ ابْنُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً وَأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَنِصْفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خِرَبًا لِبَنِی النَّجَّارِ، يُرِيدُ قَـضَـاءَ حَـاجَةٍ، فَـخَرَجَ مَذْعُورًا، أَوْ قَـالَ: فَـزِعًـا، وَهُوَ يَقُولُ: ((لَوْلَا أَنْ تَدَافَنُوا لَسَأَلْتُ اللّٰـهَ عَـزَّ وَجَـلَّ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ أَهْلِ الْقُبُورِ مَا أَسْمَعَنِی))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بنونجار کے ویرانے میں رفع حاجت کرنے گئے، پس خوف زدہ واپس آئے یا کہا گھبرائے ہوئے لوٹے اور فرما رہے تھے: اگر تم مردوں کو دفنانا ترک نہ کر دیتے تو میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا کہ اہل قبور کا عذاب جو مجھے سنایا ہے تمھیں بھی سنا دے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عذاب قبر برحق ہے، ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی

⇐ الـنسـائی، كتاب الجنائز، باب النهی عن سب الاموات، حديث: 1939۔مسند احمد: 3/ 110۔الزهد لابن المبارك: 636۔ صحيح ابن حبان: 3107۔مستدرك للحاكم: 1/ 74۔ شعب الايمان: 3339۔

(1218) مسند احمد: 3/ 111۔مسـند ابی يعلٰی: 3693۔اثبـات عـذاب القبر للبيهقی: 93۔مـن طريق سفيان بهذا الاسـنـاد۔ صـحـيـح مسـلـم، كتـاب صـفة الجنة، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار، حديث: 2868۔سنن الـنسـائـی، كتاب الجنائز، باب ضمة القبر وضغطة، حديث: 2060۔مسند احمد: 3/ 103، 176۔مسند عبد بن حميد: 3/ 176۔ صحيح ابن حبان: 3126۔شرح السنة للبغوی: 1526۔ من طريق اخرى عن ابی هريرة۔

کریم ﷺ نے فرمایا: "نَعَمْ ، عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ" ہاں، عذاب قبر حق ہے۔ (صحیح البخاری: 1306)

عذاب قبر قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص سے ثابت ہے، بعض لوگوں کا اس سے انکار کرنا واضح گمراہی ہے۔

[1219]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَشَفَ السِّتَارَةَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا رَأَوْهُ كَأَنَّهُمْ أَيْ تَحَرَّكُوا، ((فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنِ اثْبُتُوا فَنَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، وَأَلْقَى السِّجْفَ وَتُوُفِّيَ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ﷺ))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آخری نگاہ رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھا جب سوموار کے دن آپ نے پردہ اٹھا کر لوگوں کو ابوبکر کے پیچھے صف بستہ نماز پڑھتے دیکھا تھا، جب لوگوں نے آپ کو دیکھا تو مجمع حرکت میں آ گیا، رسول اللہ ﷺ (نے ہاتھ سے) اشارہ کیا کہ ثابت قدم رہو، اس وقت میں نے آپ کے چہرۂ اقدس کو دیکھا گویا مصحف کا ورق ہے، پھر آپ نے پردہ لٹکا دیا اور اسی دن بعد میں وفات پائی۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبردست فضیلت ثابت ہوتی ہے، اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ اول بلافصل نبی کریم ﷺ اپنی زندگی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بنانا چاہتے تھے، اس لیے بذات خود آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے مصلّے پر نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ نیز اس پر مسند ابی بکر میں مفصل بحث گزر چکی ہے۔

[1220]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ گھوڑے سے

(1219) صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب اهل العلم والفضل احق بالامامة، حديث: 680۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر، حديث: 419 ۔سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب الموت يوم الاثنين، حديث: 1832۔سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء فی ذكر مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث: 1624۔شمائل ترمذی: 385۔ مسند احمد: 3/ 110۔صحيح ابن خزيمة: 1650۔مسند ابی يعلٰی: 3548۔ صحيح ابی عوانة: 2/ 118۔صحيح ابن حبان: 6620۔

(1220) صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب يهوی بالتكبير حين يسجد، حديث: 805۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ائتمام الماموم الامام، حديث: 411۔سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب الامام يصلی من قعود، حديث: 601۔ سنن النسائی، كتاب الامامة، باب الائتمام الامام، حديث: 795۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی انما جعل الامام ليؤتم به، حديث: 1238۔مسند احمد: 3/ 110۔ مؤطا امام مالك، ص: 105، سنن الدارمی: 1259۔صحيح ابن خزيمة: 977۔صحيح ابن حبان: 2103۔مسند ابی يعلٰی: 3558۔ مسند الطيالسی: 2090۔

قَـالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَـقَـطَ النَّبِيُّ ﷺ مِـنْ فَـرَسٍ فَـجُـحِشَ شِقُّهُ الْأَيْـمَنُ، فَدَخَلْنَا نَعُودُهُ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَـصَـلَّى بِنَا قَاعِدًا وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ قُعُودًا، فَلَمَّا قَـضَـى صَلَاتَهُ، قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِـهِ، فَـإِذَا كَبَّـرَ فَـكَبِّرُوا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَـعَ فَـارْفَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَـمِدَهُ، فَقُولُوا: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَـجَـدَ فَـاسْجُدُوا، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ

گرے اور آپ ﷺ کے دائیں پہلو پر خراش آئی، ہم نے حاضر خدمت ہو کر بیمار پرسی کی، (اسی دوران) نماز کا وقت ہو گیا، تو آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی، اور ہم لوگوں نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھی، جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو فرمایا: امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو، جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ، اور جب وہ کہے: سمع اللّٰه لمن حمده تو تم کہو: ربنا ولك الحمد اور جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھا کرو۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ انسان تھے، آپ ﷺ کو زندگی میں چوٹیں بھی آئیں، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ مشکل کشا نہیں تھے۔ پہلے حکم یہ تھا کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کو بھی بیٹھ کر پڑھنی چاہیے، اور امام کی اقتدا میں ہی پوری نماز مکمل کرنی چاہیے۔ البتہ یہ حکم آپ ﷺ کے آخری عمل سے منسوخ ہو چکا ہے۔

[1221]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثـنا الزُّهْرِيُّ، عَنِ ابْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَأَلَهُ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ: ((مَـا أَعْدَدْتَ لَهَا؟))، فَلَمْ يَذْكُرْ كَثِيرًا إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: إِنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْـتَ مَـعَ مَـنْ أَحْبَبْـتَ)) قَـالَ أَبُو عَلِـيٍّ: سَـمِعْتُ الْحُمَيْدِيَّ يَقُولَ: لَقِيَ ابْنُ عُيَيْنَةَ سِتَّةَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے قیامت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ تو اس نے کوئی زیادہ اعمال تو ذکر نہ کیے مگر اس نے کہا: میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو انھی کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت کرتا ہے۔ ابوعلی کہتے ہیں: میں نے حمیدی سے سنا، انھوں

(1221) صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب المرء مع من احب، حدیث: 2639۔ مسند احمد: 3/ 110۔ الزهد لابن المبارك: 1018۔ مسند ابی یعلٰی: 3556۔ صحیح ابن حبان: 563۔ من طریق الزهری به۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حدیث: 3688۔ الادب المفرد: 352۔ سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب ما جاء ان المرء مع من احب، حدیث: 2385۔ من طریق آخر عن ابی هریرة۔

وَثَمَانِينَ مِنَ التَّابِعِينَ وَكَانَ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ أَيُّوبَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ لَفْظُ الزُّهْرِيِّ إِذَا حَدَّثَنَا عَنْ أَنَسٍ وَسَهْلٍ: سَمِعْتُ سَمِعْتُ

نے کہا: ابن عیینہ نے چھیاسی (86) تابعین کی زیارت کی ہے، اور وہ کہتے تھے کہ میں نے ایوب جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا، حمیدی کہتے ہیں: سفیان نے کہا: جب زہری ہمیں حضرت انس یا سہل سے روایت بیان کرتے تو کہتے: میں نے سنا، میں نے سنا۔

**فائدہ**:...... نبی کریم ﷺ سے سچی محبت قرآن وحدیث کی اطاعت میں ہی ہے، سچا محبّ نبی ﷺ پکا مومن ہوتا ہے، اور وہ جو قرآن وحدیث کے قریب نہ آئے اور زبانی دعویٰ کرے کہ میں محبّ نبی ﷺ ہوں، اس کا یہ دعویٰ بے کار ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگوں کو قیامت کی تیاری کا درس دیتے رہنا چاہیے۔

[**1222**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: ((صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ میں نماز ظہر چار رکعات اور آپ کے ساتھ نماز عصر ذوالحلیفہ میں دو رکعات پڑھی۔

**فائدہ**:...... سفر شروع کرنے سے ہی نماز قصر ہو جاتی ہے، خواہ آدمی شہر سے یا محلے سے باہر ہی نکلا ہو، کیونکہ ذوالحلیفہ مدینہ سے 6 میل دور ہے۔ (اکمال المعلم: 3/ 9) رہا یہ مسئلہ کہ قصر نماز کتنی مسافت سفر کرنے سے شروع ہوتی ہے، اس میں راجح بات یہ ہے کہ عرف جس کو سفر کہتا ہے، وہ سفر ہے، "مَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ اسْمُ السَّفَرِ فَهُوَ السَّفَرُ"، جس پر سفر کے نام کا اطلاق کیا جاتا ہو، پس وہ سفر ہے۔

[**1223**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

ہم سے بیان کیا حمیدی نے، انھوں نے کہا: ہم سے بیان

(1222) صحیح، مسند احمد: 3/ 237۔سنن الدارمی: 1515۔شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/ 418۔صحیح ابن حبان: 2746۔ مسند ابی یعلٰی: 3634۔من طریق ابن المنکدر عن انس۔صحیح البخاری، کتاب التقصیر، حدیث: 1089۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، حدیث: 690۔ سنن ابی داود: 1202۔ سنن الترمذی: 546۔سنن النسائی: 470۔مسند احمد: 3/ 110۔سنن الدارمی: 1516۔ مصنف عبدالرزاق: 4317۔ مسند ابی یعلٰی: 3633۔ من طریق سفیان عن محمد بن المنکدر وابراهیم بن میسرۃ عن ابی هریرۃ۔

(1223) صحیح البخاری، کتاب الحج، باب نحر البدن قائمۃ، حدیث: 1714۔صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ المسافرین وقصرها، حدیث: 690۔سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العصر فی السفر، حدیث: 478۔ مسند احمد: 3/ 111۔مسند ابی یعلٰی: 2794۔صحیح ابن حبان: 2743۔

قَالَ: ثنا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ

کیا سفیان نے، انھوں نے کہا: بیان کیا ہم سے ایوب سختیانی نے، وہ ابی قلابہ سے، وہ انس بن مالک سے، وہ نبی کریم ﷺ سے مثل اس کے روایت کرتے ہیں۔

[1224]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: ((صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ میں نماز ظہر چار رکعات پڑھی اور آپ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں نماز عصر دو رکعات پڑھی۔

[1225]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: ((صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِنَا وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اور ایک یتیم نے ہمارے گھر میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور میری ماں ام سلیم ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ گھر میں نفل نماز کی جماعت کروانا درست ہے، اور بچہ امام کے پیچھے پہلی صف میں کھڑا ہوسکتا ہے، جب پہلی صف نامکمل ہو، اور عورت صف میں اکیلی بھی کھڑی ہوسکتی ہے، یہ بات یاد رہے کہ اگر بچہ شوق سے جلدی مسجد میں آجاتا ہے اور پہلی صف میں امام کے پیچھے کے علاوہ کسی اور جگہ پر کھڑا ہوجائے تو اُس کو پہلی صف سے اُٹھا کر پچھلی صفوں میں کردینا درست نہیں ہے۔

[1226]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے انصار کو

---

(1224) صحیح، انظر الحدیث المتقدم: 1222۔ مصنف ابن ابی شیبة: 2/ 443۔مسند ابی یعلٰی: 3665۔من طریق ابراهیم بهذا الاسناد۔

(1225) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب المراة وحدها تکون صفا، حدیث: 727۔سنن النسائی، کتاب الامامة، باب المفرد خلف الصف، حدیث: 870۔مسند احمد: 3/ 110۔صحیح ابن خزیمة: 1539۔مسند الشافعی: 1/ 106۔ صحیح ابی عوانة: 2/ 75۔ سنن الکبری للبیهقی: 3/ 106۔شرح السنة: 829۔

(1226) صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، حدیث: 3794۔ مسند احمد: 3/ 111۔ مسند ابی یعلٰی: 3649۔صحیح ابن حبان: 7276۔سنن الکبری للبیهقی: 6/ 143، 144۔ شرح السنة للبغوی: 2192۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: سَمِعَهُ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، يَقُولُ: دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْأَنْصَارَ لِيُقْطَعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا: حَتَّى تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِثْلَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي))

بلایا تا کہ ان کو بحرین کا علاقہ عطا کردیں، تو انصار نے کہا: ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بھی اس کی مثل عطا فرماویں تو ہم تب ہی لیں گے، پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میرے بعد اپنے اوپر ترجیح دیکھو گے تو صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرو۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (اور وہ اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، خواہ انھیں سخت حاجت بھی ہو) (الحشر: 9) کی عملی تفسیر ہے، سبحان اللہ۔

نیز اس حدیث مبارکہ میں یہ بھی ہے کہ حق والے پر دوسرے کو ترجیح دینا غلط ہے، تاریخ بھری پڑی ہے کہ لوگ کس قدر ناانصافیوں سے کام لیتے ہیں، موجودہ دور بھی فتنوں سے لبریز ہے، اور ہر کوئی نااہل کو اہل پر ترجیح دیتا ہے (الا من رحم ربی) کیونکہ قرآن و حدیث کے مطابق فیصلے نہیں کیے جاتے، بلکہ اپنے مفاد کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ ایسی ہر صورت حال میں صبر کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے، بس اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی اصلاح فرمائے، آمین۔

[**1227**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: بَالَ أَعْرَابِيٌّ فِي الْمَسْجِدِ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((صُبُّوا عَلَيْهِ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کیا تو لوگوں نے اس کو گھور کر دیکھنا شروع کر دیا، پس نبی کریم ﷺ نے ان کو منع کیا اور فرمایا: اور اس پر ایک ڈول پانی بہا دو۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کم علم انسان غیر مناسب جگہ پر پیشاب کرنے لگے تو اس کو فوراً وہاں سے اٹھانا درست نہیں ہے، بلکہ اس کو پیشاب کرنے دیا جائے، جب وہ فارغ ہو جائے تو اس کو شفقت سے سمجھا دینا چاہیے، اور جس جگہ پیشاب کیا تھا اس پر ایک ڈول پانی بہا دینا چاہیے، اس سے وہ جگہ پاک ہو جاتی ہے۔

(1227) صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب ترك النبى صلى الله عليه وسلم والناس الاعرابى، حديث: 219۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره، حديث: 284۔ سنن الترمذى، كتاب الطهارة، باب ما جاء فى البول يصيب الارض، حديث: 148۔ سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب ترك التوقيت فى الماء، حديث: 54۔ مسنداحمد: 3/ 110۔ مسند الشافعى: 1/ 25۔ صحيح ابى عوانة: 1/ 214۔ سنن الدارمى: 746۔ مصنف عبدالرزاق: 1660۔ مصنف ابن ابى شيبة: 1/ 193۔

[1228]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي سَاعِدَةَ))، وَقَالَ: ((فِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار میں سے بہترین خاندان بنونجار ہیں، پھر بنوعبد اشہل، پھر بنو حارث بن خزرج ہیں، پھر بنو ساعدہ ہیں اورفرمایا: انصار کے ہر خاندان میں نیکی اور بھلائی ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس خاندان کی مجموعی صفت اچھی ہو اس کو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، نیز اس میں انصار کے تمام لوگوں کی عمومی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

[1229]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: صَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ يَوْمَ الْخَمِيسِ بُكْرَةً فَجَاءَ وَقَدْ فَتَحُوا الْحِصْنَ، وَخَرَجُوا مِنْهُ مَعَهُمُ الْمَسَاحِيَّ، فَلَمَّا رَأَوْهُ لَجَئُوا إِلَى الْحِصْنِ، فَقَالُوا: مُحَمَّدٌ وَالْخُمَيْسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ خَرِبَتْ خَيْبَرُ وَإِنَّا إِذَا نَزَلْنَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جمعرات کی صبح خیبر میں پہنچے جبکہ اہل خیبر نے قلعہ کے دروازے سے کھیتی کے ہتھیار لے کر نکلنا شروع کیا تھا، جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو لوٹ کر قلعہ میں داخل ہوگئے اور انھوں نے کہا: محمد ﷺ فوج سمیت آ چکے ہیں، پس رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، خیبر والے خراب ہوئے، ہم جب کسی قوم کے دالان میں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔

(1228) صحيح البخارى، كتاب الطلاق، باب اللعان، حديث: 5300۔صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فى خير دور الانصار، حديث: 2511۔سنن الترمذى، كتاب المناقب، باب ما جاء فى اى دور الانصار خير، حديث: 3910۔ سنن الكبرى للنسائى: 8336۔مسند احمد: 1/ 56، 3/ 202۔مسند عبد بن حميد: 1400۔ حلية الاولياء: 6/ 354۔

(1229) صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب التكبير عند الحرب، حديث: 2991۔سنن النسائى، كتاب الصيد، باب تحريم اكل لحوم الحمر الاهلية، حديث: 4345۔مسند احمد: 3/ 111۔تفسير عبدالرزاق: 2/ 159۔من طريق ايوب بهذا الاسناد۔صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب فضيلة اعتاقة امته ثم يتزوجها، حديث: 87/ 1365۔سنن الترمذى، كتاب السير، باب فى البيات والغارات، حديث: 1550۔ مؤطا امام مالك، ص: 398۔من طريق اخرى عن انس بن مالك رضي الله عنه۔

بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ))

فائدہ: ...... اس حدیث میں خیبر کی فتح کا ذکر ہے، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کفار بزدل ہوتے ہیں، مسلمانوں کے پاس سب سے قیمتی دولت ایمان ہوتی ہے، بزدلی ایمان کا مقابلہ کیسے کرسکتی ہے۔

[1230]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر اور عثمان الحمد اللہ رب العلمین سے قراءت شروع کرتے تھے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز کی جہری قراءت الحمد للہ سے شروع کرنی چاہیے۔ یاد رہے کہ جہری قراءت بسم اللہ سے شروع کرنا بھی درست ہے۔

[1231]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ أَصَبْنَا حُمُرًا خَارِجًا مِنَ الْقَرْيَةِ، فَنَحَرْنَاهَا، فَطَبَخْنَا مِنْهَا، فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر فتح کیا تو بستی سے باہر ہمیں گدھے ملے اور ہم نے وہ ذبح کر کے گوشت پکانا شروع کر دیا اور اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کرنے والے نے منادی کر دی: خبردار! اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) گدھا کھانے سے تمھیں منع کرتے ہیں، یہ ناپاک شیطانی اعمال میں سے ہے، پس

(1230) صحيح البخارى، كتاب الاذان، باب ما يقول عند التكبير، حديث: 743-صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب حجة من قال لا يهجر بالبسمله، حديث: 399-جزء القراءة خلف الامام للبخارى: 127-سنن ابى داود، كتاب الصلاة، باب من لم يرالجهر ببسم الله الرحمن الرحيم، حديث: 782-سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب فى افتتاح القرائة بالحمد لله رب العالمين، حديث: 246-سنن النسائى، كتاب الافتتاح، باب البداءة بفاتحة الكتاب قبل السورة، حديث: 903-سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، حديث: 813- مسند احمد: 3/ 111-سنن الدارمى: 1243-صحيح ابن خزيمة: 492-مسند الشافعى: 1/ 78-سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 51-

(1231) صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب غزوة خيبر، حديث: 4198-صحيح مسلم، كتاب الصيد، باب تحريم اكل لحوم الحمر الاهلية، حديث: 1940-سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب سؤر الحمار، حديث: 69-سنن ابن ماجه، كتاب الذبائح، باب لحوم الحمر الاهلية، حديث: 3196-مسند احمد: 3/ 164-مصنف عبدالرزاق: 8719- صحيح ابن حبان: 5274-سنن الكبرى للبيهقى: 9/ 331-

يَنْهَيَانِكُمْ عَنْهَا، فَإِنَّهَا رِجْزٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ))، فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ بِمَا فِيهَا وَإِنَّهَا لَتَفُورُ

ہنڈیاں ابلتی ہوئی گوشت سمیت الٹا دی گئیں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں گھریلو گدھے کی حرمت کا ذکر ہے، نیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کس قدر قرآن وحدیث کی اتباع کرنے میں حریص تھے، کاش امت مسلمہ بھی اپنے اوپر قرآن وحدیث کی اطاعت کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح واجب کر لے، اور اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا قرآن وحدیث کی تعلیمات کو بنا لے، دونوں جہانوں کی کامیابی اسی میں ہے۔

[1232]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، الْأَنْصَارُ كَرِشِي، وَعَيْبَتِي، فَأَحْسِنُوا إِلَى مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ))، قَالَ ابْنُ جُدْعَانَ: وَزَادَنِي الْحَسَنُ: ((إِلَّا فِي حَدٍّ))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمام لوگ ایک وسیع وادی میں چل رہے ہوں اور انصار ایک گھاٹی میں چل رہے ہوں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک مرد ہوتا، انصار میری تھیلی بھی ہیں اور اندرونی لباس بھی ہیں، لوگو! تم ان میں سے احسان والے کا احسان سے بدلہ دو اور ان کی بدی کو معاف کر دو، ابن جدعان کی روایت میں مزید یہ ہے: مگر حدود میں معافی نہیں ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں انصار کی فضیلت کا بیان ہے، اور مُحسن کے احسان کو یاد رکھنا چاہیے، انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کی قربانیاں اسلام کی خاطر کس قدر زیادہ ہیں، اگر ان کا احاطہ کیا جائے تو ایک مستقل تاریخ مرتب ہو سکتی ہے، نیز اس حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بُرا بھلا کہنے سے روکا گیا ہے، اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔

[1233]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوطلحہ اپنا ترکش نبی کریم ﷺ

(1232) صحيح، علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے، تاہم حدیث صحیح ہے۔ مسنداحمد: 3/ 187، 205۔ فضائل الصحابة للنسائی: 223، 221۔سنن الكبرى: 8328۔مسند ابی يعلٰى: 3770۔صحيح ابن حبان: 7266۔طبقات ابن سعد: 2/ 252۔ سنن سعيد بن منصور: 2900۔شرح السنة للبغوی من طريق حميد عن انس۔صحيح البخاری، كتاب مناقب الانصار، باب مناقب الانصار رضی الله عنهم، حديث: 3778، 3779، 3799۔صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الانصار، حديث: 2510۔ من طريق آخر عن انس مقطعاً۔

(1233) حسن، الادب المفرد للبخاری: 802۔ مسند احمد: 3/ 111، 261۔مسند ابی يعلٰى: 3993۔ مستدرك ⇦⇦

قَالَ: ثنا ابْنُ جُدْعَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَنْثِلُ كِنَانَتَهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ، وَيَجْثُو عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَيَقُولُ: وَجْهِي لِوَجْهِكَ الْوِقَاءُ، وَنَفْسِي لِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَوْتُ أَبِي طَلْحَةَ فِي الْجَيْشِ خَيْرٌ مِنْ فِئَةٍ)) قَالَ أَنَسٌ: ((وَرَأَيْتُ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ وَمَعَهُ لِوَاءُ الْمُسْلِمِينَ فِي بَعْضِ مَشَاهِدِهِمْ))

کے آگے رکھ دیتے تھے اور اپنے گھٹنوں کے بل جھک جاتے تھے اور کہتے تھے: میرا چہرہ آپ کے چہرے کے لیے بچاؤ ہے اور میری جان آپ کی ذات گرامی پر فدا ہے، راوی نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہماری فوج میں ابو طلحہ کا بولنا اور اس کی آواز ایک جماعت سے زیادہ بہتر ہے، انس نے کہا: مسلمانوں کا جھنڈا بعض جنگوں میں میں نے ابن مکتوم کے ہاتھ میں دیکھا ہے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی جرأت و دلیری کا ذکر ہے کہ وہ کس طرح اپنی جان کی نبی کریم ﷺ کی خاطر پروا نہیں کرتے، یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک جھنڈا بھی تھا۔

[1234]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُدْعَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَهْدَى أُكَيْدِرُ دُومَةَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جُبَّةً، فَتَعَجَّبَ النَّاسُ مِنْ حُسْنِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: اکیدر دومہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک چغا ارسال کیا، اس کی خوبصورتی پر لوگوں کو تعجب ہوا، پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سعد بن معاذ کا رومال جنت میں اس سے زیادہ بہتر ہے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنتی رومال کا ذکر ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بعض جنتیوں کو رومال بھی دیے جائیں گے، سبحان اللہ۔ ہدیہ قبول کر لینا چاہیے، خواہ دینے والا مسلمان ہو یا غیر مسلم۔

[1235]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی

---

⇦⇦ للحاكم: 3/ 352- سنن سعيد بن منصور: 2898-حلية الاولياء: 7/ 309-

(1234) صحيح، مسند احمد: 3/ 111-حليةالاولياء: 7/ 309، 310-من طريق سفيان بهذا الاسناد-معجم الكبير للطبرانى: 5347- مسند الشاميين: 1693-من طريق الزهرى عن انس-صحيح البخارى، كتاب الهبة، حديث: 2615- صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، حديث: 2469- من طريق قتادة عن انس-

(1235) صحيح، مسند ابى يعلى: 3989-سنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة بنى اسرائيل، حديث: 3148- فى ضمن ابى سعيد- سنن الدارمى: 51-من طريق سفيان بهذا الاسناد-صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب ادنى اهل الجنة منزلة منها، حديث: 196-بلفظ "انا اول من يفرع باب الجنة"-

قَالَ: ثنا ابْنُ جُدْعَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ ذَكَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ الشَّفَاعَةَ، فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَآخُذُ بِحَلْقَةِ الْجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا))

مجلس میں شفاعت کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر ہلاؤں گا۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے جنت کے دروازے کا حلقہ ثابت ہوتا ہے، اس حدیث سے نبی کریم ﷺ کا روز قیامت سفارش کرنا بھی ثابت ہوتا ہے۔

[**1236**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: حَالَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِنَا، فَقِيلَ لَهُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ))، فَأَعَادَهَا أَنَسٌ، فَقَالَ: حَالَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي دَارِنَا بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ قَالَ سُفْيَانُ: فَسَّرَتْهُ الْعُلَمَاءُ: حَالَفَ: آخَى .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے گھر میں مہاجرین اور انصار کے درمیان عہد مواخات کرادیا، تو ان سے کہا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا: اسلام میں حلیف بنانا جائز نہیں ہے؟ تو انس نے پھر وہی فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے گھر میں مہاجرین وانصار کے درمیان عہد مواخات کرایا، سفیان نے کہا: علماء اس کی یہ تفسیر کرتے ہیں کہ عہد مواخات صرف بھائی بھائی بنانا تھا، حلیف یا حمایتی بنانا نہیں تھا۔

**فائدہ**:...... زمانہ جاہلیت میں کسی کو بھی حلیف بنا لیا جاتا تھا، ہماری شریعت نے اس سے منع فرما دیا ہے، کیونکہ جب کوئی کسی کا حلیف بن جاتا ہے تو وہ وراثت کا بھی حق دار بن جاتا ہے، جبکہ مواخاۃ میں ایسی چیز نہیں ہوتی، اس کے علاوہ حدیث میں وضاحت ہے کہ زمانہ جاہلیت کے حلف کا اسلام کی حالت میں بھی اعتبار کیا جائے گا، اگر کسی نے زمانہ جاہلیت میں کسی کو اپنی وراثت کا حق دار بنایا تھا، پھر وہ دونوں مسلمان ہو گئے، تو ان کے زمانہ جاہلیت کے حلف کا اعتبار کرتے ہوئے اس کو دی ہوئی وراثت اس کے پاس رہے گی۔

[**1237**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا جَرِيرُ بْنُ

شعبہ بن توام کہتے ہیں: قیس بن عاصم نے رسول اللہ ﷺ

(1236) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الاخاء والحلف، حدیث: 6083۔صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، حدیث: 2529۔سنن ابی داود، کتاب الفرائض، حدیث: 2926۔ مسند احمد: 3/ 111، 281۔الادب المفرد: 569۔مسند ابی یعلی: 4022۔ صحیح ابن حبان: 4520۔سنن الکبری للبیهقی: 6/ 262۔

(1237) صحیح لغیرہ، مسند احمد: 5/ 61۔مسند الطیالسی: 1084۔الآحاد والمثانی: 1166۔مسند البزار: الکشف: 1915۔شرح مشکل الآثار للطحاوی: 1616۔صحیح ابن حبان: 4396۔معجم الکبیر للطبرانی: 18/ 337۔

عَبْدِ الْحَمِيدِ الضَّبِّيُّ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ مِقْسَمٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ شُعْبَةَ بْنِ التَّوْأَمِ، قَالَ: سَأَلَ قَيْسُ بْنُ عَاصِمٍ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحِلْفِ، فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَكِنْ تَمَسَّكُوا بِحِلْفِ الْجَاهِلِيَّةِ))

سے حلف کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اسلام میں حلف نہیں ہے مگر جو حلف جاہلیت میں تھا اس کی رعایت رکھو۔

[1238]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: ((مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَجِدَ عَلَى سَرِيَّةٍ قَطُّ مَا وَجِدَ عَلَى أَصْحَابِ بِئْرِ مَعُونَةَ حِينَ قُتِلُوا، وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الْقُرَّاءَ))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کو کسی غزوہ یا سریہ پر اتنا غم نہیں لگا جتنا بئر معونہ کے شہداء پر غم پہنچا، وہ سب قتل کر دیے گئے تھے اور وہ سب قاری تھے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ انسان اور بشر تھے، آپ ﷺ غمگین بھی ہوتے تھے اور خوشی کے موقع پر راضی بھی ہوتے تھے، بئر معونہ والا واقعہ صفر 4ھ میں پیش آیا، کافروں کا سردار عامر بن مالک خدمت نبوی ﷺ میں آیا اور کہا کہ میرا ملک اسلام کے لیے آمادہ ہے، کچھ واعظ ساتھ بھیج دیجیے، نبی کریم ﷺ نے 70 (ستر) عالم ساتھ کر دیے، جب وہ اُن کے علاقے میں پہنچے تو قبائل رعل وذکوان وبنوسلمہ وغیرہ نے حملہ کیا، صرف حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بچ کر آئے، باقی انہتر (69) قاریوں کو شہید کر دیا گیا۔

[1239]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ

(1238) صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب من جلس عند المصيبة يعرف فيه الحزن، حديث: 1300ـصحيح مسلم، كتاب المساجد، حديث: 677ـمسند احمد: 3/ 111ـطبقات ابن سعد: 2/ 54ـمصنف عبدالرزاق: 9742ـ صحيح ابى عوانة: 2/ 285ـسنن الكبرى للبيهقى: 2/ 199ـشرح السنة للبغوى: 635ـ

(1239) صحيح البخارى، كتاب الادب، باب الحمد للعاطس، حديث: 6221، 6225ـصحيح مسلم، كتاب الزهد، باب تشميت العاطس، حديث: 2991ـسنن ابى داود، كتاب الادب، باب فيمن يعطس ولا يحمد الله، حديث: 5039ـ سنن الترمذى، كتاب الادب، باب ماجاء فى ايجاب التشميت نجد العاطس، حديث: 2742ـسنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب تشميت العاطس، حديث: 3713ـعمل اليوم والليلة للنسائى: 222ـمسند احمد: 3/ 100ـسنن الدارمى: 2663ـمسند الطيالسى: 2065ـمسند ابى يعلٰى: 4060ـصحيح ابن حبان: 600ـ

قَالَ: ثـنـا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ ، أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْنَا مِنْهُ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ، يَقُولُ: عَطِسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتَ أَوْ سَمَّتَ أَحَدَهُمَا ، وَلَمْ يُشَمِّتْ ، أَوْ لَمْ يُسَمِّتِ الْآخَرَ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ شَمَّتْ أَوْ سَمَّتْ هَذَا ، وَلَمْ تُشَمِّتْنِي ، أَوْ تُسَمِّتْنِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ هَذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَإِنَّكَ لَمْ تَحْمَدْهُ))

کی مجلس میں چھینک آئی، تو آپ نے ایک کی چھینک کا جواب دیا (یرحمک اللہ فرمایا) اور دوسرے کو جواب نہیں دیا، اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے اس کو تو جواب دیا اور مجھے جواب نہیں دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور تو نے اس ذات حق کی حمد نہیں کی۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کو چھینک آئے اور وہ حمد وثنا نہ کرے تو اس کو دعا (یرحمک اللہ) نہیں دینی چاہیے، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی بڑی فکر ہوتی تھی۔

[**1240**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِخَادِمِهِ: ((أَنْجَشَةُ ، رِفْقًا قَوْدًا بِالْقَوَارِيرِ)) يَعْنِي النِّسَاءَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم انجشہ کو فرمایا: آب گینوں کو نرمی کے ساتھ چلاؤ، یعنی خواتین کو۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہیے، اس کے متعلق شرح تفصیل سے گزر چکی ہے۔

[**1241**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے انصاری چچا کی

---

(1240) صحيح البخارى، كتاب الادب، باب المعاريض مندوحة عن الكذب، حديث: 6209، 6211۔صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب رحمة النبى صلى الله عليه وسلم للنساء، حديث: 2323۔مسند احمد: 3/ 111۔ طبقات ابن سعد: 8/ 430۔مسند ابى يعلى: 4064۔ صحيح ابن حبان: 5800۔

(1241) صحيح البخارى، كتاب الاشربة، باب نزل تحريم الخمر، حديث: 5583۔صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب تحريم الخمر، حديث: 1980۔سنن النسائى، كتاب الاشربة، باب ذكر الشراب الذى اهريق بتحريم الخمر، حديث: 5543۔مسند احمد: 3/ 183، 189۔ كتاب الاشربة: 180۔صحيح ابن حبان: 5352۔سنن الكبرى للبيهقى: 8/ 290۔من طريق سليمان التيمى عن انس۔ سنن ابى داود، كتاب الاشربة، باب فى تحريم الخمر، حديث: 3673۔من طريق ثابت عن انس۔

قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، يَقُولُ: كُنْتُ قَائِمًا عَلَى عُمُومَةٍ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْقِيهِمْ فَضِيخًا لَهُمْ، فَأَتَانَا رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ النَّبِيِّ ﷺ مَذْعُورًا، قُلْنَا: مَا وَرَاءَكَ؟ قَالَ: ((حُرِّمَتِ الْخَمْرُ))، فَقَالُوا لِي: أَكْفِهَا يَا أَنَسُ، قَالَ: فَكَفَأْتُهَا فَقَالَ النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ: ((هِيَ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ))

خدمت پر متعین تھا، ان کو فضیخ نامی شراب پلا رہا تھا، اتنے میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا، تو ہم نے کہا: تیرے پس پشت خبر کیا ہے؟ تو اس نے کہا: شراب حرام کر دی گئی ہے، پس میرے چچا نے فرمایا: اے انس! اس کو گرادے، تو میں نے شراب گرادی، نضر بن انس نے فرمایا: ان کی شراب ان ایام میں یہی تھی۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی دوسرے کی خدمت حاصل کر سکتے ہیں، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جب نبی کریم ﷺ کا حکم مل جاتا تھا تو وہ اسی وقت اس پر عمل کرتے تھے، یہی لوگ ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا کے مصداق تھے۔

[1242]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: ((غَدَوْنَا فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ، فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُلَبِّي، لَا يَعِيبُ ذَلِكَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم لوگ منٰی سے علی الصباح عرفہ گئے، ہم میں سے کوئی تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تکبیر کہتا تھا، اور کوئی تلبیہ کہتا تھا اور کوئی فریق دوسرے فریق کو عیب نہیں لگاتا تھا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منی سے عرفہ کی طرف صبح کے وقت جانا چاہیے، اور منٰی سے عرفہ جاتے وقت تکبیر اور تلبیہ دونوں میں سے کوئی بھی چیز پڑھ سکتا ہے، اور جو کوئی اچھا کام کرے اس پر عیب نہیں لگانا چاہیے۔

[1243]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مکہ فتح کے سال رسول

---

(1242) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب التلبية والتكبير اذا غدا من منى الى عرفة، حديث: 1659۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب التلبية والتكبير فى الذهاب من منى الى عرفات، حديث: 1285۔سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب التلبية فيه، حديث: 3041۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الغدو من منى الى عرفات، حديث: 3008۔مسند احمد: 3/ 110۔مؤطا امام مالك، ص: 229۔ سنن الدارمی: 1884۔مسند الشافعی: 1/ 352۔ صحيح ابن حبان: 3847۔سنن الكبرى للبيهقی: 3/ 313۔

(1243) صحيح البخاری، كتاب اللباس، باب المغفر، حديث: 5808۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب ⇦⇦

قَالَ: ثنا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ، وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ))

اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود تھا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اپنی حفاظت کے لیے وسائل استعمال کرنا درست ہے۔ یہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔

[**1244**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثني مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنَ الصَّحْفَةِ)) فَلَا أَزَالُ أُحِبُّهُ أَبَدًا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو پیالے میں کدو کی طرف ہاتھ پھیلاتے دیکھا ہے، یہ وجہ ہے کہ میں ہمیشہ کدو کو پسند کرتا ہوں۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو کدو پسند تھا، اور جو چیز نبی کریم ﷺ کو پسند ہوتی تھی وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی پسند ہوتی تھی، جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دنیاوی معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی پسند کردہ چیزیں پسند ہوتی تھیں تو دینی معاملات میں کیوں پسند نہ ہوں؟

[**1245**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

قتادہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول

⇦ جواز دخول مكة بغير احرام، حديث: 1357۔سنن ابى داود، كتاب الجهاد، باب قتل الاسير، حديث: 2685۔سنن الترمذى، كتاب الجهاد، باب ما جاء فى المغفر، حديث: 1693۔شمائل ترمذى: 112۔سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، حديث: 2870۔سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب السلاح، حديث: 2805۔ مسند احمد: 3/ 109، 164۔سنن الدارمى: 1944۔مؤطا امام مالك، ص: 280۔صحيح ابن خزيمة: 3063۔ صحيح ابن حبان: 3719۔مسند ابى يعلى: 3540۔طبقات ابن سعد: 2/ 139۔سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 59۔

(1244) صحيح البخارى، كتاب البيوع، باب ذكر الخياط، حديث: 2092۔صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب من ناول اوقدم الى صاحبه، حديث: 2041۔سنن ابى داود، كتاب الاطعمة، حديث: 3782۔ سنن الترمذى، كتاب الاطعمة، حديث: 1850۔شمائل ترمذى: 162۔سنن الكبرى للنسائى: 6628۔مسند احمد: 3/ 150۔مؤطا امام مالك، ص: 343۔ سنن الدارمى: 2056۔صحيح ابى عوانة: 5/ 389، 390۔صحيح ابن حبان: 4539۔

(1245) صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب فص الخاتم، حديث: 5869۔صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب وقت العشاء وتاخيرها، حديث: 640۔سنن النسائى، كتاب المواقيت، باب ما يستحب من تاخير العشاء، حديث: 540۔ سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، باب وقت العشاء، حديث: 692۔مسند احمد: 3/ 182۔مسند ابى يعلى: 3800۔شرح معانى الآثار: 1/ 157، 158۔سنن الكبرى للبيهقى: 1/ 374۔وفيه قال حميد:سئل انس۔

قَالَ: ثنا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يَسْأَلُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، هَلِ اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا؟ قَالَ: ((نَعَمْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَرِيقِهِ فِي يَدِهِ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ))

اللہ ﷺ نے انگوٹھی تیار کرائی تھی؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں، گویا میں اس کی چمک چاندنی رات میں نبی ﷺ کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انگوٹھی پہننا سنت ہے اور انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہننی چاہیے، بعض لوگوں کا پانچوں انگلیوں میں انگوٹھیاں پہننا درست نہیں ہے، نیز مردوں پر سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے، افسوس کہ شادی بیاہ کے موقع پر دولہا بڑے فخر سے سونے کی انگوٹھی پہنتے ہیں، جو لوگ دنیا میں سونا پہنتے ہیں، ان کو قیامت کے دن سونا نہیں پہنایا جائے گا۔

[**1246**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا حُمَيْدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا رِدْفُ أَبِي طَلْحَةَ، يَقُولُ: ((لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مَعًا))،

حمید کہتے ہیں: میں نے انس بن مالک کو کہتے سنا، انھوں نے فرمایا: میں ابوطلحہ کے پیچھے سوار تھا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس طرح فرماتے سنا: میں حج اور عمرہ یکجا ادا کرنے کے لیے حاضر ہوں۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج قران جائز ہے، اور کسی کے پیچھے سوار ہونا بھی جائز ہے۔

[**1247**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عِرِّيفُ بَنِي زُهْرَةَ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ هَذَا

حمیدی نے سفیان سے، انھوں نے مصعب بن سلیم سے، جو بنوزہرہ کے (عریف) چھوٹے سردار تھے، اس نے کہا: میں نے سنا انس بن مالک کو، وہ رسول اللہ ﷺ سے مثل اس کے روایت کرتے ہیں۔

[**1248**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے پچھنے

---

(1246) صحيح، سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء فى الجمع بين الحج والعمرة، حديث: 821۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب من قرن الحج والعمرة، حديث: 2969۔مسند احمد: 3/ 111۔سنن الدارمى: 1930۔ مسند ابى يعلٰى: 3737۔شرح السنة للبغوى: 1881۔ سنن الكبرى للبيهقى: 2/ 288۔من طريق حميد عن انس۔ صحيح مسلم: 251۔سنن ابى داود: 1251۔سنن النسائى : 2730۔ من طريق يحيىٰ وعبدالعزيز وحميد عن انس۔
(1247) صحيح، مسند احمد: 3/ 183۔مسند ابى يعلٰى: 3646۔صحيح ابى عوانة كما فى اتحاف االمهرة : 1830۔
(1248) صحيح البخارى، كتاب البيوع، باب ذكر الحجام، حديث: 2102۔صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب حل اجر الحجام، حديث:1577سنن ابى داود، كتاب الاجارة، حديث : 2424۔سنن الترمذى، كتاب البيوع، ⇦⇦

قَالَ: ثنا حُمَيْدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: ((احْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَجَمَهُ عَبْدٌ لِحَيٍّ مِنَ الْأَنْصَارِ، يُقَالُ لَهُمْ بَنُو بَيَاضَةَ، يُسَمَّى أَبَا طَيْبَةَ، فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَاعًا، أَوْ صَاعَيْنِ، أَوْ مُدًّا، أَوْ مُدَّيْنِ، وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفُوا عَنْهُ مِنْ ضَرِيبَتِهِ)) يَعْنِي خَرَاجَهُ

لگوائے، ان کو انصاری خاندان کے ایک غلام نے پچھنے لگائے تھے، اس خاندان کو بنو بیاضہ کہا جاتا تھا اور اس غلام کا نام ابوطیبہ تھا اور اس کو رسول اللہ ﷺ نے ایک صاع یا دو صاع یا ایک سیر یا دو سیر بھی دیے اور اس کے مالکان سے اس کے خراج میں کمی کرنے کی سفارش بھی فرمائی۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سینگی لگانا درست ہے، آج کل اس کے دو طریقے ہیں: ایک گلاس کے ذریعے اور دوسرا مشین کے ذریعے۔ سینگی لگانے والے کو اجرت دینی چاہیے۔

[1249]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَسْهَمَ النَّاسَ الْمَنَازِلَ، فَطَارَ سَهْمُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَلَى سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: تَعَالَ حَتَّى أُقَاسِمَكَ مَالِي، وَأَنْزِلَ لَكَ عَنْ أَيِّ امْرَأَتَيَّ شِئْتَ، فَأَكْفِيَكَ الْعَمَلَ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ، فَخَرَجَ، فَأَصَابَ شَيْئًا فَخَطَبَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے، تو مہاجرین کی مختلف گھرانوں پر قرعہ اندازی کی گئی اور عبدالرحمٰن بن عوف کا قرعہ سعد بن ربیع پر پڑا، جناب سعد نے عبدالرحمٰن کو کہا: میں اپنا مال تقسیم کر کے تجھے دیتا ہوں اور میری دو عورتوں میں سے تو پسند کر لے، میں تیرے لیے طلاق دے دیتا ہوں، پھر تیرا (زرعی) کام بھی میں ہی کروں گا، تو عبدالرحمٰن نے اس کو کہا: اللہ تعالیٰ تجھے تیرے اہل اور تیرے مال میں برکت دے، مجھے صرف بازار کا راستہ بتا دے، پھر عبدالرحمٰن بازار گئے، جب ان کے پاس کچھ مال آ گیا تو انھوں نے ایک عورت کو پیغام

⇦⇦ باب ما جاء فی الرخصة فی كسب الحجام، حديث: 1278۔ شمائل ترمذی: 360۔ مسند احمد: 3/ 100۔ مؤطا امام مالك، ص: 597۔ سنن الدارمی: 2625۔ مسند ابی یعلٰی: 3757۔ سنن الكبری للبيهقی: 9/ 8، 337۔

(1249) صحیح البخاری، كتاب النكاح، باب الوليمة ولو بشاة، حديث: 5167۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب الصداق، حديث: 1427۔ سنن الترمذی، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فی مواساة الاخ، حديث: 1933۔ سنن النسائی، كتاب النكاح، باب التزويج علی نواة من ذهب، حديث: 3353۔ مسند احمد: 3/ 190، 274۔ مسند الشافعی: 2/ 6۔ مؤطا امام مالك، ص: 342، 343۔ مسند ابی یعلٰی: 3836۔ صحيح ابن حبان: 4060۔ سنن الكبری للبيهقی: 7/ 237۔

امْرَأَةً، فَتَزَوَّجَهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَى كَمْ تَزَوَّجْتَهَا؟)) ، قَالَ: عَلَى نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ))

نکاح دے کر عقد کر لیا، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تو نے مہر میں کیا دیا؟ تو انھوں نے کہا: کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولیمہ بھی کر، خواہ ایک بکری ہی سہی۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے اوپر دوسروں کو زیادہ ترجیح دیتے تھے، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خود محنت کرنا پسند کرتے تھے، کسی پر بوجھ نہیں بنتے تھے۔ عورت کو مرد نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے، اور مہر دینا فرض ہے۔ اور دعوت ولیمہ بھی فرض ہے۔ قرعہ ڈالنا ٹھیک ہے۔

[**1250**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا حُمَيْدٌ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَحَكَّهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ مُغْضَبًا، فَقَالَ: ((أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُبْصَقَ فِي وَجْهِهِ)) ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَقَامَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يُوَاجِهُ رَبَّهُ، فَلَا يَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلَكِنْ لِيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى، فَإِنْ عَجِلَتْ بِهِ بَادِرَةٌ، فَلْيَجْعَلْهَا فِي ثَوْبِهِ، وَلْيَقُلْ بِهَا هَكَذَا)) ، وَأَشَارَ الْحُمَيْدِيُّ إِلَى طَرَفِ ثَوْبِهِ فَدَلَّكَهُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد کی کعبہ کی دیوار پر بلغم لگا ہوا دیکھا تو آپ نے اس کو کھرچ دیا اور پھر لوگوں کی طرف غصے کے ساتھ دیکھا اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کے منہ پر تھوک دیا جائے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب کریم کے روبرو ہوتا ہے، پس اپنے سامنے ہرگز نہ تھوکے اور نہ دائیں طرف، لیکن بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوک دے اور اگر اتنی فرصت نہ ملے تو اپنے کپڑے میں تھوک کر اس طرح کر دے، حمیدی نے اپنے کپڑے کے کونے کی طرف اشارہ کر کے اس کو رگڑ دیا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں ہر وہ چیز جو بری لگے، وہ نہیں ہونی چاہیے، اور بلغم ناپاک نہیں ہے، نماز میں تھوکنے کا طریقہ بیان ہوا ہے۔

(1250) صحيح البخاری، كتاب الوضو، باب البصاق والمخاط ونحوه فی الثوب، حديث: 241۔كتاب الصلاة، بـاب حك البزاق باليد من المسجد، حديث: 405۔سنن ابی داود، كتاب الطهارة، باب البصاق يصيب الثوب، حديث: 390۔ سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب البصاق يصيب الثوب، حديث: 309۔مسند احمد: 3/ 199، 200۔ سنن الدارمی: 1403۔مصنف عبدالرزاق: 1692۔المنتقى لابن الجارود: 405۔سنن الكبری للبيهقی: 1/ 255۔ شرح السنة للبغوی: 491۔

[1251]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ الْقُرْدُوسِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا رَمَى الْجَمْرَةَ، وَنَحَرَ نُسُكَهُ، نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ، فَحَلَقَهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شِقَّهُ الْأَيْسَرَ، فَحَلَقَهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ أَبَا طَلْحَةَ وَأَمَرَهُ أَنْ يُقَسِّمَهُ بَيْنَ النَّاسِ))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے جمروں پر کنکر مارے اور اپنی قربانی ذبح کر دی، تو سر مونڈنے والے کی طرف اپنے سر مبارک کا دایاں طرف سامنے کیا اور اس نے مونڈ دیا، پھر بایاں طرف سامنے کیا تو اس نے مونڈ دیے، پھر آپ نے بال ابوطلحہ کو دیے اور ان کو حکم دیا کہ لوگوں میں تقسیم کر دے۔

**فائدہ** :...... مسلمان زندہ ہو یا مردہ، اس کے بال پاک ہیں، اس کے دلائل درج ذیل ہیں: امام محمد بن سیرین نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک ہیں، جو ہمیں حضرت انس یا ان کے گھر والوں کی طرف سے پہنچے ہیں، تو عبیدہ نے یہ سن کر فرمایا: "لان تكون عندی شعرة منه احب الیّ من الدنيا وما فيهـــا" ''میرے پاس نبی کریم ﷺ کا ایک بال (بھی) ہوتا تو یہ مجھے دنیا اور اس کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوتا۔'' (صحيح البخاری: 170) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اپنے بالوں کو منڈوایا تو سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص تھے، جنھوں نے آپ کے بالوں کو لیا تھا۔ (صحيح البخاری: 171) ان دونوں حدیثوں پر امام بخاری نے یہ باب باندھا ہے "بـاب الـمـآء الذی يغسل به شعر الانسان" باب اس پانی کے بارے میں جس کے ساتھ انسان کے بالوں کو دھویا جاتا ہے۔ (کتاب الوضوء، باب: 33) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی توجیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ان الشعـر طـاهر والالما حفظوه ولا تمنی عبيدة ان يكون عنده شعرة واحدة منـه واذ كـان طـاهـرا فـالمآء الذی يغسل به طاهر" (بال پاک ہیں، وگرنہ (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) ان کی حفاظت نہ کرتے، اور عبیدہ (تابعی) تمنا نہ کرتے کہ ان کے پاس بھی نبی کریم ﷺ کا ایک بال

(1251) صحيح مسلم، كتاب الحج، باب بيان ان السنة يوم النحر ان يرمی ثم ينحر، حديث: 1305۔ سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب الحلق والتقصير، حديث: 1982۔ سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء فی ای جانب الراس يبدا فی الحلق، حديث: 912۔ سنن الكبرى للنسائی: 4102۔ مسند احمد: 3/ 111۔ صحيح ابن خزيمة: 2928۔ صحيح ابن حبان: 3879۔ سنن الكبرى للبيهقی: 1/ 25۔ من طريق سفيان بهذا الاسناد۔ مسند ابی يعلٰی: 2827۔ من طريق هشام بن سعد۔ صحيح البخاری، كتاب الوضو، باب الماء الذی بغسل شعر الانسان، حديث: 171۔ من طريق عبد اللّٰه بن عون كلاهما عن محمد بن سيرين به۔

ہوتا، جب بال پاک ہیں تو اس پانی میں جس میں ان کو دھویا گیا ہو، وہ بھی پاک ہے) (فتح الباری: 1/ 363) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: جمہور علماء بھی بالوں کو پاک سمجھتے ہیں، اور یہی ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ (فتح الباری: 1/ 364) ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال تھے، جسے انھوں نے ایک چھوٹے پیالے میں رکھا ہوا تھا، یہ بال مہندی کی وجہ سے سرخ تھے، جب کسی شخص کو نظر لگ جاتی یا وہ بیمار ہو جاتا تو وہ اپنا پانی کا برتن سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیتا، (آپ اس پانی کے برتن میں بال ڈبو دیتیں) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے (بشرطیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کہیں سے مل جائیں) (بخاری: 5896، وفتح الباری: 10/ 353) یاد رہے کہ بعض شہروں میں بعض بالوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جاتی ہے، جو کہ ثابت نہیں ہے۔

[**1252**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُصْعَبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: ((أَتَى النَّبِيُّ ﷺ بِتَمْرٍ فَجَعَلَ يُقَسِّمُهُ، وَهُوَ مُحْتَفِزٌ، وَهُوَ يَأْكُلُ أَكْلًا ذَرِيعًا))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لائی گئیں، آپ نے پاؤں پر بیٹھ کر تقسیم کیں اور جلدی جلدی کھائیں۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں کھانا بیٹھ کر کھانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، بعض روایات میں (مقعیا) کے الفاظ ہیں۔ (صحیح مسلم: 2044) اس کے معنی ہیں: پنڈلی اور ران کو ملا کر کولھوں پر بیٹھنا۔ (نیز دیکھیں: ارواء الغلیل: 7/ 29) آہستہ آہستہ کھانا کھانا اچھا نہیں ہے، بلکہ جلدی جلدی کھانا کھانا چاہیے، کھجور کھانے کو زندگی کا معمول بنانا چاہیے، اس کے بہت سے فوائد ہیں۔

## مسند جابر بن عبد الله الأنصاري رضی اللہ عنہ

## احادیث جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ

[**1253**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نے اپنا غلام مدبر

(1252) صحيح مسلم، كتاب الاطعمة، باب استحباب تواضع الاكل وصفة قعوده، حديث: 2044۔شمائل ترمذى: 142۔ سنن الكبرى للنسائى: 6811۔سنن ابى داود، كتاب الاطعمة، باب ما جاء فى الاكل متكئا، حديث: 3770۔سنن الدارمى: 2068۔مسند احمد: 3/ 180۔ مصنف ابن ابى شيبة: 8/ 307۔مسند ابى يعلى: 3647۔ سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 283۔شعب الايمان: 5973۔شرح السنة: 2842۔

(1253) صحيح البخارى، كتاب البيوع، باب بيع المدبر، حديث: 2231۔صحيح مسلم، كتاب الايمان، ⇦⇦

قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، وَأَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُمَا سَمِعَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: ((دَبَّرَ رَجُلٌ غُلَامًا لَهُ لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَبَاعَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ)) قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: قَالَ جَابِرٌ: عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ الْأَوَّلِ فِي إِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ زَادَ أَبُو الزُّبَيْرِ: ((اسْمُهُ يَعْقُوبُ الْقِبْطِيُّ))

قرار دیا اور اس کا اس غلام کے علاوہ کوئی مال نہیں تھا، نبی کریم ﷺ نے اس کو فروخت کرا دیا، نعیم بن نحام نے اس کو خریدا تھا، عمرو بن دینار نے کہا: جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ ایک قبطی غلام تھا، جو ابن زبیر کی حکومت کے اول سال میں فوت ہوا، اس کا نام یعقوب قبطی تھا۔

**فائدہ**: ...... غلام مدبر اس کو کہتے ہیں جس کو کہا جائے کہ جب مالک فوت ہو جائے تو تُو آزاد ہو جائے گا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے اہل وعیال کا خیال رکھ کر کام کرنا چاہیے، اس حدیث میں ایک صحابی نے اپنے غلام کو وفات کے بعد آزاد قرار دے دیا تھا، جبکہ اس بندے کے پاس اس غلام کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا، تو نبی کریم ﷺ نے فوت ہونے والے کی بات کا اعتبار نہیں کیا، بلکہ غلام کو فروخت کیا، اور اس کی مالیت اہل وعیال کو دے دی، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ باطل شرط کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

[**1254**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن

⇦ باب جواز بيع المدبر، حديث: 59/ 997 سنن الترمذی، كتاب البيوع، باب ما جاء فی بيع المدبر، حديث: 1219۔سنن ابن ماجه، كتاب العتق، باب المدبر، حديث: 2513۔ مسند احمد: 3/ 308۔مسند الشافعی: 2/ 69۔مسند ابی یعلی: 1825۔مصنف عبدالرزاق: 16663۔من طريق سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار وحده عن جابر۔صحيح مسلم: 59/ 997۔سنن ابی داود، كتاب العتق، باب فی بيع المدبر، حديث: 3957۔ سنن النسائی، كتاب البيوع، باب بيع المدبر، حديث: 4656۔مسند احمد: 3/ 305۔صحيح ابن خزيمة: 2445۔صحيح ابن حبان: 3342۔ من طريق ابی الزبير وحده عن جابر۔

(1254) صحيح البخاری، كتاب الجمعة، باب من جاء والامام يخطب صلى ركعتين، حديث: 931۔صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب التحية والامام يخطب، حديث: 875۔سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب اذا دخل الرجل والامام يخطب، حديث: 1115۔سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ما جاء فی الركعتين اذاجاء الرجل والامام يخطب، حديث: 510۔سنن النسائی، كتاب الجمعة، باب مخاطبة الامام رعيته وهو على المنبر، حديث: 1410۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فيمن دخل المسجد والامام يخطب، حديث: 1112۔ مسند احمد: 3 3 3/ 308۔سنن الدارمی: 1563۔مسند ابی یعلی: 1830۔صحيح ابن خزيمة: 1832۔من طريق عمرو بن دينار عن جابر۔ صحيح مسلم: 875۔سنن ابن ماجه: 1112۔جزء القراءة خلف الامام للبخاری: 159۔مسند احمد: 3/ 363۔ صحيح ابن خزيمة: 1832۔من طريق ابی الزبير عن جابر رضی اللہ عنہ۔

قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، وَأَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُمَا سَمِعَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ قَائِمٌ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصَلَّيْتَ؟)) ، قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَسَمَّى أَبُو الزُّبَيْرِ فِي حَدِيثِهِ الرَّجُلَ سُلَيْكَ بْنَ عَمْرٍو الْغَطَفَانِيَّ

خطبہ ارشاد فرمار ہے تھے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا، آپ نے فرمایا: تو نے نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: دو رکعات نماز پڑھ، سفیان نے کہا: راوی ابوزبیر کا نام سلیک بن عمرو غطفانی ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خطبہ کے دوران نماز پڑھنا درست ہے، اور خطیب کسی کو جو بغیر نماز پڑھے بیٹھ جائے، نماز کا کہہ سکتا ہے، اور مقتدی کو بات ماننی چاہیے۔ اس حدیث سے تحیۃ المسجد کی تاکید ثابت ہوتی ہے، فرضیت نہیں۔

[1255]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا حَسَّانُ بْنُ جَعْدَةَ، قَالَ: ((رَأَيْتُ الْحَسَنَ بْنَ أَبِي الْحَسَنِ دَخَلَ مَسْجِدَ وَاسِطَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَابْنُ هُبَيْرَةَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَجَلَسَ))

حسان بن جعدہ کہتے ہیں: میں نے حسن بن ابی حسن کو مقام واسط کی مسجد میں جمعہ کے دن داخل ہوتے دیکھا، تو اس وقت ابن ہبیرہ جمعے کا خطبہ دے رہے تھے تو حسن نے دو رکعات پڑھیں اور بیٹھ گئے۔

[1256]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، فَقَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ)) قَالَ جَابِرٌ: ((لَوْ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حدیبیہ کے دن ہم چودہ سو آدمی تھے، پس رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: تم اہل زمین میں سے افضل ترین لوگ ہو، جابر نے فرمایا: اگر میں دیکھ سکتا تو تمھیں اس درخت کی جگہ بھی بتا دیتا۔

(1255) ضعیف، حسان بن جعدہ راوی مجہول ہے۔ تاریخ الكبير للبخاری: 3/ 35۔ مصنف عبدالرزاق: 5515۔ مصنف ابن ابی شیبة: 2/ 110، 111۔

(1256) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الحديبية، حدیث: 4154۔ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب استحباب مبالغة الامام الجيش، حدیث: 1856۔ سنن الکبری للنسائی: 11507۔ مسند احمد: 3/ 308۔ مسند عبدبن حمید: 1104۔ مصنف ابن ابی شیبة: 14/ 439، 440۔ مسند الشافعی: 2/ 198۔

كُنْتُ أُبْصِرُ لَأَرَيْتُكُمْ مَوْضِعَ الشَّجَرَةِ))

**فائدہ** :...... اس حدیث میں بیعت رضوان کا ذکر ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ پھیلنے کے وقت ایک درخت کے نیچے ہوئی تھی۔ اس حدیث سے مجاہدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

[**1257**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُومِيَّ، يَقُولُ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ، وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ، وَرَبِّ هَذَا الْبَيْتِ))

محمد بن عباد بن جعفر مخزومی کہتے ہیں: میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے بیت اللہ کے طواف کے دوران سوال کیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا تھا؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں، قسم ہے اس گھر کے رب کی۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی حرمت کا بیان ہے۔ طواف کے دوران اہم دینی باتیں کی جاسکتی ہیں، جس بات کا علم نہ ہو اس کا علماء سے سوال کر لینا چاہیے۔ مسئلہ بتاتے وقت قسم کھانا جائز ہے۔

[**1258**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قِيلَ تِلْقَاءَ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَكَحْتَ يَا جَابِرُ؟))، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَبِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ؟))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: (اے جابر!) تو نے شادی کی ہے؟ تو میں نے کہا: ہاں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کنواری یا ثیبہ سے؟ میں نے کہا: ثیبہ سے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی چھوٹی عمر کی لڑکی سے نکاح کرتا جو تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلا کرتا،

(1257) صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة، حديث: 1984۔صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب صيام يوم الجمعة منفردا، حديث: 1143۔سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب فی صيام يوم الجمعة، حديث: 1724۔سنن الكبرى للنسائی: 2745۔مسند احمد: 3/ 312۔مصنف عبدالرزاق: 7808۔سنن الدارمی: 1748۔سنن الكبرى للبيهقی: 4/ 301، 302۔مسند ابی يعلٰی: 2206۔

(1258) صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب (اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا)، حديث: 4052۔صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب استحباب نكاح البكر، حديث: 56/ 715۔سنن الترمذی، كتاب النكاح، باب ما جاء فی تزويج الابكار، حديث: 1100۔ سنن النسائی، كتاب النكاح باب نكاح الابكار، حديث: 3221۔مسند احمد: 3/ 308۔ مسند الطيالسی: 1706۔مسند ابی يعلٰی: 1974۔ صحيح ابن حبان: 7138۔من طريق عمرو بن دينار عن جابر بن عبدالله ۔مسند احمد: 3/ 294۔من طريق محمد بن المنكدر عن جابر۔

قُلْتُ: ثَيِّبٌ، قَالَ: ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُكَ تُلَاعِبُهَا))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ قُتِلَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ، وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ، وَكُنَّ لِي تِسْعَ أَخَوَاتٍ، فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أَجْمَعَ إِلَيْهِنَّ جَارِيَةً خَرْقَاءَ مِثْلَهُنَّ، وَلَكِنِ امْرَأَةٌ تُمَشِّطُهُنَّ، وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ، قَالَ: ((أَصَبْتَ))

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے باپ احد کی جنگ میں شہید ہو گئے ہیں اورانھوں نے نو بیٹیاں چھوڑی ہیں، اور اس طرح میری نو بہنیں ہیں، تو میں نے یہ بات پسند کی کہ میں انھی کی ہم عمر لڑکی ان کے ساتھ جمع نہ کروں، لیکن ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کی کنگھی کرے اور ان کی نگرانی بھی کر سکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے خوب کیا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کنواری لڑکی سے شادی کرنی چاہیے، کیونکہ جو محبت کنواری کر سکتی ہے، وہ ثیب (شادی شدہ) نہیں کر سکتی۔ انسان کو دیکھ سوچ کر شادی کرنی چاہیے، ایسی عورت سے جو گھر کا ماحول ہینڈل کر سکے، چلا سکے، اس حدیث سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی فقاہت اور عقل مندی ثابت ہوتی ہے۔

[**1259**]...... قَالَ سُفْيَانُ: ثُمَّ لَقِيتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ، فَحَدَّثَنِيهِ، وَزَادَ فِيهِ كَلِمَةً لَمْ يَقُلْهَا عَمْرٌو، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا، يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ نَكَحْتُ: ((يَا جَابِرُ أَتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا؟))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ؟ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ))

(ایک راوی نے اس میں یہ بھی زیادہ نقل کیا ہے کہ جناب جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے موقع پر فرمایا: اے جابر! تمھارے ہاں قالین موجود ہے؟ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ہاں قالین کیسے ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ہوں گے۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خوشخبری دی گئی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت زیادہ فتوحات حاصل کر سکیں گے، کفار کے مال صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس آئیں گے، اللہ تعالیٰ صحابہ رضی اللہ عنہم کو فراوانی عطا فرمائیں گے، اور ایسے ہی ہوا۔

---

(1259) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الانماط ونحوها للنساء، حدیث: 5161۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب جواز اتخاذ الانماط، حدیث: 2083۔ سنن ابی داود، کتاب اللباس، حدیث: 4145۔ سنن النسائی، کتاب النکاح، باب الانماط، حدیث: 3389۔ سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی الرخصة فی اتخاذ الانماط، حدیث: 2774۔ مسند احمد: 3/ 294۔ مسند ابی یعلٰی: 1978۔ صحیح ابن حبان: 6683۔ صحیح ابی عوانة: 5/ 469، 470۔

[1260]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: مَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ، فَقَالَ: ((لَا))

جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے جب بھی کسی چیز کا سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے کبھی بھی یہ نہیں کہا: نہیں۔

**فائدہ**:...... اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی سخاوت کا ذکر ہے، کہ آپ ﷺ ہر سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ واپس نہیں موڑتے تھے۔

[1261]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: مَرِضْتُ فَعَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ، وَهُمَا يَمْشِيَانِ فَأُغْمِيَ عَلَيَّ، فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَاءٍ، فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ صَبَّهُ عَلَيَّ، فَأَفَقْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟، كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي؟، فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے، ان کے ساتھ ابوبکر بھی تھے، دونوں پیادہ آئے تھے، مجھے غشی آئی تو رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب کیا اور وضو کیا اور میرے اوپر وہ پانی ڈالا تو مجھے ہوش آ گیا تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنا مال کیسے تقسیم کروں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ آیت میراث نازل ہوئی۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بے ہوش آدمی پر پانی ڈالنے سے اس کی بے ہوشی ختم ہو جاتی

(1260) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاء، حدیث: 6034۔صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن شيء قط فقال لا، حدیث: 2311۔الادب المفرد للبخاری: 298۔ شمائل ترمذی: 352۔سنن الدارمی: 71۔ مسند احمد: 3/ 307۔مسند ابی یعلٰی: 2001۔صحیح ابن حبان: 6376۔ طبقات ابن سعد: 1/ 368۔مسند الطیالسی: 1720۔

(1261) صحیح البخاری، کتاب المرض، باب عیادۃ المغمی علیه، حدیث: 5651۔صحیح مسلم، کتاب الفرائض، باب میراث الکلالۃ، حدیث: 1616۔سنن ابی داود، کتاب الفرائض، باب فی الکلالۃ، حدیث: 2886۔ سنن الترمذی، کتاب الفرائض، باب میراث الاخوات، حدیث: 2097۔سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب الانتفاع بفضل الوضوء، حدیث: 139۔سنن ابن ماجه، کتاب الفرائض، باب الکلالۃ، حدیث: 2728۔الادب المفرد للبخاری: 511۔ مسند احمد: 3/ 307۔سنن الدارمی: 739۔صحیح ابن خزیمۃ: 106۔ مسند ابی یعلٰی: 2018۔ المنتقی لابن الجارود: 958۔سنن الکبری للبیھقی: 6/ 223۔

ہے، مستعمل پانی پاک ہے، اس حدیث میں آیت میراث کے شان نزول کا ذکر ہے، دیگر کتب حدیث میں اس کے سبب نزول کے بارے میں ایک دوسری روایت بھی ہے کہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ وفات پا گئے، اور ان کی بیٹیوں کے چچا نے سارا ورثہ سنبھال لیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دو لڑکیاں تھیں، ان کی بیوی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ورثے کا سوال کیا، تو یہ آیت نازل ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کے چچا کو پیغام بھیجا کہ سعد کی دو بیٹیوں کو دو تہائی اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو، اور جو بچ جائے وہ تمھارے لیے ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الفرائض، باب ما جاء فی میراث الصلب: 2891 ـ عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللہ عنہ، سنن الترمذی: 2092، مسند احمد: 3/ 352، حدیث: 14810ـ وقال البانی: حسن) آیت میراث کے بارے میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ دونوں آیات اور اس سورت کی آخری آیت علم وراثت میں اصول کی حیثیت رکھتی ہیں، وراثت کے تفصیلی حصے ان تین آیات سے مستنبط ہیں، اور وراثت کے حصوں سے متعلقہ احادیث بھی ان آیات کی تفسیر ہیں۔

[1262]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: نَزَلَتْ فِيَّ آيَةُ الْمِيرَاثِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَلَمْ يَسْمَعْهُ سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

حمیدی نے روایت کی سفیان سے، وہ ابو الزبیر سے، وہ جابر سے، انھوں نے فرمایا: آیت میراث میرے بارے میں نازل ہوئی ہے، ابو بکر کہتے ہیں: سفیان کا ابو الزبیر سے سماع نہیں ہے۔

[1263]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: نَدَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن لوگوں کو آواز دی، تو صرف زبیر بولے، آپ نے دوبارہ آواز دی تو پھر زبیر ہی بولے، آپ نے تیسری بار آواز دی تو پھر بھی زبیر ہی بولے، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(1262) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الفرائض، باب من کان لیس له ولد وله اخوات، حدیث: 2887ـ سنن الکبری للنسائی: 6290ـ مسند احمد: 3/ 372ـ مسند الطیالسی: 1742ـ مسند ابی یعلٰی: 2180ـ سنن الکبری للبیهقی: 6/ 231ـ من طریق هشام الدستوائی عن ابی الزبیر عن جابر۔

(1263) صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب فضل الطلیعة، حدیث: 2846ـ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبیر رضی اللہ عنہما، حدیث: 2415ـ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: 23، حدیث: 3744ـ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل الزبیر رضی اللہ عنہ، حدیث: 122ـ سنن الکبری للنسائی: 8860ـ مسند احمد: 3/ 307ـ مسند ابی یعلٰی: 2022ـ صحیح ابی عوانة: 4/ 401ـ شرح مشکل الآثار للطحاوی: 3563ـ صحیح ابن حبان: 6985ـ سنن الکبری للبیهقی: 6/ 148۔

نَـدَبَهُمْ ، فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ، ثُمَّ نَدَبَهُمْ ، فَانْتَدَبَ الـزُّبَيْـرُ ، فَـقَـالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لِـكُـلِّ نَبِيٍّ حَـوَارِيًّا ، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)) وَقَالَ سُفْيَانُ: زَادَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: ((وَابْنُ عَمَّتِي))

فرمایا: ہر نبی کا ایک مخصوص معاون ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر بن عوام ہے، سفیان نے کہا: ہشام بن عروہ نے یہ الفاظ زائد بیان کیے ہیں: وہ میری پھوپھی کا بیٹا ہے۔

**فائدہ**:......اس حدیث سے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہم بات کو تین دفعہ دہرانا چاہیے۔

[1264]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَـالَ: ثـنـا مُـحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ ، قَالَ: سَمِعْتُ جَـابِـرَ بْـنَ عَبْـدِ الـلّٰـهِ ، يَقُولُ: وُلِدَ فِي الْحَيِّ غُلَامٌ ، فَـأَسْـمَـاهُ أَبُوهُ الْقَاسِمَ ، فَقُلْنَا لِأَبِيهِ: لَا نُكَنِّيكَ بِأَبِي الْقَاسِمِ ، وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا ، فَأَتَى أَبُـوهُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، فَـقَـالَ لَـهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْمُ ابْنِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا تو اس کے باپ نے اس کا نام قاسم رکھا، تو ہم نے بچے کے باپ کو کہا: ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور نہ اچھی نگاہ سے تجھے دیکھیں گے، وہ آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن ہے۔

[1265]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَـالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْـنُ عَـلِـيٍّ ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ، يَـقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَـا جَابِرُ لَوْ قَـدْ جَـاءَ مَـالُ الْبَـحْـرَيْـنِ لَأَعْطَيْتُكَ هَكَذَا ،

جابر بن عبداللہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! اگر بحرین کا مال آیا تو میں تجھے اتنا، اتنا اور اتنا دوں گا، نبی کریم ﷺ وفات پا گئے اور بحرین کا مال نہ آیا مال ابو بکر صدیق کی خلافت میں پہنچا، ابو بکر نے منادی کرادی کہ جس کا نبی کریم ﷺ پر قرض ہو یا آپ نے کسی

(1264) صحیح البخاری ، کتاب الادب ، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم:سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی ، حدیث: 6187۔ صحیح مسلم ، کتاب الآداب ، باب النھی عن التکنی بابی القاسم ، حدیث: 2133۔ الادب المفرد: 815۔ مسند احمد: 3/ 307۔مصنف ابن ابی شیبۃ : 8/ 672۔مسند ابی یعلٰی: 2016۔شرح معانی الآثار للطحاوی : 4/ 339، 340۔سنن الکبری للبیھقی : 9/ 308۔

(1265) صحیح البخاری ، کتاب الکفالۃ ، باب من تکفل عن میت دینا فلیس لہ ان یرجع ، حدیث: 2296۔صحیح مسلم ، کتاب الفضائل ، باب فی سخائہ ، حدیث: 2314۔طبقات ابن سعد: 2/ 318۔مسند ابی یعلٰی: 1966۔شرح معانی الآثار للطحاوی : 355۔ التمھید لابن عبدالبر: 3/ 210، 211۔من طریق محمد بن علی عن جابر۔

وَهَـكَذَا، وَهَكَذَا))، فَقُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَـمْ يَأْتِ مَالُ الْبَحْرَيْنِ، وَأَتَى فِي خِلَافَةِ أَبِي بَـكْـرٍ، فَـأَمَرَ أَبُو بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عَـلَـى النَّبِيِّ ﷺ دَيْـنٌ أَوْ عِـدَةٌ فَلْيَأْتِ، قَالَ جَـابِـرٌ: فَـأَتَيْـتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ الـلّٰهِ ﷺ، قَـالَ: ((لَـوْ قَـدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْـطَيْتُكَ هَـكَذَا، وَهَكَذَا، وَهَكَذَا)) فَحَثَى لِـي أَبُو بَكْرٍ مَرَّةً، ثُمَّ قَالَ لِي: عُدَّهَا، فَعَدَدْتُهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَمِائَةٍ، فَقَالَ خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ.

سے مال کا وعدہ کیا ہو تو وہ حاضر ہو، جناب جابر نے فرمایا: میں ابوبکر کے پاس حاضر ہوا اور میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: بحرین کا مال آیا تو تجھے اس طرح، اس طرح اور اس طرح دوں گا، ابوبکر نے ایک بار مٹھی بھر کر مجھے دی اور کہا شمار کر، میں نے شمار کیا تو پانچ سو تھا تو ابوبکر نے کہا: اس کی مثل دوبار گن کر وصول کر لے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث میں ایک پیش گوئی اور معجزہ ہے کہ بحرین سے مال آئے گا، اور آیا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دیکھا اور تقسیم کیا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ بھی وعدہ کرتے تھے اور کئی وعدوں کی پاسداری نہ کر سکے اور دنیا سے کوچ کر گئے۔

[1266]...... قَـالَ سُـفْيَـانُ: ثُـمَّ سَـمِعْتُ ابْنَ الْـمُـنْـكَـدِرِ يُـحَدِّثُ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ الـلّٰهِ، يَـقُولُ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّـهُ قَـالَ: فَـحَثَى لِي ثَلَاثًا، وَزَادَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ جَابِرٌ: ثُمَّ أَتَيْتُ أَبَـا بَـكْرٍ بَعْدُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِنِي فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُـمَّ أَتَيْتُـهُ، فَـقُلْتُ: أَعْطِنِي، فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: أَعْطِنِي، فَلَمْ يُعْطِنِي، فَقُلْتُ: يَا أَبَـا بَـكْرٍ إِنِّي سَأَلْتُكَ أَنْ تُعْطِيَنِي فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُـمَّ سَأَلْتُكَ أَنْ تُعْطِيَنِي، فَلَمْ تُعْطِنِي، فَإِمَّا أَنْ

ابن منکدر کی روایت میں ہے کہ جابر نے کہا: میں ابوبکر کے پاس پہلی بار آیا تو انھوں نے مجھے نہیں دیا، میں دوبارہ ان کے پاس آیا تو انھوں نے مجھے نہ دیا اور پھر میں تیسری بار آیا اور میں نے کہا: اے ابوبکر! میں نے آپ سے مال طلب کیا تو آپ نے نہ دیا میں نے پھر طلب کیا تو آپ نے نہ دیا اور اب یا تو مجھے دے دے یا بخل کر کے رکھ لے اور مجھے نہ دے، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو کہتا ہے کہ تیرے ساتھ بخل کر کے نہ دوں، وہ کون سی بڑی بیماری ہوگی جو بخل سے زیادہ مہلک ہوگی؟ میں نے پہلی مرتبہ تو تجھے نہیں دیا

(1266) صحيح البخاری، كتاب الهبة، باب اذا وهب هبة او وعد ثم مات، حديث: 2598، 3137۔ صحيح مسلم: 2314۔ مسنداحمد: 3/ 307۔ مسند الشافعي: 2/ 197۔طبقات ابن سعد : 2/ 318۔مسند ابی يعلى: 2019۔ من طريق محمد بن المنكدر عن جابر۔

تُعْطِينِي ، وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي ، فَقَالَ: ((قُلْتُ تَبْخَلُ عَنِّي ، وَأَيُّ الدَّاءِ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ؟ فَمَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَكَ)) .

تھا،مگر دل میں یہی ارادہ تھا کہ تجھے ضرور دوں گا۔

فائدہ: ...... قوم کا امیر بہت دانا ہوتا ہے،اگر امیر کسی وقت کسی شخص سے تعاون روک دے اور دوسرے سے تعاون کر دے اور اُس کی نیت ہو کہ کسی اور موقع پر اس سے تعاون کر دوں گا،تو اس کا مقصود حوصلہ شکنی نہیں ہوتا،انسان حریص ہے،لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بخیل نہیں تھے،اگر بخیل ہوتے تو اپنا سارا مال صدقہ نہ کرتے ،اور آپ کی خدمات ایک مکمل تاریخ ہیں۔

[**1267**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ، يَقُولُ: أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِلَعْقِ الْأَصَابِعِ وَلَعْقِ الصَّحْفَةِ ، قَالَ: وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ ذَلِكَ الْبَرَكَةُ؟))

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانا کھا کر انگلیاں اور برتن چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: کسی کو کیا معلوم برکت کہاں اور کس میں ہے؟

[**1268**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ فِيهَا قَصْرًا أَوْ دَارًا ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ ، فَقِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: فَلَوْلَا غَيْرَتُكَ يَا أَبَا حَفْصٍ لَدَخَلْتُهُ ، قَالَ: فَبَكَى عُمَرُ ،

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا اور ایک محل دیکھا اور پوچھا: یہ کس کا ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے، اے ابو حفص! اگر تیری غیرت کا خیال نہ ہوتا تو میں اس میں داخل ہوتا، راوی کہتے ہیں: عمر رو دیے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ پر غیرت کرتا؟

(1267) صحيح مسلم ، كتاب الاشربة ، باب استحباب لعق الاصابع والقصعة ، حديث: 2033۔سنن ابن ماجه ، كتاب الاطعمة ، باب لعق الاصابع ، حديث: 3270۔سنن الكبرى للنسائى: 6767۔مسند احمد: 3/ 301۔مسند عبد بن حميد: 1067۔شعب الايمان للبيهقى : 5856۔مسند ابى يعلٰى: 3246۔صحيح ابى عوانة: 5/ 366، 370۔صحيح ابن حبان: 5253۔

(1268) صحيح البخارى ، كتاب فضائل اصحاب النبى ﷺ ، باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ، حديث: 3679۔ صحيح مسلم ، كتاب فضائل الصحابة ، حديث: 2394۔سنن الكبرى للنسائى : 8125۔ مسند احمد: 3/ 309۔مسند ابى يعلٰى: 2014۔مصنف ابن ابى شيبة : 12/ 28۔ صحيح ابن حبان: 6886۔

وَقَالَ: أَيُغَارُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

**فائدہ**:...... اس حدیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور غیرت ثابت ہوتی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی دنیا میں جنت کی خوشخبری مل گئی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتنے بہادر ہونے کے باوجود دین کے معاملے میں بہت نرم دل تھے۔

[**1269**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ فِيهَا قَصْرًا، أَوْ دَارًا، فَسَمِعْتُ فِيهَا ضَوْضَاةً، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَقِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: فَلَوْلَا غَيْرَتُكَ يَا أَبَا حَفْصٍ لَدَخَلْتُهُ، قَالَ: فَبَكَى عُمَرُ، وَقَالَ: أَيُغَارَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس میں ایک محل یا گھر دیکھا، میں نے وہاں کچھ لوگوں کی آواز سنی، تو میں نے کہا: یہ کس کا محل ہے؟ کہا گیا: یہ قریش میں سے ایک آدمی کا ہے، مجھے امید پیدا ہوئی کہ یہ میرا محل ہوگا؟ تو کہا گیا: یہ عمر بن خطاب کا محل ہے، اے ابوحفص! اگر تیری غیرت کا خیال نہ ہوتا تو میں اس میں داخل ہوتا، راوی نے کہا کہ عمر رونے لگے، انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ پر بھی غیرت آسکتی ہے؟

[**1270**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْحَرْبُ خُدْعَةٌ)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگ چال چلنے کا نام ہے۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنگ میں دھوکا دینا درست ہے۔

[**1271**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، هم سے بیان کیا حمیدی نے، وہ روایت کرتے ہیں سفیان

(1269) صحيح البخارى: 3679۔ صحيح مسلم: 2394 وانظر الحديث السابق۔

(1270) صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب الحرب خدعة، حديث: 3030۔صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب جواز الخدع فى الحرب، حديث: 1739۔سنن ابى داود، كتاب الجهاد، باب المكر فى الحرب، حديث: 2636۔ سنن الترمذى، كتاب الجهاد، باب ما جاء فى الرخصة فى الكذب والخديعة فى الحرب، حديث: 1675۔سنن الكبرى للنسائى: 8589۔مسند احمد: 2/ 308۔مسند الطيالسى: 1698۔ مصنف ابن ابى شيبة: 12/ 530۔مسند ابى يعلى: 1826۔مسند الشهاب: 9، 10۔سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 40۔

(1271) صحيح، غريب الحديث للخطابى: 166/2.

قَالَ: قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: ((خُدْعَةٌ، وَأَهْلُ الْعَرَبِيَّةِ يَقُولُونَ خَدْعَةٌ))

سے، انھوں نے کہا: عمرو بن دینار نے کہا: یہ لفظ تو خُدعۃ ہے اور اہل عربیت خَدعۃ کہتے ہیں۔

[1272]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، قَالَ: فَسَمِعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((مَا هَذَا؟))، فَقَالُوا: رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَسَعَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ دَعُوهَا، فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ))، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنِ سَلُولَ: أَوَقَدْ فَعَلُوهَا؟، وَاللّٰهِ لَإِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ بِالْمَدِينَةِ أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُونَ بَعْدُ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے، ایک مہاجر آدمی نے ایک انصاری آدمی کو مکا رسید کر دیا، تو انصاری نے کہا: اے انصار والو! مہاجر نے بھی نعرہ لگایا: اے مہاجرین، رسول اللہ ﷺ نے سنا، تو فرمایا: یہ کیسی آواز ہے؟ عرض کیا گیا: ایک مہاجر نے انصاری کو تھپڑ مارا ہے، تو انصاری نے یا انصار کا نعرہ بلند کیا اور مہاجر نے بھی اے مہاجرین کی آواز بلند کی ہے، پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاہلیت کی پکار کا کیا حال ہے؟ اس کو ترک کردو، یہ بدبودار نعرے ہیں، عبد اللہ بن ابی سلول (منافق) نے کہا: اچھا ایسا ہوا ہے؟ اللہ کی قسم! مدینہ میں پہنچ کر ہم باعزت لوگ ان ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے، جابر نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے، اس وقت انصار زیادہ تھے، پھر مہاجرین کی تعداد زیادہ ہوگئی، جناب عمر نے عرض کی: یا رسول اللہ! اجازت ہو تو اس منافق کی گردن ماردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو جانے دے لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کرنے لگے ہیں۔

(1272) صحيح البخارى، كتاب التفسير، سورة المنافقين، باب يقولون لئن رجعنا الى المدينة، حديث: 4907۔ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب نصر الاخ ظالما او مظلوما، حديث: 2584۔سنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة المنافقين، حديث: 3315۔ سنن الكبرى للنسائى: 11599۔عمل اليوم والليلة للنسائى: 977۔ مسند احمد: 3/ 392، 393۔مسند الطيالسى: 1708۔ مصنف عبدالرزاق: 18041۔مسند ابى يعلىٰ: 1824۔ صحيح ابن حبان: 5990۔دلائل النبوة للبيهقى: 4/ 53، 54۔

النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ))

**فائدہ:** ......اسلام لانے کے بعد بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جاہلیت کا کچھ اثر تھا، لیکن ہر پہلو پر نبی کریم ﷺ ان کی تربیت کرتے تھے، نبی کریم ﷺ کو اپنے اصحاب سے بڑی محبت تھی، کسی مصلحت کی بنا پر اچھا کام چھوڑنا سنت ہے، بشرطیکہ وہ کام فرض نہ ہو۔

[1273]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو هَارُونَ الْمَدَنِيُّ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ، لِأَبِيهِ: وَاللّٰهِ لا تَدْخُلُ الْمَدِينَةَ أَبَدًا حَتَّى تَقُولَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْأَعَزُّ، وَأَنَا الْأَذَلُّ، قَالَ: وَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَ أَبِي، فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا تَأَمَّلْتُ وَجْهَهُ قَطُّ هَيْبَةً لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ آتِيَكَ بِرَأْسِهِ لَأَتَيْتُكَ، فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَرَى قَاتِلَ أَبِي

حمیدی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق کا بیٹا جو سچا ایمان دار تھا ،ان کا نام بھی عبداللہ ہے ) نے اپنے باپ عبداللہ کو کہا: تو مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ تو یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی زیادہ عزت والے ہیں اور میں( ابن ابی بن سلول )ہی بہت ذلیل ہوں، راوی کہتے ہیں کہ وہ (عبداللہ بن عبداللہ) دوڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کو قتل کرانے کا ارادہ رکھتے ہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! جس ذات نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، میں اپنے باپ کے چہرے کی طرف اس کی ہیبت اور احترام کی وجہ سے دیکھ بھی نہیں سکا ہوں لیکن اگر آپ چاہتے تو میں خود اس کا سر کاٹ کر خدمت میں پیش کر دیتا ہوں، البتہ مجھے ضرور ناگوار ہوگا کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو دیکھتا رہوں۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنے والدین سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے محبت تھی۔

[1274]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک اعرابی مدینہ میں

(1273) ضعيف، سند مرسل ہے۔ ابوہارون موسیٰ تابعی صغیر ہے۔ سيرة ابن هشام: 1/ 526، 527۔اسد الغابة: 3/ 296، 297۔الاصابة: 6/ 142، 143۔تفسير ابن جرير: 28/ 113۔ تفسير در منثور: 8/ 166۔

(1274) صحيح البخارى، كتاب فضائل المدينة، باب المدينة تنفى الخبيث، حديث: 1883۔صحيح مسلم، كتاب الحج، باب المدينة تنفى شرارها حديث: 1383۔سنن الترمذى، كتاب المناقب، حديث: 3920۔سنن النسائى، كتاب البيعة، باب استقالة البيعة، حديث: 4190۔مؤطا امام مالك، ص: 545۔مسند احمد: 3/ 307۔ مسند ابى يعلى: 2023۔شرح مشكل الآثار للطحاوى: 1730۔صحيح ابن حبان: 2732۔شرح السنة للبغوى: 2015۔

قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قَدِمَ أَعْرَابِيٌّ الْمَدِينَةَ، فَبَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ، ثُمَّ حُمَّ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي، قَالَ: ((لَا))، فَلَمَّا اشْتَدَّتْ بِهِ الْحُمَّى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي، قَالَ: ((لَا))، ثُمَّ اشْتَدَّتْ بِهِ الْحُمَّى، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي، قَالَ: ((لَا))، ثُمَّ اشْتَدَّتْ بِهِ الْحُمَّى، فَخَرَجَ هَارِبًا مِنَ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا، وَتُنْصِعُ طِيبَهَا))

آیا اور نبی کریم ﷺ سے ہجرت پر بیعت کی، پھر اس کو بخار ہو گیا تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میری بیعت واپس کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، پھر بخار تیز ہوا تو وہ پھر حاضر ہوا، اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میری بیعت مجھے واپس کر دیں، آپ نے پھر فرمایا: نہیں، پھر اس کا بخار مزید شدت اختیار کر گیا، اور وہ تیسری بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری بیعت واپس کر دیں تو آپ نے انکار فرمایا، پھر بخار زیادہ تیز ہوا تو وہ بھاگ گیا اور مدینہ سے نکل گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ لوہار کی بھٹی کی مانند ہے، جیسے لوہار کی بھٹی میل کو دور کر دیتی ہے اور عمدہ کو صاف کر کے باقی رہنے دیتی ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی فاسق و فاجر شخص مدینہ میں نہیں رہ سکتا، صرف عمدہ اور اچھے لوگ مدینہ میں رہ سکتے ہیں۔

[**1275**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ مِائَةِ رَاكِبٍ وَأَمِيرُنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيرًا لِقُرَيْشٍ، فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ، فَسُمِّيَ ذَلِكَ

جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم تین سو افراد کو ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں قریش کے ایک قافلہ کی گھات میں روانہ کیا، ہمیں شدید بھوک اور فاقہ پیش آیا، یہاں تک کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے، اسی وجہ سے اس سریہ کا نام جیش الخبط پڑ گیا، انھوں نے فرمایا: ہم ساحل سمندر پر تھے پس سمندر نے ایک بہت بڑی

(1275) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة سيف البحر، حديث: 4361۔صحيح مسلم، كتاب الصيد، باب اباحة ميتات البحر، حديث: 1935۔سنن النسائي، كتاب الصيد، باب ميتة البحر، حديث: 4357۔مسند احمد: 3/ 308، 309۔سنن الدارمي: 2018۔ مصنف عبدالرزاق: 8667۔صحيح ابي عوانة: 5/ 145۔مسند ابي يعلى: 1955۔صحيح ابن حبان: 5259۔سنن الكبرى للبيهقي: 9/ 251۔

الْـجَيْـشُ جَيْشَ الْخَبَطِ ، قَالَ: فَأَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ وَنَـحْـنُ بِـالسَّاحِلِ دَابَّةً تُسَمَّى الْعَنْبَرَ ، فَأَكَلْنَا مِـنْهَـا نِصْفَ شَهْرٍ ، وَأَيْتَدَمْنَا بِهِ وَادَّهَنَّا بَوَدِكِهِ حَتَّـى ثَـابَـتْ أَجْسَامُنَا ، قَالَ: فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِـلَـعًـا مِـنْ أَضْلَاعِـهِ فَنَصَبَهُ ، ثُمَّ نَظَرَ أَطْوَلَ رَجُـلٍ وَأَعْـظَـمَ جَـمَلٍ فِي الْجَيْشِ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَـرْكَـبَ الْـجَمَلَ ، ثُمَّ يَمُرَّ تَحْتَهُ ، فَفَعَلَ ، فَمَرَّ تَـحْتَـهُ ، فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ ، فَـأَخْبَـرْنَاهُ ، فَقَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟)) ، قُلْنَا: لَا

مچھلی باہر پھینک دی، جس کو عنبر مچھلی کہا جاتا تھا،نصف ماہ تک ہم اس کا گوشت کھاتے ،شوربا بناتے اور چربی بطور تیل استعمال کرتے رہے ،ہمارے جسم اچھی طرح مضبوط ہوگئے ،ابوعبیدہ نے اس کی پسلی کی ہڈی نصب کر کے طویل قد والا مرد بڑے اونٹ پر سوار کر کے اس کے نیچے سے گزار دیا تو وہ آسانی سے گزر گیا،پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ سنایا،آپ نے فرمایا:اس میں سے کچھ باقی ہے؟ ہم نے کہا:نہیں۔

فائدہ :......اس حدیث سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے،اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے مچھلیوں کو بھی مسخر کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب تخلیقات ہیں،اور وہ ان کو روزی دیتا ہے،سمندر کے کنارے پر پڑی مچھلی حلال ہے،نیز یہ ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔

[**1276**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَـالَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، بِـمِثْلِهِ وَزَادَ ، فَكَانَ فِينَا رَجُلٌ مَعَهُ جِرَابٌ فِيهِ تَمْرٌ ، فَكَانَ يُعْطِينَا مِنْهُ قَبْضَةً ، ثُمَّ صَارَتْ إِلَى تَمْرَةٍ فَلَمَّا فَنِيَ وَجَدْنَا فَقْدَهُ .

جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مثل روایت سابق نقل کیا ہے اور اس میں مزید یہ ذکر بھی ہے کہ ہمارے درمیان ایک آدمی کے پاس ایک بوری میں کھجوریں تھی اور وہ مٹھی قدر ہمیں دیا کرتا تھا، پھر ایک ایک دانا دیا کرتا تھا یہاں تک کہ وہ بھی ختم ہوگئے تو خوراک ختم ہونے کا زیادہ احساس ہوا۔

فائدہ :......اس حدیث میں کھجور کی اہمیت بیان کی گئی ہے،یعنی یہ زاد راہ کے طور پر اکثر استعمال ہوتی تھی،جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی اور بیٹے کو دی تھیں،اور مدینہ کھجوروں کا شہر ہے۔

[**1277**]...... قَـالَ أَبُـو بَـكْـرٍ الْـحُمَيْدِيُّ: وَلَمْ

عمرو کہتے ہیں:انھوں نے جناب جابر سے سنا،انھوں نے

(1276) صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، حدیث: 1935۔سنن النسائی، کتاب الصید والذبائح، باب میتة البحر، حدیث: 4357۔سنن ابی داود، کتاب الاطعمة، باب فی دواب البحر، حدیث: 3840۔ مسند احمد: 3/ 311۔صحیح ابی عوانة: 5/ 145، 146۔صحیح ابن حبان: 5260۔سنن الکبری للبیهقی: 9/ 251۔
(1277) صحیح البخاری: 4361۔ صحیح مسلم: 1935/19 .

يَسْمَعْهُ سُفْيَانُ مِنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، قَالَ: ثنا عَمْرٌو ، عَنْ جَابِرٍ ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: وَكَانَ فِينَا رَجُلٌ ، فَلَمَّا اشْتَدَّ الْجُوعُ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ، ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ، ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ، ثُمَّ نَهَاهُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

فرمایا: ایک آدمی ہمارے درمیان موجود تھا (قیس بن سعد بن عبادہ) جس نے تین اونٹ ذبح کرائے، پھر تین ذبح کرائے، پھر تین ذبح کرائے، جب وہ نو اونٹ ذبح کرا چکا تو ابوعبیدہ بن جراح نے ان کو منع کر دیا۔

[1278]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي وَكُنْتُ فِي الْجَيْشِ جَيْشِ الْخَبَطِ ، فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ ، قَالَ لِي أَبِي: انْحَرْ ، قُلْتُ: نَحَرْتُ ، ثُمَّ أَصَابَهُمْ جُوعٌ شَدِيدٌ ، فَقَالَ لِي أَبِي: انْحَرْ ، قُلْتُ: نَحَرْتُ ، ثُمَّ أَصَابَهُمْ جُوعٌ شَدِيدٌ ، فَقَالَ لِي أَبِي: انْحَرْ ، فَقُلْتُ: نَحَرْتُ ، ثُمَّ قَالَ أَبِي: انْحَرْ ، قُلْتُ: نُهِيتُ

قیس بن سعد بن عبادہ نے کہا: میں اس فوج (جیش الخبط) میں موجود تھا، جب لوگوں پر فاقہ اور بھوک پڑی تھی، تو میں نے اپنے باپ کو واپس آ کر اس کی خبر دی تو اس نے کہا: تو اونٹ ذبح کراتا، میں نے ذبح کرائے مگر پھر بھوک پڑی، تو انھوں نے فرمایا: اونٹ ذبح کراتا، میں نے کہا: میں نے ذبح کرا دیے ہیں اور تیسری بار پھر لوگ فاقہ سے عاجز آ گئے تو انھوں نے کہا: پھر ذبح کراتا، میں نے کہا: ذبح کرائے تھے، چوتھی بار پھر بھوک نے لوگوں کو ستایا، میرے باپ نے کہا: اونٹ ذبح کراتو میں نے کہا: مجھے منع کر دیا گیا ہے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں 1278 حدیث کی وضاحت آ گئی ہے کہ بھوک کی وجہ سے انھوں نے اونٹ ذبح کیے تھے، جب کسی قوم پر فاقہ پڑھتا تو وہ اونٹ ذبح کر لیتے تھے۔

[1279]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُشِيرُ إِلَى أُذُنَيْهِ ، أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ ، يَقُولُ: ((إِنَّ

عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ نے اپنے کان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: میں نے اپنے ان دو کانوں سے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم سے نکل کر کچھ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

(1278) صحيح البخاري : 4361- صحيح أبي عوانة : 8059- مصنف عبد الرزاق : 8938 .

(1279) صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، حديث: 6558-صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب ادنى اهل الجنة منزلة فيها، حديث: 191-مسند احمد: 3/ 308-مسند الطيالسي: 1704-مسند ابى يعلى: 1831- صحيح ابن حبان: 7483-التوحيد لابن خزيمة: 2/ 668-السنة لابن ابى عاصم: 839-

نَاسًا يَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ))

فائدہ: ......اس حدیث سے بعض گمراہ فرقوں کا رد ہوتا ہے، جو کہتے ہیں کہ جس نے کوئی گناہ کیا وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائے گا، اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت ثابت ہوتی ہے۔

[1280]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو كُمْ إِنْ شَاءَ اللهُ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَاءَ، ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّيهَا بِقَوْمِهِ، قَالَ: فَأَخَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، قَالَ: فَصَلَّاهَا مُعَاذٌ مَعَهُ، ثُمَّ رَجَعَ فَأَمَّ قَوْمَهُ، فَافْتَتَحَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ، فَتَنَحَّى رَجُلٌ مِمَّنْ خَلْفَهُ، فَصَلَّى وَحْدَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالُوا: نَافَقْتَ، فَقَالَ: لَا، وَلَكِنِّي آتِي رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأُخْبِرُهُ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ أَخَّرْتَ الْعِشَاءَ الْبَارِحَةَ، وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّاهَا مَعَكَ، ثُمَّ رَجَعَ فَأَمَّنَا، فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ تَأَخَّرْتُ، فَصَلَّيْتُ وَحْدِي، وَإِنَّمَا نَحْنُ أَهْلُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِأَيْدِينَا، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى مُعَاذٍ، فَقَالَ: ((أَفَتَّانٌ أَنْتَ يَا مُعَاذُ، أَفَتَّانٌ أَنْتَ، اقْرَأْ سُورَةَ كَذَا، وَسُورَةَ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل عشاء کی نماز نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے، پھر واپس آ کر اپنے محلّہ والوں کو یہی نماز عشاء پڑھاتے تھے، انھوں نے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء تاخیر کر کے پڑھی تو معاذ نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر واپس آ کر اپنی قوم کی امامت کی اور سورت البقرہ پڑھنا شروع کردی، ایک آدمی جماعت سے علیحدہ ہوکر تنہا نماز پڑھ کر چلا گیا، تو لوگوں نے کہا: تو منافق ہوگیا ہے، اس نے کہا: یہ بات تو نہیں ہے، مگر میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر ہوکر خبر دوں گا، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! کل رات آپ نے نماز عشاء تاخیر سے پڑھائی اور معاذ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر واپس لوٹ کر ہمیں نماز پڑھائی اور سورت البقرہ شروع کردی، جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں پیچھے ہٹا اور علیحدہ نماز پڑھ لی، ہم اونٹوں والے ہیں، ان کا چارہ اپنے ہاتھوں سے تیار کرتے اور کام کاج کرتے ہیں، پس نبی کریم ﷺ معاذ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے

(1280) صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب اذا طول الامام وكان للرجل حاجة، حديث: 701۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة فی العشاء حديث: 465۔سنن ابی داود، كتاب الصلاة، باب تخفيف الصلاة، حديث: 790۔ سنن النسائی، كتاب الامامة، حديث: 836۔مسند احمد: 3/ 308۔سنن الدارمی : 1300۔ صحيح ابن خزيمة: 521۔صحيح ابن حبان: 2400۔مسند الشافعی : 1/ 103۔سنن الكبری للبيهقی: 3/ 85۔

كَـذَا)) ، وَعَدَّدَ السُّوَرَ . قَالَ سُفْيَانُ: وَزَادَ فِيهِ أَبُـو الـزُّبَيْرِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ، قَـالَ: ((سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْـلَـى ، وَالـلَّيْلِ إِذَا يَغْشَى ، وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ، وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ، وَالسَّمَاءِ وَالـطَّـارِقِ)) . قَـالَ سُفْيَانُ: فَقُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَـارٍ: إِنَّ أَبَـا الـزُّبَيْرِ ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْـرَأْ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى ، وَالشَّـمْـسِ وَضُـحَاهَا ، وَالسَّمَاءِ وَالـطَّـارِقِ ، وَالسَّـمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ)) ، فَقَالَ عَمْرٌو: وَهُوَ هَذَا ، أَوْ نَحْوُ هَذَا

معاذ! کیا تو فتنے اور آزمائش میں ڈالنے والا ہے؟ کیا تو فتنہ انگیز ہے؟ فلاں اور فلاں سورتیں پڑھا کر۔ چند سورتوں کا ذکر کیا، سفیان کہتے ہیں: ابو زبیر کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سبح اسم ربك الاعلى ' والليل اذا يغشى' والسماء ذات البروج' والشمس وضحها اور والسماء والطارق پڑھا کر، سفیان کہتے ہیں: میں نے عمرو بن دینار سے کہا: ابو زبیر نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سبح اسم ربك الاعلى ، والليل اذا يغشى ، والشمس وضحاها ، والسماء والطارق ، والسماء ذات البروج پڑھو، عمرو نے کہا: وہ اسی طرح سے ہے، یا اس کی مثل فرمایا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام کو لوگوں کے احوال دیکھ کر نماز پڑھانی چاہیے، اس قدر لمبی نمازیں نہ پڑھائی جائیں کہ لوگ فتنے میں مبتلا ہو جائیں۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے متعلق جس صحابی نے شکایت لگائی تھی اس کی مختلف وجوہات میں سے ایک بڑی اہم وجہ الاوسط لابن المنذر (2002) میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء لیٹ پڑھائی، جس کی وجہ سے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کافی لیٹ اپنی قوم کے پاس پہنچے، پھر جب نماز پڑھانے لگے تو سورۃ البقرہ کی تلاوت شروع کر دی، یعنی ایک تو نبی کریم ﷺ نے نماز خاصی لیٹ کر دی، جس کی وجہ سے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی قوم کافی دیر تک اُن کا انتظار کرتی رہی، چاہیے تو یہ تھا کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ لوگوں کو مختصر سی نماز پڑھا کر فارغ کر دیتے، لیکن چونکہ انھیں قرآن کریم سے بہت زیادہ محبت تھی، اس لیے انھوں نے نیک نیتی سے سورۃ البقرہ پڑھنی شروع کر دی، لیکن قوم میں سے ایک بندے نے نماز توڑ کر الگ پڑھ لی، اور پھر صبح شکایت کر دی۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ متنفل امام کے پیچھے مفترض کی نماز ہو جاتی ہے۔ رعایا امام یا استاد کی شکایت حاکم وقت سے کر سکتی ہے، حاکم وقت فیصلہ کرنے میں دیر نہ کرے، بلکہ جلدی سے جلدی فیصلہ کر دے، تاکہ مزید نقصان نہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْعَالِمُ الزَّاهِدُ الْحَافِظُ تَقِيُّ الدِّينِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ سُرُورٍ الْمَقْدِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ زَيْدٍ الْمُؤَدِّبُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ مِنْ أَصْلِهِ قَالَ: ثنا أَبُو عَلِيٍّ بِشْرُ بْنُ مُوسَى الْأَسَدِيُّ قَالَ:

[**1281**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرٌو، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ حُفْرَتَهُ، قَالَ: ((فَأَمَرَ بِهِ، فَأُخْرِجَ، فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ، وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ))، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ،

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن ابی بن سلول کے پاس اس کو قبر میں اتارنے کے بعد گئے اور حکم دیا، پس وہ نکالا گیا تو آپ نے اس کو اپنے زانوں مبارک پر تھام کر اپنا کرتا پہنایا اور اس پر اپنا لعاب مبارک بھی تھوکا، واللہ اعلم۔

[**1282**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو هَارُونَ مُوسَى بْنُ أَبِي عِيسَى، قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ، وَكَانَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَمِيصَانِ: أَلْبِسْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْقَمِيصَ الَّذِي يَلِي جِلْدَكَ

موسیٰ بن ابی عیسیٰ بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے عبداللہ نے عرض کی: نبی کریم ﷺ نے اس وقت دو قمیص پہنی ہوئی تھیں، یا رسول اللہ ﷺ! اپنی قمیص جو آپ ﷺ کے جسم اطہر سے لگی ہوئی ہے اس کو پہنا دیں۔

[**1283**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: احد کے دن ایک آدمی رسول

---

(1281) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الکفن فی القمیص الذی یکف، حدیث: 1270۔صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب صفات المنافقین واحکامهم، حدیث: 2773۔سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب القمیص فی الکفن، حدیث: 1902، 1903۔

(1282) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، حدیث: 1350۔ غوامض الاسماء المبهمة لابن بشکوال(2/ 657)۔

(1283) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة احد، حدیث: 4046۔صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب ثبوت الجنة للشهید، حدیث: 1899۔سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب ثواب من قتل فی سبیل اللّٰہ عزوجل، حدیث: 3156۔مسند احمد: 3/ 308۔مسند ابی یعلٰی: 1972۔صحیح ابی عوانة: 5/ 34۔صحیح ابن حبان: 4652۔سنن الکبری للبیهقی: 9/ 43۔

قَالَ: ثنا عَمْرٌو، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتَّى أُقْتَلَ، أَيْنَ أَنَا؟ قَالَ: ((فِي الْجَنَّةِ))، قَالَ: فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ كُنَّ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ

اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ یہ بتائیں اگر میں اللہ کی راہ میں لڑوں، یہاں تک کہ قتل کر دیا جاؤں تو میں کہاں جاؤں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں، اس کے ہاتھ میں جو کھجوریں تھی وہ پھینک کر لڑا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔

**فائدہ** :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہید کا بدلہ جنت ہے، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو زیادہ سے زیادہ جنت کی حرص وطمع ہوتی تھی، اللہ تعالیٰ ہمیں شہادت کی موت نصیب فرمائے۔

[**1284**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ؟ إِنَّهُ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ))، فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟، قَالَ: ((نَعَمْ))، قَالَ: فَائْذَنْ لِي، قَالَ: ((فَأْذَنْ لَهُ))، فَأَتَى مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ كَعْبًا، فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ طَلَبَ مِنَّا صَدَقَةً، وَقَدْ عَنَّانَا، وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَقْرِضُكَ، فَقَالَ: وَأَيْضًا وَاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهُ، فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ، فَنَكْرَهُ أَنْ نَتْرُكَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ أَمْرُهُ،

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کعب بن اشرف کے لیے کون تیار ہوسکتا ہے؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچائی ہے، محمد بن مسلمہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ پسند کرتے کہ میں اس کو قتل کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں تو اس نے کہا: مجھے اجازت دیں، آپ نے اجازت دے دی، محمد بن مسلمہ کعب کے پاس گیا اور اس کو کہا: اس شخص نے ہم سے زکاۃ دینے کا مطالبہ کیا ہے اور ہمیں تھکا دیا ہے اور میں تم سے کچھ قرض لینے کو حاضر ہوا ہوں، اس نے کہا: ابھی کیا ہے؟ مزید بھی بہت کچھ ہوگا، اللہ کی قسم! وہ تمھیں بہت زیادہ پریشان کرے گا، محمد بن مسلمہ نے فرمایا: فی الحال تو ہم نے اس کی پیروی اختیار کی ہے اور ہم اس کو ترک کرنا اس

(1284) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قتل كعب بن الاشرف، حديث: 4037۔صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب قتل كعب بن الاشرف، حديث: 1801۔سنن ابی داود، كتاب الجهاد، باب فی العدو يؤتی علی غرة، حديث: 2767۔سنن الكبری للنسائی: 8587۔شرح مشكل الآثار للطحاوی: 1/ 76۔دلائل النبوة للبيهقی: 3/ 195، 196۔سنن الكبری للبيهقی: 9/ 81۔شرح السنة للبغوی: 2692۔

فَقَالَ: أَرْهِنُونِي ، قَالَ: أَيَّ شَيْءٍ أُرْهِنُكَ؟ قَالَ: أَرْهِنُونِي أَبْنَاءَ كُمْ ، فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ: يُسَبُّ ابْنُ أَحَدِنَا ، يُقَالُ لَهُ: رَهِينَةٌ وَسَقَيْنِ مِنْ تَمْرٍ ، قَالَ: فَنِسَاءَ كُمْ ، قَالَ: أَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ ، فَنُرْهِنُكَ نِسَاءَ نَا ، وَلَكِنْ نُرْهِنُكَ اللَّأْمَةَ ، قَالَ: نَعَمْ ، فَوَاعَدَهُ أَنْ يَجِيئَهُ ، قَالَ: وَكَانُوا أَرْبَعَةً ، سَمَّى عَمْرٌو اثْنَيْنِ: مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ وَأَبَا نَائِلَةَ ، فَأَتَوْهُ وَهُوَ مُتَوَشِّحٌ يَنْفُحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ ، فَقَالُوا: مَا رَأَيْنَا كَاللَّيْلَةِ رِيحًا أَطْيَبَ ، فَقَالَ: عِنْدِي فُلَانَةُ أَعْطَرُ الْعَرَبِ ، فَقَالَ مُحَمَّدٌ: ائْذَنْ لِي أَنْ أَشُمَّ؟ قَالَ: شُمَّ ، ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِي فِي أَنْ أَعُودَ ، قَالَ: فَعَادَ ، فَتَشَبَّثَ بِرَأْسِهِ ، وَقَالَ: اضْرِبُوهُ ، فَضَرَبُوهُ حَتَّى قَتَلُوهُ

لیے پسند نہیں کرتے کہ دیکھیں اس کا معاملہ کہاں تک پہنچتا ہے؟ کعب نے کہا: میرے پاس رہن رکھ،انھوں نے کہا: کیا چیز رہن رکھوں؟ تو اس نے کہا: اپنے بیٹے کو رہن رکھ دے، انھوں نے فرمایا: یہ تو ہمارے بیٹوں کے لیے گالی بن جائے گا اور کہا جائے گا: دوٹوکرے کھجور میں یہ رہن رکھا گیا تھا، اس نے کہا: تم اپنی عورتیں گروی رکھ دو، اس نے کہا: تو خوبصورت آدمی ہے، ہم تیرے پاس اپنی عورتیں کیسے گروی رکھیں؟ لیکن میں اپنی ذرع گروی رکھوں گا، اس پر معاہدہ ہوا اور آنے کا وقت متعین کر دیا گیا، مقررہ وقت پر چار افراد گئے، جن میں دو کے نام عمرو بن دینار نے ذکر کیے ہیں، محمد بن مسلمہ اور ابو نائلہ، جب یہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو وہ خوشبودار لباس میں ملبوس تھا اور اس سے خوشبو مہک رہی تھی، ان صحابہ نے کہا: آج رات جیسی خوشبو تو ہم نے کبھی نہیں پائی، اس نے کہا: میرے نکاح میں فلاں عورت ہے، جو تمام عرب میں زیادہ بہتر خوشبو رکھتی ہے، محمد بن مسلمہ نے کہا: اجازت ہو تو میں تمھارے سر کی خوشبو سونگھ لوں، اس نے کہا: سونگھ لو، اس نے دوبارہ ہاتھ ڈال کر سونگھنے کی اجازت طلب کی اور اس کے بالوں کو مضبوطی سے پکڑ کر اپنے رفقاء کو کہا: اس کو مارو، انھوں مارا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی غیرت اور جرأت کا ثبوت ملتا ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ یا اس کے نبی کے بارے میں بُرے الفاظ استعمال کرے تو اس کو قتل کر دینا چاہیے، جیسے کعب بن اشرف نے رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اُس کے گھر جا کر اُس کو قتل کر دیا، اس طرح کی غیرت ایمانی کے کئی واقعات کتب سیر میں ملتی ہیں۔ بچوں کو رہن (گروی) رکھنے سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو تکریم دی ہے: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ (بنی اسرائیل: 70) کوئی اور چیز گروی رکھنا ٹھیک ہے، مصلحت کی خاطر امیر کا مسلمانوں کو بُرا بھلا کہنا درست ہے۔

[1285]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، عکرمہ سے روایت ہے کہ کعب بن اشرف کی بیوی نے کہا:

(1285) انظر تخريج الحديث السابق۔انظر ايضا:تاريخ الطبری: 2/ 487، 492۔طبقات ابن سعد: 2/ 21، 32۔

قَالَ: ثنا الْعَسِّيُّ ، - قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: كَذَا فِي كِتَابِي الْعَسِّيُّ ، وَفِي أُصُولٍ عِنْدِي الْعَبْسِيُّ ، وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ - عَنْ عِكْرِمَةَ ، قَالَ: قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: إِنِّي لَأَسْمَعُ صَوْتًا أَجِدُ مِنْهُ رِيحَ الدَّمِ ، قَالَ: ((إِنَّمَا هُوَ أَبُو نَائِلَةَ أَخِي ، لَوْ وَجَدَنِي نَائِمًا مَا أَيْقَظَنِي ، وَإِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ لَأَجَابَهَا ، وَسَمَّى الَّذِينَ أَتَوْهُ مَعَ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ ، وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ ، وَأَبِي عَبْسِ بْنِ جَبْرٍ ، وَالْحَارِثِ بْنِ مُعَاذٍ)) .

تجھے بلانے والے کی آواز میں مجھے خون کی بو آتی ہے، تو کعب نے کہا: بلانے والا میرا بھائی ابو نائلہ ہے، اگر مجھے سویا ہوا پائے تو ہرگز نہ جگائے اور شریف آدمی کو جب بلانے والا نیزہ مارنے کے لیے بلائے تب بھی وہ اس کی آواز کا جواب دیتا ہے، عکرمہ نے محمد بن مسلمہ کے دوسرے رفقاء کے نام یہ بتائے ہیں: عباد بن بشر، ابوعبس بن جبر اور حارث بن معاذ رضی اللہ عنہم۔

[**1286**]...... حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: ثنا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ: أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ مَرَّ بِأَسْهُمٍ فِي الْمَسْجِدِ: ((أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا)) قَالَ: نَعَمْ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو مسجد میں ہتھیار نیزہ وغیرہ لے کر چلتے دیکھا تو فرمایا: اس کا پھل پکڑ کر چل۔ تو اس نے کہا: ہاں۔

**فائدہ** :......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلوار اور نیزے کو اس کے منہ کی طرف سے پکڑنا چاہیے، تا کہ کسی کو نقصان نہ پہنچے، یاد رہے کہ بندوق اور پستول وغیرہ کو پکڑتے وقت انگلی، جہاں سے بندوق چلتی ہے، وہاں نہیں رکھنی چاہیے کہ اچانک بندوق چل جائے۔ جو شخص کھلے ہتھیار لے کر چل رہا ہو اس کو اس کی حفاظت کا کہنا چاہیے۔

[**1287**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ،

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت ہم دو خاندان کے

---

(1286) صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب ياخذ بنصول اذا مر فى المسجد، حديث: 451۔صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب امر من مر بسلاح فى مسجد او سوق، حديث: 2614۔سنن النسائى، كتاب المساجد، باب اظهار السلاح فى المسجد، حديث: 719۔سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب من كان معه سهام فلياخذ بنصالها، حديث: 3777۔مسند احمد: 3/ 308۔سنن الدارمى: 639۔صحيح ابن خزيمة : 1316۔صحيح ابن حبان: 1647۔ مصنف ابن ابى شيبة: 2/ 426۔مسند ابى يعلى: 1833۔سنن الكبرى للبيهقى : 8/ 23۔

(1287) صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب (اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا)، حديث: 4051۔صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل الانصار، حديث: 2505۔صحيح ابن حبان: 7288۔سنن سعيد ⇦⇦

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: ((فِينَا نَزَلَتْ بَنِي حَارِثَةَ وَبَنِي سَلِمَةَ)) ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا﴾ [آل عمران: 122] ، ((وَمَا أُحِبُّ أَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)) : ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾ [آل عمران: 122]

بارے میں نازل ہوئی ہے،یعنی بنو حارثہ اور بنوسلمہ کے بارے میں، (جب دو جماعتوں نے تم میں سے ارادہ کیا کہ وہ دونوں بھاگ جائیں)، جابر نے کہا: مجھے پسند نہیں ہے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل نہ ہوتی،مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہمارے ہی بارے میں ہے،(اللہ ان دونوں کا دوست ہے)

فائدہ :......اس حدیث میں اس آیت إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا کا شان نزول بیان کیا گیا ہے کہ جب جنگ احد میں منافق عبداللہ بن ابی کی واپسی دیکھ کر یہ دونوں قبیلے دل شکستہ ہو گئے تھے،اور انھوں نے واپس آنے کا ارادہ کرلیا تھا،اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله:اذ همت طائفتان : 4558)

[1288]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرٌو، قَالَ: قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: ((أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لُحُومَ الْخَيْلِ، وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ))

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی اور گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت فرمائی۔

فائدہ :......اس حدیث میں گھوڑے کی حلت اور گدھے کی حرمت کا بیان ہے،گھوڑا حلال ہے،عطاء تابعی کہتے ہیں: لَمْ يَزَلْ سَلَفُكَ يَأْكُلُونَهُ (تیرے سلف گھوڑے کو ہمیشہ کھاتے رہے ہیں) ابن جریج فرماتے ہیں: میں نے عطاء سے کہا: آپ تیرے سلف سے مراد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین لے رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ (مسند ابن ابی شیبہ، حافظ ابن حجر نے اس کو باسناد صحیح علی شرط شیخین قرار دیا ہے۔ فتح الباری: 9/650)

---

⇦⇨ بن منصور: 2870۔ تفسير ابن جرير: 7728۔دلائل النبوة للبيهقي: 3/ 221۔تفسير بغوى: 1/ 347۔

(1288) سنن الترمذى، كتاب الاطعمة، باب ما جاء فى اكل لحوم الخيل، حديث: 1793۔سنن النسائى، كتاب الصيد، باب الاذان فى اكل لحوم الخيل، حديث: 4333۔من طريق عمرو بن دينار عن جابر۔صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب غزوة خيبر، حديث: 4219۔ صحيح مسلم، كتاب الصيد، باب فى اكل لحوم الخيل، حديث: 1941۔سنن ابى داود، كتاب الاطعمة، حديث: 3788۔ سنن الترمذى: 1793۔ سنن النسائى: 4332۔مسند احمد: 3/ 361۔سنن الدارمى: 1999۔من طريق عمرو بن دينار عن محمد بن على عن جابر۔

[1289]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: ((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَكُلُّ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ لَنَا فِيهِ سَمِعْتُ جَابِرًا إِلَّا هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ، يَعْنِي لُحُومَ الْخَيْلِ وَالْمُخَابَرَةَ، فَلَا أَدْرِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ جَابِرٍ فِيهِمَا أَحَدٌ أَمْ لَا، وَأَمَّا حَدِيثُ الْأَسْهُمِ فَإِنِّي أَنَا قُلْتُ لَهُ: سَمِعْتَ جَابِرًا عَلَى مَا حَدَّثْتُكُمْ

جابر بن عبدا للہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (مخابرہ) بٹائی پر زمین دینے سے منع فرمایا ہے، سفیان نے کہا: تمام روایات جو عمرو بن دینار سے میں نے سنی ہیں ان کے بارے میں انھوں نے کہا: میں نے جابر سے سنا ہے، مگر یہ دو احادیث معلوم نہیں، عمرو اور جابر کے درمیان کسی راوی کا واسطہ ہے یا نہیں ہے؟ رہی وہ حدیث جس میں ہتھیار (اسھم) کا ذکر ہے، تو اس کے متعلق میں نے عمرو سے پوچھا کہ تو نے جابر سے سنا ہے؟ اس نے کہا: اسی طرح جیسے میں تمھیں یہ حدیث سنا رہا ہوں۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ زمین ٹھیکے پر یا حصے پر نہیں دینی چاہیے، مگر دوسری روایات سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، جب دھوکا نہ ہو تو یہ جائز ہے، جب دھوکا ہو تو یہ جائز نہیں ہے۔

[1290]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، أَنَّ طَارِقًا كَانَ أَمِيرًا بِالْمَدِينَةِ ((فَقَضَى بِالْعُمْرَى لِلْوَارِثِ))، عَنْ قَوْلِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں: طارق جب مدینہ کا حاکم تھا تو اس نے عمریٰ کا ورثاء کے حق میں فیصلہ دیا، اس لیے کہ جابر نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کیا ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح قرآن دین کا حصہ اور منزل من اللہ ہے، اسی طرح احادیث کے احکامات بھی منزل من اللہ ہیں، قرآن کریم کی طرح حدیث بھی حجت ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کو حجت مانتے تھے۔

---

(1289) صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب كراء الارض، حديث: 93/ 1536- سنن النسائى، كتاب المزارعة، باب ذكر الاحاديث المختلفة فى النهى عن كراء الارض، حديث: 3952-من طريق عمرو بن دينار عن جابر رضی اللہ عنہ- سنن ابى داود، كتاب البيوع، باب فى المخابرة، حديث: 3405-سنن الترمذى، كتاب البيوع، باب ما جاء فى النهى عن الثنياء، حديث: 1290-سنن النسائى، كتاب البيوع، باب النهى عن بيع الثنيا حتى تعلم، حديث: 4627- مسند ابى يعلى: 1834-صحيح ابن حبان: 4992-

(1290) صحيح مسلم، كتاب الهبات، باب العمرى، حديث: 29/ 1625- مصنف ابن ابى شيبة: 6/ 137 .

[1291]...... قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرٌو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ((كُنَّا نَعْزِلُ، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم عزل کیا کرتے تھے جبکہ قرآن نازل ہو رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے۔

**فائدہ**: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عزل کرنا درست ہے، یعنی شریعت اسلامیہ نے اس کی اجازت دی ہے، (یعنی بیوی سے صحبت کرنا اور منی باہر خارج کرنا) اس حدیث سے تقریری حدیث کا حجت ہونا ثابت ہوتا ہے، جو کام نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کیا گیا ہو، آپ ﷺ کو بتایا گیا ہو یا نہ، وہ تقریری حدیث ہے، اگر کسی تقریری حدیث میں ابہام ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسی وقت تصحیح فرما دیتے، جبکہ اس کے بارے میں آپ ﷺ خاموش رہے۔

[1292]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَخِي بَنِي سَلِمَةَ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي جَارِيَةً، وَأَنَا أَعْزِلُ عَنْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَا إِنَّ ذَلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا قَضَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ))، قَالَ: فَذَهَبَ الرَّجُلُ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَشَعُرْتَ أَنَّ تِلْكَ الْجَارِيَةَ حَمَلَتْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا

بنوسلمہ خاندان کے جابر بن عبداللہ نے فرمایا: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میری لونڈی ہے جس سے میں عزل کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا کوئی فیصلہ نہیں پھیرا جاتا، وہ آدمی چلا گیا، تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا آپ ﷺ کو خبر پہنچی ہے وہ لونڈی تو حاملہ ہو چکی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول (ﷺ) ہوں۔

(1291) صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب العزل، حديث: 5208۔صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، حديث: 1440۔ سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ما جاء في العزل، حديث: 1137۔سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب العزل، حديث: 1927۔ سنن الكبرى للنسائي: 9093۔مسند احمد: 3/ 377۔مصنف ابن ابى شيبة : 4/ 214۔شرح معاني الآثار للطحاوي : 3/ 35۔سنن الكبرى للبيهقي : 7/ 228۔مسند ابى يعلى : 2193۔

(1292) صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، حديث: 1439۔سنن الكبرى للنسائي: 9096۔سنن الكبرى للبيهقي: 7/ 229۔

عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ))

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کوئی لاکھ عزل کرتا رہے، جب اللہ فیصلہ کر دیں، جس نطفے میں اللہ نے اولاد رکھی ہو، وہ استعمال ہو ہی جاتا ہے، اور اولاد دینا کسی کے بس کی بات نہیں ہے، اور نہ ہی اولاد لینا، یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔

[1293]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرٌو، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوقِكُمْ﴾ [الأنعام: 65]، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ))، ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ [الأنعام: 65]، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ))، ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ [الأنعام: 65]، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَاتَانِ أَهْوَنُ، أَوْ هَاتَانِ أَيْسَرُ))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (کہہ دیں: وہ قادر ہے کہ تم پر تمھارے اوپر سے عذاب نازل کر دے) تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! میں تیرے چہرہ اقدس کی پناہ مانگتا ہوں، (یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تیرے چہرہ اقدس کی پناہ میں آیا، (یا تمھیں وہ گروہ گروہ بنا دے اور تمھارے بعض کو بعض کی جنگ کا ذائقہ چکھائے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں آسان ہیں۔

فائدہ: ......قل هو القادر ......اس آیت کی تفسیر میں حافظ عبدالسلام بن محمد لکھتے ہیں: اوپر سے عذاب جیسے بارش کی کثرت، طوفان، بجلی، اولے اور آندھی وغیرہ یا ظالم حکمران یا عورت پر ظلم کرنے والا اس کا خاوند اور نیچے سے عذاب جیسے زلزلہ، قحط، زمین میں دھنس جانا یا ایسے ماتحت جو خائن اور بددیانت ہوں، مرد کے لیے ناموافق بیوی۔

او يلبسكم شيعا یعنی مختلف گروہ بنا کر انھیں آپس میں گتھم گتھا کر دے، اسی طرح لڑائی بھی خوفناک عذاب ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے تین دعائیں کیں

(1)...... میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ میری ساری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمالی۔

---

(1293) صحيح البخاری، كتاب التفسير، سورة الانعام، باب (قل هو الله القادر على ان يبعث عليكم)، حديث: 4628۔ سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة الانعام، حديث: 3065۔ مسند احمد: 3/ 309۔ سنن الكبرى للنسائی: 11164۔ خلق افعال العباد للبخاری: 40۔ مسند ابی يعلى: 1829۔ التوحيد لابن خزيمة: 1/ 27، 28۔ صحيح ابن حبان: 7220۔

(2)...... میں نے دعا کی کہ میری ساری امت کو قحط میں مبتلا نہ کرے، اس دعا کو بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا۔

(3)...... میں نے دعا کی کہ میری امت کو آپس میں اختلاف اور انتشار سے بچائے، تو اللہ تعالیٰ نے میری اس دعا کو قبول نہیں فرمایا۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ھلاك ھذہ الامة بعضھم ببعض: 289)

(تفسیر القرآن الکریم از عبدالسلام بن محمد تحت آیت قل ھو القادر)

[1294]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ((كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُومَ الْهَدْيِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم قربانی کا گوشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (مکہ سے) مدینہ منورہ تک کھاتے چلے آتے تھے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا گوشت جتنی دیر چاہیں رکھ سکتے ہیں، سفر میں بھی کھانا چاہیے، جس روایت میں ہے کہ تین دن سے زیادہ نہیں کھانا وہ روایت منسوخ ہے۔

[1295]...... أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى قَالَ: ثنا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قُتِلَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ، فَجِيءَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ، فَنَهَانِي قَوْمِي،

جابر بن عبداللہ نے فرمایا: میرا باپ اُحد میں قتل کر دیا گیا تو ان کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا اور سامنے رکھ دیا گیا۔ ان کے کان و ناک کاٹے گئے تھے، میں نے ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانا چاہا تو میری قوم کے لوگوں نے منع کیا، (میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:) میں اپنے والد سے کپڑا ہٹانا چاہتا ہوں لیکن میری قوم مجھے

---

(1294) صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب حمل الزاد فی الغزو، حدیث: 2980۔صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب بیان ما کان من النھی عن اکل لحوم الاضاحی، حدیث: 1972۔سنن الکبری للنسائی: 4154۔ مسند احمد: 3/ 309۔ سنن الدارمی: 1967۔مصنف ابن ابی شیبة: 4/ 57۔صحیح ابی عوانة: 5/ 237۔سنن الکبری للبیھقی: 9/ 291۔صحیح ابن حبان: 5930، 5931۔

(1295) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت، حدیث: 1244۔صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبداللہ بن عمرو بن حرام، حدیث: 2471۔سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب تسبیحة المیت، حدیث: 1843۔سنن الکبری للنسائی: 8247۔مسند احمد: 3/ 307۔مسند ابی یعلیٰ: 2021۔صحیح ابن حبان: 7021۔مسند الطیالسی: 1711۔ طبقات ابن سعد: 3/ 561۔

وَأُرِيدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ، وَيَنْهَانِي قَوْمِي، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَرُفِعَ بِهِ، فَسَمِعَ صَوْتَ بَاكِيَةٍ، فَقَالَ: ((مَنْ هَذِهِ؟))، قَالُوا: ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَلَا تَبْكُوا، أَوْ فَلِمَ تَبْكِي؟ فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ))

اس سے منع کر رہی ہے، نبی کریم ﷺ نے کپڑا اٹھانے کا حکم دیا تو ساتھ ہی رونے کی آواز بھی سنی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رونے والی کون ہے؟ عرض کی گئی: عمرو کی بیٹی یا اس کی بہن ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ مت روئے اس کو اٹھاتے تک فرشتوں نے اس پر اپنے پر پھیلائے ہوئے تھے۔

**فائدہ:** ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہید پر رونا نہیں چاہیے، اللہ تعالیٰ نے بہن اور بھائی میں فطری محبت رکھی ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جانوں کا نذرانہ پیش کر کے ہم تک دین پہنچایا ہے۔

[1296]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: كَانَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ يَشُكُّ أَبَدًا فِي هَذَا الْحَدِيثِ

حمیدی نے کہا: ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ ابن منکدر ہمیشہ اس حدیث (مذکورہ) میں فلا تبکوا او فلم تبکی میں شک کا لفظ "او" بیان کرتے تھے۔

[1297]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: كَانَتِ الْيَهُودُ، تَقُولُ: مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي قُبُلِهَا مِنْ دُبُرِهَا، جَاءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ [البقرة: 223]

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہود کہا کرتے تھے: جو آدمی عورت کے اصل مقام میں پشت کی طرف سے جماع کرے گا تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: تمھاری عورتیں تمھاری کھیتی ہیں، تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جا سکتے ہو۔

**فائدہ:** ......اس حدیث میں آیت ﴿فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ کا شان نزول بیان ہوا ہے کہ

(1296) انظر الحديث السابق۔

(1297) صحيح البخاری، كتاب التفسير، سورة البقرة، (نساؤكم حرث لكم)، حديث: 4528۔صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب جواز جماع المراة فى قبلها، حديث: 1435۔سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، حديث: 2978۔سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب النهى عن اتيان النساء فى ادبارهن، حديث: 1925۔ سنن ابى داود، كتاب النكاح، باب فى جامع النكاح، حديث: 2163۔ سنن الكبرى للنسائى: 8927۔ سنن الدارمی: 2220۔مسند ابی يعلىٰ: 2024۔صحيح ابن حبان: 4166۔سنن الكبرى للبيهقى: 7/ 194۔

عورتیں کھیتی ہیں، جماع کے لیے کوئی طریقہ مقرر نہیں ہے، جس طریقے سے چاہیں جماع کر سکتے ہیں، مگر جماع اولاد پیدا کرنے والی جگہ میں ہونا چاہیے، دبر موضع حرث (کھیتی کی جگہ) نہیں ہے، موضع فرث (پاخانے کی جگہ) ہے، احادیث میں دبر میں دخول کرنے سے منع کیا گیا ہے، ''وہ شخص ملعون ہے جو عورت کے پاس اس کی دبر میں جائے۔''

(سنن ابی داوٗد، کتاب النکاح، باب فی جامع النکاح: 2162 عن ابی هريرة وصححه الالبانی)

[**1298**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْرِفُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلاثًا وَهُوَ جُنُبٌ))

جابر بن عبداللہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ غسل جنابت میں سر مبارک پر تین چلو پانی ڈالتے تھے۔

[**1299**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا جَابِرُ أَعَلِمْتَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَحْيَا أَبَاكَ؟ وَقَالَ لَهُ: تَمَنَّ؟ قَالَ: أُحْيَى، فَأُقْتَلُ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى، فَقَالَ: إِنِّي قَدْ قَضَيْتُ أَنَّهُمْ لا يُرْجَعُونَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! کیا تجھے علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد عبد اللہ کو زندہ کیا؟ اور فرمایا: تو کوئی تمنا کر، تو اس نے کہا: مجھے زندہ کر کے دنیا میں واپس کر دے تا کہ تیری راہ میں دوسری بار قتل کیا جاؤں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے یہ لکھ دیا ہے کہ وہ دوبارہ لوٹ کر دنیا میں نہیں جائیں گے۔

**فائدہ**: ......شہادت ایک لذت ہے، جو صرف شہید کو ہی نصیب ہوتی ہے، اور مومن شہید جنت میں دوبارہ شہادت کی لذت کو چاہے گا، قیامت والے دن دنیا میں دوبارہ لوٹنے کی نہ کسی فاسق کو اجازت ہوگی اور نہ کسی مومن کو۔

(1298) صحيح البخارى، كتاب الغسل، باب الغسل بالصاع، حديث: 252ـ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب استحباب افاضة الماء على الراس ثلاثا، حديث: 328ـ سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب ما يكفى الجنب من افاضة الماء على راسه، حديث: 426ـ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب فى الغسل من الجنابة، حديث: 577ـ مسند احمد: 3/ 219ـ الادب المفرد للبخارى: 959ـ مسند الشافعى: 1/ 39ـ مسند ابى يعلٰى: 1846ـ صحيح ابن خزيمة: 242ـ صحيح ابى عوانة: 1/ 232ـ سنن الكبرى للبيهقى: 1/ 176ـ

(1299) حسن، مسند احمد: 3/ 361ـ مسند عبد بن حميد: 1039ـ مسند ابى يعلٰى: 2002ـ من طريق ابن عقيل به ـ سنن الترمذى: 3010ـ سنن ابن ماجه: 2800 من طريق آخر.

[1300]...... حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى قَالَ: ثنا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: ((أَتَى النَّبِيُّ ﷺ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَرَشَّتْ لَهُ صُورًا لَهَا، وَالصُّورُ النَّخْلَاتُ الْمُجْتَمِعَاتُ، وَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً، فَأَكَلَ مِنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ جَاءَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ، فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أُتِيَ بِعُلَالَةِ الشَّاةِ، فَأَكَلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْعَصْرِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))، ثُمَّ أَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَأَيْنَ شَاتُكُمُ الْوَالِدُ؟ فَأُتِيَ بِهَا فَحَلَبَهَا وَجَعَلَ لَنَا مِنْهُ لَبَأً، فَأَكَلَ مِنْهُ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، ثُمَّ أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَأُتِيَ بِجَفْنَتَيْنِ، فَجُعِلَتْ إِحْدَاهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْأُخْرَى مِنْ خَلْفِهِ، فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری صحابیہ کے گھر تشریف لے گئے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھجور کے گچھے لا کر رکھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کے لیے ایک بکری ذبح کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا، پھر نماز ظہر کا وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز ظہر پڑھی، پھر بکری کا گوشت دوبارہ پیش کیا گیا، تو آپ نے اس میں سے کھایا اور عصر کی نماز کے لیے اٹھے اور وضو نہیں کیا، (عبداللہ نے کہا: ) پھر میں ابوبکر صدیق کے گھر گیا تو انھوں نے اپنے گھر والوں کو کہا: کوئی چیز ہے تمہارے پاس؟ انھوں نے کہا: نہیں، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ نئے بچے کی ماں بکری کہاں ہے؟ تو وہ بکری لاکر اس کا دودھ دھویا گیا اور ابال کر دیا گیا، تو ابوبکر صدیق نے پیا اور میں نے بھی پیا، پھر ابوبکر نماز کے لیے اٹھے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، پھر ایک دفعہ میں عمر کے پاس موجود تھا، ان کے پاس دو برتن لائے گئے، ایک تو ان کے سامنے رکھا گیا اور دوسرا ان کی پشت کے پیچھے رکھا گیا، انھوں نے بھی کھایا اور ہم نے بھی، وہ نماز کے لیے اٹھے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

**فائدہ** : ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ایک دوسرے کی دعوت کرنی چاہیے، دعوت میں روٹی، اور دودھ وغیرہ جتنی ڈشیں چاہیں، پکائی جا سکتی ہیں۔

(1300) حسن صحیح، سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب ما جاء فی ترك الوضو مما غیرت النار، حدیث: 80۔ شمائل ترمذی: 180۔ مسند احمد: 3/ 374، 375۔مسند الطیالسی: 1775۔سنن الکبری للبیھقی: 1/ 156۔ السنۃلابن ابی عاصم: 1456۔ مسند ابی یعلی: 217۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: 12/ 15۔الروایات مطولۃ ومختصرۃ۔

[1301]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْـنِ عَبْـدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَـمَّا طَافَ بِـالْبَيْتِ وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ عَادَ إِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا، وَقَالَ: ((نَبْـدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ)) : ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: 158]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات پڑھیں، پھر حجر اسود کے پاس لوٹ کر آئے اور اس کو بوسہ دیا اور صفا کی جانب گئے اور فرمایا: ہم اس سے شروع کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتدا کی ہے: (تحقیق صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔)

**فائدہ** :......اس حدیث سے مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے، اور اس کے بعد بھی حجر اسود کو بوسہ دینا درست ہے۔ سعی صفا سے شروع کرنی چاہیے، اس پر بحوث گزر چکی ہیں۔

[1302]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ((لَمَّا تَصَوَّبَتْ قَدَمَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْوَادِي رَمَلَ حَتَّى جَازَ الْوَادِيَ))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو پاؤں بغور دیکھتا رہا، تو آپ (صفا و مروہ کے درمیان) وادی میں رمل چال چل کر وادی سے گزر گئے۔

**فائدہ** :......صفا و مروہ کے درمیان جہاں اب سبز لائٹیں لگی ہوئی ہیں، وہاں سے تیز چل کر گزرنا ہے، حج و عمرہ میں اگر غور کیا جائے تو ہر جگہ اتباع قرآن و سنت کو لازم پکڑنے کا درس ملتا ہے، لیکن انسان کس قدر غافل ہے کہ وہ قرآن و حدیث سے دور ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔

[1303]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ

---

(1301) صحيح، سنن الترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء انه يبدا الصفا قبل المروة، حديث: 862۔سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، باب القراء ة فی ركعتی الطواف، حديث: 2966۔سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الركعتين بعد الطواف، حديث: 2960۔مؤطا امام مالك، ص: 25۔ صحيح ابن خزيمة: 2756۔قطعة من حديث جابر الطويل فی صحيح مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبی صلی اللّٰه عليه وسلم، حديث: 1218۔سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب صفة حجة النبی صلی اللّٰه عليه وسلم، حديث: 1905۔

(1302) صحيح، سنن النسائی، كتاب مناسك الحج، حديث: 2984، 2985۔مسند احمد: 3/ 333۔ مؤطا امام مالك، ص: 252۔وهو ايضا قطعة من حديث جابر الطويل تقدم ذكره فی تخريج الحديث السابق۔

(1303) صحيح، سنن النسائی، كتاب الضحايا، باب ذبح الرجل غير اضحية، حديث: 4425۔سنن الكبری: ⇦⇦

قَالَ: ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ((أَهْدَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِائَةَ بَدَنَةٍ، فَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ فَأَشْرَكَهُ فِي بُدْنِهِ، بِالثُّلُثِ، فَنَحَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سِتًّا وَسِتِّينَ بَدَنَةً، وَأَمَرَ عَلِيًّا فَنَحَرَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، وَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ كُلِّ جَزُورٍ بِبِضْعَةٍ، فَطُبِخَتْ، فَأَكَلَا مِنَ اللَّحْمِ وَحَسَيَا مِنَ الْمَرَقِ))، قَالَ سُفْيَانُ: وَأَهْلُ الْعَرَبِيَّةِ يَقُولُونَ: وَحَسَوَا

قربانی کی، جناب علی یمن سے لے کر پہنچے تو تیسرا حصہ اونٹ ان کو دے کر قربانی میں شریک کیا، چھیاسٹھ اونٹ رسول اللہ ﷺ نے ذبح کیے اور چونتیس ذبح کرنے کا علی کو حکم دیا، نبی ﷺ نے ہر اونٹ سے گوشت کی بوٹی کاٹ کر پکانے کا حکم دیا تو ان دو نے گوشت میں سے کھایا اور شوربا پیا، سفیان نے کہا: اہل عرب تثنیہ کے لیے جمع کا لفظ استعمال کرتے اور کہتے ہیں حسوا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قربانی کی زیادہ مقدار کوئی مقرر نہیں ہے، جتنی اللہ تعالیٰ توفیق دے، اُتنے ہی جانور ذبح کیے جا سکتے ہیں، ہر انسان کو اپنا جانور خود ذبح کرنا چاہیے، لیکن جانور ذبح کرنے میں اپنا نائب مقرر کرنا بھی درست ہے، اور جن جانوروں کی قربانی کی جائے، ہر ایک سے کچھ کھانا بھی مسنون ہے۔ موجودہ دور میں حاجی حضرات کو قربانی کا گوشت نہیں دیا جاتا، بلکہ ان سے پیسے لے لیے جاتے ہیں، اور ان قربانیوں کا کسی کو علم نہیں ہوتا کہ میرا جانور کس طرح کا ہے، وغیرہ وغیرہ، حاجیوں کو عید الاضحیٰ کے دن بھی بازار سے گوشت خریدنا پڑتا ہے، یہ صورت حال محل نظر ہے، اس پر غور وفکر کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مملکۃ سعودیہ کی خدمات جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، آمین، انھوں نے واقعۃً خادم الحرمین ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ فجزاهم الله خيرا الجزاء

[**1304**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

---

⇦ 4139- سنن ابن ماجه، كتاب الاضاحى، باب الاكل من لحوم الضحايا، حديث: 3158- مسند احمد: 3/ 331- صحيح ابن خزيمة: 2924- مسند عبدبن حميد: 1133- صحيح ابن حبان: 4018- شرح معانى الآثار للطحاوى: 2/ 159- وانظر حديث جابر الطويل تقدم ذكره-

(1304) صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادى، حديث: 1522- سنن ابى داود، كتاب الاجارة، باب فى النهى ان يبيع حاضر لباد، حديث: 3442- سنن الترمذى، كتاب البيوع، باب ما جاء لا يبيع حاضر لباد، حديث: 1223- سنن النسائى، كتاب البيوع، باب بيع الحاضر للبادى، حديث: 4500- سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب النهى ان يبيع حاضر لباد، حديث: 2176- مسنداحمد: 3/ 307- مسند الشافعى: 2/ 147- مصنف ابن ابى شيبة: 6/ 239- مسند ابى يعلى: 1839- صحيح ابن حبان: 4964-

قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ، دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ))

شہری آدمی دیہاتی کے لیے خرید وفروخت نہ کرے، اللہ کی مخلوق بندوں کو آزاد چھوڑ دو، تاکہ بعض کو اللہ تعالیٰ بعض سے رزق پہنچائے۔

[1305]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُقَسِّمُ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ بِالْجِعْرَانَةِ، وَالتِّبْرُ فِي حِجْرِ بِلَالٍ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اعْدِلْ، فَإِنَّكَ لَمْ تَعْدِلْ، قَالَ: ((وَيْحَكَ، فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟)) فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهُ، فَإِنَّ هَذَا مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ، أَوْ فِي أَصْحَابٍ لَهُ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ))

جابر بن عبداللہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مقام جعرانہ میں جنگ حنین کا مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے، سونے کے ٹکڑے بلال کی گود میں تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے محمد ﷺ! عدل کر، تو نے عدل نہیں کیا، آپ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو، عدل کون کرے گا اگر میں عدل نہیں کرتا؟ عمر بن خطاب اٹھے اور فرمانے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! اجازت ہو تو اس منافق کی گردن مار دوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دے، یہ اپنے ساتھیوں میں سے ایک ہے یا فرمایا: یہ اپنے ان ساتھیوں میں سے ہے جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، وہ لوگ دین سے اس طرح خارج ہوں گے جیسا کہ تیر اپنے نشانے پر لگ کر نکل جاتا ہے۔

**فائدہ**: ...... رسول اللہ ﷺ ہر ہر چیز میں اس قدر کمال انصاف کرتے تھے کہ اس کی مثال نہیں ملتی، لیکن بعض فتنہ پرور منافق نبی کریم ﷺ پر شکوک وشبہات کا اظہار کرتے رہتے تھے، کیونکہ منافقین حقیقت میں تو کافر ہی ہوتے تھے، لیکن اوپر اوپر سے اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اب بھی منافق لوگ ہیں جو اوپر اوپر سے اسلام کا نام لیتے ہیں، حقیقت میں وہ یہود ونصاریٰ کے ایجنٹ ہوتے ہیں۔

(1305) الادب المفرد للبخاري: 774۔ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، حديث: 1063۔ سنن ابن ماجه، المقدمة، حديث: 172۔ سنن الكبرى للنسائي: 8087۔ مسند احمد: 3/ 353۔ صحيح ابن حبان: 4819۔ معجم الكبير للطبراني: 1753۔ معجم الاوسط: 956۔ مستدرك للحاكم: 3/ 121۔ سنن الكبرى للبيهقي: 5/ 185، 186۔ من طريق ابي الزبير عن جابر۔ صحيح البخاري، كتاب فرض الخمس، باب ومن الدليل على ان الخمس للنوائب المسلمين، حديث: 3138۔ من طريق عمرو بن دينار عن جابر مختصرا۔

نیز اس حدیث میں ان بعض بد بخت لوگوں کا ذکر ہے جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن قرآن کریم پر عمل کرنے سے دور ہوں گے، اللہ کی قسم! ایسے لوگ اب بھی موجود ہیں، اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی اصلاح فرمائے کہ شرور وفتن عام ہو رہے ہیں، مصلحین پر حالات تنگ کر دیے گئے ہیں۔

[1306]...... حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى قَالَ: ثنا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ، غَيْرَ مَرَّةٍ، وَلَا مَرَّتَيْنِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّكُمْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَوْ نَخْلٌ فَلَا يَبِعْهَا حَتَّى يَعْرِضَهَا عَلَى شَرِيكِهِ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ الْكُوفِيُّونَ يَأْتُونَ أَبَا الزُّبَيْرِ يَسْأَلُونَهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، وَيَقُولُونَ: حَدَّثَنَا بِهِ عَنْكَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کی زمین یا کھجور کے درخت فروخت کرنے کے لیے ہوں تو وہ اپنے شریک پر پیش کرنے کے بغیر فروخت نہ کرے۔ سفیان کہتے ہیں: کوفی ابو الزبیر کے پاس اس حدیث کے بارے میں استفسار کرنے کے لیے آتے اور کہتے: ابن ابی لیلیٰ نے آپ کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث میں بیع کا ایک اہم اصول بیان ہوا ہے کہ شریک (حصے دار) اور ہمسائے کی اجازت کے بغیر زمین وغیرہ فروخت نہ کی جائے، کیونکہ وہ اس کو خریدنے کا زیادہ حق دار ہے، اگر وہی لے لے تو باہر کسی اور کو فروخت کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی، یہ اصول بہت زیادہ فوائد کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔

[1307]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ،

جابر بن عبداللہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شام کی تاریکی میں اپنے بچوں کو روک لیا کرو اور پاؤں ٹھہرنے کے

(1306) صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب الشفعة، حديث: 1608ـ سنن ابى داود، كتاب الاجارة، باب فى الشفعة، حديث: 3513ـ سنن النسائى، كتاب البيوع، حديث: 4704ـ سنن ابن ماجه، كتاب الشفعة، باب من باع باعا فليؤذن شريكه، حديث: 2492ـ مسند احمد: 3/ 307ـ سنن الدارمى: 2631ـ مسند ابى يعلٰى: 1835مـ المنتقى لابن الجارود: 641ـ مصنف عبدالرزاق: 14403ـ مصنف ابن ابى شيبة: 7/ 168ـ

(1307) الادب المفرد للبخارى: 1221ـ صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب الامر بتغطية الاناء، حديث: 2012ـ سنن ابى داود، كتاب الاشربة، باب فى ايكاء الآنية، حديث: 3732ـ سنن الترمذى، كتاب الاطعمة، باب ما جاء فى تخمير الاناء، حديث: 1812ـ سنن ابن ماجه، كتاب الاشربة، باب تخمير الاناء، حديث: 3410ـ مسند احمد: 2/ 301ـ مؤطا امام مالكـ صحيح ابن خزيمة: 132ـ مسند ابى يعلٰى: 1837، 2258ـ صحيح ابن حبان: 1271ـ من طريق ابى الزبير بهـ صحيح البخارى، كتاب ابدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده، حديث: 3280ـ من طريق عطاء عن جابرـ

يَـقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُفُّوا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ فَحْمَةِ الْعِشَاءِ، وَإِيَّاكُمْ وَالسَّمَرَ بَعْدَ هَدْأَةِ الـرِّجْـلِ، فَـإِنَّـكُـمْ لَا تَدْرُونَ مَا يَبُثُّ اللّٰهُ مِنْ خَـلْـقِـهِ، فَـأَغْـلِـقُـوا الْأَبْـوَابَ، وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ، وَأَكْفِئُوا الْإِنَاءَ، وَأَوْكُوا السِّقَاءَ))

وقت اور رات کے سکوت میں اپنے آپ کو قصہ گوئی سے بچاؤ، تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کون سی اشیاء کو پھیلا دیتا ہے، دروازے بند کیا کرو، چراغ بجھا دیا کرو، برتن ڈھانپ دیا کرو اور مشکیزے باندھ دیا کرو۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث میں رات کے بعض آداب بیان کیے گئے ہیں کہ ان کا لحاظ رکھتے ہوئے رات گزارنی چاہیے۔

[**1308**]...... حَـدَّثَـنَـا بِشْـرُ بْنُ مُوسَى قَالَ: ثنا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ غَيْرَ مَرَّةٍ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَـا مِنْ مُسْلِمٍ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَـأْكُـلُ مِـنْـهُ إِنْسٌ، وَلَا جِنٌّ، وَلَا طَيْرٌ، وَلَا وَحْـشٌ، وَلَا سَبُعٌ، وَلَا دَابَّةٌ، وَلَا شَيْءٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کھیتی باڑی کرتا ہے تو نہیں کھاتا اس سے کوئی انسان، جن، پرندہ، وحشی حیوان، درندہ، زمین پر چلنے والا جاندار یا کوئی چیز مگر وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے کھیتی باڑی کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ کسان جب بھی کوئی فصل بوتا ہے، گندم وغیرہ تو بے شمار جانور اس سے کھاتے ہیں، اور اس قدر جانور زیادہ دانے کھاتے ہیں کہ کسان تنگ آ جاتا ہے، اسی طرح جب فصل کاٹی جاتی ہے، اس وقت بھی بہت زیادہ فصل زمین پر گرتی ہے، اور جانور خوب سیر ہو کر کھاتے ہیں، اس حدیث سے کسانوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ جو بھی جانور ان کی کھیتی سے فائدہ اٹھائے گا، اس کا ثواب کسان کو ملے گا، سبحان اللہ۔

اس میں اس کسان کی مذمت بیان کی گئی ہے جو کھیتی باڑی کی خاطر نمازوں کو ہی چھوڑ دے، کھیتی باڑی میں بہت زیادہ مصروفیت والے کام کرنے ہوتے ہیں، اس وجہ سے اکثر کسان بے نماز ہوتے ہیں۔ (الا من رحم ربی)

---

(1308) صحیح مسلم، کتاب المساقاة، حدیث: 1552ـ مسند ابی یعلٰی: 2245ـ التوکل لابن خزیمة کما فی اتحاف المهرة: 3/ 410، 409ـ صحیح ابن حبان: 3368ـ سنن الکبری للبیهقی: 6/ 138ـ

[1309]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: ((لَمْ نُبَايِعْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمَوْتِ، وَلَكِنْ بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت موت پر نہیں کی مگر اس معاہدے پر بیعت کی ہے کہ ہم فرار نہیں ہوں گے۔

[1310]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: أَفْضَلُ الصَّلَاةِ: طُولُ الْقِيَامِ، وَأَفْضَلُ الْجِهَادِ: مَنْ أُهْرِيقَ دَمُهُ، وَعُقِرَ جَوَادُهُ، وَأَفْضَلُ الصَّدَقَةِ: جُهْدُ الْمُقِلِّ، وَمَا تَصَدَّقُ بِهِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل نماز وہ ہے جس میں قیام (قراءت) طویل ہو اور افضل جہاد اس کا ہے جس کا خون بہا دیا گیا ہو اور اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کٹ گئی ہوں اور افضل صدقہ مسکین کی محنت کا ہے یا وہ صدقہ جو مالدار کی پشت سے لیا گیا ہے (یعنی مالدار کا صدقہ ہے)۔

**فائدہ** :...... اس حدیث میں طویل قراءت اور شہادت کی فضیلت کا بیان ہے، اور وہ صدقہ جو کوئی مسکین محنت مزدوری کرے اور اس معمولی سے معاوضے میں سے جو کچھ اللہ کے راستے میں دے دے، اس کی ایک مٹھی صدقہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اس کو احد پہاڑ بنا دیں گے، اور امیر کا کروڑوں روپے کا صدقہ جو اُس نے غلط نیت سے دیا ہو گا، اس سے مسکین کا صدقہ بڑھ جائے گا، جو بھی میسر ہو، چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو، صدقہ کر دینا چاہیے۔

[1311]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ،

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا تو ہم میں سے ایک شخص جس کا

(1309) صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب استحباب مبايعة الامام الجيش، حديث: 1856۔سنن الترمذى، كتاب السير، باب ما جاء فى بيعة النبى صلى الله عليه وسلم، حديث: 1594۔سنن النسائى، كتاب البيعة، باب البيعة على ان لانفر، حديث: 4163۔مسند احمد: 3/ 381، 396۔ سنن الدارمى: 2458۔مسند ابى يعلىٰ: 1838۔مسند ابى عوانة: 4/ 487۔الروايات مطولة ومختصرة۔

(1310) صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب افضل الصلاة طول القنوت، حديث: 756۔سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى طول القيام فى الصلاة، حديث: 387۔سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فى طول القيام فى الصلوات، حديث: 1421۔ مسند احمد: 3/ 391۔مسند عبد بن حميد: 1063۔شرح معانى الآثار للطحاوى: 1/ 299۔سنن الكبرى للبيهقى: 3/ 8۔ مسند ابى يعلىٰ: 2081۔شرح السنة للبغوى: 659۔ الروايات مطولةومختصرة۔

(1311) حسن، مسند احمد: 3: 396۔ صحيه ابى عوانة: 7632.

قَالَ: ((لَمَّا دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ، وَجَدَ رَجُلًا مِنَّا يُقَالُ لَهُ الْجِدُّ بْنُ قَيْسٍ مُخْتَبِيًا تَحْتَ إِبِطِ بَعِيرِهِ))

نام جد بن قیس تھا اپنے اونٹ کی آڑ میں اس کی بغل کے نیچے چھپا ہوا پایا گیا۔

**فائدہ**: ...... نبی کریم ﷺ کے عہد میں اگر کسی سے کوئی معاہدہ ہوتا تو اس سے بیعت لی جاتی تھی، یہ بیعت اس وقت بھی لی جاتی تھی جب عورتیں ہجرت کر کے آتیں تھیں، جیسا کہ صحیح البخاری تفسیر سورۃ الممتحنہ میں ہے، علاوہ ازیں فتح مکہ والے دن بھی آپ ﷺ نے قریش کی عورتوں سے بیعت لی تھی، عورتوں سے بیعت لیتے وقت آپ ﷺ صرف زبان سے عہد لیتے تھے۔

کسی عورت کے ہاتھ کو آپ ﷺ نہیں چھوتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! بیعت لیتے وقت آپ ﷺ کے ہاتھ نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا، بیعت کرتے وقت آپ ﷺ صرف یہ فرماتے تھے کہ میں نے ان باتوں پر تجھ سے بیعت لے لی۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الممتحنه)

[1312]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَسُئِلَ عَنِ الثَّوْمِ، فَقَالَ: ((مَا كَانَ بِأَرْضِنَا يَوْمَئِذٍ ثَوْمٌ، وَإِنَّمَا الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ الْبَصَلُ وَالْكُرَّاثُ))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ثوم (لہسن) کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: اس دور میں ہمارے علاقہ میں تھوم نہیں تھا اور جس چیز سے ممانعت کی گئی وہ بھی پیاز اور (کراث) بدبودار ترکاری ہے۔

**فائدہ**: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کچا لہسن (تھوم) اور کچا پیاز یا کوئی اور بدبودار ترکاری مولی وغیرہ نہیں کھانی چاہیے، ہاں پکا کر کھا سکتے ہیں۔

[1313]...... حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى قَالَ: ثنا

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

(1312) صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهى من اكل ثوم او بصلا او كراثا، حديث: 564۔سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب اكل الثوم والبصل حديث: 3365۔سنن الكبرى للنسائى : 6687۔مسند احمد: 3/ 374۔ مسند عبد بن حميد: 1068۔صيح ابن خزيمة: 1668۔ مسند ابى يعلىٰ: 2321۔صحيح ابن حبان: 1646، 2086۔ شرح معانى الآثار للطحاوى: 4/ 240۔ معجم الصغير للطبرانى: 37۔ سنن الكبرى للبيهقى: 3/ 76۔صحيح ابى عوانة: 1/ 411۔من طريق عن ابى الزبير به۔صحيح البخارى، كتاب الاذان، باب ما جاء فى الثوم والنّيّ والبصل، حديث: 845۔من طرق عطاء به۔

(1313) صحيح، شرح معانى الآثار للطحاوى: 4/ 34۔سنن الدارقطنى: 3/ 31۔مستدرك للحاكم: 2/ 40، ⇦⇦

الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ وَضْعَ الْجَوَائِحِ بِشَيْءٍ)) قَالَ سُفْيَانُ: لَا أَحْفَظُهُ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ وَضْعَهَا، وَلَا أَحْفَظُ كَمْ ذَلِكَ الْوَضْعُ.

آفت زدہ مال کی قیمت کم کرنے کا حکم دیا ہے، سفیان نے کہا: مجھے اس حدیث میں اتنا ہی یاد ہے اور یہ معلوم نہیں کہ کمی کی مقدار کیا ہے؟

**فائدہ:** ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی نے مال فروخت کر دیا ہو، اس کی کٹائی سے پہلے آفت آجائے اور مال کو نقصان پہنچ جائے، تو اصل مالک کو چاہیے کہ کچھ مال یا کچھ پیسے چھوڑ دے، اسلام انسانیت کا ہمدرد دین ہے، کسی کو ایذا نہیں دیتا۔

[**1314**]...... حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى قَالَ: ثنا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، بِمِثْلِهِ

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، وہ سفیان سے، وہ حمید بن قیس سے، وہ سلیمان بن عتیق سے، وہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل حدیث سابق کے روایت کرتے ہیں۔

[**1315**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا حُمَيْدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ))،

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالہا سال پہلے کسی چیز کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک فصل کی کئی سال کے لیے بیع کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ درمیان میں فصل پر مختلف آفتیں آتی رہتی ہیں، کبھی سیلاب تو کبھی بیماری آجاتی ہے، اس لیے اسلام کئی سالوں کی بیع سے

---

⇦⇦ 41ـ سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 306ـ وانظر الحديث الآتى۔

(1314) صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب كراء الارض، حديث: 11/ 1536ـسنن ابى داود، كتاب البيوع، باب فى بيع السنين، حديث: 3374ـ سنن النسائى، كتاب البيوع، حديث: 4533ـسنن ابن ماجه، كتاب التجارات، بـاب بيـع الثمار سنين والجائحة، حديث: 2218ـمسند احمد: 3/ 309ـمسند الشافعى: 2/ 152ـ المنتقى لابن الجارود: 640ـمسند ابى يعلٰى: 2132ـ مستدرك للحاكم: 2/ 40ـسنن الكبرى للبيهقى: 5/ 306ـ

(1315) مصنف ابن ابى شيبة: 7/ 320ـصحيح ابن حبان: 4995ـمسند ابى يعلٰى: 1844ـ سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 302 و انظر تخريج الحديث السابق.

روکتا ہے، اور اسلام امن چاہتا ہے، بلکہ ہر سال فصل کو بیچنا چاہیے۔

[1316]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، وہ سفیان سے، وہ ابوزبیر سے، وہ جابر سے، وہ نبی کریم ﷺ سے مثل اس کے حدیث بیان کرتے ہیں۔

[1317]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدُوا، فَتَوْرٌ مِنْ حِجَارَةٍ))

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ بنایا جاتا تھا، اگر مشکیزہ نہ ملتا تو فتور نامی پتھر کے برتن میں تیار کیا جاتا تھا۔

فائدہ: ......نبیذ ہر اس برتن میں تیار کرنا درست ہے جو میسر آ جائے۔

[1318]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ: ((اعْلِفْهُ النَّاضِحَ))

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجام (پچھنے لگانے) کی اجرت اونٹوں کو کھلانے کے بارے میں فرمایا: تم اونٹوں کو کھلا دو۔

فائدہ: ...... پچھنے لگانے کی اجرت نہیں لینی چاہیے، اس حدیث میں ہے کہ اگر کوئی اجرت دے تو اونٹوں کو کھلا دی جائے، لیکن پیچھے حدیث گزر چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود سینگی (پچھنے) لگانے والے کو اجرت دی تھی۔

[1319]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ،

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے

(1316) صحيح، مسند الشافعي: 2/ 145۔ سنن الدارقطني: 3/ 31 وانظر الحديث السابق: 1314.

(1317) صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب النهى عن الانتباذ فى المزفت والدباء، حديث: 1999۔سنن ابى داود، كتاب الاشربة، باب فى الاوعية، حديث: 3702۔سنن النسائى، كتاب الاشربة، باب الاذن فى الانتباذ الذى خصها، حديث: 565، 5651۔سنن ابن ماجه، كتاب الاشربة، باب صفة النبيذ وشربه، حديث: 3400۔ مسند احمد: 3/ 307۔سنن الدارمى: 2113۔مسند الشافعى: 2/ 95۔ صحيح ابن حبان: 5413۔شرح السنة للبغوى: 3029۔ مسند الطيالسى: 1751۔مسند ابى يعلٰى: 1769۔

(1318) صحيح، مسند احمد: 3/ 307۔مسند ابى يعلٰى: 2114۔شرح معانى الآثار للطحاوى: 4/ 130۔

(1319) صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، حديث: 113/ 715۔ سنن النسائى، كتاب البيوع، باب البيع يكون فيه الشرط، حديث: 4644۔مسند عبد بن حميد: 1069۔شرح مشكل الآثار للطحاوى: 4411۔ من طريق ابى الزبير به۔صحيح البخارى كتاب الشروط، باب اذا اشترط البائع ظهر الدابة، حديث: 2718۔ سنن الترمذى: 1253۔مسند احمد: 3/ 299۔مسند ابى يعلٰى: 2124۔من طريق عامر الشعبى عن جابر۔

عَـنْ أَبِـى الـزُّبَيْـرِ ، عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَدْرَكَنِي ، وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ لَنَا كَأَنَّهُ يَقُولُ: بَطِيءٌ ، فَقُلْتُ: وَالَهْفَ أُمَّاهُ ، مَا يَـزَالُ لَـنَـا نَـاضِحُ سُوءٍ ، ((فَحَرَسَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِـعُـودٍ مَعَهُ ، أَوْ مِحْجَنٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ ، وَمَا يَكَادُ يَتَقَدَّمُهُ شَيْءٌ))

ساتھ تھا اور میں ایک اونٹ پر سوار تھا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ پیچھے سے آ پہنچے، گویا وہ یہ کہتے کہ وہ اونٹ بہت آہستہ آہستہ چلنے والا تھا اور ہمارے پاس یہ ردی اونٹ ہی تھا، پس نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ کی چھڑی وغیرہ یا کسی چیز سے اس کو چھودیا تو وہ اتنا تیز چلنے لگا کہ کوئی چیز اس سے آگے نہیں نکل سکتی تھی۔

**فائدہ**: ......اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا ذکر ہے کہ آہستہ آہستہ چلنے والے اونٹ کو آپ نے اپنی چھڑی لگائی تو وہ بہت تیز چلنے لگا، حتیٰ کہ سب سے آگے نکل گیا۔

[**1320**]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، عَـنْ أَبِـى الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُـولَ الـلّٰـهِ ، رَأَيْـتُ فِـى الْـمَنَامِ كَأَنَّ عُنُقِي ضُـرِبَـتْ ، فَـقَـالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِـمَ يُـحَدِّثُ أَحَدُكُمْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهِ؟))

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا میری گردن مار دی گئی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھ شیطان کے کھیلنے کو کیوں بیان کرتا ہے؟

**فائدہ**: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شیطانی خوابوں کو آگے بیان نہیں کرنا چاہیے، صرف اچھے خواب بیان کرنا درست ہے، صرف تعبیر اس سے معلوم کرنی چاہیے جو اللہ سے ڈرنے والا ہو اور اہل علم ہو، ہر کسی سے نہیں۔

[**1321**]...... حَـدَّثَـنَـا بِشْـرُ بْـنُ مُوسَى ، ثنـا الْـحُـمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ ،

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرا قرض بھی مجھے دیا اور مجھے زیادہ

(1320) صحيح مسلم ، كتاب الرؤيا ، باب لا يخبر يتلعب الشيطان به فى المنام ، حديث: 2268۔سنن ابن ماجه ، كتاب تعبير الرؤيا ، باب من لعب به الشيطان فى منامه فلا يحدث به الناس ، حديث: 3913۔عمل اليوم والليلة للنسائى: 912۔مسند احمد: 3/ 307 ، 350۔ مصنف ابن ابى شيبة: 11/ 54۔مسند ابى يعلىٰ: 1840۔صحيح ابن حبان: 6056۔مستدرك للحاكم: 4/ 392۔

(1321) صحيح مسلم ، كتاب الاستقراض ، باب حسن القضاء ، حديث: 2394۔صحيح مسلم ، كتاب المساقاة ، باب بيع البعير واستثناء ركوبه ، حديث: 112/ 517 ، 113/ 517۔ سنن ابى داود ، كتاب البيوع ، باب فى حسن القضاء ، حديث: 3247۔سنن النسائى ، كتاب البيوع ، باب الزيادة فى الوزن ، حديث: 4595۔مسند احمد: 3/ 302۔ سنن الدارمى: 2587۔مصنف عبدالرزاق: 15359۔ مسند عبد بن حميد: 1099۔سنن الكبرى للبيهقى: 5/ 351۔

عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ((قَضَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَزَادَنِي))

بھی دیا۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قرض واپس دینا چاہیے، اور بطور تحفہ کچھ زیادہ دینا چاہیے، جو زیادہ دیا گیا ہے وہ سود نہیں ہے، ہاں اگر وہ قرض دیتے وقت مطالبہ کرے تو یہ سود ہے۔

[1322]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((أُذِّنَ فِي النَّاسِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُرِيدُ الْحَجَّ، فَامْتَلَأَتِ الْمَدِينَةُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي زَمَانِ الْحَجِّ، وَفِي حِينِ الْحَجِّ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ مِنْهَا، وَأَهَلَّ النَّاسُ مَعَهُ))

جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ حج کا ارادہ کرتے ہیں، تو لوگوں سے مدینہ منورہ بھر گیا، رسول اللہ ﷺ حج کے زمانہ میں بوقت حج نکلے، جب مقام بیدا پر پہنچے تو آپ نے اسی جگہ سے حج کی نیت کی اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ نیت کی۔

**فائدہ:** ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حج کا احرام باندھتے وقت حج کی نیت کرنی چاہیے۔

شیخ عمرو بن عبد المنعم حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حج اور عمرے کی لبیک کہنا ہی زبانی نیت کا جواز ہے، حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے، نیت تو صرف ارادے کو کہتے ہیں، جیسا کہ گزر چکا ہے، بلند آواز سے لبیک کہا جاتا ہے، وہ نماز کے تکبیر تحریمہ کے قائم مقام ہے، اور کوئی عقل مند آدمی تکبیر کو نماز کی نیت نہیں کہتا، اور وضو پر بسم اللہ کو وضو کی نیت نہیں کہتا۔''

امام ابن رجب نے کہا ہے کہ ''ان مسائل میں ہمیں نہ سلف صالحین سے کوئی ثبوت ملا ہے، اور نہ کسی امام سے'' پھر مزید کہتے ہیں کہ ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح ثابت ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو احرام باندھتے وقت یہ کہتے سنا کہ اے اللہ! میں حج اور عمرے کا ارادہ کرتا ہوں، تو انھوں نے کہا: کیا تو لوگوں کو بتا رہا ہے؟ کیا تیرے دل میں جو ہے، اس سے اللہ تعالیٰ باخبر نہیں ہیں۔ (جامع العلوم والحکم، ص: 40) یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ حج اور عمرے میں

---

(1322) صحيح، سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ما جاء فى اى موضع احرم النبى صلى الله عليه وسلم، حديث: 817۔ سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، باب ترك التسمية عند الاهلال، حديث: 2741۔صحيح ابن خزيمة: 2603۔ وهو قطعة من حديث جابر الطويل تقدم ذكره برقم: 1301 .

لفظی نیت جائز نہیں ہے، جو اسے ضروری سمجھتے ہیں اور خواہ مخواہ اس پر زور دیتے ہیں تو انھوں نے ایسی بدعت ایجاد کی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ (عبادات میں بدعات،ص: 214)

[1323]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْـنِ عَبْـدِ اللّٰهِ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْـمَـدِيـنَةِ صَـائِمًا حَتَّى إِذَا كَانَ بِكُرَاعِ الْغَمِيمِ رَفَـعَ إِنَـاءً، فَـوَضَـعَـهُ عَـلَى كَفِّهِ، وَهُوَ عَلَى الـرَّحْـلِ، فَـحَبَسَ مَنْ بَيْنَ يَدَيْهِ، حَتَّى أَدْرَكَهُ مَـنْ خَـلْفَهُ، ثُمَّ شَرِبَ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، ثُمَّ بَلَغَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَنَّ نَاسًا صَامُوا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أُولَئِكَ الْعُصَاةُ))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے بحالت روزہ نکلے تھے یہاں تک کہ جب مقام کراع الغمیم پر پہنچے تو آپ نے برتن اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور اپنی سواری پر سوار رہتے ہوئے آگے جانے سے ٹھہر گئے، یہاں تک کہ پیچھے آنے والے سب پہنچ گئے، پھر آپ نے وہ مشروب نوش فرمایا اور لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے تھے، اس کے بعد آپ کو اطلاع ملی کہ کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نافرمان ہیں۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں روزے کا اختیار ہے، اگر کوئی چھوڑنا چاہے تو چھوڑ سکتا ہے، بعض موقعوں پر سفر مشکل اور پُر کٹھن ہوتا ہے، امیر سفر، سفر کی نوعیت کا لحاظ رکھتے ہوئے تمام مسافروں کو بھی روزہ افطار کرنے کا حکم دے سکتا ہے۔

[1324]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَـالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَـنْ جَـابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ،

جابر بن عبداللہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیادہ کا انتظار نہ کرو اور تعمیر نہ کرو، جو انتظار کرے گا یا تعمیرات بنائے گا تو یہ میراث چھوڑنے کا راستہ ہے۔

---

(1323) صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب جواز الفطر والصوم فى شهر رمضان للمسافر، حديث: 1114۔سنن الترمذى، كتاب الصوم، باب ما جاء فى كراهية الصوم فى السفر، حديث: 710۔سنن النسائى، كتاب الصيام، باب ذكر اسم الرجل، حديث: 2265۔صحيح ابن خزيمة: 2019۔صحيح ابن حبان: 2706۔مسند الطيالسى: 1667۔ مسند الشافعى: 1/ 268۔مسند ابى يعلٰى: 1880۔ مصنف عبدالرزاق: 4474۔سنن الكبرى للبيهقى: 4/ 241۔

(1324) صحيح، سنن ابى داود، كتاب الاجارة، باب من قال فيه ولعقبه، حديث: 3556۔سنن النسائى، كتاب العمرى، باب ذكر الاختلاف الفاظ الناقلين لخبر جابر فى العمرى، حديث: 3762۔معرفة السنن والآثار للبيهقى: 9/ 57، 68۔ سنن الكبرى للبيهقى: 6/ 175۔شرح معانى الآثار للطحاوى: 2/ 248۔صحيح ابن حبان: 5127۔مسند الشافعى: 2/ 168۔شرح السنة للبغوى: 2198۔

قَالَ: ((لَا تُرْقِبُوا وَلَا تُعْمِرُوا، فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا أَوْ أَعْمَرَهُ فَهُوَ سَبِيلُ الْمِيرَاثِ))

[1325]...... حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى، ثنا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ مَاتَ الْيَوْمَ عَبْدٌ صَالِحٌ، فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَى أَصْحَمَةَ))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب نجاشی فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج ایک نیک بندہ فوت ہوا ہے، تو تم اٹھو اور اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھو۔

[1326]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُخَابَرَةِ، وَأَنْ لَا يُبَاعَ التَّمْرُ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَأَنْ لَا يُبَاعَ إِلَّا بِالدِّينَارِ، أَوِ الدِّرْهَمِ، إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا)) وَالْمُخَابَرَةِ: كَرْيُ الْأَرْضِ عَلَى

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے منع کیا بیع مزابنہ، بیع محاقلہ اور بیع مخابرہ سے، اور منع کیا کھجوروں کو پک کر تیار ہونے سے پہلے ہی فروخت کرنے سے، اور منع کیا کہ کھجور فروخت کی جائے مگر دینار یا درہم کے بدلے میں مگر عرایا میں اجازت دی ہے، بیع مخابرہ یہ ہے کہ زمین کو تیسرے یا چوتھے حصے پر دیا جائے، محاقلہ یہ کہ خوشے میں پڑی گندم کو گندم کے بدلے فروخت کیا جائے اور مزابنہ یہ

(1325) صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب الصفوف علی الجنازة، حديث: 1320۔صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فی التكبير علی الجنازة، حديث: 952۔سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب الصفوف علی الجنازة، حديث: 1972۔ سنن الكبری للنسائی: 8205۔ مسند احمد: 3/ 295۔مصنف عبدالرزاق: 6406۔سنن الكبری للبيهقی: 4/ 29۔من طريق ابن جريج بهذاالاسناد۔مسند ابی يعلٰی: 2118۔ صحيح ابن حبان: 3099۔تاريخ بغداد: 10/ 195۔من طريق ابی الزبير عن جابر بن عبداللّٰه۔

(1326) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب بيع الثمر علی رؤوس النخل، حديث: 2189۔صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب النهی عن المحاقلة والمزابنة، حديث: 81/ 1536۔ سنن ابی داود، كتاب البيوع، باب فی بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها، حديث: 3373۔ سنن النسائی، كتاب البيوع، باب بيع الثمر قبل ان يبدو صلاحه، حديث: 4527۔ سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب النهی عن بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها، حديث: 2216۔مسند احمد: 3/ 360۔مصنف ابن ابی شيبة: 7/ 129۔مسند ابی يعلٰی: 1845۔شرح معانی الآثار للطحاوی: 4/ 29۔سنن الكبری للبيهقی: 5/ 307۔شرح السنة للبغوی: 2071۔

الثُّلُثِ وَالرُّبْعِ ، وَالْمُحَاقَلَةُ: بَيْعُ السُّنْبُلِ بِالْحِنْطَةِ ، وَالْمُزَابَنَةُ: بَيْعُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ

ہے کہ کھجور کو کھجور کے بدلے فروخت کیا جائے۔

**فائدہ** : ......اس حدیث میں بیوع کی بعض قسموں کا بیان ہے،اب بہت زیادہ جدید معاشی مسائل کھڑے ہو چکے ہیں، بیوع اور سود کے نام تبدیل کر دیے گئے ہیں، بہت زیادہ کم پڑھے لکھے لوگ حرام کاروبار میں پھنس چکے ہیں،ان پر تفصیلی کام کرنے کی اشد ضرورت ہے،اللہ تعالیٰ وقت اور صحت میں برکت ڈالے،اس موضوع پر مستقل ''اہم جدید معاشی مسائل'' کے عنوان سے کتاب لکھی جائے گی،ان شاء اللہ۔

[1327]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ: قَدِمْنَا مَكَّةَ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ ، مَا صَنَعْتُ الَّذِي صَنَعْتُ)) ، قَالَ: ((وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُحِلُّوا)) ، فَقَالُوا: حِلُّ مَاذَا؟ قَالَ: ((الْحِلُّ كُلُّ الْحِلِّ ، دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))

جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ذو الحجہ کی چار تاریخ کی صبح کو مکہ پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا جو بعد میں معلوم ہوا ہے تو میں وہ نہ کرتا جو میں نے کیا ہے،تم احرام کھول دو،لوگوں نے کہا: کیسا کھولنا؟ آپ نے فرمایا: پوری طرح کھولنا،عمرہ تا قیامت حج میں داخل ہے۔

**فائدہ** : ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی عذر کی وجہ سے حج کی نیت تبدیل کی جا سکتی ہے، نبی کریم ﷺ امور غیب نہیں جانتے تھے،اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے،''الحل کل الحل'' سے مراد ہے کہ تم پر تمھاری بیویاں بھی حلال ہوگئی ہیں،احرام کی وجہ سے جو چیزیں تم پر حرام تھیں،وہ تمام کی تمام حلال ہوگئی ہیں،''عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے'' سے مراد حج تمتع اور حج قران ہے،کیونکہ ان دونوں صورتوں میں حج کے ساتھ عمرہ بھی ادا کیا جاتا ہے،اور حج افراد میں صرف حج ہوتا ہے۔

(1327) صحيح البخاری ، كتاب الشركة ، باب الاشراك فی الهدی والبدن ، حديث: 2505، 2506- صحيح مسلم ، كتاب الحج ، باب بيان وجوه الاحرام ، حديث: 1216-سنن ابی داود ، كتاب المناسك فی افراد الحج ، حديث: 1781- سنن ابن ماجه ، كتاب المناسك ، باب فسخ الحج ، حديث: 2980-سنن النسائی ، كتاب مناسك الحج ، باب اباحة فسخ الحج بعمرة ، حديث: 2807- مسند احمد: 3/ 317- صحيح ابن خزيمة: 2786-مسند الشافعی : 1/ 373- صحيح ابن حبان: 3791-سنن الكبری للبيهقی: 5/ 18 ، 19-شرح السنة للبغوی: 1872- الروايات مطولة ومختصرة۔

[1328]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: زَنَى رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ فَدَكٍ، فَكَتَبَ أَهْلُ فَدَكٍ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ، أَنْ سَلُوا مُحَمَّدًا عَنْ ذَلِكَ، فَإِنْ أَمَرَكُمْ بِالْجَلْدِ، فَخُذُوهُ عَنْهُ، وَإِنْ أَمَرَكُمْ بِالرَّجْمِ، فَلَا تَأْخُذُوهُ عَنْهُ، فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: ((أَرْسِلُوا إِلَيَّ أَعْلَمَ رَجُلَيْنِ فِيكُمْ))، فَجَاءُوا بِرَجُلٍ أَعْوَرَ يُقَالُ لَهُ ابْنُ صُورِيَّا، وَآخَرَ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْتُمَا أَعْلَمُ مَنْ قِبَلَكُمَا؟))، فَقَالَا: قَدْ نَحَّانَا قَوْمُنَا لِذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُمَا: ((أَلَيْسَ عِنْدَكُمَا التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللّٰهِ تَعَالَى؟))، قَالَا: بَلَى، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَأُنْشِدُكُمْ بِالَّذِي فَلَقَ الْبَحْرَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ، وَظَلَّلَ عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ، وَأَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ، وَأَنْزَلَ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ مِنْ شَأْنِ الرَّجْمِ؟))، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: مَا نُشِدْتُ بِمِثْلِهِ قَطُّ، ثُمَّ قَالَا: نَجِدُ تَرْدَادَ النَّظَرِ زَنْيَةً، وَالِاعْتِنَاقَ زَنْيَةً، وَالْقُبَلُ زَنْيَةً، فَإِذَا أَشْهَدَ أَرْبَعَةً أَنَّهُمْ رَأَوْهُ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اہل فدک کے ایک آدمی نے زنا کیا، تو فدک کے لوگوں نے مدینہ کے رہنے والے یہودیوں کو لکھا کہ محمد سے سوال کرو، اگر وہ درے لگانے کا حکم دیں تو ان کی بات قبول کرلو، اور اگر وہ رجم کرنے کا حکم دیں تو قبول نہ کرو، تو یہود نے آپ سے سوال کیا، آپ نے فرمایا: دو آدمی جو تم میں سے زیادہ ذی علم ہوں، ان کو میرے پاس روانہ کرو، تو وہ ایک بھینگا آدمی لائے جس کو ابن صوریا کہتے تھے اور ایک دوسرا آدمی بھی لائے، پس رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا: جو لوگ تم سے پہلے میرے پاس آئے تھے، کیا تم ان سے زیادہ ذی علم ہو؟ تو انھوں نے کہا: ہماری قوم کا خیال یہی ہے، پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم دونوں کے پاس تورات موجود ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا حکم درج ہو؟ دونوں نے کہا: ہاں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تمھیں اس ذات حق کو یاد کراتا ہوں جس نے بنی اسرائیل کے لیے سمندر کو ٹکڑے کیا تھا اور تم پر بادلوں کا سایہ کیا تھا اور تمھیں آل فرعون سے نجات دی تھی اور جس نے بنی اسرائیل پر من اور سلوٰی اُتارا تھا، کیا تورات میں رجم کا ذکر ہے؟ تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو کہا: اس جیسی قسم مجھے کبھی نہیں دی گئی، پھر ان دونوں نے کہا: ہمیں تورات میں یہ ملتا ہے، بار بار دیکھنا زنا ہے، گلے لگنا زنا ہے، بوسہ لینا زنا ہے اور جب

(1328) اسناده ضعيف ، مجالد بن سعید راوی ضعیف ہے۔ سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فی رجم اليهوديين، حديث: 4452۔ سنن ابن ماجه، كتاب الاحكام، باب بما يستحلف اهل الكتاب، حديث: 2328۔ مسند ابی یعلٰی: 1928۔ مسند احمد: 3/ 321۔ مصنف عبدالرزاق: 13333۔ الروايات مطولة ومختصرة۔

يُبْدِي وَيُعِيدُ كَمَا يَدْخُلُ الْمِيلُ فِي الْمُكْحَلَةِ، فَقَدْ وَجَبَ الرَّجْمُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هُوَ ذَاكَ فَأَمَرَ بِهِ))، فَرُجِمَ، فَنَزَلَتْ: ﴿فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾ الْآيَةَ

چار آدمی گواہی دیں کہ انھوں نے زانی کو دیکھا ہے کہ وہ نکالتا اور داخل کرتا ہے جیسے کہ سلائی کو سرمہ دانی میں داخل کیا جاتا ہے، تو رجم واجب ہو جاتا ہے، پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ حکم ہے، پس آپ نے حکم دیا اور زانی کو رجم کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی: پس اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیں، یا تو ان سے منہ پھیر لیں اور اگر آپ ان سے منہ پھیر لیں گے تو وہ ہرگز آپ کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچائیں گے اور اگر آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو عدل کے ساتھ فیصلہ کریں، آخر آیت تک۔

**فائدہ**:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہودی بھی اپنے بعض مسائل رسول اللہ ﷺ سے حل کرواتے تھے، اور اپنا منصف نبی کریم ﷺ کو مقرر کرتے تھے، لیکن بعض اوقات اپنے مطلب کے ناکام فتویٰ کی کوشش کرتے تھے، لیکن آپ ﷺ قرآن وحدیث کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔

جب بھی کسی فریق مخالف سے بات کرنی ہو تو ان کے اہل علم سے بات کرنی چاہیے، نہ کہ جاہل سے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جاہلوں سے اعراض کرنے کا حکم دیا ہے۔ (الاعراف: 199)

یہودی ایک ناکام سازش کے تحت آپ ﷺ کی عدالت مبارکہ میں فیصلہ لے کر آتے تھے، لیکن آپ نے انھی کی کتاب سے اور انھی کے اہل علم کی زبانی اقرار کروایا اور شادی شدہ زانی کو رجم کیا گیا۔

یہاں سے ایک اہم اصول مناظرہ سمجھ میں آتا ہے کہ فریق مخالف کی کتاب سے ہی وہ بات ثابت کی جائے، پھر اس بات کا فریق مخالف کے اہل علم سے اقرار کروایا جائے، یہ سب سے مؤثر ترین مناظرہ ہوتا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام ہمیشہ انصاف کے ساتھ ہی فیصلہ کرتے تھے۔

[**1329**]...... حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى، ثنا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ﴾ [المائدة: 41]، ((يَهُودُ الْمَدِينَةِ))، ﴿سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سمعون للکذب (جھوٹ بولنے کے لیے سننے والے) یہود مدینہ ہیں، سمعون لقوم آخرین (دوسری قوم کے لیے سننے اور جاسوسی کرنے والے) اہل فدک ہیں، ''لم یاتوك یحرفون الکلم عن مواضعه'' (جو تیرے پاس نہیں آئے، وہ

(1329) صحیح، تفسیر ابن جریر: 6/ 237۔تفسیر ابن ابی حاتم: 4/ 1130، 1131۔تفسیر درمنثور: 3/ 75۔

آخَرِينَ﴾ [المائدة: 41] ((أَهْلُ فَدَكٍ)) ﴿لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ﴾ [المائدة: 41]، أَهْلُ فَدَكٍ، يَقُولُونَ: إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا الْجَلْدَ فَخُذُوهُ، وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ، فَاحْذَرُوا الرَّجْمَ

کلمات کو اصل جگہ سے تبدیل کرتے ہیں) اہل فدک ہیں، "يَقُولُونَ: إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا الْجَلْدَ فَخُذُوهُ، وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ، فَاحْذَرُوا الرَّجْمَ" (وہ کہتے ہیں: اگر تمھیں یہ دیا جائے) مراد کوڑے مارنا ہے (تو لے لو اور اگر یہ نہ دیا جائے تو بچو) رجم سے۔

[1330]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا مُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((رَأَيْتُنِي الْبَارِحَةَ كَأَنَّ رَجُلًا أَلْقَمَنِي كُتْلَةَ تَمْرٍ، فَعَجَمْتُهَا، فَوَجَدْتُ فِيهَا نَوَاةً، فَآذَتْنِي فَلَفِظْتُهَا، ثُمَّ أَلْقَمَنِي كُتْلَةً، فَمِثْلُ ذَلِكَ، ثُمَّ أُخْرَى، فَمِثْلُ ذَلِكَ))، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضی اللہ عنہ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، دَعْنِي أَعْبُرْهَا، قَالَ: ((اعْبُرْهَا))، قَالَ: هُوَ الْجَيْشُ الَّذِي بَعَثْتَ يُسْلِمُهُمُ اللّٰهُ، وَيَغْنِمُهُمُ اللّٰهُ، ثُمَّ يَلْقَوْنَ رَجُلًا، فَيُنْشِدُهُمْ ذِمَّتَكَ، فَيَدَعُونَهُ، ثُمَّ يَلْقَوْنَ آخَرَ، فَيُنْشِدُهُمْ ذِمَّتَكَ، فَيَدَعُونَهُ، ثُمَّ يَلْقَوْنَ آخَرَ، فَيُنْشِدُهُمْ ذِمَّتَكَ، فَيَدَعُونَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَذَلِكَ قَالَ الْمَلَكُ يَا أَبَا بَكْرٍ))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے آج رات اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک آدمی نے مجھے کھجور دیے تو میں نے وہ چبائے اور ان میں گٹھلیاں تھیں جو مجھے ایذا دیتی تھیں، تو میں نے وہ منہ سے نکال کر پھینک دیں، پھر مجھے کھجور دیں تو وہ بھی اسی کی مثل تھیں، پھر مجھے اور دی گئیں تو وہ بھی ان ہی کی مثل تھیں، تو ابوبکر صدیق نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! اجازت ہو تو میں تعبیر کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تعبیر کر، انھوں نے کہا: وہ ایک فوج ہے جو آپ روانہ کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے گا اور غنیمت عطا کرے گا، پھر وہ ایک آدمی سے ملاقات کریں گے، تو وہ ان کو آپ کا معاہدہ یاد کرائے گا، تو وہ اس کو آزاد کر دیں گے اور ایک دوسرے سے ملیں گے تو وہ بھی آپ کا وعدہ یاد کرائے گا، تو وہ اس کو بھی آزاد کر دیں گے، پھر وہ ایک تیسرے کو پکڑیں گے تو وہ بھی آپ کا معاہدہ یاد کرائے گا، سو وہ اس کو بھی آزاد کر دیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! فرشتے نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ (ذلك فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء)

فائدہ: ...... اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے ایک خواب کا ذکر ہے، انبیاء کے خواب بھی وحی ہوتے

(1330) اسناده ضعيف، مجالد بن سعید راوی ضعیف ہے۔ مسند احمد: 3/ 399۔ سنن الدارمی: 2168۔

ہیں، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خوابوں کی تعبیر کے ماہر تھے۔

[1331]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، ثنا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ نُبَيْحًا الْعَنَزِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: ((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَطْرُقَ النِّسَاءَ لَيْلًا)) ثُمَّ طَرَقْنَاهُنَّ بَعْدُ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (سفر سے لوٹ کر بے خبری میں) رات کو عورتوں کے پاس آنے سے منع فرمایا ہے، (راوی نے کہا:) بعد ازاں ہم آتے رہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خاوند اگر سفر پر ہوتو اچانک رات کو بیوی کے پاس نہ آئے، اس سے یہ بات مستثنیٰ ہے کہ اگر خاوند نے اپنے گھر اطلاع دی ہو کہ وہ رات کو 10 بجے گھر پہنچ جائے تو اطلاع کے ساتھ رات کو گھر میں آنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کی حکمت بھی بعض احادیث میں بیان ہوئی ہے کہ بیوی خاوند کے گھر آنے سے پہلے اپنی اور اپنے گھر کی صفائی وغیرہ کر لے، اور خاوند اس سے کسی طرح بھی متنفر نہ ہو، سبحان اللہ۔ دین اسلام کس قدر مقدس دین ہے کہ جس پر عمل کرنے سے الفت ومحبت قائم ودائم ہی نہیں رہتی بلکہ مسلسل بڑھتی رہتی ہے۔

[1332]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ نُبَيْحًا الْعَنَزِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُوْلُ: ((أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْقَتْلَى قَتْلَى أُحُدٍ، أَنْ يُرَدُّوْا إِلَى مَضَاجِعِهِمْ مَنْ نُقِلَ مِنْهُمْ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے شہداء کے متعلق حکم دیا کہ جنہیں مدینہ منورہ منتقل کیا گیا ہے انہیں واپس ان کی جائے شہادت کی طرف لوٹایا جائے۔

(1331) صحيح، سنن الترمذى، كتاب الاستئذان، باب فى كراهية طروق الرجل اهله ليلا، حديث: 2712۔ مسند احمد: 3/ 308۔ مسند ابى يعلٰى: 1843۔مسند الطيالسى: 1768۔مصنف ابن ابى شيبة: 12/ 523۔صحيح ابن حبان: 2713۔ من طريق الاسود بن قيس بهذاالاسناد۔صحيح البخارى، كتاب النكاح، باب تستعد المغيبة وتمتشط الشعثة، حديث: 5247۔ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب كراهية الطروق، حديث: 181/ 715۔سنن ابى داود: 2778۔ من طريق عامر الشعبى عن جابر رضی اللہ عنہ .

(1332) سنن ابى داود، كتاب الجنائز، باب فى الميت يحمل من ارض الى ارض، حديث: 3165۔سنن الترمذى، كتاب الجهاد، باب ما جاء فى دفن القتيل فى مقتله، حديث: 1717۔سنن النسائى، كتاب الجنائز، باب اين يدفن الشهيد، حديث: 2006۔سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء فى الصلاة على الشهداء ودفنهم، حديث: 1516۔مسند احمد: 3/ 308۔سنن الدارمى: 46۔ المنتقى لابن الجارود: 553۔ مسند ابى يعلٰى: 1742۔ مسند الطيالسى: 1780۔صحيح ابن حبان: 3183۔

[1333]...... حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى قَالَ: ثنا الْحُمَيْدِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَمِّعٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا أَكَلْتُمْ هَذِهِ الْخَضِرَةَ، فَلَا تُجَالِسُونَا فِي الْمَجْلِسِ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ النَّاسُ))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم یہ (بدبودار) سبزی کھاؤ، تو ہماری مجلس میں نہ آؤ، کیونکہ فرشتے اس چیز سے ایذا پاتے ہیں جس سے انسانوں کو ایذا پہنچتی ہو۔

[1334]...... حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: وَكَانَ خَيْرًا مِنْ أَبِيهِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالُوا لِرَجُلٍ: تَعَرَّفْ عَلَيْنَا، قَالَ: إِنَّمَا عِرِّيفُكُمْ الْأَهْيَسُ، الْأَلْيَسُ، الْأَطْلَسُ، الْمُكِدُّ، الْمِلْحَسُ، الَّذِي إِذَا قِيلَ لَهُ: هَا، انْتَهَشَ، وَإِذَا قِيلَ لَهُ: هَاتِ، حَبَسَ

شعبی نے کہا: لوگوں نے ایک آدمی کو کہا: تو ہمارا سردار اور نقیب بن جا، تو اس نے کہا: یقینی بات یہ ہے کہ تمھارا سردار وہ ہے جو زیرک، آنے جانے والا، گرد آلود، محنتی اور حریص ہو، وہ جس کو کہا جائے کہ یہ لو تو اٹھ کھڑا ہو اور جب کہا جائے کچھ دو، تو وہ حرکت کرنا بھی ترک کر دے۔

## اصول السنہ

**فائدہ**: ...... اس بحث میں امام حمیدی رحمہ اللہ نے اہل السنۃ والجماعۃ کے اہم اہم عقائد کا ذکر کیا ہے، بالفاظ دیگر اپنی کتاب مسند حمیدی کا آخر میں خلاصہ لکھا ہے، ساری کتاب اس خلاصے کی شرح ہے۔

عقیدہ و اعمال وہی کامیابی کی ضمانت ہیں جو قرآن وحدیث کے موافق ہوں گے، اور وہ شخص ناکام ہے جس کا عقیدہ و اعمال قرآن وحدیث کے موافق نہیں ہوں گے۔

اس کے ساتھ ہی شرح مسند حمیدی اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص سے مکمل ہوئی، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے، اور میرے لیے، میرے اساتذہ، اہل وعیال اور والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

---

(1333) صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهى من اكل ثوما او بصلا او كراثا، حديث: 564۔ السنن الكبرى للنسائى: 6687۔ مسند أحمد: 374/3 وقد تقدم تخريجه فى الحديث: 1312۔

(1334) صحيح إلى الشعبى۔ اتحاف الخيرة للبوصيرى: 4207۔ المطالب العاليه لابن حجر: 2167۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ جس نے راقم کو خدمت حدیث پر کام کرنے کی توفیق بخشی، جس میں اب تک مسند احمد کی تحقیق وتخریج کی تلخیص و مراجعت، صحیح مسلم کی شرح، سنن الترمذی کی شرح، الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح مراجعت وتصحیح شامل ہیں، صحیح ابن حبان کے ترجمہ کی مراجعت اور صحیح البخاری پر اُردو وعربی شروحات پر کام ہو رہا ہے، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے بلوغ المرام کی تحقیق وتخریج وغیرہ کا کام بھی راقم سے لیا، والحمد للہ علی ذلک۔

میں تمام بھائیوں کا خصوصی شکریہ ادا کروں گا کہ جو خدمت حدیث میں کسی بھی طرح میری معاونت کرتے رہتے ہیں، اور شاگرد خاص محمد عرفان بن الیاس گوکلوالوی کا بھی شکر گزار ہوں جو حوالہ جات کی مراجعت میں بہت زیادہ مدد کرتے ہیں۔ اسی طرح میں اپنی اہلیہ محترمہ کا بھی بے حد شکر گزار ہوں کے جنھوں نے ریسرچ پروجیکٹ کے دوران تفریغ اوقات کے معاملے میں ممکن حد تک تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

**ابن بشیر الحسینوی** (19-1-2015)

وقت: 2:10 دوپہر

## اصول السنۃ، عقائد سنت

امام حمیدی رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ انسان تقدیر پر ایمان لائے وہ خیر ہو یا شر ہو، وہ میٹھی و خوشگوار ہو یا نا گوار اور کڑوی ہو۔ اور وہ علم یقین سے جانتا ہو کہ جو بھی اس کو پیش آیا اور پہنچا ہے وہ ہرگز ٹلنے والا نہ تھا اور جو اس کو نہیں ملا وہ اس کو حاصل ہونے والا ہرگز نہیں تھا۔ اور یہ کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر سے ہیں اور ایمان نام ہے قول وعمل کا، وہ کم اور زیادہ ہوتا ہے، قول عمل کے بغیر نفع نہیں دیتا اور عمل وقول نیت کے بغیر فائدہ نہیں دیتے اور قول و فعل نیت سمیت نفع نہیں دیتے مگر سنت کے ساتھ، محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دل سے رحمت طلب کرنا، پس تحقیق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں، سو ہمیں تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان کے لیے بخشش طلب کریں تو جو شخص ان سب کو یا ان میں سے بعض کو یا کسی ایک کو گالی دے یا بدی سے یاد کرے تو وہ سنت پر قائم نہیں ہے اور ایسے آدمی کا مال غنیمت میں کوئی حق نہیں ہے۔ اس قول کی خبر بہت سے لوگوں نے دی ہے کہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے کہا ہے: اللہ تعالیٰ نے مال فے کی تقسیم اس طرح فرمائی ان فقراء مہاجرین کے لیے جو ان کے گھروں سے نکالے گئے ہیں پھر فرمایا اور ان لوگوں کے لیے ہے جو ان کے بعد آئیں گے وہ کہیں گے: اے ہمارے رب ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو، تا آخر آیت۔ پس جو صحابہ کے لیے یہ نہیں کہتا ہے تو وہ ان لوگوں میں شمار نہیں ہے جن کے لیے مال فے میں حصہ لگایا گیا ہے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے، میں نے سفیان سے سنا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے تو جو

شخص قرآن کو مخلوق کہتا ہے بدعتی ہے، اس لیے کہ یہ قول پہلے کسی نے نہ تو کہا اور نہ ہم نے کسی سے سنا ہے اور میں نے سفیان سے سنا ہے، کہا: ایمان قول وعمل کا مجموعہ ہے وہ کم ہوتا اور بڑھتا ہے تو اس کے بھائی ابراہیم بن عیینہ نے کہا: اے ابومحمد ایمان کم ہونے کی بات نہ کرو۔ تو سفیان نے غصہ کے ساتھ کہا: نابالغ لڑکے خاموش رہو، اتنا کم بھی ہوتا ہے کہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا ہے اور رؤیت باری تعالیٰ کا اقرار کرنا اور ہر اس صفت کو ماننا جو قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہے جیسا اس آیت میں ''یہود نے کہا: اللہ کا ہاتھ بند ہے بلکہ انھی کے ہاتھ بند ہیں'' تا آخر آیت اور مثلاً ''آسمان لپیٹے ہوں گے اس کے دائیں ہاتھ میں۔'' اس طرح تمام وہ صفات جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں نہ ان میں اضافہ کیا جائے نہ ان کی تفسیر وتشریح کی جائے وہاں ہی ٹھہر جائے جہاں قرآن وسنت ٹھہرے ہیں اور کہے کہ رحمٰن نے عرش پر قرار پکڑا اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے گا تو وہ ذات حق کو معطل ومہمل تسلیم کرنے والا جہنمی فرقہ سے ہوگا اور خوارج کی طرح یہ بھی نہ کہے کہ جو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا وہ کافر ہے۔ تحقیق کفر لازم ہوتا ہے ان پانچ میں سے کسی ایک کے انکار سے جن کو رسول اللہ ﷺ نے یہ کہہ کر بیان کیا ہے: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: گواہی دینا کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق سوا اللہ تعالیٰ کے اور گواہی دینا کہ تحقیق محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔ ان میں پہلے تین امور میں تاخیر کرنے والے کو مہلت نہیں دی گئی جو کلمہ شہادت نہ پڑھے اور روزہ بروقت نہ رکھے تو مجرم ہوگا اور جان بوجھ کر بروقت جو بجا نہ لائے تو اس کی اس تفریط اور زیادتی کی تلافی قضاء سے بھی نہ ہوگی اور تاخیر کرنا جرم ہی رہے گا۔ خواہ فریضہ ادا ہو جائے گا۔ اور زکاۃ جب بھی ادا کر دی بس ادا ہو جائے گی مگر روکے رکھنے کا جرم تو ہوگا اور حج جس پر فرض ہوگا تو تمام سہولتیں راستہ وغیرہ کی میسر آنے پر ادا کرنا ہوگا اور اسی سال ادا کرنا لازم نہ ہوگا جب ادا کرے گا تو ادا کرنے والا شمار ہوگا اور تاخیر کرنے پر مجرم نہ ہوگا جیسا زکاۃ کی تاخیر سے مجرم قرار پایا تھا، اس لیے کہ زکاۃ تو مسلمان غرباء کا حق ہے جو ان تک پہنچنے سے اس نے مؤخر کیا ہے اور روکے رکھا ہے تو ان تک ان کا حق وصول ہونے تک گناہ گار ہوگا۔ اور رہے گا حج تو بندے اور اس کے رب کے درمیان کا معاملہ ہے جب ادا کیا ادا ہوا اور جس نے طاقت واستطاعت ہوتے ہوئے حج ادا نہ کیا اور فوت ہو گیا تو مرنے کے بعد وہ دنیا میں لوٹنے کا سوال کرے گا تاکہ وہ حج کرے اور اس کے ورثاء پر لازم ہوگا کہ وہ اس کی طرف سے حج کریں اور امید ہے کہ اس کی طرف سے ادا ہو جائے گا جیسا کہ اس کا قرض ادا کیا جائے اس کے مرنے کے بعد۔ (رسالہ اصول السنہ)